بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت قمری نو رس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم فخر جمشیدی

جلد دوم

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مرحوم متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپی طبع ہوا

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران۔ جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہی	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین نے دربارون مین داستان گویون کے ذریعہ سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ شہو نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہوجائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی۔

نام کتاب	قیمت
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول۔	عہ/ ۲
۲ ” جلد دوم۔	عہ/ ۲
۳۔ ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد سوم جدید الطبع۔	عصہ/
۴۔ کوچک باختر۔	عہ/ ۲
۵۔ بالا باختر۔	عہ/ ۲
۶۔ ایرج نامہ جلد اول۔	عہ/ ۲
۷۔ ” جلد دوم۔	عہ/ ۲
۸۔ طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عہ/
۹ ” جلد دوم۔	عہ/
۱۰۔ ” جلد سوم۔	عہ/
۱۱۔ ” جلد چہارم۔	سے/
۱۲۔ ” جلد پنجم کا حصہ اول۔	عہ/ ۴
۱۳۔ ” حصہ دوم۔	عہ/ ۴
۱۴۔ ” جلد ششم۔	سے/ ۴

فہرست مضامین نفس کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد سوم

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد سوم

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدا سے زمان و زمین بانی بناسے اولین و آخرین کو کیا شرف ظاہر کیے چاند سورج رونق روز و شب ہر شی سے ایک مطلب اگر مہر انور برآمد ہوا تو روز روشن ہو گیا جب چاند نکلا تو رونق شب ہوئی ثوابت و سیارگان رونق آسمان ہر ستارے کو گردش ہو انتظام دنیا کی کوشش ہو باغ عالم میں یہ رنگ دکھائے رنگ رنگ کے پھول کھلائے عندلیب خوش نوا نالہ و دے گا گوش گل پہ آواز فریاد بلبل سبزہ زمرد نگار ہر پھول کی سنے طور کی بہار طائروں کی چمن میں پکار کھلا سے شگفتہ کا زیر نخل انبار بلبل کا تڑپنا ہوا کا سنکنا برق کا تڑپنا طائروں کا چہکنا عجب کیفیت ہو اے معبود تیری عجب قدرت ہو کبھی موسم خزاں پھولوں کی بربادیاں گلچین کی شادیاں صیاد و دام ہر روش گرفتاری طائران کا جوش کیا میری مجال ہو کہ ایک نکتہ حمد خدا کا لکھ سکوں وہ وحدہ لاشریک ہو ہم سب لوگوں کا یہی اعتقاد بہت ٹھیک ہو نظم

بنائے جس نے دو حرف کن سے عیاں — بہ نیرنگ پست و بلند جہان

ثنا اسے زمین و زمان ہو رہی — عزیز دل انس و جان ہو رہی

ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز — ہر اک خاطی اُسکا وہ عفو باز
وہی جسکو چاہے کرے نونہال — وہی جسکو چاہے کرے پائمال
نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر — ملے خاک کو رتبۂ سیم و زر
جسے بخت سے وہ کرے شادکام — رہے دین و دنیا میں وہ نیکنام
عجب اُسکی قدرت کے انداز ہیں — سمجھے نہیں ہیں چھپے راز ہیں
لیں آگ میں سبز گلزار ہو — کوئی باغ ہو اسکے فی النار ہو
اُسی سے ہو روشن چراغ کنشت — اُسی سے ہو رنگ بہار بہشت
وہی اپنے بھیدوں سے آگاہ ہو — جہاں دیکھو اللہ ہی اللہ ہو
بس اب نعت میں ہو طبیعت لڑی — نہ مشکل پڑی تھی مگر اب پڑی

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا شفیع امم مالک حدوث و قدم یعنی جناب محمد مصطفیٰ شفیع روز جزا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

خوشا مرتبۂ جناب اشرف انبیا پروردگار عالم نے کس عظم و شان سے بالاے عرش اعظم طلب فرمایا کل پیغمبروں سے مرتبہ بڑھا یا قریب پردۂ قدرت عاشق و معشوق سے راز و نیاز ہوئے اور رحمت باز ہوے کفار قریش ہرچند کہ دشمن تھے مگر کیا کر سکتے خانہ کعبہ میں جاکر بتوں کو گرایا کفار سے کچھ نہ ہوسکا آخر اطاعت قبول کی بعض بے دین مکر سے مسلمان ہوے بعض اپنا مکر ظاہر کیا مگر پروردگار نے ہر مکر سے اُنکے اپنے حبیب کو ماہر کیا لڑائیاں فتح کیں وصی پروردگار نے جری و بہادر عطا فرمایا کہ جسکا کوئی نظیر نہ تھا جب ذوالفقار کھینچی جسم میں دشمنوں کے تھرتھری پڑگئی جس راہ سے آپ چلتے تھے وہ راستہ خوشبو ہوجاتا تھا جس کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا وہ پانی شیریں ہوگیا ابر سر پر سایہ کرتا تھا کوئی حضرت سے آگے نہ گذرتا تھا کیا معجزات ظاہر کیے ادنیٰ معجزہ یہ ہو کہ مسجد میں وعظ فرمارہے تھے کہ یکایک در مسجد پر بلا سعد الوگ بھاگنے لگے حضرت نے دریافت فرمایا

کیا ہو سب نے کہا ایک اژدرمہیب آتا ہی حضرت نے سب کو تسکین دی فرمایا کہ بیجہ خوف نہ کرو شہنشاہ جنات کا فرستادہ ہی میرے پاس مسئلہ پوچھنے آیا ہی مگر وہ لوگ کہ جنکے اعتقاد باطل تھے وہ گھبرا رہے تھے مومنان کامل مطمئن بیٹھے رہے کہ اژدہا آیا قریب آکر وہین اپنا گوش حضرت سے لگا یا حضرت نے آپکی زبان میں جوابدیا اژدہا پلٹ کر چلا گیا کل زبانوں سے آپ ماہر تھے سب حال آپ پر ظاہر تھے لوگون نے استفسار حال کیا کہ یا حضرت اژدہا کون تھا حضرت نے فرمایا کہ شاہ جنات کو ایک مسئلے کی ضرورت پڑی اسنے اپنے ایلچی کو بھیجا تھا مین نے اسکا جواب باصواب دیدیا ایسے ایسے معجزات ہزار در ہزار ہین مجھ حقیر کی کیا زبان کیا بیان مگر درود پڑھو ان آپپر اور آنکی آل پر

نظم

ہی عرش بریں مکان احمدؐ　　فردوس ہی بوستان احمدؐ
ہی قصر فلک مکان احمدؐ　　خورشید ہی تابدان احمدؐ
جبریل سے بلکہ انبیا سے　　تشبیہ ہی کسر شان احمدؐ
عاجز رہے سیکڑون قوی دست　　ہرگز نہ کھنچی کمان احمدؐ
خورشید سے ہی کہین زیادہ　　ہر ذرۂ آستان احمدؐ
ہی پایۂ عرش نام جسکا　　ہی زینۂ نردبان احمدؐ
جتنے ہین رسول سب وہ ہونگے　　محشر مین تہ نشان احمدؐ
کٹتے تھے عدو بیان سنکر　　تھی تیغ خدا زبان احمدؐ
ہم مدح کرین زبان کہان ہی　　اللہ ہی مدح خوان احمدؐ
اعجاز نما ہین سب ائمہ　　بے مثل ہی خاندان احمدؐ
اعجاز مین ہی کلیم ثانی　　ہر کودک بے زبان احمدؐ
ایمان کی ہوئی جو پہلے دعوت　　حیدر رہے میہمان احمدؐ
حیدر رہین نگین خاتم شرع　　اس نام سے ہی نشان احمدؐ
احمد ہین جو قدردان علی کے　　اللہ ہی قدردان احمدؐ

ہین کان اسیر کان یاقوت		سنتا ہون ہین داستان احمدؐ

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصیؐ احمد مختار زوج زہرا سے نامدار باب شبیر وشبر کنندۂ در خیبر زور بازوے پیغمبر قاتل عمر و وعنتر

سبحان اللہ امام برحق وصی مطلق دست زبردست کبریا وصی حبیب خدا غازی و مجاہد راکع و ساجد صاحب انواع کرامات مقبول بارگاہ خدا نیک ذات عالی درجہ والاصفات کیا کیا معجزے دکھائے کہ دشمن ہمیشہ عاجز رہے عدالت آپکی کتابون مین مرقوم ہو آپکی شجاعت کی معلوم ہو اکثر فیصلے حاکمون نے بھیجے آنکو بہ حکم خدا فیصل کر دیا بڑے بڑے پہلوانان عرب کو مارا جنگ خندق مین عمرو بن عبدود اتنا بڑا پہلوان جب خندق پھاند کر آیا لشکر مین حضرت کے غریو ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ تم مین کون ایسا ہو کہ جا کر اسکو روکے ایک صاحب نے جواب دیا حضرت یہ بڑا صاحب طاقت ہو ایک قافلے مین مین بھی تھا اور یہ بھی تھا شب کو قزاق آئے لوٹنے لگے یہ جو بیدار ہوا اسکے ہاتھ مین سپر نہ تھی اونٹ کو بجاے سپر اٹھا لیا قزاق اس طاقت کو دیکھکر بھاگ گئے مال اہل قافلہ بچا سکے مگر حضرت نے کچھ اس کلام پر اعتبار نہ کیا اور اپنے مقام سے اٹھے عرض کی یا حضرت اگر حکم ہو تو مین جا کر جان کو نثار کر دون رسول مقبول نے بسبب فرط محبت کے جواب نہ دیا پھر اصحاب سے سوال کیا سب نے سر جھکا لیے تب ہمارے حضرت نے اپنے دست حق پرست سے عمامہ سر حیدر کرار پر باندھا کل سلاح جنگ جسم حیدر کرار پر آراستہ کیے جبکہ علیؑ مرتضی نکلکر چلے اور خیمے سے نکل گئے تو حضرت نے فرمایا آج کل کفر و کل اسلام کا مقابلہ ہو مراد ارشاد حضرت یہ تھی کہ کل اسلام جناب حیدر کرار اور کل کفر وہ افسر اشرار جاتے ہی حضرت نے للکارا کہ او عمرو بن عبدود آگے نہ بڑھنا منم حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار جناب رسول خدا نے عمامہ سر سے اتارا عرض کرتے تھے ای پروردگار علیؑ کو مظفر و منصور کر تا دعا حضرت کی قبول درگاہ

رب العزت ہوئی عمرو بن عبدود دیر تک حضرت سے لڑا اور سچ کہتے ہو کہ بہتر
ضربین رد و قدح ہوئین آخر مین حضرت نے نعرہ کیا کہ او کافر ہوشیار ہو جا کہ اب
ضرب ذوالفقار پڑتی ہی یہ کہکر حضرت نے ہاتھہ مارا کہ سر عمرو بن عبدود دور جا کر
گرا تمام لشکر کفار اس طاقت کو دیکھکر بھاگا جنگ احد مین سوا اے حضرت کے
کوئی ہمراہ رکاب جناب اشرف انبیا نہ رہا حضرت امیر حمزہ اسی جنگ مین شہید
ہوئے میری کیا مجال ہی کہ ایک شمہ بھی عدالت و سخاوت و شجاعت مین لکھہ سکون
عنان قلم کو پھیرتا ہون کیا کیا صفت لکھون شاہ دلدل سوار جیسے ذوالفقار خدا نے
دی رسول مختار نے دختر عطا کی بقول شاعر نظم

عرش اعلیٰ سے سوا رفعت بام حیدر ‌ قاب قوسین بھی ادنیٰ ہی مقام حیدر
جسکو کہدے وہ ہو آیات خدا کی تفسیر ‌ ترجمۂ مصحف رب کا ہو کلام حیدر
جسطرف ہو گذر شاہ معطر ہو مشام ‌ روش نکہت گلشن ہی خرام حیدر
سبزہ کیونکر نہ اگے خاک سے ہم شکل زبان ‌ قوت نامیہ بھی لیتی ہی نام حیدر
صورت اشک گرے آب بقا آنکھوں سے ‌ خضر پائے جو کوئی جرعۂ جام حیدر
استخوان توڑتے ہین صفت سگان دنیا ‌ اونہیں کھانے کا نہیں مغز کلام حیدر
کیا تعجب ہی جہنم سے اگر بچ جائے ‌ منہہ سے کافر کے نکلجائے جو نام حیدر
حسن تقریر سے ہو جاتے تھے کافر مسلم ‌ کلمہ سب پڑھتے تھے سنسن کے کلام بادشاہ
پر تو چہرہ نہین پر تو خورشید سے کم ‌ صبح سے بھی کہین پر نور ہی شام حیدر
چشم بد دور وہ آقا ہے دو عالم مین امام ‌ آنکھ یوسف سے ملاتا ہی غلام حیدر
واہ کیا حق نے عطا کی ہی انکھین قدر بلند ‌ صفحۂ عرش پہ مرقوم ہی نام حیدر
ای تکبر بن دکھاتے ہو مجھے کیا آنکھین ‌ تمکو معلوم نہین ہو مین غلام حیدر
دشمن و دوست کے کام آتے ہین وقت مشکل ‌ ہر زمانے پہ عیان بخشش عام حیدر
پانون رکھتے ہین جو دوش نبی پر رکھین ‌ پا سکے کون زمانے مین مقام حیدر
آسمانتک ہی وقار شہ ذیشان روشن ‌ ہو قصیدہ یہ تو بس سلام حیدر

دو گل تازہ محمد کے نواسے ہیں اسیر		آجتک جنسے معطر ہے مشام حیدر

اس وصی خاص کی کیا حمد و ثنا لکھوں میں امام عالی مقام وصی خیر الانام ہے اب ناظرین کو جانا سعد شہریار کا مرحلۂ چہارم پر سناتا ہوں

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا سعد بن قباد کا مرحلۂ چہارم پہ وحالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام عشرت پسند	کہ پہنچیں فلک پر خیالی کمند
مجھے جام صہبائے الفت پلا	لکھوں سعد جمجاہ کا ماجرا
طبیعت کو حاصل ہو کچھ تو خوشی	کہ ہر مرحلے پر مصیبت بڑی
عمرو وہ جو مکار و غدار ہے	زمانے کا اپنے وہ عیار ہے
نگہبان اسکا ہے سعد کا	کہ لوح طلسمی ہے حیرت فزا
خبر دیگی ہر نیک و بد کی یہی	کہ ہوں قتل ساحر بہ لطف و خوشی
کریں سحر آ کے شیطان پرست	ہیں سب اسکے ہمراہ ایمان پرست
ہر اک سحر دل خار مغیلاں ہوا	قیامت کا ہر جا پہ ساماں ہوا
ہاں جہاں کا یہی ہے نشیب و فراز	کبھی سوز ہے اور کبھی رنگ ساز
قوت قمر حال شاہ جہاں بھی لکھو	بس اب داستان مرصع کہو

یاقمہ نامہ کشایان ماضی و حال و طرح کنندگان جادۂ بے مثال اس داستان شگفت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف شہور شعار و جلالت نشان یوں رقم سیکند حال این داستان ہے بعد فراغ مقدمہ شبیہ سحر نگاہ و جنگ عیاری عمرو سعد بن قباد نے بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا بعد فتح مرحلۂ سوم مرحلۂ چہارم پہ اسطرح جاؤ کہ صبح کو اٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوئے صحرائے نیرنگ میں جاؤ عجائب وہانکے ملاحظہ کرو و سیوم لوح کا دیکھنا بہتر ہوگا سعد نے صبح کو اٹھکر صاحبقران سے عرض کی کہ غلام مرحلۂ چہارم پہ جاتا ہے حاکم

وہانکا شہباز بلند پرواز ہی غلام اسکے قتل کو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے نور نظر مین بھی ساتھ چلونگا تمھاری تنہائی سے دل گھبراتا ہی بادشاہ نے عرض کی اے جد عالی تبار قید لگی ہوئی ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو حضور نے تو اکثر طلسمات فتح کیے ہین آپ قاعدے سے بخوبی آگاہ ہین صاحبقران ناچار ہوے مگر خواجہ سے فرمایا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری سعد کی مدد کو تم جاؤ جہانتک ہوسکے تعاقب کرو خواجہ عمرو بانہاے عیاری لگا کر سعد سے الگ روانہ ہوے مگر بادشاہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے جب صحراے نیرنگ مین پہونچے اور لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ فلان اسم پڑھو بادشاہ نے وہ اسم وردزبان کیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے اترا بادشاہ اسپر سوار ہوے عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ جاتے ہین گلیم اوڑھکر پشت بادشاہ پہ طائر پر سوار ہوے طائر بہت تڑپا مگر سعد نے لوح کا عکس ڈالا طائر اڑتا ہوا چلا تھوڑی دور جاکر منھہ پھیر کر طائر مثل انسان کے گویا ہوا بادشاہ سے کہا کہ اے طلسم کشا آپ کے ساتھہ اور کون ہی بادشاہ نے فرمایا مین خود حیران ہون نہین معلوم کسنے ساتھہ دیا مگر آنکھہ سے کچھہ معلوم نہین ہوتا کہ کون ہی بادشاہ ہرچند پوچھتے ہین مگر خواجہ کب جواب دیتے ہین آخر طائر جاکر ایک باغ مین اترا عمرو پہلے ہی کود کر علحدہ ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا مگر وہ طائر بادشاہ سے گویا ہوا کہ اے شہریار مین رخصت ہوتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا یہ کہکر وہ طائر رخصت ہوا عمرو دیکھہ رہا ہی کہ بادشاہ جمجاہ حیران کھڑے ہین گلہاے رنگارنگ کی سیر کر رہے ہین مگر جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی شاہزادیان بھی خدمت مین حاضر ہین اشعار گا رہی ہین کہ ایک طائر نے چہکار امارا جمشید نے زانوون پر ہاتھہ مار لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا سحر کرتے ہین پیکر جمشید نے کہا طلسم کشا مرحلہ شہباز پر گئے میر منشی کو بلاؤ آکر نامہ لکھے شہباز کو نامہ بھیجا جاوے غرض میر منشی نے آکر نامہ تیار کیا مضمون نامہ وقت پر ظاہر

ہوگا ایک جادوگر ہی کہ نام اُسکا صراسم جادو ہی اُسکو نامہ دیا صراسم نامہ لیکر چلا شہباز اُسوقت محل مین تھا اور وجہ اسکی طیران نہ زمین بال بیٹھی ہی اور دختر اسکی ملکہ مشک افشان کہ ساحرۂ بے نظیر ہی باپ سے باتین کر رہی ہی کہ صراسم جادو نے آکر نامہ دیا شہباز نے پڑھا جمشید نے لکھا تھا کہ ای بندہ من آگاہ ہو کہ اب سعد تمھارے مرحلے کی جانب آتے ہین لہذا وہ تدبیر کرو کہ لوح طلسمی چھین لو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرو شہباز یہ نامہ پڑھکر بہت ہنسا جب نہ وجہ اسکی مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی تو اُسنے کہا کیون صاحب اگر حکم دو تو مین جاکے تدبیر کرون شہباز نے کہا صاحب تمھارا جانا بہتر نہین دختر نے عرض کی ای باپ مین جاؤن شہباز نے کہا تم گھر سے بھی نہ نکلو چند شاہزادیان حیلون سے گئین اور جاکر سعد پر عاشق ہوئین گھر بار اپنا ویران کیا اب انھین کے ساتھ ہین ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی زوال آئے مشک افشان نے کہا ای والد نامدار وہ سب شاہزادیان بیوقوف تھین کہ اپنے کو آفت مین ڈالا ہمکو عشق و الفت سے کیا کام اگر حکم ہو تو جاکر آفت برپا کرون شہباز نے کہا مین اور ساحر کو بھیجتا ہون یہ کہکر شہباز نے حکم دیا جلا پردازکو بلاؤ کہ پہلو سے قصر سے ایک ساحرہ آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے حاضر ہوئی عرض کی کیا حکم ہوتا ہی شہباز نے کہا ای جلا پردازہ تو نے خبر سُنی طلسم کشا میری فکر مین آئے اور باغ نیرنگ مین پہونچ گئے اور یاقوت جنی باغ دلکشا مین پہونچا گیا ہی اب وہ وہین باغ مین ہین جلا پرداز نے کہا وہ رنگ کرؤن کہ دیوانہ بنا دون یہ کہکے چلی یہان بادشاہ نہایت حیران و پریشان باغ ملاحظہ فرما رہے ہین ہر روش کو ملاحظہ فرما کر حیران ہورہے ہین کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ پہلو سے باغ سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل اور کئی سو شاہزادیان پشت پر یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اُٹھی کبھی نقاب عارض
ہوئی نگاہ ہونکی اتنی کثرت کہ بنگئین تھو و حجاب عارض

کسے دکھاتے ہو انجمن میں جمال آئینہ تاب عارض
کہاں یہ بو سنبل چمن میں کہاں یہ نکہت گل چمن میں
بہی ترے حسن کی ہو گرمی تو ڈر ہے اے نازنین مجھکو
ہزار جا کے ڈھونڈتے ہیں مگر کہاں پائینگے پسینا
اٹھے ہیں لطف وصل کا جب تو ہم اٹھا دو وصال شب
غرور جوبن پہ انکو ناحق ہمیں جوانی پہ ناز بیجا
پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا تل
یہاں ہے پیش نگاہ ہر دم یہی سفید و سیاہ عالم
ہماری تربت پہ رو یا گر وہ تو ہو گئی ساری قبر خوشبو
نظارہ باز و ہٹتے ہیں مقابل تو سات پردے بھی ہونگے حائل
جھلک جو چمکا آفتاب محشر چھپیگے اس سے بھی دیدہ تر
نہ بھولتا ہوں جمال انکا نہ بھولتا ہوں جلال انکا

یہاں تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہو گئی جو حجاب عارض
انھیں کا گیسو مثال گیسو انھیں کا عارض جواب عارض
کہیں پسینے کی طرح نہ چھوٹے گرے نہ ٹپک کر یہ آب عارض
وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزہ محو خواب عارض
حیا کا پردہ نظر کی چلمن حجاب دیدہ نقاب عارض
نہ معتبر حسن عارضی ہے نہ اعتبار شباب عارض
یہ نقطۂ انتخاب گیسو یہ نقطۂ انتخاب عارض
سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض
جب آپ کے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو ٹپکا جیسے گلاب عارض
جھلک کے کھا جائے اپنی اے دل وہ تیغ دیدہ ہے تاب عارض
خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض
نظر میں ہے اے جلال انکا وہ جلوہ پر عتاب عارض

سعد نے جو دیکھا پسینہ آ گیا دل سے مائل ہوے اُس نازنین کو اشارہ کیا اُسنے خود قریب آ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور کہا کہ اے شہریار آپ تھکے ہوے آئے ہیں سواری طائر کی خلاف پڑی ہو گی چلکر بارہ دری میں تشریف رکھیے سعد کو لاکر بارہ دری میں بٹھایا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی موجود کیں اب وہ نازنین بیٹھی باتیں کر رہی ہے مسکرا مسکرا کے کہتی ہے کہ اے شہریار جو آپکے لیے بہتر ہو وہ فرمائیے میں تدبیر کروں سعد نے فرمایا مجھکو منظور یہ ہے کہ تا بہ شہباز پہونچوں اور تمھارا نام نامی کیا ہے اُس نازنین نے کہا میرا نام حیرت افزا ہے امیدوار ہوں کہ مجھکو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیے سعد شہریار خود دل دادہ و دل فریفتہ ہو رہے ہیں فرمایا کہ اے دلفریب میں چاہتا ہوں کہ اسی باغ میں رہوں اور تم پاس رہو اُسنے کہا میں ہر وقت حاضر رہونگی اور اس باغ کی رعنائی آپنے ابھی نہیں دیکھی اس کو نیرنگ دلکشا کہتے ہیں حضور بہت آرام پائینگے

اور مین حاضر رہونگی مگر یہ حضور رگلے مین کیا پہنے ہین سعد نے فرمایا یہ لوح طلسمی ہو اسی فتاحی طلسم ہوتی ہو اُسنے کہا ذرا مین دیکھون سعد کو منظور ہی کہ لوح طلسمی دیکھون اور احکام سے آگاہ ہون مگر اس مہجبین کی باتون مین مصروف ہین حیرت افزا ہر صورت سے لوح مانگتی ہو سعد حیلہ کرتے ہین آخر سنکر اُسنے کہا کہ آپ کو جیسے یہ تختی عزیز ہو سعد نے لوح آتا ہی چاہا دیدون دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسپر عندلیب خوشنوا بیٹھی ہوئی زاروزار رو رہی ہو مثل انسان کے کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو لوح کو نہین ملاحظہ کرتے کہ حال کھلجائے دیکھیے خدا انجام بخیر کرے سعد اس طائر کو دیکھکر رکے سے گئے چاہا تھا لوح نہ دیکھون اور دیدون لیکن اس طائر کے کہنے سے دل دھڑکا ہاتھ کو روک لیا حیرت افزا نے کہا کیون شہریار کیا کھٹکا ہوا اس طائر کے کہنے پر نہ جائیے یہ باغ دلکشا ہو سب طرح کے جانور رہتے ہین جب محل پاتے ہین بہکا دیتے ہین آپ اپنے کو اس تردد مین نہ ڈالیے سعد نے کہا صاحب یہ لوح طلسم ہو اگر یہ پاس سے نکلجائیگی تو میرے واسطے خرابی ہو اُسنے کہا مین لوح لیکر کہان جاؤنگی پاس ہی بیٹھی رہونگی آپ ابھی لے لیجیے گا پھر ملاحظہ فرمائیے گا اتنا احسان کیجیے کہ تھوڑی دیر کو دیدیجیے سعد نے ناچار ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ وہ طائر جو درخت پر تھا پر دون سے سر پیٹنے لگا اور بیقرار ہوکر کہتا تھا کہ وائے افسوس اپنے کو کس بلا مین پھنسایا مگر سعد نے کچھ خیال نہ کیا لوح حوالے کردی بس وہ نازنین جھٹک کر اُٹھی کہا اے شہریار مین رخصت ہوتی ہون اب آپ باغ کی سیر کیجیے سعد نے ہاتھ بڑھا کر کہا یہ تختی تو دیتی جاؤ اُسنے کہا یہ تختی شہباز بلند پرواز کے پاس جائیگی مین آپ کو نہ دونگی سعد نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے مکر سے مجھسے تختی لے لی مین نہ جانے دونگا سعد اپنے مقام سے اُٹھے کہ لوح اسکے ہاتھ سے لے لون مگر وہ تڑپ کے ہٹی اور سحر کیا کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر طرف آگ جلنے لگی وہ نازنین تڑپ کر بلند ہوئی اور پکار کر کہا یہ باغ آپ کو بہت پسند آیا تھا اب اسی مین رہیے دیکھون تو کیا اِسے آپ کو نکالتا ہو یہ کہتی ہوئی چلی گئی اُسکے جاتے ہی سعد نے دیکھا کہ سب طرف

دیوارین آتش کی ہین شعلے بھڑکتے ہین مگر پاس سعد کے نہین آتے کہ لوح محفوظ
گلے مین ہی چاہتے ہین یہان سے نکلون لیکن نکاسی کی کوئی صورت نہین جسطرف
جاتے ہین وہی دیوار آتش شعلہ ہاے سرکش گلا بیابان شراب کی کشتیان کباب کی
جو رکھی تھین اُنہین آگ لگ گئی فرش تک جلکر خاک ہوا مگر سعد کے پاس آگ نہ آئی
حیرت افزا لوح کو لیے ہوے پاس شہباز کے آئی کہا اے شہنشاہ مین باغ دلکشا
مین آنکو قید کر آئی مگر نہین معلوم کیا باعث ہے کہ آگ اُنکو نہین صدمہ دیتی شہباز نے
کہا تمنے بڑی خطا کی کہ لوح طلسمی لے لی اور لوح محفوظ چھوڑ دی جبتک وہ لوح
اُنکے پاس رہیگی آگ اُنتک نہ پہونچیگی جادوگرنی نے کہا اے شہنشاہ بھوکے پیاسے
تو مرینگے مگر مین کیا عرض کرون مین نے کلیجے پر پتھر رکھ لیا اُس شہر یار کی صورت پر
دل فریفتہ ہے اس نگاہ ہون سے مجھکو دیکھا کہ دل ٹکڑے ہو گیا یہی دل چاہتا تھا کہ
لوح حوالے کر دون اُنکو اختیار ہو جہان چاہین جائین مگر آپ کی نمکخواری کے خیال
سے اُنکی صورت کا کچھ خیال نہ کیا شہباز کہ رہا ہے صورت اُنکی سحر مجسم ہے کسکی مجال ہے
کہ اُنکی صورت دیکھے اور مائل نہ ہو تونے بڑا کام کیا مشک افشان نے پوچھا
کہ کیون اے حیرت افزا صورت مین کیا تکلف ہے یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ صورت پر
مائل ہو جائین دل اپنا اختیار مین نہ رہے اپنے کو روکنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ خرابی
درپیش ہو وہ شاہزادیان بیوقوف تھین کہ جنھون نے گھر بار اپنا تباہ کرایا اور
مسلمان سے میل کیا یہ نہ سمجھین کہ انجام اِسکا بُرا ہے یہ شخص قاتل ساحران ہے ہمارا خاندان
قتل ہو جائیگا پھر کہا لوح طلسمی ہم بھی دیکھین حیرت افزا نے کہا واری یہ لوح طلسمی ہے اِسکا
دیکھنا مناسب نہین ہے مگر موڑ ا یاقوت جنی ایک طائر بنا ہوا بیٹھا تھا ادر سعد کو
منع کرتا تھا کہ لوح نہ دیجیے مگر وہ بالکل مبہوت ہو رہے تھے مجھسے کہتے تھے کہ یہ مقام
ہمکو بہت پسند ہے اب یہین رہین گے مین چلتے وقت کہہ آئی کہ اسی باغ مین رہیے
آپکو بہت پسند ہے شہباز نے کہا یاقوت جنی کو مین لاتا ہون یہ کہکے شہباز چلا
ادر حیرت افزا سے کہا تم جاکر آگ تیز کرو کہ طلسم کشا جل بھن کے خاک ہو جاے

یہان سعد بن قباد اندر اُن دیوارہاے آتشین کے کھڑے ہین تمام باغ آتش بہار
ہو رہا ہی مگر یاقوت جنی کہ جسپر سعد سوار ہوکے آئے ہین اِسکو سعد سے بال محبت
ہی وہ قطع جسپر سوار ہوے تھے وہ تو بنائی ہوئی اہل طلسم کی تھی مگر طائر خرد بنکر آیا
تھا سعد کو ہوشیار کیا مگر سعد ہوشیار نہ ہوسکا اور لوح حیرت افزا کو دیدی جب
یاقوت نے دیکھا کہ دیوارین آگ کی حائل ہوگئین مگر لوح محفوظ اُنکے پاس ہی
بچے رہین گے چاہا بلند ہوکر آسمان سے آواز دون درخت سے اُڑا آگ بہت بلند
ہوگیا سعد کو دیکھا اُسی مقام پر کھڑے ہین شعلے بھڑک رہے ہین مگر اُنکے پاس وہ
شعلے نہین آتے لوح محفوظ ہاتھ مین ہی اُسکو چمکار رہے ہین مگر گرمی سے آگ کی آنکھون
پیاس کی شدت ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
اِس بلا کو دفع کر اِس آگ سے نجات دے اب شدت تشنگی سے کلیجہ جل جائیگا
یقین ہی گھبراکر دم نکلجائے گا نظم

جا بجا گر دید از نور خدا روشن چراغ — گشت اندر دار دل زان دلربا روشن چراغ
نور وحدت گشت چون در خانۂ دل جلوہ گر — شد تن خاکی از ان سرتا بپا روشن چراغ
نیر وحدت چو شد بر اوج کثرت آشکار — گشت از لمعان نورش جابجا روشن چراغ
شرق و غرب و زیر و بالا پیش ولیل ارض و سما — شد ز انوار جناب کبریا روشن چراغ
ہر کسے گو باشد اندر راہ حق ثابت قدم — می شود اندر رہش آن رہنما روشن چراغ
گل نمی گردد ز صرصر اندرین بستان سراے — در دل ہر کس کہ بنہاد خدا روشن چراغ

یاقوت جنی نے جو اِس حال پر ملال مین بادشاہ کو دیکھا بیقرار ہوگیا آواز دی
کہ ای شہریار اب تو ہوشیار ہوجیے خوب طلسم کشائی کی لوح کھو دی اب غفلت کا
وقت نہین ہی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل لباس عمدہ
پہنے ہوے آواز دے رہا ہی بادشاہ نے چاہا اُس سے کلام کرین کہ ایک طرف سے
دندناتا ہوا آواز آئی کہ منم شہباز آسمان ہیبر یاقوت نے قصد کیا بھاگون مگر شہباز
بلاے روزگار ہی تڑپ کر گرا آخر مین یاقوت کو پھنسا لیا یاقوت چاہتا ہی اِس

حال مین بھی بادشاہ کی مدد کرون اور مطلب کی بات کہدون مگر آواز نہین نکلتی ہو
زبان بند دل دردمند اشارے کر رہا ہو مگر شہباز نے یاقوت کو ایک تمانچہ مارا
اور منھ پہ ہاتھ پھیر دیا یاقوت کو سوجھنا بھی موقوف ہوا اور مشکین باندھکر
لیچلا مشک افشان کا یہ حال ہو کہ جسوقت سے حیرت افزا لوح دیکھ گئی ہو اور
حال بادشاہ سنا ہو دل کو بیقراری ہو آنکھون سے اشکباری ہو خاموش بیٹھی ہو کسی سے
کلام نہین کرتی مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ آپ کو اداس پاتے ہین ہم لوگ گھبراتے
ہین مشک افشان کہتی ہو ہمارے والد کے مزاج مین بڑی سختی ہو حیرت افزا
نے بڑا ستم کیا کہ صورت بنا کر دام مین طلسم کشا کو پھانسا اور لوح لے لی دیکھیے اسکا
کیا انجام ہو گئی پہر گذر چکے کہ آگ مین وہ پھنسے ہین تشنگی کی شدت ہو گی کسقدر
آگ مین حدت ہو گی یاقوت جنی کہ قوم جنات سے ہو مدت سے طلسم مین رہتا ہو
مگر اس سے نہ دیکھا گیا چاہتا تھا آگاہ کردون مگر وہ ایسے مبہوت تھے کہ آگاہ نہ ہوئے
اب یاقوت جنی کو گرفتار کرنے گئے ہین خداے نادیدہ اسکو بچاے کنیزون نے
کہا واری آپ کو خداے نادیدہ سے کیا مطلب ہو مشک افشان نے کہا تم
لوگ کیا جانو ذرا خیال تو کرو کہ مسلمان کیا دلیل لاتے ہین یہی انکا قول ہو کہ یہ
سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ مرگئے کچھ زور نہ چلا جمشید ثانی سحر کے زور
مین خدائی کرتا ہو اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ان سب باتون سے بری ہو
مین بھی اسی کو یاد کرتی ہون کنیزین کہتی ہین واری بات معقول ہو لیکن باپ دادا
ہمارے بیوقوف نہ تھے مشک افشان نے کہا جاؤ دور ہو جہالت کی باتین مجھسے
نہ کرو مین نہین معلوم کس فکر مین بیٹھی ہوئی ہون خداے نادیدہ یاقوت جنی کو
بچاے یہ باتین تھین کہ شہباز یاقوت کو لیے ہوے آیا ایک قفس آہنی مین
یاقوت کو بند کیا ایک قفل سحر لگا دیا لوح کو جھولی سے نکالا سامنے صندوق
رکھا تھا اسے کھولا اسمین لوح کو رکھا دو طائر بنا کر پہلوے صندوق مین بٹھا دیے
اور یہ کہدیا کہ ہوشیار رہنا مشک افشان دیکھا کی حیران ہو کر کیا کرون دل مین

کھاتا نہ کھایا ہر چند کنیزوں نے کہا واری کھانا نوش کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بھوک نہیں ہے
دل نہیں چاہتا دن بھر تو اسی تصور میں گذرا شام کو شہباز نے شراب پی پلنگ پر
لیٹا سو گیا مشک افشان اپنے مقام سے اٹھی طرف صندوق کے چلی جیسے ہی
عکس اسکا صندوق پر پڑا وہ طائران تہ پھڑکنے لگے مگر مشک افشان نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب صندوق کے پہونچی تو ایک طائر تڑپ کر اڑا شہباز پر
جا کر گرا اسنے پر اپنے منقار مار دی کہ شہباز نے آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ طائر نے
آکر مجھکو جگایا مشک افشان سحر کر رہی ہے مگر قفل صندوق نہیں کھلتا شہباز نے
للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہے مشک افشان نے جو باپ کو بیدار دیکھا فورًا
کانپ گئی مگر شہباز نے ایک دستک دی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک برج شیشے کا
آکر مشک افشان پر گرا مشک افشان نے دیکھا کہ کوئی صورت نکاسی کی
نہیں وہ گنبد سب طرف سے بند ہے سر جھکا کر بیٹھ رہی شہباز نے پکار کر کہا کہ اری
شوخ دیدہ دیکھ صبح کو تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہکر پھر سو رہا مشک افشان اس
گنبد میں شیشے کے تڑپ رہی ہے ادھر خواجہ عمرو گوشے میں باغ کے جو چھپے تھے انھوں
نے یہ سب سحر دیکھا گھبرا رہے ہیں دل سے کہتے ہیں کہ خواجہ بڑا غضب ہوا کہ
حیرت افزا پھر آکر کڑی آگ میں گھس گئی ہر چند شعلے چمکاتی ہے مگر کوئی شعلہ قریب
سعد شہریار کے نہیں جاتا کہتی ہے یا سامری و جمشید آپ کے نام میں تاثیر نہ رہی
یہ سب ہم سحر کرتی ہے اور کہتی ہے یہ وہ سحر ہے کہ جنگلوں کو جلا دے مگر افسوس طلسم کشتا
پر تاثیر نہیں کرتا خواجہ نے جب دیکھا کہ دیواریں حائل ہیں سعد نہیں دکھائی
دیتے تو ناچار ہو کر گوشے سے نکلے حیرت افزا نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا ہانپتا
گوشے سے نکلا ہے اور آگ کو دیکھ رہا ہے قصد بہ عمرو جلدی سے نکالی صورت مشابہ
پائی سوچی کہ یہ قدرت خداوند جمشید ثانی ہے کہ عمرو عیار معلوم ہوتا ہے جیسے ہی
خواجہ ایک طرف چلے حیرت افزا کڑک کر گری عمرو کی کمر میں پنجہ ڈالکے چلی
ہر چند خواجہ چیخے پیٹے مگر اسنے خیال نہ کیا حیرت افزا خواجہ عمرو کو لیے جاتی ہے

راہ میں کوہ حیران ہی حیران جادو وہان کی حاکم پہاڑ پہ بیٹھی ہی کنیزیں گرد جمع ہیں
جلسہ آراستہ ہی حیران نے جو دیکھا کہ حیرت افزا کسی کو لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی
کیون بی حیرت افزا ہمارے کوہ کے سامنے سے جاتی ہو اور ہماری صحبت میں
نہیں آتی ہو حیرت افزا نے کہا بوا اسوقت ایک کار ضروری ہی اور وقت میں
آؤنگی حیران نے کہا میں تو نہ جانے دونگی آکر بیٹھو ایک دو جام شراب کے پی لو
بے اختیار ہو حیرت افزا نیچا رہو لی زمین پہ آئی عمرو کو ایک طرف اتار دیا حیران
نے پوچھا کیون بوا یہ کون ہی حیرت افزا نے کہا ظاہر ا معلوم ہوتا ہی عمرو عیار یہی
ہی میں اسکو گرفتار کر کے لیے جاتی ہوں پاس یاقوت جنی کے قید کرونگی حیران
نے کہا یاقوت نے کیا خطا کی حیرت افزا نے کہا طلسم کشا کا دوست ہی ہمارا تمھارا
دشمن ہو شہباز اسکو گرفتار کر کے لائے ہیں ایک قفس آہنی میں اسکو بند کیا ہی
وہ قیدی ہی اب انکو بھی لیجا کر وہیں قید کرونگی حیران نے کہا کیون بوا یہ وہی
عمرو عیار ہی جسنے وامسہ وشمشش کو مارا حیرت افزا نے کہا سنتی تو یہی ہوں کہ اگر یہ
نہ ہوتا تو زہر چہ نگار کبھی فتح نہ ہوتا یہ سنکر حیران اپنے مقام سے اٹھی قریب آکر
کہا کیون لنگوڑے تو نے وامسہ کو مارا عمرو نے کہا پھر آپ کو کیون ناگوار ہوا
وہ ہماری فکر میں تھی اسکی ہمنے تدبیر کی حیران نے ایک تمانچہ مارا اثر اسکے کی
آواز ہوئی خواجہ تڑپ گئے ایک تین کروٹیں لیں دم نکلگیا حیرت افزا نے
کہا بوا یہ تمنے کیا کیا اگر شہباز پوچھے گا تو میں کیا جواب دونگی یہ وہ شخص تھا کہ
جسکا کشندہ ساحران نامی تھا چاہ ماران وام الجبال وکاشمیر وکاشغر اور
عنظلی آباد و زہر چہ نگار وغیرہ اسی کے ہاتھ سے برباد ہوئے شہباز تو ضرور
پوچھے گا کہ عمرو کو گرفتار کر کے کیا کیا تو میں کیا جواب دونگی وبلا بتلا تانیا اور
جسکو ان کا مارا ہوا اسپر جو تمانچہ پڑا تڑپ کے مر گیا حیران جیران ہو رہی ہی
کیا ہے ہاتھ کا تمانچہ گویا تمانچہ ملک الموت کا تھا لتنے بڑے شخص کا مارا جانا
تمام عالم میں خبر ہو گی کہا بوا حیرت افزا میری خطا کو چھپا لو اور لاش اسکی کہیں

جنگل میں پھینکدو شہبانے سے ذکر نہ کرنا میں آکر کہدونگی کہ جنگل میں پھر رہا تھا ایک شیر نے
اُسکو مار ڈالا کوئی کچھ نہ کہ سکیگا ورنہ بدنامی ہوگی فرمائیں گے کہ ہم سب ساحروں کو
جمع کرتے تھے بیچ میں عمرو قتل ہوتا تو سب یاروں کو خوشی ہوتی اب کوئی کیفیت نہ ہوئی
سب ساحر اپنا اپنا سحر کرتے ہر طرف سے اسپر بوچھار ہوتی حیرت افزا نے کہا جاکر
پھینک آؤ کنیزوں کو اشارہ ہوا کنیزیں ٹانگ پکڑ کر عمرو کو کھینچتی ہوئی لے چلیں مگر
خواجہ دل سے کہتے ہیں کہ ایسی عیاری نہ کیا کرو وہ نوجوان جاتا فقرہ تھا اب اجل
میں جان جاتی ہو سر ٹھکراتا ہوا تمام بدن غربال ہوگیا ہو مگر ضبط کر رہے ہیں گھسیٹتے
ہوئے چلے جاتے ہیں راہ میں ایک کنواں ملا کنیزیں نوجوان ہنستی ہوئی قہقہے
مارتی ہوئی ایک نے کہا لو مسلمانوں میں دستور ہو کہ نہلاتے بھی ہیں ایک غوطہ
اس کنوئیں میں دے لیں دوسری نے عمرو کو ڈھکیل دیا خواجہ پانی پر جا کر گرے
سوچے کہ خواجہ یہ نوجوانیں تمکو مار ڈالیں گی اب نہ نکلو ایک پتھر اُٹھا کر رسی میں
باندھدیا اور آپ کنوئیں میں چھپ رہے کنیزیں جو کھینچتی ہیں تو ٹھٹھے مار رہی ہیں
ایک کہتی ہو لو ہلکا ہوگیا دوسری کہتی ہو بالکل بوجھ نہیں معلوم ہوتا آخر جب رسی
کو اوپر کھینچا تو دیکھا ایک پتھر بندھا ہو کنیزیں توبہ توبہ کرنے لگیں پکارتی ہوئی چلیں
کہ یا خداوند صدقے آپ کے کیا کمال کی بات ہو کہ آپ کو جو یہ مسلمان بُرا کہتے ہیں
مرنے کے بعد پتھر کے ہو جاتے ہیں اب صلاح ٹھہری کہ چلکر بی حیران کو دکھاؤ اور
بیان کرو کہ ہمنے جو عمرو کو نہلایا نگوڑا اسے ایمان پتھر کا ہوگیا اب اسپر جوتیاں مارو
اس نگوڑے کے منہ پر تھوکو سب خواصیں ہنس رہی ہیں اور پتھر کو دیکھ دیکھکر کہتی
ہیں کہ خوب گول پتھر بنا ہو قدرت نے خوب کرامت دکھائی مرنے کے بعد بھی قدرت
میں کرامت باقی ہو ایک نے کہا لو اقدرت کا مرنا جینا کیسا چولا تبدیل کر گئے دنیا
کے لوگ کہتے ہیں مر گئے اُنکا وہی جاہ و جلال ہو دیکھو ابھی تو انسان تھا ابھی پتھر
ہوگیا یہاں حیران و حیرت افزا بیٹھی ہیں یکایک کنیزیں ہنستی ہوئیں نظر آئیں
حیران نے پکار کر پوچھا اری شغلو کیا ہنستی ہو کیا دیکھا کیا پڑا پایا ایک نے کہا

واری کرامت ہمارے مذہب کی ظاہر ہوئی آج معلوم ہوا کہ بعد مرنے کے مسلمان
پتھر کے ہو جاتے ہین قدرت کو بُرا کہنے کا یہ مزہ پاتے ہین اپنی زندگی مین جو کچھ کیا بعد
مرنے کے اُسکا پھل پایا ایک نے کہا ابرا دیکھو لنگوٹرا منھ چڑاتا ہی دوسری نے کہا
ارے حرامزادے یہ سب اسکا رد غدار ہی جو کچھ اس سے نہو تعجب ہی جیران نے جھلاکر
کہا ارے حرامزادیو یہان کیون لائین مگر آج یہ نیا عذاب دیکھا جو لوگ کتاب لکھتے
ہین اُنکو لکھو ہمیشہ کتاب مین لکھ دین کہ بعد مرنے کے مسلمان پتھر ہو جاتے ہین اِسکا
پتھر کو میرے پہاڑ سے دور پھینکو میرے سامنے نہ لاؤ مجھکو ہول آتا ہی کنیزون نے
پتھر دور جاکر پھینکا ایک آنکھ سے اچھلتی ہوئی صحرا کی سیر کرنے لگی مگر بعد کنیزون کے
جانے کے خواجہ نکلے سر سہلاتے ہوے چلے دور سے ایک کنیز کو دیکھا آنچل
مین پھر رہی ہی جو اپنی کا زمانہ پھول توڑتی پھرتی ہی کچھ پھول انگیا مین رکھے کچھ جوڑے
مین رکھ لیے کچھ پھول ہاتھ مین گاتی ہوئی جاتی ہی کہ مسلمان بعد مرنے کے پتھر کے
ہو جاتے ہین خواجہ یہ فقرہ سنکر بہت ہنسے گلیم زنبیل سے نکالی سارا بدن گلیم مین
چھپایا دونون ہاتھ اور سر کھلا ہوا رکھا اور ہاؤ کرکے دوڑے کنیز نے جو دیکھا
دو ہاتھ اور ایک سر دوڑا ہوا آتا ہی چیخ مارکر بیہوش ہو گئی خواجہ نے آکر اُسکے
کپڑے اتارے زیور تو اُتار کر نذر زنبیل کیا وہی کپڑے پہنکر صورت بدلی ہنستے ہوے چلے
پکارتے ہوے کہتے ہوے کہ آپ ٹھہرئیے مین آتی ہون وعدے کے خلاف ہوگا
تمہارا کہنا بھی مانونگی جیران وحیرت افزا نے دیکھا کنیز ہنستی ہوئی آتی ہی جیران
نے چلا کر کہا کیون شعلہ خیر تو ہی کس سے وعدہ کرتی ہی شعلہ بھڑک کر قریب آئی آکر
جیران کے سامنے گر پڑی کہا بی بی عجب معرکہ گذرا مین جنگل مین آتی تھی کہ ایک
طرف سے آواز آئی ہوا شعلہ ٹھہرو آگے نہ بڑھو مین نے پلٹ کر دیکھا جمشید ثانی
جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین جب مین ٹھہری تو قریب آئے مجھکو گلے لگا لیا
منھ پر منھ رکھنے لگے مین نے کہا کیون خداوند کیا ارادہ ہی میرے گلے پر ہاتھ
رکھ دیا اور کہا جا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اور بہت سے کمال عمرو عیار کے تجھکو دیے

مگر ذرا گوشے ہین جاؤ مین کچھ کھونگی مین ہنستی ہوئی بھاگی آنکھون سے کہتی ہوئی آئی تھی
کہ تم ٹھیرے رہو مین آتی ہون آخر کھڑے کھڑے چلے جائین گے مگر میرا امتحان تو
لیتے ہین تو بدآواز ہون کبھی غزل ٹھمری نہین گائی اب امتحان کرتی ہون یہ کہکر پان
کھینچا سب بیٹھا سب ہما ٹھیکہ بجانے لگی ایک کنیز گانے والی بیٹھی تھی اُسنے کہا لو ٹھیکہ تو
تم خوب بجا رہی ہو شعلہ نقلی گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

پھینکو کبھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے — برتا نا ہوا دل کو نکل جائے جگر سے
واقف نہین اب تک مرے نالون کے اثر سے — ہو تو سہی دل پکڑ کے نکل آئے گھر سے
حیران ہین سب دزدیٔ آنکھون کے ہنر سے — دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے — کس طرح رہا جاتا ہے پتھر مین شرر سے
کیون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی — اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہے بشر سے
اللہ مجھے جان کے بھی پڑ گئے لالے — کچھ دل تو سوا ہو گیا سوزش ہین جگر سے
شہد لب سے کا مشتاق ہے دیدار کی آنکھین — دیکھو تو مری جان نکلتی ہے کدھر سے
کیا جانیے کیا بات ہے انہین کہ سر بزم — دیکھا کیے وہ مجھکو محبت کی نظر سے
جینے جیسے تجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا — احباب چھپاتے ہین حسینون کو نظر سے
کیا ہوتا یہ قدرت مجھے اللہ جو دیتا — آنکھون کو بدل لیتے ترے روزن در سے
یہ اشک محبت ہین غنیمت انہین سمجھو — لڑکون کو بچائے رہو لوگون کی نظر سے
کیا سیر گلستان سے ہون عشاق شگفتہ — بجھتی ہے کہین دل کی لگی بھی گل تر سے
ٹکسال ہین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا — تاریخ کے مقلد ہین تلمذ ہے سحر سے

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کہتا ہے
بی شعلہ تم ہمیشہ سے گرما گرم ہو قدرت تمہیر عاشق ہوے شعلہ نے کہا مین فرمائشین
کرونگی قدرت سے کہونگی کہ مجھکو آسمان پر لے چلیے وہان جا کر دیکھون کیا عجائب
وغرائب بنا ہے مین کہونگی فرشتون کو بھی دکھا دیجیے بہشت کا راستہ بتا دیجیے جہنم
کی آگ بجھا دیجیے کنیزین ہنس رہی ہین اور حیران جادو کہتی ہے شعلہ تو تو آپ سے

باہر ہو گئی کہا داری اب مین کیا آپ کی کنیزون مین رہونگی خداوند سے ملک کی سلطنت
مانگونگی کہ مجھکو ایک ملک کی سلطنت دیجیے آپ سے ملاقات رہیگی جب آپ کی ملاقات
کو آؤنگی تو تمام جنگل فوج سے بھر جائیگا حیران کہتی ہو شعلہ زیادہ غرور نہ کرو ایسا
نہ ہو قدرت آزردہ ہوجائین کہا داری میخانے کی کنجی عنایت فرمایئے مین ساقی گری
کرون شاید یہ بھی کمال ہوسکے اور جو ناقص رہا تو قدرت سے شکایت کرونگی
حیرت افزا حیران و پریشان بیٹھی ہو دل سے باتین کر رہی ہو کہ آج یہ نئی بات ہوئی
کہ شعلہ پر قدرت عاشق ہوے ہمارے بزرگ اس طلسم کے منتظم رہے کیا کیا کام
کیے خیر خدا یہان بھی اسطرح کین کہ ہمارے مرحلے تک کوئی نہین آیا پہلے ہی مرحلے
پر گرفتار کر لیا گیا اب دیکھون انجام کیا ہو اگر ساقی گری بھی اسنے کرلی تو بیشک
ظہور قدرت ہو وہ کمال تو خاص عمرو کے واسطے ہو مگر آج اُس شخص کا خاتمہ ہوا
کہ جسنے ہزارون جادوگرون کو مارا ملک کے ملک ویران کردیے کاش کہ مین
یہان نہ ٹھہرتی میرے پیچھے سب کچھ ہوتا پھر دل مین کہتی ہو کہ اُسی کے مرنے کی یہ
خوشی قدرت نے کی اب شعلہ کے بڑے مرتبے ہونگے یقین ہو شہباز اسکو اپنا
سرتاج بناوے ہر شخص اسکا پاس کریگا یقین ہو کہ یہ منتظم طلسم ہو شعلہ بڑے مرتبے
پائیگی یہان حیران نے کنجی از راہ بناوٹ کھولی سامنے شعلہ کے پھینکدی کہا لو
لی شعلہ تمکو اختیار ہو میخانے کو برباد کرو شعلہ نے کنجی اُٹھا لی میخانے مین آکے
آواز دی ہان صاحب ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جسکا جتنا جی چاہے
شراب لیجائے سب کنیزون دوڑین کسی نے قرابہ لیا کوئی کہتی ہو مین خم اُٹھا لیجاؤن
ایک بلڑ ہوگیا عمرو نے سب کو شراب بانٹ کر چند گلابیان درست کین کہ اُن مین
نوارغوانی بھری بکاؤلے آنکے تماشی سے بانٹے ایک کشتی مین لگا کر محفل مین لائی
حیران نے کہا دیکھو صاحب کیا قدرت کی عنایت کی برکت ہو کس سلیقے سے شراب
لائی ہو کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پی لو میرے لیے بڑا مرتبہ ہوا کہ میری
کنیز پر قدرت عاشق ہوے اب مجھکو کسکی پروا ہو ہر امر مین شعلہ سے کہونگی

کہ قدرت سے کہدے کہ یہ کام کرین اسی وقت وہ کام ہوجائیگا ظاہر ہین لوگون کو تو
معلوم ہوا کہ عمرو مرگیا مگر یہ اسی کے مرنے کی خوشیان ہین جو قدرت نے کی ہین حقیقت یہ ہے
آج عجب دن ہی جو گھمنڈ کرون وہ جاسے ہی کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا کہ نظر کردہ خداوند
ہوئی اب جو چاہے گی قدرت سے کہیگی کہ یا خداوند سب مسلمان غارت ہوجائین
اب طلسم بچ گیا ابتک لوگون کو یہ خیال تھا کہ طلسم فتح ہوجائیگا اب طلسم فتح نہین ہوسکتا
ہر مقدمے مین تشریف لائینگے پھر پکار کر کہا کیون بی شعلہ یہ تو بتاؤ تم وعدہ کرکے آئی تہین
اور وعدہ پورا نہین کیا شعلہ نے کہا بی بی جیسے قدرت آئین گے کہدے ہین گے
جب مجھے فرصت ہوگی تب جاؤنگی روز آیا کرینگے جب گھڑی دو گھڑی انتظار کرینگے
تب مین جاؤنگی جیران کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحب کیا گھمنڈ ہو قدرت کو انتظار
کرائیگی مگر کیون شعلہ قدرت کلان تھے یا خداوند تو وستے شعلہ نے کہا جمشید ثانی
تھے میرا ہاتھ پکڑا مین نے جھٹک دیا آخر قدرت سے وعدہ کیا اب آتے ہونگے
جنگل مین پھر رہے ہونگے ملکہ حیران دل مین کہتی ہو حقیقت مین ظہور قدرت خداوند
ہو مین کہانتک فخر کرون کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا اب مین دعائین مانگونگی کہ مجھکو اور
مرتبہ عطا کیجیے شعلہ کہتی ہو مین آسمان پر جاؤنگی مین اس سے سب حال وہانکا پوچھونگی
کہ آسمان پر کون کون رہتا ہو سورج کہان جاکر چھپتا ہو چاند کیونکر پیدا ہوتا ہو اور
تارونکی کیا بنا ہو ہمارا استارہ کس برج مین ہو مگر فیض خداوند کس درج مین ہو سب کچھ
حال معلوم ہوجائیگا جب یہ دریافت ہوگا کہ ہمارا استارہ فلان برج مین گیا پنڈتون
سے پوچھ لین گے کہ اب کیا کرین پنڈت بتا دین گے کہ آج یہ کام کرو تب الی دنیا کی آب
ہم تک نہ آئیگی بڑے چین سے بسر ہوگی جو کام چاہین گے شعلہ سے کہکر کرالین گے
ر شعلہ نقلی نے گھنگرو پاؤن مین باندہے سازندون نے ساز ملائے شعلہ نقلی نے
گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا	وہ چمک [illegible]
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل	[illegible] گھایل

جبکی جانب بتا کے سسکی لی
قنوالٰہ آسمان کا کشف قول
کھینچکے مرقد میں تان میں کی روح

دیگر

جان اسنے سسک سسک کر دی
ایسا شتہ پا رہ بھی لاحول
تڑپی مانند طائر بے روح

کل اہل محفل کی عجب گت ہوئی بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں اور تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای
شعلہ کیا گرما گرم ہو کبھی آجتک ایسی گت نہ دیکھی تھی ہم لوگوں کی بڑی گت ہو تمھاری
کیا قسمت ہی کہ قدرت عاشق ہوسکے یہ کمال دیدیے اب تمھارا کون مقابلہ کرسکتا ہی
شعلہ نے جھک کر جام اٹھایا اس میں شراب لبریز کی دیکھنے والے کہ رہے ہیں کہ
اب کمال شعلہ کا ٹھنڈا ہوا چاہتا ہی مگر شعلہ نے جام سر پر رکھا اور تھرکریں لیتی
ہوئی چلی اور سامنے حیرت افزا کے آئی مسکرا کر کہا ایسی بی بیون کو سر سے شراب
پلانا چاہیے حیرت افزا نے خوشی خوشی جام لیا اور پی گئی پلٹ کر شعلہ نے دوسرا
جام بھرا اسی طرح توڑے لیتی ہوئی جست و خیز کرتی ہوئی سامنے حیران جادو کے
آئی اور یہی کلمہ کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے حیران جادو
مثل آئینہ حیران ہو کر جام پی گئی اب تو شعلہ و نقلی نے دورہ باندھا کل اہل محفل کو شراب
پلائی جو کنیزیں کہ شراب اٹھا کر لے گئی ہیں وہ بھی اپنے مقام پر پی رہی ہیں کہ
محفل میں ہنگامہ ہونے لگا دست درازی شروع ہوئی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچا
کسی نے بہ نگاہ غور دیکھا اور کہا کمیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا ہوا ہی
کمیدان نے کہا اس حرامزادے نے کیا اودھم کیا ہی دیکھنے والے نے کہا آپ
بیٹھے رہیے میں پکڑے لیتا ہوں یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا مار البتہ
کمیدان نے آہ کر کے کہا بھائی غضب کیا سب مونچھیں نوچ لیں جھٹکا دینے والے
نے جواب دیا کوا اڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ میں ہی دوسرے نے کہا کیا پوچ دلچرنی
اسطرح جابجا کوئی کسی کو دھول مارتا ہی کوئی اچک رہا ہی کوئی کہتا ہی آؤ تمھے اڑاؤ
میں کسی سے کم نہیں ہوں جب زیادہ بلڑ ہوا تو حیران جادو نے برہم ہو کر
کہا صاحبو میری محفل کو بازار بنایا ہی یہ کیا ہنگامہ ہوتا ہی بیٹھو ورنہ سب کو

۲۰

سر اوونگی پہ کتنی ہوئی اُٹھی ڈگمگا کر گری حیرت افزا بھی اُٹھکر گری کہیں ہیں لینا لینا کہکر اُٹھیں جو اُٹھا برلب فرش ہوا تھوڑے عرصے میں ساری محفل بیہوش ہوئی خواجہ نے جب سب کو بیہوش پایا تن کر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان

نژاد شندہ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار و غدار ہوں

مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکریں کھا کے ہو ہر قدم

اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

درندہ جہان گرد طرار ہوں
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

نعرہ کرکے اول تو خواجہ نے سب کا زیور اُتار لیا بعض کا لباس جو بھاری دیکھا وہ بھی لے لیا اب سوچ رہے ہیں کہ کیا کروں آخر جیبران جادو کو اُٹھایا زبان میں سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اب جو جیبران کی آنکھ کھلی دیکھا کل اہل محفل بیہوش پڑے ہیں اپنے کو بندھا ہوا پایا اور عمرو کو ڈرا لیے کھڑا ہوا ہی کہہ رہا ہو اے جیبران سامری و جمشید پر لعنت کرو خدائے نادیدہ کو سجدہ کرو ورنہ یہ سمجھ لینا کہ مارے کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دونگا دیکھا تمنے کسطرح پہونچا ہوں مقام افسوس ہو کر طلسم کشا قید ہیں اور لوح شہباز نے لے لی بی حیرت افزا کا بھی علاج کرونگا خیال کرو کہ پروردگار نے زمین و آسمان بنائے بہشت و دوزخ چاند و سورج اگر سامری و جمشید خدا ہوتے تو موت اُنکو کیوں آتی دیکھو یہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی سحر کے زور میں خداوند بنکر بیٹھا ہی بس ایسے ادیان باطلہ کا اعتقاد کر بیٹھنا سراسر حماقت ہی خالق لیل و نہار ہمارا تمہارا پروردگار ہی اُسکا اعتقاد کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اسطرح عمرو نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا جیبران کے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکالیے میں بدل اطاعت کرتی ہوں عمرو نے زبان سے جیبران کی سوزن نکالی جیبران جادو نے قبہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا کیوں خواجہ اپنا کہو کیا

تم کو سزا دون خواجہ نے کہا آپ کا چہرہ روشن ہو یہ کہکر ہاتھ بلایا حباب مار کر پھر حیران کو بیہوش کیا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا حیران سمجھ گئی کہ یہ کامل و اکمل ہی اور مذہب بھی اسکا کامل ہی تو مین برگزیدہ ہی کہا خواجہ مین جان و دل سے حاضر ہون جو حکم کیجیے وہ بجا لاؤن عمرو نے کہا مجھکو دربار شہباز مین پہونچا کر ان سب کو یون ہی پڑا رہنے دو حیران نے کہا چلیے کس صورت پر چلیے گا عمرو نے کہا وہی شعلہ کنیز بنکر چلونگا انشاء اللہ رہائی سعد کی تدبیر نکالونگا اور یہ بھی سنا ہی کہ یاقوت جنی کو شہباز پکڑ لے گیا اسکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگا شاید پروردگار اپنا فضل کرے ورنہ اپنی جان دونگا آج دو دن گذر رہے ہین کہ سعد شہریار باغ مین بے آب و دانہ ہین شہباز کا ارادہ ہو کہ اُنکے قریب سحر تو نہین جا سکتا مگر تا ثیر ہو پہنچے حیران نے کہا حیرت افزا کو قتل کیجیے آگ دہانکی برطرف ہوجائیگی کیا تعجب ہی کہ عین وقت پر وہ بھی دربار مین آجائین عمرو نے کہا یہ بات خوب بتائی لیں عمرو نے حیرت افزا کو قتل کیا قتل سے حیرت افزا کے ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من حیرت افزا بود سعد شہریار کہ دو دن سے بے آب و دانہ تھے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز کیا سبب کا پیدا سامر تا تھا اس مشکل کو آسان کر زہے کریمی و زہے کارسازی نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہائے روشن تر از آفتاب
پدید آوری از لطف گوہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید
جدا ہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نگوئی ببار	زمین ناورد تا نگوئی بہار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زان کہ یاری گرے خواستی
چہ گرمی و سردی و از خشک و تر	سرشتی بر اندازۂ یک دگر
جہان برکشیدی و بستی نگار	کہ بیرون نیارد خرد در شمار

کہ تیر عابدت مراد پر پہونچا دیواروں مین آگ کی گرین روشنی ہوئی سعد شہریار نے شکر

پرورد گار کیا کچھ پھل وغیرہ جنگل کے توڑ کر کھائے اس باغ پُر آفت سے نکلے باغ سے نکلتے ہی دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی در وا ہے پر اُسکے چند جادوگر بیٹھے ہین بادشاہ طرف اُس قصر کے چلے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالے ہوے مگر شہباز بلند پرواز اپنے قصر مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ حیرت افزا یہ خبر نہین آئی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حیران جادو اور ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ پھولون کی پنکھیا جھلتی ہوئی ساتھ ساتھ حیران کے ہو تخت آکر زمین پر اُترا حیران نے سلام کیا وہ کنیز بھی براے تسلیم خم ہوئی شہباز نے پوچھا اے حیران اِسوقت کہان چلین کیونکر اتفاق آنے کا ہوا حیران نے کہا اے شہنشاہ آج عجب معرکہ گذرا منظور ہوا کہ آپ کو بھی دکھاؤن ہمارے سامری و جمشید بڑے صاحب کرامت ہین یہ کنیز میری بہ سر کوہ پھر رہی تھی کہ آسمان سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر سامری بیٹھے تھے اِسکو پکارا پہلے تو یہ ڈری مگر جب قدرت نے تسکین دی تب قریب گئی گلے پر اِسکے ہاتھ پھیر دیا اور یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کیا اور کچھ بھی اِس سے کہا مگر اِسنے خوف سے نہ مانا فرما گئے کہ بہت سے کمال ہمنے تجھکو دیے تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے آئی اور مجھسے سب حال کہا مین نے کہا امتحان کرو ایسے مزے سے اِسنے ایک غزل گائی کہ مین بیقرار ہوگئی پوچھا مین نے اِس سے کہ اور بھی کمال کون سے ہین اِسنے کہا ساقی گری وغیرہ امیدوار ہون کہ آپ بھی سماعت فرمایئے شہباز نے کہا کیا مضایقہ ہی کیون بی شعلہ کیا چاہیے ہی شعلہ نے کہا کنجی میخانے کی دیجیے شہباز نے کنجی دی شعلہ نقلی نے میخانے مین آکر شراب ہاتھی چند کنٹرا الماس نگار کے لیکے محفل مین آئی اور رکت ناچی اور یہ اشعار ہماشتنا نہ یہ آواز بلند گانے لگی نظم

بدلی جو آئی باغ میں اُس خوش ادا کے ساتھ — جھومیں بلائیں لینے لگیں کس ادا کے ساتھ

دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر میں — کھیلا اور تو بیٹھے نہ کھیلا وہ وہ اسکے ساتھ

اس اک نگاہ دیکھتے ہی مین نے جان دی — الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ

غیروں کی بزم میں تجھے دیکھا نہ جائے گا — سب کے وہ بیٹھے نہ چل مجھے آنکھیں دکھا کے ساتھ

کیون جان دیکے کیا تمھین بدنام کر دیا
ڈرتا ہون مین کہین تمھین غم اسکی ہو نہ چاہیے
ای دل وصال یار کی لذت ہی ہجر سے
یارب دعا یہی ہی کہ کٹجاے اپنی عمر
رند وچمن مین رنگ جما دے شراب کا
اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہو صفیر

پھر کبھی یہ نہ چھیڑ کسی آشنا کے ساتھ
اچھا نہین ہی ربط بڑھانا جفا کے ساتھ
نادان زندگی کا مزہ ہی فنا کے ساتھ
مثل شب وصال کسی مہ لقا کے ساتھ
اڑتی ہوئی بہار وہ پہونچی گھٹا کے ساتھ
غنچے ہین کرتے چاک گریبان صبا کے ساتھ

اور جام ایر پڑ کرکے سرپر رکھا سامنے شہباز کے آکر سر جھکایا یہ کہکر کہ ایسے شاہ بلند مرتبے شراب پلانا چاہیے شہباز نے جام ہاتھ مین لیا کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا انہو خواجہ گھبرا سے کہ خداوندا خیر کیجیو تک شہباز نے کچھ پڑھکر جام پر پھونک دیا کہ شراب چیخ مار کر مشتعل خون ہوگئی اور اڑگئی جام ٹوٹا شہباز نے کہا تو کون خواجہ نے چاہا جست کرکے نکلجاؤن مگر شہباز نے گیر کیلئے ایک دو تھپڑ مارا کہ خواجہ گرے جیران جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا نکلجاؤن شہباز نے کہا او فتنہ پرداز تو کہان جاتی ہی یہ کہکر سحر کیا کہ جیران بھی گری جیران کو گرفتار کرکے ایک قفس مین بند کیا اور عمرو کے منھ پر اپنا ہاتھ پھیرا کہ رنگ وروغن اڑگیا عمرو کو دیکھکر پہچانا کہا او ظالم مین تیری فکر مین تھا تو نے اسکو تسخیر کیا جیران کے ساتھ آیا اب کہان بچیگا سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے اور رہا ہوا عمرو گرفتار ہوا شہباز نے کہا مین اسی فکر مین تھا کہ یہ ساربان زادہ آئے تو اسکو قتل کرون نہین معلوم ہی کہ حیرت افزا پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہین آئی آج دو دن گذرے ہین کہ طلسم کشا بے آب و دانہ ہین پھر آپ ہی کہنے لگا کہ وہ اب خاتمہ کرکے آئیگی جسوقت بھوک پیاس سے بیہوش ہوکر گر پڑینگے اوسوقت آتار لیگی سر کاٹ کر لائیگی ارے جلاد کو تو بلاؤ ایک زنگی سیاہ رو پہلو سے قصر کے تنا ہوا آیا کہتا ہوا کیا ارشاد ہوتا ہی کہا اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے کوسے کا خط گردن پر دیا اور خنجر چمکانے لگا خواجہ بیقرار وبیچین ہوکر پکارا اٹھے ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی

میرے تیر سے وہ مدت سے بین فرق آتا ہو آج تو ملک الموت کا سامنا ہوا ہے رب بے نیاز
وای خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعا ہے کئنا ہس کہ مستجاب
چو عاجز رہا شد دعا شو نیاب	دیگر	درین عاجزی چون بخوانم ترا
ہر کس ہے کسے ناز و ما را تو بسے		بس پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

جلاد شتگین لگا رہا ہو دمبدم نفرت کرتا ہو کہ تیغہ باڑ صد اور رکھتا ہون بازو پر قوت
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون اے شہنشاہ شہباز ذرا حکم ہمکو دیجیے گا
شہباز نے کہا اے جیپا باپ دولت کو ذرا تا ہو کل طلسم کشا کا بھی سر آجائیگا حمزہ کو خود
جا کر قتل کرونگا مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا ایک ایک کو اسطرح قتل کرون کہ
ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر روئین اور کسیکو ترس نہ آئے یہ وہ ظالم ہو
کہ جنکے گھر کے گھر ساحرون کے مٹا دیئے ملک کے ملک خالی ہوئے ہزار ہا قریہ
کھڑے تصویرین خداوندون کی ٹھوکرون مین پڑی ہین آج کئی دن کا زمانہ ہوا
کہ اُڑتا ہوا جاتا تھا میرا گذر عنطلی آباد مین ہوا جس مقام پر وہ خداوندی تھا
دیکھا وہ کھدا پڑا ہو مسجدین جا بجا بنگئین مسلمان غل مچا رہے ہین وہ لفظین کہتے
تھے کہ میرے کان مین جب آواز آئی مجھکو سحر فراموش ہونے لگا جلدی سحر کر کے اُس
سرحد سے گذرا کاشمیر و کاشغر کا ویرانہ دیکھا تصویرین خداوندی کی ٹھوکرون مین
پڑی ہین ہرچند کہ بہت ناگوار ہوا مگر سوائے صبر و ضبط کے کیا چارہ تھا گھر پر
آکر دیر تک رو یا پکارتا تھا یا خداوندا آپ نے مسلمانون کو کیون پیدا کیا اپنے
انکو مٹائیے جادوگرون کی شان وشوکت بڑھائیے اسکا یہ ظہور ہوا کہ لوح
طلسمی آدمی یہ ساحر پان زادہ گرفتار ہوا او جلاد یا خنجر مار دے جلاد تنتا ہوا چلا
لے چلا ہاتھ ہزار ہا دون کہ در دو انسے بہ بارگاہ کے باہر ہوا اور آواز آئی نعرۂ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران

شہباز نے جادو کو اشارہ کیا ٹھہرا اور ایک مصاحب سے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہو
رہا ہے نعرے کی آواز ہی خونخوار جادو شہباز کا ہم پہلو باہر نکلا دیکھا بادشاہ اسلام
لڑ رہے ہیں ہمارے ساحروں کو مار کر ڈالدیا ہے اور اندر بارگاہ کے آتے ہیں خونخوار
نے بڑھکر سحر کیا وہ گولہ اسی مقام پر گرا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی جھنجھلا کر اسم سحر پڑھتا ہوا تلوار
کھینچکر بڑھا سعد کے ہاتھ میں تیغ طلسمی علم ہی جیسے ہی خونخوار نے ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا خونخوار
کے دو ٹکڑے ہوئے آگے بڑھکر فرق زنجیر توڑ دی پردے کو نوچکر پھینکا شہباز نے
دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری سامنے
آتے ہیں تیغ خون آلود ہاتھ میں شہباز کے ہوش اڑ گئے مگر ناچار سحر کرنے لگا
سحر تاثیر نہیں کرتا مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ ہاں یارو مار لو ہائے کیا غضب ہوا
یہ حیران یہانتک کیونکر آیا نہیں معلوم حیرت افزا پر کیا گذری کہ یہ یہانتک
آسکے کسکو بھیجوں کون جاکر خبر لائے کئی ہزار مصاحب و خدمتگذار سعد شہریار پر
جا پڑے سحر کرنے لگے مگر سعد لوح محفوظ کو چمکا رہے ہیں سب کے سحر باطل ہو رہے ہیں
جسکو ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
بعض کہ رہے ہیں جان بچا کر نکل چلو بعض کہتے ہیں انکی اطاعت کرو جب شہباز
نے دیکھا کہ ساحروں سے سعد نہیں رکتے میری طرف آتے ہیں اور تو کچھ نہ بن پڑا
کچھ خاک زمین سے اٹھا کر شانوں پر ڈالی کہ پر پرواز پیدا ہوئے اڑ کر بلند ہوا
عمرو نے آواز دی او فرزند یہ جانے نہ پائے سعد نے بڑھکر کمان کیانی کاندھے
سے اتاری تو قصد کیا کہ تیر ماروں مگر شہباز بلند ہو گیا تھا ہاتھ روک لیا سعد نے
کہا طلسمی خرابہ ہوئی کہ تمام سردار وغیرہ فریاد کرنے لگے کہ ہم اطاعت کرتے ہیں اکثر
ساحر آکر قدموں پر گرے شاہ نے گلے لگا لیا سب ساحروں نے اطاعت اسلام
قبول کی حیران جادو بھی رہا ہوئی شاہ نے آکر صندوق کھولا لوح طلسمی نکالی
عمرو نے کہا یاقوت جبین رنگ مشک افشان سامنے کرسی پر قید ہیں انکو رہا

بیٹھے بادشاہ نام مشک افشان سنکر حیران تھے کہ یہ شاہزادی کون ہی مگر جب یاقوت جنی کو قفس سے نکالا تو یاقوت نے کل کیفیت ظاہر کی کہ اپنے باپ سے حضور کا ذکر سنکر وہ مائل ہوئی رات کو آئی کہ لوح نکالون شہباز تو بڑا ہوشیار ہی فوراً جاگ پڑا سعد شہریار نے مشک افشان کو نکالا مشک افشان شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے نکلی جمال جہان آرا دیکھکر گردپھرنے لگی صبر نہ ہوسکا عرض کرتی تھی خدا آپ کو سلامت رکھے کس زور وشور سے آپ پہونچے ہین جب آپ کی خبر آکر شہباز نے کہی اور یاقوت کو گرفتار کرکے لایا تب مجھسے صبر نہ ہوسکا قصد کیا کہ لوح نکال لون اور جاکر حیرت افزا کو مار دون ساعت بری تھی گرفتار ہوگئی سعد نے فرمایا شکر ہی کہ مجھکو خدا اسنے یہانتک پہونچایا چار سو جادوگر مطیع اسلام ہوئے ہین عرض کررہے ہین کہ حضور بانی فسا ذکل گیا ضرور آفت برپا کریگا بڑا مکار وحیلہ ساز ہی بہت بڑا شعبدہ باز ہی حضور غافل نہ رہین غلام جاکر اسکو تلاش کرتے ہین دیکھکے آتے ہین مشک افشان نے کہا ای شہریار مجھکو اپنی جان کا خوف ہی اب اسکو قلق ہوگا کہ بیٹی بھی اس مقام پر رہی یاقوت جنی بھی رہا ہوگیا میرے قصر پر سعد شہریار نے قبضہ کیا چلکر ان لوگون کو گرفتار کرون اگر حضور کی صلاح ہو تو مین دربار جمشید مین جاؤن یقین ہی کہ وہین گیا ہو اب اس سے صلاح کرکے تدبیر کریگا سعد نے کہا ای مشک افشان ایسا نہو کہ تم گرفتار ہوجاؤ تو مجھکو بڑا قلق ہوگا تمھاری انسانیت پر طبیعت کو وجد ہی مشک افشان نے کہا جب حضور ایسا معین ومددگار موجود ہی تو مجھے کیا خوف مین قفس مین سے دیکھ رہی تھی جب خواجہ عمرو گرفتار ہوئے تو مجھکو یاس ہوئی کہ عمرو نے اتنی بڑی عیاری کی اور وہ خالی گئی دل سے باتین کرتی تھی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی مگر خدا اسنے فضل کیا مجھکو بڑا قلق تھا کہ خواجہ قتل ہوتے ہین حضور کو کیسا قلق ہوگا بہ تصدق پروردگار آپ عین وقت پر پہونچے حضور نے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو لٹ گیا کئی صندوقچے جواہرات کے کمر مین تھے وہ گرپڑے اب

مہاجن مجھے ذلیل کرینگے مگر خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے یہ تدبیر کرینگے تو آبرو
بچیگی اس بیان پر عمرو کے مشک افشان رونے لگی اور کڑے اپنے ہاتھ سے
اُتار کر پیش کیے خواجہ نے لیکر تہ زنبیل کیے اور فرمایا ای ملکۂ عالم یہ تو عشر عشیر
بھی نہین ہی مہاجن اسکو لے لین گے اور مجھکو قید کرینگے مشک افشان اور زیور
اُتارنے لگی بادشاہ نے فرمایا ای مشک افشان اِنکے فقرات کا خیال نہ کرو اگر
عالم کی سلطنت انکو دیدو گی تو قرضہ ادا نہ ہوگا یاقوت حبشی نے گھبرا کر عرض کی کہ
حضور اس مکان مین شہباز کا خزانہ ہی ہرچند کہ سعد نے اِشارے سے منع کیا مگر
یاقوت نے قصر بتا دیا خواجہ دوڑے اندر قصر کے گھس گئے دیکھا خم ہاے
خسروی زر و جواہر سے مملو ہین خواجہ نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور یہ
کہکر پھینک مارا کہ ای جال جنجال ہو کر یو کوئی پیسا باہر نہ جانے پائے سب خزانہ
کھینچکر زنبیل مین رکھا اور زنبیل سے کچھ کوڑیان نکالین اُس مقام پر پھیلا دین
باہر نکلکر کہا ای یاقوت یہان تو حبہ بھی نہین ہی کچھ جھنجھی کوڑیان پڑی ہین سعد
نے کہا اب آپ کا قدم اندر گیا اب وہان کیا ہوگا خزانہ بیت المال مین پہونچا
اب کسکو ملسکتا ہی عمرو نے کہا ای فرزند تم تو ایسی باتین نہ کرو باپ تمھارے بڑی
مہربانی فرماتے تھے جب فرنگستان سے آئے ہین تو کئی لاکھ روپے مجھکو دیے
کہ سود سب ادا ہو گیا تھا مگر کوئی ساحر تلاش مین شہباز کی چلے بعد جانے ساحرونکے
مشک افشان نے کہا مین بھی جاتی ہون جاکر شہباز کو لگا کر لاؤن آپ کے ہاتھ
سے قتل کراؤن یہ کہکر مشک افشان بھی روانہ ہوئی مگر جمشید ثانی اپنے قصر
ہفت رنگ مین بیٹھا ہی شاہزادیون سے اختلاط ظاہری کر رہا ہی کہ آسمان پر
برق چمکی جمشید نے دیکھا کہ شہباز گھبرایا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ کیون شہباز
خیر تو ہی شہباز نے عرض کی یا خداوند سب سامان ہو گیا تھا مگر خدا اُسے نادیدہ
نے اُنکی مدد کی کہ سعد کی رہائی ہوئی وہ لڑائی پڑی کہ غلام بھاگ آیا اگر نہ آتا
تو قتل ہو جاتا جمشید کو سناٹا آگیا پر کہا ای شہباز تجپر بڑا گمان تھا کہ تم بوح لیلیگے

اسنے کہا کہ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ مشک افشان ہاتھ سے گئی ہین اسکو گرفتار کر آیا تھا اب رہا ہو کر سعد کے پہلو مین بیٹھی ہوگی جمشید نے کہا مشک افشان کون ہو کہا کنیز حضور دختر حقیر نام مشک افشان کا سنکر جمشید پوچھنے لگا کہ اسنے کہین سعد کو دیکھ لیا شہباز نے کہا حیرت افزا جو لوح لیکر آئی اور تمام حال بیان کیا اس بدنصیب نے بھی سنا بدحواس ہو گئی مین نے اسی وقت دیکھا کہ اسکے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اسوقت تو کچھ زور نہ چلا رات کو آئی تھی کہ لوح لے جاؤن مین نے اٹھکر اسکو گرفتار کیا کیا جانتا تھا کہ سعد آجائین گے ورنہ قتل کر ڈالتا مجھکو بڑا اس بدنصیب کا خیال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر نحیف وضعیف تخت پر سوار فوج بیشمار پشت پر آکر پہونچا جمشید نے جو اس ساحر کو دیکھا کہا لو صاحبو وہ ساحر آیا ہو کہ زمین کو ہلا دیگا پیران سحر طراز اسکا نام ہو برسون خدمت ساحری مین رہا سؤین کا انتظام کرتا تھا بزرگان دین کی آنکھین دیکھی ہین مگر چیلہ ہو شیطان کا چھوٹا بھائی ہو چند مصاحب جائین اور اسکو استقبال کر کے لائین یہ فکر کر لیگا چند مصاحبون نے جا کر استقبال کیا پیران سحر طراز سامنے آیا جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا اے پیران کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پیران نے کہا یا خداوند مین نے خبر سنی ہو کہ مرحلۂ چہارم پر طلسم کشا پہونچ چکا اور بڑے بڑے ساحر مارے گئے کچھ ساحر شریک ہوے آپ کے سامنے مقابلہ پڑا کچھ نفع نہ ہوا منظور ہوا کہ چلکر صفائی کر دون لاش ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گھلنا رچھایا پھول برسنے لگے مشک کی خوشبو آئی جمشید نے کہا اے شہباز یہ کون آتا ہو شہباز نے کہا یا خداوند طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ مشک افشان آتی ہین جمشید نے کہا تم تو اسکو باغی بتاتے ہو پیران نے کہا یا خداوند شہباز طفل مکتب ہو اسکو سحر مین کیا دخل ہو جو دل مین آیا وہ کہدیا اگر باغی ہوتی تو یہان کیون آتی اے شہباز تم کلام نہ کرنا مین باتین کر کے مطلب حاصل

کر لونگا کہ ابر پھٹا اور مشک افشان جادو تخت پر سوار چند کنیزین گرد گھیرے
ہوئے محمد سے سب کے ہاتھون مین آئی مشک افشان نے آتے ہی جمشید کو سجدہ
کیا جمشید نے جو نوجوان شاہزادی کو دیکھا پسینے پسینے ہوگیا پشت پر ہاتھ پھیرنے
لگا ادھر پیران سحر طراز جمال جہان آرا سے مشک افشان دیکھکر بیقرار ہوا
جمشید چاہتا ہی گلے لگا لون اور کہتا جاتا ہی ای سبحان قدرت آجتک ہماری صحبت
مین نہ آئین کہ پیران سحر طراز نے اٹھکر ہاتھ مشک افشان کا پکڑ لیا کہا ملکہ آؤ
بیٹھو تمپر بڑی جفا گذری ہم بخوبی پہچان گئے کہ جمشید ثانی کی پرستار ہو مسلمانونکی
دشمن جیو تمکو دوست مسلمانان کے وہ بیوقوف ہی ای شہباز مین برائے مقابلۂ
سعد شہریار جاتا ہون مشک افشان کو میرے ساتھ کرو اسی کے ہاتھ سے
سعد کو قتل کراؤنگا تب حال دوستی و دشمنی کھلیگا شہباز نے پوچھا ای ملکۂ عالم
تمنے کیونکر رہائی پائی مشک افشان نے کہا آپکے چلے آنے کے بعد سب ساحر
تو مطیع اسلام ہوئے مجھکو سعد نے رہا کیا جب مین رہا ہوئی تو مین نے قصد
کیا کہ گرفتار کرکے انکو لیجاؤن لیکن نہ بن پڑا عمرو نگاہداشت کر رہا تھا میرا زور
نہ چلا آخر مین بھاگ کر نکل آئی خداوند جمشید ثانی نے میری آبرو بچالی جمشید
کہ ریزی زبان کی سنکر بہت [illegible] ہو رہا ہو چاہتا ہو نہ جانے دون اپنی صحبت مین
شریک کرون ادھر پیران بیقرار ہو رہا ہی چاہتا ہی اپنے ہمراہ لون اور
مقابلۂ سعد مین جاؤن وہان جاکر اسکو رضامند کراؤنگا کیا انکار کر سکیگی ورنہ
سحر کرونگا اسوقت ہو جاسے [illegible] دیکھئے چین نہ آئے گی یہ سوچکر اپنے مقام سے
اٹھا کہا کیون ای شہباز تمہاری خوشی ہو کہ مین انکو ساتھ لیجاؤن اور سعد کو
قتل کراؤن کہ سب کو آرام ملے شہباز نے کہا ای پیران تم جاؤ اسکو یہین
رہنے دو مین اسرار سے اور کام لونگا پیران نے گھبرا کر کہا ای شہباز کیا مجھکو
احمق جانتے ہو تمہاری دختر میری بجاے فرزند کے ہی دل مین کہتا ہی فرزند
کہتے کیا نقصان ہوتا ہی سامری نے بھی اپنے زمانے میں ایسا ہی کیا تھا لیکن وہ

خداوند تھے انھین کون تو کتا کہا ای شہباز اسکے ساتھ ہونے سے روح کو راحت
قلب کو قوت ہوگی جمشید نے پریشان ہو کر کہا ای شہباز کیا نقصان ہو ملکہ کو ساتھ
اسکے جانے دو کچھ تدبیر کرکے شاید سعد کو گرفتار کرے مشک افشان حیران ہو
کر دیکھیے اس دشمن خدا کے ساتھ جانے سے کیا ہو تیور تو بہت برے ہین مگر کیا
کرون آخر ناچار ہو کر شہباز نے بھی حکم دیا کہ ای نور نظر ساتھ پیران کے جاؤ پیران
نے ملکہ کو تخت پر سوار کیا آپ طاؤس پر سوار ہوا اتنے مین لشکر لایا تھا سب کو ساتھ
لیکر کوچ کیا منزل در منزل جاتا ہو جب لشکر شام کو کسی مقام پر اترتا ہو تو مشک افشان
الگ بارگاہ مین چلی آتی ہو پیران جادو رات بھر تڑپتا ہو یہ اشعار عاشقانہ زبان پر
ہر وقت جاری رہتے ہین

نظم

اٹھا کے صدمۂ داغ فراق ماہ چلے — جہان سے آرزوے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار مین دی جان عاقبت ہمنے — زبان سے جو کہ کہا تھا اُسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دھرا — جو سالکون نے بتائی ہمین وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی مین یہ ہوا حاصل — کہ لیکے پیٹھ پہ پشتارۂ گناہ چلے
گذر ہوا پس مردن صراط پر اپنا — کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

صبح کو جو اٹھتا ہو غصے مین کسی سے کلام نہین کرتا خدمتگار پوچھتے ہین کیون حضور
مزاج کیسا ہو ٹھنڈی سانس بھر کر کہتا ہو یارو کچھ نہ پوچھو یہ شب فراق عجب آفت
لائی رات کو دیو شب غم کا سامنا تھا یقین تھا کہ کہا جائیگا شمعون کے شعلون سے
لو نکلتی تھی پروانے جل جا کر خاک ہوے جب دم لبون پر آیا تب صداے مرغ سحر
بلند ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زاہدون نے غل مچایا میرے کلیجے پر چھریان
پھر رہی ہین مجھسے نہ پوچھو کہ میرا کیا حال ہو ایک شب اپنے چند ملازمون کو اسنے بھیجا کہ
جا کر ملکہ مشک افشان کو بلا لاؤ خادمون نے آکر کہا مشک افشان نے کہا
جا کر عرض کرو کہ مین نہین حاضر ہو سکتی پیران جادو جھلا کر اٹھا کہتا تھا یہ کیا بات
ہو کہ ہم بلاتے ہین تشریف نہین لاتین ہمکو ملال ہوتا ہو ہم جا کر پوچھین کہ کیا باعث

کیون نہین تشریف لاتین مشک افشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ پیران جادو بر سر فساد ہی یہ ذکر تھا کہ پیران جادو آکر پہونچا مگر غصے
مین بھرا ہوا بیٹھ گیا کہنے لگا کیون ملکۂ عالم آپ شب کو تشریف نہین لائین مین نے
آپکو دیر تک یاد کیا اور آپ نے سرفراز نہ فرمایا مشک افشان نے کہا کہ اے
پیران جادو مین اسواسطے تمھارے ساتھ آئی ہون کہ چلکر لشکر اسلام پر سحر کرو
مین بھی سحر کو زور دون اسواسطے نہین آئی ہون کہ تمھاری مصاحبت کرون خواہ
اسمین خلاف ہو خواہ غیر خلاف ہو پیران جادو نے کہا پہر چار گھڑی شب کو بھی آکر
بیٹھیے کہ مجھکو تسکین رہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو جنون ہو جائے مشک افشان نے انکار کیا
پیران جادو کو کچھ بن نہ پڑا اسوچا کہ ساحرہ زبردست ہی آفت برپا کریگی جان بچانا
مشکل ہوگی کہا جسطرح آپ کے مزاج مین آئے پھر اُس منزل سے کوچ کیا سعدین
قباد کے ساتھ وہی چار سو ساحر ہین جو شہیار کے ہمراہی مسلمان ہوے ہین بیرون
قصر بارگاہ استادہ کرائی ہی اسمین آکر بیٹھے ہین قیروزہ بن عمرو بھی آگیا خواجہ ایکطرف
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ آپ کے پاس آتے ہین ہمارا بڑا نقصان ہوا حمزہ سے
جاکر سمجھونگا سعد فرماتے ہین کہ خزانہ تو آپ نے کل لے لیا اور پھر محروم رہے کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ پیران سحر طراز برائے
مقابلہ حضور آیا ہی مشک افشان تخت پہ سوار ہین اور پیران جادو پایۂ
تخت پہ ہاتھ دھرے ہوے آکر پہونچا ہی اسکا ارادہ ہی کہ آج رات کو سحر کرے
بادشاہ نے فرمایا خواجہ ذرا خبر تو لو عمرو نے کہا مین باہر نہین نکلسکتا اگر نکلونگا تو
مہاجن گرفتار کر لینگے سب سردارون نے کچھ روپے دیے تب خواجہ برائے
خبر چلے راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایک جادوگر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا اور
چشمے پہ پانی کے اُترا چاہا کہ پانی پیوے خواجہ نے آواز دی او ساحر کیا کرتا ہی
خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہ جائیگا یہ کہتے ہوے بہ شکل ساحر سامنے آئے
آکر کہا بھائی اس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہی سارا کرتب اُسکا اس مین پڑا ہی پیتے ہی

پانی ہو کر بہ جاؤ گے کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے مین اِس صحرا کا نگہبان ہون جو
کوئی آتا ہو اُسکو منع کرتا ہون کہ پانی نہ پینا ساحر نے کہا مین خداوند کا نامہ دار ہون
سرفراز جادو میرا نام ہے مین نامہ لیکر بجانب پیران جادو جاتا ہون شہباز نے
بھی بمقدمۂ حفاظت مشک افشان لکھا ہے کہ مین نے تمہارے کہنے سے ساتھ
کر دیا ورنہ مین گوارا نہ کرتا کہ مشک افشان تمہارے ساتھ جائے خواجہ نے
دریافت کر کے اُس ساحر کو پانی پلایا اور پانی پلا کے بیہوش کیا اور نامہ نکال لیا
سرفراز کی شکل بنکر چلے جادوگر کو ایک گوشے مین ڈالدیا مگر جب لشکر پیران جادو کا
آگے ہو پہنچا تھا تو ملکہ تخت پر تھین سعد بن قباد کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آنکھ
جو مشک افشان سے ملگئی تو مشک افشان نے اشارہ کیا کہ نہ گھبرایئے گا اُسکو
بہ سحر کرونگی مین مٹا دونگی جہانتک ہو سکیگا آپ کو بچاؤنگی سعد خاموش ہو رہے
مگر خواجہ جو پہنچے پہلے خیمہ مشک افشان کا ملا ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سرفراز
کیونکر آپکا اتفاق ہوا پہلے ہمارے پاس آؤ خواجہ اندر گئے کہا نامہ خداوند کا
لایا ہون لیکن آپ سے کچھ تنہائی مین کہنا ہے کنارے لا کر مشک افشان کو بیہوش
کیا سامنے صندوق تھا اُسی مین بند کر دیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ
مشک افشان کی صورت بنے باہر آ کر جوڑا اچھا ری نکالکر پہنا زیور عمدہ سے
آراستہ ہو کر کہا مین بھی اسے ملاقات پیران جادو جاؤنگی پیران کو ہرکارون نے
خبر دی کہ آج ملکہ بڑے ٹھاٹھ سے آتی ہین پیران جان و دل سے مائل تھا بارگاہ سے
نکل آیا آنکھین فرش کرنے لگا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی آپ نے آج
سرفراز کیا عمرو نے ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا اے پیران جادو مین خود شیر دل دادہ
ہون لیکن تم جلدی نہ کرو تمہارا مطلب پورا ہوگا پیران جادو نہال ہو گیا اُسکا
آنکھون کو فرش کرتا ہوا عمرو کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے ملکۂ عالم مین جانتا ہون کہ
آج روز عید ہے کہ آپ نے سرفراز کیا مین نیاز مند ہون جو حکم کروگی وہ ضرور
بجا لاؤنگا مشک افشان نقلی نے کہا اے پیران مین یہ تدبیر کر رہی ہون کہ ہمیشہ

کیونکہ تیرے ہی پاس رہنا ہو تم جلدی کر کے کام کو خراب کرتے ہو پیران خوش ہوگیا
ملکہ نے کہا ای پیران جادو شراب منگاؤ تمھارے ساتھ پیین پیران نے خادمونکو
اشارہ کیا گلابیان شراب کی لاکر رکھین پیران جادو نے جام بہر کیا ملکہ نے کہا
مین پہلے نہ پیونگی تو یہ تم پی جاؤ اور گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جام پیران کو دیا
پیران کو کھٹکا ہو چکا ہو اس خیال مین کہ آج کیا ماجرا ہو کہ ملکہ آئین ورنیکے نکالنے پیش
آئین انکین بھی دی اقرار بھی کیا شراب کبھی پایا رہی یہی ایسا نہو کچھ فتور ہو جام
ہاتھ مین لیکر اسم سحر پڑھنے لگا ملکہ نے جو دیکھا اسم سحر پڑھتا ہو کہا ای پیران جادو
ہمکو معلوم ہوا کہ تمکو ہمسے شک ہو ہم نہ پیینگے یہ کہکر اٹھین پیران نے جو دیکھا
کہ ملکہ اٹھی جاتی ہین منتین کرتا ہوا ساتھ چلا مگر سرفراز جادو جسکو خواجہ نے جنگل
مین ڈالدیا تھا کاہ فروشون نے اسکو بیدار کیا وہ وہان سے اٹھکر دوڑا سامنے
آکر آواز دی ای پیران جادو ہوشیار رہنا کسی نے مجھکو بیہوش کر کے ڈالدیا تھا
نامہ نکال لیا یہ کون ہو تم جسکی منتین کرتے ہوے آتے ہو خواجہ نے جھپٹ کے
ایک خنجر سرفراز کو مارا اور بھاگے سرفراز کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا خواجہ
اُس اندھیرے مین بھاگ کر نکل گئے پیران جادو حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ
کیون بھاگ کر نکل گئین خیمہ مشک افشان مین آیا آکر صندوق سے ملکہ کو نکالا
پوچھا ملکہ یہ کیا معرکہ ہوا کون آپ کو بیہوش کر کے ڈال گیا یہ کہکر اوراق جمشیدی
نکالے انکو پڑھکر اپنے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو غضب ہوگیا ارے وہ عمرو عیار تھا
پہلے اسنے سرفراز کو بیہوش کیا پھر اسی کی شکل بنکر پاس ملکہ کے آیا ملکہ کی شکل بنکر
میرے پاس پہونچا تھا سرفراز جادو نے اپنی جان دی اور مجھکو آگاہ کر دیا مگر
سارا بان زادہ نکلگیا اگر مین جانتا کہ یہ عمرو عیار ہو تو گرفتار کر لیتا یہ کہکر کہا ای ملکہ عالم
مین بالا سے کوہ جاتا ہون جا کر سحر کرتا ہون کہ سعد بن قباد کو تکلیف پہونچے اور
ساتھی اسکے پراگندہ ہو جائین مشک افشان نے کہا ای پیران جادو بالا سے
کوہ تم جاؤ اپنی بارگاہ مین بیٹھکر سحر کرو مین یہان سے سحر کو رد کرتی ہون غرض

پیران جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر کیا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر پیدا ہوا سعد بیٹھے
تھے کہ ابر آکر گھر گیا برق چمکنے لگی رعد کی گرج پیدا ہوئی جو قریب سعد کے بیٹھے تھے
وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھے بادشاہ سے کہنے لگے او شہریار ہمین اطاعت اپنے
نہین کی کہ جا نہین دین برقین جو گرین گی سو آدمی ہمارے زخمی ہوئے دیکھیے برق گرتی
ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ او فتاح طلسم واہ سیاح ایّن گھبرا نہ بابت اگر
ابر آسمان پر آئے تو خوف نہ کرنا لوح کو چمکانا ابر دفع ہو جائیگا یہ سحر پیران جادو
کا ہو اس سے اپنے کو بچانا بادشاہ نے لوح کو چمکایا ابر پھٹ گیا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
ابر غائب ہوا مگر پیران جادو نے جو دیکھا کہ ابر جا کر پلٹ آیا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ
ہی پھر اوراق نکالے معلوم ہوا کہ او پیران جادو طلسم کشا صاحب لوح ہین پس
انھون نے لوح کو چمکا دیا سحر تمہارا پلٹ آیا سعد پر کوئی سحر تاثیر نہ کریگا جو سحر جائیگا
پلٹ آئیگا ایسا سحر کرو کہ بادشاہ لشکر سے نکل جائین اور جنگل مین جا کر کسی آفت مین
پھنسین پیران جادو نے مخفی سحر کیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بادشاہ نے یہان بیٹھے
بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ میرا دل گھبراتا ہی مین ہوا سے شکار جاؤنگا فیروزہ نے
اسی وقت سامان شکار مہیا کیا سعد سوار ہو کے برائے شکار چلے جیسے ہی صحرا
مین پہونچے آہوان دشت بھاگنے لگے ایک آہو کے پیچھے بادشاہ نے گھوڑا
ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی بادشاہ اسکے تعاقب مین گھوڑا اڑائے ہوئے جاتے
ہین قریب ایک باغ کے آہو پہونچا باغ مین گھس گیا بادشاہ بھی اسکے پیچھے باغ
مین آئے دیکھا کھلا ہے رنگا رنگ دلکشا ہے گلون سے باغ پر بہار ہو رہا ہے ہزاران
نغمہ سرا کی پکار زیر شجر پھولون کے انبار بادشاہ تماشا دیکھتے ہوئے چلے آتے
ہین کہ ایک شجر سے ایک طائر اڑا گرد باغ مین جا کر غائب ہو گیا ان مین شاہ
کے کانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ پکار کر گا رہا ہی

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت
مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت

کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ
دکھلاؤ ہمین سیر گلستان محبت

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

اک دام مین صیاد کے اک طوق بہ گردن
قمری و عنادل ہین اسیران محبت

یاد ابرو دلدار کی رہتی ہی قمر کو
ہی وردِ زبان مصرع دیوان محبت

بادشاہ یہ آواز سنکر اُسی طرف چلے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اور
ایک شاہزادی حسین و جمیل اُس خیمے مین بیٹھی ہی گائن گا رہی ہی کنیزین گرد حاضر ہین
بادشاہ کو جو اُس نازنین نے دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا ای شہریار آپکے پیران نے
مجھکو حکم دیا تھا کہ سعد کو گرفتار کرکے لاؤ مگر مین نے حضور کو صحرا مین شکار کھیلتے
دیکھا سرکار پہ مائل ہوئی یہ باغ گل خیز میرے باپ نے میرے نام کا بنوایا تھا مین
اسمین آکر بیٹھی اس خیال سے کہ حضور ضرور تشریف لائینگے شکر ہی کہ آپ آگئے
مین حضور کو پیران جادو تک پہونچا دونگی جبتک پیران نہ قتل ہوگا آپ کو
آرام نہ ملیگا سو طرح کے مصائب ہونگے بادشاہ تو بیٹھکر اُس نازنین سے باتین
کرنے لگے پیران جادو خوشی خوشی پاس مشک افشان کے آیا آکر کہا ای
ملکۂ عالم مین نے سعد کو ایسے مقام پر پہونچا دیا کہ اب وہان سے نہ اُٹھینگے
گل بہار میری کنیز ہی اُسکو مین نے بھیجا ہی اُسنے جا کر شاہ کو دام تزویر مین پھنسایا
ہی بہ خاطر اُنکو بٹھایا ہی اب مین ان سب کو تباہ کرنے جاتا ہون اگر پا جاؤن تو
عمرو کو بھی گرفتار کرون مشک افشان نے کہا جلدی جاؤ ای پیران ایسا
نہو بادشاہ ہوشیار ہو جائین پیران باہر نکلا اور ایک گوشے مین آکے سحر
کرنے لگا آسمان پر ابر آیا آگ برسنے لگی مشک افشان نے جو اپنی بارگاہ سے
دیکھا کہ لشکر اسلام پر آگ برس رہی ہی بیقرار ہو کر اُٹھی اپنے خیمے سے نکل گئی
خاک قبر جمشیدی اپنے پاس سے نکالی پڑھکر گرد لشکر اسلام پھینکی یا تو ہمراہیان
سعد بن قباد گھبرا کر اُٹھے تھے کہ نکل جائین اس آگ سے اپنی جان بچائین لیکن
تاثیر خاک جمشید سے آگ برسنا موقوف ہوئی لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہے
مشک افشان لشکر کو بچا کر ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف باغ گل خیز کے

جلی یہان اُس نازنین نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو چاہتی ہو سعد کو پلائے اور
سعد بھی ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ ہاتھ بڑھا دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا اور
چاہا نوش کرین کہ رونے کی آواز کان مین آئی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا مشک افشان
ایک نخل پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو جیسے ہی سعد نے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ
اے شہریار یہ کیا غضب ہو کہ آپ شراب اِسکے ہاتھ سے نوش کرتے ہین اسی جام کو
اِسپر پھینک مارئیے حال کھلجائیگا سعد نے جام شراب اُس نازنین پر پھینک مارا
ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن سحر کا اُڑ گیا دیکھا ایک ضعیفہ گالون پر جھریان پڑی
ہوئی کمر مین خم ہنس رہی ہو کہتی ہو اے شہریار آپ نے شراب مجھپر کیون پھینکی سعد
نے فرمایا سامنے سے دور ہو اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑون سعد
نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اور آواز آئی کشتی مرا نام مین
دلفریب جادو بعد مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور ملکہ
مشک افشان اُتر کر زمین پر آئی آکر کہا اے شہریار اگر ایسی غفلت کیجیے گا تو
لوح پھر قبضے سے نکلجائیگی ابکے مرتبہ اگر لوح نکلی تو پھر اُسکا ملنا دشوار ہوگا کدو
کوشش بیکار ہوگی ملکہ مشک افشان سعد سے یہ باتین کر رہی ہین سعد جواب
دیتے ہین کہ اب مین بہت ہوشیار رہونگا انشاء اللہ تعالیٰ جا کر شہیار کو مارتا
ہون مشک افشان نے کہا اب تو پیران جادو سے مقابلہ ہی مین رخصت ہوتی
ہون سعد نے فرمایا ملکہ چند ساعت بیٹھ جاؤ پھر تمکو رخصت کرینگے نہ گھبراؤ تم عین
وقت پر آئین آج تمنے بڑا احسان کیا مشک افشان نے جواب دیا کہ یہ شراب
زہر آلود تھی پیتے ہی حضور بیہوش ہو جاتے کاٹ کر گلے کرتا اُس حال مین
وہ لوح بھی لے لیتی نہین معلوم کیا صدمہ پہنچتی اگر مین دیر کرکے آتی اور دشمنان
حضور کو زندہ نہ پاتی سر شپک ٹپک کے مرتی اپنے کو مشہور اور بدنام کرتی
جو سنتا وہ کہتا کہ یہ معشوق عاشق کش ہو مگر پیران جادو لشکر اسلام پر بپھر کرکے
پلٹا سمجھا کہ اب آگ برسے گی سب جلکر رہ جاوینگے وہان گرد لشکر خاک قیر جمشیدی

مشک افشان ڈال گئی تھی اُسکے سبب سے آگ نے تاثیر نہ کی پیران جادو نے
خیال کیا کہ مین اب سحر کامل کرچکا کوئی زندہ نہ بچیگا سوچا کہ چلکر باغ گلفشان کی خبر
لون کہ وہ تقریب سے کیا کیا یقین ہی کہ طلسم کشا کا خاتمہ کیا ہو سب کیفیت بھی ظاہر
ہو جائیگی یہ سوچکر اُڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ مشک افشان کو سعد نے
آغوش مین لیا ہی بوسہ بازی کر رہے ہین پیران جادو نے آواز دی کہ او مکارہ
اوگیسو بریدہ مین تیرے مطلب کو سمجھا یہی مطلب تھا کہ مجھسے الگ الگ رہتی
تھی اس شہریار کی خواہان تھی اسے یہ مسلمان ہین سحر سے تو یہ کرائین گے تیرا
مرتبہ گھٹائین گے اور ہماری نسبت مین سحر کو کامل ہوگا وہ سحر سکھاؤن کہ جس جلسے
مین جاے اور اُن سحرون کا ذکر کرے تو کاملین جواب دین کہ ایسے سحر نہین دیکھے
سب کو حیرت ہو میرے بھی دل کو قدرت ہو تو نے شہباز کا نام بدنام کیا ملکہ
مشک افشان نے جو پیران جادو کو دیکھا گھبرا گئی مگر اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی
کہ او پیران جادو سحر تو کر کہ آج تجھکو معلوم ہو کہ سحر اسکا نام ہے پیران جادو زمین
پر آیا قصد کیا کہ سحر کرون سعد تلوار کھینچکر دوڑے پیران جادو پیچھے ہٹا ملکہ
مشک افشان نے گولہ مارا پیران جادو نے اُس گولے کو معدوم کر دیا اور
جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک چیونٹی دندان فیل نکالا وہ پھینک مارا آسمان پر گرتے
ہوئی ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا اُس مین مشک افشان بند ہوگئی
سعد نے جو مشک افشان کو اس حال مین دیکھا بڑھکر لوح چمکائی لوح کے
چمکتے ہی وہ گنبد شیشے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پیران جادو نے پکار کر آواز دی
کہ کیون مشک افشان اس سحر کو دفع کیا دھگاڑے کے بھروسے پر مقابلہ
کرتی ہو مشک افشان نے بڑھکر ایک گولہ طرف صحرا کے پھینکا اور آواز دی
کہ او گلفروش اس پیر نابالغ کو سست تو کر دے کہ ٹھنڈی ہوا چلی اسطرح کی
بوے خوش دماغ مین پیران کے آئی کہ جھومنے لگا اور ایک آواز کان مین
آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی
خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی

نہین کھلتا ہو ماجرا کیا ہی
دل دھڑکتا ہو کیون ہوا کیا ہی

ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف
ناز کیا چیز ہو ادا کیا ہی

ای مسیحا بتا تو وے للہ
درد تنہائی کی دوا کیا ہی

کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو
یہ تو کہہ دو مری خطا کیا ہی

جان لیتی ہو کیون شب فرقت
مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی

نہ سہا جائے ہجر مین کہا لیبن
اور اس درد کی دوا کیا ہی

مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا
جان کی خیر ہو ہوا کیا ہی

محتسب گر نہین ہی شیشہ کر
یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی

کیون ہنر پر آہ و نالہ کرتے ہو
خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

پیران جادو نے جو سر اٹھایا دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا ہو اسکی منقار سے یہ صدا نکل رہی ہی جو مین کہتا ہو کہ ای پیران جادو یہ طائر کس حسین کا ہو کہ جسکو مثل انسان کے اشعار گانا آتے ہین پھر **مشک افشان** نے اور سحر کو ندور دریا پہلو سے غول کے غول اور غٹ کے غٹ شاہزادیون کے نمایان ہوے رنگ کھیلتی ہوئین آتی ہین اور نعرے مارتی ہوئین اور آوازین دیتی ہوئین کہ ای پیران جادو خانہ **رنگ آمیز** مین تمہاری طلب ہو پیران جادو ہنس پڑا ملکہ نے سحر کو اور ندور دریا چند نخل جو باقی تھے وہ بھی جھومنے لگے ان ہی درختون نے آواز دی کہ ای پیران جادو تمکو ساتھ لیکر چلین گے پیران نے قصد کیا کہ ان سب کے ساتھ جاؤن کہ زمین سے دھوان نکلا ایک ساحرہ نحیف اور ضعیف نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای پیران اسقدر نہ گھبراؤ کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے سر پر پیران کے سایہ ڈالا وہ جو ساحرہ زمین سے نکلی تھی اسنے ایک چیخ ماری جلکر خاک ہوئی خاک اسکی اٹھ کر پیران پر پڑی خاک پڑتے ہی سحر اتر گیا پیران ہوش مین آیا للکار کر آواز دی کہ ای **مشک افشان**

اب اور کوئی تازہ سحر تیار کرو دیکھا تمنے کس طور سے مین نے سحر کو دفع کیا اگر مین اپنے
ہوش مین نہ رہونگا تو میرے سحر ایسے تیار ہین کہ جب مین بیہوش ہوجاؤن تو پہر اگر
تدبیر کرین اور مجھکو گرفتار نہ ہونے دین مین کسی بات مین کمی نہین رکھتا ہون یہ
کہکر طرف مشک افشان کے چلا مشک افشان ہٹی سعد شہریار سامنے آئے
سعد شہریار نے جو لوح چمکائی پیران پیچھے ہٹا پکار کر کہا کہ اے شہریار۔ آپ دخل
نہ دیجیے فقط تماشا دیکھیے سعد ہٹے مشک افشان و پیران سے سحر ہونے لگے
یہ تو مجھو بہی دل مین پیران کے خیال ہے کہ اگر مین غالب آؤنگا تو سعد نہ لیجانے
دینگے خواہ مخواہ بڑھکر روکین گے اپنر میرا سحر تاثیر نہین کر سکتا یہ صاحب لوح ہین
یہ میری مجال نہین ہے کہ لوح کو باطل کرون مگر مشک افشان کے سحر کا جواب
دے رہا ہے آپس مین دنائے اور سناٹے ہو رہے ہین کبھی آگ برستی ہے کبھی پانی
برستا ہے ایک کے سحر کو ایک روک رہا ہے ایک مقام پر مشک افشان نے
سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوے چاہتے تھے کہ منقار کھولین زمزمہ سرائی کرے
بولین کہ جھپٹ کر پیران قریب مشک افشان کے آیا کمر مین پنجہ دیکے اڑا
اور پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرا سحر دیکھا مین نے کیونکر مشک افشان
کو لیا اب تم کمان کو کاندھے سے اتارتے رہو مجھتک تیر نہ آئیگا گوشے مین جاکر
بیٹھو چلا یا کرو یہ کہکر نکل گیا سعد نے دیکھا کہ وہ طائر جو نئے آئے تھے وہ مر کر گرے
تڑپ تڑپ کر جان دی سعد نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر پیران
مشک افشان کو لیجائے تو مناسب یہ ہے کہ باغ سے باہر جاؤ جو شے ملے اور
سامنے آئے لوح کو دیکھکر کام کرو یہ نوشتہ دیکھکر سعد باغ سے باہر نکلے لیکن
پیران جادو جو مشک افشان کو لیکر چلا سوچا کہ اگر جمشید ثانی کے پاس
لیکر جاؤنگا تو وہ خود اسپر جان دیتا ہے شہباز بھی ضرور دخل دیگا بیٹی کی رہائی
کی کوشش کریگا مجھکو مشکل پڑیگی ایسے مقام پر لیجا کر قید کرون جہان شبہ کا خیال
نہ جا سکے یہ سوچکر طرف دریا کے چلا وسط دریا مین ایک مقام پر پانی خشک ہے

مثل تاپو کے ہو اُس مقام پر آکر اُترا ایک گنبد بنایا مشک افشان سے کہا کہ
اے ملکۂ عالم مجھکو قبول کرو ورنہ اِس گنبد مین قید کرونگا عمر بھر رہائی نہ ہوگی اور
یہان سے جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگا اُس لشکر پر جاؤنگا جہان صاحبقران ہین
اور سعد کو بھی بھٹکا آیا صحرا مین پھرتے ہونگے اُس صحرا سے نہ نکل سکین گے وہ
سحر سامری کیا ہے جس مین لوح سے حکم نہ نکلے مشک افشان نے جواب دیا
کہ اے پیران جادو اگر تجھکو جان لینا منظور ہے تو ایک ہاتھ مار دے کہ خاتمہ
ہوجاوے میرا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے جینا وبال ہے نظم

غیر کے ہاتھ مین شراب ہے آج — رشک سے دل مرا کباب ہے آج
روئے جانان جو بے نقاب ہے آج — شرم سے زرد آفتاب ہے آج
بر و بر یہ غل ہے اِس خرابے مین — اِسکا کوچ اُسکا پا تراب ہے آج
ہجر مین جاؤن کیا مین رہ یا ہے — تیغ ہر ایک موج آب ہے آج
اے صنم روز عید قربان ہے — ذبح کرنا مرا ثواب ہے آج
گل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے — جان کسکا تمھین حجاب ہے آج
یہ مرا دود آہ چھایا ہے — آسمان پر نہین سحاب ہے آج
نور کس گل کے ساتھ سویا ہے — کہ پسینہ ترا گلاب ہے آج

اے پیران جادو اگر تو مجھکو قتل کرے تو دل سے راضی ہون مین نے خون
اپنا بحل کیا قتل کر ڈال مگر یہ کلمات زبان سے نہ نکال جب تجھکو معلوم ہو کہ تو
تجھکو قتل کرے اور مین بھی کلام کے جاؤن یہ سنکر پیران جادو نے مشک افشان
کو اُس گنبد مین قید کیا زبان مین سوزن دیدی اور سر گنبد پر ایک ابر بنا دیا کہ
اُس سے برق چمک رہی ہے یہان سعد شہریار اُس جنگل مین پھر رہے ہین جسطرف
جاتے ہین راستہ نہین ملتا پھر بھٹک کر اُسی مقام پر آتے ہین پیران جادو
یہ مضبوطی کرکے پلٹا طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ امیر
مقام صدر پر ہین گل شا شہزادیان و بیثاق گروہ گروہ ان حاضر خدمت ہین امیر نے

جو تخت کو خالی دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ کیوں اے میثاق کیا سبب ہوا
کہ بادشاہ کا حال معلوم نہ ہوا اور ہرکارہ وں نے خبر دی ہے کہ پیران جادو جب سے تخت
سے گیا ہے پلٹ کر نہیں آیا ہمیں معلوم اسنے کیا آفت برپا کی ہے میثاق نے کہا غلام
براے تلاش جاتا ہے سعد شہریار کو تلاش کرونگا جس مقام پر ہونگے مصروف خدمت
ہونگا اور ہدایت کرونگا کہ حضور لوح کو دیکھیں اور اسی کے حکم پر کام کریں
مشکل آسان ہوگی یہ طلسم عجب بلا خیز ہے پیران جادو وہ آفت کا ساحر ہے کہ
مکاری جس کا شیوہ ہے اور سعد شہریار جیسا بہادر صف شکن تیغ زن وہ
مکر و حیلے کو کیا جانیں اسکے مکر میں آ گئے ہونگے یہ کہکر میثاق چلا صاحبقران نے
فرمایا خدا نگہدار اور حافظ ہے پروردگار وہ سامان کرے کہ تم سعد کو پا جاؤ یہ سنکر
میثاق بیرون بارگاہ آیا پرواز پیدا کر کے اڑتا ہوا چلا کوئی دو کوس نکلا تھا
کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا کہ پیران جادو پینے پیٹے اسی طرف آتا ہے میثاق
نے للکار کر اوپر نابالغ کہاں گیا تھا کہاں سے آتا ہے پیران جادو نے گولہ مارا
میثاق نے گولے کو موم کر دیا دونوں زمین پر اترے آپس میں سحر ہونے
لگے مگر میثاق نے ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ اے گھر بار تمھارے
آنیکا وقت ہے اسوقت میں کمی نہ کرنا کہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار اٹھا پیران
نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گیا کہا اے میثاق اپنو جاؤ پھر تجسے سمجھ لونگا یہ کہکر بھاگا وہ
ابر سر پر میثاق کے سایہ فگن ہوا اور بعد جانے پیران کے میثاق نے ابر کو اشارہ
کیا ابر ایک طرف چلا میثاق سایے میں ابر کے چلا آتا ہے چہار جانب دیکھتا
ہوا کہ کان میں آواز آئی کہ سعد شہریار گریہ کر رہے ہیں ابر بھی اسی مقام پر
ٹھہرا اب جو میثاق نے سر اٹھایا دیکھا کہ ایک صحراے وحشت ناک میں سعد
شہریار پھر رہے ہیں وہ جنگل پر خس و خاشاک ہے جب بونڈے گرد کے اٹھتے ہیں
تو فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے استقبال کو آتے ہیں اگر دکے بونڈ لو اپنا تو یہ
حال ہے سطلع خاک اڑتا جو تہ اباد پیا آیا ہوا غل ہوا شہر میں جنگل سے بگولا آیا

اے مشک افشان جادو نگوڑا دشمن خدا کہاں سے گیا اور کس مقام پر جا کر چھپ
گیا کیونکر تجھکو تلاش کرون کسطرف جاؤن میثاق نے جو بادشاہ کو سرگردان دیکھا
کلیجہ منہ کو آگیا قلب مضطر آگیا جی مین کہتا ہی کہ ہمارے شہریار اس آفت مین مبتلا ہین
انکی رہبری کرون اور اس آفت سے نکالون یہ سوچکر میثاق آسمان سے اتر آیا اور آکے
سعد کو سلام کیا سعد نے پوچھا اے میثاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میثاق نے عرض کی
صاحبقران آپکے واسطے بیقرار ہون اسی خیال مین نکلا کہ حضور کو صدمہ ہوا
پیران جادو سے راہ مین مقابلہ پڑا مین نے بھی ابر گہربار کو طلب کیا اُس ابر
کو دیکھکر وہ بھاگا مین حضور تک پہونچا ابر گہربار نے رہبری کی کہ یہانتک آیا
ورنہ مین نہ آسکتا یہ سحر خاص اسی واسطے ہی کہ جو کوئی غائب ہوا اُسکا نشان بتاتا
ہی دیکھیے سرپہ قرار ہی بادشاہ نے فرمایا اے میثاق اس ابر سے کہو کہ ہمکو
مشک افشان کا پتہ لگائے میثاق نے پکارا کہ اے ابر گہربار جلد نشان
مشک افشان بتا کہ کس مقام پر ہی ابر کو جنبش ہوئی چرخ مار کر ایک جانب
چلا میثاق نے کہا اے شہریار آپ اسی مقام پر تامل فرمائیے مین ابر کے ساتھ
جاتا ہون اور پتا ہو تو مشک افشان کو لاتا ہون بادشاہ تو اُسی مقام پر
بیٹھے میثاق کوہ گردان زیر ابر چلا جب زیادہ بلند ہوا تو ایک جانب دیکھا
کہ ایک ابر سرخ رنگ چھایا ہی برق اُس سے چمک رہی ہی اور ہر مرتبہ آواز
آتی ہی کہ اے آئندہ و روندہ خبردار اسطرف نہ آنا مگر میثاق ابر گہربار کو اشارہ کرتا
ہوا طرف اُس ابر سرخ کے چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دو دریاے خونخوار ہین
بیچ مین ایک مقام پر ٹاپو بنا ہی اُسمین ایک گنبد ہی اُسپر ایک ابر چھایا ہوا ہی اور
اُسمین سے آواز آتی ہی کہ اے فلک جفا کار و اے گردون غدار یہ کیا مجھپر ہی جو تونے
دکھائی ہی اے پروردگار ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے اب
زندگی گوارا نہین ہی

نظم

اب کلیجے پر تمہاری چوٹ ہی	دل بہ رنگ مرغ بسمل لوٹ ہی

کہتے ہین شہرگ سے ہی او دل قریب ۔ گو بہ ظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہی
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین ۔ اُس قمر کے پانچے کی گوٹ ہی
صورت فرہاد سر پھوڑون نہ کیون ۔ بات جو انکی ہی اک سرچوٹ ہی
دونون جانب سے برابر عشق ہی ۔ لوٹ اُسپر ہون وہ مجھپر لوٹ ہی
وصل کی شب بے حجابی چاہیے ۔ اے پری آنکھون کا پردہ اوٹ ہی
کیا تمھارے گورے گورے پیٹ پر ۔ اے حسین کرتی کی جالی لوٹ ہی
اٹھ نہین سکتا نوالہ ہاتھ سے ۔ ضعف سے روٹی کا ٹکڑا روٹ ہی
نور آنے کس کھرے پن سے کہا ۔ قلب مین کھوٹون کے ہوتی کھوٹ ہی

میثاق نے آواز پہچان کر کہا کہ اے ابر گہربار یہ صدا سے دردناک تو مشک افشان کی ہی ابر گہربار کو اشارہ کیا ابر گہربار پاس ابر سرخ سے بلند ہوا سوتی برسانے لگا ابر سرخ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گنبد پر سے ہٹا میثاق زمین پر آیا دیکھا پوچھ بات کرنے کا نشان ہی کسی نے سامنے گنبد کے چوکا دیا ہی میثاق نے بڑھکر وہانکی خاک اُٹھائی ایک پتلا بناکر پوچھا کہ تو کسکا سحر ہی پتلے نے ہنسکر کہا مین سحر ہون پیران جادو کا اِس مقام پر چھوڑ گئے تھے کہ کوئی آنے نہ پائے مگر تمنے ایسے سوتی برسائے کہ دل کو وجد ہوا ہم تمہارے مطیع ہین میثاق نے پوچھا اِس گنبد مین کون ہی پتلے نے کہا صاف صاف ظاہر ہی کہ مشک افشان کو یہان قید کر گیا ہی جاکر دروازہ کھولیے میثاق دروازے پر آیا ہر چند چاہتا ہی دروازہ کھولون مگر دروازہ نہین کھلتا آخر ابر کو اِشارہ کیا ایک نازنین سونیون کے بالے پہنے ہوے ابر سے نکلی آسنے ایک ٹکر ماری کہ دروازہ کھلگیا میثاق نے دیکھا کہ مشک افشان سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہی زبان مین سوزن ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان شدت تشنگی سے زبان منہ سے نکلی ہوئی میثاق کو جو دیکھا پانی کا اِشارہ کیا میثاق نے گہربار جادو سے کہا کہ ابر سے پانی لاؤ اور لاکر مشک افشان کو پلاؤ وہ نازنین جسنے دروازہ کھولا

تھا جست کرکے ابر میں گئی جام بلوریں کو پانی سے بھر کر لائی سامنے مشک افشان
کے پیش کیا مشک افشان نے جام پیا تو جان میں جان آئی اشارہ کیا کہ اے میثاق
سوزن ہماری زبان سے نکالو تو ہم کلام کریں میثاق نے بڑھکر سوزن زبان نکالی سوزن
نکلتے ہی مشک افشان نے سحر کیا کہ تپ جسم سے دور ہوئی میثاق نے مشک افشان
کو ساتھ لیا پوچھا اے ملکۂ عالم تمپر یہ کیا آفت پڑی کہ تم یہاں آکر پھنسیں مشک افشان
نے تمام کیفیت بیان کی میثاق نے مشک افشان کو ساتھ لیا طرف سعد کے
چلے مگر پیران جادو جو بھاگ کر اپنی بارگاہ میں آیا آتے ہی گھبرا کر رفیقوں سے
کہا کہ سہمناک جادو کو بلاؤ تو میں تدبیر آوارگی سعد شہریار کروں چند ساحر گئے
تھوڑی دیر میں ایک ساحرہ آئی سر جھاڑ منہ پہاڑ آتے ہی کہا کہ اے پیران جادو
خیر تو ہے مجھکو کیوں طلب کیا ہے پیران نے کہا اے سہمناک اسواسطے تجھکو بلایا ہے
کہ جاکر سعد شہریار کو اس جنگل میں ایسا آوارہ کرو کہ منزل مقصود پر نہ پہنچ سکیں
سہمناک نے کہا اے پیران جادو بیٹی میری گل اندام کہ سحر میں طاق شہرۂ آفاق
ہے ہر کمال میں مشتاق ہے اسکو روانہ کروں کہ وہ جاکر ایسا آوارہ کرے کہ بھوکے
پیاسے تڑپ تڑپ کر مریں اور لوح نہ دیکھیں پیران نے کہا تمکو اختیار ہے اب
جسطرح چاہو انتظام کرو تم آکر خبر دو کہ سعد آوارہ ہوئے تو میں لشکر حمزہ پر جاکر
سحر کروں کہ جب سعد پلٹ کر آویں لشکر کو تباہ پاویں تب راضی ہوں سہمناک
پیران سے باتیں کرکے پلٹی مکان میں آئی گل اندام بیٹھی تھی کنیزیں گرد آلتے کھیل
رہی تھیں کہ سہمناک گھبرائی ہوئی آئی کہا اے نور نظر پیران جادو پر وقت پڑا ہے
صحرائے وحشت خیز میں جاؤ اور سعد کو آوارہ کرو مگر خبردار آلتے ہرگز بات نکرنا
گل اندام نے کہا ابھی جاتی ہوں ابھی جاکر آوارہ کرتی ہوں ایسا آوارہ کروں
کہ راستہ نہ پاویں ادھر سے گل اندام چلی وہاں سعد شہریار کہ صحرا میں حیران
بیٹھے تھے گرد برد جادو کہ جو اس صحرا کی حاکم ہے کنیزوں نے اُسکو خبر دی کہ آپکے
جنگل میں طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہیں گرد برد سنتے ہی مع کنیزوں کے آپہنچی

ساتھ لیا طرف صحرا کے چلی دور سے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری کوکب شش جہت افروز
جہانداری ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی
گھبرا کر فرماتے ہیں کہ دیکھیں اس صحرا سے کیونکر رہائی ہو یا قضا لیا اس جنگل میں الٰہی
تو بڑی مصیبت اٹھائی ہے دیکھیں اسکا انجام کیا ہو لوح میں تو کچھ حکم نہیں نکلا گرد برد
نے جو سعد کو اس حال میں دیکھا رحم آگیا کنیزوں سے کہا بارگاہ استادہ کرین پھر
سجھا کو گلی روشنی کے پردے میں چھپ کر پہنچی پیچھے کو داخل بارگاہ ہوئی ایک کنیز سامنے
کھڑی تھی کہ شعلہ رخسار اسکا نام ہو کہا اے شعلہ رخسار ذرا جا کر شہریار کو بلا لاؤ
کہنا آپ کے لیے ملاقات ہوگی پھر اس صحرا سے نکال دینگی شعلہ رخسار چلی سامنے
سعد کے آئی جمال بے مثال دیکھکر حیران جمال و شیدا ہوئی جھک کر سلام
کیا کہا اے شہریار آپ کس فکر میں ہیں سعد نے فرمایا اے مہجبین آج کئی دن گذرے
ہیں کہ اس صحرا میں آ کر ادھر ادھر سرگردان ہوں راستہ نہیں ملتا لوح بھی خبر نہیں دیتی
حیران جادو بلا میں پھنسا گیا ہوں شعلہ رخسار نے کہا بی گرد برد جادو آپ پر
عاشق ہوئی ہیں بناو کرکے بیٹھی ہیں اپنے کو کس بنا لیا ہے سعد نے کہا میں تو
نہ جاونگا شعلہ رخسار نے آکر گرد برد کو جواب دیا کہ بی بی وہ نہیں آتے ہیں
فرماتے ہیں اس صحرا سے نکال دیگا ہمارا خیرخواہ سردار کامل مشتاق گیا ہے
وہ آتا ہوگا دیکھیں کیا رنگ لاتا ہے یہ سنکر گرد برد خود اٹھی اور چند کنیزوں کو
ساتھ لیکر چلی آکر شاہ کو سلام کیا کہا اے شہریار آپ دھوپ میں کیوں بیٹھے ہیں
وہاں چلکر آرام سے بیٹھیے گرد برد نے اس نزاکت سے کہا کہ سعد شہریار خود بخود
اٹھ کھڑے ہوئے گرد برد جادو نے اہتمام تمام سعد کو ساتھ لیے ہوئے اپنی
بارگاہ میں آئی سعد کو مقام صدر پر جگہ دی آپ ایک طرف بیٹھی کنیزوں نے
اشارہ دیکھا کنیزیں اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

دونا فروغ ماہ کا حسن جمال سے — ہوتی ہے یاد لوگوں کی نفرت کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہیں قیل و قال سے — کیا فائدہ ہے حضرت جواب و سوال سے

بگر کر ہی ہزار وہ یہ ایسے سید ھے سپاہی ہین کہ اس صورت نا آشنا پر فریفتہ ہین مین نہین
چاہتی کہ اس شہریار کے لیے برائی ہو اس بلا سے نکل جاوین انکا خدا انکو مظفر و
منصور کرے مین بھی اس مکارہ کی دشمن ہون گل اندام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
گردبر دسمجھی کہ یہ اب سحر کریگی ایک ترنج جھولی سے نکالا گل اندام پر پھینک مارا
گل اندام نے اشارہ کیا کہ اس ترنج نے تاثیر نکی گر بیٹے پر پڑا کہ چوٹ لگی گل اندام
کو بڑا غصہ آیا کار دسحر جھولی سے نکالی آواز دی کہ ادا کانا اسکو تو روک کہ احوال
کھل جائیگا کون ایسا ہی کہ اس سحر کو روکے یہ وہ سحر ہی کہ اگر سامری ہون تو اسکو
کشتہ کرے ہرچند کہ وہ خود بنا گئے ہین مگر توڑ اسکا نہین بنایا یہ کہکر کارد کھینچ ماری
سینے پر گردبرد کے پڑی کہ توڑ کر پشت سے پار گذری سرتے ہی گردبرد کے بارگاہ
بھی جاکر خاک ہوئی چند کنیزین جو سحر کی بنی ہوئی تھین وہ بھی جلین مگر شعلہ رخسار
بہت خوش ہوئی کہتی تھی حضور کیا کہنا آپ نے ایک بندہ خدا کو آفت سے
بچایا کہ جنکو کسی بات مین انکار نہین گردبرد جاکر بلالائی سیدھے چلے آئے اب
اسکار ادہ تھا کہ شراب پلا کر یہ جین لون شاید شہباز نے اسکو لکھا تھا کہ اگر
لوح طلسمی لینا تو لوح محفوظ نہ چھوڑنا اگر لوح محفوظ بھی انکے پاس رہیگی تب بھی
سحر تاثیر نہ کریگا مگر گل اندام مسکراتی ہوئی سامنے سعد شہریار کے آئی مگر الگ
بیٹھ گئی بال کھولدیے بوئے زلف عنبر چیدہ دماغ مین شہریار کے پہونچی صورت
زیبا کو بصد حیرانی و پریشانی دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا صاف معلوم ہوتا تھا کہ
ماران سیاہ بل کر رہے ہین یا گھٹا گھنگھور اٹھی ہی یا شب فراق کہ دن پایا کہ پردہ
ظلمات سے مثال دون دونون عارض انور رشک شمس و قمر ہین مائل خود بینی
لب لعلین مسیحا ہین کہ جن مین ہزار طرح کی مسیحائی بھری ہی اگر مردہ صد سالہ کو قسم
کہین تو وہ زندہ ہو وے محبت بھرے نرگس شہلا چشم حق بین سروقد خورشید خد
شیرین عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار لباس پر بہار رعنائی و زیبائی
آشکار بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا برابر اپنے بٹھایا پوچھا صاحب تمھارا نام کیا ہی

ملکہ نے سر جھکا کر کہا مجھکو گل اندام کہتے ہین دختر سہمناک ہین آئی تھی کہ آپ کو آوارہ
کرون مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ بہن نے اِس مکارہ کو مارا اسعد نے فرمایا تمنے
سراسر احسان کیا ہم تمھارے ممنون ہوے گل اندام نے کہا ہمارے دل نے
ہمیشہ یہ کام کرایا او شہریار ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت ہے ملازمون کو بیخطا
قتل کیا کرتی تھی جہان مین صبح کو سیر کو نکلی آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی ملازمان مادرمہربان
چھپتے پھرتے تھے اگر کوئی سامنے آگیا ہاتھ ہلا دیا اُسپر برق گری وارث اُسکے مادر
مہربان سے فریاد کرتے تھے تو مادرمہربان جواب دیتی تھین کہ کیون تم لوگ اُسکے
سامنے آئے تم لوگ جانتے ہو کہ اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہے لہذا مین مطعون
ہون کہ یہ شاہزادی مردمار ہے مگر آپ کو دیکھتے ہی خود بخود دل کو محبت ہوئی اور
خواہش ہوئی کہ بدصورت ساحرہ ان سے آپ کو بچائیے سعد فرما رہے ہین کہ مہربانی
تمھاری مجھکو تمنے بے تلوار قتل کیا گل اندام ہنس رہی ہے کہتی ہے آپ کو ایسے مقام
پر پہونچاؤن کہ آپ قصر شہباز کے قریب پہونچ جائیے اُسی مقام پر پیران جادو
بھی ہوگا سب ایک ہی مقام پر آپ کو ملجاوینگے جسطرح لوح خبر دے اُسیطرح
اُسکو قتل کیجیے آگے مرحلہ کٹھن ہے سفاک سینہ زور وہان کا حاکم ہے وہان بہت ہی
احتیاط کی ضرورت ہے قدم بقدم مکر کا سامنا ہے اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو گرفتار
ہو جائیے گا مین آپ کے ساتھ رہونگی مکر سے ان مکارون کے آگاہ کرتی جاؤن گی
یہ باتین تھین کہ سامنے سے لکۂ ابرگلنار پیدا ہوا گل اندام نے کہا او شہریار ذرا
ہوشیار ہو جائیے کوئی ساحر زبردست آتا ہے سعد نے کہا مین ہوشیار ہون کہ وہ
ابر آکر پھٹا دیکھا میثاق و مشک افشان ایک تخت پر سوار ہین سعد کو مقام صدر
پر دیکھا اور ایک شاہزادی حسین وجمیل کمسن پہلو مین بیٹھی مسکرا رہی ہے یہ دیکھکر
مشک افشان نے کہا او میثاق دیکھو تو خیال کرکے کہ یہ شاہزادی کون ہے میثاق
نے کہا او مشک افشان سعد شہریار مؤید من اللہ ہین معلوم یہ ہوتا ہے کہ اِس
صحرا کے حاکم کی دختر قتل کرنے کو آئی تھی مگر آکر دام عشق مین پھنسی مشک افشان نے

شرما کر کہا میں تو سامنے نہ جاؤنگی سعد شہریار کو حجاب ہے جو گا میثاق نے کہا میں تو جاؤں
اسلیے کہ مین انکار نہیں ہوں مشک افشان نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اگر سعد تیغ
دیکھیے گا تو جھک جایئے گا یہ کہکر مشک افشان باہر ٹھہری میثاق کوہ گردان اندر
آیا سعد میثاق کو دیکھکر خوش ہو گئے فرمایا اے میثاق کوہ گردان مشک افشان
کا بھی پتہ ملا عرض کی کہ اے شہریار پیران جادو نے جاکر ایک دریا کے تالیوین ذبح کیا
تھا مگر ایک گھر یار نے انہیں بچا لیا انہوں نے جاکر رہا کیا اگر حکم ہو تو آتی ہیں سعد نے
کہا انکو آنے دے کسنے منع کیا ہے ہم تو انکے انتظار میں تھے گل اندام نے گھبرا کر پوچھا اے
شہریار وہ کون صاحب ہیں سعد نے کہا مشک افشان جادو دختر شہریار زر کشتی تمہاری
وہ بھی خبر خواہ ہو فرزند ہوگئی تھی مگر میثاق کوہ گردان نے جاکر رہا کیا گل اندام
نے کہا ضرور بلائیے ہم بھی قدم بوسی کریں میثاق نے مشک افشان کو بلایا وہ جو
سامنے آئی گل اندام صورت مشک افشان دیکھکر شرما گئی جی میں کہنے لگی الہی
شاہزادیاں اس شہریار پر مائل ہیں میں سب میں ذلیل رہونگی مشک افشان بھی
باہم سلام کر کے بیٹھ گئی مگر شرمائی ہوئی گل اندام کو دیکھکر مشک افشان کو بھی
خیال ہوا کہ یا صاحب جمال ہے حقیقت میں بادشاہ کیا انتخاب کیا ہے کہ ان شاہزادیوں نے
بدل و جان اطاعت کی ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا پھول برسنے لگے میثاق کوہ گردان
نے کہا ہمارا اعجاز بیان آتی ہیں مشک افشان حیران ہو گئی کہ ہمارا اعجاز بیان
وسردار حسینان دیا ممن رنگین پوش یہ سب شاہزادیاں دل و جان سے مطیع
اسلام ہوئی ہیں جیسے ہوئے چپ کے مگر یہ ثابت قدم رہیں کسی مقام پر نہیں
رہیں بھی تو دل کا ہاتھ سے جان جائے خواہ رہے اس محبت سے ہاتھ نہ اٹھاوینگے
جمشید نے کیا کیا دبا ڈالے مگر ان شاہزادیوں نے الفت اسلام نہیں چھوڑی کہ
ابر پیٹا ہمارا اعجاز بیان ظاہر ہوئیں سعد کو جو مجمع حسینان میں بیٹھے ہوئے دیکھا
نہال ہو گئیں بہشتی ہوئی بارگاہ میں آئیں کہا اے شہریار سب شاہزادیاں آپ کی
تلاش میں نکلی ہیں شکر ہے کہ آپ کو پایا ہمراہ صاحبقران بہت بیقرار ہیں خود آتے تھے

ہم سب نے روکا کہ آپ کا تکلیف فرمانا مناسب نہیں ہی ہم لوگ تو ساحر ہین تلاش کرلینگے
آپ نہ پہونچ سکینگے تب صاحبقران نے کہا اے شہریار اب مناسب ہی کہ آپ مقام
شہباز پر جائیے ہم لوگ بھی پہونچ جاوینگے جبتک طلسم ٹوٹیگی پیران جادو بھی اسی مقام
پر ہو فوج انکی مقابلہ صاحبقران مین آتری ہی بادشاہ نے طرف گل اندام کے دیکھا
گل اندام نے کہا سامنے صحراے اژدران ہی جب حضور جاوینگے تو وہ سب اژدر
آپ کا قصد کرینگے کچھ خوف نہ کیجیے گا جب اژدہا دہن کھولے اسکے دہن مین داخل
ہو جیے پہلو سے قصر شہباز مین پہونچیے گا سعد شہریار اٹھے تینون شاہزادیان و
بیشاق کوہ گرد ان قصد کرتے ہین کہ ہم اٹھین اور اپنے کو برابر شاہ کے پہونچائین
وہان سہمناک بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ گل اندام نے جاکر
کیا کیا کنیزین گئین اور جاکر دیکھا کہ سعد شہریار و بیشاق و بہار اٹھائے بیان اور
ملک مشک افشان ان سب کے ساتھ گل اندام کھڑی ہنس رہی ہی اور تدبیرین
بتا رہی ہی کہ اژدرون سے بالکل خوف نہ کیجیے گا جب اژدہا دہن کھولے اسم جاشیبوح
پڑھکر اسکے دہن مین پھاند پڑیے گا کنیزین یہ دیکھکر بھاگین سامنے سہمناک جادو
کے آئین آکر عرض کی واری غضب ہوا بی گل اندام جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئین
اور کئی شاہزادیان ہین اور ایک مرد جادوگر یہ سب طلسم کشا سے باتین کر رہے ہین
اور آپ کی صاحبزادی قصر شہباز کا پتہ دے رہی ہین سہمناک یہ سنکر جل گئی کہا
لو غضب ہوا یہ کمبخت بیٹی جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی میرا کچھ خوف نہ کیا مین ابھی جاتی
ہون گرفتار کرکے اسکو پاس شہباز کے پہونچاے دیتی ہون کہونگی کہ اب آپکو
اختیار ہی خواہ قتل فرمائیے خواہ بخشیے کیون صاحب یہ وہی گل اندام ہی کہ مرد کے
نام سے نفرت کرتی تھی سیکڑون بندگان سامری مارے اور کہتی تھی اسنے مرد قتل
کرونگی کہ عورات کو مرد ممکن نہ ہون اسنے کچھ بھی میرا پاس نہ کیا اور خوف نہ آیا وہ
آفت برپا کرون کہ طلسم کشا بھی حیران ہو جاے یہ کہکر سہمناک چلی ادھر سعد شہریار
طرف صحراے اژدران کے روانہ ہوے بیشاق پیر پروانہ پیدا کرکے چلا اور ملکہ

بہار اعجاز بیان نے گلدستہ پھینکا ابر گلفشان ظاہر ہوا اُس مین چھپ کر چلی ملکہ
مشک افشان ایک جانب چلی گل اندام اکیلی رہگئی قصد کرتی ہو کہ جاؤن کہ سامنے
سے نعرہ ہوا کہ سہمناک جادو او خانہ خراب تونے اپنے کو خوب مطعون کیا
اب مین کسکو منہ دکھاؤنگی یہ منہ دکھانے کے لایق نہین رہا عجب طرح کا ظلم ہوا
گل اندام نے چاہا کہ فرار ہو کہ سہمناک نے جھولی سے ایک بچہ خوک نکالا اُسکو
ذبح کرکے خون پھینکا گل اندام کی زبان بند دل دردمند سر نگون کھڑی ہوئی ہو
اور زار زار رو رہی ہو کہ اُس ساحرہ نے آکر گل اندام کو گرفتار کیا زبان مین
سحر زدن دی کمر مین پنجہ دیکر لے اڑی کہتی ہوئی کہ کیون او گل اندام اب بھی توبہ کر
گل اندام کہتی ہو اے مادر مہربان میری کیا خطا ہو مجھکو نکلتی تھی آج کیون آپ اسقدر
برہم ہین سعد شہریار کو ڈھونڈھا نہ پایا یہان آکر ٹھہر گئی اب آپ مجھپر یہ جرم مقرر
کرتی ہین مین سعد کے نام کی دشمن ہون جہان پاؤنگی سر کاٹ کے لاؤنگی یہ سنکر
سہمناک نے کہا تو دشمن خداوند ہو تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی پاس شہباز کے مین
ضرور لے جاؤنگی گل اندام نے کہا آپ کو اختیار ہو سہمناک کہتی ہو وہ شاہزادیان
کہان گئین انکو بھی اگر پاؤن تو سزا دون اور وہ شاہزادیان کون ہین او ری
مشک افشان نئی نئی بگڑی ہین جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین شہباز وہ
سزا دیگا کہ جواب نہ دے سکینگی یہ کہکر بیٹی کو لے چلی گل اندام نے جھلا کر کہا اے
مادر مہربان جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے مین سعد پر کیا تنہا عاشق ہوئی تمام حسینان
طلسم تو اُسپر مائل ہین بہار اعجاز بیان و سرو ار حسینان و دیگر شاہزادیان کہ جن پر
خداوند خود جان دیتے تھے نکل آئین اور سعد کی شریک ہوئین مین بھی ان سب کا ساتھ
دونگی جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے آپ میری مان نہین ہین میری دشمن ہین یہ
سنکر سہمناک جھلائی ہوئی گل اندام کو لیے ہوے قصر شہباز مین آئی شہباز نے
گل اندام کو اس حال مین دیکھا گھبرا کر کہا او سہمناک اسے کیا خطا کی سہمناک نے
جھلا کر کہا تمہاری ذرا صاحبزادی کی تو خبر لیجیے یہ مشک افشان سعد کے ساتھ ہین

اب قصر بچانے کی تدبیر کیجیے ان مفسدون نے پتہ بتا دیا جب مین پہونچی ہون تو سعد جا چکے تھے کنیزون نے جا کر دیکھا کہ سعد ومشک افشان وغیرہ ملکہ قصر مین نکلے ہین اب آپ تدبیر کیجیے شہباز نے قصر سے نکلکر حکم دیا کہ سب لشکر تیار کرو اور خبردار آمادہ رہو جب آتے ہوے کسی کو دیکھو تو فورًا اچاپڑو زندہ نہ چھوڑو یا مشکین باندھ لو لاکھ جادوگر جید گرد قصر کھڑے تھے مسلح ہوکر کھڑے ہوے انتظار مین ہین کہ طلسم کشا آئے تو اسکو مارلین لیکن سعد شہریار سے رخصت ہوکر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوے دو کوس راستہ طی کرچکے تھے کہ صحراے اژدران مین پہونچے دیکھا صدہا اژدر وہان پھر رہے ہین اسقدر شگفتہ ہین کہ ٹہلتے پھرتے ہین ایک طرف ایک اژدر کلان منھ کھولے ہوے سعد سے اشارے کر رہا ہی کہ اِسطرف آیئے درختون پر طائر خوش وخرم غل مچا رہے ہین جنکی آوازون سے یہ ثابت ہوتا ہی نظم

مستان شب مستی در میخانہ نہ بندند — در را بہ رخ محرم و بیگانہ نہ بندند
تا راز نہان دل او فاش نگردد — او دل دہن شیشہ و پیمانہ نہ بندند
در بزم طرب شمع اگر نور نہ بخشد — خاکستر من بر پر پروانہ نہ بندند
ارباب سخن عمر گرامی بہ تعب رفت — تا کی سخن پوچ بہ افسانہ نہ بندند
تا عہد وفا صورت نقصان نہ پذیرد — مخفی بہ توہم عہد بزرگانہ نہ بندند

یہ صدائین سُنکر سعد کو بھی وجد ہی مگر وہ اژدر جو دہن کھولے بیٹھا ہوا ہی اُسطرف چلے اور اژدہے بڑھکر روکنے لگے سعد جب لوح چمکا دیتے ہین تو وہ اژدہے ہٹ جاتے ہین جب سب اژدہون نے قصد کیا وہ اژدر جو دہن کھولے ہوے ہی اُسنے مثل انسان کے آواز دی کہ منم خاموش جنی او نالائقو یہ طلسم کشا ہین اگر جان کا خوف ہی تو سدراہ نہ ہو طلسم کشا کو جھنک آنے دو کہ مین اُنکو تا بہ قصر شہباز پہونچا دون جب یہ پکار کر اُس اژدر نے کہا تو سب اژدر ہٹ گئے بادشاہ قریب خاموش جنی کے پہونچے تو دیکھا کہ اژدر نہین ہی ایک طائر پرندہ ہی کہ پر کھولے بیٹھا ہوا ہی سعد بحکم لوح اُسپر سوار ہوے وہ طائر اُڑتا ہوا اچلا بلندی پر سے سعد نے

دیکھا کہ لاکھو ساحر ایک قصر کے گرد پرا باندھے کھڑے ہین اسباب سحر ہاتھون مین پہرو
شمشیر بھی لیے ہوے ہین شہباز قصر سے حکم دے رہا ہو کہ یارو تحرز کرنا باوہ کرکے گرفتار
کر لینا ایک طرف پیران جادو آمادہ کھڑا ہو مگر شہباز کہہ رہا ہو کہ کیون ای پیران یہ تو
بتاؤ کہ یہانتک انکو کون پہونچا ئیگا کونسی سواری انکے پاس ہو پیران کہہ رہا ہو کہ
خاموش جنی اسی خدمت پر متقرر ہو مین زبان سے خداوند مردہ کی سن چکا ہون
کہ خاموش جنی طلسم کشا کو پہونچا ئیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ سعد شہریار
پشت پر ایک طائر کی سوار طائر اڑتا ہوا آتا ہو سب ساحر ہوشیار ہوگئے مگر طائر نے
سعد کو لاکر بیچ مین ساحرون کے اتار اسعد کے ایک ہاتھ مین لوح اور دوسرے
ہاتھ مین شمشیر برہنہ یعنی تیغہ طلسمی آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیبیاد ای نابکاران
پر دغا اب کہان جاؤگے نعرۂ سعد

شہنشاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس رجم
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران

ساحرون نے چہار جانب سے باوہ کیا مگر سعد شہریار لوح چمکا رہے ہین اُسی
لوح کو کبھی بشکل سپر چہرے کی پناہ کرتے ہین سب ساحر نابینا ہوتے جاتے ہین بعض
آپس مین لڑنے لگتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا مگر قتل کرکے
ہوشیار ہوا چلا رہا ہو کہ ہاے ای فرزند نوجوان تو میرے ہاتھ سے مارا گیا قرطاس جادو
کہ پہلوان بھی ہو اور سحر مین بھی دخل کامل رکھتا ہو ہٹو بچو کرتا ہوا بڑھا کہتا ہوا کہ
یارو ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون گینڈا بڑھا کر قریب آیا للکارا کہ ای سعد میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری ضرب خالی نہین
جاتی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی میرا گوش جان مین ڈالتے کفن مین
منھ چھپا کر قبر مین پڑ رہے اب تمسے مقابلہ ہو خداوند لکھ گئے ہین کہ ای قوت بازو
دای زینت پہلوری و زر جنگ قدم نہ ہٹانا یہ مقام شہباز ہو یہان سے بچنا دشوار ہو
جرأت بیکار ہو یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا اسعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے کے

سحر عالمگیر ہی قتل ساحران کی تدبیر ہی مگر جادوگر گھیرے ہوے ہین بہار اعجاز بیان
جست کرکے ان مین سے نکلتی ہی جیب گلدستہ مار دیا ابر سے پھول برسنے لگے اِسقدر
پھول برسنے کی ترقی ہی کہ پھولون کا جا بجا انبار ہی اور ساحرون کو راستہ چلنا دشوار ہی
بعض نے پھول اٹھا لیے ہین انکو سونگھتے پھرتے ہین دیوانہ وار وحشی مثال غل
مچاتے ہین گل اندام قفس سے دیکھ رہی ہی کہ بہار اعجاز بیان و میثاق کوہ گردان
کس زور و شور سے لڑ رہے ہین شہباز و پیران کا سحر دفع کر دیتے ہین اور اپنا سحر
غالب کرتے ہین کہ پیران جادو کا سر زخمی ہوا شہباز کے سامنے روتا ہوا آیا کہا
ای افسر مین تو زخمی ہو گیا دل مین ہول ہی کہ کہان جا کر چھپون ان دونون ساحرون
نے قیامت برپا کر دی طلسم کشا جس جانب گیا صفون کو درہم و برہم کر دیا سحر اپنا
تاثیر نہین کرتا جادوگر رنگ سحر سے آگاہ ہین جنگ شمشیر سے ناواقف آواز دو
کہ دور سے تیر اندازی کرین شاید کوئی تیر پڑ جاے یہ سُنکر شہباز نے آواز دی کہ اے
تم لوگ سعی کرو تیر اندازی کرو حریف پر زوال ہی سب جادوگرون نے تیرون کی
بوچھار کی جب ہزارہا تیر گوشون سے چلتے ہین تو ایک نہ ایک تیر بیٹھے پر صد کے
پہنچا تا ہو جسم سے جو سر اُٹھے خون کے بلند ہوے گل اندام بیقرار ہو گئی اور دل
سے دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز شہریار کو اِس آفت
سے بچا سکے اور ان تیر اندازون کے تیر خطا کرین اُنکے جسم تک نہ پہنچین لیکن
میثاق نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا لڑتا ہوا قریب سعد شہریار کے آیا اسطرح کی
ترقین جھکائین کہ سب تیر قلم ہو گئے پھر ان سے پکار کر کہا او نامرد و بلدہ کیے گرفتار
کر لو کیا ایک مرتبہ سب کو مار ڈالین گے سب جادوگرون نے ملکر بلوہ کیا ملکہ بہار
و میثاق لاکھ لاکھ کد و کوشش کرتے ہین مگر اِسقدر فوج کا بلوہ ہی کہ کسی کا زور نہین
چلتا یہی سب چاہتے ہین کہ سعد کو گرفتار کر لین کمندین مار رہے ہین جا بجا گھوڑے
پر سے اُتار لین خوب فوج کا بلوہ ہی مگر سعد شہریار شیرانہ جنگ کر رہے ہین جسم
با تیغ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کبھی لوح کو چمکایا مگر کوئی چالاکی نہین

جلتی عاجز ہو رہے ہین عرض کرتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز بلوے سے ان ساحرون کے بچا لے اگر موت قریب ہی تو حکم دے ملک الموت کو کہ قبض روح کرے یہ بلوہ نہین سنبھلتا نظم

نہ گوئی مرا کس کہ در رنج و تاب / دعائے کند من کنم مستجاب
چہ عاجز رہا بندہ در انجمن ترا / درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بکسے نازد و یارا تو بسے / من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بیقرار ہوکر جو بادشاہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا کہ بائین طرف سے ابر یاقوت رنگ پیدا ہوا بہار اعجاز بیان گھبرائین کہ اب کس کی آمد کا نشان ہو کہ ابر آکر پھٹا سامنے سے دیکھا سب نے کہ ملکہ مشک افشان گوہر بار طاؤس زرین بال پر سوار آکر پہنچین آتے ہی دیکھا کہ شہریار والاقدر بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین بہار اعجاز بیان و میثاق کوہ گردان سحر کر رہے ہین چاہتے ہین بلوے کو مٹائین مگر دس ساحر ہٹ جاتے ہین تو پچاس اسی مقام پر آتے ہین ہر طرف یہی غل ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو مگر بادشاہ اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ لاکھون ساحر بھاگتے پھرتے ہین مشک افشان نے آتے ہی ایک دستک دی کہ خوشبو آئی ہزارہا طائر درختون پر پیدا ہوئے زمزمہ سرائی کر کے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز سنانے لگے نظم

نکالے خوب لعاب بیچ مین سے جو حصلے دل کے / دہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
غضب ہو کر جو دیکھا آج اس سفاک نے مجھکو / ہوئے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے
اچھالو تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہی / مجھے ڈر ہی نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے
نہایت ناز ہی صاحب کو اپنی خوش بیانی پر / ذرا گلشن مین چلکر چہچہے سنیے عنادل کے
فشار قبر سے تو اے زمین ایذا نہ دے ہمکو / ذرا تو چین لینے دے تھکے ماندے ہین منزل کے
غش آیا حسن لیلی دیکھکر مجنون کو صحرا مین / قیامت ہی ہوا سے اڑ گئے پردے جو محمل کے
شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونکی یہ حسرت ہی / ہوئے ہین قاف سے تا قاف شہرے انکی محفل کے

روان رہتا ہو دریا آنسوؤں کا چشم گریان سے | گمان ہین آشناؤنکو مری غرقاب پہ ساحل کے
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سلطان | گئے ہین اپنے احباب اقربا سے گلے مل کے

یہ اشعار پڑھ پڑھکر طائر آشیانون سے اُڑے سرون پر ساحرون کے چرخ مارنے
لگے جسپر سایہ پڑا الاوہ جلکر رہگیا ہزارہا ساحر جلکر مرے اور مشک افشان جدہر
جدہر وشگین دیتی ہین ہزارہا طائر اُڑتے ہوے آسمان سے آتے ہین اور گرد
فوج چرخ مار رہے ہین بہار اعجاز بیان نے مشک افشان سے حیران ہوگئین
بیثاق سے کہنے لگین کہ مشک افشان کا سحر عالمگیر ہو قتل ساحران کی کیا خوب
تدبیر ہو حقیقت مین کس لطف سے سحر کر رہی ہین کہ ہزارہا ساحر پامال ہوگئے بیثاق
نے کہا او بہار اعجاز بیان تم مشک افشان کو نہین جانتین مگر سعد شہریار
اڑتے بھڑتے قریب پیران جادو کے پہونچے للکارا کہ او نامرد گل اندام کو تو
چھوڑ دے اسی مین خیر ہو ورنہ بہت پچتائیگا اگر ایک موے جسم گل اندام کا کم
ہوا تو سب ساحرون کو قتل کرونگا ہر چند کہ مین زخمی ہون مگر ان ساحرون کے
روکے نہ رکونگا پیران جادو نے دیکھا کہ سعد ساحرون کو قتل کرتے ہوے آتے
ہین شیر صحرائی رمۂ گوسفندان پر گرا ہو پرے کے پرے پامال کر دیے لیکن ملکہ
مشک افشان نے تو ساحرون کو دیوانہ کر دیا ہو باہم سب لڑ رہے ہین ایک
کو ایک قتل کرتا ہو افسر بڑھکر بلوے کو روکتا ہو شہباز لاکھ غل مچا رہا ہو کہ یارو تم
بہت ہو طلسم کشا پر گھبرا اٹھا او ساحر جواب دیتے ہین کہ آپ افسر اعلی ہین آپ
تشریف لایئے اگر اپنی تقدیر کو روکیے ہمارے روکے سے نہین رکتے ہین اور ملکہ
مشک افشان کے سحر سے تو بچایئے ان تینون ساحرون کے سحر نے گھبرا ڈالا ہو
ہوش رہے اس پر اگندہ ہین سحر فراموش ہو شمشیر کی جنگ کو ہم کیا جانین پیران
قفس پھینک کر بھاگا سعد نے بڑھکر قفس پر لوح کا عکس ڈالا اور زبان سے
گل اندام کی سوزن نکال گل اندام تڑپ کر نکلی نکلتے ہی ایک چھرا ماش کے دانو کا
مارا کہ کئی سو ساحر جلکر گرے پھر مشک کو آواز دی کہ اماجان آیئے امتحان

امتحان کمال ہو آپ کا کیا حال ہو شریک جنگ نہین ہوتے سہمناک کیسا جل رہا ہو
چاہتا ہو کہ گل اندام کو گرفتار کرون مگر گل اندام برق جہندہ ہو کبھی مشرق مین کبھی
مغرب مین کبھی جنوب مین کبھی شمال مین جس غول مین پہونچی تہلکہ ڈالدیا بعض ساحر
سحر سے گل اندام کے دیوانے ہو رہے ہین یہ اشعار پڑھ رہے ہین **نظم**

زلف کہ گھٹا ہلال کا سارے جہان مین — اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
جام شراب جلد پلا ابھر کے ساقیا — کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم — مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشاہ ہوا — بجتا ہو کیا خدا نے اثر آستان مین
عاشق کا دل وہ کرتے ہین غربال ہر گھڑی — تیر شرہ چلا کے بھوون کی کمان مین
کالی گھٹا ہین منھ کا ہین ہو گیا گمان — جھالے جو پہنے زلف کے پاس آئے کان مین
سطوت ہر ایک مصرع ترا موج آب ہو — دیکھی نہین ہو ایسی طراوت زبان مین

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے سر ٹکراتے پھرتے ہین گل اندام سحر کرتی ہوئی ایک نخل کے سایے
مین جا کر ٹھہری تھی کہ سہمناک نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جائیگی للکارتا ہوا چلا
تھا کہ بیثاق نے دور سے دیکھا للکارا اِدنا مرد اُس عورت پہ کیا جاتا ہو جیسے
مقابلہ کر یہ کہکے بیثاق جست کرکے آیا سہمناک نے گولہ مارا بیثاق نے گولہ کاٹا
آپس مین دو چار سحر ہوے بیثاق نے غافل کرکے ہاتھ ہلادیا برق چمک کر
گری سر سہمناک کا زخمی ہوا گل اندام نے پڑھکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے
ہزار ہا پتے درخت سے گرنے لگے معلوم ہوتا تھا فصل خزان آگئی ہر نخل کے
سایے مین پتون کا انبار ہو ساحرون کا جو اِدھر گذر ہوا پتون مین سے بچھو نکلے
جسنے ڈنک مارا وہ گر پڑا اور لوٹنے لگا دوسرے بچھو نے آکر ڈنک مار دیا ساحر
تڑپ تڑپ کر تمام ہوا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی عقرب پیدا ہوے اب ساحر
ڈر کے مارے قریب درختون کے نہین جاتے چاہتے ہین بھاگ کر نکل جاوین
کسیطرح جان بچاوین کوئی صورت نہین معلوم ہوتی کہ اِسکے سحر سے جان بچے

پیران جادو سعد کے سامنے سے بھاگ کر ایک نخل کے سائے میں پہونچا تھا کہ
بچھو نے آکر گھیر لیا اتنے ڈنک مارے کہ پیران جادو پانی ہوکر بہہ گیا مرنا پیران کا
ہنگامہ عظیم ہوا اسقدر گل اندام اور زیادہ تڑپ تڑپ کر لوٹنے لگی ایک تھوڑی دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نامم مین پیران جادو بود شہبانہ جادو نے جب یہ آواز سُنی کہ
پیران مارا گیا سر پیٹنے لگی کہتا تھا یارو میرا قوت بازو مارا گیا ابتک مجھے امید
تھی کہ پیران جادو لڑ بھڑ کر مطلب نکالے گا مگر طلسم کشا کا بڑا اقبال ہو جو ساحر ایسا
زبردست ہو کر ساحران بنگالہ نے کبھی سامنا نہیں کیا جب وہ لوگ آئے اور
اُنسے جا کر سحر کیا سب بھاگ گئے کسی مقام پر نہین رُکے آج اسکو کیا ہو گیا کہ
بچھوون سے نہ بچا بے موت مارا گیا ساحر زبردست تھا سلیقہ دار سحر مین کامل
و اکمل مدتوں خدمت گزار سامری رہا کیا بڑا اقبال طلسم کشا ہو سمناک نے کہا
یارو جو کتاب مین لکھا ہو اُسکو قدرت چھوڑا کرتے ہیں انکو مناسب یہ تھا کہ جب
طلسم کشا آئے تھے اور قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے اُس
طلسم مین نہ آتے اور کہیں چلے جاتے مگر آج مین اُنکی خدمت مین جاؤنگا عرض کرونگا
کہ یا خداوند آپ کسی طرف نکل جائیے مسلمان آپ کو زندہ نہ چھوڑینگے ساری خدائی
کرنا بھول جائیے گا دیکھو صاحبو کس تدبیر سے مسلمان آئے ہیں ہر طرف سے ہر ایک
جنگ کرتا ہوا آیا در بند دون کو تسخیر کیا پھر طلسم مین داخل ہوئے اب مرحلہ جات
پر لڑائیان پڑی ہوئی ہین یہ وہ مرحلے ہین کہ ایک زمانے مین سامری و جمشید نے
چاہا کہ ہم سیر کرین ہم لوگون سے اُنکو نہ آنے دیا سحر کرکے بھگا دیا اور کسی کی کیا
مجال تھی کہ اِس طلسم مین قدم رکھے یا اس طلسم کا یہ حال ہوا کہ سب دربند تسخیر ہوکے
طلسم نوخیز جمشیدی بنایا ہوا جمشید کا کہ صدہا حکیم جمع کیے اور آراستہ کرایا
ایک ایک قدم پر ہزارون بلائین مقرر کین یہ مرحلہ کیسا سخت و صعب تھا
مگر طلسم کشا کے ساتھ کچھ نہ کیا در دروازے پر تلوار چل رہی ہے ہم لوگون کو امید نہ تھی
ابھی کئی مرحلے باقی ہین سمناک نے کہا او شہبانہ قدرت کو سمجھاؤ کہ بھاگ کر نکل جاوین

شہباز نے کہا مسلمان پیچھا چھوڑینگے حمزہ عرب وہ جری بہادر ہے کہ جسنے کل پروردۂ
قاف کو تسخیر کیا عفریت ایسے سرکش کو مارا سمندرون انھین کے ہاتھ سے قتل ہوا
طلسم حیران سلیمانی کہ جس سے قاف کی رونق تھی سب شیاطین پرست اُسی مین
رہتے تھے کس زور و شور سے حمزہ نے اُسکو فتح کیا اور وہ یادگار ان سامری و
جمشید کس مصیبت سے مرے ہین کہ انکا تڑپنا و پھڑکنا آخر ہین مارا جانا کسی کا
زور نہ چلا حمزہ نے طلسم مین سجے ہین بنوادین کسی دیر کا نام نہ رہا سب تصویرین
خداوندون کی جابجا ٹھوکرین کھا رہی ہین مسلمان آباد ہین جو آج کی جنگ سے
مین بچا تو قدرت کو بہت سمجھونگا ہی کہونگا کہ نکل جایئے ایسا نہ ہو کہ مسلمان
آپ کو گھیر لین پھر نکل نہ سکیے گا ابھی ہم لوگ لڑتے ہین ایسے وقت مین نکلجایئے
قطرت سے اپنی جان بچایئے قصر ہفت رنگ کو آپ نے کیا سمجھا ہے جسوقت
لڑائی پڑی شکست ہی ہوئی کبھی فتح نصیب نہ ہوئی مگر بیثاق نے آکر شہباز کو
گھیرا ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے آکر گلدستہ مارا شہباز سحر کو بیثاق کے
روک رہا تھا کہ بہار کا گلدستہ چلا ایک طرف سے گل اندام جادو نے آکر
زیور اپنا پھینک مارا اب شہباز دیوانہ وار وحشی مثال سب کے سحرون کو
روک رہا ہے کبھی بہار کے سحرون کو روکتا ہے کبھی بیثاق کو جواب دیا ایکطرف سے
مشک افشان نے آکر کاردسحر کھینچ ماری شہباز نے خالی دی اور پکار کر
آواز دی کہ کیون او گیسو بریدہ تیئے تجھکو اسی دن کے لیے پرورش کیا تھا
اور یہ سحر سکھایا تھا ہم سمجھے تھے کہ ہمارے کام آئیگی مگر وقت پر تو نے دھوکا
دیا کیسی صاف نکل گئی عین گرمی جنگ ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا بیثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آتا ہے کہ منم اشجار بیچکین
باشید اے مسلمانان شہباز کو ایسلیے وارث سمجھا ہے مین اسکا داماد ہون سبکو
مٹا دونگا یہ کہکے غول مین آیا شہباز کو سلام کیا شہباز نے گلے لگا لیا کہا اے
اشجار میرے باغ مین خزان آئی مشک افشان تمہاری منسوبہ نکل گئی

وہ دیکھو سامنے لڑ رہی ہے اگر ہو سکے تو لیجاؤ مجھے رخصت کرنے کی ضرورت نہیں ہے
لیکن اسطرح کرنا کہ طلسم کشا کو خبر نہ ہو اگر طلسم کشا سے سامنا پڑ گیا تو کوئی سحر کام
نہ آئیگا بڑے بڑے ساحر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے اشجار نے جو یہ حال سنا
کانپنے لگا کہتا تھا ای والد نامدار آپ جو ہیں وہ کچھ نہ دیکھیے میں عروس کو لیے جاتا
ہوں اور جا کر دھوم سے شادی اپنے ملک میں کر لونگا بڑا ادب یہ صرف کرونگا
شہباز نے گھبرا کر کہا ای فرزند تمکو اختیار ہے جو مناسب ہو وہ کرو میں اپنی جان
سے عاجز ہو رہا ہوں یہ سنکر اشجار تڑپا اور مشک افشان پر اسی زور سے
گر کر مشک افشان خاموش ہو کر کھڑی ہو رہی اشجار کمر میں پنجہ دیکر لے اڑا
مشک افشان نے پکار کر آواز دی ای شہریار کمبخت یہ لیے جاتا ہے یہ بڑا جلاد ہے
زندہ نہ چھوڑیگا بادشاہ نے گھوڑا اڑایا بیثاق نے بھی گھوڑا مارا مگر اشجار نے
رستے میں مڑ کر نہ مانا بلکہ مشک افشان کو لیکر نکل گیا شہباز نے جب دیکھا
کہ مشک افشان کو اشجار پنج کن لے گیا تو سرداروں سے اشارہ کیا کہ اب
طبل بازگشت بجواؤ سرداروں نے اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی مگر
بیثاق نہ مانتا تھا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا قاعدے کے خلاف ہے اگر
دادا جان سنیں گے تو فرمائیں گے کہ ہماری زندگی میں ہمارے قواعد کو ترک
کیا تمکو کیا عاجزی کیا نا چاہی تھی دشمن جب عاجز ہوتا ہے تب طبل امان بجواتا ہے
دشمن چاہے طبل امان کو نہ مانے ہم اہل اسلام ہیں ہمکو ضرور چاہیے کہ جو بزرگان
دین نے کہا ہو اسکے پابند رہیں بیثاق کو سمجھا کر بادشاہ نے سپہر اگل اندام و
بہار اعجاز بیان و بیثاق کوہ گردان اور چند ملازمان شہباز نہ کہ اس جنگ
میں مطیع ہوئے وہ بادشاہ کے ساتھ ہیں بادشاہ بیٹے شہباز لشکر کو لیکر اتر پڑا
اور حکم دیا کہ میرے فرزند اشجار پنج کن کو نامہ لکھو کہ ای فرزند تمنے خوب کیا کہ
اس گیسو بریدہ کو لے گئے بیٹے بہو نری پہیرنا موقوف رکھا اب تمکو اختیار ہے
جنگ سے مہلت پاکر ہم بھی آوینگے اس نالایق کو سمجھا دینا کہ اگر اسکے مرتبہ بحالی کی

تو قتل ہی کر ڈالونگا بہر منشی نے یہ نامہ اشجار کو لکھا و پر ان جادو کو نامہ دیا کہ جاکر
اشجار کو دینا اور زبانی کہنا کہ مشک افشان پر تمکو اختیار ہی اے فرزند مین تمسے
بہت راضی ہوا تمنے عین وقت پر آکر مدد کی تمھارے آنے سے شکست فاش ہے
بیچے وہ جادوگر نامہ لیکر چلا مگر بادشاہ ساحران مذکور کو ساتھ لیکر جاتے ہین دیکھا
جنگل مین ایک کنواں ہے اسپر خواجہ برہمن بنے ہوئے بیٹھے ہین مسافرون کی خبر
سناتے ہین جو اسطرف سے نکلا اُسے لوٹ لیا بادشاہ نے خواجہ کو پہچانا گھوڑا
بڑھاکر سلام کیا میثاق وغیرہ نے کہا بھی کہ حضور اس برہمن کو کیون سلام کرتے
ہین بادشاہ نے فرمایا یہ برہمن نہین ہی ہمارے چھوٹے دادا جان ہین اپنے
فرزندان کے خوف سے یہان آکر چھپے ہین مسافرون کو لوٹ رہے ہین
خواجہ نے پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو سعد نے کہا چھوٹے دادا جان
ہین تو آپ کی فکر مین تھا خواجہ نے فرمایا بیٹا تم بادشاہ لشکر اسلام ہو تمنے مجھکو
خوب پہچانا مین فرزندان کے ڈر سے یہان بھاگ آیا ہون ورنہ مہاجن
پکڑ لیجاتے نہین معلوم کیونکر پیش آتے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کچھ آپ کو ملیگا
اشجار بیخ کن مشک افشان کو لیگیا ہی اُسکا تعاقب کیجیے اگر مشک افشان
کو لائیے گا تو دو ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کیا خوب بھلا دو ہزار روپے
مین میرا کیا ہوگا ایک ماہ کا سود بھی مہاجنون کا نہ ہوا اور چار مہینے کا سال ہوا
ہین ایک حبہ بابت سود کے مہاجنون کو نہین پہونچا ہی کاش کے اسقدر تو وصول
ہو جائے کہ ایک دو ماہ کا سود مہاجنون کو پہونچ جائے بادشاہ نے فرمایا جو
مانگیے گا وہی دونگا مشک افشان سے سب کو محبت ہی سب آپ کی خدمتگذاری
کرینگے خواجہ اُٹھے فرمایا یہ تو بتائیے کہ اشجار کسطرف گیا ہی میثاق نے اشارے سے
بتایا خواجہ اُدھر چلے دوپہر کے بعد ایک جھیل ملی وہان آکر ٹھہرے کہ ایک جادوگر آسمان
سے اُترا چاہا کہ جھیل پر پانی پیوے خواجہ نے للکارا کہ او بدبخت خبردار پانی نہ پینا
منع کرتے ہوئے قریب آئے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اُس

جادوگر نے کہا کہ نام میرا دیران جادو ہو شہباز کا نامہ لیکر پاس اشجار پیچ کن کے
جاتا ہون خواجہ نے پوچھا کہ اشجار کہان رہتا ہو اُسنے کہا اس صحرا کے بعد دوسرا
صحرا ملیگا پہلو مین جزیرہ کوہ شجر ہو وہان اُسی کی عملداری ہو وہ وہانکا حاکم ہو ساحر بھی
زبردست ہو خواجہ نے دیران سے کہا مین یہان کا نگہبان ہون اس جھیل مین
پانی اژدہے پیتے ہین مین تمہین پانی پلاتا ہون یہ کہکر دررہ کوہ سے جاکر پانی لائے اور
پانی پلاکر اُسے بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسی طرف چلے راہ مین چلے
جاتے تھے کہ پہلو پر دیکھا دروازہ باغ کا ہو اور چند کنیزین متصل رہی ہین ایک کنیز
کو خواجہ نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ ملکہ نسترن جادو اس باغ مین رہتی ہو معشوقہ اشجار آج اُسکی ملاقات کو جاتی
ہو خواجہ اندر آئے نسترن کو سلام کیا اور بیٹھنے لگے نسترن نے پوچھا کیون
شمعرو کس بات پر ہنسین خواجہ نے جواب دیا کہ اشجار پیچ کن اپنی زوجہ کو لیکر
آیا تو اب اُسکے ساتھ مصروف عیش ہوگا آپ سے محبت کم کریگا نسترن نے کہا
اے شمعرو مجھپر وہ جان دیتا ہو اگر ہزار عورتین لائیگا تو میرا ہی زور رہیگا مین
ابھی چلتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی شمعرو نقلی کو بھی تخت پر سوار کیا
تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی بعد دو گھڑی کے ایک باغ دکھلائی دیا دیکھا کہ وسط
باغ مین ایک چبوترہ پر اشجار پیچ کن بیٹھا ہو شمعرو نقلی نے کہا چلیے نسترن نے
تخت اُتارا اشجار نے جو نسترن کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم آپ بیٹھے مین تو
آپ ہی کا منتظر تھا نسترن نے کہا کیون صاحب کیا ہوا آج تمھارا چہرہ اُترا ہوا
ہو گانے والیان کہان ہین اشجار نے کہا صاحب کیسا گانا کیسا بجانا مین عجب
انتشار مین ہون کئی سال کا زمانہ گذرا کہ مشک افشان سے منسوب ہوا مگر
اس زمانے مین مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہو طلسم کو فتح کر رہے ہین
شہباز جادو کہ مالک مرحلۂ پنجم ہو اُسکے قصر پر لڑائی پڑی تو مین مدد کے لیے گیا
مین نے وہ معرکہ دیکھا کہ ہوش درست نہ رہے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ ساحرون کو

قتل کر رہی ہی شہباز نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہی اسکی جوش پر یہ حرکتیں
کر رہی ہی مجھکو تاب نہ آئی مین گرفتار کر لایا آج دوسرا دن ہی کہ تنبیہین خوشامدین کرتا
ہون بہزہرے کی سلطنت دیتا ہون مگر وہ محبت مین طلسم کشا کی مبہوت ہو رہی ہی
یہی کہتی ہی کہ مین نہ مانونگی لنتترن نے کہا لو صاحب ہم تو جاتے ہین ہمسے صورت
نہ دیکھی جائیگی جیونٹیون بھرا کباب ہمکو نہین پسند یہ کہکر اٹھی چاہتی تھی کہ تخت پر
سوار ہو کہ اشتجار نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم تمھارے سامنے کسیکی
کیا حقیقت ہی ایک تو وہ مجھسے ناراض ہی دوسرے صورت مین کبھی تمسے بہتر نہین ہی
ارے قفس تو لاؤ چند ساحر گئے قفس کو لیکر آئے خواجہ نے دیکھا کہ ملکۂ عالم
کی زبان مین سوزن ہی اور سرنگون بیٹھی رو رہی ہی اشتجار نے کہا ای مشک افشان
دیکھو میری یہ معشوقہ ہی لنتترن گلگون پوش کہ جسکے سامنے ماہتاب شرماتا ہی یہ سنکر
مشک افشان نے سر جھکا کر کہا کہ حقیقت مین بہت عمدہ صورت ہی تمکو یہ تمھاری
معشوقہ مبارک ہو اشتجار نے کہا اگر تم قبول کرو تو اسپر تمکو حاکم کرون لنتترن
نے جھلا کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی مین اس شکل کی ماتحت
رہونگی جیسا سونا پیے کی سونگی اشتجار نے کہا او لنتترن فقط اسکے راضی کرنے کو
یہ کلمہ کہا تھا تم کیون بگڑگئین لنتترن نے کہا ایسے سفلہ مزاج سے مجھکو نفرت ہی میرے
چاہنے والے بہت ہین جہان چاہون بیٹھ رہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار اڑائے ہوے تخت جاتا تھا لنتترن کو
دیکھکر اتر پڑا آکر لنتترن کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب کہان تھین باغ پر بہار مین
آج دعوت کا سامان ہی تم بھی چلو جو ساحر آئیگا اپنی معشوقہ کو بھی لائیگا مین تمکو
پہلو مین لیکر بیٹھون کہ محفل کی رونق ہو اور سب دیکھکر کہین کہ گلفام تاجدار
کی معشوقہ سب سے زیادہ خوبصورت ہی لنتترن اٹھی کہ ساتھ گلفام کے جاؤن
اشتجار نے کہا صاحب کہان چلین مین نہ جانے دونگا دو دن سے بے آب و دانہ
ہون تمھارے چھٹے سے دو نوالے کھا لونگا گلفام نے کہا او اشتجار سنج کن

کیا بیہودہ بکتے ہو میرے سامنے ایسے کلام نہ کرو لشترن نے بھی کہا اے اشجار
ہمارے چاہنے والے دیکھے اپنی زوجہ کو ہمارے واسطے آنکھدن نے مار ڈالا
تمھاری طرح پر بیہودہ نہیں ہیں کہ زوجہ کو جدا لائے تو ہمسے باغی ہوگئے ہم اب
اُنکے ساتھ بسر کرینگے تمکو چھوڑا اشجار نے کہا میں نہ جانے دونگا گلفام نے کہا
تمھاری کیا مجال ہے کہ تم روک سکو دونوں میں تکرار ہوتے ہوتے آپس میں گولہ
وتفنگ چلنے لگا خواجہ نے دیکھا گلفام و اشجار سے سحر چل رہا ہے اور لشترن
کھڑی دیکھ رہی ہے قفس مشک افشان الگ رکھا ہے خواجہ نے قریب قفس
آکر کہا اے ملکۂ عالم اس غلام کو بھیجا تا تمکو خواجہ عمرو قفس کھولکر تمکو نکالتا ہوں
یہ تو آپس میں لڑ رہے ہیں تم سحر کرکے نکلجاؤ مشک افشان نے ہنسکر کہا کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری اسطرح نکلوں کہ اگر یہ دونوں قصد کریں تو نہ روک سکیں
خواجہ نے فوراً قفل قفس کا توڑا اور زبان سے مشک افشان کی سوزن
نکالی خواجہ تو الگ ہوگئے محفل کا اسباب لوٹنے لگے گلابیان اٹھا کر زنبیل
میں لائے تھیں اٹھا لیں جسطرف اسباب دیکھا دوڑکر پہونچے اسکو اٹھا لیا زنبیل
میں رکھا وہ دونوں اسطرح سحر میں مصروف ہیں کہ انکو کچھ خبر نہیں لشترن کا نام
لیکر لڑ رہے ہیں گلفام کہتا ہے لشترن کو میں لونگا اشجار کہتا ہے میں نہ جانے دونگا
کہ مشک افشان جادو قفس کو توڑکر نکلی چلتے چلتے ایک دستک دی اور آواز
دی کہ اری گلپوش ان دونوں کی فکر کر یہ کہکر وہ بلند ہوئی اشجار نے جو دیکھا کہ
مشک افشان جاتی ہے کہا اے گلفام ذرا ٹھہر جا معشوقہ کو روک لوں تو پھر
تجھسے لڑوں یہ کہکر منھ پھیرا قصد کیا کہ مشک افشان پر جا پڑوں گلفام نے
جو حریف کو اور رنگ میں پایا کارد سحر جھولی سے نکالکر ماری کہ اشجار کے
سینے کو توڑکر پار گذری گیر و دار کی صدا بلند ہوئی کالی آندھی اٹھی اس سے یہ
آواز آئی کشتی مرا نام من اشجار سیخ کش بود گلفام نے لشترن کا ہاتھ تھام لیا
تخت پر سوار کرکے لیچلا خواجہ نے جو دیکھا کہ عورت زیور بہت پہنے ہوئے ہے

اور رقص ہاتھہ سے جاتی ہی قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم اب کہان جائیے گا ذرا میرا گانا تو سن لیجیے جا بجا ذکر کیجیے گا کہ ہماری کنیز ایسا گاتی ہی یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا — مجھسے چھوٹا ہو عجب وقت پہ گلشن میرا

ہر ستم دوست بھی کرتا ہو مرے حال پہ رحم — او جفا جو کوئی تجھسا نہین دشمن میرا

مجھ سیہ کار کی بے شمع جو تربت ہو تو ہو — ای خدا شمع ہو تیرے سامنے روشن میرا

مستفید ساری خدائی ہو زیارت کے لیے — کون کرتا ہو یہ آراستہ مدفن میرا

چونک اٹھونگا مین ابھی خواب عدم سے صاحب — نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا

کہتے ہین مر کے بھی یہ شخص ستانے نہ گیا — دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا

نالے کرتا ہون تو صیاد تڑپ جاتے ہین — باغبان روتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

دیکھ لوگے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے — خون روؤگے کہ بھرو تو صم کے دامن میرا

جامہ اس در پہ فقیری کا جو پہنا ہو نہ پوچھ — با دشنہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

یہ اشعار اس طور سے خواجہ نے گائے کہ نسترن نے گلفام سے کہا کہ صاحب اسکو ملازم رکھو صحبت مین رہا کرے اسکے رہنے سے دل بہلے گا بہت خوش آواز ہی حقیقت مین کیا خوب گاتی ہی ہر لفظ کو کس کس طور سے بتاتی ہی کہ دل کھچا ہوتا ہی گلفام نے کہا صاحب تمھین اختیار ہی ایسی کہو تین سو کنیزین لاکر جمع کردون شاہزادیان لاکر خدمت مین چھوڑ دونگا آج تو تمنے مجھکو نہال کر دیا کہ پہلے اسنے اپنے عاشق کو قتل کروایا اور کچھ افسوس نہ آیا اب مین عمر بھر خدمت گزاری کرونگا میری ملک کا تمکو اختیار ہی نسترن نے کہا تم مین اور اشجار مین مقابلہ پڑا لیکن ملکہ مشک افشان نکل گئین عجب معشوقہ ہی وہ طلسم کشا پر مائل ہی اور صاحب مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا پہ کئی شاہزادیان عاشق ہین جو انپر عاشق ہوئی وہ اڑ کر انھین کی خدمت مین پہونچی وزیر اعظم خدا اونکی مشتاق کو گردان کیسا خیر خواہ دولت تھا مگر قدرت سے پیرا ہوا کر شہر کا ستور بہ رہا ہو

سنتی ہون وہ ایسا لڑا کہ جمشید کو پریشان کر دیا یہ کہکر پہر قصد کیا کہ سوار ہون
خواجہ نے گلفام کے چٹکی لی اشارہ یہ تہا کہ ایک جام شراب کا ہمارے ہاتہ
سے پی لو تب اختیار ہی گلفام سمجہا کہ شمعرو مجہپر عاشق ہوئی بیٹہہ گیا لنسترن سے کہا
کہ صاحب ٹہہر جاؤ چلتے ہین آج کی صحبت بہت نایاب ہوگی قدرت بہی ہونگے تمام
تاجدار آوینگے اور نذر پیش ہونگی اور معشوقین سب کے ساتہہ ہونگی مگر
تمہارے حسن کو جو دیکہیگا وہ دنگ ہوجائیگا یقین ہی قدرت بہی تمپر توجہ کرین
اگر شاید تمسے کہین تو جواب صاف دینا کہ مین متعلق گلفام تاجدار ہون کہین
رہ نہین سکتی اور نہ کوئی مجہکو رکہہ سکتا ہی اگر سامری و جمشید اس زمانے مین ہوتے
تو وہ انتظام کرتے جمشید ثانی ابہی کمسن ہی جبہی تو ایسی حرکتین کر رہا ہی اپنے آغاز
و انجام کا کچہہ خیال نہین کہ مسلمانون سے لڑائی پڑی ہی تو ہفت رنگ مین بیٹہا
ہی یہی چاہتا ہی کہ اب مین پہ اسنے ساحرون کو قتل کراؤن اور مین چین سے اپنے
مقام پر بیٹہا رہون جادوگرون کو کیا ضرورت ہی کہ اسکا حکم بجا لاوین اور اپنی
جان دین لنسترن نے کہا ای شمعرو آج تم بہی جلسے مین چلو ایسا جلسہ کبہی طلسم مین
نہین ہوا انکو گوئین گے سننے والے بڑا لطف اٹہاوینگے خواجہ نے کہا مین تو
ضرور چلونگی گلفام تاجدار تخت پر سوار ہوا لنسترن کو پاس بٹہا لیا پایۂ تخت تہا مگر
خواجہ بہی ایک گوشے مین تخت کے آکر بیٹہے باتین ہنس ہنسکر بناتے ہوے چلے
کبہی گنگنا کر تان مار دیتے ہین کبہی کہتے ہین کہ یہ جنگل بہی بہلا ہی پیارا رنگ ہی اور کبہی
کہتے ہین یہ سبزہ بین بیوقت ہی دونون کا دل لبہاتے ہوے ہین تخت اڑا ہوا جاتا ہی
کہ راہ مین ایک کوہ ملا اسپر ایک شاہزادی موسومہ بہ گلگون پوش بیٹہی ہوئی
لطف صحبت اٹہا رہی ہی گرد کنیزین جام رعنائی گردشمین صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش
بلند ہی کہ گلگون کی یکایک نگاہ پڑی کہ گلفام تاجدار و لنسترن تخت اڑاے ہوے
جاتے ہین پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ گلفام سفام تعجب ہی کہ ہمارے کوہ کے
سامنے سے جاؤ اور ہمسے نہ ملو چند ساعت ٹہہر جاؤ گلفام نے کہا وقت جلسہ کا قریب ہی

گلگون پوش نے کہا میں بھی چلتی ہوں ذرا تخت روک لیجیے گلفام نے تخت کو روکا
گلگون پوش بھی تخت پر سوار ہوئی گئی تو کنیزوں کو ساتھ لیا اور ہمراہ گلفام کے
چلی خواجہ صورت کنیز ایک ایک کو بھانپ رہے ہیں اور دل میں حساب کر رہے ہیں کہ سو
کنیزیں ساتھ ہیں اگرچہ زیور انکے حقیر ہیں مگر کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا اس مہینے کا سود
تو ادا کر دینگے گلگون پوش سے باتیں کرنے لگے کہ اے ملکۂ عالم آپ نے میرا حال نہیں
سُنا میری کیفیت یہ ہوئی کہ سامری و جمشید میرے خواب میں آئے مجھکو علم موسیقی
دیگئے دیکھیے عرض کرتی ہوں یہ کہکے گنگنائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یہ عشق وہ ہے کہ بس خاک میں ملا دیگا — تپاک اس سے نہ رکھو کہ یہ مٹا دیگا
رہا ان قبر سے کتنے ہیں ساکنان عدم — کہ سب کو خاک میں اکدن فلک ملا دیگا
وہ مجھسے کہتے ہیں قید جنون میں حسرت سے — کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا
کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب میں — پڑھا لکھا ہے جو مجنون نے سب بھلا دیگا
خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھوں ہاتھ — جو ساقیا مرے چلو سے خم لگا دیگا
مجھے یہ خوف ہی رہتا ہے دور ساغر سے — محلِ بزم ہوں ساقی مجھے اٹھا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہے — یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک میں ملا دیگا
خدائی میں قیامت سمجھکے لرزیگی — نقاب چہرے سے جس روز وہ اٹھا دیگا
تنگ ہو کے یہ غنچوں سے بلبلوں نے کہا — کہ غم رسیدوں کا نالہ جگر ہلا دیگا
ہر دل میں بٹھا لو عروس الفت کو — تباہ کرنے کا سامان تمہیں خدا دیگا

اسطرح عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلگون پوش تڑپ گئی نسترن سے کہنے لگی کیوں
بی بی شاہزادی یہ کنیز تمنے کہاں سے پائی یہ تو عجب دولت لازوال ہے خداوند
اسکو نظر بد دور کرے نسترن نے کہا میں نے یہ حال نہیں سنا عمرو نے بیان کیا
کہ واری میرے خواب میں سامری و جمشید آئے اور میرے گلے پر ہاتھ رکھ کے
کہا کہ ہمنے کمال علم موسیقی تجھکو دیا اسوقت سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ راگنیاں
سات کھڑی ہیں ایک کہتی ہے ہم آئیں اور دوسری کہتی ہے کہ ہم اپنا رنگ

خداوند اب طلسم نوخیز کو چھوڑیے اور کسی ملک مین چلکر خدائی کیجیے جہان جائیے گا خلقت
جمع ہو جاوینگے اب یہ طلسم نہ بچیگا ہرچند کہ شہباز نے طبل امان بجوا کر اپنی جان بچائی ہو
لیکن طلسم کشا خواہان ہین کہ شہباز کو قتل کرون لوح طلسمی پاس سوجود ہو کل احکام
بتائیگی کون صورت ہو کہ شہباز کی جان بچے اس سے بہتر یہی ہو کہ جو تاجدار باقی
ہین ان سب کو ساتھ لیکر نکل چلیے اور مقام پر چلکر شان خدائی ظاہر کیجیے شمعرو نے
کہا صاحبو ناحق کو یہ باتین بناتے ہو قدرت نے مجھسے کہا تھا کہ اے شمعرو اب تجھی کو
منتظم طلسم کرینگے جو تیری اطاعت نہ کرے اسکو طلسم سے نکالدینگے جسقدر شاہزادیان
صحبت مین ہین ان سب کی تو افسر ہو دیکھیے آج محفل مین کیا ذکر ہو مگر صاحبو قدرت
کے سامنے ذکر نہ کرنا کہ شمعرو کو نظر کردہ کیا ہی قدرت شرمائین گے بلکہ انکار کرینگے
جو انکے خیال مین ہوگا وہی کرینگے کسی کا کہنا قبول نہ کرینگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ
کتاب سوانحات کو منسوخ کردیا اب نئے احکام جاری ہونگے کوئی جادوگر ایسا
آئیگا کہ لوح وغیرہ چھین لیگا اور سب مسلمانون کو قتل کریگا مسلمانون کا اس طلسم
پر قبضہ نہ ہوگا ارشاد قدرت مین فرق نہ پڑیگا سب تاجدار کہتے ہین صاحبو شمعرو
سچ کہتی ہو اگر قدرت کے سامنے ذکر ہوگا تو ضرور شرما دینگے عمرو نے سب کو منع
کردیا کہ فقط یہی کہنا کہ شمعرو کا گانا سنیے یہ ذکر نہ کرنا کہ یہ نظر کردہ ہوئی قدرت ضرور
شرما دینگے تم سب سے آنکھین چھپا دینگے دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان گرفتار
نشتر بجلی جارہا ہین اور خواجہ بہ صورت شمعرو باتین بنا رہے ہین مگر حیران
ہین کہ اے عمرو آج اتنا بڑا جلسہ ہو دیکھیے وہان کیا گذرے کیونکر بچنگے جی اگر یہ
پڑھتے تو آج جمشید کو پکڑ لو اور زنبیل کی انکو سیر کراؤ اور سامنے حمزہ کے انکو تم
گرفتار کرکے لیجاؤ وہ صاحب اسم اعظم ہین کیا عجب ہو کہ اسکو قتل کرسکین طلسم کشا
تو مرحلہ حیات پر ہین مگر اسکا قتل انھین کے ہاتھ پر سوقوف ہو انکو ڈھونڈھ لونگا
یہ سوچتا ہی رہے تھے کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک باغ وسیع گرد اسکے
بارگاہین استادہ ہین لاکھون جادوگر پھر رہے ہین ہر طرف یہی غل ہو کہ آج قدرت

بھی آ دینگے چند تاجدار برائے استقبال آئے اور گلفام تاجدار و یاقوت تاجدار و الماس تاجدار وغیرہ کو لیکر باغ مین داخل ہوے سب تاجدار جمع ہین خواجہ بھی اُس محفل مین آئے دیکھا محفل بڑی ہو گئی ہو تاجدار و شاہزادیان جمع ہین بیچ مین مسند بچھی ہو آپس مین صلاحین ہو رہی ہین کہ کیون یارو قدرت کو کیا صلاح دین اگر قدرت طلسم سے نکل گئے تو مسلمان قبضہ کر لینگے پھر ہم لوگ اس طلسم مین نہ آسکین گے ایک مرتبہ تو مجکو ایسی جنگ کرو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کر دو مگر بادشاہ جمجاہ کے ساتھ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ وہ وہ سرہنگ جمع ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا اگر قدرت اقرار کرین کہ ان سب ساحرون کو ہم روک لین گے تو اور کیبنکی کیا حقیقت ہو خواجہ خاموش ہین مگر سوچ رہے ہین کہ خواجہ کیا کرون ہزارہا تاجدار ہین ان سب کو بیہوش کرنا بھلا کیونکر ہوگا سب تاجدار کہ رہے ہین کہ اے شمعرو تمکو بڑا مرتبہ ملا ہم سب تمہارے گانے کے مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ عمرو نے کہا ابھی ٹھہرو قدرت کو تو آ لینے دو پھر گانے کا تار باندھ دونگی گرد مہرے سب راگ حاضر ہین راگنیان بن ٹھن کے آئی ہین مجھسے اشارے کر رہی ہین کہ اے شمعرو ہمکو ضرور بلانا ہم اپنے اپنے رنگ جمائین گے سب کو محظوظ کرینگے مگر وقت کی چیز گا نارا گون کو دیکھو لو سب ابھی ہو سے حاضر ہین کہ آپ جسکا نام لین وہ راگ خود حاضر ہو مین کسی سے باہر نہین ہون وہ رنگ جماؤن کہ تم لوگ یہ کہو کہ ایسا گانا کبھی نہین سُنا سب تاجدار خوش و محظوظ بیٹھے ہین کہ گانے کی آواز آئی کہ چند خوش آواز لعبد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

کوہکن مرگیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے	سوزش غم سے نکلتے ہین شرر پتھر سے
شیشۂ دل کو مرے توڑ کے پروا نہ ہوئی	ان بتون کے بخدا کیا ہین جگر پتھر سے
سوز پنہان کی یہ تاثیر ہوا ے جان جہان	دل سے تو آہین نکلتی ہین شرر پتھر سے
ہاتھ دو نکی مرے انکین جو شیا ہت پائی	اُس ستمگار نے لیوا سے گہر پتھر سے

لب کو آفت اہل سخن لعل جو کہتے ہیں کہیں ہیں نہ دونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے
کوہ پر جاتا ہوں فرہاد کے سمجھانے کو سر نہ ٹکرا اسے کہیں بار دگر پتھر سے
سنگ ریزوں کی طرح لعل پڑے رہتے ہیں اسکے کوچے میں ہیں بیقدر گہر پتھر سے
سخت جان ہوں میں نہیں خوف مجھے کچھ صیاد تو چھری تیز جو کرنا ہے تو کر پتھر سے
کچھ نہیں دولت دنیا کی تمنا ہے ہنر بر اپنی نظروں میں ہیں سب لعل و گہر پتھر سے

سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک ابر گلنار سرخ مارتا ہوا چلا آتا ہے اور اسی ابر سے آواز گانیکی آرہی ہے شمرو نے کہا صاحبو تم سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہے وہ شاہزادیاں جو خدمت قدرت میں رہتی ہیں یقین ہے کہ وہ آتی ہوں سب نے کہا اے شمرو ٹھیک کہا خوب تمنے کلام کو روشن کیا کہ وہ ابر باغ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا حقیقت میں چالیس پچاس شہزادیاں ایک تخت پر سوار ڈھول بج رہا ہے وہ سب شاہزادیاں گاتی ہوئی آتی ہیں سبنے انکا استقبال کیا اور شاہزادیاں بھی آکر اتریں ایک طرف آکر ٹھہریں دو پہر رات گذر چکی ہے کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا بڑے قہر و غضب سے ابر آتا ہے سب نے دیکھا کہ کئی سو طائر وغیرہ سرخ زیر ابر پرسے پر ملائے ہوئے چہکارتے آرہے ہیں وہ شاہزادیاں جو گاتی ہوئی آئی ہیں انھوں نے کہا صاحبو ہوشیار ہو جاؤ قدرت کی آمد ہے وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا جمشید ثانی تاج زمرد سر پر رکھے ہوئے گرد چند کنیزیں ہیں جیسے ہی جمشید نے سب کو دیکھا سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اٹھے جھک جھک کے سجدے کرنے لگے جمشید کا تخت بروے زمین آیا سب تاجدار جمشید کو ساتھ لیکر بارگاہوں میں آئے جمشید آکر تخت پر بیٹھا تاجداروں سے کہا ایہا الحاضرین سوچو تو کیا کروں نوشتہ قدیم کو مٹایا احکام نور روشن کیا اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا یا خداوند ہم سب کی تو یہ راے ہے کہ ہم سب جمع ہوکر آویں اور مسلمانوں سے جمکر جنگ کریں چند ساحر جو نامی ہیں انکو آپ روکیے پھر ہم سب سمجھ لیں گے مسلمانوں کو مہلت نہ دینگے ایسی جنگ کریں کہ مسلمان دنگ ہو جاویں مگر بیتاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان

وسردار حسینان وغیرہ کو آپ رو سکیے پھر ہم سمجھ لین سگے آج ہم لوگون کی تقدیر
نے رسائی کی کہ یہ جلسہ عشرت خیز آراستہ ہوا اور آپ تشریف رکھتے ہین عیش و
جشن کیجیے بعد اسکے جیسا فرمایئے گا وہ بجا لاوینگے طلسم کو نہ چھوڑین سگے یہ ذکر تھا
کہ ناگاہ ابر سیاہ پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جادوگر تخت پر سوار ایک قفس آگے
رکھا ہوا اُس قفس مین مشک افشان جادو زبان مین سوزن گرفتار رنج و
محن سر جھکائے بیٹھی ہو اور وہ جادوگر کہتا ہوا کہ اے افسر حسینان مجھکو غلامی مین
قبول کرو کل مسلمانون کو درہم و برہم کرونگا جسطرح تمکو اُٹھا لایا اسی طرحسے
سب کو اُٹھا لاؤنگا مشک افشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہی
کچھ جواب نہین دیتی کہتی ہو کہ او بیحیا اب سامنے دربار خداوندی ہو دیکھین وہ
بیحیا کیا کہتا ہو ہر وقت تقدیر مین جد بد کرتا ہو یکتائی پر مرتا ہو اُسی کا تو یہ انجام ہوا
کہ چہار طرف سے بلوہ ہو جان بچاتا پھرتا ہو مگر جان نہ بچیگی سامری و جمشید سب
حال کتاب مین لکھ گئے ہین جمشید ثانی کہتا ہو کہ مین کتاب کو منسوخ کرچکا ذرا
تصور کرو اُسی کتاب کے احکام ہو رہے ہین جو جو کچھ لکھ گئے ہین وہی ہوگا کہ
جمشید نے کہا ہان صاحبو اشتغال جادو کا استقبال کرو معشوقۂ قدرت کو لایا
اشتغال نے سامنے لاکر قفس مشک افشان رکھدیا کہا یا خداوند جب جنگ
پڑ رہی بلوہ ہو رہا تھا مین اُس جنگ سے اُسکو اُٹھا لایا مگر طلسم کشا پر مائل ہو کہتی ہو
مجھے قتل کرو وصل کا نام نہ لو دو دن مجھکو گذرے ہین کہ آب و دانہ ترک ہوا اُٹھو
پھر اُسکے سامنے [illegible] طلسم کشا کی جدائی [illegible] ہوا یا
ایک ہی [illegible] زبان پہ ہو کہ مجھے قتل کرڈالو مگر میری آبرو کا نام نہ لو جمشید نے کہا
او اشتغال [illegible] اپنے واسطے لایا یا میرے واسطے او اشتغال
نے کہا اے خداوند ایسا [illegible] پھر جان جاتی ہو اگر اسکا وصل حاصل
ہوگا تو اپنی جان دیدیگا زندہ نہ رہیگا جمشید نے کہا او بیحیا یاد رکھ قدرت کے
سامنے ایسی باتین کرتا ہو ہان صاحبو تم لوگ سمجھاؤ کہو کہ اے مشک افشان

قدرت تجھکو سرفراز کرینگے جتنے اہل طلسم ہین سب تجھکو سجدہ کرینگے خدائی مشہور ہوگی
اور قدرت وعدہ کرتے ہین کہ جو تم تقدیر کروگی وہی تقدیر مین بھی کرونگا یہ طلسم بھی از
سر نو آباد ہو ہر ساحر دل شاد ہو اگر خوش ہوجاؤن تو وہ تقدیر کرون کہ جسکو کوئی نہ
مٹا سکے ہرچند کہ مسلمانون نے ارادہ کرکے دربند فتح کرلیے مگر اب بھی کئی سو ملک
باقی ہین کہ جنکے حاکم یہان حاضر ہین جب یہ سب ملکر سحر کرینگے تو کون روک سکیگا یقین ہے
کہ طلسم کشا لوح کو پھینک دین اور ہا بدولت سے عذر کرین کہ جو گذرا سو گذرا اب
معاف فرمایئے جمشید یہی کہہ رہا تھا کہ چند تاجدار اُٹھے عرض کی یا خداوند کیا خوب
آپ نے تجویز کیا مگر مشک افشان نہین مانتی یہی کہتی ہے کہ چاہے مجھکو قتل کرو مین بعید
شہریار کے جمال کی مشتاق ہون مبتلاے رنج و فراق ہون جمشید نے کہا اے اشتقال
تو نہین سمجھاتا اشتقال نے کہا یا خداوند مین زبان سے کیونکر نکالون کہ اے مشک افشان
قدرت کو قبول کرو میری زبان سے نہین نکلتا جمشید نے جھلا کر کہا او نا منصف
اسکا خیال نہین کرتا کہ جب قدرت اپنی معشوقہ کو پہلو مین بٹھالینگے تجھکو اور ملکون پر حاکم
کرینگے معشوقہ بہم پہنچا دینگے اشتقال نے کہا یا خداوند میرے اور آپ کے ملال
ہوگا اس معشوقہ کا ذکر نہ کیجیے میرا ارادہ تھا کہ مین محفل مین نہ جاؤن مگر آپ نے
نامے مین لکھا تھا کہ اس صلاح کے بعد صلاح نہ ہوگی جو نہ آئیگا وہ بہت پچھتائیگا
اسوجہ سے مین حاضر ہوا آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین مین اب جاتا ہون اور نقش
ملک لیے جاتا ہون اگر یہ نہ مانیگی تو ایک جلسہ قرار دونگا اُس مین شاہزادیون کو
جمع کرونگا اُن سب کے سامنے پہلے اسکو قتل کرونگا پھر اپنی بھی جان دونگا جمشید
نے کہا او ناہنجار بدکردار ہمارے کہنے کے خلاف کرتا ہے فرشتگان عذاب کو حکم
دین کہ تجھکو جہنم مین ڈالدین اور رگرہاے آتشین سے تیری خاطر کرین اشتقال نے
نقش پر ہاتھ ڈالا کہ لیکر نکلجاؤن جمشید نے منع کیا کہ اے اشتقال تو نہین مانتا ہے
دولت اس معشوقہ سے ہاتھ نہ اُٹھا دینگے اشتقال نے کہا یا خداوند مین ہرگز
نہ نگا معشوقہ کو نہ دونگا جمشید نے جھلا کر کہا کہ اے آتش افروز اسکو جلا سکے

خاک کر پھر مین زندہ کرونگا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا کہ اشتقال جلکر خاک
ہوا تمام اہل محفل کانپ گئے کہتے تھے یارو غضب خداوندی سے ڈرنا چاہیے جمشید
اول انکو دراثت اپنی دے گئے ہین جمشید نے حکم دیا کہ لاش اسکی اٹھا کر پھینکدو
ملازمون نے لاشہ اشتقال کا اٹھا کر جنگل مین پھینکدیا جمشید نے قفس اٹھا کر سامنے
مسند کے رکھ لیا کہا او مشک افشان کیا قدرت سعد شہریار سے بڑے ہین
دیکھو اتنی شاہزادیان خدمت مین رہتی ہین اور سب سرفراز ہوتی ہین جو بدنصیب
ہین وہ اپنی تقدیر پر کو روتی ہین تم مجھکو قبول کرو مشک افشان نے کہا کہ یا خداوند
آج اس باغ مین آگ برسیگی اور زمین تلے اوپر ہوگی یقین ہی میرے وارث
میرے واسطے کدو کوشش کرینگے ان باتون پر جمشید اور جلگیا کہا صاحبو سنتے ہو
سعد کی محبت پر اسکو بڑا گھمنڈ ہی کیا مجال ہی کہ اس صحبت مین کوئی آسکے کہ شمعرو
اپنے مقام سے تڑپ کر اٹھی اور سامنے جمشید کے آئی کہا قدرت نے مجھکو پیدا
حقیقت مین آپ نے مجھکو بڑا مرتبہ دیا آسمان پر بلا بھیجا مین قریب پردے کے
پہونچی کیا کیا کرامتین دیکھین بڑے بڑے فرشتے پھر رہے تھے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ قدرت نے ہمکو سرفراز کیا ہی ہم سب عبادت کیا کرتے ہین بعض دریا پر قایم
ہین بعض جنگلون مین رہتے ہین قدرت کو یاد کیا کرتے ہین ان باتون پر جمشید
بہت خوش ہوا کہا او نازنین کیا چاہتی ہی کہ تجھکو سرفراز کرون اور مشک افشان
کو جلا دون کیون مشک افشان جلنا قبول ہی اور ہمین نہین قبول کرتی ہو
مشک افشان نے کہا تیری کیا مجال ہی کہ مجھکو جلائے کہ شمعرو نے پلٹ کر قفس
پر ہاتھ رکھا اور اشارے سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا تمکو رہا کرونگا کس کی
مجال ہی کہ تمکو روکے مشک افشان خوش ہوگئی جی مین کہتی ہی کہ میرا [illegible]
تخت نشین ہوا کہ شمعرو میرے پیشتر آگیا شمعرو نے عرض کی کہ یا خداوند [illegible]
پہنچاینگی اور بہشت کی سیر کرونگی جہنم دکھائیگا ورنہ اسکی ہیبت سے
مر جاینگی وہ شعلے اٹھتے ہین کہ فرشتے کہتے ہین ان شعلون کی گرمی ستر ہزار [illegible]

راہ تک پہونچتی ہی کون اس سے بچ سکتا ہی بڑے بڑے دعویدار پڑے ہوے مثل
ہیزم خشک جل رہے ہین کوئی انکی خبر بھی نہین لیتا فرعون ونمرود دیکھیں کس طرح آگ
مین پڑے ہین یا خداوند مین نے سب کو دیکھا سب توبہ توبہ کر رہے ہین فرشتے
آتشین گرز مارتے ہین اور کہتے ہین کہ او بیحیاؤ تمنے دعوی خدائی کیا تھا اسکا نتیجہ
دیکھا کہ آتش جہنم مین جل رہے ہو مگر زمین مین ہڈیان تک ٹوٹتیان سے سر سے جاتی
ہین اب کنیز کا گانا سنیے اور اشارے سے کہا کہ یا خداوند مشک افشان کو
مین راضی کرونگی قدرت بہت خوش ہونگے جمشید باتون پر شمعرو کی ہنس پڑا
سب نے کہا یا خداوند شمعرو کا گانا سنیے حقیقت مین یہ کامل واکمل ہی دل اسکی آواز
پر شیدا ہوا اسکے لحن سے عجب نکہت پیدا ہی جمشید نے اشارہ کیا خواجہ بیچ مین
بیٹھے مگر گھبرا رہے ہین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر خیال کرلے اور مجھکو گرفتار کرے
تو کیسی مصیبت ہی ہر ایک کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سازندون نے ساز ملائے

خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون اے صبا ۔ کسطرح مجھکو خوش آسکے سیر گلشن اے صبا
آمد آمد کس شہ خوبان کی ہی کھلتا نہین ۔ آج جو آراستہ ہی صحن گلشن اے صبا
پھر بہار آئی گریبان وحشیون کے پھٹ گئے ۔ چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن اے صبا
باغ مین دیکھے جو اس گل کے مسی آلود لب ۔ کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن اے صبا
بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے ۔ دیکھنا ہی کسقدر سرسبز گلشن اے صبا
بیکسون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار ۔ آج کچھ بدلا ہوا ہی رنگ گلشن اے صبا
کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار ۔ بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون اے صبا
مستی ہونٹون پر لگائی ہی جو میرے یار نے ۔ جو شجر ہین اسکے کردو ہین برگ سوسن اے صبا
دیکھ لے بارے گلونکے جا بجا کانٹونکے ڈھیر ۔ ہین خزان کے ہاتھ سے برباد گلشن اے صبا
جھومتا ہی ہر شجر آئی ہی مستانہ بہار ۔ ٹپکا پڑتا ہی رخ ہر گل سے جوبن اے صبا
خاک تو کیونکر اڑائیگی محافظ ہین ملک ۔ کربلا کی ہی زمین سطوت تماشا فن اے صبا

اِس رنگ سے خواجہ یہ اشعار گا رہے ہیں اور جمشید کی تعریفین کرتے جاتے ہین
کہ آپکی خدائی خدایان گذشتہ سے بہتر ہی جو آپ نے انتظام کیے وہ اُنسے نہوے
تھے ایسے فرشتے دیکھے کہ پانوٗن اُنکے تحت الثریٰ پر اور سر اُنکے آسمان پر ہمنے
کتاب مین دیکھا کہ جمشید مردہ کے وقت مین یہ فرشتے نہ تھے فرشتے خود اقبال کرتے
ہین کہ ہم اِس زمانے مین پیدا ہوے قدرت نے بڑی مشکل سے بنائے ہین
ہم لوگ نگہبان دنیا ہین جمشید شاد ہو رہا ہی خود کہنے لگا کہ تو ہماری نظر کردہ ہی
ہم تجھکو بہشت کا تماشا دکھائینگے وہان کے لوگون سے حکم کرینگے کہ شمعرو
کو نذر دو کنایہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی اور پھول برسنے لگے جمشید ثانی نے کہا
گلفشان تاجدار آتا ہی اے شمعرو ٹھہر جاؤ جب یہ آکر بیٹھے تب یہ کرامتین بیان
کرنا شمعرو کبھی زانو پر جمشید کے ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی ہنستی ہی کہ یا خداوند آپ کہان
گئے تھے مغرب مین پہاڑ ہی اُسپر جاکر پہونچے ایک جانور کہ وہان پیاسا تھا آپنے
اُسکو پانی پلایا مصیبت سے بچایا اور پھر یہان چلے آئے کہ وہ ابر پھٹا اور ایک ساحر
پھولون کے دریا مین ڈوبا ہوا آکر پہونچا عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اور کہا
یا خداوند یہ کون ہی جمشید نے کہا منظور نظر خداوند ہی ابھی مین کوہ مغرب پر
گیا تھا شمعرو نے دیکھا اور کسی کو نہین معلوم دیا ایک طائر وہان پیاسا تھا
مین نے اُسکو پانی پلایا پھر جو اُسکی آنکھ کھلی تو اُسنے مجھکو ایسے مقام پر پایا ہمنے
اُسکی آنکھ سے پردے اُٹھا دیے ہین اُس جادوگر نے کہا کہ اے خداوند ذرا اپنے
ہوش مین آیئے بہت نہ گھبرایئے یہ عمرو عیار ہی عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یا خداوند مین
اب جاتی ہون مجھکو اِسنے عمرو کہا وہ ساحر کہہ رہا ہی کہ یا خداوند اِسکو جانے نہ دیجیے
یہ بھاگ جائیگا عمرو نے ایک جست کی دور جا کر گرا گلیم اوڑھ لی جمشید نے کہا
او نادان تو نے میری معشوقہ کو کھو یا گلفشان نے کہا یا خداوند وہ معشوقہ
نہ تھی جلاد طلسم تھا کیسے کیسے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے غلام رخصت ہوتا
ہو فقط یہی کہنے آیا تھا ہر چند جمشید نے کہا اور جادوگر بھی بجِد ہوے مگر گلفشان

نہ ٹھہرا اُسی طرح ابر مین مخفی ہوکر روانہ ہوگیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ یا خداوند
مین بھی آؤن کہ آپ کو فرحت ہو اہل دربار کو حیرت ہو سب نے یہ آواز سنی لیکن
جمشید نے پکار کر کہا کہ آؤ سب نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کسنے آواز دی جمشید نے
کہا کہ ظاہر ہوجائیگا کہ یکایک ایک دناٹا ہوا سامنے ایک نخل کلان تھا اُس سے
شعلے گرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب نے سُنا کہ اُسی درخت سے چھم چھاہٹ
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو ایک پریزاد بہریاقوت احمر کے بازوون پر لباس
زمردنگار تاج یاقوت احمر سر پر ہاتھ مین ایک ڈالی اُس مین عمدہ میوے رکھے
ہوے کہ اُن میونکو دیکھکر یہی دل چاہتا ہو کہ دیکھا ہی کرین خرامان خرامان بہ صد
ناز و انداز جھومتی چلی آتی ہو قریب مسند کے آکر اُتری جمشید کو سجدہ کیا کہا یا
خداوند آپ کی خدائی کا شہرہ پردۂ قاف مین ہو سب دیوزاد و پریزاد آپہی کو
سجدہ کرتے ہین کوہ گلگون جو مشہور ہو جس پہاڑ مین راس الشیاطین کی تصویر
ہو وہان ایک دن اشتہار ہوا کہ خداوند جمشید ثانی آوینگے اور تصویر شیطان کو توڑینگے
ہم سب دیوزاد و پریزاد آکر جمع ہوے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر برق چمکی اور
آپ آئے کئی ہزار فرشتے آپ کے ساتھ تھے کہ جنکے ہاتھ زمین پر سر آسمان سے
ملے ہوے کوئی سجدہ کرتا تھا کوئی جھکا ہوا کھڑا تھا کوئی آپ کا نام جپتا تھا آپ
درۂ کوہ مین گھس گئے دیر تک قین قین کی آواز آئی سننے والے کہتے تھے کہ
معلوم ہوتا ہو آج دیر مین سور لڑ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آپ برآمد ہوے
دریاے خون مین نہائے ہوے سر شیطان کا ہاتھ مین پکار کر فرشتون نے
آواز دی کہ لو صاحبو مبارک ہو شیطان مارا گیا اب پلٹ چلو یہ سنکر سبکے سب
دیوزاد و پریزاد نے سجدہ کیا اُسدن سے آپ کی خدائی جاری ہی ہو کوئی بھی
شیطان کا نام نہین لیتا میرا ایک باغ سیب تھا کہ اُسی پر میری وجہ معاش
تھی اتنے سیب ہوتے تھے کہ کل قاف کے دیوزاد آکر خرید کرتے تھے ایک زمانہ
مین ایسی گرم ہوا چلی کہ باغ میرا خشک ہوگیا مین کوہ سیاہ پر گئی اور رنذر مانی

کہ یا خداوندا اگر یہ باغ پھر ہرا ہوا اور پھل لاوے تو مین قدرت کے پاس لیجاؤنگی
انکو اپنے ہاتھ سے یہ پھل کھلاؤنگی جمشید قہقہہ مارکر ہنسا پکار کر کہا صاحبو تمنے
ہمارے کمالات دیکھے کہ کیا کیا رنگ ہین جہان جہان یہ باطل لوگ خدائیان کرتے
ہین انکو جاکر مارا اور خلقت کو معتقد کیا دیکھو پردۂ قاف کا قصہ سنا شداد و نمرود
کو بھی مٹایا انکا بھی دل دکھایا سب جھک جھک کر سجدے کرنے لگے اور کہتے تھے
کہ یا خداوند آج آپ کی بڑی کرامت ظاہر ہوئی کہ پریزاد نذر مانگ آئی پریزاد نے
ڈالی مین سے سیب نکالا اور اسکی قاش کاٹی طرف جمشید کے اشارہ کیا جمشید
نے منہ کھولدیا وہ قاش سیب منہ مین جمشید کے دی وہ عورتین کہ جو جمشید کے
ساتھ رہتی ہین اور رنگا پا کرتی ہین وہ یہ حال دیکھکر ہنس رہی ہین اور آپس مین کہتی ہین
کہ یہ پریزاد جھوٹی ہی قدرت کسدن سے ہم لوگون سے جدا نہین ہوے اگر
جاتے تو ہمسے کہکر جاتے ایک نے کہا بوا چپ رہو قدرت کا رنگ جمتا ہی لیکن
اس پریزاد نے جمشید کو سیب کھلا کر ہاتھ بڑھایا کہا آپ لوگ بھی تناول فرمادین
مین نے نذر مانی ہی یہی مانا تھا کہ قدرت کے ساتھ والون کو بھی کھلاؤنگی تب
مجھے آرام ہوگا ابکی سال وہ باغ اسقدر پھلا اور اسقدر سیب لگے کہ ہم امیر
ہو گئے غرض اس پریزاد نے ایک ایک قاش سب کو کھلائی جسنے وہ قاش منہ
مین رکھی خوش ہوگیا جمشید بھی مبہوت بیٹھا ہی خود اچھے شکل پریزاد باتین بنارہے
ہین جمشید کہتا ہی اس پریزاد نے سب حالات خدائی کے دیکھے ہین جو جو بیان
کر رہی ہی یہ سب سچ ہی حقیقت مین قدرت نے جتنے عجائب و غرائب ہین وہ سب
آسمان پر بنا رہے ہین زمین کے عجائب اور طرح کے ہین بڑے بڑے جنگل بڑے
بڑے صحرا پانی لا انتہا جسکو سمندر کہتے ہین اور آسمانون پر چاند و سورج اور
تارے ایک ایک ستارہ اتنا بڑا ہی کہ اگر زمین پر گرے تو تمام روے زمین
کو ڈھانپ لے یہ بھی قدرت کی جلوہ نمائی ہی زمین کی آدمیون نے رعنائی ہی آسمان کی ستارون
نے زیبائی ہی فرشتے ایسے پیدا کیے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین اتنے اتنے بڑے قد ہین کہ

پانچون زمین مین سر آسمان پر ایک پر مشرق مین ایک پر مغرب مین وہان فرشتونکی ذات سے رونق ہی تم لوگ کیا جانو کہ کیون زمین کو اور طور سے آسمان کو اور طریقے سے آراستہ کیا اگر یہ نہ کرتا تو پھر کیا کرتا سب نے کہا یا خداوند آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین کوئی آپ کا سامنا نہین کرسکتا جمشید ثانی اور پھول رہا ہی ان تعریفون پر آپکو پھول رہا ہی کہ تاجدارون مین دست درازی ہونے لگی ایک نے ایک کا تاج اُچھال دیا دوسرے نے اسکی گردن پکڑی بعض نے تلوار کھینچی اور کہا کہ یا خداوند یجیے ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہوجاوین تو کرامت کون دکھائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے طرف جمشید کے چلے جمشید یہ کہکر اُٹھا کہ تم سب کو جلادونگا خاک مین ملادونگا سب نے کہا او بھیا تو دروغ گو ہی خلاف بکتا ہی جمشید جھپٹ کر چلا اسکا ارادہ ہوا کہ ان بادشاہون کو پکڑلون مگر بیہوشی نے تاثیر کی کہ جمشید لڑکھڑا کر گرا سب شاہ بھی گرے اور سبکے سب بیہوش ہوئے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانیکا مکار و غدار ہون
سراتیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو وندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے سب کے پہلے مشک افشان کو قفس سے نکالا اسنے زبان سے نکالی مشک افشان نے کہا خواجہ نکل چلو خواجہ نے کہا تم جاؤ مین ابھی دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا کیا اس محفل کو یون ہی چھوڑ دونگا حمزہ کے سامنے گواہی دینا کہ عمرو کا بہت کچھ زر کثیر صرف ہوا اگر کچھ انعام ملیگا تو تمہارا احسان ہوگا مشک افشان نے کہا مین عرض کرونگی یہ کہکر مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے سب کے تاج لیے کسی کا لباس اُتار لیا ایک ہنگامہ ڈالدیا

سب کو قطار سے بٹھا یا ہاتھون مین اُنکے جوتیان دیدین اور ساری محفل کو
لوٹ لیا لباس تک نہین چھوڑے سازندون کو اُلٹا لٹکا دیا مگر دل مین
یہ خیال آیا کہ خواجہ اب نکلو جمشید کو ایک جوان کی شکل بنایا اور ایک
تاجدار کو ایک رنڈی کی شکل بنا کر پہلو مین جمشید کے لٹا دیا خواجہ صحیح اور
سلامت نکل گئے نسترن کو بھی وہین چھوڑا خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے
یہان صحبت مین ایک تاجدار ہی کہ مغیث تاجدار اُسکا نام ہی شراب مین زہر
ملا ملا کر پیا کرتا ہی تب اُسکو نشہ ہوتا ہی کہ اسکی آنکھ کھل گئی اور کچھ نشہ کم ہوا تو
اُسنے دیکھا کہ سب پڑے سو رہے ہین اور قدرت کے پہلو مین ایک رنڈی
لیٹی ہی ساری محفل خراب کچھ تاجدار سر برہنہ لباس ندارد حیران و پریشان
پڑے ہین بعض بیٹھے ہوے حالت نشہ مین اُچک رہے ہین اور آپس مین
ٹھٹھے لیا کر رہے ہین اور یہ شعر پڑھ رہے ہین بیت لڈو مین نہ پیڑے مین
نہ اولون مین مزا ہی + جو مزہ مجرد کے ٹھٹھولون مین مزہ ہی + مغیث تاجدار
نے جو محفل کا یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک تاجدار بیدار ہوا تھا اُسنے سب کا حال دیکھکر پھر آنکھین بند کرلین دل مین
کہہ رہا ہی کیا خواب پریشان دیکھا قدرت کو دیکھو کہ عورت کو لیے پڑے ہین
ساری خدائی بھول گئے مگر جمشید کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک عورت کو
دیکھا کروٹ بدل کر لپٹنے لگا وہ تاجدار حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا یا خداوند
ہوش مین آئیے جو آپ ہین سو مین ہون میرے ہاتھ نہ لگائیے ایسا نہ ہو کہ
مین بھی نشہ جوانی سے بیدار ہو جاؤن جو لوگ کہ قطار سے بیٹھے تھے ہاتھ
اُٹھا کر چاہا کہ منھ پر ہاتھ پھیرین جوتی ترسے پڑی جھلا کر کہا یہ کیسا جوتی مار کر
کیسا چپکا بیٹھ رہا اُسکو جوتی ماری اُسنے آنکھ کھول کر کہا مردود بار بار جوتیان مارتا ہی
آپس مین جوتی چلنے لگی وہ جوان جو رنڈی بنا ہوا تھا وہ سامنے سے جمشید کے
[illegible] تاجدار کو پکڑ کر دے مارا تاجدار نے گھبرا کر کہا

کہ میں بھی مرد ہوں جمشید نے حیران ہوکر کہا ارے تو کون ہو اُسنے اپنا نام بتایا جمشید
نے چھوڑ دیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند لات و منات آپ نے میری خدائی کو
دیکھا میں نے کتنی جلد عورت سے مرد بنایا جمشید ایسی ایسی باتیں نشے میں بکرہا ہو
چہار طرف کودتا پھرتا ہو تاجدار وں میں جوتی چل رہی ہو باہر خادم خدمتگار وغیرہ
بلوہ کر رہے ہیں کسی ساحر کا قول ہو کہ ہمارا عصا کیا ہوا ایک کہتا ہو تو نے میری
ٹوپی اُتار لی دوسرا کہتا ہو بھائی میں تو خود بیہوش تھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو کل
جلسے کا یہی حال ہو کچھ لوگ باہر سے آئے کہ وقت پر صحبت میں نہ تھے بدنصیبی سے
محروم رہے تھے انھوں نے آکر جو سب کو اِس پریشانی میں دیکھا پانی لاکر اُنکے منھ
دھلائے تب وہ لوگ ہوش میں آئے جمشید نہایت شرمندہ ہو جھلا کر کہا کیوں
اے وسیع جادو تمنے اسی واسطے صحبت کی تھی کہ یہ حال ہو ایک کو ایک ذلیل
کرے قدرت ایسے پریشان ہوں کہ رنڈی کے مقام پر تاجدار گویا ڈوبیں شرمندہ
ہو جاویں جمشید نے کہا یارو یہ تو دیکھو کہ مشک افشان کہاں گئی اور شمعرو
خواص کو دیکھو اور اُس پریزاد کا بھی پتہ لگاؤ کہ مجھکو معلوم ہو کہ یہ کیا سحر کہ ہو اتھا
سب تاجدار اُٹھ اُٹھکر چلے ایک تاجدار کہ ججیون تاجدار اُسکا نام ہو جی میں کہتا ہو
ابھی زیادہ دور چاروں کو سیع نہ گئی ہوگی اگر راہ میں ملجائے تو گرفتار کروں مطلب حاصل
کرکے یہاں سے لے آؤنگا میرا جھوٹا قدرت پاویں شوق سے کہا ویں یہ سوچتا ہوا
چلا مگر مشک افشان یہاں سے نکلکر ایک پہاڑ پر ٹھہری ہو چہار جانب سر اُٹھا
اُٹھا کر دیکھ رہی ہو کہ لشکر اسلام میں کسطرف سے جاؤں کہ دور سے ججیون نے
دیکھا سوچا کہ اِسکو گرفتار کروں وہیں سے سحر کرنے لگا مشک افشان نے خیال
کیا کہ کیا سحر کہ ہوا کہ پاؤں میں رعشہ آگیا ہاتھ بھی تھرا رہے ہیں آنکھوں سے کم
معلوم ہوتا ہو یہ سوچکر اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی ججیون تاجدار نے آکے
مشک افشان کو گرفتار کیا زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا کہا کیوں اے ملکہ
مشک افشان اب کہو کیا کہتی ہو میرے قبضے میں ہو اب نکل نہیں سکتیں بہتر یہ ہو

کہ مجھکو قبول کرو جانتا ہون کہ تم ساحرۂ زبردست ہو اگر نجات پاؤگی تو فساد ضرور
برپا کروگی اسی واسطے مین نے سوزن دیدی جب سوزن زبان مین رہیگی تو سحر
نہ کرسکوگی پھر اسی مصیبت مین پھنسوگی یہ سوچکر پشتارہ باندھا کاندھے پر لگا کے
لے چلا مشک افشان یہی جواب دیتی ہو کہ اے جیجون اگر تو مجھپر ہزار بدعت کریگا مگر
مین برضامندی نہ قبول کرونگی جیجون کہتا ہو اے مشک افشان اب تمھاری تو
رہائی دشوار ہو یہ انکار آپ کا بیکار ہو مشک افشان نے کہا میرا تو عجب حال
ہو کہ دل تڑپ رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو یہ سنکر جیجون جلگیا کہا بی مشک افشان اپنے
ہوش مین آؤ انکار نہ کرو ابتو راہ پہ آؤ مین قدرت سے رخصت ہوکر آیا ہون
ایسا نہ ہو کوئی تاجدار آتا ہو اور دیکھ لے یا قدرت آجاوین تو باعث خرابی ہو
مین قدرت کو کیا جواب دونگا انتقال ایسے جادوگر کو مار لیا میری کیا حقیقت ہو
ایسا نہ ہو کہ مجھپر غصہ کرین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور زیر ابر ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے جمشید اندر ابر کے منھ چھپاے ہوے کہ ریش
فش ندارد و مونچھون کا کہین نام نہین بھوین بالکل منڈی ہوئین وہین سے للکارا
کہ اے جیجون خبردار کوئی اورارادہ نہ کرنا ورنہ مار ڈالونگا ہمنے تجھکو ڈھونڈھنے کو
بھیجا تھا یا یہ حکم دیا تھا کہ اگر پا جانا تو بیٹھکر اپنا رنگ جمانا جیجون گھبرایا کہا اے
مشک افشان تو غضب ہوا قدرت آگئے اب کیا کہون یہی عرض کرتا ہون
کہ مشک افشان کو دیکھ پایا تھا چھپکر پکڑ لیا تب یہ گرفتار ہوئی اب ارادہ تھا کہ
خدمت مین لیکر آؤن جمشید نے جواب دیا کہ اے جیجون تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب
تاجدار رشک کرین اور ہر ایک کی زبان پر ہو کہ جیجون کو مرتبۂ اعلیٰ ملا کیون نہو
قدرت نے سرفراز کیا ہو جیجون نے جواب دیا یا خداوند مین آپ کا تابعدار
ہون جو میرے حق مین مناسب جانیے وہ کیجیے مین اسی فکر مین تھا کہ کسیطرح
بی مشک افشان کو لیکر آؤن مشک افشان کو راضی کر رہا تھا کہ قدرت
سے انکار نہ کرنا بڑے مرتبے پاؤگی خدائی کہلاؤگی مگر یا خداوند وہ راہ پر نہین

آتی اپنی ہی کیے جاتی ہی جمشید زمین پر آیا جیجون سے کہا کہ تم جاؤ مین اسکو سمجھاؤنگا جیجون کوہ سے اُتر کر چلا مگر یاد مین محبوب کے یہ کہتا ہوا جاتا ہی بقول شاعر نظم

قمر صنم جو بڑھا نور آفتاب گھٹا — رخ عروس فلک پر ہوئی نقاب گھٹا
جو ایک گوشۂ دامن بچھوڑون مین اپنا — تو صورت کہت دریا ہو آب آب گھٹا
یہ کسکے سوگ مین ہین گیسوئے صنم یارب — برنگ دود جو کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا
کشش جو ابروے خمدار کی نظر آئی — ہلال بنگیا وہم مین یہ ماہتاب گھٹا
چمن مین بادہ کشی کا ہی قصد ساقی کا — فلک پہ چھائے الٰہی کہین شتاب گھٹا
چلے شراب کہ موقع ہی بادہ خواری کا — اُٹھی ہی کعبے کی جانب سیاہ تاب گھٹا
صفاے عارض الٰورنگو کھو دیا خط نے — زمانہ حسن کا اے نور کیا شباب گھٹا

مگر جمشید ثانی مشک افشان کی منتین کر رہا ہی اور مشک افشان جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کہ یا خداوند قتل کیجیے مگر وصل کا نام نہ لیجیے قضاے کار جیجون جو راہ مین جاتا تھا آنکھون سے آنسو جاری خواجہ ایک درۂ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک تاجدار اُس جلسے کا روتا ہوا جاتا ہی خواجہ نے ایک جادوگر کی شکل بنکر آواز دی کہ یہان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ یہ آواز سُنکر جیجون ٹھہرا خواجہ درۂ کوہ سے نکلے جیجون کو بہ نظر غور دیکھا کہا حقیقت مین یہ اُسی محفل مین کا تاجدار ہی قریب آکر کہا کیون میان تاجدار تم کیون اتنے ملول و حزین ہو جیجون نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو قدرت کی زبردستی دیکھو کہ معشوقہ کو چھین لیا مشک افشان جادو نہایت حسین و جمیل ہی آنکھون کے نیچے سراپا پھر رہا ہی مگر طلسم کشا کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسی شاہزادیان اُن پر عاشق ہوتی ہین مین نے آکر پہاڑ پر گرفتار کیا راضی کر رہا تھا مگر وہ یادِ بادشاہ مین مبہوت ہو رہی ہی مین جون جون کہتا تھا وہ انکار کرتی تھی کہ قدرت آ گئے مجھسے چھین لیا اپنی صورت تو دیکھین وہ اُنکو کب مانیگی جان دیگی مگر قبول نکریگی عمرو نے پوچھا کہ وہ کوہ کہان ہی جیجون نے کہا وہ سامنے جو دکھائی دیتا ہی ابھی لو

اُسی پہاڑ پر بیٹھے ہیں عمرو نے باتیں کرتے کرتے جیحون کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتار لیے وہی کپڑے آپ پہنے تاج اُسکا سر پر رکھا جیحون کی شکل بنکر چلے جب
سامنے کوہ کے پہونچے تو جمشید نے کہا ای جان جہان وہ منفی پھر آیا ہے دیکھیے
اب کیا کہے مگر جیحون پہاڑ پر چڑھ آیا جمشید کے قدموں پر گر پڑا کہا یا خداوند
میں آپ سے بمنت عرض کرتا ہوں کہ معشوقہ کو مجھے دیدیجیے اور آپ جائیے بعد
ایک ہفتے کے اسکو رضامند کرکے آپ کی خدمت میں لاؤنگا جمشید ثانی نے
جھڑک دیا کہا جا دور ہو پھر وہی جھگڑا لایا کیوں پلٹ آیا کیا باعث ہوا آنے کا
جیحون نقلی نے کہا یا خداوند میں جاتا تھا کہ راہ میں قدرت کلان آئے مجھے
پوچھنے لگے میں نے درد دل بیان کیا کہ میں مشک افشان پر عاشق ہوں
مگر قدرت نے چھین لیا ہے فرمایا کہ جاؤ بیٹے اسکو سمجھا دیا ہے وہ دیدیگا جمشید نے
کہا مجھکو تو سمجھانے نہیں آئے عمرو نے کہا تمھارے باپ بھی بڑے بیہودہ ہیں
کہ مجھے تو یہ کہا اور تمھیں خبر تک نہ کی مزاج میں بچپن ہے یا پیر نابالغ ہیں جمشید نے
کہا ایسے ایسے فقرے اُنکو بہت آتے ہیں بندے کو جھٹکا دیتے ہیں اب جیحون تم
چلے جاؤ عمرو نے باتیں کرتے کرتے کہا دیکھیے وہ خداوند کلان آئے سُن لیجیے کہ
کیا فرماتے ہیں جمشید پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے حباب مارکر
بیہوش کیا مشک افشان سے کہا کہ تم تو نکلجاؤ لشکر ہی میں جاکر ٹھہرنا میں انکو
زنبیل کی سیر کراتا ہوں مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے قصد کیا کہ اب
جمشید کو اُٹھاکر زنبیل میں رکھوں کہ پہاڑ تھرایا ایک جادوگر نے سر نکالا
اور پکار کر آواز دی کہ او عمرو یہ کیا ستم کرتا ہے قدرت پر نہ ہاتھ ڈالنا ورنہ یہ
کوہ کوہ آدمخوار کہلاتا ہے قدرت کا نگہبان ہے تجھکو کھا جائیگا عمرو نے کہا آپ کا
اسم شریف اُس جادوگر نے کہا کوہان بن کوہین عرف سنگبار جادو بس بہتر
اسی میں ہے کہ بھاگ جا عمرو نے کہا پہاڑ نے منہ کھولا ہے تمھیں کو نگلا چاہتا ہے
پشت پر دیکھو کون آیا سنگبار پلٹا عمرو نے جال مارکر چاہا کہ جمشید کو اُٹھا لوں

گر سنگبار نے سحر کیا کہ عمرو کے پانوٴن پتھر مین غرق ہو گئے خواجہ لاکھ اُٹھتے ہین لیکن
نکل نہین سکتے سنگبار نے قریب آکر قصد کیا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو بیقرار ہو کر
دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس آفت سے بچا لے اور اس
ظالم کی بدعت سے نجات دے نظم

چو نمود از حجاب جسم و جان آن جان جان صورت	شد از بے صورتی در عالم صورت عیان صورت
نماید آن یکین اندر مکان و لامکان صورت	نظر آید ہمان اندر زمین و آسمان صورت
ز ہر نقشہ بہ دنیا تازہ نقشہ میشود پیدا	ز ہر صورت بعالم تازہ میگردد عیان صورت
گہ از مہتاب تابان جلوہ گر ہنگام شب گردد	گہ از مہر درخشان روز بنماید ہمان صورت
ہر آن صورت کہ بدرو پوش اندر پردہ وحدت	بروے کثرت آخر کار شد ظاہر ہمان صورت

قضا سے کار مختار برق فرنگی ایک جادوگر کو مار کر اُس جنگل مین بھاگا ہے کہ گذر اُسکا
اُس مقام پر ہوا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگر اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہے اور
جمشید ثانی بیہوش پڑا ہے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے جادوگر خبردار قتل
نہ کرنا مین آکر بتا دیتا ہون یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ملک کے ملک ویران کر دیے
سنگبار جھجک گیا برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا اچھلا بالاے کوہ آیا دیکھا وہی ساحر
خنجر لیے کھڑا ہے برق نے کہا کیون بھائی اسے کیونکر پایا سنگبار نے بیان کیا کہ اسنے
میرے پہاڑ پر آکر قدرت کو بیہوش کیا اور ارادہ تھا کہ لے بھاگون مگر مین نے
سر نکالکر منع کیا تب اسنے مجھکو بھی دھوکا دیا مین نے سحر کر کے اسکو گرفتار کر لیا ہے
مین بھی جانتا ہون کہ یہ بلاے روزگار ہے قتل ساحران اسکا کار ہے لیکن مین اسکو
قتل کرونگا برق نے کہا بھائی مین بھی اسیواسطے آیا کہ اس ظالم کو قتل کردون مگر
یہ بہتر نہین اسکو مکان پر لے چلو تنہائی مین اس سے حال پوچھو کہ تو نے قدرت
کو کیونکر پایا اور وہ عورت کہان گئی اگر صاف صاف بتائے تو فبہا ورنہ اسے
قتل کرو مگر یون قتل کرو کہ ایک دن اشتہار دو جب ہزارہا جادوگر آکر جمع ہون
تب اسکو بہ عذاب الیم قتل کرین پہلے ہاتھ کاٹین پھر پانوٴن قلم کرین جب تڑپے تب

سر کاٹ لین ہزارہا جادوگرون کا خون اسکی گردن پر ہی اُس جادوگر نے کہا میرا مکان
دور ہی اس پہاڑ پر ہر اسے سیر آتا ہون تمھارے مکان پر چلیون برق نے کہا
پہاڑ سے اُترو درہ کوہ مین چلکر بیٹھو شراب پیین نشے مین اسکو دق کرین اُسی جا
مین اسکو قتل کر ڈالین سنگبار نے یہ قبول کیا طرف درہ کوہ کے چلا لیکن برق
پہاڑ سے اُتر کر بھاگا کا بھٹی پر سے شراب لایا ایک دمڑی کی کابلی بھی لیلی لا کر سامنے
رکھی سنگبار نے کہا بھائی شراب کہان سے لائے برق نے کہا سامنے بھٹی ہے
مجھکو بڑی خوشی ہے اسکے ہاتھ سے میرے بھائی اور میرے باپ مارے گئے آج
اُن سب کا بدلہ لونگا برق نے جام لبریز کیا کہا لو بھائی پیو کہ نشے مین اسکا کام
تمام کرین اپنی سرہنگی کو یاد کرے کہ کیسے کیسے جادوگر بے بس کر کے مارے ہین
کتابون مین حالات لکھے ہین دمامہ جادو کا قتل ہو جانا کیا چھوٹی بات ہے پھر
ششمش کو مارا دریاے قلزم مین وہ چھپا تھا مگر یہ ظالم دریا مین پہونچا اور وہان
جا کر اسکو پچھاڑا اور دریا سے نکالکر مارا ازبرجد نگار کیسا تباہ ہوا ہفت دربند فرعونیہ
کیسا ایسا ایسا مقام تھا کیسے کیسے جادوگر نامی و نامآور ہر دربند پر مارے ہین ایکدن
میرا اُسطرف جو گذر ہوا اللہ مقام ویران دیکھے کلیجہ منھ کو آگیا مگر آج اُن سب کی
روحین خوش ہونگی برق سے جام لیکر سنگبار نے پیا جیسے ہی شراب حلق سے
اُتری کہا بھائی صاحب اس شراب مین کیا تھا کہ دل اندر سے کانپ رہا ہے اور
یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدن مین آگ لگ گئی برق نے کہا شراب نوکشیدہ تھی اسنے
گرمی کی ذرا ٹھکار ٹھہرو کہ نشہ کم ہو جائے برق نے جو یہ کہا سنگبار ٹہلنے لگا چند
قدم راستہ طے کیا تھا کہ پاؤن لڑکھڑاے منھ کے بھل گرا برق نے خنجر کھینچا اور اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	سکے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی

بہ زیر قدم غرب اور شرق ہے | چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

نعرہ کرکے برق نے خنجر مارا کہ سنگبار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے رہائی پائی برق
تو بھاگا کہا استاد نکلیا ہے خواجہ طرف کوہ کے چلے مگر سنگبار کے مرنے کا جو ہنگامہ ہوا
جمشید کی آنکھ کھلی اپنے قریب کسی کو نہ پایا سوچا کہ باعث کرامت تھا کہ مجھکو بحر ونے
بیہوش کیا اور قتل نہ کرسکا اہ جمشید اب تجھپر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا میرے باپ
اور چچا بھی تقدیر کر گئے ہیں کہ مجھکو کوئی قتل نہ کرسکیگا یہ باتیں سوچکر جمشید کا اور بھی
غرور بڑھا ابر پر سوار ہوکر طرف قصر ہفت رنگ کے چلا مگر مشک افشان جو
خواجہ سے جدا ہوئی ایک نخل پر آکر ٹھہری چند طائر کہ نخل پر بیٹھے تھے وہ سب
مشک افشان کو دیکھکر اڑے مشک افشان نے کچھ اسکا خیال نہ کیا یکایک
پہلو بیخ نخل سے ایک ساحر نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ منم شاخسار جادو اے
زن حسینہ تو اسطرف کیونکر آئی یہ مقام ہماری عملداری کا ہے یہاں کسی کی مجال نہیں
کہ جو آوے اور آئیگا تو ہماری اطاعت کرے مشک افشان نے چاہا اڑ کے
نکلجاؤں کہ اس جادوگر نے نخل کو پکڑ کر ہلا دیا چند طائر بیرنگی سے اڑے اور گرد
سر مشک افشان چرخ مارنے لگے مشک افشان لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی
شاخسار نے مشک افشان کو عالم غشی میں دیکھا کہ سینے پر ابھار چہرہ آفتاب
عالمتاب کل اعضا لاجواب سناٹا آگیا پسینے پسینے ہوا پہلو میں نخل کے ایک چھپر
پڑی ہے اس میں اٹھا کر لایا دبان میں سوزن دیکر بیدار کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑا
ہوا کہتا تھا میں غلام ہوں مجھپر رحم کیجیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے گستاخی سرزد ہووے
مشک افشان نے کہا کہ او مردک تو کیوں شامتیں آئی ہیں خدا بادشاہ جہجاہ کو
سلامت رکھے کسکی مجال ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکے اگر جبر کریگا تو اسکا بدلہ پاویگا
شاخسار نے چاہا ہاتھ بڑھا کر گلے میں ڈالدوں مشک افشان نے ایک
تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی پہلو سے چھپر پاسکے اور ایک جادوگر پیدا
ہوا اسنے پکار کر آواز دی بھائی ہم بھی شریک ہیں مگر مشک افشان نے

اپنے کو سنبھالا اگر سحر سے مجبور رہی دونون جادوگر قدمون پر گرتے ہین کہ ہمین قبول کیجیے ورنہ ہم زندہ نہ رہین گے کیونکر جفا سہین گے ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی اپنا تو یہ حال ہو کہ جینا محال ہو

نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا ۔ آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہگیا

پرتو خال رخ پر نور شام زلف مین ۔ کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا

یاد آئی صندلی رنگت جب مجھکو یار کی ۔ رات کو مین پہلوون سے سر پٹک کر رہگیا

باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال ۔ قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا

یاد اُس بحر لطافت کی جو آئی ہجر مین ۔ پر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا

کہتے ہین آوارہ لاغر حد سے پاکر وہ مجھے ۔ پھر مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا

اُس پری تمثال کے جو حسن کی شہرت اڑی ۔ آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا

نور عاشق ہی نہین مجھسا زمانے مین کوئی ۔ جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

دونون ساحر لاکھ لاکھ منتین کرتے ہین مگر مالکہ **مشک افشان** کا یہ قول ہو کہ او ظالمون چاہے قتل کر و چاہے بخشو مگر مجھسے دور ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤگے ایک آہ مین اپنی جان دونگی اگر جان لینا منظور ہو تو ہاتھ لگا کر دیکھ لو کہ مین کیا کرتی ہون تم تو ایک گنوار جادوگر ہو **جمشید ثانی** ظلم و بدعت کا بانی کیسی کیسی منتین کرتا تھا مگر یہی جواب دیا کہ او بیحیا وہ شاہزادیان کہ جو صاحبان عفت و عصمت ہین اگر کسی کے ساتھ منسوب ہوئین اور اُسنے جام زہر پیا تو یہ شاہزادیان اپنی عمر یون ہی کاٹتی ہین اگر کسی نے کچھ کہا تو یہ جواب دیا کہ اگر خدا کو منظور ہوتا کہ ہم صاحب شوہر رہین تو یہی منسوب ہمارا زندہ رہتا اگر دوسرا بھی مرجائے تو کیا کرین اس سے صبر بہتر ہو بیسیون شاہزادیان دیکھین کہ اسی حال مین انھون نے عمر اپنی کاٹی مگر دوسرا امر قبول نہین کیا بڑدن نے اگر بہت سمجھایا تو ہار کر اُسکا یہ جواب دیا کہ یہ اقرار کرو کہ یہ شخص میرے سامنے نہ مرے گا زرگون نے جواب دیا کہ بیٹا امر نے چشیدہ ہو کسکو اختیار ہو کہتا ای طرح ہمارے مقدرے مین کسی کو جتنیا ہو

نہین ہم جسطرح دنیا مین آئے ہین اسی طرح اُٹھ بھی جاوینگے جب بزرگون نے کہا
کہ بیٹا اپنے کو نگاہ بازی سے بچانا تو اُنھون نے جواب دیا کہ اگر کسی پر ہم نگاہ
ڈالین تو آنکھین نکال لیجیے گا مین تو خدمت مین اُس شہریار کی رہی صحبت مین
بیٹھی اختلاط ظاہری ہوے مین دوسرے مرد کو نہ قبول کرونگی شاخسار نے
کہا اے گوشہ نشین تم ہٹ جاؤ تو مین اسپر سحر کردون بیہوشی مین وصل ہوجائیگا
گوشہ نشین نے کہا اے شاخسار تمھین ہٹ جاؤ مین چند پھول بنا کر سنگھا دونگا
جب بو پھولون کی دماغ مین پہونچیگی تو میری محبت کا دم بھرنے لگے گی مین نے
اکثر اس سحر کو آزمایا ہے سامری کے یہان خدمتگارون مین نوکر تھا اُنھون نے
ایک دن فرمایا کہ اگر شیطان کا نام لیکر کوئی پھولون پر دم کرے تو جسپر دم کریگا
وہ اطاعت مین رہیگا مین نے کئی مرتبہ امتحان کیا مہینون رنڈیون کے پاس
گیا جب جاتا تھا پھول سنگھا دیتا تھا وہ خود خواہش کرتی تھین اور کہتی تھین کہ
آج یہین رہجائیے شاخسار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے جبر سے کہین مطلب نکلتا
ہے آخر جب ہوش مین آئیگی اور اپنے حال پر خیال کریگی تو کیسی بگڑیگی جان دینے کا
ارادہ کریگی آخر آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ تلوارین کھینچکر لڑنے لگے ایک
چاہتا ہے دوسرے کو مارلون مگر وہ بھی کمی نہین کرتا مشک افشان حیران و
پریشان دونون کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز
واے رب کارساز اس مصیبت سے بچالے اے رحیم وکریم رحم اپنا شریک کر نظم بطور مخمسہ

طالب علم شریعت را توہستی پیشوا — سالک راہ طریقت را توہستی رہنما
واقف راز حقیقت را توہستی مقتدا — صاحب خلق ومحبت را توہستی آشنا
سیکنی پاک از کدورت خاطر اہل صفا

برخلایق اے خداوند جہان بخشش کنی — برہمہ نیک وبد وخرد وکلان بخشش کنی
بینوایان را بلطف خود زبان بخشش کنی — ناتوانان را بفضل خویش جان بخشش کنی
تاتوانان را توان دیئے نوایان را نوا

تنگ دستان از تو وسعت در جہان حاصل کنند	منصب ملک و حکومت بندگان حاصل کنند
طالبان مطلوب خود در یکزمان حاصل کنند	از خیانت مال و زر دولت مفلسان حاصل کنند

گنج گوہر بے نوایان خاکساران کیمیا

مگر ساحر اول نے کہ جسکا شاخسار نام ہی ایک مقام پر جلدی کرکے ہاتھ مار دیا کہ
اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے وہیں تیغۂ خون آلود چمکاتا ہوا سامنے ملکہ کے
آیا کہا اے ملکہ مشک افشان جرأت میری دیکھی ہین اِس صحرا کا حاکم ہون یہان
بیٹھکر حکومت کر خداوند طلسم عہدہ بڑھا دینگے جو مطلب مانگو گی عنایت فرما دینگے
ہر سال حکم آتا ہو کہ صحرا کو آباد کر مگر مجھسے آباد نہین ہوتا تم ساحرہ زبردست معلوم
ہوتی ہو خواہ سحر سے آباد کر خواہ لوگون کو لاکر بسا دو کہ صحرا آباد ہو جائے اِس جنگل مین
منگل مناؤ مشک افشان نے جواب دیا کہ اب طلسم فتح ہونے پر ہے کیسی آبادی
جو ملک آباد ہین وہ برباد ہو رہے ہین ساحر مارے مارے پھر رہے ہین لیکن
بس خیر اسی مین ہے کہ مجھ تک نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا خواجہ عمرو جو بھاگے ہوئے آتے
تھے آواز انسان کی سنکر دیکھا کہ ایک ساحر نے مشک افشان کو گرفتار کیا ہے
اور زبردستی پر آمادہ ہے خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جادوگر کی
شکل بنکر آواز دی ہان بھائی ہم بھی شریک ہین کچھ تمہارا حرج نہ ہوگا ہمارا بھی
مطلب نکل جائیگا اکثر ہمارے صحرا مین بھی عورتین آتی ہین ہم اسکا بدلہ کر دینگے
آج ہمارا کہنا مان لو ہمارے تمہارے یہی رسم رہیگا شاخسار نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک جادوگر گنوار وضع بلبلاتا ہوا آتا ہے قریب آکر مشک افشان پر
گرنے لگا شاخسار نے کہا او گنوار یہ وہ ظالم ہے کہ مین نے اپنے دوست کو مار ڈالا
مگر یہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہے نہین مانتی خواجہ نے کہا ہم شراب لا دین خود بھی
پئین اسکو بھی پلائین نشے مین خواہ مخواہ خواہش کریگی شاخسار نے کہا بھائی
یہ صحرا وہ ویران ہے کہ انسان تک کا ٹھکانا نہین راہگیر ادھر راستہ نہین چلتے
ہین شراب یہان کہان ممکن ہے ہم بدون شراب کو ترستے ہین عمرو نے کہا بھائی

نہ گھبراؤ میرے پاس ایک بوتل موجود ہے پہلے تم پیو جو باقی رہیگی تو میں پیونگا میں تمھیں ناراض نہ کرونگا شاخسار تو شراب پینے پر مرتا ہی تھا کہا بھائی بوتل نکالو یہ سنکر عمرو نے کمر سے بوتل نکالی اور جام لبریز کرکے پیش کیا شاخسار نے جام پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہتا تھا کیوں بھائی صاحب یہ کیسی شراب ہے کہ دل گھبرانے لگا اعضا سے چنگاریاں نکل رہی ہیں عمرو نے کہا شراب تو کشید تھی ذرا اٹھلو تو نشہ کم ہووے شاخسار اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کزان اُستادِ عیاران عالم — سراپا دانش و عقلِ مجسم
بباغ دین زنکرش آب یاری — جہان سرسنگ در رنجر گزاری
بہر کشور بلا سے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار

مشک افشان نے جو نعرۂ عمرو کی آواز سُنی شگفتہ ہوگئی کہتی تھی خواجہ سبحان اللہ کیا کارنمایاں کیا میں حیران تھی کہ کیونکر آبرو بچیگی وہ کہتا تھا پھول سنگھا کر میں اپنا مائل کرونگا مگر وقت پر خدا نے تمکو پہونچایا عمرو نے مشک افشان جادو کی زبان سے سوزن نکالی مشک افشان نے اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ شاخسار کے دو ٹکڑے ہوے مشک افشان نے کہا خواجہ اب ہم تم ساتھ چلیں عمرو نے کہا میں بیچارہ محتاج مفلوک کچھ دو چار کوڑی کا روزگار کرتا ہوا چلتا ہوں لہذا تم بڑھو میں بھی آتا ہوں مشک افشان چلی تھوڑی دور آکر ایک نخل کے سایہ میں ٹھہری کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا ایک جادوگرنی بھاری چوڈول اپنے تخت پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں شکار کھیلتی ہوئی آتی ہے پشت پر کئی ہزار سوار و پیدل جلیبے قراول اسباب شکار سب کے ہمراہ اُس ساحرہ نے جو دور سے مشک افشان کو دیکھا پس فوراً تخت سے کود پڑی سلام کرتی ہوئی قریب آئی ساتھ والوں سے اشارہ کیا کہ سب اسی مقام پر ٹھہر جاؤ بارگاہ استادہ کرو مشک افشان نے پہچانا کہ یہ تو میری خالہ زاد بہن ملکہ سیمتن ہے گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ بہن کہاں سے آتی ہو

بیجتن نے کہا بہن بیٹھے بیٹھے دل گھبرا یا برا سے شکار چلی آئی مگر تمھارے نام
کی بڑی بدنامی مشہور ہو قدرت نے مجھکو بلا کر کہا کہ ای بیجتن بی مشک افشان تو
نکل گئیں جسطرح ہو سکے اُنکو لاؤ تو ہم سرفراز کریں کیون ہمشیرہ بڑے تعجب کی
بات ہو کہ قدرت تمپر توجہ کرتے ہین اور تم اپنے کو یون بدنام کیا ہو کہ ہر شخص
برا کہتا ہو مشک افشان نے کہا ای ہمشیرہ انصاف تو کرو تم لوگ ظاہر کرتے
ہو کہ پوتے دو سو خداوند ہین بھلا سمجھو تو کہ اگر ہوتے دو سو ہوتے تو احکام
مین فرق ہوتا انتظام مین اختلاف ہوتا اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا اسے
نادیدہ وحدہٗ لاشریک ہو اُسکا کوئی شریک نہین ہو کل مذہبون کی تردید کرتے
ہین لہذا مین نے مذہب حق اختیار کیا یہ تو ضرور ہو کہ پروردگار فرما چکا ہو کہ جو
زندہ ہو وہ ضرور مریگا کل من علیہا فان لکھا ہو لہذا مرنے کی فکر ضرور ہو ایسا ہو
کہ انجام کو خرابی ہو تو بہن بیجتن مین نے اپنا انجام پاک کیا لوگ مشہور کرتے
ہین کہ عشق بن سعد کے مبہوت ہین یہ سراسر غلط ہو مین انجام کے خیال مین
ہون بیجتن نے کہا کیون بوا تمھاری بات کا جواب نہین مگر ایک سوال ہم
کرتے ہین اسکا جواب دو کہ باپ دادا ہمارے تمھارے بیوقوف تھے کہ اس
مذہب کو اختیار کیا سامری وجمشید کی پرستش کی مشک افشان نے جواب دیا
کہ اُس زمانے مین کوئی ہادی نہ تھا صاحبقران نے جاری ہونے مین مذہب
حق کے وہ کوشش کی کہ ملک کے ملک مسلمان ہوے مذہب حق کا رواج
ہوا بیجتن نے کہا بوا مین تقریرین تو نہین کرتی مگر یہ جانتی ہون کہ مذہب سامری
جمشید صحیح ہو مجھکو حکم خداوند ہو کہ مشک افشان کو میرے پاس لاؤ تو مین تمھین
بیجلونگی اور یہ وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سختی نہ کرینگے تمھاری بات کا جواب دینگے
مذہب کے سوال کرینگے جو عہدہ تمھارا تھا اُس سے زیادہ عہدہ تمکو ابکی ملیگا
مشک افشان نے کہا مین تو سامنے اُس جعلساز کے نہ جاؤنگی وہ جعلساز
شعبدہ باز اُسکی بات کا کیا اعتبار ہو بیجتن نے کہا مین اب تمکو نہ جانے دونگی ضرور

سامنے خداوند کے لیچلونگی مشک افشان پریشان ہو کر اس کمبخت کو کیا جواب دون
مین یہ جانتی تو اسطرف نہ آتی اب اسکے ساتھ جادوگرنیان بہت ہین کیونکر اسکے دام
کرسے نکلون اس فکر مین حیران بیٹھی ہو اور سیمتن دمبدم کہتی ہو کہ بوا میرے ساتھ
چلو اور خداوند سے صفائی کرو مشک افشان کہتی ہو کہ بوا اگر فساد کرو گی تو مین
اپنی جان دونگی اور تمھارے ساتھ نہ جاؤنگی سیمتن کہتی ہو مین تمکو ضرور لیچلونگی مگر
خواجہ نے کہ عقب مین مشک افشان کے چلے تھے ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا
کہ ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہو جادوگرنیان ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا خواجہ مینا
تمام ہوا اب مہاجن سود مانگین گے لہذا اس لشکر سے کچھ فکر کرو رنگ و روغن
عیاری کا لگا کر ایک پیر کرامت کی شکل بنے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار آبدار
عاشقانہ نو بجا کر گانا شروع کیے

نظم

جذبے نے کربلا کے بچایا فشار سے　　قفال لے اڑ کے مجھے کنج مزار سے
ہو گیا عجب تصور مژگان یار سے　　دریائے خون بہے رگ سنگ مزار سے
سچ مچ وفا جو وعدہ فردا ہوا یہ ہے　　بدلوں مین روز حشر شب انتظار سے
طاقت ہو روز حشر بھی کم جسم زار سے　　حسرت نکل رہی ہو ہمارے مزار سے
کیا آگہی طبیب کو میرے بخار سے　　بیکل ہون بار گرمی آغوش یار سے

آواز خواجہ کی جو بلند ہوئی کنیزین چہار طرف سے دوڑین دیکھا کہ ایک بڈھا نے
بجا رہا ہو اور طائر درختون سے اترے ہین گانا سن رہے ہین آہوان صحرا جست
کرتے ہوے آئے اور اسی مقام پر بیٹھ گئے باز کے پہلو مین گنجشک بیٹھی مگر وہ
آواز سے ایسا تسخیر ہو کہ شکار پر نگاہ نہین ڈالتا کنیزون نے آکر سیمتن سے اطلاع
کی کہ ایک گویا صاحب کمال آپ کے لشکر کے سامنے بیٹھا گا رہا ہو کہ جانوران
صحرائی تسخیر ہین سیمتن نے کہا اسے بلا لاؤ کنیزین دوڑی ہوئی آئین آکر کہا بڑے میان
صاحب تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین جہان
بیٹھ گیا وہان بیٹھ گیا کوئی مجھکو لے چلے کنیزین جوان جوان کہا بڑے میان ہم تمکو لیچلینگے

دوپٹے دونون ہاتھ پکڑے دوسنے پانون پکڑ کر اٹھا لیا گھسیٹتی ہوئی لے چلین عمرو چیخنے لگا کہ ارے نوجوانون مجھ بڈھے سے تمہارا مطلب دلی نہ نکلے گا نوجوان مرد ڈھونڈو کہ مطلب حاصل ہو وہ کنیزین قہقہہ مارتی ہوئی عمرو کو سامنے ہمیتن کے لائین لا کر ڈال دیا ہمیتن نے پوچھا کہ ارے اسطرح کیون لائین عمرو نے کہا یہ جوانی کی کلنار وہ چڑھا ادڑھنے کھڑی ہین یہ بہرے بلانے کو گئین ہین سنے کہا ہین جانے سے مجبور ہون ایک جوان آیا اسنے انکو اشارہ کیا یہ کوشے ہین گئین اور اپنے دوپٹے کی آڑ کی وہ جوان تو چلا گیا یہ ہانپتی ہوئی آئین ہین نہین جانتا کہ پردے مین کیا ہوا ہمیتن نے کہا کہ او شفتل ہر مقام پر تجھے خواہش ہوتی ہو آشناؤن کو تو بلاتی ہو اور اپنا رنگ جماتی ہو تیرے جسم مین آگ بھری ہو چین نہین لینے دیتی وہ کنیز رونے لگی کہا وارے یہ بڈھا جھوٹا ہو ہمیتن نے کہا اسکو تجھسے کیا دشمنی ہو کہ جو ایسا کچھ کہتا ہو خواجہ نے کہا حضور جانے دیجیے اب گانا سنئے مین آپ کا فکر دور کرون گا نا سناؤن کہ آپ بھی یاد کیجیے دیکھیے کیسا رنگ جماتا ہون ملکہ نے کہا اچھا بڑے میان گانا سناؤ خواجہ نے نو نکالی پہلے نے بجائی پھر یہ اشعار عاشقانہ زمین نئے طور سے شروع کیے

نظم

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب | دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اللہ رے حسن یار ٹھہرتی نہین نگاہ | ہو مثل برق جلوۂ رخسار آفتاب
اس خاکسار کی بھی خالق سے ہو دعا | ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو | ہو جائے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دے جو سرخ جام | گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اس سے عقل ہو اور اس سے توہم | بیکار ماہتاب ہو وہ کار آفتاب
اس مہ کو بیٹھے دیکھتا ہون رات کو شراب | شب کو نصیب ہو مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابروؤن کی ہو اور ہلال کا | رخساروں کی شبیہ ہو رخسار آفتاب
تارے ہین چمکے خطوط شعاعی کو دیکھکر | چمکے جو لو رشیرہ خونخوار آفتاب

بیجتن نے کہا بڑے میان تمنے تو دل بیقرار کر دیا عمرو نے کہا ایک کمال ہین اور
رکھتا ہون اگر آپ اس کمال کو دیکھین گی تو اس کمال کو بھول جاوینگی بیجتن نے
پوچھا بڑے میان صاحب وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا کہ پانؤن سے ناچون ہاتھ سے
بتاؤن سر سے لاکر شراب پلاؤن تب آپ کو کیفیت ظاہر ہو کنیزین آپس مین یہ
کہہ رہی ہین کہ اس نگوڑے کے پانؤن تو بیکار ہین کیونکر ناچیگا ایک نے کہا یہ
سو انچھو سمجھا ہی فقرہ دیتا ہی ہم لوگ لٹکا کے لائے آپنے پانؤن نہ اُٹھا یا اب ناچنے کا
دعوی کرتا ہی دیکھو مکر اسکا کھلجائیگا بیجتن نے کہا بڑے میان صاحب نام تو اپنا
بتاو عمرو نے کہا نام میرا اُستاد خر دبر وہی اور مشک افشان سے اشارے
کر رہے ہین کہ نہ گھبراتا ہین تمھاری رہائی کی تدبیر کرتا ہون مشک افشان حیران
ہو کہ یہ بڈھا مجھسے کیا اشارے کر رہا ہی مین اسکو پہچانتی بھی نہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی
ان اشارون سے کیا مطلب نکلتا ہی خواجہ نے کہا ملکۂ عالم کنجی میخانے کی مجھے
دیجیے تو مین گھنگرو باندھون گلا بیان درست کرکے لاؤن بیجتن نے کنجی دی خواجہ
میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائے
بیجتن نے کہا دیکھو کس سلیقے سے بڈھا شراب لایا ہی کہ دل کو خواہش ہوتی ہی اور
میخانہ خواجہ نے لٹا دیا کنیزین واہل فوج شراب اُٹھا کر لے گئے جا بجا بیٹھکر پینے لگے
سارے لشکر مین شراب پھیل گئی جسنے پی وہ اوک رہا ہی کوئی ڈکارتا ہی کوئی گاتا ہی
کوئی ہاتھ چمکاتا ہی خواجہ عمرو نے پانؤن مین گھنگرو باندھے اول چند اشعار
مضمون شراب کے گائے پھر جام لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے
سامنے بیجتن کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
بیجتن نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گئی دوسرا جام خواجہ نے
مصاحبون کو دیا جسکے سامنے جام لیکر جاتے ہین اشعار عاشقانہ گاتے ہین اور
سر جھکا دیتے ہین ہر شخص تعریفین کر رہا ہی کہ بڑے میان صاحب سبحان اللہ کس
تکلف سے شراب لاتے ہو تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اور

سامنے بیٹھ گئے کہا ملکۂ عالم مین تو تھک گیا سیمتن نے کہا اُستاد بیٹھ جاؤ خواجہ عمرو
بیٹھے کر سیمتن نے سر اُٹھایا کہا بڑے میان صاحب خداوند جمشید ثانی تمھارے
اشتیاق مین آئے ہین دیکھو تخت پر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے کہا
انکو بھی بلایئے آنکی بھی ٹانگ لیجیے سیمتن مسند سے اُٹھی ہاتھ چمکاتی ہوئی چلی کر
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے جو دیکھا
کر سب بیہوش پڑے ہین مشک افشان سے کہا کیون حضور آپ نے مجھکو پہچانا
مشک افشان نے گھبرا کر کہا مین نے تمکو کہین دیکھا نہین خواجہ نے کہا ایسا
نہ سمجھو لو سنو مہر سپہر عیار ہی مجھکو معلوم ہوا کہ سیمتن تمپر دباؤ ڈالتی ہی میرے خیال
مین آیا کہ تمکو اسکے دام سے نکالون مشک افشان دعائین دینے لگی اور بارگاہ
سیمتن سے نکلی پرپرواز پیدا کرکے چلی خواجہ نے یہان سیمتن کو مار اسب کے
کپڑے اُتار لیے برہنہ سب کو چھوڑ کر نکل گئے بعد جانے خواجہ کے یہ لوگ جو
بیدار ہوئے آپس مین خوب جھگڑے ایک نے دوسرے کو پکڑا کہ ہمارے
کپڑے کیون اُتارے دوسرا کہتا ہی میری پگڑی کیا ہوئی غصے بردار چھینتے پھرتے
ہین کہ ہمارے کیا ہوئے مگر مشک افشان کئی کوس پر جا کر اُتری سامنے
دیکھا ایک پہاڑ ہی اُسپر جلسہ جمع ہی ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی
گانا ہو رہا ہی مشک افشان نے قریب آکر دیکھا کہ یہ کوہ عنبر ہی عنبر فام جادو
یہانکی حاکم و ناظم بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی مشک افشان کو جو آتے ہوئے
دیکھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کے خلق سے بعید ہی کہ اس صحرا مین آپ
تشریف لایئے اور ہمین نہ سرفراز کیجیے آج دم بدم آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا آیئے
تو ہمین آپ سے حال کہون مشک افشان کا دل نہ چاہتا تھا مگر عنبر فام اُٹھکر
آئی اور ہاتھ تھام لیا ناچار مشک افشان ساتھ عنبر فام کے محفل مین آکر بیٹھی
اور عنبر فام نے گائن کو کچھ اشارہ کیا گائن نے ساز وغیرہ درست کرکے یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین ... گرن ہی طوق حلقہ چشم غزال مین
الجھا رہا ہون زلف سیہ کے مثال مین ... ہون پیچ کا ٹھکانا نہ آیا خیال مین
ای عشق کون لے غم دلدار کی خبر ... ں اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون ... ہی بندھی نہین مرے پاے خیال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا ... دہا شریک ہوتے ہین فوتی کے مال مین
تمنے نگاہ قہر جو کی مین غیظ مین ہاہا ... ں نبیل ہو کے رہگیا چشم غزال مین
یارب بُرا ہو ذکر زمان فراق کا ... ذری شب وصال اسی قیل و قال مین
قیدون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ ... یڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین
اللہ ری صفیر کی رنگین خیالیان ... تو اپنے پھول جھڑنے لگے بول چال مین

ملکہ مشک افشان ہر مرتبہ یہی کہہ رہی ہین کہ لو ہوا رخصت ہوتے ہین عنبر فام جام پیش کرتی ہی مشک افشان انکار کرتی ہی کہ ہوا مین شراب نہین پی سکتی ہون عنبر فام نے جھلا کر پوچھا کہ ہوا کیا باعث ہی کہ شراب نہین پیتی ہو شاید یہ خیال ہی کہ تم سطیع اسلام ہوئین ہم لوگ ساحر ہین ہماری شراب نجس ہی مشک افشان نے کہا ہوا یہ بات نہین تم وہی لوگ ہو کہ جنھین مین نے پرورش پائی آجتک تم سب کے ساتھ رہی اب آج بیگانی ہوئی مگر تم لوگون سے دل سے محبت ہی اگر تمکو بُرا جانتی تو تمھارے پاس آکر کیون بیٹھتی ہوا ہمکو غیر نہ جانو مگر اب رخصت کرو مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون عنبر فام نے کہا مین ابھی نہ جانے دونگی بعد تھوڑی دیر کے جانا کیا کوئی تمکو قید کرتا ہی مشک افشان خاموش ہو رہی محفل مین صدای ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عنبر فام جادو ملکہ مشک افشان کی خاطر کر رہی ہی کئی گلابیان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لائی اور جام لبریز کر کے مشک افشان کو دیا مگر مشک افشان نے نہ پیے عنبر فام کو بھی ضد ہی کہ انکو شراب پلاؤن مگر کسیطرح مشک افشان شراب نہین پیتی کہ سامنے سے چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا وارثی مبارک ہو کہ قدرت تشریف لاتے ہین سامنے جو صحرا ہے پر بہادر دیوان

آئے تھے وہان سے جب اُٹھے تو فرمایا ملکہ عنبر فام سے ملاقات کر کے جاؤنگا اونہا
پیدل آتے ہین ابر وغیرہ بھی ساتھ ہین مشک افشان گھبرا کر اٹھی کہا ابھی مین جاتی
ہون عنبر فام نے ہاتھ تھام لیا کہا بہن نہ جانے دونگی اسی سبب تو تمکو ٹھہرایا تھا
قدرت سے ملاقات ہوجائے وہ قدیم بہا بین سگے مشک افشان نے ہرچند
چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر نکلجاؤن مگر عنبر فام نے نہ چھوڑا مشک افشان ناچار ہو کر
بیٹھ گئی کر دیکھا سامنے سے جمشید ثانی آیا عنبر فام نے بڑھکر استقبال کیا اور اشارے
سے کہا کہ بی مشک افشان بیٹھی ہین یہ تو آپ کے منتظر تھے اور مین نے بمشکل
انکو روکا ہی جمشید نے کہا اے عنبر فام تمنے بڑا کام کیا اب مین کیا انکو جانے دونگا
ہر طور سے روکونگا یہ کہتا ہوا آکے مسند پہ بیٹھا عنبر فام نے جام پلایا جام پی کر
دوسرا جام مانگا عنبر فام نے جو جام بہا اُس جام کو طرف مشک افشان کے
بڑھایا مشک افشان نے کہا مجھکو معاف فرمایئے مین نہ پیونگی جمشید نے بگڑکر
کہا کیون ملکہ عالم ہمکو ایسا برا جانتی ہو کہ جام نہین پیتی ہو مشک افشان نے
کہا ہم آپ سے جدا ہو کے شریک طلسم کشا ہین اب آپ کے ہاتھ سے شراب
کیونکر پیین حقیقت مین جو مذہب تمنے اختیار کیا ہے اس مذہب کے طور سے مناسب
نہین ہے کہ تمہارے ہاتھ سے شراب پیین جمشید نے بگڑکر کہا ہم تو تمہین شراب
پلاوینگے اور پہلو مین بٹھاوینگے مشک افشان نے کہا آپ کا خیال خام ہے ہم تو
نہ پیین گے نہ آپکی صحبت مین بیٹھین گے جمشید نے ہاتھ پہ ہاتھ ڈالکر کہا تمکو اپنے سحر پہ
بڑا گھمنڈ ہو مگر کیا مجال ہے کہ میرے سامنے کچھ سحر کرسکو اے مشک افشان آج تمکو
قید بہشت رنگ مین لے جاؤنگا مشک افشان نے کہا مین تو نہ جاونگی جمشید
نے منہ پہ ہاتھ پھیر دیا کہ زبان مشک افشان کی بند ہوگئی اور آواز دی کہ اے
لسان جادو اسکا خیال رہے کہ مشک افشان اپنے ہوش مین نہ آئے زبان
نہ کھلے جب یہ نوبت مشک افشان کی پہنچی تو سرجھکا کر خاموش بیٹھی جمشید ثانی
نے کہا اے عنبر فام مین تو جاتا ہون تم مشک افشان کو ساتھ لیکر آنا عنبر فام

نے کہا یا خداوند یہ میرے لانے سے نہ آئیگی جمشید نے کہا اب تکرار نہ کریگی زبان
نہ اسکی بند ہی جسوقت تم اشارہ کروگی تمہارے ہمراہ چلی آئیگی مین نے تدبیر مناسب کردی
لسان جادو ایک ساحرہ ہی کہ اسکو اسپر تسلط کیا کیا مجال ہی کہ کسی بات مین انکار
کرے جب تم چلوگی اور ہاتھ پکڑکر کہوگی کہ قصر ہفت رنگ مین چلو یہ فورًا ساتھ
تمہارے ہو لیگی یہ کہکر جمشید تو چلا گیا عنبر فام نے مشک افشان کو شراب
پلائی مشک افشان حیران بیٹھی ہی مگر خواجہ عمرو جو راہ کو طی کرتے ہوے آتے
تھے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ ایک شخص پانی بھر رہا ہی خواجہ نے
قریب آکر اسکو کنوئین مین ڈھکیل دیا مال و اسباب اسکا لیکر بندر زنبیل کیا چاہتے
تھے کہ کنوئین سے آتی ہین کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او ساربان زادے غریب کو مارکر
کہان جاتا ہی خواجہ نے دیکھا کہ پاؤن زمین نے تھام لیے حیران ہوگئے کہ خواجہ
اب کیا کرون کہ یکایک کوئین سے ایک جادوگرنی نکلی اسنے نعرہ کیا کہ منم لسان
جادو او ساربان زادے مین آج کئی دن سے تیری تلاش مین نکلی اکثر خداوندکے
نامے آئے جابجا ڈھونڈھا مگر تجھے نہ پایا خواجہ آج ہی تو پھنسے ہو دیکھون تو کیونکر نکلتے ہو
عمرو نے کہا ای لسان جادو مجھکو نہ ستاؤ اپنی گویائی نہ جتاؤ مجھے نکلجانے دو ایسا
نہ ہو کہ تمپر زوال آجائے یہی میرا دستور ہی کہ جہان پکڑا گیا گرفتار کرنے والے کی
موت آئی مجھسے تکرار کرنا بہتر نہین لسان جادو نے کہا کیون مجھے ڈراتا ہی
مین ابھی چاہتی تجھے قتل کرتی ہون مین یہ قوت نہین ہون کہ تجھکو قید کرون کہ تو
نکلجائے یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی ایک باغ مین آکر اتری کنیزون
نے عرض کی واری قدرت نے مشک افشان پر آپ کو مسلط کیا ہی کہ وہ عنبر
نے آواز دی کہ ای لسان جادو ہوشیار رہنا لسان نے کہا مجھے دو سرا شرف
حاصل ہوا کہ دشمن ساحران کو گرفتار کرکے لائی ہون جا بادشاہ کو بلا لا اسکے قتل کرے
عمرو نے کہا ای ملکہ عالم میرا گانا تو سن لو لسان نے کہا او ظالم مین جانتی ہون کہ
گانا تیرا سحر ہی کون اپنے کو بلا مین پھنسائے اور تیرا گانا سنے اب مین وہ تیرا

کرتی ہون کہ تا روز قیامت یاد کرو کہ ساحرون کے قتل کرنے کا یہ انجام ہوا قہر مین
بھی تڑپو گے ارے قتال جادو جلد آ خواجہ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی جلاد
بانی پیدا و سامنے خنجر برہنہ کھینچے ہوے آیا عرض کی حضور کسے قتل کرون عنبر فام نے
اشارہ کیا کہ اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر خواجہ کی کوسنے کا
خط کھینچا عمرو کی بیقراری آہ و زاری دعا مانگ رہا ہو کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و
علیم اپنا فضل شریک حال کر ان دشمنون کے ہاتھ سے مجھ ناچیز کو بچا لے نظم

ہست پیش ہر نظر نور خدا　　مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
بر جبین خسروان جہان　　جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
ہر گدا سائل بباب دولتش　　خاک بوس بارگاہ ہر بادشاہ
دام و دد وحش و طیور و انس و جان　　مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان　　در دعا گوئی زبان خلق وا
عاشقان اندر محبت میکنند　　جان و مال و خویش بر جانان فدا
ہر کرا نور نظر او میدہد　　بیند او را در خلا و در ملا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار　　مثل آئینہ صفا باشد صفا
خاکساریش را بنا شد در جہان　　خواہش دولت نہ فکر کیمیا
وا نما خود را گردن در سجود　　کن عبادت کن عبادت ہمچو یا

لسان جادو کھڑی ہوئی حکم دے رہی ہو کہ ارے جلد سر کاٹ لے اس نگوڑے
کو مہلت نہ دے اسنے ان جادوگرون کو مارا کہ جنکے مرنے سے نام سامری و جمشید
کا مٹ گیا ایسے جا بجا مسلمانون کا ذکر ہو رہا ہے کھدے پڑے ہین اور تصویرین
خداوندون کی نالون مین پڑی ہین مقام افسوس ہو کہ ہم لوگ زندگی مین
یہ مصیبتین دیکھین گے آج وہ شخص مین نے پایا ہو کہ جسکے قتل سے سامری و جمشید خوش
ہونگے فریادیئے آج ہماری بندی قدرت نے اس شخص کو مارا کہ جسکے نام سے
ساحر بھاگتے تھے ارے جلاد قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا قضا سے کار اجرومن بیٹھا

امکل خان کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا کہ اُسنے آسمان سے دیکھا کہ اُستاد قتل ہوا چاہتے ہین ایک جادوگرنی کھڑی حکم دے رہی ہی اجروس نے پہاڑ سے کئی من کا پتھر اُٹھایا اور لاکر پھینک مارا لسان جادو پر اٹھا ہوگئی کنیزین چیخ مارکر بھاگین اجروس نے آکر خواجہ کو رہا کیا حال پوچھا خواجہ نے سب کیفیت بیان کی اجروس نے کہا مین بھائی صاحب کو دیکھنے جاتا ہون مادر مہربان نے فرمایا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر کی خبر لاؤ اسی واسطے نکلا ہون عمرو نے کہا وہ لشکر صاحبقران مین ہین وہین جاکر ملاقات کر لینا جب اجروس چلا گیا تو خواجہ نے باغ کو لوٹا جو پایا وہ زنبیل مین رکھ لیا باغ تمام جلگیا طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ جل جلکے گرے ملکہ مشک افشان کہ پاس عنبر فام کے بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے اُٹھی عنبر فام نے کہا کیون ملکہ کہان چلین مشک افشان نے کہا سرکوہ سے صحرا کو دیکھتی ہون عنبر فام خاموش ہو رہی ملکہ مشک افشان ٹہلتی ہوئی ایک نخل کے سامنے مین آکر ٹھہرین وہان لسان قتل ہوئی تھی ملکہ مشک افشان لڑکھڑا کر گری اور بیہوش ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی زبان کھلگئی سحر یاد آیا پہ پہ وانہ پیدا کر کے چلی عنبر فام نے دیکھا کہ مشک افشان نکل گئی دوڑی ہوئی قصر ہفت رنگ مین آئی دیکھا جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہوا التقدیرین لکھا رہا ہی چند شاہزادیان خدمت مین حاضر ہین خدمت اُسکی کر رہی ہین جمشید کہتا ہی اب تھوڑے ہوئے مین معشوقہ آتی ہوگی مین نے جلدی کی ورنہ اپنے ساتھ ہی لاتا کہ آسمان پر ایک برق چمکی عنبر فام نے آکے سجدہ کیا جمشید نے پوچھا خیر تو ہی عنبر فام نے کہا مشک افشان مثل ستارے کے آسمان پر جاکر چمکی مین نے جو آواز دی تو اُسنے جواب دیا کہ بس اپنے مقام پر جاکر ٹھیرو ہم نہ آوینگے جمشید نے کہا مین نے وہ ساحر بلایا ہی کہ ایک دن مین سب کا خاتمہ کریگا بی مشک افشان کو نکل جانے دو مین اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ ایک دن مین سب مسلمان تباہ ہوجاوینگے غربال دام زن کو بلایا ہی جسطرح مچھلیون کو گرفتار کر لیتے ہین اسیطرح وہ سب کو گرفتار کرکے لیجائیگا

اُسکے سحر کا مثل نہین ہو بلاسے روزگار ہو اُسکو سامری و جمشید نے تعلیم کیا ہو بات بات
مین سحر تازہ تیار کرتا ہو لہذا اب مین مطمئن ہو کر بیٹھونگا وہ آکر کوشش کریگا اُسکی کوشش
خالی نہ جائیگی عنبر فام تو جمشید سے رخصت ہوئی طرف اپنے پہاڑ کے چلی یہان جمشید
مغرور بیٹھا ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک گرد عظیم
بلند ہوئی ہو کوئی ساحر آتا ہو جمشید نے شاہزادیون کو حکم دیا کہ جاؤ جاکر استقبال
کرو بہ اعزاز تمام اُسکو لاؤ یہ وہ جادوگر ہو کہ سامری و جمشید نے اِسکو سکھایا ہو
کتابین اپنی اسکو دی ہین اور یہ کہا ہو کہ اے غربال چند روز مین وہ وقت آئیگا کہ بڑے
بڑے لوگ اِس طلسم پر نگاہ ڈالین گے اُس وقت تو جاکر مدد کرنا چند شاہزادیان
روانہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک جادوگر نحیف و ضعیف آکر پہونچا
جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور کہا اے فرزند ہم تمھارے پرستار ہین بیراگ لوگ کہہ گئے
تھے کہ وقت سخت آئیگا ہم اُسی کے مشتاق تھے نامہ تمھارا پہونچتے ہی آئے بتلاؤ
دشمن کہان ہو جمشید ثانی نے کہا سامنے صحرا ہو اُس مین اُترے ہوے ہین مگر اے
غربال بہت سمجھ بوجھ کے جانا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے اے غربال آج
تمھاری دعوت ہو اب کل جانا جاتے ہی سحر کرنا سب مسلمانون کو گرفتار کر لینا
مجھکو بڑا اندیشہ ہو کہ ایسا نہ ہو تمپر کوئی زوال آئے غربال نے کہا یا خداوند
کلان تقدیر کر گئے ہین مجھکو کوئی نہین مار سکتا جو ارادہ میرے قتل کا کرے وہ خود
قتل ہو بجلی آسمان سے گرے خداوند کہہ گئے تھے کہ ہم ہمیشہ تمھاری حفاظت کرینگے
اور ہر مقام پر تمھاری مدد کو پہونچینگے تو اے فرزند مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا
جمشید ثانی نے کہا آپ بجائے عم نامدار کے ہین آپ کی حفاظت چاہتا ہون
شاہزادیون سے اشارہ کیا کہ تیاری کرو چچا جان کی دعوت کرونگا اور شاہزادیان
کو نامے لکھکر آکر حاضر ہون پھر مین رخصت کرونگا چاہتا ہون کہ چچا جان کو
اسطرح روانہ کرون کہ دل مسلمانون کے دہل جائین اُنکی آمد دیکھکر لرزجائین پھر
مقابلہ کیا کرینگے شاہزادیون نے نامے لکھے ملازمون کو نامے دیئے ملازم نامے

لیکر چلے مگر خواجہ عمرو ایک جنگل مین بیٹھے تھے کہ ایک نامہ دار کا اُدھر سے گذر ہوا
خواجہ نے اُس سے پوچھا اُسنے ذکر آمد غربال کیا خواجہ سوچے کہ اِس جلسے مین
جانا ضرور چاہیے دیکھیں تو کہ میاں غربال کون ہین آخر تو اُنسے مقابلہ پڑنے ہی گا یہ سوچکر
طرف قصر ہفت رنگ کے چلے دیکھا بڑی بڑی شاہزادیان تاجدار ہر طرف سے
چلی آتی ہین ایک بارگاہ آکر جنگل مین استادہ ہوئی اور ایک شاہزادی اُس بارگاہ
مین آکر اُتری خواجہ عیاری کرکے پہونچے اول اُسکا نام پوچھا معلوم ہوا کہ اُسکا
مشعر جادو نام ہے اُسکو بیہوش کیا اور اُسی جادوگرنی کی شکل بنکر کنیزون کو پکارا کہا
ہمکو دربار خداوندی مین لے چلو کنیزون نے عرض کی واری اب آپ پہونچی
مین یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہے وہ دیکھیے سامنے قصر ہفت رنگ معلوم ہوتا ہے
اب تھوڑی دیر مین اندرون قصر داخلہ ہوگا دیکھیے وہ سامنے راستہ لگا ہے سب
شاہ و شہریار چلے جاتے ہین کنیزین تخت اُڑاتی ہوئی چلین تھوڑی دور راستہ
طے کیا تھا کہ خواجہ نے دیکھا صدہا بارگاہین استادہ ہین کیسی کیسی شاہزادیان ٹہل
رہی ہین جسنے دیکھا وہ آکر لپٹ گئی کہتی تھی بوا مشعر قدرت نے آج وہ جلسہ کیا ہے
کہ ہمنے تمکو دیکھا اور تمنے ہمکو دیکھ لیا آیندہ دیکھیے فلک کیا دکھائے ہر چند کہ قدرت
نے غربال جادو کو بلایا ہے کہ جو کبھی اپنے باغ سے نہ نکلتا تھا اُسنے یہ تکلیف قبول
کی قدرت نے اُسکی دعوت کی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ غربال کا سحر مثل سامری و جمشید
کے ہے اُسکے سحر کو کون روکیگا مشعر نقلی نے کہا بوا اُستنے عورتون کی مثل سنی ہے کہ سوپ
تو سوپ چھلنی بھی بولی جسمین بہتر چھید عمرو تو وہ عیار ہے کہ جسنے دماسہ کو مارا اور وہ
غربال کو بھی ضرور دام مین پھنسائیگا میان میثاق سحر کرینگے بی بہار اعجاز بیان
و سرو ارجسینان و یاسمن رنگین پوش سب نے کہا بی مشعر یہ سب جادوگر وہ
ہین کہ جو سامنے غربال کے پیدا ہوے غربال اِنکے سحر کو نہ مانیگا اِشارے مین
اِنکو تسخیر کرلیگا کیسا ڈر خوف عمرو عیار کا ہے مشعر نقلی نے کہا بوا اب اندر قصر کے چلو
جو کچھ ہوا وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ دیکھین گے مگر یہ جانتے ہین کہ یہ ملاقات اخیری ہے

شاید کوئی نو ماننہ ایسا ہو کہ پھر ملاقات ہو جائے تم ہمکو دیکھ لو ہم تمکو دیکھ لیں خواجہ عمرو سب شاہزادیوں کے ساتھ چلے جیسے ہی خواجہ نے قصر میں پانوں رکھا غربال جادو نے جمشید سے کہا کہ ای فرزند کوئی غیر بھی آتا ہی میرے پیر مجھکو خبر دے رہے ہیں جمشید نے کہا ای عمم نامدار یہاں کوئی نہیں آسکتا جنکے پاس نامے گئے ہیں وہی شاہزادیاں آتی ہیں غربال نے کاندھے سے جال آتارا جیسے ہی خواجہ شاہزادیوں کے ہمراہ داخل قصر ہوے غربال نے جال پھینکا سب شاہزادیاں تو ہٹ گئیں مگر خواجہ اُس جال جنجال میں پھنس گئے جیسے ہی جال جسم سے مس ہوا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا غربال نے پکار کر کہا اے فرزند تمنے دیکھا کہ یہ کون شخص ہی جمشید نے جو عمرو کو دیکھا اچھلنے لگا کہا عمم نامدار یہ وہ شخص ہی جسنے مشمش کو دریاے قلزم میں جا کر مارا اور کچھ خوف نہ کیا اب اسکو قتل کیجیے اگر اسکو مار لیا تو طلسم کشا کی قوت جاتی رہیگی اسنے اس طلسم میں بھی کار ہاے نمایاں کیے جو ارادہ کیا وہی کر گذرا اسکا تا کا ہوا نہیں بچتا جادوگر تو گویا اسکی خوراک ہیں راہ چلتے چلتے مسافر بنکر جادوگروں کو مارتا ہی غربال نے کہا میں سمجھ گیا میں اسکو لیے مقام پر روانہ کرتا ہوں کہ جہاں کا قیدی کبھی رہا ہی نہیں ہوتا میں نامہ لکھتا ہوں کون یہ قید لیکر جائیگا جادوگروں نے کہا ای شہنشاہ ساحران ہمکو خوف یہی امر کا ہی ایسا نہ ہو کہ راہ میں یہ بھاگ جاوے اور ہماری بھی جان لے ہم میں تو کوئی ایسا نہیں ہی کہ اسکو لیکر جائے آپ اپنے ملازموں کے ہاتھ اسکو روانہ فرمایئے غربال نے کہا میں تم سب کے بھروسے پر نہیں آیا ہوں میں یہیں رہوں اور قیدی اسکی پہونچ جائے یہ کہکر قفس آہنی منگوایا اور نامہ لکھکر گلے میں عمرو کے باندھا اور قفس میں عمرو کو بند کر کے ایک سحر کیا کہ گرد قفس کے دُھواں ہو گیا ایک شعلہ زمین سے بھڑکا اُس شعلے نے قفس کو اُٹھا لیا اور قفس چلا غربال نے پکار کر آواز دی کہ اے شعلہ زن کوہ سیماب پر سامنے سیماب جاد وکے اس قیدی کو پہونچا نا کچھ خوف نہ کرنا وہ شعلہ بھڑکتا ہوا چلا قفس خواجہ شعلے پر قایم دُھواں گھیرے ہوے اسطرح قیدی خواجہ جاتی ہی مگر

سیماب اژدر سوار بالا سے کہ وہ سیماب بیٹھا تھا کہ سامنے سے شعلہ دکھائی دیا
سیماب نے کہا یہ نشان قہر غربال ہی اور جادوگرون نے کہا حضور کسی نے کسی پر
مدنظر پھینکی ہی سیماب نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہی کہ وہ شعلہ زمین پر اُترا قفس
خدا جانے کا زمین پر آیا دفعۃً ان شعلہ بنکر غائب ہوا سیماب نے دیکھا ایک شخص قفس مین ہی اُسنے
نے کہا یارو نامہ تو اسکے گلے سے کھول لو نامہ جو کھولکر پڑھا سیماب اچھلنے لگا کہا
یہ وہ شخص ہی گرفتار ہوا ہی کہ آپکی خوشی کا آج وہ جشن کرونگا کہ روح سامری شاد ہو قدرت
فرماوینگے ہمارا دشمن کامل قتل ہوتا ہی یارو ابتو دن کم باقی ہی ورنہ مین ابھی اسے
قتل کرتا غربال جادو نے بڑی بڑی تاکید لکھی ہی مگر اب کل صبح کو قتل ہوگا تم مین
کوئی ایسا ہو کہ اسکی قید کو رات بھر رکھے صبح کو میدان خونی مین لائے سب ساحر
کانپنے لگے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمکو خوف ہی ایسا نہو کہ ہم اسے رکھین اور یہ
قید سے نکل جائے تو کیسا باعث خرابی ہوگا اور میان غربال صاحب نے بھی کسی
ساحر کے ہاتھ روانہ نہین کیا اپنے سحر سے بھیجا سیماب نے جھلا کر کہا کہ صاحبو مین
کیا تمہارے بھروسے پہ ہون میری دائی امان حمالہ نیش زن کو بلاکر لاؤ چند
کنیزین گئین عمرو حیران ہی کہ یہ حمالہ کون ہی جسکو بہ فخریہ اسنے بلایا ہی تھوڑی دیر نہ
گذری تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی حضور ملکہ حمالہ آئی ہین بعد تھوڑی دیر کے
عمرو نے دیکھا کہ ایک فرتوت جسکے سر پہ ایک بال نہین کھوپڑی چمک رہی ہی منھ
دانتون سے خالی کمر مین خم ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین چیتھڑے بندھے ہوے
جوتی مین باندھ بندھے ہوے نیلی چادر سر پہ پانون مین نیلا پائجامہ پہنے ہوے
سامنے آکر پہونچی سیماب نے اُٹھکر سلام کیا اُس ضعیفہ نے بلائین لین کہا بیٹا آج
کیا تھا جو اس دائی بندی کو یاد کیا سیماب نے کہا آپکے فرزند کلان غربال جادو
برائے مدد خداوند گئے جاتے ہی عمرو کو گرفتار کیا سب کتابین اُسکے مکر کی لوگ
پڑھ چکے ہین تو کوئی قید اسکی نہین رکھتا اب مین نے آپ کو بلایا ہی کہ آپ اسکی
قید رکھیے حمالہ نے کہا ای فرزند یہ بہت بڑی بات ہی یہ وہ مکار ہی کہ جسنے دامہ کو

مارا ہمشمش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا عفطلی آیا دالیہ ملک کو تباہ کیا کیسے کیسے
ساحر مارے کہ جنکا آجتک ذکر ہو کوئی ایسا ہو کہ جو اسکے ہاتھ سے بچا ہو ایک خیال ہے
کہ اگر رات کو کوئی قید مانگیگا تو مین نہ دونگی سیماب نے کہا دالی امان ہو آپ کیون
اقرار کرتی ہین کون کہیگا کہ قید دیجیے صبح کو میدان خونی مین خود ا جائیگا حمالہ نے
خوب اقرار کیے ہیں کہ صبح کو قید لیکر آؤنگی بیچ مین اگر کوئی مانگیگا تو نہ دونگی یہ کہکے
قفس اٹھایا لیکر چلی عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ دیکھون اس ضعیفہ سے کیا گذرے
یہ تو بلاے روزگار ہے سیماب سے کیا کیا اقرار کیے ہین ہزار طرح کے اسکو ڈنک
ہین اسپر کیا فقرہ چلیگا مگر حمالہ قفس لیے ہوے گلی کوچون کو طے کرتی ہوئی اپنے
مکان مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان خام بنا ہے جسمین چھپر پڑا ہے
دروازے مین کنڈی دی ہوئی دونون پٹ باندون سے بندھے ہوے
بڑھیا نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ مکان دھوئین سے سیاہ ہو رہا ہے
اس مین ایک چولھا بنا ہوا چولھے مین تنکے کوڑے کے رکھے ہوے ہین کالی
ہانڈیان مٹی کی چولھے پر رکھی ہین ایک توا لوہے کا رکھا ہے کہ جسمین صدہا چھید
عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ عجب بلا کا سامنا ہے خدا اسکے شر سے بچائے ضعیفہ نے
قفس لاکر اسی چھپر مین ٹانگ دیا چند تنکے سینکون کے پڑے تھے انسے جھاڑو
دینے لگی کوڑا سمیٹ کر کنارے کیا ایک گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی وہ
پانی سے دھوکر چولھے پر چڑھا دی سینٹے جلا کر کھچڑی پکائی ایک کونڈے مین نکالکر
رکھی چراغ طاق مین رکھا تھا اسکا تیل لیکر انڈیل دیا اور بیٹھکر کھانے لگی جب
کونڈا بھر کھچڑی کھا چکی تب صحن مین آئی ایک چبوترہ وہان بنا ہوا تھا اسپر ایک
گدا بچھا ہوا جسکی روئی جابجا سے نکلی ہوئی پیوند لگے ہوے اسپر بیٹھی اسی چھپر سے
ایک بوتل نکالکر لائی اور ایک پیالہ مٹی کا لاکر رکھا شراب انڈیلا پینے لگی دم مین
ساری بوتل پی گئی اب نشہ جو ہوا اسی چھپر سے ایک طنبورہ نکالا جسمین بہت سے
کاغذ کے پیوند جابجا لگے ہوے تار موٹے موٹے چڑھے ہوے بیٹھکر تنبورہ

چھیڑنے لگی جسمین بھائیں بھائیں کی آواز آتی تھی اپنے مزاج کے موافق تنبورہ ملا کر ترانے لگی کچھ سامری کی تعریف کچھ جمشید کی تعریف کبھی لات و منات کا نام لیتی ہی اسطرح ٹھمریان گا رہی ہی جب دو پہر رات گذری اور خواجہ نے دیکھا کہ یہ خوب گانے مین مصروف ہی جیون جیون رات گھٹتی ہی خواجہ کا خون گھٹ رہا ہی دلمین کہہ رہے ہین کہ خواجہ بہت برے پھنسے صبح کو سید ان خونی کا سامنا ہوا ہی کریم کارساز تو ہی بچانے والا ہی اگر رات گذر گئی تو غضب ہوا اگر ضعیفہ کو دیکھا کہ الاپ رہی ہی معلوم ہوتا ہی ارنا بھینسا اڑا رہا ہی خواجہ نے سوچتے سوچتے ایک تان ماری بجلی چپک گئی ضعیفہ نے ہاتھ روک لیا تنبورہ بجانا موقوف کیا چہار جانب دیکھنے لگی سوچی کہین سے آواز آئی ہوگی مگر اوہ حمالہ کیا آواز تھی کہ جسنے دل چھین کر دیا خواجہ نے دیکھا الخیر اتنی تاثیر تو ہوئی کہ یہ مشتاق ہوئی اب دوسری تان ماری وہ ضعیفہ ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ یہ آواز کہان سے آرہی ہی پھر تنبورہ بجانے لگی خواجہ نے اسکے مرتبہ پورا شعر گایا ضعیفہ کی نگاہ پڑ گئی اٹھ کھڑی ہوئی سیخچہ آہنی اٹھا کر عمرو کو کوچا دیا کہا کیون لنگوڑے یہ تانین تو نے لگائین تھین عمرو نے کہا مین تو آپ کا گانا سن رہا ہون آجتک کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا کیا آپ خوش آواز ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہی ضعیفہ نے اور ایک سیخچہ مارا کہا لنگوڑے مجھے باتون مین لگاتا ہی عمرو تڑپ گیا مگر خاموش تھر در درویش بجان درویش دلمین کہا خواجہ آپکی باتین بیہودہ کچھ نہ کہو مگر حمالہ نے کہا مین تنبورہ بجاتی ہون انھین اشعار و ن کو گا خواہ کوئی ٹھمری نکال عمرو نے کہا مین گانا نہین جانتا حمالہ نے پھر سیخچہ چبھو دیا عمرو آہ کر کے رہ گیا بڑھیا نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ نہین تو ابکی یہ سیخچہ آگ مین گرم کر کے تمھارے پنڈے پر رکھ دونگی خواجہ عمرو ڈرے کہ اس حرامزادی سے ڈرنا چاہیے یہ ضرور سیخچہ گرم کر کے رکھ دیگی تو اسکا کوئی کیا کریگا ناچار و مجبور ہو کر خواجہ گنگنانے لگے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

زلف پر خم مین کیا پھنسا ہی	ٹک ٹک سے کے صفیر لبو لتا ہی

ہجران سے تلملا رہا ہو | ہمرہی ظالم یہ کب کیا ہو
آنکھون مین جو تیری گھر کیا ہو | اے شوخ یہ طالع حسیا ہو
کیا جان کہون تمھین برا ہو | کہتے ہین کہ جان بے وفا ہو
حاجت مرنے کی تجھکو کیا ہو | یہ بھی یارون کا توتیا ہو
جو کچھ ہو برا ہو یا بھلا ہو | عاشق ترا تیرا آشنا ہو
تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہو | اے بت بندے کا بھی خدا ہو
ہم مین تجھ مین فرق کیا ہو | اچھا اچھا برا برا ہو
آئینے کی ہو جو صفیر محراب | وہ ختم رسل کا نقش پا ہو

غرض جیسا مصرع یہ ہے ہی ہو خدا جب بھی جان توڑ توڑ کر گا رہے ہین مگر قضاے کار بیچاری کی چھوٹی بیٹی سمن بار وہ سحر نہین جانتی بارہ برس کا سن ہو شب ماہ کی چاندنی جو پھیلی تو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا مجھے نیند نہین آتی ہو چلو شہر کی سیر کرین یہ کہکر نکلی ہر طرف پھرنے لگی قضاے کار اسطرف بھی گذر ہوا علم موسیقی مین نہایت دخل رکھتی ہو گانے کی آواز کان مین آئی ساتھ والیون سے کہا ارے یہ تو کوئی بیجا گانا گا رہا ہو نہایت ہی خوش آواز ہو کنیزون نے کہا آپکی دادی امان کے گھر سے آواز آتی ہو دروازے پہ کھڑی ہو کر سنا کی کنیزون نے دروازہ دھب دھبایا اور پکار کر آواز دی کہ دادی امان دروازہ کھولیے حمالہ نغمہ زن نے جواب دیا کہ اری تم کون ہو کنیزون نے کہا بی سمن بارہ آپکی پوتی صاحب آئی ہین یہ سنکر حمالہ نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل بینڈھیان گندھی ہوئی ہین ہیکلین پہنے ہوے بازوون پر جوشن شہری اور اسپر نام سامری و جمشید کا لکھا ہوا گر ڈھنکے ہوے حمالہ نے جھلا کر کہا اے ہوا تیری اس رات کو کہان پھر رہی ہو ہو ہوا ات اور یہ سن یہ کہکر کنیزون کو بہت اچھا سکنے لگی کہ یہین شغل تمھاری کیون سنا تین آئی ہین کہ تم اسوقت مین بچی کو لیکر نکلی ہو ابھی کوئی سایہ سکہ ہو جائے تو باپ اسپر جان دیتا ہو پھر وہ کیا

کریگا مہ پارہ نے کہا دادی امان زیادہ خفا نہ ہو مجھے نیند نہیں آتی تھی مین خود
اسوجہ سے نکل آئی آپ کے یہان کون گا رہا تھا حمالہ نے کہا بیٹا یہان کون شخص
گانے والا ہی میری آواز سنی ہوگی مہ پارہ نے کہا آپ کی آواز تو کچھ ایسی نہین ہی
یہ تو کسی کامل و اکمل کی آواز تھی لہذا مجھے بتائیے حمالہ نے کہا بیٹا مین بھلا کسے
بتاؤن میرا ہی گانا تمنے سنا ہوگا مہ پارہ نے کہا آپ اپنا ذکر نہ کیجیے آپ کو تو مین نے
ہزار مرتبہ سنا ہی مین کیا آپ کی آواز پہچانتی نہین ہون آپ کا گانا بے نظیر ہی
عمرو نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم مین گا رہا تھا حمالہ نے جھلا کر کہا دور ہو موے تو
کیون بولتا ہی لاؤن پنچہ تیرے سینے کر مہ پارہ نے کہا دادی امان یہ کون شخص ہی
حمالہ نے کہا بیٹا یہ عمرو عیار ہی جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے حشمش و دامہ کو
مار اعتطلی آباد کو لوٹ لیا کس کس ملک کا نام لون دل ٹکڑے ہوتا ہی تمہارے
بڑے بچا نے گرفتار کرکے اسکو بھیجا ہی باپ نے تمہارے میرے سپرد کیا ہی
مہ پارہ نے کہا چند ساعت کے واسطے یہ قفس مجھکو دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا تم
ابھی بچہ ہو دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہین ہو یہ بڑا اچالیہ ہی اسنے بڑے بڑے
جادوگرون کو فریب دیے ہین جو اسکے دام مین پھنسا وہ مارا گیا بیٹا تم یہ
ارادہ نہ کرو یہ موا نگوڑا ابول اٹھا کہ مین گاتا تھا اب تم سید صاروتو مین اسکو
سزا دون مہ پارہ نے کہا دادی امان یہ تو کچھ خطا کی بات نہین ہی اسنے کہدیا
کہ مین گاتا تھا اس مین آپ کا کیا نقصان ہی ہرچند مہ پارہ نے کہا مگر حمالہ نے
جھلا کر جواب دیا کہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہی مین زہر کیونکر تیرے ہاتھ مین بھلا
دیدون صبح کو یہ میدان خونی مین جائیگا مہ پارہ نازک مزاج بادشاہ کی بیٹی
یہ کلمے کبھی کاہے کو سنے تھے یہ سنتے ہی رونے لگی اور بال اپنے نوچنے لگی
حمالہ نے کہا جو حال اپنا چاہے کرو مگر مین اسکو نہ دونگی مہ پارہ نے پھر منت
کہا کہ دادی امان فقط اتنا عرصہ گذریگا کہ یہ غزل جو گا رہا تھا اس سے گوا کے
لکھ لونگی پھر قفس آپ کے پاس پہونچا دونگی حمالہ نے کہا مین ہرگز نہ دون گی

کنیزون نے کان مین کہا واری آپ اس سے کیون کہتی ہین اپنے باپ سے چلکر کہیے وہ
ابھی بلا کر دس جوتیان مارینگے اور فریاد ہین یہ بھی کہیے کہ انکو قیدی دیا قید کرنے
کے واسطے یا گانا سننے کے لیے اگر وہ نہ سنتین تو میرے کان مین کیونکر آواز آتی یہ
سنکر مہ پارہ کنیزون کو لیکر پلنگ پر روتی ہوئی محل مین آئی مان نے جو بیٹی کو بیقرار
دیکھا گھبرا کر اٹھی کہنے لگی میری بچی کو کسنے ستایا اور کسنے رولایا مہ پارہ نے سب
حال رو رو کر کہا کہ بی حمالہ بڑی خیرخواہ ہین باواجان نے قیدی جو دیا ہے اسکا گانا
سن رہی ہین ہنسنے جو کہا کہ ہمین غزلون کا شوق ہے چند ساعت لو اسکو لیجاوین گے
غزل لکھوا لیوینگے اور پھر قیدی کو بھیجے دینا اسپر کلمات سخت کہے اور مارنے کو اٹھین
اے مادر مہربان مین اپنی جان دیدونگی مان نے جاکر سیماب کو ایک دو تھپڑ مارا
کہا صاحب اٹھو میری تیرہ برس کی کمائی لٹتی ہے کون سی مصیبت تجھے پیدا کی ہے جو اس بیٹی سے
بھی زیادہ ہے سیماب آنکھین ملتا ہوا اٹھا مہ پارہ کو دیکھا زار زار مثل ابر بہار
رو رہی ہے چیخین مار مار کے کہتی ہے نہ کھانا کھاؤنگی اور نہ پانی پیونگی جبتک حمالہ کا
سر بریدہ نہ دیکھونگی سیماب نے گود مین اٹھا لیا لاکھ بہلاتا ہے مگر مہ پارہ نہین مانتی ہے
کہتی ہے مجھے قیدی کو دلوا دیجیے تو زندہ رہونگی ورنہ جان دیدونگی آپ حمالہ کو گھر کا مالک
کیجیے ہم تو آپ کے دشمن ہین کہ قیدی کو لیجا کر چھوڑ دینگے بی حمالہ خیرخواہ ہین
ہم باپ کے دشمن ہین مان نے پشت پر سے آکر دوسرا دو تھپڑ سیماب کو مارا
کہا صاحب میری بچی رو رو کر جان دیے دیتی ہے دو گھڑی مین کیا نقصان ہوجائیگا
جاکر قیدی کو دلوا دو سبب ان خوبی کے وقت وہ خود بخود بکی سیماب کو کچھ
ضد ہن پڑا بیٹی کو گود مین لیکر چلا یہان حمالہ دروازہ بند کرکے سو رہی ہے سیماب نے
آکر ایک لات ماری کہ دروازہ گرا جب دھماکا ہوا تو حمالہ کی آنکھ کھلی کہتی ہوئی اٹھی
کہ یہ رات کو کیا آفت ہے سیماب نے کہا واہ ای امان قفس قیدی کا دیدو حمالہ
نے کہا ای سیماب بڑا دھوکا کھاتا ہے اگر یہ نکلجائیگا تو پھر دستیاب نہ ہوگا اس
چھوکری کی کیا حقیقت ہے سیماب نے کہا ای مہ پارہ سنتی ہو کہ دائی امان کیا کہتی

ہین مہ پارہ نے کہا انکو بڑا ہجس لگا ہی سو کہتی ہین میرے باغ مین ہین دروازے پر
سپاہیون کا پہرا ہی قفس مین یہ شخص بند ہی پھر کیونکر نکلجائیگا کیا پر پیدا کرلیگا سب اسکے
گرد رہین کے قفس سے اسکو نہ نکالین گے فقط غزل لکھ لین گے سیماب نے کہا
دائی امان تم سنتی ہو حمالہ دہی لگے جاتی ہی کہ اے سیماب لاڈلی بیٹی چھنال ہوتی ہی یہ
مجال نہین کہ تم ڈانٹو اور پھر مانگے سیماب نے کہا جو کچھ ہو چھوکری جان دیے دیتی ہی دیکھیے
اسکی تو ہچکی لگی ہوئی ہی قفس لیکر مہ پارہ کے ہاتھ مین دیا کہا بیٹا بہت ہوشیار
رہنا مہ پارہ نے کہا باوا جان جب میدان خونی کی تیاری ہو جاسے تو کسی کو
بھیجدیجیے گا وہ اس قیدی کو لیجائیگا چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے آپ کو اختیار ہی
مہ پارہ قفس لیکر چلی خواجہ صورت زیبا کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جی مین کہتے ہین
کہ کیا معشوقہ ہی فرزندان حمزہ کے ہاتھ پہونچیگا پروردگار نے ایک سبب تو نکالا
سیماب تو محل مین گیا حمالہ نے دروازہ بند کرلیا مہ پارہ قفس لیے ہوے اپنے
باغ مین آئی باغ مین آکر مسند آراستہ کرائی بیٹھکر کہا کہ خواجہ گاؤ عمرو نے کہا کہ اے
شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی انصاف کرو کہ مین کس حال مین ہون جو کچھ
یاد ہی وہ بھی بھولا جاتا ہون مجھے رہا کر دو اور مین تمسے اقرار کرتا ہون کہ بدون
تمھارے حکم کے کہین نہ جاؤنگا مہ پارہ نے کہا خواجہ مین بھی تمسے عہد کرتی ہون
کہ تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی پہلے حیلہ حوالہ کرکے تمھین بچاؤنگی آخر مین
جو کچھ ہو باپ سے فساد کرونگی اور کہونگی کہ اس قیدی کو ایک ہفتہ رہنے
دیجیے بعد ایک ہفتے کے انتظام ہو جائیگا یہ کہکر قفس کھولا خواجہ قفس سے
نکلکر بیٹھے نے نکالی نے کو ملاکر یہ اشعار عاشقانہ نئے طور سے گانے لگے نظم

گلریز ہو دو دہن ہمیشہ — غنچے سے کھلا چمن ہمیشہ
وہ کرتے رہیے سخن ہمیشہ — نایاب رہا دہن ہمیشہ
ہم تم ملنے نہ پائین اک روز — نہ تھا بت و برہمن ہمیشہ
پھانسین گے یہ لمبی زلف والے — ہین تاک مین راہزن ہمیشہ

دور ورنہ کا ہے گلبدن کا جوبن		بڑھتی ہو تری چھبین ہمیشہ	

مہ پارہ بیقرار ہو گئی کہتی ہے ای شہنشاہ اوج عیاری آپ اس فن کے کامل و
اکمل ہین آپ کا کوئی مثل نہین ہے خواجہ فرماتے ہین ای ملکۂ عالم دل پر چھریان
چل رہی ہین کہ کیونکر جان بچیگی اور ملکہ تمہارے سر کی قسم مین نے کوئی خطا نہین
کی لشکر حمزہ کا ہرکارہ ہون خبر لینے گیا تھا غربال نے مجھکو گرفتار کر لیا آج چہرہ
زور و شور ہے کہ اسے جلد قتل کرو زندہ نہ چھوڑئیے لہذا اب آپ کو اختیار ہے انہین
باتون مین صبح ہو گئی خواجہ نے کہا مین پیشاب کر آؤن ایک نخل کے نیچے
جا کر گلیم اوڑھ لی کنیزون نے کہا حضور عمرو غائب ہو گیا پتہ نہین ملتا ملکہ نے
حکم دیا سارا باغ چھانا کہین پتہ نہ ملا مہ پارہ رونے لگی کہتی تھی کہ کیسا مرد ہے
مجھسے وعدہ کر کے چلا گیا مجھکو دھوکا دیا جب مہ پارہ رونے لگی تو خواجہ نے جو
اسی مقام پر لیٹے تھے گلیم اتار کر کہا ای شہنشاہ حسن مین کہان چھپ کر کہان
جاؤنگا اگر جانا ہوتا تو بھاگ جاتا مگر آپ کا حکم ہو تو جان دونگا آپ کے قدمون کو
نہ چھوڑونگا ملکہ نے کہا خواجہ میری جان بھی تمہارے ساتھ ہے وہان صبح کو کل
میدان خونی کی تیاری ہوئی سیماب میدان مین آیا دو جادوگر مصاحب اسکے
گل جادو و بل جادو آگئے اسا جادو بسوئیت میری بیٹی سے کہنا کہ ای پارۂ جگر
قفس حوالے کرو ایسا نہ ہو کہ وہ آزردہ ہو دونون جادوگر در باغ ملکہ پر پہونچے
خواصون نے جا کر کہا کہ دو جادوگر حاضر ہین آپ کے والد نامدار نے قیدی کو
مانگا ہے ملکہ نے عمرو سے کہا آپ قفس مین بیٹھئے تو مین ان دونون کو بلاؤن
خواجہ کو قفس مین بٹھا کر دونون جادوگرون کو بلایا کہا دیکھو تم خود اپنی
آنکھون سے قیدی قفس مین بیٹھا ہے باواجان سے کہنا کہ کل وقت تنگ
ہو گیا تھا رات کم باقی تھی مین ایک غزل بھی لکھنے نہ پائی آج دن بھر کی اور
رات بھر کی اور مہلت دیجئے کل مین اسکو میدان خونی مین لیکر آؤنگی دونون ساحرون
نے آپس مین کہا یار و لیٹ چلو سیماب کی یہ لاڈلی بیٹی ہے ایسا نہ ہو پھر خفگی آئے

وہ خود آکر طلب کرینگے دونون جادوگر بہت خوب کہکر پلٹے آکر سیماب سے کہا
کہ ملکہ نے کل کا وعدہ کیا ہی ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عمرو قفس مین بیٹھا ہی وہ باہر
نہین نکلا آب و دانہ مانگتا ہی ملکہ نے کچھ کھانا پینا کبھی نہین دیا ہی بھوک کے مارے
اُسکا عجیب حال ہی ایک خدمتگار کو سیماب نے حکم دیا کہ جا کر ملکہ سے کہو کہ بیٹا
جب قتل کرتے ہین تو پوچھتے ہین کہ کیا خواہش ہی لہذا قیدی کو کھانا پانی ضرور
دینا خدمتگار نے آکر ملکہ کو اطلاع کی ملکہ نے کہا اب باپ نے حکم دیا ہی ضرور
کھانا دونگی خدمتگار کو بھی دکھا دیا کہ دیکھو تو قیدی قفس مین بیٹھا ہی مجھے ارشاد
قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہی مین نے قیدی کو بڑی تکلیف پہونچائی اب دن کو گوا کے
سنونگی غزل لکھوا لونگی کل سرکار کو اختیار رہی یہ سنکر خدمتگار چلا گیا جا کر سیماب سے
اطلاع کی کہ شاہزادی نے آپ کی بڑا انتظام کیا ہی ہمارے سامنے قیدی قفس
مین تھا اب اُسکو کھانا پانی ملیگا ناحق کو رات کو غصہ کیا سیماب بولا اگر قید ہی تھی
تو وہ گانا سنتیں اور غزل کے دس بارہ شعر اُنکا لکھنا کتنی بڑی بات تھی یہان
ملکہ نے بعد جانے خدمتگار کے دروازہ باغ کا بند کرا لیا خواجہ قفس سے نکلے باغ مین
پھر رہے ہین اگر چلے جائین تو کوئی روکنے والا نہین مگر خواجہ دمبدم سامنے آتے
ہین کہتے ہین ملکہ مین حاضر ہون دیکھیے اگر چلا جاتا تو کون دیکھتا ملکہ کہتی ہی کہ
خواجہ نہ گھبراؤ دو تین دن حیلہ حوالہ کرونگی آخر کہونگی کہ ایک ہفتہ کی مجھے مہلت
دیجیے تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی مگر افسوس ہی کہ مین نے سحر نہین سیکھا
یہان خواجہ نے شام کو گانا سناتے سناتے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم آج چاہتا ہون
کہ ایک کمال آپ کو اپنا دکھاؤن ملکہ نے کہا سوا گانے کے اور کیا کمال ہی
عمرو نے کہا ساقی گری خوب کرتا ہون کہ پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن
سر سے شراب پلاؤن ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو بہت دشوار ہی خواجہ نے کہا
آپ کو آنکھون سے دکھا دون جام سر پہ رہے کیا مجال کہ قطرہ گرنے پائے
ملکہ راضی ہوئین خواجہ نے کنجی میخانے کی لی کل شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر کہا

ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان اٹھانے لگین
خادم خدمتگار کنیزین سب نے شراب لی خواجہ نے چند گلابیان الماس نگار کی جہاٹین
اُس مین نوار نغوانی بھری ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے جب لیکر محفل مین آئے تو ملکہ
نے کہا دیکھو صاحبو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے
عمرو نے لاکر گلابیان رکھین پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کیا سر پر رکھکے سامنے ملکہ کے
آئے ملکہ کہتی ہو اے صاحبو دیکھو کیا کمال ہو کہ سر پہ جام بھرا ہوا رکھا ہو کیا مجال ہو کہ ایک
قطرہ گرنے پائے اُسکی مجال ہو کہ یہ کمال دکھا سکے مین اسکو اپنی مصاحبت مین رکھونگی
خواجہ نے قریب آکر سر جھکایا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
ملکہ انعام دے رہی ہین خواجہ کہتے ہین اے ملکۂ عالم یہ انعام رکھا رہیگا اور
ہم قتل ہو جائینگے سہ پارہ کہتی ہو خواجہ تمہین کون قتل کرسکتا ہی مین سوچ لے
کرونگی آخر مین کہدونگی کہ یہ میری مصاحبت مین رہیگا باواجان اگر قبول نہ کرینگے
تو مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اپنی جان دونگی میری جان جانا وہ نہین گوارا
کرینگے کہدونگی اسکی جان بخشی کیجیے ضرور میرا کہنا مان جاوینگے مین تمکو اپنی مصاحبت
مین رکھونگی خواجہ تم نہ گھبراؤ دیکھو آج بچا لیا کل دوسرا فقرہ کرونگی یقین ہو کہ میرے
باواجان میری خاطرشکنی نہ کرینگے مین عرض کرونگی اسکو کون بُرا کہتا ہی چچا جان نے
گرفتار کرکے بھیجا ہو باغ مین پڑا رہیگا کھانا ملجایا کریگا دن بھر ہنسی دلگی مین بسر کرتا ہی
اسکی ذات سے رنج نہ آنے پائیگا عمرو نے سر جھکایا ملکہ نے جام پیا کنیزون کو بھی
اشارہ کیا کہ ارے تم اُٹھ بلکہ پیو کیا اب اس کی مشتاق ہو کہ تمکو بھی سر سے پلاوے
خواجہ نے کہا ٹھہر جا لیجیے مین ان سب کو پلاؤنگا ہر ایک خواص کو بلا کر بٹھا لا
ہو شراب دے رہے ہین کنیزین کہتی ہین واری اگر یہ مصاحبت مین رہے گا
تو بڑی چہل پہل رہیگی دیکھیے آج دن بھر کیسا ہنگامہ رہا اسی طرح یہ شخص ہر روز
دلگی کریگا آپ کے پاس غم نہ آئیگا خواجہ نے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلائی کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کہتی ہو لو اٹھا رہے

سر پر کوا بیٹھا ہی کوئی کہتی ہی تیری پشت پہ سانپ دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی کہتی ہی لوا
مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی دیکھو سامری جمشید بھی آگئے ہین وہ
اشارے کر رہے ہین کہ ہمکو بھی شراب پلاؤ اگر قدرت کو نہ پلاؤ ئینگے تو وہ آزردہ
ہوجاوینگے قدرت کی آزردگی کون گوارا کریگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھین
پکارتی ہوئی کہ یا خداوند آئیے شراب پیجیے اٹھتے ہی بیہوش ہوکر گرین اور کنیزین بھی
لیتا لیتا کہکر دوڑین جو اٹھی وہ گری دم بھر مین سب بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے
مہ پارہ کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور مہ پارہ کی شکل بنکر مسند پر دوشالہ تان کر
سوئے کنیزین بھی سو رہی ہین نشے مین شراب کے بیہوش پڑی ہین چار پہر رات
اسی حال مین گذری وہ وقت آیا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آشیانون سے
نکلکر شاخون پہ بیٹھے مرغ سحر نے آواز دی اور ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا ایک
خواص کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سو رہی ہین اور عمرو کا پتہ نہین قدمون پر ہاتھ رکھکر
ملکہ کو جگایا کہا وارثی عمرو بھاگ گیا یہ سنتے ہی ملکہ رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا
مجھے تو اسکی جدائی بہت شاق ہی اور باپ سے کیسی شرمندہ ہونگی صاحبو تمکو یاد
ہوگا کیا کیا غزلین گاتا تھا کل رات کو یہ غزل کس لطف سے اسنے گائی تھی **نظم**

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے — جسطرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا رند بہت روز دون پہ ہین آ نکلے — آج تو کوئی ابلتا ہوا شیشا نکلے
باغ ہی یار ہی شغل مے و مینا ہے فلک — آج تو ابر دھوان دھار برستا نکلے
مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیسا — کیا ہو کوئی جو خریدار تمہارا نکلے
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجائے — جگنو بن بن کے مرے گھر سے اجالا نکلے
سحر وصل ہو جاتے ہین وہ گھبرا کے دل زار — دم جو ایسے مین نکلجائے تو اچھا نکلے
وہ جہاندوست ہون ایذا پہ جو ہو بیٹھے ایذا — نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلے
کل اسے تیغ مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا — آج ہی کرتے ہوئے گھر سے تقاضا نکلے
ہمدم و ہمسپر اک ہین طوفان الم مین نہ رکے — صورت موج رواں کا شکے دریا نکلے

ہم بھی آمادہ ہین نوک سرِ مژگان کی قسم　　آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے
کھلکھلا جانے بر انداز و نئے چال اپنا صفیر　　باندھکر جیب در و لب کا ابر ادا نکلے

یہ غزل جب اُسنے گائی ہو تو مین نے بڑی تعریفین کین اور صد تحسین کا مالا دیا عمرو
میرے ساتھ بے اعتنائی کر گیا جان کا خطرہ تو نہ تھا ہوا ہی بات سے وہ بھاگا کہ
جہان نہ پہنچی اُسے جاؤ باغ مین چہار جانب تلاش کرو کنیزین دوڑی دوڑی پھرتی
ہین کہین پتہ نہین ملتا درختون مین دیکھا جھاڑ بوٹون مین دیکھا کہ شاید ان پیڑون پر
جب کہین عمرو کا نشان نہ پایا تو ساشہ آکر رونے لگین کہا ارے ہیہات عمرو
نکل گیا چلا چلا کر پکارا اگر آوا ابھی پیٹتی مین سر پار رونے کہا اسے غضب ہوا ابھی تو نئو
دکھا رہا تھا نے الہی نہ رہی یہ کہکر اُٹھی بال پریشان کر دیے کہا اب مین کنوئین
مین گر کر اپنی جان دونگی ماں باپ کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ فرماوینگے ہمارے دشمن
کو کھو دیا اور سب سے زیادہ اُنکی دائی امان صاحبہ نے دیا ویلی کہنے لگی کہ چھوکری
لو مَیں دیکھ عمرو نکل گیا تو مین کیا جواب دونگی یہی بہتر ہو کہ اپنی جان دیدون یہ کہکر
طرف کنوئین کے دوڑی خواصین لپٹ گئین اپنے کو زمین پر گرا دیا کپڑے پھاڑ ڈالے
منہ پر تماچے مار رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبہ مجھکو چھوڑ دو کہ مین اپنے کو کنوئین مین
گرا دون خبردار یہ خبر باہر نہ جائے کہ عمرو غائب ہوگیا دہان سیماب نے میدان
خونی کی تیاری کی اُٹھین دو داؤن جادوگرون کو بھیجا کہ جا کر بیٹی سے کہنا کہ آج تو
قیدی کو لیکر میدان خونی مین آؤ کہ مین سر اسکا ردوانہ کرون کہ غربال کو خوشی ہو
جادوگر جو دروازے پر آئے سنا کہ باغ مین ایک بڑھی کنیزین پیٹ رہی ہین
کہ صاحبہ غضب ہوتا ہو بلکہ اپنے کو کنوئین مین گرا دے دیتی ہین ہم لوگ روک
رہے ہین جادوگرون سے کنیزون نے کہا ارے جا کر اُنکے باپ کو اطلاع کرو
کہ جلد آئیے آپ کی صاحبزادی جان دیتی ہین ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کچھ گذر جائے
اپنے کو گرا دیا ہو زمین مین پچھاڑین کھا رہی ہین ہم لوگ لاکھ روکتے ہین وہ
نہین رکتین اگر باپ اُنکے آوین تو شاید اُنکے روکے سے رکین محل مین بھی

خبر کر دینا مان اُنکی تاکید کرکے اپنے شوہر کو روانہ کرینگی جو کچھ ہو اُنکے سامنے ہو ورنہ
ہم لوگ گنہگار ہونگے جادوگر یہ خبر سنکر بھاگے پہلے دروازے پر محل کے آئے مخلدار
نے کہا صاحبزادی کی مان سے اطلاع کردو کہ عمرو تو بھاگ گیا بلکہ اپنی جان دیے
دیتی ہین مخلدار نے جو جاکر کہا مان بلک بلک کر رونے لگی کہتی تھی صاحبو غضب
ہوا دولڑکی صاحب بغیرت ہو مرو رہجان دیدیگی ہاے میری تیرہ برس کی مشقت جاتی
ہو یہ کہکر دروازے کیطرف چلی مخلدار نے کہا آپ کہان جاتی ہین کہا صاحب مین باہر
نکل جاؤنگی پردہ کیسا میری دولت لٹتی ہو مین جاکر اُسکے باپ سے اطلاع کرون
کنیزون نے کہا وارثی ہم جاتے ہین اور جاکر اطلاع کرتے ہین محل مین پلڑ ہو گیا
کہ عمرو دغا دے گیا صاحبو جان کا خوف بڑی چیز ہو اسی مارے بھاگا کہ مین قتل
ہوجاؤنگا اُنکے باپ کو اطلاع ہو کہ وہ جاکر سنبھالین نگوڑا قیدی بھاگ گیا تو
بلاسے وہ قیدی کے واسطے جان دینگی یہان وہ دونون جادوگر پاس سیماب کے
آئے اطلاع کی کہ حضور عمرو بھاگ گیا بی مہ پارہ مارے شرم کے اپنی جان دیے دیتی ہین
کہتی ہین مان باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی سیماب کو سناٹا آگیا کہ ایک طرف سے رونیکی
آواز آئی سیماب نے دیکھا کہ چند خواصین میری جورو کی پیٹتی ہوئی آتی ہین سامنے
سیماب کے آکر کہا کہ حضور نے کچھ سنا عمرو تو بھاگ گیا آپ کی صاحبزادی اپنی
جان دیے دیتی ہین اور محل مین مہ پارہ کی مان بھی بگڑی ہوئی سر پٹک رہی ہین اور
پچھاڑین کھا رہی ہین کہتی ہین کہ جلد جاؤ میری بچی کو لاکر مجھے ملاؤ ورنہ مین اپنے کو
کوٹھے پر سے گرا دونگی سیماب گھبرا گیا طرف باغ کے چلا مصاحب سب پشت پر
جلاد وغیرہ رخصت ہوے کہتے تھے اب کسے قتل کرین قیدی تو بھاگ گیا
سیماب جادوگر گھبرایا ہوا در باغ پر پہونچا دیکھا باغ سے ایک پلڑ کی آواز
آرہی ہو خواصین چلا رہی ہین کہ لو صاحبو غضب ہوا بی مہ پارہ گرتی پڑتی غرفے
کنگورون سے پہونچی ہین کنیزین مین گرتی پڑتی ہین سیماب اندر آیا دیکھا مہ پارہ
بحالت زار کنیزین مین پاؤن لٹکائے بیٹھی ہو اور کنیزین لپٹی ہوئی ہین مہ پارہ کہتی ہو

سبھے چھوڑ دو ایسا نہ ہو بادا جان آجاویں تو میں اُنھیں کیا منھ دکھاؤنگی کہ سیماب نے
آکر کہا اری نور نظر تم کیوں جان دیتی ہو عمرو کہاں بھاگ کر جائیگا جلد اری کو وہ سیماب
کی رو تنگ ہو میں ابھی جادو گردن کو ندر انذر کرتا ہوں کہیں چھپا بیٹھا ہوگا جادوگر
پکڑ لاوینگے وہ مکار یہاں سے نکلکر کہاں جاویگا میری بیٹی کو دھوکا دے کر جلد باہر
سہ پارہ وفقل نے جب باپ کو دیکھا چاہا کنوئیں میں گر پڑے کنیزیں دوڑ کر لپٹ گئیں لیکن
باپ نے آکر گود میں اُٹھا لیا سہ پارہ شعر اپنا نوچنے لگی کہتی تھی کیوں حرامزادیو تمنے
اسی لیے مجھکو روکا تھا میں باپ کو صورت نہ دکھاتی کنوئیں میں گرتی میرا جنازہ
دیکھتے تو فرماتے کہ تیرہ برس کی مشقت ضائع ہوئی شاید ماں کو بھی افسوس ہوتا
میرا ابھی جنازہ آج ہی اُٹھتا ہو تو لوگ کہتے کہ غیرت دار تھی بڑا حجاب ہوا کہ اپنی جان
دیدی یہ کہکر چلا چلا کر رونے لگی سیماب نے نہ چھوڑا حکم کیا ارے محافہ لاؤ میں اسکو
محل میں پہونچاؤں اری بیٹا ایسی بات نہ کر وہ قیدی تھا بلا سے بھاگ گیا تمھاری کیا خطا
تم ناحق اپنے کو پراگندہ کرتی ہو سہ پارہ کہتی ہی بادا جان وہ ہمالہ حرامزادی طعن و
تشنیع کریگی کہ بیٹی کو چھوڑ کر عمرو نے دھوکا دیا کس طرح نکلگیا مجھسے یہ طعن و تشنیع ہرگز
نہ سنے جاوینگے سیماب کہتا ہوا ای پارۂ جگر ہمالہ کو کیا دخل ہو کر تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکی
ذات کا سارا فساد ہوا اگر وہ نگاتا نہ سنتی تو یہ آفت کاہیکو برپا ہوتی محافہ آیا بیٹی کو محافے
میں لیکر سوار ہوا ڈیوڑھی پر آکر محافہ پہونچا ماں بیٹھی ہوئی نکل آئی کہتی تھی ہای میری
بچی کو ایسی غیرت آئی کہ جان دینے کو آمادہ ہوئی خواصوں نے کہا واری اگر ہم لوگ نہ لپٹ
جاتے تو کنوئیں میں گر پڑتیں کیسی آفت برپا ہوتی ہم لوگ کیا منھ دکھاتے ماں نے
دوڑ کر بیٹی کو گود میں لیا کہا بیٹا اب شرم نکرو تمھارے چچا اُس عیار کو پھر گرفتار کرکے روانہ
کرینگے سیماب نے کہا صاحب غربال کیسا میں ابھی گرفتار کراکے منگواتا ہوں میری
صاحبزادی ناحق شرمندہ ہیں ماں گود میں لیکر بیٹی کو محل میں آئی مگر سہ پارہ کا رونا
کم نہیں ہوتا تھا کہتی تھی میں نے تم سب کو منھ دکھایا حرامزادی خواصوں نے
مجھکو کنوئیں میں نہ گرنے دیا میرا خاتمہ ہوتا تو ماں باپ کو معلوم ہوتا غیرت دار تھی

کہ اپنی جان دیدی مجھکو زندہ کیوں رکھا باپ ماں دونوں لپٹے ہوئے ہیں دائیں
دائیاں انائیں سب کہ رہی ہیں کہ بی بی تمہارے باپ کو سامری و جمشید سلامت
رکھیں انکی عملداری بہت وسیع ہے اب وہ ساحروں کو بھیجکر گرفتار کرا منگائینگے
تم عمرو سے پوچھنا کہ کیوں بھاگ گیا شفا سہ پارہ نے کہا میں تو قفس سے اُس کو
نکالتی تھی اور ہر وقت جاگا کرتی تھی اتفاقاً میں سو گئی اور یہ سب خواصیں بھی بیہوش
سو گئیں آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ بھاگ گیا میں زندہ نہ رہونگی تڑپ تڑپ کے اپنی
جان دونگی اناجی یہ خیال نوکرو کہ دوپہر رات گئے ہیں اُدھر سے گذری تو بی جمالہ
گانا سن رہی تھیں مجھ کمبخت کو بھی شوق ہوا کہ اسکا گانا سنوں اُس شوق سے یہ
نوبت پہونچائی کہ میں ماں باپ سے شرمندہ ہوئی میں نہیں چاہتی تھی کہ یہ لوگ میری
صورت دیکھیں بلکہ میرا جنازہ انکے سامنے آئے ماں کہتی ہے بی بی دم بدم جنازے کا
نام نہ لو میرا کلیجہ پھٹتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکل جائے سہ پارہ کہتی ہے اے مادر مہربان
مجھ بدنصیب کو مرجانے دیں اگر اسکو جمالہ سے نہ لاتی تو کیوں یہ آفت برپا ہوتی ماں کہتی
ہو کہ بیٹا بس اب صبر کرو عمرو گرفتار ہو جائیگا کہاں بھاگ کر جائیگا ہزار ہا ساحر اُسکی
تلاش میں نکلے گا جہاں کہیں ہوگا وہاں سے گرفتار ہو جائیگا میں سمجھ لونگی سارا
دن اسی ہنگامے میں گذرا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز
بصد سوز داخل شہر مغرب ہوا مگر رونا سہ پارہ کا نہیں کم ہوا سیماب نے اپنی
زوجہ سے کہا کہ صاحب اسکو لیکر لیٹو شاید سو جائے ماں نے گلے سے لگا لیا اور
پلنگ پر لیکر لیٹی سیماب نے بھی اپنا پلنگ قریب بچھوا لیا کہتا تھا صاحب ایسا نہ ہو
کہ ہم لوگ غافل ہو جاویں اور یہ اٹھکر اپنی جان دیدے محل میں جو اندر کنواں
ہو اسکو تو بند کر دو کنیزوں سے کہا ہوشیار رہنا مگر ماں نے گلے لگا کر تھپکیا
تو سہ پارہ سو گئی ماں نے اشارہ کیا کہ او صاحب سامری و جمشید نے عنایت کی
کہ سہ پارہ سو گئی اب محل میں کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر جا کے
لیٹو صاحب تم بھی پلنگ پر لیٹو دن بھر بلا کرتے ہوتے ہو [illegible]

اپنے پلنگ پر لیٹا ماں مہ پارہ کی مہ پارہ کو سلا رہی ہو جب دیکھا کہ بیٹی بیہری خراٹے
لینے لگی تب اپنے بھی تکیے پر سر رکھا سیماب جادوگر دن بھر کا تھکا ہوا تھا لیٹتے ہی
سو گیا خواص میں گویا اپنے اپنے مقام پر یہ بالیں جو لیٹی وہ سو گئی دو پہر رات گئے محل
میں سناٹا ہوا خواجہ سے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک طرف سیماب لیٹا ہے لیکن خراٹے
لے رہا ہے خواجہ بہ صورت آنسے سیماب کو اٹھا کر زنبیل کیا آپ سیماب کی
شکل بنا پلنگ پر لیٹے رات بھر ایسی سناٹے میں گذری صبح کو سیماب کی آنکھ کھلی
زوجہ کو جگایا کہا ارے بتلا تو میری بیٹی کہاں گئی ماں جو اٹھی بیٹی کو نہ پایا پیٹنے لگی
سیماب نے کہا او قبیل یانی میری بیٹی کو تو نے کھو دیا میں تجھکو قتل کرونگا ماں نے ملکہ
مہ پارہ کی سنگ ماں لیا شوہر سے کہا صاحب لو مجھے قتل کر دیجئے حق تعالیٰ کہ شوہر میرا
مجھے بہت چاہتا ہے جب میں خود رکھونگی تو قتل نہ کریگا مگر سیماب نے بال پکڑ کے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ زوجہ کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے چلا کہا
ہائے مہ پارہ کا پتا نہ لگا تو میں ... خاموش نہوں قیامت برپا کرونگا
اور لوگوں سے دیکھا کہ سیماب ایسا غصہ ہو کر زوجہ کو اپنی مار ڈالا اب کنیزوں
کو ابھی قتل کریگا ... بھاگ کر جا بجا چھپ رہی ہیں سیماب نقلی تلوار
کھینچے ہوئے دروازے پر آیا چوبدار کھڑا تھا اٹھ کے سلام کیا سیماب نے ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہا او بیحیا ہم تو بیٹی کے غم میں ہیں اور تو ہمیں سلام کرتا ہے چوبدار کے
دو ٹکڑے ہوئے جو سپاہی کہ پہرے پر تھا وہ کانپتا ہوا اٹھا سیماب کو سلام نہ کیا
سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا کہا او بے ادب ہم تو بیٹی کے غم میں ہیں اور تو ہمکو
سلام بھی نہیں کرتا جو سامنے آیا اسے قتل کیا دربار میں وزرا امرا جمع ہیں اور
کہہ رہے ہیں کہ سیماب کا قلب الٹ گیا اپنی زوجہ کو مار ڈالا دربار میں لا کر اسے
سمجھا کر صبر و تحمل کریں ہم ... وہ مہ پارہ کو ڈھونڈنے جاتے ہیں تمام سرحد کو
چھانتے ہیں سیماب کہتا ہے ہائے نہیں معلوم میری دختر کہاں چھپی ہو گی کہیں جنگل
میں پھرتی ہو گی یہی کہتا ہوا دربار میں آیا کہ آج کل سلطنت کو مٹا دونگا تخت پر چڑھا

کہا کیون صاحبو انصاف تو کرو کہ یہ فساد کسکی ذات سے برپا ہوا اگر حمالہ اُسکا گانا
نہ سنتی تو وہ نادان کیون مشتاق ہوتی چند ساحر جادو بین اور حمالہ کو کھینچے ہوے لائین
وہان حمالہ سو کر اُٹھی ہی شمع وغیرہ دھر رہی ہی کہ خبر سُنتی عمرو بھاگ گیا مہ پارہ بھی
کہین نکل گئی سیماب نے اپنی زوجہ کو مار ڈالا اب دربار مین آیا ہی حمالہ نے کہا
ہم تو جانتے تھے کہ عمرو کی قید آئی ہی کچھ آفت ضرور برپا ہوگی آخر نکل گیا ناشن چھوکری کی
کیا حقیقت تھی اُسکو دم دیکر بھاگا ٹیپے بڑے ساحر تو آسکے دام فریب مین پھنسے
ہین وہ چھوکری نادان کیا فریب کو سمجھتی کہ چند ساحر آکر پہونچے کہا بی حمالہ چلو تمکو
سیماب بلاتے ہین حمالہ لٹھیا تھام کر اُٹھی بڑبڑاتی ہوئی چلی کہتی ہوئی کچھ سیماب
دیوانہ ہوا ہی دشمن نے زوجہ کو کیون مار ڈالا کیا مجھکو بھی قتل کریگا مین اِسکے
سامنے سر جھکا دونگی کہ لے اِس دائی کو بھی قتل کر ورنہ مجھے حکم دے کہ مین عمرو و مہ پارہ
کو ڈھونڈھکر لاؤن یہ خوب سمجھ لے کہ وہ تیری سرحد سے نہین نکل سکتا جنگل مین وہ
بھٹکتا پھرتا ہوگا اور یہ صاحبزادی جو نکل گئی ہین کسی کے گھر مین جا بیٹھی ہونگی مین
ڈھونڈھکر لے آؤنگی جادوگر کہتے ہین بی حمالہ چلیے تو سہی سیماب بڑے غصے مین
بیٹھا ہوا ہی مصاحبون پر یہ قہر جھلا رہا ہی کہ حمالہ بکتی جھکتی دربار مین آئی سیماب کو
دیکھا تخت پر بیٹھا ہی اور تیغہ برہنہ آگے رکھا ہی جیسے ہی حمالہ کو دیکھا اُسنے کہا
کیون دائی امان تمنے یہ آفت برپا کی تمکو قید کرنے کو دیا تھا کہ گانا سُننے کو نہ تم اُسکا
گانا سنتین نہ چھوکری اُسکی مشتاق ہوتی تمھاری ہی ذات سے آفت برپا ہوئی اگر تم
نہ گانا سُنتین تو یہ آفت کاہے کو ہوتی حمالہ نے کہا بیٹا مین نے بتیس دھار دودھ
تجھکو پلایا ہی جب تو نے پرورش پائی اگر مین خطاوار ہون تو میرا سر کاٹ لے
یہ کہکر سر جھکا دیا سیماب نے تلوار اُٹھائی اور کہا دائی امان تمھین کیا مین زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ مارا کہ حمالہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے حمالہ کو مار کر طرف
مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو تم یہی چاہتے تھے کہ اپنی دائی امان
کو مار ڈالون تمنے مجھکو نہ سمجھایا یہ کہکر داہنی طرف اِشارہ کیا کہ بائین پہ جو مصاحب

بیٹھا ہی اسکا سرکاٹ لے داہنی طرف سے اُٹھکر ایک ساحر نے دوسرے ساحر کا سرکاٹ لیا
سیماب نے کہا دیکھو صاحبو یہ ساحر ایسا اسکا دشمن تھا کہ کہتے ہی اسکا سرکاٹ لیا ہان
صاحبو اسکا بھی سرکاٹ لو فرداً فرداً کر کے اسیطرح سب مصاحب قتل کیے چند
ساحر جو باقی رہے اُنسے کہا کہ ایک چولھا بناؤ اُس مین آگ روشن کرو اور ایک
کڑھاؤ اُسمین بہت سا تیل ڈالکر چولھے پر چڑھا دو مین بھی اپنی جان دونگا کیونکہ
بعد زوجہ کے اور اپنی بیٹی کے زندگی بیکار ہی سب ساحرون نے جلدی جلدی
چولھا بنایا آگ سلگا کر کڑھاؤ اُسپر رکھا تیل اُس مین بھر دیا اسقدر آنچ ہوئی کہ
تیل اُچھلنے لگا سب سے کہا باہر جاؤ اب مین اپنی جان دیتا ہون سب ساحر باہر
گئے آپس مین کہ رہے ہین یہ ظالم بھی اپنی جان دے تو جھگڑا پاک ہو ہیجیا نے صدہا
کو مارا اور بارہ مین سب لاشے پڑے ہین مگر سیماب نقلی نے دروازہ بند کرلیا اور
سیماب اصلی کو زنبیل سے نکالا زبان مین سوزن دیدیا ہی سیماب کی جو آنکھ کھلی
اسنے دیکھا کہ ساری بارگاہ مزیدار انصابان بنی ہی اور میری شکل کا دوسرا جوان تیغ کھینچے
کھڑا ہی گھبرا گیا کہ میرے مصاحبون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای سیماب آگاہ ہو منم
مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری سب کا خاتمہ کرچکا اب تمہین اس تیل مین
ڈالونگا دیکھا تمنے میری قید کے آنیکا مزہ اُٹھایا سیماب تڑپا جی مین کہتا ہی کسکو
پکارون عمرو نے تو سب کا خاتمہ کردیا یہ کیا شعبدہ تھا کہ بیٹی غائب ہوئی اور یہ
ظالم حاکم بنکر بیٹھا جمالہ کا بھی لاشہ پڑا ہی دائی امان وہ ساحرہ تھین کہ اگر لڑائی
پڑتی تو لاکھ ساحرون سے نڑکتین مگر اس ظالم نے کیا کیا کہ اُنکا بھی سرکاٹ لیا
مگر عمرو نے سیماب کو اُٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدیا ایک دناٹا ہوا اندھیرا جو ایکے
سحر کی تھین وہ گرین باہر جو جادوگر کھڑے تھے اُنھون نے آپس مین کہا کہ لو
صاحبو خاتمہ ہوا سیماب نے بھی اپنی جان دی اب دروازہ کھولکر اندر چلو
اندر جو آئے دیکھا سیماب تخت پر بیٹھا ہی تلوار کو بلا رہا ہی ہر ایک کا قول ہے
کہ یہ ظالم تو زندہ بیٹھا ہی مگر کچھ کہ نہین سکتے جانتے ہین کہ ساحر زبردست ہی اگر ایسی

ہوئیں گے تو یہ سب کو قتل کر ڈالیگا کوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا عمرو نے پکار کر
آواز دی کہ یارو تم مجھکو کیا جانتے ہو مجھے بھی پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے
مالک ہیں ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حکم دیجیے وہ بجا لاویں ہمیں بھلا کسی بات میں
عذر ہی عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ میں مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار صاحبو تمنے دیکھا میں نے سب مفسدونکو مار ڈالا اگر
چاہتا تو تم سب کو بھی قتل کر ڈالتا مگر تمکو غریب جانکر چھوڑ دیا اب کہو تمھاری بھی فکر
کروں سب نے کہا ہم تو تابعدار ہیں تب عمرو نے صرہ پارہ کو زنبیل سے نکالا
صرہ پارہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا تمام دربار مزبلہ قصابان بنا ہوا ہے اور جمالہ کا لاشہ
پڑا ہے عمرو بصورت اصلی تخت پر بیٹھا ہے صرہ پارہ کو عمرو نے تخت پر بٹھایا اور تمام رعایا
کو جمع کیا کہا صاحبو یہ تمھاری بادشاہ ہے میں جا کر غربال کی فکر کروں جاتے ہی اسکی
گردن توڑونگا کہ بڑے ساحر زبردست ہوا اب کہو کہ کیا ہوا کہ وہ سیماب تباہ ہو گیا
سیماب و جمالہ سب مارے گئے رعایا نے سلطنت صرہ پارہ قبول کی عمرو صرہ پارہ
کو بادشاہ کر کے سیماب کی شکل بنا ایک سر کو بصورت سر عمرو بنایا اور نیزے پر
اُسے رکھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ عمرو کو قتل کیا اور اب میں
اپنے بھائی کی ملاقات کو جاتا ہوں راہ میں جو شخص سُنتا ہے وہ حیران ہوتا ہے
اور ساحر خوشیاں کرتے ہیں کہ قاتل ساحران مارا گیا اب فراغت ہو گئی اب
کون ساحروں کو قتل کریگا وہ شخص مارا گیا کہ جسکا مکاری میں مثل نہ تھا راہ میں
جو قریہ و قصبہ ملتا ہے وہ لوگ دعوتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے سیماب تمنے
کیا کار نمایاں کیا ہے کہ عمرو ایسے شخص کو مارا نام سامری و جمشید دنیا میں رہگیا ورنہ
چند سے میں کوئی نام نہ لیتا کہ سامری و جمشید کون تھے اب پھر انکا مذہب رہ گیا
خواجہ جابجا دعوتیں کھاتے ہوئے لوگوں سے انعام و اکرام لیتے ہوئے قریب
لشکر غربال کے پہونچے مگر صاحبقران کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ
سر عمرو کا نوک نیزہ پر رکھا ہے یہ دیکھکر بیقرار ہو گئے فریاد یا مدد و تخضب ہوا سب عیار

بھی رونے لگے گر سمک و چالاک و برق یہ کہکر نکلے کہ یا اپنی جان دینگے یا اپنے باپ
کے خون کا بدلہ لینگے کوئی جادوگر بنکر چلا کوئی خدمتگار بنا داخل لشکر سیماب ہوے
جب غربال کو خبر پہونچی کہ بھائی صاحب سر عمرو لیکر آئے ہین بارگاہ سے نکل آیا دیکھا لوگ
نیزہ پر عمرو کا سر ہو جب سیماب سامنے آیا غربال نے کہا کیون بھائی صاحب جس
شخص کو مین نے گرفتار کر کے بھیجا تمنے قتل کیا سیماب نقلی نے جواب دیا کہ بھائی
گھر گھر شادیان ہو رہی ہین سب جادوگر تمکو دعائین دیتے ہین اور کہتے ہین کہ غربال
نے مذہب سامری بچا لیا ورنہ تھوڑے دنون مین کوئی نام بھی سامری کا نہ لیتا مگر
چالاک و سمک و برق بہ شکل مبدل ساتھ ہین پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے غربال
تمنے وہ کام کیا کہ جو کسی سے نہ ہو سکا تھا ایسے شخص کو مارا غربال خاموش ہو کچھ سوچ
رہا ہی سیماب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا سیماب نے کہا اے برادر مین نے کئی دن
سے کھانا نہین کھایا ہو غربال نے خدمتگارون کو آواز دی کہ ہان صاحبو دسترخوان
بچھاؤ بھائی صاحب کو کھانا کھلاؤ جب دسترخوان بچھا اور غربال نے اشارہ کیا
کہ بھائی صاحب کھائیے عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ بھائی صاحب تم بھی شریک ہو
غربال بیٹھا تو مگر جیسا کہ ہو رہا ہو دم بدم سیماب کو دیکھتا ہو کہتا ہو بھائی مین کھانا
نہ کھاؤنگا عمرو نے کہا تمھارے بغیر مین نوالہ منھ مین نہ ڈالونگا یہ کہکر نوالہ بنایا چاہا کہ
منھ مین غربال کے دون غربال نے ہنسکر کہا بھائی صاحب آپ کھائیے میرا اسوقت
دل نہین چاہتا عمرو نے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میرے ہاتھ سے نوالہ کھاؤ جب
عمرو نے نوالہ اُٹھایا کہ منھ مین غربال کے دون تب غربال نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
او سارباں زادے تو بڑا گستاخ ہو یہ بتا کہ وہ سیماب پر کیا کیا عمرو نے کہا سب کو
مارا غربال نے عمرو کو پھر ایک قفس مین بند کیا اور تین مار مار کر رونے لگا کہتا تھا
کہ یارو عمرو نے میرا ملک برباد کر دیا بھائی صاحب کو مارا انکی شکل بنکر جیسے دھوکا دینے آیا تھا
والون سے کہا یارو تم تو یہان ٹھہرو مین کوہ سیماب پر ہو آؤن جا کر وہان کا حال
دیکھون کہ کیسی تباہی ہوئی اس ظالم نے بڑا غضب کیا کل رات کو دل گھبراتا تھا

بھائی سیماب کو خواب مین دیکھا ہی مین جلدی چلا آؤنگا تم لوگون کو زیادہ تکلیف نہ ہوگی سب نے کہا آپ کو اختیار ہی اُسی وقت غربال سوار ہوا عمرو کا قفس گھوڑے پر رکھ لیا کہا اب اس سے غافل نہ ہونگا آٹھ پہر اسکو دیکھا ہی کرونگا حقیقت مین بھلا وہ ہو مین نے تو قید کرکے روانہ کیا تھا وہان جاکر کیونکر چھوٹا کہ یہ آفت بپا کی سب صاحب کہتے ہین نہ گھبرایئے سب کو زندہ پایئے گا یہ اِسکی مجال نہ تھی کہ سیماب کو مارتا راہ مین جو چھوٹا یہ صورت بنکر آیا غربال کہتا ہی یار و میرے دل کو آگاہی ہی کہ کوہ سیماب تباہ ہوا کوئی عزیز زندہ نہین بچا دیتی مین چلکر عمرو کو قتل کرونگا خون اسکا شیشہ الون پر چھڑکونگا کہ روح سامری رضامند ہو قدرت فرمائینگے غربال نے بڑے شخص کو مارا ہمارے مذہب کا نام بچا لیا ورنہ کوئی سامری پرست دنیا مین نہ رہتا جب کوئی ساحر نہ ہوتا تو سامری کا نام کون لیتا مگر واہ رے غربال تو نے بھی ایسے شخص کو مارا کہ جسنے رامہ و مشمش کو قتل کیا کہ جو خداوند ساحران کہلاتے تھے وہ مارے گئے بس نام خداوندون لے اُن لوگون کی ذات سے مذہب سامری کا عروج تھا غربال دلمین یہ خیال کرتا ہوا ہنسی خوشی جاتا ہی تھوڑا لشکر ساتھ ہی سب ساحر خوشیان کررہے ہین کہ سامنے ایک قریے کے پہونچے دیکھا کنارے پر قریے کے ایک نخل ہی وہان سب گنوار جمع ہین ڈھول وغیرہ بج رہا ہی پھول و ہار چڑھا رہے ہین جو اُس مجمع سے نکلتا ہی وجد کرتا ہوا کہ کیا مذہب سامری ہی اور کیا کرامت اس مذہب مین بھری ہی کالی جی زمین سے پیدا ہوئین ایک کہتا ہی پہلے مین نے دیکھا مین اشنان کرکے آیا تھا کہ دور سے دیکھا زیر نخل روشنی ہی جب قریب آیا تو دیکھا کالی جی سر نکال رہی ہین مگر کالی جی کا ایک ہاتھ نہین نکلا دوسرے نے کہا اس مین بھی کچھ مصلحت ہوگی رفتہ رفتہ نکلیگا غربال نے جو یہ ذکر سنا گھوڑے سے اُترا قفس عمرو ہاتھ مین لیے ہوے طرف مجمع کے چلا یہ کہتا ہوا کہ کالی جی مین تمہارا اپوجا کرونگا اور تمہارا مٹھ بنواؤنگا اسی قریے مین رہوگی کہ کوہ سیماب پر چلوگی کالی نے سر ہلایا گنوارون نے کہا میان غربال صاحب

آپ بادشاہ ہیں کالی جی نے ہم غریبوں کے یہاں ظہور فرمایا ہو جانے کے نام سے انکار کرتی ہیں غربال قریب آیا جیسے ہی قریب پہنچا کالی نے ہاتھ اٹھایا اور غربال کو اشارہ کیا غربال جھکا کالی نے ہاتھ اپنا غربال کی گردن پر رکھ دیا غربال نے سر جھکا کے قدموں پر رکھا بس کالی جی نے منہ کھولا اور یہاں غربال کے پکڑ کر ایک بغدہ مارا کہ سر غربال کے ہزار ٹکڑے ہوئے قفس ٹوٹ گیا عمرو چھوٹ گیا جادوگرون نے جو آوازیں سنی کہ کشتی مرا نام من غربال جادو بود سب نے بلوہ کیا عمرو نے حقہ ہائے آتشبازی مارے جادوگر جلنے لگے قران نے بغدہ کھینچکر ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا چالاک و برق و سمک جو ساتھ تھے تیغیں کھینچکر لشکر ساحران پر گرے کمندون سے اور رجاب بیہوشی سے ساحرون کو مار رہے ہیں مگر وہ ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے بھی چاہتے ہیں کہ ان عیارون کو پکڑ لیں مگر عیار بلاے روزگار ہیں اگر کسی نے چالاک پر سحر کیا اور چالاک گرا تو برق نے جھپٹ کر اس ساحر کو تیغچہ مار دیا ایک کی ایک مدد کر رہا ہے منتر قران کا نعرہ بلند ہے ہر ساحر دردمند ہے نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری — جہان سرہنگ و زخنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم — منم منتر قران شیر ژیانم

ایک طرف سے خواجہ نعرہ کر رہے ہیں نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہوں — زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
روندہ و جہانگرد و طرار ہوں — جہانگیر عالم کا عیار ہوں

ایک طرف چالاک نعرہ کر رہا ہے نعرہ چالاک

بہ عیاری من آنکہ جست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
نزاید باد گرد تیز گامم — خلیفہ اولم چالاک نامم

ایک طرف سے برق فرنگی نعرہ کر رہا ہے نعرۂ برق

مرا نام ہے برق خنجر گزار — کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار
تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہوں — سگے کون مکار و غدار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بہ زیر قدم غرب ہے شرق ہے — چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

یہ چاروں عیار قیامتیں برپا کر رہے ہیں ایک کی ایک مدد کرتا ہے ادھر جادوگر نے سحر کیا ادھر عیار نے جا کر آتے مارا لاشوں کے انبار کر دیے خون کے دریا بہا دیے یہ سب جانیں لڑا رہے ہیں مگر جادوگر پیچھا نہیں چھوڑتے اسوقت عمرو نے بیقرار ہو کے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکارا اے خدا اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس مصیبت سے بچا لے ان کافروں سے امان دے

نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام — خدا را پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق — کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بہ یاد خدا ہر کہ عادت کند — بماند بہ ہر دو جہان شاد کام
نیابد بہ ہوش آنکہ اندر جہان — زمینا ے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست — بہ ذکر شب و روز فکر دوام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد — کند طور حق رسی در دو گام
بہ حکم خدا ہر کہ گردن نہاد — شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست آن جام آغاز حق — از و ابتدا او بود اختتام
خدا وحدہ لاشریک است و بس — کسے را درین نیست جاے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر — خدا منظہر بہ تقلیل و تشبیہ

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ادھر سے گرد اٹھی ایک تاجدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار بادلہ پوشوں کے آکر پہونچا ایک حملے میں سب کو مٹاتا ہوا نکل گیا خواجہ نے بڑھ کر پکارا ابھی کہ اے معین و مددگار نام تو اپنا بتا دے کہ ہم جا کے

امیر سے نیری ہی تعریف کرین مگر افقا بدار نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا نکل گیا یہ سب
عیار مال کفار لوٹنے لگے جسنے جو لوٹا خواجہ نے اُس سے مانگ لیا قران نے سب
جادوگرون کے کپڑے اُتار لیے سامنے خواجہ کے رکھے مگر بہتر برق فرنگی کرباے
روزگار ہوا شے اگر کیا کا چھلا اُتار لیا اور خواجہ نے کہا مین دیکھون تو برق نے ہنسکر
کہا اُستاد اپنا اپنا نام اپنا اپنا کام سب آپ ہی کو دے رہے ہین مین بہت پریشان
ہون سب نوٹ خرچ ہو گئے ہین ابکی مہینے مین بنک گھر مین کچھ جمع نہین ہوا چالاک
کہتا ہو کیون برق تو سود کھاتا ہو برق نے کہا سود کفار کھاتے ہین ہم منافع لیتے
ہین مگر لشکر غربال جو ستا بار صاحبقران مین اُترا ہوا تھا یکایک ان سب کے
کان مین جو آواز آئی کرشتی مرا نام سن غربال جادو بود سب جادوگر یہ آواز سنکر
گھبرا گئے آپس مین صلاح کی کہ نکل چلو سب نے کہا بہتر سارا لشکر پیدل لڑتے بھڑتے
بھاگا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ لشکر غربال بھاگ گیا آکر مال پر گرے لوٹنے لگے
بارگاہ مین اُلکھڑ دالین خزانے پر قبضہ کیا صاحبقران حیران بیٹھے ہین فرمار ہے
ہین کہ ای دادار اسے ہند بمقام افسوس ہو کہ غربال عمرو کو گرفتار کر کے لے گیا
اور کوئی اُسکی مدد کو نہین گیا کہ اُسکو تسکین ہوتی کل وہ آئیگا تو شکایت کریگا کہ
ہماری مدد کو کوئی نہ آیا کسی نے ہمکو نہ بچایا ہر چند کہ وہ ارسطوے فطرت اور لقمان
حکمت ہو لندھور نے کہا غلام ابھی مدد کو جاتا ہو حقیقت مین حریف کو ایک خوف
تو ہوگا یہ کہا لندھور اُٹھے دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے جب بارہ کوس لشکر سے
نکلے تو دیکھا جنگل سے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و چالاک دھمک بلدائی
چلے آتے ہین لندھور نے سب سے ملاقات کی سبب رہائی خواجہ پوچھا برق نے
سب احوال بیان کیا لندھور نے کہا آپ لوگ چلیے مین شکار کھیل کر آتا ہون
عیار طرف لشکر کے چلے لندھور جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگے شکار چرند و پرند
خوب کھیلا دور سے دیکھا ایک پودھا نخل سا ہو شکل گلدستے کے اُسپر ہزار ہا
طائران خوشنما بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن زمزمون سے اُنکے یہ ثابت

ہوتا ہی کہ یہ اشعار عاشقانہ اپنی زبان میں کہ رہے ہیں نظم

تقریر میں معذور نہ عاجز ہو سخن میں
اسطرح کا ایکا نہیں دیکھا ہی سخن میں
کسطرح سے تم وصل کا اقرار کروگے
سچ سچ تو یہ ہو کیا شعرا بول سکیں گے
کیا زہر کی نظروں سے مجھے یار نے گھورا
کیا آب حیات آب دم تیغ ہی قاتل
الہام ہیں الہام صفیر آپ کی غزلیں

تحسین شعرا کو ہی عبث تیرے دہن میں
سب ایک زبان ہیں ترے اوصاف ہیں میں
اک بات سماتی نہیں تنگی سے دہن میں
گنجایش تقریر نہیں تیرے دہن میں
باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن میں
ہر رگ ہوئی مثل رگ جان پیکر بدن میں
شاہین پہ جبریل ہی سیراں سخن میں

ان آوازون کو جب لندھور نے سُنا تو ایک ہیبت ہوئی بیچ میں اُن طائرونکے دیکھا کہ ایک طائر کلان پر ابر طاؤس کے رقص کر رہا ہی لندھور نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا تاک کر اُس طاؤس کو مارا طاؤس پر جب تیر پڑا اُسنے ایک چیخ ماری اِتنا غبار اُڑا کہ سب ملازمان لندھور اُس میں چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا دیکھا کہ لندھور مرکب پر نہیں ہین الیاس ہندی کہ ہمراہ تھا اُسنے یہ دیکھکر مرکب کوتل دوڑ رہا ہی غل مچانا شروع کیا کہ یارو غضب ہوا آقا غائب ہوگئے سب روتے پیٹتے ہوئے خدمت میں صاحبقران کی آئے صاحبقران نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ خواجہ جاکر خبر تو لو عمرو نے کہا اے شہریار اِس سفر میں میرا بڑا نقصان ہوا اور آپ نے کچھ نہیں دیا کچھ مرحمت فرمایئے تو قرضدارون کو سمجھا دون امیر نے فرمایا آپ کسکے قرضدار ہیں عمرو نے کہا میں اُن لوگون کو نہ بتاؤنگا وہ یون ہی کہا کرتے ہیں کہ تم صاحبقران کے نوکر ہو پھر دبا کر دا لیتے ہو اصل میں نہ دو مگر سود تو دیا کرو صاحبقران نے کہا ہم اُسنے وعدہ کر لیتے خزانے کے خزانے تمنے پائے اور پھر قرضہ نہ ادا ہوا عمرو نے کہا خزانے تو آپ لیتے ہیں مجھکو کچھ جھاڑن جھوڑن ملجاتا ہی اُس سے کہین قرضہ ادا ہوتا ہی اب کچھ دلوایئے تو مین تلاش لندھور مین

جاؤن یہ کہکے چادر بچھادی اور پکار کر کہا یارو غریب فرزند ارنے چادر بچھائی ہے
سب صاحب کچھ کچھ دیوین سب سردارون نے انگوٹھیان چھلے روپے کے توڑے
ڈالنا شروع کیے خواجہ سب روپے نذر زنبیل کر کے تلاش لندھور مین چلے اسی
جنگل مین آئے دن بھر پھرے کچھ نشان نہ پایا شام کو ایک درخت پر چڑھ کے
بیٹھے جب رات زیادہ گئی تو دیکھا کہ آسمان سے شعلے گرنے لگے سب درخت روشن
ہوگئے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ چند کنیزین آئین انھون نے فرش بچھایا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک محافہ زرین اسکے پیچھے لندھور بن سعدان دیوانہ
وار وحشی مثال آکر پہونچے وہ محافہ برابر فرش کے اترا ایک نازنین نکلی مسند پر
آکر بیٹھی لندھور سامنے آکر بیٹھے منتین کر رہے ہین کہ مجھکو بھی اپنے پہلو مین جگہ
دیجیے ایک کنیز نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ صحرا نشین دیکھیے آپ کے عاشق کا کیا حال
ہے اسنے منھ پھیر کر کہا ایسے عاشق کا کیا اعتبار ہے سب باتین بناوٹ کی ہین جب
ہوش مین آئے اور اسی طرح منت کرے تب مین جانون کہ میرا عاشق ہے اب
ثابت ہوگیا کہ یہ فتور کرتا ہے کنیز نے کہا آپ مالک ہین دیکھیے محافے کے پیچھے پھرتا ہے
صحرا نشین نے کہا اسکو یہ اسے ملاقات حکیم فیلقوس لیجاؤ وہ اسکا علاج کرینگے
کنیزون نے کہا اچھا اور اسے پہند سامنے جنگل ہے پہلو مین اسکے قصر ہے اس مین
حکیم فیلقوس رہتے ہین جاکر انکو نبض دکھاؤ وہ تمھارا علاج کر دینگے لندھور
ناچار ہوکر اسطرف صحرا کے چلے عمرو نے رنگ روغن عیاری کا نکالا آگے
گائن کو بیہوش کیا سامنے صحرا نشین کے بیٹھکر نے بجانے لگے اور رقبین نئے طور سے
یہ اشعار گانے لگے

نظم

ہستی نے میرا نام ونشان تک مٹا دیا	خورشید ہوتے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تجھکو کون سا فقرہ سنا دیا	سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا
کتنا ہوس سے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین ہم کسی کا تجھے نے لبا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے	جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا

فرقت میں تھا قیامت کبریٰ کا سامنا	نالوں سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوز فراق یار	ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسیٰ وفور نور سے غش کھا کے گر پڑا	تمنے جب اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

یہ اشعار عمرو نے فریبن گائے اور فرسے بیہوشی اُڑائی صحرا لنشین مع کنیزون کے بیہوش ہوئی خواجہ خنجر کھینچکر اُٹھے چاہا کہ قتل کرون ایک طرف سے آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ لندھور بن سعدان تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ خبردار اسپر ہاتھہ نہ ڈالنا اگر میری معشوقہ قتل ہوگئی تو چیر کر پھینکدونگا ایک تماچے میں تمھارا کام ہوگا عمرو نے دیکھا کہ لندھور اس ارادے سے آتا ہی کہ مجھکو قتل کرے عمرو کود کر بھاگا لندھور نے آکر اس نازنین پر پانی چھڑکا وہ نازنین ہوشیار ہوئی اُسنے پوچھا او داراے ہند یہ کیا معرکہ ہو لندھور نے کہا عمرو نے تمکو بیہوش کیا تھا چاہتا تھا قتل کرے میں نے للکارا کہ خواجہ اپنی زندگی سے ہاتھہ دھونا اگر اسکا موے جسم میلا ہوگیا تو زندہ نہ چھوڑونگا تب عمرو بھاگا اگر ٹھہرتا تو میں اُسکو قتل کرتا سامنے جو جنگل ہی اُس میں بھاگ کر گیا ہی صحرا لنشین نے کہا ای داراے ہند یہ تمنے ایسا کام کیا کہ میرے دل میں تمھاری جگہ ہوگئی اور گمان غالب ہوا کہ تم مجھپر بدل عاشق ہو مگر میرا مہر ادا کرو لندھور نے پوچھا مہر کیا ہی صحرا لنشین نے کہا مہر میرا بہت آسان ہی کہ لندھور نے پوچھا وہ کیا ہی صحرا لنشین نے کہا ہم لشکر تمھارے ساتھہ کرتے ہیں لشکر کو لیکر مقابلہ حمزہ میں جاؤ حمزہ کا سر کاٹ لو تو ہم تمھیں صحبت میں سرفراز کریں ہمیں یقین ہوگیا کہ تم دل سے ہمپر عاشق ہو مگر نہیں ہی کہ عمرو ایسے کے ہاتھہ سے ہمکو بچا لیا لندھور نے کہا جسطرح ارشاد ہو وہ بجا لاؤن سر حمزہ لاؤن وہ پہر میں اُسکو زیر کرونگا اور ہندوستان میں جو حمزہ سے ساتھہ دن لڑا وہ زمانہ کمسنی کا تھا اب دوپہر میں حمزہ کو زیر کرونگا صحرا لنشین نے کنیزون سے کہا کہ فوج صحرائی بلاؤ لندھور کو روانہ کرو کہ ہمارا مہر لے آوین تاکہ مجھکو

اور انکو دونون کو تسکین ہو کنیزون نے باہر نکلکر آواز دی کہ اے فوج صحرائی بہت جلد
حاضر ہو ملکہ صحرا نشین طلب فرماتی ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ساٹھ ہزار فوج
نیزے و تلوارین باندھے ہوئے ایک مرکب کوتل سب کے آگے اس کرّ و فر سے
آکر پہونچے صحرا نشین اپنے مقام سے اٹھی لندھور کو لباس پہنایا سلاح بدن
پر آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار کیا افسرون سے کہا بار وا انکی نگہبانی رکھنا
ایسا نہ ہو وہ ساربان زادہ کوئی عیاری کرے لندھور اسی وقت روانہ
ہو گئے عمرو یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ اے عمرو اگر لندھور بمقابلہ
صاحبقران مین پہونچا ہر چند کہ حمزہ جنگ لندھور سے عاجز نہین ہو مگر بڑی مشکل
پڑیگی لندھور بڑے زور و شور سے لڑیگا مگر مین تو صحرا نشین کی فکر کرون شاید
کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچکر اسی جنگل مین پھرنے لگے یہان صاحبقران لشکر
مین اپنے اترے ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ لندھور بن سعدان
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابلہ صاحبقران مین اترا اور امیر سے کہلا
بھیجا کہ مین صحرا نشین پر عاشق ہون مجھکو حکم ہوا ہے کہ مین سر صاحبقران
کا لاؤن اگر آپ بسہولیت سر اپنا حوالے کرینگے تو فبہا ورنہ میدان مین سر
کاٹونگا صاحبقران نے کہلا بھیجا جو تجھسے ہو سکے تقصیر نکر سردارون نے
عرض کی کہ لندھور اپنے ہوش مین نہین ہو جس جادوگرنی کا نام لیتا ہو اسی کے
سحر مین ہو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر
نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بسر تیاریان ہوئین صبح کو صاحبقران زمان
میدان مین آئے ادھر سے لندھور بن سعدان جوشان و خروشان میدان
مین آکر پہونچا ساتھ والون سے کہہ رہا ہو جب مین حمزہ کا سر کاٹنے جاؤنگا تو آگے
سردار اور فرزند لوٹ پڑینگے تم ان سب کو روکنا مین اتنی دیر مین سر کاٹ لونگا
لندھور نے مرکب اپنا میدان مین نکالا اور للکار رہا ہو کہ یا صاحبقران
آیئے قاسم کہہ رہے ہین کہ دادا جان مین اس ہندی کے مقابلے مین جاؤن

جسطرح قبلہ و کعبہ نے گلشن حصار پر اس ہندی کو مع ہاتھی اٹھایا تھا اسی طرح آج
ہین کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لون رستم عرض کرتے ہین کہ مین جاؤن صاحبقران فرماتے
ہین تم لوگون کے جانے سے میری بدنامی ہو یہان تو یہ حال ہو کہ لندھور بیدار
کارزار مین ہین صاحبقران قصد کرتے ہین کہ مقابلہ لندھور مین جاؤن لیکن
فرزندان نامدار و سرداران عالیوقار نہین جانے دیتے وہان عمرو جنگل مین پھر
رہا تھا کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہو مگر کمر سنبھالتا ہوا اشرفیان کمر مین بھری ہین اُنکو برابر
سنبھالتا ہوا جاتا ہو خواجہ نے جو اُس مسافر کو دیکھا پانی منھ مین بھر آیا سوچے کہ
خواجہ اگر اشرفیان ملجاوین تو کئی مہینے کا سودا ادا ہو جائیگا یہ سوچکر مسافر کو
پکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہو مسافر ٹھہر گیا خواجہ
قریب آئے کہا بھائی دھوپ بڑی ہو اِس دھوپ مین نہ جاؤ مسافر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہو ملکہ صحرا النشین نے بھیجا ہو اور نامہ لیکر پاس حکیم فیلقوس کے
جاتا ہون اگر دیر لگیگی تو حکیم صاحب خفا ہونگے عمرو نے پوچھا حکیم صاحب کہان رہتے
ہین مسافر نے کہا وہ سامنے قصر ہو اُسی مین مطب کرتے ہین کئی مکان بنوائے
ہین تمام اِس قریے کے لوگ اُنھین کا علاج کرتے ہین کسی سے کچھ لیتے نہین
بلکہ چند دوائیان بنی ہوئی اپنے پاس سے دیتے ہین صبح سے دس بجے تک وہ
بیٹھتے ہین آخر وقت چار بجے سے شام تک تو بھائی مین ٹھہر نہین سکتا چاہے
دھوپ ہو اور چاہے مینہ ہو مجھے وقت پر پہونچنا ضرور ہو خواجہ نے باتون
مین لگا کر حباب مارا کہ وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے اُس مسافر کو بیہوش
کرکے کمر جو کھولی تو اشرفیان پائین بہت خوش ہوے کہتے ہین کیا مبارک قدم
مسافر ہو کتنے دنون مین اِسنے جمع کی ہونگی مگر خواجہ اِسکو بڑا قلق ہوگا کیا تدبیر
کرون خیال مین گذرا جو کچھ ہو سو ہو سب اشرفیان لیکر نذر زنبیل کین چاہا
مسافر کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی اُسی جادوگرنی نے جسنے لندھور کو بھیجا ہو
سر نکالا اور آواز دی کہ او عیار ان نادوسے اب کہان جائیگا یہ کہکے آواز گیر دی

زمین سے پانوں عمرو کے تھام لیے اس جادوگرنی نے نکل کر عمرو کی مشکیں باندھیں
اور پکار کر آواز دی اے گلعذار جلد آواز کے ہمراہ ایک کنیز پہلو سے نخل سے پیدا ہوئی
حاضر حاضر کر کے سامنے آئی عرض کی داری کیا حکم ہوتا ہے صحرا نشین نے کہا اے گلعذار
آج میں نے ایک مسافر بنا کر بھیجا تھا کہ یہ ساربان زادہ ضرور اُسپر ہاتھ ڈالیگا سحر کی
اشرفیاں بھی بنا دی تھیں آخر یہ مکار اُسی مکر میں پھنسا اسکو لیجا کر باغ مصیبت خزاں
میں قید کر تین دن سے زیادہ وہاں قیدی نہیں رہتا تڑپ تڑپ کے مرتا ہے وہ
کنیز خواجہ کو لے چلی راہ میں چلتے چلتے خواجہ نے کہا کہ بوا مجھکو پیاس لگی ہے کنیز نے
ایک تمانچہ مار اکہا نگوڑے مجھکو حکم نہیں ہے کہ میں تجھکو پانی پلاؤں تمانچہ کھاکے
خواجہ چپکے ہو رہے اور کنیز نے دیکھا کہ کمر سے عمرو کی ایک ڈبیا گری کنیز نے وہ ڈبیہ اٹھالی
تو دل میں کہنے لگی یقین ہے اس میں جواہر ہے یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا
اس میں سے بیہوشی اُڑی گلعذار بیہوش ہو کر گری خواجہ اُسکے بیہوش ہونے
کے بعد اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھکر کنیز کو قتل کیا لباس اُسکا اُتار لیا پھر طرف
صحرا کے بھاگے تاڑ خیال میں ہے کہ خواجہ یہ صحرا نشین بڑی مکارہ ہے مسافر کو
بنا کر بھیجا کہ میں اُس مکر سے گرفتار ہوا اب بھی مکر کریگی یہ سوچتے ہوئے اُسی جنگل
میں آئے درخت پر چڑھکر بیٹھے شام کو وہیں روشنی ہوئی فرش بچھا وہی محافہ اُس
نازنین کا آیا مسند پر آ کر بیٹھی خواجہ سوچے کہ آج بصورت اصلی اس سے ملاقات
کروں یہ سوچکر بصورت اصلی سامنے صحرا نشین کے آئے جھککر سلام کیا کہا
اے ملکہ عالم آپ نے غلام کو پہچانا صحرا نشین حیران ہو گئی کہ بصورت اصلی عمرو
آیا ہوا ہے میں کیا مراد ہے دیکھکر آواز دی کہ خواجہ اُس کنیز کے ساتھ کیا کیا عمرو
نے کہا اُسے مارا جو مجھے قید کریگا ہم اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے صحرا نشین کا رنگ
زرد ہو گیا جی میں کہتی ہے کہ اسکا کلیجہ دیکھو صاف کہہ رہا ہے خواجہ نے کہا میں اسواسطے
حاضر ہوا ہوں چاہتا ہوں کہ میرے آپ کے دشمنی نہ ہو صحرا نشین نے کہا خواجہ
اگر تم میرے ساتھ دشمنی نہ کرو تو میں بھی دشمنی نہ کرونگی نہیں کچھ لشکر کا بھی حال

معلوم ہو لشکر صور نے طبل جنگی بجوا کر کئی سرداران صاحبقران زخمی کیے اب کل کی
میدان داری میں اختتام ہو خود صاحبقران نکلیں گے اور آپس میں مقابلہ ہوگا
عمرو نے کہا میں خوش ہوں اگر حمزہ ذلیل ہو ایسا سر اٹھایا ہی کہ روز لڑائی رہتی ہی جسکو جہان
ستا وہاں چڑھ گئے ای صحرا النشین میں تو اپنی جان سے بیزار ہوں اگر پیٹ کو روٹی
ملے تو گوشے میں بیٹھ رہوں عیاری کا نام نہ لوں حمزہ کی محبت نے مجھے بدنام کیا
آپ لوگ میرے دشمن ہوگئے اگر مجھکو اپنی خدمت میں رکھیے تو جسطرح بنے حمزہ
کو قتل کروں اور سرداروں کو اسکے مٹاؤں خزانہ لوٹ لوں خانۂ کعبہ میں جاکر
اسکے باپ کو قتل کروں دیکھوں تو کیا کرتے ہیں یہی باعث خرابی ہو مجھکو آپ لوگ مطلق نہیں
کرتے یہاں کا بادشاہ یا تم میری دستگیری کرو تو سب کو قتل کروں تمکو بادشاہ
کروں مگر خرابی یہ ہو کہ آپ لوگوں کو ہماری بات فریب معلوم ہوتی ہوگی یہ بتاؤ
کہ مجھے کوئی پا سکتا ہو صحرا النشین نے کہا کہ تمھارے ساتھ جبتک مکر نہ کرے جبتک
تمکو کوئی نہیں پا سکتا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے یہ ایسا مکر کیا کہ میں اس مکر میں
پھنس گیا مجھکو مرنا تھا اشرفیاں دیکھکر بیقرار ہوگیا حقیقت میں آپ کی عقل کی
بڑی رسائی ہو جب مجھ ایسے کو گرفتار کرلیا تو تمھارے مکر سے کون بچیگا صحرا نشین
نے کہا خواجہ میں سحر بھی خوب جانتی ہوں جو ارادہ کرے میرے پیر مجھکو خبر دیتے
ہیں میں اس شخص کو گرفتار کرلیتی ہوں عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اول زبرجد نگار
و ہفت در بند فرعونیہ پر قبضہ کرو پھر عنطلی آباد لو جاکان حمزہ کو میں اٹھا دونگا
جس زمانے میں بگڑا تھا کوئی تم ایسا معین نہ ملا تین برس حمزہ کا ناک میں دم
کر دیا آخر حمزہ نے کنارے بلا کر قدموں پر میرے سر رکھا کہا خواجہ معاف کرو
تب میں نے ناچار ہوکر میل کرلیا دہنۂ زبرجد نگار شہر پرستوں کے آگے ایک
ملک ملتا ہو کہ وہاں کے بادشاہ کی بیٹی عیارہ تھی سب سرداران حمزہ کو پکڑ کے
لیگئی بڑے بڑے عیار و سردار اسکے تھے مگر کسی سے کیے کچھ نہ ہو سکا میں ایک تکیے
پر فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا حمزہ نے جاکر مجھسے ملاقات کی اور حمزہ پھر قدموں پہ گرا

اور کہا کہ خواجہ خطا معاف کرو اُسی شب کو مین نے جا کر اُس عیارہ کو گرفتار کیا
تو اے ملکہ ایک معین چاہیے آپ میری اعانت کیجیے اگر کیجیے تو کل جمشید کو گرفتار
کرلاؤن جس بادشاہ کو حکم دیجیے کیجیے زن و شوہر کو لڑوا دون وہ فتنہ ڈالدون
کہ بیٹا باپ کو مارے اور باپ بیٹے کا دشمن ہو جاوے سرداران حمزہ کو قتل کرون
آپ کے پاس اسی واسطے آیا ہون کہ مجھکو اپنے سایۂ دامن مین پناہ دیجیے یہ سنکر
صحرا نشین نے کہا خواجہ تمھاری بات سے دلکو خوف آتا ہی اگر آپ ایسا کرین
کہ میری مدد کرین تو وہ سامان جمع کردون کہ جسکا دنیا مین مثل نہ ہو عنظلی آباد وہ
مقام تھا کہ جہان سترہ لاکھ جادوگر رہتا تھا اب حمزہ نے اپنا ناظم مقرر کیا ہی
عمرو نے کہا حمزہ کے ناظم کو مین اُٹھادونگا کسکی مجال ہی کہ میرے حکم کو نہ مانے
جو نہ مانے اُسکی گوشمالی کرون تمام ملک حمزہ کے مین نے چھین لیے تھے ملازمان
حمزہ میرے نام سے بھاگتے تھے صحرا نشین نے کہا خواجہ یہ بتاؤ کہ تمھین مذہب
مین کسکا اعتقاد ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کو مانتا ہون کہ وہ جاگتی جوت
کا خداوند ہی سامری و جمشید مین یہ لیاقت نہین مین ہی نے قیطول پر جا کر
ایش تراشی کی اور صحیح و سالم چلا آیا مہتر گردھر کا ناک مین دم کر دیا آخر
بیٹا اُسکا خردک میرا شاگرد ہوا تب مین نے جا کر لقا کا پیچھا چھوڑا اب ملکون
ملکون پھرتا ہون ایک مرتبہ جا کر اُنکی پھر پرستش تراشی کرونگا وہ مجھسے راضی رہتے ہین
اور ہم تو یہ جانتے ہین کہ تم دعویٰ خدائی کرو مثل جمشید ثانی بنکر بیٹھو مین منتظم
سلطنت ہون اور ساحر بڑے بڑے ملازم کرو اسی جنگل کو طلسم بنا کر دربند
آراستہ کرو حکیمون کو جمع کرونگا فوجون سے یہ میدان بھردونگا وہ فوجین
جمع کرونگا کہ زمین بار نہ سنبھال سکے تم اسی جنگل مین ایک برج بنا کر بیٹھو
برق چمکایا کرو سب آکر اطاعت کرینگے جمشید ثانی سے بھی سجدہ کراؤن جمشید
کے کیا جمشید کو قدرت ہی تمھاری خدائی کا تمام زمانے مین شہرہ ہو جیسے جو پرانے
پرانے خداوند گذرے ہین اُنکی تصویرین بنا کر لگادون دیکھنے والے دیکھین

سر اگر یہ سب معتقد نہیں ہیں تو زیر گنبد کیوں بیٹھے ہیں اسطرح خواجہ نے یہ مضمون
بیان کیے کہ صحرا نشین جو بیٹھے لگی کہنے تھی خواجہ میں مردے کو زندہ کروں اور
زندے کو مردہ کروں جو کمال کہو وہ دکھاؤں تم جو نائب بنکر بیٹھو گے تو بڑا مطلب
نکلیگا عمرو نے کہا میں اپنے کمال دکھاؤں یہ کہکر گلیم اوڑھلی صحرا نشین حیران ہوئی
کہ عمرو کہاں گیا بیقرار ہوکر پکارنے لگی خواجہ نے گلیم اتارکر اپنی صورت دکھائی کہا
ملکہ اور بہت سے کمال ہیں اسی حال میں تمکو قتل کرڈالتا تخت زبرجدی میرے
پاس ہے یہ کہکر تخت نکالا اسپر سوار ہوکے تخت کو بلند کیا اور پھر زمین پر لائے
کہا اے ملکہ عالم اگر ساحر سحر سے بلند ہوجائے تو اسی تخت پر سوار ہوکر ماروں پٹکر
صحرا نشین کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتی ہو کہ حقیقت میں بلا سے روزگار ہو
کیا کیا تحفے اسکے پاس ہیں عمرو نے کہا آپکو تعجب ہوگی ورنہ جو جو تحفے میرے
پاس ہیں اگر ان سب کو دکھاؤں تو بہت عرصہ ہوگا اب آپ نے منظور فرمایا
کہ میں خدمت میں رہوں اب جی چاہے اس طلسم کی سلطنت کو ادا فرمائیے
یا دوسری جگہ چلیے صحرا نشین نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تم تو اس لایق
ہو کہ تمکو اپنی آنکھوں پر رکھوں وہ قدر کروں کہ تمھارے برابر کوئی نہ ہو لیکن
میرے حکم سے تمھارا حکم ہوگا جسکو حکم دو وہ رہے اور جسکو نکال دو وہ نکل جائے
اس طلسم پر کیا موقوف ہے جہاں کہو گے وہاں چلونگی اور سامان خدائی کے
ظاہر کرونگی مجھ میں بھی بڑے بڑے کمال ہیں جو سائل آئے اسکی آرزو پوری کروں
اگر کوئی مردہ آئے تو اسکو زندہ کروں زندے کو مردہ کروں جیسے خواجہ عمرو
تمھارے پاس کمال ہیں اسی طرح مجھے بھی سحر آتے ہیں جب دیکھو گے بہت خوش ہوگے
مگر یہ بتاؤ کہ جمشید ثانی کیونکر تسخیر ہو خواجہ نے کہا میں جاکے پکڑ لاؤنگا اور
اسکو تمھارے سامنے باندھ دونگا اور کہونگا کہ یہ صحرا نشین مظہر نور خدا ہیں
سامری ہو میں دعوی خدائی سے توبہ کرو صحرا نشین کو سجدہ کرو یقین ہے گھبرا جا
فوراً اطاعت قبول کرے صحرا نشین نے کہا خواجہ حقیقت میں جان آئی

چیز ہی جب اسکو یقین ہوگا کہ مین قتل ہوتا ہون تو ضرور اطاعت کریگا ورنہ اسکو
مانتا الناعمرو نے کہا مین گرفتار کر لاونگا قتل اور عدم قتل کا تمکو اختیار ہی صحرالنشین
نے عمرو کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حمزہ کا عظم وشان تمھاری
ذات سے ہی اگر تم قدم نہ مارتے تو یہ دن حمزہ کو نصیب نہ ہوتا عمرو نے کہا جب
حمزہ پردہ قاف گیا ہی تو مین اٹھارہ برس برابر نوشیروان سے لڑا ہنیا قلعہ تسخیر
کرتا تھا اور رعد شگارکو وہان لیجاتا تھا نوشیروان پر وہ وہ شبخون مارے کہ
نوشیروان اپنی جان سے بیزار تھا موت مانگتا تھا اور اسکو موت نہ آتی تھی
بعد اٹھارہ برس کے جب صاحبقران آئے ہین توکل اپنے سرداروں کو زندہ
پایا سب کو انہنے ملوایا تب نوشیروان سے مقابلہ پڑا اور نوشیروان بھاگ
بھاگا پھرتا تھا آخر نوشیروان کی یہ نوبت ہوئی کہ ترکستان پہنچا کر صاحبقران
سے اصلاح چاہی پھر نوشیروان کے بیٹون نے خروج کیا انکو بھی ایسا عاجز کیا
کہ لقا کے ساتھ بھاگے بھاگے پھرتے ہین لقا ایسے شخص کو جسکو سب بخدائی
مانتے ہین کیسا عاجز کیا اور اپنے کو بالاے قبطلول پہونچایا اور وہان جاکر اسکو
بیہوش کیا اور اسکی ریش تراشی کی کہ آجتک میرے نام سے کانپتا ہی صحرالنشین نے
کہا خواجہ مین نے تو تمھاری اطاعت کی عمرو نے اٹھکر سلام کیا اور کہا خدائی
مبارک ہو اپتک تو ساحرہ تھین آج سے آپکو خداوندی کا مرتبہ ملا یہ سنکر
صحرالنشین نے کہا خواجہ تمھاری مہربانی سے سب کچھ ہوجائیگا عمرو نے کہا
مین جان لڑاونگا مگر اتنا خیال رہے کہ مین قرضدار بہت ہون اگر آپ نے قرضہ
ادا کر دیا تو پھر مجھے کوئی ضرورت نہ رہیگی صحرالنشین نے کہا خواجہ تو ہفت
رنگ مین وہ خزانہ ہی کہ جسکی انتہا نہین وہ سب تمھین نے لینا جب تو قرضہ ادا
ہوجائیگا خواجہ نے کہا جب وہ خزانہ دیکھون تب جب اب دون یہ مجال نہین
ہی کہ آپ کو زیادہ تکلیف دون سب کنیزون نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کی
اقبالمندی ہی کہ ایسا شخص آپ کی نوکری کرتا ہی خواجہ نے ذنبالی کہا کہ مین

مبارک باد لوںگا اون کہ میرے دل کو تسکین ہو یہ کہکر خواجہ نے براے تفریح خاطر صحرا نشین نو بجا کے نئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ فرمین گا نا شروع کیے نظم

نقاب رخ پہ ہی لطف شراب کیا ہوگا ۔ پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہی فتنہ ہی اک قیامت ہی ۔ ہی کمسنی میں یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہیں ہی گالون پر ۔ عروج حسن میں وہ آفتاب کیا ہوگا
برنگ زلف الجھنے سے فائدہ اے دل ۔ خموش رہ وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا
کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہی ۔ طلب جو شیشے ہین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے جئے وطن چھوٹا ۔ اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا سمجھتا ہی اے سوز رشک وحسرت سے ۔ لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
جو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے ۔ شب وصال مین وہ بےحجاب کیا ہوگا
نہین ہی ڈر ہمین روز شمار کا اے نور ۔ حساب پاک ہی اپنا حساب کیا ہوگا

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ صحرا نشین جھومنے لگی اب ارادہ ہی صحرا نشین کا کہ عمرو کے لیے تخت بچھاؤن اور عمرو کو تخت نشین کرون کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تاج زرین سر پر رکھے ہوئے آکر مؤدب آتے ہی کہا کہ کیون ملکۂ عالم مجھسے کیا خطا ہوئی کہ کئی دن سے مجھے سرفراز نہین کیا راتین مجھکو انتظار مین گذرین کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ خدمت مین حاضر ہون اس خیال مین تھا کہ ایسا نہ ہو مین ادھر سے جاؤن اور آپ ادھر سے تشریف لاوین اور مجھکو مکان مین نہ پاوین تو کیسی پریشان ہونگی راتون کو تارے گن گن کے صبح کی صحرا نشین نے کچھ جواب نہ دیا مست بیٹھی ہی مگر خواجہ نے وہ باتین کی ہین کہ اپنے کو یہ جانتی ہی کہ مین جمشید کی خالہ ہون مجھکو سجدہ نہین کرتا جب اُس ساحر نے کہ جسکا نام خبل جادو ہی کئی مرتبہ شکایت شب ہجر کی کی اور صحرا نشین نے کچھ بھی جواب نہ دیا تو اُسنے مجبور ہوکے کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی مین نے جو عرض کیا کیا سماعت نہین فرمایا صحرا نشین نے کہا اے خبل اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو مجھکو

سجدہ کر ورنہ جلا دو زنگی جہنم میں پھینکو اور زنگی یہ کہکر عمرو سے آنکھ ملاتی عمرو نے اشارہ سے منع
کیا کہ میں سمجھ گیا کہ جو تمھیں اس سے رشتہ ہو معلوم ہوا کہ تمھارا آشنا ہو ابھی اسنے
عجائب و غرائب نہیں دیکھے اسوجہ سے وہ قدرت سے آگاہ نہیں ہوا پہلے جمشید پہ قبضہ
ہو بعد اسکے دعویٰ خدائی کا کرنا لیکن صحرانشین کو عمرو کی باتوں پہ ایسا غرور ہوا کہ
کرو سب ہم سے جاتی ہو کہا کہ خجیل سجدہ کر ورنہ پھونک دونگی خداوند سامری جمشید
خواب میں آئے تھے وہ فرما گئے ہیں کہ جمشید ثانی کو خدائی سے موقوف کیا بلکہ
صحرانشین کو سب کا خداوند کیا اب طلسم کشا وغیرہ سب غارت ہو جاوینگے چھینا
تخت خدائی پہ بیٹھ کر مسلمانوں ہی کو غارت کرونگی ہمارا کیا اسکو بھی
مثل مسلمانوں کے سنا زنگی خجیل نے کہا او صحرانشین معلوم ہوتا ہو آج شراب
زیادہ پی گئی ہو جاگے نشہ میں یہ باتیں کرتی ہو صحرانشین نے کہا غلط کہتا ہو نکلیگا
کہ خداوند میری آشنا ہیں مجھے کچھ آشنائی کا خیال نہیں ہو سکتا جو زنگی آشنا بنا لونگی
جب جسے چاہو گی جسے چاہونگی کرینگے کہ خداوند نے تجھے نکال دیا ہیں
دو سہیلی تو جو ذکر کیا ہے خواب میں جمشید آئینگے اور اس بات کا ارادہ
رکھینگے تو انکو بھی نکال دونگی او خجیل شراب و کباب کیا ہیں مجھے سمجھاتی
ہو اور میرا اثر ہوگا انتخاب میں بھی لکھا جائیگا کہ سب کے پہلے خجیل نے سجدہ
کیا اور اگر سجدہ نہ کریگا خجیل نے کہا میں کل سے تیرا سہرا رہا ہوں میرے ساتھ
چلو صحرانشین نے کہا او دیوانے میں خداوند ہی ہو کر تیرے ساتھ جاؤں دیکھ بہت
پچھتائیگا یہ کہکر صحرانشین نے ہاتھ بڑھایا ایک برق گری خجیل چونکا غافل بیٹھا ہوا
تھا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے خواجہ نے کہا او یارک جو خدائی کی تمھاری روشنی
ہوئی اسپہ پہلے آشنا کو مارا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ لاش اسکا پھینک دو کنیزوں
نے لاش کو پکڑ کر کھینچا چوٹی میں کہ باہر باغ کے لیجا رہی ہیں دوسری برق چمکی ایک
جادوگر سیاہ فام بدنما مثل فیل کا زنگی تخت پہ سوار آیا آتے ہی کہا کہ بیدن ای
صحرانشین کل سے کہاں تھیں تمھارا منتظر تھا خجیل کی بارگاہ سے ہو کے

ہمارے پاس آتی تھین رات بھر انتظار مین رہا دن کو جلسہ آراستہ کیا کنیزون نے سامنے میرے اشعار عاشقانہ گائے

نظم

حسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہوگیا ہان محبت چوگنی وان ناز دونا ہوگیا
پہلے صرف اک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہوگیا انکے آنے سے تو کل اعضا مین رعشا ہوگیا
مرتبہ یہ دیدۂ بیدار جھوکا ہوگیا طور منظور نظر ہونے کو سرما ہوگیا
زیر خنجر کس ادا سے رقص بسمل نے کیا دیکھکر قاتل جسے محو تماشا ہوگیا
روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے اسکی بو کیا ہوگئی اس پھول کو کیا ہوگیا
آبدیدہ ہوکے کہتے ہین وہ مجھکو میرے بعد چاہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہوگیا
بعد مجنون خاک اڑتی تھی نگر پہونچے جو ہم وہ جنون چمکا وہ چند آباد صحرا ہوگیا
جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی جسطرف رکھا قدم اک حشر برپا ہوگیا
دیکھنا جسپر پڑا اس ترک کا تیر نظر تھام کر دل دونون ہاتھون سے وہ ٹھہرا ہوگیا
دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون ہر گز کشور ستان سخن مین دخل اپنا ہوگیا

جب کنیزون نے یہ اشعار گائے تو بیقرار ہی کو ترقی ہوئی کنیزون سے کہا کہ تم لوگ جلسہ آراستہ رکھو مین آتا ہون ملکۂ عالم کو بلا لاؤن صحرا نشین نے کہا اے سیاہ فام جادو دیکھ وہ لاشہ خیل کا پڑا ہوا ہے ابھی قدرت نے اسکو مارا ہے ملک الموت آکر روح قبض کر لے گئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کر ورنہ تیرا بھی حال ہوگا سیاہ فام نے کہا او صحرا نشین تو کچھ دیوانی ہوگئی ہے ایسے لفظ منھ سے نکالتی ہے خداوند سن لین گے تو غضب ہوگا اسی وقت تجھکو مار ڈالین گے پھر تجھسے کچھ نہ بن پڑیگا آج کیا تجھکو وحشت ہے کہ ایسی بیہودہ باتین کرتی ہے صحرا نشین مار کر خیل کو اور زیادہ مغرور ہوگئی ہے کہا اے سیاہ فام بس اب دیر نہ کرو اسطلے سجدے کے جھکو مگر سیاہ فام بہت سمجھدار ہے سوچا کہ آج کسی نے اسکو سحر کا پایا پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا تا نتیا بیٹھا ہوا ہے اور صحرا نشین کو اشارون سے منع کرتا ہے کہ کچھو ملک بہت زیادہ نہ گھبراؤ سنبھلکر بات کرو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تمھارا آشنا ہے چابجا

یہ جبتی ہوئی نقال نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی
کہ اے محبوب بے مطلب تو کون ہی اور کسنے تجھکو زخمی کیا کہا صاحب کیا پوچھتے ہو عمرو عیار
ہمارا مان نہ اور آج یہان آیا ملکہ صحر انشین کو ایسا سمجھایا کہ اُنکے دل مین غرور سماگیا
دعوی خدائی کر بیٹھین سات آشنا قتل کیے مگر تمنے خوب ہوشیاری کی کہ وہین سے
سحر کر دیا عمرو یہان سے اُٹھکا بھاگا مین ایک کونے مین جاکر چھپی تھی اُسنے مجھکو نیمچہ
مارا مجھکو زخمی کرکے پھینکی مین جاکر چھپا ہی کچھ روپ اپنا بدل رہا ہی تم اگر صحر انشین
کو قتل کروگے تو وہ عیاری کرکے مجھکو مار لیگا پہلے جاکر اُسکو گرفتار کرو اگر عمرو
کو تمنے مار لیا تو ساری جمشید بھی خوش ہونگے فرمائین گے نقال نے ہمارے
دشمن کو مارا وہ سامنے دیکھو صحنچی مین بیٹھا ہی لنگا پہن رہا ہی کرتی پہن چکا ہی نقال
نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہی اُس نازنین نے پیٹے پکڑ کر گورے گورے
ہاتھون سے تمانچہ مارا اور کہا نگوڑے سامنے عمرو بیٹھا ہی اور تجھکو نہین سوجھتا ہی
مناسب یہ ہی کہ ناک اپنی کٹوا ڈال آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اگر
تمکو نہین دکھائی دیتا نہ دکھائی دے سحر پڑھکر ایک گولہ پھینکو اور آواز گیرو
یہ سُنکر نقال جادو نے گولا نکالا اور گیر کہکر پھینکا جیسے ہی منھ اُدھر پھیرا خواجہ
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ او نقال منم مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گزاری دیکھا تونے کہ عمرو کہان بیٹھا ہی یہ کہکر جھٹکا مارا اسباب مارکر
بیہوش کیا لپیٹ کر خنجر مارا نقال کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جیسے ہی نقال مرا صحر انشین
اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ کیا کمال کیا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم تمہارے تو آشنا بہت
ہین کیونکر جان بچاؤگی دعوی خدائی کے وقت یہ سب جمع ہونگے اور تمپر دعوی
کرینگے اور اگر اُنکا کہنا نہ مانوگی تو فساد برپا کرینگے ہر طرح تمکو مشکل پڑیگی اسلیے
مرتبہ مین نے دیکھا کہ نقال نے آسمان ہی سے سحر کیا مین بھاگ کر چھپ رہا اسیطرح
ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کسکی مجال ہو کہ تمپر ہاتھ ڈالے یہ باتین کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے آواز آئی نظم

بعد مردن بھی نہین گلشن رضوان کی تلاش | ابتلک روح کو ہی کوچۂ جانان کی تلاش
جستجو دل کو کسی کے قد بالا کی رہی | کی جنان مین بھی اُسی سرو خیابان کی تلاش
گلشن دہر مین دیکھا کبھی رو رو کے بھی | خار دیتی ہی رہی سیب زنخدان کی تلاش
آرزومند رہین لیلی کی قدمبوسی کی | برسون مجنون کو رہی پھر کے بیابان کی تلاش
آئے ہین جلنے کے پھولون کی مسہری لیکر | دو فرشتون کو ہوئی اب گور غریبان کی تلاش
مسکرانا مرے زخمون کا جو دیکھے بلبل | بھول کر بھی نہ کرے پھر گل خندان کی تلاش

دیکھا عمرو نے کہ پہلو سے باغ سے لنڈھور بن سعدان جھومتا ہوا آتا ہی ہر قدم پر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا بات ہی صحرا نشین نے کہا میرا گذر طرف لشکر اسلام کے ہوا اسکو لگا لائی عمرو نے کہا اب آپ اسکو رہا کیجیے مسلمانون سے جھگڑا نہ پھیلائیے صحرا نشین نے کہا اب نہ جاؤنگی اور کسی سردار کو نہ لاؤنگی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ ایک ایک سردار کو یون ہی لگا لاؤن چند مین سب کا خاتمہ کردون مگر اسکو نہ چھوڑونگی اسپر مجھے توجہ ہے خواجہ تمنے دیکھا کہ میرے کتنے چاہنے والے ہین سات جوانون کو مین نے مٹایا اور آٹھوان انقال آیا اُسکو تمنے واصل جہنم کیا مگر اسپر میری طبیعت آئی ہی مین چاہتی ہون کہ دس پانچ دن تک اسی صحرا مین اُسکو ہوشیار کرکے راہ پر لاؤنگی اگر یہ میری خدمت مین رہیگا تو اسی کے ہاتھ سے حمزہ کو زیر کراؤنگی عمرو نے ہاتھ تھام کر کہا بس اب جہالت نہ کرو جھٹ پٹ شراب پیکر طبیعت کو فرحت ہو اور اس ہورہی مین خون سب کا تمہارے سر پر ہے ادھر یہ کہکر جام بھرا سامنے صحرا نشین کے پیش کیا مگر یہ کہدیا کہ ملکۂ عالم ذرا خیال کرکے پینا ایسا نہ ہو بیہوشی پڑ گئی ہو میری عادت ہو کہ بیہوشی ملا کر شراب دیتا ہون صحرا نشین نے کہا خواجہ مین تمسے مطمئن ہون تمنے ایسا کام نمایان کیا اگر انقال کو نہ مار لیتے تو وہ مجھے ضرور قتل کرتا مین اپنے ہوش مین نہ تھی بھائی کا اُسنے حیلہ کیا خرد رفت سے پھیرو وہ عاشق تھا مین ہمیشہ انکار کرتی رہی [illegible] تھا لیا پا اسکو قتل کر گذرا مین اُس سے محبت کم نہ تھی مگر اُسنے

آتے ہی سحر کیا اپنے دام سحر مین پھنسا لیا مگر تمنے وہ کار نمایان کیا کہ نقال کو مار لیا عمرو
نے جام شراب منھ مین لگا دیا صحرا نشین پی گئی عمرو نے دو تین جام صحرا نشین کو
پلائے مگر ناظرین کو یاد ہوگا کہ لندھور بمقابلہ صاحبقران مین ہین یہ جو یہان آتے
صحرا نشین نے نمونہ اپنا سحر کا خواجہ کو دکھایا کئی دن مین لندھور نے چند سرداران
صاحبقران زخمی کیے ہین اور چوتھے روز جب میدان مین آیا تو صاحبقران کو
طلب کیا امیر نے چار سردارون کو منع کیا کہ آج مین اس ہندی کو سمجھا دونگا یا تو
میرا ہی خاتمہ ہو یا شاید لندھور راہ پر آجائے عمرو نے یہان صحرا نشین کو دو تین
جام متواتر پلائے صحرا نشین نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین تمھارے
رہنے سے بڑا شرف حاصل ہوا کہ بوتے دو سو خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے
ہین اشارے کر رہے ہین کہ خدائی کو روشن کرو عمرو نے کہا انکو بھی محفل مین
بلا کر بٹھا لیجیے مین شراب پلاؤن صحرا نشین اٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی عمرو نے
فوراً خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک اور جلدی سے سر بھی صحرا نشین کا کاٹ لیا
میدان مین وہ وقت ہے کہ صاحبقران مقابلہ لندھور کو چلے تھے کہ لندھور
گھوڑے سے گرا اور بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا بتہائے
سنگی اپنے جسم پر آراستہ دیکھے بتون کو توڑ کر قدمون پر گرا عرض کی غلام
ہوش مین نہ تھا یہان عمرو نے دیکھا کہ جو لندھور بیٹھا شعر پڑھ رہا تھا وہ پانی
ہوکر بہ گیا عمرو سمجھا کہ یہ نمونہ سحر صحرا نشین تھا اسباب وہان کا لیکر نذر زنبیل کیا
اور طرف لشکر کے چلا اسوقت لشکر مین آیا کہ یہان امیر لندھور کو لیکر بارگاہ
مین آئے ہین اور سب سردار خوشیان کر رہے ہین کہ عمرو نے لاکر سر صحرا نشین
پیش کیا اور صاحبقران سے تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا کہ خواجہ خدا نے
بڑا فضل کیا کئی دن لندھور نے میدان داری کی اور جب مجھکو للکارا تو مین
بھی مقابلے مین چلا بس لندھور بیہوش ہوکر گرا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تمنے
اس ساحرہ مکارہ کو مارا بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آگیا عذر کرنے لگا کہ مجھے

معاف فرمائیے اب مین اسکو لیکر لشکر مین آیا ہون اور میرا ارادہ ہو کہ گرد لشکر کے
حصار اسم اعظم کردون سب نے کہا بہت مناسب ہوگا۔ صاحبقران زمان نے
شیشے منگوائے اسم اعظم پانی پر دم کرکے گرد لشکر چھڑکوا دیا مگر جمشید ثانی اپنے
قصر مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگرنیان روتی ہوئی آئین عرض کی یا خداوند صحرا نشین
نے بڑا سحر کیا تھا کہ لندھور کو لگا کر لے گئی اور صاحبقران کے مقابلے مین بھیجا
چند سردار لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہوے حمزہ سے مقابلے کا خواہان تھا
یہان عمرو نے صحرا نشین کو مارا لندھور ہوشیار ہو گیا جمشید نے کہا ایک نامہ
املاک گرازدندان مالک مرحلہ ششم کو میری طرف سے لکھو اور فی الفور روانہ کرو
کہ اے املاک خوب ہوشیار رہنا سعد بن قباد طرف تمھارے مرحلے کے آتے
ہین جسوقت آوین فوراً گرفتار کرلینا نامہ لکھکر تیار ہوا بوتیسال جادوگر کو
دیا گیا وہ نامہ لیکر طرف املاک کے چلا راہ مین خواجہ نے اُس نامہ دار کو فوراً
گرفتار کیا کل حال مفصل پوچھ لیا اُسکو تو ایک درۂ کوہ مین بیہوش کرکے
ڈالدیا آپ بوتیسال کی شکل بنکر طرف املاک کے چلے املاک گرازدندان
کہ ساحر زبردست ہو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کل رفقا جمع ہین کہ چوبدار نے بڑھکر
عرض کی کہ دردولت پر بوتیسال نامہ دار خداوند حاضر ہو املاک نے سامنے
بلوایا عمرو نے آکر نامہ دیا املاک نے نامہ پڑھکر سر ہلایا کہا مین جانتا تھا کہ اب
میرے مرحلے کی باری ہو طلسم کشا ارادہ تو کرے اے بھونچال جادو تم جاؤ
جاکر سعد کو پراگندہ کرو بھونچال اکیلا اُٹھا املاک نے کہا بھی کہ کچھ فوج تو ساتھ
لو عمرو نے کہ بشکل بوتیسال تھا کہا اے بھونچال مجھکو بھی ساتھ لیتے چلو مین طرف
خداوند کے چلا جاؤنگا بھونچال نے تخت پر سوار کرلیا خواجہ جو بھونچال کے
ساتھ چلے تو راہ مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین بھونچال کو لُبھا رہے ہین نظم

جان لی چلے تو وہ عالم دکھایا آپنے — پھر کیا تابوت پر رحمت کا سایا آپنے
مگر پھر پوچھا نہ کیون ہمکو بتایا آپنے — عشق بازی مین کسے بے مثل پایا آپنے

عشق پہ عشق آنے لگے مجھکو کبھی سو کی طرح
جانِ جاں صورت نہ کوئی میری آمرزش کی تھی
مجھکو دردِ عشق بازی کی دوا اک بھی نہ دی
یہ تو کہیے نکلے تھے جس وقت سیر حشر کو
ربط اک جانِ دو قالب تھا جو ہمسے آپسے
خوش ہوے دیکھا اثر آہ قیامت خیز کا
جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہو اسکے
دل نہ آنا تھا نہ آیا ہا تھ نکہین خوب کہین
پھول کر اُسنے نہ پوچھا درد و غم مین اے ہنر

اِس ادا و ناز سے جلوہ دکھایا آپ نے
قبر پر تلقین پڑھکر بخشوا یا آپ نے
مردۂ صد سالہ کو اک شمہ جلایا آپ نے
کسکو ترسایا کسے جلوہ دکھایا آپ نے
کیون کیا ہو کر جدا اپنا پرایا آپ نے
کیون دل مظلوم کو اتنا ستایا آپ نے
دل نے مجھکو دکھ دیا دل کو ستایا آپ نے
لاکھ کچھ چاہا مگر قابو نہ پایا آپ نے
ہائے کس بے رحم سے دل کو لگایا آپ نے

بھمو بچال کہتا ہے اے یو تیسال کیا کمال حاصل ہو مگر خواجہ دیکھتے ہین کہ بہت ہوشیاری سے جاتا ہو چہار جانب دیکھ رہا ہو دمبدم کہتا ہو کہ یو تیسال مجھکو تردد ہو کوئی آفت آنے والی ہو میرا دل دھڑک رہا ہو خواجہ کہتے ہین کہ اے بھمو بچال بڑے شخص کی تدبیر ہین پہلے یہ بھی باعث ہو کہ دل کو بیقراری ہو ادھر سعد بن قباد لوح کو دیکھکر نکلے ہین اور شہباز جادو اپنے مقام سے اُڑتا ہوا اِس خیال سے آرہا ہو کہ سعد کو تباہ کرون بھمو بچال نے جو شہباز کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ اے شہباز کہان جاتے ہو شہباز نے کہا مین فکر مین طلسم کشا کی نکلا ہون کہ اُنکو جاکر تباہ کرون دیکھو ابھی جاتا ہون یہ کہکے زمین پر آیا ایک آہو کی شکل بنکر چلا سعد جو کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آہو کو جو آتے ہوے دیکھا کوئی برابر کھڑا تھا اُسنے کہا لوح کو ملاحظہ کرکے تیر ماریے سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ بادشاہ مرحلۂ پنجم شہباز بلند پرواز آہو بنکر آیا ہو چاہتا ہو آپ کو سرگردان کرے لہذا بہتر یہ ہو کہ اسم حاشیہ پڑھکر تیر مارو تیر خطا نہ کریگا بادشاہ نے کمان کیا فی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کیا تاک کر تیر مارا اِدھر جب شہباز نے چاہا بھاگ جاؤن مگر پاؤن مین زنجیرین پڑ گئین تیر آکر پڑا کہ پہلو کو

توڑ کر پار گذر جاتا ہے کرے گر اتر تڑپ تڑپ کر جان دی ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور
آواز آئی کشتی مرا نام سن شہباز بلند پرواز بو دبھو بنجال نے آسمان سے دیکھا
کہ شہباز مارا گیا بڑا خوف پیدا ہوا کہا ای بوتیبال اب مین کیا کرون دیکھو شہباز
ایسا جادوگر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب مین کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا سامنے
ایک کوہ ہی اوسپر چلکر ٹھہرییے یہان بھی ستھرا سے عمرو بن شریک ہونگا سوچکر تدبیر
کرینگے جو ہو سکیگا وہ بجا لاوینگے بھو بنجال اوسپر راضی ہوا سامنے کوہ تھا اوسپر
آکر ٹھہرا تدبیرین سوچنے لگا کبھی کہتا ہی تا نہین بنکر جاؤن کبھی کہتا ہی طائر پرند
بنکر سایہ ڈالون مگر ڈرتا ہون کہ ایسا نہو کہ تیر مار دین خواجہ نے کہا مین جاکر
شراب لاؤن دو چار جام پیو اُسکے بعد پھر تدبیر کرو بھو بنجال نے کہا کہ ای
بوتیبال شراب یہان جنگل مین کہان ملیگی ہر چند کہ ہم لوگ شراب کے عادی
ہین شراب پی کر عقل زیادہ ہوگی تدبیر نکل آئیگی عمرو نے کہا سامنے بستی ہی مین
وہان سے لے آؤنگا بھو بنجال نے کہا ای بوتیبال تمھارے ساتھ ہونے سے
بڑا الفت حاصل ہوا اگلا سے ایسا ہو کہ دل کو بیقرار کر دیا اب شراب کی تقریب
کر رہے ہو تم ہی ڈھونڈھکر لاؤ گے میرا یہ حال ہی کہ تمکو دیکھکر کانپتا ہون
سوچتا ہون کہ کیا تدبیر کرون خواجہ بشکل بوتیبال پہاڑ سے اُترے چند
گلابیان اپنے پاس سے نکالین ایک مٹی کا لوٹا لیا اوسمین اُس شراب کو
بھر کر سامنے بھو بنجال کے لائے تا بعد جانے خواجہ کے بھو بنجال سوچ رہا
تھا کہ کیا سبب ہی کہ بوتیبال کو دیکھکر دل کانپتا ہی اسی سوچ مین تھا کہ ایک
طائر آسمان پر آیا اُسنے آواز دی کہ ای بھو بنجال قدرت نے مجھکو بھیجا ہی تجھکو
اطلاع کرتا ہون کہ بوتیبال کے ہاتھ سے شراب نہ پینا ورنہ باعث خرابی ہوگا وہ عیار
مکار ساربان عمرو ہی اُسکو گرفتار کرکے مقام املاک پر لیجا وہ اُسکو سزا دیگا
بھو بنجال مطمئن ہوا اب اس فکر مین بیٹھا کہ عمرو آئے تو مین اُسے گرفتار کرون
کہ خواجہ شراب لیے ہوے آتے تھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک جادوگر

بیٹھا ہو اُسنے پکارا کہ میان جانے والے ہمکو بھی تھوڑی شراب دو عمرو نے کچھ جواب
نہ دیا اُس جادوگر نے گبر کی آواز دی پانوٴن عمرو کے زمین نے تھام لیے وہ
جادوگر اُٹھکر آیا شراب ہاتھ سے خواجہ کے لے لی اور بیٹھکر پینے لگا شراب
پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے زنبیل سے کمند نکالی اور کمر سے خنجر نکالا کھینچکر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام سنگ شکال جادو
بو دبھوبنچال جو بالاے کوہ بیٹھا تھا دل مین اپنے کہتا ہی کہ میرے بھائی کو کسنے
مارا کوہ سے اُٹھا پرواز پیدا کر کے چلا آسمان سے دیکھا کہ خواجہ بہ شکل
بوتیسال کپڑے شنگال کے اُتار رہے ہین بھوبنچال کو بہت ناگوار ہوا پڑھکے
سحر کیا کہ خواجہ بیہوش ہو کر گرے بھوبنچال نے آکر سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرے
سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے بھوبنچال نے کہا کہ کیون او سارہ بان زادے
تو میرے ساتھ کیون آیا تھا مین نے ایسے ایسے بہت فقرے دیکھے ہین دیکھا
تونے کہ مین نے کیسا گرفتار کیا عمرو نے کہا اے بھوبنچال مین تو تمھارا خیر خواہ
ہون مقابلہ سعد سے تمکو روکا اگر اُنکے سامنے جاتے تو بیشک قتل ہوجاتے
بھوبنچال نے کہا خواجہ تمنے بوتیسال کو کیا کیا عمرو نے کہا مین نے اُسکو درہ
کوہ مین ڈالدیا چلکر وہان سے لو بھوبنچال عمرو کو ساتھ لیے ہوے درہ
کوہ پہ آیا بوتیسال کو ہوشیار کیا بوتیسال نے دیکھا کہ بھوبنچال اور ایک
شخص دبلا پتلا نا تنبا میرے قریب کھڑے ہین بھوبنچال کو اُٹھکر سلام کرنے لگا
بھوبنچال نے کہا اے بوتیسال تجھے بڑا دھوکا کھایا تھا تمھاری شکل پر عمرو
دربار املاک مین پہونچا وہی تاشہ قدرت املاک کو دیا املاک نے مجھکو
روانہ کیا کہ جاکر سعد کو تباہ کرو یہ ظالم میرے ساتھ آیا درہ کوہ پہ ٹھہرا تھا اِس
ظالم نے مجھسے کہا کہ شراب لاؤن مین نے کہا کہ اچھا جاؤ راہ مین اِسنے شنگال کو
مارا اور اُسکے مرنے کی آواز میرے کان مین آئی حیران تھا کہ کسنے مارا آخر پر
پرواز پیدا کر کے چلا جا کے دیکھا کہ یہ کپڑے اُسکے اُتار رہا ہی مین نے گرفتار

کرکے سحر کیا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا تم تو قدرت کے پاس جاؤ جاکر سب
حال بیان کرنا اور کہنا کہ بھوبنجال نے عرض کی ہے کہ قدرت نے مجھکو بچایا طائر کو
بھیجکر بتا دیا کہ یہ تیبال عمرو عیار ہے اگر آپ میری فکر رکھینگے تو مین سعد کو
گرفتار کر لاؤنگا اپنے ہاتھ سے لکھکر ایک نامہ بھی دیا یہ تیبال طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا مگر بھوبنجال عمرو کو لیے ہوئے آتا ہے خواجہ منتین کر رہے ہین کہ ای بھوبنجال
کسی مقام پر ٹھہر جاؤ مین اپنا سب حال سناؤن جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمکو دون
بھوبنجال کہتا ہے مین رشوت سے باز آیا تھوڑی دیر مین دربار املاک مین پہونچا
کہا ای شہنشاہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا املاک نے کہا اسکو لیجاؤ اور لیجاکر اسکو
قصر تاریک مین قید کرو اور تاریک جادو سے کہنا کہ خیال رہے آب و دانہ
اسپر بند کر دینا جب یہ مر جائے لاش اسکی جنگل مین پھینک دینا مین اسکی برج
کا پیر بناؤنگا جہان جائیگا ایسا کام کریگا کسی بات مین نہ رکیگا حقیقت مین ایسا
پیر کسے ملیگا چند جادوگر عمرو کو لے چلے عمرو راہ مین روتا ہوا جاتا ہے کہتا ہے کہ
یارو مجھسے رشوت لے لو مگر مجھے چھوڑ دو وہ کہتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ
تمکو چھوڑین قصر تاریک مین چلکر تمکو قید کرینگے تاریک جادو اپنے مقام
پر بیٹھی تھی کہ اسکو خبر ہوئی کہ قیدی عمرو آتی ہے آنکھون مین آنسو بھر لائی سوچی املاک نے
غضب کیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس روانہ کیا مین اسکو کیا کرون جو اسکو قید کریگا
وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے یہ کہکر اٹھی عمرو کو ایک قصر تاریک مین آئی وہان
لاکر عمرو کو قید کیا مگر رنجیدہ کبیدہ اپنے مکان مین آئی بیٹھی اسکی بیٹی تیز رو اسنے
پوچھا مادر مہربان آج کبیدہ کیون ہو مین دیکھتی ہون کہ رنگ رو اڑا ہوا ہے
تاریک جادو نے کہا ای نور نظر کیا بیان کرون عمرو عیار کو بھوبنجال گرفتار کرکے
لایا املاک نے اسکی قید یہان روانہ کی مین نے اسکو قصر تاریک مین قید کیا ہے
مگر حیران ہون کہ کیونکر جان بچیگی کتاب سوانحات مین صاف صاف لکھا ہے کہ جو
عمرو کو قید کریگا وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین خیال کرتی ہون کہ اس

حوالی مین کوئی ایسا دوست اُسکا نہین کون اُسکو رہا کریگا لہذا مین نے اب وداع
اُسپر بند کیا ہی نہین کرسکے روتا تھا کہتا تھا کہ مجھے رہا کردو مین نے جواب نہین
دیا اُسکو تنبیہ کر آئی سمینہ نے یہ سُنکر کہا ای یاور مہربان یہ مناسب نہین ہی کہ قیدی
آپ کے یہان رہے اور اُسکو آب و دانہ نہ ملے اگر حکم ہو تو مین کھانا اُسکو پہونچا
دون تاریک نے کہا ای نور نظر املاک نے یہی حکم دیا ہی کہ آب و دانہ بند رکھنا
کہ عمرو کو ایسا صدمہ پہونچے کہ تڑپ تڑپ کر مرے سمینہ خاموش ہو رہی تاریک نے
کہا مین دربارہ املاک مین جاتی ہون اب کل آؤنگی تاریک تو گئی مگر سمینہ بیتر رفتار
کہ عیاری مین اسنے کمال پیدا کیا ہی عمرو کا نام سُنکر بیقرار ہو گئی کہ ایسا عیار اور آپ
مصیبت مین پھنسا ہوا اور ہم اُسکی مدد نہ کرسکین کھانا لیکر سمینہ چلی قصر تاریک مین
آئی ایسا سیاہ مکان ہی کہ خواجہ رو رہے ہین بیقراری مین عرض کرتے ہین کہ ای
کریم کارساز و ای رب بے نیاز اِس مصیبت سے بچا لے عجب بلا مین پھنسا ہون
یہان کون مدد کرنے والا ہی تو اگر چاہیگا تو رہائی ہو جاویگی **نظم**

زروے گل تو بنمائی بہ گلشن چہرۂ زیبا — کنی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا
تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا — تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بہ حسن یوسف خود کردہ بودی گرم بازاری — تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
مسیحا را اندر روح خود دم جان بخش بخشیدی — بہ موسیٰ مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا چہ جمشید و چہ افریدون — کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدی تو از خاک مکدر صورت انسان — برآوردی تو از آب صفا لولوے لالا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی — ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی — بحال بندۂ خود یا الہ العالمین بخشا

یہ صدا سُنکر سمینہ بیقرار ہو گئی قصر مین آئی کچھ سوجھتا نہین کہ قیدی کس طرف ہی
آخر اسنے فلیتۂ عیاری روشن کیا خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین قمر عذار
فلیتۂ عیاری لیے کھڑی ہی اور ایک ہاتھ مین کھانا ہی سمینہ نے جو صورت عمرو کی

دیکھی نفرت کلی حاصل ہوئی کہ اتنا بڑا عیار اور ایسا بدصورت لیکن خواجہ نے گنگنا کر یہ چند اشعار گائے

نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر میں آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آ کے محفل رندان میں بہک گئے

آواز بھی سنائی نہ تونے ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آ کے بھی سر ہی پٹک گئے

پہلو میں آ کے میرے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل میں کھٹک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھرنے لگا سر اپنا اگر پاؤں تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

جام شراب اسنے دیا جب رقیب کو
اشکوں سے میرے چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل میں بسنے کے خاطر شب فراق
لینے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے

خط دیکھکے بدگمان ہوئے سطر سطر ہم
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

ان اشعار میں خواجہ نے اپنا حال سنایا خوش آوازی سنکر بھینہ کو بھی ایک عشق ہوا اول سے کہتی ہو اگرچہ بدصورت ہو مگر کیا آواز رکھتا ہو دل پر چوٹ پڑتی ہو کوئی تو کمال ایسا ہو کہ ساحرون کو مارتا پھرتا ہو ہر چند کہ مادر مہربان نے قید کیا ہو مگر غیرت سے کانپ رہی ہین یہی خیال ہو کہ اس شخص کے ہاتھ سے کیونکہ بچون اور ادھر طلسم کشا آیا چاہتے ہین اگر وہ آ گئے تو انکو کون روکیگا بھینہ کہا خواجہ حل سے تمہیں آپ وہ اندیشہ ہین لیکر آئی ہو ان اسکو نوش کرو حقیقت مین عجب کیفیت مین ہو کھانا نوش کرو مین تمہاری رہائی کی بھی تدبیر کرونگی عمرو نے کہا مین یہ کھانا کیونکر کھاؤن کافر کے گھر کا پکا ہوا ہو اطاعت اسلام کرو تو مین کھاؤن یہ سنتے ہی اس معشوقہ نے مسکرا کر کہا خواجہ اگر تمہارے مذہب کا اعتقاد نہین کیا تو مین کیونکر آئی طبیعت کھینچکر لائی ہو جو کہو وہ قبول کرون اب تمسے کیا عذر ہو خواجہ نے اسے مطیع اسلام کیا خواجہ کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا اور تعریفین کرتے جاتے ہین کہ سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہو مجھکو خیال ہو کہ ایسی صورت کبھی نہین دیکھی

وہ سہمی ہوئی شرما کر سر جھکا لیتی ہے اور کہتی ہے خواجہ تمہاری عیاری کے شہرے ہیں عمرو نے
کہا اے ملکۂ عالم مجھکو دشمنوں نے بدنام کیا ہے میں ساحروں کا دوست ہوں سمینہ نے کہا
اے شہنشاہ دارج عیاری تمنے ایسے ایسے کارہائے نمایاں کیے کہ تمام میں قاتل ساحران
کہلائے بڑے بڑے جادوگروں کو مارا ملک کے ملک برباد کردیے ہیں مدت سے
تمہاری چاہ تھی کہ خواجہ کو دیکھوں آج مادر مہربان نے جو ذکر کیا دل میں خیال
ہوا کہ اے سمینہ مقام افسوس ہے کہ خواجہ ہمارے قبضہ میں ہوں ہم کھانا نہ کھلا سکیں مان سے
پوچھا انھوں نے منع کیا کہ بیٹا وہاں نہ جانا وہ بلاے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ وہ
عیاری کرے تو باعث خرابی ہو وہ عیار ایسا زبردست ہے کہ اسکی بات بات میں
عیاری بھری ہے لیس اے خواجہ مجھکو تمسے خوف معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم
تم مجھسے کچھ خوف نہ کرو سمینہ نے کہا میں تمکو ضرور رہا کردونگی مگر تاریک کی خیر لینا
عمرو نے کہا بے قتل تاریک میں نہ جاؤنگا ایک تقرے میں مٹادونگا اب تاریک
کیا بچیگی اسنے مجھے بے قصور قید کیا اور آب ودانہ بند کردیا رزاق مطلق
نے تمکو مہربان کیا کوئی دنیا میں بے آب ودانہ نہیں رہسکتا وہ رزاق رزق
پہونچاتا ہے سمینہ نے کہا میں رخصت ہوتی ہوں آج شب کو مادر مہربان سے
پوچھونگی کہ اگر کوئی ارادہ رہائی عمرو کا کرے تو کیا تدبیر کرے شاید کھلجائے عمرو نے کہا
اسطرح پوچھنے میں وہ گھبرائیگی صاف صاف نہ بتائیگی تم یہ کہنا کہ مادر مہربان
گرفتاری عمرو میں کوئی سختی بھی رکھی ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آکر رہا کرلیجائے
سمینہ نے کہا آج میں دریافت کرلونگی محل میں آکر بیٹھی مگر گانے کا عمرو کے بڑا
اشتیاق ہے جی میں کہتی ہے کہ عمرو کیا خوش آواز ہے اسکی آواز میں سوز وگداز ہے
اسی فکر میں بیٹھی تھی کہ تاریک آکر پہونچی سمینہ براے تسلیم خم ہوئی تاریک نے
کہا کیوں بیٹا آج تم کیوں متردد ہو سمینہ نے کہا اے مادر مہربان جیسے آپ قید میں
لیگئی تھیں مجھکو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو عمرو کو کوئی رہا کرکے لیجائے تو آپکے
لیے بدنامی ہے میں بہانے عیاری لگا کر قریب قصر پہونچی گرد پھرا کی یہی خیال ہے

کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آئے اور چھڑا کر اُسکو لیجائے تو افلاک گران دندان کیسا
برہم ہوگا اُسکو کون سمجھائیگا اُسکا غصہ تو غضب کا ہی کئی وزیروں کو مار ڈالا کتنے ہی
خدمتگاروں کو قتل کیا آٹھوں پہر برہم بیٹھا رہتا ہی کسی وقت اُسکو خوش نہیں دیکھا
مجھکو یہ خیال ہی کہ ایسا نہ ہو آپ سے برہم ہو آپ بھی آتش مزاج اُسکی باتیں
آپ سے نہ سُنی جائینگی خوب سمجھا کر ثمینہ نے کہا تاریک نے جواب دیا کہ بیٹا
کسکی مجال ہی کہ عمرو کو رہا کر سکے بانیان طلسم نے وہ مکان ایسا بنایا ہی کہ اگر غیر اُس مین
جائیگا تو نشان قید کا نہ پائیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا جا بجا منھ کے بھل گریگا
اول چاہیے یہ ہی کہ یہ شیشہ جو طاق مین رکھا ہی اس مین آب رمیدہ سامری بھرا ہی
پہلے اسکو لیجائے گرد قصر چھڑکے پھر اندر جائے سامنے عمرو کے اس شیشے کو جا کر
توڑے تب وہ قید سے رہا ہوگا پھر نکل جائیگا کوئی نہ روک سکیگا ثمینہ خاموش
ہو رہی رات کو جب تاریک سو گئی تب ثمینہ نے اُٹھکر وہ شیشہ اُٹھا لیا اور دوسرا
شیشہ اسی وضع کا اُس مقام پر رکھدیا اور اُس شیشے کو لیکر باہر آئی قریب قصر
تاریک پہونچکر وہ پانی چھڑکا اور اندر قصر کے گئی اور وہ اندھیرا جو کہ سابق
مین دیکھا تھا اُسکو نہ پایا پھر وہ شیشہ سامنے عمرو کے توڑا تمام قید جسم سے کٹ کر
گری عمرو نے رہائی پائی جب قید عمرو کے جسم سے گر گئی تو ثمینہ نے کہا کہ خواجہ
باہر نکلو خواجہ باہر نکلے ہوا جو لگی خواجہ کو ایک فرحت حاصل ہوئی کہا اے ملکۂ عالم
مدت سے یہ سیب میرے پاس رکھا ہوا ہی اسکو نوش کرو ثمینہ نے بلا خوف لیکے
سیب کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے ثمینہ کو اُٹھا کر زنبیل کیا ثمینہ
کی شکل بنکر قصر تاریک مین آئے تاریک جادو دوسرے روز جو دربار شاہ
سے آئی بیٹی کو دیکھا چھپر کھٹ پر سو رہی ہی پکار کر پوچھا کیون نور نظر مزاج کیسا ہی
عمرو نے کہ بصورت ثمینہ پلنگ پر لیٹا تھا جواب دیا کہ کنیز کو بڑا اندیشہ ہی کہ ایسا نہ ہو
عمرو رہا ہو جائے اور آپ پر کوئی صدمہ پہونچے تشریف رکھیے خاصہ تیار ہی
تاریک جادو نے کھانا کھایا کھاتے ہی نیند غالب ہوئی پلنگ پر جا کر بیٹھی

لیٹتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے خنجر گھسیٹا مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو معشوقہ کے خلاف ہو اور رو کہے کہ میری ماں کو کیوں مار ڈالا تو کیا جواب دونگا یہ سوچکر تاریک کی زبان میں سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور سمینہ کو نکالکر اٹھا لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم میں نے تمھاری ماں کو گرفتار کرلیا اگر اسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ فورًا قتل کرونگا تمکو تو خلاف نہ ہوگا سمینہ رونے لگی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کہیں ہوسکتا ہی کہ ماں کا غم نہ ہو مہینوں یاد کرونگی رورو کے جی ہلکا کرونگی عمرو نے تاریک کو مذہب اسلام کی ترغیب دی تاریک نے نہ مانا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم بیٹی تمھاری مطیع اسلام ہوچکی اب تم کیوں انکار کرتی ہو سوچو تو مذہب سامری و جمشید میں کیا بھلائی ہی مثل تمھارے وہ بھی جادوگر تھے انھوں نے دعوی خدائی کیا آخر موت نے انکو نہ چھوڑا اگر خداوند ہوتے تو موت کاہے کو آتی خود ہی زندہ جاوید ہوتے جتنے زندہ ہیں وہ ضرور مرینگے اگر اطاعت نہ کروگی تو ابھی تمکو قتل کرونگا فقط سمینہ کے خیال سے تمکو سمجھاتا ہوں ورنہ میرا دستور رہی کہ جہاں جادوگر میرے قبضے میں آیا فورًا اسے قتل کیا لاشے کو سگ صحرائی کھا جاوینگے یہ کہکے عمرو نے خنجر کھینچا سمینہ نے اٹھکر خواجہ کا ہاتھ تھاما مگر کہا تھوڑی دیر توقف فرمائیے میں بھی سمجھا لوں یہ کہکے قریب آئی کہا ای مادر مہربان خداوند کی جو کتاب سفر النجات ہی اس میں صاف صاف لکھا ہوا ہی کہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہی بس جب طلسم ٹوٹا تو جمشید ثانی بھی قتل ہوگا یا بھاگ جائیگا مگر صاحبقران کا یہ دستور رہی کہ جو جادوگر گرفتار ہوکر آتا ہی اسے سمجھاتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوا تو بہتر ورنہ بہ حالت انکار فورًا قتل کرتے ہیں اگر جمشید ثانی بھاگ جائیگا تو صاحبقران تعاقب کرینگے کوئی تدبیر نہ اٹھا رکھیں گے عمرو ایسا عیار وہ جمشید کو تلاش کرلیگا خداوند ضرور مارے جاوینگے اب زندہ نہ بچیں گے اپنی سلطنت نہ کھوئیے میں تو اطاعت کرچکی بلکہ کلمہ پڑھا اب بہتر یہ ہی کہ ادیان باطلہ پر لعنت کرو اور شریک اسلام ہو تاریک جادو نے اشارہ کیا کہ میری

زبان سے سوزن نکالو مین مسلمان ہوتی ہون خواجہ نے جیسے ہی سوزن نکالی
تاریک کے تیور بدل گئے خواجہ بھی سنبھلکر بیٹھے سمینہ کا عجیب حال ہو گھبرا رہی تھی
کہ کیا ہوگا مگر تاریک نے خواجہ کی نگاہ بچا کر بچی کو اٹھا لیا اور لیکر بھاگی کہا
اسکو سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگی وہ اسکو سزا دینگے کہ تو نے غضب کیا خواجہ
اٹھکر ایک جانب بھاگے مگر حیرت مین ہین کہ سمینہ کو کیونکر رہا کرون اور تاریک
سمینہ کو لیے ہوے اڑتی ہوئی جاتی تھی کہ برابر قصر ظلمات کے پہونچی اسکی بہن
ظلمات جادو ہوا سے جو دیکھا کہ بہن میری تاریک میری بھانجی سمینہ کو پکڑے
لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی ای ہمشیرہ خیر تو ہی تاریک اتر آئی ظلمات نے
مسند پر بٹھایا اور سمینہ کو اپنی گود مین بٹھا لیا کہا ای بہن اس نورچشمی نے کیا خطا
کی تاریک نے کہا اس فتنہ انگیز نے غضب کیا کہ عمرو کو رہا کر دیا مجھکو باندھا تھا
کہتی تھی مسلمان ہو جاؤ کیون ای ظلمات کیا بیوقوفی ہی کہ یوں نے رب خداوند کو
چھوڑ کر صرف ایک خدا سے نادیدہ کی اطاعت کرون بین سے دم دیکر اپنے کو
رہا کر ایا اسیر تو ہاتھ سے نکل گیا عیار بلا سے روزگار تھا اسکو لیکر بھاگی
اب خدمت شاہ مین جاتی ہون کہ اسکو سزا دلواؤن پھر عمرو کو گرفتار کرکے
لاؤن اسکے مرتبہ لاکر اسکو تمھارے پاس تنبیہ کرون ظلمات نے کہا بہن تو
اپنے قصر مین نہ کہونگی مگر اس بچی کی بات تو ان پر غصہ نہ کرو کیون بیٹا سمینہ تم
ماں کی دشمن ہو گئیں کچھ افسوس نہ آیا سمینہ نے کہا مین تو برا سے نیکی سمجھاتی
تھی کہ طلسم اب نہ بچیگا ظلمات نے کہا کتاب سامری کی تحریر کا خیال نہ کرو
جمشید ثانی اسکو منسوخ کر چکے نئی کتاب بنائی ہی ابتدا مین بھی لکھا تھا کہ طلسم
کسی طرح فتح نہ ہوگا سعد بن قباد کی قسمت میں ہے ہاتھ سے ہی تاریک نے کہا
یہ ٹھیک ہی قدرت بڑی کوشش کر رہے ہین انکی کوشش خالی نہ جائیگی طلسم کو وہ
بچا لین گے سعد کو شکست دینگے سمینہ خاموش ہو رہی ظلمات نے گلے سے
لگا لیا کہا ای نور نظر اگر ایسا نہ کروگی تو مبتلاے بلا ہوگی سمینہ نے کہا مین تابعدار ہون

اگر حکم دیجیے تو عمرو کو گرفتار کر لاؤن جب تو میری خطا معاف ہوگی ظلمات نے کہا
بیٹا تمنے سحر نہین سیکھا عیاری پر قدم مارا کوئی تو ہنر اپنا دکھاؤ عمرو کو تلاش کرکے لاؤ
مان کو راضی کرو سمیعہ کمند مین لیکر کوہ سے اتری ایک جنگل مین آکر ٹھہری کہ سامنے
سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ آتے ہین سمیعہ نے ملاقات کرکے کہا کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری چلیے آپ کو قصر ظلمات مین لے چلون ظلمات و تاریک
ایک ہی مقام پر ہین عمرو نے کہا ٹھہرو مین عمرو کو ابھی دیتا ہون یہ کہکے جنگل مین گئے
اتفاقاً ایک مسافر جاتا تھا اُسے زبردستی گرفتار کیا اور اسکو اپنی شکل بنایا اور آپ
ایک جادوگر کی شکل بنکر سامنے سمیعہ کے آئے عرض کی اے ملکۂ عالم یہی عمرو حاضر ہے
مین رخصت ہوتا ہون سمیعہ حیران ہے کہ یہ عمرو کیسا گرفتار ہوا خواجہ نے اشارے
سے کہا کہ عمرو مین موجود ہون یہ ایک مرد مسافر ہے اسکو لیجا کر قتل کراؤ تمھارا رنگ
جمیگا مان تمھاری راضی ہوجائیگی سمیعہ عمرو نقلی کا پشتارہ باندھکر جست و خیز کرتی
ہوئی چلی مگر جادوگر کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم شراب پلاکر سب کو بیہوش کرو دونو کو مار لو
پھر میرے ساتھ نکل چلو سمیعہ جواب دیتی ہے کہ ارادہ تو یہی ہے آیندہ خدا کو اختیار
ہے عمرو کو لیے ہوے قصر ظلمات مین آئی ظلمات نے پوچھا کہ اے نور نظر شیر یا
روباہ کہا آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتی ہون عمرو جنگل مین جاتا تھا مین نے
کمند مین حس پوش کرکے اُسے گرفتار کر لیا مگر کچھ چالاک و چست نہین ہے فوراً
کمند دان مین آگیا اور جلدی سے مین نے حباب بیہوشی مارکر گرفتار کر لیا یہ سنکر
تاریک بہت خوش ہوئی پوچھا یہ جادوگر کون ہے سمیعہ نے کہا اسنے بڑا کام کیا
مجھسے تو عمرو لڑتا تھا اسنے سحر کرکے عمرو کو پکڑ لیا ورنہ گرفتار نہ ہوتا تاریک اپنے
مقام سے اُٹھی کہا اے سمیعہ اب عمرو کو زندہ نہ چھوڑونگی ظلمات بھی منع کرتی ہے کہ
ہمشیرہ ابھی ٹھہر جاؤ اب تو قبضے مین ہے جب چاہینگے قتل کر ڈالینگے مگر خواجہ
اِس فکر مین ہین کہ ان دونون کو قتل کرون ورنہ معشوقہ کے لیے خرابی ہوگی
پھر مشکل ہوگی یہ دونون اسکی دشمن ہوجاوینگی یہ سوچ رہے ہین آخر چلاکر کہا کہ

صاحبو آپس میں باتیں کرتے ہو دیکھو تو گنہگار کا کیا حال ہے ابتک تو بیہوش ہے ایسا نہو ہوشیار ہوجائے ذرا تسکین کرو ہوشیار رہو گھبراؤ نہ جاؤ میں بھی اس ظالم کا دشمن ہوں جب میں نے دیکھا کہ عورت سے یہ ڈر رہا ہے اور کسی مقام پر یہ دبتا نہیں تو میں نے قریب آکر یہ کیا کہ میرے حربے سے یہ سایہ بان زادہ لڑکھڑا کر گرا ملک نے اپنا تارہ باندھا پھر کیا تھا جب باندھ چکیں اور اسکو ہوشیار کیا تو فریب کرنے لگا دم بدم کہتا تھا کہ یارو تمام افسوس ہے اسوقت میرا کوئی شاگرد نہیں آیا ورنہ تم سب کو مار کر مجھے چھڑا لیتا سمینہ نے کہا استاد تو اُسکا گرفتار ہوا شاگرد آتا تو کیا ہوتا یہ کہکر سمینہ نے جماہی لی بیباکی ظلمات نے پوچھا بیٹا آج شراب تمنے نہیں پی ہے وہ جادوگر بول اٹھا کہ شراب منگوایئے جب عمرو سے لڑتی تھیں تو میں نے دیکھا تھا کہ آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے میں نے جو پوچھا تو اُسکا یہ جواب دیا کہ میں نے کئی دن سے کھانا پانی ترک کیا ہے اسی غم میں کہ ماں و خالہ سے چھوٹی ہوں اسوجہ سے سب چیزیں ترک کیں تاریک نے اپنے مقام سے اٹھکر بیچ مارا عمرو ولقی کا سر کاٹ لیا وہ جادوگر خوشیاں کرنے لگا کہا حضور ابتو دشمن کا کام تمام ہوا صاحبزادی کو شراب پلایئے ظلمات نے کہا میاں ساحر صاحب بیٹھے ہو کہاں بیبیاں رکھی ہیں جتنی چاہو لیکر پلاؤ تمہارا گھر ہے ہم لوگ بلا تکلف ہیں جبسے ملے اُس سے ملے جسکے دشمن ہوئے اُسکے دشمن ہوئے عمرو نے جلدی سے کہا بیبیاں اٹھائیں جام لبریز کیا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالدی پہلے جام تاریک کو دیا اُسنے کہا میں پیونگی اول صاحبزادی کو پلاؤ عمرو نے کہا آپ بزرگ ہیں پہلے آپ پیجیے پھر انکو بھی پلاؤنگا تاریک خوشی خوشی پی گئی ظلمات کو جام دیا جب ظلمات بھی پی چکی تو میاں ساحر نے بھی پی سمینہ کو بھی پلائی خوشی میں میاں ساحر یہ اشعار گانے لگے

نظم

دل بھی خون ہو کے بہا لبیں جو پیکان آیا	صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا
یاد مجھکو رخ زیبائے اجانان آیا	جب کبھی تذکرہ یوسف کنعان آیا

دصوم محبوب الٰہی کی خدائی مین ہوئی
دیکھنا دست جنون کی تو ذرا چالاکی
دل کو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنون کا جنون
تیری رحمت کہ چڑھانے کو مری تربت پر
تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا
عمر بھر آرزوے نامہ و پیغام رہی
منزل جوش جنون کی جو مسافت طے کی
کیسلیے شور قیامت یہ بپا رکھا ہی
اے پرے آنکھ ذرا کھول کے دیکھو تو سہی

وحی بھیجی اُنھین اللہ نے قرآن آیا
اُلجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا
اُڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا
پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا
جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا
خط ہی آیا نہ کبھی قاصد جانان آیا
غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا
فتنہ خیزی کو کہان یہ دل نالان آیا
لو مبارک ہو تمھین قاصد جانان آیا

ظلمات نے کہا میان جادوگر صاحب خوب گاتے ہو عمرو نے کہا میرے محلے مین گویے رہتے ہین اُنکا گانا سُن سُنکر اُڑا لیتا ہون تم خاطر جمع رکھو مین ہمیشہ آیا کرونگا یہ کہکر اُٹھے کہ مین جاتا ہون تاریک و ظلمات اُٹھین کہ مہمان کو رخصت کرین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوئین سمینہ ہان ہان کرتی رہی مگر خواجہ نے دونوکے کاٹ لیے ایک ہنگامہ ہوا چند طائر پیدا ہوے منقار مین لاشے اُٹھا کے لے چلے سمینہ و خواجہ اُس مکان سے نکلے اب سمینہ جب خواجہ کے ساتھ چلی تو مان کے واسطے رونے لگی کہتی تھی خواجہ بڑا ستم ہوا کہ مان میری قتل ہوگئی عمرو نے کہا اتنیک وہ زندہ رہتی تو فساد برپا کرتی تمکو چین نہ لینے دیتی اسوجہ سے اُسکو قتل کرڈالا مگر جمشید ثانی کہ قصر مین بیٹھا تھا طائرون نے لاشے لاکر اُسکے سامنے ڈالدیے اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند اِنکو عمرو نے مارا اور ایک عمرو مرا ہوا پڑا ہی جمشید نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ وہ عمرو نہین ہی عمرو سمینہ کو لے گیا ارے کوئی ایسا ہی کہ اُس فتنہ پرداز کو گرفتار کرلائے یہ سُنکر ایک جادوگر کہ غصے مین بیٹھا ہوا تھا تاریک کا مرنا اسکو بہت شاق ہوا ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو غلام جاکر گرفتار کرلائے یہ مجال نہین ہی کہ میرے پنجے

سے نکل سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگا جمشید نے کہا اے ہوا اے جادو بہت زور شور سے نہ جانا اپنے کو مختصر رکھنا جب دیکھنا کہ سامنے پہونچ گئے تب زور دکھانا جب قریب پہونچنا تو للکارتا ہوا اے جادو یہ اقرار کرکے روانہ ہوا مگر بعد جانے ہوا اے جادو کے جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک نامہ املاک گرانہ دندان کو لکھو کہ کیا خوب انتظام کیا ہے کہ تاریک اور ظلمات قتل ہوئی مگر تمنے خبر نہ لی شاہزادیون نے نامہ لکھا ایک جادوگر کو دیا وہ جادوگر نامہ لیکر چلا قضا سے کا اُس راہ سے گذرا کہ جس طرف سے خواجہ جاتے تھے اُس جادوگر نے جو دیکھا کہ خواجہ سمینہ سے باتین کرتے جاتے ہین جلکیا جی مین کہتا ہے کہ کیا انقلاب ہے کہ بیٹی ماں کو قتل کرکے آشنا کے ساتھ جاتی ہے یہ خیال کرکے جادوگر نے ہاتھ بڑھایا سمینہ جست کرکے آگے بڑھی وہ جادوگر خواجہ پر گرا اور خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لے گیا خواجہ نے سمینہ سے پکار کر آواز دی صاحب تم اپنے کو بچاؤ مجھکو جادوگر لیے جاتا ہے کوئی مقام آج ویران ہونے کو ہے سمینہ اسباب عیاری سے درست ہوگئی کہ ہوا اے جادو نے دور سے دیکھا کہ جدید جادو عمرو کو لیے ہوے جاتا ہے یا طرف مرحلے کے چلا تھا یا طرف جمشید کے پلٹا پکار کر آواز دی کہ اے جدید ذرا ٹھہر جاؤ مین تمسے کچھ کہونگا گھبراؤ نہین سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر ٹھہر جاؤ جدید اترا ہوا اے جادو بھی آیا مگر سمینہ گوشے سے دیکھ رہی ہے کہ جدید کو ہوا نے آکر روکا دونون باتین کرنے لگے ہوا کی مراد یہ ہے کہ مین مصاحبان خداوندی مین ہون تم خدمتگار ہو لہذا بہتر یہ ہے کہ قید اسکی مجھے حوالے کردو جب خداوند سے انعام ملیگا تو مین تمھین بھی شریک کر لونگا جدید کہتا ہے مین نہ مانونگا آخر ہوا اے جادو بگڑا کہا اے جدید مین نہ جانے دونگا خواجہ کو جدید نے ڈالدیا اور آمادہ بہ جنگ ہوا یہی کہتا ہے کہ اے جدید ہم جو کہتے ہین وہ مانو اگر خلاف کروگے تو بہت پچتاؤگے سمینہ حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک قزاق کی شکل بنکر بالائے کوہ آئی کہا او لٹیرو ان آپس مین فساد کرتے ہو اور اس

غریب کو کیون باندھا ہی ہوا سے جادو نے کہا او میان قزاق صاحب تم اِس مقدمے
مین دخل نہ دو ہمارے آپس کا مقدمہ ہی ایک دربار کے رہنے والے ہین ایک
خدمتگار ہی اور ایک سردار ہی خداوند ہمارا فیصلہ کرینگے سمیٹہ نے کہا بیٹھ جاؤ بیٹھکر
باتین کرو آپس مین فیصلہ کر لو تکرار نہ ہو ہوا سے جادو نے کہا جدید جادو مجھسے
کیا تکرار کر سکتا ہی جانتا ہی کہ مین مصاحب خداوند ہون ایسا ہو کہ اسکے خلاف
تقریر سے تو قدرت سے میری شکایت کرے ایک ذرا سے اشارے مین تو دیوانہ
ہو جائیگا جدید نے کہا کیا مجال تمہاری کہ مجھپر ہاتھ ڈالو سامنے خداوند کے ذلیل
کراؤنگا اور یہ بیان کرونگا کہ مین قدرت کے دشمن کو لاتا تھا انھون نے درمیان
مین فساد کیا اور اسکو رہا کر دیا ہی سمیٹہ نے کہا یہ دونو کو میری عملداری مین
ہو تم میرے مہمان ہو مین شراب لاؤن پیو اور پی کر قدرت سے دریافت کرو
دیکھو کیا فرماتے ہین شرابی کے سامنے تو وہ فورًا آتے ہین یہ مجال نہین کہ ہم
بلائین اور وہ نہ آئین جدید نے کہا او میان قزاق صاحب یہ خوب کہی ہم تمکو
بھی قدرت سے ملوائینگے سچ کہتے ہو کہ نشے مین شراب کے قدرت ضرور
آوینگے بتا جاوینگے لہذا میان قزاق صاحب شراب لاؤ سمیٹہ زیرکو آتشی صراحی
جا کر شراب لی دونون کے آگے لا کر رکھدی کہا لو پیو مین کباب لے آؤن پیشتر
ہوا سے جادو نے جام پیا جدید نے کہا دیکھیے آپ نے پھر صحبت کی لی ایک
غیر شخص نے دعوت کی ہی تو آپ نے پہلے ہمکو دی ہوتی ہوا سے جادو نے کہا
کیون دیوانہ ہوا ہی ہمارے سامنے تو قدرت سے بات کر سکتا ہی ہم قدرت
سے کلام کرینگے تو بھی پی لے سمیٹہ نے گوشے سے دیکھا کہ دونون مین تکرار
ہو رہی ہی ہوا سے جادو نے ایک دو تھپڑ مارا اُدھر سے آواز گانے کی آئی
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل سامنے سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی
ہوئی با ناز و کرشمہ آتی ہی نظم

جلوہ رُخ پر نور کا ہر سو نظر آیا | آئینۂ خورشید مین بھی نور نظر آیا

زبسکہ صف مژگان وہ نہین چشم فسونگر	تیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جانبخش بھلایا	اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو مین	تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
نشے کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے	باندھے ہوے تلوار ہلاکو نظر آیا
اللہ رے تیز مژہ یار کا پلہ	سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے	ہیرے سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجھکو	بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کی	عقدہ یہ وہم فکر جو پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی اے نور خوشی عید کی دلکو	جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا

جدید جادو اُسکو دیکھا بہت بیقرار ہوا اُس نازنین نے آتے ہی جدید کا ہاتھ تھام لیا کہتی تھی اے جدید کیون اسقدر گھبراتے ہو میرے ساتھ چلو باغ گلنار مین تمھاری طالب ہے دیکھو تو کیا کیا نازنینان مہجبین جمع ہین ایک ایک کو دیکھکر خوش ہوگے اور کہوگے کہ یہ شاہزادیان خدمت مین خداوند کے ہوتین تو جلسے کو رونق ہوتی جدید اُس نازنین کے ساتھ چلا ہوا اسے جادو اُٹھا کہ نازنین سے کچھ پیغام کہون جدید پر سحر چلگیا ہے دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے اثر کیا لڑکھڑا کر گر امیدنے آکر اسکو قتل کیا مگر وہ نازنین جو جدید کو لیکر چلی سامنے ایک باغ تھا اُسکے قریب جب پہونچی جدید سے کہا اندر تشریف لے چلو جدید جیسے ہی اندر باغ کے گیا اُدھر سیف نے ہوا کو قتل کیا اُس نازنین پر ایک شعلہ گرا کہ جلکر خاک ہوئی جدید کو ہوش آیا کہتا ہو کہ مین یہان کہان آیا سوچا کہ ہوا اسے جادو نے سحر کیا تھا یہ عورت بھی اسی کے سحر کی تھی اُسکے مرنے کے بعد جنگلی طرف کوہ کے چلا پہاڑ پر آکے لاشہ ہوا کا دیکھا بہت پریشان ہوا کہتا تھا ہوا اسے جادو نے مفت مین اپنی جان دیدی افسوس ہے کہ اُسنے بیکار کے پیچھے تکرار کی آخر قدرت نے سزا دی حقیقت مین جہان شراب کا چرچا ہوا قدرت ضرور آتے ہین وہی اُسکو مار گئے

پھر تلاش مین عمرو کی چلا راہ مین دیکھا کہ سمینہ اور عمرو جاتے ہین آگے بڑھکر ایک
چھپر بنائی اُس مین ایک ضعیفہ بنکر بیٹھا عمرو و سمینہ جب پہونچے اُسنے پکارا کہ اے
بیٹا جانے والے ذرا میرے پاس ہوتے جاؤ عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ
بیٹھی ہوئی ہو بلا رہی ہو کہ بیٹا ذرا یہان آؤ پانی مجھے آنڈیلکر پلاؤ خواجہ جھپٹ کر
آئے دیکھا ایک گھڑا پانی کا رکھا ہو عمرو نے آبخورے مین پانی بھرا ڈبیا بیہوشی کی
ڈالدی کہا نانی امان نوجدید دعائین دینے لگا کہ بیٹا پھلو پھولو آباد رہو تمنے
اسوقت بڑا احسان کیا عمرو نے کہا تمھارا کام کر دیا تم بہت راضی ہوگی جب
عمرو اور سمینہ باہر نکلے نوجدید اُٹھنے لگا کہ سحر کرکے عمرو کو پکڑلون بدن مین
رعشہ آیا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے پلٹ کر اُسکا بھی سر کاٹ لیا سمینہ نے کہا خواجہ
اسکو کیون مارا عمرو نے کہا جو جادوگر کم ہوگیا وہی کم ہوگیا اسکو غنیمت جان لو
سمینہ نے بڑی بڑی تعریفین کین جب سر جدید کا کٹا تو صورت بدل گئی سمینہ نے دیکھا
کہ جدید جادو تھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ تمنے خوب پہچانا یہ ہماری تمھاری فکر مین
آیا تھا مگر املاک گر از دندان اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہتا ہو کہ کیا غضب ہو کہ
عیارون نے میری اقلیم مین ہنگامہ ڈالدیا تاریک و جدید ایسے ایسے
ساحر آئین اور قتل ہوجائین اب دیکھیے بھونچال پر کیا گذرتی ہو کہ وہ بیراسے
گرفتاری سعد بن قباد گیا ہو مگر سعد بن قباد شہباز کو مار کر ایک گوشے مین
آئے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ مرحلہ ششم کا اب سامنا ہو بہت سمجھکر کام کرنا لوح
کو قدم قدم پر دیکھنا دیکھیے کیا ہو مگر سامنے صحرا کے نخل ہو وہان بیٹھکر یہ اسم پڑھو
ایک طائر آئیگا وہ تمکو باغ گنجور مین لیجائیگا بے لوح کے دیکھے قدم نہ اٹھانا
سعد نے صحرا مین آکر اسم پڑھا فراٹے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ
آسمان سے اُترتا ہوا آیا زمین پر جیسے ہی قدم قایم کیے سعد جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوے اور فرمایا کہ باغ گنجور مین پہونچا دے وہ طائر سعد کو لے کر چلا
اُدھر سے بھونچال آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ طلسم کشا پشت پر قیصور جن کی سوا

ہین اور طرف باغ گنجور کے جاتے ہین یقین ہی گنجور جادو اپنے دام مکر مین پہانس لیگی ہین چلکر الگ سے تماشا دیکہون مگر قیصور حسین سعد شہریار سے باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ اے طلسم کشا ہم چند جنات اس طلسم مین قید ہین اور بندگان خدا کو آزار پہونچاتے ہین ہم سب تمہارے ساتھ ہونگے جہانتک ہو سکیگا عجائب وغرائب سے آگاہ کرینگے کسی کے دام مکر مین نہ پہنسنے دینگے جسکے باغ مین آپ چلتے ہین وہ بلا کی مکارہ ہی اُس سے بچیے گا جس صورت سے بن پڑیگا ہین آپ کے سامنے آؤنگا اور آگاہ کرونگا یہ ذکر تہا کہ خوشبو پہولونکی درباغ مین آنے لگی قیصور نے حوض کی لوح کو چہپا لیجیے یہ باغ گنجور سے خوشبو آتی ہی گنجور نے سحر شروع کیا آپکی گرفتاری ہو رہی ہی سعد نے جو لوح کو چہپا لیا تو آنا پہولونکی سو موقوف ہوئی اور سامنے سے باغ دکہائی دیا ایک گوشے مین قیصور نے آکر بادشاہ کو آثار الما غلام رخصت ہوتا ہی جب ضرورت پڑیگی تو اسم یاد کر پڑہیے گا غلام فورا حاضر ہوگا کسی مشکل مین مدد کرونگا یہ کہکر قیصور فورا رخصت ہوا بادشاہ ایک طرف سے چلے ہزار ہا طائر جو درختون پر بیٹہے تہے منقارین کہولکر یہ اشعار پڑہنے لگے نظم

خط سے دونا ہوا رخسارۂ دلدار کا روپ　　واقعی سچ ہی کہ سبزے سے ہی گلزار کا روپ

بار لانے سے ہی لطف شجر باغ شباب　　نار پستان سے ہی سرو قد دلدار کا روپ

بانکپن ترک وفادار کو زیبندہ ہی　　دست معشوق مین کیونکر نہ ہو تلوار کا روپ

ابر مین لطف ہی تاروں کے نکل آنے سے　　کیون نہ افشان سے ہو زلف سیہ کار کا روپ

دہن یار مین کسطرح نہ چمکین دندان　　درج مین ہوتا ہی سلک در شہوار کا روپ

کیون خریدار دو چند رونق سو اُس یوسف کا　　مشتری سے ہی فقط حسن کے بازار کا روپ

عکس رخسار سے عالم تہا عجب گیسو پر　　نور سے شمع کے دونا تہا شب تار کا روپ

نور کیونکر نہ اسے نور علی نور کہے　　کر ہوا طرۂ دستار سے دستار کا روپ

طائرون نے اسقدر غل مچایا کہ گنجور پڑی ہوئی سو رہی تہی آوازسے طائرونکی ہوشیار ہوئی بیرون بارہ دری آکر دیکہا کہ طائر غل مچا رہے ہین کچہی کہ طلسم کشا

آگیا کنیزون سے کہا لو صاحبو تمنے سُنا طلسم کشا ہمارے باغ مین آگیا طائر غل مچارہے
ہین حقیقت مین قیصور رحین بھی دوست ہوگیا سب اپنی مصیبت بھی بیان کی سعد
نے جواب دیا ہم تمہارے معین ہین ہر مقام پر تمہاری مدد کرینگے اگر خدا نے یہ
طلسم فتح کرایا تو تمکو تمہاری جلد اری دلوادینگے اسپر قیصور رخوش ہوا کہ تم لوگ
کچھ تدبیر کرو کنیزون نے بناؤ کیے اور گنجور جادو ایک حسین کی شکل بنکر تیار ہوئی
سب کنیزین پشت پر آپ سب کے آگے آگے سیر باغ کرتی ہوئی چلی اُدھر سے
سعد آتے تھے گنجور نے جھک کر سلام کیا کہا اے شہر یار آئیے مین مدت سے
آپ کی مشتاق تھی املاک گراز و ندان اس مرحلے کا حاکم ہے اُسکے قصر مین پہونچا
دونگی یا اُسکو بلا بھیجونگی اگر آپ نے اُسکو قتل کیا تو چھٹا مرحلہ فتح ہوا یہ کہکے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیے لیکر بارہ دری مین آئی سعد کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ
کیا کنیزون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا سازندے و رقاص حاضر تھے اپنا
اپنا کام کرنے لگے گنجور نے جام ارغوانی لبریز کیا سامنے سعد شہر یار کے لائی
کہا اے شہر یار ایک جام نوش فرمایئے آپ نے بڑی تکلیف اُٹھائی ہے سعد نے
جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ایک آواز آئی کہ اے شہر یار لوح کو ملاحظہ فرمایئے سعد نے
جام ہاتھ سے رکھدیا لوح کو ملاحظہ کرنے لگے لوح مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم
واے سیارہ این عجائبات اب مناسب یہ ہے کہ اسکی صحبت کو ترک کرو طرف باغ
جہان نما کے جاؤ سعد نے فوراً اسم پڑھا قیصور حبشی بشکل طائر آیا سعد اُسکی
پشت پر سوار ہوے جب چلنے لگے تو گنجور رونے لگی کہا اے شہر یار افسوس کا
مقام ہے کہ بعد مدت کے یہ دن نصیب ہوا تو آپ طرف باغ جہان نما کے جاتے
ہین مجھے بھی لیتے چلیے ایسا نہ ہو کہ جہان نما سرکار کے ساتھ کچھ فتور کرے مین حضور
کو دمبدم آگاہ کرونگی لوح سے غافل نہ ہونے دونگی سعد نے فرمایا اے گنجور
مین مدد اپنے پروردگار کی چاہتا ہون کوئی کسی کی کیا مدد کریگا وہ حافظ حقیقی
ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت اور ہمارا ہاتھ ہے یہ فرما کر قیصور کو اشارہ کیا وہ

چاہتا ہو اڑ کر لپٹیں کہ گنجور نے پھر جام اٹھایا کہا اے شہریار اتنی تو میری خوشی کیجیے
کہ جام پی لیجیے سعد نے انکار نہ کیا کہ جام لے لیا قیصور نے آہستہ سے کہا شہریار
جام اسکو پھینک ماریے یہی تو پوچھنا تھا کہ اسکو چھوڑ کر کل سے چاہتا تھا اسکی قضا آپہنچی
ہو سعد نے بموجب کہنے قیصور کے وہی جام گنجور پر پھینک مارا جیسے ہی وہ جام
ٹوٹا اور شراب گنجور پر پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگی شعلہ بلند ہوئے جنگل خاک
ہوئی تمام طائر جلکر گرے درخت بھی جلے شعلہ لپٹے ... میں باغ ویران ہوگیا
دیوار میں باغ کی گر پڑیں قیصور جنی نے کہا حضرت نیند بیت ہو عرض کی اے
شہریار اب داخل باغ جہان نما میں ہوگا وہاں ... اسکو نگاہ بہت ہوشیار
رہیئے گا اسقدر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جہان نما سے جادو نے آج دشمن
کیا ہو تمام جادو گر چہار طرف کے جمع ہیں راگ و رنگ ہو رہا ہو آپ بھی شامل
جا کے شریک صحبت ہوجیئے گا مگر کوئی چیز نوش نہ فرمائیے گا نہ شراب پیجئے گا ورنہ
گرفتار ہوجائیے گا سعد یہ باتیں سنکر پشت قیصور پر سوار ہوئے قیصور
سعد شہریار کو ساتھ لیکر چلا راہ میں ایک صحرا سے ہولناک ملا ہر طرف اژدہائے
آتش فشاں دوڑتے پھرتے ہیں شیرزن صحرا اژدروں پر حملہ کرتے ہیں اور
اژدر شیروں کو جلا دیتے ہیں جب منہ سے آگ چھوڑتی ہے سر پر شیروان کے شعلہ
پیدا شیر جلنے لگے ہزارہا لاشہ جابجا پڑا ہے ہوا اس صحرا کو وحشت بونڈلون کی
گرد کو وحشت ہر طرف سائیں سائیں کی آواز آتی ہے جابجا درختوں پر زاغ و
زغن جمع ہیں کائوں کائوں کر رہے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ باغ سے نکل جاویں
مگر اڑتے ہیں اور پھر اسی مقام پر بیٹھتے ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان سب کو جانیکا
راستہ نہیں ملتا ہے قیصور بادشاہ کو لیے ہوئے اس صحرا سے نکلا آوازیں آتی
تھیں کہ اے قیصور جنی تجھکو مدت رہتے ہوئے گذری آجتک کوئی شکایت نہیں
پائی کیا باعث ہوا کہ اہل طلسم کا دشمن ہوگیا ذرا پلٹ کر دیکھ قیصور اور شہریار
روانہ ہوا جب وہ جنگل سے نکلا تب آوازیں موقوف ہوئیں جنگل سے دور

آکر دیکھا کہ کچھ غولان بیابان درہ ہای کوہ سے نکلے اژدرون سے لڑنے لگے
جس اژدر کو غولون نے پکڑ لیا دبوچ کر اُسے مار ڈالا سعد فرماتے ہین کہ ای
قیصور اس جنگل کے غول بہت زبردست ہین قیصور نے عرض کی یہ سب عجائب و
غرائب طلسمی ہین کوئی زبردست نہین ہو ابھی بڑے بڑے عجائب و غرائب آپ
ملاحظہ فرماینگے کا یہ مرحلہ تو عقوبت املاک گر اژدران کا ہو یہ بھی اسکے مین
ہین طلسم کشا کو ڈراتے ہین چاہیئے ہین خوف نہ ہین طلسم کشا پلٹ جائے سعد نے
فرمایا ای قیصور اگر جان پر بھی بنتی تو بہن نہ ہلونگا جبتک گرفتار رہونا اسقدر شاق ہو
کہ راتون کی نیند جاتی رہی مجھے ہر وقت یہی خیال ہو کہ ہین گرفتار رہو جاؤن
تک آسمان پر بھی وہ فکر اندیشہ کر رہا اون اُنکی سلطنت ویران پڑی ہو سلاسل پری
نے نامہ لکھا تھا کہ بیت ہین قہقہہ آتا ہو ہین مجبور رشتہ کیونکر جاتا فتاحی طلسم ہین
مصروف ہین قیصور نے کہا حضور اب اُنکی رہائی کا زمانہ قریب ہو دو مرحلے
صرف اور باقی ہین یہ کہتا ہوا بڑھا صبح ہو چکی تھی کہ ایک صحرا پر بہار دیکھا
کہ ہزارہا شاہزادیان زبردست بیٹھی ہوئی چہلین کر رہی ہین اور پکارتی ہین
کہ ای آیندہ و روندہ اس مقام پر آکر ٹھہرو یہیں قبضہ کرو یہ صحرا استقامت تیرا پراج کا ہو
مرد ہمکو نہین نصیب ہوتا تڑپ رہے ہین یہی شجر ہمارے واسطے مرد ہین کہ جسم کو
اسکے بیخ سے مس کرتے ہین تو حمل قایم ہوتا ہو اتفاق دیکھیے کہ بیٹی ہی پیدا ہوتی ہو
و سبب عورتین بڑھتی جاتی ہین سعد نے قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور مجھی
اُنکے حال پر مجھکو رحم آتا ہو ذرا یہان ٹھہر جاؤ قیصور نے کہا ای شہریار یہ دام
مکر ہو یہان ٹھہرے اور گرفتار ہوے یہ جسقدر عورتین بیٹھی ہین اور ظاہر ہین
کمسن معلوم ہوتی ہین انھین جسکا سن سب سے کم ہو وہ دو سو برس کی ہو ورنہ تین سو
چار سو سال و ہزار ہزار سال تک کی عمرون کے اُنکے سن ہین عالم مکار ہی ہین
طاق سحر و شعبدہ بازی ہین شہرہ آفاق اس صحرا سے بھی سعد شہریار نکلے ایک
جنگل بلا دیکھا ہزارون شاہزادے آبلے پاؤن ہین پڑے ہوے برہنہ ایک

ایک غرقی باندھے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین ایک سے ایک
کہتا ہو کر بھائیو پیاس سے جان لیگی مہلت نہ ملیگی سارے جنگل کو چھان ڈالا اور کہین
پانی کا نشان نہین ملتا جنگل پھر بھی کوئی کنواں نہین کس مقام پر جائین کیونکر
پانی پاوین پھر سعد نے فرمایا اے قیصور جنی یہ کون لوگ ہین کہ جو پیاس سے مرتے ہین
قیصور نے کہا یہ مرحلۂ طلسم ہے اسکو دیکھیے جب آپ فتح پاوینگے تو یہ لوگ رہا ہونگے
یہ سب لوگ آپ کی فتح کے خواہان ہین سعد قیصور سے باتین کرتے ہوئے جاتے
ہین کہ ایک صحراے عجیب ملا سعد نے دیکھا کہ دو طرف سے فوجین آئین ایک
ایک پہلوان دونون طرف سے نکلا مقابلہ ہونے لگا مگر ایک فوج جو بائین
جانب سے آئی ہے وہ بہت کم زور ہے اُسکے لوگ بہت مارے گئے قیصور نے
کہا اے شہریار ان شکست خوردہ کے مقدمے مین لوح ملاحظہ فرمائیے شاید انکی
مدد آپ ہی کرین یہ لوگ جو قتل ہو رہے ہین یہ مطیع اسلام ہین ساحرون کی
ترقی ہے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ انکی مدد کرو فرمایا اے قیصور
مجھے اُتار دے کہ مین ان لوگون کی مدد کرون شاید آفت سے بچین قیصور نے
بادشاہ کو ایک طرف اُتار دیا سعد نعرہ کر کے میدان مین آئے سات پہلوان
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے پرا ابتر ہو گیا سعد ہرچند نعرے کرتے ہین کہ
کوئی میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی نہین آتا تب سعد نے اشارہ کیا کہ ہان
بھائیو ان سب کو گھیر لو فوجون کے بلوے ہین آپس مین دونون لشکر مل گئے
خوب تلوار چلی سعد شہریار نے کئی سو افسرون کو قتل کیا لڑتے ہوے وسط فوج
مین پہونچے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تھا آواز دے رہا ہے کہ طلسم کشا کو
گرفتار کر لو یارو دیکھتے ہو کہ یہ مجھپر حملہ کرتے ہین سب طرف سے بادہ گرد ساحرون
نے خوب خوب سحر کیے مگر سعد پر تاثیر نہ ہوئی آخر فوجین بھاگین وہ بادشاہ تخت
سے کود کر بھاگا سعد نے چاہا پیچھا کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس
بدبخت کو چھوڑ اب ادھر متوجہ ہو مین تمھارا ملک الموت ہون چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا

سعد نے دیکھا کہ ایک عفریت خونخوار آہن کا دوالا کاندھے پر رکھے ہوے سامنے
آیا اور دوارہ کا وار کیا سعد نے وار کو قلم کر دیا تب وہ دیو لپیٹ پڑا سعد نے اکیر کر
مارا کر اٹھنے کا لٹھا گرا سعد کو دکر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او سرکش شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہی اسنے کہا مجھکو چھوڑ دیجیے تو مین اپنا حال بیان کرون جب
بادشاہ اسکی چھاتی سے اترے تو اس دیو نے کہا کہ مین ہمراہیان عفریت سے
ہون جب عفریت مار اگیا اور صاحبقران طلسمات مین داخل ہوے تو مجھکو
زیر کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا اپنی حکومت پر قایم ہو گیا ایک روز سیر کرتا
ہوا جاتا تھا کہ ایک پریزاد کو دیکھا شکار کھیل رہی ہی مین نے اسپر قبضہ کیا وہ بھی
مجھسے رضامند ہوئی مگر اس طلسم مین آکر قید ہوا بادشاہ طلسم کا حکم ہوا جو کوئی
طلسم کشائی کے خیال سے آئے اسکو قتل کرو آج مین آپ سے زیر ہوا ورنہ جو
آیا اسکو مٹایا میری ضرب کوئی روک نہ سکتا تھا اور وہ پریزاد میرے ساتھ
رہتی تھی یہان سامنے کوہ ہی ایک دیو وہان رہتا ہی کہ اسکو دیو سمندون کہتے
ہین اسنے پریزاد کو چھین لیا بادشاہ طلسم سے جو فریاد کی اسنے جواب دیا کہ جب
طلسم کشا آوینگے تب تمھاری داد ملیگی تو امیدوار ہون کہ میری معشوقہ دلوا دیجیے
اور نام میرا دیو اضطراب ہی بادشاہ اسکے ساتھ ہوے سامنے پہاڑ کے پہنچے
آتے ہی نعرہ کیا کہ او سمندون میرے مقابلے مین آ پریزاد کو حوالے کر اندر سے
کوہ کے ایک دیو بلند قد نکلا اسنے پکار کر آواز دی کہ او جوان کہانسے گریبان
تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کشان کشان یہان لایا ہی سعد نے کہا مین تجھسے پریزاد
کو لونگا پرائے ناموس پر کیون ہاتھ ڈالا اس دیو نے کہا آ مجھسے لڑ لے سعد نے
اسکو بھی زیر کیا چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو سمندون رونے لگا
کہا او شہریار باغ جہان نما مین میرا مدعا ہی اگر حضور باغ جہان نما مین جاینگے
تو وہان ایک چشمہ بہت صاف شفاف ہی اس مین سے ایک مچھلی نکلتی ہی وہ میری خوراک
ہی اگر وہ کھاؤن تو کبھی بھوکا نہ ہون بادشاہ نے فرمایا مین ضرور باغ جہان نما

میں جاؤنگا سمندون نے کہا میں ساتھ چلونگا بادشاہ نے تیجو دیو جنی کو رخصت کیا
اور سمندون کے کاندھے پر سوار ہوئے اور پریزاد آتش سے لیکر دیو اضطراب کو
دی اور نامہ دیا کہ پردۂ قاف جاؤ قلعۂ سلاسل پری کو جا کر یہ نامہ ہمارا دینا وہ
تمہاری حکومت تمکو دیگی زبانی کہنا کہ اے سلاسل پری تجھے انتظام اور کرو
زمانہ بالی آسمان پری وقمر لیشہ کا قریب ہے اگر ہو سکے تو جواب اس نامے کا
لکھنا ہم طرف باغ جہان نما کے جاتے ہیں انشاء صاحبقران جمراسے خرخارہ میں
آترا ہی وہ تمہارے خط کا جواب لکھینگے دیو اضطراب یہ نامہ لیکر روانہ ہوا ادہر
طرف قلعۂ سلاسل کے چلا مگر سمندون بادشاہ کو کاندھے پر سوار کرکے طرف
باغ جہان نما کے چلا سمندون بہت خوش ہو کہتا ہی اے شہریار آج مجھکو دولت
ملیگی کہ ہمیشہ کو سیر ہو جاؤنگا راستے کو طے کرکے طرف باغ جہان نما کے چلے
دروازے پر باغ کے دیکھا ہزار ہا جادوگر حربے لیے کھڑے ہیں اور غلغلہ
کر رہے ہیں کہ طلسم کشا آتا ہی ہم اسے مارینگے باغ میں نہ جانے دینگے
بادشاہ نے یہ باتیں سنکر سمندون سے کہا مجھے اتار دے سمندون نے سعد
کو پشت سے اتارا بادشاہ نعرہ کرکے اس فوج پر جا پڑے نعرۂ بادشاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر جب بادشاہ کا نعرہ ہوا تو دروازہ باغ کا بند ہو گیا جو
ساحر کہ لڑ رہے تھے وہ فریاد کرنے لگے کہ اے طلسم کشا الامان سعد نے جواب دیا
کہ امان بشرط ایمان آلتے سب کا افسر کلان مہروز جادو رومال سے ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا حضور یہ سب بخوشی مطیع اسلام ہوئے جب آپ حکم دینگے وہ جیالا دینگے
بھی در باغ جہان نما ہی یہ کہکر سب ہٹکر کھڑے ہوئے سعد مع دیو سمندون
اندر آئے اول وہ چشمہ ملا دیکھا کہ ایک ماہی کلان چشمے سے نکلی باہر بیٹھی ہوئی
ہی سمندون نے بیقرار ہو کر کہا کہ حضور یہ وہ مچھلی یہی ہی جسکی خواہش مجھے مدت سے ہی

سعد نے بڑھکر اُس مچھلی پر ہاتھ مارا وہ مچھلی تڑپ کر چشمے مین گری پانی اسقدر جاری
ہوا کہ تمام باغ عالم آب ہوگیا سمندون غل مچارہا ہی کہ حضور اپنے کو بچائیے مین
کہتا تھا کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا اب اپنے کو بچائیے بادشاہ
جست کر کے پیچھے ہٹے اور لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا وہ مچھلی تہ آب
مین پہونچی اپنے کو چشمے مین گرا دو تو شاید وہ دستیاب ہو سعد نے جو حکم لوح پایا
فورًا چشمے مین پھاند پڑے دیکھا کہ ایک صحرا ہے پرآشوب ہو جسمین ہزارہا غول
بیابانی پھر رہے ہین اُن غولون نے جو سعد کو دیکھا چوب دستین لیکر آپڑے بادشاہ
سے تلوار چلنے لگی جب کوئی غول حربہ کرتا ہی بادشاہ ہاتھ تلوار کا مار دیتے ہین ایک
غول کلان ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے آیا اُسنے آکر حربہ کیا بادشاہ نے اُسکی کلائی تھامکے
وہ غول لپٹ پڑا بادشاہ نے اُکھیڑ کر مارا کہ چار دن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا کہ او بیتالک غول ماہی شکم سپر کا پتہ دے غول نے کہا جو
نخل سامنے ہی اُسکو جاکر اُکھیڑیے تب پتہ مچھلی کا ملیگا گرفتار ہوتے ہی اُس غول
کلان کے سب غول بھاگ گئے مگر یہ غول کلان ساتھ ہی بادشاہ نے آکر وہ درخت
اُکھیڑا دیکھا کہ ایک چشمۂ آب ہی وہ مچھلی چشمے سے منھ نکالے ہوے بیٹھی ہی سعد نے
ہاتھ مارا مچھلی کا سر ہاتھ مین آیا بادشاہ نے بزور کھینچا کہا ای سمندون لے سمندون
منھ پھیلا کر دوڑا جیسے ہی مچھلی پر منھ مارا غل مچانے لگا کہ ای شہریار یہ تو پتھر کی ہی
ہاے مجھے خوراک میسر نہ ہوئی سعد نے کہا کیون روتا ہی مین پتہ لگاتا ہون اُس
غول سے پوچھا کہ کیون بھیجا یہ کیا مکر تھا غول نے کہا ای شہریار اِسی چشمے مین وہ
مچھلی ہی اب لوح کا عکس ڈالیے وہ قصد کریگی کہ لوح لیلون آپ فورًا اُسے گرفتار
کر لیجیے گا بادشاہ نے قریب چشمے کے آکر لوح طلسمی کو لٹکایا عکس لوح جو پانی
مین پڑا عجیب صفائی پانی مین تھی کہ آب گوہر پانی بھرے مگر وہ مچھلی کہ تہ آب پر تھی
لوح کو دیکھکر تڑپی اور جست کر کے قصد کیا کہ لوح کو منھ مین لے لون سعد شہریار
نے لوح کو ہٹا لیا مچھلی پر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا قبضے مین آیا ایسا وہ مچھلی لاکھ طرح

تڑپتی ہی کہ اپنے کو چھڑاؤں مگر شمشیر کا قبضہ ہوا اب کب نکل سکتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای
سمندون سے سمندون اُس مچھلی پر گرا کھا کر اُسکو ناچنے لگا کہتا تھا ای شہریار کیا
نعمت آپ نے عطا فرمائی ہی کہ ہمیشہ کو سیر ہو گیا اب کبھی بھوکا نہ رہونگا پروردگار
آپ کو مظفر و منصور رکھے اب مین صحراے خونخوار مین جاتا ہون خدمت امیر مین
رہونگا کچھ نشانی دیجیے گا سعد نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور یہ لکھا کہ فتاحی
مرحلۂ ششم مین مصروف ہون امیدوار ہون دعا فرمایئے اور یہ سمندون خدمت مین
آتا ہی حاضر خدمت رہیگا لشکر کی حفاظت اس سے متعلق ہی امیدوار ہون کہ اسکو
خدمت مین جگہ ملے یہ تحریر دیکر سمندون کو روانہ کیا سمندون طرف لشکر امیر کے
چلا سعد نے پھر اُسی طرح اسم حاشیۂ لوح پڑھا کہ قیصور جنی حاضر ہوا کہا ای قیصور
باغ جہان نما مین پہونچا دے مگر یہان جہان نما سے جادو نے کہ زمانہ جشن کا قریب
آیا رفقا سے کہا کہ سب خراج گزارون نامے لکھو کہ بار دو آکر نذر سامری مین شریک
ہو ہر چند کہ وقت قریب ہی مگر اس مہلت کو غنیمت جانو یہ نامے لکھکر ساحرونکو روانہ
کیا ساحرون نے جاکر نامے خراج گزارونکو دیے جسنے نامہ دیکھا ساتھ ستر ہزار
فوج ساتھ لی اور طرف باغ جہان نما کے چلا سعد کے سامنے سے اکثر تاجدار
گذرے اُسنے دریافت جو کیا تو ساتھ والون نے بیان کردیا کہ زمانہ جشن نوروزی
ہی سامری و جمشید ہدایت کر گئے ہین کہ بعد سال بھر کے ہماری پیدایش کا جشن
کیا کرو لہذا ہمارے آقا نے بلایا ہی وہین جاتے ہین جب کئی تاجدار سامنے سے
سعد کے گذر گئے تو قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور ہمکو لے چل قیصور ٹال رہا ہی
سارا دن اسی بحث مین گذرا جب شام ہوئی تو قیصور جنی نے عرض کی کہ آپ
تشریف لے چلیے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا بادشاہ قیصور کی پشت پر سوار
ہوے قیصور لیکر چلا سامنے شاہ نے دیکھا کہ اُسی باغ کا دروازہ مثل آغوش
عاشق کھلا ہوا اور گرد باغ کے صدہا بارگاہین استادہ ہین ہزارہا جادوگر پھر رہے
ہین گانیکی آواز بلند ہی کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے
عیش مین رنج ہم اور راحت جان بھول گئے

داستان سُنکے مرے عشق کی یہ محو ہوے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے

محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا
دل تمھین دیکے ہم اے جان جہان بھول گئے

لیلے و مجنون جو الفت کے اڑائے اوسان
بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے

اپنے تو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے

وہ حسین تو ہو کہ ہم دیکھ کے تیری صورت
یوسفِ مصر کو اے جانِ جہان بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
تربتِ عاشقِ بیکس کا نشان بھول گئے

ہمسا عالم مین نہ ہوگا کوئی گم کردہ حواس
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر
حُسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے

بادشاہ نے فرمایا اے قیصور حبشی یہ کون گا رہا ہے قیصور نے کہا کہ آپ صاحب اقبال ہین ایسے وقت پر پہونچے کہ صحبت ساحران گرم ہے حضور جاتے ہی اس مجمع کو متفرق کرین تاکہ ان ساحرون کو معلوم ہو کہ طلسم کشا آ گئے مگر پہلے جلسہ ملاحظہ فرما لیجیے سعد قیصور کو لیکر سر حد باغ مین آئے دیکھا کہ ایک شامیانہ تنا ہے اور ایک جادوگر نوجوان مسند پر بیٹھا ہے گرد ہزارہا تاجدار یہی کہہ رہے ہین کہ اے جہان نما آج طلسم کشا ضرور آئیگا جہان نما کہتا ہے اگر اس مجمع مین آئیگا تو گرفتار ہوگا یہ سُنکر بادشاہ نے لوح گلے سے اُتار کر گریبان مین رکھلی کسی نے بادشاہ کو آتے ہوے نہ دیکھا بادشاہ ایک طرف آکر بیٹھ گئے دیکھا کہ نازنینان مہجبین گا رہی ہین اور گُل تاجدار نشے مین شراب کے بلبلا رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ اگر طلسم کشا آئے تو اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے گھیر کر مار لین گے اے جہان نما تمنے بڑی جستجو سے جلسہ جمع کیا حصول اُسکا یہ ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو قدرت بہت خوش ہونگے ہم سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ سعد بن قباد اکیلے آوینگے تم لوگون کی جرأت دیکھین کہ کیا کار نمایان کرتے ہو ایسا جمکر لڑو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے اور قیصور حبشی کہ تم سب کا دشمن ہے اُسکے

ٹکڑے ٹکڑے اڑ او اتنے مین قیصور نے کہا کہ حضور اب نعرہ کرین اور اپنے کو ظاہر
کرین بادشاہ نے لوح گریبان سے نکالی زیب گلو کی اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران
بے حیا و ای نابکاران پُر دغا منم طلسم کشا جبتک تمسے ہوسکے تصور نہ کرو یہ فرما کے
تلوار کھینچی تاجدارون مین بلڑ ہوا کہ لو یارو قیصور نے عین وقت پر پہونچا دیا
ہم لوگ تماشائے محفل بھی نہ دیکھنے پائے جہان نما نے پکار کر کہا کہ اب وقت
جنگ ہی یارو تامل نہ کرو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو سب تاجدارون نے سعد پر
بلوہ کیا قیصور جنی بھی لڑ رہا ہی سعد لوح کو چمکا رہے ہین جسپر عکس لوح کا پڑا وہ
جلکر خاک ہوا سعد ہزارون جادوگرونکو مارتے ہوے قریب جہان نما کے پہونچے
جہان نما ہاتھ باندھکر قدمون پہ گرپڑا کہا ای شہریار مجھکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا
ہین جرأت مین بھی یکتا ہین مین اپنی جان نذر دونگا آپ کی اطاعت کرونگا
یہ جلسہ اسی واسطے آراستہ ہوا تھا کہ سعد کو گرفتار کرلو آپ کے پاس لوح طلسمی
ہی ساحر عاجز ہو رہے ہین کچھ تاجدار بھاگ گئے اب بیرون باغ سناٹا ہی سعد
نے سر جہان نما کا اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ ای جہان نما لوح نے یہی
خبر دی تھی کہ جہان نما اطاعت کریگا لہذا وہی ہوا تم مطیع اسلام ہوے اب یہ مرحلہ فتح ہوا
جہان نما نے سعد کو مقام صدر پر جگہ دی اور قیصور سے کہا کہ ای قیصور جنی تمکو
مناسب ہی کہ طرف قصر املاک کے جاؤ اور وہان کی خبر لاؤ کہ دیکھو املاک
کیا کر رہا ہی اسکا کیا ارادہ ہی قیصور نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون اور ایک
مژدہ آپ کو اور دیتا ہون کہ مین جو یہان آیا تھا تو مع فوج گرفتار ہوا تھا فوج نے
بھی رہائی پائی اب املاک گرا زہ دندان کیا لڑسکیگا فوج جنات پر اسکو بڑا
غرور تھا اب وہ لوگ اسکی اطاعت نہ کرینگے مجھکو دیکھکر سب خوش ہوجاوینگے
ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ افسر ایسا چاہیے کہ جسنے ہمارے واسطے کوشش کی
کہ ہم سب نے رہائی پائی اب فوج آئیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا
ہوا اور وہ ابر پھٹا کئی لاکھ جنات آکر پہونچے قیصور کے گرد پھرتے تھے اور

شکریہ ادا کرتے تھے کہ اے قیصور ہم تمھاری افسری پر ناز کرتے ہین کہ تمنے ہماری
رہائی کی تدبیر کی املاک گرانہ دندان لشکرکشی کا سامان کر رہا ہی اُسکا ارادہ یہ ہی
کہ شہریار سے مقابلہ کرے ہم لوگ تو نکل آئے نہ روک سکا اب سعد شہریار طرف
باغ دلکشا کے تشریف لے چلین ہم سب ہمراہ خدمت ہین املاک بھی جانے کہ
جنات مجھسے باغی ہوے اب کس بھروسے پر لشکرکشی کریگا یقین ہی کہ بھاگتا پھرے
سعد نے فرمایا کہ اے جہان نما ہیری تکلیف کا وقت ہی ابھی ایسا ممکن نہین ہی کہ
مین چلے مین بیٹھون جہان نما نے کہا مین لشکر آراستہ کر رہا ہون جسوقت
حضور بمقام املاک پر پہونچین گے مین کل جنات کو ساتھ لیکر حاضر ہون گا
ایسی تلوار چلے کہ املاک بھی یاد کرے کہ مین نے جو ارادہ کیا اُسکا انجام
یہ ہوا حضور بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظ فرماوین سعد نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا
کہ سامنے جو درخت ببول ہی کانٹون سے بچکر اُسکو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ دیجیے
راستہ قصر املاک کا ہی بادشاہ نے اُٹھکر درخت کو اُکھیڑا اگر کانٹے ہاتھون مین
چبھے کہ دست نگارین سے خون کے قطرے ٹپکے جہان نما نے بڑھکر کہا کہ اے
شہریار یہ خون آپ کا ہی جیب مین مخمل کی دبیہ کوئی شیشہ رکھا ہوگا اُس مین خون
اپنا جمع کیجیے بروقت جنگ کام آئیگا بادشاہ نے شیشہ نکالا ہاتھ کا خون اُسمین
جمع کیا اور شیشہ کمر مین رکھ لیا نقب پختہ بنی تھی اُس مین داخل ہوے اور
سیڑھیان طی کرکے سر جو نکالا تو ایک صحراے وسیع ملا دیکھا ہزارہا ساحر وہان
جمع ہین ایک جادوگر بلند بالا تاج سر پر تخت پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ ہان یارو
آمادہ رہو طلسم کشا آتے ہین کہ سامنے سے سعد کو دیکھا غلغلہ ہونے لگا کہ طلسم کشا
آگیا چہار جانب سے ساحر بلوہ کرکے چلے سعد نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ او املاک گرانہ دندان کیون کد و کوشش کرتا ہی جہان نما نے اطاعت
کی املاک نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی ما بدولت کا خراج گذار تھا اگر مطیع ہوگیا
تو میرا کیا نقصان ہوا اگر وہ آپ کی اطاعت کریگا تو آپ کو کیا نفع ہوگا سعد نے

فرمایا او املاک تھوڑی دیر مین حال کھلجائیگا کہ جہان نما کے مطیع ہونے سے کیا نفع ہوا سب ساحر بلوہ کر رہے ہین اور بادشاہ مصروف دعا ہین کہ اے کریم کارساز اس آفت سے بچاے نظم

طالب ذات خداے لایزال ... از کسے در دل نمیدارد خیال
خاطر بیخطرہ اش باشد مدام ... از گمان خالی و پاک از ہر خیال
ظاہر و باطن بیک حالت بود ... بندۂ حق اہل حال و اہل قال
بیند از ہر پردہ در جلوہ گری ... مرد بینا جلوۂ حسن و جمال
سرنگون باشد بہ شکل آسمان ... پشت ہمیدارد دوتا مثل ہلال
محرم اسرار باشد دم بخود ... زین بیان دارد زبان ہر وقت لال
باشد اش با فقر و فاقہ دوستی ... دشمن مال است آن اہل کمال
صلح دارد در جہان با نیک و بد ... مرد خوش خو صلح کل نیک خصال
مثل خود بر مطلع صدق و صفا ... جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
خاص با خاصان بود با عام عام ... ہر زمان آن مرد عارف نیک فال

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا کہ صحرا سے گرد اُٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی املاک نے دیکھا کہ جہان نما تخت پر سوار لاکھ جنات تلوارین کھینچے ہوے پشت پر آمادۂ حرب و پیکار چلا آتا ہو آکر پہونچا بادشاہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جناتون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ اے قیصور جنی اپنی فوج کو حکم دو کہ ہمراہ سعد شہریار جنگ کرین لو آؤ تخت پر سوار ہو کسی مقام پر تامل نہ کرو یہی طلسم مین مشہور ہو کہ قیصور جنی طلسم کشا کا دوست ہوگیا ہو فوج کو بھی رہا کر لیا اب کیا تامل ہو قیصور نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان یارو جو تکلیفین تمنے پائی ہین اسکا بدلہ لو یہ وہی ساحر ہین کہ جنکی تم قید مین تھے آب و دانہ تمکو نہ دیتے تھے تم ان سب کو گھیر کر مار لو جنات نے یہ صدا جو سنی فوراً بلوہ کیا ساحرون کو قتل کرنے لگے املاک نے جو دیکھا کہ جنات

مصروف جنگ ہوئے گھبرایا کہ اب کیا کرون پکار کر آواز دی کہ ہان اے ساحران نامی
واے پہلوانان گرامی ان جناتون کو بھی مار لو تم تو بادہ ہوا اور یہ کم ہین انکو تمنے بغض
ہے کہ قید خانے مین آپ وہ انہین ملا تم یہ خیال کرو کہ یہ ہمارے دشمن ہین قفسے سے
نکل گئے اب جسطرح چاہین جنگ کرین مگر ساحرون سے جنات کو تاب جنگ نہین
ہے ایک طرف سے قہقہہ رستی انفرے کر رہا ہے کہ بھاگو تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی
اب اسکا بدلہ کرو کہ ان ساحرون کو مار لو مین تمھارے ساتھ ہون طلسم کشا بھی
تمھارے مددگار ہین علاوہ طلسم کشا کے خدا ہین وہ مددگار ہے تو بیڑا پار ہے یہ سمجھ لو
کہ دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے وہ تدبیر کرو کہ ساحرون کو موقع بھاگنے کا نہ
ملے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہے زندگی کی یہ کیفیت ہے کہ بڑے بڑے شاہان جہان
اس دنیا سے حسرت و یاس لیکر گزر گئے نظم

تخت جمشید خط جام ہوا نقش فنا ۔ نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے ۔ کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے ۔ گرد اٹھتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ۔ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان تمنا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ۔ گھٹکا جسکی سانسین نہ بھرے جسکے لب بابیدا
اس خیابان کا ہر ایک نخل ہے نخل ماتم ۔ آہ افسوس ہر ایک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار ۔ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ۔ اے مقیمان عدم حال کہو کیا گزرا

ان اشعار کو سنکر جنات مصروف جنگ ہین تمام ساحر بھاگتے پھرتے
ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ان لوگون سے کیونکر لڑین ہم سحر جو کرتے ہین تو زمین
مین چھپ جاتے ہین پھر نکلکر ساحر کو قتل کرتے ہین اسی وجہ سے ہزارہا ساحر مارے
گئے دیکھو کس زور و شور سے جنات لڑ رہے ہین جب ہمنے انکو ستایا تھا اب
یہ اسکا بدلہ اور غصہ ہمارے ساتھ کر رہے ہین ہر طرف سے ساحرون کے بلوے

ہین املاک گرانڈ وندان پکار رہا ہو کہ ہان بھائیو کوشش کرو جنات کو بھگا دو
تمسے کیا جنگ کر سکتے ہین یہ وہی قوم ہو کہ جنکو تمنے قید کیا تھا اور تکلیف پہونچائی
تھی لہذا کوئی تامل نہ کرو کہ اس جنگ کا ذکر رہے خداوند ہمیں فرما دیں کہ صحرائے
زرنست وخیز ہین خوب تلوار چلی ہمراہیان املاک گرانڈ وندان خوب لڑے
فتح و شکست خدا کے اختیار رہی مگر تم ہمت نہ ہارو املاک جب پکارتا ہو تو ساحر بلوہ
کرکے بڑھتے ہین مگر قیصور نے اپنی فوج کو ایسا آراستہ کیا ہو کہ خوب جمکر لڑ رہے
ہین جسپر جا پڑے اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسکو مٹا دیا نیزار ہا جا و گردن کا لاشہ
زمین پر تڑپ رہا ہو سعد بن قباد و نہنگانہ لڑتے ہوئے قریب تخت املاک پہونچے
املاک نے پکار کر آواز دی کہ اے سعد میرے قریب نہ آنا ورنہ آگ لگا دونگا
میرے سحر سے کوئی بچتا نہین ہو میرا سحر قہر خداوند ہو جسپر سحر کیا اُسکو مٹا یا لیکن
بادشاہ لوح کو چمکاتے ہوئے طرف املاک کے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا
وہ نابینا ہو گیا لوح کو چرخ دے رہے ہین مگر املاک نے آگ برسائی آگ کے
جا بجا انبار ہو گئے ہر طرف سے ہنگامہ ہو کہ سعد بن قباد کو مار لو ہان ساحرو ہان
تمھاری فتح ہوا لیا نہ ہو جنات کے ہاتھ سے شکست کھاؤ قیصور نے آج بڑی
خطا کی کہ کئی سو برس طلسم ہین رہا اور آب و دانہ یہان کا کھایا مگر طلسم کشا کے آتے
ہی اُنکا شریک ہو گیا اسکی ذات سے باغ جہان نما فتح ہوا ورنہ بادشاہ باغ
جہان نما ہین کیونکر پہونچتے اسی کے فتور سے یہ آفت برپا ہوئی اس ظالم نے
اہل طلسم کو بڑے صدمے پہونچائے اسکو گھیر کر مار لو یہ نکلکر نہ جانے پائے املاک
جب غل مچاتا ہو تو ساحر بلوہ کرتے ہین لیکن سعد بن قباد سب کے آگے لڑتے
ہوئے جاتے ہین جس غول پر پہونچے اول افسر کو مارا بعد اسکے فوج کو بھی
شکست دیکر آگے بڑھے مگر املاک نے دیکھا کہ بادشاہ لڑتے ہوئے آتے ہین
ساحروں کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو روکو اگر یہ نزدیک آ گئے تو آفت برپا کر دینگے
ساحر بیحد بڑھکے آتے ہین مگر ہاتھ سے شاہ کے مارے جاتے ہین کہ ایکطرف سے

سناٹا ہوا بادشاہ دیکھنے لگے دیکھا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چرخ مارتا ہوا آتا ہی سامنے آکر ابر پھٹا دیکھا ملکہ نسترن رنگین پوش بہ صد جوش و خروش آکر پہونچین آتے ہی سحر کیا کہ انکے سحر سے آفت بپا ہوئی صحرا سے آواز آئی املاک کو معلوم ہوا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ پکار کر گا رہا ہی

نظم

نہ داد ملتی تو بیداد خواہ کیا کرتا — خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا
خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا — نگاہ قہر سوے بیگناہ کیا کرتا
جو دل پہ رنج ہی اللہ خوب واقف ہی — فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین — بھلا مین شکوہ روز سیاہ کیا کرتا
شہید کرتے ہین بے نشہ آنکھونکے ڈورے — چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
وہ ناتوان ہون نظر پہ چڑھا نہ قاتل کی — شہید جو سر تیغ نگاہ کیا کرتا
برنگ دانہ مجھے پیستا تھا پیس چکا — ہین نالہ کش فلک کج کلاہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہی کہ خورشید کو نہین نسبت — نکل کے رات کو گردونیہ ماہ کیا کرتا
ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون — بس اور زور بھلا تیر آہ کیا کرتا
عدو سے تفرقہ پرداز عین صحبت مین — وہ نور لطف کی مجھ پر نگاہ کیا کرتا

یہ آواز جو ساحرون نے سنی کہا اے املاک ہم یہ گانا سنین گے جستجو کرینگے املاک نے کہا یہ کون وقت ہی کہ جاکر گانا سنو جنگ مین مصروف رہو کہ یہ وقت جانبازی ہی سب نے کہا یہ آواز دل کو بیدار رہی ہی کئی ہزار ساحر بلوہ کرکے طرف صدا کے روانہ ہوے جو جو آگے بڑھتے ہین معلوم ہوتا ہی گانے والا آگے ہی کہ سعد بن قباد نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسترن رنگین پوش جنات خوب جنگ کر رہے ہین تم سحر نہ کرو ہم جنگ فتح کرلین گے نسترن نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار گو کہ جناتون نے خوب جنگ کی ساحرون کے جی چھڑا دیے مگر حضور ہوشیار رہین املاک اسی فکر مین ہی کہ دشمنون کو حضور کے گرفتار کرلے مین تھوڑے سے ہی عرصے مین ان سب کو بھگا دیتی ہون حضور مصروف

جنگ رہین یہ کہکے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ جنگل مین جا کر پھٹا ساحرون کے کان مین
آواز آئی کہ اسطرف بھی کوئی گا رہا ہی کئی سو ساحر اکٹھا ہو کر جستجو مین اُس آواز کی چلے
ہر چند املاک غل مچاتا ہی کہ یارو کہان جاتے ہو لڑائی سے منہ نہ پھیرو طلسم کشا کو
گھیر لو مگر کون سنتا ہی یہی کہتے ہین کہ ہم تو گانے والے کو دیکھین گے وہ تین سحر
نسترن رنگین پوش نے کیے تھوڑے عرصے مین میدان خالی ہو گیا مگر املاک
بہت پریشان ہی کہ اب کیا کرون کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا بڑے زور و شور سے
لڑ رہے ہین کون انکا مقابلہ کر سکتا ہی لوح کو گردش دے رہے ہین ساحر نابینا
ہوے جاتے ہین دیکھیے کیونکر بچین اب ان سب کا بچنا دشوار ہی املاک
کہ دکوشش بیکار ہی جان بچا کے نکلجاؤن پھر تدبیر کرونگا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے
نسترن نے بالاے آسمان روکا زاغ و زغن کی شکل بنکر دونون لڑنے لگے
جب زاغ منقار مارتا ہی تو زغن کے پر گرتے ہین جب پر گرا وہ جلگیا زغن دبتی
جاتی ہی زاغ نسترن رنگین پوش بنی ہوئی املاک پر حملہ آور ہی جی چھوڑ دیے
ہین املاک چاہتا ہی نکلجاؤن مگر نسترن نہین جانے دیتی کہ آسمان سے ایک
برق گری کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا املاک کا تھا کہ ہنگامہ ہوا اسعد بن
قباد نے دیکھا کہ میثاق کوہ گرد ان نے آسمان سے سحر کیا کہ زغن قتل ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام تھا املاک گراز دندان بود اب جو
یہ دونون ساحر آکر گرے سب ساحرون کو بھگا دیا میثاق نے آکر قدمون کو
بوسہ دیا کہا اہ شہریار اب ایک مرحلہ باقی ہی میلا دخار رو شکن وہانکا حاکم ہے
یہ سب فوج بادشاہ کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر آخری چلا تو ان نے بارگاہ استاد
کرائی بادشاہ داخل بارگاہ ہوے مگر میثاق نے عرض کی کہ اہ شہریار آپ کو
بڑی تکلیف ہوئی سعد نے فرمایا کہ جب ملکہ آسمان پری و نقر لیشہ رہا ہوں تب
مین جانون کہ کوئی کام کیا اگر انکو رہا نہ کیا تو کچھ نہ ہوا لشکر کی خیر لو کہو عرض کی کہ
صاحبقران زمان نے گرد لشکر حصار اسم اعظم کیا ہی ساحر اب وہان نہین جاسکتا ہی

ہین جا کر پلٹ آیا صاحبقران آرزو رکھتے ہین کہ آپ سے ملاقات کرین ای شہریار
اب پلٹیے کہ مرحلہ ہفتم مقام سخت وصعب ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ لشکر تیار کرو اور
کوچ کرو کہ جلد دارا جان سے ملین اُسی دن لشکر تیار ہوا بادشاہ پشت مرکب پر
سوار ہین میثاق کوہ گردان داہنے پر رکاب کے ہاتھ رکھے ہوے اور بائین
جانب نسترن رنگین پوش اور پشت پر قیصور جنی تمام جنات تیار ہین ارادہ ہی
کہ لشکر بڑھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ
لاکھ فوج سے آکر پہونچا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ ای سعد پلٹ جاؤ ورنہ کل
لشکر کو تباہ کرونگا ان جنات کا بھروسہ نہ کرنا یہ سب میرے ہاتھ کے بھگائے
ہوے ہین قیصور کا وہ حال کرون کہ اپنی ابغاوت کو یاد کرے قصر نیلگون مین
لیجا کر اسکو قتل کرونگا بادشاہ نے ایلچی سے دریافت کیا کہ اس پہلوان کا کیا نام ہی
ایلچی نے کہا جیپور جنگ پسر اسکو کہتے ہین جب جنگ پر گیا اُسکو سرہی کرکے
آیا صیلاد خارہ شکن نے اسکو اپنے مرحلے پر سے روانہ کیا ہی بہتر یہ ہی کہ آپ
پلٹ جایئے ورنہ بہت خرابی ہوگی ان دو ساحرون پر غرہ نہ کیجیے گا صیلاد نے
کہدیا ہی کہ کوئی ساحر تمپر سحر نہ کر سکیگا جو مقابلے مین آئیگا یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا
بادشاہ نے فرمایا جو اُس سے ہوسکے قصور نہ کرے خداے ما بزرگ است فرد
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب * ایلچی بگڑا کہا ای سعد تمکو
سمجھاتے ہین مگر تمھارے مزاج مین بڑا غرور رہی مین خالی ایلچی نہین ہون آپکو
کشان کشان لیجاؤنگا اور سامنے اپنے افسر کے پہونچاؤنگا سعد نے کہا او
مغرور دور ہو ایلچی نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام کے
ایک طمانچہ مار دیا کہ ایلچی کا سر اڑ گیا لاشہ باہر پھنکوا دیا یہ خبر جنگ پسر کو پہونچی
کہ ایلچی میرا مارا گیا گویا بڑا غضب ہوا اٹھا مشیر میرا قتل ہوگیا نہین معلوم کیا اُسپر
اُفتاد پڑی کہ جو وہ مارا گیا اچھا سر میدان سمجھونگا ایلچی کے خون کا بدلہ سعد سے لونگا
اس غصے اور غرور مین آکر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے سعد کو خبر دی یہان بھی

طبل جنگی بجا تیار ہوئے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے اودھر سے چیپور جوشان وخروشان آکر پہونچا جب نقیب نقابت کر کے
ہٹے تو چیپور نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ کون صاحب ہین جنھون نے
ایلچی کو مارا میرے مقابلے مین آوین تو احوال معلوم ہو سعد نے مرکب بڑھایا
میثاق نے عرض کی حضور یہ پہلوان سحر بند ہی بھر بوجہ کے مقابلہ کیجیے گا یہ بھی مکر کریگا
بادشاہ نے فرمایا مین سب طرح ہوشیار رہون اسکی کیا مجال ہی کہ مکر کرے یہ فرما کر
مرکب بڑھایا مقابلہ چیپور مین پہونچے چیپور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند طعنون مین بادشاہ نے نیزہ
اسکا نکالا چیپور نے کہا ای شہریار معلوم ہوا کہ آپ سے جنگ مشکل ہی لیکن
ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کے پیچھے میثاق سحر کر رہا ہی مین ساحر نہین ہون کہ سحر کو
اسکے روکون آپ منع فرمایئے کہ مجھپر سحر نہ کرے بادشاہ جیسے پلٹے چیپور نے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بادشاہ کا زخمی ہوا چیپور نے غلغلہ کیا کہ ہان یارو بادہ
کر کے مارلو اب مین نے بادشاہ کو زخمی کر دیا کل فوج لینا لینا کہکے آپڑی لیکن
جنات اودھر سے جا پڑے بادشاہ نے جب دیکھا کہ سر سے خون بہت جاری
ہوا ایسا نہ ہو کہ غش آجائے تو ساحر گرفتار کرین دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی ڈالے اور یہ فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو اکب کو سست پایا
لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان خوب تلوار چلی قوم جنات جمکر لڑی
میثاق کوہ گرد ان نے جنگ کو سنبھالا فوج کو ذلیل نہ ہونے دیا آخر کو طبل
بازگشت بجے دونون لشکر پلٹ کر آتر سے مگر حال سعد بن قباد کا سنیے کہ مرکب
لیے ہوئے انکو ایک صحرا مین آیا کہ وہ صحراے پر خار مشہور ہی خارستان جادو
وہان کی حاکم ہی اسکو خبر ملی کہ طلسم کشا زخمی ہو کر تمھاری حوالی مین آئے ہین گھبرا کر
اٹھی کہ گرفتار کر لاؤن مسلسل و مطوق کر کے بہ خدمت خداوند بھیجون کہ پٹی
اسکی گلپاش قمر طلعت کہ سحر مین بے نظیر ہی اُسنے پوچھا کہ ای مادر مہربان کیا خبر پائی

مجھے تو بیان کیجیے خارستان نے کہا ای نور نظر طلسم کشا زخمی ہو کر آئے ہیں ہمارے
جنگل میں پڑے ہیں میں انکو گرفتار کرنے جاتی ہوں ایسا نہ ہو کہ کوئی انکا دوست
پہونچ کر بچائے گلپاش نے کہا آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جاتی ہوں ابھی قید کر کے
لاتی ہوں اسوقت میں انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی خارستان نے کہا پہلے
لوحیں اتار لینا گلپاش نے کہا ای مادر مہربان لوحیں کیسی خارستان نے کہا
ایک لوح طلسم ہی اور ایک لوح محفوظ ہی اگر دونوں تمہارے قبضے میں آگئیں
تو پھر طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی اور مجال ہی کہ ان پہلوانوں سے لڑیں اور تمہارے
سحر سے بچیں خارستان نے بخوبی سمجھا کر گلپاش کو روانہ کیا گلپاش نے دور سے
دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے آفتاب چمک رہا ہی مرکب کوتل باگیں کٹی ہوئی زین ڈھلکا
ہوا اسصورت پھرا ہی کنیزیں جو ملکہ کے ساتھ تھیں انسے کہا کہ صاحبو آج دنکو آفتاب
کے عوض چاند چمک رہا ہی یا کوئی ستارہ ٹوٹ کر گرا ہی کنیزوں نے کہا حضور یہی
طلسم کشا معلوم ہوتا ہی گلپاش ٹہلتی ہوئی قریب آئی دیکھا ایک جوان رعنا غش
گردن بلند بالا تن و مند خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا آفتاب عالمتاب نرگس
شہلا بند ہیں جس سے ثابت ہوتا ہی کہ نرگس بیمار ہی قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا بیہوش
پڑا ہوا ہی گلپاش کے منہ سے آہ نکل گئی سارا جسم پسینے پسینے رنگ متغیر و متردد
و متحیر جی چاہتا ہی کہ اس جوان کے لپٹ جاؤں یا بیدار کر کے اپنے قصر میں لیجاؤں
دونوں لوحیں سینے پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہیں ملکہ نے زمین پر بیٹھ کے
سر زانوں پر رکھ لیا مگر خارستان جادوگر بیٹی کے جانے سے بیقرار تھی بعد جانے
ملکہ کے یہ بھی چلی تھی آسمان سے دیکھ رہی ہی کہ بیٹی میری زمین پر بیٹھ گئی اور سر
سعد شہریار کا زانوں پر رکھ لیا ہی ہر مرتبہ منھ پر منھ رکھدیتی ہی بوسے زلف عنبر
سونگھتی ہی یہی کہتی جاتی ہی

نظم

انکھیں بدنامیونکا ڈر مجھے اغیار کا ڈر ہی
ادھر دل انکا مضطر ہی ادھر دل میرا مضطر ہی

یہ دور آخری میں یہ بھی ہی بزم عشرت کی
لبالب ساغری مانند ون مستونکو جگر ہی

اجی جانے دو آرایش الجھاؤ اپنی بالون لٹے | حسینون کے لیے نازو ادا زیور سے بہتر ہی
چلو بس کنگھی چوٹی ہو چکی سونے کا وقت آیا | نگاہ منتظر کی طرح سے ہر تار بستر ہی
سمندر جسکو سنتے ہین وہ اپنا ہی دل سوزان | سمندر جسکو کہتے ہین وہ اپنا دیدۂ تر ہی
جو کہتا ہون تری سنگین دلی اب ظلم کرتی ہی | تو ہنسکر کہتا ہی کیا کیجیے دل میرا پتھر ہی
صفیر آہین پریشانی کے مضمون اتنے لکھے ہین | سرے دیوان کی جو سطر ہی زلف معنبر ہی

گلپاش جب ان اشعارون کو بحسرت پڑھ چکی تو کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو اٹھا کر لے چلو تو مین انکا علاج کرون کنیزون نے سعد شہر یار کو اٹھایا ملکہ بھی اٹھانے مین شریک ہی خارستان یہ حال دیکھکر کہنے لگی دیکھیے اب کیا کرے اس ظالم نے تو بڑا ستم کیا سعد کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی عجیب حرکتین کر رہی ہی اپنے ہوش مین نہین ہی اب مین سخت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس بدنصیب کو اس ارادے سے باز رکھون کون اسکو سمجھا کر کہے کہ یہ طلسم کشا ہین بہت سی شاہزادیان انکے عشق مین بیمروت ہین گھر بار ان کمبختون سے چھوٹا بڑائی مشہور ہوئی قدرت کی دشمن کہلائین کیا نفع ملا بدنامی بڑھگئی خارستان تو یہ سوچتی رہی مگر گلپاش سعد کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی ٹانکے دلوائے تب سعد کو ہوش آیا آنکھین کھولتے ہی اول ہاتھ بڑھایا لوچین دیکھین لوچین اپنے مقام پرپائین دیکھا کہ ایک شاہزادی قمر عذار شیرین گفتار مشتری خصال آسمان حسن وجمال ابرو رشک ہلال عارض ماہ حسن وکمال دونون ہونٹھ ٹکڑے یاقوت احمر کے یا درج دہان کہ جس مین مروارید دندان مثل برق چمک رہے ہین سینہ وہ صاف وشفاف جسپر دونارنگیان گلزار حسن کی قائم ہین بادشاہ دیکھکر اس نازنین کو بہت بیمروت ہوے مگر ضبط کرکے پوچھا کہ اے نازنین بین تیرا نام نامی کیا ہی میرے لانے کا کیا سبب ہوا ملکہ نے شرما کر کہا مجھکو گلپاش قمر طلعت کہتے ہین اس صحرا کی حاکم ہی ہی یہان خارستان جادوگر ہرکارہ نے خبر دی کہ سعد شہریار زخمی ہوکر آپکی سرحد مین آگئے ہین امان جان نے ارادہ کیا

کہ جاکر گرفتار کر لاؤن مگر ہرکارون نے اسطور سے بیان کیا تھا مجھکو اشتیاق ہوا کہ
اول مین جاکر دیکھون شکر ہی کہ وقت پر پہونچی سرکار کو اٹھا لائی علاج کیا اب جب زخم
خشک ہوجائیگا تو آپ کو جانیکا اختیار ہی جہان رہیے بصحت و عافیت رہیے بادشاہ
نے یہ چند باتین کرکے پھر آنکھین بند کرلین گلپاش کو خوف پیدا ہوا کہ شاید کلام
کرنے مین تکلیف ہوئی پھر بیہوش ہوگئے کبھی قدمون پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی سر پر ہاتھ
رکھدیتی ہی کبھی گھبراکر کنیزون سے کہتی ہی کیون صاحبو تمھاری کیا راے ہی کنیزین
سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ حضور سب طرح خیر و عافیت ہی مگر خارستان جادو
دیکھا کی کہ بیٹی میری سعد کو اٹھا کر اپنے مکان پر لائی ایک کنیز کہ شعلہ جوالہ اسکا
نام ہی ملکہ کے بہت منھ چڑھی ہی اُسنے پوچھا واری مین آپ کو بہت بدحواس پاتی
ہون آپ کہان گئین تھین اور کہان سے پلٹ کر آئین جسوقت سے آپ آئی
ہین کلام نہین کرتین خاموش بیٹھی ہین خارستان نے کہا اے شعلہ جوالہ عجب
معرکہ درپیش ہی جس سے مجھکو انتہا کا پس وپیش ہی جب ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی تو
کمبختون نے اسطرح بیان کیا کہ ایک ماہ تابان بلکہ آفتاب درخشان آپ کی سرحد
مین زخمی ہوکر آیا ہی مین نے قصد کیا کہ برا سے گرفتار ری جاؤن مگر صاحبزادی نے
مجھے کہا کہ مین جاکر گرفتار کر لاؤن مین کیا سمجھتی تھی کہ وہ یہ سنکر مشتاق ہوئی ہی مین نے
اجازت دیدی اور عقب مین مین نے جاکر دیکھا کہ اُسنے جاتے ہی سعد شہریار کا سر
اپنے زانون پر رکھ لیا اور اپنے باغ مین اٹھوا کر لیگئی ہی نہین معلوم وہان کیا
ہو رہا ہی مجھکو بڑا خوف ہی کہ ایسا نہو قدرت آگاہ ہوجاوین تو میری بربادی
کرین حکومت چھین لین اور صاحبزادی کو تو زندہ نہ چھوڑینگے قتل کرنے کا ارادہ
کرینگے لہذا اے شعلہ جوالہ مین نے صرف تمسے بیان کیا ہی اور اس مقدمے کو زبان
سے نہین نکالا ہی یہان سے جاؤ اور صاحبزادی کو سمجھاؤ کہ سعد شہریار کو گرفتار
کرکے لے آؤ اور اگر اسکے خلاف کروگی تو مین ابھی آتی ہون وہ سزا دونگی
کہ عمر بھر یاد کروگی تڑپ تڑپ کر مروگی اگر یہ خیال ہی کہ اور شاہزادیان جو شہریک

ہوگئیں میں بھی شریک ہو جاؤن تو مین تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگی وہ لوگ جو نکل گئے
انکے بزرگون نے گوارہ کیا شعلہ جوالہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور سعد شہریار
کو گرفتار کرکے لاتی ہون خارستان نے خوب سمجھا دیا کہ ای شعلہ جوالہ میرے
واسطے بڑی بدنامی ہو ساحر کہین گے کہ خارستان جادو صاحب قدرت ہوکر
یہ کیا کر بیٹھین کہ بیٹی نے انکی قدرت کے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی اور علاج
بھی کیا شعلہ نے کہا مین بہت اچھی طرح سمجھا ؤنگی یہ کہکر شعلہ چلی مگر شعلہ جوالہ نے
گلپاش کو پرورش کیا ہو بڑی محبت رکھتی ہو دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہو
کہ صاحبزادی نے غضب کیا عین شباب مین یہ آفت برپا کی ہم خارستان سے کہا
کرتے تھے کہ جلد انکو نکالو کہین شادی کردو وہ جواب دیتی تھین کہ میری بیٹی بہت
خوبصورت ہو جبتک ایسا ہی بر مجھکو نہ ملیگا مین شادی نہ کرونگی اور یہ تو مشہور ہو
کہ سعد شہریار فرزندان صاحبقران مین سب سے زیادہ خوبصورت ہین کہ
باپ کی انکو سلطنت ملی اسی ذریعے سے یہ بادشاہ ہوے انتظام سلطنت تو
انھین کی ذات پر موقوف ہو مشہور ہو کہ پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار ہین اور
ان سب کا سنبھالنا انھین کا کام ہو جب ایسا شخص آنکھون کے آگے آئے تو
عورت نوجوان کیون نہ رغبت کرے ای شعلہ بہت سمجھا ؤنگی کہ بی بی اس محبت
سے ہاتھ اٹھاؤ اگر مان لیا تو خیر اور نہ مانا تو مین انھین کا ساتھ دونگی اور بی بی
خارستان کو سلام ہو جسکے گھر دیوان مین پالا مجھے کیونکر ہو سکیگا کہ میرے سامنے
قید ہو لیکن تدبیر کے ساتھ کرنا چاہیے یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی یہان وہ وقت
ہو کہ سعد شہریار کو ہوش آیا گلپاش نے کہا باہر چلکر بیٹھیے سعد راضی ہوے
بیرون بارہ دری فرش بچھایا گیا مسند جواہر نگار لگائی اسپر سعد شہریار بیٹھے
پہلو مین گلپاش قمر طلعت بیٹھی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین ملکہ بھی بہت خوش
بیٹھی ہو ایک نازنین کہ حسن مین بے نظیر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو نظم

جان دینا پہ نہ ملتا بت ہرجائی سے		تو رمجبور رہون اس دل کی بیتابی سے

لب نازک پہ وہ لاکھے کو جما کر بولے
رنگ بڑھکر نہین ہوتا کوئی عنابی سے

وقت گلگشت جو عکس رخ پر نور پڑے
رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے

بے طلب سیکڑون ہین سیمبرون کو دیتا
ہاتھ ملتا ہے دون فقط زر کی ہین نایابی سے

شب کو اُس ماہ نے آنے مین توقف جو کیا
دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی سے

شب مہتاب مین وہ مہ جو چڑھا کوٹھے پر
نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے

یاد ابرو جو اُس ابر کرم کی آئی
برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہی کہ شعلہ اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی ملکہ نے جو شعلہ کو دیکھا سناٹا آگیا مگر خاموش بیٹھی رہی شعلہ نے آکر سلام کیا اور ملکہ کی بلائین لین پھر سعد کی بلائین لین کہا بی بی کچھ کہونگی ذرا الگ اُٹھو ملکہ صحبت سے اُٹھکر الگ آئین شعلہ نے کہا بی بی یہ تمنے کیا کیا جب تم صحرا مین گئی ہو تو مان بھی تمھاری عقب مین پہونچین اور تمھاری سب حرکتین دیکھ لین مجھسے جا کر سب حال کہا ابھی تک اور کسی سے نہین کہا وارے مین نے تمکو پالا ہی پرورش کیا ہی حقیقت یہ ہی کہ یہی شہریار تمھارے لایق ہی جیسی تم آفتاب ہو ویسے وہ مہتاب ہین تمھاری صحبت کے موافق ہین مان نے تمھاری پیغام بھیجا ہی کہ اوننگ خاندان بہتر اسی مین ہی کہ سعد کو گرفتار کر کے لا اگر اسکے خلاف کیا تو زندہ نہ چھوڑونگی یہ نہ ہوگا کہ تم نکلجاؤ اور مین تمکو چین سے بیٹھنے دون آگ لگا دونگی قیامت برپا کرونگی میرا تو کچھ گھٹتا ہی نگر تمکو مٹاکے مٹونگی اور سعد شہریار اب یہان سے زندہ بچکر نہ جائینگے شعلہ نے جو یہ بیان کیا گلپاش کانپنے لگی شعلہ نے ہاتھ تھام کر کہا بی بی گھبراؤ نہین سمجھکر بات کا جواب دو ملکہ نے کہا تم میری مان ہو تمنے مجھکو پرورش کیا بتاؤ کہ کیا کرون اب مجھکو انتشار ہی کہ کیونکر جان بچیگی اور مادر مہربان تو کہتی ہین وہی کرینگی اُنکو میری جدائی نہ گوارا ہوگی جو تم کہو وہ کرون مگر یہ نہ کہنا کہ سعد کو چھوڑ دو مین اس شہریار کو نہ چھوڑونگی خواہ جان رہے خواہ جائے شکر اس بات کا ہی کہ وہ بھی مجھپر مائل ہین فرماتے تھے کہ سب شاہزادیون پر تمکو

افسر کرونگا اور کیا کیا مہربانیان فرمائی ہین کہ اُنکو کہہ نہین سکتی اے شعلہ جو میرے بیٹے مناسب ہو جواب دو جو تم کہہ دو وہی کرون شعلہ نے کہا داری آپ تو چین کرین اور معشوق سے باتون مین مصروف رہین مین جاکر آپ کی والدہ کو سمجھاتی ہون اگر اُنھون نے میرا کہنا مان لیا تو سبحان اللہ اور اگر نہ مانا تو مین پلٹ کر آتی ہون بیٹا آپ کی بجان و دل شریک ہون اگر مان تمھاری کچھ تنفر کرینگی تو اُس مین بھی شریک رہونگی اگر آپ کو قید کرلین گی تو رہائی کی جستجو کرونگی ملکہ تو آکر پاس سعد کے بیٹھین مگر رنگ رو اُڑا ہوا چہرہ اُداس عالم یاس یہی خیال ہو کہ مان نے مجکو دیکھ لیا اب دیکھیے وہ کیسا تنفر کرینگی خدا اِس شہریار کو سلامت رکھے سحر تو آپ پر نہین سکتین لوح طلسمی و لوح محفوظ اُنکے پاس موجود ہو اگر لشکر کشی کرینگی تو لیبا جواب دونگی کسی طرح خاموش نہ ہونگی یہان شعلہ جوالہ پاس خارستان کے آئی خارستان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہو بیٹی کی جدائی کے خیال سے رو رہی ہو کہ شعلہ پلٹ کر آئی خارستان نے گھبراکر پوچھا کیون شعلہ کیا ہوا کہا داری مین آپ سے عرض کرتی ہون کہ آپ بخوبی آگاہ ہونگی کہ عشق بلاے روزگار ہو کیسے کیسے جوان وضعیف اِس کوچے مین پھنسکر تباہ و برباد ہوے کسی نے بھی چین پایا اب وہ جدت ملکہ کے سر پر سوار ہو جو آپ کہتی ہین وہ تو دشوار ہو مگر انصاف کیجیے کہ سعد شہریار صاحب حسب ونسب مانکی طرف سے ایسے کہ نوشیروان کے نواسے باپ کی طرف سے رئیس خانہ کعبہ خوبصورت صاحب حشمت و شوکت ہم لوگون کی کیا حقیقت ہو ساحر کہلاتے ہین مگر مقدمہ حسب ونسب وہ چیز ہو کہ جسکو سب پسند کرتے ہین شوکت کا یہ ایک ادنی جملہ ہو کہ طلسم نوخیز جمشیدی فتح کرنے آئے ہین اور لوح طلسمی پاگئے ہین حقیقت مین اُنکے برابر کون ہوگا اگر آپ رنجیدہ نہ ہون تو مین عرض کرون خارستان نے جھلاکر جواب دیا مین طرز کلام کو تمھارے سمجھ گئی اے شعلہ جوالہ سمجھو تو کہ سب اہل طلسم دشمن ہوجاوینگے شعلہ نے کہا پھر کیا کرسکین گے طلسم کشا آپ کا سرپرست سب سے زیادہ زبردست صاحب ملک و مال و صاحب

جاہ و جلال جو مسند پر چڑھیگا وہ مارا جائیگا سزا پائیگا اب کل اہل طلسم سحر کی فکر
میں ہین تو کیا کر سکتے ہین ابھی آگ مین آپ جل رہے ہین دشمن اگر ہین تو ہوا کرین
خود خداوند دشمن ہو گئے تو یہ انجام ہوا کہ بھاگے بھاگے پھرتے ہین انکا کیا کر سکتے
ہین مین نے سنا ہی کہ بادشاہ طلسم زعفران زار سے پیغام کیا ہی جب یہان دبائو پڑیگا
تو وہان بھاگ کر چلے جاوینگے یہ وہ لوگ ہین کہ اُس طلسم کو بھی جا کر فتح کرینگے تو ای
ملکہ عالم مناسب یہ ہی کہ تم بھی جلد اور چلکر قدمبوسی کرو اور جو چاہو عہد و پیمان کر لو
جو کہو گی وہ قبول کرینگے تمھاری بیٹی کا بڑا مرتبہ ہوگا سب شاہزادیون کی افسری ملیگی
یون آیندہ تمکو اختیار ہی خارستان نے کہا او شعلہ دور ہو مجھسے اب بات نہ کرین
ابھی جا کر اُس گیسو بریدہ کو پکڑ کر لا ؤنگی اور مثل دشمنون کے قید کرونگی مجھسے مہر ہوگا
ایک بات ملکہ لائے اسد شہریار طلسم سے ہاتھ اُٹھاوین اور جمشید کو سجدہ کرین
تو مین قبول کرون شعلہ نے کہا یہ بات تو آپ نے ایسی کہی کہ اُنکے غلام بھی نہ
قبول کرینگے اِن خداؤن کو وہ باطل سمجھتے ہین اگر انصاف کیجیے تو وہ لیلین انکی
سبیہ تو ہی ہین ادنی سا سوال رکھتے ہین کہ سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ
مر گئے اپنے کو نہ بچا پایا اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکا خدا اسے نادیدہ برحق ہی مگر
انھون نے زندگی مین جو چاہا وہ کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا مثل
شداد کے کہ ایسا زور سلطنت ہوا کہ بہشت بنایا اور جواہر کے مکانات تیار
کیے مگر وہ جو حاکم حقیقی ہی جب یہ باغ مین جانے لگے تو ملک الموت نے آکے
سلام کیا کہ اے شداد بس اب آگے بڑھنے کا حکم نہین ہی ایک قدم اندر اور ایک
باہر اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی کیون حضور اگر وہ خداوند ہوتا تو
اندر باغ کے تو جاتا اس شوق سے تو بنایا مگر اندر باغ کے نہ جا سکا ان باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا وہ ہی جسکو سب بات پر اختیار ہی یہ سب باطل تھے ایسی
سلطنتین پائین کہ کہہ بیٹھے ہم خداوند ہین مگر انجام مین کیا ہوا سب بھول گئے
کچھ نہ کر سکے اسی طرح یہ سامری و جمشید بھی ہین کہ اپنی جان نہ بچا سکے اور جمشید تو

کھلا ہوا مکار و جعلساز ہو باپ کے مرتے ہی خداوند بن بیٹھا اب جو مصیبت پڑی ہو
تو اسکو جھیل نہین سکتا اب آخر کو سعد کے ہاتھ سے قتل ہوگا ایسی دلیلین شعلہ نے
بیان کین کہ خارستان خاموش سن رہی ہو کچھ جواب نہین دیتی جھلا کر یہ جواب دیا
کہ اے شعلہ بس جاؤ ہمارے سامنے خداوندون کو برا نہ کہو ہمارے باپ دادا کیا
بے وقوف تھے کہ بے سمجھے سجدہ کر لیا شعلہ نے کہا واری اُسوقت کوئی ہدایت
کرنے والا نہ تھا اب صاحبقران زمان نے سب ملک اسلام آباد کر لیے
مذہب اسلام کا کیسا زور و شور ہو جسنے سنا وہ مسلمان ہوا آپ مجھپر غصہ نہ کرین
مین آپ کی خیرخواہ ہون یہی چاہتی ہون کہ آپ کے واسطے بہتر ہو ایسا نہ ہو
کہ سلطنت کو زوال ہو اور بندگان عالی کو ملال ہو خارستان نے کہا تم جاؤ اور
اُس گیسو بریدہ کو سمجھاؤ مین دو گھڑی اور منتظر ہون اگر وہ آوے تو بہتر ورنہ مین خود
آتی ہون شعلہ بہت خوب کہکر اُٹھی مگر سوچتی ہو کہ کیا تدبیر کرون یہ سوچتی ہوئی باغ
مین آئی ملکہ نے پوچھا کیون امان جان کیا کیا شعلہ نے کہا واری اہل طلسم کی عقل پر
پتھر پڑے ہین لاکھ سمجھاؤ مگر وہ الٹی ہی سمجھتے ہین مادر مہربان تمہاری آوینگی اب یہ
باتین سعد کے سامنے ہو رہی ہین سعد نے کہا اے ملکۂ عالم اگر آئینگی تو آنے دو اگر
لاکھ ساحر لیکر آئینگی تو مین کچھ نہ کرونگا کیا مجال ہو کہ تمپر کوئی ہاتھ ڈالے ملکہ رونے لگی
کہا اے شہزادے [illegible] ہو کہ بندگان عالی پر کوئی مصیبت پڑے مین تو سو بار
[illegible] سعد نے فرمایا اے ملکۂ عالم [illegible] میرا کوئی کچھ نہین کرسکتا پروردگار
کا [illegible] رنج و غم آیا ہو تو گرفتار ہونگا ورنہ خارستان کیا کرسکتی
ہو ملکہ تو [illegible] بیٹھی ہی سعد سمجھا رہے ہین مگر شعلہ نے کہا مین جا کر در باغ پر
[illegible] کہ خارستان کسطرح آتی ہین ملکہ نے کہا اچھا ہوا اب سو
[illegible] مادر مہربان کیا کرتی ہین وہان خارستان نے تھوڑی دیر
انتظار کیا جب شعلہ پلٹکر نہ آئی کہا لو صاحب بی شعلہ بھی اس گرمی مین گئین اُسکی
شریک ہوگئین مین نے کہا تھا کہ مین دو گھڑی انتظار کرونگی اگر جواب باصواب لائینگی

تو جہاں ورنہ مین آسکے گرفتار کرونگی دعدے کا زمانہ گذر گیا شعلہ نے ملکہ کو پالا ہی اپنی جوش مین وہ گئی ہی جاکر بیٹھ رہی اب وہ نہ آئیگی ملکہ کے ساتھ اُسکی بھی قضا ہی بارے کوڑون سے کھال گرا دونگی اب کیونکر بچینگی ادسے سفاک جادو کو تو بلاؤ غرض سفاک اُسکے لشکر کا سپہ سالار ہی وہ حاضر ہوا ملکہ نے کہا فوج تیار کرو سفاک نے کہا بارہ ہزار آدمی موجود ہین اُنکو لاتا ہون خارستان نے کہا فوج کی چندان ضرورت نہین ہی مگر فقط سپاہ دکھانا منظور ہی مین جاکے اُنکی گردن لونگی چین سے بیٹھنے نہ دونگی سفاک نے کہا ملکہ سمجھکر کلام کرو ایسا نہ ہو وقت پہ بیٹی کی محبت آجائے خارستان نے کہا اے سفاک محبت کیسی اب تو ضرور مین اُسکے قتل کی درپی ہون اُسنے میرا نام مٹایا مجھکو خوب بدنام کیا اب مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی تم لشکر لیکر جلد مین آتی ہون سفاک بارہ ہزار فوج سے چلا یہان شعلہ روانہ ہو پہنچی تھی اُسنے دیکھا کہ طرف سے خارستان کے گرد اُڑی اور دیکھا کہ سفاک بارہ ہزار فوج سے آتا ہی شعلہ روتی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا اے شہریار سفاک جادو بارہ ہزار فوج سے آگیا سعد تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا اگر وہ آتا ہو آنے دو میری زندگی مین باغ مین نہین آسکتا یہ کہکر پشت مرکب پہ سوار ہوے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار مجھکو پہلے قتل کیجیے تب جائیے اگر خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی افتاد ہووے تو مین کدھر کی ہونگی یان دشمن ہوگئی مگر پروردگار مالک ہی اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم لطف

اے کہ اندر ابتدا اے ابتدا را ابتدا
در مقام انتہا اے انتہا را انتہا

خالق خلقی تو اے فرمانده ارض و سما
مالک ملکی تو اے شاہنشہ روز جزا

وا کیے لطف و عنایت صاحب جود و سخا

از تو میخواہد دوا اے درد دل ہر لا دوا
چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا

اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا

مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا

داده از روے درخشان روشنی خورشید را	ماه را از چہرۂ تابان تو خجلت ہی ضیا
شمع را اگر دہی تو روشنی در جہان اے مہ لقا	بیشک دلا ریب در حسن و جمال جان فزا

دلربا سے دلربا سے دلربا

ملکہ بیقرار ہوکر دعائیں مانگنے لگی سعد نے فرمایا اے ملکہ کیوں اپنے کو ہلاک کرتی
ہو ابھی جاکر اس فوج کو شکست دیتا ہوں سفاک کو معلوم ہوگا جو گرفتار کرنے
آیا ہے خدا چاہے تو بھاگتا پھرے گا ہٹو تم کنارے بیٹھو پروردگار سے ملتجی ہو
کہ وہ رحیم و کریم ہے اگر وہ رحم کریگا تو کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا میں پہلے ہی سمجھا
تھا کہ خارستان ضرور رفتہ رفتہ کریگی وہی ہوا ان ہے کیونکر گوارا کرے یہ فرما کے
بڑھے تیغ طلسمی ہاتھ میں لیا سلاح طلسمی زیب جسم ہیں سفاک جادو فوج لیے
ہوئے آتا ہے جاتا ہے کہ مجھے کون روکیگا یوں ہی باغ میں گھس جاؤنگا ملکہ کو پکڑ لاؤنگا
تو تجھ میں بلا سے روئیگا رہے ضرور ہاتھ پاؤں ہلائیگی مگر میرے سامنے کیا زور
چلیگا [illegible] ہے کہ جسکے گود میں کھلاتے تھے آج اسکو یہ گھمنڈ ہے سب گھمنڈ نکل جائیگا
خارستان آتشیں شعلہ مزاج ہے ایسی سزا دیگی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہوجائیگی
خارستان [illegible] ہے کہ کوئی اسکا نام بھی نہ لیوے وہ بیٹی کے نام سے بیزار
ہے سفاک نے دور سے دیکھا کہ دروازہ باغ کا بند ہے ملکہ کوٹھے پر کھڑی ہوئی
دیکھ رہی ہیں پکارا کر کے آواز دی کہ بی بی تمہاری ذات سے یہ مصیبت اٹھائی کہ
لشکرکشی کرنا پڑی ہیں اب چلی آؤ کہ میں یہ آبرو تمکو لے چلوں ورنہ بہت پچھتاؤگی
ابتک تو بچہ خیال ہے کہ میری مالک کی بیٹی ہے یہ کہکر گھنٹہ ایک بڑھایا اور آواز دی
کہ جواب بھی نہیں دیتی ہو خاموش کھڑی ہو اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی
بات کا جواب دو کوٹھے سے اتر آؤ کہ ہم تمکو محافے میں سوار کرکے لے چلیں
ورنہ اگر بے لطفی ہوئی تو کیا نفع ہوا یہ کہتا ہوا سفاک بڑھتا آتا ہے فوج اسکے
ساتھ آتی ہے کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سفاک نے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب عربی پر سوار تیغۂ طلسمی ہاتھ میں لوح طلسمی

بجاے سپر ہاتھین ہاتھ مین نکلتے ہی نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران
پڑوغا کیون لہو و کرتے ہوے آتے ہو منم شاہزادہ سعد بن قباد نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دِہِ بزم اسلامیان | نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے کافرون پر جا پڑے سفاک نے گینڈا اپنا ہٹایا فوج کو اشارہ کیا
کہ سعد کو گھیر کر مار لو کل فوج نے سعد پر بلوہ کیا سعد اندر فوج کے در آئے جنگ
رستمانہ کرنے لگے افسران فوج بڑھ بڑھکے سحر کرتے ہین مارے جاتے ہین جس
افسر نے بڑھکر بادشاہ پر سحر کیا شاہ نے لوح کو چمکا دیا مگر سفاک فوج پر نعرے
مار رہا ہو کہ ہان یارو تم بارہ ہزار ہو وہ شخص اکیلا ہو گھیر کر مار لو جو افسر بڑھا وہ
شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا کوٹھے پر سے ملکہ دیکھ رہی ہو کہ سعد بیچ فوج مین کھڑے
لڑ رہے ہین مگر بیتاب ہو رہی ہو شعلہ سے کہتی ہو کہ کیون شعلۂ جوالہ تمنے
خیال کرکے دیکھا کس زور و شور سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہین جسنے مقابلہ کیا
وہ واصل جہنم ہوا مگر سفاک دور سے لبنا لبنا کر رہا ہو خود مقابلہ سعد بن نہین
آتا دیکھ رہا ہو کہ سعد شہریار کے ہاتھ مین تیغۂ طلسمی ہو جس غول پر جا پڑے اسکو
درہم و برہم کر دیا اور ڈھونڈھکر افسرہی کو مارتے ہین شعلۂ جوالہ نے کہا واقعی
آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب جری و بہادر سے سامنا ہوا ہو کہ جسکا مثل نہین
طرز جنگ تو دیکھیے پشت و پہلو سے کیسے ہوشیار ہین گھوڑا کیسا چوکنا ہو رہا ہو
جو پشت پر آیا اُسے تلوار مار کر گرا دیا اور جو سامنے آگیا اُسپر لوح کو چمکایا ساحر
کی زبان رُکی اُسپر ہاتھ مار دیا گرد مرکب سعد شہریار ساحرون کے لاشون کے
انبار ہین مرکب طرارے بھرتا پھرتا ہو جسطرف سے نکلا پرے ون کو پامال کر دیا سرون
کو ٹھکراتا پھرتا ہو کبھی دولتیان مارتا ہو کبھی پشنک مارتا ہو جو سامنے آتا ہو اسکو
زخمی کرتا ہو کسیکا شانہ چبا لیا ہو کسیکا سر چبا لیا شعلہ کہتی ہو واری آپ بھی یہانسے
سیر کیجیے اور حکم ہو تو مین جا کر شریک جنگ ہون ملکہ نے کہا جانا بہتر نہین یہین سے

سحر کرو مین بھی سحر کرتی ہون تم بھی سحر کرو ایک غول مین شاہ پہنچے ہوئے تھے کہ ملکہ نے ایک تلوار پھینکی اور آواز دی کہ اے سرہنگان لینا جانے نہ پائے اس غول مین تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان قتل ہوئے سفاک نے سحر کرکے تلوارین روکین للکار رہا ہے کہ ہان یارو جمکر لڑو سوچ لو کہ دنیا ناپائیدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے قیامت آنا برحق ہے بقول شاعر

نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خبر اسکی ہین اگر قصر فریدون کے گزار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرا تمکین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام — ارغنو دار سدا گونجتے تھے صوت ہزار

بار تھا وان نو خزان کو کسی موسم مین — کبھی گل کے تصدی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی با این عز و وقار

جیتے جی تھا پریزادون کے جھومر کا سماں — آجکل وہ لب جو چند کا ہو آئینہ دار

قصر کو جانے دو باشندون کو انکے دیکھو — تکیہ گور و گو رزن آج ہے ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو — کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو

کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

یہ اشعار سن سنکر اہل فوج سعد پر بلوہ کرنے لگے ملکہ جو گھبرائی کوٹھے سے اتر آئی دریاغ پہ آکر سحر کرنے لگی مگر سفاک سحر کو ملکہ کے روک رہا ہے جب ملکہ نے سحر کیا سو دو سو کو مارا بادشاہ پر سے ہٹایا قضا سے کار قیصور کو اسکی فکر ہوئی کہ مین جاکر سعد کی فکر کرون اسوقت آکر یہ پہونچا کہ سعد گھرے ہوئے ہین مگر جنگ رستمانہ کر رہے ہین قیصور رجنی یہ معرکہ دیکھکر بھاگا فوج جنات مین آکر آواز دی کہ یارو ہزار دو ہزار تیار ہوکر چلو بادشاہ گھر گئے ہین دو ہزار جنات کہ تیار تھے قیصور

انکو ساتھ لیکر چلا اُسوقت پہونچا کر سعد لڑتے ہوے قریب سفاک کے پہونچے
ہین مگر سفاک ہٹتا جاتا ہی مقابلے مین سعد کے نہین آتا للکار رہا ہی کہ اے سعد خوف
کرو اگر سحر کرونگا تو زمین ہلا دونگا یہ کلام کہہ رہا تھا کہ جنات آگرگرے قیصور بھی تلوار
پکڑ کے لڑنے لگا جنات کی لڑائی کا رنگ یہ ہی کہ ساحر کو مارا اور غرق زمین ہوگئے
دوسرے مقام پر جا کر نکلے ساحر پر ہاتھ مار دیا جب جن غائب ہوجاتا ہی تو ساحر
حیران ہوتے ہین کہ یہ لوگ دکھائی نہین دیتے کس پر حملہ کرین اور کیونکر جان اپنی
بچاوین یہ لوگ تو بلا کے ہین قریب ہی کہ شکست کھا کے بھاگین کہ دیکھا ایکطرف سے
خارستان پیدا ہوئی اور ملکہ بھی دروازے پر خاموش کھڑی ہین خارستان
نے جو دورسے دیکھا کہ شکست فاش قریب ہی سفاک بھاگا بھاگا پھر رہا ہی سعد
سے اپنے کو بچاتا ہی کسی نے اسکو نہ دیکھا بلند ہوئی اور کڑک کر ملکہ پر گری ملکہ کی
آنکھین بند ہوگئین خارستان نے کمر مین پنجہ دیا اور پکار کر آواز دی کہ بس اے
سفاک ہٹ آؤ مین نے اس بانی فساد کو پکڑ لیا اب اسکو لیے جاتی ہون خدمت
خداوند مین بھیجونگی کہ اسکو سزا ملجائے پھر سعد سے سمجھ لونگی دیکھون یہ جنات کیا
کرتے ہین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگی یہ جو پکار کر خارستان نے کہا اے سفاک
نکل چلو سفاک نے جو خارستان کی آواز سنی فوج کو لیکر بھاگا سعد شہریار قیصور
کو ساتھ لیکر پلٹے جب دربار پر آئے دیکھا شعلہ رو رہی ہی سعد نے پوچھا کیون
شعلہ خیر تو ہی شعلہ نے کہا حضور خارستان ملکہ کو لیگئی اگر آپ کی راے ہو تو
مین پاس خارستان کے جاؤن اور جا کر کچھ اصلاح کرون سعد نے فرمایا کہ اے
شعلۂ جوالہ شاید کچھ بن پڑے یہ کہکر شعلہ روانہ ہوئی سعد شہریار اسی مقام پر
اتر پڑے قیصور سے فرما رہے ہین کہ اے قیصور دیکھیے شعلۂ جوالہ گئی ہی جا کر کیا کر
یہان خارستان جادو ملکہ کو لیکر آئی ہی کنیزین سب جمع ہو گئی ہین کہتی ہی صاحبو
اس بد نصیب کو سمجھاؤ کہ یہ کیا کر گذری سعد کو لیکر بیٹھی ہی مین نے لشکر کشی کی لشکر
بھی تباہ ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے قیصور جیسی کہ اہل طلسم کا دشمن ہی کیا اقتدار

برپا کیجیے جلدی فوج کو لیکر آیا آخر شکست فاش ہوئی اس کمبخت کو سمجھاؤ کہ محبت سے
سعد کی ہاتھ آ جائے میں جا کر اسکو گرفتار کر لائی سب کنیزیں ملکہ کو سمجھا رہی ہیں
کہ واری جو ماں کہتی ہیں اُسے قبول کیجیے انکی راہ پر چلیے حقیقت میں وہ اہل طلسم کے
دشمن ہیں اُسلئے میل بہتر نہیں ملکہ خاموش بیٹھی ہی کچھ جواب نہیں دیتی کہ شعلہ جوالہ آکر
پہونچی خارستان نے کہا ای شعلہ تم بھی جاکر بیٹھ رہیں شعلہ نے کہا واری آپ کے
مزاج میں بڑی جلدی ہی میرے آنیکا انتظار نہ کیا اور لشکر کشی کر دی خارستان نے
کہا میں نے تجھسے کہدیا تھا کہ میں دو گھڑی انتظار کرونگی پھر لشکر کشی کر دونگی جو میں نے
کہا تھا وہ کیا شعلہ نے کہا واری میں سمجھا چکی تھی کچھ کچھ راہ پر آئیں تھیں یہی صلاح
ہو رہی تھی فرماتی تھیں کہ ایسا نہ ہو مادر مہربان مجھے سزا دیں تو میری کیسی حقارت
ہوگی میں کہہ رہی تھی کہ واری مطمئن رہیے کوئی آپ کو سزا نہ دیگا جو مرتبہ آپ کا ہی
وہی رہیگا یہ کسیکی مجال نہیں ہی کہ بلا وجہ آپ کو سزا دے سکے سعد نے یہ بھی ظاہر
کیا تھا کہ ہم لوگوں میں دستور نہیں کہ بدون عقد و نکاح فعل باطنی پر دست انداز
ہوں اور ملکہ کو یہ چاہیے ہوگا کہ اول سحر سے توبہ کریں جب طیب و طاہر ہو لیں
تب عقد ہو میں سمجھا رہی تھی کہ واری اس مقدمے کو بہت طول ہی لہذا کہانتک
انتظار کیجیے گا اُسکے یہاں تو قید لگی ہی کہ بدون توبہ کیے سحر سے پاک نہ ہوجیے گا
یہ لوگ فسادی ہیں لہذا مناسب یہ ہی کہ ماں کا حکم مانیے ایسا نہ ہو کہ ماں کے
خلاف ہو کہ اس میں خبر پہونچی کہ فوج آگئی سعد شہریار تمام فوج لشکر سوار ہو کے
مصروف جنگ ہوے لہذا ای خارستان اب جو ہم کہیں وہ مانو کہ انکو اپنے
پاس رکھو میں سعد کو سمجھا دونگی جب میں نے دیکھا کہ وہ لڑائی کو فتح کر کے پلٹے
تب میرے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر ملکہ کو سمجھاؤں شکر کرتی ہوں کہ وقت پر
پہونچی کہ ابھی کوئی بے اعتدالی نہیں ہونے پائی خارستان چونکہ ماں ہی سرنگوں
جو ملکہ کو دیکھا دل بھر آیا رونے لگی کہا ای نور نظر جو تمھاری خوشی ہو وہ کرو میں
بہر نوع شفقت جا پڑی تھی مجھکو خود صدمہ ہی کہ ایسا نہ ہو تمھارے دل پر کوئی صدمہ

کامل پہونچے اور تم اپنی جان دیدہ وسوزن بھی زبان مین نہ دیا ایک گوشے مین بٹھایا
شعلہ کو متفکر کیا کہ اب یہ اطمینان تمام سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ اسیر کو کوئی صدمہ پہونچے شعلہ نے
کہا مین اب سمجھا تو نگی رو جاتی ہین کہ مین وہی ہون کہ گود مین لیے پھرتی تھی رات کو آنکھ
چھاتی پہ سلاتی تھی کیا کیا اسکے ناز اٹھائے اب آج نام خدا جوان ہوئی ہین تو کیا میرا
کہنا نہ مانینگی خارستان تو سامنے سے ہٹ گئی شعلہ نے اور کنیزون کو بھی ہٹا دیا ملکہ
سے چپکے سے کہا اے ملکۂ عالم اب نہ گھبرا اپنے شب کو آپ کو پہونچا دونگی پھر کسکی مجال ہے کہ
آپ کو لاسکے خاصہ وغیرہ نوش فرمالیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شعلہ وہ
کیسے مکدر رہونگے ہین کھانا کھاؤن اور وہ بھوکے رہین شعلہ نے کہا واری وہان
قیصور رجنی ایسا خیر خواہ موجود ہے وہ سمجھا کر کھانا کھلا دیگا ملکہ نے بمشکل کھانا کھایا کہا
اے شعلہ حوالہ کیا بیان کرون میرا تو یہ حال ہے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے

نظم

ہے کعبہ دل پر اسکے محبوب | ہے گھر مین خدا کے جاے محبوب
کیا حسن ہے کیا لقاے محبوب | ہے حور و پری خدا اسے محبوب
پتھر تو نہین ہون آدمی ہون | کب تک مین سہون جفاے محبوب
ہے قلزم عشق بھی قیامت | کہتے ہین یہ آشناے محبوب
جبتک رہون زندہ ساتھ دیتا | اے عاشق باوفاے محبوب
دم ہی آسیر پھڑک رہا ہے | سو جان سے ہون فداے محبوب
شرمندہ شفق خجل ہے مرجان | خوش رنگ ہے کیا حناے محبوب
وہ حسن مین حور ہے پری ہے | کس منھ سے کرون ثناے محبوب
آنکھین ہون نصیب دید رخ ہو | ہر کان سنے صداے محبوب
ہے نور وہ عین مصلحت ہو | جس بات مین ہو رضاے محبوب

شعلہ نے کہا واری دل کو سنبھالیے اور پکار کر کنیزون سے کہا کھانا لاؤ کنیزون
نے جاکر خارستان سے کہا کہ بی شعلہ کھانا مانگتی ہین خارستان خوش ہو گئی کہا
معلوم ہوتا ہے شعلہ نے سمجھا کر راضی کیا کھانا غذا ہ سینی مین لگا کر روانہ کیا شعلہ نے

دسترخوان بچھایا ملکہ کو کھانا کھلایا مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ جو نوالہ منھ میں ڈالتی ہے کہتی ہے
اے شعلۂ جوالہ میرے حلق میں نوالہ پھنستا ہے معلوم ہوتا ہے اُس شہریار نے کھانا نہیں
کھایا شعلہ کہتی ہے مادری یہ گمان نہ کیجیے قیصور جنی ایسا رفیق ہے وہ یہ چاہیگا کہ سعد
کھانا نہ کھاوین وہ سمجھا کر کھلائیگا حقیقت میں سب جنات نام پر شہریار کے جان دیتے
ہیں اِنکے دادا کے تسخیر کیے ہوئے ہیں انکو اپنا جان و ایمان جانتے ہیں ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ ہم آپ کے دادا کے زیر کردہ ہیں آپ کے بردہ ہیں دو ہزار جنات
آکر کس خوبصورتی سے لڑے کہ بارہ ہزار ساحروں کو شکست دی اگر تھوڑی دیر
خارستان اور نہ پہونچتی تو شکست فاش ہو جاتی ملکہ کہتی ہے کہ اے شعلۂ جوالہ میں
غافل کھڑی تھی مادر مہربان اُٹھا لائیں اور جو میرا سحر چلتا تو اُنکی کیا مجال تھی کہ مجھکو
لا سکتیں اب سنبھلکر کھڑی ہوں مادر مہربان سحر کریں اور اول تو بڑی بات یہ تھی
کہ اگر میں اُنسے لوح محفوظ لے لیتی اور گلے میں اپنے وہ لوح پہن لیتی تو پھر کسکی مجال تھی
کہ مجھپر سحر کر سکتا جو سحر مادر مہربان کرتیں وہ خالی جاتا مجھپر تاثیر نہ کرتا انھیں باتوں میں
دن گذرا شعلہ اُٹھکر آئی خارستان نے پوچھا کیوں بی شعلہ کیا گری دکھائی شعلہ نے
کہا مادری راضی کر چکی ہوں اب تھوڑا سا منانا اور باقی ہے یہ تو کہدیا کہ میں حکم سے
ماں کے باہر نہ ہونگی جو فرماوینگی وہ بجا لاؤنگی اب ایک اقرار باقی ہے مگر اب آپ آرام
فرمائیے صبح کو میں جواب صاف دونگی یہ مضمون سنکر خارستان خوش ہو گئی کہا اے شعلہ
تجھسے یہی امید ہے ہماری پرانی رفیق ہو تجھسے نیکی ہوگی کبھی بدی نہ کروگی شعلہ نے
کہا مادری ہم نمک خوار قدیم ہیں ہر وقت یہی چاہتے ہیں کہ آپ آباد رہیں وہ دن ساحری و
جمشید دکھاوین کہ صاحبزادی کو دلہن بناوین اور دولھا برات لیکر آوے گالیاں
دیں اور گالیاں کھاویں تو باعث خوشی ہو خارستان تو شراب پی کر سو رہی مگر
شعلہ نے آکر کہا کہ مادری محل چلیے ملکہ نے کہا بوا چلو دونوں نے چپ چاپ پیادہ پا ایسے
کنیزوں سے جو منع کیا اتنا وہ جھڑک دیا یہاں سعد شہریار محل میں بیٹھے ہیں اور
قیصور جنی صورت خدمتگار ... ہو مودب عرض کرتا ہے کہ خاصہ نوش فرمائیے سعد

فرماتے ہین کہ اے قیصور نہین معلوم اُس ماہ تابان پر کیا گذری کہ خود بیخود دل گھبراتا ہے صبح کو اگر تمھاری صلاح ہو تو خارستان پر چڑھ دوڑون قیصور نے کہا مین تو نہ عرض کرونگا کیونکہ اپنے مکان پر لشکر کشی کرنا اچھی بات نہین غلام خبر لائیگا اور سرکار کو خبر سے ملکہ کی آگاہ کریگا شعلہ جوالہ گئی ہے وہ خبر لیکر آئیگی حال کھلجائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سعد نے دیکھا کہ آگے آگے ملکہ اور پیچھے پیچھے شعلہ جوالہ دونون آکر پہونچین سعد ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمانے لگے کہ ملکہ کیونکر آنا ہوا شعلہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ملکہ کو بیحد اختیار ہے اور رہی خارستان کبھی مانتی ہین ہین نے جو جاکر سمجھایا فوراً راضی ہوگئین یا توقف کرتی تھین یا زبان سے بھی نہ رہی دن بھر ہین نے وہان کا تماشا دکھلایا اب مناسب یہ ہے کہ اپنے لشکر مین نکل چلیے کہ آپ پر اسے طلسم کشائی بھی جا دینگے اور یہان ہم لوگ کسکے بھروسے پر رہین گے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ ابتو رات ہوچکی کل یہان سے کوچ کرو سفر کرکے نکلچلو غرض رات تو بسر کی صبح کو کوچ کیا جب جیپور پہلوان کو جو مقابلے مین اترا ہوا تھا یہ خبر معلوم ہوئی کہ سعد لشکر مین نہین ہین تو طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا کئی پہلوانون کو زخمی کیا دو دن مین اسنے سب پہلوان زخمی کیے اور روز یہی کہتا ہے کہ اے مسلمانون بہتر یہی ہے کہ سعد کو حاضر کرو ورنہ ایک کو زندہ نچھوڑونگا اہل لشکر کہتے ہین کہ اے جیپور سعد لشکر مین نہین ہین ورنہ یہ لوگ ایسے ہین کہ چھپکر بیٹھتے اور تیرے مقابلے مین نہ آتے جیپور کہتا ہے کسی کو مقابلے مین بھیجو پر ابتو یہ ہوگیا ہے کوئی اسکے مقابلے مین نہین آتا جیپور گھمنڈ بہت کر رہا ہے کہتا ہے اب مغلوب کرونگا سب کو لوٹ لونگا یہ بارگاہین اور خیمے سب اُکھڑوا ڈالونگا غم لوگون کو آرام نہ لینے دونگا اہل لشکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے مالک حقیقی اے رب تحقیقی رحم اپنا شریک کر

نظم

خدا اے حافظ و ناصر کسے نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و بدشت و بیابان چارسوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز رسیدم شب و روز — شود عنایت مولای و فضل ربانی
بہ شرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ اگر — کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم و دنیا — خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو شغل کاتب قدرت بدید حیران ماند — بہ شکل آئنہ از حسن خویش بانی
چہ در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی — ز مدح گوے و وصافی و ثنا خوانی

جیبور رسید ان مین گینڈا دوڑا رہا ہے اور پکارتا ہے کہ او مسلمانان مین تمھاری جان بخشی کرتا ہون مال سب حوالے کرو نقد جان لیکر چلے جاؤ کوئی تمکو رکیگا اہل لشکر بیقرار ہین عرض کرتے ہین کہ اے خداے کریم و اے سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اس آفت آسمانی سے نجات دے اس بیقراری مین ادھر سب لشکر اسلام ہے اور جیبور اسی طرح کلمات غرور کہے جاتا ہے مگر اہل اسلام نے جو اس حالت پریشانی مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا صحرا سے گرد اڑی جیبور چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤن کہ دیکھا سعد بن قباد پشت مرکب پر سوار دو ہزار جنات پشت پر قیصور جنی رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہے سعد نے دیکھا کہ جیبور میدان مین کھڑا ہے اور اپنے سردارون کو دیکھا کہ سب زخمدار پٹیان مرہم کی سرون پر بندھی ہوئی بیکس و بے بس حیران و پریشان کھڑے ہین سب کو جو پریشان دیکھا دل دکھ گیا وہین سے نعرہ کیا کہ او جیبور مغرور کہان جاتا ہے ہم سعد شہریار نعرہ کر کے میدان مین آے جیبور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا چند سوار جو اسکے قریب تھے انسے کہا کہ مسلمان بڑے صاحب نصیب ہین دیکھیے عین وقت پر سعد آ گئے اگر نہ آتا پکڑونگا تو وہ دبا کر ڈالین گے سرداران کے سب زخمدار ہین اب دیکھیے کہ یہ دو کرین مقابلہ ہو گی نہین معلوم کیا گذرے یہ کہتا ہوا میدان مین آیا سعد نے کہا او پہلوان تعجب کا مقام ہے تو جانتا تھا کہ افسر

لشکر مین نہین ہو اُسپر پودبا نہ ڈالا خبر جیو گنگذر اسد گذرا اب اطاعت کرو جیبپور ہم نہین چاہتے کہ تمھسا پہلوان مارا جائے مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ رہو مین تمھارا مرتبہ سب سے زیادہ کرونگا جیبپور نے کہا یہ تو مشکل ہو کہ مین مذہب حضور اختیار کرون اور پوسنے دوسو خداوندون کو چھوڑ دون اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون اسپنے کو آپ کا نوکر قرار دون بادشاہ نے فرمایا او دیو اسنے کیون وحشت ہوئی ہو یہ کیا بکتا ہو مناسب یہ ہو کہ میدان کارزار ہو زبان تیغ و کلہ عمود سے کام کر لطافت جرات سلے اس روز تو نے مجھکو مکر سے زخمی کیا تھا مین جان گیا کہ تو مکار ہو اب مکر تیرا نہ چلیگا جیبپور نے جھلا کر نیزہ مارا اسعد نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا جیبپور نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا چارون شانے چت گرا بادشاہ نے فرمایا اکنون در شناخت پروردگار چہ میگوئی جیبپور نے جواب دیا میری لاکھ جانین سامری و جمشید پر نثار ہین سعد نے جیبپور کے پیٹ پر پانون اپنا رکھا اور دونون ہاتھون سے گردن پکڑ کر کھینچ لی مع نرخرے دھڑ سے سر الگ ہو گیا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے اور ادھر سے سعد بن قباد کرب پر سوار ہوے نعرہ کر کے لڑنے لگے قیصور نے جو دیکھا کہ فوج حریف نے آقا کو گھیر لیا ہو فوج کو لیکر آپڑا اول تو انکے سر پر سردار نہ تھا دوسرے جنات کی لڑائی سخت تھی چند حملون مین سب بھاگے لاشہ اپنے افسر کا اٹھا لیا روتے پیٹتے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے یہان خارستان جادو جو صبح کو اٹھی دیکھا کہ بیٹی نہین ہو گھبرا کر کہا ارے شعلہ جوالہ صاحبزادی کہان گئین کنیزون نے کہا حضور رات کو دونون نکل گئین خارستان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جا کر باغ کو دیکھ تو آ وہ کنیز گئی جا کر باغ مین دیکھا کہ سناٹا پڑا ہو اندر جا کر دیکھا کہ چند کنیزین جا نیلی تنہا رہی گرد ہی ہین یہی کہتی ہین کہ ہم تنہا یہان رہکر کیا کرینگے مالک تو ساتھ

سعد شہریار کے گئیں کنیز وہان سے روتی ہوئی آئی آکر خارستان سے کہا کہ آپکی
صاحبزادی باغ سے بھی چلی گئیں خارستان جھلا کر اٹھی کہتی ہوئی کہ مین انکو معرکہ
کے پاس رہنے دونگی گردن پکڑکے لاؤنگی یہ کہکر سحر سے صورت بدلی ایک کنیز کی
شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ رونے کی صدا کان مین آئی ایک نخل کے
سامنے مین ٹھہر گئی دیکھا کہ چند جوان آشفتان وحیران زخمدار وبیقرار ایک جنازہ
لیے ہوئے جاتے ہین خارستان نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور یہ جنازہ کسکا
ہو سب نے کہا مالک ہمارا حبیبور پہلوان ہر اسے مقابلہ مسلمانان گیا تھا پہلے تو
سعد کو زخمی کیا چارہ میدان داریون مین کئی سردار زخمی کیے پانچوین دن جو
میدان مین نکلا تو سعد آکر پہونچے سرمیدان حبیبور کو مارا ہم لوگ لاشہ لیکے
بھاگے اب خدمت خداوند مین جاتے ہین کہ اُنسے اطلاع کرین دیکھیے کیا تدبیر
ہو خارستان سمجھ گئی کہ باغ سے جاکر اس پہلوان کو مارا حقیقت مین سعد بڑا
بہادر ہو کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا اُن سب سے رخصت ہوکر لشکر اسلام
مین آئی یہان وہ وقت ہو کہ بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور ملکہ کرسی پر بیٹھی ہین
شعلہ جوالہ حاضر ہو مصروف خدمت ہو خارستان دیکھکر جلگئی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکلی
ایک ایک سے کہتی ہو صاحب تمنے گستاخی بی گلپاش کی دیکھی کہ مان کے پاس سے
بھاگ آئین بارگاہ مین سعد کی چین سے بیٹھی ہین بہت خوش اور محظوظ ہین مگر خیر
سمجھا جائیگا قضا سے کار فیروزہ بن عمرو جو کاروبار مین مصروف تھا باہر سے
آتا تھا کہ اسنے دیکھا ایک ضعیفہ بڑبڑا رہی ہو اسکا ماتھا ٹھنکا قریب آکر پوچھا
کہ بڑی بی صاحب کسے کہ رہی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین اس زمانے کی لڑکیون کو
دیکھتی ہون کہ کیا جھوٹ بیٹ میل کر لیتی ہین بی گلپاش کیسی خوش بیٹھی ہین مان
جیسے لگی ہو چھیڑ چھاڑ کچھ پروا نہین مگر سمجھیگی خالی نہ چھٹین گی فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ
خارستان کی طرف داری ہو کہا دیکھو بڑی بی وہ کنیز کیا کہتی ہو جیسے ہی خارستان
اُدھر دیکھتی ہو فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالے بیضہ داب مارکر بیہوش کیا پشتارہ

باندھکر بارگاہ مین لایا کہا لو بی گلپاش دیکھو یہ چڑیا کون ہو تمھاری مری پریشان کر رہی تھی گلپاش نے سحر کیا کہ صورت تبدیل ہوئی پہچانا کہ یہ تو خارستان ہو کہا جلد اسکی زبان مین سوزن دے فیروزہ نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا خارستان نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ صاحبزادی بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون کہا او نشوخ بیہودہ او گیسو بریدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہو اگر مین قتل بھی ہو جاؤنگی تو بصورت بنکر تجھکو ستاؤنگی چین نہ لینے دونگی سعد نے کہا او مکارہ کیون اتنی بڑائی ہو جو تجھسے ہو سکے وہ کر لینا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت اسلام کر ورنہ جلاد کھڑا ہوا ہو ابھی تجھکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا خارستان نے کہا ای شہریار اگر میرا بند بند جدا کیجیے گا تو بھی جمشید ثانی کو نہ چھوڑونگی وہ ہمارا خداوند ہو فیروزہ خنجر لیکے چلا گلپاش نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو گئی کہنے لگی ای فیروزہ ٹھہر جاؤ مین ماں کو سمجھالون یہ کہکر اٹھی قریب آکر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا ای مادر مہربان میری خطا معاف کیجیے مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزردہ کرون ورنہ مین ابھی سر جھکاتی ہون میرا سر کاٹ لیجیے مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کو ملال پہونچے مجھے اپنی جان دینا گوارہ ہو قضا سے کار سرمست جادوگر خارستان کا آشنا ہو آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ خارستان بندھی ہو بیقرار ہو گیا تڑپ کر گرا خارستان کو اٹھا لیا جبتک گلپاش اٹھے یہ بلند ہو گیا مگر فیروزہ پیچھے چلا سرمست جادو خارستان کو لیے ہوئے سامنے ایک پہاڑ تھا اسپر آکر اترا چونکہ خارستان متوحش ہوا سے بیہوش ہو گئی تھی چاہا جگا کر پوچھون کہ یہ کیا معرکہ تھا ناگاہ سامنے سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو

نظم

بیٹھے ہوئے رقیب ہین دلبر کے آس پاس
کانٹونکا ہو ہجوم گل تر کے آس پاس

اللہ رے دشمنی جو وہ گل سو یا رات کو
کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس

شب کو جو آئے فرط خوشی سے بھرا کیا
مشل تدرو اس مہ انور کے آس پاس

غیرون کو خوف جان ہوا وقت امتحان
آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس

کہا تو نگا بس مین تیغ سے کوچے رقیب کے	آیا جو اے حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نورمین نے ساتھ	دایم رہا مین اُس مہ انور کے آس پاس

سرمست جادو نے خارستان کو وہین چھوڑا آپ پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ ایک نازنین دیوانہ وار وحشی مثال اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہی سرمست نے قریب آکر کہا کہ اے نازنین تو کون ہی اُس نازنین نے سرمست کو بہ نگاہ غور دیکھا اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اُسکے ہاتھ مین ایک پرچہ کاغذ کا تھا وہ زمین پر گر پڑا سرمست نے کاغذ اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی حیران ہوا کہ اسنے مجھکو کہان دیکھا کہ میرے عشق مین بیقرار ہوکر نکلی اور یہ کیفیت ہوئی اے سرمست یہ معشوقہ پریچہرہ اور دل سے تجھپر مائل تیغ ابرو کی گھائل اسپر قبضہ کرو کہ عنایت سامری ہی یہ سوچکر سر زانو پر رکھا تلوے سہلا کر جگایا کہا اے مہ جبین آنکھین کھول صاحب تصویر حاضر ہی اُس نازنین نے آنکھین کھولین سر جو اپنا اُسکے زانو پر پایا حیران حیران دیکھنے لگی کہتی تھی کہ اے تقدیر آج معشوق کے زانو پہ سر ہو کیا مرتبہ میسر ہو معشوق کی محبت سرا سر ہو سرمست نے کہا اے جان جہان وا اے آرام دل مشتاقان مین تابعدار ہون کبھی بے اعتدالی نہ کرونگا اُسنے چٹکے پکڑ کر دو تین تھپچے مارے کہا او ظالم مہینہ بھر سے مین اس جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مگر آج لات ومنات نے آرزو پوری کی کہ تجھکو دیکھ پایا کیا کہون کہ جو دل کو فرحت ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون کو بوسہ دون تجھ ایسے معشوق کے گرد پھرون واہ کیا سیاہ چہرہ ہی اس چہرے کا عاشق ہمیشہ بیقرار رہیگا ناک کیسی چھوٹی سی ہی معلوم ہوتا ہی مینڈک بیٹھی ہی قد ہی کہ تاڑ ہی سارے اعضا شکل بے نظیر ہین سرمست ان باتون پر مرا جاتا ہی کیونکہ آجتک تو کبھی کسی عورت نے بخوشی اسکو قبول نہین کیا نہ کہ ایسی چاہنے والی ملی نازنین نے کہا او لنگوٹے کہین سے شراب لاکر ایک جام پیون جمائیان آرہی ہین یہ سنکر سرمست نے کہا بیٹھو مین ابھی شراب لاتا ہون جب سرمست چلنے لگا تو اُس نازنین نے کہا دیکھ مروت ایسا نہ کرنا کہ کہین جاکر بیٹھ رہنا مین گھبرا اٹھونگی سرمست نے کہا مین دوڑا ہوا جاتا ہون

ابھی شراب لیکر آتا ہون یہ کہکر طرف مہوا سکے چلا اُٹھی پرسے جا کر شراب لی لاکر سامنے
رکھی وہ نازنین شراب کو الٹ پلٹ کرنے لگی سرمست کہتا ہو اے جان جہان اس
کو نہ چھوو بڑی تیز شراب ہو مگر صاحب یہ تو بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہو اور یہ تصویر کیونکر پائی
نازنین نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اسکو قلعہ وحشت کہتے ہین باپ میرا وہانکا حاکم
ہو ایکروز ایک سوداگر گھوڑا لایا اُسنے ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچا اور یہ کہہ گیا کہ اس مین
سب کچھ ہو لہذا اسکو کھول کر دیکھنا ایک کاغذ کا پرچہ بھی پڑا ہو وہ تو واپس چلا گیا مجھ
کمبخت نے وہ صندوقچہ کھولا کاغذ کا پرچہ نکلا کاغذ کو جو کھولا یہی تصویر تھی جسکو دیکھکر
دیوانی ہو گئی آٹھ پہر اسکو دیکھا کرتی تھی ایک شب کو ایسی گھبرائی کہ تصویر لیکر نکل پڑی
ایک مہینہ کامل گذرا کہ اسی جنگل مین ہون آج سامری نے اپنا فضل شریک کیا کہ تمہارا
آنا ہوا کیا سامری و جمشید کا شکر کرون مگر جو بندہ ہو باندہ ہین اسی خیال سے نکلی تھی
کہ کہین تو وہ ظالم ملیگا یہ کہکر جام بھرا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ صاحب یہ پی جاؤ مگر
ایسا نہ ہو کہ شراب پیکر مجھے چھوڑ دو کہ مجھے برداشت نہین ہو جوش محبت کا تو یہ قول ہو
کہ جو سختی تمہاری طرف سے پہونچے وہ راحت ہو مگر دل نہین قبول کرتا یہ کہکر سرمست
کو جام پلایا جام پیتے ہی سرمست نے کہا کیون اے ملکۂ عالم یہ کیسی شراب تھی کہ دل
اندر سے گھبرانے لگا ہونٹون سے آگ نکل رہی ہو اس نازنین نے کہا کہ صاحب
تمہین شراب لائے ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شراب تو کشیدہ تھی اسنے گرمی کی
ذرا اٹھکر ٹہلو کہ گرمی دفع ہو مگر وہان خارستان جادو کہ پہاڑ پر پڑی تھی ہوا کے لگنے
سے ہوش آیا اسنے پہاڑ سے دیکھا کہ سرمست جادو ایک نازنین سے باتین کر رہا ہو
اور سرمست اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ٹہلنے کا ارادہ کیا بیہوشی نے تمانچہ مارا یہ لڑکھڑا کر
گرا اپنی آنکھون سے خارستان نے دیکھا کہ اس نازنین نے آوازہ دی منم [illegible]
بن عمرو اور خنجر مارا کہ شکم سرمست کا چاک قصہ پاک ہوا خارستان حیران ہو کہ یہ
کیا معرکہ ہوا ابلہ تو سرمست دربار شاہ سے اٹھا لایا تھا اور یہ کون تھا کہ جسنے اسکو
ہلاک کیا مگر [illegible] سرمست کو مارکر بالا سے کوہ آیا دیکھا کہ خارستان بیہوش پڑی ہو

فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اے خارستان مین نے تمکو بچایا ورنہ سرمست جادو اور
حیال سے بچہ جاتا تھا بہت پریشان کرتا خارستان نے کہا اے فیروزہ میری دختر
شریک مسلمانان ہوچکی مین بھی چاہتی تھی کہ مین بھی اُنکے ساتھ ہوجاؤن مگر مقام
افسوس ہے کہ شاہ نے میری بات نہ پوچھی مجھکو سامنے باندھیا کہ اتفاق سے سرمست
تمکو وہان سے لے نکلا صاحبزادی نے قصد کیا تھا کہ اُسکو روکون مگر وہ ایسا
جلد بلند ہوا کہ سحر نہ کرسکین آخر ناچار رہ گئین انجام یہ ہوا کہ تمنے بچایا مین تمہارا کیا
شکریہ ادا کرون اب مین رخصت ہوتی ہون فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم انصاف
کرو کہ صاحبزادی جو تمہاری شریک ہوئین آنکا بادشاہ نے کیا مرتبہ کیا ہے ہرچند کہ
کتاب سوانحات مین لکھا ہے کہ چالیس شاہزادیان نوجوان سحر مین طاق حسن مین
شہرۂ آفاق شریک سعد شہریار نامدار ہووینگی مگر اے خارستان ابھی اس حکم کا
ظہور نہین ہوا ہے مگر حقیقت ایسی ایسی شاہزادیان شریک ہوئی ہین اور ہوتی جاتی
ہین کہ اُنکے شریک ہونے سے طلسم کشا کو قوت ہوگئی جب لڑائی پڑیگی تو جمشید
حیران ہوگا اے ملکۂ عالم تمھین اپنے دل مین اسکو خیال کرو اور ماننے نہ ماننے کا تمکو
اختیار رہا چاہو بخدمت سعد شہریار چلو خواہ اپنے قصر مین جاؤ خارستان نے کہا
مین پہلے ملاقات جمشید ثانی جاتی ہون دیکھون وہ کیا حکم دیتے ہین اے فیروزہ
شاہ سے کہدینا کہ مین یہ چاہتی ہون کہ ایسے وقت مین شریک ہون کہ سرکار کی مین
مددگار کہلاؤن اور گلپاش دختر سے ہماری کہدینا کہ اب مجھے مطمئن رہین ہرچند فیروزہ
نے سمجھایا کہ چلکر شاہ سے ملاقات کرلو پھر جانا مگر خارستان نے نہ مانا فیروزہ سے
رخصت ہوکر دربار جمشید مین آئی جمشید ثانی تخت پر بیٹھا تھا جیسے ہی خارستان
نے سلام کیا جمشید نے کہا اے خارستان کہان سے آتی ہو خارستان نے کہا یا
خداوندا مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی آرزو ہوئی کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون
جمشید نے حکم دیا کہ اس دروغگو کو گرفتار کرو شاہزادیون اور خواجہ سراؤن
نے گرفتار کرلیا جمشید نے حکم دیا کہ قتال جادو کو بلاؤ جب قتال سامنے آیا تو

جمشید نے حکم دیا کہ قصر ابداد رسان مین اسکو لیجاؤ اسنے بڑا غضب کیا ہو مصرت کو
قتل کرایا اور عیار شاہ سے باتین کرتی تھی طائران جہانگرد نے ہمکو خبر دی یہ نہ
کوئی جانے کہ ہم غافل بیٹھے ہین سب جہان کی خبر ہمکو ملتی ہی ای خارستان تمنے بڑا ستم
برپا کیا کہ بیٹی تمھاری طلسم کشا پہ مائل ہوئی اور تمنے قدرت کو خبر نہ دی لشکر کشی کی
ہمنے تمکو تقدیر کرکے بھیجا یا قتال جادو خارستان کو لیکر چلا اور حیران ہی کہ کیا کرون
قصر ابداد رسان تو بہت دور ہی کیونکر وہان پہونچون گا یہ سوچتا ہوا ایک پہاڑ پہ
آکر ٹھہرا وہان کی حاکم علامہ جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی اسنے جو قتال کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای قتال یہان آؤ ہماری صحبت مین شریک ہو قتال آکے بیٹھا
علامہ نے پوچھا کیون ای قتال خارستان سے کیا خطا ہوئی جو قدرت نے اسے گرفتار
کرکے بھیجا ہی قتال نے کہا اسکی صاحبزادی بادشاہ پہ عاشق ہو گئین قدرت کو ناگوار
ہوا قدرت فرماتے ہین کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی ایسی خود مختار بن بیٹھین کہ جاکے
لشکر کشی بھی کی آخر ذلیل ہوئین قیصور جنی فوج جنات لیکر آیا پھر گرفتار ہوکر دربار
شاہ مین گئین جب سب انتظام کر چکین تب ہمارے پاس آئین قتال جادو کو مروا ڈالا
اب قدرت نے گرفتار کرکے قصر ابداد رسان مین روانہ کیا علامہ نے قتال جادو
کو بٹھایا جام بھرکر دیا ایک کنیز اندر آئی اسنے کہا ایک جام میرے ہاتھ سے پی لو
قتال کو نشہ تو ہو چکا تھا وہ جام بھی پی گیا وہ کنیز ٹہلتی ہوئی پاس خارستان کے
آئی چپکے سے کہا ای خارستان نہ گھبرانا مین فیروزہ بنت عمرو تمھارے پاس سے
رخصت ہوکر یہان آیا فکر مین تھا کہ علامہ جادو کو ماروں مگر علامہ بہت بڑی
ہوشیار ساحرہ ہی قتال کو تو مین جام پلا چکا خارستان نے اشارہ کیا کہ میری
زبان سے سوزن نکال لے مین نکلجاؤنگی فیروزہ نے زبان سے خارستان کی
سوزن نکالی خارستان تڑپکر بلند ہوئی اور برق گرائی کہ قتال کے دو ٹکڑے
ہوئے علامہ نے چاہا کہ خارستان کو روکون مگر خارستان تیزی سے نکل گئی
علامہ نے دلمین سوچا کہ جاکر اسکی بیٹی کو لاؤن اور اسکو سزا دون تاکہ اسکو صدمہ پہونچے

یہ سنکر چلی یہان ملکہ گلپاش پر اسے سپہر لشکر اسلام منتظر تھین کہ علامہ تڑپ کر گری گلپاش کو لے چلی ادہر سے خارستان آتی تھی اُسنے للکارا کہ او علامہ یہ کیا ستم برپا کیا اس عاشق زار کو کہان لیے جاتی ہی علامہ نے پکار کر کہا او خارستان حقیقت مین تم دشمن خداوند ہو اگر ٹہر جاؤ تو تمکو بھی لون یہ کہکر علامہ نے جہولی پر ہاتھ ڈالا ایک گنبد شیشے کا نکالا وہ پہینک کر بار ادہر آواز دی کہ اے گنبد نشین خارستان کو لیتا وہ گنبد خارستان پر گرا خارستان اس مین بند ہوگئی علامہ نے آکر خارستان کو بھی لیا گنبد اٹھا کر جہولی مین رکھا یہان فیروزہ بن ثمر و بعد جانے علامہ کے کنیزونکے سامنے بیٹھا ہوا سب سے حذر این کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ سب کو بیہوش کر دون مگر علامہ تو نکل گئی اگر وہ ہوتی تو اُسکو بھی قتل کرتا اسی سوچ مین یہ اشعار گا رہا ہی نظم

یقین ہی میں بھی حاصل رتبۂ فقر و فنا ہوگا
سر پر بادشہ سے بڑھکے اپنا بوریا ہوگا

عزیز دل مرا ہر استخوان بعد فنا ہوگا
بچیگا جو سگان یار سے نذر ہما ہوگا

بتا دیگا مرا دل خود بیار عشق کی راہین
کہ خضر شوق اس کوچے مین میرا رہنما ہوگا

وہ دیکھے بے طلب خود سبزۂ رخسار کا بوسہ
دل بیتاب کو حاصل کمال کیمیا ہوگا

مئے سرجوش کی حدت جلا دیگی جگر اپنا
برنگ دانۂ انگور دل کا آبلہ ہوگا

خبر کیا تھی برنگ دانہ پیسیگا وہ چال اپنی
خرام ناز میرے واسطے سنگ آسیا ہوگا

سعادت ہی جو قسمت مین تو ہوگی ہر طرح حاصل
تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا

ارے غافل عبث نازان ہوا اس عمر دو روزہ پر
بچا گر آج لقمہ کل دہان گور کا ہوگا

خدا بحر محبت سے بچائے کشتی دل کو
تلاطم مین بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا

مین حاضر ہون کرو تم شوق سے جور و جفا مجھ پر
خدا کے سامنے پھر اتمھارا فیصلا ہوگا

خدا کی یاد آتی تو رکھیں بت پرستی مین
کوئی مجھسا زمانے مین نہ مرد با خدا ہوگا

کنیزین بلبلا رہی ہین کہ علامہ آکر پہونچی سب نے کہا او ملکۂ عالم آج دیکھیے گلچہرہ کو کیا ہو گیا ہی اشعار کس مزے سے گاتی ہی پوچھا تو کہتی ہی کہ سامری خواب مین آئے تھے وہ یہ کمال دیگئے ہین علامہ نے کہا ہان ان دونون مان بیٹیون کو لائی

اب ان دونون کو قتل کرونگی یا خارستان نے بڑی گستاخی کی کہ میرے مکان مین
قتال کو قتل کیا اگر قدرت نہین گئے تو کیا فرماوینگے یہی کہین گئے کہ علامہ نے
اپنے گھر مین بٹھا کے قتل کروا دیا مجھکو کہنے کی جگہ رہیگی کہ بی گلچہرہ نے سوزن نکالی
نہین معلوم انکو کیا ہوا تھا اگر آسمانی مدد کی کسی زور و شور سے خارستان نکلی کہ
مین کچھ نہ کر سکی راہ مین بیٹھی سے جا گرفتار کیا گلچہرہ نے بڑھکر پوچھا کہ کیون واری
کس سحر مین پھنسایا علامہ نے کہا مین نے گنبد سامری گرایا وہ سحر میرا اچھا ہوا ہی
جس کسی پہ کیا کبھی خالی نہین گیا بی خارستان کی مین کیا حقیقت جانتی ہون ایک
جنگل کی مالک ہین میری سلطنت پہاڑ کی کہ کئی کوس تک قبضہ ہو انکی مجال ہی
نہین کہ مجھسے مقابلہ کرین قفس منگوا کر دونون کو بند کیا نہ بالون مین سوزن دیدی
گلچہرہ نے عرض کی کہ واری آپ تھکی ہوئی آئی ہین ایک جام میرے ہاتھ سے
پیجیے کہ مجھکو بھی ڈھارس ہو قدرت فرما گئے تھے کہ علامہ بڑی خدمتگزار رہی خوب
پوچھ پاچھ کرتی ہو اے گلچہرہ تو انکا خیال رکھنا مین نے جام لبریز کیا ہو چند اشعار بھی
سنیے اور یہ جام نوش فرمایئے دیکھیے مجھکو گانا آیا کہ نہین آیا قدرت نے ایک لحظہ بھر
مین یہ سب کمال مجھکو تعلیم کیے آپ چلی گئی تھین مین کنیزون مین کھیل رہی تھی کہ
آپ تشریف لاوین تو کمال میرا ظاہر ہو اسوجہ سے مین نے شراب کو درست
کر رکھا ہی کہ حضور نوش فرماینگی یہ کہکر جام لبریز کیا اور سامنے علامہ کے لائی
کہا یہ نوش فرمایئے علامہ نے جام ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر پی گئی شراب
پیتے ہی زبان مین لکنت آئی کہا اے گلچہرہ کیسی شراب تھی کہ دل بیقرار ہو گیا جی
چاہتا ہی کہ گریبان چاک کرون گلچہرہ نے کہا اے ملکۂ عالم یہ شراب مقبول بارگاہ
سامری ہی قدرت پیتے واسطے کہ تنہا نوش کیا ... ہین یقین ہی کہ گت ناچنا آپکو
آگیا ہو مین تال دیتی ہون آپ گت ناچیے علامہ گھبراتی ہوئی اٹھی ہاتھ ہلاتی
ہوئی چلی کہتی ہوئی کہ اے گلچہرہ سامنے خدا [illegible] ہین میرے ناچ کو
دیکھکر [illegible] کرونگی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے تماچہ مارا

علامہ گھبرا کر گر ہی گرتے ہی بیہوش ہوگئی گلچہرہ نے اور کنیزوں سے کہا کہ قدرت کھڑے
فرما رہے ہیں کہ شراب دل بھر کے پی لو یہ سنتے ہی سب کنیزیں شراب پر گریں اور
گلچہرہ نقلی سامنے آ کے یہ چند اشعار گانے لگی

نظم

چھوٹی نہیں ہی ہاتھ سے تیغ و سپر ہنوز | باندھے ہوئے ہی قتل پہ قاتل کمر ہنوز
میرا علاج کچھ نہ طبیبوں سے ہو سکا | باقی ہو ہجر یار میں درد جگر ہنوز
آیا جواب خط جو نہ میرا سبب یہ ہو | پہونچا حضور یار نہیں نامہ بر ہنوز
مہمان ہیں کوئی دم کے ہم آئی ہو لب پہ جان | اس بیخبر کو حیف نہ پہونچی خبر ہنوز
دل پر فراق میں نہ دوا نے اثر کیا | صندل سے بھی گیا نہ مرا درد سر ہنوز
پہونچا یا یار تک جو نہ قاصد نے خط مرا | ای نور نامہ بر ہی میاں سفر ہنوز

تمام کنیزیں ہلڑ کر رہی ہیں اور شراب پر گری ہوئی ہیں آپس میں کہتی جاتی ہیں کہ
جب قدرت نے حکم دیا تو کیوں نہ پییں گلچہرہ نقلی کہتی ہو قدرت سامنے دیکھ رہے
ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان سب کو شراب پلاؤ کنیزیں کہتی ہیں ہم خداوند کے قربان
جائیں کہ ہمکو شراب کا حکم ملا ہم لوگ آج دل بھر کے پی لیں خارستان جادو نفس
میں سے دیکھ رہی ہو کہ گلچہرہ نے سب کو بیہوش کیا سامنے کھڑی ہو اور سب کو بلا رہی
ہو جب سب بیہوش ہوگئیں تو گلچہرہ نقلی یعنی فیروزہ بن عمرو نے نعرہ کر کے سبکو قتل کیا
اور دونوں ماں بیٹیوں کو رہا کیا گلپاش نے تو ماں سے کلام نہ کیا اتنا کہا کہ
دیکھیے عیار نے آپ کو بھی فضیحت رہا کیا ورنہ علامہ زندہ نہ چھوڑتی
نہیں معلوم کیا قیامت برپا کرتی خارستان دوڑ کر بیٹی کے لپٹ گئی کہا ای نور نظر
تمکو بھی ساتھ سے چلو اب مجھکو ثابت ہوا کہ طلسم نہ بچیگا جمشید کی عقل پر پتھر پڑے
ہیں وہ حق تعالی کو دشمن رکھتا ہو میں نے کیا خطا کی تھی کہ مجھکو قتال کے سپرد کیا اب
میں تمہارے ساتھ چلونگی گلپاش نے کہا چلیے آپ کا گھر ہو یہ کہکر دونوں چلیں
فیروزہ ایک جانب چلا مگر پہاڑ پر سب لاشے پڑے ہوئے ہیں کہ خاموش جادو
میں علامہ کی اسطرف سے گذر رہی دیکھا تمام پہاڑ نہر پانی سا پانی بنا ہوا گیا علامہ کا

لاشہ پڑا ہوا اور چہار جانب کو لاشے سب کنیزوں کے بھی پڑے ہیں حیران ہوگئی
کہ ہمیں کو بہری کسنے مارا دیکھا کہ وہ قفس ٹوٹے پڑے ہیں آن قفسون کے نیچے کی
خاک لی اور پتلہ بنایا اُس سے پوچھا کہ کون قید ہوکر آیا تھا لیکن ان سب کا پتلے نے کہا
خارستان و گلپاش دونوں قید ہوکر آئی تھیں انھیں کے اشارہ سے قید ہوکر عیار
بادشاہ نے بشکل پلچھ و کنیز علامہ کو اور سب کو قتل کیا یہ جو سنتے پتلے سے سنا جھلا کر چلی کہ ابھی
جاکر لشکر سعد کو تباہ کروں گی بہری بہن پہ یہ آفت کی لشکر اسلام پہ آکر بہزاد آتے ہی
سحر کیا کہ گرد لشکر آگ ہوگئی بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ فوج جنات میں غلغلہ ہوا
سب دعائیں مانگتے ہوئے سامنے آئے کہا شہریار گرد لشکر کے آگ ہوگئی ہے سب زندہ
نہ بچیں گے سعد نے بیقرار ہوکر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور پکارا کہ اے کارساز
کریم و رحیم ان سب کو اس آفت سے نجات دو

تو کہ بخشش بہ مفلس گنج دینار و درم — سینہ ہی راحت بہ ہمگین وقت رنج و بیم هم
چارہ گر ہستی پئے بیمار ہنگام الم — میکنی ای صاحب حلم و عطا جود و کرم

بر گنہگاران عنایت بر خطاکاران عطا

ہست انعام تو عام اندر جہان بر خاص و عام — جا بجا جاریست فیض با فرشتہ صبح و شام
خلق را حامی توئی در ابتدا و اختتام — میرسانی روزی ہر روز ہر زندہ سے تا غیر ما ہم

عین بر موقع ببر یک مجرم و اہل خطا

ہر چہ میخواہی تو ای قادر بہ بحر و بر کنی — مالکا نہ وخل ای خالق بخشش [illegible] کنی
خاک را خواہی اگر دریک اشارہ زر کنی — ذرہ را خورشید انور قطرہ را گوہر کنی

صاحب گنجینہ مفلس را گدا را بادشاہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا خاموش جاہتی تھی کہ میں
سحر کے نکلیں ان کے سامنے سے ملکہ خارستان اور گلپاش آئیں آگ دیکھتے ہی چلائی
للکار کر آواز دی کہ اے نمک حرامو تمہاری بغاوت معلوم ہوئی اب کہاں جاؤگی یہ کہکے سحر کیا
کہ ان سب پر آگ برسنے لگی خارستان نے سحر کرکے آگ کو ہٹایا خارستان جادو

اور خاموش سے سحر چلنے لگا گلپاش نے جو دیکھا کہ مان پہ ہجوم سحر ہو چلا کر جھولی پر
ہاتھ ڈالا اور ایک کارد نکالی اُس کارد پر خون اپنا ڈالا سحر کر کے کھینچ ماری کہ وہ
کارد خاموش کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری خاموش کو مار کے
سر کاٹ لیا اہل اسلام پہ جو آگ چھائی ہوئی تھی وہ سب غائب ہوئی خارستان
نے کہا ای نور نظر اچھے وقت پر پہونچے بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی باہر نکل آئے دیکھا
کہ خارستان اور گلپاش نے یہ سب آگ دفع کی گلپاش کو دیکھکر پکارے کہ ای
مہ جبین کیا کارنمایان کیا اب تم لوگ آؤ اور یہان بیٹھو خارستان کو لا کے کرسی پر
بٹھایا گلپاش بہت خوش ہو کہتی ہون سے کہ رہی ہو کر کیا عنایت پروردگار نہ ہوئی کہ
اور یہان بھی مطیع اسلام ہوئین بادشاہ نے اُس شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے
بیٹھکر نیچائی رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ مرحلہ
ہفتم پہ روانہ ہو جائے مگر بہت ہوشیار رہیے گا جس بارگاہ میں بیٹھے ہو اور تخت
بچھا ہو تخت کو اُٹھاؤ اسم حاشیہ لوح پڑھ کر ایک طائر زمین سے نکلیگا اور آواز
دیگا ... اُس ... بادشاہ نے بموجب حکم لوح انتظام
کیا اب چاہتے ہین کہ ... مین داخل ہون کہ آواز ... کی آئی دیکھا خواجہ لوٹتے
مارے ... آتے ہین کہ ... مین جو ساحر ملا اُسکی خبر لی اور
اُسکو قتل کیا اور مال اُسکا لوٹ لیا بادشاہ نے فرمایا او شہنشاہ اوج عیاری مین
طرف مرحلہ ہفتم کے جاتا ہون آپ بھی چلیے گا خواجہ نے کہا مین بہت پریشان
ہون اسکے ... مین ... بھی نہین پہونچا سب مہاجن بگڑے ہوئے ہین لہذا مین تو
نکل نہین سکتا بادشاہ نے فرمایا سیکڑون مسافر تم نے لوٹے مگر سود نہ ادا ہو سکا
خواجہ نے کہا حضور سے پراگندہ روزی پراگندہ دل ہو آپ کی طرح پر تھوڑے
ہون کہ صدہا ملک فتح کیے سب ... خزانے لیکر جمع کر لیے اگر مین نے کسی مسافر
کو مارا بھی تو اُسکے پاس ٹکا نکلا ابھی ایک مسافر کو مارا ہو اُسکی ... ٹٹولی تو
دو چپے مڑے نکلے مین نے اُسی کی چپاتی پر رکھدیے آج صبح سے کھانا بھی نہین کھایا

بادشاہ نے فرمایا صاحبو خواجہ کی خاطر کرتا ہوں تو رخصت ہوتا ہون یہ فرما کر نقب میں
داخل ہوگئے سیر صیان بچنہ تھین آنکھ کو طر کرکے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت
سبزہ زار ہے ہر طرف ہلاتے دوان کی تپکار نخل سیب بار دار نیز نخل پھول پھل کا انبار بادشاہ
بہ تماشہ دیکھتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی افسوس کوئی بندہ خدا ایسا نہین
کہ مجھکو اس آفت سے نکالے مہینون ہو چکے ہین کہ آفت مین مبتلا ہون اس جنگل
مین پڑا تڑپ رہا ہون بادشاہ نے بڑھکر دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ ایک نخل
کے سایے مین سر برہنہ بیٹھا ہے اور بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہا ہے مگر نہایت
مہیب ہیں آنکھین بند دل دردمند بادشاہ نے قریب آکر فرمایا کہ اے جوان کیا خواہش تو
رکھتا ہے اور کیون بیقرار ہو رہا ہے اس جوان نے جو صورت شاہزادہ والاقدر
دیکھی قہقہہ مار کر ہنسا کہا آپ طلسم کشا ہین جرات مین یکتا ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بہ
عنایت پروردگار ارادہ تو یہی ہے کہ طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرون اور جمشید ثانی
کہ ظلم و بدعت کا بانی ہے اسکو جہنم مین پہونچاؤن اس بیحیا کے دماغ مین بڑا غرور بھرا ہے
کہ دعوی خدائی کرتا ہے ایک قطرہ نجس سے پیدا ہوا اسپر یہ غرور مگر پروردگار بدلہ لیگا
برابر اسکو شکست دیگا آخر بھاگ کر کہان جائیگا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا
مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کس آفت مین ہو اس جوان نے کہا اے شہریار اسی صحرا کے
حاکم کا مین فرزند ہون باپ میرا قسیم تاج بخش کہ بر سر تخت ہے میرا نام نسیم نوجوان ہے
میرے باپ نے بڑی دھوم سے میری شادی کی اس صحرا سے قریب ایک قلعہ ہے
وہان کے حاکم کی دختر کو بیاہ کر بیت لاتا تھا اثنائے راہ مین قریب تین کوس کے
ایک صحرا ہے کہ وہان کوہ کلان ہے اسپر ایک قزاق رہتا ہے تیمور خارہ شکن اسکا
نام ہے وہ برات پر آپڑا میری برات کے لوگ یہ معاملہ دیکھکر بھاگ گئے مگر مین ایک
درے مین چھپ رہا اور سب معاملہ دیکھا کیا جب تیمور قزاق سب مال اور
اسباب لوٹ چکا تو قریب محافہ زرین دلہن کے پہونچا اور چاہا کہ پردہ محافہ کا
اٹھا دے اسدم زوجہ نے میری رو کر کہا کہ او ظالم مجھکو بے پردہ نہ کر مین سر جھکا کے

بیٹھی ہوں میرا سر کاٹ لے اور تکلیف نہ دے ورنہ اپنا گلا خود کاٹ ڈالونگی
یہ کہکر اُس نے خنجر دکھایا قزاق ڈرا کہ ایسا نہ ہو یہ اپنی جان دیدے تو باعث
خرابی ہو اور ساتھ والوں نے بھی سمجھایا کہ جلدی نہ کیجیے اسکو اپنے مقام پر لے چلیے
وہاں مان جائیگی آخر وہ قزاق اسکو بھی لے گیا میں اُسی دن سے اسی جنگل میں بیٹھا
ہوں باپ نے بہت تلاش کرایا مگر میرا پتہ نہ پایا فراق میں دن رات روتا ہوں
اب میں آپ کا دامن تھامتا ہوں کہ اُس سرکش سے میری زوجہ کو دلوا دیجیے
سعد نے فرمایا اٹھو وہ جوان گھبرا گیا کہتا تھا ای شہریار وہ قزاق بلاے روزگار ہے
سرکوہ پر قلعہ ہے کہ کوئی اسکے پہاڑ پر نہیں جا سکتا اگر کوئی جائے تو جو قزاق بالائے قلعہ
بیٹھے ہیں وہ تیر مار کر اسکو مار لیتے ہیں یہ مجال نہیں کہ اُنکے حکم سے گردن تابی کرے میں
حضور کے ساتھ چلونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی نسیم نوجوان نے دیکھا
کہ باپ میرا تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک
عیار طرار تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے تمام صحرا کو ڈھونڈتا دیکھتا ہوا آتا ہے کہ عیار
نے عرض کی وہ دیکھیے سامنے آپ کا فرزند ایک جوان آفتاب جمال سے کلام کرتا
ہے نسیم جب قریب آیا تخت سے کود کر پایہ تسلیم خم ہوا سعد نے جواب سلام دیا
اور عیار سے فرمایا کہ ای عیار تیرا کیا نام ہے عیار نے کہا حضور میرا نام پیہم کشور کشا
ہے اپنے آقازادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہے کہ اسکو اس صحرا میں آپ کی ہمراہی
میں پایا باپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمہاری بیقراری نے ہمکو سخت
پریشان کیا ہے یہ بھی مقام تردد ہے کہ آج تمکو ہوش میں پاتا ہوں نسیم نوجوان نے
کہا ای باپ میں نے خواب دیکھا تھا کہ طلسم کشا تشریف لاوینگے اُسوقت سمجھا جائیگا
اب شہریار کو اپنے قلعے میں لے چلیے انھیں کے ساتھ لشکر کشی کرونگا اور جا کے
قزاق کو گھیرونگا باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور سعد شہریار مرکب پر سوار ہوکے
قلعے میں آئے تمام شہر والے انتظام کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہمارا
آقازادہ آتا ہے طلسم کشا اُسکے معین و مددگار ہیں اب میاں قزاق صاحب کہاں

بھاگ کر جا دینگے مگر جنسے سعد کو دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا سعد
سب کے سلام لیتے ہوے باغ مین تشریف لاے تمام کنیزین ایک جانب کو
جمع تھین بیٹی قسیم کی سلطانہ گوہر پوش کوٹھے پر چڑھ گئی جب سعد تشریف لاے تو
سلطانہ دراڑین سے دیکھنے لگی جمال جہان آرا پر جو سعد شہریار کے نگاہ پڑی تو
کلیجہ اپنا تھام لیا سب سے کہتی ہو کیون صاحبو یہی جوان ہو کہ جنسے بھائی صاحب کو
تسکین دی ہو کنیزین کہ رہی ہین کہ ہان واری یہ پوتے صاحبقران کے ہین خدا
انکو سلامت رکھے کہ انکی ذات سے امید قوی ہے کہ فرزند ہمارے شہریار کا
اپنی زوجہ کو پاے اور آپ بھی اپنی بھاوج کو دیکھکر خوش ہون اسطرح کی باتین
ہورہی ہوتین سلطانہ ہمراہ اپنی کنیزون کے اٹھ گئی مگر ملول و حزین نہایت آزردہ
و غمگین ادھر بادشاہ ساتھ قسیم و نسیم کے قصر دار الامارۃ مین آے اُن دونون نے
عرض کی ہماری مجال نہین ہو کہ آپ کے سامنے تخت پر بیٹھین حضور تخت پر تشریف
رکھین بادشاہ نہ بیٹھتے تھے مگر باپ بیٹے قدمون پر گر پڑے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ تاج و تخت اُنکے واسطے ہو بادشاہ لشکر اسلام سعد شہریار نام بادشاہ تخت پر
بیٹھے دونون باپ بیٹے بھی آکر متمکن ہوے شام کا وقت قریب تھا ناچ وغیرہ
کی تیاری ہوئی رات بھر جلسہ رہا دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان
ہوے صبح ہوتے ہی بادشاہ نے فرمایا مرکب تیار کرو اور اے نسیم نوجوان براے
مقابلہ قزاق چلو اسی وقت مرکب تیار ہوکر آیا سعد نسیم کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے
روانہ ہوے مگر تیمور رخسارہ شکن کہ بارہ ہزار قزاق اسکے ملازم ہین بیٹھا ہوا اسباب
بانٹ رہا ہو تاجرون کو لوٹ کر آیا ہو کہ ہرکارے گھبراے ہوے آئے اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کی نسیم نوجوان سعد شہریار کو ساتھ لیکر براے مقابلہ حضور آیا ہی
قزاق نام شہریار سنکر بہت خوش ہوا کہتا تھا اب میدان کارزار مین دریاے خون
کا بہا دونگا سعد کو قضا لیکر آئی ہو ہرچند کہ مین اسکو لوٹ کر بہت شرمایا کہ زوجہ کو
اسکی لایا وہ مجھکو اپنے پاس نہین آنے دیتی کہتی ہو مجھکو ہاتھ نہ لگانا ٹھہر پھر رہتی ہے

اسکو کیا کہکر سمجھاؤن لیکن اس معرکے مین جان کا خوف ہی سعد شہریار وہ بہادر
ہین کہ اس طلسم کے اکناف کو تباہ و برباد کر دیا اگر وہ نہ آتے تو نسیم نوجوان کی
مجال تھی کہ مجھتک آنیکا ارادہ کرتا یہ کہکر اٹھا بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر زیر کوہ
آیا بارگاہ استادہ کرائی شاہ تیغ کا شمناک سبک رو حاضر خدمت ہی رسیدہ ہم پوچھتا
ہو کہ ای شہریار کیونکر مقابلہ ہوگا قزاق کہہ رہا ہو کہ ای شمناک سر میدان نکلکر جیسے
پھینک دونگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی قزاق نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت
پر سوار آپہونچے نسیم وقسیم پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوئے پشت پہ دس بارہ ہزار
آدمی ہین مگر قزاق سا بان سواری دیکھکر بہت شہریار یا عیار سے کہہ رہا ہو کہ تجھسے ہو سکے
تو ہین اسیوقت طبل جنگی بجواؤن اور رات کو تو انکو چھپا لا عیار نے کہا آپ مطمئن
رہین ہین لے آؤنگا قزاق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکے
بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا ای نسیم نوجوان تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان
بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر شمناک جو چلا تھا
بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ پہ پہونچا ایک مقام پر
بیٹھکر نقب لگائی اور وہ نقب کا بارگاہ مین توڑا اور بادشاہ کو بیہوش کر کے پشتارہ
باندھکر اسی نقب سے لے نکلا اٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہو جب کسی کو آتے ہوئے دیکھتا ہی
تو چھپ جاتا ہو اسطرح لشکر سے نکلا اب میدان پکڑا یہ تو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی
مگر ملکہ سلطانہ دختر قسیم جمشاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی تھی رات کو ایسی بیقرار ہوئی
کہ صبر نہ ہو سکا آخر لباس سیاہ پہنکر محل سے نکلی خیال مین یہ ہو کہ جاکر شاہ کے قدمون پر
گر پڑون یقین ہو کہ رحم کرینگے اور سرفرازی فرماوینگے اس سوچ مین چلی تھی کہ صدا
زنگ کان مین آئی حیران ہوگئی کہ یہ کون آتا ہو دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
جاتا ہو للکارا کہ او نا عیار تو کون ہو اور کسکو لیے جاتا ہو عیار نے کہا سعد شہریار
کو چرا لے گیا تھا انکو لیے جاتا ہون میرا مالک انکو قتل کر ڈالیگا وہ قوم کا قزاق ہو
مار ڈالنا انسان کا اسکے نزدیک کتنی بڑی بات ہو یہ سنکر سلطانہ کا کلیجہ ہل گیا اپنے

جی مین کہتی ہی اور غضب دیکھیے شہر یار کو عیار لیے جاتا ہی کچھ جان کا خوف نہ کیا نیچہ
کھینچکر جا پڑی مگر وہ عیار جہاندیدہ کار آزمودہ یہ گوشے کی بیٹھنے والی ہر چند کہ جی دار بی
کر رہی ہی لیکن نمناک فکر مین ہی کہ اسکو بھی بیہوش کرون کہ جہر لیے اسکے مقنع ہٹ گیا
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا چاہتا ہی کہ اسکو گرفتار کرکے لیجاؤن خاتون محل بناؤن
سلطانہ چاہتی ہی کوئی نیچہ مجھپر پڑ جاسے تو قدمون پر اس شہر یار کے نثار ہو جاؤن مگر
نمناک نے فقرہ دیا کہ تمھاری لپشت پر کون ہی اسکو منع کرو سلطانہ گھبرائی جیسے ہی
پلٹی عیار نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اب قصد ہوا کہ دونون
پشتارے اٹھاکر لے چلون ہر چند اسنے بہت کوشش کی مگر پشتارے نہین اُٹھے دونون
پشتارے زمین پر رکھے ہین آخر سوچا کہ عورت کو یہان چھپا دون اول سعد کو
لے جاؤن پھر آکر اسکو بھی لیجاؤنگا یہ سوچکر ملکہ کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا اور
پشتارہ سعد کا لیکر چلا سناٹے بھرے ہوے آتا ہی دربیابان کی تابہ بحیین شب ماہ صحرا
تمام روشن ہو رہا ہی ذرے چمک رہے ہین جا نور آشیانون مین چہک رہے ہین
گل خودرو مہک رہے ہین نمناک جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی
دیکھا ایک جوان تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے جویاے شکار ہی اسی طرف آتا ہی
عیار کو دیکھکر پکارا کہ او نا عیار کسکو لیے جاتا ہی نمناک نے کہا تیمور قزاق کا عیار
ہون سعد شہر یار کو لشکر قسیم سے چرا سے لیے جاتا ہون مجھسے متعرض نہ ہو وہ جوان
نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا خبردار اب آگے نہ قدم بڑھانا ورنہ ایک نیزہ مارونگا
کہ تیرے سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگا ہر چند نمناک چیخا چلایا مگر اُس جوان نے کچھ
نہ سنا نیزہ سینے پر نمناک کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے نمناک نے کہا اے
جوان تیرا کیا نام ہی اس حوالی مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو میرے آقا کا نام سنکے
نہ گھبرائے بڑے بڑے شاہون کی اُسنے ارسالین لوٹ لین اے جوان اپنے
نام نامی سے آگاہ کر اُس جوان نے کہا مین ہمیشہ شیر کا شکار کرتا ہون رات کو
نکلتا ہون کہ جہان بیٹھے مین پاؤن وہین گھس جاؤن شدا دشت زن میرا نام ہی

مگر سب لوگ مجھے شداد شیر شکار کہتے ہین شاید تو نے میرا نام نہین سنا بس بہتر اسی مین
ہو کہ پشتارہ رکھدے اور چلا جا ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیری جان مفت جائیگی اور جو تو
تیمور قزاق کا نام لیتا ہو تو وہ مسخرہ کیا ہو جو مجھسے برابری کریگا ایسے ایسے بہت سے قزاق
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین بھلا اُس قزاق سے کیا خوف کرونگا شیر کو تو روک کر مار ہی
لیتا ہون سمناک آخر ناچار ہوا پشتارہ سعد کا رکھدیا اس خیال سے کہ اسکو تو یہ
لیجائیگے مین جاکر ملکہ کو لاؤن جب پشتارہ رکھکر سمناک الگ ہوا تو شداد نے
پشتارہ بادشاہ کا اُٹھا کر مرکب پر رکھا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا اور سمناک چلا آئین
ملکہ کو لاؤن کہ چند گاو فروش اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک شاہزادی ایک جھاڑی
مین پڑی ہو ایک گاو فروش نے کہا نہین معلوم اس شاہزادی پر کیا آفت پڑی کر
یہان آکر چھپی پھر ہو تو اسکو اُٹھا کر لے چلو گھر مین جاکر خاطر کرینگے جیسے ہی گاو فروش
نے چاہا تھا کہ اُٹھاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھلی ایک تیغہ گاو فروش کو مارا کہ گاو فروش کے
دو ٹکڑے ہوئے سب گاو فروش بھاگے ملکہ طرف لشکر کے روانہ ہوئی جیسے ہی
قریب لشکر کے پہونچی تب سنا کہ بادشاہ کو کوئی گرفتار کر لے گیا اسنے کہا کہ بڑا غضب
ہوا شہریار گرفتار ہوئے ناچار ہو کر پلٹی دیکھا ستارہ سحری چمک رہا ہو اب حیران
ہوئی اور اسی خیال مین ہو کہ اپنے بھائی اور باپ سے اطلاع کرون کہ تیمور
کا عیار سمناک نیزہ رو شہریار کو چرا لے گیا ہو یہ سوچکر پشت خیمہ پر آئی سراپردہ چاک
کر کے اندر پہونچی جاکر لیٹ رہی صبح کو بھائی و باپ جو آئے اُنھون نے خود کہا کہ
شب کو کوئی سعد شہریار کو چرا لے گیا اور ای سلطانہ تم یہان کہان آگئین یہ سنکر
سلطانہ نے سب کیفیت بیان کی کہ مین طرف لشکر کے آتی تھی اور سمناک شہریار کا
پشتارہ لیے جاتا تھا میرا حوصلہ نہ پڑا کہ مین اُسکو روکتی دونون باپ بیٹے یہ خبر
سنکر بہت گھبرائے کہا کیا تدبیر کرین باہر آکر صحبت مین بیٹھے کہ دیہیم عیار حاضر ہوا
دونون باپ بیٹے نے کہا ای دیہیم تجھے سنا کر کیا آفت پڑی عیار قزاق کا سمناک
نامے سعد شہریار کو چرا لیگیا لہذا تو انکی خبر لا ورنہ وہ قزاق انکو قتل کر ڈالے دیہیم

روانہ ہوا راہ مین قلعہ شداد وشت زن کا ملا خیال مین گذرا کہ شداد ہمارے بزرگونکا
دوست ہو اسکے پاس ہوتے چلین ویہیم یہ سوچکر قلعۂ شداد مین آیا بازار مین سنا کر
بادشاہ اسلام یہان قید ہوکر آئے ہین حیران ہوا کہ یہان سے اُنکو کیا واسطہ ہو پہر
معلوم ہوا کہ عیار راہ مین جاتا تھا شداد نے اُسکو روک کر پشتارہ چہین لیا سوچا کہ
ابتو آسان ہوا مین تو شداد سے بیان کرونگا کہ یہ مددگار قیسیم ونسیم ہین قزاق سے
مقابلہ کرنے آئے ہین تم متعرض نہ ہو یہ سوچکر دارالامارۃ مین آیا دیکھا شداد تخت
پر بیٹھا ہو ویہیم کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا قریب اپنے بٹھا لیا مگر سب خاموش بیٹھے ہین
ویہیم نے کہا اے دوست صادق واے محب واثق اسوقت خاموش کیون بیٹھے ہوگے
شداد نے کہا اے برادر عجیب معرکہ گذرا کہ رات کو مین براے شکار نکلا تھا ایک عیار
کو دیکھا پشتارہ بدوش جاتا ہو پشتارہ اُس سے چہین لیا جب یہان قلعے مین پہونچا
تو مہرے اُنکی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہین مین نے رات کو مکان مین قید کیا کہ صبح کو دربار
مین سمجہونگا اب جو صبح کو دربار مین آیا تو نگہبان روتے ہوے آئے خبر دی کہ سعد
کو کوئی قید خانے سے چُرا کر لے گیا مہر نقب کا لگا ہو ہتکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی
پڑی ہین مجھے بڑا انتشار ہو کہ مین ناحق کو بدنام ہوا اِس معاملے مین بڑا فساد ہوگا
اُنکے دادا جان لشکر لیے ہوے اُترے ہین اگر سُن پاوینگے تو فوراً چڑھ آوینگے
اور فرماوینگے کہ تو نے میرے فرزند کو ضایع کیا اسی وجہ سے متردد مین بیٹھا ہون سو
سو طرح کے خیال آتے ہین سوچ رہا ہون اِس بارے مین عقل نہین لڑتی ویہیم نے
کہا شاید وہ عیار تمھارے پیچھے پیچھے آیا جب تم قید کرکے پلٹے تب وہ اُنکو چُرا کر
لے گیا شداد نے کہا اے برادر یہ معاملہ نہین ہوا مین نے پلٹ پلٹ کر دیکھا کہ وہ
عیار اُسی طرف گیا مگر کوئی ہمارے قلعے مین اُسکا دوست تھا وہ چُرا کر لے گیا ویہیم نے
کہا کہ اے شداد مین بھی اسیکی فکر مین آیا تھا وہ میرے آقا کا معین ومددگار ہو جب مین نے
خبر سُنی کہ تم راہ مین سے اُسکو لائے ہو تو مجھے خوشی ہوئی تھی کہ مین اُنکو سمجھا کے
سعد کو لیجاؤنگا یہان آکر یہ سُنا اگر قلعے مین ہین تو مین تلاش کرتا ہون شداد نے کہا

اے دہیم اگر تم تلاش کرو تو مین تمھارے ساتھ روانہ کردون مین کاہے کو اس جھگڑے
مین پڑون دہیم نے کہا مین ابھی جاکر تلاش کرتا ہون چونکہ یہ عیار ہے ایک ضعیفہ کی
شکل بنا کچھ گڑیان وغیرہ لے لین ہر گھر مین گڑیان بیچنے کے حیلے سے جاتا ہے اور سعد
کو تلاش کرتا ہے مگر کہین اُس شہریار کا پتہ نہین ملتا تیسرے دن تھک کر بیٹھا شداد
نے پوچھا کیون دہیم کیا ناچار ہوے دہیم نے کہا مین نے کوئی مکان نہین چھوڑا
فقط پہلو پر ایک باغ ہے اُس مین تو نہین گیا کہ خبر سنی آپ کی ہمشیرہ اُس باغ مین
رہتی ہین اور شہر مین کوئی مکان غریب و امیر کا باقی نہین ہے کہ جہان مین نہین گیا
شداد نے کہا احتیاطاً اُس باغ مین بھی ہو آؤ کہ تسکین ہو جائے کہ قلعے مین نہین
ہین تو اور طور پر تلاش کرین بیرون قلعہ نکلین اے دہیم یہ ناحق کی بدنامی ہے تمام
سلمان دامنگیر ہونگے مجھے کچھ جواب نہ بن پڑیگا بہت شرمندہ ہونگا امیر کو کیا
جواب دونگا نمناک صاف صاف کہدیگا کہ شداد نے پشتارہ چھین لیا پھر مین
کیا عذر کرونگا سب سے لڑنا پڑیگا اے دہیم اُس باغ مین بھی دیکھ آؤ اسوقت
تمھارے کہنے سے دل کو انتشار ہوا آج صبح کو لالہ خونریز جو برائے سلام
آئی تو مین نے اسکو عجب حال سے دیکھا آنکھین پھٹی پھٹی مجھسے منھ چھپاتی تھی شاید
وہی لے گئی ہو میرے دل مین اسکو اسطرح دیکھکر خیال ہوا تھا اگر اُس گیسو بریدہ نے
ایسا کام کیا ہے تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا شام کو
دہیم اُٹھا ٹہلتا ہوا پشت باغ پر آیا آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہے کمند پھینک کے
دیوار پر چڑھا دیکھا پہلو مین ہمشیرۂ شداد کے سعد شہریار بیٹھے ہین اور سامنے
ایک نازنین خوشگو آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بیٹھی گا رہی ہے نظم

سب بناوٹ ہے یہ اُلفت تیری	جھوٹ ہے ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہے جو چلتا ہے تو	صاف ثابت ہے قیامت تیری
بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہون	کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو اے سرو	یاد جب آتی ہے صورت تیری

مجھکو کچھ کام نہین جنت سے — ہو گئی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا — غم اُٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا — خاک چھنوائیگی اُلفت تیری
کیا کھلین تجھپہ سنہری کپڑے — صورت مہر ہی رنگت تیری
جب مجھے دیکھتا ہی کہتا ہی — ہی مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اوسے بات — تو ر اتنی نہین طاقت تیری

دیہیم نے دیکھا کہ لالہ خونریز پہلو مین سعد کے خوش خوش بیٹھی ہی اور یہی ذکر کر رہی ہی کہ جب آپ کو یہان لیکر آئے اور مین نے خبر سُنی کہ سعد شہریار کو بھائی صاحب لائے ہین تو مین کوٹھے پر چڑھ گئی آپ کا جمال بے مثال دیکھا اور بھائی صاحب یہ بھی فرما رہے تھے کہ کل ہی صبح کو اسکو قتل کرونگا جب انھون نے آپ کو قید خانے بھیجا تو مجھکو افسوس ہوا کہ ایسا شہریار قتل ہو جائے اور کوئی خبر نہ لے رونے کی جگہ ہی یہ کہکر مین رونے لگی سب کنیزین دوڑی آئین کہنی تھین واری کیون روتی ہو کچھ ہمسے تو حال بیان کرو تب مین نے کل کیفیت بیان کی کنیزون نے کہا حضور نقب لگا کر نکال لایئے مین جا کر آپ کو چھڑا لائی مگر اب دیہیم کو حکم ملا ہی وہ مکار گھر گھر پھر رہا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ یہان بھی آ جائے ایک کنیز نے کہا آپ پر کسی کا گمان بھی نہ ہوگا یہان نگوڑا آئے تو اُسکے ہاتھ پانون توڑ ڈالین آپ بہ اطمینان آرام کرین آپ کے یہان کوئی نہ آئیگا یہ سُنکر دیہیم دیوار سے اُترا سو برے صبح کو سامنے شداد کے آیا کہا ای شداد مثل مشہور ہی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اُن کو چھڑا کر لے گئین اور باغ مین بے خوف گلچھرے اُڑا رہی ہین پہلو مین لیے بیٹھی ہین مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا فلان کنیزون نے نقب لگائی لیکن سعد گھبرا رہے ہین فرماتے ہین مین جسکے کام کو آیا تھا اُسکا مطلب رہا جاتا ہی اور ملکہ اب مین جاؤنگا مگر آپ کی ہمشیرہ نہین جانے دیتین سعد کہتے تھے کہ آخر یہ حال کھلیگا تو فتنہ برپا ہوگا یہ پردہ نہ رہیگا دیکھیے کیا ہو اگر فکر نہ کیجیے گا تو وہ

نکلجاوینگے پھر دیکھنا اب نہ ہونگے شداد نے کہا مین ابھی چلتا ہون دہیم نے کہا آخر
ارادہ کیا ہو شداد نے کہا لالہ خونریز کو قتل کرونگا اور سعد کی مشکین باندھ کے
لاؤنگا دہیم نے کہا یہ مناسب نہین ہو تمھارے دوست کا مددگار ہو نسیم و قسیم
مقابلے مین قزاق کے آترے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ قزاق طبل جنگی بجوادے
اور انکو تباہ کرے بس اب مناسب یہ ہو کہ انکو مرکب پر سوار کرکے میرے ساتھ
کردو کہ مین انکو لیجاؤن اور تم اپنی بہن کو بھی سزا دو اس رشتے کو غنیمت جانو
سعد سے بہن کو اپنی منسوب کرو عقد کرکے لیجاوینگے شداد نے کہا اے دہیم تو
کچھ دیوانہ ہوا ہو مین کبھی اسکو نہ مانونگا شداد اسی وقت سوار ہوا تین ہزار
جوان ساتھ لیکر چلا مگر جب شداد روانہ ہوا تو دہیم سوچا کہ مین جاکر سعد شہریار
سے اطلاع کردون تاکہ وہ نکلجاوین یہ سوچکر پہلے سب کے روانہ ہوا یہان صبح کا
وقت ہو سعد شہریار پاس خونریز کے بیٹھے ہین پھریرین اڑ رہی ہو کنیزین پھر رہی ہین اور
ایک ایک کا یہی قول ہو کہ ہماری ملکہ بڑی صاحب نصیب ہین کیا معشوق ملا ہو کہ
اندھیرے گھر کا اجالا ہو جب تو شاہزادیان عاشق ہوئین اور اپنا گھر بار چھوڑا
اور انکا ساتھ دیا کہ دہیم بلا تکلف باغ مین چلا آیا کنیزون نے دہیم کو گھیرا کوئی چھکنی
لیکر دوڑی کسی نے دست پناہ اٹھایا کوئی کہتی ہو دیکھو بڑا جبور رات کو ذکر تھا ابکا
سامنا ہوا اب یہ جاکر شاہ سے اطلاع کریگا ہر چند دہیم کہتا ہو کہ صاحبو مین سعد
سے کچھ عرض کرنے آیا ہون مگر اسکی کون سنتا ہو جب اسنے سعد سے آنکھ ملائی اور
پکار کر کہا کہ حضور نے مجھکو پہچانا مین نسیم و قسیم کا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا مین کچھ عرض کرونگا سعد نے کنیزون کو جھڑکا کہ اری اسکو میرے پاس تو
آنے دو کنیزین ہٹین اور دہیم قریب آیا سعد نے پوچھا تاکہ نسیم و قسیم کا عیار ہو
فرمایا اے برادر تم یہان کیونکر پہونچے دہیم نے عرض کی حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا رات کو آکر حضور کو دیکھ لیا مین بیٹھا تھا کہ شداد ادھر آتا ہی [illegible]
فوج لیکر آتا ہو سعد نے کہا آنے دو دہیم نے کہا کئی ہزار آدمی اسکے ساتھ ہین

بندگان عالی کو آزار پہونچائینگا مین سمجھا تھا کہ شداد میرے کہنے کو نہ ٹالیگا بلکہ مین نے
یہ بھی کہا کہ بہن کو اپنی ہمراہ شہریار منسوب کر دو اس پیوند سے بڑھکر نہ ملیگا اسکو غنیمت
جانو مگر اُسنے نہ مانا اب آپ تیار ہوجیے سعد نے فوراً ہتھیار لگا لئے ملکہ رونے لگی
کہتی تھی اے شہریار آپ کنیز کو قتل کرکے جائیے سعد خفا ہوے اور فرمایا کہ اے ملکہ تمام
وہ بات کرو کہ جو لایق قبول کرنے کے ہو ملکہ بصد گریہ و بکا یہ اشعار کہنے لگی نظم

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا
اے یار غریبون کا ستانا نہین اچھا

سنبل افعی گیسو کو لگانا نہین اچھا
موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا

کشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو انکو
قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا

برسون کی محبت ہے نہ کر ترک ملاقات
آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا

پردے کو الٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے
مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا

دل توڑ نہ بانکے مری غم کی کہانی
منھ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا

نرگس کی نظر نرگسی آنکھونکو نہ ہو جائے
گلشن کی طرف سیر کو جانا نہین اچھا

بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ
خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا

جو تیر نظر سے جگر و دل کو اڑا دے
ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

اس ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب
ہر اک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

زلفون سے محبت نہ پھر اب کبھی کرنا
دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

سعد نے فرمایا بس ملکہ خاموش رہو زیادہ انتشار نہ کرو گوشے پر سے آکر تماشہ
دیکھو کہ انشاء اللہ کیا کرتا ہون سبحان شداد اپنے دل مین کیا سمجھے ہین شیر کا شکار
کر کے ایسے مغرور ہو گئے کہ ہماری گرفتاری کو آتے ہین سعد نے جو غصے سے کہا
ملکہ ڈر گئی دامن چھوڑ دیا سعد سوار ہو کر نکلے مگر دیہیم پیر بھاگا دوڑا ہوا سامنے
شداد کے آیا کہا اے شداد وہ تو آمادہ حرب و ضرب ہین کسی نے انکو خبر دیدی ہے
گھوڑے پر سوار باہر کھڑے ہین شداد نے کہا پہلوانان طلسمی سے ایسا بودا پن
کیا کہ سعد کا حوصلہ بڑھ گیا یہ نہین جانتے کہ ما بدولت شیر شکار ہین جب شیر کو دیکھکر

مار ڈالتا ہون تو انسان کی کیا حقیقت ہی دو چار پہلوان مارے اور دو چار خوف
جان سے رفیق بنے اب اُنکا حوصلہ بڑھا ہوا ہی وہ سمجھتے ہین کہ ویسے ہی یہ بھی ہونگے
مین جاتے ہی آفت برپا کرونگا یہ خیال ہی کہ حوصلہ اُنکے دل مین نہ رہے مین کہونگا
کہ تم اپنے حملے کر لو ایسا نہو کہ کوئی حوصلہ تمھارا باقی رہجائے کہ نیزہ نہ مارا کوئی وار
تیر و شمشیر کا نہ کیا پھر تو مین دبوچ کر مار ہی ڈالونگا گردن پہ ہاتھ رکھدونگا تو پھر اُنگلیان
نہ ہٹینگی گوشت اور پوست مین پیوست ہو جائینگی تڑپ تڑپ کر جان دینگے اے
دیہیم ابھی کل کا ذکر ہی کہ صحرا مین جو پہونچا ایک شیر ببر کو دیکھا کہ اُٹھارہ ہاتھ کا کلہ
اُسکا مثل کلہ فیل بگرا اے دیہیم بادولت گھوڑے پہ سوار تھے جیسے ہی مین نے شیر کو
للکارا اور غرش کرکے چلا گھوڑا بیچین ہونے لگا چاہا پلٹون مجھکو بہت ناگوار ہوا
رانون مین مسکر مرکب کو ڈالا اُس شیر کے سامنے کود پڑا وہ گھوڑے کو چیرنے
پھاڑنے لگا مین نے دم پکڑکر جھٹکا مارا وہ پلٹا مین نے گردن دبا دی پھر شیر نے
سانس نہین لی جانوران صحرائی کو سناٹا تھا سب جانور نکل پڑے اُسکا گوشت کھانے
لگے میرا منھ دیکھ رہے تھے گویا اپنی زبان مین کہتے تھے کہ آپ نے ہمارا مسکن امان
کر دیا یہ کسی کو رہنے نہ دیتا تھا بس اے دیہیم انسان کی کیا حقیقت ہی بیسون پہلوان
میرے ہاتھ سے مارے گئے آجتک کوئی مجھسے سر بر نہین ہوا اور اب تو گینڈے پہ
سوار ہون ٹھوکر دون مین پہلے اُنکا مرکب مارونگا پھر اُنسے سمجھ لونگا دیہیم نے کہا
اے شداد وہ جوان کیسی بلا سے روزگار ہی جس قزاق کے مقابلے کو آیا ہی سنتا ہون
کہ تمھارا کچھ مال جاتا تھا اُسنے لوٹ لیا اور کئی آدمیون کو قتل کیا تم غصے مین جا
پہونچے وہ کمر باندھکر نکلا اُسی قزاق کے لوگ کہتے تھے کہ میان شداد بھاگے
یہ بات مشہور رہی شداد نے کہا دیہیم مین اُس روز بخار مین تھا اُسی گرمی مین
چلا آیا ساتھ والون نے کہا اب جانے دیجیے مال کا خیال نہ کیجیے کسی دن جنگل مین
ملیگا سمجھ لیجیے گا مین نے تامل کیا آجتک میرے خوف سے صحرا مین شکار کھیلنے
نہین آتا اگر دس کو مارا اور ایک کے مقابلے سے ہٹ آیا نہین معلوم کیا موقع

دیکھا مگر خوف تو اسپر غالب ہی دبہیم سے باتین کرتا ہوا جب شدّاد سامنے پہونچا ہی
تو دیکھا کہ سعد بیرون باغ کھڑے ہین نیزہ گاڑ دیا ہی اسپر تکیہ کیے ہوے کہ رہے
ہین کہ اے شدّاد مین تیرے مقابلے کو آیا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان ۔ نہال گلستان صاحبقران

شدّاد نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر مار لو سعد نے فرمایا اے شدّاد تو تو
شیر شکار مشہور ہی فوج کے بھروسے پر آیا ہی مین تیرے مقابلے کا خواہان ہون
شدّاد نے گینڈا اڑھایا اہل فوج کو منع کیا کہا مین تو چاہتا تھا کہ اسکی جرأت کو
دیکھون غرض ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ شدّاد جھومتا ہوا بڑھا بیقرار ہو گئی
کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحبو دعا کرو سب کنیزین پکارنے لگی کہ اے کریم و رحیم اپنا
رحم شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

ذات پاک تست یارب پردہ پوش ۔ حسن بیان حق خواہش گو حق نیوش
خاک انسان را تو کردی سرمست ۔ مال وجاہ و علم و فضل و عقل و ہوش
سیکنی باگوش قدرت او سیج ۔ عرض حال بندگان زار گوش
عاشقانت را ز سوز عشق تو ۔ میزند سینہ بہ شکل دیگ جوش
عیش و غم یکسان بود نزدیک شان ۔ ہر یکے داند برابر نیش و نوش
یار کو یا بندہ در دربار تو ۔ مردم گندم نما و جو فروش
دور فرما از سرم بار گناہ ۔ تا سبک گردد سرا ان بار دوش
بندہ در فکر مآل خویشتن ۔ گاہ خاموش است گہ اندر خروش
گاہ در بیداری و گاہے بخواب ۔ گاہ اندر بیہوشی گاہے بہ ہوش
ہست این ناچیز عاجز خاکسار ۔ بر کمال فضل تو امیدوار

ملکہ بھی بال کھولے ہوے دعا مانگ رہی ہی کہ اے پروردگار اس دشمن سخت سے
انکو بچا لے مگر بہت بیقرار ہی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو یہ وہ شخص ہی کہ جسنے

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُسنے شبیر کو پکڑ لیا تو اُسکے پنجے سے نہیں چھوٹا تڑپ تڑپکر
رہگیا شداد قریب آکر کھڑا ہوا کہا اے سعد بڑا ناٹک سرہ کر دیگا تم اپنا حربہ تو کر لو کہ
حوصلہ نہ باقی رہے سعد نے کہا اے شداد تم شیر شکار رہو تیغے کبھی لاغری کو بھی نہیں
مارا اگر ہمارا دستور نہیں ہو جب تمہارے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حملہ کرینگے یہ سنتے ہی شداد نے نیزہ اُٹھایا گو یا دشت تاڑ تھا کہ اُسکو گردش دیکھایا
سعد نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ شداد کا توڑ ڈالا ملک نے بالاے بام سے کہا
کہ او صاحبو بڑا غضب کیا اب وہ اور زیادہ چھاڑیگا مگر تعجب یہ ہو کہ ہاتھ نہیں پڑتا
یہاں شداد نے تلوار کھینچی شیشہ جوہر دار مثل تختہ دوکان عطار جوہر دار چمکتا ہوا خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے وار رد بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا دونوں لپٹے
ہوے زمین پر آگئے مگر شداد دونوں ہاتھ کمر میں ڈالکر بادشاہ کو مسلتا ہو بادشاہ
کچھ خیال نہیں کرتے بادشاہ نے بھی شداد کو پکڑ کر ایسی زور سے مسلا کہ ہوا
جانب اسفل نکل گئی سعد نے مسکرا کر فرمایا واہ میاں شداد کیا ہوا باندھی تھی
شداد نے کہا اجی کیا پوچھتے ہو میرا کیا اختیار ہو ہوا سے بادی تھی نکل گئی اب
تمکو زیر کرونگا سعد نے کہا قدرم کا مقام ہو سر میدان گو زندگی ہوتا بڑا معیوب
ہو تمسے ضبط نہ ہوسکا اے شداد تمکو اپنے زور پر بڑے غرور ہیں جس پیچ پر تمکو بڑا
ناز ہو وہ پیچ اٹھا رکھو تمہیں معلوم ہو کہ ایسے پہلوان ہو شداد نے کہا بس
میرا یہی فن ... میں نے لیا اسی زور سے شیر کو مارتا ہوں مگر نہیں معلوم
کیا ہوا کہ آپکو کچھ معلوم ہوا سعد نے فرمایا بس اتنے ہی زور میں ساری بادی
کچا دی نکلتی اچھا اب میرا زور روکو یہ کہکر دونوں مونڈھے پکڑ کر ریلکر سے
دوڑے شداد ہٹتا چلا آتا ہو پندرہ قدم پر لا کر سعد نے پکارا کہ دونوں گھٹنے
اٹھنا بر زمین ہوے سعد نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اور الحمد اکبر کہکر زور کیا پہلے
زمین تا بہ گھٹنا دوسرے زمین تا بہ سینہ تیسرے زمین سر سے بلند کیا
داہنا پانوں آگے بڑھایا اور بایاں پانوں پیچھے ہٹا کر شداد کو چرخ دیکر مثل

طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا جب سعد نے چاہا زمین پر مارون تو شداد
بیقرار ہو گیا اور چلایا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا امان بہ شرط ایمان یہ
سنکر شداد نے کہا مین مسلمان بھی ہوتا ہون اور ملکہ کو بھی لے لو اور جو چاہو سو
کرو سعد نے فرمایا ہم تمھاری اطاعت کے خواہان ہین یہ فرما کر کلمۂ طیبہ زبان معجز
بیان سے فرمایا شداد کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون نے پکار کر
آواز دی صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی تم بھی سب کلمہ پڑھو اور مین
اسلئے کیا عذر کرون ہ تو میرے عزیز قریب ہین جو کہونگا وہ قبول کرینگے میرے کلام
پر ایسا نہ فرماوینگے مین نے پہلے سے رنگ جمار کھا ہے سب ساتھ والے بھی
مسلمان ہوے سب آپس مین ہنستے تھے کہ کیسا بے غیرت ہو کر رشتے کو بیان کرتا ہے مگر
سعد شہریار کیا مرد ازہین کہ ایسے دشمن مغرور نے جو کہا وہ مان لیا حقیقت مین یہ
لوگ وہ ہین کہ دشمن کے بھی دوست ہین ورنہ نہ قبول کرتے اور اسکو ہلاک کرتے
تو ہو سکتا تھا کسیقدر غرور کرتا تھا کہتا تھا کہ دبوچ کر مار ڈالونگا کچھ بھی نہ ورنہ چلا
کیسا جلدی زیر ہو گیا ایک مرتبہ ایک پتلا سا شہریار اتھا اپنے کو شیر شکار مشہور
کر دیا مگر آج سب غرور نکلگیا یقین تو ہے کہ بصدق دل مسلمان ہو سکے یا شاید کر
کیا ہو مگر ہم لوگ مکر مین شریک نہ ہونگے سعد شہریار ایسے جری و بہادر ہین کہ
جیسے ہی اسنے الامان کہا ہاتھ سے رکھدیا پھر نہ ورنہ کیا اور اسکے اٹھانے مین انکو
کچھ تکلیف بھی نہین ہوئی یہان ملکہ نے دیکھا کہ شداد اپنے ساتھ لے چلا بیقرار
ہو کر کنیزون سے کہا ارے کوئی جا کر اطلاع کرو کہ اس مکار کے ساتھ نہ جاؤ ایسا
نہ ہو کچھ فتور کرے کنیزون نے کہا سعد شہریار نے جب آپ کا کہنا نہ مانا تو ہماری
بات کا جواب بھی نہ دینگے جانے دیجیے اب وہ ہوشیار رہین گے کیا کر سکتا ہے انکو
خود خوف ہے مگر شداد سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا افسرون سے
اشارہ کیا کہ ایک جام شربت لاؤ اس مین سیدہ الماس ملادو دو افسر کہ سب مین
کلان تھا اسنے کہا کہ ای شداد کچھ خوف خدا کرو انھون نے تمھارے ساتھ یہ احسان

کیا اور قسم اُنکے ساتھ مکر کرتے ہو مین اپنے ہاتھ سے شربت نہ بناؤنگا شداد نے
کہا مین خود بنا لاؤنگا شداد تو محل مین گیا مگر وہ افسر قریب سعد آیا کہا او شہریار
ہم لوگ جبکے مطیع ہوے اُسکے مطیع ہوے آپ کی جرأت کے قائل ہوے اور
آپ کی جلالت پر مائل ہوے مگر شداد مغرور چاہتا ہے آپ کو ضائع کرے تو مین
اطلاع کرتا ہون کہ وہ سم دکھ الماس ڈالکر شربت لائیگا جب وہ لاوے تو اُسی کو وہ
شربت پلا دیجیے گا ہم سب آپ کے شریک ہین ہم لوگون سے کوئی خطا نہ ہوگی یہی
چاہتے ہین کہ قلعے مین آپ کی عملداری ہو اور ہم سب ہمیشہ خدمتگزار رہین کبھی
جو ادھر حضور کا گذر ہوگا تو ہم بھی زیارت سے مشرف ہو جاوینگے دوسرے
افسر نے کہا اگر یہان تشریف نہ لاوینگے تو ہم لوگ خود آوینگے اور قلعے پر تو
کیکی مجال نہین ہے کہ نگاہ ڈالے کسکو حاکم کیجیے گا سعد نے فرمایا اسکا اختیار ملکہ کو
ہے سب افسر تعریفین کرنے لگے سعد نے اُن سبکو پاس اپنے بٹھا لیا وہ سب شداد کی
باتین کرنے لگے کہ او شہریار ایک دن جمعہ یہ اسے شکار گیا ایک شیر کئی دن کا
بھوکا پیاسا بھرا ہوا تھا اسکے سامنے نکل آیا اسنے اُسے تیر سے مار لیا اُسکو شہر مین
لایا سب کو دکھایا کہ مین نے شیر کو مارا اب مجھے شیر شکار کہا کرو اُسدن سے یہ
شیر شکار مشہور ہوے یہی قزاق جسکے آپ مقابلے کے لیے آئے ہین اُسنے مال
لوٹ لیا زمین بھی اپنی وہان تک کچھ بھی نہ کر سکے بلکہ اسے مقابلہ بھی نے کچھ لوگ
مارے گئے آخر دم دبا کر بھاگ آئے کہتے تھے کرینگے قزاق پر رحم آگیا جنگل مین
اسکو گھیر کر مار لونگا وہ ایسا چھلا ہے کہ روز اسے شیار صحرا مین آتا ہے اور یہ اسکے
مقابلے مین نہین جاتے ہم لوگون نے اکثر خبر دی کہ حضرت قزاق پھر رہا ہے اور
زمین اُسنے دبالی اُسکا جواب دیا کہ اسکو مدہوش کرنے دو ایک دن بدلا لونگا یہی
سزا دونگا کہ قزاقی چھوڑ دے گا سعد سر ہلا رہے ہین کہ شداد محل سے آیا دیکھا کہ
سعد سب افسرون کے ساتھ باتین کر رہے ہین شداد نے کچھ خیال نہ کیا جام
شربت لیکر سامنے آیا کہا او شہریار یہ جام محبت ہے اسکو پی لیجیے غلام کو یقین ہو جاوے

کہ آپ نے غلامی مین قبول کیا سعد نے فرمایا ہمکو تمسے صفائی ہی اپنا یہ دستور نہین کہ کسیکے
ساتھ مکر کرین مگر یہ جام تمکو بخشتا تمھین پی جاؤ شداد سب سردارونکا منھہ دیکھنے لگا مراد یہ ہی
کہ تم لوگ سفارش کرکے سعد کو جام پلاؤ سب نے اشارے سے کہا ہم لوگ نہ کہین گے
آپ سکے عزیزدار ہین کیسا مضبوط رشتہ ہی کہ جسکو رشتۂ انداربندی کہتے ہین شداد
سر ہلاتا جاتا ہی اور جام لیے سامنے کھڑا ہی ملکہ نے بیقرار ہوکر ایک کنیز کو بھیجا ہی
وہ بصورت سیدل دربار مین حاضر ہی شربت پہ نگرا رہی رہی ہی سعد تو فرماتے
ہین کہ تم پیجاؤ اور شداد یہ کہتا ہی کہ مین نے حضور کے نام سے بنایا ہی حضور ہی
نوش فرماوین سعد نے ہاتھہ تھام لیا اور کہا کہ اے شداد کئی لاکھ روپیہ کا نقصان
ہوا باز و پر جو تمھارے یک تھا وہ کیا ہوگیا سپنے کی بات سنکر شداد گھبرایا کہا اے شہریار
اگر مین نے توڑ ڈالا سعد نے فرمایا وہ اگر توڑ کر کیا کیا شداد نے کہا مجھسے خطا تو
ہوئی ہی کہ مین نے پیسکر اس شربت مین ملا دیا ہی اگر نہ پیجیے تو پھینک دون میری
خطا معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سعد نے کہا تمکو پینا پڑیگا شداد
نے کہا حضور مین کیونکر پیون مین نے اپنے ہاتھہ سے سودۂ الماس ملایا ہی سعد
نے فرمایا ہمکو پلاتے ہو اور خود پینے مین عذر ہی یہ کہکر جام ہاتھہ سے لے لیا اور فرمایا
کہ اے شداد اسکو پیو ورنہ ہم بری طرح پیش آوینگے شداد کانپنے لگا چہرے کا
رنگ فق ہوگیا کہنے لگا معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے آپ سے کہدیا مین نے جاکر اگر توڑا
اور اسکو پیسا شربت مین ملاکر لایا ہون بھلا مین کسطرح پیون ابھی کلیجہ کٹ کر گر جائیگا
سعد نے فرمایا تو ہم پیجائین شداد نے کہا آپ کو اختیار ہی مین تو یہی چاہتا ہون
کہ آپ نوش کرین سعد نے فرمایا اب تم اسکو پیو ورنہ ہم حکم دینگے شداد
رونے لگا کہا اے شہریار آپ مجھپر جبر کرتے ہین مین کیونکر پیونگا یہ جام شراب پیتے ہی
مرونگا سعد نے فرمایا ہمکو پلانے لائے تھے ہم جو تمکو پلاتے ہین تو انکار کرتے
ہو سعد نے تیور بدلکر کہا شداد قدمون پر گر پڑا کہا برائے خدا میری خطا
معاف فرمائیے مین اسکو نہ پیونگا ورنہ کلیجہ کٹکر بہہ جائیگا اب کبھی ایسی خطا نہ کرونگا

سعد نے جام پھینک دیا مگر شداد نگاہ سے اُتر گیا فرمایا تم بڑے بہادر ہو شیر شکار
تمھارا لقب ہو تمسے کون مقابلہ کر سکتا ہو ہمنے یہان کی سلطنت ملکہ کے سپرد کی اور
تم ہمارے ساتھ رہو شداد نے کہا عورت کیا سلطنت کریگی مجھکو یہان چھوڑیے
مین خراج ہر سال بھیجونگا جسقدر روپیہ آئیگا وہ سب آپ ہی کو روانہ کرونگا اور
قزاق سے مقابلہ کیجیے ملکہ کو لیکر چلے جایئے وہ قزاق بڑا زبردست ہو سعد نے کہا
خیر دیکھا جاویگا لیکن تمکو چاہیے ہو کہ اب اپنی تیاری کرو اور ہمارے ساتھ چلو ملکہ
سے کہلا بھیجا کہ نقاب ڈالکر باہر آؤ ملکہ کو تخت پر بٹھایا فرمایا یہ افسر موجود ہین جو تم
حکم دوگی وہ بجا لاوینگے اپنے ماتحت کو طلب کرنا روپیہ وصول کرنا تنخواہ ماہ بماہ
تقسیم کر دیا کرنا یہ فرماکر سوار ہوے شداد ساتھ نہ جاتا تھا مگر سعد نے ساتھ لیا
ادھر جب خاموش قزاق نے یہ خبر سُنی کہ سعد کو میرا عیار لاتا تھا شیر شکار اُسکو چھین لیگیا
تو اسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا نسیم نوجوان مقابلے مین نکلا ہاتھ سے
خاموش کے زخمی ہوا اور کئی افسر نکلے جو نکلا وہ زخمی ہوا کئی میدان داریون
مین سب سردارون کو زخمی کیا اور چوتھے دن یہ کہلا بھیجا کہ آج روز ہفتہ ہو مین برائے
شکار جاتا ہون شکار سے جو پلٹ کر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اے نسیم
وہ مددگار تیرے کہان ہین اگر وہ آتے تو مزا شجاعت کا ملتا دیہیم بھی پلٹ کر نہ آیا
یہ کہکر پلٹا کہ سامنے سے گرد اُڑی آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا دیہیم کشور کشا
جست و خیز کرتا ہوا آیا اور نسیم کو سلام کیا کہا اے شہریار عجب معرکہ گذرا کہ عیار
خاموش جو سعد کو چرا کر لے گیا تھا اُس سے شداد نے چھین لیا اور قید کیا اُنکو
ملکہ لالہ خونریز بیشہ کو شداد چرا کر لے گئین مین نے شداد کو خبر دی اور سمجھایا کہ
امانت شہریار کی واپس کر دو اُسنے جواب دیا کہ مین شیر شکار ہون مین کسی سے نہین دیتا
یہ کہکر اُسنے جاکر باغ کو گھیرا سعد شہریار کو دیو بند و دیوکش مین باغ مین سے بیٹھ
گھوڑے پر سوار ہو کر نکل آئے شداد کو اُٹھا لیا شداد نکلتے مسلمان ہوا
اپنی بارگاہ مین لے گیا جام شربت آغشتہ بہ سرمۂ الماس بنا کر لایا لیکن اُسکے

افسرون نے سعد سے اطلاع کر دی سعد نے جام اُسکو واپس دیا کہ براو تحقیق
پہونچا شداد قدمون پر شہریار کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمائیے
سعد اُسکو ساتھ لیے ہوئے آتے ہین اب میان قزاق کو معلوم ہوگا کہ بہادر ایسے
ہوتے ہین قسیم نے کہا آج تو وہ شکار کو جاتا ہے اب جو پلٹ کر آئیگا تو ہم پر پرش
کریگا دہیم نے کہا مین جاتا ہون اور سعد شہریار کو جلدی لاتا ہون مالک کو
اپنے خبر دیکر دہیم پھر پلٹا یہان خاموش قزاق جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ سپرا کے
گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار پشت پر سب سردار سامنے سے جاتے ہین خاموش
ایک نخل کی آڑ مین کھڑا رہا سب کے پیچھے دیکھا کہ شداد آتا ہے للکارا کہ او نامرد تو نے
بڑی حماقت کی میرے بیارے پشتارہ سعد کا چھین لیا وہان جا کے تیری ہمشیر
اُسپر عاشق ہوئین اور تجھکو غیرت نہ آئی اب مجھسے مقابلہ کر کہان جائیگا شداد تلوار
کھینچکر آیا مین کے ذکر پر بہت جھلایا ہاتھ تلوار کا مارا خاموش نے تلوار اسکی سپر پر
روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شداد کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والے روتے
ہوئے بھاگے سامنے سعد کے آئے عرض کی اے شہریار خاموش برائے شکار
آیا ہے اُسنے شداد کو مار ڈالا اور کھڑا جھوم رہا ہے کہتا ہے اب جا کر سب کو قتل
کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سعد یہ خبر سنتے ہی پلٹے کہ سامنے سے دہیم آیا
عرض کی اے شہریار خاموش نے بڑی آفتین برپا کین سب سردار زخمی ہوئے
اب برائے شکار آیا ہے سعد نے کہا اُسی کے مقابلے کو جاتا ہون اُسنے شداد کو
مار ڈالا دہیم نے کہا بھی کہ اب ساتھی نسیم و قسیم کے مقابلہ کیجیے گا سعد نے فرمایا
ہرچند کہ شداد مکار تھا مگر ہمارے ساتھ تھا خاموش کو بڑا گھمنڈ ہے آج اسکی جرأت
دیکھے لیتا ہون دہیم نے جب دیکھا سعد کو بڑا غصہ ہے شکنجہ پر ہاتھ ڈالکر بڑھے
دہیم دیکھتا ہوا آتا ہے سعد نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ اے خاموش تو نے بڑی بدبخت
کی کہ شداد ایسے نامرد کو مار ڈالا خاموش نے کہا مین ہر سال اُسپر یورش کرتا
تھا دس پانچ کھیت دبا لیتا تھا مگر اُسنے کبھی میرے معاملے مین دخل نہین دیا

اگر آج ایسا گرما پایا کہ ہاتھ تلوار کا مارا ہین نے روک کر جبدا ب ہین کمر پر ہاتھ مار دیا
اے شہریار جنگ ہین یہی ہوتا ہے اب اسوقت مقابلہ موقوف رکھیے جب ہین پلٹ کے
آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا سعد نے کہا اے خاموش ہین تجھکو نہ جانے دونگا
خاموش نے کہا بہت پچھتایئے گا میرے ہاتھ سے امان نہ پایئے گا یہ کہکے گینڈا
بڑھا اور نیزہ مارا سعد نے نیزہ خاموش کا توڑ ڈالا خاموش نے چھُرا کو پھینک کر دیا
کہ اے شہریار بس آپ کی خوشی ہوچکی اب مقام پر مقابلہ کیجیے گا سعد نے کہا کہ اب
تلوار کا وار کرو خاموش سے ناچار ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام لی
خاموش لپٹ پڑا گھوڑوں سے دونوں اُتر سے آپس ہین کشتی ہونے لگی بادشاہ
فوراً خاموش کو پکڑ لائے دو تین گھسے ایسے مارے کہ خاموش کی زرہ پارہ
پارہ ہوگئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے گر پڑے جاتا ہے دو تین مرتبہ
بادشاہ پکڑ لائے خاموش بمشکل نکلا ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ بس اب آپ کی خوشی
ہوچکی آپ مقابلہ موقوف رکھیے سعد فرماتے ہین کہ بے زیر و زبر ہم نہ پلٹین گے
تمکو بھی تو معلوم ہو کہ بہادر ایسے ہوتے ہین خاموش کو سنا ٹا ہے کہ اب مین نہ
بچونگا مگر شکر ہے کہ صاحب خلق و مروت ہین کیا عجب ہے کہ مجھے غلامی مین قبول کرین
لڑتے لڑتے قدمون پر گر پڑا کہا غلامی اختیار کرتا ہون میری خطا کو معاف کیجیے
سعد نے فرمایا اے خاموش ہمین تجھ سے کوئی دشمنی نہیں مگر زوجۂ نسیم نوجوان کو
حوالے کرو کہ وہ بہت بیتاب ہو رہے اُس سے وعدہ کیا ہے کہ تمھاری زوجہ کو ہم
دلوا دینگے خاموش نے کہا مین حاضر کرونگا کیا وجہ کہ کئی مہینے سے وہ قید ہے مگر
پابند شوہر ہے مجھکو نہیں قبول کرتی مین نے بڑی بڑی اُمید بر عنتین کین آب ودانہ
بند کیا مگر وہ نہ راضی ہوئی کہتی تھی کہ جان لے لو مگر عصمت کو نہ ہاتھ لگاؤ مین ناچار
ہوگیا خاطلوبین بھی کبین دبا دبھی ڈالا مگر وہ ظالم اپنی ہی کہتی رہی مین اُسے ضرور
حوالے کرونگا مین خود بھی اُسکا رکھنا نہیں چاہتا اُسکو بھجے بھیجیے بادشاہ جمجاہ
خاموش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے اور اُس عورت کو بلوا کر ہمراہ نسیم نوجوان کیا

قسیم نوجوان نے جو زوجہ کو اپنی پایا بادشاہ کے گرد پھرنے لگا اور تملقے مین ادا کر بڑی
دھوم سے دعوت کی اور اپنی بہن سلطانہ کو سعد کے ساتھ منسوب کیا رات کو
سعد سلطانہ سے ہم وصل ہوے صبح کو نہا دھو کر دربار مین بیٹھے ہین دبیہیم بھی خدمت
شاہ سعد مین حاضر ہو یہی چاہتا ہی کہ ہر وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون
بادشاہ کو دبیہیم سے محبت ہو گئی ہی بہت عزیز رکھتے ہین جب فیروزہ کا شاہ ذکر کرتے
ہین تو دبیہیم عرض کرتا ہی کہ وہ میرے استاد ہین مگر خواجہ کا مین بہت مشتاق ہون
بادشاہ نے فرمایا اے دبیہیم مجھکو افسوس یہ ہی کہ تم کلاہ زرین پہنے ہوا اور لباس زرنگار
سے تمکو بڑی محبت ہی اگر خواجہ دیکھ پاوینگے تو اس کلاہ وغیرہ کو نہ چھوڑینگے کچھ انکی نذر
کے واسطے رکھ چھوڑو یقین ہی کہ آتے ہون اسوقت انکا ذکر ہو گیا ضرور آوینگے
اے دبیہیم انکے ذکر مین یہ تاثیر ہی کہ جہان ایک مرتبہ نام لیا کہین ہون لیکن اس
محفل کے ضرور طالب ہوتے ہین جہان دوبارہ نام لیا اور محفل مین تشریف لاے
کہ انکا آنا اور قیامت کا آنا برابر ہی لہذا صورت دیکھتے ہی نذر دیتا ہون ثواب
براے فتاحی مرحلہ جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی اور خواجہ پریشان
پریشان سامنے شاہ کے آئے شاہ نے پوچھا کیون خواجہ پریشان کیون ہو
کہا حضور آج غضب ہو گیا مہاجن کا بہمن مجھکو پکڑ لے گیا گھر مین لیجا کر خوب مارا
جو کچھ میرے پاس تھا وہ چھین لیا مگر اے شہریار یہ شخص جو کلاہ زرین پہنے ہین اور
دمبدم آپ سے باتین کرتے ہین یہ کون صاحب ہین بڑے آپ کے مصاحب ہین
بادشاہ نے فرمایا دبیہیم کشورکشا عیار قسیم تاج بخش کا مسلمان ہوا ہی آپ کی
زیارت کا مشتاق تھا خواجہ نے کہا اے فرزند مین بھی یہی چاہتا ہون کہ کوئی
عیار معقول ملے تم ایسا خوش پوشاک چست و چالاک عیار بے نظیر صاحب
جاہ و توقیر ہو تو مین اسے اپنا نائب کرون اولادین سب نالائق ہین جو صاحب ہین
وہ میری جان کے دشمن ہین یہی چاہتے ہین کہ باوا مرین تو زنبیل لین اور مین
زنبیل کسی کو نہ دونگا دریاے خضر پر لٹکا دونگا اور مقتضر قزان کو نگہبان کرونگا اور

کہدونگا کہ جو میری اطاعت کرے اور میرا خیرخواہ ہو اُسے زنبیل دیتا ہوں تمھیں کو زنبیل
ملجائیگی مگر کلاہ تو اُتار دیں ذرا دیکھوں کیا عمدہ بیل بنی ہو میں بھی ایسی بنوا اونگا وہیم
نے کلاہ اُتار کر حاضر کی خواجہ نے کہا بیٹا کچھ نقد تمھارے پاس نہیں ہو وہیم نے فوراً
جیب سے کچھ روپے نکالے اور پیش کیے خواجہ نے کہا اے فرزند آباد رہو مگر ایک کام
کرنا کہ سب عیاروں کی پرورش کرنا ایک لاکھ چوراسی ہزار میرے شاگرد ہیں ایک
سے ایک بلاے روزگار ہو اُن سب میں سمجھو یا برق فرنگی بڑا لالچی ہو کہ جو تنہا
کماتا ہو مگر روپیہ بنک میں جمع کیے جاتا ہو کہتا ہو ابھی کئی لاکھ جمع ہیں کروڑ کی نوبت
نہیں پہونچی جب اپنی ولایت جاؤں تو کروڑ کے نوٹ تو لیجاؤں وہاں ہماری
میم صاحب کیا رہی ہونگی نامہ آیا تھا کہ سات لاکھ کے نوٹ جمع کیے ہیں تو ذرا
اُس سے بچتے رہنا مجھکو دھوکا دیتا ہو لیکن یہ لباس تمھارا کیا خوب ہو ذرا اُتار دو
تو میں ناپ لوں وہیم نے لباس اُتار کر دیا خواجہ نے فرمایا بیٹا جیتے رہو تمھے
اگر حمزہ سے ملاقات ہو تو اُنکو بھی نذر دینا کچھ روپیہ باقی ہو وہیم نے کہا اُستاد جو
ایک حبہ بھی نہیں ہو فرمایا کہ بیٹا نہیں نہ کرو نہیں کے نام سے میرا دل دُکھ جاتا ہی
کسی سے قرض لیا مجھے دکھاؤ کہ حمزہ کو یہ نذر دونگا ایسی باتیں کرکے کپڑے بھی
وہیم کے اُتروا لیے اور سب نذر زنبیل کرلیے وہیم بھی ہنس رہا ہو کہتا ہو کہ
حضور ایسا ہی اُستاد چاہیے کہ شاگرد کو سرفراز کرے خواجہ نے فرمایا بیٹا کچھ
ہو رہو گے تم بہت تیز معلوم ہوتے ہو ماشاءاللہ جو خدمت کروگے تو خلعت
پاؤگے وہیم قدموں سے لپٹ گیا کہا اُستاد خدا کا شکر کرتا ہوں کہ آپ کا شاگرد
ہوا فرمایا بیٹا مٹھائی منگواؤ الطرف نقدی اُسکی مجھے دیدو میں شیرینی تقسیم کردونگا
وہیم نے پانچ روپے نکالکر دیے فرمایا او بیوقوف ایک لاکھ چوراسی ہزار کو اس
قدر میں شیرینی کفایت کریگی جب ہم اُستاد کے شاگرد ہوے تھے تو پانچ سو روپے
کی مٹھائی دی تھی وہ بھی کم پڑی ایک ایک ڈلی بٹ گئی مگر اُستاد نے دعا بھی دی
تھی اُنکی عنایت سے مانگ کھاتے ہیں مگر کیوں اے سعدین قبا تم آج کچھ نہ دوگے

۹۱

سن لیا کہ ہم پکڑے گئے مہاجنون نے مارا بادشاہ نے فرمایا اُس مہاجن کا نام بتائیے تو اُسکی سر بختی کھد واڈالون عمرو نے کہا معاذ اللہ جسکا قرضدار ہون اُسکا نام لون بارگاہ میں اُسکو بدنام کرون وہ وہ شخص ہے جو کسی کو قرض نہیں دیتا مجھسے ایسا اعتبار ہے کہ اگر وہ پہر رات گئے جاتا ہون جو مانگتا ہون وہی لے آتا ہون دیہیم کو شاکر پر کرکے فرمایا کہ بیٹا مین تو ہر اسے ملاقات صاحبقران جاتا ہون مگر تم سعد سے ہوشیار رہنا مجکو ایک لشکر ملا تھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوہان بلند رکاب پہلوان زبردست ہر اسے مقابلۂ سعد آتا ہے عیار اُسکے ساتھ طوفان تیز رو بلا سے زور کا ہے کیا عجب ہے کہ لشکر مین آیا ہو دیہیم نے کہا اُستاد کیا مجال اُس ہیجیا کی کہ ہمارے شاہ پر ہاتھ ڈالے خواجہ تو اُسی وقت چلے گئے مگر بڑبڑاتے ہوئے کہتے ہوئے کہ میان سعد بڑے مغرور ہوگئے ہین سنتے تو یہ بیان کیا کہ مار کھائی اور وہ ہنسا کیے پہ منھ سے نہ نکلا کہ دو لاکھ روپے اُنکو دیدو اگر ہمکو دیتے تو خزانے مین برکت ہوتی لاکھ دیتے دس لاکھ آجاتے سُننے والے خاموش ہین کسیکی مجال نہین کہ خواجہ کی بات مین دخل دیں لیکن سب جانتے ہین کہ سلطنت سعد ذات سے خواجہ کی ہے بادشاہ فرماتے ہین کہ ہم کل ہر اسے فتح مرحلہ جاوینگے اے دیہیم تم اس سب فوج کو ساتھ لیکے خدمت صاحبقران مین چلے جانا وہ سب کو سرفراز کرینگے اسی ذکر مین رات ہوئی سب سرداران حاضر ہوئے جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا دیہیم نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دل کا جب سے عشق ہے زلف بت گلفام سے
صبح تک الجھن رہا کرتی ہے مجھکو شام سے

تذکرہ سنکر مرا کس ناز سے کہتے ہین وہ
اور کچھ باتین کرو نفرت ہے اُنکے نام سے

رنگ لائین لاکھ کب مٹھی مین ہوتا ہے اسیر
طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہے دام سے

ہے شراب لالہ گون یا شربت عناب ہے
ساقیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے

بے محبت بیمروت خود غرض ناآشنا
سابقہ خالق نہ ڈالے اُس بت خودکام سے

دم پہ بنجاتی ہے پڑھکر نور خط اُس شوخ کا
کم نہین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا اسعد اٹھکر براے آرام تشریف لے گئے سردار بھی سب رخصت ہوئے دیہیم طلاے پر آیا جا بجا سوار و پیدل مقرر کیے چار پہر رات حاضرباش و ناظرباش مین گذری صبح کو دیہیم بارگاہ بادشاہ پر آیا دیکھا خدمتگار سب رو رہے ہین دیہیم کو دیکھکر کہنے لگے کہ رات کو کوئی شاہ کو چرا لے گیا اُس مین اور سردار بھی تشریف لائے یہ خبر وحشت اثر سنکر سب ملول و حزین ہوئے سب کی صلاح ہوئی کہ صاحبقران کو عرضی لکھین مگر دیہیم نے کہا نہ گھبرایئے مین براے تلاش جاتا ہون خدا چاہتا ہو تو شہریار کو لیکر آتا ہون یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا اب تو اُستاد نے پشت پر ہاتھ رکھا شیر بچی کے روپ لقد لے لیے سب طرح کی عنایت فرمائی لیکن اب پشت پر اُنکے ہاتھ رکھنے کی برکت ہو کر اُس شہریار کا پتہ ملے تو غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا سب سردار جمع ہین ابھی اپنی کہ رہے ہین کہ برق فرنگی آ کے پہونچا برق نے جو یہ ذکر سنا فورًا باسماے عیاری سے آراستہ ہو کر براے تلاش چلا بعد جانے برق کے دیہیم بھی روانہ ہوا مگر برق فرنگی نے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک لشکر پڑا ہو بارگاہ کلان استادہ ہو ایک ضعیفہ کی شکل بنکے لشکر مین آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر کوہان بلند رکاب ہو اور جسکا عیار طوفان تیز رو ہو یہ اُسی صورت سے پھرنے لگا جا بجا دریافت کرتا ہوا ایک مقام پر برق نے دیکھا کہ ایک اور بڑھیا بیٹھی رو رہی ہو برق نے پوچھا تاکہ یہ تو متفکر دیہیم معلوم ہوتے ہین قریب آ کر کہا کیون بڑی بی صاحب کیون رو رہی ہو بڑھیا نے کہا متفکر صاحب سعد بن قباد غائب ہو گئے ہین اُسی فکر مین نکلی ہون بارے تم بھی آ گئے اب برق و دیہیم ساتھ ہوے خدمتگارون کی شکل بنکر بارگاہ کوہان مین آنے چاہتے ہین دریافت کرین کہ بادشاہ کہان قید ہین یہ تو سن چکے کہ طوفان گرفتار کر لایا ہو اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ چند سپاہی روتے ہوے آئے عرض کی اے پہلوانان دوران جس خیمے مین بادشاہ قید تھے وہان نقب لگی ہو سراچہ بھی چاک ہو کوئی آ کر اُنکو لے گیا برق و دیہیم یہ خبر سنکر بارگاہ سے نکلے

باہر نکلکر برق نے کہا ای دبیہیم یہ لوگ صاحب اقبال ہین ظاہرہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شاہ
کی کوئی دختر یا ہمشیرہ ہی وہ آکر لے گئی اب مین پتہ لگا لونگا تم لشکر مین جاؤ سب کو مطمئن
کر دو مین پتہ لگا کے آتا ہون برق پھرتا ہوا دبیہیم کو رخصت کر کے ایک خیمے کی
پشت پر آیا تو باہر سے یہ دیکھا کہ چند کنیزین جا بجا کھڑی ہین اور آپس مین کھسر پھسر
ہو رہی ہی برق ایک کنیز کی شکل بنا اُن مین آ ملا ایک کنیز سے پوچھا کہ آج کیا معرکہ ہی
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین اُسنے کہا کچھ نہ پوچھو ملکہ نے بڑا غضب کیا کہ سعد بن قباد کو چرا لائین
اور اُنکے پاس بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین یہ تو فریفتہ ہین اور وہ کہ رہے
ہین کہ ایسا نہو تمھارے والد کو خبر پہونچ جائے تو باعث خرابی ہی برق فرنگی یہ
کیفیت سنکے اندر آیا آکر دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہین سعد بن قباد مسند پر بیٹھے ہین اور فرما
رہے ہین کہ ای ملکہ مقام افسوس ہی مین یہ نہین چاہتا کہ مثل چورون کے رہون اگر
تمھاری خوشی ہو تو بارگاہ مین اسکی جاؤن بہ حکم پروردگار تعلیم کرون اگر مسلمان
ہو تو جان بخشی ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کیون گلرخسار تو اندر چلی آئی اور ہمنے منع
کیا تھا کہ کوئی نہ آئے برق نے تڑپ کر کہا مین اسواسطے آئی ہون کہ آپکا راز
فاش کرون تاکہ آپکے باپ کو خبر ہو جائے نہ خبر ہوگی تو مین خبر کرونگی اب تک تو
مجھے گمان تھا کہ جھوٹ ہی اب یقین کامل ہوا ابھی سب بیان کرونگی کیا دنیا کا لہو
سفید ہوا ہی کہ بیٹی کو باپ کا پاس نہین ملکہ نے جھلا کر کہا ارے گلرخسار کچھ تجھے سودا
ہوا ہی ہمارے روبرو یہ باتین کرتی ہی ای شہریار اسکو سزا دیجیے سعد اپنے مقام
سے اُٹھے چاہا چوٹی پکڑ لون برق نے ہنسکر کہا کیا افسوس کی بات ہی کہ آپنے غلام
کو نہ پہچانا مین ہون بندہ برق فرنگی سب حضور کے واسطے پریشان ہو رہے ہین
بادشاہ نے فرمایا آگو آج شب کو چلینگے ملکہ نے بھی وعدہ کیا کہ مین بھی حضور
کے ساتھ چلونگی شمیم گیسو دراز ملکہ کا نام ہی یہان تو بادشاہ و برق فرنگی رات
شمیم سے وعدہ ہوا کہ شب کو نکل چلینگے مگر وہان بلند رکاب بارگاہ مین اپنے
بیٹھا ہی کہ طوفان تیز رو آیا بادشاہ نے کہا ای طوفان تو نے سنا کہ لڑکی کہین لگا تھا

وہ سعد کو لیگیا مین نے تامل کیا کہ ابھی نہ قتل کرون ورنہ رات ہی کو قتل کرتا مگر اب جو
کہین مل جائے تو فوراً قتل کرون طوفان نے کہا حضور بہت خوب کیا جو ان کو جس عیار
نے یہ چالاکی کی مگر زبان سے اسکا نام نہین لے سکتا فکر مین ہون پتہ لگا لونگا اور آپسے
عرض کرونگا پھر آپ کو اختیار ہے یہ کہکر طوفان پھر روانہ ہوا تمام لشکر مین خبر لیتا پھرتا
ہے مگر کہین پتہ نہین ملتا مگر یہ خوب سمجھ گیا ہے کہ لشکر ہی مین ہے کسی عیار کا کام نہین ہے پھر رات
گئی تھی کہ اسنے دیکھا طرف سے خیمے کے ایک نقاب دار بارانی پوش مادیان پر سوار
اور آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال تا سر سلح و مکمل خنجر ایک ہاتھ مین سپر پشت پر
پہلو سے ماہ تابان مین آفتاب الغرض پانچ سات کنیزین گھوڑیون پر سوار چپکے چپکے
پکارتی ہوئی آتی ہین کہ اری گلچہرہ تو نے ہماری گٹھری اٹھالی یا وہین چھوڑ دی
وہ آواز دیتی ہے کہ او نرگس اندھی ہوگئی ہے مین پلٹ کر بارہ دری مین نہین گئی ادھر
چلی آئی اب جہان چلتے ہین وہ رئیس اعلی کا گھر ہے سب کچھ ملجائیگا طوفان نے بڑھکر
بادشاہ کو پہچانا یہ دیکھتے ہی بھاگا خدمت کوہان مین آیا کہا اے پہلوان دوران
اب عرض کرتا ہون مجھکو ثابت ہوگیا اور مین نے بچشم خود دیکھا آپ کی صاحبزادی
سعد شہریار کو اپنے ساتھ لیے ہوے بھاگی جاتی ہین یہ سنکر کوہان اٹھا کہا کہ اے
طوفان لشکر تیار کر وہ جوان ایسا نہین ہے کہ چند شخص کے روکے سے رکے
جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہے مجھے اس سے محبت ہوگئی ہے مگر یہ حرکت بات خلاف
کی کہ مجھے دشمنی پیدا ہوئی یہ کہکر ہتھیار لگا کے کوہان تو باہر نکلا طوفان نے لشکر
مین قرنا کرائی پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے بادشاہ کنارے تک پہونچے ہین
کہ پشت پر سے نعرہ ہوا اے سعد کہان جاتے ہو ٹھہرو کوہان بلند رکاب برق ولکا
نے کہا حضور گھوڑے کو بڑھا کر نکل چلیے بادشاہ نے فرمایا جرأت کے خلاف ہے
کہ حریف للکارے اور ہم جواب نہ دین برق نے کہا اندھیری رات مین کون
دیکھتا ہے مگر بادشاہ نے نہ مانا پلٹ پڑے نوجوان نے آکر شاہ کو گھیرا ایک سوار
اجل گرفتہ نیزہ ہلاتا ہوا قریب سعد کے آیا اور نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ قلم کر دیا

ہاتھ تلوار کا مار دیا پھیلا گھوڑے کے منھ پر پڑا تھوتھنی جو مرکب کی کٹی گھوڑے نے جست کی دوسرے سوار پر جا پڑا چار پانچ سوار اُس گھوڑے سے پامال ہوئے لیکن کوہان بلند رکاب دور سے یہ تیزی دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ اسلام شیرانہ لڑ رہے ہین جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کوہان پکار رہا ہی کہ بارو تم دس بارہ ہزار ہو ایک شخص کا مار لینا کچھ بات نہین ہی کوہان کی آواز سنکر پلٹنین بلوہ کرنے لگین ملکہ نے جو دیکھا کہ بادشاہ پر فوج کا بلوہ ہی کمان کیانی کاندھے سے آتاری تیر اندازی کرنے لگی اور برق فرنگی نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جب حقہ مارا دس بیس کو جلا دیا کنیزون نے جو ملکہ کو تیر اندازی کرتے دیکھا یہ سب بھی تیر اندازی کرنے لگین اب تو ہر وار مین دس بیس گرتے ہین اودھر کوہان غل مچا رہا ہی کہ یارو اگر قید ہو نکلگیا تو تم سبکی صورت سے بیزار ہوجاونگا چہار جانب سے گھیر لو کمندین مار کر گرفتار کرلو یہ جو کوہان نے کہا سب اہل فوج جھپٹے سعد کو کمندون مین گرفتار کیا مگر سعد نے گرتے گرتے آواز دی کہ او برق فرنگی ملکہ کو بچانا برق نے جب دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گئے اور سپاہی براے گرفتاری ملکہ بڑھے تو برق فرنگی نے چالیس حقے آتشبازی کے نکالے اور فوج پر داغ کر پھینک مارے کئی سو آدمی جلنے لگے وہ تو سب بجھانے مین مصروف ہوے برق نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ آپ تو نکلجائیے ملکہ نے مادیان کو بڑھایا پہلو پر لوگ کم تھے مادیان اُڑ کر نکلی کوہان نے دیکھا کہ ملکہ نکلی جاتی ہی آواز دی او طوفان ملکہ نے بڑی چالاکی کی اگر ہوسکے تو بڑھکر روک لے یہ سنکر طوفان بڑھا ملکہ نے تیر مارا کہ نشانہ طوفان کا نشانہ ہوا طوفان تو ٹھہر گیا ملکہ مادیان بڑھا کر نکلگئین برق نے جب دیکھا کہ سعد تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ نکلگئین یہ بھی لڑتا ہوا نکلا طوفان قریب کوہان کے آیا کہا اے شہریار ملکہ تو کمال تیزی سے نکل گئین مگر سعد کو قتل کیجیے آپ کا بڑا نام ہوگا اس شخص نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا قدرت بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ کوہان نے سب کی جان بچائی کل اہل طلسم آپ کے ممنون ہونگے کوہان سعد کو لیکر پلٹا ادھر ملکہ جو چلین

نسیم و قسیم تیار ہو کر چلے تھے کہ سامنے سے ملکہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے
پہ تو ملکہ سمجھ گئیں کہ یہ لوگ لشکر سعد شہریار کے ہیں پکار کر کہا اے سرداران تاجدار
میں بدنصیب ہوں شمیمہ گیسو دراز شہریار کے ساتھ نکلی تھی وہ تو گرفتار ہو گئے میں
نکل آئی نسیم و قسیم نے ہر حال ملکہ کو ہمراہ لیا کہ برق بھی آکر پہنچا اُس نے سب حال بیان
کیا سرداروں میں صلاح ہوئی کہ جا پڑو اور چھڑا کر شہریار کو رہا کرا دو کہ شمیمہ بھی آکے
پہنچا کہا غضب ہوا اب سعد کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے طوفان نے بھی کوہان
سے کہا ہے کہ اگر انکو قید رکھیے گا تو یہ رہا ہو جائیں گے بہتر یہی ہے کہ انکو قتل کیجیے
اب میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے یہ سنکے نسیم و قسیم نے فوج میں قرنا کرائی
کوہان بیچ لشکر میں بیٹھا ہے سب فوج تیار ہے ہر ایک آمادہ حرب و پیکار ہے دریں اثنا وہ
جو رہی ہیں جلاد حاضر ہیں شالنگیں اگارہے ہیں آوازیں دیتے ہیں فرد

مرغ را داند بلا شد لعنت بر صیاد چیست	سلطنت سلطان کشد فریاد بر جلاد چیست

وہ وقت ہے کہ ستارہ سحری چمک چکا سلطان زرین پوش لباس زریں زیب جسم
کرکے تخت زبرجدی پہ جلوہ فرما ہوا کوہان اشارے کر رہا ہے کہ سعد کو قتل کرو
کہ صحرا سے گرد اُٹھی ضمیران کوہی مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچا کوہان برائے
تعظیم اُٹھا تا ضمیران کی نگاہ جو سعد شہریار پر پڑی عاشق جمال ہو گیا پوچھا اے
کوہان یہ گنہگار کون ہے کوہان نے کہا اے برادر یہ وہ شخص ہے جس نے اس طلسم
نوخیز جمشیدی کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور بڑے بڑے پہلوان اس شخص کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر میں نے اسکو زیر کیا گرفتار کر کے لایا ہوں اب ارادہ ہے
ضمیران نے پوچھا نام اسکا کیا ہے کوہان نے کہا سعد شہریار نبیرۂ صاحبقران
عالیمقدار یہ سنکر ضمیران نے کہا اے برادر مجھکو یقین نہیں آتا کہ تجھ سے یہ گرفتار کیا
ہو دیکھو سلاسل پر طوق بیٹھا ہے زنجیریں ہلا رہا ہے تیور پہ ہراس نہیں ایسے جوان
کو تم کیونکر گرفتار کرسکے سارا ماجرا کہو کوہان نے کہا اے برادر کیا مجھکو کم جانتے
ہو میں نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے ضمیران نے کہا میں اس جوان سے پوچھوں

کہ تمکو کوہان نے کسطرح گرفتار کیا ہو کوہان نے کہا پوچھیے ضمیران ٹہلتا ہوا قریب سعد
آیا کہا کیون شہریار آپکو کوہان نے زیر کیا سعد نے فرمایا تمہارے کینڈے سے معلوم
ہوتا ہو کہ تم بھی پہلوان ہو یہ نامرد مجھکو کیا زیر کرتا کل فوج نے ملکر گرفتار کیا ہو یہ سنکے
کوہان جھلایا تلوار کھینچکر بڑھا ضمیران ہان ہان کرتا رہا مگر کوہان نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا سعد نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی خانۂ زرہ مین آکر سعد نے نعرہ کیا

شعلۂ شمشیر نشان شمع حسب گر سوز زمین
خانۂ تار ریاست تنگ لیند پر تیغ عشق
خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت

اگر ہی باز از عشق از لفت خون من است
اشکم این بند را وقت جنون من است
بہ نعرہ او لیکن آن قبہ بشکست

نعرہ کرکے اٹھ کھڑے ہوئے کوہان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے فرمایا ای
ضمیران دیکھو یہی نشان جرأت ہو کہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین ضمیران نے
جھککر کہا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو مجھسے امتحان کیجیے مین مکر و فریب نہین جانتا
کیا مجال ہو کہ حضور کے خلاف ہو بادشاہ نے ضمیران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا بسم اللہ
جسطرح منظور ہو امتحان کرلو ضمیران نے کہا مین اسطرح نہ لڑونگا چلکر میرے خیمے
مین تشریف رکھیے غلام کی دعوت قبول کیجیے اکھاڑہ تیار ہے پھر مقابلہ کیجیے بادشاہ
نے قبول کیا ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے بارگاہ مین آیا مگر کوہان کو بہت ہی
ناگوار ہوا اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہو بھائی صاحب نے بہت ہی خلاف کیا صبح کو
اُن سے سمجھونگا سردار کہ رہے ہین کہ اسی وقت چلیے بارگاہ مین چلکر لڑیے کوہان
کہتا ہو اسوقت موقع نہین ہو صبح کو سمجھ لونگا اپنی جگہ پہ بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہو اور بھائی
پر طعن و تشنیع کر رہا ہو کہتا ہو میرے قیدی کو زبردستی رہا کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہان
ضمیران نے شب کو سامان دعوت کیا تمام بارگاہ کو آراستہ و پیراستہ کرایا طائفے
طلب کیے روشنی کرائی شب بھر جلسہ رہا عیش و عشرت مین گذری صبح کو ضمیران
بادشاہ کو ساتھ لیکر باہر نکلا تمام خلقت مشتاق ہو ہر ایک کو یہی اشتیاق ہو کہ بادشاہ
اور ضمیران سے مقابلہ ہو دیکھین کیا ہوا اکھاڑے پر تمام خلقت کا مجمع ہو ایک طرف

کو یہان کھڑا کر رہا ہو ہرچند کہ بھائی صاحب نے میرے خلاف کیا مگر بادشاہ کو زیر کرینگے
ضمیران کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی اکثر مجھسے زور رہ ہوا ہین نے ضمیران کا امتحان کیا
ہی نہایت بچپنت ہو ایکطرف منتر برق فرنگی رو پیہم شدشتگا رہنے ہوئے کھڑے ہین اور
لوگون سے کہ رہے ہین کہ سعد بن قباد کل فنون مین طاق ہین جرأت مین بھی شہرہ
آفاق ہین ہمین بھی یقین ہی کہ ضمیران کو زیر کرینگے وہ ایسے نہین ہین بادشاہ لشکر
اسلام پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار انکے مطیع ہین کہ ایک ایک انمین کا وحید زمانہ ہی
ایسے ایسے پہلوان سیکڑون زیر کیے انکے ہاتھ سے مارے بھی گئے آج معرکۂ عظیم
ہی دیکھیے کیسے شگوفے آتے ہین ضمیران کے ساتھ ساتھ ہین تیور سے معلوم ہوتا ہی
کہ غالب آئینگے یہان تو یہ ذکر ہی مگر ضمیران بادشاہ کو چھوڑ کر جانگیا لنگوٹ باندھکر
اکھاڑے مین کود ڈنڈون پر مٹی چڑھا کر اکھاڑے مین ٹہلنے لگا اور پکار کر آواز دی
او شہریار آئیے میرے آپکے امتحان ہو بادشاہ فوراً اکھاڑے مین کود پڑے
ضمیران نے کہا لباس اتاریے جانگیا لنگوٹ حاضر ہو اسکو جسم پر آراستہ کیجیے بادشاہ
نے فرمایا یہ ہمارا دستور نہین ہی کہ سر برہنہ ہون جو زور عنایت پروردگار
ہو وہ صرف ہوگا یہ کہکر ضمیران کا ہاتھ تھام لیا او ضمیران آؤ امتحان ہو جاوے
ضمیران نے گردن پر ہاتھ رکھا بادشاہ نے بھی گردن پر ضمیران کی ہاتھ رکھ کے
ایک جھٹکا مارا کہ سر ضمیران کا زمین سے لگیا بمشکل سر اٹھایا اٹھکر بادشاہ سے
لپٹ پڑا بادشاہ نے کہا او ضمیران اب اپنے کو نکال ورنہ ابھی قابض ہوتا ہی
اٹھاکر مارونگا ضمیران نے کہا او شہریار یہ کھڑے کی ستواری نہین ہو کہ آپ نے بھی
ہین ہر داؤ یاد یہ فن کشتی ہو آپ خود سنبھلیے مگر جب بادشاہ پکڑ لیتے ہین ضمیران کا کل
کھاتا ہی سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ
ضمیران عاجز ہو رہا ہو ہر مرتبہ بھی چاہتا ہی کہ کیونکر جان بچاؤن کیونکر چھوٹ کر
بیٹھون نہین پھر کل کشتی ہوئی پہر دن رہے ضمیران ہانپنے لگا دل مین تردد ہو کر
دیکھیے کیا ہو حقیقت مین حریف سخت سے مقابلہ ہوا آخر پہر دن رہے جب ضمیران کی

کوئی زبردستی نہ چل سکی تب بادشاہ کو ریلکر لے دوڑا پانچ سات قدم تک ریلکر لایا
وہان آکر تکیہ مارا پایان گھٹنا بادشاہ کا جھکا مگر بادشاہ نے تڑپ کر لنگر مارا آکر پشت پا تک
غرق زمین ہو گئے ضمیران او پچھایا مثل دیو کے جھوم رہا ہو کمر زنجیر میں ستون کی ہاتھ
ڈالکر زور کیا مگر لنگر میں بادشاہ کے حرکت نہ پائی یہانتک کہ چہرہ سرخ ہو گیا انگلیوں
سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے آخر تھک کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپکے زور کا
مشتاق ہون بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے ضمیران کے تھام کر
لے دوڑے ضمیران ہر قدم پر چاہتا ہے کہ تھم جاؤں مگر رک نہیں سکتا مثل پر کاہ اڑا
ہوا جاتا ہے سترہ قدم بادشاہ ریلکر لائے ستر صوبین قدم پر تکیہ مارا کہ دونون گھٹنے
ضمیران کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے
زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا چاہا
زمین پر مارون ضمیران پکارا ٹھہرو کہ میں اطاعت کرتا ہون امیدوار ہون کہ معاف
فرمائیے بادشاہ نے ہاتھ سے رکھ دیا مگر وہان کہ سامنے کھڑا ہے اسکو بیست ناگوار ہوا
کہ بھائی صاحب نے اطاعت کی آواز دی کہ ہان یار وان دونون کو گھیر کے مارلو
کل اہل فوج چلے بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا کہ یا شہید اہو کافران بیحیا
واہو نابکاران بیدغا منم شیر بیشہ وغا بر حنہ شوکت دیکھنا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم　　بہار گلستان کاؤس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان　　نہال گلستان صاحبقران

اہو کافران بیحیا واہو نابکاران بیدغا کیا خوب شاعر کہتا ہے یہی رنگ پسند آیا ہے نظم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف　　تزلزل فتد در میان مصاف
دگر تیغ بر سنگ خارا زنم　　نگاو زمین بیخ و بن بر کنم

ضمیران بھی ساتھ بادشاہ کے لڑ رہا ہے اپنے افسرون کو قتل کرتا پھرتا ہے بادشاہ لڑتے
میں گھرے ہوئے ہیں دیہیم و برق نے لشکر میں خبر کی نسیم و قسیم کل اہل
لشکر تیار کھڑے تھے فوراً روانہ ہوئے یہان پہونچکر جو دیکھا کہ سعد شہریار نامدار

بلوے مین گھرے ہوے ہین ایک طرف سے کفار وار کر رہے ہین مگر بادشاہ پشت و
پہلو سے خبردار جیسے وار کیا اسکا حربہ روکا جواب مین ہاتھ مار دیا کہ افسر کے دو ٹکڑے
ہوے تاک تاک کے افسرون کو مار رہے ہین مگر کوہان فوج کو ترغیب دیرہا ہو
شور و غل مچاتا ہو کہ ہان یارو تم ہزارون ہو انکو گھیر کر مار لو ہر طرف سے اہل فوج
بلوہ کر رہے ہین نسیم و قسیم نے وہین سے نعرہ کیا کہ اے شہریار غلام آپکے آپہونچے
ان نامردون کی کیا مجال ہو کہ آپ سے لڑسکین او کوہان تیری آرزو پوری ہوئی
اب اور کوئی مکر کر لیکن تو کیا کر سکتا ہو یہ کہکر جا پڑے قسیم کو [illegible] رہے تھے کہ پیچھے
[illegible] کوہان بھی جا پہونچا کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ قسیم کا سر زخمی ہوا نسیم نے
جو باپ کو اپنے زخمی دیکھا کوہان پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کوہان نے
وار نسیم کے خالی دیکر قسیم کے سر پر ہاتھ مار دیا یہ جوان بھی زخمی ہوا کوہان نے
چاہا دونون کے سر کاٹ لون کہ دور سے سعد نے دیکھا رفیقون کا زخمی ہوتا بہت
نالہ و زاری ہوا وہین سے للکارا کہ او دغا پرست اگر ایک بھی میرا رفیق مارا گیا تو
قیامت برپا کر دونگا یہ فرماکر مرکب کو کڑکڑا کیا گھوڑے کو اٹھا کر مقابل کوہان مین
آئے نسیم و قسیم کو بچا کر بیٹھ [illegible] پھر کر دیا کوہان نے جو سعد کو قریب پایا باہر جیتا چلے
[illegible] سعد [illegible] جانب متوجہ ہوے جب کوہان نے دیکھا کہ بادشاہ [illegible] نہین
کھاتے تو ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ
نکالا ہاتھ مار دیا کہ کوہان کے دو ٹکڑے ہوے افسرون نے جو دیکھا کہ کوہان
مارا گیا دوڑ کر قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی ہم تابعدار ہین مگر کیا کرین کہ
کوہان یہی چاہتا تھا کہ آپکو مٹائے مگر پروردگار نے آپکو مرتبہ طلسم کشائی
عطا کیا ہو آپ سے کون لڑسکتا ہو سب افسر آکر قدمون پر گرے عذر تقصیر کرنے
لگے بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوے ضمیران
خوش خوش پھر رہا ہو کہتا ہو آج مجھے دولت کونین حاصل ہوئی کہ ملازمت مین
شاہ کی پہونچا یہی چاہتا تھا کہ خدمت شہریار مین پہونچون آج آرزو پوری ہوئی

سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہیں جو ذرا آتش قتل کیا اور جو باطاعت کے خواہاں ہوئے انہیں
شہریار نے پناہ دی کیا انکا شکریہ ادا کریں اب ہم ملازمان خاص ہوئے بندۂ اخلاق
ہوئے بادشاہ ضمیران کو ساتھ لیے ہوئے مع کل لشکر نئے نئے افسر سب کو ساتھ لیکر
لشکر میں آئے ضمیران کو ایک مقام پر اترنے کے واسطے حکم فرمایا قیصم نسیم اپنی بارگاہ
میں بیٹھے ہیں دیہیم حاضر خدمت ہی یہی کہہ رہا ہو کہ بادشاہ نے وہ کمال نمایاں کیا جو
بہادر دوران کا دستور ہے مگر کوہان کو بہت شاق ہوا اسکو بادشاہ سے بغض تھا آخر انجام یہ ہوا
کہ وہ مارا گیا بتاب ضرب شمشیر دو پرکالے ہوئے آخر بکر کا یہ بدلا ملا کہ دینا نفع حاصل
ہوا کہ لاش جنگل میں پڑی رہی افسران فوج نے عرض بھی کی کہ اگر حکم ہو تو لاش اس مردود
کی اٹھوا دیں ضمیران نے جواب دیا کہ وہ کفر میں مارا گیا ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے
کہ اسکی لاش کو اٹھائیں یا دفن کریں یا جلا دیں ہمارا تو مذہب اسلام ہے اگر دفن کریں
تو یہ بہتر نہیں کیونکہ وہ کافر تھا مگر سعد کو جو یہ خبر پہنچی فرمایا ای ضمیران مردے کے
ساتھ دشمنی نکریا اسکو دفن کرادو ہمیں بہت ناگوار ہو تب جاکر ضمیران نے لاش
اسکا جنگل میں پھنکوا دیا سب اہل لشکر کوہان کو برا کہتے تھے ہر ایک کا یہی قول
کہ کوہان نے اپنا انجام خراب کیا بادشاہ نے فرمایا ای قیصم تاجدار ہم اب بعد اسے
شکست مرحلہ ہفتم جاتے ہیں لشکر سے ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے یہ
فرماکر لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ کر ارادہ جانیکا کیا اور بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
پایا کہ ای طلسم کشا حاکم مرحلہ ہفتم کا میلاد جادو خارہ شکن ہے بڑے بڑے مکار اس کے
ساتھ جمع ہیں بہت سمجھکر جائیے گا بدون ملاحظہ لوح کے کوئی کام نہ کیجیے گا یہ احکام
ملاحظہ کرکے بادشاہ جمجاہ سرداروں سے رخصت ہوکے ایک صحرائے ہولناک میں
تشریف لائے ایک نخل کے سایے میں بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا جیسے ہی اسم حاشیہ
لوح پڑھا دیکھا بادشاہ نے کہ قیصور جنی بصورت اصلی آکر حاضر ہوا کہا میرے کاندھے
پر سوار ہوجیے اور باغ لالہ زار میں چلیے لالہ زار جادو آپ کی مشتاق ہے یہ بیچ
سب نشان ملیں گے بادشاہ جمجاہ کاندھے پر قیصور کے سوار ہوئے قیصور

بادشاہ کو لیکر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او قیصور جنی
طلسم کشا کو لیے جاتا ہے ہین روکنے آتا ہون دیکھا کہ ایک دیو دار ہلاتا ہوا پیدا ہوا
قیصور نے جو دیو کو دیکھا پسینہ آگیا بادشاہ کو پشت سے اتار کر الگ کھڑا ہوا اُس
دیو نے آکر بادشاہ کو گھیرا اور دار لگائی بادشاہ نے تیغ طلسمی سے دار کو قلم کیا
دیو نے چنگل مارا بادشاہ نے کلائی تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو منہ کے بل جھکا
بادشاہ نے ایک گھونسا مارا دیو نے ایک چیخ ماری کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے
مگر بادشاہ کب چھوڑتے ہین دو تین گھونسے ایسے مارے کہ دیو کی پسلیان ٹوٹ گئین
شاخ کو توڑ ڈالا خون کا پرنالہ منہ پر دیو کے بہا ہاتھ جھٹک کر بھاگا بادشاہ نے چاہا کہ
تعاقب کرین قیصور نے کہا پیچھا نہ کیجیے او شہریار ایسے ایسے مقام سخت و صعب ہین
کہ جہان سے گذرنا دشوار ہوگا مگر آپ میرے ہمراہ چلیے سامنے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ
ہے دو ہاتھی سر سے سر ملائے ہوئے راستہ درے کا روکے کھڑے ہین قیصور نے
کہا آپ اس راستے سے نکلیے درۂ کوہ مین داخل ہوجیے اُس پار ہین مانگا بادشاہ
جھپاہ بیچ مین اُن ہاتھیون کے آگے دونون ہاتھ ماتھے مین لگا کر دونون ہاتھیونکو
ہٹایا اور بیچ مین سے آپ نکل کے فوراً درۂ کوہ مین داخل ہوئے مگر ہاتھیون نے
آپس مین ٹکر سر پھاڑے جب دونون ہاتھی گرے تو بادشاہ نے درے مین آکر
دیکھا کہ ایک طرف فرش بچھا ہے اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی
یہ اشعار عاشقانہ پکار رہی ہے

نظم

ای جنون لے چل بیابان مین سواری تیار
آجکل چلنے کو ہی باد بہاری تیار

مجھکو مجنون سے بھی جسدقت کہ لاغر پایا
کشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار

سرمہ ادبیہ جنا فہرتب مست میتی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہو مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہو نہاری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہو زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

تخت تابوت کہان جسکے غبار اُٹھجاؤ
پاؤن کے گھوڑے کی آتش ہو سواری تیار

وہ نازنین اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی عرض کی اے شہریار آیئے بادشاہ نے جو جمال بے مثال اُس مہجبین کا دیکھا بیقرار ہو گئے مسند پر بیٹھے تو اُس نازنین نے کہا حضور نے کنیز کو بھیجا تا لوح کو ملاحظہ فرمایئے میرا نام لالہ چمن آرا ہے مین مدت سے مشتاق تھی جب لوح دیکھیے گا تو میری خیرخواہی ثابت ہوگی بادشاہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگرچہ جادوگرنی ہے مگر جو کچھ کہتی ہے وہ سچ کہتی ہے آپ اِسکے ہمراہ جایئے یقین ہے کہ ایسے مقام پر پہونچائے کہ آپ کو فتح حاصل ہو بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے لالہ جادو مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے مزاج مین فریب نہین ہے جادوگرنی نے عرض کی کہ مین فقط یہ خواہان ہون کہ جب آپ لشکرکشی کرین تو شاہزادیون کے ساتھ مین بھی ہون اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ لالہ جادو نے اپنا رنگ جما لیا یہ تو حضور کو معلوم ہو گیا کہ مین سکار نہین ہون میلاد خارہ شکن جو یہان کا حاکم ہے اُسنے ایک مقام قرار دیا ہے کہ لالہ زار وہانکی حاکم ہے اول حضور کو مناسب یہ ہے کہ چلکر اُسکو قتل کیجیے تب میلاد کا پتہ ملیگا قیصور رجنی کہ کوہ کے اُس پار آیا بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا جب عرصہ ہوا تو گھبرایا کہ ایسا نہ ہو لالہ چمن آرا کوئی فریب کرے یہ سوچکر درے مین گھس آیا سامنے آکر سلام کیا کہا اے شہریار کیا تدبیر ٹھہری لالہ نے کہا اے قیصور رجنی ہم کبھی فریب نہ کرینگے دیہار کے طالب تھے بخوبی جانتے ہین کہ جو اِنکا ساتھ دیگا وہ سرفراز ہوگا اور جو اُنکا ساتھ نہ دیگا وہ مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قیصور کو اطمینان ہوا کہا اے شہریار میری پشت پر سوار ہو جیے اور مقام لالہ زار پر چلیے بادشاہ جمجاہ طرف لالہ کے متوجہ ہوے لالہ نے کہا بسم اللہ جو قیصور کہتا ہے وہی کیجیے لالہ اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ کو ساتھ لیکر بیرون درۂ کوہ آئی بادشاہ تو پشت پر قیصور کی سوار ہوے چند قدم قیصور چلا تھا کہ لالہ نے آواز دی اے شہریار کنیز کو بچایئے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی لالہ پر حملہ کر رہا ہے اور لالہ پیچھے ہٹتی جاتی ہے مگر شیر منھ کھولے ہوے طرف لالہ کے آتا ہے لالہ غل مچا رہی ہے بادشاہ پشت قیصور سے کود کے اور جست کر کے سامنے شیر کے آئے للکارا کہ او سگ صحرائی ہمارے

دوست پر ہاتھ ڈالتا ہے جو مطلب نکالتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا اس شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے کلائی شیر کی پکڑ کر ایک گھونسہ مار کر شیر کا پیٹ پھٹ گیا شیر زمین پر گرا شکم سے
اسکے ایک طائر نکلا اسنے نکلتے ہی منقار میں لالہ کو اٹھا لیا اور لیکر روانہ ہو گیا ہر چند
بادشاہ نے قصد کیا کہ تیر اندازی کر کے طائر کو گراتا ہوں تو وہ لیکر بلند ہو گیا اور نگاہ سے
غائب ہوا قیصور نے کہا غلام تو رخصت ہوتا ہے آپ اول لالہ کو رہا کریں بغیر اسکے
مقام لالہ زار نہ ملیگا لالہ زار نے بڑے دام پھیلائے ہیں اور لالہ رخین آرام از دل
یہ کہکر قیصور رخصت ہوا اسعد نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ وہ شیر صحرائی و تھا
شعبدہ لالہ زار تھا اگر طائر لالہ کو لیگیا تو کوئی مقام تمہارے دشمنوں کے سامنے جب یاد پہنچے
اسکے قریب اپنے کو پہونچا دو ایک اژدہا قلابہ آتشین پھینکتا ہوا چاہ سے پیدا ہوگا
تامل نہ کرنا اسکے دہن میں اپنے کو گرا دینا مقام مقصود پر پہونچو گے بادشاہ لوح
دیکھکر قریب کنوئین کے آئے دیکھا ایک اژدہا کنوئین سے نکلے شعلہ ہائے آتش منہ سے
پھینکتا ہے بادشاہ قریب پہونچکر بے خوف کود پڑے کچھ کچھ نہ معلوم ہوئی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بلندی سے کودا ہوں جب پاؤں زمین پر قائم ہوئے تو دیکھا کہ
صحرائے ویران لق و دق میدان سارا جنگل سنسان بوٹے ریگ کے اڑ رہے
ہیں درخت سوکھے ہوئے پتوں کا ڈھیر غول ہائے بیابانی کہ آنکھیں انکی آتش کے شعل
کے روشن تمام جسم پر بال بادشاہ کو دیکھکر غلغلہ کرتے ہوئے دوڑے پتھر انکے
ہاتھوں میں قصد تھا کہ بادشاہ کو ماریں مگر بادشاہ شیر بیشہ جرات کب ڈرتا ہے میدان جلالت
تلوار کھینچکر غولوں سے لڑنے لگے جیسے حملہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا جب
دو چار غول مارے گئے تو اور سب غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے بادشاہ انکے پیچھے
چلے سامنے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش طالب کھلا ہوا ہے وہ غول سب
باغ میں گئے بادشاہ بھی انکے پیچھے باغ میں آئے غولوں کا نشان نہ تھا مگر باغ سر
سبز و شاداب نہریں لاجواب بلبل شیدا پہلو سے گل میں بیٹھکر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی
کر رہی ہے کہ زمزموں سے اسکے یہ آواز آتی ہے نظم

باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے — دل مرا بیناے مے ہے چشم تر پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے — روح قالب مین نہین ہے بزم مین پروانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور مژہ کے عکس سے — شانہ تھا سو آئینہ ہے آئینہ سو شانہ ہے
کرتے ہین محرم رحمت ہی عبادت کا شمار — سبحہ کیا باران سے ہے تسبیح کا جو دانہ ہے
بال سلجھاتا ہے وہ دست حنائی سے جو آج — پنجۂ مرجان دلا ان گیسوون کا شانہ ہے
نام سرسبزی ہے جسکا بوستان دہر مین — اے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے
مجھکو حاجت ہے کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش — یار رہبر شمع ہے قاصد مرا پروانہ ہے
رات دن ہے جو تصور گیسوے شبرنگ کا — پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے
بید مجنون میری تربت ہوا بویا جو تخم — استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے

بادشاہ ان آوازون کو سن رہے ہین مگر حیران کہ یہ طائران چمن کیسی نغمہ سرائی کر رہے ہین کہ اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہین مگر بادشاہ کو دیکھکر وہ طائر چپ کہتا ہوے جسطرف سے بادشاہ گذرے طائر شاخون سے اڑ گئے اور باغ سے نکل گئے بادشاہ یہ ماجرا دیکھتے ہوے طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری کے قریب آکر دیکھا کہ جلسہ جما ہوا ہے ایک تاجدار بیچ مین گرد خادم خدمتگار اس تاجدار نے جو بادشاہ کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا اور سلام کرکے عرض کیا کہ تشریف لائیے آپ نے مجھے سرفراز کیا مگر مین اس مقام پر مثل قیدیون کے ہون امیدوار ہون کہ دشمن سے مجھے نجات دلوائیے بادشاہ نے فرمایا کہ دشمن تمھارا کہان ہے عرض کی کہ آفات جادو آتا ہوگا اُسنے کئی سال سے مجھے قید کیا ہے یہ مجال نہین کہ باغ سے نکلون ہر وقت جفائین کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ اگر یہان سے نکلوگے تو مار ڈالونگا اب چند سے یہ خادم وغیرہ مقرر کیے اسکی جو وجہ ہے وہ بلا سے رونگا رہے اس غلام سے آپ کے طالب وصل ہے لیکن ابتک تو مین نے قبول نہین کیا وہ انکار وصل پہ بہت برہم ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک جادوگر تخت پہ سوار ایک تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور آواز دیتا ہوا کہ اے رفیق تاجدار بڑا کام کرو اگر بادشاہ کو پھینسا لو لیبا

مہوکر ہوشیار ہوجائین رفیق نے اشارہ کیا کہ آپ آئیے مین نے باتون مین لگا کے
بٹھا یا ہے وہ جادوگر اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے آفات جادو کیون
بندۂ خدا پر اسقدر بدعت کرتا ہے آفات نے کہا کیون اے رفیق تونے بادشاہ سے
میل کیا شتابہ حال اپنا کہدیا جب تو طلسم کشا مجھے یہ کہتے ہین کہ بندۂ خدا پر کیون تو
بدعت کرتا ہے دیکھ تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر کوڑا لیکر بڑھا بادشاہ نے فرمایا اے آفات خبردار
اگر کوڑا اسکے بدن سے چھوگیا تو قیامت برپا کرونگا مگر آفات نے نمانا بڑھکے
چاہا کوڑا مارون کہ بادشاہ نے کلائی آفات کی پکڑلی آفات نے ایک چیخ ماری
کہ صاحب جلدی آئیے مجھے طلسم کشا مارے ڈالتا ہے یہ جو آفات نے آواز دی آسمان پہ
سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگرنی کہ پیشِ نظر نیلی چادر اوڑھے ہے سرسے ایک اژدہے پر
سوار آکر پہونچی اور بادشاہ پر برق تیار کرنی بادشاہ نے کلائی اسکی چھوڑدی اور
جادوگرنی کو ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا اُڑگیا آفات نے جو دیکھا کہ وہ جیسی قتل ہوئی
جان کے خوف سے بھاگا رفیق تاجدار نے کہا او شہریار اگر یہ نکلا جائیگا تو بڑے
فساد برپا کریگا کل شب سے یہی صلاح کررہا تھا کہ اگر طلسم کشا آئین تو انکو دام کلام
مین گرفتار کرلینا مین نے حضور سے مفصل حال کہدیا جب سے مین یہان قید ہوا
کئی مرتبہ ایک بزرگ عالم خواب مین آئے اور فرما گئے کہ اے رفیق تو رفیق طلسم
کشا ہوگا راہ خدا مین جہاد کریگا اور سرداران نامی تیرے مرتبے پر رشک کرینگے
تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا لہذا شکر کرتا ہون کہ ملازمت نصیب ہوئی اور ظالم جادو قتل
ہوگئی مگر آفات نہ جانے پائے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین
پھال کا تیر پیوست کیا اسم جانشین لوح پڑھکر تیر مارا آفات نے چاہا کہ چھپون مگر وہ تیر
کب خطا کرتا ہے سینے پہ پڑا کر پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ آفات جادو کا زمین پر گرا
رفیق نے اُٹھکر قدمونکو بوسہ دیا کہا حضور نے بڑے دشمن سخت کو مارا بادشاہ نے
رفیق کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رفیق تاجدار تمہارے ملنے سے مجھے بڑی خوشی
ہوئی مگر الالہ نامے ایک نازنین کو ایک طائر گرفتار کرکے لایا ہے تمہین کچھ معلوم ہے

مین اُسکی جستجو مین سرگردان ہون رفیق نے کہا سامنے جو قصر ہی اُسمین ایک جادوگر
نہنگ خرس طینت نامے آج دوسرا دن ہی ایک نازنین کو لیکر آیا ہی وہ فریاد کرتی
تھی کہ کیون مجھپر بدعت کرتا ہی مگر وہ خوا ہان وصل تھا شب کو بھی رونے کی آواز
آتی تھی عجب اشعار پر درد پڑھ رہی تھی کہ دل ہلتا تھا کسی سے سُنے نہین جاتے تھے
کہ دو چار اشعار اس حقیر کو بھی یاد ہین

نظم

آ گئی صورت شب ہجر مین ہیہات مجھے	اب کہان یار سے امید ملاقات مجھے
کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش	کیا ہی اے عشق کیا تو نے خوش اوقات مجھے
فرقت یار مین انسان ہون یا کہ سحاب	ہر برس اُسکے رُلا جاتی ہی برسات مجھے
ہے نم چشم ہو تارون سے ڈرانیکے لیے	تیری فرقت مین ہوئی دیو سیہ رات مجھے
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ	شد اید اب تو سمجھ تارک لذات مجھے
جتنے ادنی ہین سمجھتا ہون مین اعلی نا سخ	صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

شب کو جو مین نے یہ اشعار سُنے دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہی کہ جو اس
طرح کے اشعار پڑھ رہا ہی جب رات کو زوجۂ آفات آئی تو مین نے اُس سے
پوچھا کہ مفصل بتا یہ کسکی آواز ہی کہ صدا مین ایسا سوز و گداز ہی جس سے دل بیقرار ہوتا ہی
اُسنے بیان کیا کہ لالہ چمن آرا ایک شاہزادی آفتاب جمال ہی اُسکو نہنگ خرس طینت
گرفتار کرکے لایا ہی وہی شاہزادی بیقرار ہی اُسکی آواز مین یہ سوز و گداز ہی کہ دل کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین نہنگ خرس طینت بدعت کر رہا ہی مگر وہ شاہزادی
ایسی ثابت قدم ہی کہ بد عتین اُسکی گوارہ کرتی ہی مگر وصل اُسکا نہین قبول کرتی
بادشاہ یہ خبر سُنکر طرف اُس قصر کے چلے کہ ایک زنگی بام پر بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر دوڑا
اور آواز دی کہ اے طلسم کشا یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا ناموس نہنگ خرس طینت
یہان موجود ہی اگر اُسپر ہاتھ ڈالا تو وہ قیامت برپا کریگا اِتنا بڑا جادوگر زبردست
ہی کہ زمین کو ہلا دیگا رفیق پکار رہا ہی کہ اے شہریار اس زنگی سے بچیے گا یہ زنگی بہادر
بڑا شعبدہ باز ہی ایسا نہو کسی فریب مین پھنسا لے تو باعث خرابی ہو مگر بادشاہ نے

پھر خیال نہ کیا مقابلے مین زنگی کے پہونچے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
فورًا اور اسکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے دو زنگی اسکے
بنکر تیار ہوے دونون نے شاہ پر حملہ کیا پھر شاہ نے ایک کو قتل کیا تھوڑے
…ے ہین اسقدر زنگی جمع ہوے کہ تمام باغ مملو ہو گیا حیران ہو رہے ہین اور
دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار کیا کرون اس مشکل کو آسان کر دے اپنا
رحم شریک حال پر ملال کر نظم

یارب تو ہی سامع الدعا ہو	یارب تو ہی غافر الخطا ہو
ہر جا ہو ترا ظہور قدرت	ہر شے مین ہو تیرا نور قدرت
تو واحد و رازق و امین ہو	تو وارث و باعث و معین ہو
حاکم عادل حکیم ہو تو	صادق و رحیم کریم ہو تو
تو ہی بحر قوی تو ہی ہو قادر	تو ہی اول ہو تو ہی ہو آخر
لا علم لنا علیم ہے تو	حادث ہم سب قدیم ہو تو
یوسف کی بچائی جان تو نے	موسیٰ کو دکھائی شان تو نے
ذوالکفل کی تو نے کی کفالت	بخشی آدم کو تو نے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا	ادریس کو خلد مین بلایا
زیبا ہو تجھی کو کبریائی +	تو سب کا خدا تیری خدائی
تو باقی و قائم و توانا ہو	تو ذوالمنن و کبیر و دانا
تو دونون جہان کا بادشاہ ہو	جو کچھ ہو یہان وہان ترا ہی

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور زنگیون کو قتل کرتے جاتے ہین تمام باغ
صحرا زنگیون سے بھر گیا ہو کہ قیصور حبشی اڑتا ہوا آسمان پہ آیا پکار کر آواز دی
کہ ای شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے استاد آپ کے پاس موجود ہو اس سے ہدایت
نہین لیتے یہ شعبدہ اہالیان طلسم مین ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر آجائے یہ اسکے
متعلقین ہین اس زنگی نے وہ شعبدہ دکھایا کہ آپ عاجز ہوے بادشاہ نے

پہنکر شمشیر زنی کرتے ہوئے ایک نخل کے سایے مین پہونچے اور لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ سامنے قصر کے دیکھو پیپل پایہ کی آڑ پکڑے ہوئے وہی زنگی کھڑا ہو اُسکو تیر سے
مار وجنبک وہ نہ مارا جائیگا یہ بلا کم نہ ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے کمان
کیانی کاندھے سے اُتاری طرف قصر کے دیکھا کہ وہی زنگی سحر کر رہا ہو اُسکے سر سے زنگی
ٹپکتے جاتے ہین بادشاہ نے اسم حاشیہ لوح پڑھکر تیر مارا وہ تیر پیشانی پر اُس زنگی
کے پڑا کہ سر اُسکا زخمی ہوا اور سر اُٹھا خون کا بلند ہوگیا جس زنگی پر قطرہ خون پڑا وہ جلکر
رہگیا تھوڑے عرصے مین سب زنگی جلکر خاک ہوئے لاشین بھی غائب ہوگئین زنگی
کو مار کر بادشاہ آگے بڑھے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہوا ہو اور کسی کی آواز آرہی ہو
کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم جلد جمال بے مثال بادشاہ دکھا دے مگر بہت دشوار
ہو کہ جمال بے مثال دیکھون قلب کو تسکین دون بادشاہ یہ آواز سُنکر بیقرار ہوگئے
دل سے فرماتے ہین یہ کون دردرسیدہ ہو کہ بلک بلک کر رو رہا ہو جسکی آواز سے
دل ٹکڑے ہوتا ہو متردد و پریشان قصر مین آئے دیکھا ایک قفس لٹکا ہو اُس قفس مین
لالہ چمن آرا زبان مین سوزن ٹھنکر بان بیڑیان پہنے ہوئے سر ٹکرا رہی ہو ہر دم
عرض کرتی ہو کہ اے کریم و رحیم تو واجب التعظیم ہو رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے پکار کر
آواز دی کہ اے لالہ چمن آرا کیون گھبراتی ہو پروردگار نے مجھکو پہونچایا لالہ نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی بادشاہ نے بڑھکر چاہا قفس اُتار دین
کہ پہلو سے آواز آئی اے جوان خبردار قریب قفس نہ جانا بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر
مہیب شکل بال چہرے پر پریشان للکارتا ہوا آتا ہو کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر بادشاہ نے
کچھ خیال نہ کیا جاتے ہی قفس اُتارا کہ پہلو سے اُس ساحر نے تیغ کا ہاتھ مارا فوراً
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوگئے
اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام [illegible]
خرس طلبیت بود لالہ چمن آرا کی قید ٹوٹ کر گر گئی بادشاہ نے زبان سے سوزن
نکالی سوزن جو زبان سے نکلی لالہ نے تڑپ کر قفس توڑا نکلتے ہی قدمون پر گر گئی

تصدق ہونے لگی کہتی تھی اے بادشاہ نامدار آپ نے اس کنیز کو قید سے چھڑایا بڑی آفت
سے بچایا اب میں امیدوار ہوں کہ میرے ساتھ چلیے میں اُن مقاموں پر پہنچاؤں
اور حضور کو لے چلوں کہ جہاں حضور کے سب دشمن ہیں اگر حضور نے انکو مار لیا تو
رسائی آپ کی تا بہ میلاد خارہ شکن ہوگی جب وہ قتل ہوگا تب مہم فتح ہوگا بادشاہ
نے لالہ چمن آرا کو ساتھ لیا اور رفیق تاجدار بھی ہمراہ ہوا اُس باغ سے باہر نکلے پیادہ
تھے بموجب ہدایت اُس نازنین کے روانہ ہوں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک
جوان نہایت حسین و جمیل پشت مرکب پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان جرار لیکن
بال سب کے بکھرے ہوئے ناخون بڑھے ہوئے لباس میلے اُس تاجدار نے جو دور سے
بادشاہ کو دیکھا گھوڑے سے اُترا سلام کرتا ہوا قریب آیا قدموں سے لپٹ گیا
عرض کرتا تھا اے شہریار حضور کے تصدق سے غلام نے رہائی پائی نعمان تاجدار
میرا نام ہے ہونہنگ خرس طینت نے مجھکو اور میری فوج کو وہاں بند کردیا تھا
اب وہاں تک نہ پہونچا تھا مگر قریب کوہ ایک باغ ہے اُس میں کوئی شاہزادی
رہتی ہے میں نے سنا ہے کہ نام اُسکا عدالت گستر ہے اُسنے یہ مقرر کیا ہے کہ قیدیوں کو
کھانا پہونچاتی ہے بعد کئی دن کے ملکہ عدالت گستر آئیں اور ہم سب کو کھانا کھلایا
اور فرمایا کہ بعد اسکے نہیں روز تم سب کو کھانا پہونچیگا کیا کہوں ارشاد کردوں اسکی بھولی
بھولی باتیں صورت سے لیاقت پیدا ہے غلام اُسپہ مائل ہے مگر چونکہ خود مقید تھا کچھ
ذکر کا اُسکے تمام کر سکا مگر وہ ہر آٹھویں دن آتی تھی اور کھانا ہم سب کو
کھلاتی تھی آج جو حضور نے ہونہنگ خرس طینت کو مارا تو وہ راہ کو کھل گیا ہم
سب نے قید سے رہائی پائی اور ایک آدمی آیا کہ اے نعمان تاجدار جاکر بادشاہ
جمشید کی قدمبوسی کرو غلام حاضر ہوا اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن اگر آپکے
تو اُس باغ میں تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نعمان تاجدار کے چلے تھوڑی دور
چلکر ایک باغ معلوم ہوا دروازے پر باغ کے چند کنیزیں ٹہل رہی تھیں نعمان کو
دیکھا جا کر ملکہ عدالت گستر سے اطلاع کی کہ نعمان تاجدار تشریف لائے ہیں

عدالت گستر یہ کہکر کہ خدا سے آسمانی نے بڑا فضل کیا کہ وہ ظالم قتل ہوا جو بندگان خدا
کو آزار پہونچاتا تھا برا سے استقبال بیرون باغ آئی نعمان کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ
کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے دشمن جو تھے وہ مارے گئے حضور نے جھکا سر فراز
کیا اندر تشریف لے چلیے نعمان تاجدار و سعد شہریار اور قیصور جنتی باغ میں گئے
باغ کو آکر دیکھا کہ بہار و نزہت مین لاجواب نہرین انتخاب پانی وہ صاف و شفاف
کہ آب گوہر پانی بھرے نخل ہر سبز و شاداب چمن ہاے طولانی لاجواب طائرون کی
زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی فوارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ موتی
لٹ رہے ہین یا مروارید کے خزانے لٹ رہے ہین بادشاہ نے جو باغ بہشت آئین
دیکھا بہت پسند فرمایا کہا اے عدالت گستر تمھاری رحم دلی نے اس مقام کو آباد رکھا
ورنہ یہان کے قیدی تڑپ تڑپ کر مرتے جتنے ساحر تھے ظالم بیدرد کبھی کسی پر رحم
نہ کرتے ملک نے کہا اگر حضور نے ایسے شخص کو مارا کہ یہ سرحد پاک ہوگئی بادشاہ نے
فرمایا مین یہی چاہتا ہون کہ بندگان خدا جو مصیبت مین ہین رہائی پائین قید سے چھوٹ
جائین عدالت گستر نے کہا اس حوالی مین کئی سو تاجدار مقید ہین بڑے بڑے
جادوگر انپر نگہبان ہین وہ تاجدار بدعت ساحران سے حیران ہین حضور فکر کرکے
انکو رہا فرمائین بادشاہ نے فرمایا مین خاص اسی واسطے آیا ہون یہ فرما کر لوح کو
ملاحظہ فرمایا مضمون دیکھا تو معلوم ہوا کہ زندان خانۂ طلسمی اسی سرحد مین ہے بادشاہ
باغ سے نکلے باہر آئے دور سے دیکھا ایک قصر سیاہ ہے آگے اس قصر کے کئی سو زنگی
تیغ بکف بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور للکار کر آواز دی کہ
اے طلسم کشا او صرنہ آنا یہ مکان بلاخیز ہے گنہگار یہان قید ہین بادشاہ نے انکا کہنا نہ سنا
اور آگے بڑھے وہ سب زنگی تلوار کھینچکر بڑھے بادشاہ بھی تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پڑے
زنگیون سے تلوار چلنے لگی جس زنگی کو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے
مین کئی سو زنگی قتل کیے آخر سب بھاگنے لگے ایک زنگی بلند و بالا ہٹا کٹا ہو کہکر بڑھا
قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا کر کلائی آنکی

تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ منہ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا کہ سر اسکا
پھٹ گیا سر پھٹتے ہی ایک طائر سرخ رنگ زنگی کے دماغ سے نکلا اور صدائیں دیتا
ہوا چلا کہ ای نگہبانان طلسم آگاہ ہو کہ زندان خانہ فتح ہوتا ہی تم سب کو اطلاع کرنے کو
مین قفس دماغ سے نکلا جب طائر نے یہ آواز دی فضا سے کار طاؤس جادو جو یہاں کا
حاکم ہے اپنے قصر مین بیٹھا تھا گرد اسکے مصاحب و رفقا بیٹھے تھے اسنے جو طائر کی آواز
سنی کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی زنگی بلند و بالا نگہبان زندان خانہ بخدمت
سامری گیا طلسم کشا نے اسے مار لیا ورنہ یہ طائر کیونکر نکلتا دیکھو صاحبو نگہبانی اسکا
نام ہی کہ زنگی کے مرنے کے بعد طائر آواز دیتے رہا ہو قیدیو جتنی انکے ہمراہ ہو
سب نیک بد جتاتا ہی اب وہ قیدخانے مین ہونگے مگر یارو طائر سے پوچھو کہ کون
کون ہمراہ ہی مصاحبون نے نکلکر آواز دی کہ او طائر راز دان طلسم کشا کے ہمراہ کون
کون ہی طائر نے آواز دی دو شاہزادہ یان پری عدالت گستر و لالچین آرا و نعمان
تاجدار و قیصور حبشی اور کچھ کنیزان ہمراہ ہین ان سب نے آکر یادہ کیا ہی جا بجا سے مین
قیدیون کو رہا کرتے ہین مینے جو دماغ سے زنگی بلند بالا کے دیکھا جیتے ہی ہو گیا آخر
نکلکر بلند ہو گیا اب آپ لوگ جو مناسب جانین وہ انتقام کرین طاؤس یہ کہکر
اٹھا کر سب کو جا کر مٹاتا ہون اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا ہون رفقا نے کہا
ہم بھی چلین طاؤس نے کہا بہت بہتر آتا یہ کہکر چلا ایک ابر سیاہ جو قصر کے
اوپر سایہ فگن تھا وہ ابر ہمراہ طاؤس کے آیا ابر سے شعلے نکلتے ہوے زمین پر
نخل جلتے ہوے جس طرف سے نکلتا ہو وہان آگ لگا جاتی ہو تمام صحرا کو آتش بجان
کرتا ہوا اسوقت پہونچا کہ بادشاہ اندر قیدخانے کے ہین اور دیکھ رہے ہین
کہ کوئی تاجدار و نوجوان سلاسل و طوق پہنے ہوے ہین کہ جمال بادشاہ دیکھکر
سب خوش ہین کہ ہمارے چھڑانے والے آگئے اب ہماری رہائی ہوگی طلسم فتح ہوگا
یکایک باہر سے آواز آئی کہ ای شہریار غلامون کو بچائیے طاؤس نے آتے ہی آگ
برسا دی بادشاہ نے آکر دیکھا کہ لالچین آرا و عدالت گستر کے شعلہ ان کو

روک رہی ہین مگر نعمان تاجدار وقیصور حبشی شعلون مین گھرے ہوے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار رحم اپنا شریک کر نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت ۔ نمی پوشند ز چشم اہل دیدار آن مہربان صورت

درین جا دہ گئے صورت ندیدہ دیدہ عالم ۔ چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت

نقاب غیبت در دنیاسے فانی اہل صورت را ۔ کہ این صورت بپوشند آخر از چشم جہان صورت

گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب ۔ دگر پیدا کنند از غیب خلاق جہان صورت

بادشاہ نے جو دیکھا کہ سب پر آگ برس رہی ہو دونون شاہزادیان اپنے کو بچا رہی ہین شعلۂ آتش کو پاس نہین آنے دیتین ہین خوب جان توڑ توڑ کے سحر کو زور دے رہی ہین کبھی لالۂ چمن آرا سحر کرتی ہو کہ شعلے منتشر ہو کر ہٹتے ہین اور آن سب کو گھیرے ہوے ہین شعلون کا بھی قصد ہو کہ ان سب کو جلا دین مگر پروردگار حامی و مددگار ہو یہی بچا رہا ہو کوئی نخلستان کی آڑ مین چھپا ہو کوئی غار مین پوشیدہ ہو بادشاہ دیکھکر بیقرار ہو گئے بڑھکر لوح طلسمی کو چمکایا عکس جو لوح طلسمی کا پڑا انتظام شعلے پانی ہو گئے طاؤس جادو یہ فعل دیکھکر گھبرایا دل مین کہتا ہو کہ طلسم کشا بڑا ساحر ہو کہ میرے سحر کو باطل کیا جلدی مین دوسرا سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ نے پھر لوح کو گردش دی ہاتھ بلند کر کے چمکایا کہ عکس سے لوح کے تلوارین ٹوٹین اور جو کسی پر پڑ گئی تو کام نہ کیا طاؤس سر پیٹ رہا ہو کہتا ہو کہ یا سامری جمشید یہ سحر تو آپ کے بنائے ہوے ہین آپ کے سحرون مین بھی فرق آیا کہ پہلو سے ایک سردار نے آکر عرض کی اے طاؤس جادو یہ طلسم کشا ہے جو لوح کو چمکا رہے ہین کوئی سحر تاثیر نہ کریگا کیسا ہی سحر کروگے اسکے عکس سے مٹ جائیگا کوئی سحر روشنی نہ دکھائیگا یہ سنکر طاؤس بہت گھبرایا اب سوچتا ہو کیا کرون جس ساحر نے آکر خبر دی تھی اس سے کہا کہ ٹہلتا ہوا جا طلسم کشا پر وار کرو ساحر نہ آتا تھا مگر طاؤس نے سمجھا کر بھیجا وہ جادوگر لڑک کر گرا چاہا کہ بادشاہ کو اٹھا لیجاے اس دورین گرا کہ بادشاہ کی آنکھین جھپک گئین جیسے ہی اسنے کمر مین پنجہ دیا لوح کا عکس جو پڑا نابینا ہو گیا چاہتا ہو کہ بھاگون مگر یہ نہین سوجھتا

کہ کدھر جاؤں آخر بادشاہ نے لوح اسکے جسم سے مس کی یہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر
خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام جادو بود طاؤس نے دیکھا کہ بہرام جادو
مارا گیا گرگ کے نعمان تاجدار پر گرا کمر میں پنجہ دیکرے اڑا عدالت گستر نے پکارکر
آواز دی اے شہریار غلام کو اپنے بچا لیجیے طاؤس لیے جاتا ہے بادشاہ نے جو دیکھا
کہ حقیقت میں طاؤس کمر میں پنجہ دبیے ہوے نعمان کو لیے جاتا ہے لوح کو چمکایا
طاؤس زمین پر گرا بادشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا طاؤس کے دو ٹکڑے
ہوے مگر باز سحر بند زوجہ اسکی اسپنے قصر میں بیٹھی تھی گلے میں موتیوں کا مالا پڑا
تھا اُس میں ایک گوہر کلان تھا وہ ٹوٹا باز نے منہ پیٹ لیا کنیزوں نے پوچھا
کیوں واری خیر تو ہے باز سحر بند نے کہا ارے غضب ہوا میرا شوہر مارا گیا مگر
کیونکر دریافت کروں کہ کسنے مارا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آکر آواز دی
کہ اے باز سحر بند شوہر تمہارے طلسم کشا کے ہاتھ سے برابر زندان خانے کے قتل
ہوے لاشہ ابھی تک پڑا ہے کوئی لاش اُٹھانے والا نہیں باز نے پوچھا کہ شوہر
نے میرے کچھ سحر نہیں کیا طائر نے جواب دیا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے کوئی سحر
تاثیر نہیں کرتا بڑی بڑی کوشش کی مگر کوئی کوشش کام نہ آئی لوح نے سب سحر مٹائے
آخر قتل ہوے باز سحر بند اُٹھی کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو برباد کروں گی یہ کہکے چلی
یہاں لشکر سعد شہریار میں میثاق کوہ گرداں و بہار اعجاز بیان و مہ وار جبیں
و نسرین رنگین پوش یہ چاروں ساحران کامل نگہبانی لشکر کی کر رہے ہیں اور
چہار طرف پھرتے ہیں میثاق کوہ گرداں ایک مقام پر کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا
ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا لشکر پر آکر چھایا میثاق نے زور علم افسوں سے جانا
کہ یہ کسی کا سحر ہے ایک گولا مارا گولا جو سحر کا پڑا ابر لخت لخت ہو گیا اندر سے ابر کے
ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوئی کالی کالی صورت گویا کالی کی مورت عارض ہیں
کہ الٹا توا سیہ معنی یا تیرہ ہے کہ دھنڈ پردۂ ظلمات یا شب فراق طالب و مطلوب بلکہ
سیاہی کفر و عصیان جس سے محجوب ہاتھ میں کچھ اشیا سے تو میثاق جادو نے دوسرا

گولا مارا کہ تخت اُس ساحرہ کا زمین پر آیا بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ وہ ساحرہ زمین پر آئی ہار جو پھولون کے گلے مین پڑے تھے ایک گجرا کھینچ مارا ہوا سے سر و چلی اور پھول برسنے لگے بازسحر بند نے جو دیکھا کہ طائرون کی پکار ہے اور میرے قریب پھولون کا انبار ہو کچھ پھول اُٹھا لیے اُنکو سونگھا جیسے ہی بو دماغ مین پہونچی چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین لال ہوئین بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

تو ہی وہ گل ہو کہ تجھپر ہو فدا جانِ بہار — اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہو احسانِ بہار
اُڑ گئے پھرتے ہین بھلا کیا رنگ اوراقِ گل — مصحفِ رخسار اُس گل کا ہو ایمانِ بہار
تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن — بنگئی موجِ ہوا موے پریشانِ بہار
جوشِ گل اُس رشکِ گلشن کی جدائی مین نہین — بلبلو آؤ وہ خون ہر یہ دامانِ بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون نہ خطِ سبزِ یار — اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحانِ بہار
دیکھے اُس گلگون قبا کو حسنِ وحشت زا اگر — پرزے پرزے ہو ہر رنگِ گل گریبانِ بہار
نظم ناسخ ہو جو مضمون ہاے رنگین سے چمن — ہوگئے برگِ خزان اوراقِ دیوانِ بہار

ایسے اشعار رنگین پڑھکے باغ باغ ہوگئی اور مسکراتی ہوئی بڑھی بہار اعجاز بیان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اپنے گلے کا ہار اُتار کے اسکے گلے مین پہنا دے اسی مین ہار جیت ہو وہ کنیز بڑھی اور گلے سے اپنے ہار اُتارا کہا او ملکہ یہ ہار ملکہ بہار کا دیا ہوا ہو اسکو تم پہنو بڑا شرف حاصل ہوگا یہ سنکر باز سحر بند ہنسنے لگی کہا یہ میرے لیے باعث فخر کا ہو ملکہ بہار اعجاز بیان کا دیا ہوا ہار اور نہ پہنون میری ہر طرح پر ہار ہو اُنکے حکم کی بہار ہی کس چمن مین جاکر چھپون کیا اُنکی تعریف کرون اُنکی عنایت نے سرسبز و شاداب کیا چہرہ میرا رشکِ گلہاے گلاب کیا یہ کہکر ہار پہنا جیسے ہی ہار پہنا ناچنے لگی چاہتی تھی کہ جسطرح گائنین ناچتی ہین اُسطرح مین بھی ناچون مگر یہ تو بہت دشوار تھا لیکن ہاتھ ہلانے لگی آنکھین جھپکانے لگی بہار اعجاز بیان جو مسکرائین صحرا مین بجلی چمک گئی کہ درجِ دہان کھلا برقِ دندان چمکی تمام صحرا منور ہو گیا مگر سردار حسینان نے جو دیکھا کہ برقِ دندان بہار اعجاز بیان چمکی قہقہہ مار کر ہنسین اُنکے ہنسنے سے سب پھول

شگفتہ ہو گئے اُدھر باز سحر بند اِس بیہوشی کو دیکھکر روتی ہوئی بڑھی قریب آکر عرض کی کہ اے
شاہزادی والا قدر عارض تمھارے نجات دہ بد رہین جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ
سرور جہانبان نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا اے باز سحر بند تمکو تکلیف تو ہوگی مگر
جو ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جا کر جمشید ثانی کا سر لاؤ باز سحر بند بہت خوب
کہکر پیچھے ہٹی اور اُڑتی ہوئی چلی یہان بادشاہ جمجاہ نے طاؤس کو قتل کر کے تین سو
تاجدار قریب دو ہزار ملازم وغیرہ کے جو قید تھے اِن کو سب کو رہا کیا وہ سب تاجدار
مسلمان ہو کر ساتھ ہوے اُسی قید خانے مین ایک کوٹھا تھا وہ جو کھولا ایک بارگاہ
زربفتی نکلی بادشاہ نے اُسی صحرا مین استادہ کرائی تاجدار اور ان کے ملازم سب مصروف
خدمتگاری ہین شاہ کو دعائین دے رہے ہین کہ اِس شہریار کے تصدق مین ہمنے
رہائی پائی ورنہ امید نہ تھی کہ اِس زندان پُرمحن سے ہم غریب الوطن رہا ہونگے مگر قربان بزرگان
دین کے کہ اُس عالم پناہ مین آکر مژدہ رہائی دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر جی چاہے تو
اپنے وطن جانا خواہ سعد شہریار کے ساتھ رہنا تمکو اختیار ہے مگر اب دل چاہتا ہو کہ ایسے
بہادر کا ساتھ چھوڑین اور ہمراہ رہین انشاء اللہ جنگ آخر جو جمشید سے پڑے گی
تو ہم لوگ بھی شریک جہاد ہونگے ساحرون کو بھگا دینگے جمشید ثانی کو بھاگتے راستہ
نہ ملیگا بے حیا ایسا بلبلایا کہ دعوی خدائی کرنے لگا سب غرور نکلجائیگا آخر بھاگ کر
کہان جائیگا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہو گیا
کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ ان ملازم ہمارے فریاد کر رہے ہین جمشید
یہ کہہ رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند باز سحر بند طاؤس کی
زوجہ آئی ہے چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئی لشکر پر سحر کر رہی ہے کئی ہزار جادوگر مار چکی اور
آپ کے نام پر تو گالیان دیتی ہے یہی قول ہے کہ وہ دشمن خدا کہان ہے آوے کہ مین
اُسکا سر کاٹون جادوگرون نے سمجھا کر کہا اے ملکہ عالم خداوند کو ایسی باتین نہ کہو
باز نے کہا چھوٹا دغا باز شعبدہ باز خداوند بنکر بیٹھا ہے اب حال کھلیگا کہ طلسم کشا نے
زین جب میرے شوہر کو مار لیا تو اِسکی کیا حقیقت ہے میرے مقابلے مین آوے اپنی

ساحری دکھا دین کس گھمنڈ پر دعویٔ خدائی کیا ہو سکتا ہے وہ تھا باز کو اسد ان کا خیال نہ تھا کہ طلسم کشا
آکر مار بیٹھا یہ خبر جو جمشید نے سنی تو الٹو پر ہاتھ مار کر کہا ہائے بہار اعجاز بیان کے شعبدون
نے مجھکو بہت پریشان کیا الٰہی شاہزادیان نکل گئین جو حملہ نہ کیا کہ جلسہ آراستہ کر دون آنکھو
پہلو مین بٹھاؤن لطف زندگی اٹھاؤن مگر جو تقدیر کی وہ پلٹ گئی شاہزادیون نے
جو جمشید کو پریشان پایا سب شاہزادیون کی افسر حسن و جمال مین سب سے بہتر ملکہ
گل اندام جو الزرن تڑپ کر شاہزادیون کے زمرے سے الگ نکلی کہا یا خداوندا اس
سحر کا جواب دون جا کر بی باز سحر بند کو پلٹاؤن بی بہار اعجاز بیان کا سر لا دے یقین
ہو کر کسی کا کچھ زور نہ چلے جمشید نے کہا اے معشوقۂ قدرت ایسا سوا تمھارے کون
معین و مددگار رہا ہے یہ سنکر وہ شاہزادی ہنستی ہوئی چلی آکر دیکھا کہ باز سحر بند جمشید کے
لشکر پر سحر کر رہی ہے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ہم مدت سے تمھاری ملاقات کے طالب
تھے قریب آؤ تو دو بیٹھ بدلیں بہنا پا کرین اور کچھ چند باتین کہنا ہین آج کوئی بات باقی
نہ رہے کہ ہمارے تمھارے راز و نیاز نہ ہو سحر بند نے دیکھا ایک شاہزادی آفتاب
جمال خورشید مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد خورشید خد قامت
مثل قیامت شیرین گفتار کبک رفتار رمز سے کمر عدم کی خبر سناتا ہو علی قدر حال ہین
بھی ایسے ہی راز دکھاتا ہو غنچہ گل سوسن کہیے کیونکر خاموش رہیے درج دہن موتیون کا
خزانہ ہو سراپا دیکھکر باز سحر بند دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوئی اور پکار کر کہا اے شہنشاہ
حسن و جمال وا اے ماہ آسمان کمال کیا ارشاد ہوتا ہے گل اندام نے جواب دیا کہ تم کس
خیال سے آئین تھین کچھ سوچکر باز نے جواب دیا اے ملکۂ عالم بہار اعجاز بیان کی ہین
کنیز ہون انکے کہنے سے ہین انکار نہین کر سکتی انھون نے حکم دیا تھا کہ جمشید کا سر لاؤ
مین آئی اور پھر وہم رہی مجھکو حجاب ہو کر کہا جواب دو نگی گل اندام نے ایک سر کسی ساحر
کا اٹھایا اسکے منھ پر ہاتھ پھیر دیا وہ سر مثل سر جمشید ہو گیا کہا لو یہ سر جمشید کا حاضر ہے
مگر اب سر بہار اعجاز بیان لاؤ تم ہماری ہین ہو آج سے ہمارے [illegible]
ساحری و جمشید کے بھی تمھاری آبرو رہیگی جب قصد کر دیگی اور جہان پہ [illegible]

ضرور آ اُڑنگی بہار اعجاز بیان سے دبنا نہیں باز سحر بند نے کہا جب مین نے جمشید کا نام
لے لیا تو بہار کی کیا حقیقت ہو ایک سحر مین دیوانہ کرکے آنکھ لاتی ہون آپ خاطر جمع رکھیے
یہ بھی میری مجال ہو کہ اُنکا حکم بجا لاؤن اور آپ کے حکم کو بجا لاؤن یہ مجھسے نہ ہو سکیگا یہ کہکر
پلٹی طرف لشکر سعد شہریار کے چلی یہان وہ وقت ہو کہ میثاق کوہ گردان تلاش مین
بادشاہ کی نکلا ہو جابجا ڈھونڈھتا پھرتا ہو بہار اعجاز بیان شام کا وقت ہو ٹہلتی پھر
رہی ہین ایک گوشے پر آکر ٹھہری ہین کہ دیکھا باز سحر بند کتنی ہوئی چلی آتی ہو کہ اے بہار
تیرے شباب پر مجھکو بڑا افسوس آتا ہو کہ تیرا ایسا نو عمر لیکن ہو اور رشتہ حیات قطع ہوا آج
نہ زندہ بچیگی تختۂ گل اندام کو کیا ستایا بہار اعجاز بیان نے نسرین رنگین پوش کو
جو اپنے قریب کھڑی ہوئی دیکھا اشارہ کیا کہ ہوا اس سحر کو تختۂ بیجا نابی گل اندام نے
یہ شعبدہ کیا ہو فوراً ہاتھ بڑھاکر سر کو اپنی جانب متوجہ کر کے پھر بڑی انکی نذر کر کے پھرون نسرین نے
بڑھکر آگ برسائی باز سحر بند رفع کرنے لگی اسی عرصے مین بہار اعجاز بیان نے اپنے
ہاتھون سے گجرا پھولون کا نکالا سحر پڑھکر باز سحر بند پر پھینک مارا وہ گجرا اُڑتا باز کی
طرف نسرین کے متوجہ تھی ہوا سے پھر چلی اور طائرون نے آواز دی کہ آسمان سے
پھول برسے باز سحر بند نے کچھ پھول اٹھا کر سونگھے چند طائرون نے گرد سر چرخ مارا
باز سحر بند دیوانہ وار وحشی مثال پکار اٹھی کہ اے ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن بہار نے مسکراکر کہا اے باز سحر بند ہر چند کہ دشوار ہو مگر جا جس طرح
بنے گل اندام جو ارژدان کا ... لاؤ مگر یہ کہنا نہیں جس خیمے مین ہو بلا تکلف گھس جانا
چھوٹی ہو پہنچے اُس سے کہدینا کہ بہار اعجاز بیان نے بھیجا ہو یہی اُنکا مدعا ہو کہ یا تو
سر ... یا خدمت مین حاضر ہو تو خیر ہو ورنہ بہت پریشان ہوگی ایسا نہ ہو کہ ہمارا
بھیجنا بیکار جائے باز نے کہا اے ملکۂ عالم جو آپ نے ارشاد فرمایا آنکھون اور سر سے
بجا لاؤنگی یہ کہکر سامنے کھڑی ہوئی بہار نے ایک انگوٹھی انگلی سے اُتار کر باز کو
پہنادی انگوٹھی پہنتا باز سحر بند اور زیادہ مبہوت ہوئی اسی بیدلی کی حالت مین
ناچنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

ابہام جادو جو مسند پر بیٹھی ہی اسنے سر اٹھا کر باز سحر بند کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ
بوا آؤ یہ بھی تمہارا گھر ہی باز سحر بند اتر آئی ابہام نے جو باز سحر بند کو بصورت دیکھا کہ
چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھیں ابلی ہوئی اور کلمات نادرست زبان سے نکل رہے ہیں
سمجھ گئی کہ یہ کسی کے سحر میں ہی پوچھا بوا کہاں سے آتی ہو باز نے جواب دیا کہ برائے
تماشا ہی لشکر اسلام گئی تھی مگر بہار اعجاز بیان نے ایسی محبت کی کہ میں سب کا خلق
بھول گئی پھول مجھ پر سا سے خود قریب آئیں اور فرمایا کہ صحبت خداوند میں جو گل اندام
ایک لونڈی ہی اسکا سر لاؤ اور مجھے پہنا پا کیا میں انکا حکم پورا کرنے جاتی ہوں
ہر چند کہ مجھ سے بدلی میں ہی مگر حکم اسکا ناطق ہی کیونکر حکم اسکا نہ بجا لاؤں ابہام جادو
کو سناٹا آگیا جی میں کہتی ہی کہ باز سحر بند عجب آفت میں ہی گل اندام اسکو قتل کر ڈالیگی
مفت میں اسکی جان جائیگی اسکو بچانا مناسب ہی ساقی بچہ کو اشارہ کیا کہ جام شراب
لاؤ جب جام شراب چو آیا اسپر کچھ اسم سحر پڑھا جھولی سے خاک نکالکر جام میں ڈالی وہ
جام سامنے باز سحر بند کے پیش کیا کہا بوا ایک جام تو پیو پھر گانا سننا باز سحر بند وہ
جام پی گئی جام پیتے ہی چھینک آئی چند قطرات آب آنکھوں سے گرے ایک غنودگی
سی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ہوش میں ہو گئی آنکھ کھولکر دیکھا تو خنجر ہاتھ میں تھا
یاد و خنجر نیام میں کرلیا ابہام نے پوچھا بوا کیسا مزاج ہی باز نے جواب دیا بوا کچھ
عجب طرح کی کیفیت ہو یا تو دل چاہتا تھا کہ جسطرح بن پڑے جاکر گل اندام کو ذلیل
کروں اب دل میں یہ خیال ہی کہ گل اندام مصاحب خداوند ہی شریک صحبت رہتی ہی
ایسے کو ذلیل کرنا سراسر حماقت ہی اور وہ سحر میں طاق ہی علم میں شہرہ آفاق ہی ایسا
نہیں ہو سکتا کہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہو جائے [illegible] اب آگئی ابہام نے
ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانے لگی کہ جس سے بہت
باز سحر بند خوش ہوئی دل لگا کر سنتی رہی اوس کنیز نے بھی متوجہ ہو کر غزل ناسخ کہ
استاد زمانہ ہیں عجب طرح پر گانا شروع کی کہ ہر شخص سننے والے کا دل لوٹا جاتا ہی
جی چاہتا ہی سنتے ہی جائیے نظم

آتش افشان گھر مین اس محبوب کے رخسار ہین　　روزنِ مجمر بجا ہے روزنِ دیوار ہین
فصل گل مین ہو جنون زندان کو میرے انتظار　　حلقۂ زنجیر بجا ہے دیدۂ بیدار ہین
زاہدا عقبیٰ مین ہوگا انکو دیدارِ خدا　　جو کہ دنیا مین بتون کے طالب دیدار ہین
کیا صفائی ہو کہ میرے آنسوؤن کے عکس سے　　اے پری تیرے گلے مین موتیون کے ہار ہین
مجھکو ننگا دیکھکر احسان قاتل نے کیا　　گر نہین کپڑے بدن پر زخم دامن دار ہین
ضد سے اپنی روزنِ دیوار کر دیتا ہی بند　　اُسنے عشقہ جو ہمارے دیدۂ بیدار ہین

ان اشعار کو سنکر بازِ سحر بند نے کہا بوا ابہام تمنے اسوقت دل شگفتہ کر دیا مین اب پاس گل اندام کے جاتی ہون اُسکو آگاہ کرونگی کہ ابہام نے تمکو بچایا ورنہ میرے تمھارے فساد ہوتا وہ بہار سے جاکر بدلہ لیگی میرے تو نام کے سب مسلمان دشمن ہین میثاق نے باتون مین لگاکر رنگ بہار دکھایا دام آفت مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہوے یہ باتین کرکے معبت ابہام سے اٹھی ابہام نے کہا بوا جو تم لشکر کشی کرکے جانا تو مجھکو بھی ساتھ لے لینا بازِ سحر بند نے وعدہ کیا کہ مین گل اندام کو لیکر آتی ہون یہ کہکر اڑتی ہوئی چلی یہان گل اندام صبح کا وقت ہے دربار جمشید مین بیٹھی ہے اور سب شاہزادیان گا رہی ہین جمشید کے سامنے بتا رہی ہین گل اندام کہہ رہی ہو کہ مین نے بازِ سحر بند کو بھیجا تھا کیون خداوند کچھ معلوم نہین ہوا کہ اُسپر کیا گذری کہ باز آکے پھونچی مگر اپنے ہوش مین نتھی گل اندام جیوالذرن نے پوچھا کہ کیون بوا کیا گذری یہ سنکر باز نے سب احوال بیان کیا اور کہا بوا ابہام جادوکہ مالک کو معہود ہو اُسنے اسوقت بچا لیا ورنہ بہار نے وہ سحر کیا تھا کہ مین تمھارے قتل کو آتی تھی اُسنے شراب پلاکر سحر اُتارا تب مین ہوش مین آئی رات بھر وہان جلسے مین رہی جسوقت ستارۂ سحری چمکا تب اُسنے رخصت ہوئی یہ سنکر گل اندام بہت جھلائی کہا بی بہار کو بڑا گھمنڈ ہوگیا ہو مسلمانون کا ساتھ دیکر بہت جوش مین ہین یا خداوند مجھکو حکم دیجیے کہ جاکر بی بہار کا غرور نکالون جمشید نے منع بھی کیا کہ اے گل اندام تمھارا جانا بہتر نہین ہی ایسا نہو کچھ آفتاد پڑے گل اندام نے کہا یا خداوند مین کیا کسی سے

پایہ کسی کا رکھتی ہوں آپ خاطر جمع رکھیے وہ سحر کروں کہ بہار کا قلب الٹ دوں جو حکم کروں وہی بجا لائیں کیا مجال ہو کہ حکم کے خلاف کریں جمشید نے حکم دیا گل اندام تیاری کرنے لگی بارہ ہزار کنیزیں و فوج ساحران کو حکم ہوا کہ گل اندام کے ساتھ جاؤ جو کچھ ملکہ گل اندام حکم کرے وہی کرنا لشکر تیار ہوا روانگی کا انتظار ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان روانہ ہونا گل اندام کا براے مقابلہ ملکہ بہار اعجاز بیان اور ملکہ بہار کو صحرا میں پانا کہ براے شکار آئیں تھیں و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

بیا ای ساقی صیقل گر دل ✽ برنگ حباب گذر کن در بر دل
توئی ساقی توئی خضر رہ من ✽ گدایت ہستم ای شاہنشہ من
بجام بیخودی سرشار گردان ✽ ز تقوی عاجزم میخوار گردان
براے میکشی چو آرزو دیم ✽ معطر کن ز جام مشک بویم
بیا بنگر بحال دل کہ چون است ✽ بشوق جام دل لبریز خون است
ز مدت ہاست شغل شیشہ سیہ روز ✽ چراغ آرزویم را برافروز
بیا ای ناخداے کشتی من ✽ فزون شد از فلک سرگشتی من
بعشق ساغرم پر فغانم ✽ بفریادم رس ای پیر مغانم
کرم کن ساغر تعہد مرا دہ ✽ شراب ابتدا و انتہا دہ

چہرہ ساحران شعبدہ باز و عجائب نگاران حیلہ ساز اس داستان شوکت بیان کو زیب گوش سامعان زہوش کرتے ہیں شعر شنگان دریاے آتش فشان ہجر می نگار عزا این داستان کہ جمشید ثانی نے گل اندام کو بہت بہت سمجھایا لیکن گل اندام نے نہ مانا فوج کثیر لیکر چلی باز سحر بند نے کہا ہیں ہیں چلا لگی باز سحر بند بھی ہمراہ ہوئی بارہ ہزار کنیزیں و چھبیس ہزار ساحر ساتھ جمشید نے بھی وعدہ کیا ہے کہ

ہین بھی وقت پر پہونچونگا گل اندام اس جاہ وحشم سے روانہ ہوئی لیکن ایک مقام پر آکر دوراہا ملا باز سحر بند نے کہا پیش روی لشکر کو بلاؤ مقدمۃ الجیش حاضر ہوا باز نے حکم دیا کہ طرف کوہ موہوم کے چلو اور ابہام جادو کو نامہ لکھا کہ ہمشیرہ ہم مع فوج آتے ہین مسلمانون پر لشکر کشی ہو تم بھی مع فوج تیار رہنا ہمارے ساتھ چلکے تماشہ دیکھنا عجیب طرح کا مقابلہ ہوگا کہ بی گل اندام و بہار سے سحر ہونگے یہ نامہ جب ابہام جادو کو پہونچا چالیس ہزار کا لشکر تیار کرکے پہاڑ سے اتری سامان دعوت گل اندام کیا بارگاہین خیمے استادہ کرائے کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر گل اندام بشوکت تمام پیدا ہوا ابہام نے بڑھکر استقبال کیا بشوکت تمام لیکر آئی بارگاہ مین لاکر اتارا مسند بچھوائین تینون شاہزادیان آکر بیٹھین ابہام نے اشارہ کیا گائن خوش آواز بصد سوز وگداز بیٹھکر یہ اشعار بیان قمر مصنف کے گانے لگی نظم مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین — گل لالہ مین مسکن ہو مہ کامل مین رہتے ہین
خیال مہجبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین — پہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین — نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھنکے وہ کہتے ہین غیر رستے — قمر جنکا تخلص ہو اسی منزل مین رہتے ہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو جام مے ارغوانی گردش مین صدا ے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہو اتفاقاً تاجدار کہ اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اسکے کان مین گانے کی آواز پہونچی سر جھکا کر دیکھا کہ محفل عیش و عشرت آراستہ ہو ابہام جادو بھی بیٹھی ہین بیچ مین ایک شاہزادی آفتاب جمال بیٹھی ہو ایک طرف باز سحر بند جام ارغوانی چل رہا ہو عجب رنگ صحبت ہو تاجدار جادو کہ مدت سے ابہام جادو پر عاشق ہو سوچا کہ چلکے ابہام سے ملاقات کرون اور جسطرح بن پڑے اپنے ساتھ لیجاؤن آج تو پہاڑ سے اتری ہین اب تو انکار نہ کرینگی اگر انکار کرینگی تو بین سحر سے لیجاؤنگا یہ سوچکر تخت سے اترا محفل مین گل اندام کی آیا تاج کج کرتا ہوا گل اندام کو سلام نہ کیا طرف ابہام کے چلا گل اندام کو بہت ناگوار ہوا کہ یہ جب خدمت خداوند مین آتا تھا تو ہماری ہی

وجہ سے کرسی ملتی تھی آج سلام نہین کیا کیا اسکو غرور ہی مگر تاجدار نے ابہام سے
کلام کیا کہ اے ملکۂ عالم مین نے باغ آراستہ کرایا ہی کہ جسکا نام باغ گل بہار ہی آج پھولونکا
جابجا انبار ہی طائران زمزمہ سرا کی پکار ہی تشریف لے چلیے آج اُس باغ مین چلکر
جلوہ فرمائیے ذرا التفات تو فرمائیے کتنا عرصہ ہوا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا
تھا اور پھر وعدے کو پورا نہ کیا آج آپ کو چلنا ہوگا ابہام نے کہا اے تاجدار دیکھ
رہے ہو کہ ہمارے یہان آج ملکۂ عالم کی دعوت ہی کیا فخر اپنا بیان کرون کہ مجھکو سرفراز
فرمایا ہی تاجدار نے کہا اے ملکۂ عالم آج ضرور تکلیف کرنا ہوگی ابہام نے کہا مین تو
نہین جاؤنگی پھر کبھی وعدہ پورا ہو جائیگا اب تو مین گل اندام کے ساتھ جاتی ہون
اگر وہان سے زندہ پلٹی تو تجھسے ضرور ملاقات کرونگی تاجدار نے کہا مین تو آج وعدہ
کرکے آیا ہون کہ ملکہ کو لاؤنگا وہان کے لوگ انتظار کر رہے ہونگے تھوڑی دیر کے
واسطے چلیے پھر مین پہونچا جاؤنگا ابہام نے کہا اے تاجدار اصرار نہ کرو اول تو تم
زنانی صحبت مین چلے آئے ہماری ملکۂ عالم کو ناگوار ہوا ہوگا وہ بہت نازک مزاج
ہین معشوقون کے سر کا تاج ہین بہتر یہ ہی کہ باہر نکلجاؤ ایسا نہو کہ ملکۂ عالم کچھ فرمائین
تو تمھارے خلاف ہوگا تاجدار نے ہاتھ بڑھایا کہ ابہام کو اُٹھا لون گل اندام
نے کہا اے تاجدار بڑے بے ادب ہو تمکو کچھ ہمارا خیال نہین بس باہر نکل جاؤ
ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ شاہزادیان بیٹھی ہین اور تم چلے آئے بس باہر جاکر بیٹھو
تاجدار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ خاموش رہیے ایسا نہو کہ مجھسے بے ادبی سرزد ہو
یہ جب تاجدار نے کہا گل اندام نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو باہر پہونچا دو
بڑی بے ادبی کر رہے ہین ہماری صحبت مین اور یہ باتین گل اندام نے جو کنیزونکو
اشارہ کیا چند کنیزین اُٹھین کہ تاجدار کو ہٹا دین تاجدار نے ایک کنیز کو مار ڈالا جب
تو گل اندام نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر کا پڑھکر مار دیا موتی جو ٹوٹے
تاجدار پر گرے تاجدار جھومنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگا کہتا تھا اے ملکۂ عالم عجب کیفیت ہی بموجب اشعار نظم مصنف

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوانِ محبت ۔۔۔ مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوانِ محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پرداغ سے تم آہ ۔۔۔ دکھلا دو ہمین سرو گلستانِ محبت
اک دام مین صیاد کے اک طوق بگردن ۔۔۔ قمری و عنادل ہین اسیرانِ محبت
پیراہن ہستی کو سبدل کیا مین نے ۔۔۔ چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامانِ محبت
یاد ابروئے دلدار کی رہتی ہو قمر کو ۔۔۔ ہی وردِ زبان مصرعۂ دیوانِ محبت

گل اندام نے کہا اے تاجدار جادو یہان صحبت مین کیا بلبلاتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو جا کر لشکر سعد کو برباد کرو ہم بھی آتے ہین اسکو منظور رہو بی بہار کو جا کے سمجھاؤن انھین کو لاکارون تاجدار بلبلا باہر نکلا تلوار چمکاتا ہوا نشے مین سحر کے بدمست جھومتا ہوا جاتا ہے گل اندام نے کہا اے ابہام خبردار اس نامرد نے کبھی کلام نہ کرنا صحبت مین آنا کیسا وعدہ وعید کیسا اِس کا بکنا مجھکو بہت ناگوار ہوا اب اسکو سزا ملجائیگی وہان بیثاق وغیرہ موجود ہین اور سردار حسینان وہ اسکو اور زیادہ دیوانہ کر دینگے وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ ایسے ساحر سے دب جائین یا ہمین پھر پلٹ کر آئیگا یا وہان مارا جائیگا چار پہر رات ہنگامۂ صحبت رہا صبح کو گل اندام سوار ہوئی نئے نئے طور کے سحر کر رہی ہے یہین سے انتظام ہو رہا ہے تخت پر سوار اسم سحر پڑھتی ہوئی جاتی ہے یہان بہار اعجاز بیان دربار مین بیٹھی ہین کہ سرکارون نے آکر خبر دی کہ گل اندام جو الزان آپ پر لشکر کشی کر کے آتی ہے بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی کہ اے بیثاق لشکر سے ہوشیار رہنا میرا اسوقت بہت دل گھبراتا ہے پرائے شکار جاتی ہون بہت جلد پلٹ آؤنگی بیثاق نے کہا اے ملکۂ عالم ذرا اپنے کو سنبھالو اسوقت چہرہ تمہارا اداس ہے بہار نے جو ہار گلے مین پڑے ہوے تھے اُنکو سونگھا کہا اے بیثاق اِسوقت اِک نشہ سا تھا اتر گیا بیثاق نے کہا اے ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہے کہ گل اندام سحر کرتی ہوئی آتی ہے ایسا نہ ہو صحرا مین آپ سے ملاقات ہو جائے تو باعث خرابی ہے بہار نے جواب دیا کہ وہ میرا کیا کر سکتی ایسے پھول برساؤن اسکو دیوانہ کر دون دس پانچ کنیزون کو ساتھ لیا بہار برائے

شکار چلی تھوڑی دور پر آکر شکار کھیلنے لگی چھری ہاتھ مین ہو جو طائر سامنے آیا اشارہ
کر دیا وہ طائر گود مین گرا اُسکو ذبح کرکے کنیزون کے حوالے کر دیا کنیزون نے عرض
کی واری بس اب بیٹھیے بہار نے کہا کوئی آہو نہین ملا ایک کنیز نے عرض کی واری
سامنے جو دھانون کا کھیت ہو وہان کئی سو آہو چرا کرتے ہین چلکر ایک آدھ آہو کو
گرفتار کر لیجیے ارادہ پورا ہو جائے بہار نے طاؤس بڑھایا سامنے آکر دیکھا دھانون کا
کھیت ہو اُسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین بیچ مین ایک آہو کلان مستی کرتا پھرتا ہو بہار
نے کنیزون سے کہا اور سب کا شکار اختیار ہو مگر یہ آہو کلان ہم شکار کرینگے کنیزون نے
جو ہانکا کیا وہ وحشی بھاگے مگر وہ آہو کلان جست کرکے سامنے سے چلا بہار نے
طاؤس اپنا بڑھایا تعاقب مین اُس آہو کے چلین کنیزین اور سہیلیان شکار کرکے
تلاش مین بہار کی چلین یہان جب بہار نے دیکھا کہ آہو ٹھہر اچوکڑی بھولا تو اس نے
تیر مارا کہ آہو گرا بہار طاؤس سے اُتری قریب آکر آہو کو ذبح کیا منتظر رہی کہ
کنیزین آجائین تو اسکو اٹھا کر لے چلین کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک ابر گلنار
معلوم ہوا کہ ہزارون طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین بہار نے جو وہ ابر
دیکھا اور رنگ دیا بند ہوئی یقین ہوا کہ گل اندام آتی ہو پھولون کا گجرا ہاتھ سے کھولا
اور ابر پر کھینچ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر گل اندام و باز سحر بند و ابہام جادو
پشت پر ہزارہا ساحر گل اندام نے جو بہار کو تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کل فوج
بہار پر آپڑی اور گل اندام و ابہام و باز سحر بند نے بھی سحر کرنا شروع کیا لیکن
بہار اعجاز بیان سب کے سحر دفع کر رہی ہو جب گجرا مارا اوس بہی جادوگر گرے
اور پھول برسنے لگے گل اندام جادو دیکھ رہی ہو کہ بہار بلا سے گرفتار نہین
ہوتی مگر تاجدار جادو جو چلا تھا میثاق کوہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگر بلاتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہو جیسے ہی لشکر کو دیکھا گولے
مارنے لگا میثاق نے بڑھکر گولے اُسکے روکے اور خود بھی سحر کرنے لگا ایک طائر
جھولی سے نکالا دیکھنے مین تو وہ کاغذ کا تھا اُسکو ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیا اُس طائر نے سر پر

تاجدار نے چرخ مارنا شروع کیا بعد کو ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا وہ
جلکر خاک ہوا خاک جو اُسکی تاجدار پر گری تاجدار کا سحر بھولا دمبدم کچھ سوچ
رہا ہی بیثاق نے پکار کر پوچھا کہ تمھیں کیونکر آج یہ اتفاق ہوا تاجدار نے کہا مجھکو
ملکہ گل اندام نے بھیجا ہو کہ لشکر کو جا کر تباہ کر دین خطا وار ہون بیثاق نے کہا کہ اے
تاجدار جہان لشکر گل اندام ہو اُسکو جا کر قتل کر دے یہ سنتے ہی تاجدار پلٹا سحر بیثاق
کرکے لے چلا جہان راستہ بھولتا ہی آواز آتی ہو کہ بائین پر جاؤ دواہنے سے منہ پھیرو
اُسی طرف تاجدار چلتا ہو یہان آکر دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو ملکہ بہار پر سب
جھکے ہوے ہین مگر بہار شیرانہ لڑ رہی ہو کئی ہزار کنیزون کو قتل کیا ہو کئی سو جادوگر
مارا اب ابہام پر جو بھول برسے بہ صورت ہوئی تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی گل اندام
نے پکارا بی ابہام کیا کرتی ہو مگر ابہام نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار گلے پر
پھیر لی سر کٹکر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام مین ابہام جادو بود گل اندام
نے جو مرنے کی ابہام کے آواز سُنی بیقرار ہو گئی کہا ای بازِ سحر بندہ بڑی بدنامی ہوئی
مین اسکو ناحق لائی لوگ طعن کرینگے کہ اپنے ساتھ لیجا کر قتل کروا ڈالا تو مین کیا جواب
دونگی یہ کہکر سحر کرتی ہوئی سامنے بہار کے آئی کہ ایک طرف لشکر مین بلڑ ہوا کہ ملکہ
بچائیے گل اندام نے پلٹ کر دیکھا کہ تاجدار جادو دیوانہ وار وحشی مثال فوج کو
قتل کر رہا ہو یہ دیکھکر تاجدار پر کچھ زیور پھینک مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا خود
مارنا تاجدار جادو کا گل اندام کو اور زیادہ ناگوار ہوا طرف بہار کے چلی لیکن
نیمچہ کھینچے ہوے بہار نے جو گل اندام کو آتے ہوے دیکھا اسنے بھی نیمچہ کھینچا اب
دونون مین نیمچہ چلنے لگا ایک مقام پر گل اندام نے کمر کو بتا کر سر پر نیمچہ مارا نیمچہ سحر
تھا اسکا زخم سر پر بہار کے آیا سر مین زخم جو پڑا بہار پیچھے ہٹی اور گل اندام بڑھی
چاہتی ہو دوسرا نیمچہ مارون کہ سر بہار کا اُڑ جائے بہار نے تیغ نگاہ کا وار کیا کہ سر
گل اندام کا بھی زخمی ہوا دوبارہ اشارہ کیا کہ شانہ بھی گل اندام کا جھول گیا گل اندام
نے عاجز ہوکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اُڑا دی کہ بہار

بیہوش ہو کر گری گل اندام نے بہار کو گرفتار کیا کہا کیوں صاحب تمنے دیکھا میں نے
کیونکر اسے گرفتار کر لیا بڑا انکو اپنے سحر پر گھمنڈ تھا کسطرح پھنسیں پٹے غرور میں گل اندام
خوش ہوئی کہ رہی ہو کہ میں نے گرفتار کر لیا اب کیا تدبیر کروں بخدمت خداوند روانہ کروں
قضائے کار عمرو عیار صحرا کرتے ہوئے مسافروں کی تلاش میں ادھر آ گئے اور خبر سنی
کہ لشکر گل اندام آتا ہی بہار اعجاز بیان انکے یہاں قید ہو جا بجا پھرنے لگے ایک
کنیز کو اشارہ کیا پاس اپنے بلایا جب وہ قریب آئی تو اسکو بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر
بارگاہ میں آئے سامنے گل اندام کے آکر بیٹھے کہا اے ملکۂ عالم آج عجب معرکہ گذرا کہ
میں پڑی سو رہی تھی خواب میں خداوند آئے مجھسے دل لگی کرنے لگے میں نے کہا
یا خداوند الگ بیٹھیے مگر قدرت نے میرا کہنا نہ مانا میرے قریب آکر بیٹھے اور فرمایا
اے شعلہ رخسار ہم تجھے بڑے بڑے کمال دینگے مناسب یہ ہو کہ ہمارا خیال رکھنا ہم اکثر
آئینگے مگر اب کے دفعہ ہم تمکو کمال موسیقی دیے جاتے ہیں جسکے سامنے گاؤگی وہ مبہوت
ہوگا اور ساقی گری بھی خوب کروگی امیدوار ہوں کہ امتحان کیجیے یہ کہکر بایان کھینچا
اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

یہ تجلی ہو گل خورشید کہ شبنم ہو جائے — دیکھے عالم جو ترا او رہی عالم ہو جائے
سوچتا دل میں زاہد مرتبۂ جام شراب — محتسب تو جو ہو ساقی تو ابھی جم ہو جائے
زاہد آئینۂ دریا سے کرم سے خم ہو — ایک قطرہ پیے ممسک تو وہ حاتم ہو جائے
ہو بہت شہرہ دم تیغ صفاہانی کا — ابروئے یار اگر دیکھ لے بے دم ہو جائے
دیکھیے انکی گیسو کو جو ابروں سے مثال — چشمۂ آب بقا میں اثر سم ہو جائے
ساغر گل ہوئے کیا خون ترے چھپکے جنون — گل شبو بھی چمن میں ابھی شبنم ہو جائے
ساقیا جام دے پیاسا ہوں مہینہ بھر کا — کہیں شوال نہ اب تھک کے محرم ہو جائے
کاش وہ دم ہی سے کر جائے کبھی وعدۂ وصل — دل مضطر کو تو تسکین کوئی دم ہو جائے
کاہیکو باندھ کے احرام چلے کعبے کو — حرم دل سے جو ناسخ کوئی محرم ہو جائے

گل اندام نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تمنے خوش کر دیا ایسی گائی ہو کہ دل بیقرار

ہوتا ہی شعلہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری یہ قدرت کی ساری مہربانیان ہین اب
امیدوار ہون کہ میرے دوسرے کمال کا بھی امتحان ہو گل ندام نے کہا ای شعلہ وہ
دوسرا کمال کونسا ہی شعلہ رخسار نے عرض کی کنجی مینا نے کی مرحمت فرمائیے مین ساقی گری
کا سامان کرون گل ندام نے کنجی کمر سے کھولکر ازاربند سے دی خواجہ مینا نے مین آئے
شراب کو خراب کیا اور پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے
یہ کہکر کئی سو گلابیان مے ارغوانی سے بھر بھر کر کلوٹے کے آنکے تمامی سے باندھے کشتی
مین درست کرکے محفل مین لائے گل ندام نے کہا دیکھو صاحبو شعلہ کس طریقے سے
شراب لائی ہی کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پی جیے اور سب خواہشمند شراب
شراب لے گئے جا بجا پی رہے ہین یہی ہنگامہ بلند ہی کہ شراب مین کیا لطف ہی
جا بجا صحبتین جمی ہوئی ہین عمرو نے چند اشعار گا کر گت شروع کی اہل محفل کی بری
گت ہوئی ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہی ہر ایک کا قول ہی کہ ای
شعلہ رخسار بیشک تجھکو قدرت نے کمال دیا ہی عمرو نے جام مے ارغوانی لبریز
کیا سر پر رکھکر ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے گل ندام کے پہونچے سر جھکاکے
عرض کی ایسی شاہزادیون کو سرے شراب پلانا چاہیے گل ندام نے ہاتھ
بڑھا کر جام لیا چاہا پی جاؤن مگر بہ نگاہ غور دیکھا کہ شراب چرخ مار رہی ہی یکایک
دندناتا ہوا جام ٹوٹا شراب اڑ گئی گل ندام نے کہا اری یہ کیا تھا شعلہ رخسار
نے کہا واری کیا کہنا کیا آپ کی نگاہ کی تاثیر ہی کہ شراب اڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا
گل ندام نے ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا کیون او سار بان زادے یہ مکر میرے
ساتھ مین ایسے شعبدے بہت جانتی ہون کسکی مجال ہی کہ مجھپر ہاتھ ڈالے خداوند نے
سب سامان بتا دیے ہین فرما دیا تھا بروقت رخصت قدرت نے کہ عمرو کے مکر
سے بچتی رہنا مجکو خیال تھا کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا کھانے پینے کی چیزون کو مقرر
کردیا کہ جب میرے سامنے لاؤ تو نام سامری لیکر دو تو نے نام سامری نہ لیا جام ٹوٹا
شراب اڑ گئی یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت

اصلی ظاہر ہوئی سب کنیزین ہلڑ کرنے لگین کہ واری یہ تو بن مانس یا مرچیا جن ہی یا سٹھیا
دیو ہی عمرو نے کہا صاحبو نہ بیونہ دیو ہین نہ خاصا بھلا مانس ہون گل ندام سے کہا ای
سکان جادو تم قید عمرو و بہار لیکر خدمت مین قدرت کی جاؤ اور جا کر اُن قیدیونکو
پیش کرنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یا خداوند آپ کے اقبال سے بی بی بہار کو
گرفتار کیا عمرو خود آکر پھنسا وہ کمال ظاہر کیے کہ جس سے پہچاننا ناممکن تھا مگر مین نے
گرفتار کیا کنیزان بہار بعد گرفتار ہونے بہار و خواجہ کے افسوس کرتی ہوئی چلین
کہتی تھین کہ صاحبو خواجہ عمرو کی عیاری قدرت پروردگار ہی راہ مین کنیزین آتی
تھین کہ ترنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو تلاش کرتا
پھرتا ہی کنیزان بہار کو دیکھکر ٹھہرا پوچھا کیون صاحبو کہان سے آتی ہو سب نے
کہا ہماری ملکہ پر اسے شکار گئی تھین راہ مین گل ندام آگئی اُس سے مقابلہ پڑا اُسنے
ملکہ کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو بھی برابر پہونچے اور جا پارنگ جماؤن لیکن اُسنے
پہچان لیا خواجہ بھی گرفتار ہوئے ہم سب ملکہ جانتے ہین کہ میثاق کو خبر کر دین
یقین ہی کہ وہ ساحر کامل اکمل آکر اس گل ندام کو دیوانہ کرے فیروزہ نے کہا تم لوگ
اسی مقام پر ٹھہرو مین جاکر تدبیر کرتا ہون اگر بن پڑے تو قبلہ و کعبہ کو جاکر رہا کر لیتا
کنیزون نے کہا ای فیروزہ اسکا خیال رکھنا ہم لوگون خبر سُنی ہو کہ جب خواجہ نے
شراب دی تو شراب اُڑ گئی فیروزہ نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ
ہوا ایک جنگل مین پہونچا تھا کہ دیکھا ایک مقام پر چشمۂ آب بھرا ہی پانی لہرین مار رہا ہی
ایک ساحر آسمان سے اُترتا ہوا آیا منہ بھر چاہا پانی پیوے فیروزہ نے ساحر کی شکل
بنکر آواز دی خبردار کیا کرتا ہی او ساحر پانی نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہجائیگا وہ ساحر
رُکا فیروزہ قریب آیا کہا ای برادر مین یہاں کا نگہبان ہون اس چشمے کا پانی اژدہے
آکر پیتے ہین اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر جاتا تو ابھی پانی ہو کے بہجاتے لیکن مجھکو
خداوند نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندون کو بچانا وہ ساحر خوشامدین کرنے لگا کہتا
تھا ای برادر تمنے بڑا احسان کیا کہ ہماری جان بچائی ورنہ حقیقت مین اس پانی

پناہ پانی مشکل ہوتی ہین نامہ دار خدا ونا ہون گل اندام کے واسطے قدرت بیقرار
ہو رہے ہین رات کو آرام نہین کیا فیروزہ نے باتون مین لگا کر نام پوچھا اُسنے کہا
فرنگ جادو مجھکو کہتے ہین جہان کہین نامے جاتے ہین مین ہی لیجاتا ہون اور ملکہ
گل اندام مجھکو خوب پہچانتی ہین فیروزہ نے باتون مین لگا کر اُس ساحر کو شراب
پلاکر بیہوش کیا اور نامہ جھولی سے نکال لیا نامہ لیکر طرف گل اندام کے چلا تھوڑا راستہ
طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا کہ لشکر گل اندام اُترا ہوا ہے بشکل فرنگ جادو لشکر مین آیا
کنیزون نے گل اندام کو خبر دی کہ فرنگ جادو نامہ لیکر آیا ہے گل اندام مسند پر بیٹھی
ہے دونون قیدی قفس مین بند ہین عمرو سے باتین کر رہی ہے خواجہ کہ رہے ہین کہ اے
ملکہ گل اندام تم ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری اس عیاری پر مین نے
بڑے بڑے جادوگرون کو مار لیا مگر آپ نے کیا پہچانا ہے کہ مجھکو گرفتار کر لیا مین یہ
چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون گل اندام نے کہا اے عمرو تیری بات کا اعتبار
نہین آتا ورنہ تو صاحب معقول ہے عمرو نے کہا مین آپ سے دغا نہ کرونگا وہ خدمت
کرون کہ آپ بھی رضامند ہون گل اندام نے کہا اے عمرو وہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ تمام
عالم تجھپر رشک کرے شاطر قدرت مشہور ہوگے ایک ملک کی سلطنت ملیگی تخت پر
بیٹھا کرنا حکم احکام جاری کرنا تمہارے سلطنت کا شہرہ ہوگا جب قدرت حکم دین تو
سب مسلمانون کو گرفتار کر لانا عمرو نے کہا مجھکو سب مانتے ہین ایک دن مین سبکو
گرفتار کر لونگا سپاہ بیثاق کی مشکین باندھکر لاؤنگا گل اندام نے عہد و اقرار لیکر
خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین اور بہار قفس مین بیٹھی
ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس ہر مرتبہ یہی خیال ہے کہ اے
بہار بڑا غضب ہوا کہ خواجہ گرفتار ہوگئے اب رہائی تو پائی شاید کوئی رنگ جمائین
کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ دار نے دیکھا کہ خواجہ قفس سے نکلکر باہر بیٹھے ہوئے
باتین بنا رہے ہین گل اندام سے کہا اے ملکہ عالم اگر حکم ہو تو بی بہار کو بھی سمجھاؤن
راہ پر لاؤن گل اندام نے اشارہ کیا کہ سمجھایئے اگر بہار اطاعت کریگی تو قدرت

بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ بہار کو بھی راہ پر لائین عمرو نے قریب قفس کے
آکر اشارہ کیا کہ اے بہار تم بھی اطاعت کرو مین تمکو رہا کرادونگا شاید کوئی مطلب
نکل آئے مگر گل اندام نے جو نامہ بڑی معاطرت سے جمشید کے لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جہان
و اے سرو باغ محبوبی تم جسدن سے گئی ہو قدرت کو آرام نہین بلکہ شب کو خاصہ
بھی نہین نوش کیا ہر وقت تمہاری یاد مین رہتا ہون لہذا چلی آؤ تمہارے نہ
ہونے سے محفل مین سناٹا ہے گل اندام نے کہا قدرت کو تو جلد ہی ہر کر مین پہنچاؤن
تمکو منظور یہ ہے کہ میثاق وغیرہ کو بھی گرفتار کر لون تو سامان سے چلون اول تو یہ
بہتری ہوئی کہ عمرو نے گرفتار ہوکر اطاعت دین قدرت کی ایسا کام کسکے ہاتھ
سے ہوا صدہا مرتبہ عمرو گرفتار ہوا اور پھر رہا ہوگیا مگر اسکے مرتبہ آنے میرے سحر کو
پسند کیا اور کہتا ہے کہ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم وہ کیا
سحر ہے جب کچھ کھاؤ تو دو اشیاے خوردنی سامنے سے ہٹ جائے گل اندام نے کہا
خواجہ میری جھولی مین چٹکلے ہین وہ خبر دیتے ہین عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم جھولی اتار کر
رکھو تو مین کچھ گاؤن گل اندام نے جھولی اتار کر رکھی عمرو نے جام لبریز کیا اور کہا
ملکۂ عالم ایک تو جام میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے گل اندام نے وہ جام پیا اور
فرنگ جادو نے کنیزون کو شراب پلائی ادھر گل اندام کی آنکھین بند ہوئی جاتی
ہین جھوم رہی ہے فرنگ جادو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا تھوڑے عرصے مین خوب
دست درازیان ہونے لگین گل اندام گھبرا کر اٹھی کہتی ہوئی کہ یا خداوند آپ کو
چین نہ پڑا تشریف لائیے جیسے ہی اپنے مقام سے اٹھی لڑکھڑا کر گری سب کنیزین بھی
بیہوش ہوئین خواجہ نے بہار کو رہا کیا اور گل اندام کو اٹھایا پشتارہ باندھا اور
فیروزہ نے بازسحر بند کا پشتارہ باندھا پشتارے باندھکر رکھے ہین ارادہ ہے کہ
اسباب لوٹ لین تو بارگاہ سے نکلین تماشاے کار رجبیس جادو کہ مصاحب ملکہ
گل اندام ہے براے شکار گیا تھا اسوقت پلٹ کر آیا کہ در بارگاہ پر دیکھا چوبدار
و خدمتگار لٹرے ہین گھبرایا کہ یہ کیا سحر ہے کر بلند ہوکر دیکھا کہ دو پشتارے بندھے

رکھے ہین اور رود عیار بارگاہ کو لوٹ رہے ہین دربار مین دریا سے خون جاری ہے جن
نیزون کو قتل کیا ہی اُنکے لاشے پھڑک رہے ہین بہرجبین جادو نے آسمان سے نعرہ کیا
منم بہرجبین جادو مصاحب ملکہ گل اندام خواجہ عمرو و فیروزہ نو سنکر بھاگے پشتارے
نہ سکے ایک طرف نکل گئے اور بہرجبین نے آکر گل اندام کو ہوشیار کیا باز سحر بند کو
بھی پشتارے سے نکالا بارانِ سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا گل اندام نے اُٹھتے ہی
پوچھا کہ عمرو کہان گیا بہرجبین نے کہا عمرو بھاگ گیا ایک عیار اُسکے ساتھ اور تھا
دونون نکلکر بھاگ گئے ہین اُنکے پیچھے نہ گیا تاکہ مالک کو ہوشیار کرون اور بہار بھی
نکلنی مجھکو بڑا قلق ہی کہ آپ نے کس مشکل سے گرفتار کیا اور وہ یون رہا ہو گئے ملکہ
گل اندام نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا مین ابھی تلاش مین عمرو کی جاتی ہون اور
گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکر اُٹھنے کو تھی مگر باز سحر بند نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے
مین جاکر گرفتار کیے لاتی ہون ہرچند گل اندام نے روکا مگر باز نہ آئی یہی کہے گئی
کہ مین عمرو کو گرفتار کر لونگی یہ کہکر اُٹھی بشکل ساحر چلی یہان خواجہ ایک نخل کے نیچے
آکر ٹھہرے مگر دل کو خوف لگا ہوا ہی کہ ایک طائر آکر شاخ پر بیٹھا شاخ نخل بہت
جھک گئی عمرو نے خیال کہ اگر یہ طائر اصلی ہوتا تو شاخ نخل اسطرح نہ جھکتی زنبیل
سے ایک چھڑ نکالی اُس مین پھندا باندھا آپ آڑ مین بیٹھا طائر کے پانون مین وہ
پھندا اڑا لکر جھٹکا مارا طائر جو پھڑکا پھندا ٹوٹ گیا باز سحر بند خواجہ پر گری پنجہ کمر مین
پکڑ لے اُڑی فیروزہ بن عمرو ایک مقام پر چھپا بیٹھا تھا اسنے جو دیکھا کہ باز سحر بند
قبلہ و کعبہ کو لیے جاتی ہی حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون سوچنے لگا آخر گل اندام کی
شکل بنکر پکارا کہ او میری کمر مصاحب خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا مگر تیرے آنے کے
بعد مجھے چین نہ پڑا مین تیری جانبازی دیکھ رہی تھی تو نے عجب کار نمایان کیا کہ
اپنے کو پھندے سے بچایا اور پھر عمرو کو گرفتار کیا یہ تیرا ہی کام تھا ورنہ دوسرا کیسا
ہی تیز ہوتا گھبرا جاتا تو نے بڑی ہوشیاری کی باز سحر بند نے جو گل اندام کو دیکھا
اور تعریفین اپنی سُنین شگفتہ ہو گئی جی مین کہتی ہی آج مین نے ایسا کام کیا کہ پی

گل اندام تعریفین کر رہی ہین باز سحر بند قریب آئی جھک کر گل اندام کو سلام کیا کہا اے
ملکۂ عالم سب کام آپ کی برکت سے ہوئے مگر اب بھی سنا ہے کہ لپیٹ چلیے گل اندام
نقلی کہتی جاتی ہو کہ لو ابھی نہ جائین گے بیثاق و بہار کو گرفتار کرینگے تب سامنے
خداوند کے جائینگے تاکہ خداوند بھی جانین گل اندام کے جانے سے یہ مطلب حاصل ہوا
کہ ایسے باغی گرفتار ہوئے باتون باتون باز سحر بند کو لگا کر اشارہ کیا کہ دیکھو سامنے
خداوند بھی آتے ہین آخر چلین نہ پڑا اُنکا یہ بھی تکلیف کیونکر گوارا ہوتی جیسے ہی باز
پلٹی فیروزہ نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا خواجہ رہا ہوئے رہا ہوتے ہی
لباس اُتار لیا جھولی بھی لے لی قصد ہوا کہ بھاگین یہان گل اندام بارگاہ مین بیٹھی ہوئی
یہی کہہ رہی ہو کہ بی باز گئی ہین اگر بخیر و عافیت آجائین تو مین جانون کہ بڑی بات
ہوئی دیکھو عمرو عیار نے مجھکو کیسا دھوکا دیا ایسا نہ ہو کہ عمرو کے کسی فریب مین وہ
پھنس جائین کہ سامنے بیر پگلدستہ ساختہ دست باز سحر بند رکھا ہوا تھا وہ جلنے لگا
گل اندام نے منھ پیٹ لیا کہا او صاحب غضب ہوا کہ باز قتل ہوئی یہ گلدستہ اُسیکے
ہاتھ کا بنا ہوا تھا اُسکے مرتے ہی جلگیا ارے ذرا جا کر خبر تو لو یہ سنکر چند کنیزین فورًا
دوڑین صحرا مین جا کر دیکھا کہ لاشہ باز سحر بند کا برہنہ پڑا ہوا ہو اور خواجہ عمرو
و فیروزہ بھاگے جاتے ہین کنیزون نے ہر چند للکارا مگر یہ بھاگ کر نکل گئے کنیزین
لاش باز کی لیکر گل اندام کے سامنے آئین لاشہ باز سحر بند دیکھ کر گل اندام کو بڑا
افسوس ہوا کہا مین ابھی جا کر سارہ بان زادے کو لاتی ہون یہ کہکر خود چلی جنگل
مین آکر ڈھونڈھنے لگی تھناسے کا پتھر برق فرنگی بشکل خواجہ ٹہل رہا تھا ملکہ
گل اندام تڑپ کر گری اور برق کو گرفتار کیا کہا کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا
باز کو مارا مین تجھکو قتل کرونگی برق رو دیا کہا اے ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے
سر کی قسم ہو مجھکو گوارا نہ تھا کہ باز سحر بند قتل ہو مگر فیروزہ نے یہ حرکت کی مجھکو
چھوڑ دیجیے مین فیروزہ کو پکڑ لاؤن اور مین عمرو نہین ہون گل اندام نے کہا یہ
راز مخفی نہین ہو سکتا یہ کہکر برق کے چہرے پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا

اُتر گیا دیکھا ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوئے سیاہ بوٹ پاؤن مین سامنے
کھڑا ہی چاہا کہ کہا ارے تو کون ہی برق نے کہا اے ملکۂ عالم مین عیار بادشاہ فرنگستان کا
ہون عمرو نے گرفتار کرکے اپنے ساتھ لیا ہی اب امیدوار ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا
کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو گرفتار کر لاؤن گل اندام نے کہا تم لوگون کی بات کا اعتبار
نہین آتا برق نے کہا مین تو بدوستی سے عمرو کی پھنسا ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے اپنی
صحبت مین داخل کیجیے سب عیارون کو پکڑ لاؤن اپنے بادشاہ کا بدلہ لون گستہم پیلتن
علمشاہ نوجوان نے دربار مین گھسکر تخت مرزوق اُلٹ دیا ان سب کو گرفتار کرکے
لاؤنگا آیندہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو کیجیے مین ایسی خدمت کرونگا کہ آپ بہت
خوش ہوجیے گا کوئی اہل سلام ایسا نہین ہی کہ مجھکو نہ مانتا ہو جب بارگاہ مین جاؤن گا
سب کو شراب پلا کے بیہوش کر لاؤنگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی جو کچھ تو کہتا ہی اگر
یہی کرے تو مین وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کسی شاطر کو یہ دن نہ نصیب ہوا ہو برق نے کہا
حضور ملاحظہ کرینگی اور اگر رہا کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو لاتا ہون گل اندام نے برق
کو رہا کر دیا برق طرف جنگل کے بھاگا ایک جادوگر راہ مین جاتا تھا اُسکو بڑھکے
حباب مار دیا جب وہ بیہوش ہوگیا تو عمرو کی شکل بنایا پشتارہ باندھکے لے چلا گل اندام
انتظار کر رہی تھی کہ عیار برق فرنگی عمرو کو لیے ہوئے آیا کہا لیجیے یہ تو حاضر ہی اسطرح
سب کو لاؤنگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی عمرو کہان ملگیا کہ اتنی جلدی تو لے آیا
برق نے کہا ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا مین نے پکار کر آواز دی کہ اُستاد مین بھی
آیا تو عمرو کا یہ طریقہ ہی کہ جس مسافر کو لوٹتا ہی اُسکو مار بھی ڈالتا ہی مین نے خنجر کھینچکر
ارادہ کیا کہ اُس مسافر کو مارون عمرو نے ہاتھ تھام لیا مین نے حباب مار کر عمرو کو
بیہوش کیا خدمت مین لایا گل اندام خوش ہوگئی کہا اے برق فرنگی اگر تو طلسم کو بچا
لیگا تو سب اہل طلسم تجھکو عزیز رکھین گے بادشاہ جمشید طلسم کشا مرحلۂ ہفتم پہونچگئے ہین وہان
میلا دھار اشکلون کیا کیا کوشش کر رہا ہی مگر کوئی تدبیر نہین بنتی اگر تو وہین اُسکے
یہین لایا تو ہم لوگ اُنکو گرفتار کرلین گے قدرت تجھسے بہت خوش ہونگے برق نے

کہا عمرو کو تو آپ لیجیے مین فکر مین سعد کی جاتا ہون گل اندام نے کہا کہ تم چلو مین بھی مدد
کو آؤنگی چند کنیزون کو دیا کہ عمرو نقلی کو لے چلو برق فرنگی بھاگا راہ مین خواجہ سے
ملاقات ہوئی عرض کی اُستاد ذرا اپنے کو مخفی کیجیے مین نے آپ کو گرفتار کرکے دیا ہو
اگر بن پڑا تو وہ عیاری کرون کہ گل اندام کو قتل کرون کیا عجب ہو کہ اُسکی موت میرے
ہاتھ ہو یہ کہکر برق خواجہ سے رخصت ہوا خواجہ تو ایکطرف چلے مگر برق نے ایک
جنگل مین آکر ایک تاجدار کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہی یہ ایک فقیر بنکر اُسکے پیچھے چلا تاجدار نے
ایک ہرن لشکر سے دور مارا گھوڑے سے اُترا چھری ہاتھ مین منظور یہ تھا کہ آہو کو ذبح کرون
برق دعائین دیتا ہوا سامنے آیا کہتا ہوا کہ آپکو لات و منات سلامت رکھین
یہ خدمت مجھکو سپرد ہو تاجدار نے کہا آپ فقیر ہین مین آپ سے کیا کام لون لیکن
برق نے جھٹ پٹ آہو کو صاف کیا اچھا اچھا گوشت نکالا کہا حضور مین کباب درست
کرون یہ کہکر آگ سلگائی کباب درست کیے فوراً کباب بنا کے نمک اپنے پاس سے
ملا یا سامنے تاجدار کے پیش کیے وہ کباب کھانے لگا کھاتے ہی بیہوش ہوا برق نے
بیٹھکر اُس تاجدار کو بشکل سعد شہریار بنایا اور لیکر چلا یہان گل اندام نے عمرو نقلی
کو قید کرا دیا کنیزون مین بیٹھی کہہ رہی ہو کہ بڑا عیار دست ہوا ہو اگر اُسکی چل گئی تو
سب گرفتار ہو جائینگے عمرو ایسے شخص کو ایسی جلدی گرفتار کر لایا کنیزون نے کہا
داڑھی منڈے عمرو کو بہت مارا کہتا تھا مین عمرو نہین ہون گل اندام نے کہا وہ بڑا
مکار ہو اُسکی بات نہ ماننا ورنہ بہت پچھتاؤگی لاکھ وہ کہے مگر اُسے رہا نہ کرنا ورنہ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگا بلاے روزگار ہو بڑے بڑے ساحر اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے مشمشہ و دماسہ کو قتل کیا میرا اقبال تھا کہ میرے سامنے آکر قید ہوا
اب بھلا مین اُسکو چھوڑونگی اس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے
حال پر روئین اور دیکھے رحم نہ آسکے مجھکو تقرد دیکہ جھولی اُترا ڈالی جب تو مجھے شراب
پلاوٴ ورنہ مین بیہوش ملی شراب پیتی شراب اُتر جاتی جام ٹوٹ جاتا مگر اُس ظالم نے
پہلے ہی انتظام کر لیا باتین کیسی بھولی بھولی کرتا ہوا انھین تقرون مین تو ساحر کو پھنسا کر

وہ مکار مار لیتا ہو ہماری ایسی ساحرہ کو دام مکر مین لیا سب کنیزین کہ رہی ہین حضور بہت ہی اقبالمند ہین کہ ایسا مکار آپ کے دام مین پہنسا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین بلڑ ہوا گلگل ندام نے پوچھا ارے یہ کیسا بلڑ ہی کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور رسالہ سپہ آپ کے نام لکھا تھا کہ طلسم کو بچائیے منیر برق فرنگی طلسم کشا کو لیے ہوئے آتا ہی سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بڑا زبردست عیار آپ کو ملا پہر پہر مین اُسنے دو کارنمایان کیے اور وہ بھی کیسے سخت اول عمرو عیار کو گرفتار کر لایا ہو اب طلسم کشا کو لاتا ہو آپ لشکر کشی کیجیے میثاق و بحیرہ پر دہاوا کیجیے کہین سامری نامے مین نہین لکھا ہو کہ یہی گلگل ندام کے ہاتھ سے طلسم محفوظ رہیگا آپ سے آتے ہی خاتمہ کر دیا یہ باتین تھین کہ برق فرنگی آکے پہونچا پشتارہ سامنے لاکر ڈالدیا اور دو تختیان بشکل لوح محفوظ و بشکل لوح طلسمی گلگل ندام کو نذر دین گلگل ندام نے وہ لیکر جلدی سے جہولی مین رکھ لین اب جبکہ گلگل ندام نے سعد شہریار کو دیکھا تو برق کو دس ہزار روپے نذر کیے سب کنیزون سے برق نے انعام کے نام سے روپیہ پیسا لیا اور یہ کہکر چلا کہ اب صاحبقران کو لاتا ہون کوئی مددگار نہ باقی رہے یہان گلگل ندام نے سعد نقلی کو بھی قید کیا بہت خوش بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ میرے نام انتظام طلسم تھا اب خداوند بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ میری معشوقہ نے سب انتظام کر لیا کہ نکلتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کیا حقیقت مین گلگل ندام بڑی ساحرہ ہو یہ باتین ہو رہی تہین کہ عرضی ہوئی کہ نامہ دار رسیلا دخارہ شکن کا آیا ہو گلگل ندام نے بلا لیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا گلگل ندام نے پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ ای گلگل ندام بادشاہ اسلام نے ہر حلے پر قیامت برپا کی ہو ہر مقام پہ پہونچ رہے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین بدحواس ہو رہا ہون اسکی تدبیر کرو اور مین بھی تدبیر کر رہا ہون صبح و شام مین مین خود نکلونگا جب کچھ کام کیا ہو تو ہمکو تحریر کرو ورنہ ہم تک سعد پہونچ جائین گے رو جاگر نیان شریک ہوگئین کہ ہر مقام سے آگاہ کرتی ہین لالہ چین اثر اور لالہ زار جا بجا مدد کرتی ہین اور یہی فکر ہو کہ ہم تک پہونچا ہین جسوقت بادشاہ ہماری صحبت

مین آگئے تو مین کیا کرونگا سحر اثیر تاثیر نہین کرتا یہ نامہ پڑھکر حکم دیا کہ نامہ دار کو قیدخانے
مین لے جاؤ سعد شہریار کی قید دکھادو اور عمرو کو بھی دکھادو کہ عمرو و سعد قید ہوگئے
اب جو امر ہونے والا ہو اسکو شہر سے نہین نکال سکتی ایسا نہو اسکی عیاری مین فرق
آجائے سامری و جمشید اسکے نگہبان ہین یکہ و تنہا اتنے بڑے لشکر مین گیا ہو سوا اسے
سامری و جمشید کے کون اسکا معین و مددگار ہو حقیقت مین بلا کا عیار ہو عمرو ایسے
شخص پر غالب آیا کہ تھوڑے عرصے مین پکڑ لایا مین نے قید کیا ہو انہو نامہ دار کہتا ہوا
کہ اے میلاد نہ گھبراؤ چند سے مین خاتمہ ہوتا ہو نامہ دار نے عرض کی اے ملکہ عالم مقام
تعجب ہو کہ ہر طرف سے زندان خانے کے گذر ہوا دیکھا کہ سب ساحر لوگ مارے
گئے تاجدارون نے رہائی پائی بارگاہ زربفت استادہ تھی بادشاہ بہ فرحت اُس مین
داخل تھے گل اندام نے کہا پہل کا سحر کہ ہو اور ہمارا عیار برق رفتار طرار و فرار
آج گرفتار کر کے لایا ہو اب جو جاؤگے وہان سناٹا پاؤگے تاجدار سب رو رہے
ہونگے نامہ دار نے کہا مین اُسی رستے سے جاؤنگا جاکر بادشاہ کو دیکھونگا ملکہ
گل اندام نے کہا اب وہان کسکو دیکھوگے قید خانے مین تمہین دکھا دیا تاجدارونکی
بیقراری دیکھنا ہو تو جاؤ نامہ دار نے کہا مین ضرور اُسی طرف سے ہوکے جاؤنگا
گل اندام نے نامہ دار کو جواب دیا کر جاؤ میلاد سے کہدینا کہ اب بہ اطمینان بیٹھو
اب کوئی زوال کی صورت نہین ہوگی دمبدم آرام پاؤگے آج وہ شخص قید ہوگا
کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہو نام اُسکا نوگی دیو اور وہ زہم گردش دار دار ایسا نہو کہ یہ
مشہور ہو جائے اور اُسکی عیاری مین فتور پڑے اور وہ گرفتار ہو جائے تو میرا تو
زور اسی سے ہو وہ ایسے کمال کریگا کہ سب کو گرفتار کر لائیگا نامہ دار تو روانہ ہوا
گل اندام انتظار مین برق فرنگی کے بیٹھی ہو مگر برق جو جنگل مین پہونچا دیکھا کہ
ایک پہلوان شکار کھیل رہا ہو برق نے ایک طور نذکر راس پہلوان کو بھی گرفتار کیا
اور صاحبقران کی شکل بنا کر سے چلا راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کیون بھورے یہ کیا انتظام کرتا پھرتا ہو برق نے کہا استاد اپنا رنگ جماتا ہون

اپنا اعتبار بڑھاتا ہون حضور کو اور بادشاہ جمجاہ کو قید کرا چکا عمرو نے کہا اے فرزند
اسکا خیال رکھنا کہ جو کچھ مال ملے تو ہمین کو دینا ہم پر اعتبار رکھ چھوڑینگے جب تمکو
ضرورت ہوگی تو ہمسے لے لینا لندن سے نامہ آیا تھا تمھاری میم صاحب نے لکھا
تھا کہ غلے کی گرانی ہے ہمکو تکلیف پہنچتی ہے خرچ اکتفا نہین کرتا لہذا روپیہ تمھارا اب تک
مین جمع کرا دینگے نوٹ روانہ کرنا وہان تمھاری نیک نامی ہوگی برق نے کہا استاد
ایسے ایسے کام کیے اور ٹکا نہین پایا خواجہ نے کہا بیٹا مجھکو سب خبر ہے میری گرفتاری
مین تو کچھ نہین ملا مگر جب سعدہ کو گرفتار کرکے لے گئے تو بہت کچھ ملا دس ہزار روپئے
تو گل اندام نے دیے اور کنیزون نے بہت کچھ دیا تمھارے چہرے پر رونق ہے
برق نے کہا استاد وقت پر آئیے گا اگر مناسب ہو تو شریک ہو جائیے گا مین یہ
نہین چاہتا کہ آپکو تکلیف ہو اگر تکلیف گوارا ہو تو تشریف لائیے گا خواجہ نے اقرار
کر لیا کہ وقت پر مین آجاؤنگا برق سے وعدہ کرکے خواجہ تو ایک طرف چلے اور برق
پشتارہ صاحبقران نقلی کا لیے ہوے لشکر گل اندام مین پہونچا لشکر مین غل ہوا کہ
برق فرنگی صاحبقران کو لایا لشکر کا غلغلہ گل اندام نے سنا پوچھا صاحبو کیا ہے سبنے
کہا حضور برق فرنگی صاحبقران کو لایا ہے سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین یہ سنکر
گل اندام خود اٹھی آکر برق کا استقبال کیا اور موتیون کا مالا گلے سے اتارکے
برق کے گلے مین پہنا دیا برق نے جھک کر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اب میرا حال
کھلجائیگا آج بڑی بلا صاحبقران کو لایا ہون فیروزہ نے دور سے دیکھ لیا اور
ایک صاحب نئے مسلمان ہوے ہین وہ بڑے خیرخواہ مسلمانان ہین راہ مین
اُنسے مقابلہ ہوا ویہیم تیر روزاہ مین جو ملے تو مجھکو روکنے لگے مین نے کہا اے
ویہیم مجھکو نہ روکو مین نہین معلوم کسکو لیے جاتا ہون اسی عیاری پر خاتمہ ہے
جب اُسنے بہ نگاہ سختی دیکھا تب تو مین نیچے لیکر سامنے ہوا اور مین نے کہا مین لڑونگا
پشتارہ نہ دکھاؤنگا سبان ویہیم ناچار ہوے مین نے یہ بھی کہا یا چلتے چلتے کہا اے
ویہیم خیرخواہی پر مرتے ہو مسلمانون مین جاکر کوئی خوش نہین ہوا اپنا حال ہارا

تمپر کھلیگا کہ مینے کیا کیا اور کیسی کیسی جانبازی کی ہوشربا مین کیا کیا عیاریان کین جبین
جتنے ہوشربا پڑھا ہو اُن لوگون سے حال پوچھو مگر کیا فیض ہوا وہی تین روپیہ مہینا
ملتا ہو لوٹ مار کے اپنی اوقات بسر کرتے ہین صاحبقران نہین پوچھتے کہ تمپر کیا گذری
کیونکر بسر ہوتی ہو اسکا کوئی پوچھنے والا نہین یہ باتین بیری سنکر ویہیم نے کہا کہ اے
مہتر برق فرنگی کیا تم مسلمانون سے باغی ہوے ہین نے کہا اب اسوقت تو جاؤ
آیندہ تجھسے ملاقات کرونگا تو مفصل کہونگا ویہیم چلا گیا مگر اسکے تیور سے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اگر مین ٹھہر کر سمجھاتا تو کیا عجب تھا کہ وہ ساتھ دیتا گل ندام نے کہا اے مہتر برق فرنگی
مین تمھاری حفاظت کو موجود ہون کیا مجال کسیکی جو تمپر ہاتھ ڈالے مگر صاحبقران
کو کیونکر اسلئے برق نے کہا صاحبقران واسطے عمرو کے بہت بیقرار تھے مین نے
جا کر کہا کہ مین عمرو کا پتہ لگانے جاتا ہون یہ کہکے گلوری کھلائی بیہوش کرکے لے بھاگا
او ملکہ عالم کہاں یہ ہوا کہ جب باہر نکلا تو خادمون نے پوچھا کہ اشارہ کسکا لیے جاتے
ہو مین نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو مین ایک ضرورت کو آیا تھا وہ کام کر چلا آیندہ
حال کھلیگا خادم خاموش ہو رہے مین اشارہ ایکر بھاگا شکر ساحری کرتا ہون کہ مین
آپ تک پہونچا یہ کہکر برق نے اشتارہ ڈالدیا کہا آہنگرون کو بلایئے انکو مسلسل و
مطوق کیجیے ایسا نہو کہ ہوش آجائے گل ندام نے آہنگرون کو بلایا صاحبقران
نقلی کو مسلسل و مطوق کیا برق نے حکم دیا کہ انکو بھی قید خانے مین لیجاؤ کنیزان نے
صاحبقران کو بھی پہونچا دیا برق فرنگی بیٹھکر باتین بنانے لگے کہتے جاتے ہین کہ
حضور آج مین نے بڑی مشقت کی اب اس مشقت کا مزا یہ ہو کہ یہ چندون قتل ہوجائین
بیکھٹے والدان کو عبرت ہو اپنے اپنے مقام پر کہین کہ مسلمانون کا کارخانہ کیسا بنا
ہوا تھا ایک برق کے بگڑنے سے خاتمہ ہوگیا اب جی چاہتا ہو کہ اس قدر شراب
پیجیے کہ بیہوش ہوجایئے اور آپ بھی سب بیہوش ہون تب میرا کمال دیکھیے اور حکم
دیجیے کہ رات کو میدان خونی کی تیاری ہوجائے کہ صبح کو اٹھتے ہی سامان قتل
ہو اب انکا زندہ رہنا بہتر نہین گل ندام نے کہا اے برق مجھے خود خیال ہو کہ ان

کام مین جلدی کرون سستی ہوون کہ معین اسکے آسمان سے پیدا ہوتے ہین انکا فیہ رہنا
دشوار ہی برق نے کہا لباس تبدیل کیجیے زیور وغیرہ پہنیے آج تو عروس شب اول بنکر
بیٹھیے گلاندام نے اسی وقت جھولی اتارکر الٹا دی جوڑا اسبھاری نکالکر پہنا دریاسے
جواہر پہنی خود بار ابرق کنیزون سے کہ رہا ہی کہ پی گلکیدان وغیرہ وہین وغیرہ لباس
بدل ڈالو اب مین گانا شروع کرتا ہون آج سب کو بیہوشی پلاؤنگا اور خود بھی پیونگا
نہین معلوم کس کسکی قضا تیرے ہاتھ سے ہو تم سب آراستہ ہو کہ دیکھنے والون کو
معلوم ہو کہ آج وہ جشن ہی کہ اگر روح جمشید دیکھے تو شرما جائے آج رات بھر جلسہ
رہیگا صبح کو انکے قتل سے تلوارین خون آلودہ ہونگی مگر مین عرض کرتا ہون کہ عمرو کو
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اس ساربان زادے کے ہاتھ سے مجھے بڑے
بڑے صدمے پہونچے ہین اول تو پیشہ مکاری اگر کہین سے لوٹ مار کر لاسکے تو
عمرو نے چھین لیا اگر انکار کیا تو جواب دیا کہ بیٹا ہم رکھ چھوڑینگے جب مانگوگے
تب دیدینگے ابھی تھوڑے دن کا زمانہ گذرا کہ میم صاحبہ کا خط آیا کہ منجھلے لڑکے کی
مسلمانی ہی مین نے کہا استاد کچھ روپیہ دیجیے تو بھیجون اسپر جواب دیا کہ مین نے
اسکے مہینے مین سود نہین ادا کیا مین خود ایک ایک پیسے کو حیران ہو رہا ہون آج
جب چھوٹے کی تقریب ہوگی تب دونگا اگر میرا زور چلگیا تو جو نقدی عمرو کے پاس
ہوگا وہ لے لونگا گلاندام نے کہا ای برق تمکو سب طرحکا اختیار ہی برق نے
کہا تو عمرو کے کپڑے بھی لے لونگا یہ کہکے برق نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ شراب
کی گلابیان لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین کشتیان کباب کی چنین
برق نے سازندون کو اشارہ کیا انھون نے ساز درست کیے برق سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ملکے مستی نے رشتہ [illegible] کا بہت کم کر دیا
کیا غضب [illegible] کو نیلم کر دیا

زیست سے نظارہ یارب یکدم ممکن نہین
اس [illegible] آدم کر دیا

بار ہا اس [illegible] خود مین نے میرے سامنے
[illegible] کر دیا

گردن ساقی کے آگے بارہا محفل مین رات
سامنے آیا وہ گل جب جھک کر روتا دیکھکر
کیا فراق یار کو آتے ہین طور انقلاب
رات گھٹتی ہی تو بڑھتا ہی فروغ آفتاب
زخم دل کے بھر گئے ابروے قاتل دیکھکر
کھانے کی حاجت نہین پیتا ہون مین جیسے سراب
ہاتھ تیرا ہی جو اے ساقی برنگ شاخ گل

گردن مینا سے تو کو شرم سے خم کر دیا
لخت دل کو پھول اور اشکونکو شبنم کر دیا
جب خوشی آئی مرے دل مین آ سے غم کر دیا
حسن رخ چمکا جو اسنے زلف کو کم کر دیا
بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کر دیا
مے فروشی نے تمھ خم کو بھی زمزم کر دیا
جام مے کو کر دیا گل مے کو شبنم کر دیا

برق نے یہ اشعار گاتے گاتے دو پیڑے بیہوشی کی کمر سے نکالے گل اندام سے کہا ملکہ دیکھیے یہ بیہوشی ہی گل اندام نے کہا ہم سب کو نقصان کریگی برق نے ایک پڑیا سے لیکر پھانکی کہا اے ملکۂ عالم یہ وہ بیہوشی ہی کر ہوشیار کرتی ہی نشہ خوب گھاکر ہوتا ہی آج ہی بنا ہی کر بیہوشی سب شراب مین ملاؤن یہ کہکر جام لبریز کیا اور بیہوشی ملائی کہا ملکہ اسکو پیجیے آپ بیہوش ہون تو مین آپ کو قتل کر ڈالون گل اندام نے ہنسکر کہا اے برق فرنگی تمھارے کہنے سے یہ جام پیتی ہون اب مجھے تم سے غیریت نہین ہی اگر تم نے ملا دیا کھلا دو تو مین کھا لون مجھے تمھارا ایسا اعتبار ہوا کہ جو تم کہو وہ کرون یہ کہکر جام پی گئی برق نے کنیزون سے کہا تم بھی پیو کنیزین خوشی مین کہتی جاتی ہین کہ اے مخبر برق ہمارے یہان بھی بیہوشی ملاؤ برق بیہوشی ملا ملا کر سب کو پلا رہا ہی خادم سامنے کھڑے تھے برق نے کہا تم بھی پیو اگر تم سب ہوشیار رہو گے تو یہ انتظام خراب ہوگا ہان صاحبو تم بھی شراب لیجاؤ سب خادم بھی لیکر پینے لگے برق نے تھوڑے عرصے مین سارے لشکر مین شراب پہونچائی جب سب کو شراب پلا چکا تو بیٹھکر گانے لگا ہنسکر بتاتا جاتا ہی اور رکتا جاتا ہی اے ملکۂ عالم بڑی دیر ہوئی کہ آپ بیہوش نہین ہوتین ادھر کنیزون مین دست درازی ہونے لگی باہم چوبدار و خدمتگار لڑ رہے ہین کسی نے کسیکی پگڑی اچھال دی کسی نے کسیکا گریبان پکڑا جوتی پیزار ہو رہی ہی سارے لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کا ہوش گم ہی بیہوش ہو ہوکر گر رہے ہین

پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہے گل اندام جادوگرنی ہے اے مشیر برق فرنگی دیکھو کیسے خادم
خدمتگار بدحواس ہو رہے ہیں برق نے کہا یہی حال حضور کا ہوگا گل اندام ہنس پڑی
ہے اور کہتی ہے اے برق فرنگی آج تمنے بہت خوش کیا آج ایسا جلسہ جما کہ اگر قدردان بھی
ہوتے تو بہت خوش ہوتے برق کہہ رہا ہے اب تھوڑی دیر میں مرلیا باجیگی گل اندام
ہنس رہی ہے برق فرنگی نے کہا اے ملکۂ عالم اب امیدوار ہوں کہ میں ستار بجاتا ہوں آپ
رقص کریں تو دیکھیے کیسا طبلہ بجاؤں کہ آپ خوش ہو جائیں گل اندام اچھا کہکر اٹھی
ہاتھ چمکانے لگی برق ٹکڑے باندھنے لگا جیسے ہی گل اندام مسند سے نیچے اتری کہ
داروے بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گری کنیزیں ایسا ایسا کہکر دوڑیں سب گر کر بیہوش
ہوئیں اب جو برق نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کل اہل بارگاہ و کل اہل لشکر بیہوش پڑے
ہیں برق نے تنکر نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہے برق خنجر گزار ... اور استاد ہیں خواجہ نامدار
تڑپنے میں ہوں برق رفتار ہوں ... سکے کون مکار مقدار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے ... ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے ... چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

خنجر کھینچکر چلا کہ گل اندام کو قتل کروں ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اسنے ہاتھ برق کا
پکڑ لیا کہا اے برق یہ کیا کرتا ہے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو نامدار میں تمہاری فہمائش دیکھ رہا تھا حقیقت میں تمنے بڑا کام
کیا گل اندام زیور جواہرات پہنے ہوئے تھی خواجہ سوچے کہ زیور خون میں خراب
ہو جائیگا پہلے زیور اتار لیں پھر قتل کریں برق نے کہا استاد یہ زیور وغیرہ تو ہمارا
حق ہے عمرو نے کہا تمہارے پاس خراب ہو جائیگا میں احتیاط سے رکھونگا تم
لیجا کر کہیں گاڑ دوگے جواہرات خراب ہو جائیگا ہر چند برق تڑپتا ہے کہ گل اندام
کو قتل کروں مگر خواجہ نہیں چھوڑتے یہی فرماتے ہیں کہ بیٹا لاکھوں روپیہ کا نقصان
ہوگا مجھے بڑا اندوہ ہے برق کہتا ہے استاد ایسا نہ ہو کوئی آجائے تو پھر خرابی ہو جائے

گل اندام نے کہا ای برق یہ کیا کیا برق دوڑ کر تند سعون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا
کہتا تھا ای ملکۂ عالم سامری و جمشید نے بڑا اپنا فضل کیا میان مہیل صاحب مسلمانونسے ملگئے
تھے بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین نے بیہوشی کا جام نہین پیا مین غنودہ ہوکر گرا مگر کنکھیون سے
دیکھ رہا تھا کہ گوشۂ بارگاہ سے میان مہیل آئے جب آپ کی جانب ارادہ کرتے تھے
تو مین کنیز چلاتی تھی اسکو ہاتھ مار دیتے تھے جب آپ کو قتل کرنے لگے مجھسے صبر نہو سکا
اُٹھکر مین نے نعرہ کیا کہ او مکار یہ کیا کرتا ہی اسنے پلٹ کر ایک تیغچہ مارا مین اُس سے
لڑنے لگا آخر وعدہ کا دیکہ ہاتھ مار دیا کہ سر اُنکا اُڑگیا کہتے تھے کہ مجھکو بڑا رشک ہی کہ تو
شاطر خداوند ہوگا ایسے مارے تھے نہ چھوڑونگا گل اندام نے کہا ای برق فرنگی تیری
میرے دل مین بڑی جگہہ ہو برق نے کہا اگر مجھے خلاف پائیے فوراً قتل کیجیے مین شکریہ
کرتا ہون کہ آپ میری قدردان تو ہوگئین گل اندام نے کہا ای برق فرنگی میرے دل مین
شک تو ہوتا ہی کہ تیری بات کا کوئی تصدیق کرنے والا نہین کہ ایک کنیز تڑپ کر اُٹھی کہ
خون کے قطرے جسم پر پڑے ہوئے چہرہ خون سے سرخ پکار کر آواز دی کہ واری
مین دیکھ رہی تھی مین نے نصف ہی جام پیا تھا جب ہم لوگ گرے تو مہیل گوشے سے
نکلا مین نے اپنی آنکھونسے دیکھا کہ جسکو تیغچہ مارتا تھا برق فرنگی اُسے بچاتا تھا وہ پھر
دوسرے کو ہاتھ مار دیتا تھا آخر کو آپس مین تلوار چلی برق نے اُسکو مار لیا انصاف
تو کیجیے اگر اسکو اطاعت نہ کرنا ہوتا تو اپنے مالکون کو کیون پکڑ لاتا اُستاد اِسکے خواجہ
تھے اُنکو بھی گرفتار کر لایا اور آپ کو تو اِسنے بہت بچایا کئی مرتبہ مہیل نے ارادہ کیا
مگر برق نے للکار کر کہا او مہیل یہ معشوقہ خداوند ہی آسمان سے شعلہ گریگا کہ جل جائیگا
تب مہیل برق سے لڑنے لگا ورنہ وہ بھی چاہتا تھا کہ پہلے آپ کو قتل کرون آئندہ
حضور کو اختیار ہی جو لونڈی نے دیکھا وہ بیان کیا حقیقت مین یہ بڑا خیرخواہ ہی کیا کیا
اِسنے مہیل کو سمجھایا کہ ای مہیل اگرچہ برادشمن ہو تو سر کاٹ لے مگر ملکۂ عالم کو نہ ہاتھ لگا
اُنکے دیدار سے میری آنکھین روشن ہوتی ہین تو اِس نقشے کو مٹاتا ہی تجھکو خداوند
جمشید ثانی کا خوف نہین ایسا نہ ہو تجھکو گدھا بنا دین یا جہنم مین پھینکوا دین اِسکا تو

خوف کر جب اسنے یون ڈرایا تب مہیل ڈرکا کہتا جاتا تھا ای برق بے قتل کیے مجھکو ہرگز
نہ چھوڑونگا مین چپکی پڑی سن رہی تھی مگر خوف سے نہ بولتی تھی کہ ایسا نہ ہو مجھپر بھی پیچھے کا وار
کرے گل اندام نے کہا او گلبدن تیرے کہنے سے اب مجھکو تسکین ہوئی حقیقت میں
جگہ رشک کی ہو کہ مین نے برق فرنگی کو موتیون کا مالا دیا انھین باتون پر جلا ہوگا
اور کنیزون کو بیدار کیا جس نے لاشہ مہیل دیکھا لاش پر اسکی تھوکنے لگین اتنی کنیز
واری آج بڑا انکھرام قتل ہوا ہم سب کو ستایا کرتا تھا بڑا بدنگاہ تھا ایک نے کہا ہوا
مجھکو معافی کہتا تھا ایک نخل کے نیچے مین کھڑی تھی ادھر سے یہ نگوڑا آیا دست درازی
کرنے لگا مین نے کہا ای تو مجھکو معافی کہتا ہو اور یہ ارادہ بیجا کرتا ہو تو نگوڑے نے
جواب دیا کہ جیسا موقع ہوتا ہو ویسا کہ دیتے ہین تم معافی کہنے سے خوش ہوتی ہین
اب تو سب کنیزین مہیل کی برائیان کرنے لگین وہ کنیز جسنے پہلے گواہی دی تھی اسنے
برق کے چٹکی لیکر کہا ای برق یہ موتیون کا مالا ضایع نہ کرنا برق نے کچھ جواب نہ دیا
بلکہ انکھین پھیر کر کہنے لگا کہ استاد یہ مالا لندن جائیگا وہانکے بنک مین رکھدیا جائیگا
کئی سو روپیہ مہینا ملیگا اتنی مدت مین ایک چیز ملی ہو تو آپ اسے بھی تاکتے ہین خیر
اپنا رنگ جمانے خواجہ یہ کہکر بیٹھے برق نے حکم دیا ہان یارو بارگاہ کو صاف کردو
لاشے وغیرہ پھینکدو وایسا نہ ہو کوئی اور برائی درپیش ہو حضور میرا مرتبہ زیادہ
نہ کرین ان لوگون کو رشک پیدا ہوتا ہو آج بڑی ساعت نیک تھی کہ حضور نکلین
اب تو گل اندام نے بڑی برق فرنگی کی قدر کی کہا دیکھو صاحبو اتنی مدت کا نوکر اسکو
پھر رشک پیدا ہوا مگر قدرت نے تقدیر کے ہاتھ سے برق کے قتل کرایا کنیزون نے
کہا واری قدرت کو ہر وقت خیال رہتا ہوگا کہ منظور نظر میری دربان ہو تو نہ قتل
کرو ڈالا مگر برق فرنگی پھر چٹک باتین بنانے لگا کہتا ہو ای ملکہ عالم اگر مہیل مجھسے
یہ سوء لیت لیتا تو موتیون کا مالا اسی کو دیدیتا آپ سے اور لیتا اور اب کیا نہ لونگا
انصاف کیجیے کہ مین نے جان بچائی گل اندام نے یہ سنکر کنٹھا یاقوت احمر کا زیب گلو تھا وہ اتار
برق کو دیا کہا ای برق فرنگی یہ تین لاکھ روپیہ کا ہو اگر لندن جائیگا تو وہان چار پانچ

لاکھ کو بکیگا برق ہنستا ہی اور خوشیان کرتا ہی کہتا ہی دیکھو صاحبو یہ ایسی شاہزادی کہ مجھ
ایسے فقیر کو نہال کر دیا گرچہ مین کہتا ہی کہ اُستاد اس کنٹھ کو چھیڑ دینگے اتفاقا معمار جادو مصاحب
جمشید کہ پیرا سے سیر نکلا تھا اسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ زرنگی
استادہ ہوا ہمین ملکہ گل اندام ٹہل رہی ہین اور مہتر برق فرنگی پیچھے پیچھے پھر رہا ہی معمار
گل اندام پر مدت سے عاشق ہی برق کو دیکھکر گھبرایا جی مین کہتا ہی یہ شاگرد عمرو ہی
اسکو گل اندام کے میل سے کیا کام ہی چلکر ملکہ کو سمجھا دون کہ اسکو صحبت مین نہ جگہ دیجیے
یہ فساد برپا کریگا اسنے ہوشربا کو تہ و بالا کر دیا تھا افراسیاب ایسا ساحر اپنی زندگی سے
تنگ تھا یہی چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرون مگر نہ کر سکا آخر خود قتل ہوا فتنۂ نورافشان
مین حیرت جادو نے کیا کیا کوشش کی انہر میان چالاک عاشق تھے طلسم سے
حیرت کو نکالا ایسی عیاریان کین کہ آخر حیرت بھی مسلمان ہوگئی اور خود اپنی زبان
سے اقرار کیا کہ چالاک سے میرا عقد کر دو انکی کیا حقیقت ہی یہ سوچکر اُترا گل اندام
کو سلام کیا پوچھا ای ملکۂ عالم کس کام کو آئی ہو گل اندام نے بیان کیا کہ برائے مقابلۂ
مسلمانان آئی ہوئی ہون معمار نے پوچھا یہ عیار کون ہی گل اندام نے کہا ای معمار
یہ میرا جان بخش ہی ہیل میرا پرانا نوکر اسکو ایسا رشک ہوا کہ میرے قتل کرنے کو چلا
تھا مگر اسنے بچا یا اگر یہ نہ ہوتا تو میری جان نہ بچتی اور قدرت نے بھی تقدیر کی کہ
مین بچگئی معمار نے کہا ای ملکۂ عالم اس مین بھی کچھ مکر ہی مین اسکو گرفتار کرکے بخدمت
خداوند لیجاؤنگا آپ کے پاس اسکا رہنا بہتر نہین آپ نہین جانتی ہین یہ عیار بڑے
بڑے فتور کرتے ہین دوست بنکر دشمنی کرتے ہین اب آپ تامل فرمائیے مین اسکو
ضرور لیجاؤنگا مین نے جسوقت سے دیکھا ہی دل کانپ رہا ہی اور یہی خیال آتا ہی
کہ ایسا نہو کہ آپ کے ساتھ کوئی فتور کرے گل اندام نے کہا مین تو اسکو اپنے سے
جدا نہ کرونگی جا کر کرے مین دیکھو عمرو و سعد شہریار و صاحبقران نامدار سب کو
پکڑ کے قید کیا ہی بھلا ان لوگون پر کسی کی مجال تھی کہ ہاتھ ڈال سکے جو معمار کہتا ہی ملکہ
سفارشین برق کی کر رہی ہین آخر معمار نے کہا مین حاضر ہونگا جو یہ مکر کریگا اُسکا

نشان آپ کو دونگا تب اسکو گرفتار کرلونگا ملکہ نے کہا اے ہوتم کہتی رہو مین تو خود
آمادہ ہون کہ یہان سے کوچ کرون اور رفتا بار میثاق مین جاؤن تاکہ میثاق گرفتار
ہوجائے کہ وہ سب ساحرون کا سرتاج ہو اور کل پرسون ان سبکو قتل کرونگی کہ یہ ایسے
دشمنان بزرگ دستیاب ہوئے ہین کہ جنکے قتل پہ خاتمہ ہو غرض معمار نے اپنی
بارگاہ استادہ کرائی اور بڑا خیال یہ ہو کہ مین بات سے اُسپر عاشق ہوا شاید طلب
مجھے اپنے رفقا سے یہ باتین کررہا ہو بعد جانے معمار کے گل اندام نے کہا او برق
تمنے دیکھا کہ معمار کسقدر تاکید کرتا تھا برق نے کہا مین تو راضی ہون اگر کسی بات
مین میری خطا پائیے تو قتل کرڈالیے مین آپ کے ہاتھ سے قتل ہونگا تو میری نجات
ہوگی میرے واسطے شربت ہوگا بہشت مین چین کرونگا جس قصر مین جی چاہیگا رہونگا
جو کوئی اعتراض کریگا جواب دیلونگا بہشت والے بھی میری قدر کرینگے مجھکو یہ افتخار
حاصل ہوگا کہ معشوقۂ قدرت نے مجھکو بھیجا ہو اگر حکم ہو تو معمار سے جاکر ملاقات کرون
مبادا جو انکو غصہ ہو اُنکے دل سے گمان نکالون ایسا نہ ہو کسی وقت مجھپر کوئی الزام
رکھین گل اندام نے کہا او برق فرنگی معمار تو صاحب خداوند ہو اگر خداوند بھی
کہین تو مین تمکو برا نہ جانون تمنے وہ کار نمایان کیا کہ میرے دل مین جگہ ہو برق
گل اندام کو راضی کرکے اُٹھا قریب بارگاہ معمار آیا معمار کو خادمون نے خبر دی
کہ میان برق آتے ہین معمار بارگاہ سے باہر نکل آیا پکار کر کہا میان برق کدھر آئے
برق نے کہا او معمار بڑے صاحب نصیب ہو دیکھئے کیا ہو معمار نے پوچھا کیا ہوا
برق نے کہا تمھارے بڑے مرتبے ہین تمھارے آنے کے بعد ملکۂ عالم نے فرمایا
کہ اب مجھکو کیا خوف ہو میرا عاشق صادق آگیا اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہو مجھکو الگ
بلاکر کہا کہ او برق فرنگی جو کام کرنا معمار سے پوچھ لینا وہ میرا خیرخواہ ہو معمار نے
کہا او برق سچ کہو برق نے کہا ملکۂ عالم کے سر کی قسم کھاتا ہون معمار خوش ہوگیا
برق نے کہا یہ بھی حکم دیا ہو کہ ہماری بارگاہ آج الگ استادہ ہو اور ایک بات
اور بھی کہی ہو کہ اسکو سامنے نہین کہہ سکتا اگر اُٹھ چلیے تو بیان کرون معمار تو مدت سے

گل اندام پر جان دیتا ہے یہ فقرہ سنکر خوش ہوگیا اپنی بارگاہ سے اٹھا برق لگا کہنے چلا
قدم بقدم بیان کرتا جاتا ہے کہ ملکہ آپ ہی کا ذکر کر رہی ہیں مجھسے یہ بھی فرمایا تھا کہ دربار
خداوندی میں میں نے کبھی اُنسے کلام نہیں کیا مگر اب یہ مقام معقول ملا ہے وہ دیکھو گوشہ
لشکر پر بارگاہ استادہ کرائی ہے اُسی میں جلسہ ہوگا اگر جیبد ملکہ سے وصل ہو تو ہمکو نہ بھولیےگا
معمار مالا مال محبت ہے جواب دیتا ہے کہ اے مستر برق فرنگی تمہارا وہ مرتبہ کروں کہ بڑے
بڑے شاہ رشک کریں قدرت کے سامنے تمہاری تعریف کرونگا میں سنتا ہوں تمہاری
برائیاں کہیں اُسکا برا نہ ماننا مجھکو منظور یہ تھا کہ میں بھی یہاں رہوں مدت سے جان
دیتا ہوں اور یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا برق نے کہا ابھی وہ خود آپکے واسطے
بیقرار ہو رہی فرماتی تھیں آج کا دن پہاڑ ہوگیا دیکھیے کب شام ہو کنیزوں کو حکم مل رہا ہے
تنہائی کے شیشے میں گلاب پان وغیرہ لے چلو مجھسے پوچھا تھا کہ اے برق تمہارا آقا تو مغرور
نہیں ہے ہمارے عاشق کو خوب راضی کرنا میں نے نئی نئی غزلیں یاد کی ہیں آپکے
سامنے گاؤنگا گانا تو میں کیا جانتی ہوں مگر دل بہلاؤنگا ایک مقام پر گھبرا کر کہا تو غضب
ہوا ملکہ خود آتی ہیں معمار پلٹا برق نے حلقہ کمند کے گلے میں ڈالدیا گرتے گرتے
جواب مارا معمار چیخ کھا کر گرا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا ہنگامہ ہوگیا
گل اندام بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ آواز آئی کشتی مرا نام من معمار خانہ ساز بود گھبرا کے
گل اندام نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزیں واسطے خبر کے چلیں دیکھا برق فرنگی لاشہ
معمار کا کھینچتا ہوا لاتا ہے گل اندام نے پوچھا کہ معمار کیوں مارا گیا برق نے کہا مجھسے
باتیں کر رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک شیر پیدا ہوا میں تو ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا
اُنسے کہا بھاگیے مگر قضا اُنکی دامنگیر تھی میرا کہنا نہ سنا اور یہاں کا عالم نہیں معلوم کیا معرکہ
تھا کہ معمار نے سحر کیے مگر شیر بزرگ کا جب قریب پہونچا تو اُنھوں نے چاہا کہ بھاگوں
وہ دوڑ کا مار کر آپہونچا ایک چنگل مارا کہ شکم چاک ہوگیا اور نہیں معلوم اُسکے
خون میں کیا بات تھی دستور ہے کہ شیر خون پی لیتا ہے مگر اُنکا خون نہ پیا چیر پھاڑ کر
اپنے اُسی درہ کوہ میں چلا گیا گل اندام نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ اُنکی قضا تھی لیکن وہ کیسا

سحر تھا انھون نے کوئی سحر معمول نہ کیا اُسنے قریب آکر خاتمہ کردیا برق نے کہا جب تیغ چلا
مجھکو افسوس آیا کہ ابھی تو یہ باتین کررہے تھے ابھی جنگل مین مردہ پڑے ہین بمشکل اُٹھا
کھینچکر لایا ہون اے ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر یہ دن کو نہ مارے جاتے تو رات کو حضور
کے ساتھ فتور کرتے مین نے جو دلدہی کرکے پوچھا تو یہ فرمایا کہ اس واسطے رہ گیا
ہون کہ شب کو ملکہ پر دھاوا ڈالونگا گل اندام نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے برق فرنگی
یہ شبیر نہ تھا قدرت کا سحر تھا نیت مین انکی بدی تھی قدرت نے تقدیر کرکے شیر کو [illegible]
کیا جو میرے ساتھ برائی کریگا ارادہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا برق توبہ توبہ کرنے
لگا کہا اے ملکۂ عالم اب انکی ارتھی بنوا کے ناری کو جلا دیجیے گل اندام نے حکم دیا
ارتھی بنکر تیار ہوئی لاشۂ معمار ارتھی پر لٹایا ایک تافتہ برنگ زرد اُڑھایا چار بند
باندھکر کنیزون نے لاشہ اُٹھایا لیکر چلین برق نے آواز دی اس زردرو کو تو لیے
جاتی ہو کچھ منھ سے بھی بولو یہ سنکر کنیزون نے جو لات و منات کی بولی اور پکارکے
کہا یا سامری و جمشید یہ سوختہ جگر تمھارے پاس آتا ہے چند فاصلے پر کنارے ایک صحرا
کے لاشہ لیکر پہنچین جنگل سے لکڑیان وغیرہ چنکر مُردے کو جلاکر واپس آئین اب برق
کو اطمینان ہوا کہ یہ بھیا عیاری نہ کرنے پایا ملکہ سے کہا اے ملکۂ عالم اب فرمایئے کہ اسکا سوگ
رہیگا یا جشن ہوگا گل اندام نے کہا شمع پر سیکڑون پروانے جل جاتے ہین کون
سوگ رکھتا ہے ویسے ہی اس بھیا کے لیے بھی ہوا کہ اپنی آگ مین آپ جلا کہان
جاتا تھا کس فکر مین آیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینکدیا یہ معاملہ خداوند سے بیان کرونگی
قدرت بھی فرمائینگے کہ اس بدنیت کے لیے شیر صحرائی کو حکم دیدیا کہ اسکو سزا
ملے لہذا خاتمہ ہوا برق نے عرض کی آج پہلوے صحرا پہ بارگاہ آراستہ کرائیے اور
جلسہ جمایئے میرا گانا سنیئے مگر جوڑا بھاری پہنکر چلیے زیور سب مین پہنیے کہ جب مین
کوئی اچھی چیز گاؤن تو انعام دیجیے ایک خواص یہ سنکر بولی کہ میان برق فرنگی آج
مین بھی کچھ گاؤنگی مین سوتی تھی قدرت آکر کمال دیگئے اب گانا سنیئے یہ کہکر وہ کنیز سامنے
بیٹھی برق فرنگی نے پہچان لیا کہ آشنا ہے دل مین کہا میرا بھیا نہین چھوڑنے والا

دیکھنے دیتے ہیں سمجھا تھا چلے گئے گر جب وہاں خواجہ نے گنگنا کر تانیں مارنا شروع کیں
کچھ اشعار عاشقانہ اس طور سے گائے کہ گل اندام بہت محظوظ ہوئی اور بیخود ہو گئی نظم

دل تو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جاناں کیطرف / حکم وحشت یہ ہے کر عزم بیاباں کیطرف

ایسی نفرت ہو اگر خاک بھی ہو جاؤں میں / اڑ کے جاؤں نہ کبھی کوچۂ جاناں کیطرف

گلعذار دیدہ ہوئی تم سے مجھے بیزاری / آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھوں نہ گلستاں کیطرف

خشک ہو جائے خدایا دہن شانہ کیطرح / ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچاں کیطرف

کور ہو جاؤں نظر آئے نہ پھر کوئی شے / جائے گر میری نگہ عارض تاباں کیطرف

جادہ ہو جائے مرے پاؤں میں زنجیر جنوں / گر اٹھاؤں میں قدم کوئے حسیناں کیطرف

ہر مژہ خار مری آنکھوں میں ہو جائے نہیں / گر میں دیکھوں کسی محبوب کی مژگاں کیطرف

قید ہو جائے مری روح بھی یوسف کیطرح / دھیان آئے جو ترے سیب زنخداں کیطرف

ضعف سے طاقت رفتار نہیں ہو ناسخ / دیکھوں جنت سے نہ کیوں خار بیاباں کیطرف

برق فرنگی گانے کی تعریفیں کر رہا ہے اور خواجہ دل توڑ توڑ کے گا رہے ہیں کہ یکایک
روشن چوکی کی آواز آئی گل اندام نے کہا معلوم ہوتا ہے ہمارے لیے خاصہ آتا ہے
برق نے گانے کو منع کیا خواجہ خاموش ہو رہے برق نے جھٹ پٹ دسترخوان بچھایا
خوان کھانے کے دروازے پر موجود تھے فوراً منگوا کر دسترخوان پر چنے مگر چوری
چھپی آنکھ بچا کر بیہوشی ملا دی اسطرح کھانے کو درست کر کے چن دیا گل اندام آکے
بیٹھی ساتھ کی کھانے والیاں بھی آئیں برق سب کے آگے کھانا رکھتا جاتا ہے بلکہ بلا
تکلف کھانے لگیں اور مصاحبیں بھی کھا رہی ہیں کھاتے تھے جو بیہوشی کی تاثیر
ہوئی ایک نے کہا بوا بڑے بڑے نوالے نہ کھاؤ اُسنے جواب دیا کہ بڑا نوالہ تمہارا کھاتی
ہو ایک نے دوسری کا دوپٹہ تھاما اُسنے اُسکے بال پکڑے آپس میں خوب کشتی ہوئی
دونوں گر کر بیہوش ہوئیں گل اندام جب کھانا کھا چکی تو جوش میں یہ کہتی ہوئی اُٹھی
کہ ارے بیسن لاؤ کنیز نے بیسن دیا بیسن لیتے لیتے لڑکھڑا کر بیہوش ہو کر گری برق نے
نعرہ کیا خواجہ نے پھر بڑھ کر ہاتھ برق کا تھام لیا کہا اے برق فرنگی گھڑی گھڑی ایسے

جمشید نے کہا کسی جادوگر کو بلاؤ کہ جاکر برق کو لائے پھر کنیزین بموجب حکم کتاب لائین اُسمین
بھی دیکھا یہی مضمون تھا کہ گل اندام بدا سے قتل مسلمانان جائیگی مگر دام مین برق فرنگی کے
پھنسے گی آخر وہی قتل کریگا جمشید ثانی نے اُس ورق کو پھاڑ کر کہا ایسا بے حیا نجومی تھا کہ
اُسی نجوم سے حکم لگاتا تھا مین علم کہانت کو دخل نہین دیتا ہمارا امورات تقدیر کرنے پر موقوف
ہین تقدیر کے زور سے خدائی کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا جمشید نے کہا
لو ترکن طلسم شہزادہ فوری بازو آتا ہے کہ جو مین بھی طاق ہے فنون سپاہ گری مین بھی مشتاق ہے
کہ ابر پھٹا ایک ساحر تخت پر سوار تاج زبرجدی سر پر رکھے ہوئے بہ شوکت تمام آگے
پہونچا پشت پر کئی ہزار ساحر شہزادے نے آکر سلام کیا برائے سجدہ جھکا جمشید نے پشت پر
ہاتھ رکھا پوچھا کہ ای شہزادہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شہزادے نے کہا یا خداوند جنگل مین شکار
کھیل رہا تھا ایک شیر صحرائی جنگل سے نکلا مین نے اُسکو تیر مارا نشانہ اُسکا خطا نہ ہوا
شیر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای شہزادہ کیون سرکشی کرتا ہے برائے دفع بادشاہ مسلمانان
جا طلسم کا خاتمہ ہو رہا ہے غلام سمجھا کہ آپ کی تقدیر کی تاثیر ہے کہ شیر صحرائی مثل انسانونکے
باتین کر رہا ہے جمشید ثانی نے کہا ایسی تقدیرین تو قدرت بہت کرتے ہین ای شہزادہ
تیرے نام پر فتح لکھی ہے میثاق کوہ گردان کہ میرا وزیر اعظم تھا شریک مسلمانان ہوگیا
وہ راستے بتاتا ہے شہزادے نے کہا مین سب سے سمجھ لونگا کچھ فوج اور دیجیے کہ مین شکار
کھیلتے مین پلٹ پڑا ہون اگرچہ فوج کی کچھ ضرورت نہین مگر رعایت کو خوف ہوتا ہے جمشید نے
حکم دیا فوج بے حساب فروکش ہے جسقدر چاہو ہمراہ لے لو اور دفع بادشاہ حمزہ مین جاؤ کیونکہ
طلسم کشا تو آج کل فکر مرحلۂ ہفتم مین ہین ساری فوج اسی مقام پر ہے حمزہ سب کا افسر ہے
شہزادے نے کہا مین جاتا ہون تین لاکھ فوج ساتھ لی لشکر کو خوب آراستہ کیا سپہ سالاران
جنگ آزما و ساحران یکتا علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے منزل بمنزل
جاتا ہے ایک صحرا مین جاکر اُترا بارگاہ استادہ کرائی ٹہلتا ہوا باہر نکلا سیر صحرا دیکھ رہا ہے
چونکہ رات چاندنی کی ہے طائر اکثر آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین گل خودرو کی بہار عجیب ہے
عندلیب تقصیر عرض کرتا ہے شعر طرح مشاعرہ مالک مطلع ثبت جنون مین ہے گل خودرو [illegible]

جمال کا مشتاق تھا اِسطرف سے آیا میر لشکر سے کہدیا تھا کہ طرف سے کوہ فیروزہ کے
چلو میری خوش نصیبی کہ اِسطرف آنکلا زیارت سے آپ کی مشرف ہوا یقین ہو آپ اپنے
مشتاق کو سرفراز فرمایئے مین بھی کسی خدمت سے گردن تابی نہ کرونگا چاہتا ہون مجھے
چاکران کمترین مین تصور فرمایئے جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا کبھی کسی حکم سے منھ نہ پھیرونگا
فیروزہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ تو فرمایئے کہ کہانکا ارادہ ہو بہزاد نے کہا برائے
مقابلۂ مسلمانان جاتا ہون اور سعد شہریار کی تلاش مین ہون فیروزہ نے کہا اے بہزاد
طلسم کشا سامنے اترے ہوے ہین زندان خانۂ طلسمی فتح کیا ہو کئی سو تاجدار رہا کیے
سرکوہ سے دیکھو کہ قبۂ بارگاہ زرنگاری معلوم ہوتا ہو میرا ارادہ تھا کہ جاؤن اور جاکے
گرفتاری کی تدبیر کرون مگر سرداروں نے منع کیا کہ زمانہ انقلاب مین ہو جانا بہتر نہین
اسوجہ سے جانا میرا معطل رہا مگر جب تم چلے ہو تو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی بہزاد
باغ باغ ہوگیا جی مین کہتا ہو یہ خوش نصیبی میری کہ ملکہ فیروزہ میرے ساتھ چلنے کو کہتی
ہین وہ نہین کہ بس کا جاتا کتنی بڑی بات ہو جاتے ہی طبل جنگی بجواؤنگا سحر سے زمین کو
ہلا دونگا مجھے کون لڑسکیگا اور فیروزہ پہ قبضہ کرلونگا وہ خاطرین کرون کہ خود ہی راضی
ہوجاوے صاحب ملک و مال ساحرۂ زبردست اگر اِسکے ساتھ بھونری پھر گئی تو پھر
سب مجھے دیین گے مشہور ہو جائیگا کہ فیروزہ آنکی زوجہ ہو اُسنے نہ لیا تو ورنہ اپنی
جبر روسے کہدینگے تو قیامت برپا ہوگی دل سے یا تین کرتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پھر
ساقی سے بچنے لاکر جام و پیالے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے نشے مین
بلبلانے لگا یہی سوچ رہا ہو کہ ملکہ سے عرض کرون کہ مین تابعدار ہون آپ جانتی ہین
کہ کوہ تصویر میرے قبضے مین ہو کئی تاجدار مجھکو خراج دیتے ہین مگر جاہ و جلال ملکہ
فیروزہ کا دیکھکر نہ کہہ سکا خاموش بیٹھا ہوا رنگینی گلشن جمال کی کر رہا ہو ٹھنڈی سانسین
لیتا تھا کبھی عرض کرتا ہو اے ملکۂ عالم کوہ تصویر دیکھنے کے لایق ہو آجکل تو اِس بہار پر ہو
کہ فصل برسات کھیت سرسبز و شاداب نہرین لاجواب چشمے پانی سے بھرے ہوئے
آبشاران سے راحت و خیر کرتے ہوے نکلتے ہین عجب کیفیت ہوتی ہو وہان شکار کھیلیے

آہو متعدد ملینگے اور دیگر شکار بھی بے حساب ہیں جب تاجدار کہ بیہر سے خراج گزار ہیں
وہ جا بجا موجود ہیں کرینگے بڑی کیفیت ہوگی دو چار روز صحرا میں سیر کیجیے پھر کوہ تصویر
پر چلیے کوہ تصویر پر بڑی کرامت ہے ایک دیو بنا ہے سامری کی آنکھیں تسعیر پر پتھر کی تصویر
مثل انسان کے باتیں کرتی ہے وہاں چلکر مرادیں مانگیے یقین ہے کہ فورًا مراد حاصل ہوگی بلکہ
پہلے وہیں چلیے پھر قلعہ بلاد اسلامیان میں چلیں گے فیروزہ نے کہا آپ نے کوہ تصویر کا
بہت مشتاق کیا میں ضرور چلونگی پر اسے فتح جنگ قدرت سے عرض کرو دیکھو کیا حکم
ہوتا ہے میں مدت سے اسی کی مشتاق تھی کہ کوئی مقام مقبول ملے تو میں وہاں کی زیارت
کروں اور فتح جنگ کی خواہش کروں اگر قدرت حکم دینگے تو لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ
مشہور ہے کہ جو ساحر قلعہ بلاد سعد میں جاتا ہے وہ حضرت سعد کے مارا جاتا ہے انکے پاس
لوح طلسمی ہے اور لوح محفوظ آپ پڑھتا ہے نہیں کرتا تو ساحر کیا کرے جب قدرت حکم
دینگے تو اوسکی تدبیر ہوگی رات بھر یہی باتیں رہیں صبح کو بہزاد مسلح ہو آ کہا ملکہ چلیے سوار
ہو جیے سب مرادیں حاصل ہونگی طلسم کا بچانا ہماری تمھاری ذات پر موقوف رہا
اہل طلسم دعائیں دینگے کہ ہم سب کو بچا لیا فیروزہ نے کہا ٹھہرو میں اسباب سحر درست
کرلوں لباس کو تبدیل کرلوں تو چلوں دوسری بارگاہ میں جب فیروزہ آئی نیزہ و تیغ
کہا ادھر سے خیال کرکے دیکھا تو بہزاد کا گمان ہے دم بکر کوہ تصویر پر پہنچ
جاتا ہے وہاں جا کر سوال پیش کرینگا فیروزہ نے جواب دیا کیا مجال ہے میں بھی اسکے
خیال کو پہنچے ہوئے ہوں کیا سہل بات ہے مجھے کیا سوال کرنے دو میں جواب
بے شک ہزاروں یقین ہے کہ سوال کرکے بہت پچتائیں گے ہیں کیا ایسی بات میں اسکے
امیدوں اگر ایسا کرینگے تو بہت پچتائینگے جو پہنچینگے انہوں نے سمجھایا مگر فیروزہ نے
نہ مانا آخر تیار ہو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی بہزاد نے طرف کوہ تصویر کے کوچ
کیا ایک قلعے کے روبرو پہنچا قلعہ دار وہاں کا سرزنش جادو خبر سنکر نکل آیا بہزاد کو پیام
دیا کہ آج دعوت منظور کیجیے تو آگے بڑھیے بہزاد نے اقرار کیا سرزنش نے
خواصوں کو حکم دیا کہ واسطے کل فوج کے کھانا تیار کرو آپ بارگاہ میں آیا سرزنش نے

فیروزہ کو دیکھا خادموں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہین خادمون نے بیان کیا کہ یہ بادشاہزادی کوہ فیروزہ کی ہین سرزنش پہلو مین آکر بیٹھا فیروزہ کو بہت ناگوار ہوا بہزاد کے کان مین کہا کہ کیون ای بہزاد اسی واسطے ہمکو لائے تھے کہ تمھارا غوا جگرا آکے ہمارے پہلو مین بیٹھ گیا بہزاد اپنے دل مین سمجھ گیا کہ ملکہ مجھپر عاشق ہین جب تو مجھ سے فریاد کی یہ سوچکر سرزنش سے بگڑکر کہا کہ میرے پاس آکر بیٹھو ای سرزنش بڑے بے ادب ہو یہ نہ سمجھے کہ کوئی شاہزادی بیٹھی ہین تمھارا املاک تم سے نکال لونگا سارا ادب قاعدہ بھول گئے سرزنش نے جواب دیا کہ پہلے تو مین سمجھا تھا کہ ملکہ کو تم سے توسل ہی بعد کو معلوم ہوا کہ برائے سیر کوہ تصویر آئی ہین مین تو جہان بیٹھا وہان بیٹھا آپ کیون بگڑتے ہین بہزاد نے کہا اسی مین بہتر ہی کہ ہٹ آؤ ورنہ فساد بڑھیگا سرزنش نہ اٹھا بہزاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا سرزنش نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آپس مین تلوار چلنے لگی فیروزہ نے جو دیکھا کہ دونون مصروف جنگ ہین بہزاد چاہتا ہی سرزنش کو ماریون مگر سرزنش چھوٹ نہین کھاتا فیروزہ تاجدار نے کارد جھدولی سے نکالی سحر کرکے پھینک ماری کہ سرزنش کے سینے کو توڑکر پار گذری بہزاد نے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا ای ملکہ عالم کیا کار نمایان کیا ہاتھ پکڑکر ملکہ کو بٹھایا ساقی بیچے آکر موجود ہوئے دور جام چلنے لگا بہزاد نے اشارہ کیا ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ سامنے آکے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہو بھاگر خط غبار رو سے آتش ناک ہی — آگ مین پڑجائے جو شی ابکا ہم مین پاک ہی
پھر مین کیا باغ جاؤن دل مرا غمناک ہی — گل نظر مین شعلہ ہی گلبن خس و خاشاک ہی
آج تیرا جسم ہی اور کبیدہ و تاک ہی — خاک مین کل جسم کیا سر آتشخوان بھی خاک ہی
گو بدلتا ہو لباس اپنا تو دن مین کتنی بار — گل کے آنے لگی جو تیری آتشی پوشاک ہی
عشق اسکی جامہ زیبی کا ہمکو کچھ سود نہین — مثل گل یان جیب بیرہن جنون صد چاک ہی
آگے افتادونکے عالی منزلت ہوتے ہین پست — دیکھ ہر پانی کے نیچے گنبد [illegible] ہی
عالم بالا سے ہم بدست پاتے ہین جو رزق — اپنے آگے آسمان ایک دار بستہ تاک ہی

تیرے آگے رنگ گلشن ہو گیا ایسا سفید	جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہے
موے مژگان ہوگئے پانی مین رہنے سے سفید	انتہا رونے کی کچھ اے دیدۂ نمناک ہے
گو بظاہر خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر	کوئی ہے اکسیر ایسا اور کوئی خاک ہے
ہے یہی حسرت کہ پہونچون اڑکے کوے یار مین	بعد مردن خاک مین بھی مجھکو راحت خاک ہے
ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین	صید مضمون جو ہے ناسخ بستۂ فتراک ہے

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو بہزاد نے جھک کر کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تمھارا اتنا بیدار ہون سرزنش نے جو بے ادبی کی آخر بارہا آگیا مین نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے اب رات زیادہ آئی چلکر آرام فرمایئے مین پانون دبا ؤنگا یہ نہین چاہتا کہ آپ کے پہلو مین لیٹون تاآپ خود سرفراز کرینگی فیروزہ نے جھلاکر جواب دیا کیون اے بہزاد تم اسیواسطے بکیسا تھہ لائے تھے دیکھو خبردار مین سمجھاتی ہون ایسا خیال کبھی نہ کرنا ورنہ مین چلی جاؤنگی یہ کہکر اُٹھنے لگی بہزاد قدمون پر گرپڑا کہا اے ملکۂ عالم آپ چلکر وہ تصویر کی سیر کیجیے مین آپ کو جانے نہ دونگا اگر آپ کو ایسا خیال ہے تو مین آپ کی بارگاہ مین نہ حاضر ہوا کرونگا اب تو کوہ تصویر پر چلیے فیروزہ نے بہت جھلاکر کہا اے بہزاد خبردار جو خیال دل مین ہو نکال ڈالو یا شاید یہ ارادہ کرو کہ میرے سوتے مین آؤ تو مین سحر مین تمسے یا یہ کمی کا نہین رکھتی جب کبھی تم دبا ؤ ڈالوگے تو مین سحر کرونگی تمھین دیوانہ کر دونگی بہزاد نے بہت عذر کیا اور دوسرے دن کوچ کیا دوسری منزل پر آکر اُترا قلعۂ یلغار قریب تھا یلغار جادو خبر بہزاد کی سنکر قلعے سے نکلا سامان دعوت مہیا کیا رات کو آکر شریک صحبت ہوا سحر مین اپنے یلغار کو بڑا دعوی ہے اور پہلوانی مین بھی فرد رہے یلغار جادو نے جو ملکہ فیروزہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا لوگون سے پوچھا یہ شاہزادی کون ہے جنے کہا یہ شاہزادی کوہ فیروزہ کی ہے فیروزہ تاجدار نام ہے یلغار جہاندیدہ کار آزمودہ ہے اسنے دیکھا کہ فیروزہ خاموش بیٹھی ہے بہزاد سے بھی کلام نہین کرتی خاموش ہو رہا سوچا کہ اگر کہونگا تو بہزاد کے خلاف ہوگا اسوقت تو اُٹھکر چلا گیا اپنے مقام پر آکر

سوچا کہ فیروزہ کو اُٹھا لاؤن پہر رات رہے طائر بنکر آیا قبہ بارگاہ کو چاک کرکے
دیکھا کہ فیروزہ پڑی سو رہی ہو گرد پلنگ کے گلدستے رکھے ہین کاغذ کے طائر بنے
ہوئے اُن گلدستون پر بیٹھے ہین منقارین کھول کھول کر رہ جاتے ہین یلغار اُڑا ادہر سے
سحر کرنے لگا طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی اسطرح غل مچایا کہ سحر یلغار کا کامل
نہ ہونے پایا تہا کہ فیروزہ کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام
کھڑا سحر کر رہا ہی فیروزہ نے کہا ارے تو کون ہی یلغار کو کچھ نہ بن پڑا اسم اپنا چھپا کے
بھاگا فیروزہ سمجھی کہ کوئی فرستادہ بہزاد تہا لیٹی سو گئی یلغار نے پھر قبہ بارگاہ سے
دیکھا کہ فیروزہ غافل سو رہی ہی اب کے مرتبہ یلغار نے آکر پہلے طائرون پر سحر کیا کہ طائرون
نے منقار کھولنا موقوف کر دی یہ سحر کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا سوتے مین سحر کیا کہ
فیروزہ بیہوش ہو گئی یلغار نے کمر مین پنجہ دیا اور لے چلا اپنے قلعے مین آیا ایک
کمرے مین لا کر زبان مین فیروزہ کی سوزن دی ایک قفس مین بند کرکے اُسی
کمرے مین بند کر دیا چند کنیزین جو ہمراہ تہین انکو اُسی کمرے مین چھوڑا کہا جب
ہوش آئے تو آب و طعام پہونچانا مین نے زبان مین اسکی سوزن دی ہی سحر نہین
کرسکتی یہ خیال اپنے دل مین کرکے باہر نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان بہزاد جو
صبح کو اُٹھا کنیزان فیروزہ روتی ہوئی آئین کہا اے شہنشاہ عجب معرکہ گذرا کہ ہماری
بی بی کو کوئی اُٹھا لے گیا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی اب حضور چلکر دریافت کرین کہ کون
لے گیا بہزاد یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا مین اس تدبیر مین تہا کہ شاید
ملکہ کو میرے حال پر رحم آئے یلغار کو تو بلاؤ یلغار جادو کانپتا ہوا آیا بہزاد نے
کہا اے یلغار تمنے سُنا کہ کیا قیامت برپا ہوئی کوئی ملکہ فیروزہ کو لے گیا مجھکو نہایت
قلق ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی آزار پہونچے یلغار جادو نے کہا مین تو حضور کی دعوت کے
سامان مین رہا پہر رات رہے اُٹھکر گیا ہون بہزاد نے کہا تو تلاش کر مگر یلغار جادو
کا وزیر سوہان جادو وجہ اُس مکان مین آیا دیکھا چند کنیزین بیٹھی ہین ایک قفس لٹکا
ہوا ہی اُسمین ایک شعلہ جوالہ نہایت حسین و جمیل سر جھکائے بیٹھی ہی مگر آنکھون مین

آنسو بھرے ہوے دل سے اپنے باتین کر رہی ہو کہ ای فیروزہ حقیقت مین کیا وقت
خلاف تھا کہ جس وقت بھنے کوچ کیا منزل اول مین وہ سانحہ گذرا اب یہ نوبت ہوئی
کہ بلغار جادوگر گرفتار کرلایا دیکھیے کیونکر رہائی ہو سوہان نے جو جمال بے مثال دیکھا پسینہ
آگیا قلب ٹھہر گیا ٹہلتا ہوا قریب قفس کے آیا کنیزون نے منع بھی کیا کہ قریب قفس کے
نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ مالک کے خلاف ہو سب سے چھپا کر یہان قید کرگئے ہین اور منع
کرگئے ہین کہ کسیکو آنے نہ دینا آپ چلے آئے اُنکے نفس ناطقہ ہین مگر اسنے بات نہ کیجیے
سوہان نے کنیزون کو جھڑک دیا قریب قفس کے آکر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی
واسم گرامی کیا ہو اور یہ کیا معرکہ ہوا کہ آپ گرفتار ہوئین فیروزہ نے اشارہ کیا کہ میری
زبان مین سوزن ہو مین کلام نہین کرسکتی سوہان نے کہا اگر آپ مجھکو قبول کرین تو
مین آپ کو نکال لے چلون اگر بلغار پوچھین گے تو مین جواب دے لونگا ملکہ نے
کچھ جواب نہ دیا سوہان نے قفس اُتار لیا جوش محبت مین قفس لیکر چلا کنیزون نے
پکار کر کہا کہ ای سوہان یہ تم اچھا نہین کرتے ہو سوہان نے کچھ جواب نہ دیا اور
پر پرواز پیدا کرکے اُڑا مگر حیران ہو کہ ای سوہان قفس کہان لیجاؤن اس سوچ مین
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اُس درے مین قفس رکھکر پتھرون سے چھپا دیا اور
وہان سے نکلا مگر خاموش کہ کیا کرون یہ تو اِس سوچ مین جاتا ہو مگر اُس درۂ کوہ کی
مالک سکان جادو ہو کہ جو برائے سیر نکلی ٹہلتی ہوئی اندر درے کے آئی آکر دیکھا
کہ ایک مقام پر پتھرون کا انبار لگا ہوا ہو ایک پتھر کو جو ہٹایا دیکھا ایک قفس آہنی مین
ایک نازنین بند ہو قفس اُٹھا لیا اپنے پہاڑ پر لائی پوچھا ای ملکۂ عالم آپ کون ہین آپکو
کسنے قید کیا ملکہ نے رو کر اشارے سے کہا مجھ بدنصیب کا حال نہ پوچھو کاش کہ میری
صورت اچھی نہ ہوتی جو دیکھتا وہ نفرت کرتا مین اس بلا مین نہ پھنستی اُسنے پوچھا
آپ کا نام نامی کیا ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا مین بدنصیب مشتاق کوہ تصویر قلعۂ فیروزہ نگار
کی حاکم ہون اور نام میرا فیروزہ تاجدار ہو نام سُنکر وہ ساحرہ قدمون پر گر پڑی
اور کہنے لگی کہ حضور ہمارے بزرگون کو آپ کے بزرگون سے یہ نعمت ملی ہو ہمارا

خراج آپ ہی کے قلعے مین جاتا تھا مگر جب سے جمشید ثانی نے اپنی خدائی جاری کی اُس دن سے
اب قصر ہفت رنگ مین جاتا ہو آپ کا کیا اِرادہ ہو ملکہ نے کہا میرا ارادہ یہ ہو کہ کوہ تصویر
دیکھون اور جو دیو اُسپر بنا ہو اُسمین تصویر سامری ہو اُس سے مراد مانگون شاید قبول ہو یا نہ
قبول ہو مگر اب تو اِس ہیر پھیر مین پڑ گئی ہون دیکھیے اِس بلا سے کیونکر رہائی ہو سکان نے
جلد ہی قفس کھولا ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے قید توڑ ڈالی
نگرسکان نے فوراً اسباب عیش و نشاط مہیا کیا جام ارغوانی گردش مین آیا اور صدا سے
نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی نگرسکان ایک ایک سے کہ رہی ہو کہ صاحبو اِنکی جو خاطر
کر وہ جا ہے ہو اِنکے بزرگون کی وجہ سے مجھے سلطنت ملی ہین اِنکی کیونکر نہ خاطر کرون
مگر یہان بلغار جادو ہمزاد سے وعدہ کر کے اُٹھا کہ مین ڈھونڈھنے جاتا ہون قلعے مین آیا پہلے
گھر سے مین پہونچا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے کہا آپ کے وزیر اعظم آئے تھے وہی
قفس لے گئے بلغار جادو یہ سنکر جھلایا ہوا باہر نکلا کہ دیکھا سے یہان جادو وزیر میر اصحرا
سے پلٹا ہوا آتا ہو مگر سوچ مین ہو کہ مین کیا جواب دونگا مین نے یہ بُرا کیا کہ کنیزون کے
سامنے لایا اگر پہلے سے جانتا تو کنیزون کو بیہوش کر دیتا کہ بلغار جادو نے پکار کر آواز دی کہا
اے وزیر اعظم تمنے قفس کہان جا کر رکھا وزیر گھبرا گیا کہا اے شہنشاہ مین سوچا کر ذکر اِنکے
غائب ہونیکا لشکر ہمزاد مین ہو رہا ہو جادوگر تلاش کرتے پھرتے ہین ایسا نہ ہووے
کہ ہمزاد قلعے مین چلا آئے اور ملکہ کو دیکھ لے تو مین نے قفس لیجا کر درۂ کوہ مین چھپا دیا
اب جسطرح فرمایئے لے آؤن بلغار اور وزیر ملکر چلے مگر وزیر دل سے باتین کرتا ہو
کہ اب تو اِنکو قفس لیجانے دو جب یہ ہنگامہ دفع ہوگا تب لیجاؤنگا دونون وزیر و شاہ
درۂ کوہ مین آ کے قفس وہان نہ پایا تو بلغار جادو نے جھلا کر کہا اے وزیر اعظم مجھکو دھوکا
دیتے ہو صاف صاف بتاؤ کہ قفس ملکہ کا کہان رکھا اب وزیر ہاتھ باندھتا ہوا کہتا ہو
اے شہنشاہ مین تو اِسی درۂ کوہ مین رکھ گیا تھا نہین معلوم کون لے گیا پیرون درۂ کوہ
دونون کھڑے باتین کر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی اشعار عاشقانہ
گا رہا ہو بلغار جادو نے کہا اے وزیر اعظم تمھارے قول سے سچائی پیدا ہوتی ہو لیکن

صاف صاف کہو اب پردہ نہیں چلیگا مجھکو بہزاد کا بڑا خوف ہو کہ ایسا نہو اُسکو ثابت
ہو جائے تو یہ بڑی پیش آئیگی مگر چلکر دیکھیں تو یہ کون گا رہا ہو وزیر و شاہ دونوں بالائے
کوہ آئے دیکھا جلسہ جما ہوا ہو سکان جادو مصروف خدمتگزاری ہو اور ملکہ فیروزہ
مست پڑی بیٹھی ہیں ایسا اُنکو خوف غالب ہوا کہ کچھ کلام نکر سکے کوہ سے اُترے فیروزہ
نے کہا اے سکان تمنے دیکھا کہ دونوں آکر ہمکو تمکو دیکھ گئے پھر فیروزہ نے کہا اے سکان
کچھ خوف نکرو یہ بہزاد سے اطلاع کرنے گئے ہیں بہزاد اگر لشکرکشی کریگا تو بیس دو
ہزار کنیزین لشکر میں موجود ہیں میں کل لشکر کو جواب دونگی اور اب اِنکے ساتھ نہ
رہونگی دو منزلین طے کین دونوں پر فقر پڑے جب ہو وہ مجھپر ٹوٹا پڑتا ہو اور مجھے اِن سب
ساحروں سے نفرت ہو ہمیشہ سے یہی ارادہ ہو کہ اِن ساحروں سے ہم صحبت نہوں
سکان نے کہا واری آپ ساحروں میں پیدا ہوئیں اُنھیں سے معاملہ پڑیگا فیروزہ
نے جواب دیا کہ جبتک ہم منظور نہ کرینگے کسی کی مجال نہیں ہو کہ ہمپر دست انداز ہو کوہ
تصویر کا اشتیاق ہو اس آرزو میں کہ وہاں دعا مانگیں کہ یا خداوند میرا اِن ساحروں کا
ساتھ نہو شاید دعا قبول کرلیں مگر وزیر و شاہ فیروزہ کو بالائے کوہ دیکھکر لشکر میں
بہزاد کے آئے بہزاد برہم بیٹھا ہوا ساحروں پر غصہ کر رہا ہو کہ صاحبو کیسے غضب کی بات
ہو کہ ہمارے لشکر سے آکر کوئی فیروزہ کو لے گیا اور خبر بفصل نہیں ملتی کہ بلیغا جادو واکو
سے وہاں حاضر ہوئے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ خطا مجھسے ہوئی کہ میں ملکہ کو لے گیا مگر
وزیر صاحب قفس کو لے گئے جاکر درۂ کوہ میں رکھا وہاں سے بی سکان قفس کو
اُٹھا کر لے گئیں اور اپنی صحبت میں جگہ دی میں جو گیا مجھسے بات بھی نکی بہزاد نے کہا
میں ابھی جاکر لاتا ہوں میں تو یہی چاہتا تھا کہ نشست ہو معاملہ آسان ہوا اب زیرکو
گرفتار کرونگا یہ کہکر اُٹھا وزیر و شاہ پر غصہ کرتا ہو کہ اے بلیغا جادو تمنے وہ حرکت کی کہ لائق
معافی نہیں ہو مگر تمنے صاف صاف کہدیا اب سکان و فیروزہ سے لڑائی پڑیگی اب ملکہ
فیروزہ مجھسے برہم ہوگی مگر جو کچھ ہو سکان کو خوب سزا دونگا اور پھر فیروزہ کو لا کر نکاح
از بخوشی میرا وصل قبول کیا تو خیر اور نہ ایسا سحر کروں کہ قلب اُنکا الٹ جائے نقل میر

وہ مجھپر عاشق ہوون یہ کہتا ہوا باہر نکلا حکم دیا کہ لشکر مین تفرقہ نہو لشکر تیار ہونے لگا ادہر
کنیزین ملکہ فیروزہ کی جو ایک طرف آتری تہین انھون نے سنا کہ ہماری بی بی سے لڑنے
جاتے ہین بی بی ہماری بالا سے کوہ ہین سب اکٹھا ہوکر نکلین فیروزہ صحبت مین بیٹھی ہی
مگر سکان بہت گھبرا رہی ہو کہتی ہو کیون ملکہ فیروزہ اب کیا ہوگا فیروزہ جواب دیتی ہو
جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا کہ کنیزین آکر یہہ کہین عرض کی والی بہزاد مع لشکر آتے ہین
یہ سنکر فیروزہ اُٹھی کہا آج بہزاد تصویر کشی بھول جائینگے انکو جو گمان ہو کہ مین گرفتار
کرلونگا میری زبان سے نہین نکلتا مگر خدا سے نادیدہ میری مدد کریگا میرے دل مین تو
یہی اعتقاد ہو یہ سب خدائیان باطل ہین مگر مذہب مسلمانان صحیح ہو اُسی پر رجوع کرتی
ہون اگر خدائی اُسکی برحق ہو تو میری آبرو ہاتھ سے بہزاد کے بچیگی اور اگر میری ذلت
ہوئی تو جان جائیگی کہ یہ مذہب بھی درست نہین ہو یہ کہکر اُٹھی سامنے کوہ کے آکے
ٹھہری کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فیروزہ طاؤس پر سوار دو ہزار کنیزین
ہمراہ آمادۂ حرب و پیکار کھڑی ہو مگر بالک کوہ سکان جادو بھی ہمراہ ہو کہتی ہو واری
مین جانتی ہون کہ قدرت آپکی بڑی خاطر کرتے تھے مین آپکے ہمراہ ہون کہ بہزاد نے
جو دور سے فیروزہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیون پی سکان تمنے کچھ میرا خیال نکیا
اگر قفس پایا تھا تو میرے پاس کیون نہ لائین مین یلغار جادو کو سزا دیتا اب یلغار
نے مجھسے مفصل کہدیا مین نے اُسکی خطا معاف کی فیروزہ کو لیکر چلی آؤ اور اے ملکۂ عالم
مجھسے خوف نکرو مین بدون رضامندی تمھاری دست اندازی نکرونگا یہ تو مین نے
عہد کرلیا تھا مگر نہین معلوم تمکو مجھسے کیا خوف ہو فیروزہ نے جواب دیا کہ اے بہزاد
اب تو لشکر کشی کی ہو جو دل مین ہو وہ کرو مین بھی حاضر ہون آج یہ بھی کھلجائے کہ سحر ہمارا
کیسا ہو جو تمھارے دل مین گھمنڈ ہو وہ تو ذرا نکلجائے بہزاد نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو
امیدوار ہون کہ یہ خطاوار موجود ہو جو مناسب جانیے وہ سزا دیجیے مین اسیطرح
تابعدار ہون چلی آئیے جو گذرا وہ گذرا لیکن اتنا امیدوار ہون کہ تا بکوہ تصویر چلیے
شاہان اطراف کا جماؤ ہو رہا ہو دوکاندار آتے جاتے ہین آپ بھی چلکر میلے مین شریک

ہو جسکے بعد اُسکے آپ کو اختیار ہو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا وہ سحر کرون کہ مثل ہرن
آپ کو بھی معلوم ہو کہ عشق کیا چیز ہے راتین بھی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ دیوانہ ترک
ہوگیا اگر اسکے خلاف کیا تو فوج موجود ہے فیروزہ نے کہا او بیحیا تیری روشنی کا عشق بگھار
ہو جو حوصلہ ہو وہ نکال لے تا کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے یہ سنتے ہی بہزاد نے فوج کو اشارہ
کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا بہزاد نے آواز دی ہان صاحبو ملکہ کو گرفتار کر لو چہار جانب
سے فوج بلوہ کر کے چلی فیروزہ نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور بیقرار ہو کے
پکار اُٹھی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائیو مین تجھی سے
التجا رکھتی ہون یہ کہکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے جسپر پڑا وہ جلکر رہگیا تھوڑے
عرصے مین کئی ہزار ساحر برباد ہوے یعنی جلکر خاک ہوگئے فیروزہ نے بھی کنیزون کو
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو یہی وقت ہے کہ اپنے اپنے سحر کا امتحان کرو دو ہزار کنیزین
اسباب سحر تیار کر کے فوج پر جا پڑین جسنے سحر کیا ایک جادوگر کو دیوانہ کر دیا اُس
دیوانے نے دو چار ساحر مارے مگر غول مین فیروزہ گھری ہوئی ہے بہزاد دیکھ رہا ہے
جی مین کہتا ہے کیا بلا کی ساحرہ ہے کہ اتنی بڑی فوج سے جنگ کر رہی ہے اور کوئی ہاتھ
نہین ڈال سکتا خود گینڈا بڑھایا ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے فیروزہ کے پہونچا فیروزہ
نے کانون سے بجلی اُتاری اور کھینچ ماری برقین گرنے لگین بہزاد نے ہر چند روکا مگر وہ
برقین نہ رُکین کئی سو ساحرون کو مار کر دو ٹکڑے کر دیا ایک برق تڑپ کر سر پر بہزاد کے
گری کہ سر اُسکا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی بہزاد کو غصہ آیا اب تک تو یہی چاہتا تھا کہ اسکو
رضامند کر کے لیجاؤن شاید راضی ہو جائین اب منظور ہوا کہ گرفتار کرون دباؤ ڈالون
تلوار کھینچکر بڑھا چاہا وار کرون فیروزہ نے ایک موے سر توڑ کر سحر کیا کہ زنجیر آہنی بنکر
تیار ہوئی وہ زنجیر اسنے تلوار پر بہزاد کی ماری کہ تلوار بہزاد کی ٹوٹی اب تو بہت گھبرایا
حیران تھا کہ کیا سحر کرون کہ اس ظالم سے نجات پاؤن فیروزہ نے خنجر کمر سے کھینچا بہزاد
ہٹتا جاتا ہے فیروزہ نے سامنے مین تلوار کے لیا چاہتی ہے کہ تلوار مارون کہ
بہزاد کو یاد آیا کہ ڈبیہ خاک قبر جمشید کی جھولی مین موجود ہے یہی حکم سامری تھا کہ جب

جان جانیکا وقت آئے تو اسکو صرف کرنا اس سے بڑھکر کونسا وقت ہوگا اجل پھر پھر کھڑی ہی
اب جان بچنا دشوار ہی دیکھون کیا ہوتا ہے یہ سوچکر اسنے دبیہ جھولی سے نکالی اور خاک قبر
جمشید کو اڑا دیا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ اس سحر کا کوئی توڑ نہین ہی جیسے ہی خاک اڑتی
فیروزہ لہرا کر گری اور بیہوش ہوئی بہزاد نے چند کنیزون کو للکارا کہ ارے تم کیون سب
ڈرتی ہو بلا و ذوج سے بچ گئی ہو پاس قریب آؤ ملکہ کو اٹھا کر لے چلوین اب بھی یہ آسانی پیش
آتا ہون مگر اب بدون حصول وصل باز نہ آؤنگا دیکھون تو یہ کیا کرتی ہین کنیزون نے
آکر ملکہ کو اٹھایا کل کنیزین حاضر ہوئین سب کو بہزاد نے ساتھ لیا اور سکان سے اشارہ
کیا کہ تمھاری بھی خطا معاف کرتا ہون بالا سے کوہ جاکر بیٹھو سکان ناچار پلٹ گئی مگر
کنیزین متفکر کہ ہین کہ دریافت کرو بہزاد کیا کرتا ہی مگر بہزاد نے فیروزہ کو قفس آہنی مین
بند کیا مسلسل بھی کر دیا اپنی بارگاہ مین آیا چند ساعت کے بعد ملکہ ہوشیار ہوئین اور
اپنے کو دیکھا کہ قفس مین بند ہون بہزاد سامنے بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم بہ آ
سامری و جمشید میری مصیبت پر رحم کرو اگر مجھے قبول کروگی تو عمر بھر خدمتگزاری کرونگا
تم بیٹھکر سلطنت کرو سب تمھین کو اختیار رہیگا نام سامری و جمشید سنکر ملکہ نے کہا ان پر
تو مین لعنت کر چکی ہون انکا واسطہ کیون دیتے ہو یہ مکار تھے دعوی خدائی کرکے
مر گئے اب یہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی خداوند بنکر بیٹھا ہی اپنے بزرگون کی کتاب کو کہتا
ہی منسوخ کر چکا اور یہی گمان کرتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جب سے یہ مسلمان آئے
مین نے کاہنون و نجومیون سے دریافت کیا ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ یہ طلسم تمام
ہوئی اور جمشید بھی سنے جاتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جو تجھ سے ہو سکے قصور نکرو
مین تمکو قبول نکرونگی بہزاد یہ سنکر بہت جھلایا طرف سردارون کے متوجہ ہوا انسے
صلاح کرنے لگا سب نے کہا حضور میدان خونی کی تیاری کیجیے اور قفس جلاد کو دیکے
حکم قتل دیجیے جان کا بڑا خوف ہوتا ہی ملکہ ضرور قبول کرینگی یہ سنکر بہزاد نے حکم دیا کہ
میدان خونی کی تیاری کرو اسیوقت دار مین استادہ ہوئین جلاد نشانگین لگانے سے آگے
آوازین دیتے تھے کہ ایک ہاتھ مین سر کو قائم کرتے ہین تگ جا کر [illegible] ل ہی سمجھو دیکھکر دیجیے گا

پھر اوسنے اشارہ کیا کہ جلد اسکو قتل کرو ایسے اسکے صدمے دیئے کہ اب تاب مین طاقت
نہین ہے کہ یہ مصیبت اُٹھاؤن جلاد نے ملکہ کو قفس سے نکالا گردن پر کیسے کا خط دیا تیغ
کھینچکر جلاد سر پر آیا اُسوقت فیروزہ نے دلکی طرف پروردگار کیطرف متوجہ کیا اور کہا
اُلٹی کراے کارساز زمین و زمان واے معین و مددگار بیکسان کنیز کو اس آفت سے بچا
اس ظالم کی بدعت سے لیکن کچھ نگی تقضاے کا۔ صاحبقران زمان کے لشکر مین ہین اور
بادشاہ جمجاہ قید خانے کو فتح کرکے اسی مقام پر ٹھہرا ہین اکثر سے یہین چار سو تاجدار ساتھ
ہین بارگاہ زرنگار بفتی استادہ ہے کہ انکا ذکر کیا جائیگا مگر صاحبقران نے فرمایا اے میثاق دو
ہفتے سے زیادہ گذرے کچھ خبر نہین معلوم کہ ہمارے فرزند بادشاہ پر کیا گذری حقیقت
مین کبھی ایسے صدمے شاہ نے نہ اٹھائے تھے اگر مناسب جانو تو شہریار کو تلاش کرین
میثاق نے کہا حضور تو کوچ کرین اور طرف کوہ تصویر کے چلین کہ کوہ تصویر پہلے ہی
کل تاجدار وہان آئینگے اپنی اپنی نذر و نیاز لائینگے حضور تو آگے چلین غلام
آپ کا سعد شہریار کو دریافت کرتا ہوا قریب کوہ تصویر حضور کو ملیگا بہار انجاز بیان
نے کہا اے میثاق مین بھی چلونگی مع ارسلان بھی اپنے مقام سے اٹھین میثاق نے
ایک تخت سوز تیار کیا دونون شاہزادیان میثاق کے ہمراہ ہوئین تخت اڑتا ہوا
چلا جسطرف سے تخت میثاق گذرتا ہے غول کے غول اور رنگ کے تخت میلہ والونکے
دکھائی دیتے ہین حلوائی رنا بنائی دکھاتے نے راستے رستہ ولا جھلا سنے دستے و تنبولی و
ساقی مع ساتھیون کے اسباب سب کے لیے ہوئے ساتھ ہین ہر مقام پر پہنچکر
ہو کر صاحب جیلکر خداوند سے ملاقات کرین ایسی کرامت کہان ہوگی کہ پتھر کی تصویر شکل
انسان کے باتین کرتی ہے جو بات پوچھو وہ بتا دیتی ہے سال جو انقلاب ہوا ہے
اسکے بارے مین بھی دریافت کیجئے کہ قدرت کیا فرماتے ہین طلسم فتح ہوگا مسلمانون نے
آپ دراصل مین ساحرون سے بیزار ہے کہ کل اقلیمین تباہ ہورہی ہین مسلمان ہر طرف
چلے آتے ہین بہار انجاز بیان نے کہا اے میثاق کیا ان لوگونکے یہ اعتقاد ہین کہ
تصویر پتھر کی حقیقت مین باتین کرتی ہے میثاق نے کہا ہین کئی مرتبہ کوہ تصویر پر گیا کیا

بڑی بات ہی ساحر کو اختیار ہی کہ سحر کرکے اپنے کو غائب کر دے پشت پر تصویر کی بیٹھ رہے
جو کوئی سوال کرے تو یہی ساحر جواب دیدے مگر اے ملکۂ عالم اب سب کا حال کھلے گا
تخت اڑائے ہوئے میثاق آتا ہی تمام صحرا سیلابون سے بھرا ہی اور بعد جانے میثاق کے
صاحبقران نے بھی کوچ کیا اور ہر بادشاہ ذیجاہ سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ
پایا کہ طرف کوہ تصویر کے جایئے سعد شہریار بھی سوار ہوئے صرف وہی چار سو تاجدار
ساتھ ہین منزلین طی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر یہان وہ وقت ہی کہ بہزاد و ملکہ فیروزہ کو
ڈرا رہا ہی مگر فیروزہ یہی کہے جاتی ہی کہ مین سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہون اے بہزاد
اگر تو میرا بند بند جدا کریگا تو بھی مین تجھکو قبول نہ کرونگی جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر لیکن
بہزاد جلاد کو اشارہ کرتا ہی کہ قتل نہ کرنا خنجر چمکا کر ڈرا کنیزین فیروزہ کی حیران کھڑی دیکھ
رہی ہین آپس مین کہتی ہین کہ صاحبو ہماری مالک پر یہ جفا ہی اور ہم دیکھ رہے ہین ہمنے
انکا نمک کھایا ہی کیا تدبیر کرین مگر فیروزہ مجبور ہو کر آنکھون سے آنسو جاری رجوع
قلب سے دعائین مانگنے لگی کہ اے رحیم رحم اپنا شریک کر تیری ذات کو بقا ہی اور سب کو
فنا ہی مین نے بے کسی کے سمجھانے تیرا اعتقاد کیا ہی بیقرار ہو کر جو فیروزہ نے دعا کی
میثاق کوہ گردان تخت کو اڑاتا ہوا اس صحرا مین پہونچا آسمان سے دیکھا کہ ایک
مہ‌جبین نہایت حسین و جمیل آنکھون سے آنسو جاری ثابت ہوتا ہی کہ صدف کا منھ
کھلا ہوا ہی گوہر آبدار اشک نکل رہے ہین میثاق فیروزہ کو دیکھکر طرف بہزاد کے
پلٹا کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے اس مہ‌جبین نے کیا خطا کی ہی کہ جلاد تلوار کھینچے ہوئے سر پر
کھڑا ہی وہ ساحر مغرور سیاہ فام بدانجام حکم قتل دے رہا ہی میرے دل کو تو یہی یقین ہی
کہ شاید یہ شاہزادی طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی ہی اسی جرم پر یہ ساحر قتل کرتا ہی یہ سنکر
سردار حسینان نے جواب دیا کہ اے میثاق اسکو بچاؤ مین سحر شروع کرون پی بہار کا
ادب چلے اور یقین ہی کہ یہ شاہزادی بھی ساحرہ ہی رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگی میثاق
نے اشارہ کیا بسم اللہ سردار حسینان تڑپ کر گری ملکہ فیروزہ کو اٹھا لیا بہزاد نے
جو دیکھا کہ ایک شاہزادی آسمان سے اتری اور فیروزہ کو لیے جاتی ہی پہنچا تا کہ بزور

شہزادہ حسینان ہو بیتو بت سے شریک بادشاہ اسلام ہو گئی مگر کیا شاہزادی ہو تو حسن میں بے نظیر ہو بقول شاعر نظم

جنت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
وہ تجلی تھی کہ ہوسی کے بھی لیجاے ہوش

غرق دریاے جواہر تھی قدم سے تا فرق
زیور نور وہ تھا زیب بدن گوہر پوش

کان کی بجلیوں میں تابش برق سر طور
اختر بخت حسینان تھا انجم در گوش

روے تاباں تھا کہ ہیری شب امید کی صبح
ہیرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو بر دوش

وہ جبیں جسکی محبت کا دل بدر میں داغ
خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز
مردمک آنکھ میں یا مغبچہ بادہ فروش

متحرک لب نازک تھے مثال گل برگ
متبسم صفت غنچہ دہان خاموش

شیشۂ پیکر حسن گلو سے زیبا
جس میں لبریز تھی الست کی شراب سرجوش

ہر ادا میں دو قمر طلعت و آئینہ جمال
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلبدن پوش

کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
تھیں یا ندیمیں جادو ناز ادا ہوش

جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس ہیں خاموش

شہزادہ جمال بے مثال دیکھا حسن فیروزہ کو بھول گیا پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی و ماہ سپہر باغ محبوبی یہ کیا گستاخی ہے کہ آپ میرے ساتھ بغاوت کرتی ہیں میں حیران ہوں کہ آپ کو اسنے کیا توسل ہو مہر دار حسینان نے کچھ جواب نہ دیا اور پلنگ پر سے فیروزہ کی زبان سے سوز نکالی فیروزہ جو سر بسجود تھی اسکو توڑ کے پھینکا کہا کہ اے شہنشاہ حسینان آپ کیونکر تشریف لائیں یہ ملعون کہہ چکے ہیں آتا تھا جب بہرام کو فیروزہ پہونچا تو میں نے سامان رخصت کیا یہ بھیجا تھا دیکھا یا نشق ہوا پہلے سوال کیا میں نے جواب صاف دیا یہ بھیجا چاہتا تھا کہ تیرے واسطے اصل سے میں نے سامری و جمشید پر لعنت کی اور مذہب خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا اس کریم رحیم نے آپ کو بھیجا اب میں آپ ہی کے ساتھ رہونگی مشتاق کو دیکھ دوران یہ باتیں تھیں کہ فیروزہ کی سنگ پائی تو جو چھپا تھا گود جو بغل سے نکالا اشکر شہزادہ پر پھینک مارا دو ٹکڑا

کنیزون مین فیروزہ کی بھی لڑنے لگین عکاسان نے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا یہ بھی آکر شریک فیروزہ ہوئی دس بارہ ہزار جادوگر لیکر آئی اور پکار کر کہا اے میثاق مین بھی مطیع اسلام ہوئی ان ساحرون سے بیزار ہوگئی اتنے مین سب ساحر آپس مین ملگئے جنگ ہونے لگی بہار نے عجب دیکھا کہ مغلوبہ ہورہی ہے ہار جو اون کا گلے سے اُتارا اسم پڑھکر پھینک مارا کہ ایک غول پر پھول برسنے لگے کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے بہار اعجاز بیان کے آئے

نظم

قمریان کہتی ہین باہم دیکھکر بالاے سرو — اُس سہی بالا سے آتی ہے بلا بالاے سرو
وہ سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ گا — گلشن عالم مین ہوجائین اگر دوچاے سرو
قمریان کہتی ہین کوکو جو ہین ہر طرف — ہو یہ کاہیدہ تیرے آگے کہ گم ہوجاے سرو
وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین — باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریان بالاے سرو
فصل گل مین کیون نہین مینا دے اے سبزہ رنگ — ساغر دل مین بھرونگا بادہ مینا سے سرو
عقل اگر ہے عشق تو ہوتی ہین اُس سہی قد پر نثار — جانور ہین ایسے ہین قمریان شیداے سرو
آگیا رونا مجھے یاد آئے گھر جانے آپ — بن گیا ہے آب جو بدنصیب ہر پاے سرو
قد وہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو اور بھی حسن ہے — بس مجھے گلبن ہی کافی ہے نہین پرواے سرو
آج اُس سرو روان کا قصد ہے گلگشت کا — قمریان کہتی ہین پھر نکلی جاے کوکو ہاے سرو
باغ عالم مین بھلا سوز دون نہ کیون مشہور ہو — مدتون تابیخ کے اشکونکا جو پانی پاے سرو

القصہ اُس غول کا سامنے بہار کے آیا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم حسن وجمال اے ماہ آسمان کمال پانچ ہزار ساحر میرے ہمراہ ہین جو حکم ہو وہ بجالاؤن بہار نے اشارہ کیا کہ فوج بہزاد کو قتل کرو پانچ ہزار ساحر جو پلٹے فوج بہزاد پر جا پڑے بہزاد نے دیکھا کہ ایک طرف فیروزہ دوسری جانب میثاق کوہ گردان تیسری سمت سردار حسینان چوتھی طرف عکاسان جادو بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوے لڑ رہی ہے سمجھا کہ اب جان بچنا دشوار ہے شکست فاش کھاکر بھاگا میثاق دور تک تعاقب کرتا ہوا گیا مگر بہزاد شکست خوردہ طرف کوہ تصویر کے گیا میثاق اُس جمعیت کو لیکر اُسی مقام پر اُترا فیروزہ سے

باتیں محبت کی ہو رہی ہیں فیروزہ کو بھی طرف میثاق کے توجہ ہے دل سے کہتی ہے کہ اے فیروزہ
شکر ہے کہ بادشاہ سے ملنے کا طریقہ یہ پڑا یہ وزیر اعظم خداوند صاحب مرتبہ ہے پوچھا کیوں
صاحب کیا ارادہ ہے میثاق نے کہا ہم بھی سیر دیکھیں گے یا تو ہمراہ جمشید کے آتے
تھے یا براے مقابلہ جمشید جاتے ہیں یہ باتیں تھیں کہ قیصور رجبی آکر پہونچا میثاق
نے کہا اے قیصور کہاں سے آتے ہو قیصور نے بیان کیا کہ بادشاہ جمشید وسعد بن
قباد نے زندان خانۂ طلسمی فتح کیا جا رہے تاجدار اُنکے ساتھ ہیں اُنکو بھی لوح نے ہدایت
کی ہے کہ آپ بھی کوہ تصویر پر جائیے سیر جا کر دیکھیے میلے میں جنگ عظیم ہوگی تو اے میثاق
میں بادشاہ کے خیال سے چلا ہوں کہ کوہ تصویر پر ملاقات کرونگا فوج جنات بھی
آتی ہے جس میں بھی سب شریک جنگ ہونگے حاکم کوہ تصویر کا نقاش جادو بڑا ساحر
زبردست ہے اے میثاق سب سامان اپنا درست رکھنا تاجر بنکر آؤ یہ کہکر قیصور رجبی
رخصت ہوا اب میثاق نے اپنی قطع تاجرون کی بنائی بارگاہ و خیمے جو بہزاد کے لوٹے
ہیں اُن سب کو ساتھ لیا اور کوچ کر کے طرف کوہ تصویر کے چلا یہاں نقاش جادو
کہ میلے میں اسی کا انتظام ہو رہا کہ زمین جا بجا درست کرا رہا ہے تاجدار جو آئے ہیں اُنکو
اُتار رہا ہے کہ ایک طرف سے فوج کا ہلڑ ہوا بہزاد نے آکر نقاش سے ملاقات کی
نقاش نے پوچھا کیوں خیر تو ہے بہزاد نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میثاق نے
آگ برسا دی میں شکست کھا کر بھاگ آیا ورنہ جان نہ بچتی اے نقاش کیا عجب ہے کہ میثاق
بھی اس میلے میں آئے نقاش نے کہا میلے میں کسی کی مجال نہیں ہے کہ غیر مذہب آکر آتش
اور قدرت خبر نہ دیں میں گھیر کر سب کو مار لونگا یہ کہکر بہزاد کو اُتارا آپ برسر کوہ آیا
سامنے تصویر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند بہزاد شکست کھا کر آیا ہے
میں نے اسکو اُتارا ہے یقین ہے میثاق وغیرہ بھی آئیں ہر چند نقاش چیخا مگر تصویر نے
کچھ جواب نہ دیا نقاش بہت حیران ہوا سمجھا کہ آج قدرت خفا ہیں جواب نہیں دیتے
جب نقاش قدموں پر گرا تو تصویر میں سے آواز آئی کہ اے نقاش جو کچھ ہو سکے وہ
انتظام کر اب کا میلہ بڑے فساد کا ہے دریا سے خون جاری ہونگے دیکھیے قدرت بھی

رہین یا نہ رہین اس جمشید ثانی نے وہ آفتین برپا کی ہین کہ اسکو کچھ کہہ نہین سکتا آجتک
بے انتظام بیٹھا ہی جو فکرین کین وہ سبین جو ان شاہزادیان شریک طلسم کشنا ہوئین وہ بھی
ہمسے نہ پوچھو کہ کیا ہوگا ایسا کچھ ہوگا کہ قدرت کو بھی تردد ہوگا آج پوچھا پاٹ کر لو جب
دیکھو پر انقلاب پڑیگا تو قدرت کہان رہین گے آخر چلے جائین گے نقاش خاموش ہوکر
نکلا زیر کوہ بارگاہین تاجدارون کی استادہ ہین فوجین اتری ہوئی ہین دوکاندار لوگ
دوکانین لگائے ہوئے بیٹھے ہین ایک طرف صرافہ و جوہری بازار زیورہاے سیم و
زر سے کمال تکلف سے آراستہ ہی جوہری بچے نیچے جامے پہنے ہوئے گلنار پگڑیان اپنے
اپنے سرون پر رکھے ہوئے کانون مین سونے کے بالے انمین مروارید پڑے ہوئے
ہر دوکان پر خریدار اڑے ہوئے بیچ و شری ہو رہی ہی دوسری جانب بزازہ اطلس
و کمخواب کے تھان کھلے ہوئے ہین دلالون کی بول چال ہی خرید و فروخت کا شور ہی
ایک جانب حلوائی خوانچے رنگ برنگ کے لگے ہوئے سونے چاندی کے ورق
مٹھائی پر آراستہ شیرین زبانی سے بول رہے ہین کڑھاو چڑھا ہوا ہی پوریان وغیرہ
اتر رہی ہین خریدارونکا جھاو ہی ایک طرف گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار جابجا
لیے ہوئے ہین آوازین دے رہے ہین کہ بھا بھجوی مین کون البیلا ہی کہ بیلے کے ہار پہنے
پلنگ توڑ بیلا ہی دو جانب درختون کی صف ہی قطار در قطار کھڑے ہین اسکے نیچے
جا نبین مین پالکین استادہ ہین بھنگیرنین آباد ہین گوری گوری صورتین جوبن جھبیل
جوڑے ترچھے بنائے ہوئے دوپٹے سینے سے ڈھلکے ہوئے بے تکلف بیٹھی ہین
جوانان خوش رو رنگین دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوئے اڑے ترچھے ہوتے ہوے
آئے کسی نے روپیہ پھینکا کسی نے پیسے دیے اور ہنسکر کہا کہ بی ساقن صاحب ہم تو
تمھارے پرانے خریدار ہین کوئی ٹرا سا لبھان کا اپنے بٹوے سے نکالکر پلاتا ساقن نے
فورًا چلم بھر کر تواجمایا سامنے اس جوان کے پیش کیا جوان نے ہنسکر کہا ذرہ منھ
لگا دو ساقن نے دم لگایا دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا طرف آسمان کے چلا جوان
نے کہا کہ یہ دود دل عاشقان ہی ایک عاشق تن نے آواز دی اے جان جہان واہ

بدن شرب کشی سے ختم شد اب بنا ہی اپنی روح بدن میں بہ رنگ بوے شراب
حضور پھول کے برگ شجر ہوں کیا سرسبز بھلا ہی بنات کی کیا قدر روبروے شراب
شرابخوار وہ شب میں دہن ہی او فرہاد منگائیگا عوض جوے شیر جوے شراب
برنگ جام ہوئیں آنکھیں ساقیا پرخون ترے فراق میں دیکھا جو میں نے سوے شراب
مساب اب ہی یہی کون جا سکے مسجد میں شرابخانوں میں ہاتھ آسکے ہی سبوے شراب
کیا ہی آج تو مجلس کو مست او مضطرب تری ہی شتا رسے کی تو نبی ہی کیا کدوے شراب
بہ ناتوان ہوا ہوں فراق ساقی میں شراب کا ہی مجھے ولولہ سبوے شراب
محب ساقی کوثر حب ہیں ای ناسخ عدو وہی ہی ہمارا جو ہی عدوے شراب

عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہی مثل مشہور ہی کہ دور اول جسکو طوطا برن کہتے ہین دور دیگر بازبرن ہی دور سوم گدھا برن ہی یعنی جہان دور اول پیا ایک کی ایک تعریفین کرنے لگا جب دوسرا دور نوش فرمایا تو دست درازی شروع کی جہان تیسرا دور پیا جا کے ٹھہری ہین گر پڑے اگرچہ اوندھے پڑے ہوے ہین مگر لاؤ لاؤ کہہ رہے ہین کوئی ناچ رہا ہی کوئی نغمہ کرتا ہی کوئی کسیکی تعریفین کر رہا ہی بعض جو انان وضعدار آئندہ روندکا خوف کرکے نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھے ہوے تسبیح لنڈھکے ہاتھون سرخرو ہو رہے ہین مگر نشے مین شراب کے دوہرے ہوے جاتے ہین جب شراب ہو گئی تو سر سے اپنے دوپٹہ کھول کے میفروش کے سامنے لائے کہ اسے رہن رکھ لو مگر ایک ادھا اور دو بعض نے جوتا اُتار کر پھینکدیا برہنہ دوڑے دوڑے پھرتے ہین بعض جو میخوار وضابط ہین وہ نشے کو ضبط کرکے چپ چاپ کھڑے ہوے ہین اگر کوئی جانور اڑکر سر پر سے گذرا تو سر جھکا لیا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا بعض نشے کی دھن مین جھکے ہوے جاتے ہین جو کسینے پوچھا کیون برادر جھکے ہوے کیون جاتے ہو کہا بھائی ایسا نہ ہو کہ ہم سر اٹھائین اور آسمان کی ٹکر لگ جائے بعض غل مچا رہے ہین میفروش اپنی دوکان پر بیٹھا ہی گلابیان جمی رکھی ہین بوتلین بھری ہوئی ایک ایک کو دیتا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے بھائی کم پینا شراب نوکشید ہی تمھاری عقلمندی سے بعید ہو دو جام سے زیادہ نہ پینا

وہ جواب دیتے ہین کہ ارے صاحب ہم ہمیشہ کے پینے والے ہین کہو تو چلو لگا کر خم کے خم
پی جائین اور معاذ مہ نہ ہو شعر پلا دہ جام شراب ساقی کہ بھر نہ آئین کبھی خود کہین جو ہزار ہا خم کیے ہین
خالی گیا لیکن خمار اپنا وہ جا بجا ناچ ہو رہا ہی بھیر دین اٹھ رہی ہو سنار کو سحری چکا رہا ہو رات
اسی ہنگامے مین گذر رہی اب وہ وقت آیا کہ سائل بالاے کوہ جانے لگے حجرے مین جا کر
نذر و نیاز چڑھا رہے ہین سامنے تصویر سنگی کے پوجا پاٹ کرتے ہین کوئی گڑگڑا رہا ہی
کہ یا خداوند سامری کئی شادیان کر چکا ہون مگر اولاد نہین ہوتی کوئی منت کر رہا ہی
کہ مین کئی سال سے بیکار رہون کوئی کہتا ہو شاہ کی مہربانی کم ہو گئی یا خداوندا دعا کیجیے
کہ وہی عہدہ ملے کوئی پلٹن مانگ رہا ہو کوئی رسالہ مانگ رہا ہو نقاش سب کی
نذرین پیش کر رہا ہو کشتیان گذر رہی ہین گرد تصویر کے پھولون کے ہارون کا
انبار ہو جو اندر سے نکلا ہار اسکے گلے مین پڑ گیا غنتا ہوا چلا جاتا ہو کہ میثاق کوہ گردان
بھی بشکل تاجر آیا چند کشتیان مزدورون کے سر پر رکھی ہوئی ہمراہ آتے ہی وہ کشتیان
سامنے نقاش کے پیش کین نقاش نے وہ کشتیان سامنے تصویر کے رکھین مگر
میثاق باہر نکل آیا نقاش نے وہ کشتیان جو سامنے تصویر کے کین ایک آواز
ہیبت ناک آئی کہ اے نقاش یہ کشتیان ہٹاؤ ان کشتیون سے بوے دشمنی آتی ہو
بڑے تعجب کی بات ہو کہ مسلمان اندر دیپ کے آیا یہ جو تاجر آیا تھا یہ تاجر نہین ہو
قدرت فرماتے ہین کہ یہ میثاق کوہ گردان تھا جانے نہ پاے بالاے کوہ گھیر لو
اور باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم اس سے دریافت کرین کہ تیرے آنیکا کیا باعث
ہو کچھ مراد مانگتا ہو ہم خداوند ہین دوست دشمن سب کی مراد دیتے ہین اے نقاش جانے
نہ پاے اسکے یہی تو ثابت ہو کہ قدرت کے پہچان جانے مین یہ نفع حاصل ہوا کیونکہ
جمشید ثانی ہمارا چھوٹا بھائی ہو جو اس سے برگشتہ ہوا قدرت اسکو اپنا دشمن جانتے
ہین نقاش نے آواز دی کہ اے سردار اگر صاحب کو بلا لو میثاق گھاٹیون کے قریب
پہونچا تھا کہ ایک سردار نے گھوڑے کو دکر ہاتھ میثاق کا تھام لیا میثاق نے
ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا اب تو غل ہوا بھاگ اعجاز بیان و سرور الحسینان

و فیروزہ تاجدار و ملکہ سکان و چند افسر دیگر گھاٹیوں پر کھڑے تھے اول بڑھکر بہار
نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جس پر پھول گرا وہ جلکر خاک ہوا ادھر سرداران حسینان
نے نیمچہ کمر سے نکالکر پھینکا یا تلواریں برسنے لگیں سیکڑوں کے سر کٹکر گرے جو مصروف
جنگ ہوا اسنے اپنے نام کا نعرہ کیا مگر صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر ایک طرف
آکر اترے تھے شب بھر میلا دیکھا کیے صبح کو بارگاہ میں آئے خواجہ حاضر خدمت ہیں
آواز گیر و دار جو سنی تو صاحبقران نے ہرکاروں کو بھیجا کہ خبر تو لاؤ کہ زیر کوہ یہ کیسا
ہنگامہ ہے ہرکارے گئے اور واپس آکر عرض پرداز ہوئے کہ بیثاق کوہ گردان و ملکہ
بہار اعجاز بیان و سرداران حسینان زیر کوہ سب گھرے ہوئے ہیں فوج بہزاد و
نقاش مصروف جنگ ہے صاحبقران یہ سنکر سوار ہوئے امیر کے ہمراہ سب سرداران
نامی و پہلوانان گرامی بھی چلے امیر اشقر پر سوار زیر کوہ پہونچے تو دیکھا کہ بیثاق لاکھوں کے
بیچ میں اکیلا لڑ رہا ہے جدھر رخ کرتا ہے ساحر بھاگتے ہیں اور بہار اعجاز بیان نے جو
کئی گلدستے مارے طرف سے صحرا کے آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد سوز و گداز
یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوئے آتے ہیں نظم

مظہر وہ بت ہے نور خدا کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا

ساقی سے مے وصال میں عالم ہے نور کا
چمکا دے چاندنی میں پیالا بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر میں ہے نام طور کا

ہیں پانوں تک جو بال مرے سر کے اے پری
جاڑے میں ہو گیا ہے لبادہ سمور کا

دیوان کیوں بھرو ں نہ حسینوں کے ذکر سے
قرآن میں بھی تو ذکر ہے غلمان و حور کا

کوثر کی موج کیوں نہ ہو اپنی نگاہ پاک
یاں چشم تر ہے جام شراب طہور کا

اے شہسوار اگر یہ کیا کشتۂ نگاہ
پہونچا دے قبر میں یہ تپنچہ قصور کا

جھک جھک کے شیشے ملتے ہیں ہنس ہنس کے جام
یہ میکدہ مقام نہیں ہے غرور کا

آواز تیری نغمۂ داؤد ہے اگر چہ
عالم ہے صاف مصحف رخ پہ زبور کا

تا شیخ لگ جو سنگ تو سو وا نے یہ کہا
ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا

اہل فوج نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین خورشید رخسار مہ جبین لاجواب لاثانی پری پیکر
شعلہ رخسار دلربا نگاہ ہوئی آتی ہے جسکی نگاہ آسیب پہ گری جیسے ان جمال رشک مہ دیدار ہو اسی طرح سے
یہی صدا ہے کہ اے آئینہ رخسار اس طرف آؤ ہم تمہارے مشتاق ہیں جس طرف وہ نازنین پلٹی
پیچھے کے پیچھے وہ برہم درہم کر دیے فیروزہ تاجدار نے صدہا دوکانیں الٹ دی ہیں
دوکاندار بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں صراف بزاز دے لٹنے لگا کوئی تھان لیے بھاگا
جاتا ہے کسی نے صراف کی تھیلیاں اٹھا لیں کوئی حلوائی کی دوکان سے مٹھائی لوٹ کر کھا رہا ہے
امیر نے جو دیکھا کہ لاکھوں ساحروں نے میثاق کو گھیرا ہے مگر وہ شیر بصولت بڑے انتظام سے
لڑ رہا ہے فوج بے حد و بے حساب ہے نقاش و بہزاد پہاڑ سے سحر کر رہے ہیں تو آگر اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
ممدوان نبوت بہ فراری شدہ — زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قامت از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کو حیک لقب شد بہ تاب
تو شہر آباد اسلام شد — ای صاحبقران در جہان نام شد

صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے تمام سرداران تہمتن و جوانان صف شکن جرار کے
شرف سے پیچھے پیچھے امیر کے چلے آتے ہیں کوئی تیر اندازی کر رہا ہے کوئی نیزہ ہلاتا ہے
لشکر دشمن کا گرز چل رہا ہے مالک کا نیزہ دو زبانہ تمام نیزہ داران عرب نیزہ بازی
کر رہے ہیں ایک طرف نور الدہر ایرج سے جنگ میں بھی ٹکر ہوتی جاتی ہے اور
ایرج کا ہر مرتبہ للکارتا ہے کہ او کشتی گیر زادے اس غرور پر تو آ نور الدہر فرماتے ہیں
کہ او تاجر زادے تو جنگ کیا جانے دوکانداری کرنا بہتر ہے حقیقت میں تجارت سے
تجھکو بڑا نفع ملا کہ اس رتبے کو پہونچا تاک کے دونوں جوان افسر ونکو مار رہے
ہیں آواز اسم اعظم صاحبقران کی بلند ہے فوج نقاش کا نقشہ بگڑ گیا ہر شخص مائل فرار ہے
نقاش بالائے کوہ سے پکار رہا ہے اے نامردو کیوں بھاگے جاتے ہو مسلمانوں
سے چوٹے ہو سب کو گرفتار کر لو ارے تمہارا سحر نہیں چلتا ساحر آواز دیتے ہیں ای

بادشاہ و ساحران کیونکر سحر کرین جب سحر منھ سے نکالتے ہین بدن مین آگ لگ جاتی ہی
اسی خوف سے سحر نہین کرتے کہ ایسا نہ ہو سحر کر کے مطعون و بدنام ہون حمزہ کی جو آواز
کان مین آتی ہی قلب تھرّاتا ہی جو سحر کہ ہمیشہ کیے آج آنکہ بھول گئے وہ وہ سحر یاد ہین
کہ زمین ہلا دین مگر کوئی زبان بند کیے دیتا ہی اسی ہنگامے مین خواجہ عمرو دوکانون کے
قریب پہونچے جال الیاسی مار کر مال دوکانون کا نذر زنبیل کیا جس دوکان کے قریب
پہونچے اسکو صاف کر دیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ آج تو بہت مال پایا عمرو
نے کہا آقا بڑا نقصان ہوا میری کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا وہ گر پڑا تھا سامنے
زنگی سائیس جو کھڑا ہی وہ لیکر بھاگا مین ایک پتھر اٹھا کر تعاقب مین دوڑا اور وہ پتھر
اس کے کھینچکر مارا زنگی کے سر پر پڑا کہ سر اسکا پھٹا دوسرا ساحر گھوڑے سے کود کر
صندوقچہ میرا لیکر چلدیا یقین ہی کہ بے حیا دیوانہ ہو جائیگا میرا مال کھا کر سالم نہ رہیگا مگر
حیران ہون کہ صاحبزادن کو کیا جواب دونگا آقا کیا عرض کرون دن بدن قرضہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا خواجہ کبھی تمنے یہ نہ کہا کہ مجھے نفع ہوا
عمرو نے کہا آقا نفع میری تقدیر ہی مین نہین ہی یہان یہ ذکر تھا کہ وہ سے آواز آئی اے نقاش
مانی جادو کو بلاؤ وہ آکر سب کی تصویرین کھینچے حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسی کے اسم
اعظم پڑھنے سے سحر تاثیر نہین کرتا نقاش نے پکارا کہ اے مانی جادو جلد آ لشکر کا
خاتمہ ہوتا ہی صحرا سے گرد اڑی نقاش نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار تصویرون
کے تختے تخت پر رکھے ہین مو قلم ہاتھ مین تصویرین کھینچتا ہوا آتا ہی بہزاد سے متوجہ
ہوا کہ بہزاد کیا حکم ہوتا ہی بہزاد نے کہا لشکر مسلمانان جنگ کر رہا ہی ان سب کو پکا
کرو افسرون کو لیکر ہم مارینگے مانی جادو نے سٹھا تصویرون کا ہوا پر اڑا دیا
وہ تصویرین اڑتی ہوئی چلین بہزاد بھی کود سے اتر کر مصروف سحر ہوا وہ تصویرین
جو اڑین گرد لشکر اسلام چرخ مارنے لگین جسپر تصویرونکا عکس پڑگیا وہ لڑنے
سے محروم رہا صاحبقران ہر چند پکار پکار کے اسم اعظم پڑھتے ہین مگر کچھ تاثیر نہین
ہوتی بہزاد رہا سیاہی کہ سند مسلمانون کو درہم برہم کر رہے تھے وہ چپکے گھوڑے مین جر لیت

اگر سامنے بھی آتا ہو تو منھ پھیر لیتے ہیں تلواریں ہاتھ میں روک لیتے ہیں صاحبقران نے
جب لشکر کا یہ حال دیکھا تو بیقرار ہو گئے پروردگار سے دعائیں مانگنے لگے پکارتے ہیں
کہ اے رحیم کریم اے سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر کہ گروہ تصویرین ہوا پر اڑ رہی
ہیں صاحبقران نے دیکھا کہ لندھور و مالک و بہرام وغیرہ خاموش کھڑے ہیں
جنگ سے ناچار سوچ رہے ہیں کہ کدھر نکل جائیں کیونکر جان بچائیں فوج کفار کا بلوہ
ہو تلواریں مار مار کر بھاگتے ہیں اسقدر لندھور پر تلواریں پڑی ہیں کہ تمام جسم
غربال ہو رہا ہو یہی حال مالک کا ہو علمشاہ نوجوان کثرت زخم سے جھوم رہے
ہیں قاسم و بدیع الزمان شیران دشت نبرد کہ جس جنگ پر گئے اسکو فتح کر لیا اس
جنگ میں حیران کھڑے ہیں لشکر کفار کو زور ہو صاحبقران بیقرار ہو کر پکار اٹھے
کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز یہ مشکل آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا	در این عاجزی چون نخوانم ترا
دیگر	
ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بس	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

صاحبقران نے جب بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی اور آواز سنائی آئی کہ باش اے
کافران بیحیا و اے نابکاران پیدا شد نعرۂ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

یہ دیکھا کہ چار سو تاجدار ساتھ ہیں آگے لوح کو گردش دی جس تصویر پر لوح کا عکس پڑا
وہ تصویر جلکر ٹھنڈی ہو گئی تھوڑے ہی عرصے میں جنبش لوح سے یہ نظر آیا کہ جسقدر تصویریں
مانی نے اڑائی تھیں وہ سب جلکر خاک ہوئیں اور سب جوان مصروف جنگ ہوئے
مگر خواجہ کو لوٹنے سے مہلت نہیں ملتی میلہ بھر تھا بالا کر دیا جس دکان پہ پہونچے
دوکاندار کو ڈرا دیا کہ ارے بھاگ لوٹنے والے آتے ہیں دوکاندار اٹھکر بھاگا
خواجہ نے پہلے غلے لیا پھر سب مال دوکان کا لوٹ کر نذر زنبیل کیا دوسری

دوکان پر پہونچے دوسرا فقرہ کیا دوکاندار سے کہا بھائی اپنی جان بچاؤ وہاں تو پھر
ل رہیگا جنگل مین جاکر چھپو دوکاندار تو بھاگا خواجہ نے دوکان کو لوٹ لیا پڑیے
تک کاٹ لیتے ہین ایک حبہ تک نہین چھوڑتے صدہا دوکانین لوٹ لین تلاش
کرتے پھرتے ہین کہ اتنے بڑے لشکر کا خزانہ کہان ہی اکثر ساحرون سے پوچھا ایک
ساحر نے کہا بڑے میان تمھین خزانے سے کیا مطلب ہی عمرو نے کہا بھائی خزانہ
بچائین گے اُس ساحر نے کہا سامنے گھاٹی مین ہی وہان لالہ دل سکھ رائے بیٹھے ہوے
ہونگے گماشتے کام کر رہے ہونگے کئی لاکھ روپیہ خزانے مین رہتا ہی جو کچھ بانٹا ہی
اُسکی میزان دے رہے ہونگے خواجہ یہ بات سُنکر سامنے خزانچی کے پہونچے مگر چہرہ
کی قطع بنے ہوے فرمایا لالہ جی تم اتنک بیٹھے ہو دیکھو کیا آفت برپا ہی اپنی جان
بچاؤ اگر طلسم کشا اسطرف آجائیگا تو جان بچنا دشوار ہوگی سب لٹیرے اُنھین کے
ساتھ ہین مال ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا نہ ہو نقد جان کا زوال ہو پھر اُسوقت
کہان بھاگوگے خزانچی یہ سُنکر بھاگا گماشتے ایک جانب گئے خواجہ نے قفل کاٹا کیواڑ
توڑے چنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے پڑے ہین خوش ہوکر جال الیاسی
زنبیل سے نکالا یہ کہکر جال مارا کہ اے جال جنجال ہوکر پڑیو سوا ہاتھ یہان کی مٹی بھی
نہ چھوڑے یہ مٹی نیارہ ہی نیاریون کے ہاتھ بیچ لین گے یہ کہکر خزانہ پھر لوٹ لیا مگر
بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب گھاٹیون کے پہونچے لوح کو گردش دی گھاٹیان
خالی ہونے لگین جس پر عکس لوح کا پڑا وہ نابینا ہو گیا ٹٹولنے لگا کتنا ہی یہ کیا ہوا ابھی
تو اچھا خاصہ دیکھ رہا تھا اب کیا ہو گیا بادشاہ پہلی گھاٹی کو ویران کرکے دوسری
گھاٹی پر چلے مانی جادوگر بڑا لیم شحیم ہی تلوار کھینچکر قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر مارا کہ مانی
کے دو ٹکڑے ہوے مانی کا مرنا کہ بہزاد بیقرار ہوا تیسری گھاٹی پر آکر بہزاد نے
جنگ شروع کی سحر کیا کہ تاجدار ہمراہی بادشاہ تاجدار جنگ کرنے سے رہ گئے اور
سب نے فریاد کی کہ اے شہریار غلامون کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا

کر کل تا جدار سپہر مصروف جنگ ہوئے ہزارہا ساحروں کو مار ڈالا ہی بہزاد نے بڑھکر
بادشاہ پر گولہ مارا بادشاہ نے لوح کو آگے کر دیا عکس لوح جو پڑا گولہ الٹا پلٹا
بہزاد نے اپنے کو بچایا مگر گولہ اوروں پر جاکر پھٹا کئی سو ساحروں کے سر پھٹ گئے
بہزاد نے چاہا بھاگوں بادشاہ نے بڑھکر روکا اور ہاتھ تلوار کا مار دیا بہزاد دو
ٹکڑے ہوا جب مانی و بہزاد دونوں مر گئے تو دروازہ دیر کا بالکل خالی ہو گیا تصویر سے آواز
آنے لگی کہ ہاں بندگان من جلد جنگ کرو مسلمانوں کو برسر کوہ نہ آنے دو ہر چند
ساحر بلوہ کرتے ہیں مگر بادشاہ جنگ کناں ہر گھاٹی پر افسروں کو قتل کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں یہ دیکھکر انقاش توہٹ گیا نہ یہ کہ وہ آکر ٹھہرا یہاں امیر کے سرداروں کا
بلوہ ہی ہر طرف سے نعرے کی آواز آ رہی ہے زمین تھرا رہی ہے شاہزادیاں مصروف
جز خوانی ہیں لکہاے ابر سرخ و سفید و دھانی و گلنار آسمان پر لہرا رہے ہیں کسی ابر
سے آگ برستی ہے کسی ابر سے پھول برس رہے ہیں کسی ابر سے تلواریں برستی
ہیں جس پر تلوار گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے جس پر پھول گرا وہ جلکر رہگیا مگر طلسم کشا
جب قریب دیر پہونچے اندر سے آواز آئی کہ او بندۂ مغضوب یہاں نہ آنا ورنہ زحمت
پہونچیگا قدرت کو ناگوار ہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ باہر ہی رہو اندر قدم نہ رکھنا
مگر بادشاہ تیغ طلسمی کھینچے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے در دیر پر پہونچے
تصویر سنگی نے بہت غل مچایا کہ اے طلسم کشا ہٹ جاؤ مابدولت کے سامنے نہ آؤ
ورنہ جہنم میں پہنچا دونگا بادشاہ نے فرمایا او مکار میں گھاٹیاں طے کرکے یہانتک
آیا ہوں بھلا اب میں رکونگا جو مجھسے ہوسکے تقصیر نہ کر خدا سے ما بزرگ است
یہ کہکر بڑھے تصویر کی گردن پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ تصویر سنگی گری بادشاہ نے لوح
چمکا دی ایک دھماکا ہوا شکم سے تصویر کے ایک ساحر سیہ فام نکلا اور پر پرواز پیدا کرکے
اڑا بادشاہ نے تیر مارا کہ پانوں اس ساحر کا زخمی ہوا قلب اہل حیلہ نے دیکھا کہ
ایک ساحر سیاہ رو مجروح پانوں سے خون ٹپکتا ہوا اڑا ہوا جاتا ہے وہ طرف بھی بلند
ہو کر خداوند بھاگے جاتے ہیں ادھر بادشاہ تا دار مانی و بہزاد کو مار کے اور تصویر

سنگی کو توڑ کے کوہ سے اترے مصروف جنگ ہوئے ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے لوح کو گردش دی نقاش نے دیکھا
کہ اب قدم نہ رکیگا فوج کو ہمراہ لیکر بھاگا یہان بادشاہ و صاحبقران نے کوہ تصویر کو
خوب لوٹا ایک ایک سپاہی لکھ پتی ہو گیا دو کاندار سلطنت خزانہ شاہی لٹا مگر پہلو مین کوہ
کے ایک تالاب کلان ہی کہ اسمین مال جمع ہوتا تھا خواجہ نے جو آکر دیکھا کہ وہ تالاب
روپیہ سے بھرا ہوا ہی منھ مین پانی بھر آیا وہان سے آکے صاحبقران سے کہا حضور
اسطرف نہ جائیے اور بادشاہ سے بڑھکر کہا کہ آپ بھی ادھر نہ تشریف لے جائیے مجھکو یہ
خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لوح قبضے سے نکل جائے بادشاہ بھی سمجھے کہ خواجہ سمجھاتے ہین مین
اسطرف نہ جاؤن خواجہ سبکو پھیر کر آپ اکیلے قریب تالاب کے پہونچے جال الیاسی نکالکر
مارا اور وہ سب مال کھینچکر نذر زنبیل کیا مٹی بھی تالاب کی نہ چھوڑی یہان بعد فتح کوہ
صاحبقران زمان بادشاہ کی تعریفین کرنے لگے کہ اے فرزند تمھاری جرأت کا یہ خیال
نہ تھا مجھکو تردد ہوا تھا کہ تمھارے ناصر فناحی طلسم نکلی ہی اور طلسم وسیع ہی مگر اے فرزند
کیا کہنا ماشاء اللہ تمھاری جرأت و شوکت دیکھی اے فرزند اب کیا باقی ہی بادشاہ نے فرمایا
مرحلہ ہفتم کسی قدر فتح ہوا ہی کہ یہ تاجدار چھوٹے مگر قیدخانہ ملکہ قمر لیشہ و آسمان پری
کا الگ ہی انشاء اللہ انکو بھی رہا کرونگا میرے دل کو قلق ہی کہ جیدہ و سپید بھی صاحبہ
اس آفت مین رہین اور ہم لوگ رہا ہون مگر اب تدبیر ہو رہی ہی قیدخانے پر جنگ
عظیم پڑیگی خدا نے چاہا اور یہ دونو رہائی آسمان پری و ملکہ قمر لیشہ اگر آپ لوگ بھی پہونچیگے
تو جنگ کو آسانی ہوگی ورنہ یہ غلام تو قیدخانہ توڑیگا خواہ جنگ عظیم واقع ہو اور خواہ
بہ آسانی ہو مگر خواجہ عمرو آج بہت خوش ہین اور خود ہی کہ رہے ہین کہ مین بڑا مجبور
ہوا اگر ایک دن پیشتر آتا تو ساحر جو نکلگیا ہی اسکو گرفتار کرتا تو اڑھائی دن کی خدائی
اس دیو مین کر لیتا بہت کچھ مال پاتا مگر بے حیا ساحر کہان بھاگ کے جائیگا مین
اسکی فکر مین جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آج جلسہ جشن ہی کچھ ٹھیکا گائیے خواجہ
نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گانا شروع کیے نظم

جانکنی بھی سیکھی ہر اک کوہکن استاد سے
یہ صدا آتی ہے ہر دم تیشۂ فرہاد سے

درد سر جھکر بھی تاب و چپکے کوئی فریاد سے
تو نے یہ تیشہ لیا ہے مول کس جلاد سے

پڑ گیا ہے اسکے ابرو کا مرے اشکوں میں عکس
آکے تلوار میں چھپا کہدے کوئی جلاد سے

بندگی میں سر جھکا حاضر ہو تو کہتا ہے وہ شوخ
منع ہے خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے

جس طرح سے ہو محبت فاختہ کو سرو کی
طوق والے طفل کو الفت ہے مجھ آزاد سے

جسپہ زانی البشر کا ہو جسے کہتے ہیں عشق
سیکھتا ہے کوئی فن عاشقی استاد سے

وہ سہی قد شاہ جو آتا ہے اسکی چوب کا
اسلیے رکھتی ہے الفت فاختہ شمشاد سے

بادشاہی کیجیے جاکر کسی دیر اسکے میں
چاہیے الفت گدا کو کوچۂ آباد سے

دل کو گر رو زرد رکھیں گے ہمیں گے رنگ
ہم نہ باہر ہونگے ای پیر مغاں ارشاد سے

کان میں او سرو آویزے زمرد کے نہیں
دانۂ انگور پیدا ہو سے شمشاد سے

رشک گلزار ہے ہر ایک رنگیں غزل
آسئے میں ناسخ کنارے آب رکن آباد سے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط بپا رہا صبح کو بادشاہ نے عزم مصمم برائے فتح مرحلہ کیا اور صاحبقران زمان سے فرمایا کہ یہ کوہ تصویر ہے حضور اسے آباد کریں کہ کل مسلمان آباد ہوں میں برائے فتح مرحلہ جاتا ہوں بادشاہ تو ادھر گئے خواجہ نے عرض کی کہ میں تلاش میں اس ساحر کی جاتا ہوں امیر نے فرمایا بسم اللہ خواجہ عمرو یہاں سے عیاری لگا کر تلاش میں اس ساحر کی روانہ ہوئے جست و خیز کرتے ہوئے چلتے ہیں ایک صحرا میں آکر پہونچے دیکھا ایک قصر بنا ہوا ہے در قصر پر چند کنیزیں ٹہل رہی ہیں غرض خواجہ عمرو ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے ان کنیزوں کے آئے اور سوال کیا کہ لات و مناۃ آپ کو سلامت رکھیں اس بڑھیا کو کچھ دلوائیے کہ کئی دن سے ماری ماری پھرتی ہوں ہے جہاں جہاں مسلمانوں کو پایا وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم لات پرست کو نہ دینگے انہیں سے کچھ نہیں ملا کنیزوں نے کہا بڑی بی صاحب اسوقت [illegible] ہماری ملکۂ عالم بلکہ بیہوش جادو ہیں اسے ملاقات خداوند جانے کو ہیں ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہیں پھر کسی وقت آئیے گا خواجہ نے جو یہ سنا تو ایک کنیز کو الگ بلا کے

بیہوش کیا اور اُسی کنیز کی شکل بنکر قصر مین آئے دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی
کنیزون کو حکم دے رہی ہی کہ جھٹ پٹ تیار ہو مین بر اسے ملاقات خداوند جاؤنگی میری
تمنا یہی ہی کہ بہ اسے مقابلہ مسلمانان جاؤن اور اُنپر غالب ہون بڑا غضب ہوا کہ
قدرت سے کوہ تصویر چھوٹا اب باغ نیرنگ مین بھاگ کر آئے ہین عمرو نے یہ دریافت
کرکے بیہوش کو کنارے بلوایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا اور خود اُسکی شکل
بنکر تخت پر سوار ہوکے کنیزون سے کہا ہمین باغ نیرنگ مین لے چلو اور تمھین سچ
کہ مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون پر سحر کرونگی جبتک مسلمانون سے مقابلہ ہوگا
اُسوقت تک سحر کرونگی کنیزون نے تخت اُڑایا پھر سحر کامل تخت اُڑا اُٹھا کر گانیکی آواز
کان مین آئی اور بوے خوش دماغ مین پہونچی کنیزون نے کہا لیجیے ملکۂ عالم باغ کے
قریب آ پہونچے خواجہ نے کہ جو بشکل ملکہ تھے فرمایا تخت اُتارو سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب مسند پر بیٹھا ہی گرد کنیزین گاتی سن رہا ہی بیہوش نقلی آکر آتی ہی پہلے دو
اُنگلیون کی محراب بناکر سجدہ کیا اُس ساحر نے کہا اے بیہوش مزاج کیسا ہی بڑے
تعجب کی بات ہی کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہی بیہوش نقلی نے تھرا کر
کہا یا خداوند شاید کوئی عیار میرے پاس آیا اُسکا عکس پڑ گیا اسی وجہ سے بو آتی
ہوگی اگر حکم ہو تو سامنے کچھ گاؤن کیون قدرت آپ نے کوہ تصویر کیون چھوڑا
کیا مہر کہ بڑا اُس ساحر نے کہا اے بیہوش بادشاہ اسلام مع لوح طلسم گھس آئے مجھکو
کچھ نہ بن پڑا آخر نکل بھاگا اُسپر بادشاہ نے تیر مارا دیکھو پانون میرا زخمی ہوا اب مجھکو یہ
خوف ہی کہ عمرو عیار میری تلاش مین نکلا ہی مین حیران ہون کہ اپنے کو کہان چھپاؤن
کہ اُسکی عیاری سے بچون خواجہ نے بات کو ٹالکر کہا یا خداوند آپ معجزہ پرواز ہین
آپ پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ کوہ تصویر چھوٹا اگر یہ لونڈی
وہان ہوتی تو کیا مجال تھی کہ طلسم کشا کو زندہ جانے دیتی یہ بھی اُنکی مجال تھی کہ قدرت
پر تیر مارنے ہاتھ اُنکے قلم کرتی مگر جب خواجہ ارادہ کرتے ہین کہ شراب کا پیچ چلا کرین
تب وہ ساحر مسمی بہ نقوش جادو یہی کہتا ہی کہ اے بیہوش میرے قریب نہ آؤ تمھارے

جسم سے بوے مسلمانان آتی ہو خواجہ ناچار ہوے اور کنیزین آکر بیٹھین جام کو گردش مین آیا مگر خواجہ نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا نقوش جادو نے کنیزون کو اشارہ کیا ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بیٹھکر تانین مارنے لگی **نظم**

دربدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر	کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہوکر
آ بیٹھے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف	فرش بچھائین ابھی دامن صحرا ہوکر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہو عیان	کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
چہرۂ دہقان سال خدا خیر سے کاٹے تمیر	گھٹنے لگتا ہو مہ چاردہ پیدا ہوکر
گالیان کوسنے دیتا ہو قمر کو کیا تو	آج جو جو کہ ترے دل مین ایذا ہوکر

مگر خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون جب اُسکے قریب جاتا ہون تو یہی کہتا ہو کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہو شراب کاہے کو میرے ہاتھ سے پیگا آخر دل کو سخت کرکے عمرو نے ایک جام بھرا کہا یا خداوند مین آج شب کو بھی یہین رہونگی امیدوار ہون کہ یہ جام میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے یہ کہکر جام آگے بڑھایا نقوش جادو نے جام ہاتھ مین لیا شراب کو بغور دیکھکر کہا کہ او عیار بان زادے مین پہلے ہی سے شک کر رہا تھا آخر تجھکو چین نہ پڑا جام شراب بیہوشی آمیختہ بکف دیا عمرو نے جب دیکھا کہ اسنے مجھے پہچان لیا تلوار کھینچکر نعرہ کیا **نعرہ** خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ چینگ بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے تیغ ماراگا نقوش نے اپنے کو بچایا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلا دیا کہ خواجہ گر پڑے رنگ درد غن چہرے سے اُڑ گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ یا خداوند ہماری بی بی کے ساتھ یہ کیا کیا یہ مین انس کہان سے آگیا مگر نقوش نے عمرو کو گرفتار کیا اور حکم دیا کہ آج شبکو اسکو رکھو کل اسکو قتل کرونگا وہ کنیزین خواجہ کو لیکر چلین ایک کمرے مین لاکر جا بجا قید کرین کہ خواجہ رونے لگے ایک نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اسپر روتا ہون کہ کل تقدرت مجھکو قتل کرینگے میرے پاس کچھ مال ہو وہ کون لیگا

افسوس میری مشقت ضایع ہوئی کنیزون مین آپس مین اشارے ہوے کہ مال اس سے
لے لو کون ہمکو کہ سکتا ہی ہم کہدینگے یہ جھوٹا ہی مال ہمکو ہضم ہو جائیگا کہا کیون خواجہ ہم
دیکھین کیا مال ہی عمرو نے کمر سے ایک پوٹلی نکالی ایک کنیز نے کر روبرو رکھدی اُس
لونڈی نے دیکھا کہ اسمین روپے ہین خواجہ نے دوسری پوٹلی نکالکر دوسری کے
سامنے رکھی فرمایا دونون بانٹ لو دونون نے وہ پوٹلیان کھولین جیسے ہی پوٹلیان
کھولین اسمین سے دھوان نکلا دونون کنیزین بیہوش ہوئین خواجہ نے ایک کو
اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر دوسری کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو چلکر خداوند سے
عرض کرین کہ عمرو کو قید کر آئے جیسے ہی باہر نکلے دیکھا ایک زنگی کھڑا ہوا کہ رہا ہی
کہ خواجہ کہان چلے مجھکو خداوند نے مقرر کیا ہی تمنے بڑا غضب کیا کہ کنیز کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر جاتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران مین تو تابعدار
ہون یہی چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی رہون باتون مین لگا کر عمرو نے زنگی
کو حباب مارا جیسے ہی وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے ٹانگ پکڑی گھسیٹکر زنگی کو تو
ایک غار مین ڈالدیا آپ طرف بارگاہ نقوش کے چلے مگر دل مین کہتے ہوے کہ بڑا ہوشیار ہی
پہرہ ابھی باقی ہی اگر عیاری ہوگئی تو خیر ورنہ صبحکو مجھکو قتل کریگا کانپتے ہوے
قریب پلنگ کے آئے بیہوشی کمر سے نکالکر لخلخے مین رکھی چاہا بیہوش کردون کہ
نقوش نے آنکھ کھولدی عمرو کا ہاتھ تھام لیا کہا او ساربان نزاد سے مین نے
سب تدبیرین کر رکھی ہین مگر نہین معلوم سیاہ فام جادو پر کیا گذری کہ تو یہانتک
آیا عمرو نے کہا مین نے اُس زنگی کو فلان غار مین ڈالدیا ہی یقین ہی اب ہوشیار ہوا
ہو نقوش کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کیا بلا سے رونگا رہی کہ سیاہ فام جادو کہ
مدت کا رفیق تھا اُسنے یہ دھوکا کھایا عمرو بڑا ظالم ہی عمرو نے کہا یا خداوند آپ کو سزا
کا اختیار ہی مگر مین تو اسواسطے آیا تھا کہ سجدہ کرون قدرت کے پاس رہون آپکی
خدمت کرون کہ قدرت کو راضی کردون نقوش نے کہا اے عمرو ایسے مقام پر تجھکو
بھیجون کہ تڑپ تڑپ کے مرے آب و دانہ تجھکو نہ ملے یہ کہکر ایک دستک دی

کہ آندھی سیاہ اُٹھی ایک ساحر سیاہ فام تخت پر سوار آیا آتے ہی نقوش کو سجدہ کیا
عرض کی یا خداوند غلام کو کیون یاد فرمایا نقوش نے کہا ای بہمن صحرانشین یہ عمر عیار
بڑا مکار ہی اسکو لیجاؤ اور صحراے ویران مین چھوڑ دو سحر کر دینا کہ یہ جنگل مین دوڑا
دوڑا پھرے اور اسکو آب و دانہ نملے بہمن نے عمرو کو تخت پر سوار کیا اور بہین
خواجہ نے بہت سے فقرے کیے مگر بہمن نے کوئی فقرہ نہ مانا ٹھیک دوپہر کو ایک
صحرا مین پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ بونڈلے اُٹھ رہے ہین سوکھے درخت کھڑے ہین ہونکا
جا بجا انبار ہی جو کوئی طائر بھٹک کر آیا منقار کھولکر گرا زبان نکل آئی پر جل گئے ہین
بہمن نے عمرو کو مسلسل و مطوق نہ کیا سحر کرکے ویرانہ مین جنگل کا بڑھا دیا اور عمرو
سے کہا خواجہ دو دن کی میعاد ہی اس جنگل کی سیر کرو ہرچند خواجہ چیخے پیٹے مگر بہمن
نے کچھ جواب نہ دیا اور تخت پر سوار ہوکر چلا گیا اب خواجہ اُس جنگل مین دوڑے
دوڑے پھر رہے ہین پانی کے واسطے ہونٹون پر دم ہی جسطرف جاتے ہین وہی
صحراے ویران نظر آتا ہی حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین مگر بہمن جادو
جو اپنے باغ مین آیا مسند پر بیٹھا کنیزون سے اشارہ کیا جام ارغوانی گردش مین
آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ در
باغ پر ایک نامہ دار کھڑا ہی اور کہتا ہی ملکہ چلہ کش کا نامہ دار ہون امیدوار ہون
کہ سامنے بلایے نامہ لیجیے بہمن نے حکم دیا کہ نامہ دار کو بلاؤ نامہ دار نے سامنے
آکر لال کاغذ پیش کیا بہمن نے پوچھا کیا تقریب ہی نامہ دار نے عرض کیا کہ چلہ کش
کے بیٹے کی شادی ہی مانجھا آچکا ہی زعفرانی جوڑا فرزند آنکا پہنے ہی آپ کو بھی شادی
مین بلایا ہی بہمن نے رقعہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ نامہ دار کو رخصت
کرو اور اس سے وعدہ کر لیا کہ ہم وقت پر آئین گے اور کل آکر شریک ہونگے
نامہ دار واپس گیا دوسرے وقت بہمن لباس فاخرہ سے آراستہ ہوکر طرف
چلہ کش کے روانہ ہو گیا آکر شریک صحبت ہوا سب شاہزادیان شاہزادے
جمع ہین ناچ ہو رہا ہی مگر مہتر بدق فرنگی کہ بچپن سے عیار ہی بعد جانے خواجہ کے

نکلا تلاش میں پھرتا ہوا ایک صحرا میں آیا ایک مقام پر دیکھا کہ صدہا خیمے استادہ ہیں اور اندر سے باغ کے گانے کی آواز آرہی ہے صدہا ساحر جا بجا پھر رہے ہیں برق فرنگی نے ایک سے پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہے ساحر نے بیان کیا کہ ملکہ چالاک کش کے بیٹے کی شادی ہے اسی تقریب میں سب آئے ہیں برق فرنگی یہ دریافت کرکے پھرنے لگا مگر یہ خیال کرکے کہ برات میں جو آیا ہوگا اسکے پاس کچھ رقم ضرور ہوگی کپڑے سب کے عمدہ ہونگے ایک خیمے کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین لباس سے آراستہ سازندوں کو پکار رہی ہے برق فرنگی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا چلو مجرے کا وقت آگیا اس نازنین نے حکم دیا ارے بہلی تیار کرو برق نے جھٹ پٹ اس نازنین سے کہا بی بی ذرا کنارے چلو تو میں رنگ صحبت سمجھا دوں اس نازنین کو لیکر کنارے آیا وہاں اسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا آپ اسی کی شکل بنکر باہر نکلا بہلی پر سوار ہوکر طرف صحبت کے روانہ ہوا اور باغ پر پہونچکر بہلی سے اترا کمیدان رسالدار آوازے پھینک رہے ہیں برق سب کو جواب دیتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا جلسہ آراستہ ہے داروغۂ ارباب نشاط نے کہا اے آفتاب جمال تم ٹھہرو میں ابھی تمہارا مجرا کراتا ہوں برق ٹہلا کیا بعد تھوڑی دیر کے داروغہ نے طائفہ بدلا یا برق آیا محفل میں بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
شگاف خامہ شانہ بن گیا زلف مضامین کا

بلا ٹلتی ہے بخشش سے بہا اے چشم تر آنسو
ملے کچھ دامن خالی کو صدقہ درج نگین کا

کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شکوے کا دفتر ہے
اٹھے شرما کے بالیں سے جب آیا وقت یٰسین کا

بہار آئی جھکائے سر گلوں نے کیفیت مستی سے
پڑا ہے گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سرد لکھنے سے
ہوا پیوند ہر قطرہ شگاف کلک رنگین کا

بہ شکل مرغ بسمل اور تڑپ جاتی ہے بینائی
دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہے نام تسکین کا

عجب کیفیتیں دیتے ہیں اپنے داغ پیراہن
گماں ہے دامن گلرنگ پر آغوش گلچین کا

لگادے ہاتھ تو تخت سلیمان ہوکے اڑ جائے
جنازہ بھی ہمارا اے پری خواہاں ہے تمکین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہے　　اٹھائے کون احسان دوستو انکے شور تحسین کا
نسیم اب قدر دانی اشتیاق سامعین پر ہے　　دکھایا لطافت جسنے ہر طرح سے طبع رنگین کا

برق فرنگی جب خوب گا چکا تو بہمن سے آنکھ ملا کر کہا اے رکن خدائی خداوند جمشید ثانی تم میرے
مطلب کو سمجھ گئے ہوگے کیونکر انداز دان خداوند ہو خداوند خواب میں تشریف لائے تھے
مجھکو یہ کمال عطا فرما گئے ہیں اسطرح برق نے ہنسکر کہا کہ بہمن بیقرار ہو گیا جی میں کہتا ہے
کہ شاید یہ بھی عاشق ہوئی جواب دیا کہ حقیقت میں تمھارے گانے میں تاثیر ہے دل کو
بیقرار کر دیا یہ کہکر صاحب جلسہ سے اشارہ کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو اس گائن کو ہم اپنے
ساتھ لیجائیں دو دن ہماری مہمان رہیگی پھر چلی آئیگی صاحب خانہ نے جواب دیا کہ اے
بہمن یہ تو گائن ہے اگر تمھاری خوشی ہو تو کل بیاہ کے تمھارے مکان پہ لے چلیں صبح
ہوتے ہم برات لیکر جائینگے دلھن کے مکان پر ضرور آنا وہاں رسم شربت پلائی ہوگی
بہمن نے کہا میں آنکھوں سے آؤنگا ہمارے تمھارے بزرگوں سے آمد و رفت ہے
ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نہ شریک ہوں یہ کہکر اٹھا تخت اپنا کھینچا کہا بی گائن صاحب
آؤ برات میں ہمارے ساتھ چلنا تخت پہ بٹھا کے برق کو لیچلا راہ میں برق نے پوچھا
کہ صاحب تمنے خبر سنی تھی کہ تمنے عمرو عیار کو گرفتار کیا اسکو مار ڈالا یا لنگوٹے کو زندہ
رکھا بہمن نے کہا صاحب مجھے منظور یہ ہوا کہ اسکو تکلیف دیکر یاروں میں سے سب
انتقام اپنا کر لیا ہو اسنے [illegible] بیچارے کیلیے برق رونے لگا کہا لو صاحب غضب ہوا
تمنے اس لنگوٹے کو زندہ [illegible] رکھا ایسا نہ ہو تمھاری فکر کرے میں نے سنا ہے
کہ جسکے پاس [illegible] ہوتا ہے [illegible] مجھے دکھاؤ کہ میں اسکے ٹکڑے ٹکڑے کروں
بہمن نے تخت کو پھیرا صحرا سے [illegible] میدان میں تخت لایا خواجہ کو دکھایا برق نے دیکھا
کہ وہ صحرا [illegible] جنگل [illegible] سنسان بالکل لق و دق دشت میدان خواجہ نے تڑپ تڑپ کر
رات کاٹی ہے سارے جنگل میں پھرے راستہ نہ ملا آٹھ پہر کے بھوکے پیاسے ریتی پر
بیٹھے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کریم کارساز داور
رب بے نیاز اس آفت سے نجات دے انسان کا اس صحرا میں نام نہیں میں کیسے

عیاری کرو ن یقین ہی کل مرجاؤنگا مگر ای میرے خالق میرے تیرے کو وہ سرعندیب پر وعدہ
ہو چکا ہی وعدے کے خلاف تو نہ کریگا برق نے جو استاد کا یہ حال دیکھا تو بہمن سے کہا
ذرا اُتر دو مین اس مکار سے دو باتین کرونگی اسنے بڑا ستم کیا ہی جس محلے مین مین رہتی ہون
وہان یہ مردود آیا تھا میرا بچہ کھیل رہا تھا اسکا طوق گلے سے اُتار کرلے بھاگا وہ
لڑکا رو تا رہگیا مین پوچھونگی کہ کیون ظالم وہ طوق تونے کیا کیا جو میرے بچے کا
اُتارا تھا اور تین چار جوتیان اپنے ہاتھ سے مارونگی کہ کیون رے بچے کے ستانیکا
نفع پایا آخر اس بلا مین مبتلا ہوا بہمن نے کہا اب چلو بھی ان جھگڑون مین نہ پڑو برق
نے کہا مین تخت سے کود پڑونگی تمھارا کیا حرج ہی مجھے افسوس ہوتا ہی کہ صحبت سے
مجھکو اٹھا کر لائے اور ذرا سی میری خاطر نہین کرتے مین اس سے دو باتین کرکے
ابھی چلی چلونگی زیادہ نہ ٹھہرونگی بہمن بھی سوچا کہ حرج کیا ہی معشوقہ کی خوشی ہو جائیگی
تخت اُتارا بہمن تو ایک طرف جا کر کھڑا ہوا برق نے سامنے آکر کہا کیون اونگوڑے
سار بان نرادے تین روپے کے پیادے تجھکو یاد ہی کہ تو طوق اُتار کر لڑکے کا بھاگا
تھا مین چیختی پیٹتی رہگئی تھی دیکھ تو خداوند جمشید کیسی تجھکو سزا دیتے ہین اب بہتر یہ ہی کہ
وہ طوق بتا دے عمرو نے نگاہ سے برق کو پہچانا مگر کہا بی بی صاحب اب وہ طوق بھلا
کہان لڑکے بالون کے پیٹ مین پہونچا برق نے ایک لات ماری کہ خواجہ منہ کے
بھل گرے کہا نگوڑے اگر طوق دیدے تو مین تجھکو رہا کردون ورنہ کل روز شگل ہی
تڑپ تڑپ کے مریگا منگل کو یہان بڑی دھوپ ہوتی ہی وہ جو مشہور ہی کہ سورج روز جشن
سوا نیزے پر آجائیگا کل نہ بچوگے اُسی کا سامنا ہوگا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا برق
ہنستا ہوا قریب بہمن کے آیا کہا کیون صاحب یہ سختی تمنے اسکی دیکھی مین سمجھی تھی کہ
شاید طوق لڑکے کا دیدیگا مگر وہ کہتا ہی کہ طوق تو اب پیٹ مین پہونچا بہمن نے کہا ای
نازنین وہ جبین بس زیادہ نہ ٹھہرو یہ عیار بڑا دغا شعار ہی مین نے اسی واسطے اسکو یہان
چھوڑا ہی سامری نامے مین لکھا ہی کہ جہان اسکا خون گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی تو
یہ صحرا ابھی ویران ہی کل یہ مرجائیگا کیا مجال ہی جو دھوپ مین رہ سکے بس یہ صحرا اول تو

یون ہی ویران ہوا ور زیادہ ویران ہوجائیگا اس ظالم سے تو دنیا پاک ہوجائیگی ہزارہا آدمی
اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملک کے ملک ویران کر دیے خداوند کو پریشان کر دیا
برق نے چلا کر کہا لو اور غضب دیکھو اس ناعیار کو کوئی لیے جاتا ہی کہتا ہی چل مین آیا
جنگل سے نکالدون بہمن نے جیسے ہی پلٹ کر طرف عمرو کے دیکھا برق نے کمر سے
خنجر نکالکر کوکھ پر بہمن کے مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا پہر رات باقی تھی لاشہ بہمن کے
گرتے ہی برق نے لباس اسکا اتار لیا خواجہ نے دیکھا کہ مرنے سے بہمن کے ایک
صحراے سبزہ زار مین کھڑا ہون اور برق یہ کہکر بھاگا ہی کہ اُسنا نکلجایئے اب
نہ ٹھہریے مگر خواجہ فکر مین نقوش جادو کے چند ہی قدم بڑھے تھے کہ دیکھا باغ نظر
آیا جسمین نقوش جادو کو صحبت آرا دیکھا تھا چند کنیزین دروازے پر کھڑی تھین
ایک کو عمرو نے اشارے سے الگ بلایا اسکو بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر چلے مگر
دلمین کہتے تھے کہ خواجہ جسکی صورت بنے ہو اُسکا نام بھی نہین معلوم ناگاہ ایک ساتھ والی
پکارا ارے گل بہار جلد آ خداوند بلاتے ہین پہلے تو خواجہ نہ بولے ایک نے اُسکے
شانہ پکڑ کر ہلایا اور کہا کیون خیلا ہم پکارتے ہین اور تو جواب نہین دیتی خداوند
نقوش پکار رہے ہین خواجہ اندر باغ کے آئے جس درخت کے نیچے سے نکلتے
ہین طائران درخت اُڑ کر منقارین کھولکر غل مچاتے ہین مگر آوازین اُنکی سمجھ مین نہین
آتین ادھر خواجہ دوڑتے ہوے ہر مرتبہ کنیزون کے ساتھ ہو جاتے ہین بارہ دری
مین جو پہونچے تو دیکھا نقوش جادو مسند پر بیٹھا ہی اور پکار رہا ہی ارے گل بہار کو
بلاؤ خواجہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا نقوش نے کہا گلابی لا نشہ کم ہو گیا
اگر شراب نشہ نہین کرتی تو دم گھبراتا ہی آج کی شراب کم نشے کی تھی وہ گلابی جس مین
شراب سبز رنگ بھری ہو اُٹھا کر لا خواجہ دوڑ کر وہ گلابی لائے بیہوشی ملا دی گلابی
سامنے رکھی آپ ہٹ کر کھڑے ہوے نقوش سو کر اُٹھا تھا جام جو لبریز کیا دیکھا
طائر درختون پر چیخ رہے ہین جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک مٹھا ماش کے دانون کا نکالا
طائرون پر کھینچ مارا اور جھلا کر کہا او نالائقو کیون غل مچاتے ہو یہان غیر کون ہی ماش جو

پھونک مارے کئی سو طائر جلکر گرے مگر گرتے آواز دی کہ موت کو کوئی نہیں روک
سکتا ہی نقوش نے کچھ خیال نہ کیا جام اٹھا کر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری ایک
طائر خوش رنگ پیدا ہوا اور آواز دی کہ یا خداوند یہ آپ نے کیا کیا یہ شراب تو آغشتہ
بداروے بیہوشی تھی نقوش گھبرا گیا یہ سمجھا وہم ہوتا تھا کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی مگر
آنکھیں پھاڑ کے چار جانب دیکھنے لگا خواجہ ستون کی آڑ سے دیکھ رہے
ہیں کہ گھبرا کر اری گل بہار گل بہار کہتا ہوا اُٹھا چند قدم چلکر لڑکھڑایا اور منہ کے بھل گرا
خواجہ نے نقوش کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا زبان میں سوزن دیدی باغ کو لوٹ لیا
کنیزوں کے زیور اتروا لیے خوشی خوشی باغ سے نکلے کہ راہ میں برق سے ملاقات
ہوئی برق نے کہا اُستاد یہ آپ کس آفت میں پھنس گئے تھے عمرو نے سب حال بیان
کیا اور یہ کہا کہ وہ تصویر جو خدائی کرتا تھا اُسکو لایا ہوں برق نے کہا اُستاد
ذرا میں تو دیکھوں خواجہ نے کہا کیوں دیوانہ ہوا ہی اب وہ زنبیل میں پڑا ہی مجھے
کیا ضرورت ہی کہ اُسے نکالوں برق نے ہر چند کہا مگر خواجہ نے نقوش کو زنبیل
سے نہ نکالا برق ایک طرف چلا ایک صحرا میں دیکھا ایک جادوگر زیر درخت
بیٹھا ہوا کچھ سحر پڑھ رہا ہی برق نے آکر ایک نازنین کی شکل بنائی بیٹھکر رونے لگا
وہ جادوگر آواز رونے کی سنکر اُٹھا وہاں آیا صورت دیکھکر حیران جمال و محو ادا
ہوا پوچھا کہ کیوں صاحب تم یہاں کیوں بیٹھی ہو اُسنے جواب دیا کہ قزاقوں نے
لوٹ لیا میں اپنی جان سے بیزار بیٹھی ہوں اُس ساحر نے کہا اگر کوئی رکھے تو
رہوگی نازنین نے کہا مجھ بدنصیب کو جو رکھیگا وہ مارا جائیگا میں اِس لایق نہیں
ہوں کہ مجھکو تم اپنے گھر میں رکھو میرے شوہر و باپ کو قزاق گرفتار کرکے لے گئے
میں تین دن سے یہاں پڑی ہوں مگر ایسا نہ ہوا کہ شیر بھیڑیا آکر کھا لیتا کہ میں کشاکش
سے نجات پاتی جادوگر بیٹھ گیا برق نے کہا دیکھو صاحب ہاتھیوں نے شیروں کو
جنگل سے بھگا دیا سب بھاگے ہوئے جاتے ہیں جیسے ہی وہ جادوگر پلٹا برق نے
اُسکو خنجر مارکر شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا چھا گیا آوازیں عجیب آنے لگی بعد اسکے آواز آئی

کشتی مرا نام من ویرانہ جادو بود خواجہ راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایکطرف سے برق بھاگتا
ہوا آتا ہی اور پیچھے اُسکے آندھی سیاہ ہی اور اس آندھی مین ایک ساحرہ مکارہ بال زمین مین
لوٹتے ہوے غل مچاتی ہوئی آتی ہی خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپایا اُدھر
اُس ساحرہ نے آکر برق کو پکڑ لیا کہا کیون لنگوڑے میرے شوہر نے کیا کیا تھا جو تونے مارا
ہوا اسے جادو شوہر کو میرے مار کر تو نکلا جاتا اب جاتا کہان تجھکو ذبح کرونگی اور تیرے کباب
کھاؤنگی تب میرے دل کو آرام آئیگا خواجہ نے جو دیکھا کہ برق کو جادوگرنی لیے جاتی ہی
ہر چند کہ فیلسوف ہی مگر ابھی اسنے جان بخشی کی ہی اگر بہمن کو یہ نہ مارتا تو زندگی نہ ہوتی یہ سوچکر
نقوش کی شکل بنے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہو کر آواز دی او عورت اس
قیدی کو کہان لیے جاتی ہی اسنے جو پلٹ کر دیکھا نقوش کو جھک جھک کر سلام کرنے
لگی اور سجدہ کر کے عرض کرنے لگی یا خداوندگار تصویر تو آپ سے چھوٹا اب آپ کہان
تشریف رکھتے ہین میرے شوہر کو اس ظالم نے مار ڈالا مین اسکی بوٹیان کاٹ کے
کھاؤنگی آپ جانتے ہین کہ شوہر میرا میری زندگی کا سہارا تھا نقوش نقلی نے کہا
اے بندی من سامنے سر جھکا کر بیٹھ مین اسکو قتل کرونگا مجھے بھی بہت ناگوار گذرا
کہ تیرے شوہر کو بے خطا مارا یہ عیار گلی گلی پھرتے ہین جہان جادوگر کو پایا مار ڈالا
شہرون کو ویران کر دیا جادوگرنی آگے بڑھی برق کو سامنے ڈال دیا نقوش نقلی
نے کہا دو سامنے دیکھو ملک الموت آتا ہی وہ اسکی روح قبض کریگا مگر تم نہ اُس سے
آنکھ ملانا ایسا نہو کہ تمھاری بھی روح قبض کر لے تو مجھکو ناگوار ہوگا تم آنکھین بند
کر کے بیٹھو مین تمھارے شوہر کو بھی زندہ کر دونگا نام شوہر سنکر ساحرہ نہال ہو گئی
دل مین کہتی ہی کہ قدرت زندہ کر دینگے آنکھین بند کر کے بیٹھی برق نے با اطمینان
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال دیے اور اپنے نام کا خوشی خوشی نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کے کون مکارہ و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی

بزیر قدم غرب اور شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مارکر اُس ساحرہ کو کپڑے اُسکے اتار لیے
برق ایک جانب چلا خواجہ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام باسے
فتاحی مرحلہ ہفتم جاچکے ہین صاحبقران خواجہ کا انتظار کر رہے ہین کہ خواجہ نے آکے
مجرا کیا اور کہا ای شہریار مین نقوش جادو کو لاتا تھا راہ مین مہاجن مل گئے اُنھون
نے مجھکو مار کر پشتارہ چھین لیا کچھ دلوائیے تو لے آؤن امیر نے پانچہزار روپے منگوا کر دیے
عمرو نے کہا اس سے کیا ہوتا ہی سب صاحب کچھ کچھ عنایت فرمائین لندھور و مالک
و بہرام و بدیع الزمان و قاسم و شاہزادہ جہانگیر ان سبنے موافق اپنے اپنے مرتبے
کے دیا جب رستم کے سامنے آئے تو رستم نے کہا چچا جان میرا روپیہ واسطے بیت المال
کے نہین ہی مجھے معاف فرمائیے خواجہ نے کہا مین تمسے لونگا علمشاہ نے کہا مین ایکپیسہ
نہ دونگا ہزار خواجہ نے منت وخوشامد کی مگر علمشاہ نے کچھ نہ دیا خواجہ نے کہا ای رستم
انشاء اللہ تم پہ منت دوگے اور مین نہ قبول کرونگا یہ کہکر نقوش کو نکالا روپیہ جو ملا تھا وہ
نذر زنبیل کر لیا خواجہ نے نقوش کو ہوشیار کیا نقوش نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ مین
دربار امیر مین ہون جملہ سردار و تاجدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تخت سلطنت خالی
ہی صاحبقران نقوش کو سمجھانے لگے مگر نقوش آنکھین بدل رہا ہی جواب نہین دیسکتا
کیونکہ زبان مین سوزن ہی مگر بہ نگاہ قہر طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی ہرچند صاحبقران
سمجھاتے ہین مگر راہ راست پر نہین آتا اودھر جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چند
طائر مینر سے آڑے اور جمشید ثانی کے سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا اے صاحبو غضب ہوا کہ نقوش جادو گرفتار ہو گیا کہ وہ تصویر
اُسکے باعث سے آباد تھا اب وہان مسلمانون کا عمل ہوا مین خود جاتا ہون جاکر
اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ہرچند ساحرون نے سمجھایا کہ اگر طلسم کشا نہین ہین تو امیر تو
دربار مین موجود ہین جمشید نے کہا مین اسطور سے جاؤنگا کہ معلوم ہو برق گری
یہ کہکر بلند ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران نے

فرمایا کہ یہ مغرور جواب نہیں دیتا ذوالخمار عادی کو بلاؤ جلاد لشکر خنجر کھینچکر آیا انقوش کو
کھینچکر بیرون بارگاہ لایا چاہتا تھا کہ قتل کرے حکم اخیر کا منتظر ہی جمشید نے جو آسمان سے
دیکھا کہ نقوش زیر تیغ بیٹھا ہوا اور جلاد قتل کیا چاہتا ہے تڑپ کر گرا انقوش کو اٹھا لے گیا
ذوالخمار عادی نے چاہا تھا کہ تند آدمی مارے ون جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا
کہ ذوالخمار عادی پر برق گری بیشاق وغیرہ اٹھنے لگے یاسمن نگین پوش نے
چاہا کہ سحر کرے ون جمشید نے للکارا کہ او معشوقۂ قدرت کیوں شامتیں آئی ہیں یہ
کہکر ایک طائر کو اشارہ کیا کہ اُس طائر نے گرد سر یاسمن چرخ مارا کہ یاسمن لڑکھڑا کر
گری صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر کیوں شامتیں آئی ہیں اور اسم اعظم
پڑھتے ہوئے آگے جمشید صاحبقران کو دیکھکر بھاگا مگر نقوش کو لیگیا ادھر بیشاق
نے سینگ کی کمان جھولی سے نکالی اور اسم پڑھکر تیر مارا کہ پانوں جمشید کا زخمی
ہوا مگر جمشید نے زخم کا کچھ خیال نہ کیا اڑتا ہوا نکلگیا خواجہ رستم کی فکر میں ہیں غرض
رستم پر جو غبار وغیرہ اڑ کر پڑا تو اسنے امیر سے عرض کی کہ غلام آپ کا حمام ہوا آوے
جیسے ہی رستم نے حمام کا نام لیا خواجہ ایک نائی کی شکل بنکر حمام میں پہونچے اور
داروغہ سے کہا کہ ہم پریشان ہیں کچھ کام ہمسے لیجیے ہمارے بزرگ بھی کام کرتے
تھے داروغہ نے حکم دیا کہ حمام میں جاکر بیٹھو جو کوئی آئے اُسکو نہلاؤ بڑے میاں
صاحب حمام کا خرچہ نکالکر چہارم تمکو بھی دینگے خواجہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے
یہ تو حمام میں پہونچے ادھر سماک نے آکر داروغہ سے کہا کہ رستم نہانیکو آتے ہیں داروغہ نے کہا لو
بڑے میاں تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ فرزند صاحبقران نہانے آتے ہیں پانچ
روپیہ دیتے ہیں ابھی تمکو سوا روپیہ ملیگا خواجہ لنگی باندھکر کھڑے ہوئے رستم جو
اندر آئے فرمایا کہ بڑے میاں صاحب کوئی ایسی شئے لاؤ کہ گرد دفع ہو جائے عمرو
نے ایک پیالے میں ایک دوا بنائی اور کہا اسکو سارے جسم میں مل لیجیے رگ
رگ کا میل نکل جائیگا رستم نے بٹنہ سمجھکر سارے منہ میں ملا اور بڑے میاں نے سارے
جسم میں رستم کے ملا اور کہا حضور غوطہ لگائیں میں اور دوا لگاؤں یہ کہکر خواجہ

باہر آئے مگر سمک نے جو خواجہ کو باہر جاتے دیکھا تو یہ سمجھ گیا کہ خواجہ حمام سے نکلے ہیں اپنے
جی میں کہتا ہی خدا خیر کرے یہاں خواجہ بھاگ کر دربار صاحبقران میں آئے امیر نے
پوچھا خواجہ کہاں گئے تھے عمرو نے کہا میں تو کہیں نہیں گیا مگر دیکھیے رستم نے مجھکو
کچھ نہ دیا میں بد دعا دونگا تو بدن بگڑ جائیگا امیر نے کہا او بد زبان خاموش رہ عمرو
تو یہاں بیٹھا وہاں رستم نے جو پانی میں غوطہ مارا آئینہ سامنے لگا تھا اُسپر جو نگاہ
پڑی دیکھا کہ صورت زنگیوں کی سی ہوگئی تمام جسم سیاہ چہرہ سیاہ سمک کو آواز دی اب
سمک جو اندر آیا تو رستم کو اس حال میں دیکھا کہ صورت اپنی دیکھکر رو رہے ہیں
کہا ای سمک دیکھ تو یہ کیا ہوا کہ میری صورت بدل گئی سمک نے کہا خداوند نعمت
جب حمام میں آئے تو بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو ایک ضعیف کی شکل بنے ہوے
حمام سے نکلے میں گھبرا رہا تھا کہ خدا خیر کرے آپ نے جو اُنکو روپیہ نہ دیا کچھ رونے
لگا گئے اب دربار میں چلیے سامنے صاحبقران زمان کے یہ سب حال بیان کیجیے
امیر بانوخیز اِسکا فیصلہ کرائیں گے رستم نے کہا ای سمک میں دربار میں جاتا ہوں
تم پانچ توڑے لیکے آؤ خواجہ بیٹھے تھے کہ رستم آکر پہونچے صاحبقران زمان نے
نہ پہچانا رستم نے عرض کی خداوند نعمت دیکھیے خواجہ نے میرا کیا حال کیا امیر نے
کہا او سار بان زادے یہ تو نے کیا کیا عمرو نے کہا میں تو حمام میں گیا بھی نہیں مگر
البتہ بد دعا دی تھی منھ کالا ہو گیا خدا سے التجا کیجیے کہ سمک پانچ توڑے لیکر آیا رستم
نے کہا ای عمِ نامدار یہ روپیہ حاضر ہے لیجیے مجھے معاف کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا خدا سے
دعا کرو کہ پھر پروردگار اُسی صورت پر کر دے اِسمیں انسان کا کیا اختیار ہی اور میں
بھی تدبیر کرتا ہوں مگر پانچ توڑے اور منگاؤ ایک دوا میرے پاس ہی شاید تاثیر
کرے رستم نے فوراً پانچ توڑا اور منگائے خواجہ نے دسوں توڑے لیکر نذر تبدیل
کیے اور ہاتھ اپنا منھ پر رستم کے پھیرا وہی صورت مثل آفتاب کے ہوگئی خواجہ
واسطے سجدے کے جھک پڑے کہ ای پروردگار تو نے رحم کیا اور رستم سے کہا
ای فرزند ہماری بد دعا سے ڈرا کرو رستم نے کہا اب جب طلب کیا کیجیے گا میں دیدیا کرونگا

سب سرداروں میں غریو ہوا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کارنمایاں کیا ہی عمرو نے کہا یارو
میرے منھ سے نکلگیا تھا کہ رستم کا منھ کالا ہوجائے جب وہ تاثیر عطا ہوئی اب پھر میری
دعا کی تاثیر سے رستم پیلتن بصورت اصلی ہوگئے سب سردار اس فعل پر خواجہ کے
شکر اسگئے یہان تو بارگاہ صاحبقران مین سعد کا انتظار ہی مگر جمشید ثانی جو نقوش
کو لیکر گیا کراہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پانؤن سے خون جاری نقوش کو پیچھے مین
دبائے ہوے سب نے جمشید کو اس حال سے دیکھا پوچھا یاخداوند صاحبقران
زمان نے پانؤن زخمی کیا ہوگا جمشید نے ایک آہ کی کہ کیا بیان کرون اپنی آفت
اپنے سر پر پا ہی میثاق کوہ گردان ایسا باغی ہوا ہی کہ ہر مقام پر دشمنی کرتا ہی پانؤن کو
چیچھڑے سے باندھا مرہم لگایا نقوش ہوشیار ہوا قدمون پر جمشید کے گر پڑا کہا
یاخداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ دربار حمزہ مین کیسی کیسی جادوگرنیان جمع تھین
اُن مین جانا اور مجھکو اُٹھا لانا آپ ہی کا کام ہی کسکی مجال تھی کہ اُس دربار مین قدم
رکھتا مگر آپ نے بڑی جرأت کی جمشید نے کہا ای نقوش کیا کہون مین اسی سحر پر امید
کرتا ہون کہ مسلمان طلسم نہ توڑ سکینگے اسی وجہ سے کتاب سامری کو منسوخ کردیا ہی
نقوش نے کہا مجھکو چین نہ آئیگا مجھکو حکم ہو کر جاکر طلسم کشا کو مارون جمشید ثانی نے
ہر چند منع کیا مگر نقوش نے نہ مانا یہ جانے ہی پر تھا کہ گرد اُڑی اور نقاش جادو مع فوج
شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے جمشید کے گر پڑا کہا یاخداوند میرا انتقام اپنی کوہ تصویر
برباد ہوا نقوش جادو نے نقاش جادو کو گلے سے لگایا اور کہا ای برادر اب جو
گذری وہ گذری مین نے سالہا سال کوہ تصویر پر خدائی کی ہی چلو ہم تم دونون ملکے
طلسم کشا کو قتل کرین کہ مدعائے دلی حاصل ہو نقاش نے جب نقوش کو آمادہ دیکھا کل
فوجین جمع کرکے کئی لاکھ فوج کو ساتھ لیکر یہ دونون لاش سعد مین چلے کہ ذکر اسکا کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان پہونچنا بادشاہ کا تا بہ مرحلۂ ہفتم اور پہونچنا نقاش
ونقوش کا و عیاریان خواجہ کی بطرز نو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا حسب عرض ساقی نامہ

دل لگا کر کوئی راحت جو نہ پائی ہوتی
تو گوارا وہ بھی یہ تکلیف جدائی ہوتی
عمر بھر عشق مین ایذا ہی اٹھائی ہوتی
یا مصیبت کی مرے دل مین سمائی ہوتی
یا شب ہجر زمانے مین نہ آئی ہوتی

ہم اسیر آ گئے ہین یون ترے بس مین صیاد
قید کر لے تجھے خود دی تھین یہ قسمین صیاد
کہ جو چھوٹین کبھی تو دس بیس برس مین صیاد
بال و پر ہم نے ہلائے نہ قفس مین صیاد
وہ تڑپنا جسے امید رہائی ہوتی

نامے جب اسنے مرے چاک کیے اے قاصد
پھر کس امید پہ اب کوئی جیے اے قاصد
نہ سنے تو نے جو پیغام دیے اے قاصد
دل بیتاب کی تسکین کے لیے اے قاصد
جھوٹ ہی کوئی خبر تو نے سنائی ہوتی

جذب نے اپنے رسائی نہ نہین کچھ تاثیر
وائے تقدیر کہ دیکھی نہ کہین کچھ تاثیر
عشق دشمن مین کبھی پائی نہ وہین کچھ تاثیر
غیر کی آہ مین بھی ہائے نہین کچھ تاثیر
یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

ہنس دیا کرتے تو واللہ ہمیشہ روتا
مر کے ملتے تم اگر جان ابھی مین کھوتا
آ کے ٹھکراتے تو مرقد مین ابھی جا سوتا
اور کیا خاک مین ملجانے سے میرے ہوتا
یہی ہوتا کہ ذرا اسسے صفائی ہوتی

کیا اگر آپ ہی اک روتے پس مرگ مجھے
روح ہرگز نہین خوش ہوئیگی ہرگز اس سے
نوحہ گر یا کچھ احباب جلال آ کے ہوتے
ہون وہ غم دوست کہ تو اب کچھ آنسو بہتے
میرے ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

چہرہ پردازان محافل سحر و ساحری و طے کنندگان مراحل افسونگری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین ہے سخن را بکرسی نشاندہ چنین ہے توسن طبع کو میدان مدعا مین یون جولان گر کیا جاتا ہے کہ بادشاہ تنہا و اسیر رخصت ہو کر لشکر سے نکلے ہین سب ملازم دیکھ رہے ہین کہ ایک نخل کے سایے مین بادشاہ بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھنے لگے جیسے ہی تعداد تمام ہوئی قہقہہ رعدی آکر پہونچا بادشاہ کو

سلام کرکے عرض کی اے شہریار میں فوج جنات کو ساتھ لیے ہوئے آتا تھا راہ میں ایک
مقام پر مع لشکر کے اترا نقوش و نقاش خداوندان کوہ تصویر ایک صحرا میں مخفی ہو کر اترے
ہمکو انکے لشکر کی خبر نہیں رات کو نقوش و نقاش نے ملکر سحر کیا کہ سب لشکر جنات مجھسے
باغی ہوکر سامنے نقوش و نقاش کے پہونچا اسنے ایک درۂ کوہ میں سبکو بند کر دیا
میں نے جو یہ خبر سنی سوچا کہ اب تنہا کیا کرونگا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اب آپ
تشریف لے چلیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُس میں نوشتہ پایا کہ جو کچھ قیصور کہتا ہے
وہی کرو بادشاہ ہمراہ قیصور تلاش میں نقوش و نقاش کی روانہ ہوئے قیصور نے
اپنے کاندھے پر سوار کرکے ایک صحرا میں لاکر اُتارا قیصور تو رخصت ہو گیا مگر بادشاہ
جمجاہ تنہا حیران کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار مع بارہ
ہزار سوار و پیدل آتے دکھلائی دیا شاہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل
کھڑا ہے شاطر سے اشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہے شاطر نے آکر شاہ کو
سلام کیا مگر دبدبہ صولت و شوکت دیکھکر نہ بولسکا بادشاہ نے پوچھا اے شاطر کیا مطلب ہے شاطر
نے دست بستہ عرض کی ہمارا شاہ لمعان تاجدار آپ کا نام نامی پوچھتا ہے شاہ نے
فرمایا میں سعد بادشاہ لشکر اسلام ہوں مگر قتل جمشید میں نکلا ہوں لمعان تاجدار نے جو یہ
خبر سنی افسران فوج سے کہا کہ یہ جوان دشمن خداوند ہے چہار جانب سے گھیر کر گرفتار
کرو افسران فوج لینا لینا کہکر آ پڑے بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے ایک سوار کو
مار کر گھوڑا لیا لڑتے بھڑتے قریب لمعان تاجدار کے پہونچے لمعان نے ہاتھ مارا
بادشاہ نے خالی دیا مگر کمربند میں ہاتھ ڈالدیا نعرہ کرکے فاش زمین سے اُٹھا لیا لمعان نے
عرض کی الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان لمعان تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان بھی دائرۂ اسلام میں آئے مگر نقوش و نقاش جو جنات کو
قید کرکے آگے بڑھے تو قریب اُس درۂ کوہ کے آکر اُترے رات کو ہرکاروں نے خبر
دی کہ طلسم کشا پار درۂ کوہ کے اُترے ہیں لمعان کو زیر کرکے مسلمان کیا ہے نقوش و
نقاش یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھے سر کوہ آکر سحر کرنے لگے لمعان تاجدار کہ بہ سر طلایہ

تھا یکایک کاتپا اور ساتھ والوں کو ہمراہ لیکر چلا سامنے درہ کوہ ہی جہاں جنات بند
تھے اسی طرف اشارہ کیا لشکر میں جو اٹھا سیدھا طرف اپنے شاہ کے چلا بادشاہ کی آنکھ
جو کھلی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے آتے ہی دیکھا بارہ ہزار حیوان جاتے ہیں بادشاہ
حیران تھے کہ میں کیا کروں کہ قیصور حبشی آکر پہونچا عرض کی حضور یہ باعث سحر نقاش
و نقوش ہے حضور پڑھکر لوح کا عکس ڈالیں بادشاہ آگے بڑھے لمعان کو للکارا کہ
کہاں جاتا ہے لمعان آمادہ جنگ ہوا جیسے ہی قریب تلوار کھینچکر آیا بادشاہ نے عکس
لوح ڈالا لمعان نے سب فوج کو پھیرا بادشاہ عکس لوح ڈالتے ہوے سبکو پھیر لائے
نقاش و نقوش نے رات بھر سحر کیا مگر کوئی مراد حاصل نہوئی آخر مجبور ہوکر صبح کو اپنے
لشکر کو تیار کر کے مقابلہ میں آئے منظور یہ ہی کہ دھوکا دیکر گرفتار کرلیں سحر کرنے لگے
وقت سحر بادشاہ نے دیکھا کہ چند نانبیاں ہے جنمیں لشکر میں آگ لگاتی پھرتی ہیں جسطرف آگ
لگائی لوگ اپنے اپنے خیموں سے نکلنے لگے بادشاہ نے یہ دیکھکر اسم جاشیبہ لوح پڑھا وہ
سب رتیں غائب ہوگئیں بڑے بڑے سحر نقاش و نقوش نے کیے مگر بادشاہ جب اسم جاشیبہ
لوح پڑھ دیتے ہیں انکا سحر مٹ جاتا ہے قضاے کار شاہ عیاران عیار کہ تلاش میں شہریار
کی تھے آکر پہونچے اور مجرا کرکے مستفسر ہوے بادشاہ نے سب کیفیت ظاہر کی خواجہ نے فرمایا حضور
نہ گھبرائیں میں جاکر دونوں کو لاتا ہوں یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے ایک ضعیفہ کی شکل
بنکر لشکر میں ساحروں کے آئے دیکھا کہ لشکر نقاش نقوش ہوشیار بیٹھے ہیں جہاں
غیر کو دیکھا اسے گرفتار کرلیا سامنے نقاش و نقوش کے لے گئے وہ اپنے سحر سے
دریافت کرلیتے ہیں اکثر غیر لوگ گرفتار ہوے مگر رہائی پائی خواجہ تو بشکل ضعیفہ
تھے ایک ساحر سے پوچھا کہ نقاش و نقوش کیا کرتے ہیں میں جاکر انسے دریافت
کرونگی اور کہونگی کہ میرا نواسہ لشکر میں نوکر ہے مجھکو خرچ نہیں بھیجتا میری فریاد کو آپ
لوگ پہونچیے کچھ ماہوار ہی مقرر کرا دیجیے ساحروں نے خواجہ کو گرفتار کرلیا ہر چند
خواجہ چیخے پیٹے کہ میں غریب بڑھیا ہوں مگر ساحروں نے نہ مانا خواجہ کو کشاں کشاں
لے چلے سامنے نقاش و نقوش کے لائے نقاش نے سحر کیا کہ رنگ روغن چہرے کا

خواجہ کے اڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے نقاش نے قہقہہ مارا کہا اے نقوش اس ظالم کو
تو ہین نے پہچانا یہ برباد کن خانمان ساحران ہے اگر اسکو قتل کیا تو کل مسلمانوں کو مارا ابھی
میدان خونی کی تیاری کرو دارین استادہ ہیں جلاد موجود ہوئے نقاش و نقوش نے
نے اشارہ کیا کہ اسکو دار پر کھینچو جلاد خواجہ کو کشاں کشاں لے چلا مگر ہرکارے
لشکر اسلام کے موجود تھے خبر قتل خواجہ لیکر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ تیغ
بکف ہو کر اٹھے لمعان تاجدار ہمراہ ہوا یہاں جلاد کا ارادہ ہے کہ خواجہ کو دار پر کھینچے
کہ نعرۂ شہریار کی آواز آئی نعرۂ شاہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستانِ کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان ۔ نہال گلستانِ صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر گرتے لڑتے ہوئے قریب خواجہ کے آئے جلاد کو مارا
دار کو قلم کیا خواجہ رہا ہوتے ہی ساحروں کے لباس لوٹنے لگے مگر نقاش و نقوش
دور سے دیکھ رہے ہیں اہل فوج کو منع کر رہے ہیں کہ جنگ نہ کرو انکو نکلجانے دو
فوج ساحران الگ ہوئی بادشاہ خواجہ کو لیکر پلٹے مگر خواجہ نے کہا اے شہریار غلام
کا بڑا نقصان ہوا جب گرفتار ہوا تو کمر میں میری صندوقچہ جواہرات کا تھا ساحروں
نے وہ صندوقچہ لے لیا اب ساحر مجھپر ہنسی کرینگے بادشاہ نے فرمایا نقاش و نقوش
کی فکر کیجئے خدمتگذاری ہوگی خواجہ بانداز عیاری لگا کر پھر روانہ ہوئے مگر لشکر
ساحران بائیں پر چھوڑا ایک طرف کو چلے کوئی دو منزل راستہ طے کیا تھا کہ ایک مقام پر
دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے بہت سی عورتیں پھر رہی ہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ زوجۂ نقاش گلرنگ جادوگرنی ہے اسے ملاقات شوہر جاتی ہے مگر گلرنگ سحر نہیں جانتی
منزل بمنزل جاتی ہے خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے سے اسی بارگاہ کے کھیت
کی مینڈ پر چڑھکر چلے گلرنگ نے کنیزوں سے کہا کہ اس بڑھیا کو منع کرو کہ مینڈ سے
کھیت کی نہ جائے کنیزوں نے بڑھکر کہا بڑی بی صاحب یہ ضعیفی اور مینڈ پر چڑھکے
چلتی ہو اگر گر پڑو تو کمر کولہا برابر ہو اور چار انگل زمین دھنس جائے بڑھیا نے بگڑکے

جواب دیا کہ تم جوانون مثل چڑیلون کے پھرتی ہو تم خود کروگی مین اسی راہ سے روز جاتی ہون
کنیزین خاموش ہو رہین آپس مین کہتی ہین کیا بدزبان ہی جتنے تو نیکی کی وہ گالیان دیتی ہی
چڑیل بناتی ہی خدا ہی جو گرے چند قدم چلکر بڑھیا لڑکھڑائی اور رینبڈے سے گر کر ایک چیخ ماری
کہ یہ نوجوانین کل جیسیان ہین مین انھین کے کہنے سے گری ورنہ نہ گرتی حرامزادیان سب
دیکھ رہی ہین اور آکر اُٹھاتی نہین گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اری کیا دیکھ رہی ہو
بڑھیا کو اُٹھا لاؤ کنیزون نے آکر بڑھیا کو اُٹھایا بڑھیا نے کہا اب تو تم سب خوش ہوئین
تمھاری زبان سے نکلے اور وہ نہ ہووے میرا کولا اتر گیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی کنیزین
کھٹولی پر ڈالکر بڑھیا کو سامنے گلرنگ کے لائین بڑھیا نے جو گلرنگ کو دیکھا تو دعائین
دینے لگی کہتی تھی کہ بور سہاگن اولادے گود بھرے بی بی کیسی بیٹھی ہو بال پریشان منھ سوکھا
ہوا اُٹھو ارسی کھاؤ کنگھی کر ڈالو کہان جاؤگی گلرنگ نے کہا شوہر میرا مقابلہ شاہ مین گیا
ہی اُسکو دیکھنے جاتی ہون شوہر نے میرے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ ابھی جنگ کو طول ہی تم بھی
آجاؤ تو مجھے آرام ہو آج دس دن گذرے کہ قلعے سے چلی آئی اب سنتی ہون کہ دو منزل
وہ مقام باقی ہی اِس صحرا مین کل اُتری تھی جنگل پسند آیا آج بھی مقام کیا کل روانہ ہونگی عمرو
نے کہا بی بی بخیر و عافیت پہونچو شوہر سے اپنے ملو مجھکو تو بڑا افسوس ہوتا ہی کہ تم ایسی
خوبصورت شوہر سے اپنے جدا ہو گلرنگ نے کہا وہ براے جنگ گئے ہین ورنہ
مجھکو دم بھر اپنے سے جدا نہین کرتے بڑھیا نے دعائین دین کہ شوہر کا ہمیشہ پیار رہے
گلرنگ کنیزون کو خفا ہوئی کہ بڑھیا تو بڑی خوش زبان ہی بات بات پر دعائین دیتی
ہی تم ناحق اِسکو ستی تھین کنیزون نے کہا واری کیا کہین جیسی بدزبان ہی گلرنگ نے
حکم دیا کہ بڑھیا کی کھٹولی ہمارے چھپر کھٹ کے پاس بچھا دو کھانا پانی اسکو پہونچاؤ کل
جب ہم کوچ کرینگے تو چلی جائیگی بڑھیا ہر بات پر دعائین دیتی ہی کبھی پوچھتی ہی کیون بی بی
کتنا زمانہ تمھاری شادی کو گذرا ابھی کوئی لڑکا نہین ہی گلرنگ نے جوابدیا کہ مین نے
بہت منتین مرادین کین مگر سامری و جمشید کی مرضی نہین ہی چھوٹے کا بچہ بھی نہ پیدا ہوا
بڑھیا نے کہا مین آپکو دوا دونگی سال بھر مین چار لڑکے پیدا ہونگے میرا حال سنیے کہ جب مین

بیاہی گئی تھی تو میری عمر نو برس کی تھی شوہر نے ہم بستر کیا آخر تیسرے مہینے لڑکا پیدا ہوا
اس بات کو سن کے گلرنگ بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب تم روز آیا کرو بڑھیا نے
کہا میں تمھاری ملاقات کو روز آؤنگی مگر بی بی تم تو بر سر سفر ہو اور مجھکو روز بلاتی ہو
گلرنگ نے کہا بڑی بی تم گھبراؤ نہیں میں اگر بن پڑیگا تو تمکو اپنے ساتھ لیتی چلوں گی
بڑھیا نے وہ باتیں کہیں کہ گلرنگ خوش ہو گئی دل میں سوچی کہ یہ بڑھیا تو اکسیر کی پڑیا ہے
بڑھیا نے اپنی جوانی کا بھی ذکر کرکے کہا حضور اس گاؤن میں کوئی کالے سر کا باقی نہیں ہے
مجھتک نہ آیا ہوئی ہی اولاد کے لیے سب کچھ کرتے ہیں سامری وجمشید سے نذر بادشاہ
خداوند کرے تمہین لیکن گلرنگ نے کہا بڑی بی اپنی ایسی قسمت ہی نہیں بڑھیا نے گلرنگ
کو گلے سے لگایا اور کہنے لگی کہ میں اپنی بچی کو جنوں کی مسجد لیجاؤنگی نذر و نیاز چڑھاؤنگی
وہ پہر رات گئے تک یہ باتیں رہیں آخر گلرنگ سو گئی خواجہ کہ بشکل بڑھیا تھے
کھٹولی سے اٹھے اور گلرنگ کو بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا اور آپ گلرنگ کی شکل بنکر
پلنگ پر سو رہے صبح کو ملکہ گلرنگ نقلی بدمزاج اٹھیں کنیزوں سے کہا بڑھیا کہاں گئی
کنیزوں نے عرض کی واری ہم جب سے اٹھے ہیں ہمنے کھٹولی خالی پائی سارے لشکر میں
ڈھونڈھ چکے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑھیا چلی گئی گلرنگ نقلی کنیزوں پر بہت خفا ہوئی
کہا جو ہماری راحت کی چیز ملتی ہے تم لوگ اسکو ضایع کر دیتی ہو خیر ناچار ہو کر کوچ کیا
محافے میں سوار ہو کر خواجہ طرف نقاش و نقوش کے چلے یہاں نقاش و نقوش مقابلہ
شاہ میں آتے ہوئے ہیں ہر روز سحر کرتے ہیں مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہیں چلتا کر
ہر بار سے روتے ہوئے آئے نقوش جادو نے عرض کی آپ کی زوجہ ملکہ گلرنگ
آتی ہیں نقوش باہر نکلا آکر محافے سے گلرنگ کو اتروایا بارگاہ میں لے گیا گلرنگ نے
پوچھا صاحب سب طرح خیر و عافیت ہے نقوش نے کہا صاحب کیا کہوں روز سحر کرتا ہوں
مگر طلسم کشا لوح کا عکس ڈالکر مٹا دیتے ہیں صرف اتنا ہوتا ہے کہ ایک دو گھڑی کا ہنگامہ
ہوتا ہے بادشاہ کو کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے سو سو تدبیریں کر رہا ہوں مگر کوئی تدبیر بن
نہیں پڑتی تم اس زمانے میں کیوں آئیں ہر روز یہی خوف ہے کہ مقام چھوٹیگا ایکدن ہمکو

کو پکڑا انکا سامان قتل کیا بادشاہ لمعان کو ساتھ لیکر آپڑے ہین نے خوف سے جنگ نکی گلرنگ نے کہا صاحب کچھ مقام افسوس نہین ہی جو تمپر گذریگی وہ ہین سہی جیلدنگی نقوش زوجہ سے باتین کرکے باہر آیا نقاش نے کہا اے نقوش ابتو تمھاری زوجہ بھی آگئین خوب چین کرو کیون اے یہ اور رات کو چلین بادشاہ کو گرفتار کرلائین نقوش نے کہا یہ صلاح تو اچھی ہی ہین آج شب کو جاؤنگا اور رہنے گا تو گرفتار کرلاؤنگا ورنہ لمعان کو تو ضرور رلاؤنگا اسی کی ذات سے بادشاہ صاحب لشکر ہوے اگر اکیلے ہوتے تو ابتک گرفتار کرلاتے آپس مین صلاحین کرکے نقوش نے چند گلابیان لین اپنے خیمے مین آیا گلرنگ نے حکم دیا کہ سب کنیزین باہر جائین مین اپنے شوہر سے تخلیے مین کچھ باتین کرونگی کنیزین باہر گئین خواجہ نے ایک گلابی اٹھائی اسمین بیہوشی ملاکر جام لبریز کرکے نقوش کے سامنے کیا نقوش بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کیون صاحب اس شراب نے بڑی گرمی کی زوجہ نے کہا اٹھکر ٹہلو ذرا ہوا لگے نشہ کم ہو نقوش اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اسکو بھی اٹھاکر نذر زنبیل کیا گلرنگ کی صورت تو بنے ہوے ہین ایک کنیز کو بلاکر کہا جاکر نقاش سے کہو تمکو گلرنگ بلاتی ہین نقوش جادو اسوقت نہین ہین شاید آپ سے وعدہ کیا تھا برائے گرفتاری لمعان تاجدار گئے ہین دو تین گھنٹے کے بعد آئینگے نقاش کو جو یہ خبر پہونچی خوش ہوگیا سوچا کہ شاید گلرنگ نے مجھکو دیکھ لیا عین وقت شباب ہی عورت کیون نہ پہنے لباس پہنکر ہمراہ کنیز کے خیمہ گلرنگ مین آیا گلرنگ نے دروازے پہ آکر کہا صاحب آپسے پردہ کیا ہی فقط آنکھ کا لحاظ تھا وہ اٹھ گیا نقاش اندر آیا جیسے ہی مسند پر آکر بیٹھا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا لو صاحب پیو ہر چند نقاش کو تردد ہوا کہ یہ کیا باعث ہی کہ زوجہ نقوش اس محبت سے پیش آئی مگر جام پی گیا اور پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے اسکو بھی اٹھاکر نذر زنبیل کیا کنیزون جو اندر آئین تو گلرنگ نے پوچھا کیون بی بی میان نقاش کہان گئے خواجہ نے کہا خبردار یہ بات منھ سے نہ نکالنا برا اسے مرد نقوش گئے ہین جاؤ خزانے سے صندوقچے جواہرات کے لاؤ مجھے

ابھی خواب میں دیکھا کہ جمشید ثانی کہہ رہے ہیں کہ اس خیمے میں جو کچھ رکھو گی وہ دونا ہو جائیگا
کنیزوں نے زیور بھی اپنا اُتار کر پیش کیا خواجہ نے سب کا زیور بھی لیکر نذر زنبیل کیا گل
مسند وپیچے جواہرات کے منگائے کنیزوں سے کہا چلکر بارگاہ میں بیٹھو میں بھی آتی ہوں
جب کنیزیں چلی گئیں تو خواجہ نے بارگاہ کو لوٹا فرش تک نہ چھوڑا پردے بھی کاٹ لیے
سراچہ چاک کرکے باہر نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے راہ میں دیکھا برق فرنگی بشکل ساحر لشکر
میں پھر رہا تھا آستے جو خواجہ کو دیکھا کہ خوشی خوشی آتے ہیں بڑھکر پوچھا کہ اُستاد خیر تو ہے
عمرو نے اشارہ کیا کہ اسوقت نہ بولو یہاں بادشاہ جہجاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ آج کئی دن کا زمانہ ہوا کہ خواجہ وعدہ کر گئے تھے کہ میں نقاش ونقوش کو لاتا
ہوں نہیں معلوم کیا اتفاق ہوا کہ ابھی تک نہیں آئے لعمان تاجدار نے عرض کی
کہ اے شہریار نقاش ونقوش بڑے ہوشیار ہیں اُنکا دام مکر میں پھنسنا بہت دشوار ہے
یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ خواجہ آتے ہیں بادشاہ کو بڑا اشتیاق ہوا
باہر نکل آئے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے عمر دراز کہکر عرض کی کہ بارگاہ میں تشریف
لے چلیے میں دونوں کو لایا بادشاہ نے کچھ روپیہ پیش کیا عمرو نے کہا میرا بڑا نقصان
ہوا ہے کئی منزل جانا پڑا دوسرے سفر کا خرچ جابجا غلہ مہنگا اول زوجۂ نقوش کو جاکے
گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر دونوں کو دھوکا دیکر پکڑا بادشاہ نے فرمایا خواجہ جس دن
قصر ہفت رنگ فتح ہوگا بہت کچھ مال پاؤ گے خواجہ نے کہا اسی امید پر تو جیتا
ہوں دونوں ساحروں کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان میں سوزن
دیکے دونوں کو ہوشیار کیا آنکھ جو نقاش ونقوش کی کھلی اپنے کو دربار شاہ
میں ستون سے بندھا ہوا پایا خواجہ تیغ کھینچے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں اے
نقاش ونقوش اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو شاہ کی اطاعت کرو دونوں نے مجبور
ہوکر کہا اے بادشاہ جہجاہ ہم اسی لیے کوچ کرکے آئے تھے کہ آپ کی رفاقت میں رہیں
اب سرکار پر بہت سختیاں پڑینگی شہر خطا کا راہ ان میں جانا پڑیگا لہذا غلام ساتھ چلینگے
اس شہر کے فتح ہونے کے بعد ایک دریائے تہار ملیگا حضور کو [illegible] سے اُترنا

پڑے نگا تب میلاد خارہ شکن کا سامنا ہوگا میلاد نے بہت فوج جمع کی ہی خداوند کو بھی عرضی لکھی تھی خداوند نے کئی لاکھ ساحر بھیجے وہ سب وہین جمع ہین حضور سے جنگ عظیم پڑے گی خواجہ نے جو پیشانیان نقاش و نقوش کی دیکھین تو سنور پائین زبان سے موزون نکالی دونون نے قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا اور فوج کو بھی اپنی بلا لیا سب مسلمان ہوے اب نقاش و نقوش بھی مع لشکر ہمراہ شاہ ہوے رات بھر جلسہ صحبت عیش رہا صبحکو نقاش و نقوش نے عرض کی کہ حضور ہمارے خزانے خالی پڑے ہین نہ جواہرات کا کہین پتہ ہی نہ روپیہ ہی بادشاہ نے فرمایا کیون خواجہ تم تو کہتے تھے بڑا نقصان ہوا یہ خزانے اور جواہرات کسنے لیے خواجہ نے کہا جہان ہمارا گذر ہو وہان خزانہ بچ جائے بادشاہ نے دونونکو زر و جواہر دیکر لوح کو دیکھا اسمین نکلا کہ اول شہر گمنام مین جانا چاہیے غرض بادشاہ نے نقاش و نقوش سے کہا کہ مین تو جاتا ہون تم لشکر کو لے کے اسی مقام پر ٹھہرو نقاش و نقوش نے عرض کی غلام بھی حاضر ہونگے وہان کے لوگ بڑے مکار ہین ظاہر مین تو حضور کے ساتھ محبت کرینگے مگر باطن مین یہی چاہین گے کہ جسطرح سے بن پڑے لوح چھین لین بندگان عالی کو آزار پہونچائین مگر پروردگار آپ کو بچائے جہانتک ہوسکے لوح کو ملاحظہ کرتے رہیے گا بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اب ہم تو کل رخصت ہونگے اسی شہر مین جاتے ہین اگر مناسب وقت ہو اور تکلیف نہ ہو تو چند اشعار ہمکو سنائیے خواجہ نے ذنبیل سے نکالی اور بیچ بارگاہ مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ سامنے بادشاہ کے گانے لگا

نظم

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
اُتارون منزل پری آفتاب شیشے مین

بنی ہی صورت فوارہ گردن مینا
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین

خیال ہی عرق روے یار کا دل مین
بسا ہی کیسے بھرا ہی گلاب شیشے مین

جو دور جام ہو ساقی تو تیر برسنے لگے
کف شراب نہین ہی حباب شیشے مین

ہوا ہی صاف ہوا [illegible] طرف سے دل اسکا
کہ اسنے لکھا ہی خدا کا جواب شیشے مین

[illegible]

کریگی مست قناعت ہی مجھکو بادہ فروش
اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین

جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی
عیان ہو صاف ثبات حباب شیشے مین

بغیر نشۂ مے سو وُن یہ نہین ممکن
بجا ہو گر کہو ن ہو بند خواب شیشے مین

یہ معجزہ ہو حسین شہید کا تا سنج
کہ خاک ہو گئی سب خونِ ناب شیشے مین

رات بھر خواجہ ہمراہ بادشاہ کے مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو بادشاہ سب سے رخصت ہوے جب لشکر سے باہر آئے تو ایک صحراے وسیع دیکھا دو قدم آگے بڑھے تو ایک طرف دیکھا کہ چند کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے جاتے ہین بادشاہ اُنکے عقب مین چلے سمجھ گئے کہ اگر آبادی نہین ہو تو یہ لوگ کہان جاتے ہین تھوڑا ہی صحرا طے کیا تھا کہ سامنے آفتاب کی چمک معلوم ہوئی قریب آکر دیکھا کہ ایک پھاٹک عظیم الشان ہی دروازہ کھلا ہو خلقت کی آمد و رفت ہو بادشاہ بھی داخل شہر ہوے ہرچند کہ بہت سے ساحر شہر مین آتے ہوے تھے مگر کوئی بادشاہ سے متعرض نہ ہوا جب وسط شہر مین آئے تو دیکھا دوکانین سب طرح کی آراستہ و پیراستہ ہین حلوائی کی دوکان پر مٹھائی کے خوانچے رکھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہو بادشاہ چونکہ اپنے لشکر سے سویرے چلے تھے دوپہر ڈھل چکی تھی بھوک کی خواہش ہوئی ایک حلوائی کے سامنے جا کر روپیہ پھینکا فرمایا کہ ہمکو مٹھائی دو اُس حلوائی نے بحیرت شاہ کو دیکھا اور کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ اِس شہر مین نووارد ہین بادشاہ نے فرمایا تمھین تو وارد و غیر نووارد سے کیا کام ہو جو سودا مانگتے ہین وہ دو حلوائی نے کہا مین یہ روپیہ لیکر کیا کرونگا آپ سکۂ رائج الوقت لائیے تو مین شیرینی دون بادشاہ سمجھے کہ اسکے مزاج مین دیوانہ پن ہو نان بائی کو آکر روپیہ دیا اُسنے بھی یہی کہا کہ سکۂ رائج الوقت لائیے بادشاہ کئی دوکانداروں کے پاس گئے مگر سب سے یہی جواب پایا حیران ہوکے کہ سکۂ رائج الوقت کہان سے لاؤن کہ دیکھا سامنے ایک تاجر کی دوکان ہو چند کرسیان بچھی ہین اور تاجر بھی دوکان پر بیٹھا ہو بادشاہ مقام معقول دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تاجر نے بہ نگاہ حیرت بادشاہ کو دیکھکر کہا اے شخص تو کون ہو کہ بلا تکلف آ بیٹھا یہ کہکر غلام کو

اشارہ کیا کہ شاہ کو جا کر اطلاع کرو کہ جنکا خوف تھا وہی آئے ہین وہ غلام اُٹھکر گیا بادشاہ
یہان کا مکار شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا غلام نے جا کر تاجر کا پیغام دیا بادشاہ یہ خبر سنکر
گھبرایا اُٹھکر محل مین آیا زوجہ اسکی ہنگامہ جادو اور دختر اسکی مہ پارہ سامنے بیٹھی تھی
زوجہ نے جو شاہ کو منتشر دیکھا پوچھا کیون حضور خیر تو ہی شاہ نے کہا صاحب کیا کہون
طلسم کشا شہر مین آ گئے فلان تاجر کی دوکان پر بیٹھے ہین زوجہ نے کہا مہ پارہ کو تخت پر
سوار کرکے بھیجو کہ شاہ کو باغ رنگارنگ مین لیجائے اور جسطرح ہوسکے لوح چھینکر
بادشاہ کو گرفتار کرلے بادشاہ نے بیٹی کو حکم دیا کہ ہان بی بی جاؤ جسطرح ہوسکے باغ رنگارنگ
مین طلسم کشا کو لیجاؤ مہ پارہ عمدہ کپڑے پہنکر تخت پر سوار ہوئی کئی سو کنیزین ساتھ ہوئین
نوبت و نقارہ بجتا ہوا اطرف بادشاہ کے چلی یہان بادشاہ دوکان پر تاجر کی بیٹھے تھے کہ
تاجر نے کہا صاحب آپ کیون پرائی دوکان پر آکر بیٹھ گئے یہ کرسیان واسطے خریدارونکے
بچھی ہین اگر کچھ آپ کو خریدنا ہو تو بیٹھیے ورنہ چلے جائیے یہ مکان بازار نہین ہی برائے
ضرورت یہ کرسیان بچھائی ہین سعد کو بہت ناگوار ہوا فرمایا او تاجر تیری صورت سے
تو معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت شریف ہی مگر سیرت ایسی خراب ہی کہ یہ بیہودہ لفظین کہتا ہی
تاجر نے ایک غلام کو اشارہ کیا کہ انکو اُٹھا دے غیر شخص کا ہماری دوکان پر بیٹھنا اچھا نہین
غلام نے بڑھکر بادشاہ سے عرض کی کہ اُٹھ جائیے سعد کو بہت ناگوار ہوا غلام کو ایک
تمانچہ مارا دیا کہ وہ مرکر گرا تاجر نے ہلڑ کیا کہ یارو دوڑو اس ظالم نے میرے ملازم کو
مار ڈالا دوکاندار لینا لینا کہکر آ پڑے سعد انسے لڑنے لگے جس دوکاندار نے ہاتھ اُٹھایا
وہ بھی دوڑا اور قریب شاہ آکر کہنے لگا کہ صاحب کیا زبردستی ہی بس آپ یہان سے
اسیوقت جائیے پرائی دوکان پر آپ فساد کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا او بھیا تو کیا
کچھ ہنستا تاجر کا نقصان کیا جو ایک رذیل کو ایسے حکم دیا وہ ہنسے کہنے لگا کہ یہان سے
اُٹھ جاؤ یہی اسکی سزا تھی جو ہین نے اسکے ساتھ کیا سب گھیرے کھڑے ہین کوئی خوف
شمشیر سے قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی مہ پارہ
اُسطرف سے گذری دور سے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ آفتاب جمال خورشید مثال تیغہ ہلالی

علم لیے کھڑے ہین گرد سب دوکاندار گھبرے ہوے ہین سامنے اکر تخت سے کود پڑی ہاتھ
بادشاہ کا تھام لیا کہا آپ کیون غصہ کرتے ہین ہیرے ساتھ باغ مین چلیے وہان تشریف
رکھیے اور دوکاندارون کو جھڑکا کہ نگوڑے وہٹو مسافر کے ساتھ بے اعتدالی کرتے ہو
دوکاندار ہٹے مہ پارہ نے ہاتھ تھامکر بادشاہ کو تخت پر سوار کر لیا آپ پہلو مین بیٹھی
نوبت و نقارہ بجتا ہوا بادشاہ کو لیکر چلی راہ مین جو مکان ملتے ہین کوٹھون پر نازنینان
مہجبین بیٹھی ہین شاہ سے اشارے کر رہی ہین مگر شاہ مہ پارہ کو دیکھ رہے ہین کسی کی
طرف خیال نہین کرتے مہ پارہ بھی باتین کرتی ہوئی رازونیاز دکھاتی ہوئی بادشاہ کو
لیے جاتی ہو کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شاہزادی نہایت
حسین وجمیل بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہی ہلڑ جو آمد سواری کا سنا اپنے مقام سے اٹھی
سر بام پر آکر ٹھہری اشارہ کیا کہ یہان تشریف لائیے مہ پارہ نے منع کیا کہ اے شہریار
ادھر خیال نہ کیجیے باغ رنگارنگ مین وہ تماشہ دیکھیے گا کہ سب جگہ کے عیش بھول
جائیے گا یہ کہکر حکم دیا تخت بڑھاؤ تخت بڑھا پلٹ کر بادشاہ نے کئی مرتبہ اُس نازنین
مہجبین کو دیکھا ایسا جمال نگاہ سے نہ گذرا تھا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ آپ چلیے
مین بھی آتی ہون تھوڑی دور چلے تھے کہ دوسرا قصر دیکھا اور ایک مہجبین اُس
قصر مین کھڑی تھی بادشاہ نے اول سے زیادہ اُسکو حسین پایا خوب نظارہ بازی
ہوئی مگر مہ پارہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ سب پر اشارے کر رہے ہین تو کنیزون سے
اشارہ کیا کہ تخت آگے بڑھاؤ تخت آگے بڑھا بولے خوش دماغ مین آئی مہ پارہ نے
کہا باغ قریب آگیا آپ ہمارے مہمان ہین جو خدمت ہم سے ہوسکیگی ہم بجا لائین گے
کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہونے دینگے راہ مین جو نازنینان مہجبین کئی مقام پر آپ کو
ملین اور آپ بھی اُنکی جانب متوجہ ہوے مجھکو یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ کے ساتھ
مکر کرین آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین حاکم شہر کی دختر ہون مجھکو اسواسطے
بھیجا ہو کہ آپ کو باغ مین لیجا کر آپسے مکر کرکے لوح لیلون مگر آپ صاحب اقبال ہین چونکہ
[illegible] نے آپ کو دیکھا [illegible] آپ کو آزار

پہونچے کہ دیوار باغ معلوم ہونے لگی مہ پارہ تخت سے اتری شاہ کو ہاتھ تھا مکر ابتدا در وازے پر باغ کے کئی ہزار کنیزین دُر در گوش مرصع پوش زر و جواہر مین غرق کھڑی گیند اکھیل رہی تھین مہ پارہ کو دیکھکر بیٹھنے سلام کیا کہا حضور آپ کیا تشریف لائین باغمین گو یا بہار آئی ملکہ مہ پارہ اندر داخل ہوئی مگر بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوے بادشاہ جو اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین اور نرگس شہلا آنکھین کھولے ہوے باغ کو دیکھ رہی ہی عندلیب خوشنوا ہر مرتبہ پہلوے گل سے اڑکر چشم نرگس سے اڑ کر لیتی ہی کہ ایسا نہ ہو نرگس کی نظر لگ جائے بادشاہ کیفیت باغ دیکھتے ہوے بارہ دری مین آکر بیٹھے مہ پارہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ باغ سے کچھ پھول لاکر سامنے مہمان کے رکھو کہ مہمان شگفتہ ہو کنیزون نے پھول لاکر رکھے بادشاہ حیران بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین عرض کی ملکہ نیلم و ملکہ مرجان آئی ہین مہ پارہ نے کہا اُنکے آنیکی کیا ضرورت تھی کنیزون نے کہا یہی فرماتی ہوئی آتی ہین کہ بی مہ پارہ دھگڑے کو دیکھکر مبہوت ہو گئین اب وہ دخل نہ دین ہم کام کرلین گے مہ پارہ نے کہا کیا مجال بادشاہ نے پوچھا کیون مہ پارہ یہ نیلم و مرجان کون ہین مہ پارہ نے کہا فلان سر کوچہ پر جو آپ نے شاہزادی کو دیکھا تھا وہ ملکہ نیلم ہین اور آگے بڑھکر جسکو قصر مین دیکھا تھا وہ بی مرجان ہین چند کنیزون کو حکم دیا کہ دونون کو استقبال کرکے لاؤ کنیزین براے استقبال گئین دونون شاہزادیان دروازے پر ٹھہری تھین کنیزون نے آکر استقبال کیا کہا باغ مین تشریف لے چلیے ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین اُن دونون نے نام مہ پارہ کا سُنکر منھ پھیر لیا کہا مہ پارہ کو ہم ایسا نہ سمجھے تھے کہ جانتی ہی دام حسن مین پھنسا چُنیگی پہلو مین بیٹھتا تو اُنکو ملا جو غمزہ چاہین کرین نیلم و مرجان اندر آئین ناز و کرشمے کرتی ہوئی سامنے شاہ کے پہونچین دونون نے سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ ہمارے قصر کے سامنے سے گذرے ہمنے اشارے کیے آپ نے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدوم سے منور نہ فرمایا جب ہمکو معلوم ہوا کہ حضور باغ رنگارنگ مین ہین تو ہم خود حاضر ہوے کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون شکر ہی کہ حضور کو یہ اطمینان پایا اِس

شہر مین بڑے بڑے مکار ہین آپ اُنسے بچیے گا بادشاہ نے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے وہ دونون بیٹھ گئین کہ پھر آسمان پر برق چمکی دو شاہزادیان تخت پر سوار لیکن نہایت ہی حسین و جمیل آکر پہونچین چارون شاہزادیون نے شاہ کو گھیر لیا یہ جو دونون شاہزادیان آئی ہین ایک کا نام گل دوسری کا نام بلبل ہے گل نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ بی عندلیب کیون نہین آئی ہین کہ سامنے ایک نخل تھا اُسپر طائر بیٹھے ہوئے تھے ایک عندلیب خوش نوا نخل سے اُتری زمین پر گر کر غلطلاک ماری دیکھا سب نے ایک شاہزادی حسین و جمیل دریا ئے جواہر ہین غوطہ زن چارون نے کہا او عندلیب خوش نوا ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے اب کیا رنگ جما عندلیب آکر سامنے بیٹھی اور شاہ سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

خوش شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو	تیرگی ہے کہ نظر آتے ہین تارے دن کو
رات کو سب نظر آتے ہین ستارے بنکر	چڑھتے ہین جو مری آہ کے شرارے دن کو
کون ایسا ہو چڑھاوے جو مری تربت پر	رات کے یار جو محبوب اُتارے دن کو
شمع اگر چاند نہین ہو تو بتا مجھکو	کیون نہان رہتے ہو پھر نظر نہ پیارے دن کو
غم فرقت کی اگر رات کو ہم روتے ہین	کہین ملتے نہین دریا کے کنارے دن کو
ایک خورشید فلک پر ہے زمین پر ہین کئی	مشتعل کب ہین دلا داغ ہمارے دن کو
یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہے ناسخ	رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

ادھر تو یہ گاتی اور رنبتا رہی تھی اُدھر وہ چارون شاہزادیان نیلم و مرجان و گل و بلبل دوڑ دوڑ کر گلابیان اُٹھا لائین اور جام لبریز کر کے سامنے شاہ کے پیش کیا سمہ پارہ نے اشارے سے منع کیا کہ جام نہ نوش فرمایئے گا عندلیب نے بہ نگاہ قہر طرف سمہ پارہ کے دیکھا مگر سمہ پارہ نے کچھ خیال نہ کیا بادشاہ نے وہ جام ایک کنیز کو دیدیا کئی مرتبہ عندلیب نے جام پیش کیا اور سمہ پارہ نے بالاعلان منع کیا کہ حضور جام نہ نوش کیجیے عندلیب نے طرف نیلم و مرجان کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ سمہ پارہ کو منع کرو جام پینے تو ہمارا مطلب نکلے بے جام پیے مراد نہ حاصل ہوگی سمہ پارہ بول اُٹھی کہ آپ لوگ

مکر پر مکر کرتے ہین ہم نہین چاہتے کہ مہمان کو صدمہ پہونچے آئندہ انکو اختیار مگر تعجب ہی کہ لوح نہین دیکھتے بادشاہ یہ سُنکے گویا سوتے سے جاگے خیال آیا کہ لوح کو دیکھون جیسے ہی لوح دیکھی نیلم و مرجان پیچھے ہٹین ادھر بادشاہ نے لوشتہ پایا کہ اسکے مرتبہ جو عندلیب جام دے تو وہ شراب اسی پر پھینک مارنا پھر قدرت کا تماشا دیکھنا بادشاہ نے خود عندلیب سے اشارہ کیا کہ لاؤ جام پلاؤ عندلیب نے جام لبریز کیا باناز و کرشمہ اپنے ہاتھون پر رکھکر پکار اٹھی فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند۔ اس ادا سے عندلیب نے یہ شعر پڑھا کہ بادشاہ کے دل پر تاثیر ہوئی مگر سہ پارہ نے کہا جو لوح مین ملاحظہ کیا ہی اُسی کے پابند رہیے بادشاہ نے جام لیکر شراب عندلیب پر پھینک ماری قطرے شراب کے جو جسم پر پڑے معلوم ہوا تو دہ بارود پر کسی نے چنگاری ڈالدی عندلیب تو جلنے لگی چارون شاہزادیان اُٹھکر بھاگین اور بلند ہو کر کہا کہ خبر بی سہ پارہ عندلیب کو تو قتل کرایا ہم جا کر تمھارے باپ سے اطلاع کرتے ہین وہ آکر سمجھ لینگے سہ پارہ رونے لگی بادشاہ نے آنسو پاک کیے فرمایا رونے کا کیا باعث ہو سہ پارہ بصد گریہ و زاری عرض کرنے لگی ای شہریار باپ میرا سکار جادو ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہووے کہ بندگان عالی کو آزار پہونچے آپ اکیلے ساٹھ ہزار سے کیونکر مقابلہ کرینگے اور مین تو اُن سب سے جدا ہوئی افسوس یہ ہی کہ سحر نہین جانتی سعد نے فرمایا ساٹھ ہزار کیسے اگر ساٹھ لاکھ ہونگے تو حافظ حقیقی سب سے بچا لیگا یہان سکار جادو تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے ذکر کر رہا ہی کہ سہ پارہ بیراے گرفتاری طلسم کشا گئی ہین وزرا کہہ رہے ہین کہ یہ انتظام آپ کا خالی نہ جائیگا کہ ناگاہ وہی چارون شاہزادیان آکر پہونچین اور عرض کی ای شہنشاہ آج تو سہ پارہ نے بڑا غضب کیا کہ عندلیب خوشنوا کو قتل کروایا ہم لوگون سے فریب دام مکر پھیلایا بالکل نے آگاہ کر دیا آخر پکار کر طلسم کشا سے کہا کہ لوح ملاحظہ فرمائیے لوح جو طلسم کشا نے دیکھی اصل حال سے آگاہ ہوے شراب عندلیب پر پھینک ماری عندلیب جلکر خاک ہوئی یہ سُنکر سکار شاہ بہت جھلایا افسر وزیر سے کہا

جلد تیار ہوا اور سب فوج کو تیار کرو ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہوا مکار شاہ سب ساحروں کو
لیکر چلا کہتا ہوا کہ یارو تم بخوبی جانتے ہو کہ مہ پارہ کو جو سحر سے نابلد ہو رہا اکیلا طلسم کشا
اسکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہو وہ کیا اکیلے تم سے لڑسکینگے بہت ہوگا دو چار کو
قتل کرینگے پس آتے ہی باغ کو گھیر لیا یہاں سعد شہریار مہ پارہ سے باتین کر رہے
تھے فرماتے تھے کہ مین کیا جانتا تھا ورنہ ساتھ عندلیب کے چارون کو بھی قتل کرتا کہ
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری غضب ہوا سب طرف سے باغ گھر گیا
اب افسر ارادہ کرتے ہین کہ باغ مین گھس آئین یہ سنکر سعد شہریار اُٹھے تیغۂ طلسمی
کے قبضے پر ہاتھ رکھا ایک مادیان بندھی تھی اُسکو کسا اور سوار ہوکر چلے ملکہ رونے
لگی کہتی تھی ای شہریار مین نے کوٹھے سے دیکھا گرد باغ کے فوج بیحد ہو حضور کس سے
لڑینگے بادشاہ نے فرمایا مین پہلے شاہ کی گردن لونگا تم کوٹھے سے تماشہ دیکھو یہاں
مکار شاہ چار سو افسرون کو ساتھ لیکر طرف در باغ کے چلا ہو کہ دروازہ باغ کا کھلا
اور شہریار باہر نکلے یا برج اسد سے آفتاب نکل آیا وہین سے للکارے او مکار شاہ کیون
شامت آئی ہو خبردار باغ کیطرف نگاہ اُٹھاکے نہ دیکھنا مکار شاہ نے شہریار کو اس شوکت
سے جو دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ صاحب جمال
طلسم کشا دیکھو ماہ حسن کس اوج پر ہو گرد ہالہ پڑا ہوا ہو ہرچند کہ تم سب لوگ اتنے
ہو اور وہ تنہا مگر شوکت سے شہریار کی یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیر رمۂ گوسفندان پر آتا ہو
سعد شہریار نے مادیان کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ یا خبیثو او کافران بے حیا واہو نا بکاران

پیر دغا آگاہ ہو منم شہر بیشۂ جنگ و دغا نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران

ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہو کہ شاہ سعد فوج پر جا پڑے لاشون کے انبار کر دیے
جس افسر نے بڑھکر وار کیا وار روک کر بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے اسطرح جنگ کر رہے ہین مگر جب بادشاہ غول مین گھر جاتے ہین تو ملکہ دعائین

کرتی ہو کر اے کریم کارساز داے رحیم بے نیاز شہریار کو دشمنون سے بچا تا چہار طرف سے کفار گھیرے ہوے ہین پروردگار دشمنون سے شہریار کو امان دے اور محفوظ رکھ نظم

تو ئی کافریدی ز یک قطرہ آب — گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آوری از لطف جوہر پدید — بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را — تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نہ بارد ہوا تا نگوئی بہ بار — زمین نیاورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی — برون زان کہ یاری گری ساختی
زگرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی باندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار — کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ٹکڑا ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا اُس ابر سے تلوارین برستی ہوئی برقین گرتی ہوئی وہ ابر آکے بیٹھا تمام جادوگر گھبرائے ملکہ نے دیکھا کہ دو تا جادو تخت پر سوار پشت پر فوج جرار آتے ہی فوج مکار پر گرے سعد شہر نے پہچانا کہ نقاش و نقوش ہین عین وقت پر آکر پہونچے ابر سے اُترتے قیامت برپا کر دی اور یہی چاہتے ہین کہ مکار کو گھیر کر مارلین مکار بھاگتا پھرتا ہے چاہتا ہے جان بچا کر نکلجاؤن جسطرف جاتا ہے نقاش ونقوش سحر کرتے ہوے پہونچتے ہین مکار اُدھر سے بھاگتا ہے چاہتا ہے تیسری طرف سے نکلجاؤن اُسطرف سے دیکھا سعد شہریار جنگ کرتے ہوے آتے ہین سعد کو دیکھکر دل کانپتا ہے مگر سعد نے گھوڑا اُڑھایا مکار نے جو بادشاہ کو قریب پایا ہاتھہ تلوار کا مارا پہلے سحر بہت سے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو گھبرا کر تلوار کا وار کیا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر کلائی تھامی کمر مین ہاتھہ ڈالکر مکار کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دیکر زمین پر مارون مکار پکارا الامان بادشاہ نے فرمایا امان بہ شرط ایمان مکار نے کہا مین تابعدار ہون بادشاہ نے ہاتھہ سے رکھدیا مکار دل سے مطیع اسلام ہوا افسرون کو اشارہ کیا کہ اسوقت اطاعت کرلو سمجھ لینگا سب

افسر آکر قدمون پر گرے نقوش و نقاش نے عرض بھی کی کہ امو شہریار اسکی اطاعت کو نہ مانیے بادشاہ نے فرمایا ہمارے طریقے کے خلاف ہو کہ وہ امان مانگے اور ہم نہ دین ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین بموجب قول شاعر ع حال ضبی کس بمنیہا نہ بجز پروردگار جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کل لشکر بیرون قلعہ اترا سعد شہریار نقاش و نقوش کو لیکر پلٹے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نج رہی ہین جام وہ گردش مین ہو گائینین گا رہی ہین مکار شاہ چوب و چماق ہاتھ مین لیے کام کرتا پھرتا ہی ایک ایک سے کہتا ہو کہ میری تقدیر نے رسائی کی نزدیکیون سے اشارہ کر رہا ہو کہ شراب آغشتہ بدار و بیہوشی لاؤ کہ مین ان تینون کو سزا دون ملازم تدبیرین کر رہے ہین جب مکار نے دیکھا کہ بادشاہ مصروف عیش و نشاط ہین صحبت مین ہنگامہ گرم ہو رقص و سرود ہو رہا ہو اب اسوقت بادشاہ سے مکر کا موقع ہو فوراً جام شراب آغشتہ بدار و بیہوشی بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ ایسے محو رقص و سرود تھے کہ جام بے اندیشہ انجام مکار سے لیکر پی گئے مکار نے دوسرا جام بھر کر نقوش کو دیا تیسرا جام نقاش کو دیا نقاش نے جام پیتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا مو قلم نکالکر تصویر خیالی کھینچنے لگا نقوش چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھ رہا ہو بادشاہ جمجاہ بھی پریشان ہین بیہوشی تاثیر کرتی جاتی ہو جب شاہ نے دیکھا کہ سر گردش کرنے لگا فرمایا کیون مکار شاید تو نے مجھکو بیہوشی دی مکار نے پکار کر کہا ای بادشاہ عالیجاہ اب وقت امتحان ہو سر بازار قتل کرونگا تمام عالم جمع ہوا اور تماشہ دیکھے ہر ایک کی زبان پر ہو کہ خوب بدلہ لیا حقیقت مین بڑا کام کیا بادشاہ جمجاہ کے اُٹھے نقاش و نقوش نے بھی قصد کیا کہ مکار کو پکڑ لین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے مکار نے آواز دی آہن گردن کو لاؤ نقاش و نقوش کی زبان مین سوزن دی مگر بادشاہ کو جب مسلسل کیا تو لوح کا اسکے خیال نہ رہا لوحین نہ اتارین اور تینون کو مسلسل کرکے زبان مین نقاش و نقوش کی سوزنین دین حکم کیا لشکر تیار کرو مین ان سب کو لیکر بخدمت خداوند جاؤنگا لشکر تیار ہوا ان تینون جوانونکو اپنے

ڈالا مگر لمعان تاجدار کہ بیرون قلعہ اُترا تھا اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ مکار شہنشاہ
نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا لمعان تاجدار نے کہا مین نہ جانے دونگا قلعے سے نکلتے ہی
روکونگا مجال کیا ہی جو نکلجائے یہ کہکر لشکر کو تیار کیا یہ نہ سوچا کہ وہ جادوگر ہین مین بھلا اُنکا
کیا کر سکونگا جیسے ہی مکار قلعے سے نکلا لمعان تاجدار فوج کو لیکر مکار پر گرا مکار
نے پیچھے ہٹکر سحر کیا کہ لمعان تاجدار گھوڑے سے گرا مکار نے گرفتار کر لیا اور ایک
سحر کیا کہ فوج بھاگی یہی دل مین سمائی ہی کہ بھاگ کر نکل چلو اپنی جان بچاؤ سب فوج
بھاگ کر دامن صحرا مین چھپی مکار نے لمعان تاجدار کو بھی پکڑ لیا اور کوچ کرکے چلا
کہتا ہوا جاتا ہی کہ لمعان تاجدار کی کیا مجال تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا مین نے صرف
دو سحر کیے ایک سحر مین لمعان تاجدار کو پکڑا دوسرے سحر مین فوج کو بھگا دیا جب
بادشاہ کی آنکھ کھلی تو پکار کر آواز دی او مکار ہوشیار تو اسم با مسمی ہی اب جو رہائی
پاؤنگا تو تجھکو سزا دونگا مکار نے کہا اب رہائی کی امید نہ رکھو قصر ہفت رنگ
پر چلکر سب کو قتل کرونگا قدرت بھی فرمائینگے کہ مکار نے طلسم نوخیز بچا لیا بادشاہ
خاموش ہو رہے مگر زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالون نقاش
ونقوش عرض کرتے ہین حضور تکلیف نہ فرمائین انشاء اللہ پروردگار مدد کریگا
مگر مکار جادو قید لیے ہوے جاتا ہی تیسری منزل ہی ایک صحرا مین آکے اترا
بارگاہین خیمے استادہ کیے یاد آیا کہ وہ گیسو بریدہ چین سے بیٹھی رہی ناظر کو حکم دیا کہ
پچاس سوار لیکر جاؤ محل کو اسکے گھیر لو کوئی باہر نہ نکلنے پائے نہ کوئی اندر جائے
خواجہ سرا پچاس سوار لیکر چلا یہان مہ پارہ محل مین بیٹھی ہوئی خود بخود گھبرا رہی ہی
کہتی ہی آج کئی دن گذرے بادشاہ محل مین تشریف نہین لائے کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی کہ حضور کو کچھ خبر ہی قلعے مین سناٹا پڑا ہی آپ کے والد نے بادشاہ جہان
و نقاش و نقوش کو گرفتار کر لیا خواجہ سرا پچاس سوار لیکر آیا ہی آپ کا محل گھیرا
ہوا ہی حکم ہی کہ کوئی باہر نہ نکلے نہ کوئی اندر جائے یہ مضمون سنکر مہ پارہ رونے
لگی کہتی تھی اب خاتمہ ہی ہمارے شہریار کو گرفتار کر لیا اب اُنکو کون رہا کریگا یہ کہکر

زار زار رونے لگی یا دمین شاہ کی یہ اشعار زبان پر جاری تھے نظم

دور کر پردہ دکھا دے روے عالمتاب کو
ماہ تاباں سے اٹھا دے چادر مہتاب کو

ہے یہ اُس رخسار گلگوں کے نظارے کا اثر
سمجھے ہیں اہل دیدۂ گریاں ترشح خوناب کو

قفل کرتے خندۂ دندان نما سے یار کو
مانگتے ہیں قطرۂ شبنم گل شاداب کو

عشق کی تاثیر ہے سوکھا نہ خون کوہکن
بیستون پر دیکھنا بیخ لالۂ سیراب کو

کنیزوں نے سمجھایا کہ واری نہ گھبرا اپنے ابتدا سے طلسم سے آجتک بہت آفتیں پڑیں ہونگی تمنے سنا ہے کئی مرتبہ گرفتار ہوئے اور قصر ہفت رنگ میں پہونچگئے مگر پروردگار نے وہاں سے بھی رہا کرایا اب بھی خدا رہا کرائے گا پروردگار سے یہی دعا ہے کہ وہ رہا ہوں ہمنے تو کیا ہوا اُسپر آفت آئے محل میں بلا ہے جو باہر جائیگا ارادہ کرتی ہے سوار پہرے پر بیٹھے ہیں للکار دیتے ہیں کہ باہر نہ آنا ورنہ تلوار مار دینگے ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم کے خلاف گذرے ملکہ تو اس حال زار میں ہے مگر مکار جادوگر اُسی صحرا میں اُترا ہے ارادہ ہے کہ کوچ کرے دن کو صحرا سے گرد اُٹھتی دیکھا عقلا سے روئیں تن کہ مکار سے بڑی ملاقات رکھتا ہے بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا مکار نے استقبال کرکے پوچھا برادر کہاں سے آتے ہو عقلا نے کہا میں براے شکار صحرا میں آیا تھا ہرکاروں سے تمہاری خبر سنی پلٹ پڑا اب شکر کرتا ہوں کہ تمکو صحیح و سالم پایا کہاں سے آتے ہو کہاں کو جاتے ہو مکار نے کہا میں نے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہوں عقلا نے کہا ذرا طلسم کشا کو بارگاہ میں بلواؤ میں بھی ذرا انھیں دیکھوں سنتا ہوں کہ وہ بڑے بہادر ہیں مکار نے حکم دیا کہ قیدی سعد شہریار بارگاہ میں لاؤ ایک نفر سہراب نامے گیا ہے اور زنجیر تھام کر بادشاہ کو لایا بادشاہ نے دربار میں آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور غصے میں منہ سے یہ بھی نکلگیا کہ نامردوں کی صحبت ہے مرد کوئی اس محفل میں نہیں کس سے بات کریں عقلا نے کہا او طلسم کشا مکار جادو آپکو گرفتار کرکے لایا رسی جل گئی اور بل نہیں جلا

بادشاہ سے فرمایا ایک تو پہلوان معلوم ہوتا ہی ورنہ سب نامرد بیٹھے ہین کوئی تم مین ایسا ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے مکار نے مکر سے گرفتار کیا حوصلۂ جرأت باقی ہی عقلا نے کہا ای مکار انکو رہا کردو مین گرفتار کرکے انکا دعویٰ مٹاؤنگا مکار نے کہا ای برادر یہ خیال نہ کرو یہ لوگ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین فقط قدرت خداوند جمشید سے یہ گرفتار ہوے ورنہ اِنپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی عقلا نے اُٹھکر ہتھکڑی پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بادشاہ نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از تف خون من است

بر سر دار فنا خانۂ عزغاے من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بوز نجیر عشق
بشکنم این بند را قوت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا عقلا کے ہوش اُڑ گئے مگر بہ محبت بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا اور مکار سے اشارہ کیا کہ نہ گھبراؤ مین کل گرفتار کرلونگا اپنی بارگاہ مین لایا جب سامان دعوت مہیا کیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ ای عقلا ہم کھانا نہ کھاینگے ہمارے سردار تو قید خانہ مین ہین ہم کھاتا کیونکر کھائین اپنے رفیقون کا خیال نہ رکھین عقلا نے مکار سے کہا تم تینون سردارون کو بھی لاؤ مگر اُنسے بھی یہی عہد کرنا کہ جب بادشاہ کو عقلا زیر کرے تو تم لوگ سرکشی نہ کرنا اور قید پھر پہن لینا مکار نے جا کر لمعان وغیرہ سے کہا سب نے خوش ہوکر جواب دیا کہ اگر عقلا ہمارے شاہ کو زیر کریگا تو ہم سرکشی نہ کرینگے یہ عقلا کی مجال نہین ہی اگر مکر کریگا تو ہم لوگ جان دینے کو موجود ہین گھر سے جو نکلے سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا آٹھ پہر یہی کام ہی غرض تینون سردار بھی رہا ہوکر خدمت شاہ مین آئے عقلا سب کی خاطرین کررہا ہی مصروف خدمتگزاری ہی نازنینان مہجبین خوش آوازہ صاحب کرشمہ و ناز رقص کے واسطے طلب کین ناچ ہورہا ہی وہ نازنین نگاریان ہین دلون کو اہل محفل کے لُبھا رہی ہین بادشاہ جمجاہ تعریفین کررہے ہین عقلا نے حکم دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو طبل کشتی بج جاے صبحکو عقلا و طلسم کشا سے مقابلہ ہی لازم عقلا سے اکھاڑہ تیار کررہے ہین یہ خبر مشہور ہوئی

گنواروں کے غول کے غول چلے آتے ہین بڑے بڑے راجہ و زمینداران قصبہ واسطے
تماشے کے جمع ہو رہے ہین مگر عقلا نے رات بھر شاہ کی دعوت کی صبح کو سامنے آیا
کہا اے شہریار چلیے میرے آپ کے امتحان ہو کچھ خوف نہ کیجیے گا کہ لشکر میرے ساتھ ہے
بادشاہ نے فرمایا اے عقلا ہم سواے خدا کے اور کسی سے خوف نہین کرتے بلکہ اگر آرزو
ہو تو پہلے یہی امتحان کر لو کہ کل فوج کو حکم دو کہ ہم کو گرفتار کر لین دیکھو تو کیسا تماشا
کھیلتا ہون کہ اہل فوج کو بھی ثابت ہو کہ کسی سپاہی سے مقابلہ پڑا ہے خدا اچھا ہے تو
لاشون کے انبار ہو جائین اہل فوج بھاگتے نظر آئین عقلا خاموش ہو رہا بادشاہ
نے ہاتھ تھام لیا نقوش و نقاش و لمعان عقب مین شاہ کے آتے ہین یہان
اکھاڑے پر کل خلقت کا ہجوم ہے بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا ایک غریو بلند ہوا
کہ دیکھو صاحبو بادشاہ اسلام آتے ہین ہر چند کہ غیر کے لشکر مین ہین مگر کچھ ہراس نہین
اپنی جرأت کے جوش مین عقلا کا ہاتھ تھامے ہوے چلے آتے ہین لوگ بیچ مین سے
ہٹ گئے عقلا نے اکھاڑے پر آ کر لنگوٹ وغیرہ کسا اکھاڑے مین کود ا ملازم نے
دوسری کشتی سامنے بادشاہ کے پیش کی بادشاہ نے اُس کشتی پر نگاہ نہ ڈالی اور اکھاڑے
مین پھاند پڑے عقلا کا ہاتھ تھاما فرمایا کہ ہان برادر ہاتھ ملاؤ کشتی شروع
ہو جس داؤن پیچ پہ تمکو دعوی ہو اُنھین کو پہلے تم صرف کرو عقلا نے گردن پر ہاتھ
رکھکر جھٹکا دیا کہ گردن شاہ کی جھک گئی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا پانون جما کر عقلا کی
گردن پہ ہاتھ رکھکر ایسا کھسوٹا مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا کشتی ہونے لگی سوال و جواب
کے داؤن پیچ ہو رہے ہین بڑے بڑے راجہ کھڑے ہوے بازبان بد رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ عقلا رگڑ کے مار ڈالے گا دولی اور ڈیوڑھی بازبان
بد رہے ہین کسی کے منھ سے یہ نہین نکلتا کہ بادشاہ غالب آئین گے مگر نقاش
و نقوش بازوون پر سے جو ابرات کھو لکر رکھدیتے ہین اور پکارتے ہین کہ ہمارے
آقا غالب آئین گے لوگ ٹوٹے پڑتے ہین مگر بادشاہ سے کشتی ہو رہی ہے جب پکڑ
لاتے ہین ایسے جھٹکے مارتے ہین کہ عقلا عاجز ہو جاتا ہے ماتھے سے خون جاری تمام ہو

پارہ پارہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی دل مین کہتا ہی مین نے یہ کیا کیا دیکھیے جان کیونکر بچے اِس
شیر دلیر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی مگر جانبازی کر رہا ہی اُستاد سخنور تحریر فرماتے
ہین کہ عقلا تین پہر لڑا پہر دن رہے عاجز ہو کر شاہ کو سے دوڑا اسعد شہریار چند قدم
پر آکر رک گئے عقلا نے بڑے زور کیے کیسے کیسے جھٹکے مارے مگر بادشاہ پیچھے نہ ہٹے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ کے ہاتھ ڈھیلے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا بہ زمین ہوئے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے
کر دیے اور فرمایا کہ اے عقلا لنگر اپنا قائم کر لو مین چاہتا ہون کہ کوئی حوصلہ باقی نہ
رہے کہ بعد کو عذر کرو کہ یہ آرزو باقی رہ گئی عقلا نے لنگر قایم کیا بادشاہ نے کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر بلند کیا لنگر عقلا کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا عقلا پکار اُٹھا اے شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو سرفراز فرماتے ہین مین تابعدار ہون بادشاہ نے
فوراً ہاتھ سے رکھ دیا عقلا قدمون پر گرا مگر مکار کے ہوش پراگندہ ہو گئے کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے رہائی پائی عقلا مسلمان ہو گیا ہاے وقت پر بھول گیا اگر
تو چین قبضے مین کر لیتا تو اِسوقت لیکر بھاگ جاتا مگر تو چین نذر اُتارین کچھ دل مین
سوچکر مکار بھی قدمون پر گرا عقلا نے سفارش کی کہ حضور اِس کی خطا معاف کرین
بادشاہ نے مکار کو گلے سے لگایا مکار از راہ مکاری مسلمان ہوا مگر دل مین یہی پیچ تاب ہی
کہ جسطرح بنیگا شاہ کو پکڑ کر مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچین گے بادشاہ سب کو ساتھ
لیکر طرف قلعے کے چلے یہان مہ پارہ ملول و حزین نہایت غمگین آٹھ پہر رویا کرتی ہی
ایک دن پریشان ہو کر اُٹھی اور بالا سے بام آئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہی کہ صحرا
سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے بادشاہ اسلام بشوکت تمام اسپ پریوش پر سوار آتے ہین
کل رفیق ہمراہ ہین اپنے باپ کو دیکھا کہ مثل چاکران کمترین رکاب پہ ہاتھ رکھے
ہوئے مع فوج آتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مین سوتی ہون کہ جاگتی ہون وہ
رنگ دیکھا ہی کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کنیزون

عرض کی حضور نے جو دیکھا وہی معرکہ ہو بادشاہ آتے ہین معلوم ہوتا ہو فتح ہوئی لیکن
مکار نے وہین سے حکم دیا کہ چھڑا محل سے ہٹ جائے سب سوار ہٹے مکار بادشاہ کو
ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر آپ جو اندر گیا زوجہ سے اپنی کہا
کہ عقلا نے بڑا غضب کیا شاہ کو رہا کردیا مین نے یہی مناسب جانا کہ قلعے مین چلکر
سمجھ لونگا میان عقلا کو بھی سحر مین پھنساؤنگا اب ارادہ ہو کہ شربت بناؤن اُسمین سودۂ
الماس ملاؤن اور بادشاہ کو پلادون کہ کلیجہ کٹ کے گر پڑے پھر اور سب سے سمجھ
لونگا زوجہ نے کہا بہت بہتر ہو اسی مین مطلب نکلیگا سلطنت بھی پہنچیگی یہ کہکر مکار
نے جام شربت تیار کیا مگر مہ پارہ نے یہ سرگوشی سُن لی بادشاہ کو رقعہ لکھا کہ شہریار
باپ میرا شربت لاتا ہو ہرگز نہ پیجیےگا اُسمین سودۂ الماس ملا ہو خدا آپ کو بچائے یہ رقعہ
کنیز کو دیا اور کہدیا کہ جاکر شاہ کے ہاتھ مین دینا کنیز نے وہ رقعہ لاکر بادشاہ کو دیدیا
بادشاہ نے عقلا سے کہ قریب بیٹھا تھا رقعہ پڑھکر فرمایا کہ مکار کی مکاری نہین جاتی دیکھو
مہ پارہ نے اطلاع دی ہو کہ جام شربت آمیختۂ الماس لاتا ہو انشاءاللہ اُسی کو پینا
پڑیگا ہمارے دل مین مکر نہین ہو جتنا زیادہ مکر کریگا ویسا ہی خراب ہوگا عقلا نے
عرض کی جب سامنے آوے اگر حکم ہو تو گردن توڑ ڈالون بادشاہ نے فرمایا نہین تم
دخل نہ دو مین خود اُس سے کلام کرونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا مکار جادو
پیالہ شربت کا لیے ہوے آتا ہو سب نے کہا حضور دیکھیے مکار آپہونچا بادشاہ نے
سب کو منع کیا کہ آپ لوگ دخل نہ دین مین سمجھ لونگا کہ مکار نے آکر عرض کی ای شہریار
یہ جام نوش فرمائیے ہمارے خاندان کا طریقہ ہو جب نسبت قائم ہوتی ہو تو بیٹی کا
باپ داماد کو شربت پلاتا ہو بادشاہ نے فرمایا ہم بخوشی حکم دیتے ہین کہ تمھین نوش کرو
مکار نے کہا میری کیا مجال ہو کہ اس شربت کو پی سکون حضور کے نام سے بنا ہو ملکہ
مہ پارہ نے بنایا ہو بادشاہ نے فرمایا مہ پارہ بھی ہمارے زیر حکم ہو وہ دیکھو کوٹھے
پر بیٹھی ہو اُسی سے کہلوا دین کہ شربت آپ نوش کرین ہم معاف کرتے ہین مکار
نے کہا مین تو حضور ہی کو پلاؤنگا جب مکار نے ہاتھ بڑھایا کہ نوش فرمائیے حضور

تکرار نہ کیجیے عقلا کو تاب نہ باقی رہی اپنے مقام سے اٹھکر مکارہ کو ایک لات ماری کہ
شربت زمین پر گرا اُتنا فرش جلگیا زمین سیاہ ہوگئی مکارہ نے چاہا اٹھکر بھاگون لیکن
عقلا نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مکارہ کا پھٹ گیا شاہ نے حکم دیا کہ لاش اسکی باہر پھینکدو
یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج مکارہ نے جام شربت سودہ الماس بناکر ملایا تھا مگر مہ پارہ
نے بادشاہ کو اطلاع کردی وہ عقلا کے ہاتھ سے آخر مارا گیا یہ خبر زوجہ مکارہ کو پہونچی
پہلے تو بیٹی سے بگڑی کہ کیون بیٹیا باپ کو قتل کرایا میرا عیش جوانی مٹایا اپنا رنگ جمایا
اب تو رضامند ہوئی ہین میان عقلا سے سمجھونگی مہ پارہ نے یہ بھی شاہ سے اطلاع
کی کہ مادر نامہربان بہت بگڑی ہوئی ہین عقلا سے آمادہ پیکار ہین بادشاہ نے سردارونسے
کہا عقلا نے کہا وہ میرا کیا کرسکتی ہو گردن کھینچکر پھینکدونگا ایک طمانچے مین اسکا کام
تمام ہوگا مگر زوجہ مکارہ نے سارا دن تڑپ تڑپ کے کاٹا غم مین شوہر کے رات کو
اٹھی اڑتی ہوئی چلی یہان عقلا طلایہ کی گشت پر مقرر تھی یا زارون مین سوار و پیدل
مقرر کیے کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا مگر نقاش جادو کہ اسنے سوتے سوتے ایک
خواب پریشان دیکھا کہ کوئی شخص کہرہا ہے کہ جاکر عقلا کو بچاؤ اودھر زوجہ مکارہ اڑتی
ہوئی آسمان پر آئی عقلا کو دیکھا ایک مقام پر کھڑا ہے محبت مین اپنے شوہر کی تاب
نہ آئی تڑپ کر گری عقلا کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلی مگر نقاش جادو کہ بارگاہ سے نکل
چکا ہے وسط لشکر مین پہونچا تھا کہ دیکھا آسمان سے برق گری اب جو خیال کرکے
دیکھا تو ظاہر ہوا کہ زوجہ مکارہ عقلا کو لیے جاتی ہے ہرچند کہ بلند ہوچکی تھی مگر نقاش
نے ایک گولہ مارا ہنگامہ جادو زوجہ مکارہ نے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن لیکن
ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا ہنگامہ جادو حیران ہوئی کہ اب کدھر جاؤن
کہ ابر سیاہ پھٹا آواز ہوا کہ منم نقاش جادو او فاحشہ کہان جاتی ہے ہوسکتا ہے کہ
عقلا کو لیجائے مجھکو خواب مین ہدایت ہوئی کہ جاکر عقلا کو بچاؤ مین تجھکو نہ جانے
دونگا ہنگامہ نے کارد سحر پھینک ماری نقاش نے کارد کو توڑا اور زوجہ
مکارہ کا پیچھا کیا ایک مقام پر ایک صحرا تھا ہنگامہ نے عقلا کو اس جنگل مین پھینکدیا

مگر نقاش نے نہ چھوڑا جھپٹ کر ہنگامہ کی گردن لی اور سر کھینچ لیا اب نقاش پلٹا کہ عقلا کی خبر لون یہان عقلا جو صحرا مین گرا حیران کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اُسنے آکے کہا کہ اے عقلا کیون حیران کھڑے ہو دیرگاہ صحرا نشین میرا نام ہے میرے باغ مین بہار گل و لالہ دیکھو یہ کہکر عقلا کا ہاتھ تھام لیا عقلا ساتھ ساتھ دیرگاہ کے ہو لیا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے دیرگاہ عقلا کو ساتھ لیکر اُس باغ مین آئی چند کنیزون نے آکر گھیر لیا وسط باغ مین فرش بچھا تھا وہان لاکے دونون کو بٹھایا دیرگاہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب لاکر حاضر کیے ایک کنیز آکر بیٹھ گئی گانا شروع ہوا بصد سوز و گداز یہ اشعار بآواز بلند گانے لگی نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہ ہو
فرما دیجیے لحاظ سے ترک ادب نہ ہو

حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر
یہ حال وہ نہین جو کسیکو عجب نہ ہو

اے دل ستمگرونکی محبت سے درگذر
وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہ ہو

جو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن
جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہ ہو

مجنون تو ہوچکا یہ نہین ہے مجھے پسند
میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہ ہو

ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رُخ کا زلف سے
ایسا بھی کوئی دن ہے کہ جسکی شب نہ ہو

اچھی نہین ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ
کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہ ہو

عقلا پہلو مین دیرگاہ کے خوش بیٹھا ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے دیرگاہ کا ارادہ ہے کہ عقلا کو تخلیے مین لیجاؤن کام دل حاصل کرون کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ میری خوش نصیبی ہے کہ ایسا معشوق ملا ہے کیسا رضامند ہے مین بھی اِسی کی خوشی کرونگی وہ زرہ بنا دون کہ اِسپر کوئی غالب نہ آئے جو مقابلہ کرے اُسکے ہاتھ سے مارا جائے عقلا کہہ رہا ہے کہ اے گل اندام مین رویین تن ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا مگر بادشاہ اسلام نے مجھکو بہت زیر کیا ہے چاہتا ہون کہ اُنکو قتل کرون دیرگاہ نے کہا مین ایک تختی سحر کی بناکر پہنا دونگی کہ جو تمسے مقابلہ کرے اُسکو تمھین زیر کرو تمپر کوئی غالب نہ ہوسکے مگر نقاش اُس صحرا مین آیا عقلا کو ڈھونڈھتا ہوا در باغ پہ پہونچا گانیکی آواز سُنکر اندر آیا

ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا دیکھا عقلا کے پہلو مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوا اُس سے اختلاط
ہو رہا ہی نقاش جادو نے جھولی سے اپنی کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر پھینکا سر ماری جھنجھ
دیرگاہ نے اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی وہ کارد آکر سینے پر پڑی توڑ کے پشت کے پار گذری
عقلا کے ہوش درست ہوے نقاش نے عقلا کو ساتھ لیا اور سب حال بیان کیا
عقلا و نقاش باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ سامنے سے آندھی سیاہ اُٹھی نعرہ ہوا
کر منم فتور جادو اوظالمون غضب کیا کہ میری زوجہ کو تمنے مارا مین کیا تمکو زندہ
چھوڑونگا نقاش نے چاہا سحر کرون کہ ابر تڑپ کر گرا نقاش کی زبان بند ہوگئی
ایک ساحر ابر سے نکلا اُسنے نقاش و عقلا کو گرفتار کیا اور لیکر بلند ہوا مگر مہتر بن
مہتر چالاک بن عمرو جنگل مین پھر رہا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر نے
نقاش و عقلا کو گرفتار کیا ہی تو جلدی سے ایکطرف بھاگا جو منظور ہوا وہ صورت
بناکر ایک مقام پر ٹھہرا فتور نقاش و عقلا کو لیے جاتا ہی کہ کان مین آواز آئی
ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا فتور نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی کھڑے
ہین اور بلا رہے ہین فرماتے ہین کہ مجھے کچھ ضرورت ہی فتور جادو اُتر آیا اور کہا
یا خداوند میری زوجہ کو نقاش نے مارا ہین ان دونو نکو قتل کرونگا جمشید نقلی
نے کہا اسی مقام پر قتل کر ملک الموت میرے ساتھ ہین وہ اِنکی روح قبض کرینگے
مگر اے فتور ایک مشکل ہی کہ مین ملک الموت کو منع کر رہا ہون وہ کہتا ہی کہ مین فتور
کی بھی روح قبض کرونگا اِسکا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی تم ایک کام کرو کہ آنکھین
بند کرکے بیٹھو اور نام میرا ورد زبان کرو تین ہزار مرتبہ جبتک نہ پڑھ لینا آنکھ اپنی
نہ کھولنا مین ملک الموت کو سمجھا دونگا کیا مجال ہی کہ سو برس تک تمھاری روح قبض
ہو مگر خبردار اِسم پڑھنے مین فرق نہ آئے اور آنکھین اسطرح بند کرنا کہ تمکو دکھائی
نہ دے اگر صورت قابض ارواح دیکھلوگے تو روح جسم سے نکل جائیگی فتور جادو
خوب آنکھین زور سے بند کرکے بیٹھا چالاک نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر
ایک خنجر کوکھ پر مارا کہ شکم چاک ہوا فتور کا مارے جانا کہ نقاش و عقلا کو

ہوش آیا دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہی اور ایک عیار کھڑا ہوا اُسکے کپڑے اُتار رہا ہی
نقاش نے پوچھا ای شخص تو کون ہی اور یہ کون ساحر تھا چالاک نے کہا مین عیار
لشکر اسلام ہون مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ مین نے دور سے دیکھا کہ تم دونونکو اسنے
گرفتار کیا طریقے سے معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان ہو مین نے پہچانا کیا جلدی سے
مین نے جمشید کی شکل بنائی فتور کو نقرہ دیکر مار لیا نقاش چالاک کو دعائین دیتا
ہوا عقلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بادشاہ جمجاہ صبح کو جو بارگاہ مین
آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ توجہ مکار ہنگامہ جادو عقلا کو لیگیا مگر نقاش جادو
انھا تب مین گیا ہی کہ برق فرنگی سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے فرمایا ای مہتر برق کہان
تھے چق نے عرض کی آپ کو تلاش کرتا پھرتا تھا بادشاہ نے فرمایا ای مہتر برق ذرا
نقاش کو تلاش تو کرو برق فرنگی لشکر سے نکلا تھا کہ دیکھا سامنے سے نقاش وعقلا
آتے ہین پلٹ کر بادشاہ سے خبر کی کہ نقاش وعقلا آتے ہین بادشاہ بہت خوش
ہوے نقاش وعقلا نے آکر قدمون کو بوسہ دیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ
نے دونون کو گلے سے لگایا کہ چالاک بھی آکر پہنچا بادشاہ نے چالاک کو انعام
دیا چالاک رخصت ہوکر گیا چالاک تو ایک جانب جاتا ہی منتظر رہو کہ اپنے کو خدمت
شاہ مین پہنچا دون مگر برق فرنگی جو لشکر سے نکلا ایک نخل کے سایہ مین دیکھا کہ
ایک عیارہ بھی کھڑی ہی مگر نہایت آراستہ و پیراستہ و نیچے حمائل تو بڑا گلے مین پڑا
ہوا فتنہ روزگار زربفتی و پیشواز سقرلاتی ذات پر آراستہ ایک نخل کی شاخ پکڑے
ہوے تاشین مار رہی ہی نظم

وہ ساتھ دونو کا سراپا ... ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت ... ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد ساحری تھین ... لٹتے مین شباب کے بھری تھین
دنیا لگی آنکھین سرمے کا تھا ... بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو ... شہباز نے واسکے تھے بازو

برق بے جمال بے مثال دیکھتے ہی پسینے پسینے ہوگیا بیتاب ہوکر پکارا کہ اے شہنشاہ خوبی
و اے سرو باغ محبوبی نام نامی سے تو آگاہ کرنا کہ اُس نام کو صفحۂ قلب پر لکھوں کہ باعث
تسکین ہو اُس نازنین نے تبسم کھینچا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار منم حفیضہ عیارۂ تا
سامنے صحرا مین میرا لشکر اترا ہے مین اسواسطے آئی ہون کہ بادشاہ کو چُرا لیجاؤن اگر
تم بڑے عیار ہو تو جاکر بچا لو یہ کہکر جست کرتی ہوئی چلی برق دیکھ رہا ہے کہ مثل آہوے
صحرائی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہے مگر برق کو بڑا اندوہ ہے کہ ایسا نہ ہو بادشاہ جمجاہ
کو لیجائے پلٹ کر پھر لشکر شاہ مین آیا مگر رنگ رو متغیر متردد و متحیر بادشاہ نے پوچھا
کیون مہتر صاحب خیر تو ہے برق نے کہا اے شہریار تیر مژگان معشوق سے تودۂ دل
پر کاری پڑے دل کے ٹکڑے ہوگئے لیکن ایک فقرہ کہ گئی ہے کہ مین بادشاہ کو لینے
آؤن گی یہ سنکر مین پلٹ آیا ہون تاکہ در دولت پر حاضر رہ کر حضور کی حفاظت کرون
بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے برق نے بادشاہ کو خاصہ اپنے سامنے کھلایا ساتھ ساتھ
خوابگاہ مین آیا بادشاہ کو آرام کرایا آپ بارگاہ سے نکلا خادمون سے کہا اب
تم لوگ ہوشیار رہنا مین معشوق کو دیکھنے جاتا ہون اُس اندھیری رات مین جنگل
کو طے کرتا ہوا چلا اُدھر سے حفیضہ آتی تھی زنگ کی آواز سنکر چھپ گئی برق فرنگی
تو سامنے سے نکلگیا حفیضہ برق کی شکل بنا کر طرف لشکر اسلام کے چلی بلا تکلف در
بارگاہ شاہی پر آئی خادمون نے پکارا کون آتا ہے حفیضہ نے جواب دیا کہ مین ہون
برق فرنگی اسوقت دربارگاہ سے ہٹ جاؤ خادم یہ سمجھکر کہ یہ عیار ہین یہ بھی کوئی
عیاری ہے ہٹ گئے حفیضہ اندر آئی دیکھا کہ شاہ آرام کر رہے ہین مقام خوابگاہ
شاہی شمع ہائے مومی وکافوری جل رہی ہین تخلخے عود سوز و عنبر سوز اپنے اپنے
مقام پر رکھے ہین اول حفیضہ نے شمعین گل کین کھڑکیان کھینچے بین بیہوشی رکھکر قریب دماغ
لگا دیا بادشاہ نے جو سانس کھینچی چھینک مار کر بیہوش ہوے حفیضہ نے پشتارہ
باندھا یہ سو لپیٹ لیکر نکلی حفیضہ جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہے مگر مہتر برق فرنگی
کنارے پر لشکر حفیضہ کے پہونچا ایک کنیز کو دیکھا حیران کھڑی ہے برق نے ایک

ضعیف بنکر پوچھا کہ ملکۂ عالم کہاں ہیں اُس کنیز نے کہا کہ ملکہ طرف لشکر اسلام کے گئی ہیں
برق پیچھے بیٹھا ایک گوشے میں آ کر حفیظہ کی شکل بنا دوڑا ہوا لشکر میں آیا کنیزوں نے
پوچھا واری کیا ہوا برق نے کہا میں گئی وہاں عیار میرے پیچھے دوڑے کیونکہ سب
جاگ تھی اب بارگاہ میں چلو آج تو چلی آئی کل خالی نہ پلٹونگی بارگاہ میں آ کر برق
نے حکم دیا کہ شراب لاؤ کنیزوں نے شراب حاضر کی برق نے سبکو شراب پلا کر بیہوش کیا لباس
سب کے اُتار لیے بڑا گٹھا پشت پر لادا اُڑتا دیتا اُٹھتا بیٹھتا لشکر حفیظہ سے نکل کر
میدان پکڑا وسط صحرا میں اُدھر حفیظہ نے زنگ کی آواز سُنی اِدھر برق نے خیال
کر کے دیکھا کہ حفیظہ پشتارہ بدوش آتی ہے تو وہیں سے للکارا کہ اے جان جہان کہاں سے
آتی ہو حفیظہ نے پکار کر کہا شاہ کو پہنچ گئی تھی سے آئی برق نے کہا میں تمکو نجانے دونگا
یہ کہکر دونوں میں نیمچہ چلنے لگا مگر برق نے نیمچہ مارتے مارتے حفیظہ کو عاجز کر دیا ہو کر ھوا سے
گرد اُڑتی چالیس کنیزیں حفیظہ کی ظاہر ہوئیں حفیظہ نے پکار کر کہا ہاں صاحبو ذرا
کمندیں مار کر اسکو پکڑ لو چالیسوں کنیزیں کمندیں لیکر چلیں برق یہ سوچکر کہ کس کسکو
جواب دونگا ایک جانب بھاگا حفیظہ نے کہا گھوڑے کو جانے دو پیچھا نہ کرو یہ کہکر
حفیظہ سعد کو لیگئی اور برق فرنگی اسباب لے گیا مگر برق اسباب ایک گوشے میں
رکھکر پھر بھاگا وہاں حفیظہ پھرتی پھراتی بیچ ہوتے بارگاہ میں آئی باپ اسکا
مفتاح کوہی تخت پر بیٹھا تھا اُسنے پوچھا اے نور نظر کسکو لائیں حفیظہ نے کہا ابن
آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دیا بادشاہ اسلام کو لائی مفتاح نے کہا اُنکو مسلسل کر کے
ہوشیار کرو حفیظہ نے پشتارہ لا کر سامنے رکھا آہنگروں کو بلا کر بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کر کے ہوشیار کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی تو دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہے اور ایک
عیارہ قیامت کی پرکالہ نیمچہ لیے سر پر کھڑی ہے چاروں جانب حیران حیران دیکھنے لگے
مفتاح کوہی نے پکار کر کہا او شعبدہ باز اپنا انجام دیکھا کہ کیا کیفیت ہوئی ہر چند
مفتاح پکارتا ہر گر بادشاہ جواب نہیں دیتے جب حفیظہ نے دیکھا کہ بادشاہ دم بخود
ہیں اور جواب نہیں دیتے تو ایک تھپڑ مارا کہا او بیہودہ بات کا جواب بھی نہیں دیتا

جان کا ایسا خوف ہو کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں قبضہ تلوار کا جو شانے پر پڑا اور غین غین کر کے بادشاہ رونے لگے ایک کنیز کہ پہلو میں کھڑی تھی اُسنے ہاتھ تھام لیا اور کہا اے ملکۂ عالم الگ آئیے تو میں کچھ عرض کروں حفیظہ گوشے میں گئی اُس کنیز نے کہا اے ملکۂ عالم یہ بادشاہ اسلام نہیں ہیں یہ کہکر تاج سر سے حفیظہ کے لیا اور اپنا نعرہ کیا

مرا نام ہے برق خنجر گزار / کہ آشنا دیں خدا حیلہ نا عدار
تڑپتے ہیں میں برق رفتار ہوں / کھلے کون مکار و عیار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے / ارسطوئے ذی علم شاگرد ہے
ہے ہر یک قدم غرب ہے شرق ہے / چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

اور نادان سپاہ وقوف یہ تیر سے ہی لشکر کا سائیس ہے گونگا بہرہ یہ کہتا ہوا نکلکر بھاگا اِدھر حفیظہ نے آکر بادشاہ نقلی کا منہ دھلایا ایک سوار نے کہا یہ تو میرا سائیس ابھی جنگل سے غائب ہو گیا تھا اتنے میں کنیزیں روتی ہوئی آئیں اور کہا وا اری ہم سب لٹ گئے زیور کسی کے پاس نہیں رہا لباس تک اُتار کر لے گیا حفیظہ بہت شرمندہ ہوئی اِدھر ہرکارہ دوڑانے ان سب دون کا پرچہ بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام کو برق نے بھی پرچہ لکھا تھا پرچہ دیکھکر بادشاہ نہایت خوش ہوئے جب برق آیا تو بادشاہ نے انعام دیا برق نے کہا اے شہریار مدد دون سے بلا سے عشق میں مبتلا ہوں رات دن کو تڑپتا ہوں کیا کہوں میری تو یہ کیفیت ہے نظم

بنانے سے یہ مطلب ہم نے پایا / مٹانے کے لیے ہم کو بنایا
بہ شکل اشک ہوں باقر بچہ قدر / وہ گوہر ہوں کہ کھویا جس نے پایا
سرشک چشم کوئی آبلہ تھا / جو آنسو نوک مژگاں نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح / گلے سے مجھ کو خنجر نے لگایا
نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے / عدم کا لطف ہستی میں دکھایا
ہوا اس سے بھی شاید حسن اغیار / جو ایسا تیری آنکھوں میں سمایا
ہوا جو عشق محبت نے یہ بخشا / گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا

ہوئی چھوٹی قسم کھانا جو منظور | خوشا قسمت مین انکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہو | کہ بیٹھا آپ اور مجھکو اٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا اپنی زرگ | ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

سب سمجھانے لگے کہ اے مہتر برق تم عیار ہو اسقدر پریشان ہونا نہ چاہیے صبر کرو دل پہ جبر کرو برق فرنگی اسیوقت بانہاے عیاری لگاکر نکلا اگر حفیظہ کو بھی قلق ہی کنیزون سے کہتی ہی برق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا مین نگوڑے کو بہت ذلیل کرونگی یہ کہکر شام کو چلی برق کو ادھر سے آتا دیکھکر حفیظہ نے اپنے کو ایک زرغے مین چھپایا حلقۂ کمند کے خس پوش کیے سر انتقام کر بیٹھی کہ برق ادھر سے گذرا جیسے ہی قریب حلقہ ہاے کمند پہونچا حفیظہ نے شیر کی آواز دی برق رکا حفیظہ نے جھٹکا مارا برق گرا حفیظہ نے حباب مار کر برق کو بیہوش کیا چادر بچھا کر جب پشتارہ باندھنے لگی تو کمر سے برق کی ایک ڈبیہ گری حفیظہ نے پشتارہ رکھدیا ڈبیہ کو اٹھالیا دیکھا عقیق کی ڈبیہ ہشت پہل تراشی ہوئی ہی سوچی کہ اس ڈبیہ مین جواہرات ہونگا غرض یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی یہ بھی بیہوش ہوکر گری وہ صحرا کا سناٹا دونون بیہوش پڑے ہوے ہین قضاے کار یہ صحرا عملداری مین ایک قزاق کی ہی کہ جسکو معیار قزاق کہتے ہین یہ کوئی قافلہ لوٹنے گیا تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا تھا ناگاہ اس نے دور سے دیکھا کہ ایک مہ جبین حور طلعت باحسن وشوکت بیہوش پڑی ہی اور ایک طرف ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے سیہ بوٹ پانؤن مین دونون بیہوش پڑے ہین معیار قزاق عیار بھی تھا دیکھکر بہ حواس ہوا کہا انکو اٹھا کرلے چلو کسی قزاق کا یہ کام ہی کہ ان دونون کو بیہوش کیا مگر تعجب یہ ہی کہ اس انگریز کو اس مہ جبین سے کیا واسطہ نہین معلوم کیا معرکہ گذرا قزاق کی مجال نہین ہی کہ یہان آسکے غرضکہ یہ کہکر اور دونون کو چارپائی پر اٹھواکر بالاے کوہ لیگیا لاکر ایک مکان مین رکھا اول برق کی آنکھ کھلی روتا ہوا اٹھا معیار نے پوچھا کیون روتے ہو برق نے کہا میری معشوقہ کہان ہی معیار نے کہا تمھاری زوجہ

یا معشوقہ برق نے کہا مین نے بڑی مشکل سے اس معشوقہ کو پایا ہو معیار نے پوچھا
کیون صاحب بہادر آپ کا نام کیا ہو برق نے کہا مجھکو لفٹیننٹ صاحب کہتے ہین پلٹن کا
جرنیل ہون مگر آپ کون ہین معیار نے کہا میرا نام معیارہ قزاق ہو برق نے کہا ہم کو
آپسے کیونکر پایا معیار نے کہا مین قافلہ لوٹنے گیا تھا پلٹ کر تم لوگون کو بیہوش
دیکھا اُٹھا لایا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کسنے بیہوش کیا برق نے کہا مجھکو شوق عیاری کا ہو
یہ مجھسے آزردہ ہوکر نکلی جنگل مین آکر مین نے اسکو گھیرا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اسنے بھی مجھکو گرتے گرتے حباب ماردیا مین بھی بیہوش ہوا آپ نے بڑا احسان کیا
اب مین رخصت ہوتا ہون معیارہ کا ارادہ ہو کہ انکو رخصت کردون اور برق بھی
چاہتا ہو کہ اسکو دم دیکر نکلجاؤن کہ حفیظہ بیدار ہوئی اسنے اُٹھتے ہی معیارہ کو سلام
کیا کہا اے معیارہ قزاق مجھکو نہین پہچانتے ہو مین مفتاح کوہی کی بیٹی ہون میرا نام تم
نہین جانتے حفیظۂ صبا رفتار میرا نام ہو بحکم خداوند برائے گرفتاری طلسم کشا
آئی ہون اور یہ برق عیار ہو اسنے راہ مین مجھکو بیہوش کیا مگر یہ عیار بلا کے ہین
گھر سے اسکی ایک ڈبیہ گری تھی مین نے اُسکو جواہرات کے خیال سے جو کھولا تو
اُسمین بیہوشی تھی مین بیہوش ہوکر گری اب بہتر یہ ہو کہ اس عیار کو میرے حوالے
کرو مین لیکر جاؤن تم سے وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سے تعریفین کرونگی کہ معیارہ
قزاق نے آپ کا بڑا پاس کیا اور مین جاکر اسکو قتل کرون برق واویلا کرنے لگا
کہتا تھا اے معیارہ یہ نہ وجہ میری مجھسے ناراض ہو اگر مجھکو اسکے حوالے کروگے تو یہ مجھکو
قتل کر ڈالیگی ہر وقت جب دیکھو دروازے پر کھڑی رہتی ہو دوچار منٹ دن سے
نظارہ بازی کیا کرتی ہو مگر معیار نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والون سے اشارہ کیا
کہ برق کو مسلسل کردو اور حفیظہ کے حوالے کرو اسکو اختیار ہو یقین ہو کہ یہ بات
سنکر قدرت شاد ہون اُنھین کی عنایت سے بچتا رہتا ہون ایسے ایسون کو لوٹتا
اُن لوگون نے لشکر کشیان کین اور قدرت نے مجھکو بچایا آجتک مین نے شکست
نہین کھائی قزاقون نے برق کو گرفتار کیا کہا لو ملکہ حفیظہ اس مکار کو لیجاؤ حفیظہ

پشتارہ باندھا اور برق بیہوش کرلیا پہاڑ سے اُتری معیارہ پر نگاہ حسرت دیکھا کیا دل مین
کہتا ہو ہاے افسوس کا مقام ہو کہ ایسی معشوقہ ملے اور اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکون یہ میری
بدنصیبی ہو ادہر حفیظہ نے پہاڑ سے اُترکر جنگل کا راستہ لیا جستجو و خبر کرتی ہوئی جاتی ہو کوئی
پاؤ کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے نور نظر اسطرف آؤ کہو بیٹا کیا
گذری حفیظہ نے پلٹ کر دیکھا کہ باپ میرا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہو خاک
منھ پر مل رہا ہو حفیظہ نے جو باپ کو دیکھا پوچھا حضور کیونکر آئے مفتاح نقلی نے کہا
اے نور نظر مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ برق نے تمکو بیہوش کیا اور تم بھی بیہوش ہوئین
معیارہ قزاق دونون کو اُٹھا کرلے گیا ہو معیارہ کی سرحد کا میرے ملک سے ڈانڈا
لاہو وہ بخوبی مجھکو جانتا ہو چلا تھا کہ جا کر تمکو لے آؤن حفیظہ نے کہا اے والد نامدار البتہ
اسوقت یہ مکار بیہوش ہو سامنے معیارہ کے اور یہی کچھ فریب لایا تھا مگر معیارہ نے
اُسکی واویلا کچھ نہ سُنی گرفتار کرکے مجھسے کہا کہ تم اِس عیار کو لے جاؤ مین لے آئی اب
لشکر مین چلکر اِسکو قتل کرونگی اِسنے بڑے صدمے پہونچائے مین اُسکا بدلا کرونگی پہلے
اِسکو کوڑے مارونگی پھر جلاد سے کہونگی کہ اسکا سر کاٹ لے تب یہ نا عیار راضی ہوگا
مگر مفتاح نقلی اپنے مقام سے اُٹھتا نہین اِسوجہ سے کہ مفتاح کا قد لمبا ہو اور اِس
مفتاح نقلی کا قد چھوٹا ہو جب حفیظہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اب اُٹھیے چلیے تو مفتاح نقلی نے
کہا لو بیٹا سب لشکر آتا ہو سپہ سالار ہمارا امیکال چوب گردان بڑا ہی خیر خواہ ہو
اُسکو تاب نہ ہوئی کہ مالک کے گئے ہین مین بھی چلون ان سب کو منع کر دو کہ پلٹ جائین
حفیظہ پلٹی کہ دیکھون یہ کیون آتا ہو جیسے ہی یہ پلٹی چالاک نے یہ چالاکی حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک

بہ عیاری من آنم چست و چالاک ۔۔۔ بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید با دگر دنبیز گامم ۔۔۔ خلیفہ اولم چالاک نامم

جھٹکا مارا اور رکاب مارا دیا حفیظہ گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے برق فرنگی
کا پشتارہ تھیلے مین کرکے چاہا حفیظہ کو اُٹھاؤن یہ خیال کرکے طرف حفیظہ کے چلا کہ

صحرا سے گرد اُڑی دم مین عیار بچیان ملازمان حفیظہ کہ جابجا جنگل مین پھرا کرتی ہین
سامنے سے نمایان ہوئین اور دور سے دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہین ایک عیار
ارادہ کر رہا ہی کہ گرفتار کرے وہین سے للکارین کہ او مکار خبردار چالاک اپنا شارہ برق
کا لیکر بھاگا کنیزون نے آکر حفیظہ کو ہوشیار کیا حال پوچھا کہا صاحب بڑے ظالمون سے
مقابلہ ہی ہر مقام پر محجوب رہتے ہین اِسوقت چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ مین افسوس
کرکے رہگئی اگر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو مین پہچان جاتی مگر کہان جائیگا بے گرفتار کیے ہرگز
نہ چھوڑونگی یہان چالاک نے برق کو الگ لاکر ہوشیار کیا برق نے اُٹھتے ہی
چالاک کا شکریہ ادا کیا کہا خلیفہ صاحب تمنے اِس غلام کو خوب بچایا لیکن اب مین اُسکی
فکر مین جاتا ہون گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر چالاک سے رخصت ہوا اُدھر کنیزون سے
حفیظہ رخصت ہوکر تلاش مین برق کی نکلی تھی برق جست وخیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ سامنے
سے دیکھا چالاک بن پھر وہ آتا ہی مگر برق نے خیال کرکے دیکھا کہ چالاک کے تیور پر
بل پڑا ہوا ہی آنکھ جھپ نالگئی برق سمجھا کہ یہ چالاک نہین ہی چالاک نے پکار کر پوچھا کہ
بھائی صاحب کہان سے آتے ہو اب تو برق کو گمان غالب ہوا کہ چالاک اِسطرح سے
ہمسے کلام نہین کرتا کچھ اعضا پر نگاہ ڈالی وہ بھی خلاف پائے پکار اُٹھا کہ او ملکہ عالم ایسے
ایسے فتور تو میرے شاگرد کرتے ہین مین اِن باتون پر دھوکا نہ کھاؤنگا حفیظہ سامنے
سے بھاگی برق نے چاہا پیچھا کرے وہ کہ چند کنیزین حفیظہ کی صحرا سے پیدا ہوئین اور
للکارین کہ او مکار ہماری ملکہ عالم کے ہاتھ سے تیری قضا ہی مگر حفیظہ کے دلمین خیال ہوا کہ
پھر اسی کو دھوکا دون راستہ کاٹکر طرف لشکر اسلام کے چلی ناظرین پر واضح ہو کہ
حفیظہ بھی فنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق ہی لشکر اسلام مین بشکل چوبدار داخل
ہوئی ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی ایک مہ جبین کمسن بیٹھی ہوئی تعلیم لے
رہی ہی کہ حفیظہ نے بشکل چوبدار آکر کہا کہ بی بی اُٹھو تعلیم لے چکین بارگاہ شاہی مین
چلو داروغہ ارباب نشاط نے تمکو بلایا ہی تم تو یہان کئی دن سے آئی ہوئی ہو اور
نوبت مجرے کی نہین آئی وہ نازنین لباس تبدیل کرنے گئی حفیظہ اُسکو ایک گوشے

مین لائی اور بیہوش کرکے اسکو ایک صندوق مین بند کر دیا چونکہ خود بھی عورت ہو اسکی
صورت جو بنی تو تمام سازندے کہہ رہے ہین کہ بی گنا آج تو ایسا مجرے مین رنگ دکھاؤ
کہ انعام و اکرام ملے حفیظہ یہ سنکر گانے لگی برق چونکہ اس گنا پر میل کرتا ہو تو پھرتا
ہوا سامنے سے جو نکلا گنا نے پکارا میان برق فرنگی آج کیا ہو جو ہمارے پاس نہین
آتے ہو ہم تو تمہارا انتظار کر رہے تھے اس ناز سے حفیظہ نے کہا کہ برق تڑپ گیا
جھپٹ کر آیا بیٹھکر دل لگی کرنے لگا حفیظہ نے دو چار اشعار گا کر سازندون کو منع کیا
کہ اب ساز نہ بجاؤ بڑے تعجب کی بات ہو کہ میان برق ہم پر مہربان ہین مزاج شاہ مین
دخل رکھتے ہین جب یہ پیروی کرینگے تو ضرور مجرا ہوگا برق نے کہا بی گنا نہ گھبراؤ مین
ابھی جا کر شاہ سے عرض کرتا ہون آج تمہارا اسی وقت مجرا ہو جائیگا حفیظہ چمک کر
اٹھی ایک گوشے مین آکر اشارے کرنے لگی کہ میان برق ادھر آؤ جو آرزو ہو وہ
پوری کرو برق خوشی خوشی قریب پہونچا حفیظہ نے باتون مین لگا کر برق فرنگی
کو گلوری دی برق گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوا حفیظہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر
بھاگی لشکر سے نکلکر میدان پکڑا جست و خیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر یہی خیال ہو کہ ایسا
نہ ہو راہ مین کوئی ملجائے مگر چالاک بن عمرو برق سے جدا ہو کر لشکر حفیظہ مین آیا
ایک کنیز کی شکل بنکر دربار مین پہونچا مفتاح کو سلام کیا مفتاح نے پوچھا کیون
گلبدن آج تو بہت ہنستی ہو چالاک نے کہا اے شہنشاہ مین ابھی سو رہی تھی اور
خداوند جمشید ثانی کو خواب مین دیکھ رہی تھی کہ کھڑے فرما رہے ہین برق کو گرفتار
کرا دینگے اب ملکہ اسکو لیکر آئین گی خالی نہ پلٹین گی مگر کچھ کمال مجھکو مرحمت فرمائے ہین
گانا تو میرا سماعت فرمایئے فرما گئے تھے کہ آواز بھی تمہاری بدل جائیگی یہ کہکر ایک کنیز
سے اشارہ کیا وہ باجا چھیڑنے لگی چالاک نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین — چشم تر ہر روز پہناتی ہو پیراہن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہو ضرور — چاہیے ہو اور بھی گردن پہ گردن ہمین
دیکھکر مجھکو گریبان چاک کرتا ہو ہلال — لیجیے بھیجے گریبان دیجیے دامن ہمین

ابھی مردن بھی نہیں شان جنون میں کچھ کمی | چاک ہر جا سے ملا ہو پہلو سے مدفن ہمیں
فرقت کا ہیں سے یہ حالت ہو کہ برسوں ہوچکے | خواب میں بھی اب نہیں آتا خیال تن ہمیں
اب کسے ہو فرصت منت کشی ای باغبان | داغ دل دکھلا رہے ہیں جلوۂ گلشن ہمیں
آہ آتش بار ہو طوق سلاسل ہی گداز | موم سے بھی نرم ہو سنگینی آہن ہمیں
غیر ممکن ہی امید صحبت پہلو سے دوست | کم نہیں رنج تقضا سے منت دشمن ہمیں

مفتاح تعریفیں کر رہا ہی اور کہتا ہی ای گلبدن تمھارا بڑا مرتبہ ہوا اگر تجھے فتح جنگ کا
سوال نہ کیا چالاک نے کہا میں خداوند کو دیکھکر ایسا گھبرا گئی کہ کچھ کہہ نہ سکی مگر اب یقین ہی
کہ پھر خواب میں آؤ ہیں چالاک کا ارادہ ہی کہ ساقی گری کر کے بارگاہ کو لوٹیلوں ناگاہ چند
کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں کہا ای ملکہ گلبدن تمھارے منھ میں گھی شکر جو تجھے کہا تھا وہی
ہوا ملکہ برق کو لاتی ہیں چالاک کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہی کہ اب رہائی برق
کی تدبیر کرون جو میں نے ارادہ کیا وہ نہ ہوسکا اس سوچ میں خاموش بیٹھا ہی مگر مفتاح
یہی کہہ رہا ہی کہ ای گلبدن تمھارے کہنے کا ظہور ہوا قدرت نے برق کو گرفتار کرادیا
گلبدن جواب دیتی ہی ای شہنشاہ کوہستان جو قدرت نے کہا تھا وہی میں نے یاد رکھا
قدرت کے فرمانے میں کہیں فرق پڑتا ہی ہرچند کہ مسلمانوں سے دبے ہوے ہیں لیکن
قدرت صاحب کرامت ہیں ایسا نہیں ہی کہ جو کہیں اور وہ نہ ہو جو ارشاد فرمایا تھا
وہی ہوا کہ بالکل خالی نہ پلٹیں یہ ذکر تھا کہ حفیظہ آکر پہونچی پشتارہ برق کا سامنے باپ کے
ڈالدیا کہا جلاد کو بلاییے اسکو جھٹ پٹ قتل کرے چالاک گھبرا کر اٹھا ایک گوشے
میں آکر صورت بدلی جیسے ہی مفتاح نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ چالاک بصورت جلاد
سامنے حاضر ہوا اور بولا ای شہنشاہ کوہستان سب حکم ایک ہی مرتبہ دیجیے کہ میں خنجر
ماردوں ایسا نہ ہو کوئی اسکا معین آجائے ان عیاروں میں آپس میں بڑے میل
ہیں ایک دوسرے کی فکر لیے رہتا ہی مفتاح نے کہا اب چند ساعت اسکی زندگی میں
باقی ہیں ای حفیظہ اسے ہوشیار تو کردو حفیظہ نے منھ دھلا کر ہوشیار کردیا برق کی
جو آنکھ کھلی دیکھا ایک جلاد خنجر برہنہ لیے سر پہ کھڑا ہی مگر اشارے کر رہا ہی کہ سمجھائی

ہوشیار رہو میں تمکو رہا کرتا ہوں برق نے چالاک کو نہ پہچانا حیران تھا کہ جلاد یہ کیا
اشارے کر رہا ہے مگر چالاک نے خنجر کو جنبش دی حفیظہ کہہ رہی ہے کہ کیوں اے مہتر برق
تمنے ہماری عیاری دیکھی کتنا تمکو گرفتار کیا تمکو گمان بھی نہ ہوا کہ کوئی عیاری ہو رہی
ہے اور ایسے ایسے ہزاروں شعبدے ہیں اب تمہارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا او جلاد سر کاٹ لے
یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہے کہ میں عاشق ہوں اگر گرفتار ہو گئے تو کہا محبت کے پھندے
میں پھنسے اور جو اپنا وار چلگیا تو بڑے عیار ہیں میں تیرے مطلب کو خوب سمجھ گئی ادھر
چالاک نے جھپٹ کر تیغہ مارا کہ ہتھکڑی برق کی کٹی چالاک نے یہ کار نمایاں کرکے برق
کو کاندھے پر اٹھایا اور دربار سے نکلکر بھاگا اور پکار کر کہا کیوں بھابی صاحب
یہ کتنا کی عیاری سے کچھ کم ہوئی بھائی کو اپنے لیے جاتے ہیں یہ کہکر چالاک جست وخیز
کرتا ہوا لشکر سے نکلا ادھر حفیظہ نے بیقرار ہو کر کہا ہاں یارو لینا یہ جانے نہ پائے ایک
کنیز نے پیچھا کیا بڑھکر تیغہ مارا چالاک نے خم ہو کر خالی دیا بیٹھکر خنجر مارا کہ کنیز کا پاؤں
قلم ہوا کنیز گری مگر کنیزوں کا بلوہ ہو گیا چالاک لڑ رہا ہے کہ پہلو سے کوہ سے ایک آواز
آئی قران نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سر بلع السیر چیوں باد بہاری	جہان سر سنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدرہا آتش نشانم	منم مہتر قران شیر ثریانم

نعرہ کرکے مہتر قران نے حیولغد سے مارنا شروع کیے تو مہتر قران سے کون مقابلہ
کرسکتا ہے چند وار میں کنیزیں بھاگیں حفیظہ نے جو مہتر قران کو دیکھا کنیزوں کو اشارہ
کیا کہ ہٹ آؤ کنیزیں ہٹیں مہتر قران چالاک کو ساتھ لیکر صحرا میں آئے برق کی قید
کاٹی مگر برق قید کٹتے ہی رونے لگا کہا اے چالاک مجھکو کیوں بچایا میں حفیظہ کے
ہجر میں نہ جیونگا قتل ہو جاتا تو بہت بہتر تھا چالاک نے کہا بھائی اپنے ہوش وحواس
درست کرو حفیظہ کو گرفتار کرا لاؤ عقد شرعی ہو جائے جو ان رعنا ہو اسکو بھی تمہیں توجہ
ہوگی برق نے کہا اب جاکر جان اپنی مٹاؤنگا اپنے کو اسکی صحبت میں پہونچاؤنگا
دل بھر کے جمال تو دیکھوں ہر چند چالاک و قران نے سمجھایا مگر برق کب مانتا ہے

بیقرار ہو کر جواب دیتا ہو بقول شاعر نظم

کہاں ہو تو اے عشق کاشانہ سوز — کہاں ہو تو اے شمع پروانہ سوز
جلا دینے میں تو وہ بیباک ہو — کہ سارا جہاں مشت خاشاک ہو
جدا اے عشق دریا سے مجھکو لاگ — نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ سے تو — ادھر سے بھرے ہر رگ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا میں کوئی نہیں — بلا تجھسی دنیا میں کوئی نہیں
تجھے سہتے اے عشق دیکھا وہ برق — کیا بحر آتش میں عاشق کو غرق
کسی کو کوئی شو دکھاتا ہے تو — اسے اسکا شیدا بناتا ہے تو

یہ اشعار پڑھکر بے اختیار رو دیا اور طرف لشکر حفیظ کے چلا حفیظہ کو بھی بڑی کد ہو کہ جسطرح بنے اس لگوڑے کو گرفتار کروں یہ سوچکر چالیس کنیزیں ساتھ لیکر تلاش میں برق کی چلی ادھر سے برق فرنگی آتا تھا دور سے برق نے دیکھا کہ حفیظہ آتی ہو فوراً ایک گوشے میں چھپ گیا مگر حفیظہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ تم اسی جنگل میں ٹھہرو میں لشکر مسلمانان میں جاتی ہوں وزیر زادی اسکی شمعرو یہ کہکر بڑھی کہ میں ڈھونڈ ھکر لاؤں آپ نجائیے یہ کہکے چلی برق نے شمعرو کا پیچھا کیا ایک جنگل میں آکر شمعرو نے تلاش میں پہونچی جو راہ گیر پاتا ہو اسے بغور دیکھتی جاتی ہو کہ دیکھا برق فرنگی سامنے سے آتا ہو آواز دی کہ میاں برق ادھر آؤ ملکہ کا حکم ہو کہ برق کو گرفتار کر لاؤ برق نے کہا اے وزیر زادی میں حاضر ہوں میرا ہاتھ باندھ لو اور سامنے اس مفرور حسن و جمال کے لے چلو یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہا اے وزیر زادی یہ خیال نکر تا کہ میں شمعرو اگر گرفتار ہوگا تم پہلو میں ملکہ کے بیٹھنے والی بھی غنیمت ہو کہ تمکو دیکھا گویا نظارہ ملکہ ہوا شمعرو نے کمند میں سنبھالیں چاہا برق پر ماریں برق قریب پہونچ چکا تھا دونوں ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آکر کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے دس حباب مارے چند حباب خالی گئے مگر دو حباب شمعرو کے پڑے کہ شمعرو بیہوش ہو کر گری برق نے گٹھڑی باندھی شمعرو کو دریا کے کنارے ایک جگہ چھپا دیا اور آپ شمعرو کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ کے چلا

اس فکر مین ہو کہ کوئی راہ گیر ملے تو اُسکو گرفتار کرون اپنی شکل بناکر لیجاؤن کہ ایک راہ گیر
نوجوان آفت کا مارا سامنے دکھائی دیا برق نے بڑھکر اُس جوان کو بیہوش کیا اور اپنی
شکل بناکر پشتارہ باندھ معاطرت لشکر حفیظہ کے چلا راہ مین کنیزین ملین اُنھون نے کہا کہ
کہو ن وزیرزادی کسکو لائین شمعرو نے کہا اُسی نگوڑے بھروپیے کو گرفتار کرکے لائی
ہون خوب مجھسے لڑا مگر مین نے کمند مارکے گرفتار کر لیا کنیزین تعریفین کرنے لگین کہ
حفیظہ آکر پہونچی پکار کر پوچھا کہو شمعرو کچھ مطلب نکلا شمعرو نے کہا آپکے اقبال
سے جاؤن اور مطلب نہ نکلے مین برق کو گرفتار کر لائی حفیظہ خوش ہوگئی کہا اس نگوڑے
کو لے چلو سب کنیزین آگئین آگے آگے برق بشکل شمعرو حفیظہ کا ہاتھ تھامے ہوے
چلا جاتا ہی ہر مرتبہ یہی کہتا ہو کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ مین چلیے آج تو بڑی خوشی ہو ملکہ
حفیظہ نے کہا اگر یہ قتل ہوجائے تو مین شاہ کو بلوا لاؤن اسی نگوڑے کے جھگڑے
مین کئی مہینے گذر چکے ہین روز نیا معاملہ درپیش ہوتا ہی برق کہتا ہو آج سب فسادونکا
خاتمہ ہو برق کو چلکر قتل کیا اور جنگ فتح ہوئی حفیظہ سب کو ساتھ لیے ہوے اپنی
بارگاہ مین آئی مفتاح کو بھی خبر ہوئی کہ برق گرفتار ہوا مفتاح بھی آکر مقام صدر
پر بیٹھا برق نے پشتارہ برق نقلی کا ڈالدیا کنیزین لات کی مارنے لگین اپنی بھڑاس
نکالنے لگین برق نے کہا اے ملکۂ عالم آپکے والد بھی آگئے ساقیان زہرہ مثال
کو طلب فرمائیے اور جلسہ جمائیے آج وہ صحبت ہو کہ جمشید کو بھی رشک ہو عجیب
معرکہ گذرا جب مین تلاش برق مین چلی تو دیکھا ایک نخل کے نیچے خداوند کھڑے
ہین مجھسے پوچھنے لگے کہ اے شمعرو کہان جاتی ہو مین نے کہا برق کی تلاش مین ہون
قدرت نے فرمایا وہ سامنے برق آتا ہو تم مقابلہ کرو مین تقدیر کرونگا تم گرفتار کر لینا
مین نے برق کو ٹوکا لڑ بھڑ کر گرفتار کر لیا قدرت نے یہ بھی فرمایا کہ اے شمعرو گانیکا
شوق کر دو یہ کہکر باباین بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند شروع کیے نظم

بسکہ ہو دل مین ہوس نظارہ ہاے یار کی — آنکھ اپنی آنکھ تو ہر روزن دیوار کی
لطف نظارہ سے پھر آئی نہ آنکھون تک نگاہ — خال بنکر لگگئی دلدار کے رخسار کی

بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو
کر دیا آخر خیال یار نے ایسا نحیف
رہگیا ہم کا پڑھا گر تیہ ہوا تنگ دشت مین
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین ترے
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
خوب رو سے گردن مینا لگا کر ہم سگلے
فیض حق سے ہے یہ لبکہ ہو شاگرد مومن تو نسیم

جام کی ساقی کی ہر کی یار کی گلزار کی
تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی
نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کی
بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیدار کی
جسگھڑی ساقی نے رخصت کے لیئے تکرار کی
وہ دھوم ہو سارے زمانے مین ترے اشعار کی

اس رنگ مین برق نے یہ اشعار گائے کہ حفیظہ حیران ہو گئی خاموش بیٹھی دیکھ رہی تھی مگر شمعرو کو جو برق فرنگی درہ کوہ مین ڈال آیا تھا تو گاؤفروشون کا ادھر سے گذر ہوا انھون نے دیکھکر اسکو ہوشیار کیا شمعرو ہوشیار ہوتے ہی طرف اپنے لشکر کے چلی یہان برق رنگ جما رہا ہی خاصے کا وقت قریب ہی برق کا ارادہ ہی کہ خاصے مین بیہوشی ملاؤن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتاح کو ہی بھی یہین کھانا کھائیگا اسوجہ سے شراب وغیرہ کی ترکیب نہین کرتا خود حفیظہ نے کہا کہ بی شمعرو آج تو تم ایسی گائین کہ دل چھین کر دیا جی چاہتا ہی کہ تمھارا گانا سنتے ہی جائین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے سلام کیا حفیظہ نے پوچھا کیون میان مرسے ہے صاحب خیر تو ہی مرد نے کہا ملکہ شمعرو آتی ہین برق کے تو ہوش اڑ گئے مگر قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے ملکہ عالم بہت تعجب چھپتی ہون میری شکل بنکر کوئی نگوڑا عیار آیا ہوگا سبب ملکر گرفتار کر لینا اُس نگوڑے کو یہ خبر نہین ہی کہ مین شریک صحبت ہون حفیظہ کو سناٹا آگیا کہا یہ عیار بڑے گستاخ ہین کچھ جان کا خوف نہین بے تکلف چلے آتے ہین جی مین سوچ رہی ہی کہ یہ کیا فریب ہی مگر شمعرو حیران و پریشان جیسے ہی بارگاہ مین آئی تمام کنیزین لپٹ گئین کوئی کہتی ہی او نگوڑے ہماری وزیرزادی صاحبہ تو موجود ہین تجھکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف چلا آیا ہرچند شمعرو غل مچاتی ہی کہ ارے کیون دیوانی ہوگئی ہو مین تمھاری وزیرزادی ہون مگر کون سنتا ہی ہاتھون ہاتھ شمعرو کو پکڑ لیا اور رسیان سے باندھا برق نے

تخت کے نیچے سے نکلکر کہا کیون او ناعیار یہ سمجھا کہ وزیر زادی اس صحبت مین ہوگی مین
اسکی شکل بنکر نہ جاؤن شمعرو اپنی ہمشبیہ کو دیکھکر خاموش کھڑی رہگئی جی مین کہتی ہو کہ یہ
کون ہو جو میری شکل بنا ہو کسکو اپنا دوست بناؤن سب کنیزین برہم ہو رہی ہین دیکھیے
میرے لیے کیا ہو مگر سوچتے سوچتے کہا اے ملکۂ عالم ایک کام تو کیجیے کہ میرا ابھی منھ آپ
دھلا لیجے اور شمعرو کا بھی منھ دھلاییے کیا تعجب ہو کہ مکار یہی میری تخت نشین ہو یہ
سنکر برق نے سر اپنا سامنے حفیظہ کے جھکا دیا کہا واللہ مین تو خیرخواہ دولت ہون
مجھکو قتل کر ڈالیے مگر حریف نہ بچے حفیظہ نے کہا اے شمعرو مجھکو کچھ نہین پڑتا برق
گرفتار ہو گیا مین سمجھی کہ یہ نگر شمعرو ہے جھوٹ ارے گرم پانی تو لاؤ کنیزین دوڑ کر گرم پانی
لائین برق فرنگی نے کہا اے ملکۂ عالم پہلے مین منھ دھوؤنگی بعد اسکے انکا منھ دھلاییے
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین پھرنے لگا ایکبارگی کہا اے ملکہ مین کچھ کان مین کہونگی جیسے ہی ملکہ نے
سر جھکایا برق نے تاج سر سے لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہو برق خنجر گذار	کہ استاد مین خواجہ نامدار
ترپتے ہین بیشہ برق رفتار ہون	کہ کون مکار و غدار ہون
کہ ہون سیکڑون [illegible]	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہو
بزیر قدم غرب اور شرق ہو	پھلا رو ہون مین نام بھی برق ہو

نعرہ کرکے برق فرنگی بھاگا حفیظہ نے کہا جانے نہ پائے اسکو لینا یہ سنکر سب کنیزین
برق کے پیچھے دوڑین اور کنیزین تھک کر ٹھہر گئین مگر گلبدن نے کہ بہت چالاک ہو برق
کا پیچھا کیا جب برق جنگل مین پہونچا تو گلبدن نے پنجہ مارا برق نے پنجہ خالی دیا
لڑتے لڑتے حباب مار دیا گلبدن بیہوش ہوکر گری برق فرنگی اس کنیز کو بیہوش
کرکے آپ حفیظہ کی فکر مین چلا یہان حفیظہ کہ رہی ہو ارے دیکھو تو یہ نگوڑا ناعیار برق
کسکو بناکر لایا ہو اس راہگیر کا جو منھ دھلایا حفیظہ نے دیکھا ایک راہگیر ہو اس سے
جو پوچھا اسنے کہا مین راہ مین آتا تھا ایک انگریز نے آکر ہاتھ ہلا دیا پھر مجھکو خبر
نہین کہ کیونکر یہان آگیا حفیظہ نے کہا ساعت نیک تھی ورنہ مین تمکو قتل کرتی حفیظہ نے

اُسکو ہلاک کر دیا اُدھر چالاک کو بڑا ہی خیال ہے کہ ایسا نہو برق پہنچ جائے یہ سوچکر لشکر سے نکلا ہے سامنے
ایک چشمہ ہے اُسپر آکر ٹھہرا کہ صحرا سے ایک شخص آیا اُسنے چاہا پانی پیوے چالاک نے
منع کیا کہ بھائی یہ پانی نہ پیو اس مین کیٹ مارا ہے تم کون ہو کہان سے آتے ہو اُس شخص
نے جواب دیا کہ مین تاجدار جو مفتاح کوہی کا بھائی ہے اُسکا نامہ لیکر آیا ہون اُنھون
نے نامے مین لکھا ہے کہ کیون بھائی بیٹی نے تمھارا ہی کیا کیا ہمکو بھی اطلاع دو ہم بھی آنیکو
ہین چالاک نے درہ کوہ سے لاکر اُسکو پانی پلایا اُس نامہ دار کو تو بیہوش کر کے درہ
کوہ مین ڈالدیا نامہ اُسکی کمر سے نکال لیا آپ نامہ دار کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ
کے چلا راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان جاتے
ہو چالاک نے کہا بھائی مجھے بھی قلق ہے کہ تم بیقرار مارے مارے پھرتے ہو مین
جا کر رنگ جماتا ہون تم بھی آنا جسطور سے بن پڑے برق فرنگی تو ایک طرف چلا گیا
مگر چالاک نامہ لیے ہوئے لشکر حفیظہ مین آیا دریافت کر کے بارگاہ مین پہونچا
ہاتھ مین مفتاح کے نامہ دیا اُس نے سرنامے پر جو بھائی کا نام دیکھا تو نامے کو لیکر آنکھون پر
رکھ لیا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ آج تم یہین رہو کل تمھین رخصت کرینگے چالاک
کو تو ایک صحنچی رہنے کو ملی مگر برق جنگل مین کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک عورت حیران
حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہے برق نے بڑھکر اُس عورت سے حال جو پوچھا
اُس عورت نے کہا شمیمہ سحر نگار ملکہ حفیظہ کی منھ بولی بہن ہین اُنکا نامہ لیکر آئی ہون
شمیمہ نے لکھا ہے کہ بوا تم جانتی ہو کہ مجھے تمھارا کسقدر خیال ہے جبسے ان سے سنا ہے کہ
تم مقابلہ مسلمانان مین گئی ہو آٹھ پہر دل دہتا ہے لہذا شعلہ مشعل افروز نامی کنیز نامہ لیکر آتی ہے
مفصل حال بتاؤ کہ مسلمانون سے کیا گذری برق نے یہ سب دریافت کر کے اُس
عورت کو بیہوش کیا اور نامہ کمر سے نکال لیا اُسی عورت کی شکل بنکر چلا کنارے
پر جو لشکر کے آیا دیکھا حفیظہ آتی ہے جھک کر سلام کیا نامہ بلاتکلف دیدیا حفیظہ نے
سرنامے پر جو شمیمہ کا نام پایا سر پر رکھا آنکھون سے لگا لیا اور کہا بہن ہماری اچھی
تو ہین برق نے سر ہلا دیا کہ سب طرح خیر و عافیت ہے مگر آپ کے واسطے بہت

پریشان ہین حفیظہ نے کنیز سے کہا بارگاہ مین جو صحنچیان ہین اُنمین ایک نامہ وار آتر اہوا ہی اُسکو بھی بلا کر وہین اُتارو کنیزون نے لاکر قریب چالاک کے برق کو اُتارا برق نے چالاک کو سمجھا تا اشارون مین کچھ باتین ہوئین حفیظہ آکر بارگاہ مین بیٹھی کنیزین آکر جمع ہو گئین رقص و سرود کی باتین ہونے لگین کسی نے بابان چھیڑا کر نامہ وار مین تاجدار نے نامہ وار شمیمہ سے کہا کہ طبلہ بے سرا بج رہا ہی عورت نے جواب دیا کہ کوئی بے وقوف بجا رہا ہی حفیظہ نے سنا کہ دونون آپس مین تکرار کر رہے ہین پکار کر کہا آؤ تم طبلہ بجاؤ چالاک نے آتے ہی طبلے کے ٹکڑے باندھنا شروع کیے نامہ دار شمیمہ کہتی جاتی ہی بے سرا پن ظاہر ہی آخر چالاک نے پکار کر کہا بی بی آؤ تم گاؤ تو حال سرے بے سرے کا کھلے برق جھپٹ کر قریب چالاک کے آیا اور گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دیر کسکا کعبہ مقصود ہی | بت اگر گم ہی خدا مسجود ہی
بت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور | وہ مرا نام خدا مسجود ہی
سوزش الماس کھا کر مر رہو ن | زندگانی ہجر مین بے سود ہی
جل رہا ہون آہ بین کرتا نہین | داغ فرقت آتش بے دود ہی
کیا عوض چاہون وفا سودا نہین | دل جو دے ڈالا تجھے بہبود ہی
ہی مرا مقصود حاصل ہر جگہ | ہر مقام اب منزل مقصود ہی
شعلہ در ہونے لگے داغ فراق | دل ہمارا تنور دہکا ہوا ہی
سر جھکا نا ہی اُسی کے سامنے | کیا بلا ہین بت خدا معبود ہی

برق جو یہ غزل گا کر چپ ہوا تو میان چالاک نے کہا خوش آوازی کا باعث ہی ورنہ بے سری گاتی ہو برق نے کہا میری بی بی نے لاکھون روپے صرف کر کے مجھکو کمال سکھلوائے ہین مگر کیا مجال جو بے سری ہونے پاؤن اس گانے کے علاوہ اور کمال بھی مجھکو آتا ہی کہ پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ سنکر چالاک نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی عورت نے کہا کیا کہون غیر جگہ آئی ہون اگر کبھی بیٹھانے کی مجھکو مل جائے تو ابھی تماشہ دکھاؤن حفیظہ نے کبھی بیٹھانے کی پھینکدی کہا لو

بی شعلہ محفل افروز یہ بھی تمھارا ہی گھر ہی جسکی تم کنیز ہو ہر چند کہ وہ بیری منھ بولی بہن ہین
مگر آپس مین یہ محبتین ہین کہ بین آئی انکو چین نہ پڑا آخر نامہ بھیجا برق نے گھنگرو پانون
مین باندھے اور جھپٹ کر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اُٹھالین برق نے تھوڑے ہی
عرصے مین سارا میخانہ تقسیم کر دیا چالیس پچاس گلابیان مع ارغوانی اُسمین بھری
کشتی مین لگا کر محفل مین لایا حفیظہ نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لائی ہی
کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہی کہ شراب پیجیے ہماری بہن کو بڑا شوق ہو کسقدر خرچ کر کے
بی محفل افروز کو تیار کیا ہوگا جس مین کہ ایسا کمال ہی جیسا کہ انکی صحبت مین جلسہ ہوتا ہی
شاہون کو بھی یہ کیفیت حاصل نہ ہوگی مگر شعلہ محفل فروز گھنگرو باندھکر گت ناچتی
کھڑی ہوئی چالاک کہتا جاتا ہی کہ جب شراب سر پر رکھینگی ضرور شراب سر سے
گر یگی برق جواب دیتا ہی کیا مجال ہی کہ قطرہ بھی گرے چالاک کہتا ہی ایسے فقرے
بہت سے سنے ہین یہ مجال نہین کہ جسم کو جنبش نہ ہو برق نے کہا مین تو شرط لونگی
اگر ایک قطرہ بھی گرے تو سر کاٹ لو ہنسے عیارون برسون کثرت کی ہی یہ کہکر برق
نے جام لبریز کر کے اپنے سر پر رکھا کہا میان نامہ دار دیکھو اگر ایک قطرہ گرے
تو سر کاٹ لینا یہ کہکر توڑے لیتا ہوا منھ سے گاتا ہوا ہاتھون سے بتاتا ہوا سامنے
حفیظہ کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حفیظہ نے
بڑی تعریف کی اور جام پی گئی برق نے دوسرا جام مفتاح کو دیا ایک جام لاکر
نامدار کے آگے پیش کیا مگر چالاک اعتراض کیے جاتا ہی کہ ایسے مرتبہ قاعدے
سے پانون نہین اُٹھا شعلہ محفل فروز اُس اعتراض کو دفع کر دیتی ہی چالاک نے
تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلوائی برق پیتے پیتے آکر محفل مین بیٹھا اشعار
گانے لگا مگر حفیظہ کا جام پیتے ہی سر گردش کرنے لگا گھبرا کر کہا کیون بی شعلہ اس
شراب مین کیا تھا جب سے جام پیا ہی سر گردش کر رہا ہی آج تیرے گانے سے
ایسی محبت ہوئی کہ مین بہن سے تجھے مانگ لونگی یہ کمال مجھکو بہت پسند آیا وزیرزادی کا

بول اٹھی کہ بہنے سنتا ہی عمرو عیار خوب ساقی گری کرتا ہی ایک کنیز نے کہا دیکھیے آپ کی بہن
آتی ہیں سارے لشکر مین ہنگامہ ہی دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسیکا دوپٹہ کھینچتی
ہی کوئی خود ناچنے کا ارادہ کرتی ہی ادھر حفیظہ آئیے کہکر اُٹھی مفتاح تخت سے یہ کہکر اُٹھا کہ
یا خداوند آئیے اُٹھتے اُٹھتے مفتاح و حفیظہ دونون گرے اور اہل محفل لینا لینا کہکر
دوڑے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا سب بر لب فرش ہوے چالاک نے کہا کہ لو
بھائی برق اب معشوقہ کو بچاؤ برق نے پہلے محفل کو لوٹا چالاک نے بھی زیور وغیرہ
لیا برق پشتارہ باندھکر حفیظہ کو لے چلا لشکر سے نکالکر طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن
شمیمہ سحر نگاہ جب اُس عورت کو عرصہ گذرا اور جواب لیکر نہ آئی چونکہ عیارہ ہی خود
روانہ ہوئی اسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا تھا شمیمہ نے
جو دیکھا للکارا کہ او عیار تو کون ہی کسکا پشتارہ لیے جاتا ہی برق اتنا کا خوش ہو سوچا
کہ سارے لشکر کو بیہوش کرکے آیا ہون یہ کوئی غیر ہو پکارا آشنا منم مہتر برق فرنگی حفیظہ
کو لیے جاتا ہون نام اپنی بہن کا سُنکر شمیمہ نیمچہ کھینچکر جھپٹی کہا او نگوڑے انگریز تیری کبھی یہ
مجال ہوئی کہ ہماری بہن کو لیے جاتا ہی اور میرے سامنے یہ کہکر برق پر برس پڑی اتنے
برق عاجز ہو رہا ہی چونکہ بار رکھتا تھا چار پشتارہ کھولکر ایک طرف رکھا نیمچہ کھینچکر لڑنے
لگا مگر شمیمہ سے دو چار نیمچے جو جھپٹ کر مارے برق پیچھے ہٹا شمیمہ نے پشتارے پر
قبضہ کیا کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا کہ پہیلہ سر پر پڑا سر برق کا زخمی ہوا پشت سے شمیمہ کی
گرد اُڑتی کئی سو عیارہ بچیان نیمچے ہاتھون مین لیے ہوے آکر پہونچین شمیمہ نے کہا کہ او
نگوڑے بھاگ ورنہ یہ سب تجھکو گھیر لینگی برق نے بھی دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی آخر
ناچار ہوکر ایک جانب بھاگا مگر بڑا افسوس ہی کہ کس مشقت سے پشتارہ لائے
وہ یون چھن گیا اس سوچ مین طرف اپنے لشکر کے چلا یہان شمیمہ نے حفیظہ کو ہوشیار
کیا آنکھ جو حفیظہ کی کھلی بالین پر اپنی بہن کو پایا مقام صحراے ہول خیز وحشت انگیز
گھبرا کر پوچھا کیون بوا یہان مجھے کون لایا مجھکو بڑا تعجب ہی کہ مین تو اپنی بارگاہ مین تھی
اس جنگل مین کیونکر پہونچی شمیمہ نے سب حال بیان کیا کہ برق تمکو لیے جاتا تھا مگر

ہین نے تمکو رہا کیا حفیظہ نے کہا ہوا تم تو لشکر مین چلو مین نگوڑے برق کو لاتی ہون
یہ کہکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما ہین نقاش و
نقوش ولمعان وغیرہ سب بیٹھے ہین ذکر برق فرنگی ہورہا ہو بادشاہ فرما رہے ہین
کہ ہمارے میان برق فرنگی دام عشق مین پھنسے ہین تڑپ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ برق
آکر پہونچا مگر دریاے خون مین نہایا ہوا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کیون برق خیر تو
ہی برق نے سب حال بیان کیا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے فرمایا آج شب کو
دونون صاحبون کو تکلیف دینگے یعنی گانا سنینگے اور نقاش ونقوش صحبت آراستہ
کرو نقاش ونقوش نے اسی وقت گانا بجانا سنگاکر کہ کہین انتظام صحبت مین نقاش
ونقوش دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہو مگر حفیظہ پھرتی ہوئی
لشکر مین اہل اسلام کے آئی ضعیفہ بنی ہوئی ایک دوکان پر بیٹھ گئی کہ خادم سرکاری
کچھ سودا لینے آیا تھا اُس سے جو حفیظہ نے پوچھا خادم نے کہا آج دربار مین بڑی خوشی
ہو میان برق وچالاک گائین گے بڑا ہی لطف ہوگا یہ خبر سنکر حفیظہ نے خادم کو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر طرف بارگاہ کے چلی راہ مین کسی نے پکارا میان سعادت
کہان جاتے ہو حفیظہ سمجھ گئی کہ میرا سعادت نام ہو خوشی خوشی بارگاہ مین آئی دیکھا
تخت پر بادشاہ بیٹھے ہین نقاش ونقوش ولمعان وغیرہ باادب بیٹھے ہوے ہین
برق وچالاک بیچ صحبت مین چالاک طبلہ درست کر رہا ہو جب صحبت آراستہ ہو چکی
تو بادشاہ نے اشارہ کیا ہان میان برق فرنگی گانا شروع ہو چالاک ٹھکڑے باندھنے
لگا برق نے خوب سوچکر غزل جناب ناسخ مرحوم کی شروع کی اور کہنے لگا کہ اوشہریار
یہ غزل جناب ناسخ صاحب مرحوم نے بڑے لطف کی کہی ہو چند شعر یاد ہین عرض کرتا ہون نظم

آب موتی سے وہ گل تر تازہ ہو	لیتے کی سرخی نہین ہو غازہ ہو
یار ہو کا شانۂ دل مین مقیم	چاک سینے کا جو ہو دروازہ ہو
باغ مین آوازہ چاک جیب گل	صاف ہم دیوانون پر آوازہ ہو
چہرۂ جانان ہو قرآن مجید	خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ ہو

مرگیا ہون وادی غربت مین مین — پر وطن کا شوق سب اندازہ ہو
دیکھتا ہون جب در فردوس کو — جانتا ہون آگہری دروازہ ہو

اس رنگ سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ نقاش و نقوش و لیمان تڑپنے لگے
مگر حفیظہ کا عجیب حال ہی کبھی گھبرا کے آنکھ کھول دیتی ہی کبھی آنکھین بند ہو جاتی ہین
جی مین کہتی ہی کیا کامل و اکمل ہو گیا آواز مین سوز و گداز ہی بتانے مین ایک ناز ہی اگر
عورت بنا ہوا ہوتا تو سیکڑون کو مار ڈالتا اس صورت پر تو یہ کیفیت ہی کہ سیکڑون
لوٹ رہے ہین کوئی بیقرار کوئی بیتاب مر رہے سر ٹکرا رہے ہین بعض نے اُٹھکے
برق کی بلائین لین حفیظہ کو بھی شوق ہوا کہ اسوقت تو برق کی بلائین لے لون
بہ شکل سعادت قریب آئی اور برق کی بلائین لین جب اپنے جسم مین ہاتھ لگایا تو
برق کے موے جسم کھڑے ہو گئے برق نے پلٹ کر دیکھا تو نگاہ سے پہچانا کہ یہ تو
حفیظہ ہی ہاتھ اپنے بڑھا دیے حفیظہ نے چاہا ہاتھ چھڑا لون برق نے ہاتھ تھام لیا
اور ایک جھٹکا مارا کہ حفیظہ منھ کے بھل گری برق نے حجاب مار دیا حفیظہ بیہوش
ہوئی برق نے اُٹھکر کہا ای شہریار آج تو میرے گانے نے کام ہی کا کیا معشوقہ
عاشق ہوئی ہاتھ چھڑانے آئی تھی مین نے بیہوش کر لیا بادشاہ نے فرمایا ہوشیار
کرو برق نے حفیظہ کو ہوشیار کیا اب جو حفیظہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق کے پہلو مین
بیٹھی ہون برق نے کہا ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اسوقت کیونکر سرفراز
فرمایا اور سعادت کو کیا کیا شرماکر حفیظہ نے جواب دیا کہ ای برق فرنگی مین ایسا
کامل تمکو نہ سمجھی تھی ورنہ اسقدر جھگڑے نہ ہوتے مین تمہاری اطاعت کرتی ہون اب
نہ جاؤنگی مگر بی شمیمۂ سحر نگاہ ضرور جھگڑا کرینگی ای برق فرنگی میان سعادت فلان
دوکان کے پیچھے پڑے ہوئے ہین اُنکو بلوا لو برق نے شاگرد کو بھیجا سعادت
حاضر ہوا بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ قاضی کو بلاؤ خواجہ عمر دلشکر مین پہونچے
تھے بازارون مین پھر رہے تھے کہ خبر سنی ملکہ حفیظہ بیاہی کا عقد ساتھ برق کے
ہوتا ہی قاضی کی تلاش ہی فوراً قاضی کی شکل بنکر تیار ہوئے اور چوبدار سے کہا کہ

ہمین سے چلوبین اسی لشکر مین رہتا ہون یقین ہو سب خطبہ وغیرہ پڑھ دونگا چوبدار نے خواجہ کو ساتھ لیا بارگاہ مین آکر بیٹھے اول حفیظہ سے پوچھا کہ باپ کا نام بتاؤ حفیظہ نے کہا مفتاح کوہی میرے باپ کا نام ہی برق سے بھی پوچھا دونون سے پوچھکر خطبہ پڑھا ان کا تبہ سے آغاز کیا تھوڑے عرصے مین عقد پڑھکر فارغ ہوے نقارے بجے چوبی پڑی اور سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ حفیظہ نے بخوشی برق سے عقد کیا ہرکارے جو لشکر کفار کے حاضر تھے یہ خبر ہین لیکر بھاگے بارگاہ مفتاح مین آئے شمیمہ سحر نگاہ بیٹھی ہی اور ذکر کر رہی ہی کہ ہماری بہن حفیظہ بارگاہ مسلمانان مین گئی ہین انکا طالب گا نیگا کنی نقبین گا ناسنکر اسکو گرفتار کر دنگی ہینے کہا تھا ہم بھی چلین ہمارا کہنا نہ مانا دیکھیے کیا ہو وہان سب عیار جمع ہین چالاک ایسا طبلہ بجانے والا دیکھتے ہی انکو پہچان لین گے آج بو اخیر وعافیت سے پلٹ آئین تو بڑی بات ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے تمام خبر بیان کی کہ بی حفیظہ گانے مین ایسی مبہوت ہوئین کہ مسلمان ہوگی برق کے ساتھ عقد پڑھا لیا شمیمہ سحر نگاہ نے جو یہ سنا ہرکارون سے لفظ لفظ پوچھتی تھی کہ کیا سانحہ ہوا ہرکارے بیان کر رہے تھے کہ حفیظہ سعادت خدمتگار کی شکل بنگر گئین برق اس رنگ سے گا رہا تھا کہ ہم لوگ بھی رو رہے تھے تمام اہل دربار چشم پر آب تھے کیا قیامت کے اشعار تھے کہ خود بادشاہ بیتاب تھے اسی حال مین یہ بھی گئین اور برق کے ہاتھ چومے برق نے ہاتھ پکڑکر کھینچ لیا اور حباب مارکر بیہوش کیا پھر جو ہوشیار ہوئین تو عقد پر راضی ہوگئین خواجہ عمرو نے آکر عقد پڑھا اور سب اہل محفل نے انعام لیا یہ سنکر شمیمہ سحر نگاہ اپنے مقام سے اٹھی مفتاح تو رونے لگا شمیمہ نے کہا اے والد نامدار آپ نہ گھبرائیے مین جاکر بی حفیظہ کو لاتی ہون یہ کہکر شمیمہ چلی لشکر اسلام مین پہونچی دیکھا کہ میان برق فرنگی ہار پھول خرید رہے ہین اور ادھر سے نکلتے ہین وہ کہتا ہی مبارک ہو برق فرنگی سبکو سلام کرتے ہین شمیمہ یہ حال دیکھکر بہت جھلائی مگر حوصلہ نہ پڑا کہ برق پر ہاتھ ڈالے فوراً آگے بڑھ گئی برق کی شکل بنکر کچھ ہار پھول لیے دوڑی ہوئی چلی دو خیمہ برق پر آئی خادم دروازے پر

بیٹھے تھے انھون نے آواز دی میان برق صاحب آج ہمکو بھی انعام دلوائیے شمیمہ نے
سب سے وعدہ کیا پردہ اٹھاکر اندر گئی دیکھا بی حفیظہ دولھن بنی بیٹھی ہین گھونگھٹ نکلا ہوا
ہی شمیمہ نے قریب آکر پہلے ہار پہنائے پھر ایک ڈلی مٹھائی کی ہاتھ بڑھا کر دی حفیظہ نے
منھ کھولکر وہ ڈلی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی شمیمہ نے پشتارہ باندھا ہار پھول کل
نوچکر پھینکدیے سراچہ چاک کرکے بھاگی جب شمیمہ نکل گئی تو برق فرنگی آیا خادمون
نے گھبراکر کہا اے برق فرنگی پہلے کون آیا تھا برق نے پوچھا کیا ہوا سب نے کہا آپ تو
ابھی اندر گئے تھے برق کا ماتھا ٹھنکا گھبراکر اندر آیا دیکھا سراچہ چاک ہے بستر دیکھا
ثابت ہوا کہ عورت کا بستر ہے سمجھ گیا کہ شمیمہ لیگئی برق گھبرا کر نکلا طرف لشکر کفار کے
چلا مگر بہت پریشان جی مین کہتا ہے دیکھیے کیا ہو مگر شمیمہ پشتارہ لیے جاتی تھی کہ راہ مین
رونے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اسیر دام محن عاشق تن یہ اشعار گاکر
زار زار رو رہا ہے

نظم

کسقدر خاطر غم دیدہ ہے دشوار پسند	جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین	آج محروم نہ رکھ کچھ تو کر اے یار پسند
رحم کچھ عیب ہے جس سے کہ خفا ہوتے ہو	یہ خوشی ہے جو کرین دلبر آزار پسند
کام غلمان سے ہے اسکو نہ غرض حورونسے	کچھ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند
خار سے آبلۂ پا کو ہے رغبت ایسی	جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
خانۂ قید سمجھکر نہ بسر کی اس مین	اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند
ستم ہستین لاکھ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا	جی مین آئے جو کہو ہے مجھے تکرار پسند
دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل	کیا کرے غیر قضا تیرا گرفتار پسند
کیا مزے ہم قفس سرد مین پاتے ہین شمیم	اسلیے ہے عشق کی ہے گرمی بازار پسند

شمیمہ یہ صدا سنکر ٹھٹک کر پلٹی دیکھا ایک نخل کے سامنے مین ایک نوجوان
شاہزادہ بیٹھا ہوا ہے ایک تصویر ہاتھ مین ہے اسکو دیکھ دیکھکے رو رہا ہے شمیمہ نے
جب یہ حال زار دیکھا صورت دیکھی کہ چاند کا ٹکڑا ہے کرتا آب رواں کا گریبان پھٹا ہوا

پائجامہ مشروع کا جوتا بھاری مگر ٹکڑے ٹکڑے مختصر سا تاج سر پر سے گر پڑا ہی اُسکو کچھ ہوش نہین سر برہنہ بیٹھا ہوا رو رہا ہی تصویر کو کبھی چومتا ہی کبھی کلیجے سے لگاتا ہی شمیمہ جو سامنے آگئی اور پکار کر کہا ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فراق کسکی یاد مین یہ حال کیا ہی اُس جوان نے یہ سُنکر نگاہ اُٹھائی اور کل سراپا کو دیکھنے لگا مگر سراپا دیکھکر کچھ خوشی کچھ رنج و غم کی ترقی ہوئی دیکھتے دیکھتے بیقرار ہوکر اُٹھا مگر لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا تصویر چھوٹ کر الگ گری شمیمہ کی پشت پر ایستادہ ہی ایستادہ رہکر تصویر اُٹھالی تصویر کو بہ نگاہ غور دیکھا حقیقت مین مصور خیال نے تصویر بے نظیر کھینچی ہی لیکن دیکھتے دیکھتے پہچانا کہ یہ تو میری تصویر ہی حیران ہو گئی کہ ای شمیمہ اس شاہزادے نے میری تصویر کہان سے پائی مقام افسوس ہی ایسا حسین و جمیل ایسا طرحدار اس بلا مین مبتلا ہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنا عاشق جانکر سر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر سنگھانے لگی اُس جوان نے جو بوے زلف معنبر پائی اور بو اُس لطلخے کی دماغ مین پہونچی کہ بوے زلف روح پرور تھی آنکھین کھولکر حیران حیران جمال شمیمہ دیکھنے لگا سر کو زانوے محبوب پر پایا ہنسکر کہا آج مین نے یہ کیا خواب دیکھا اپنے بخت واژگون اور طالع نگون سے یہ امید نہ تھی مگر آج خواب کے خیال مین یہ معرکہ دیکھا خیر شکر ہی کہ محبوب کو رحم تو آیا شمیمہ نے ہنسکر کہا ای مبہوت محبت و ای گرفتار دام مودت اپنے حواس درست کر ایسا نہ ہو کہ مجھپر بھی تاثیر ہو مجھے تیرا حال دیکھکر بہت رحم آیا لیکن تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا خرد سال تاجدار مجھکو کہتے ہین شمیمہ نے کہا اب کیون زیادہ گھبراتا ہی مین تیرے پاس ہون جو تیری خوشی ہو وہ بجا لاؤن اُسنے شمیمہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری کہنے لگا کہ ای جان جہان مجھے اپنے بخت سے یہ امید نہ تھی کہ اپنی زندگی مین تمکو یون دیکھونگا اور بوس و کنار کا مجھے اختیار ہوگا فیس و فرہاد بدنصیب تھے مین عاشق خوش نصیب ہون کہ معشوق تسکین دے رہا ہی یہ خوش نصیبی کسی عاشق کو نصیب نہ ہوئی ہوگی شمیمہ اسکی باتین بھولی بھولی سُنکر اور زیادہ بیقرار ہوتی ہی دمبدم ہاتھ پشت پر پھیرتی ہی اور رکھتی ہی

عمر بھر تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی اُسنے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون مگر یہ تو بتاؤ کہ اس پٹنا مین کیا ہے
شمیمہ نے بیان کیا کہ حفیظہ تیز رفتار برق فرنگی پر عاشق ہوکر غفد کرکے بیٹھی تھی مین گرفتار
کرکے لائی ہون اُس جوان نے کہا کیون صاحب جو یہ احوال ہو رہی اُسکا یہی ہوگا عاشق
کو صدمہ نہ دو اسے رہا کردو کہ اپنے معشوق کے پاس جائے تم میرے ساتھ چلو اب
کہین نہ جانے دونگا عمر بھر خدمت کرونگا بلکہ دن سے جاروب کشی کرونگا خاک پا لیکر
توتیا سے چشم بناؤنگا اسطرح جو اُس جوان نے کہا تو شمیمہ کو خیال آیا کہ سچ کہتا ہے کسی عاشق
وضع کو ستانا اچھا نہین فورًا حفیظہ کو ہوشیار کیا حفیظہ کی جو آنکھ کھلی عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال شمیمہ سے باتین کر رہا ہے حفیظہ نے پوچھا
یہ کیا معرکہ ہے ہم کہان اور تم کہان اور یہ کون صاحب ہین شمیمہ نے کہا اے
حفیظہ یہ نوجوان ایک شاہزادہ ہے میری تصویر پر عاشق ہوکر نکلا مین تمکو لیے ہوے
جاتی تھی کہ اسکے رونے کی آواز میرے کان مین آئی دل تو ہمیشہ سے رحم پسند ہے
پلٹ آئی آکر اُنکو دیکھا مگر یہ مجھکو دیکھکر بیہوش ہوگئے تصویر جو مین نے دیکھی تو اپنی
تصویر پائی اب تم اپنے مطلوب پاس جاؤ میری زندگی اس عاشق صادق کے ساتھ
گذریگی ایسا چاہنے والا کہان ملیگا حفیظہ نے کہا بہت مناسب ہوا کہ جس بیماری
مین مین مبتلا ہوئی تمکو بھی وہی عارضہ ہوا حفیظہ رخصت ہوگئی شمیمہ نے اُس طفل
کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جہان کہو وہان چلون اُدھر برق فرنگی خبر گرفتاری مالکہ
حفیظہ سنکر لشکر مفتاح مین گیا وہان معلوم ہوا کہ شمیمہ ابھی تک پلٹ کر نہین آئی
برق پلٹا ہوا آتا تھا کہ اسنے دور سے دیکھا ایک نوجوان کمسن مگر عقل کا پتلا شمیمہ کو ساتھ
لیے ہوے جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا آنکھ جو ملائی تو معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہے
تعریفین کرنے لگا کہتا تھا خلیفہ صاحب کیا کہنا شمیمہ حیران ہوئی کہ برق اسکو خلیفہ
کیون کہتا ہے گھبرا کر کہا شاہزادے تم اس عیار کو جانتے ہو چالاک نے جواب دیا
کہ یہ ہمارے گھر کا عیار ہے برق نے کہا ہم اور یہ ایک ہی باغ کے پھول ہین یہ ہمارے استاد
کے فرزند ارجمند ہین کہ حیرت جادو پر عاشق ہوے تھے وہ افراسیاب کی زوجہ تھی

ایسے کار ہاے نمایان کیے اور ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ حیرت کو زندگی کی امید نہ تھی آخر یہ انجام ہوا کہ حیرت نے بخوشی اُنکے ساتھ عقد کیا اُسی طرح تمکو بھی تسخیر کر لیا شمیمہ نے کہا ای چالاک میرے دامن عصمت مین تمنے ہاتھ لگا دیا مین بہ حیا نہتی ہون کہ جا کر طبل جنگی بجواؤ اگر میدان مین تم مجھپر غالب آؤ گے تو دین اسلام قبول کرونگی اور جو مین غالب آؤنگی تو اُسی وقت قتل کر ڈالونگی چالاک نے قبول کیا دونون اپنی اپنی طرف پلٹے شمیمہ سامنے مفتاح کے آئی کہا ای والد نامدار طبل جنگی بجوائیے مین چالاک سے مقابلہ کرونگی مفتاح کو کچھ نہ بن پڑا طبل جنگی بجوا دیا یہان برق و چالاک سامنے شاہ کے آئے برق نے کہا ای شہریار آج چالاک نے کیا نایاب عیاری کی ہے کہ آہوے وحشی کو رام کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے اور مجرا کر کے اول دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
نگین سعادت بہ نام تو باد
گل سبزہ تابد چہرہ روشن چراغ
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شمیمہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ سر میدان چالاک سے مقابلہ کرے بادشاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل نوازش بجے کل انشاء اللہ چالاک سر میدان اُسکو زیر کریگا طبل جنگی بجگیا چالاک تلاش شمیمہ مین چلا ادھر شمیمہ طبل جنگی بجوا کر براے انتقام طلایہ نکلی کہ دور سے دیکھا ایک سیہ پوش دبتا ہوا قریب ایک دوکان تاجر کے پہونچا شمیمہ گوشے سے دیکھ رہی ہے کہ اُس سیہ پوش نے قفل توڑا اندر دوکان کے گیا ہر چند کہ اندر لاکھون روپے کا مال رکھا تھا مگر اُس دزد نے کوئی شے نہ لی ایک پیٹی کھولکر ایک نیمچہ نکالا اُسکو کمر مین لگا کے نکل آیا شمیمہ نے ہاتھ تھام لیا کہا او دزد تو کون ہے اور یہ نیمچہ کیسا ہے دزد نے کہا مین چور نہین ہون چالاک بن عمرو دن کو اِس دوکان پر آیا تھا اور اِس نیمچے کو چکایا تو تاجر صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کہی چالاک نے لاکھ روپے تک دینے کو کہے لیکن تاجر صاحب راضی نہ ہوے مین چالاک کا شاگرد ہون چالاک نے مجھکو حکم دیا کہ فلان دوکان سے فلان نیمچہ چرا لاؤ مین لاکھ روپیہ تمکو دونگا اِس نیمچے مین بڑی

صفت ہی کہ جس کسی کے ذرا سا بھی زخم لگ جائے تو سارا جسم پانی ہوکر بہ جائے اگر لقمان
بھی علاج کرے تو کچھ نہ ہو شمیمہ نے کہا یہ خنجر کسواسطے منگایا ہی سیہ پوش نے کہا کل سرمیدان
شمیمہ سے مقابلہ ہی اسکو منظور یہ ہی کہ شمیمہ کو ماروں کہ وہ بڑی سرکش ہی شمیمہ نے کہا
ای عیار یہ خنجر مجھکو دے عیار نے کہا میرا لاکھ روپے کا نقصان ہوتا ہی شمیمہ نے جواہرات
گلے سے اتار ایک تختی الماس کی دی ایک کنٹھا یاقوت احمر کا کہا لے تجھکو نہال کر دیا
کل سرمیدان اسی خنجر سے چالاک کو قتل کرونگی اُسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی
کی ہی اُس عیار نے ناچار خنجر دیا مگر رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم اس راز کو ظاہر نہ کیجیےگا
ہاے افسوس ہی کہ اُستاد کی جان جائیگی اور میں آنکھوں سے دیکھونگا شمیمہ نے کہا
بس جاؤ ورنہ قتل کیا جاؤنگی گرفتار کرادونگی غلام تاجر کے سر رہتے ہیں عیار تو روانہ
ہو گیا مگر شمیمہ نے وہ خنجر کمر سے لگایا دل میں بہت خوش ہی کہ عیار سیکڑوں صفتیں
بیان کر گیا ہی ایک صفت اسمیں یہ بھی ہی کہ اگر حریف چاہے کہ میں اپنے کو زخم سے
بچاؤں تو نہ بچ سکے سر پر پڑے کہ نا دوا ہو وہ پہنچے پھر رات رہے سے آکر تیاری
کرنے لگی سرخ جوڑا پہنا ہار پھول پہنکر عروس شب اول بنی سامنے سو کنیزیں ساتھ
تخت پر سوار مفتاح کو بھی بارہ ہزار فوج لیکر ساتھ ہوا اُدھر میاں چالاک بن عمرو
شاگردوں کو ساتھ لیکر میدان میں آئے بادشاہ اسلام بھی تماشہ دیکھنے کو ایک طرف
ٹھہرے کہ شمیمہ بہ عظم و شان آکر پہونچی سب کو حیرت ہی چالاک بن عمرو ہتھیار لگاکر
نہیں آیا برق دمبدم پوچھتا ہی کہ خلیفہ صاحب میں تمھاری شکل بنکر مقابلہ کروں اور
شمیمہ کو پکڑ لاؤں چالاک جواب دیتا ہی کہ بھائی صاحب تم دیکھو تو کیا ہوتا ہی اتنے میں
جبین نقیب نقابت کرکے ہٹے بادشاہ کو بھی حیرت ہی کہ دیکھیے چالاک کیا عیاری کرے
مگر جب کڑکیت ہٹے اور نقیبوں نے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے

نظم

نقیبوں نے دی یکبیک یہ صدا
کہ دنیا جگہ خدمت و عبرت کی ہی

سکندر نہ باقی رہا دہر میں
یہ آئینہ ہی اپنی حسرت کی ہی

کہ صحرا کو ہی دارا فریدون کہاں
یہ دنیا سرا رنج و محنت کی ہی

ہوس زر کی خاطر تو منعم خراب | عبث فکر اٹھین جاہ و حشمت کی ہی
لحد کوئی اپنی بناتا نہین | جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے | سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہین کیون | یہ دیوار و در شکل عبرت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاوری ہے | جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
غنیمت یاد خالق مین کر عمر صرف | گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

زنگیون نے جب یہ اشعار پڑھے شمیمہ مثل شعلۂ جوالہ تخت سے کود کر میدان کارزار مین آئی پکار کر آواز دی وہ مکار و غدار کہان ہی جسکا چالاک نام ہی میدان مین آوے تو احوال معلوم ہو یہ سنکر چالاک کپڑے میلے پہنے ہوے بلا کسی ہتھیار کے لیے ہوے قریب شاہ آیا اجازت لیکر طرف میدان کے چلا شمیمہ نے جب چالاک کو آتے ہوے دیکھا پتھر کلہ کو پھین مین رکھکر مارا کہ چالاک نے پہلو تہی کرکے خالی دیا مگر شمیمہ نے تار باندھ دیا کئی پتھر مارے مگر چالاک خالی دیتا ہی کبھی جست کرکے بلند ہوا کہ پتھر پانوٴن کے نیچے سے نکلگیا کبھی بیٹھ گیا کہ پتھر سر پر سے نکلگیا اسطرح پتھرون کو خالی دیتا ہوا قریب شمیمہ پہونچا شمیمہ نے کہا لنگوٹے بند حیا کچھ تجھے خنجر لیکر نہین آیا جواب کیونکر دیگا اسی صحرا مین لاش تیری پڑی ہوگی میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین بچتا چالاک نے جواب دیا کہ تمھارے تیر مژگان کے زخم کلیجے پر ہین زندگی پھر یہ نہ جائینگے اب معاف کرو غلامی مین قبول کرلو شمیمہ نے کہا او لنگوٹے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی ایسا تیغہ مارون کہ سر اڑجاے او چالاک مین نے بڑے بڑے عیار مارے کوئی میرے ہاتھ سے بچکر نہین گیا تمھاری تدبیر بھی کر چکی ہون چالاک نے کہا تدبیر تو ہو گئی شمیمہ نے کہا دیکھ سر اڑا دیتی ہون یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او چالاک سامنے سے ہٹ جا ورنہ تیری قضا ہی چالاک نے کہا مین سر ہتیلی پر رکھکر آیا ہون ایک آرزو ہی کہ ہاتھ میرے حمائل گردن ہون تمھارا شمیمہ پر سے لے سر کٹنکر تو ہون پر حسرت آرزو دل مین حاصل ہے شمیمہ نے جھلا کر تیغہ [illegible]

نیام سے کھینچا نیام سے نیچے کے ایک دھواں سا نکلا جیسے ہی غبار اڑا دماغ میں پہنچ گیا شمیمہ بیہوش ہوکر گری چالاک نے پشتارہ اٹھایا ساتھ ہی عیار بچیاں جو سامنے کھڑی تھیں یہ عیاری دیکھکر حیران ہوگئیں اور دوڑ پڑیں ادھر سے برق فرنگی اور مہتر قران نعرہ کرکے جا پڑے پہلے برق فرنگی نے بڑھکر نعرہ کیا الغرہ برق فرنگی

مرا نام ہے برق خنجر گذار ۔ کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار
تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہوں ۔ سکھے کون مکار و عذار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے ۔ ارسطو سے تعلیم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے ۔ چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

ایک طرف سے مہتر قران کا نعرہ ہوا الغرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری ۔ جہان سرپہنگ و خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم ۔ منم مہتر قران شیر ثریانم

مہتر قران جو جا پڑے عیار بچیاں بھاگ گئیں کسی کی گردن پکڑ کر دے مارا کسیکو بغدہ مار دیا مفتاح نے جو دیکھا کہ چالاک شمیمہ کو لیے جاتا ہے فوج کو اشارہ کردیا جب فوج نے آکر عیاروں کو گھیرا بادشاہ نے لمعان کو اشارہ کیا لمعان تاجدار مع اپنی فوج کے آپڑا لمعان لڑتا بھڑتا قریب مفتاح کے پہنچا مفتاح نے ہاتھ تلوار کا مارا لمعان نے کلائی تھام کر کمر میں ہاتھ ڈالکر مفتاح کو اٹھا لیا مفتاح نے آواز دی الاماں لمعان مفتاح کو چرخ دیتا ہوا سامنے سعد شہریار کے لایا سعد نے سمجھا کر مفتاح کو مسلمان کیا سب بارگاہیں وغیرہ قبضے میں آئیں بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر بادشاہ نے آکر بارگاہ میں شمیمہ کو ہوشیار کیا شمیمہ نے جواب دیا حقیقت میں اے چالاک تمھاری عیاری میں مثل نہیں ہے بادشاہ نے دھوم سے چالاک کا عقد کیا لیکن جمشید ثانی کو یہ خبر ملی کہ حفیظہ و شمیمہ مقابلۂ اہل اسلام میں پہونچی ہیں یقین ہے کہ بادشاہ کو گرفتار کرلینگی رفیقوں سے کہتا ہے اب کے جو شاہ میرے سامنے گرفتار ہوکر آجائیں تو اپنے ہاتھ سے قتل کردوں کہ چند طائر اڑتے ہوئے آئے

سامنے جمشید کے گرے منقار زمین کھود بین جمشید نے سمجھکر زانون پر ہاتھہ مارا سب نے
پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا شمیمہ و حفیظہ دونون مسلمان ہوگئین مفتاح کو بھی
بھی شریک اسلام ہوگیا وزرا امرا نے عرض کی کہ یا خداوند اب بھی خیر ہی کسی اور طرف
نکل چلیے جمشید نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا جسدن سحر کرونگا زمین ہلا دونگا ایسے لوگونکے
زیر ہونے سے میرا کیا نقصان ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی سبنے دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار ہمراہ تین لاکھ فوج جرار ایک عیار طرار باتھاے عیاری سے
آراستہ رکاب پر ہاتھہ رکھے چلا آتا ہی جمشید نے جو اس سوار کو دیکھا یا تو خاموش بیٹھا
تھا یا ہنسنے لگا کہا لو صاحبو وہ شخص آیا کہ جسکا کوئی ہم نبرد نہین اس پہلوان نے آکر
جمشید کو سجدہ کیا اور بہ غرور کہا یا خداوند کون بے ادب ہی کہ قدرت کو ستارہا ہی جاکے
گردن توڑ ڈالون چیر پھاڑ کر کھا جاؤن جمشید نے کہا اے شنشکل بن شنشکال آدم خوار
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی صدہا ملکون پر قبضہ انکا ہوگیا مگر بادولت
آجتک غافل نہین ہین اور تقدیر پر جستہ کرچکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹے گا شنشکل بن شنشکال
نے کہا یا خداوند جو حریف سخت ہو اسکا نام بتائیے جمشید نے کہا اول صاحبقران
قتل ہون تو طلسم کشا کا زور کم ہو عیار اسکا شاہور صبا رفتار بول اٹھا کہ اے قنبر
نامی جبتک آپ مقابلہ مین پہونچیے مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤن پہلے انکو قتل کر ڈالیے
بعد اسکے بادشاہ پر ہاتھہ ڈالیے شنشکل نے کہا اب مجھکو ٹھہرنا ناگوار ہی اے شاہور تم
آگے روانہ ہو جاؤ مین منزلین طی کرتا ہوا آتا ہون شنشکل سوار ہوا جمشید نے چلتے
چلتے کہا اے شنشکل یہ نہ سمجھنا کہ مین تمسے غفلت کرونگا ہر وقت تمھاری مدد کرونگا یہ سنکر
شنشکل نے کہا یا خداوند مجھے کوئی ضرورت نہین جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لونگا شاہور نے
کہا آقاے نامدار آپکو تکلیف نہ ہوگی مین جاتے ہی انکو پکڑ لاؤنگا قتل وغیر قتل کا آپکو
اختیار ہی مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر چلا یہان صاحبقران زمان بادشاہ اسلام کے
انتظار مین ہین کہ خواجہ عمرو آئے سب کیفیت لشکر بادشاہ کی بیان کی کہ میان چالاک
و برق منتظر ہوے ہین اب یقین ہی بادشاہ مجاہد مقابلہ سیلاد خارہ شکن مین پہونچینگے

یہ کہکر لشکر سے نکلے جنگل میں آکر ایک مسافر کو لوٹا ایسا کچھ مال اُسکے پاس نکلا کہ بہت
خوش ہوے کنوئیں پر لیٹ گئے ہوا جو ٹھنڈی چلی آنکھ لگ گئی قضا سے کار شناہور
ادھر سے گذرا صورت عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہو کہ جنگل میں پڑا سو رہا ہو آخر
انگلی میں دیکھا کہ مہر کی انگوٹھی ہو اور اسمین شاہ عمرو لکھا ہو یہ پڑھکر بہت خوش ہو گیا جی
میں کہتا ہو پہلی ہی منزل پر مراد ملی کہ ایسا عیار کہ جو جہان گرد ہو وہ اسطرح ملگیا بیہوشی
دیکر خواجہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھکر چلا راہ میں خیال آیا کہ یہ ایسی نعمت عظمیٰ ملی ہو
کہ صاحبقران سے بھی بہتر ہو یہ بات خلاف عقل ہو کہ ابھی اسکو شنکل کو دیدوں بلکہ پہلے
لیجا کر قید کروں اپنے ہی خیمے میں رکھوں اور اُن سے جاکر وعدہ لوں کہ اگر عمرو عیار کو
پکڑ لاؤں تو کیا دیجیے گا یقین ہو کہ خزانہ حوالے کر دیں یہ سوچکر اپنے خیمے میں آیا زوجہ
اسکی کنیز شاہی تھی یہی باعث اسکے عظم و شان کا ہو نوجوان حسین و جمیل سامنے بیٹھی تھی
شناہور نے ایک صندوقچی میں عمرو کا پشتارہ رکھدیا اور زوجہ سے کہا صاحب میری جان
اس صندوقچی میں ہو تم ادھر نہ آنا میں شاہ سے جاکر وعدہ وعید کر آؤں میمونہ گوہر پوش
نے کہا صاحب مجھے کیا مطلب کہ تمھاری بات میں دخل دوں یہ باتیں کرکے شناہور تو
رخصت ہوا میمونہ مغرور حسن و جمال چھپر کھٹ پر بیٹھی ہو آئینہ دیکھ رہی ہو لیکن یہاں
خواجہ کو پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی آنکھ کھلی اپنے کو کمندوں میں بندھا پایا اور کچھ
عورتوں کے بولنے کی آواز کان میں آئی حیران ہوے کہ میں کیونکر پکڑا گیا دل میں کہا خواجہ
بڑے افسوس کی بات ہو کہ عورتوں کو بھی نقرہ نہیں دیسکتے ہو دو چار کو ڑی کا رذ گا
کرو یہ سوچکے روغن عیاری کا نکالا ایک رنگریز کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نیلا
کرتا بدن میں اُسپر کچھ زرد کچھ سرخ چھینٹیں پڑی ہوئیں ایک پائجامہ پھٹا ہوا کالی
صورت رنگ کی چھینٹیں چہرے پر بھی پڑی ہوئیں بلک بلک کے رونے لگے اور پکارتے
تھے کہ آبرو میری گئی اب برادری والے حقہ پانی بند کر دینگے روٹی دینا پڑیگی
ایسی ایسی باتیں جو خواجہ نے کہیں میمونہ حیران ہوئی کہا ارے یہ کون رو رہا ہو بیٹھکر
کنیزوں نے کہا حضور صاحب جسکو قید کر گئے ہیں وہی رو رہا ہو چلکر دیکھیے میمونہ اُٹھی

یہان آکر دیکھا کہ ایک ادھیڑ رنگریز بیٹھا رنگ رہا ہی میمونہ نے پوچھا ارے تو کون ہی خواجہ نے کہا مین جو آپ کو دکھائی دیتا ہون وہی ہون آپ تو اپنا نام بتایئے کنیزون نے کہا ملکہ میمونہ گوہر پوش دختر شاہ زوجہ شاہور ارے تو کیسا رنگریز ہی کہ ملکہ کا نام نہ سنا انھین کی وجہ سے میان شاہور کی آبرو ہی جبھی سے ہماری بی بی انکے گھر مین آئین مالا مال ہو گئے مگر تجھکو کیون قید کیا ہی اور نام تیرا کیا ہی رنگریز نے کہا بیچ لشکر مین میری دوکان ہی شعبان رنگریز میرا نام ہی آپ کے کپڑے بھی رنگتا ہون آج چھٹا دن ہی کہ میان شاہور صاحب اودھر سے گذرے میری بیٹی کا ذرا پیلا چہرا ہی جوانی کا اُبھار ہی میان شاہور دیکھکر لٹو ہو گئے میری دوکان پر جا بیٹھے مین نے جو اُسکو گلا بو کہکر پکارا میان شاہور نے اُس کمبخت کو گود مین اُٹھا لیا ایک روپیہ نکالکر دیا اور مجھسے سوال کیا کہ اپنی لڑکی کی پھونری ہمارے ساتھ پھیر دو مین نے جواب دیا کہ حضور مین قوم کا رنگریز ہون اہل حرفہ کی بیٹی رکھتا ہون آپ شاہ داماد کہلاتے ہین میری لڑکی آپ سے کیونکر پیوند ہو آپ کی بی بی تو بہت خوبصورت ہین تمام لشکر مین تعریف ہوا کرتی ہی مگر آپ اسکو لیکر کیا کرینگے یہ تو کچھ ایسی حسین بھی نہین ہی تب میان شاہور نے جواب دیا کہ میری زوجہ بڈھی ہو گئی ہی آج مجھکو راہ سے پکڑ کر لائے اور یہ کہا کہ مین جاکر تیری جورو کو باندھکے ٹانگ دونگا اور گلا بو سے مطلب حاصل کرونگا یہ مضمون سنکر میمونہ بہت جھلائی کہا او شعبان مین تو اُسکی بیٹی ہون میرا وہ باپ ہی نگوڑے کی آبرو کیا تھی تین روپے کا نوکر تھا جبسے میرے ساتھ شادی ہوئی شاطر صاحب کہلانے لگے اب سب پاس کرتے ہین مجھکو نگوڑا بڈھیا بناتا ہی مجھے آجتک اُسکی صورت سے نفرت ہی یہ کہکر خواجہ کی کمندین کاٹین کہا او شعبان جلدی جا جو نگوڑا ملجائے تو خوب ذلیل کرنا رسے تیرے یہان کچھ نوکر چاکر ہین خواجہ نے کہا کئی نوکر ہین میمونہ نے کہا پکڑکر خوب جوتیان مارنا اور اپنی بیٹی کی اور جگہ شادی کر دینا نہ لشکر مین رہیگی نہ میان شاہور نگاہ ڈالینگے خواجہ نے کہا اگر آپ میری گاہک ہون تو ایسا انھین ذلیل کرونگا

کہ وہ بھی یاد کرین اور یہ کہ آپ ایسی پری رخسار کو بڑھیا کہتا ہو وہ لونڈا پاگیا ہی جسپر جان دینا ہے غریب کی بیٹی کیٹر سے بیلے گچپلے اسکا کیا اعتبار ایسی شاہزادیون کو چھوڑ کر ایسی شفتلون پر گرتا ہو اسکا منھ کالا ہوگا رذیل پرست ہی جیسی روح ویسے فرشتے لیکن حضور ناچار ہون کہ ہماری برادری مین تین چار مین باش بھانت ہوتے ہین وہ نہین ہوسکتے ورنہ میرے بھتیجے کا بیٹا لایق شادی کے ہو کر جاتے ہی اسکے ساتھ مین شادی کر دون میان شاہور تڑپ کر رہجائین آپ کی لونڈی کچھ زیور پہنے ہوے ہی وہ جا کر بیچونگا کیونکہ ناداری سے ناچار ہون میمونہ نے پانچ سو روپے منگا کر دیے خواجہ نے روپیہ دیکھکر کہا بس اب مطلب ہوجائیگا مگر جیسا حضور جوڑا پہنے ہین ایسا ایک جوڑا ابھی دینا پڑتا ہی میمونہ نے ویسا ہی جوڑا منگا کر دیا خواجہ نے کہا ایک کسر باقی ہی جیسے کپڑے حضور پہنے ہین ایسے ہی ہمارے یہان بھی دیے جاتے ہین اگر وہ بھی مرحمت ہون تو آج ہی جا کر رخصت کر دون جس گاؤن مین بیاہ کے جائیگی وہ گانون یہان سے بارہ کوس پر ہی میمونہ نے کپڑے بھی دیدیے یہ سب اشیا لیکر خواجہ تو رخصت ہوے مکان سے نکلے کنیزون نے پکار کر نگہبانون سے کہا خبردار رنگریز کو نہ روکنا سنتے دیکھا کہ ایک رنگریز نکلا اور نکلکر بھاگا تا گر شاہور پاس ششکل کے آیا کہا ای شہریار مین نے یہ سوچا کہ اگر صاحبقران کو گرفتار کرونگا تو عمرو عیار کوشش کریگا اگر حکم ہو تو پہلے عمرو کو لاؤن ششکل نے کہا اگر عمرو کو لاؤگے تو بہت کچھ پاؤگے لاکھ روپے نقد اور ایک خلعت بھاری دونگا شاہور نے کہا ای شہنشاہ مین عمرو کو پکڑ لایا آپ سے وعدہ کرنے آیا تھا اب آپ نے فرمادیا ہو جاکے لاتا ہون یہ کہکر خلعت پہنا عطر ملا شاگردون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین اُن سے کہتا ہوا اربابھائی اونچی دوکان پھیکا پکوان مین نے عمرو کو یون پکڑ لیا کہ کچھ دیر نہ لگی مین تو اسکو پہچانتا بھی نہ تھا وہ تو مجھ سے پہچانا مین اپنے خیمے مین گرفتار آیا ہون ابھی لاتا ہون ایک گدھا بھی لے لو اُسپر سوار کر کے لاؤنگا سارے لشکر مین تشہیر کرونگا یہان بعد جانے عمرو کے میمونہ نے کنیزون سے کہا کہ آج نگوڑا آئے تو خوب جوتیان مارو

دیکھون تو کون کیا کرتا ہی کنیزون نے کہا واری ہمین آپ سے مطلب ہی اُس نگوڑے
سے کیا کام اول دربانون نے دیکھا کہ بھاری خلعت پہنے ہوے شاہور آتا ہی آپس
مین اشارے ہونے لگے کہ اندر جائینگے تو مزہ اُٹھائینگے یہ کہکر چپکے چپکے ہنسنے لگے
یہان شاہور خوشی خوشی پردہ اُٹھاکر جیسے ہی اندر آیا میمونہ نے دیکھا خلعت
بھاری پہنے ہوے ہی گلوری کلے مین عطر ملا ہوا یہ دیکھکر میمونہ جل گئی پکارکر کہا ہان
صاحبو وہ دشمن خدا آگیا مجھ بڑھیا کی مدد کرو کنیزین چہار طرف سے دوڑین کوئی
پنکھا کوئی دست پناہ لیکر دوڑی کسی نے جلتا ہوا سوختہ اُٹھا لیا میان شاہور
پر مار پڑنے لگی جو سوختہ لیکر آئی تھی اُسنے منھ مین لگا یا داڑھی و بروت جلگئی منھ پر
آبلے پڑگئے لباس جلگیا میمونہ اپنے مقام سے اُٹھی قریب آئی پیچھے پکڑکر جوتی اپنی
اُتاری پانچ چار جوتیان مارکر کہا کیون نگوڑے مین بڑھیا ہوگئی تیری اتان
معلوم ہوتی ہون رنگریز کی چھوکری سے بھی مین بدتر ہون شاہور نے گھبراکر
کہا اری بی بی کون رنگریز کسنے بڑھیا کہا میمونہ نے کہا کسکو قید کر گئے تھے وہ سب
حال مجھسے کہ گیا مین نے اسکو بہت کچھ دیا لیکن تم گلوریان کھاکر آئے ایسے اترائے
کہ عطر بھی لگایا مین تیرے گھر مین نہ رہونگی مونڈھا بچھاکر کمرے پر بیٹھونگی جب تو
تیری ناک کٹیگی شاہور نے گھبراکر کہا ارے تونے غضب کیا اُس قیدی کو چھوڑ دیا
میمونہ نے کہا اُس بیچارے کی کیا خطا تھی وہ بیچارہ اپنا اتار نگریز ہی اسکو معلوم تھا کہ
میری تمھارے ساتھ شادی ہوئی لڑکپن مین اسکی دوکان پر جاکے بیٹھتی تھی چیزلے دیتا
تھا نہ وجہ اُسکی مجھکو گود مین کھلاتی تھی شاہور نے کہا اری وہ تو عمر و عیار تھا
تونے غضب کیا اب وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا یہ سُنکے کنیزین گھبرائین منتین کرنے
لگین کوئی کہتی ہی حضور مین نے ایک پھکنی ماری ہی ایک کہتی ہی کہ مین نے بدن
مین ہاتھ نہین لگایا دور سے سوختہ مارا مجھے خوب یاد ہی کہ اُسی سے داڑھی جلی
مگر مین ناچار تھی بی بی نے جو حکم دیا وہ بجا لائی میمونہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب
جو چاہو سزا دو اتنا منھ سے نہ نکلا کہ عمرو عیار یہان قید ہی اُسنے تو کہا مین رنگریز ہون

میری بیٹی پر شاہور عاشق ہوئے ہیں میں نے جھلا کر اُسے چھوڑ دیا پانچسو روپیہ نقد اور
ایک جوڑا اور کپڑے لے گیا شاہور نے کہا اب مجھے شاہ سے بڑی خفت ہوئی مگر
پھر گرفتار کرونگا کہاں جاتا ہے ایسا ذلیل کروں کہ آج کی خفت مٹے یہ کہتا ہوا باہر نکلا
شاگردوں نے دیکھا کہ اُستاد کا لباس پھٹا ہوا بال نچے ہوئے گھر پر آبلے پڑے ہوئے
سب نے پوچھا اُستاد کیا ہوا شاہور نے سب کیفیت بیان کی کہ چوبدار نے آکے
سلام کیا کہا حضور چلیے ششکل بن ششکال آپ کو بلاتے ہیں نام شاہ کا سنکر شاہور
دربار میں آیا ششکل نے کہا کیوں شاہور خوب جوتیاں کھائیں اب خوش ہوئے ہمارا
اعتبار نہ کیا شاہور نے کہا اے پہلوان دو رات میں عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہوں
اب تو میرے دل کو لگی ہے یہ کہکر چند عیاروں کو ساتھ لیکر تلاش میں عمرو کی نکلا لیکن
خواجہ جو مکان سے شاہور کے نکلے راہ میں بھٹی شراب کی ملی روپیہ تو مفت کا
پاس تھا ایک روپیہ کی شراب خریدی بیٹھکر پینے لگے نشے میں کبھی آنکھ بند کر لیتے ہیں
کبھی پھر کھول دیتے ہیں قضا سے کار شاہور تیز رفتار مع چالیس پچاس شاگردوں
کے دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہے کہ شاہور کی نگاہ پڑی دیکھا عمرو بھٹی خانے میں بیٹھا ہوا ہے اپنے
شاگردوں سے اشارہ کیا کہ چہار جانب سے گھیر لو جب شاگردوں نے چہار جانب
سے گھیر لیا تو شاہور نے پکارکر آہ اژدہی افسار بان زادے اب کہاں جائے گا
خواجہ اٹھکر ایک جانب بھاگے شاہور نے مع شاگردوں کے پیچھا کیا خواجہ جس کوچے
میں جاتے ہیں شاہور بھی پہونچتا ہے خواجہ آگے بڑھ جاتے ہیں ایک کوچۂ کلاں
راہ میں ملا خواجہ اُس کوچے میں داخل ہوئے پشت سے شاہور پکارتا ہوا چلا
کہ یارو لینا ہمارا گنہگار ہے جو گرفتار کریگا ششکل اُسکو انعام دیگا میں بھی خدمتگاری
کرونگا سامنے ایک بڑا سا پھاٹک تھا چند سپاہی نگہبان اُس پھاٹک پر بیٹھے تھے
عمرو کو دیکھکر دوڑے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ پشت سے شاہور آتا ہے اور سامنے
وہ نگہبان مکان آتے ہیں تو بہت ہی گھبرائے کہ نہ روے رفتن نہ جائے ماندن
مگر جست کرکے کوٹھے پر پہونچے شاہور نے پکار کر کہا او ساربان زادے میں کیا

کوٹھے پر نہین آسکتا کیا مین اس سے عاجز ہون یہ کہکر شاہور بھی کوٹھے پر پہونچا خواجہ
دوسرے کوٹھے پر پہونچے وہ محلہ بہت آباد ہو سب کوٹھے ملے ہوے ہین جس کوٹھے
پر خواجہ جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو کئی کوٹھے خواجہ نے طے کیے مگر شاہور
غل مچاتا ہوا جاتا ہو جس کوٹھے پہ خواجہ پہونچتے ہین اُس مکان والے کوٹھون پر
چڑھ آتے ہین کوئی لاٹھی دکھاتا ہو کوئی لینا لینا کرتا ہو خواجہ پھرتے پھرتے کئی سو کوٹھے
طے کرکے ایک کوٹھے پر پہونچے دیکھا بیچ مین ایک گڑھیا ہو جس مین شہر بھر کا میلا
پڑتا ہو اور گڑھیا کے اُس پار چمارون کے مکان ہین وہ بیٹھے جوتے ٹانک رہے ہین
اور ایک مکان کچا گڑھیا کے کنارے ہو شاہور نے پشت پر سے کہا او ساربان زادے
اب کہان جائیگا خوف تو بری چیز ہو خواجہ نے جست کی گڑھیا کو پھاند گئے کچا مکان
جو کنارے پر گڑھیا کے تھا اُسپر جاکر پانون قایم ہوے شاہور نے جو آکر دیکھا
پکار کر آواز دی او ساربان زادے مین بھی آیا تو گڑھیا کو پھاند گیا تو کیا مین نہ
آسکونگا یہ کہکر پیچھے ہٹ کر جست کی دونون پانون شاہور کے چھجے پر جمے تھے کہ
عمرو نے پیچہ دکھایا شاہور پیچھے ہٹا پیچھے ہٹتے ہی گڑھیا مین گرا شاہور کو گڑھیا مین
آتے دیکھکر خواجہ کود پھاند کر نکل گئے مگر شاہور جو گرا ایک کتا مرا ہوا گڑھیا مین
پڑا اُٹھا پانون جو پڑے کتے کی آنتین گلے مین پڑ گئین منہ کو بند کرتا ہو کبھی دانتونکو
نوچتا ہو مگر شاگرد اُسکے دوسرے کوچے سے آئے اُسکو ڈھونڈھکر چلے شاہور سوچا
کہ اگر یہ چلے جائینگے تو پھر کیونکر نکلونگا آخر پکار اُٹھا ارے کمبختو کہان جاتے ہو
مجھے تو نکالو عمرو گڑھیا مین گرا کر چلا گیا شاگردون نے قریب آکر کمندین پھینکین شاہور
نے وہ کمندین گلے مین پھنسائین شاگردون نے کھینچکر نکالا کہا یارو مجھے حمام مین
لے چلو جب تم لوگون کو پکارا تو کچھ حلق مین بھی اُتر گیا کتا ایسا گلا ہوا تھا کہ آنتین اُسکی
سب بدن مین لپٹ گئین یہ تو حمام چلے لیکن یہان خواجہ راہ مین آکر سوچے کہ اُستاد
جی ضرور نہائینگے ایک نائی کمسن کی صورت بنکر سامنے داروغہ کے آئے داروغہ
نے پوچھا صاحبزادے کہان چلے خواجہ نے کہا غریب محتاج مزدوری کو آئے ہین

داروغہ نے کہا حمام مین چلکر ٹھہرو جب کوئی آوے اُسکو نہلانا ایک روپیہ مین دو آنے
تمھین بھی ملین گے خواجہ نے کچھ تکرار نہ کی حمام مین جا بیٹھے تھوڑی دیر مین داروغہ
نے دیکھا شاہور کو شاگرد پکڑے ہوے لیے آتے ہین داروغہ اُٹھکر کھڑا ہوا پوچھا میان
منتر صاحب خیر تو ہی شاہور نے کہا داروغہ صاحب کیا کہون وہ چار دن والی گڑھیا
جسمین عمرو گرا کر نکلگیا مجھے نہلاؤ داروغہ نے لنگی دی شاہور نے کپڑے اُتارکر
باہر رکھے اندر حمام کے پہونچا لڑکے نے اُٹھکر سلام کیا شاہور نے کہا بیٹا بٹنا لاؤ
میرے تمام بدن مین سکتے کی بو آتی ہی خواجہ نے کنارے آکر بٹنا تیار کیا پیالے مین
بھرکر سامنے شاہور کے لاے کہا اسکو ملیے بدن مین خوشبو آنے لگے گی مین اور
دوا لے آؤن یہ کہکر باہر نکلے داروغہ نے پوچھا کہان جاتے ہو عمرو نے کہا عطر منگایا
ہو اور حکم دیا ہو کہ کپڑے جو ہمارے باہر رکھے ہین فلان تالاب سے اُسے غوطہ
دے لاؤ داروغہ صاحب یہ خدمت مفت ہی مگر فاقے کرتے ہین سب کچھ گوارہ ہو لیکن
ایسے کام ہمسے نہ لیا کیجیے داروغہ نے کہا بیٹا حمام مین اکثر ایسی ضرورت پڑتی ہی عمرو نے
وہ کپڑے رومال مین باندھ لیے اور شاہور کا مکان پوچھتے ہوے چلے مکان پر
پہونچکر دیکھا کہ ایک محلدار بیٹھی ہی اُسکے سامنے وہ کپڑے غلیظ بھرے ہوے رکھدیے
کہا منتر صاحب حمام مین نہا رہے ہین یہ کپڑے نشانی بھیجے ہین ہماری جوڑا اور پانچ
اشرفیان کشتی مین لگا کر لاؤ اور یہ کپڑے رکھ لو اور یہ پرچہ کاغذ کا اُنھین کو دینا یہ
سنکر محلدار نے جا کر بیوی سے کہا بیوی نے جوڑا پہننے کا اور پانچ اشرفیان کشتی مین
لگا کر بھیجدین خواجہ وہ لیکر چلدیے مگر شاہور نے جو بٹنا ملکر غوطہ لگایا سارا بدن
کھجانے لگا پکار رہا ہو کہ وہ لڑکا کہان گیا داروغہ نے کہا آپ ہی کے کام کو گیا ہوا ہی
شاہور نے کہا مین نے تو کسی کام کو نہین بھیجا منھ پر جو ہاتھ پھیرا سب ریش کے
بال ہاتھ مین آگئے آئینے پر جو نگاہ پڑی دیکھا بالکل بھدرا ہوگیا حیران ہوا حمام
سے باہر نکلا ایک شاگرد سے کہا گھر سے کپڑے لے آؤ شاگرد جب گھر پر گیا محلدار نے
کہا ابھی ایک شاگرد آیا تھا وہ جوڑا اور پانچ اشرفیان لے گیا اب کپڑے نہ ملین گے

شاگرد پاس شاہور کے آیا کہا استاد کو لٹا شاگرد گیا تھا کہ کپڑے بھی لے آیا پانچ اشرفیان
بھی لے گیا سب شاگرد قسمین کھانے لگے کہ استاد ہم تو نہین گئے شاہور اسی حال مین
چادر باندھے ہوے مکان پر آیا محلدار نے کپڑے دکھائے اور رقعہ بھی ہاتھ مین دیا
رقعے مین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو
نامدار او شاہور کیا کیا تو نے ذلتین پائین اور پھر مقابلہ کریگا ہم تمھاری خوب گت
بنا گئے یہ رقعہ پڑھکر شاہور نے پھاڑ ڈالا شاگردون سے کہا مین نے بڑی ذلت
اٹھائی اب جاکر حمزہ یا عمرو کو لاتا ہون یہ کہکر چاہا کہ جائے ناگاہ سامنے سے دیکھا
کہ ششکل چلا آتا ہی پرچۂ اخبار ششکل کو گذر چکا تھا شاہور کے منھ پر ششکل نے تھوکدیا
کہا او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی عمرو نے کیا کیا حرکتین تیرے ساتھ کین پھر نام عیاری
کا لیتا ہی تو کیا عمرو کو لائیگا شاہور کو بڑی غیرت آئی کہا اے شہنشاہ اب عمرو یا عمرو
کو یا حمزہ کو لاؤنگا یہ کہکر ایک خدمتگار بنکر چلا لشکر اسلام مین آکر دیکھا کہ امیر مقام صدر پر
بیٹھے ہین گرد تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غرض
شاہور ایک دنگل کے نیچے جاکر چھپا بیٹھا دیکھ رہا ہی شب کو صاحبقران نے دربار
برخاست کیا عمرو نے آکر ساتھ امیر کے کھانا کھایا جب سب چلے گئے تو صاحبقران
چھپر کھٹ پر آئے دوشالہ تان کر آرام کیا شاہور دنگل کے نیچے سے نکلا شمعہاے
مومی و کافوری گل کرکے قریب صاحبقران کے پہونچا دوشالہ چہرے سے ہٹایا مگر
جمال بے مثال امیر دیکھکر حیران ہوگیا دلمین کہتا ہی ضعیفی مین تو یہ حسن ہی شباب مین کیا
رونق ہوگی کھینچے مین دارو بیہوشی رکھی چاہتا تھا کہ دماغ سے لگاؤن امیر نے
عالم خواب مین دیکھا کہ مہرنگار سامنے کھڑی ہین جمال مہرنگار دیکھکر بیقرار ہوگئے
فرمایا صاحب مزاج کیسا ہی مہرنگار نے جواب دیا مین تو اچھی ہون لشکر ہی پر دو رنگا
کا مگر جلد آنکھ کھولیے عیار آپ کی فکر مین آیا ہی امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ ایک
سیہ پوش کھڑا ہی للکارا کہ ارے تو کون شاہور بھاگا جست کرکے سراچہ پر آگیا
صاحبقران نے آواز دی کہ لینا یہ جانے نہ پائے ہر طرف سے سوار و پیدل دوڑے

خواجہ جو طلاسے پڑھتے تھے آواز اپنے آقا کی سُنکر دوڑے دور سے دیکھا ایک سیہ پوش
بھاگا جاتا ہی عمرو سمجھ گئے کہ شاہور ہوگا دوسرے راستے پر چلے شاہور سے آگے
بڑھ گئے شاہور بھاگا ہوا آتا ہی خواجہ جاکر ایک شاہراہ پر بیٹھ گئے کہ اسی طرف
آئیگا کہ دیکھا شاہور آتا ہی خواجہ نے کمندین بچھا دین تھین اور خس پوش بھی
کرچکے تھے جیسے ہی شاہور قریب پہونچا اسکا دل دھڑکا پکارکر آواز دی کہ او
ساربان زادے نکل آ مین نے تجھکو دیکھ لیا سامنے آکر مقابلہ کر خواجہ کو دھوکا ہوا
تھا کہ شاید اسنے مجھے دیکھ لیا مگر خیال کیا کہ دیکھون کیا کرتا ہی شاہور نے دو تین آوازین
دین آخر سوچا کہ یہان عمرو کہان جست کی بیچ حلقہ ہاے کمند مین آتا خواجہ نے
شیر کی آواز دی شاہور رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ شاہور گرا خواجہ نے اُٹھکر
حباب مارا و یا اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لیکر چلے مگر شاہور کی شکل آپ بنے
اور شاہور کو اپنی شکل بنایا گلے مین شاہور کے گنبد عیاری کا ٹھولس دیا خواجہ
تھوڑی دور چلے تھے کہ چند شاگرد ملے شاگردون نے پوچھا اُستاد کسے لائے
شاہور نقلی نے کہا اُسی ساربان زادہ کو لایا جنگل مین خوب تاڑا چلی آخر مین نے گرفتار کیا
اب سامنے شکل کے چلو شاگرد ساتھ ہین خواجہ پشتارہ لیے ہوے آتے ہین
کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش لہجہ سوز و گداز سے یہ اشعار گا رہا ہی نظم

آج کیا انداز بسمل اضطراب دل مین ہو — قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہو
کیا اثر ہی اے پری تیرے گل رخسار کا — سب تلون مین تیل ہی پر عطر اُسکے تل مین ہی
تجھسے کیا مطلب بھلا شیرین کو اے شیرین ادا — تو دلون مین ہی منقش نقش شیرین سل مین ہی
کم نہین دریا سے نظرون مین ہمارا سیل اشک — اسپے دامن مین بھی ہی جو دامن ساحل مین ہی
خیر جاری ختم ہی اے میکشو خمار پر — موج زن دریا سے ہی ہر کشتی سائل مین ہی
اے پری تونے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا — نغمۂ ساز جرس اب پردۂ محمل مین ہی
خال جانان کے تصور مین غضب روتا ہون — جاے روغن کیا سمند چشم تر کے تل مین ہی
اب غزل اک اور پڑھیے بزم مین ناسخ مگر — کسرۂ توجیہ تجھ سے بدلیے دل مین ہی

خواجہ نے دیکھا دروازے پر اُسی باغ کے چند کنیزین کھڑی ہین کہ جس باغ سے گانیکی
آواز آرہی ہے ایک نے پکار کر کہا میان شاہور صاحب ملکہ مشتری شمائل تمکو طلب
فرماتی ہین خواجہ فوراً داخل باغ ہوئے مگر پشتارہ دوش پر ہے کنیزون نے پوچھا
حضور صاحب کسے لائے شاہور نقلی نے جواب دیا کہ عمرو عیار کو لایا ہون اندر جو
باغ کے آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین حوضونکا پانی نایاب نہرین لاجواب
لہرین موج مار رہی ہین مچھلیان اُچھل کر نظارۂ باغ کرتی ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن کی زبان درازی عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین خواجہ یہ تماشہ
دیکھتے ہوئے وسط باغ مین پہونچے دیکھا فرش مشجر بچھا ہے ایک نازنین نہایت
حسین مسند پر بیٹھی ہے ایک کنیز مجرا کر رہی ہے چند کنیزین گرد پھر رہی ہین پیچھے اون کی
پنکھیا جھل رہی ہے شاہور نقلی نے آکر سلام کیا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ خنجر شکل
ہے شاہور مدت سے اِسپر مرتا ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ اے شاہور مین عمرو کو دیکھنا
چاہتی ہون شاہور نقلی نے جواب دیا کہ ملکہ دیکھ لو اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ مین
یون کیا دیکھون اِسکا گانا سنونگی شاہور نقلی نے جواب دیا حضور یہ شاہ کا گنہگار
ہے مین اِسے کھول نہین سکتا نہ ہوشیار کر سکتا ہون یہ وہ بلاے روزگار ہے کہ جب
مجھکو حیران کر دیا مگر مین اور وقت حاضر ہونگا تو مدعاے دلی عرض کرونگا ہے
مشتری نے کہا مگر خواجہ نے شاہور کو ہوشیار نہ کیا اور یہی کہا کہ مین پھر حاضر ہونگا
مشتری نے کہا جاؤ دور ہو مین بیدی کا دیکھنا نہین چاہتی کوئی تو صورت ایسی ہوگی
کہ ہم بھی گانا سن لین گے آج تجھکو بڑا غرور ہے کہ عمرو کو گرفتار کرکے لایا ہے اور جو
ذلتین اُٹھائین اُسکا شمار نہین شاہور نقلی نے جواب دیا حضور عیاری کا یہی
نتیجہ ہے کبھی غالب کبھی مغلوب مین آکر عمرو کا گانا سنواؤنگا حضور بہ ہم نہ ہون یہ
کہکر پشتارہ عمرو نقلی کا اٹھا لیا بیرون باغ آیا شاگرد سب انتظار مین کھڑے تھے
کہ شاہور نکلا شاگردون نے عرض کی کہ آپ کی خبر پہلوان دوران کو پہونچگئی
کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے ہین کہ شاہور کو بلاؤ اب بارگاہ مین چلیے کچھ بیان بھی

اگر پہونچا اُسنے بھی یہی کہا کہ شنکل یاد فرماتے ہین شاہور نقلی عمرو نقلی کو لیے ہوے مع شاگردونکے چلا مگر راہ کی ہوا جو لگی شاہور کو ہوش آگیا اپنے کو گرفتار دیکھا شاگرد مار رہے ہین کوئی دھول مارتا ہی کوئی بال نوچتا ہی شاہور کہنے لگے ہین کیند ٹھسا ہوا ہی جواب نہین دے سکتا غین غین پر شاگرد اور زیادہ بگڑتے ہین کہ گونگا بہرا بنا ہی اس حال مین ہی مگر بکنے سے نہین چوکتا شنکل دربار مین بیٹھا تھا کہ شاہور نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ لیے ہوے آیا شنکل نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو شاہور نقلی نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرون شنکل نے کہا تمھین اختیار ہی باہر نکلکر شاہور نقلی نے عمرو نقلی کو گدھے پر سوار کیا منھ کالا کر دیا اور تشہیر کرتے ہوے چلے مگر دختر شنکل مشتری شمائل کہ عمرو کے گانیکی مشتاق ہی اسنے جو خبر سُنی کہ عمرو کو تشہیر کرتے ہوے لاتے ہین بیقرار ہوگئی کنیزون سے کہا کہ ذرا شاہور کو بلا لو کنیزین دوڑین شاہور نقلی کو آواز دی کہ مہتر صاحب ادھر آؤ ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو شاہور کو دروازے پر چھوڑ کر کہ گئے کہ ہوشیار رہنا مین اندر ہو آؤن یہ کہکر باغ کے اندر گئے ملکہ نے کہا ای شاہور تجھے کیا نفع ہوا کہ اتنے بڑے عیار کو تو نے تشہیر کیا بہتر یہ ہی کہ اُسکا گانا مجھے سنوا دے شاہور نقلی نے عرض کی آپ میرا گانا سُنیے بالکل عمرو کے گانے کا مزہ ملیگا ملکہ نے اشارہ کیا خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو ہین آپ مستی مل کے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان و سوسن مین

خزان مین بلبلو تنے رکھیے بحث نالہ گلشن مین
شراکت کیجیے ماتم زدونکی چلکے شیون مین

لگا دی آگ بجلی کی چمک ہی خانۂ تن مین
برستا مینھ نہین ہے بار خاک اُڑتی ہی ساون مین

سُنا ہی عاشقون سے برق وش بھی نام جو بنیا
تماشہ دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

نہین روزن جو ٹھہریا رہین پردا نہین جسکو
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
گریبان مین کبھی ہی جیب لگی ہی آگ دامن مین

پلاتا ہی نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو 　 چھُری دیتا ہون اپنے ذبح کو مین دست دشمن مین
جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا 　 کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا دان سامنا یان رنج دنیا کا 　 نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہی مدفن مین
ملا کرتے ہین آنکھین اپنے دیوا نے ر کا بوسنے 　 پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین
کھُلا زلفونکے لہرانے سے اُس خسار رنگین پر 　 زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اہ آتش 　 بتون کے گھر رہنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

مشتری گانا عمرو کا سُنکر بہت خوش ہوئی کہا اے شاہور مقام افسوس ہی کہ ایسا عیار قتل ہوتا ہی جسکا دنیا مین مثل و نظیر نہین خواجہ نے کان مین کہا اے ملکۂ عالم منم مہر پر عیاری مجھکو شاہور کیا گرفتار کرکے لاتا مین خود اُسکو گرفتار کرکے لایا ہون یہ گلوری تو کھا لیجیے کہ منھ پر سُرخی آئے مشتری نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین خواجہ نے اُٹھا کر مشتری کو نذر زنبیل کیا اور نیچہ کھینچکر باہر نکلے شاہور گدھے پر سوار ہی عمرو نے شاگردون سے کہا ہٹ جاؤ دور دور کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ قطرۂ خون مسلمان کا تمپر پڑ جائے تو بلا مین پھنسو خون مسلمان بڑا نجس ہوتا ہی سب شاگرد الگ کھڑے ہوے خواجہ نے چاہا نیچہ ماردون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ اے مہتر والا گہر شکل فرما رہے ہین کہ اسکو دربار مین لاکر قتل کرو عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون اور سب شاگردون سے کہا کہ یارو تم مجھکو پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے اُستاد ہین عمرو نے کہا مین تم سب کا باپ ہون یہ کہکر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران 　 مرے نگر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون 　 زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم 　 صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو 　 نہ پائے مری گرد پاپوش کو
ربایندۂ جہانگیر و طرار ہون 　 جہانگیر عالم کا عیار ہون

تمھارے اُستاد شاہور کو تشہیر کرادیا مشتری شمائل کو لیے جاتا ہون شکل سے

کہدیا کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر صاحبقران
کے حاضر ہوا ور اس بے غیرت شاہور کو بیجاؤ اس سے کہدینا کہ اب نام عیاری کا نہ لے
گوشے مین چھپکر بیٹھے یہ کہکر جست کرکے نکل گئے شاگرد چوبدو رڑے تو ایک کو عمرو نے نیچے
مار کر اسکے دو ٹکڑے ہوے خوف سے کوئی عیار آگے نہ بڑھا خواجہ نکل گئے ادھر
شاگردون نے آکر شاہور کا منھ دھلایا گلے سے گتہ نکالا روتا ہوا طرف ششنکل
کے چلا اور سامنے ششنکل کے آکر تمام کیفیت بیان کی ششنکل نے کہا ای شاہور اب
تم تو گوشے مین بیٹھو مین طبل جنگی بجوا کر سب کا خاتمہ کردونگا یہ کہکر اسی وقت طبل جنگی
بجوایا مگر یہان صاحبقران یہ خبر سنکر گھبرا رہے تھے کہ عمرو تشہیر ہو رہا ہی قصد تھا کہ
جا پڑون عمرو کو رہا کرون کہ خواجہ آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ خیریت تو ہی
عمرو نے کہا آج بڑا نقصان ہوا مگر آپ ہی اس نقصان کو پورا کرینگے صاحبقران
نے فرمایا ہتھیار اور زر نقصان ہوتا ہی عمرو نے کہا بہت ناچار ہون ایک شاہزادی
چاہتا ہون پہلے تو مشتری کی تصویر پیش کی ایک طرف لندھور بیٹھے تھے ایکطرف
مالک اسکی بھی نگاہ پڑی اور لندھور نے بھی دیکھا مالک نے چاہا ہاتھ بڑھائے
کہ لندھور نے تصویر اٹھا لی مالک نے کہا او ہندی کمبخت خورِ یہ معشوقہ ہمکو پسند ہی
لندھور نے کہا او حرامخور تجھے معشوقہ سے کیا کام جب یہ آپس مین تکرار ہونے
لگی تو صاحبقران نے مالک کو سمجھایا کہ اگر تم تصویر اٹھا لیتے تو کسی کو کلام نہ تھا
اب لندھور کا قبضہ ہو گیا آجکل زمانہ جنگ و جدل کا ہی آپس مین نزاع نہ ہو فرمانے
سے صاحبقران کے مالک خاموش ہو رہے کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا کے
عرض کی کہ ششنکل نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہو اسے خبر دیجیے
صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے خواجہ نے جاکر نقارخانۂ سکندری مین ٹہل پر ڈال دیا بموجب قول شاعر نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال	زنا امید صریح کرد این سوال
جہان را اگر رو نہ آخر رسید	سرافیل صد رفیاست رسید

بگفتن کرنا طبل اسکندر راست		سن آواز او بگوش گردون کراست	

تمام لشکر میں خبر ہو گئی کہ شنشکل نے طبل جنگی بجوایا ہے مردان عالم تیاریاں کرنے لگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری فلک چہارم پر چمکا سیارۂ زرّین پوش بصد جوش و خروش سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مع فوج ضیاء و شعاع تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم نورانی و منور ہو گیا مگر شنشکل بن شنکال سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر برآمد ہوا افسران فوج نے سلام کیا فوج بے شمار پشت پر پڑے کر تو فرسے میدان میں آیا ادھر سے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن و جوانان صف شکن بصد تجمل و شان آرہے ہیں خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جیسے ہی میدان میں پہونچے شاہور شنشکل کے ہمراہ تھا شنشکل کے منھ سے نکلا کہ شاہور دیکھو عمرو عیار صاحبقران کے ساتھ ہے اُسنے تمکو تشہیر کیا اور بیٹی کو میری باغ سے لیگیا اور تم سے کچھ نہ ہو سکا یہ سُننا تھا کہ شاہور نے رکاب چھوڑی کہا غلام آج مقابلہ کرے گا یہ کہکے میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ او عمرو مجھسے آکر مقابلہ کر ہمارے بعد پہلوان دوران بھی لڑیں گے امیر نے طرف عمرو کے دیکھا خواجہ رکاب چھوڑ کر بھاگے دم بھر میں نظروں سے غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو کی اِس حرکت نے کمال شرمندہ کیا منوچہر نے کہا اے شہریار میں اُستاد کی شکل بنکر اُس سے مقابلہ کروں مگر شاہور نے جو دیکھا کہ عمرو مجھکو دیکھکر بھاگ گیا بلبلانے لگا اور پکار کر آواز دی کہ یہ میدان کارزار ہے جانبازی کا معاملہ تھا عمرو بھاگ گیا میں ڈھونڈھکر اُسے مار ڈالونگا منوچہر وہیں بیٹھ گیا منظور یہ ہوا کہ اُستاد کی شکل بنکر اُسے جواب دوں مقام تعجب ہے کہ عمرو ایسا عیار اور شاہور سے ایسا خائف ہو کے یوں دم دبا کے بھاگ جائے کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہور نے دیکھا ایک گنوار دھوتی باندھے ہوئے ایک لٹھ کاندھے پر دھرا ہوا آتا ہے جیسے ہی قریب شاہور کے آیا اپنی زبان میں بولا کہ تم کون ہو جو تلوار چمکا رہے ہو شاہور نے کہا تجھسے کیا مطلب میں عمرو کو پکار رہا ہوں گنوار نے لٹھ اُٹھایا کہا سالے دھمکی دیہوں شاہور نے فوراً تیغچہ مار کر گنوار کا

شانہ زخمی ہوا تو وہ لٹھ پھینک کر بھاگا شاہور دلیر ہوا گنوار کے پیچھے چلا گنوار تھوڑی دور جاکر ٹھہرا اور ہاتھ باندھکر بولا گستیان جانے دیجیو مین یہ نہ جانت تھا کہ تلوار سے سامنا پڑیگا ہم لوگ کھیت پر لڑت ہین لاٹھی چلت ہے تلوار سے آجتک ناہین لڑے دیکھو تمرے پیچھے کو ٹھاڑہ ہے شاہور پلٹا اُس گنوار نے حلقے کمند کے مارے کر شاہور پھنسکر گرا گنوار نے حباب مارکر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزان استاد عیاران عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زیکرشش آبیاری — جہان سرہنگ و رہ خنجر گذاری
بہرکشور بلاے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار

اب سب نے دیکھا کہ خواجہ عمرو اپنشاہ رہ بدوش چلے آتے ہین یہ دیکھکر سب خوش ہوے مگر شنکل یہ معاملہ دیکھکر بہت پریشان ہوا مقابلے کا ارادہ نہ کیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا یہان بھی سب پلٹے خواجہ شاہور کو لیکر بارگاہ مین آئے ہوشیار کرکے سوال اسلام کیا شاہور قدمون پر صاحبقران کے گر پڑا کہا مین مسلمان ہوتا ہون میری خطا معاف کیجیے صاحبقران تو رحم دل ہین فورًا شاہور کو گلے لگا لیا عمرو نے کہا بھی کہ اے شہریار پیشانی اسکی سیاہ ہو مگر امیر نے نہ مانا فرمایا خواجہ تم مکار ہو یہ جھوٹا نہین ہے عمرو ناچار ہوا شاہور کی خطا معاف ہوئی کلمہ پڑھایا عیارون مین رہنے لگا شام کو صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے کہ عابدی نے آکر لال کاغذ ہاتھ مین دیا امیر نے اُس مین لنشانی بناکے مقبل کو حکم دیا کہ تیاری کرو ہم انتقام طلاسے کو جائینگے یہان عمرو نے ایک خیمے مین مشتری شمائل کو رکھا ہے شاہور کو معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین مشتری تو یہ شام سے چھپ رہا جب صاحبقران براے طلایہ گئے تو شاہور نکلا اور یہ بھی اسنے دیکھا کہ خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے گئے کنارے آکر رنگ ورو غن عیاری کا نکالا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف اُس خیمے کے چلا جس مین مشتری تھی بصورت خواجہ اندر آیا مشتری سے پوچھا کیون خواجہ اس وقت کیا ضرورت ہے شاہور نے

جواب دیا کہ ہمراہ صاحبقران طلاسے پر تھا خیال مین آیا کہ جاکر شراب پی آؤن
تمھارے ہی خیمے مین چلا آیا مشتری نے شاہور کو ایک جام پلایا اُسنے وہ جام
پی کر دوسرا جام لبریز کیا گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالکر مشتری کو دیا مشتری نے
لیکر پیا پیتے ہی بیہوش ہوئی شاہور نے پشتارہ باندھا اور لیکر بھاگا خیمے سے
نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر خواجہ عمرو ہمراہ صاحبقران پھر رہے تھے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہے خواجہ عمرو چھپتے ایک درخت مین آکر
چھپے مگر شاہور نے کہ مدت سے مشتری پر مائل ہے اب جو اسوقت موقع پایا تو ایک
نخل کے سائے مین آکر پشتارہ رکھا اور بلائین لینے لگا مشتری بیہوش ہے بلکہ
جا بے جا شاہور نے ہاتھ بھی ڈالا مگر مشتری کو خبر نہ ہوئی خواجہ نے جو درخت
سے دیکھا کہ مشتری کے ساتھ شاہور اختلاط کر رہا ہے بہت ناگوار ہوا آخر نکل کر
للکارے کہ او بے حیا منم مہر سپہر عیاری غشی مین عورت پہ ہاتھ ڈالتا ہے خواجہ کو جو
شاہور نے دیکھا تو چاہا کہ پشتارہ چھوڑ کے بھاگ جاؤن مگر خواجہ آکر برس پڑے
اسقدر نیچے مارے کہ شاہور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا پشتارہ مشتری کا
لیکر بیلچے شنکل اپنے لشکر مین طلایہ دیتا ہوا اسجگہ پر جو آیا تو لاشہ شاہور دیکھکر
جلگیا حیران کھڑا دیکھ رہا تھا دل مین کہتا ہے کہ مسلمان بڑے سنگدل ہین بیمسلمان
بھی ہوا اور پھر اسکو قتل کیا بڑا استم ہوا اس فکر مین پڑا تھا مگر عمرو نے آکر امیر سے
ذکر کیا کہ آقا ایک نازنین بکاؤ ہے ایک تاجر اپنی دختر کو میرے خیمے مین چھوڑ گیا ہے
کہ جو پسند کرے وہ اسکے ساتھ عقد کرے صاحبقران نے کہا اسوقت تو طلاے
پر ہین مگر کل چلکے دیکھین گے ادھر شنکل لاشہ شاہور دیکھکر آتا تھا صاحبقران کو
جو آتے ہوے دیکھا تاب نہ آئی عیاری کی محبت مین پکار اُٹھا کہ یا صاحبقران زمان
اب اسوقت کوئی بیچ مین نہین ہے میرے آپ کے مقابلہ ہوجائے صاحبقران
نے مرکب بڑھایا شنکل سے تلوار چلنے لگی مگر شنکل نے لڑتے لڑتے ہاتھ گھوڑے
پر مارا اشقر کی پیشانی پر تلوار پڑی سر اشقر کا زخمی ہوا ایک طرارہ بھرا اور منھ پھیر دیا

شنشکل نے پشت پر سے صاحبقران کو ہاتھ مارا کہ تا دو ابرو زخمی ہوئے امیر نے بھی
ہاتھ مارا کہ شنشکل کے گینڈے کا سر اڑ گیا شنشکل گینڈے سے گرا امیر نے اوپر سے
ہاتھ مارا کہ سر شنشکل کا بھی زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی شنشکل تو بھاگا ادھر صاحبقران
کے زخم کاری تھا اٹھنے کا ارادہ نہ کر سکے دونوں ہاتھ گردن میں گھوڑے کی
ڈال دیئے اور زبان جنی میں فرمایا کہ او مرکب تو بھی زخمی ہے بھاگ نکال لے چل گھوڑا
صاحبقران کو لے چلا آخر بے زبان ہے طرف صحرا کے گیا مگر خواجہ مشتری کو پیچھے
میں بٹھا کے جو آئے تو دیکھا کہ اس مقام پر خون پڑا ہے آقا کا پتہ نہیں عمرو کو بہت
ناگوار ہوا قطرے خون کے جو جا بجا گرے تھے انکو دیکھتا ہوا چلا ادھر شنشکل نے
اپنے لشکر میں آکر مشہور کیا کہ میں حمزہ کو قتل کر آیا بڑی خوشیاں ہونے لگیں منتر
شاہپور کا بھائی ماہپور کہ قایم مقام شاہپور ہے اسکے لشکر میں بھی ہر طرف مشہور ہے کہ امیر
مارے گئے بڑی خوشی ہو رہی ہے ماہپور کہتا پھرتا ہے کہ رات کو آقا سے نامدار نے
بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لیا حمزہ کو مار ڈالا گھوڑا لاش لیکر کسی طرف نکل گیا
یہ خبر لندھور سے جب الیاس ہندی نے آکر بیان کی کہ لشکر کفار میں یہ مشہور ہے
لندھور کو تاب نہ آئی ڈھونڈھتا ہوا چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ قطرے خون کے
پڑے ہیں اسی نشان پر یہ بھی چلا مگر اشقر صاحبقران کو جو لیکے چلا تو قریب ایک
کوہ کے آیا صبح کا وقت تھا گھاس پر منہ ڈالا بدن کو جو جنبش دی صاحبقران پشت
اشقر سے گرے ریحان قزاق بالائے کوہ ایک قلعہ ہے اسمیں رہتا ہے کسی وجہ سے
کوہ سے اترا صاحبقران کو دیکھکر خوش ہو گیا اور تعجب یہ دیکھا کہ ایک مرکب
سہ چشمی مصروف چرا ہے گھوڑا بھی لیا اور صاحبقران کو لیکر بالائے کوہ آیا آکے
زخموں میں ٹانکے دیئے انگلی پر جو نگاہ کی تو دیکھا کہ مہر کی انگشتری ہے اسکو اتار کر چھاپا تو
یہ مضمون پایا کہ زبدۂ آفاق ثانی سلیمان داماد نوشیروان حمزہ صاحبقران اور
داماد شہپال بن شہرخ ریحان اور زیادہ خوش ہوا ساتھ والوں سے کہنے لگا
کہ میری خوش نصیبی تو دیکھو کہ حمزہ عرب کو اس حال میں پا گیا اسی حال میں امیر کو

سلاسل و طوق کیا قیدخانے مین بھیدیا صاحبقران قیدخانے مین بیدار ہوے اپنے کو
اس حال مین دیکھا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالون مگر عمرو پھرتا ہوا زیر کوہ
پہونچا نشان خون دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ آقا یہان سے آگے نہین گئے ایک
گنوار بنکر بالاے کوہ چلے اندر قلعے کے آئے دیکھا رہجان قزاق گلی گلی پھر رہا ہو اور
کہتا پھرتا ہو کہ جسکو کوئی میری قیدی کو لے گیا ہو بتادے ورنہ اُسکا گھر وغیرہ قرق کرلونگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ تو کنارے ہوگئے دور سے آکر دیکھا کہ مرکب اجیل
اصطبل مین بندھا ہو مگر غل و فساد کر رہا ہو وہ دولتیان ماردین کہ سب مرکب وہاسے
نکال دیے گئے اکیلا نقصان پر بندھا ہو عمرو نے زبان جنی مین اشقر سے سب حال پوچھا
اشقر نے عمرو سے بیان کیا کہ یہ قزاق آقا کو قید کرکے لے گئے ہین دیکھا کیا کچھ زور نہ چلا
خواجہ نے اشارہ کردیا کہ آج رات کو پتہ لگاؤنگا بیٹھا زیادہ فساد نہ کر وسولیت مین
بسر کر دو دن بھر خواجہ نے پھر بسر کی رات کو ڈھونڈھتے ہوے چلے ایک مقام پر
آکر ایک باغ دیکھا کہ اندر اُس باغ کے کوئی یہ اشعار بہ آواز بلند گا رہا ہو نظم

کس سے مثال دون بدن بیمثال کو
پہونچا کبھی خیال نہ میرے خیال کو

ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پہ
جنبش اگر ہوئی ترے کاکل کے بال کو

قاتل کے لطف سے ہو میانتک مین فراغ
دست دعا نہین جو اُٹھائین سوال کو

چشتی وہ ہون کہ جان کو تن سے رمیدگی
مجھسے بھلا مثال کہان ہو غزال کو

نہ پا مین آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار
حیرت نہ کسطرح ہو ترے پائمال کو

آنے کے انتظار مین تیرے بسر کیا
انفاس وقت ورد و روز و شب ماہ و سال کو

لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا
تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو

لذت سے چھٹ سکی نہ سنان خدنگ ناز
پہونچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو

ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہو کیون نسیم
حامی سمجھ تو اپنا محمدؐ کی آل کو

خواجہ پشت پر باغ کی آئے دلکو یقین ہوگیا کہ صاحبقران اسی باغ مین ہین نشیب
آکر کمند ماری دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ صاحبقران زمان بیٹھے ہین اور ایک حسین جمین

پہلو مین بیٹھی ہی سانز بج رہا ہی کنیزین برائے خدمت حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی وہ حسین
کہ رہی ہی کہ جب باپ نے میرے آپ کو گرفتار کیا اور طرف قید خانے کے بھیجا تو مجھکو
تاب نہ آئی رات کو نقب دیکر پہونچی اور آپ کو نکال لائی ہر طرف قزاق ڈھونڈھتے
پھرتے ہین اس باغ کے دروازے پر بھی کئی مرتبہ آچکے کنیزون سے پوچھ گئے کنیزون
نے نہین بیان کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ یہان ملکۂ عالم رہتی ہین ملکہ دل آرام دختر بیجیان
قزاق یہ مضمون سُنکر قزاق پلٹ گئے خواجہ دیوار سے اُترے گلیم اوڑھکر محفل مین آئے
سامنے لالٹین یا قندیل روشن تھی وہ اُٹھالی لالۂ سرخ رو وزیرزادی جو قریب ملکہ
دل آرام بیٹھی تھی ملکہ کو لپٹ گئی کہ کوئی بھوت پلید اس محفل مین آیا دیکھیے لالٹین
اُٹھالی ایک کنیز نے کہا میرے سینے پر کسی نے ہاتھ رکھدیا ایک غل مچاتی ہوئی آئی
کہ کسی نے میرے ازاربند سے اشرفی کھول لی کسی نے غل مچایا کہ میری گٹھری جاتی رہی
کسی نے کہا او غضب دیکھو ڈھولنا میرے گلے سے اُتار لیا صاحبقران سمجھ گئے کہ
خواجہ عمرو کا گذر ہوا پکار کر آواز دی کہ بھائی آؤ کیون عورتون کو حیران کرتے ہو
ایک کنیز نے کہا آپ کے بھائی صاحب بھوت پلید ہین ایک کنیز نے چلا کر کہا ارے
دیکھو تو شاخ نخل پر کون بیٹھا ہی یہ تو کوئی بن مانس ہی خواجہ نے ہاؤ جو کیا وہ خواص گری
امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو شاخ نخل کو گھوڑا بنائے بیٹھے ہین
امیر نے فرمایا خواجہ آؤ خواجہ لالہ عذار وزیرزادی پر عاشق ہوئے آتے ہی
لالہ عذار سے اِشارے کرنے لگے مگر لالہ عذار سہمی ہوئی تھی یہ دیکھکر دل آرام سے
شکایت کرنے لگی کہ حضور اس بن مانس کو منع کیجیے کہ میرے ساتھ اِشارے نہ کرے
مین اس طریقے کی آدمی نہین ہون ملکہ نے منع کیا کہ خواجہ سلامت میری وزیرزادی
آپ کو نہین پسند کرتی آپ کیون ٹوٹے پڑتے ہین خواجہ نے کہا سبحان اللہ مجھے
بڑی حیرت ہی کہ آقا میرا آفتاب عالمتاب تم ایسی بدصورت پر عاشق ہو بڑا افسوس
ہی کہ لال میرا پتھر سے ٹوٹا خدا انجام بخیر کرے ملکہ یہ سُنکر رونے لگی اس خیال سے کہ
مین ایسی بدصورت ہون صاحبقران نے آنسو پونچھے اور فرمایا انکی بات کا برا نہ مانو

کچھ انکو دید و ملکہ نے کشتی جواہر کی منگا کر خواجہ کے سامنے پیش کی خواجہ تعریفین کرنے لگے
فرماتے تھے ای ملکۂ عالم مین یہ تصور کرتا ہون کہ تم ایسی شاہزادی مجاور رخانۂ کعبہ کے
صاحبزادے کی معشوقہ بنے مجھکو بڑا افسوس ہو لالہ عذار کہ عمرو کی باتون سے جل جل کر
کہتی ہو دلداری یہ تو عجب شخص ہو کبھی تعریف کبھی مزمت خواجہ نے فرمایا آقاے نامدار
مین چاہتا ہون کچھ گاؤن صاحبقران نے فرمایا جانتے ہو کہ صورت تو بہت عمدہ ہی
شاید معشوق سیرت ہی پر توجہ کرے خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار شروع کیے نظم

آیا نہین پھر کے آہ قاصد — تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہی کبھی جو ہوش مجھکو — کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
ہون دست نگر اسی کا ہر دم — مین مثل گدا ہون شاہ قاصد
اس ماہ کا لیکے خط کرے جلد — طی راہ کو مثل ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کہ رہا ہون — کیا دیر لگائی آہ قاصد
جلد آیا نہین مین مرچلا تھا — جیتا رہے دیرگاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج — تیرا نہین کچھ گناہ قاصد
طی راہ طلب کو تو کیا کر — مثل پیک نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا — ہی تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تن خشک کا نمونہ — لیجا کوئی برگ کاہ قاصد
مقبول ہو اب دعاے ناسخ — جلد آئے وہ یا الٰہ قاصد

خواجہ نے جب یہ اشعار گائے لالہ عذار کو توجہ ہوئی مگر ظاہر انکار کر رہی ہی غرض
خواجہ نے اپنی عیاری سے لالہ عذار کو راضی کیا ناگاہ ایک قزاق کہ تلاش مین امیر
بانوقیر کی چہار طرف پھر رہا تھا ادھر سے گزرا گانا خواجہ کا سنکر دیوار باغ پر آیا دیکھا کہ ایک
شخص گا رہا ہی صاحبقران بھی بیٹھے ہین اپنے مالک سے جاکر کہا ریحان نے جو یہ حال
سنا جلا گیا قزاقون کو حکم دیا کہ تیار ہو ساٹھ ہزار قزاق کمرین باندھکر تیار ہو کے
طرف باغ ملکہ کے چلے یہان صاحبقران نے خواجہ کا عقد پڑھا اور خواجہ نے

صاحبقران کا پڑھا صبح کا وقت ہو باغ تر جام ارغوانی گردش مین ہر کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکۂ عالم غضب ہوا کہ آپ کے باپ کو خبر ہوگئی ساری فوج نے باغ کو گھیر لیا اب وہ اندر آتے ہین اور فرمار ہے ہین کہ دونون کو قتل کرونگا حمزہ کو یہ کیا سوجھی بی دل آرام چرا کرلے گئین جاکر باغ مین رکھا اب مزہ چکھاؤنگا امیر نبیرہ ٹھیک کرا سٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا صاحبقران نے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ آتا ہر تو آنیدو مین جاکر روکتا ہون ملکہ نے کہا اے شہریار رونا اس بات کا ہر کہ آپ اکیلے ہین اور وہان ساٹھ ہزار قزاق ہین باپ نے میرے انھین ساٹھ ہزار سے لاکھون کو لوٹ لیا لاکھ فوج جسکے ہمراہ ہو اسپر جا پڑتے ہین اور ایسا گھبرا دیتے ہین کہ حریف پارچہ دست ہوجاتا ہر ان جعلسازون سے مقابلہ ہر خدا آپ کی خیر کرے امیر باہر نکل آئے اب سب نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہر اور آفتاب آسمان صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی اندر سے باغ کے نمایان ہوے ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئین ہر چند کہ ریحان کو اپنی جرأت پر بڑا دعوی ہر مگر کل فوج کو اشارہ کیا صاحبقران تلوار کو کھینچکر جا پڑے لڑنے لگے نعرۂ صاحبقران زبان

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صاحبقران جاتے ہی گھر گئے قزاق جنگ کرکے عادی چہار جانب سے تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اور جو ٹھہرا وہ مارا گیا لاشون کے صاحبقران نے انبار لگا دیے خواجہ کو کب چین پڑتا نکلکر حقۂ آتشبازی مارا کر سو دو سو کے منھ جلے ادھر ریحان آواز دے رہا ہر کہ ایک شخص تمھارے گرفتار کیے نہین ہوسکتا کمندین مار کر گرفتار کرلو قزاقون نے کمندین بازوون سے کھولین اور چہار جانب سے کمندین مارنے لگے صاحبقران کمندین کاٹتے ہین آخر بمشکل لڑتے ہوے نہر کوہ پہونچے ایک گھاٹی سے پھاند پڑے سب

نزاقون نے کمندون کی بوچھار کردی اسقدر کمندین مارین کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے
ریحان نے امیر کو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو بھاگ کر ایک غار مین جھپ رہے
ریحان چاہتا ہی کہ صاحبقران کو لیکر کوہ پر جاؤن قلعے مین جاکر قتل کردون مگر دلآرام
نے جو بالاے بام سے یہ سب معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
بال کھول دیئے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیئے اور پکارا کہ اے رب بے نیاز
و اے خالق کارساز رحم اپنا شریک کر ہاے اسوقت مین نہین معلوم عمرو کہان چلا
گیا کس بیکسی سے صاحبقران گرفتار ہوے تو ہی مدد کریگا خداوندا اس آفتاب حشمت
کو ان ظالمون سے بچا لے بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تو صحرا سے گرد یا ایک آندھی کہ
دار اسے سپند لندھور کہ قطرے خون کے دیکھتے ہوے آتے تھے دور سے دیکھا
کہ آقاے نامدار تو بیہوش ہین اور رزاق مسلسل کر رہے ہین لندھور کا کلیجہ
منھ کو آگیا کیونکہ لندھور تو صاحبقران پر عاشق ہی نعرہ کیا نعرہ لندھور
جزیرہ ہاے دریابار آگر قسم تا بہ ہندوستان ہا آگر نام شہید ای منم لندھور بن سعدان ہا
نعرہ کرکے آپڑے چند سوار ہمراہیان کمل پوشان کہ عقب مین لندھور کے چلے
تھے بانکے ترچھے لٹے بھرے کٹے سپٹے کلون پر کنگھیو رے بنے ہوے یہ وہ
جوان ہین کہ ہزار کو ایک جانتے ہین لندھور کو جو دیکھا کہ غول پر جا پڑے
خواجہ عمرو بھی غار سے نکلے لندھور لڑرہا ہی مگر دل آرام حیران ہی کہ یہ جوان
کون ہی کہ اکیلا آپڑا کچھ جان کا خوف نہ کیا مگر وہ چند سوار کلیبت پھکیت قوم کے
ہندی ململ کے انگرکھے پہنے ہوے مشروع کے گھٹنے زخم چہرون پر کھائے نیچے
کھینچکر آپڑے سپر ہاتھ مین نہین لیتے کہتے ہین سپر عورتون کا گھونگھٹ ہی ہمارے
واسطے عیب ہی آنکھی تلوار سے لڑتے ہین آنکھی پر روکتے ہین تھوڑے عرصے مین
لندھور لڑ بھڑ کر قریب صاحبقران کے پہونچا آواز دی آقاے نامدار غلام
آگیا پٹ بھکر پیچھے مارا کہ جھکڑی کٹی امیر نے خانہ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک
درخت سامنے تھا اسے اکھیڑ لیا اول اسکو زمین پر مارا کہ شاخین ٹوٹ گئین

ڈنڈ اٹھکا لیکر جا پڑے سنخل کو جو گردش دی دس دس کے سر پھٹ گئے مگر لندھور اُٹھے
بھڑنے قریب ریحان قزاق کے پہونچے ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے کلائی تھام کر ریحان کو اُٹھا لیا ریحان نے آواز دی الامان لندھور نے
کہا امان بشرط ایمان ریحان بصدق دل مسلمان ہوا تمام فوج کو مسلمان کیا اور
نسبت بیٹی کی بخوشی منظور کی امیر نے فرمایا کہ عقد شرعی ہو چکا مگر اُو دالا ہے ہندہ
تم کیونکر پہونچے لندھور نے کہا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مرکب آپ کو نکال لے گیا
اور خبر سُنی کہ دشمن آپ کے مارے گئے تو مین بیقرار ہوکر خون کے نشان پر یہانتک
پہونچا شکر کرتا ہون کہ وقت پر پہونچا کہ حضور رہا ہوے صاحبقران نے فرمایا
شنکل نے کیا کیا لندھور نے عرض کی غلام کو کیا معلوم کہ وہان کیا گذری لیکن
شنکل نے مشہور کیا ہوگا مین نے صاحبقران کو مار ڈالا لاشہ اُنکا گھوڑا لے کر
نکلگیا صاحبقران نے ریحان کو حکم دیا ہم کوچ کرینگے لشکر ہمارا بے سردار ہے
اور شنکل مکار و غدار ہے ایسا نہ ہو لشکر کو پامال کرے ہر چند کہ بیثاق وغیرہ موجود
ہین لیکن اُنکو سنا دی ہے کہ غیر ساحر پر سحر نہ کرنا وہ مجبور ہین ریحان نے عرض کی کہ
غلام بھی ہمراہ چلیگا صاحبقران نے ریحان کو ہمراہ لیا مع لندھور و خواجہ
و ریحان کے دس ہزار آدمی ساتھ لیے باقی فوج قلعے پر چھوڑی ملکہ کو حاکم کیا
و زیرزادی کو پیش دست قرار دیکر چلے دس ہزار جوان ساتھ ہین منزل در منزل
جاتے ہین ایک صحرا مین جو آکر پہونچے دیکھا شام کا وقت ہو صحرا ہے سبزہ زار
و لنواح دلکشا درخت جا بجا معقول سرسبز و شاداب نہرین لاجواب کہ جوش
مار رہی ہین چھوٹی مچھلیان چمک کر بلند ہوتی ہین صاحبقران نے فرمایا آج اسی
مقام پر لشکر اُترے لندھور نے بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین صاحبقران آکر
اُترے دس ہزار جوان اُسی صحرا مین اُتر پڑے جوانون کی چہل پہل قزاقونکی
عقلمندیان کہ بارگاہ صاحبقران کو گھیر لیا ہے طلاے پر ریحان قزاق حاضر باش
و ناظر باش کر رہا ہے پہر رات پچھلی باقی تھی کہ ریحان نے دیکھا بائین پر سے صحرا کے

ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا بارگاہ صاحبقران کو ابر نے آکر گھیر لیا ریحان جبران ہی کہ یہ کیا
معرکہ ہی کہ سارے لشکر سے ابر کو کچھ کام نہین صرف بارگاہ پر ابر نے قبضہ کیا ہی ریحان پلٹا
کر خواجہ کو ڈھونڈھنے اُسنے یہ کیفیت بیان کرون کہ یہ ابر کیسا ہی ناگاہ ایز نیزا پا ابر سے
ایک برق گری صاحبقران کو سوتے ہین اُٹھا لیگئی ریحان جو پلٹا دربارگاہ امیر پہ
آکر دیکھا کہ خادم بیہوش پڑے ہین قبہ بارگاہ شکست ہی جی مین کہتا ہی یہ کیا بند وبست ہی
معلوم ہوتا ہی آقا کو کوئی لے گیا اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی باہر نکلکر
نگہبانون کو جگاکر اُسنے کہنے لگا کیون صاحبو یون ہی نگہبانی کرتے ہین نگہبانون نے
عذر کیا کہ ہمپر عجب معرکہ گذرا بیٹھے پہرا دے رہے تھے کہ ایک ہوا سے سرد چلی اُس ہوا
سے ہم سب بیہوش ہوگئے ہمکو خبر نہین کہ اُسکے بعد کیا ہوا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
یہ اسواسطے آئے تھے کہ وقت صبح صادق ہی صاحبقران کو جگاؤن نماز پڑھواؤن آکے
دیکھا کہ ریحان جبران کھڑا ہی خواجہ نے پوچھا اے ریحان کیا ہوا ریحان نے عرض کی
کہ صاحبقران کو کوئی لے گیا عمرو نے طریقہ پوچھا ریحان نے بیان کیا کہ بائین سے
صحرا کے ابر اُٹھا اُسنے آکر بارگاہ کو گھیر لیا عمرو سمجھا کہ یہ کام کسی جادوگرنی کا ہی فوراً
اُسی جانب روانہ ہوئے یہان پلنگ صحرائی اِس دشت کی حاکم ہی اُسنے جو آمد لشکر
صاحبقران دیکھی پہاڑ سے تماشہ دیکھنے لگی صاحبقران پر جو نگاہ پڑی جمال بیمثال
دیکھکر عاشق ہوگئی رات کو اپنے مقام سے اُٹھی ابر تیار کیا برق بنکر گری صاحبقران
کو اُٹھا لائی اپنے نزدیک امیر کو سحر مین مبتلا کیا ہی جب اپنے باغ مین لائی تو صحبت آراستہ
کی آپ مسند پر بیٹھی امیر کو بیدار کیا کہنے لگی اے جوان رعنا تیری تقدیر نے رسائی
کی کہ مین تجھپر مائل ہوئی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ عالم عالم رشک کرے وہ زرہ بنادون
کہ کوئی تجھپر غالب نہ ہو امیر حیران حیران اُسکی جانب دیکھ رہے تھے یاد کیا تو معلوم
ہوا کہ اسم اعظم یاد ہی کسیقدر تسکین ہوئی جواب دیا کہ او فاحشہ کیا بیہودہ باتین
بک رہی ہی مجھے نہین خواہش کہ تیری بنائی ہوئی زرہ پہنون پروردگار نے مجھکو
ایسا زور عطا کیا ہی کہ ابھی تک تو کوئی مجھپر غالب نہین آیا یہ کہکر تلوار کمر سے لگی تھی

صاحبقران نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا پلنگ صحرائی جھلائی کہتی تھی کیوں او شخص تلوار میرا کیا کریگی صاحبقران نے یہ سنکر تلوار کھینچی پلنگ صحرائی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا پلنگ صحرائی کا سحر باطل ہوا سحر باطل ہونیسے گھبرائی سمجھ گئی کہ یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی چاہا تھا کہ اُٹھکر بھاگون مگر امیر نے ہاتھ تھام لیا پلنگ صحرائی سحر کرتی تھی امیر اسم اعظم پڑھدیتے تھے سحر برطرف ہو جاتا تھا جب ہاتھ ساحرہ کا نہ چھوٹا تو امیر نے جھٹکا مارا کہ شانہ سے بھل جھکی امیر نے گھونسہ مار دیا کہ پلنگ صحرائی کا سر پھٹ گیا طائر روح قفس جانسے پرواز کر گیا مرتے ہی پلنگ کے سارا باغ غائب ہو گیا صاحبقران وہان سے بڑھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ تیرا نام سن پلنگ صحرائی بود امیر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ صحراسے گرد اُٹھی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان چلا آتا ہو اُس پہلوان کا نام طوفان بلاخیز ہو یا تو گینڈے پر سوار آتا تھا یا صاحبقران کو جو دور سے دیکھا طرف فوج کے متوجہ ہو کر کہنے لگا یارو یہ بھی خوش نصیبی ہو کہ حمزہ ایسا شخص یہان یکہ و تنہا مجھکو ملگیا چہار جانب سے گھیر لو دس بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے اُن سب نے گھوڑے اُٹھائے صاحبقران پر آپڑے امیر نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا کہ با شنید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا ہوشیار

منم صاحبقران زمان نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام

ہن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر طوفان بلاخیز دور سے تماشاے جنگ دیکھ رہا تھا اسنے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین تو للکارا کہ او حمزہ مجھکو کیا سمجھا ہی منم طوفان بلاخیز ہین سنے وہ وہ پہلوان مارے ہین کہ جنکا نظیر نہ تھا صاحبقران نے فرمایا میرے سامنے ہین تو آ کچھ جرأت دکھا طوفان نے بڑھکر تلوار وار کیا

امیر نے ہاتھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا طوفان کانپا کہا اے شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان طوفان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا صاحبقران اسی مقام پہ اترے رات کو جلسہ آراستہ ہوا نازنینان مہ جبین اور زہرہ جبینان مہر تمکین لشکر طوفان کی حاضر ہوئیں اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

واعظا جب مذہب تیرا جو مذہب ہو گیا — عیب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہو گیا
جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جبیں شب ہو گیا — بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہو گیا
وصل کی شب ہو چکی عالم ہی نظروں میں سیاہ — صبح کا پھٹ کر گریبان دامن شب ہو گیا
فصل گل آئی ہوا بھی بن گئی ساقی شراب — میکدے میں ہر خم خالی لبالب ہو گیا
کوکب خالِ ذقن کی روشنی کو سو نہیں ہی — آپکا چاہِ ذقن بھی چاہِ نخشب ہو گیا
دمبدم آواز قلقل کی نہ کیوں آیا کرے — ہو گئی ہو روح ساقی شیشہ قالب ہو گیا
ہیں جو عاشق تربیت سے اور ہوتے ہیں خراب — باعث دیوانگی مجنون کا مکتب ہو گیا
پھر کسی محبوب معنی فہم سے الفت ہوئی — پھر نیا دیوان ناسخ کا مرتب ہو گیا

رات بھر صحبت عیش و طیش رہی صاحبقران نے آرام فرمایا طوفان بلا خیز بندۂ خلق صاحبقران ہو گیا ہی صحبت سے اٹھکر طلاے پہ آیا انتظام لشکر کرنے لگا بازاروں میں سوار و پیدل متفرق کیے تاجروں کی دوکانوں کے قریب خود ہی پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کنارے پہ آکر شہر آکہ صحرا سے گرد اٹھی اور آواز زنگ کی کان میں آئی طوفان ایک گوشے میں چھپ گیا دیکھا ایک عیار طرار چست و چالاک بیباک چھپتا ہوا آتا ہی مگر طوفان دیکھ رہا ہی کہ بھاگا ہوا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا جاتے ہی سراچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے پہونچا امیر کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طوفان نے دیکھا یہ تو غضب کر چلا آقا کو لیے جاتا ہی آگے بڑھکر روکا للکارا کہ او نا عیار تو کون ہی کہاں سے آیا ہی ہمارے آقا کو کیوں لیے جاتا ہی عیار نے جواب دیا کہ ہم کھنگ تیز رو عیار شہنشاہ زمین توش

ہمارے شاہ نے جو خبر سنی کہ حمزہ جاتا ہی مجھکو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ خبردار اے طوفان مجھکو
نہ چھیڑنا ورنہ تمکو بھی لیجاؤنگا طوفان کب مانتا ہی جیسے ہی طوفان تلوار کھینچکر چلا
کہنگ نے حباب پھینکے کہ پیشانی پر طوفان کی پڑے طوفان بیہوش ہوکے گرا
کہنگ نے آواز دی جنگل سے اور دو تین عیار پیدا ہوے اُنھون نے طوفان
کا بھی پشتارہ باندھ لیا کہنگ صاحبقران کو لیے ہوے اور شاگرد اسکے طوفان
کو لیے ہوے جست وخیز کرتے ہوے طرف قلعۂ زرین پوشان کے چلے کوس بھر
قلعہ باقی ہی صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقاب دار بادلہ پوش گھوڑا اُڑاتا
ہوا آیا نیزہ سینے پر کہنگ کے رکھدیا کہا پشتارہ رکھدے کہ دوسرا سوار آیا اُسنے
نیزہ سینے پر شاگرد کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے دونون نے جان کے
خوف سے پشتارے رکھدیے اون سوارون نے پشتارے اُٹھالیے کہنگ
پیچھے پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر ایک باغ دکھائی دیا وہ سوار تو باغ مین داخل
ہوگئے کہنگ پلٹا قلعے مین آیا سلطان زرین پوش کے سامنے کلاہ دے مارکے
کہا اے شاہ غضب کی بات ہی کہ کئی دن کے راستے پر گیا صاحبقران کو پکڑ لایا بلکہ
ایک اُنکے رفیق کو بھی لایا اُسنے رو کا تھا اُسکو بیہوش کرکے شاگرد کو دیا سب
راستہ طے کرکے قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ بی غلمان پری پیکر دختر حضور شکار
کھیلتی ہوئی آئین اور برچھا میرے سینے پر رکھدیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا ہمراہ اُنکے
اُنکی وزیرزادی تھی اُسنے آکر شاگرد کو ٹوکا آخر پشتارے دیدیے اُنکے سامنے سے
چلا گیا مگر کمین گاہ مین لگا رہا جب وہ روانہ ہوگئین تو پیچھے پیچھے گیا اپنی آنکھون سے
دیکھ آیا کہ باغ مین چلی گئین سلطان زرین پوش اُٹھا کہا او بیحیا تو اسکو عیب جانتا
ہی مجھے فخر حاصل ہوا کہ مین صاحبقران کا بڑا کہلاؤنگا ابھی جاکر قدمبوسی کرتا ہون
یہان غلمان پری پیکر صاحبقران وطوفان کو لیے ہوے بہ اطمینان اپنے باغ
مین آئی امیر کو ہوشیار کرکے مسند پر بٹھایا امیر نے دیکھا ایک مہ جبین زہرہ
مثال پری تمثال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال سامنے بیٹھی ہی ایک طرف

طوفان بلاخیز سودہ بیٹھا ہی صاحبقران نے فرمایا ای مہ جبین ہین یہانتک کیونکر پہونچی
غلمان نے عرض کی ای شہریار شب کو میرے خواب مین ایک بزرگ آئے تھے اُنھون نے
مجھکو آپ کا نشان دیا کہ صاحبقران کو کمند لیے ہوئے آتا ہی انکو رہا کرکے لے آؤ انکی
منسوبہ ہوگی ای شہریار مین جاکر پشتارہ چھین لائی کنیز بے درہم ہون یقین ہی آپ بھی
میرا قبول کرے کہ اُسنے آپ کو بضرورت بلایا ہی اور روز بروز آدمی گلستان جمال پہلو مین
بیٹھی ہی کنیزین سامنے براے خدمت حاضر ہین ایک کنیز خوش آواز واسطے گانے کے
طلب ہوئی اُس کنیز نے آکر سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے **نظم**

خوب موزون ہجسے وصف قد بالا ہوگیا — عالم بالاتک اپنا بول بالا ہوگیا
داغ حسرت کتنے تیرے عہد مین پایا نہین — باغ مین آگے جو گل تھا اب وہ لالا ہوگیا
خوش ہوا ایسا ملے گر دل غم وہین یاد آگیا — قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہوگیا
محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستونکو ضرر — شیشۂ مے ٹوٹ کر ساقی پیالا ہوگیا
وصف جو اُس ماہ تاباں کے کیے مین نے رقم — یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہوگیا
غم ہوا اسدرجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر — جو ہرن تھا خشک ہوکر مرگ چھالا ہوگیا
اُس پری کی سرد مہری نے رولایا اسقدر — اشک جو ٹپکا میری آنکھ سے تر الا ہوگیا
کل تلک بے صرفہ ناسخ غم پہ غم کھایا کیا — آج وہ خود گور کے منھ کا نوالا ہوگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط برپا تھا کہ محلدار دوڑکر آئی عرض کی کہ حضور سلطان زرین کوہ تشریف
آتے ہین مگر تیور سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بہ اصلاح آتے ہین صاحبقران براے تعظیم اُٹھے
سلطان نے سامنے آکر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا سلطان قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار حضور کا اس باغ مین آنا باعث میری نصیب وری کا ہوا آج
کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نہایت منتشر سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ تشریف
لائے اول مجھے کلمہ پڑھایا اور فرمایا کیون گھبراتا ہی صاحبقران کو بلا پیچ میرے
دل مین آیا کہ حضور سے مجھکو تعرف نہین ہی کیونکر بلواؤن آخر یہ ذہن مین آیا کہ عیار کو
بھیجون وہ آپکو لے آئے ملکہ نے کہا ای والد میرے بھی خواب مین ایک بزرگ آئے اور

مجھکو مسلمان کر کے نشان بتایا کر صاحبقران کو عیار لیے جاتا ہی جا کر لے آؤ مین گئی اور
آپ کو لے آئی سلطان بھی آ کر بیٹھا کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے طلب کیا ہی
کہ یہان سے قریب ایک درۂ کوہ ہی کہ اسکو کوہ ماران کہتے ہین اُس درے مین ایک
نقابدار سیاہ پوش رہتا ہو اُسنے مجھپر دباؤ ڈالا ہو ملکہ کے حسن کا شہرہ سن کے اُسنے کہلا
بھیجا کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھہ کر دو مین نے دو چار دور تو اُسکو ٹالا ایک دن وہ خود
میری بارگاہ مین چلا آیا اور میرا ہاتھہ تھام لیا کسی ملازم کو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ میرا ہاتھہ اُس کے
چھڑا دے اُسنے یہ کہا کہ جبتک عہد واثق نہ کروگے جبتک تمہارا ہاتھہ نہ چھوڑونگا مین نے
ناچار ہو کر قبول کیا آٹھہ روز کا وعدہ کر لیا لہذا حضور اُسکو سمجھا دین کہ مجھپر دباؤ نہ ڈالے
اور ابتو یہ آپ کی کنیز ہوئی آپ کو حمایت ضرور ہوئی صاحبقران نے فرمایا انشاءالله
مین نقابدار کو سمجھاؤنگا سلطان نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین آپ کے ساتھہ
ہون صاحبقران اُٹھے سلطان نے مرکب طلب کیا امیر سلطان کو ساتھہ لیکر چلے
جب قریب درۂ کوہ ماران کے پہونچے تو اُتر پڑے نوبت نقارہ و نفیر چوب پڑی سیاہ پوش کو
خبر پہونچی کہ صاحبقران تیرے مقابلے مین آئے ہین سیاہ پوش نے کہا کل سمجھونگا سر
سے ان تدبیر کرون تب حال کھلے یہ کہکر ایک گوشے مین آیا ماش کا آٹا بہت سا لگا کے
صاحبقران کے قد کے برابر کا پُتلہ بنایا اور سینہ پُتلے کا چیر کر دل نکال لیا اُس پُتلے کو
ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور طبل جنگی بجوا کر دوسری صبح کو میدان مین آیا صاحبقران زنان
مقابلہ سیاہ پوش مین نکلے بعد نیزہ و تلوار کشتی کی نوبت پہونچی کشتی مین صاحبقران زنان
دیکھتے ہین کہ بدن مین آگ لگی ہوئی ہو جب سیاہ پوش لپٹتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ انگارہ
آگ کا ہی یاد جو کرتے ہین تو اسم اعظم فراموش ہی مگر اُلجھ اُلجھ کے دو پہر لڑے بعد دو پہر
کے سیاہ پوش امیر کو ریلکر لے دوڑا ساٹھ سات آٹھ قدم پر لا کر بکہ مارا کہ صاحبقران گر کر
بیہوش ہو گئے سیاہ پوش نے امیر کی مشکین باندھین اور درۂ کوہ مین لے گیا ساتھہ
دل مین سے کہتا تھا کہ رقیب کو تو لے آیا اب جا کر معشوقہ کو لاتا ہون ساحر زبردست
تدبیر پیدا کر کے چلا یہان سلطان مایوس پلٹ کر آیا بیٹی سے سب حال بیان کیا

ملکہ رونے لگی کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا خدا اُنکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کہ آسمان پر
سناٹا ہوا سیاہ پوش اُڑتا ہوا آیا تڑپ کر گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیگیا ملکہ تمرج ہوا سے بیہوش
ہوگئیں مگر سیاہ پوش جمال بے مثال دیکھ دیکھکر خوش ہو رہا ہو جی میں کہتا ہو غضب ہوا
تھا کہ معشوقہ کو حمزہ لے چلا تھا مگر سلطان زرین پوش یہ معرکہ دیکھکر روتا ہوا باہر نکلا
وزرا سے صلاح کی سب نے کہا اب یہ مناسب ہو کہ سیاہ پوش سے چلکر ملیں پیچھے جو کوئی
انتظام ہوگا بہتر ہے بین دوستی کے ہوگا سلطان زرین پوش روتا ہوا بارگاہ سے
نکلا مگر سیاہ پوش کہ جسکا نام ظلمات سیاہ رو ہو ملکہ کو لیکر باغ مین آیا یہ قدرت پروردگار
سے پہلے جو ملکہ بار دو رہی مین آئی دیکھا ایک کونے مین پتلا کھڑا ہو اپنے کو ٹھہرا کر پوچھا کہ کیون
صاحب یہ پتلا کیسا ہو ظلمات دوست اپنا جانکر کہ اُٹھا کہ یہ پتلا بڑی چیز ہو مین نے دل پر
حمزہ کے قبضہ کیا اب اُنکو عمر بھر اسم اعظم نہ یاد آئیگا اگر کوئی ایسا ہو کہ اس پتلے کا سر
کاٹ لے تو گویا میرا سر کاٹا اور صاحبقران سامنے ایک گوشے مین پڑے ہین بیہوش
و بدہوش جسوقت سے زیر ہوے اسی طرح پڑے ہین ہوشیار نہین ہوے ملکہ یہ سنکر
خاموش ہو رہی مگر دل دھڑک رہا ہو کہ ایسا نہو یہ جادوگر سیاہ رو مجھپر دست انداز ہو
جان جانا بہتر ہو مگر اس سے وصل مناسب نہین ظلمات نے کہا اے ملکہ عالم اب تو اس
گھر کی تم مالک ہو مین گلابیان شراب کی لاؤن اور گائندون کو بلاؤن تم یہان بیٹھو
ملکہ نے ظلمات کی دلدہی کو یہ کہدیا کہ میری تقدیر کی خوبصورتی کہ حمزہ کے ہاتھ سے بچی
زبردستی میرے باغ مین گھس آئے تھے مین تو ہمیشہ باپ سے کہتی تھی کہ مجھکو تم پاس
سیاہ پوش کے پہونچا دو جادوگر سے بڑا نفع ملیگا مین بیٹھی ہون آپ شراب لینے
جایئے ظلمات گلابیان لینے گیا ملکہ نے دیکھا کہ میز پر ایک خنجر رکھا ہو دل مضبوط
کرکے وہ خنجر لیکر قریب اُس پتلے کے آئی دعا کی کہ پروردگار ہاتھ مین ایسی طاقت عطا کر
کہ ایک ہی وار مین پتلے کا سر اُڑ جائے یہ دعا کرکے آگے بڑھی مگر یہ بھی ڈر ہو کہ ایسا نہو
ظلمات آجائے تو بڑی خرابی ہو ایسا کچھ سوچ سوچکے پروردگار کو خوب یاد کیا
اور خنجر پتلے کے سر پر مارا پہلے ہی وار مین سر پتلے کا کٹکر گرا اودہان ظلمات گلابیان لیکر

چلا تھا کہ پانون اسکا کانپا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی مگر یہ سمجھ گیا کہ شاید معشوقہ نے کوئی کام
کیا چھپا کہ جا کر اسکو گرفتار کرون وہان سرکشکر اس پتلے کا گرا یہان ظلمات پر برق گری
کہ سر اسکا کٹکر دور گرا صاحبقران کو ہوش آیا کئی ہزار جادوگر ملازم سیاہ پوش کے جو
باغ مین تھے انھون نے صدا سنی کہ کشتی مرا نام من ظلمات سیاہ رو بود امیر نے
پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ یہ پاجیا مارا گیا آپ کی
گرفتاری کے بعد مجھکو اٹھا لایا تھا مین نے آکے اس پتلے کو مارا تب آپ ہوشیار
ہوے خدا نے آپ کی جان بچائی صاحبقران نے شکر پروردگار کیا مگر جادوگرون
نے جو مرنے کی ظلمات کے آواز سنی سب لینا لینا کہکر دوڑے آکر دیکھا کہ پتلے کا سر
کٹا پڑا ہی اور ایک مہ جبین کھڑی ہی اور صاحبقران ہوشیار بیٹھے ہین ساحرون نے
قصد کیا کہ ملکہ کو پکڑلین امیر نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ صاحبقران کی آواز بارہ کوس
تک جاتی ہی اور بعض نے لکھا ہی کہ چوبیس کوس تک جاتی تھی ادھر سلطان زرین پوش
قریب درۂ کوہ کے اترا تھا صدا امیر کی سنکر مثل گل شگفتہ ہوگیا اور فوج لیکے چلا
اسوقت آکر پہونچا کہ دیکھا صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین مگر رستمانہ
لڑ رہے ہین سلطان زرین پوش آپڑا پہلے بیٹی پر قبضہ کیا ساحرون کو مار کر بھگایا
جنگ سے صاحبقران کی عاجز ہو رہے تھے کہ جب اسم اعظم پڑھتے تھے تو ساحرونکی
زبان بند ہو جاتی تھی صاحبقران نے وہ شمشیر زنی کی کہ کئی سو ساحر مارے آخر سب
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران مال و اسباب لیکر بیرون درہ آئے
ملکہ کو محافے مین سوار کرکے داخل قلعہ ہوے سب زرین پوشون کو معلوم ہوگیا کہ
سیاہ پوش مارا گیا صاحبقران ملکہ کو لیکر آئے ہین سلطان زرین پوش کو بھی ساتھ
لیا اور ملکہ سے عقد کرکے کوچ کیا یہان شنکل نے کئی دن انتظار کیا آخر طبل جنگی بجوا
میدان مین نکلا للکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مالک نے نکلکر مقابلہ کیا
مادریان نے سکندری کھائی مالک زخمی ہو ے عرب در از پلیٹ کرلے گیا شنکل نے
پھر آواز دی بدیع الزمان نے قصد کیا تھا چند قدم بڑھے تھے کہ قاسم کو جوش جرأت آیا

پکار کر کہا او کشتی گیر تم انھین باتون سے بہرے ہاتھ سے ذلیل ہوتے ہو دیکھنے ہو کہ دست چپ زخمی ہوا ہین کیا شنکل سے پا یہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان زخمی ہوے عوض مین ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر زخمی ہوا علمشاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا زخمی ہوا اشتر بالاکیو دکو بڑھایا بیچ مین دونون کے آگئے کہا اچھا ہلو آپس مین لڑتے ہو حریف دبا ڈالیگا یہ کہکر دونون کو ہٹایا شنکل طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا دوسرے دن پھر میدان مین آیا علمشاہ مقابلے مین نکلے شنکل نے کہا اے فرزند صاحبقران تمھاری جرأت سے بعید ہی کہ ایک جوان سا تمھ ایکر آئے ہو وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہی اسکو منع کرو علمشاہ پلٹے شنکل نے ہاتھ مارا دیار رستم بھی زخمی ہوے چار میدان داریون مین اسنے کسی کو تیر سے زخمی کیا کسی کو تلوار سے اب کوئی سردار لڑنے والا باقی نہ رہا پانچوین دن میدان مین آیا مبارز طلبی کر رہا ہی سب سردار زخمی کھڑے ہین جب ارادہ کرتے ہین زخم سے خون جاری ہو جاتا ہی بیشاق عرض کر رہا ہی کہ اے رستم مین اسکے مقابلے مین جاؤن رستم منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پر ساحر کا کیا کام ہی مگر شنکل میدان مین للکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون چاہتا ہی کہ مغلوب کرون مگر بیشاق وغیرہ کو دیکھکر سوچتا ہی کہ اگر جا پڑونگا تو یہ ساحر ضرور دخل دینگے گینڈے کو مہنبر کر رہا ہی اہل اسلام حیران و پریشان دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب کارساز و اے خالق بے نیاز تو ہی مالک و مختار ہی کل کا مددگار ہی رحم اپنا شریک کر دے

نظم

تو جلوہ مید ہد اے صانع اکبر ز ہر صنعت	تو ظاہر میشوی اے کاتب قدرت ز ہر صورت
تو می بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت	تو می سازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
ترا زیبد خدائی و شہنشاہی و ذیجاہی	ترا شایان چنین فخر و چنین شان و چنین شوکت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب	توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا خواند ترا داند ترا خواہد ترا جوید	ترا سجدہ کند ہر بندہ بر خاک عبودیت
تو بخشیدی بہ ہندی طبع موزون سبیلہ نقش	تو بنہادی بہ این عاجز ترین بندگان منت

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تو رستم بھی پکار اٹھے کہ ای خالق عالم و ای رب اکرم تیرے
بندے ذلیل ہوتے ہین زخم سے مجبور ہہون ورنہ اس دیو خصال کو سزا دیتا یہ وقت مدد
ہی تیر دعا سب کا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ آگے صاحبقران
ایکطرف لندھور بن سعدان دوسری جانب ریحان قزاق تیسری سمت سلطان
تدرین پوش پشت پر سوار و پیدل امیر نے دیکھا کہ شنکل میدان مین بلبلا رہا ہی
مقبل نے اشقر پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوکر مقابل شنکل مین پہونچے شنکل نے
نیزہ مارا امیر نے نیزہ شنکل کا توڑ ڈالا شنکل نے تلوار کھینچی خنجر دار خبر دار کہکر ہاتھ
مارا امیر نے سپر گرشاسپ کو اٹھا دیا وہ سپر طلسمی کب کٹتی ہی سپر پر دھمک جو پہونچی
چار پنجے فولادی پیدا ہوے تلوار کو شنکل کی پکڑ لیا شنکل ہنسا کہا یا صاحبقران
یہ سپر تو آپ نے خوب بنائی ہی کہ حریف کی تلوار پکڑ لیتی ہی امیر نے فرمایا زور کا امتحان
ہی شنکل نے جھٹکا مارا تلوار تو ٹوٹ گئی قبضہ اسکے ہاتھ مین رہگیا اسنے قبضہ کھینچ مارا
صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا شنکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن جی
مین کہتا ہی کہ نام اسکا سپر ہی اگر ایک کوہ بھی ہوتا تو والد نہ روکتا تا تیغۂ عقرب سلیمانی
جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سر امیر سر کو کاٹتا نہ
جگر گاہ پہونچی لاشہ شنکل زمین پر گرا ہمراہیان شنکل آپڑے لندھور بھی ادھر سے
جا پڑے ہمراہیان شنکل کو شکست حاصل ہوئی لاشہ اپنے مالک کا اٹھا لیا شکست
خوردہ فرار پر قرار کیا مگر صاحبقران جنگ کو فتح کرکے جو لشکر مین آئے تو بدیع و قاسم
وغیرہ کو زخمی دیکھا کیفیت پوچھی سب نے بیان کیا کہ بدیع الزمان و قاسم آپس مین
زخمی ہوے تمام لشکر ہاتھ سے شنکل بن شنکال کے زخمی ہوا امیر نے بہ نگاہ قہر
طرف قاسم کے دیکھا فرمایا کیون ای قاسم اپنی آتش مزاجی نہین موقوف کرتے اگر
آپس مین زخمی نہ ہوے ہوتے تو شنکل کی کیا حقیقت تھی قاسم نے سر جھکا لیا مگر
چپکے چپکے کہہ رہا ہی کہ دادا جان غصہ فرماتے ہین ابھی ہاتھ سر ٹوٹے تلوار چھین لون
تو معلوم ہو مالک نے ہاتھ باندھکر کہا ای شہریار رہا سے خدا خاموش رہیے وہ تو شہ

کشتی گیر کی طرفداری کرتے ہیں میں لشکر میں نہ رہونگا مجھسے یہ باتیں نہیں سنی جاتیں مالک نے
سمجھاکر قاسم کو بٹھایا مگر قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہی سوچ رہا ہو کہ کل لشکر سے نکلجاؤنگا ایسا
نہو کہ یہ کشتی گیر میرے ہاتھ سے مارا جائے یہ سوچ کے دربار سے اٹھے باہر آکر گھوڑا
مانگا سیارہ نے پوچھا کیوں آقا خیر تو ہو قاسم نے کہا ہم لشکر سے نکلے جاتے ہیں یہاں
نہ رہیں گے سیارہ نے کہا غلام ساتھ ہو قاسم نے کہا تیار رہو سیارہ نے کہا ہر وقت
تیار رہتے ہیں جہاں چاہیے چلیے قاسم گھوڑے پر سوار ہوکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے
جنگل کا سناٹا راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہیں چار پانچ دن برابر رہروی کی چوتھے روز
ایک دریا پر پہونچے غصہ تو انتہا کا تھا گھوڑا دریا میں ڈالدیا سیارہ مشک سینے سے
لگاکر یہ بھی دریا میں اترا قاسم کے پاس مرکب طلسمی سوسوم بہ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی
دریا کو طی کر گیا کر کان میں توپ کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے قریب آکے
دیکھا ایک قلعے پر ایک بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہو اور ایک زنگی دیو خصال بالغرض کیے ہوے
طرف قلعے کے جاتا ہو قاسم نے للکارا کہ او نامرد تجھکو کچھ خوف خدا نہیں کرتا وہ بادشاہ
فریاد کرتا ہو اور تو فریاد نہیں سنتا بس اب آگے نہ بڑھنا زنگی نے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال صحرا سے آتا ہو جب قریب پہونچے تو زنگی نے نام پوچھا قاسم نے اصلی نام
بتادیا زنگی قہقہہ مار کر ہنسا کہا میں تم لوگونکی تلاش میں تھا ایک ضرب شمشیر دوپہر کا لے
کرونگا یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا کہ زنگی کے
دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان زنگی آپڑے قاسم نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		ز زخم تیغ برابر نیزہ بہ باد
ز آب دم تیغ ششتم زمین		ہمہ باختر شد بزیر زمین

وہ بادشاہ پیر بھی قلعے سے نکل آیا خوب جمکر تلوار چلی آخر ہمراہیان زنگی بھاگ گئے
بادشاہ پیر نے آکر قاسم کو سلام کیا اور عرض کی قلعے میں تشریف لے چلیے آپ نے
جان بچائی ورنہ یہ زنگی زندہ نہ چھوڑتا قاسم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہو کہا اے شہریار
نام میرا بختیار شاہ کبر وقتی ہو یہ زنگی بھیجا ہوا حیران جنگ آزما کا تھا کہ اس

اقلیم کا حاکم ہو مگر آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا قاسم نے کل کیفیت اپنی بیان کی
بختیار شاہ کو قاسم نے مسلمان کیا کل قلعہ کبر وتنبیہ اسلام آباد ہوا بختیار شاہ تخت پر
قاسم زنگل شوکت پر جام مواد غوانی گردش میں صدائے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہے
ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہے نظم

آگے آنکھوں کے تصور میں وہ گلرخسار ہے ۔ ہر گل بے خار جنت جسکے آگے خار ہے
ای کلیم اپنا دل اُسکا طالب دیدار ہے ۔ آفتاب حشر جسکا روزن دیوار ہے
کیوں گذرتی ہے بجا کہ ہمکو وہ کافر نگاہ ۔ جسم زار اپنا مگر پائے نگہ کو خار ہے
کہہ رہا ہے باغ میں ہر گل زبان حال سے ۔ مبتلائے خار غم رہتا ہے جو زردار ہے
ایک ہیں میرے دل پر داغ میں سو خار غم ۔ ورنہ جو لالہ ہے باغ دہر میں بے خار ہے
کہدیا تجھکو خبردار ہو ہما چل جائیگا ۔ استخوان میرا غذائے مرغ آتشخوار ہے
مانگ سب کتنے ہیں جسکو سانپ کی ہے وہ لکیر ۔ کیچلی سو بات ہے اور اُسکی چوٹی مار ہے
وہ بت کافر ہے گلدستہ ریاض حسن کا ۔ رشتۂ گلدستہ بالا سے کمر زنار ہے
چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پھاہے کی جا ۔ زنگ اُس خنجر کا مجھکو مرہم زنگار ہے
تیر مجھ کشتے کے پہلو سے نہ کھینچو یار کا ۔ بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہے
غیب سے ہوتی ہے پیدا خاکساروں کی دوا ۔ زخم کو جادہ کا سبزہ مرہم زنگار ہے
آتش ہجر و گلشن بن گئی تھی جسطرح ۔ یوں مجھے آتشکدہ بے یار ہر گلزار ہے
دوڑتا ہے جسطرح طاؤس پیچھے سانپ کے ۔ یوں دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہے
ہے خدا کی یاد کا حیلہ پئے اخفائے راز ۔ ای صنم تا صبح تیری فرقت میں شب بیدار ہے

کہ قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ بختیار شاہ رو رہا ہے قاسم نے گانے والی کو اشارہ کیا
دور جام بھی موقوف ہوا قاسم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ اسقدر رونے کا کیا
باعث ہے کیا صدمہ پہونچا بختیار شاہ نے کہا اس حال کو نہ پوچھیے میرا فرزند خسرو
شیر دل تنھا جدان سے اسنے ہوش سنبھالا حکم کیا کہ ہم خراج نہ دینگے بادشاہ کو حوصلہ
نہ پڑا اگر کسی پہلوان کو بھیجتا تا گا اس سال یہ آفت پڑی کہ میرے شہر سے دو کوس پر

ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے آہوان کہتے ہین ہزارہا آہو اُس صحرا مین رہتے ہین اگر کوئی وہان
جاتا ہی تو وہ آہو اُسے گھیر لیتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر روتے ہین جب آگے بڑھو تو ایک
نازنین آتی ہی وہ مرد کو دیوانہ کر کے لیجاتی ہی میرا بیٹا بھی جا کر اُسی بلا مین مبتلا ہوا بڑی بڑی
کد وکوشش کی مگر فرزند نہ ملا اگر وہ اسوقت ہوتا تو آنکھون کو فرش کرتا بہادر کا عاشق
تھا قاسم نے کہا انشاء اللہ ہم بر اسے رہائی خسرو کل جائینگے بختیار شاہ خاموش ہو رہا
مگر قاسم جو رات کو سوئے تو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرما رہے ہین کہ یہ پرچہ لو
اسمین اسم لکھا ہی یہ اسم دافع سحر ہی اول آہوان صحرا کو القعان بنانا وہ سب آہو شاہزادے
وزیرزادے ہین انکو صفت دیگر بالاے کوہ جانا وہان پہونچکر خسرو کو پاؤگے یقین ہی کہ
تمسے مصالحہ ہو اس طلسم کو طلسم گلزار بیخزان کہتے ہین اسکے سات دربند ہین مشکل دربند اولکی جا
ہی اگر مناسب جاننا تو اُس سے فیصلہ کر لینا کہ اُس طلسم کا فتاح ابھی پیدا نہین ہوا تمھارے
خاندان سے اس طلسم کا بھی فتاح ہی ہر چند کہ تمھارے واسطے بھی صورت فتح ہی آیندہ
جو خدا چاہے پرچہ کاغذ کا دیکر وہ بزرگ تو غائب ہوئے قاسم کی آنکھ کھلی تو پرچہ کو
اپنے سرہانے پایا وقت صبح صادق تھا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی کہ اتنے مین بختیار شاہ
آیا قاسم نے کہا ای بادشاہ ہمکو صحراے آہوان مین لے چلو بختیار شاہ نے کہا ای شہریار
مین نہین چاہتا کہ آپ کو رنج پہونچے آیندہ جو رائے ہو قاسم نے کہا مین ضرور جاؤنگا غرض
بختیار شاہ ساتھ ہوا قاسم طرف صحراے آہوان کے چلے دو کوس راستہ طے کر کے ایک
دشت مین پہونچے تو دیکھا کہ چہار طرف آہوان صحرائی پھر رہے ہین قاسم کو دیکھکر سب آہوون
نے گھیر لیا دامن تھام کر رونے لگے قاسم کو اُنکے رونے سے اور اشارون سے یہ ثابت
ہوا کہ منع کرتے ہین کہ اسطرف نہ جائیے یہ صحراے آفت ہی قاسم نے پرچہ نکالا اسم جو
اُسمین مرقوم تھا اُسے پڑھکر دم کیا تو وہ سب آہو چیخ مار کر زمین پر گر گئے اور تڑپنے لگے
ایک لمحہ ٹھہری دیر کے سب انسان ہو گئے نعرہ اللہ اکبر کہکر سب شاہزادے وزیرزادے
وغیرہ اُٹھے اور قاسم کے ساتھ ہوئے قاسم طرف کوہ کے چلے دیکھا ایک جوان بال
بڑھے ہوئے ناخون دراز چہرہ پریشان بہت سی بکریان ساتھ ہین انکو چرا رہا ہی جب

جب قاسم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اُس جوان نے منع کیا کہ ادھر نہ آئیے قاسم نے جواب نہ دیا بالائے کوہ چڑھ گئے اُس جوان نے جو دیکھا کہ شاہزادے ساتھ ہین پوچھا کہ ای شہریار آپ کون ہین کیا تدبیر آپ کو آتی ہی کہ ان حیوانون کو انسان بنایا قاسم نے کہا پروردگار کے نام کی تاثیر سے یہ سب انسان ہوے مگر یہ بتلاؤ کہ تم کون اور بکریان کیسی ہین اُسنے کہا خسرو شبیر دل میرا نام ہی بختیار شاہ میرے باپ کا نام ہی یہ بکریان وغیرہ سب انسان ہین سامنے باغ مین سمنکال جادو رہتی ہی اُسنے سب کو جانور بنایا ہی اب آپ اُستک چلین قاسم نے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب انسان بنے آہو اور بکریان ملاکر پانچسو جوان ہوے قاسم آگے آگے چلے خسرو دوڑتا ہوا ساتھ ساتھ ہی جیسے ہی قریب در باغ کے پہونچے ایک عقاب گرا خسرو کو اُٹھا لیگیا دوبارہ تڑپ کر سر قاسم پر آیا اُسکو دیکھکر قاسم نے اسم پڑھا وہ عقاب ایک جادوگر تھا اسم کی برکت سے بصورت اصلی ہوگیا قاسم نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من عقاب جادو بود پلٹ کر قاسم نے دیکھا کہ وہ جوان بھی سب غائب ہوگئے وہانسے بارہ دری مین آئے دیکھا خسرو اور سب جوان بندھے ہوے کھڑے ہین اور ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی اور ایک بڑا کاغذ دیکھ رہی ہی مگر چہرے پر حزن وملال کے آثار ظاہر ہین قاسم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا ای شہریار آپ کے آنیکی خبر ساحران گذشتہ لکھ گئے ہین مگر آپ طلسم کشا نہین ہین یہ طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح نہ ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نوجوان فرزند نورالدہر بن بدیع الزمان وہ آکر اِس طلسم کو فتح کرینگے امیدوار ہون کہ مجھکو کچھ نشانی دیجیے کہ وہ دکھا کر اُنکی اطاعت کرونگی ہرچند کہ آپکا بھی کوئی کچھ کر نہین سکتا مگر ساحر لہاسال بلاؤن مین مبتلا رہیے گا آپ کی مراد کیا ہی قاسم نے کہا خسرو اور اِن شاہزادون کو لیجاؤنگا کہ یہ بندگان خدا آفت مین مبتلا ہین سمنکال نے کہا بسم اللہ اِنکو لیجائیے اور پہلو سے باغ مین ایک کوٹھا ہی کہ خزانے سے بھرا ہی وہ خزانہ بھی آپ ہی کے واسطے ہی قاسم نے ایک رقعہ لکھکر سمنکال کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای فرزند سمنکال اطاعت کرتی ہی اِسکو قتل نہ کرنا یہ تمہاری مددگار ہی خسرو اور پانچسو

شاہزادون کو ساتھ لیکر قاسم وہان سے چلے سمنکال قاسم کو پہونچانے آئی قاسم سب کو
ساتھ لیے ہوے کوہ سے اترے طرف قلعۂ کبر وتنبیہ کے چلے اگر دور سے دیکھا کہ قلعہ نہین معلوم
ہوتا جب قریب آئے تو دیکھا کہ قلعہ کھدا پڑا ہی رعایا بھاگی ہوئی خسرو کو دیکھکر اہل رعایا
درہ ہاے کوہ سے اترے اپنے شاہزادے سے ملے قاسم نے پوچھا قلعہ کسنے کھودا کہا
جس زنگی کو آپ نے مارا تھا اسکا بھائی دیوپیل عاد آیا بختیار شاہ کو گرفتار کر لیلیا قلعہ
کھدوا ڈالا ہم لوگ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے کل شام کو وہ یہان سے چلا گیا مگر
آپ کی تلاش کرتا تھا اسکا قول تھا کہ قاتل اظلم زنگی کہان گیا جب اسکو قتل کرونگا تو
مجھکو آرام ملیگا قاسم اسیوقت مرکب کو پھیر کر خسرو سے کہنے لگے تم تو یہان رہو قلعے کو
آباد کرو مین تلاش مین دیوپیل عاد کی جاتا ہون انشاء اللہ راہ مین جاکر اس سے مقابلہ
کرونگا اور سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا خسرو نے کہا مین ساتھ چلونگا قاسم نے خسرو کو مع
پانچسو جوانون کے ساتھ لیا اور تلاش مین دیوپیل عاد کی چلے یہان دیوپیل عاد رات
بھر منزل چلا صبح کو ایک صحرا مین اتر پڑا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاتل اظلم زنگی آپکی
تلاش مین آتا ہی دیوپیل عاد باہر نکل آیا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی آگے آگے قاسم
پہلو مین خسرو پشت پر پانچسو جوان اور دیوپیل عاد کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین
ایک خیمے مین بختیار شاہ مع چند وزرا کے قید ہی دیوپیل عاد کو بڑا انتشار ہی کہ کیسا
بے خوف جوان ہی کہ پانچسو جوانون سے میرے مقابلے مین آیا ہی اور سامنے اترا ہی
ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ کہتا ہی آگے نہ جانے دونگا دیوپیل عاد نے طبل جنگی بجوایا
قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ رستم زرین پوش اکھاڑے سے مغرب کے
نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور ۔ اٹھا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ۔ بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ۔ نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دید بہ خلق یہ آشکار ++ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دیوبل عاد میدان میں آیا اُدھر سے قاسم انھیں چند کس کو ساتھ لیے ہوے میدان میں آئے دیوبل عاد نے میدان میں آکر نعرہ کیا کہ قاتل اظلم کہان ہو میرے مقابلے مین آئے تو احوال معلوم ہو قاسم نے مرکب بڑھایا سامنے دیوبل عاد کے آئے دیوبل عاد اُنکی صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوا لیکن کہتا ہی کیہو تم مجھسے مقابلہ کریگا بار شمشیر کلائیان توڑ دیگا یہ خیال کرکے آواز دی اے جوان اظلم کو قتل کرکے تجھے بڑا غرور ہوا کہ ماہ دولت کے مقابلے مین آیا ہی قاسم نے کہا او مغرور تو نے بڑا ستم کیا کہ بادشاہ پیر کو گرفتار کرکے لایا اور قلعہ کھدوا ڈالا رعایا کو آزار پہونچایا دیوبل نے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا تھوڑی دیر نیزہ بازی رہی قاسم نے نیزہ دیوبل کا کاٹا اور تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے دیوبل عاد کے نکلگیا دیوبل نے غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے بار ڈھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دیوبل عاد بھی لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی قاسم نے دیوبل عاد کو تنگ کر دیا ہی جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ دیوبل عاد کے ماتھے سے خون جاری ہی زرہ پارہ پارہ مگر اٹھے جاتا ہی پھر دن رہے دیوبل عاد نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہجائے دیوبل عاد قاسم کو ریلکرلے دوڑا چند قدم پر لاکر بکہ مارا کہ بایان گھٹنہ قاسم کا جھکا تڑپ کر لنگر پار اگر پشت پا تک غرق ہوے دیوبل عاد ادپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہوگیا آنکھیونسے قطرے خون کے ٹپک پڑے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قاسم اپنے مقام سے اٹھے دیوبل عاد کو ریلکر لے دوڑے ستر سو بین قدم پر لاکر بکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوبل عاد کے آشنا بہ زمین ہوے دیوبل عاد چاہتا ہی کہ لنگر مارون مگر حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پرور رہی ماہ شہسوار لال پوش خاور رہی ماہ افرو

کر کے زور کیا دیوپل عاد کو اٹھا لیا دیوپل عاد بصدق دل مسلمان ہوا بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا باپ بیٹے سے ملا قاسم نے فرمایا اب تم سب جا کر قلعے کو آباد کرو ہم مقابلہ
جبران جنگ آزما میں جائیں گے مشاہی کروہ بڑا بہادر ہے اپنی جرأت پر بڑا اسکو نازہی
اسطرف ہمارا گذر ہوا ہو تو کوئی تو ایسا کام کرین کہ نام رہے لوگ اپنے مقام پر کہین کہ
نبیرہ صاحبقران نے دین و اسلام اس اقلیم میں جاری کیا ہے بختیار شاہ نے عرض کی
مین تو قدم اقدس نہ چھوڑونگا دیوپل عاد نے بھی یہی کہا کہ مین تو ضرور ہمراہ رکاب رہونگا
مگر آگے بڑھکر ایک دریا ئے قہار ملیگا جہاز موجود رہتے ہین قاسم نے کہا کہ شکر ہے
کہ سواری موجود ہے دیوپل عاد نے عرض کی کہ دریا سے پار اتر کے پھر ڈانڈا اسکی
عملداری کا ملیگا قاسم نے ان سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن کنارے دریا
کے پہونچے دیکھا دریا ئے قہار و مواج لطمہ سنج آفت زا کس زور سے بہتا ہے
کہ اگر تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہوجائے قاسم اسی مقام پر اتر پڑے سیارہ کو
حکم دیا کہ جہاز وغیرہ کا سامان کرو تو ہم صبح کو سوار ہونگے سیارہ نے رات ہی رات
جہاز کا کرایہ طے کیا صبح کو قاسم سوار ہوے دیوپل عاد و خسرو و بختیار شاہ و پانچسو
شاہزادے سب ہمراہ ہین سوار ہو کر جہاز پر چلے میر بحر خلق قاسم کا بندہ ہو گیا ہے
کہتا تھا ای شہریار بعد ایک ہفتے کے آپ کو پار اتارونگا قاسم انعام و اکرام ہر
منزل پر دیتے ہین تیسرے دن میر بحر روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہو گیا
ایک جھینگا نکلا ہے وہ دیکھیے آتا ہے جہاز کو دیکھ رہا ہے قاسم نے بھی دور سے دیکھا
کہ جھینگا پانی کو کاٹتا ہوا آتا ہے قاسم نے کمان کیانی اٹھائی تیر تاک کر مارا کہ جھینگے
کی آنکھ پر پڑا جھینگا جو تیر کھا کر تڑپا تو جہاز ٹوٹ گئے بلند ہوا جس جہاز پر خسرو و
دیوپل عاد تھے وہ جہاز تو بہ گیا جس پر قاسم تھے اسکے ٹکڑے اڑ گئے ایک تختے پر
قاسم بہتے ہوے چلے مگر جہانتک نگاہ پڑتی ہے سوا سے پانی کے کچھ معلوم نہین ہوتا
سب ساتھ والے نگاہون سے مخفی ہو گئے سیارہ بھی بہ گیا ثابت نہ ہوا کہ کدھر
گیا قاسم یکہ و تنہا پروردگار کو یاد کرتے ہوے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے

بھنتے ہوئے جاتے تھے دو دن اور دو راتین قاسم اسی تختے پر چلے گئے آخر تموج
آب سے بیہوش ہوگئے مگر بقدرت پروردگار ایک موجۂ کلان اٹھا تھپیڑا جو پڑا
پھر اقاسم کا خشکی مین آکر گرا اسکان سے اسکی قاسم کو ہوش آگیا شکر پروردگار کرکے
پتھیا جسم پر لگاے مگر پھر اپنے کا طرف اعظم ہی آخر ایکجانب چل نکلے ہر چند کہ پیدل چلنے کے عادی نہین
مگر یہ بھی تقاضاے جرأت ہی کہ جیسی پڑے ویسا جھیلنا مجبور پاپیادہ چلے جاتے ہین
تیسرے دن کچھ خیمے استادہ معلوم ہونے لگے اسی جانب چلے آکر دیکھا کہ ایک باغ
ہی اسکے اندر لوگ چلے جاتے ہین اور گرد باغ ہزارہا خیمہ استادہ ہی ان خیمون مین
شاہ و شہریار و زادے فروکش ہین قاسم نے دیکھا کہ شاہزادے اور اکثر غیر لوگ اس
باغ مین جاتے ہین قاسم بھی طرف باغ کے چلے جب باغ مین آئے تو دیکھا حقیقت
مین باغ رشک بہشت برین ہی چہار جانب گل خودرو نے اپنا لطف دکھلایا ہی
کہ جسمین حقیر عرض کرتا ہی فرد دشت جنون مین ہی گل خودرو سے کیا بہار یہ شاید
کہ پھول تیس غریب الوطن کے ہین یہ ہر جانب چمن ہاے طلا لاقی نخل بار آور
پھلدار ان مین وہ مہک ہی کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی قاسم تماشۂ باغ دیکھتے ہوئے
ایک مقام پر آکر ٹھہرے سارے باغ مین جابجا فرش بچھا ہی ایک مقام پر ناچ
ہو رہا ہی قاسم کی صورت زیبا دیکھکر ہر شخص محو جمال بے مثال ہوگیا بقول سعدی علیہ الرحمہ
فرد ہر کجا چشمۂ بود شیرین یہ مردم و مرغ و مور گرد آیند یہ جس مقام پر قاسم ٹھہرے
شاہزادے بھی سب جمع ہوگئے طائفے بھی وہین موجود ہوگئے طوائفین قاسم کا حسن و
جمال دیکھکر پسی رہی ہین سامنے قاسم کے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار بار بتاتی ہین
دل سامعین کا لبھاتی ہین قاسم جیب مین ہاتھ ڈالکر اشرفیان نکالکر پھینکدیتے ہین
مگر قضاے کار آبشار تیغ زن کہ لشکر حیران جنگ آزما کا سپہ سالار ہی اسکی بیٹی
کی شادی ہی اس باغ کو باغ عشرت کہتے ہین جسکی شادی ہوتی ہی وہ اسی باغ
مین آکر شادی کرتا ہی آبشار بارہ دری مین شاہزادون کی خاطر کر رہا ہی ہرکارون
نے خبر دی کہ اے آبشار بڑے صاحب اقبال ہو نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان

آکر شریک صحبت ہوے ہین آبشار یہ سنکر خوش ہوگیا کہتا ہوا چلا کہ میری خوش نصیبی
کہ ایسے جلیل آکر میری شادی مین شریک ہون مگر صحبت عام مین اُنکا بیٹھنا مناسب
نہین ہی مین جاکر اُنکو جلسۂ خاص مین لاؤن آبشار یہ کہکر دوڑتا ہوا آیا دور سے
دیکھا کہ بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد ہجوم سیارگان طائفے دمبدم چلے آتے ہین
یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ پوتا صاحبقران کا آیا ہی انعام بانٹ رہا ہی کسبیان سب
مالا مال ہوگئین آبشار جمال قاسم دیکھکر محو دیدار ہوا سامنے آکر مؤدب کھڑا ہوگیا
جب قاسم نے سر اُٹھایا تو آبشار نے سلام کیا عرض کی کیا بندہ نوازی ہی اور کیا
ذرہ پروری ہی کہ مجھکو سرفراز کیا مگر یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری
مین تشریف لے چلیے اِس عجز سے آبشار نے عرض کی کہ قاسم کو کچھ نہ بن پڑا اسکے ہمراہ
آبشار کے بارہ دری مین آئے سب تاجدار واسطے تعظیم کے اُٹھے اُدھر قاسم نے
دیکھا کہ وسط باغ مین تخت زرجدی بچھا ہی مگر تخت پر غاشیہ پڑا ہی آبشار نے قاسم
کو لاکر برابر تخت کے ایک دنگل زرین بچھا ہوا تھا اُسپر جگہ دی قاسم کے بیٹھنے
سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب رخسار کی چمک سے دیکھنے والونکی آنکھین خیرہ ہوگئین
آبشار نے کئی عرضیان بادشاہ کو لکھین کہ حضور بھی آکر شریک جلسہ ہون جیران
نے جواب لکھ بھیجا کہ اے آبشار مین تو نہین آسکتا مگر میری دختر بلند اختر ملکہ ماہ منیر
براے شکار گئی ہین مین نے اُنکو لکھ بھیجا ہی کہ شکار سے پلٹ کر شریک جلسۂ آبشار
ہونا یقین کامل ہی کہ ملکہ ماہ منیر تشریف لائین آبشار انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین آبشار براے استقبال دوڑا اور دروازہ پر
آکر دیکھا کہ مرکب پری پیکر پر ملکہ سوار نقاب گلنار چہرے پر پڑی ہوئی مادیان کو
اُڑاتی ہوئی آتی ہین آبشار نے سلام کیا ماہ منیر نے اشارۂ ابرو سے سلام کیا
پوچھا اے آبشار والد نے حکم دیا تھا کہ باغ عشرت مین بھی جانا ہین کئی منزل کا
پھیر کھا کر تمھاری خاطر سے چلی آئی آج شب کو یہین رہونگی آبشار نے دست بستہ
عرض کی کہ غلام کو سعادت حاصل ہوئی کہ حضور نے سرفراز فرمایا مادیان سے

ملکہ اُترین کنیزین جو پشت پہ تھیں اُنھون نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا ماہ منیر
پنجون کے بھل اکڑتی ہوئی نقاب کو سنبھالتی ہوئی باغ مین آئی نرگس شہلا نے کہ جمال
کی مشتاق تھی آنکھین کھولدین سوسن بصد زبان گلرخسار کی ثنا خوانی کرنے لگی سرو
گلزار پا بہ گل تھا سیدھا کھڑا ہوا جو جمال دیکھکر اپنے مقام سے ہل نہین سکتا عشق پیچان
بھی زلف معنبر دیکھکر ایسا پریشان ہوا کہ اُلجھن ہو گئی ہر طرف باغ مین ملکہ کی آمد کا شور
ہوا نہرون کو یہ جوش ہوا کہ چشم حباب سے نظارہ کرنے لگین کہ سراپا خوب محبوب مرغوب ہے
مچھلیان چاہتی ہین کہ نہر سے نکل آئین اور قدمبوسی کرین مگر مجبور ہو نا چار ہین کہ
موجۂ نہر سے پا بہ زنجیر ہین مگر قاسم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ آلیشار نے آکر عرض کی اے
شہریار ایک تکلیف دونگا ہمارے شاہ کی دختر آتی ہین جسوقت وہ تشریف لاوین
تو ذرا کھڑے ہو جائیے گا ہر چند کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین مگر آلیشار نے اس خوشامد
سے کہا کہ قاسم نے بہت بہتر کا جواب دیا اول چند کنیزین آئین پکار کر آواز دی
صاحبو ہوشیار ہو جاؤ ملکۂ عالم آ پہونچین سب تاجدار اُٹھکر آگے بڑھے قاسم بھی
اپنے مقام سے اُٹھے مگر دنگل کے پاس ہی کھڑے رہے کہ آفتاب عالمتاب حسن
جمال صاحب جاہ و توقیر ملکہ ماہ منیر بارہ دری مین داخل ہوئین آلیشار پیچھے پیچھے
ہاتھ باندھے ہوے سب تاجدارون کو سلام کرتا ہوا ملکہ کو لاتا ہی جب ملکہ قریب
تخت پہونچین تو نگاہ جمال قاسم پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند و
بالا چہرہ آفتاب عالمتاب قد الو شمشاد باغ حسن وجمال دونون ابرو مین باصاف
ثابت ہوتا ہی کہ تیغۂ اصفہانی نیام انتقام سے اُگلے پڑتے ہین گردش چشم لیل و
نہار کو آنکھ دکھاتی ہی آنکھ غزال چینی کی شرماتی ہی تیغۂ ہلالی کمر سے لگا ہوا پشت پہ
سپر کہ جسکو شب فراق عاشقان کہیے اُسپر پھول چمک رہے ہین پانون کو جنبش
ہوئی نقاب چہرے سے ہٹی قاسم کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ محبوب حور طلعت صاحب
شوکت ولیاقت شکم گرداب دریاے جست سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی
کہ سرو گلزار مین پھل آیا یا درج گوہر ہین یا دو درج معجون سہی موے کمر بال سے

باریک جسپر مثال خط شعاعی ٹھیک

نظم

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
ابر ہو جسطرح سے گرد قمر

موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے
سانپ جسطرح غصے مین ہوئے

طاق ابرو کا مرتبہ ہو سوا
جنکی مشتاق ہوئی ہے خلق خدا

ایسے خنجر تھے ابروے کافر
زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر

یہ بھی کہتے ہین بعضے نکتہ ہین
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین

کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین

گورے گورے وہ عارض پر نور
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور

مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے
صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے

رنگ گل گر مقابلے کو آئے
ہے یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل

وہ گلا یار کا صراحی دار
پتلی پتلی رگونکا جس سے ابھار

لوح سیمین وہ سینۂ پر نور
صاف و شفاف مثل سینۂ حور

ابھرا ابھری وہ چھاتیان اُسپر
قبۂ نور جسکو سمجھین بشر

ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
تو لگا لے وہ اپنے سینے سے

وصف موے کمر ہے حد سے فزون
درد سر ہو جو موشگافی کرون

طبع نازک نے بھید یہ پایا
آئنے مین شکم کے بال آیا

ساق پا ہین تو نور کا ہے ظہور
یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور

پائجامے مین یون ہے جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن

لال مہندی سے دونون تھے کف پا
ہاتھ ملتا تھا اپنے وزد حنا

قد کی تعریف مین ہے حیرانی
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

مشاطۂ حسن و عشق نے پیش قدمی کرکے گلہاے عشق دونون کے سامنے پیش کیے

رنگ چہرون کے اڑ گئے ملکہ نے نقاب کو درست کیا پسینے پسینے ہو گئی ناچار ہو کر تخت پر بیٹھی وزدیدہ نگاہین کام کر رہی ہین کہ ملکہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا آبشار کو بلاؤ آبشار سامنے آیا فرمایا کیون آبشار کوئی مقام ایسا ہی کہ ہم تنہائی مین بیٹھکر دل بہلائین آبشار نے عرض کی حضور یہ مقام باغ عشرت ہی اس باغ مین سب طرح کی کیفیت ہی کوٹھے پر چند کمرے خالی ہین ملکہ نے صرف وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا اور تخت سے اٹھی لیکن دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی پلٹ پلٹ کے قاسم کو دیکھتی ہی نگاہون سے یہ اشارہ تھا کہ صاحب ہم کوٹھے پر جاتے ہین تم بھی آنا جب ملکہ چلی گئی اور کمرے مین جاکر بیٹھی تو گلرو وزیرزادی سے کہنے لگی کہ کیون گلرو ایسے جوانان ماہ رو کبھی نگاہ سے گذرے ہین تمام اعضا موافق اس جرأت کو تو دیکھو کہ دشمن کے گھر مین اکیلے چلے آئے اور بیخوف بیٹھے ہین ہرچند کہ آبشار تیغ زن آنکھین ہمارے باپ کی دیکھ چکا ہی اسی صحبت مین بیٹھا ہی پہ بدری نہ پیش آئیگا مگر انکو یہ مناسب نہ تھا ای گلرو میرا تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا	رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے	ای یار جدھر آنکھ پڑی تو نظر آیا
میزان عدالت مین مرے دیدۂ پرآب	ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
سمجھا ہین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن	رخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا
قاتل ادب قبح سکھایا کیا ہر روز	برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا
سرمے کا جو دنبالہ تری آنکھون مین دیکھا	اک ناوک پران پس آہو نظر آیا

یہان قاسم نوجوان بعد جانے ملکہ کے زانو بدلنے لگے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر عضو بدن سوزش عشق سے جل رہا ہی گھبرا کر فرمایا ای آبشار ہم آج کئی دن سے صحرا مین تھے کوئی مقام ایسا بتاؤ کہ وہان جاکر بیٹھین اور تھکن اتارین آبشار نے کہا بالاے بام تشریف لیجائیے کمرے سب سجے ہوے ہین جس مین چاہیے آرام فرمائیے

قاسم بھی رنگل سے اُٹھے اور بام پر آئے دیکھا ایک کمرے مین وہ حور وش وزیرزادی سے باتین کر رہی ہی اُسی کے برابر ایک کمرہ تھا اُس مین جاکر قاسم بھی بیٹھے ہچکیان آنے لگین ہرچند دل کو سمجھاتے ہین مگر طپش قلب دمبدم زیادہ پاتے ہین جب قاسم کا حال غیر ہوا تو دل کو سنبھال کر یہ شعر مصنف کا پڑھا فرد رہ رہ کے دل درد جگر روح پہ صدمات فراق وہ ای مسیحا تیرے بیمار کراہین کیونکر بارہ کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین ادھر ملکہ ماہ منیر نے سنا سنے گلرو کے جو بیقراری اپنی بیان کی تو وزیرزادی نے عرض کی حضور یہین سے انکو پہلو والے کمرے مین آتے دیکھا ہی اگر وہین ہین تو مین لاتی ہون ماہ منیر نے کہا ای گلرو تیری کنیز بے دام ہو جاؤنگی مگر اسکا خیال رہے کہ میری خواہش ثابت نہ ہو اس حیلے سے لانا کہ انھین کا اشتیاق رہے مجھے بڑے بڑے خیال ہین گلرو نے کہا دیکھیے جاتی ہون یہ کہکر گلرو کمرے سے نکلی کہ رونے کی آواز کان مین آئی دل مین کہتی ہی کہ یہ ضرور قاسم کی آواز ہی حضرت عشق نے دونو نکو بیتاب کیا ہی کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہی نظم

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار | عشق وہ باغ ہی جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار | عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت نہ بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا | عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

حضرت عشق نے دونون کے دلپر تاثیر کی ہی عاشق بیقرار معشوق اشکبار انجام بہتر ہو کہ عاشق سے معشوق ملے پہ شادی کا ہنگامہ اور راستمین یہ آفت ایسا نہ ہو کہ راز کھلجائے تو کیا انجام ہو البشار بد طینت سفاک خود خدا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے مگر ای گلرو ہم جیسے تابعدار ہین اُنکی خیر خواہی کرینگے خواہ جان رہے خواہ جائے یہ سوچکر گلرو کمرے مین گھس آئی قاسم کو بستر پر تڑپتا ہوا دیکھا بہ محبت پوچھا ای شہریار خیر تو ہی یہ دشمنو نکا کیا حال ہی قاسم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای مشفق و مہربان ہمارا حال سننے کی تاب نہ ہوگی یقین ہی بیقرار ہو جاؤگی ہمارا حال نہ پوچھو گلرو نے کہا یہی بنا کا دستور رہی کہ آدمی سے آدمی حال کہتا ہی قاسم نے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ ماہ منیر سے الفت رکھتا ہون دلپر عشق نے اثر کیا ہی افسوس ہی کہ انکو ہماری خبر بھی نہ ہوگی حال دل

کون جانتا ہی اب یقین ہی کہ طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر نکلجائے تو شاید دل کو آرام
آئے گلرو نے کہا میرے ساتھ چلیے دوسرا کمرہ جو پہلو سے ملا ہی اسی مین ملکہ ہین حال دل
فرمائیے شاید کچھ ترس آجائے مین حضور کی سفارش کرونگی قاسم بہت خوب کہکر اُٹھہ کھڑے
ہوے ہمراہ گلرو جو کمرے مین آئے تو دیکھا ملکہ کا عجیب حال ہی آنکھون سے اشک حسرت
جاری دل مائل بیقراری قاسم کو دیکھکر اُٹھہ کھڑی ہوئین اور بے اختیار منہ سے نکلگیا فرد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست آئیے تشریف
لائیے قاسم کو ایک عید ہوئی ملکہ نے وزیرزادی کا شکریہ ادا کیا وزیرزادی تو ایک
گوشے مین منہہ پھیر کر بیٹھی ادہر عاشق ومعشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا ایک
ایک جام شراب دونون پی کے پلنگ پر گئے ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ دونون غافل
سوگئے ادہر آبشار تیغ زن بعد تھوڑی دیر کے ملازمون سے مخاطب ہوا کہ ارے
کمبختو تمنے ملکہ کی بھی خبر لی نوکرون نے جواب دیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا آبشار
کی کمر مین تلوار لگی ہوئی تھی فوراً کوٹھے پر آیا جس کمرے مین ملکہ تھین اُسمین سر ڈالکر
دیکھا تو سناٹا تھا کسی کو نہ پایا دوسرے کمرے کو جو کھولا تو یہ معاملہ دیکھا کہ ماہ منیر
قاسم کے ساتھ سو رہی ہی چونکہ حیران جنگ آزما کی صحبت مین رہا ہی غصے سے
کانپنے لگا ملکہ کا ہاتھہ پکڑ کر کھینچا ملکہ کی آنکھہ جو کھلی جلاد کو سر پر دیکھا پیٹنے لگی کہ ارے
تو کیا سمجھا ہی مین نے بدکاری نہین کی آبشار کے ہاتھہ مین تیغہ کھنچا ہوا ہی ہر مرتبہ
یہی ارادہ کرتا ہی کہ ملکہ کا سر کاٹ لون پھر جی مین کہتا ہی کہ بادشاہ تو کچھہ نہ کہین گے یہی
فرمائین گے کہ غضب کیا مگر ہان انکی آفت برپا کرینگی للکار رہا ہی کہ خاموش رہ مین تجھکو
شہر مین چلکر سزا دونگا آبشار نے جو چلاکر کہا قاسم کی آنکھہ کھل گئی دیکھا کہ آبشار ملکہ
پر غصہ کر رہا ہی ارادہ کیا کہ اُٹھون اور تلوار لون مگر آبشار نے ہاتھہ تلوار کا مارا
کہ قاسم کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے آبشار نے دوسرا ہاتھہ مارا کہ شانہ
بھی جھول پڑا اسیطرح کے دو تین ہاتھہ مارے کہ قاسم کو غش آگیا آبشار سمجھا کہ مین نے
مار ڈالا جو قالین کہ پلنگ پر بچھا تھا اُس مین قاسم کو لپیٹا ادہر ملکہ بیٹھ رہی ہی کہ او

جلاد تجھے کچھ معلوم ہی کہ اِس بیچارے نے کیا خطا کی آلبشار نے کچھ جواب نہ دیا اور قاسم
کو چاندنی مین لپیٹا اور گٹھر بنا یا اُس گٹھر کو اُٹھا کر پشت پر باغ کی پھینکدیا بلکہ یہ معاملہ اپنی
آنکھون سے دیکھکر ہزارون کوسنے دینے لگی کہ نگوڑے خدا تجھے غارت کرے اگر وہ جاگتا
ہوتا تو اِس سرکشی کا مزہ چکھاتا آلبشار نے کچھ نہ سُنا تھا منگو اکر بالکہ کو اُس مین سوار کیا
شادی ساری درہم و برہم ہوگئی ہر ایک جگہ یہی ذکر ہی کہ آلبشار نے قاسم کو مار ڈالا
مگر بقول شاعر ہندی مثل ہے جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے بال نہ بیکا کرسکے
گر دو جہاں بیری ہوے اور اہل زبان فرماتے ہین فرد اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے نہ برد
رگے تا نخواہد خداے آلبشار تو ساری برات کو درہم و برہم کرکے طرف قلعہ حسن خیز
کے چلا کہ اِسکا ذکر کرونگا مگر جس صحرا مین آلبشار نے پشتارہ قاسم کا پھینک دیا تھا وہ
صحرا عملداری مین ایک قصبے کے ہی کہ اُس قصبے کو سعادت آباد کہتے ہین مسعود نامے
زمیندار مرد سن رسیدہ گرم و سرد عالم دیدہ صبح کو چند پاسیون کو ساتھ لیے ہوے
برائے حراست نکلا ہی کہ ایک پاسی نے خبر دی کہ فلان نالے مین ایک پشتارہ پڑا ہی
طریقے سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ چور کہین سے آئے تھے مال بانٹ رہے تھے ہمکو آپ کو
دیکھکر بھاگ گئے مسعود زمیندار نے حکم دیا کہ گٹھر اُٹھا کے لے چلو مکان پر چلکر دیکھینگے
پاسیون نے پشتارہ اُٹھا لیا مسعود مکان پر آیا پاسی نے پشتارہ رکھا مسعود نے
پاسیون کو تو رخصت کر دیا جب آپ اکیلا رہگیا تو چاندنی کو کھولا دھبے خون کے ظاہر
ہونے لگے اپنتو گھبرایا بمشکل پشتارہ کھولا چاندنی کے بعد قالین تھا بالکل خون مین
ڈوبا ہوا جب قالین بھی کھولا تو معلوم ہوا کہ آفتاب تابان یا ماہ درخشان پردہ
شفق مین پنہان ہی مگر زخم گہرے جسم پر لگے ہوے ہین ہر دہان زخم سے الامان کی آواز
آرہی ہی مسعود زمیندار گھبرا گیا نوکر کو پکارا اور حکم دیا کہ رمضان جراح کو بلالے
کہنا ٹھاکر صاحب نے بلایا ہی اور بیٹھا ہوا اور وے زیبا سے قاسم کو دیکھ رہا ہی کہ
آمد و شد نفس ظاہر ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کہ رمضان جراح حاضر ہوا مسعود نے
کہا او رمضان اِسکے ٹانکے لگاؤ اگر اِسکو صحت ہوگی تو تمکو بہت خوش کرونگا پر اوقی ملیا

جو تمھاری جھوٹ مین ہی اُسکا پوتا معاف کردونگا وہ تمھاری معافی رہی رمضان نے
کہا حضور بڑی بات یہ ہی کہ زخم تو اس جوان نے گہرے کھائے مگر کوئی رگ و پٹھا کٹنے
نہین پایا بہت جلد اسے اچھا کرونگا مسعود خوش ہو گیا کہا ای رمضان بڑی تمھاری
خاطر کرونگا اگر اسنے صحت پائی کیونکہ یہ خود بھی کوئی شاہزادہ معلوم ہوتا ہی نہین معلوم
یہ کس جلاد کا فعل ہی کہ ایسے ماہ تابان کو یون ٹکڑے ٹکڑے کیا ہی کہ دیکھ کے کلیجہ پھٹتا ہی
کیا اس سے خطا سرزد ہوئی کہ جسکا یہ بدلہ کیا رمضان نے بیٹھکر زخم دھوئے یہ احتیاط
ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھا دین جراح تو چلا گیا مگر مسعود ہر وقت رومال ہاتھ مین
لیے مکھیان جھلا کرتا ہی دوسرے دن قاسم کو ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا کہ مکان خام
ہی مگر لیپا ہوا ہی کالنس کے باندون کی چارپائی بچھی ہی اُسپر ایک گدا اچھا ہی ایک شخص
سن رسیدہ مکھیان جھل رہا ہی قاسم کے آنکھ کھولنے سے مسعود نہال ہو گیا جھک کر
پوچھا مزاج کیسا ہی قاسم کو قوت کلام نہ تھی اشارے سے جواب دیا کہ اچھا ہون یہ کہکر
پھر غش آگیا مسعود نے حکم کیا دو مرغ ذبح کرو اسکی یخنی تیار ہو شام کو جو قاسم کی
آنکھ کھلی زمیندار نے وہ یخنی پلائی ہر وقت یہی تدبیر کرتا ہی کہ کیا شی کھلادون کہ یہ جوان
کلام کرے چوتھے دن جو قاسم کو ہوش آیا تو تکیے کے سہارے اُٹھ بیٹھے مسعود نے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی قاسم نے صاف بتا دیا کہ نبیرہ صاحبقران قاسم نوجوان
مسعود نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی آپ کو کسنے زخمی کیا قاسم نے سب حال مفصل بیان
کیا کہ دختر جیران جنگ آندھا پر عاشق ہوا تھا جسکا نام نامی ماہ منیر ہی آلشار نے
مجھکو غفلت مین زخمی کیا مگر انشاء اللہ خدا انکو جزا اسے خبر دیگا کہ تم میری باعث حیات
سکے ہوسے صحت پاکر شہر مین جاؤنگا اور پھر دربار مین شاہ کے آلشار سے بدلہ لونگا
زمیندار کے ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ میان یہ نام نہ لیجیے جیران جنگ آندھا بڑا بہادر
ہی کئی ہزار پہلوان اُسکے ملازم ہین اس اقلیم مین کوئی ایسا نہین کہ اُسپر غالب آئے
قاسم نے کہا جو کچھ ہو حقیر مصنف عرض کرتا ہی کہ ایک مہینے مین سب زخم قاسم کے خشک
ہو گئے قاسم نے ہر اسے غسل فرمایا مسعود نے اُسدن بڑا سامان کیا قریب پھر مین

روشنی کرائی جلسہ آراستہ کیا قاسم کو غسل کرایا کئی طائفے بلائے گروہ کسبیان دیہاتنین ٹھیلی ٹھیلی وضع گلبدن کے پائجامے انہین توول کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات کے دھبے پڑے ہوے انہین چوڑا چوڑا اگوٹا لگا ہی ان کسبیون نے مجرا کیا قاسم نے سب کو انعام دیا ایک نازنین کمسن کہ نئی کسبی ہوئی تھی سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

قصہ روز گذشتہ آنکھ کو شرمائیگا — ہمکو بہلاتے ہو کیون انکو لحاظ آجائیگا
حال میرا سنکے بولے فکر کیا کرنی ضرور — نالے کرتے کرتے اکدن آپ ہی مرجائیگا
ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین — میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا
تنگ ہی اطراف عالم حوصلے نکلین کے کیا — فکر ہی عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا
یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہی ان سے مخلصی — عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی رہجائیگا
شکوہ ایسا ہو کہ شرماکر اسے کر لون پسند — ورنہ ناصح کی طرح تمسے بھی دل بھر جائیگا
فصل گل آئی جنونکے بڑھ چلے ہین ولولے — دل دھڑکتا ہی کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا
صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون بار تم — اسقدر کثرت سے دل کوئی کہانتک لائیگا
میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہو شریک — دوستو کہتے ہو کیون غصہ انھین آجائیگا
دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون اے نسیم — دیدۂ پرآب دریا سیکڑون برسائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے مسعود سے کہا اے مہربان وای جان بخش ایک شے ہم اور تمسے مانگتے ہین یہ بادبان جو تمہاری سواری کی بندھی ہے یہ ہمین دو ہم طرف حسن آباد کے جائین گے اور جاکر آبشار سے بچھین گے کہ آبشار کو آبرو بچانا مشکل ہوا اور حیران جنگ آزما بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اے مسعود اسوقت تو ہم سفر مین ہین مگر تمہارے ساتھ بدلا کرینگے یہ گاؤن ہمکو معافی مین دینگے مسعود نے عرض کی مین دل و جان سے حاضر ہون بادبان کیسی اگر آپ جان طلب کرتے تو مین حاضر کرتا اگر حسن آباد نہ جایئے یا تو یہین بسر کیجئے عمر بھر خدمت کرونگا یا پاسبیون کو ساتھ کرون آپکے دادا جان کا لشکر جہان اترا ہی وہان تشریف لے جایئے قاسم نے کہا اے مسعود بڑی ہتک کی بات ہے کہ جسنے ہمپر ظلم کیا

اُسکے ساتھ بدلا نہ ہو لوگ اپنے مقام پر کہین گے کہ قاسم نے کچھ نہ کیا مسعود نے کہا
اے شہریار جبران جنگ آزما بڑی فوج رکھتا ہے اُسکے نام سے لوگ کانپتے ہین قاسم
نے فرمایا آپ ہمارے واسطے دعا کیجیے گا خدا انجام بخیر کریگا مسعود نے حکم دیا باد پان
کسکر آئی قاسم اُسپر سوار ہوے راستہ پوچھکر طرف حسن آباد کے چلے راہ کی جفائین
کر دن بھر راستہ چلے شام کو کسی مقام پر اُتر پڑے کسی نخل کے نیچے آرام فرمایا بعد
ایک ہفتے کے آبادی معلوم ہونے لگی دیہات و قریات زراعتین سرسبز و شاداب
قاسم کو یقین ہوا کہ قریب شہر آپہونچے کوئی چار گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ دروازہ
شہر کا معلوم ہوا پھاٹک عظیم الشان دس ہزار سوار اُس مقام پر اُترے ہین قاسم
سب کو دیکھتے ہوے شہر مین داخل ہوے دیکھا شہر آباد و رعایا دلشاد دوکانین آراستہ
کمرون پر کسبیان اُسکے نیچے دوکانین کنجڑون کی بھاری لنگے پہنے ہوے سُرخ چنریان
اوڑھے تنزیب کی کرتی جسم مین پھنسی ہوئی آبندہ و روند جوان جو کنجڑون کو دیکھتے
ہین تو کنجڑین بھی آوازدیتی ہین شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ہو کہ لے نار
پستان سیب ذقن ہو گرم بازاری ہو رہی ہے قاسم نے ایک سے پوچھا کہ کار روالنسرا
کسطرف ہے ایک جوہری نوجوان دوکان سے کود پڑا اور عرض کی کہ مجھکو سرفراز
کیجیے میرے مکان مین بہت جگہ ہے دوسرا تاجر دوکان سے کود کر آیا اُسنے بھی یہی کہا
تھوڑے عرصے مین معاملہ بازار یوسفی نظر آتا تھا ہر شخص یہی تقاضا کرتا تھا کہ ہمارے
مکان پر چلیے قاسم خاموش کھڑے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے وہان جبران
نے دربار برخاست کیا سب پہلوان اپنے اپنے مکان کو چلے سرشار قوی بازو کہ
نامی پہلوان ہے گھوڑا اُڑاے ہوے آتا تھا دور سے دیکھا ایک مقام پر لوگونکا
جماؤ ہے گھوڑے کو اُڑا کر اُس مقام پر آیا دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم شوکت
گھوڑے پر سوار راستہ کاروالنسرا کا پوچھ رہا ہے سرشار قوی بازو نہایت بہادر
پرست ہے جمال قاسم دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ یہ کہانکا تاجدار ہے آکر قاسم کو
سلام کیا کہا اے شہریار کاروالنسرا کی کیا ضرورت ہے غلام کا غریب خانہ موجود ہے

وہان چلکر آرام فرمایئے قاسم نے فرمایا بھائی مسافرون کا مقام کاروانسرا ہوتا ہی سرشار نے کہا مجھکو بڑا اشتیاق ہی کہ آپ کا حال سنون مجھکو تو معلوم ہو کہ اس شہر مین آپ کیونکر تشریف لائے اور مین نہ مانونگا ضرور آپ کو لے چلونگا شب بھر خدمت کرونگا صبح کو آپ کو اختیار ہی یا اور دو چار دن سرفراز کیجیئے قاسم نے کہا سوا ایک شب کے زیادہ مہلت نہین چونکہ ہم سن چکے کہ بادشاہ کا دربار برخاست ہو گیا لہذا کل دربار کے وقت جائینگے قاسم نے پھر کچھ تکرار نہ کی سرشار کے ساتھ چلے اور بہ محبت فرمایا کہ ای پہلوان دوران تمھارے کلام سے بوے محبت آتی ہی جو تمنے کہا ہمنے بدل قبول کیا سرشار نے کہا مین تو بندۂ بے زر ہون آپ کا مہمان ہونا باعث سرفرازی ہی قاسم ساتھ ساتھ سرشار کے راستہ طی کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر بلند و مرتفع ہی دروازے پر حاجب و دربان وچوبدار وغیرہ حاضر تھے خادمون نے آکر مرکب سرشار کی باگ تھام لی سرشار نے اشارہ کیا کہ دوسرے مرکب کی بھی باگ تھام لو خادمون نے تعمیل حکم کی قاسم بھی گھوڑے سے اُترے ہمراہ سرشار اندر مکان کے آئے مسند بچھی ہوئی تھی اُسپر قاسم کو جگہ دی آپ سامنے آکر بیٹھا عرض کی کہ ای شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے قاسم نے نام اپنا مفصل بتا دیا اور کہا باغ عشرت مین پدغا آبشار نے وہ حرکت کی کہ جلاد سے بھی نہ ہو سکتی اور میرا مرکب وغیرہ لایا ہی مین صبح کو جاکر شاہ سے مرکب اپنا لونگا اور کہونگا کہ دختر کو سوار کر دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا سرشار حیران ہی کہ یہ کیا کہتے ہین مگر خاموش ہو رہا جی مین کہتا ہی کہ بھلا حیران جنگ آزما کا ہیکو یہ باتین سن سکیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا شاید اس جوان کو کچھ سنک ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار جناب نسیم دہلوی مرحوم کے بانازو کرشمہ گانے لگی نظم

اشک اُڑتے تھے دامن سے ٹپک کر باہر　　قطرہ دریا سے نکل آئے شناور باہر

اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا　　گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر

چشم نرگس دیدہ بھی وا ہوے نظارے کو　　سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر

شجاعت مرگ میں بھی تنگدلی اے قاتل
پانوں ڈھانکے کبھی کفن نے تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
آ نکل آیا ہے گھر سے ترا خنجر باہر

سمجھ فقط اپنے لیے وہ نہیں دکھلاتے ہیں
رہتے ہیں آغوش تصور سے کبھی باہر باہر

گر نہیں ضبط کا یارا ہے تو ہاں بسم اللہ
چھوڑ کر پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

کم نہیں ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
وحشت دل سے برابر ہے ہمیں گھر باہر

خوف آوارہ مزاجی ہمیں آتا ہے نسیم
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے کہا ہماری مادیان تیار کرو سرشار قدموں پر گر پڑا کہا اے شہریار میں تو آپ کو تنہا نہ جانے دونگا قاسم نے کہا کیا مجھکو مول لے لیا ہے یا میں تمہارا غلام ہوں تمنے دعوت کا نام لیا میں چلا آیا اب کیوں روکتے ہو سرشار نے کہا اول تو باعث آپ کی ناراضی کا یہ ہوگا کہ آبشار ہر وقت بلبلایا کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے قاسم کو مار ڈالا آپ کے خلاف ہوگا اور اسکے شاہ کا دربار ہے قاسم کسی طرح نہ مانتے تھے آخر سرشار قدموں پر گرا اور کہا اتنا تو قبول کیجیے کہ آجکا دن اور رات تو ضرور رہا چاہیے آج تو میں نہ جانے دونگا قاسم سوچے کہ بہادر ہے سوا اسکے بہت اچھا کے اور کچھ نہ بن پڑا سرشار کمر کو باندھکر ہتھیار وغیرہ لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر دربار میں حیران کے آیا تو دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے جملہ پہلوان جمع ہیں مگر آبشار وہی ذکر کر رہا ہے کہ نبیرۂ حمزہ کو میں نے یوں مارا اور لاش کو باندھکر پھینک دیا سپاہ وغیرہ کہاں گئے ہونگے جیسے ہی آبشار نے یہ ذکر کیا سرشار بول اٹھا کہ جھوٹ کی ایسی تیسی آبشار نے کہا کیوں اے سرشار تم کیا جانو سرشار نے کہا ہم اتنا جانتے ہیں کہ جیسے ہی اسنے آنکھ کھولی تمنے ہاتھ تلوار کا مارا وہ یا زخم سر پر کاری پڑا وہ پلنگ پر گرا تمنے اسقدر تلواریں ماریں کہ زخموں میں چور چور ہو گیا آبشار نے کہا تم کیا جانو سوا میرے اس مقام پر کوئی نہ تھا آبشار و سرشار میں تکرار ہونے لگی حیران جنگ آزما نے تکرار کو منع کرکے کہا اے سرشار تمہیں کس بات پر قوت ہے کہ جو کہتے ہو اسنے سوتے میں زخمی کیا سرشار سے ضبط نہ ہو سکا کہا اے شہریار قاسم نے صحت پائی رات سے میرے

یہاں مہمان ہو دربار شاہ میں آنا تھا مین نے بدستور روکا ہی اور میان آبشار یہ پھرتے
ہیں جو ایسا دل رکھتا ہو کہ اکیلا دربار میں آنے کو کہتا ہی میں کیونکر یقین مانون کہ اُنھون نے
جا کے گفتے میں نہی کیا آبشار کو یہ سنکر پسینہ آگیا مگر جیران جنگ آزما نے کہا ای سرشار
تمنے خوب کام کیا کہ اپنے مکان پر روکا اگر وہ یہان ہوتا اور کلام سخت و سست کرتا تو
مجھے کچھ نہ بن پڑتا اکیلے پر ہاتھ اٹھانا میری جرأت کے خلاف تھا شاید صبر نہ ہو سکتا اور
میں جواب سخت دیتا جو شخص ایسا بے کلیجے ہی کہ تمام عالم میں مشہور ہی کہ ہزار ہا جوان
پہلوانان زبردست میرے رفیق ہیں اور پانچ لاکھ فوج کا مالک ہون مگر اُسنے کچھ خوف
نہ کیا اور شہر میں چلا آیا اور دربار میں آنے کو موجود ہی میں اُسکو اپنا رفیق بناؤن گا
ای سرشار ایک احسان کرو کہ اُسکو سمجھا کر پھیر دو اپنے باپ دادا کا لشکر لاوے سر میدان
کلام کرے تو میں جواب دونگا اُسوقت میری جرأت کا حال کھلے گا اور اپنے گھر پر آئے
ہوئے پر ہاتھ ڈالنا جرأت کے خلاف ہی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازہ
پر وہ جوان آگیا کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ خبر کرو اُدھر بعد آنے سرشار کے قاسم سوار ہوکے
چلے تو بلا زمان سرشار نے روکا قاسم نے سب کو جھڑک دیا اور کہا کیا میں تمھارا نوکر
ہون میں ضرور جاؤنگا تو کر خاموش ہو رہے قاسم سوار ہوکر جب دربارگاہ جیران
پر پہونچے سامنے مرکب اُنکا بندھا ہوا تھا شیشے کھینچ رہا ہی اسقدر ٹاپیں زمین پر
مار رہی ہیں کہ سامنے ایک غار ہوگیا ہی کئی سائیسوں کو مار چکا ہی اپنے آقا کی جدائی میں
رغبت سے گھانس بھی نہیں کھاتا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہیں قاسم نے جو اپنے
مرکب کو دیکھا اور مرکب کی بھی نگاہ پڑی خوشیاں کرنے لگا قاسم نے بڑھکر کہا کہ بیٹا
ہم تمھیں لینے آئے ہیں مرکب بحسرت دیکھنے لگا قاسم نے قریب آکر گلے میں گھوڑے
کے دونوں ہاتھ حمائل کیے لوگ حیران تھے کہ یہ وہی مرکب ہی جو کسی کو اپنے قریب
نہیں آنے دیتا تھا یا وہی گھوڑا کیسا شائستہ کھڑا ہی اپنے آقا کا سینہ چاٹ رہا ہی مگر
چوبدار نے جوسشاہ سے عرض کی جیران نے گھبرا کر کہا ای سرشار تمھیں باہر جاؤ سمجھا کر
اُسے پھیر دو مبادا دولت کے سامنے نہ آئے اگر مار ڈالونگا تو بدنام ہو جاؤنگا مثل مشہور ہی

اگر گھبرا گئے ہو تو کچھ نہیں کہتے سرشار نے آلبشار سے کہا اب آپ تو ہٹ جائیے ورنہ
آپ کو دیکھکر اور زیادہ جھلائیگا آلبشار تو ایک گوشے میں جا کر چھپے سرشار باہر آیا آکر
دیکھا قاسم گھبرائے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور درگہ سالار سے تکرار ہو رہی ہے لیکن
درگہ سالار نہیں کہتا ہے کہ میں نہ جانے دونگا جبتک کہ حکم نہ آئیگا قاسم کہتے ہیں کیسا حکم
ہم ضرور اندر جائینگے کہ سرشار نے آکر درگہ سالار کو منع کیا اور قاسم کے سامنے
آکر رونے لگا کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے آنے کے بعد ملازموں نے کچھ خلافی کی
قاسم نے کہا کسی کی خطا نہیں ہے جب آنے پر بگڑا تب وہ لوگ خاموش ہو رہے
اے سرشار خبردار کسی ملازم کو کچھ نہ کہنا کسی نے ہمارے ساتھ کچھ برائی نہیں کی سرشار
نے کہا اب یہ احسان کیجیے کہ پلٹ جائیے میں سو پچاس آدمی ساتھ کر دون قاسم نے
کہا اے سرشار اب دروازے پر آکر پلٹنا مردان عالم کا کام نہیں ہے سر ہتھیلی پر رکھکے
آیا ہوں اول تو آلبشار سے سمجھونگا بعد اسکے شاہ سے کلام کرونگا سرشار نے کہا
آلبشار دربار میں نہیں ہے شاہ نے اسکو نکال دیا ہے میں نے دروغ گوئی اسکی ثابت کی
شاہ نے آلبشار کو نظروں سے گرا دیا اور یہ حکم ہوا کہ بیہودہ باتیں نہ کیا کرو دوسرے
میں پہلوانوں کے نہ بیٹھو مگر اب مہربانی فرمائیے میرے ہی مکان پر چلیے دو چار دن
آرام فرمائیے بعد اسکے آپ کو اختیار ہے قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ اے سرشار یہ
باتیں تمہاری ہم پر شاق گذرتی ہیں بس اب ہٹو ہم اندر جائینگے درگہ سالار اٹھا
سرشار ہان ہان کرتا رہا مگر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے کلائی تھام کر
ایک تماچہ مار دیا کہ درگہ سالار کا سر اڑ گیا ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا اور قاسم
نے قفل زنجیر کو کاٹا پردہ اٹھا کر اندر آئے دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور ہزار رفیق
بیٹھے ہیں ہر ایک دیو خصال عفریت مثال بیٹھا ہے قاسم نے کچھ خیال نہ کیا اور
پکار کر آواز دی سلام من در این مجلس و در این دربار بر کسے باد کہ بشناسد کہ خدا
یک است و دین پیغمبر برحق یہ آواز سنکر سب پہلوان بگڑنے لگے مگر جیران نے سبکو
منع کیا کہ خبردار بار دو دخل نہ دو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے ہمارا کیا نقصان ہے مگر

قاسم آتے آتے قریب تخت جیران جنگ آزما کے پہونچے دیکھا ایک پہلوان موسوم بہ عفریت خونخوار بیٹھا جھوم رہا ہی قاسم نے قریب آکر اسکو سلام کیا عفریت نے کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم نے کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان ہم تمھارے پاس آئے ہین اور تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر کے واسطے اِس دنگل سے اُٹھ جاؤ ہم تمھارے شاہ سے کچھ کلام کرینگے عفریت نے کہا کیا مجھے تمنے سب مین حقیر دیکھا ہی اور مقام پر جاکر بیٹھو قاسم نے کہا تم قریب تخت شاہ بیٹھے ہو ہم اسی مقام پر بیٹھین گے عفریت نے بیٹھنے پر ہاتھ ڈالا جیران جنگ آزما نے منع کیا کہ ای عفریت اُٹھ جاؤ مہمان کو بیٹھنے دو عفریت شرمندہ ہوکر اُٹھ گیا قاسم دنگل پر بیٹھے جیران شوکت قاسم دیکھکر جیران جمال وشکوہ دیدار ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کیا جوان بے کلیجہ ہی کہ ہراس کا نام نہین پس فورًا اشارہ کیا کہ اسباب عیش ونشاط لاؤ ساقی بچون نے گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی لاکر رکھین ایک گائن کو اشارہ کیا کہ وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی

نظم

ایک شب جو تیری محفل مین نہ پاسے بار شمع — صبح ہوتے ہوتے ہوبا تندرِ رشتہ زار شمع
رات جو دیکھا ترے رخسار آتشناک کو — کھاکے غش گرگر پڑی محفل مین سوسوبار شمع
ساق جانان سے جو کی ہی ہمسری اس جرم پر — لٹکی رہتی ہی دکانون مین سربازار شمع
تیرے دامن کی ہوا ہی وہ نسیم ای رشک گل — ہوکے گل غنچا ئیگی شاخِ گل بے خار شمع
شام سے تاصبح محفل مین وہ گل آتا نہین — بخت خفتہ مین عبث رہتی ہی شب بیدار شمع
بدعمل جو ہین وہ باز آتے نہین تعزیر سے — چھوڑ کو پروا نہین گو ہی مثال دار شمع
طائرِ مضمون گرے پڑتے ہین پروانونکیطرح — کنج تنہائی مین ہی یاران کانک آتشبار شمع
کیا فقط انسان ہی کافر اُس صنم کے عشق مین — رکھتی ہی پنہان بدن مین رشتۂ زنار شمع
جلوہ فرما تو اگر ہوگا تو ہوگی طرفہ سیر — بزم سے بھاگے گی لنگڑاتی ہوئی ای یار شمع
بزم عالم مین ہی خاموشی سے ای ناسخ فروغ — گو سراپا ہی زبان کرتی نہین گفتار شمع

عین گرمی صحبت ہی کہ قاسم نے ہاتھ سے گائن کو منع کیا کہ خاموش رہو طرف جیران کے متوجہ ہوسے فرمایا ای بادشاہ رستم خصال تیری جرأت کے شہرے مین بڑے بڑے

پہلوان تیرے نام سے کانپتے ہین مین کچھ مانگنا چاہتا ہون جیران جنگ آزما نے بکشادہ
پیشانی جواب دیا کہ جان و مال سب کچھ حاضر ہی قاسم نے کہا اول تو یہ بتایئے کہ آلیشار کہان
ہی مجھکو اُسنے تمانچے مارے کہ مین گر پڑا جیران نے جواب دیا کہ مین نے اُسے صحبت سے نکالدیا
اور جو طلب فرمایئے وہ حاضر کرون قاسم نے کہا اول تو میرا مرکب اور سلاح جو آلیشار
لایا ہی وہ مرحمت ہون جیران نے جلدی سے جواب دیا کہ علاوہ اُن ہتھیارون کے
سلاح خانہ کھلوا دون جو مزاج مین آوے وہ ہتھیار پسند کر لیجیے قاسم نے کہا ایک
سوال اور ہی یقین ہی کہ وہ سوال آپ کو ناگوار ہو مگر مجھے کچھ پروا نہین مین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون یہی چاہتا ہون کہ اِس اقلیم والون کو بھی دیکھون کہ کیسے بہادر
ہین جیران نے کہا آپ میرے مہمان عزیز ہین جو طلب فرمایئے گا وہ حاضر کرونگا قاسم نے
کہا ملکہ ماہ منیر کو محافے مین سوار کر کے میرے ساتھ کیجیے ورنہ دریا خون کے بہا دونگا
اور معشوقہ کو لیکر جاؤنگا جیران نے شرما کر سر جھکا لیا جواب مین کہا اے نبیرۂ صاحبقران
آپ نے ایسا کلمہ کہا کہ مجھے پسینہ آگیا مگر سوچیے تو کہ کوئی نامرد سا نامرد بھی ایسا کام نہ کریگا
مین کیونکر بیٹی کو سوار کر کے آپ کے ساتھ کر دون قاسم نے کہا ہزار رفیق آپ کے
بیٹھے ہین اور پانچ لاکھ فوج کے آپ مالک ہین محافہ ملکہ کا میدان مین رکھیے کل فوج کو
تیار کیجیے تب آپ کو معلوم ہو کہ محافہ کون لے گیا اب بہتر اسی مین ہی کہ عرض میری قبول
فرمایئے جیران جنگ آزما مثل آئینہ جیران و بشکل زلف پریشان باتون مین قاسم کو
ٹال رہا ہی مگر قاسم ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ اے رستم وقت یا تو اُٹھیے کہ میرے آپکے امتحان
ہو جاوے یا محافہ منگایئے مگر جیران جنگ آزما باختر و سنجان کا حال پوچھ رہا ہی
کہ ان ملکون مین آپ بہت لڑے یہان دربار مین یہ کیفیت ہی کہ بعض پہلوان دربار سے
اُٹھ گئے کہتے تھے ہمسے نہین سُنا جاتا بھتیجا اسکا منشا سے بلند رکاب کہ رستم قلعۂ
حُسن پرستان کہلاتا ہی اپنے محل سے نکلا دیکھا کہ چند پہلوان کھڑے ہین منشا نے پوچھا
کہ آپ لوگ آج دربار مین نہین گئے سب نے کہا اے شاہزادے نہین معلوم آپکے
چچا صاحب کو کہان کی نامردی سوار ہوئی ہی کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران ایسی

سخت کلامی کر رہا ہو اور ہر مرتبہ کہتا ہو کہ اُٹھیئے آپ کے چچا صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہو
مگر باتون مین ٹال رہے ہین ہم لوگون سے نہ سُنا گیا آخر اُٹھکر دربار سے چلے آئے منشا نے
جو یہ باتین سُنین غصے مین کانپنے لگا پھر کہا اے بہادر وچچا صاحب ولیعہد عصر پہلوان ہین لہذا
ضبط کو کام فرمار ہے ہین مین ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون میرے سامنے تو کہے کہ ہمین کو
سوار کر دو زبان تیغ سے جواب دونگا اور اگر کشتی پر راضی ہوا تو ہڑیان اور پسلیان
توڑ ڈالونگا تو بہ تو بہ کر کے بھاگے سب پہلوان منشا سے بلند رکاب کے ساتھ ہو
یہان منشا تنتنا ہوا طرف بارگاہ کے چلا تلوار تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا جیسے ہی وہ
بارگاہ مین آیا یہ معاملہ دیکھا کہ قاسم اپنی ہی کہے جاتا ہو جیران جنگ آزما پسینے پسینے
ہو گر اور نئے کرون مین ٹال رہا ہو کہ سامنے سے منشائے بلند رکاب آیا جمال پر قاسم
کے جو نگاہ پڑی پسینہ آگیا قریب آکر کہا اے جوان چچا صاحب سے کیا کلام کر رہا ہو مین
ایک بات کہون اگر خلاف مزاج نہ ہو قاسم نے کہا فرمایئے منشا نے کہا اول مجھسے
مقابلہ کیجیے ساتھ اِس شرط کے کہ اگر مین غالب آؤن تو میری رفاقت اختیار کیجیے اور
ماہ شیر کا کبھی نام نہ لیجیے قاسم نے کہا بہتر آیئے مین موجود ہون تلوار کھینچیے منشا حیران
ہو کر کہا جوان سینے کیجیے ہو ہر بات مین موجود ہو تلوار نیام سے اُنگلی پڑتی ہو قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا آمادۂ حرب ہو چکا رہو منشائے بلند رکاب نے ہاتھ تھام لیا کہا آج شب کو
آپکی دعوت ہو رات کو اکھاڑہ تیار ہوگا صبح کو میرے آپکے کشتی مین امتحان ہو مگر
رفاقت مین انکار نہ کیجیے گا قاسم نے کہا رفاقت کیسی ہم تمھاری غلامی کرینگے منشا نے
خوش ہو کر قاسم کا ہاتھ تھام لیا دوسری بارگاہ مین لیکر آیا خاطر و مدارات کرنے لگا
مگر ناظرین پر واضح ہو کہ جب آلبشار جلاد صاحب ظلم و فساد محافہ ملکہ کا لیکر آیا تو ملکہ کو
تو محل مین اُتروا دیا اور وہان سے ملکہ کی سب حال بیان کیا مان نے بیٹی کی بلائین لین
کہا اے نور نظر یہ کیا کیا ملکہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان اِس نگوڑے جلاد نے عجب
بدعت کی میری آنکھون کے سامنے اُس یوسف ثانی کو بے دغا تلوارین مارین اور گٹھری باندھکر
پشت باغ عشرت پر پھینکدیا مین کیا زندہ رہونگی نام اُسی شہریار کا لے لیکر جان دونگی

پھر آبشار بارگاہ جبران مین آیا سب کیفیت جبران سے بیان کی جبران یہ سنتے ہی تلوار کھینچکر چلا کہ جاتے ہی اُسکا سر کاٹتا ہون یہان کنیزون نے مادر ملکہ کو خبر کی کہ شوہر آپ کے اِس ارادے سے آتے ہین مان نے بیٹی کو کوٹھری مین بند کر دیا جبران محل مین آیا زوجہ سے پوچھا وہ گیسو بریدہ کہان ہی زوجہ نے کہا کیون صاحب کیا ارادہ ہی جبران نے کہا اُسکا سر کاٹونگا مان نے کہا صاحب اِسوقت تو تمکو غصہ ہی مگر ماہ منیر منسوبہ یاقوت شاہ ہی جبنو رچکیدہ لقا ہی قدرت کی بہو ہوئی تم لوگ جانتے ہو کہ بے حکم لقا پتہ نہین ہلتا پس اُنکو تو منظور یہ ہوا کہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھے اگر تم اُسے مار ڈالو اور کل کو قدرت دامن پکڑین تو کیا جواب دوگے اور قدرت فرمائین کہ ہمنے بہو کا امتحان لیا تھا صاحب دریافت کر لو کہ مسلمانون مین بدون عقد طرف فعل اصلی کے رجوع نہین ہوتے انصاف کرو کہ وہ امتحان مین پوری اُتری آبشار نے جو کچھ کیا وہ خوب کیا بلکہ ہمین دشمن کے بھی مارے جانے کا خوف ہی کہ مسلمانون نے کیسا کیسا ستایا قدرت نے خفا ہو کر ملک سوروتی چھوڑ دیا مگر یہ نہ کہا کہ مسلمان غارت ہو جائین کچھ تعجب نہین ہی کہ قدرت اُس زخمی کو بھی بچالین جو کوئی تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکو جواب دو کہ قدرت نے جو ستاب جانا وہ کیا ہم اُنکے حکم کے پابند ہین زوجہ نے اِسطرح شوہر کو سمجھایا کہ جبران جنگ آزما نے سر نیچا کر لیا اور چھپکا باہر چلا گیا جبران جب باہر جا چکا تو زوجہ اِسکی قریب بیٹی کے آئی دیکھا بہوت عشق ہی کنیزین گھیرے بیٹھی ہین قاسم کے ذکر سے خوش ہوتی ہی اور کنیزون پر تاکید ہی کہ یہی ذکر کرو اب ماہ منیر اپنے پروردگار سے ہاتھ اُٹھا کر دعائین کیا کرتی ہی کہ اے کس بیکسان و اے حافظ درماندگان اُس غریب کی حفاظت کرنا نظم

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما ‌ ‌ ‌ ‌ دیدہ بذات تو تصدق دین ما ایمان ما

تازہ از فیضان حسنت ہر گلِ بستان ما ‌ ‌ ‌ ‌ روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما

با وجود قرب ہستم از بساطِ وصل دور ‌ ‌ ‌ ‌ حیف بر مہجوری ما و اے بر حرمان ما

پس توئی در دین و دنیا اے خبر گیرِ جہان ‌ ‌ ‌ ‌ مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما

ہست عجز و انکسار و عذر و تقصیر و سجود ‌ ‌ ‌ ‌ عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم	چون نریزد چون شفق خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سر تا پا گنہگار ہیم یا مولے مگر	ہست بر فضل و کرامت ہست اطمینان ما

ایک مہینہ کامل اسی طرح گذرا کہ جب ماں آتی ہی تو بیٹی کو دیکھتی ہو کہ دیوانہ وار چپتی منتیں دعائیں مانگ رہی ہی ماں کہتی ہو کہ بیٹی صبر کرو ماہ منیر کہتی ہو کہ وہ پروردگار اس غربت مین اُنکا حامی و مددگار رہی کنیزون سے آٹھ پہر یہی ذکر ہو کہ آبشار نے مجھکو کیون نہ مار ڈالا اُنکے بھائی بند جب سُنین گے تو اس ملک کو آکر برباد و فنا اُڑا دینگے یا رب صاحبو مین کیا کرون مجھکو نیند آگئی یہ نہ جانتی تھی کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوسکتے کو ہی اگر وہ ذرا بھی ہوشیار ہوتے تو میان آبشار کو جواب دیتے اُس حرامزادے نے اُٹھنے بھی نہ دیا کیا صاحبو تمنے کتابین نہین پڑھی ہین کہ باختر ایسے ملک مین لقا پر شبخون مارے اور سنجان مین انکے چچا بدیع الزمان اور یہی قاسم تھے تمام ملک گنجاب کے چھین لیے دوسرا کمال یہ کیا کہ جب گنجاب سے آخر کا مقابلہ پڑا ہی اور گنجاب نے ہفت صف جمائی ہی تو بدیع الزمان نے تو لشکر کشی کی تگراینکے والد نے اِنکو یہی صلاح دی کہ تم جاکر اکیلے لڑو صف اول کو بدیع الزمان ویران کرتے تھے اور صاحب ہمارے بکہ و تنہا لڑتے ہوے جاتے تھے آخر گنجاب کو شکست دی ماں یہ باتین سُنکر روتی ہوئی آتی ہی اپنے جلسے مین آکر ذکر کرتی ہو کہ ملکہ ماہ منیر کو جنون ہو گیا مگر ماہ منیر اُٹھ پہر یہی ذکر کیا کرتی تھی نام لے لیکر قاسم کا روتی تھی اور دعائین کرتی تھی ایک دن بیٹھی رو رہی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارثی آپ کے وارث آگئے ہین ماہ منیر دل ہی کرکے پوچھنے لگی کنیز نے سب بیان کیا کہ دربار مین آئے اور آپ کے باپ سے کہا کہ ماہ منیر کو سوار کر دیجیے اور میان آبشار نے سامنا نہین کیا وہ اکیلے آمادہ تھے کہ اے حیران جنگ آزما میرا امتحان کر آخر آپ کے بھائی منشا سے بلند رکاب ہوکے اپنی بارگاہ مین لے گئے ہین اور طبل کشتی بجا ہی صبح کو مقابلہ پڑیگا اگر یہ غالب آئینگے تو منشا اطاعت کریگا اور اگر زیر ہونگے تو یہ منشا کی اطاعت کرینگے اپنی بارگاہ مین دعوت کر رہا ہی دیکھیے آواز سُنیے ڈھنڈھورا پیٹ رہا ہی ماہ منیر یہ سُنکر شگل گل کے

شگفتہ ہو گئی اور کنیز سے کہا ذرا مادر مہربان کو بلا لاؤ کہنا کہ وہ بدنصیب آپ کو بلاتی ہی
کنیز نے جا کر ماں سے کہا ماں فوراً اُٹھکر دوڑی کہتی ہوئی کہ شکر ہی مہینہ بھر کے بعد مجھکو یاد
کیا آجتک سوا ذکر قاسم کے کوئی کام نہ تھا جب سامنے پہونچی تو آ کر دیکھا کہ ماہ منیر
خوش بیٹھی ہی ماں کو سلام کیا ماں نے کہا بیٹا برخوردار کہو کس لیے مجھکو یاد کیا ہی ماہ منیر
نے کہا کیوں مادر مہربان آپ نے خدا کی قدرت کو دیکھا وارث میرا آگیا آپ ایک
احسان کیجیے کہ والد کو بلا کے اُنسے کہیے کہ اکھاڑا سامنے پائیچہ حرم سرا کے ہو کہ ہم بھی کشتی
دیکھیں گے آپ کے قربان ہو جاؤں میں بھی اپنے وارث کو دیکھ لوں ماں نے کہا بیٹا
یہ کتنی بڑی بات ہی کیوں بلائیں لیتی ہو آج تم نے بات کی ہی مہینہ بھر کامل گذر اکہ جب
میں بدنصیب آتی تھی تمکو وحشت میں پاتی تھی آج خوش پایا ہی میں جا کر ابھی یہ انتظام
کیے لیتی ہوں تمکو ضرور تماشہ دکھاؤنگی میں بھی تو دیکھوں کہ وہ جوان کیسا ہی ماہ منیر نے
کہا اجی مادر مہربان جب دیکھو گی تو انصاف کرو گی اصل یہ مثال ہی کہ اُسکا تلوا اور میرا چہرہ
برابر ہی خیر اب کل ملاحظہ فرمائیے گا اب جا کر انتظام کیجیے یہ باتیں کر رہی تھی کہ اُسنے
خبر سُنی کہ جیران جنگ آزما آیا ہی اُٹھکر وہاں سے آئی اپنے شوہر کے پہلو میں آ کر بیٹھی
کہا کیوں صاحب آج یہ کیا ہنگامہ ہی جیران نے کہا صاحب کیا بیان کروں نبیرہ حمزہ
یکہ و تنہا میری بارگاہ میں آیا اور یہ گستاخی کی مجھی سے کہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو سوار کر دو کہ
میں لیجاؤں میں نے غصہ کرنا مناسب نہ جانا باتوں میں ٹال رہا تھا کہ منشا بلند رکاب
آیا اُسنے وعدہ کیا کہ میں تم سے مقابلہ کرونگا اپنی بارگاہ میں قاسم کو لے گیا ہی دعوت
کر رہا ہی کل صبح کو دونوں میں کشتی ہوگی یقین ہی کہ منشا بلند رکاب اُسکی ہڈیاں
پسلیاں توڑ ڈالیگا جس مقام پر پکڑ لائیگا نکلنے نہ دیگا معلوم ہوگا کہ جرأت کیا چیز ہی
زوجہ نے کہا تو ایک احسان کیجیے کہ اکھاڑا ہمارے محل کے سامنے کھدے کہ ہم
لوگ بھی کشتی دیکھیں جیران نے قبول کیا محلدار سے حکم دیا کہ کارندوں سے جا کر
کہدو کہ سامنے بادشاہ بیگم کے محل کے اکھاڑا تیار ہو حکم کی دیر تھی اکھاڑا سامنے
محل کے درست ہونے لگا تماشہ بین رات سے آنے لگے دوکاندار و خوانچے والے

گرد اکھاڑے کے آ آ کر جمنے لگے حیران جنگ آزما بھی آکر تخت پر بیٹھا وزرا امرا ارکین
سلطنت و وزیران اتھمت سب حاضر ہین کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان مشرق
قلعۂ مشرق سے نکلکر مع شاگردان ضیا و شعاع اکھاڑے مین چرخ زبرجدی کے خم مارنے
لگا ادھر مان بیٹی کو لیکر بر سر بام آئی پردے کھنچ گئے کرسیان بچھ گئین انپر سب جلیسین
آکر بیٹھین دونون مان بیٹیان بھی ایک ایک کرسی پر بیٹھین مگر ماہ منیر بیتاب و بیقرار
اُسی طرف دیکھ رہی ہی جی مین کہتی ہی کہ تمام عالم کے لوگ بیٹھے ہین اور اُس آفتاب تابان
و مہر درخشان کا پتہ نہین کہ یکایک روشن چوکی کی آواز آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے
دیکھا کہ منشا سے بلند رکاب قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے ہی پشت پر مصاحب آگے
آگے روشن چوکی بجتی ہوئی اس زور و شور سے جو قاسم کو ساتھ لیے ہوے منشا
آیا اور ماہ منیر نے قاسم کو دیکھا مان سے کہا ای مادر مہربان ذرا ملاحظہ فرمائیے دیکھیے
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری کی کیا شان و شوکت ہی
صاف معلوم ہوتا ہی کہ میان منشا سے بلند رکاب اِنکے نوکر ہین مان نے کہا بیٹی تم
جوہر شناس ہو خوب جوہر شناسی کی خدا تمھارا اور اُنکا ساتھ کرے ماہ منیر نے کہا
اب مین اِنکے ساتھ جاؤنگی اپنے وارثون سے ملونگی محل مین صاحبقران کے کیسی
کیسی شاہزادیان ہین میان لقا جو آپ کے خداوند ہین اُنکی صاحبزادیان بھی داخل
محل ہین بی گیتی افروز ہمارے شہریار کی زوجہ ہین اور بی جہان افروز اِنکی چچی ہوتی
ہین یعنی زوجۂ بدیع الزمان اور زوجۂ گنجاب بیچہ خاتون زوجۂ لندھور ہی نوشیروان
کی بیٹی کہ جو بعد مہرنگار عقد صاحبقران مین آئین مہر گہر تاجدار اُنکا نام ہی غرض ہفت
ملک کی شاہزادیان ہین اُن سب سے ملونگی مان کہتی ہی بیٹا خاموش رہو ایسا نہو
تمھارا باپ سن لے تو آفت برپا کرے کہ قریب اکھاڑے کے منشا آکر پہونچا غرض
شاگردون نے کشتیان پیش کین جانگ لنگوٹ منشا نے باندھا اکھاڑے مین
کود کر گیا رہ ڈنڈ پیلے اور پکار کر آواز دی ای شہریار آئیے میرے آپ کے امتحان ہوجاوے
سارا شہر مشتاق ہو کر آیا ہی اب حال کھلے گا بازوون پر اپنے منشا نے مٹی چڑھائی

اکھاڑے ہین مثل دیو کے کفر اجسم رہا ہی کہ قاسم لباس پہنے ہوئے اکھاڑے مین بھاند کے منشا کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا لین اب کشتی شروع کرو منشا نے کہا لنگر ٹ تو باندھ لیجیے قاسم نے کہا ای بے ادب چپ رہ کہ خداداد ہی سب طرح ظاہر ہوجائیگا سر بازار برہنہ ہونا لیاقت کے خلاف ہی منشا بہت حیران ہوا اور ہاتھ پکڑ کر قاسم کا کھینچا آپس مین کشتی ہونے لگی ملکہ کا اسوقت عجیب حال تھا کبھی مان کے پاس آتی تھی کبھی کنیزون سے کہتی تھی کہ ای مادر مہربان دیکھو ای کنیزو اللہ شکر کرو کسطرح پکڑ لایا تھا مگر ڈر انتہائی کا لگتا معلوم ہوتا ہی کس لطافت سے نکلے ہین ای مادر مہربان ذرا اور تماشہ دیکھیے وہ کیسیا ہین منشا کو پکڑ لائے دیکھیے کس طرح رگڑ رہے ہین اب نگوڑا ہانپ رہا ہی کیون ای مادر مہربان ایسے بہادر بھی آپ کی نگاہ سے گذرے ہین دیکھیے کس زور و شور سے لڑ رہے ہین حواس مین فرق نہین ایکے مرتبہ قاسم نے دو تین گھسے ایسے دیے کہ منشا کی پیشانی سے خون جاری ہوا ماہ منیر قہقہہ مار کر ہنسی کہا مادر مہربان دیکھیے بھائی صاحب کا عجیب حال ہی ماتھے سے خون بہنے لگا اور ہمارے شہریار ماشاء اللہ اسی حواس سے لڑ رہے ہین اور میان منشا کا چہرہ اترا ہوا ہی بڑی مصیبت پڑی ہی جی مین اپنے کہتے ہونگے مین اس شیر سے کیون لڑا کہ اس مصیبت مین پڑا قاسم کو بھی یقین ہی کہ سامنے محل کے جو کشتی ہوتی ہی کیا عجب ہی کہ معشوقہ بھی ہماری دیکھتی ہو اس خیال مین چمک چمک کر لڑ رہے ہین جب منشا کو پکڑ لاتے ہین تو گھڑیون رگڑتے ہین منشا حیران ہی کہ یہ نگر جان پچیگی بڑے بڑے مہاجن و وزرا شرطین بد رہے ہین بعض کا یہی قول ہی کہ منشا غالب ہوگا مگر جو لوگ سمجھ ہین وہ طرف سے قاسم کے بد رہے ہین آوازین آ رہی ہین کہ دونی دیتے ہین یہ مسافر غالب آئیگا افسران فوج کہ رہے ہین کہ اگر یہ مسافر غالب آیا تو کیا ہم اسکو زندہ جانے دینگے پہلوان لوگ کہ رہے ہین کہ شرط کے سراسر خلاف ہی جو کہدیا وہ ہوگیا پھرون رہے تک منشا الجھ الجھ کے لڑا مگر سرشار بہادر ان جیسے پہلوان قاسم مہمان ہوئے تھے بہت سے توڑے لیکر آیا ہی جو طرف سے منشا کے بڑھتا ہی سرشار آواز دیتا ہی کہ ہمارا مہمان مارے

آ اُوبھی ہنسے بدو ایک جوہری نے جوڑ کا کہ میاں سرشار صاحب کچھ جواہر ملا لیے سرشار نے یاقوت احمر کا کنٹھا گلے سے اُتار کر پھینکدیا کہ جوہری صاحب ہمارا امتحان نہ کرے عجب طرح کا ہنگامہ ہی اور ماہ منیر کہہ رہی ہی کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کار ساز میرے وارث کا تو معین و مددگار رہ ہر منشا لڑتے لڑتے سنبھلا اور کہا ای شہریار ایک تو وار آخر کرتا ہوں اگر اسمین زیر کیا تو فبہا ورنہ زیر ہونیکا اقبال کرونگا قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے منشا سے بلند رکاب دونوں موبٹھے قاسم نوجوان کے تھامے اور سینے مین سر لگا کر لے دوڑا قاسم کوئی پانچ قدم ہٹ کر آئے تھے کہ تیور پر بل پڑا یہ بھی بلٹے دونون مین کشاکش ہونے لگی قاسم چاہتے ہین پیچھے نہ ہٹون اور منشا چاہتا ہی کہ ریلکر لے دوڑون قاسم نے جو بکہ مارا تو منشا کا کولا اُتر گیا کانپ کر بیہوش ہوا قاسم نے ہاتھون پر رکھا اور پکار کر آواز دی کہ اب تو یہ صید زبون ہی اسیر کیا ہاتھ ڈالو شاگردکو دوڑے منشا کو سنبھالا پالکی مین ڈالکر لے گئے قاسم اکھاڑے سے نکلے برابر تخت جیران کے آئے کرسی پر بیٹھے جیران نے کہا ای جوان کیا کہنا مگر فیصلہ تو نہین ہوا قاسم نے کہا مین حاضر رہونگا جب انکو صحت ہو تب پھر مقابلہ کرین جیران دل سے اپنے باتین کر رہا ہی کہ یہ جوان منشا پر غالب ہی مگر زبان سے اپنے کہنا مناسب نہین ہی قاسم باتین کر رہے ہین تمام حاضرین وقت قاسم کی تعریفین کر رہے ہین کہ یکایک قاسم نوجوانکی کرسی کے نیچے سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا پایے مین کرسی کے لپٹا پر پروانہ پیدا کرکے لے اُڑا قاسم متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے جیران نے کہا دیکھو صاحب قدرت کو بہت ناگوار ہوا چاہ مار ان سے مار سیاہ کو بھیجا وہ قاسم کو اُٹھا لے گیا نظرون سے ناپدید ہوا اس معرکے سے بارگاہ مین عجب ہار تھا بعض کہتے تھے کہ شاہ ہمارے سچ فرماتے ہین کہ قدرت کی یہ تقدیر تھی مگر قاسم بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا اور ایک ساحرہ کو دیکھا کہ ... کھڑی ہی اور کہہ رہی ہی کہ منم ابریق جادو ای قاسم تجھپر عاشق ہوں قلعہ ... آباد سے اُٹھا لائی دیکھ مین یہان خدائی کرتی ہون اور خداوند

برق غضب میرا نام ہی جو کوئی گنہگار سامنے آتا ہی ہاتھ ہلا دیتی ہوں برق چمک کر گرتی ہی اُس
گنہگار کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں قاسم نے غصے میں جواب دیا او بیہودہ کیا بکتی ہی میں
تیرے سے قابل ہوں کہ جو مجھسے سوال وصل کرتی ہی ابریق جادو قاسم کو لیکر اپنے باغ
میں آئی کہا ای شہریار میں فقط صورت دیکھنے کی طالب ہوں آپ کوئی کام اپنا میرے
سپرد کیجیے اسکو بجا لاؤں قاسم نے کہا ای ابریق اگر تو ایک کام کرے تو میں تجھکو
اپنے مشتاقوں میں درج کروں ابریق نے کہا فرمایئے قاسم نے کہا قلعہ حسن آباد
میں میری معشوقہ ہی ماہ منیر دختر حیران جنگ آزما کہ نہایت خوبصورت ہی اگر تو اسکو اُٹھا
لاسکے تو جیسے کہے وہی قبول کروں ابریق نے کہا میں ابھی جا کر لاتی ہوں یہ کہکر قاسم
کو حصار سحر میں بٹھایا آپ اُڑتی ہوئی چلی مگر قضا سے کار سیارہ بن عمرو جب دریا کی
تنہا ہی سے نکلا اول قلعہ کہر و تنبیہ پر آیا وہاں حال سُنا پھرتا پھراتا یہ باغ عشرت
پہونچا معلوم ہوا کہ مسعود زمیندار نے شاہزادے کا علاج کیا مگر اب طرف حسن آباد کے
گئے ہیں اُسی طرف چلا راہ طی کرتا ہوا قلعہ حسن آباد میں پہونچا ایک دوکان پر آکر
ٹھہرا دیکھا کہ منتشر گردھر وا ایک تخت یاقوتی ساتھ لیے ہوئے مع بارہ ہزار
جوانوں کے طرف بارگاہ حیران کے جاتا ہی سیارہ نے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ عیار لقا واسطے لینے ملکہ کے آیا ہی سیارہ صورت بدلکر ساتھ ہوا اور
بارگاہ حیران پر پہونچا گردھر نے فرمان لقا حیران کو دیا مضمون یہ تھا کہ جو
گذرا وہ گذرا ابھو کو ہماری بھیجدو حیران جنگ آزما خوشی خوشی محل میں آیا
زوجہ سے کہا ہاں صاحب بیٹی کو دولھن بناؤ اب وہ اپنے شوہر کے یہاں جائیگی
قدرت کی بہو ہی ماں نے اُسی وقت ماہ منیر کا لباس تبدیل کیا مگر ماہ منیر بیقرار
بلک بلک کر روتی ہی اور یہ اشعار زبان پر اُسی گریہ و بکا میں جاری ہیں

نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار میں روح ۔۔۔ چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار میں روح
ملال تنگ ہو تم ہو دل مکدر ہیں ۔۔۔ غبار روح میں ہی یا دل غبار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوں نہ موت سے راضی ۔۔۔ نہ اختیار میں دل ہی نہ اختیار میں روح

دکھاوے جلوۂ آخر کہ وقت آخر ہی   ہی مہمان نفس چند جسم زار میں روح
نہیں ہیں کم ترے مستونکی مستیاں لیکن گر   بہک رہی ہی ابھی تک اُسی خمار میں روح
پیا ہی بادۂ اُلفت کا ساغر لبریز   اُسی سرور میں دل ہی اُسی خمار میں روح
عجب نہیں جو پکار یں تجھے مرے آغوش   ترا خیال ہوا ہی مرے کنار میں روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل   بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار میں روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیہر   تمام عمر رہی سیر لالہ زار میں روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم   پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار میں روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے   کنار قبر میں ہی زحمت فشار میں روح
خوش آئی عادت طفلی نہیں فنا بھی نسیم   کہ لوٹتی ہی مرے دامن مزار میں روح

ماں نے کہا بیٹی کیوں روتی ہو اب تو تم فخر خاندان ہوئیں قدرت کی بہو کہلاؤ گی قدرت کے ساتھ تقدیریں کرنا ماہ منیر نے جواب دیا کہ میں تو اُس بدنصیب پر لعنت کرچکی ہوں خدا مجھے صورت یاقوت شاہ کی نہ دکھاوے وہ بھڑوا جبرئیل قدرت کہلاتا ہی ماں نے بمشکل بیٹی کو دلھن بنایا حیران جنگ آزما بیٹی کو ساتھ لیکر باہر نکلا تخت پر سوار کیا مختر گردھر وسے سفارش کی کہ یہ بیمار رہتی ہی جبرئیل قدرت سے کہدینا کہ تھوڑے دنوں اِسکی دلدہی کریں گردھر و نے کہا جب قدرت کے سامنے جائیگی سب عارضے دفع ہوجائینگے سیارہ بھی یہ سوچکر ساتھ ہوا کہ آقا کی معشوقہ ہی اگر کسی مقام پر میں پڑا تو عیاری کرکے لے نکلونگا اور قاسم کی خبر تو سُن چکا ہوں غرض تمام شہر کے لوگ قدرت کی بہو کو رخصت کرنے آئے ہیں اجماع عالم انبوہ ہی لیکن ماہ منیر کی ہچکیاں لگی ہوئی ہیں بلک بلک کے رو رہی ہی کہتی ہی ای خدا ے جہان آفرین ای مالک زمان وزمین میں باختر تک زندہ نہ پہونچوں اُس نگوڑے کی صورت نہ دیکھوں کہ جسکا باپ دعوی خدائی کررہا ہی ادھر حیران جنگ آزما قریب تخت کے آیا کہا بی بی کیوں روتی ہو اُس گھر میں جاتی ہو کہ جس گھر میں خدائی ہی قدرت کے ساتھ تقدیں کرنا ماہ منیر نے چپکے سے جواب دیا کہ خدائی کو اُسکی پروردگا

غارت کرے نگوڑا اچھوتا پھگوڑا ملکون ملکون پھرتا ہی سیکڑون ملک اسنے برباد کرائے
جب چوک مین سواری پہونچی تو سب اہل شہر غلغلہ کرنے لگے کہ ہم سب قدرت کی
بہو کی زیارت کرین بی بی اِس شہر کی آبادی کی قدرت سے تقدیر کرانا جو قریب آتا ہی
وہ پاؤن کو بوسہ دیتا ہی ہر ایک کا قول ہی کہ کل قدرت نے کیا مدد کی ہی کہ قاسم کو
چاہ ماران مین پھنکوا دیا ورنہ وہ بڑا طاقت دار تھا حیران جنگ آزما نے کہا تم
لوگ نہین جانتے ہو قدرت مسلمانون کو بہت چاہتے ہین ملکون ملکون بھاگے پھرتے
ہین حمزہ کو سپہ سالار قدرت بنایا ہی اُسکی اولاد سے محبت کرتے ہین کل قدرت کو
غصہ آگیا کہ اژدہا چاہ ماران کا بھیدیا ہر چند کہ ظاہر ہین وہ سب مقام غارت ہوے
مگر قدرت نے سب سامان عذاب و ثواب اپنے ساتھ رکھا ہی چوک مین سواری
ٹھہری ہوئی ہی اہالیان شہر زیارت کر رہے ہین اور ماہ منیر کا قلق بڑھتا جاتا ہی کہ
یکایک زمین کانپی اور زمین سے ایک پریزاد نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی
منم فرستادۂ خداوند زمرد شاہ باختری نکلتے ہی پریزاد نے تخت ماہ منیر کو اپنے کاندھے
پر اُٹھا لیا اور برابر وسے فلک روانہ ہوئی حیران نے کہا لو صاحبو بی ماہ منیر روٹھی
تھین قدرت نے پریزاد کو بھیجا اور خود اُٹھوا لیا یہ لوگ توبہ کرتے ہوے پلٹے مگر
ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ وہی ابرق جادو تھی ملکہ کو مع تخت اُٹھا لیگئی راہ مین
صورت زیبا جو دیکھی حیران جمال و محو دیدار ہوگئی جی مین کہتی ہی حقیقت مین یہ تو
اُسی کے لایق ہی قاسم سے تو وعدہ کر آئی ہون مگر اِس سے بھی بہنا پا کر دون کہ مجھپر
مہربان رہے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہری تا کہ ماہ منیر سے عہد و پیمان کرلے کہ نگاہ اُٹھا کر
دیکھا سامنے ایک باغ سرسبز و شاداب ہی چمن وہان کے لاجواب تمام نخل بار اثمار
سے سر بسجود ہین سب طرح کے میوے اُس باغ مین موجود ہین ابرق جادو تخت
ماہ منیر کا لیکر اُسی باغ مین اُتری دامن کی ہوا دیکر ملکہ کو ہوشیار کیا تلوے سہلانے
لگی ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا جادوگرنی قریب بیٹھی تلوے سہلا رہی ہی تو ملکہ اُٹھ بیٹھین اور
ابرق کو سلام کرنے لگین حیران تھین کہ یہ کون بلا ہی ابرق نے کہا بی بی نہ گھبراؤ

ہین تمھارے عاشق کی بھیجی ہوئی آئی ہون قاسم کا نام سنکر ماہ منیر مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا
ہوا تمھارا احسان عمر بھر نہ بھولونگی ابریق نے کہا مین تو تمھاری لونڈی ہون مین عمر بھر
خدمتگزاری کرونگی ماہ منیر نے کہا ای ابریق جو تجھسے ہوسکے گا اسطرح قاسم کو سمجھاؤن
کہ تمھارے محل مین دن کو رات کو برابر جایا کرین تمسے روگردانی نہ کرینگے ای ابریق مینے
بڑے صدمے اٹھائے ہین کاش مین نابینا ہوتا ہوتی شوہر کا قتل ہوتا دیکھا پھر خدا نے
انھین زندہ دکھایا مگر قاسم کو اچھی طرح رکھا ہے کسی تکلیف مین تو نہین ہین ابریق نے کہا
قریب قلعۂ آفتاب نگار کے ایک باغ ہے انھین بٹھا کر آئی ہون مار سیاہ بنکر مین ہی اٹھا
لیگئی تھی شہر ابر نقیہ مین خدائی کرتی ہون ماہ منیر نے جو وہ باغ سرسبز و شاداب دیکھا
ابریق سے کہا کچھ میوے توڑ لاؤ دو چار پھل کھا لون تو پھر چلون ابریق چمنستان مین آئی
لاتین مار کر درختون کو گرانا شروع کیا صدہا درخت گرادیے قضا کار دیو پنجر اس باغ
مین رہتا ہے ہوا سے شکار گیا تھا شکار کرکے پلٹا ہے ایک سنگ آہن مین اژدہے اور فیل
لٹکتے ہوے بلندی سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ کو پامال کر رہی ہے تڑپ کے گرا
ابریق کو گولی بنا کر کھا گیا پیٹ مین گیرو دار کی صدا بلند ہوئی دیو پنجر اپنے پیٹ کو
پیٹتا پھرتا ہے کہ مین یہ کیا کھا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ابریق
جادو ہو دیو پنجر ٹہلتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا جمال بے مثال دیکھکر جھک جھک کر
سلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بی بی مین تمھارا عاشق ہون ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا
مجھے کھالے تب معشوق مین ظاہر ہو خدا کی قدرت کہ تو ہمارا عاشق ہو دیو پنجر نے
کہا مین خدمتگزاری کرونگا کسی طرح آپکو رنج نہ پہونچیگا یہ کہکر دوڑا گیا پانچ چار
عورتین اٹھا لایا کہا اس بی بی کی خدمت کرو ملکہ ناچار رہی اُسی باغ مین رہنے لگی
دیو پنجر سامنے ناچا کرتا ہے مسخرہ پن کرتا ہے ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی ہین مگر یہان ابریق
مارگئی وہان قاسم جو باغ مین بیٹھے تھے اُنکے ہاتھ پانون قابو مین آئے کنیزین
جو خدمت مین حاضر تھین اُنسے کہا ظاہر تمسے معلوم ہوتا ہے کہ ابریق پر کوئی آفتاد
پڑی کسی نے اُسکو مار ڈالا میرے ہاتھ پانون مین طاقت آگئی اگر وہ زندہ ہوتی

نوحصار قاسم رہنما کنیزون کو آزاد کردیا کہ اپنے اپنے مکانون مین جاؤ اور قاسم وہانسے اُٹھے بیرون باغ آئے ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک شہر رفیع و وسیع ہی پھاٹک اُسکا کھلا ہی نہرا رہا بارگاہین استادہین تمام اہالی شہر لباس گلنار پہنے ہوے پھر رہے ہین اُس قلعے کا نام قلعۂ آفتاب نگار ہی وہان کا بادشاہ عالیجاہ آفتاب شاہ بیٹا اُسکا مہتاب شاہ اُسکی شادی کا سامان ہورہا ہی جابجا دوکانین آراستہ نوبت و نقارہ بج رہا ہی آفتاب شاہ نے جو قاسم کو دیکھا خوش ہوگیا قریب آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین چلیے آپ ہمارے مہمان ہین قاسم ساتھ آفتاب شاہ کے بارگاہ مین آئے دیکھا مہتاب شاہ تخت پر بیٹھا ہی رفیق گلنار جوڑے پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین ناچ ہورہا ہی ایک نازنین خوبرو شعلہ خو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا — معدن لعلِ بدخشان سے گہر پیدا ہوا
دہر مین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا — ہر بدن کے ساتھ اُسکا ہمسفر پیدا ہوا
سر تیرا اُٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی — ماہ نو کا ہیکو ہی زخم جگر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھنچ آئی تعجب ہی مجھے — سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا جو تھا — جانتے تھے جسکو ہم موے کمر پیدا ہوا
رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین — وہ شجر دیوانہ ہی جس مین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین — بے کمر تو ہی تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا
کیا غضب ہی جسم خاکی کے قفس مین جان ہو بند — یہ وہ طائر ہی جو بامِ عرش پر پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اُسکو تسلیم — جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا

مہتاب شاہ نے باپ سے کہا اِس جوان کے آنے سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب شاہ نے خاطر کرنا شروع کی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی منتظر رہی کہ برات لیجائین کہ روسنے پیٹنے کا ہلڑ ہوا خورد و کلان اندر پیر تا جوان داڑھین مار مار کے رو رہے ہین آفتاب شاہ کا عجب حال ہی سر دے دے مارتا ہی اور بیٹے سے اپنے

لپٹ لپٹ کر رو رہا ہی ماہتاب شاہ کا یہ حال ہی کہ نہ آنکھ سے آنسو نکلتے ہین نہ منھہ سے بات
خاموش بیٹھا ہی زانو پر ہاتھہ مار رہا ہی قاسم نے آفتاب شاہ کا ہاتھہ تھاما پوچھا کیا
معرکہ ہوا کیا اُس لعین نے انتقال کیا آفتاب نے کہا اے شہریار کیا آپ سے بیان کرون
ایک دیو ہی کہ دیو پیچر اُسکا نام ہی اُسنے یہ بدعت شروع کی کہ قلعے مین گھس آتا تھا
سو سو آدمیون کو کھا جاتا تھا آخر مین نے جا کر فیصلہ کیا کہ ایک آدمی روز لے لیا
کر و رہا یا مین سبکے نام لکھے گئے ہر گھر سے ایک آدمی روز جاتا ہی دیو پیچر اُس آدمی کو
کھا کر چلا جاتا ہی وہ دیو آیا ہی باہر زیر درخت بیٹھا ہی اور پکار رہا ہی کہ میری خوراک
بھیجو ورنہ مین اندر قلعے کے آتا ہون اگر اندر آئیگا تو ہزارون کو کھا جائیگا اور
کاغذ مین حساب سے میرے ہی بیٹے کی باری ہی سوا اسکے کہ بیٹے کو حوالے کرون
اور کیا چارہ ہی قاسم نے کہا ہم آپ کے مہمان ہین ہمکو اپنے بیٹے پر نثار کیجیے ہمکو
روانہ کر دیجیے ہم دیو سے سمجھ لین گے آفتاب نے کہا کیا غضب کی بات ہی کہ ایک
رات کے مہمان کو ہم یہ تکلیف دین کہ اپنی جان جا کر دے بڑے بڑے رفیق بیٹھے ہین
کہ جنکو دو دو پشتین گذری ہین ہمارے خاندان سے کسی نے قصد نہ کیا آپ نے یہ فرمایا
تو ہم بہت ممنون و شکرگزار ہوے قاسم نے کہا مین نے خالی نہین کہا ہی مین ضرور
جاؤنگا مجھسے غم و الم آپ کا نہین دیکھا جاتا کہ جسکی آج برات ہو اُسکے لیے یہ سامنا
ہو کہ وہ جا کر جان دے اور کوئی سینہ سپر نہ ہو ایسا شاہزادہ حسین و جمیل یون
ضایع ہوتا ہی اِتنے ہی عرصے مین کسقدر چہرہ اُتر گیا ہی معلوم ہوتا ہی برسون کا بیمار ہی
مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا کہا اے مہربان تم تو وہ خیرخواہی ظاہر کر رہے ہو کہ جیسے مان
باپ ظاہر کرتے ہین قاسم تلوار ٹیک کر اُٹھے اور کہا مین ابھی جاتا ہون اور جا کر
اُسے سمجھائے دیتا ہون تمام بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ کیا جوان ثابت قدم ہی کہ جو کہا ہی اُسکے نباہنے کو موجود ہی قاسم نے
مہتاب شاہ سے کہا آپ تو تشریف رکھیے اور ناچ دیکھیے مین تھوڑے عرصے
مین واپس آتا ہون مہتاب شاہ رونے لگا کہتا تھا اے جان بخش آپ کی کیا

تعریف کرون آپ نے اُس احسان پر کمر باندھی ہی کہ کوئی نہین کر سکتا آپ تشریف رکھیں مین خود جاکر جان دیتا ہون قاسم نے ہاتھہ تھام کر کہا کہ آپ کیون جان دیتے ہین مین دیو کا سر لیکر آتا ہون مہتاب شاہ ہنس پڑا کہا ای والد تا مدار آپ فرماتے ہین کہ مین دیو کا سر لاتا ہون یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ انسان دیو سے لڑسکے آفتاب شاہ دوڑکر لپٹ گیا کہا ای جان بخش بیٹھیے آپ نے جو کہا اُسکا نمونہ دکھا دیا آپ کا نام نامی کیا ہی اتفاق کی بات ہی کہ شب بھر صحبت رہی مگر آپ کا نام نہین پوچھا قاسم نے کہا جب مین پلٹ کر آؤنگا تو نام بتا دونگا کل اہل دربار اِس جراُت پر عش عش کر رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی اس مقام پر کانپ جاتے لیکن اِس جوان کو کچھ اِنتشار نہین قاسم بارگاہ سے باہر نکل آئے اور طرف در شہر کے چلے آفتاب روتا ہوا ساتھہ ہی دمبدم بڑھکر روکتا ہی کہ ای مہمان کیون ہمین خفیف کرتا ہی بعض کہتے ہین یہ جوان بڑا عقیل و فہیم ہی دیو کے سامنے کیا جائیگا دروازے سے نکلکر بھاگ جائیگا دیو پھر تقاضا کریگا کہ میری خوراک بھیجو مہتاب شاہ سب کو جواب دیتا ہی کہ یارو کیا بکتے ہو اُس سے کہا تھا کہ جاؤ وہ تو خود ہی ارادہ کر رہا ہی ہم دون ہمارے کہنے سے اُسنے یہ ارادہ کیا ہی خدا اُسکے ارادے کو پورا کرے قاسم شہر سے باہر نکلے آفتاب و مہتاب بام قلعہ پر آئے دیکھا قاسم رستمانہ ٹہلتا ہوا قریب دیو کے آیا دیو پیکر نے جو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل آیا ہی خوب ہنسا کہا ای جوان لقمہ تو بہت چرب ہی مین چاہتا ہون کہ تجھکو تکلیف نہ ہو تجھے مین منھہ کھول کر بیٹھون تو منھہ مین میرے پھاند پڑ بس ہی تجھکو نگلجاؤن ورنہ چبا چبا کے کھاؤنگا قاسم نے کہا بہت خوب آپ منھہ کھولکر بیٹھیے تو مین پھاند پڑون دیو جو منھہ کھولکر بیٹھا قاسم نے ایک پتھر کئی سو من کا دیو کے منھہ مین ڈالدیا دیو وہ پتھر نگل گیا مگر دو دانت بھی ٹوٹے جب آنکھین کھولین کہا ای جوان یہ تونے کیا کیا کہ میرے دو دانت توڑ ڈالے آفتاب و مہتاب بام قلعہ سے یہ سب معرکہ دیکھہ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اس جوان نے بڑا غضب کیا دیو کے دانت توڑے اب وہ بڑی اذیت سے کھائے گا دیو

پنجر نے ہاتھ قاسم پر مارا مرادیہ تھی کہ گولی بنا کر کھا جاؤن قاسم نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا
مارا کہ دیو جھکا قاسم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیو کو چکر آگیا غل مچانے لگا آدمی آدمی کیسے جانا
ہی بالاے قلعہ سے آفتاب و مہتاب شاہ دیکھکر ہنس رہے ہین کہتے ہین لو یار وبہ نیا
تماشہ دیکھو کہ دیو چیخ رہا ہی وہ جوان نہین چھوڑتا دو چار گھونسے قاسم نے ایسے مارے
کہ دیوا ور زیادہ چیخنے لگا اب دونون مین کشتی ہونے لگی قاسم نے دیو کو دے مارا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا اب شناخت ہین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو پنجر نے کہا مین خداوند
را اس لشیاطین کو نہ چھوڑونگا قاسم نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھا
ایک جھٹکا مارکر سر دیو کا کھینچ لیا اور بال پکڑکر سر اٹھایا طرف قلعے کے سر لیکر چلے ادھر
آفتاب و مہتاب شاہ سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکل آئے دیکھا لاشہ دیو کا پڑا
تڑپ رہا ہی قاسم سر لیے ہوے آتے ہین آفتاب نے دوڑکر قاسم کو گود مین اٹھالیا
مہتاب شاہ تصدق ہونے لگا سب اہالی شہر تعریف جرأت کر رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ ایسے ایسے بہادر لوگ بھی دنیا مین ہین کہ دیو کو مارا قاسم نے سر ڈالدیا
کہا ای آفتاب شاہ آگاہ ہو کہ منم نبیرہ صاحبقران قاسم نوجوان اب تو سب آگاہ
ہوے کہ یہ صاحبقران کے پوتے ہین جب تو یہ جرأت ہی دیو کشی اور دیو بندی انھین کا
کام ہی دادا انکے اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے صدہا دیو نرا دمارے عفریت کو
قتل کیا سمندون کو مارا سب پردے تسخیر کیے قاسم نے کہا ای آفتاب شاہ تمکو
مناسب یہ ہی کہ کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرو لقا پر لعنت کرو آفتاب شاہ و مہتاب
و سب اہل شہر کلمہ پڑھکر بصدق دل دائرۂ اسلام مین آئے قاسم قلعے مین آئے آفتاب
نے تخت خالی کردیا کہا آپ تخت پر بیٹھین ہم سب آپ کے تابعدار ہین آپ نے سب کی
جان بچائی حقیقت مین ایسا معرکہ کبھی نہ دیکھا تھا کہ آدمی دیو کو قتل کرے آپ نے کل شہر
کی جان بچائی قاسم نے کہا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجھے ہوس سلطنت نہین ہی
یہ کہکر آفتاب کو تخت پر بٹھایا اسوقت کی دربار مین خوشی ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اس
شخص کی وجہ سے سب کی جان بچی ورنہ روز آتا تھا ایک آدمی کو کھا جاتا تھا روز ایک

شخص کا غم ہوتا تھا قاسم نے دریافت کیا کہ کیون اے آفتاب شاہ قلعۂ حسن آباد
یہان سے کتنی دور ہے آفتاب شاہ نے پوچھا آپ کو قلعۂ حسن آباد سے کیا کام ہے
قاسم نے کہا کہ دختر جبران جنگ آئندہ میری معشوقہ ہے مین اُسکو لینے جاؤنگا آفتاب
نے کہا قلعۂ حسن آباد یہان سے بارہ منزل ہے ہم سب آپ کے ساتھ چلینگے لیکن
جبران جنگ آئندہ بڑا بہادر ہے آپ کے ساتھ فساد کریگا قاسم نے کہا اُسکی بھی جرأت
دیکھ چکے سر دربار اکیلے گئے اُسنے مقابلہ کیا بھتیجا اُسکا منشا سے پلنگ پر سے کا سب
مجھسے لڑا اُسکا کولا اُتر گیا میرے اُسکے فیصلہ نہ ہوا مین اُس سے فیصلہ کرونگا اور [illegible]
کو لونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی دروازے پر ایک عیار حاضر ہے سیارہ نام
بتاتا ہے قاسم نے نام سیارہ کا سنکر باشتیاق حکم دیا کہ بلاؤ سیارہ اندر آیا قاسم کو دیکھکر
بہت شاد ہوا کہا حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین قاسم نے کہا اے مژدہ لانے والے اتنے
عرصے تک کہان رہے سیارہ نے سب حال بیان کیا کہ اول باغ عشرت پر پہونچا
وہان آپ کے قتل کا شہرا سنا مسعود زرنگار کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ صحت
پاکر طرف حسن آباد کے تشریف لے گئے وہان جب پہونچا تو دیکھا کہ منتظر دختر ملکہ
کے لینے کو آیا تھا چوک مین جب سواری پہونچی تو ایک پریزاد ملکہ کو اُٹھا لے گئی
قاسم نے کہا وہ ابریق جادو تھی مگر راہ مین اسیر آفت ہوئی جب تو مین نے رہائی
پائی آفتاب شاہ نے بڑی دھوم سے اپنے بیٹے کی برات آراستہ کی قاسم کو مع
لیکر مہتاب شاہ کو فیل پر سوار ہوئے تمام رئیسان شہر ہمراہ تھے کوئی سامان ایسا
نہ تھا کہ برات کے ہمراہ نہ ہو چند تخت مجرہ کے ہوے چند نازنینان مہجبین آن خوبتر
سوار سازندے ساز بجاتے ہوے وہ نازنینان مہجبین بانداز وادا گاتی ہوئی روان تھین نظم

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخ جفا جو بدلا | ہان مگر اہل دل بیتاب نہین تو بدلا
گنج مدفن مین یہ تھا چین کہ جیسے سوئے | ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا
لذت ذبح زبان سے نہ گئی پر سونتک | سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا
رہگئی کونسی حسرت جو نہین کی لیکن | نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوشِ جنون کو ہو ترقی ہر روز	ڈھنگ وحشی کا نئے کچھ نہ پھر وہ بدلا
دستِ آپ حنا سے نہیں ہوتا ہو شباب	جیب ہوتے پیر نور رنگ سحر ہر سو بدلا
ایک سان حال ہو خونِ نابہ دل کا میرے	آج تک دیدۂ تر کا نہیں آنسو بدلا
کم ہوا جوشِ جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم	آب ناریخ کبھی شربتِ آلو بدلا

آفتاب شاہ روپیہ لٹاتا ہوا چلا اسقدر روپیہ لٹایا کہ آجتک فرد سے چمک رہے ہین دلھن کے مکان پر بڑی دھوم سے پہونچے عقد وغیرہ کرکے برات پلٹی تمام شہر خوشیان کر رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اس جوان کی ذات سے شہر آباد رہا ورنہ ملک ویران ہو جاتا غرض کو مہتاب شاہ نے گوہر مراد حاصل کیا صبح کو قاسم نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہوئی سپارہ بھی ساتھ ہو ساٹھ ہزار فوج کو لیکر طرف حسن آباد کے چلے مگر ملکہ ماہ منیر کہ باغ ہین دیو پیچ کے داخل تھین دس پانچ کنیزین ہمراہ ہین جب کئی دن گذر گئے کہ دیو پیچ نہ آیا تو ملکہ نے کہا کیون صاحبو اب وجہ معاش کیونکر ہو برا تھا یا بھلا تھا کھانیکی تو فکر رکھتا تھا معلوم ہوتا ہو کوئی اسپیر آفتاد پڑی اب اس باغ سے نکلتے ہین صحرا و بیابان ہمارے مقام ہین آوارگی نے ہمارا ساتھ دیا دیکھیے شہر یار سے کیونکر ملین چند عورتین چلی گئین مگر دو کہ نہایت ہی جوان تھین وہ ملکہ کے ساتھ باغ سے نکلین باغ مین مال و اسباب بہت تھا ملکہ نے وہ لدوا کر ساتھ لیا تھوڑی دور چلی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک تاجر بہت بڑا موسوم بہ خورشید بازرگان کاروان اپنا لیے ہوئے برائے تجارت جاتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین قمر طلعت نہایت خوبصورت اسباب کے چھکڑے ساتھ لیے ہوئے ایکطرف کھڑی ہوئی ہو مرد کو دیکھکر چھپنے لگی مگر تاجر نے گھوڑا بڑھا کر ہاتھ اسکا تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم اس جنگل مین کیون کھڑی ہو ملکہ نے کہا مجھسے تعرض نہ کرو مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار میرا حال کچھ نہ پوچھو فرد چہ گویم از سر و سامان خود بھر لیست چون کاکل بہ سید بختم پریشان روزگار ہم خانہ بر دوشم بہ اس عرصے مین چند ملازم خواجہ بازرگان کے آگئے خورشید نے جبرا اور قہرا ملکہ کو محافے مین سوار کیا

سب مال اپنے قبضے مین کر لیا مگر خنجر ملک نے اپنے پاس رکھا ہی خورشید جب جا کر منزل پر
اترا تو شب کو اسنے ملکہ کو صحبت مین طلب کیا ملکہ روتی ہوئی آئی خورشید نے چاہا شراب
پلاؤن ملکہ نے انکار کیا اور کہا مجھکو اسکا ذوق نہین ہی خورشید چاہتا تھا کہ یہ شریک
صحبت ہو ملکہ نے خنجر دکھایا کہا ای خورشید تمھاری میری دونونکی جان جائیگی ہاتھ نہ لگانا
الگ بیٹھے رہو خورشید ناچار ہو رہا ماہ منیر نے کھانا بھی نہ کھایا خورشید دن بھر
راستہ چلتا ہی اور رات کو ملکہ کو صحبت مین بلاتا ہی یہ جبر دو چار لقمے کھلا دیتا ہی ملکہ
نحیف و زار ہوگئی ہی لیکن اپنی عصمت کو بچاے ہی ایک دن خورشید بازرگان
ایک صحرا مین آکر اترا کہ جنگل سے گرد اڑتی دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال تخت پر و بادشاہ پشت پر ساٹھ ہزار فوج خورشید نے آکر قاسم نوجوان سے
ملاقات کی اور کہا شام کو حاضر ہونگا قاسم بھی اسی جنگل مین اتر پڑے شام کو خورشید
آیا کچھ اسباب تجارت پیش کیا قیمت اسکی طرح نہ ہونے پائی کہ خورشید اٹھ کھڑا ہوا قاسم
نے کہا کیا جلدی ہی خورشید نے کہا ای شہریار آج چار پانچ دن گذرے ہین کہ مین نے
صحرا سے ایک عورت پائی اسقدر ملول و حزین ہی کہ اس پانچ دن مین نحیف و زار
ہوگئی مگر میرا وصل نہین قبول کرتی جاکر اسکو کھانا کھلاؤنگا ایسا نہ ہو کہ تڑپ تڑپ کے
مر جاے مجھے میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی قاسم نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ ای
خورشید ہم بھی اس نازنین کو دیکھ سکتے ہین خورشید نے عرض کی ہان ابھی بلواتا
ہون کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ کو لاؤ ملکہ جب آئین قاسم کو دیکھکر شاد ہوگئین لڑکھڑا کے
گرین بیہوش ہوگئین قاسم نے جو ماہ منیر کو اس حال مین دیکھا کہا ای خورشید ہم تو
اسی کے واسطے شہر ختن آوارہ ہوگئے تھے بڑی جفائین اٹھائین انہین کے واسطے
زخمی ہوے دریا رخبیران جنگ آزما مین پہونچے وہان تکرار ہوئی منشا کے
بلند رکاب سے مقابلہ پڑا اسکو اتر گیا اس سے فیصلہ کرتا چاہتا ہون خورشید
نے وہ مال پھر پیش کیا اور ملکہ کو بھی قاسم کے حوالہ کیا دونون عاشق و معشوق ایکجگہ
ہوے دونون خوش ہو ہو کر شکر یہ ادا کر رہے ہین کہ ای پروردگار تو نے اپنا رحم شریک کر کے

ہم دو رہ افتادگان کو ایک جا کیا قاسم نے اس صحرا سے کوچ کیا منزل در منزل چلے لیکن
ہرکارے جو جبران جنگ آزما کے واسطے خبر کیا کرتے تھے یہ خبریں دریافت کر کے بھاگے
سامنے جبران جنگ آزما کے آ کر بعد دعا کے عرض کی کہ وہی جوان مع آفتاب و مہتاب
کے آتا ہی آج کے تیسرے چوتھے دن یہاں پہونچ جائیگا یہ سنکر منشا سے بلند رکاب
اپنے مقام سے اٹھکر کہا چچا جان مجھکو رخصت کیجیے یا تو مین اُس جوان کو باندھکر لاؤنگا
یا اُسی کی رفاقت کرونگا حقیقت یہ ہی کہ ایسے بہادر میری نگاہ سے نہین گذرے اور
انصاف کا مقام ہی کہ جیسے ہی مین اُسکو لا اترا تھا اگر مشکین باندھ لیتا تو مین کیا کرتا واقع
مین وہ خود منصف تھا کہ مجھکو چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ بعد صحت سمجھا جائیگا اب مین جا کر اُس کو
سمجھاؤنگا کہ ماہ منیر تو غائب ہوگئی دربار خداوندی مین پہونچی عیش کر رہی ہوگی اور
جبرئیل قدرت اُسکا شوہر ہی مجھکو یقین ہی کہ وہ جوان ایساہی دلاور ہی کہ غروبیہ باختر پر
جا سکے یہ کہکر ساٹھ ہزار جوانوں کی فوج لی جبران نے چاہا لاکھ دو لاکھ آدمی ہمراہ کر دے
مگر منشا کو جرأت کا دعویٰ ہی یہی جانتا ہی کہ مین زیر کرونگا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا قاسم
ملکہ کے ساتھ عیش کرتے ہوے آتے ہین اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ منشا آتا ہی اب
قلعہ حسن آباد قریب ہی آفتاب و مہتاب شاہ یہ خبر سنکر بہت گھبرا رہے ہین باپ
بیٹے سے کہتا ہی کہ منشا سے بلند رکاب بلاے روزگار ہی اُسپر غالب ہونا دشوار ہی
مہتاب شاہ جواب دیتا ہی کہ دیو سے زیادہ زبردست نہین ہی جس جوان نے دیو
کو مار لیا اُسکے نزدیک منشا کی کیا حقیقت ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی منشا آکر
پہونچا قاسم دیکھا کیے کہ ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہی جرأت کا اسکے دلکو خیال ہوا
یہ بیشک بہادر ہی ہرچند کہ پانچ لاکھ فوج کا خاکم ہی مگر جتنی فوج میرے ساتھ تھی اتنی ہی
فوج لیکر آیا منشا نے اترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا قاسم نے خبر سنکر نوازش طبل کو حکم
دیا دونوں لشکروں مین تیاریان ہونے لگین مگر منشا سے بلند رکاب واسطے طلا
کے اٹھا ادھر سے قاسم اٹھے رات کو کنارے پر سامنا ہوا منشا نے قاسم کو سلام
کیا عرض کی اے شہریار مین آپ سے براے امتحان آیا ہون مگر یہ محبت سمجھا تا ہون کہ

مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرے ہاتھ سے آجتک کوئی زندہ نہین بچا جس سے مقابلہ کیا اُسپر
غالب آیا اگر میری رفاقت اختیار کیجیے تو پانچ لاکھ فوج کا افسر کرونگا قاسم نے
جواب دیا کہ تم ایسے ہی ہو مگر مجھے ہوس ہی کہ سر میدان امتحان ہوجائے بدون مقابلہ
فیصلہ نہ ہوگا مین اسوقت بھی موجود ہون منشا خاموش ہو رہا صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے منشا نے گھوڑا اُڑایا میدان مین آکر سلطنشور بیان کرنے لگا للکارکر
آواز دی کہ میرے مقابلے مین کون آتا ہی مین قاسم کا خواہان ہون قاسم نے مرکب
نکالا مقابلہ منشا مین پہونچے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی پہونچی تین شبانہ روز
مقابلہ رہا تیسرے دن شام ہوتے ہوتے قاسم نے منشا کو اُٹھا لیا منشا نے آواز
دی الامان قاسم نے سوال اسلام کیا منشا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا قاسم
منشا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صحبت مین جگہ دی منشا نے کہا اب کیا ارادہ ہی
قاسم نے کہا اب آرزو یہ ہی کہ جیران جنگ آزما سے مقابلہ کرون منشا نے بہت
منع کیا کہ جیران جنگ آزما بڑا بہادر ہی مجھکو اکثر لڑا دیا ہی اُس سے نہ ارادہ کیجیے
قاسم نے نہ مانا صبح کو کوچ کیا ہرکارون نے یہ خبر جیران کو پہونچائی کہ بھتیجے صاحب
آپ کے مسلمان ہوگئے اور ساٹھ ہزار کا لشکر بھی مسلمان ہوا اب بجمعیت کثیر آپکے
مقابلے کو آتے ہین جیران جنگ آزما اپنے مقام سے اُٹھا کل فوج کو ساتھ لیکر چاہا
کہ مقابلہ قاسم مین جاؤن کہ آلبشار نے عرض کی آپ آج شب کو یہان تامل فرمائیے
مین اُس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون جیران نے کہا اے آلبشار منشا کو تو اُسنے
زیر کر لیا تمھاری کیا حقیقت ہی آلبشار نے نہ مانا تھوڑی فوج ساتھ لیکر چلا یہان
قاسم شکار کھیلتے ہوے آتے ہین ایک آہو پر گھوڑا اُڑالا تھوڑی دور پر جاکر
شکار کیا ابھی وہین کھڑے ہوے تھے کہ دیکھا منشا سے بلند رکاب ہنستا ہوا
سامنے آیا کہا اے شہریار مجھے معلوم ہوا حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کہ مجھ ایسا
رفیق آپ کو ملا اب جیران آپ کے مقابلے کو آتا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ ماہ منیر
کا پتہ نہ ملا قاسم نے ہنسکر کہا اے منشا جامع المتفرقین نے اُسکو تجھسے ملا دیا خورشید

آیا تھا وہ ملکہ کو ملا گیا دیو پنجر میرے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ باغ سے نکل آئین خورشید نے پایا
وہ میری ملاقات کو آیا اُسنے ملکہ کا ذکر کیا مین نے سامنے بلوایا دیکھتے ہی عجب کیفیت ہوئی
کہ ماہ منیر بیہوش ہو گئی تب مین نے خورشید بازرگان سے کہا کہ یہ وہی مہ جبین ہی جو
ہیسے چھوٹی تھی اُسی دن سے ملکہ لشکر مین ہین یہ خبر سُنکر ہنستا اور زیادہ خوش ہوا کہا
آپ کے خدا کو آپ کی اقبالمندی منظور رہی کیا کیا سبب نکلتے ہین جیران جنگ آزما
سے مین مقابلہ کرونگا اگر خدا نے چاہا تو سر میدان زیر کر کے خدمت مین حضور کی
لاکر حاضر کرونگا اگر آپ کا کہنا مان لے تو مسلمان ہو اگر نہ مانے تو آپ کو اختیار ہی
قاسم خاموش ہو رہے مگر ہنستا سے بلند رکاب ہمراہ قاسم شکار کھیلتا ہوا ایک
دشت مین پہونچا ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اُسکو شکار کیا چاہتا تھا کہ شکار
بند سے باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی آلبشار تیغ زن گینڈا اپر چڑھا ہوا آتا
تھا اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کے چچا آپ سے
بہت خفا ہین چلکر حاضر ہو جیسے مین صفائی کرا دونگا ہنستا نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین
اُس شہریار کی اطاعت کر چکا کہ جسنے سنجان و باختر کو تہ تیغ کیا جیران کی کیا حقیقت
ہی اور تو کیا بے حیا ہی بس سامنے سے چلا جا آلبشار قریب آیا تلوار کا وار کیا مگر
ہنستا نے تلوار کو روکا چاہا ہاتھ مارا ون اب جو مرکب کو مہمیز کیا گھوڑے نے سکندری
کھائی آلبشار نے اوپر سے ہاتھ مارا سر ہنستا کا زخمی ہوا آلبشار نے اُس زخمدار کو
کمند مار کر گرفتار کیا اور لیکر چلا اِدھر سپاہ نے دور سے دیکھا کہ ہنستا کو آلبشار لیے
جاتا ہی پلٹ کر خدمت قاسم مین آیا عرض کی ای شہریار مین نے اپنی آنکھو ن سے دیکھا
کہ آلبشار تیغ زن نے ہنستا کو زخمی کر کے کمند ون مین باندھ لیا اور لیکر روانہ
ہو گیا یہ سُنکر قاسم کا چہرہ سرخ ہو گیا مرکب پھیر کر طرف آلبشار کے چلے مگر آلبشار
ہنستا کو لیے ہوے لشکر جیران مین آیا لوگون نے پوچھا اِنکو کہان پایا آلبشار نے
کہا صحرا مین پڑا ہوا شکار کرتے تھے مجھکو مل گئے مین پکڑ لایا قاسم نے زیر کیا تھا اسیطرح
بلبلاتا ہوا سامنے جیران جنگ آزما کے آیا جیران نے کہا ہوشیار کرو آلبشار نے کہا

پھر ہوشیار کرونگا پہلے آہنگرون کو بلائیے اول اسکو مسلسل و مطوق کیجیے بعد اسکے دربار سجیے محبت قاسم مین بڑا کامل ہی آٹھ پہر یہی کہتا ہی کہ مین نے آفتاب بے نظیر پایا ہی ایسے سرداران عالی وقار کسکو ملتے ہین جیران نے آہنگرون کو بلا کر منشا کو مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار کیا منشا جب ہوشیار ہوا تو مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی جیران نے کہا ای فرزند اب کسکا خوف ہی میرے دربار مین ہو اگر تمکو زہر کیا تو مین اسکا بدلہ کرونگا یون زہر کرون کہ ہاتھ نہ لگانے دون دانون بیچ کی نوبت نہ آنے پائے منشا نے کہا چچا جان صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی میرا آقا وہ شبیر ہی کہ بڑے بڑے جوانمرد اسکے سامنے سے بھاگتے ہین ابھی آفتاب نگار پر دیو کو مارا آفتاب اور ماہتاب ساتھ ہین جیران نے کہا ای فرزند اب میرا مذہب اختیار کرو قاسم نوجوان کی کیا حقیقت ہی کہ تمکو ستائے مین سمجھ لونگا منشا نے جواب دیا کہ ای کم نامدار مردان عالم کے طریقے سے یہ بہت خلاف ہی کہ کل لقا پرست تھے اب جب مسلمان ہوے تو پھر وہی لقا پرست ہون دنیا والے کیا کہین گے مین لقا پر لعنت کرتا ہون جیران اسپر بہت جھلایا آلبشار کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے آلبشار تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہوا کہ بادشاہ سے حکم پوچھ رہا ہی کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا در گہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا پردہ بارگاہ کا اٹھا سب نے دیکھا کہ قاسم نوجوان تیغ بکف آکر پہونچا اور آتے ہی للکارا کہ او آلبشار مجھکو سب تیرا مکر معلوم ہی جسطرح مجھکو زخمی کیا تھا وہی مکر تو نے ساتھ اس بہادر کے کیا کہ اسکے گھوڑے نے سکندری کھائی اور تو نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اور کمندون مین باندھکر لایا ورنہ تجھ ایسے دس پر یہ کافی تھا تیری یہ مجال تھی کہ اسکو گرفتار کر کے لاتا یہ کہکر قریب آلبشار کے آئے فرمایا کہ وار کر آلبشار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ آلبشار کا اڑ گیا دوسرا ہاتھ کمرگاہ پر مار دیا کہ آلبشار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر آلبشار کو منشا کو رہا کیا اور پکار کر کہا ای جیران جنگ آزما ہم اپنے رفیق کو لیے جاتے ہین اگر حوصلہ ہووے تو روک لو جیران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم منشا کو ساتھ لیکر باہر نکلے مرکبون پر

سوار ہوے کہ سامنے نگاہ پڑی دیکھا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہی
مگر قاسم نے فرمایا اے منشا یہ ہمارا امر کب ہی بحسرت ہمکو دیکھ رہا ہی اسکو بھی لیلین منشا نے
گھوڑے سے اُتر کر شبرنگ کو کھولا اُسکو کسکر قاسم کے سامنے لایا تمام افسران فوج
دیکھا کیے کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ قاسم کو روکے قاسم مع منشا نکلگئے بعد جانے قاسم کے
لوگون نے جیران پر طعن وتشنیع کی کہ اگر حضور حکم دیتے تو ہم قاسم کو گرفتار کر لیتے
جیران نے جواب دیا کہ میری جرأت مین فرق آتا ہی اب کل میدان مین سمجھ لونگا سر میدان
ٹوکونگا اور منشا کی کیا حقیقت ہی اُسکو تو رگڑ کے مار ڈالونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا قاسم
جب بارگاہ مین آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ جیران نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہے نبرد ہو قاسم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ موسا ے آفتاب عالمتاب
عصاے ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر کوہ چرخ زبرجدی پر آکر قاسم ہوا قاسم لشکر لیکے
میدان مین آئے کہ دیکھا سرشار روتا ہوا آتا ہی قریب آکر عرض کی کہ شب کو کوئی
ہمارے آقا کو چرا لے گیا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ اسی صحرا مین ایک پہاڑ ہی
اور شبرنگ قزاق وہان رہتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ جیران جنگ آزما اس
صحرا مین فروکش ہی آکر چرا لیگیا دو لاکھ روپے مانگتا ہی قاسم نے یہ سنتے ہی گھوڑا پھیرا
کہا مین اُسکو ابھی لاتا ہون سیارہ سے اشارہ کیا کہ آگے بڑھ جاؤ خبر لو کہ جیران
پر کیا گذری سیارہ با نہاے عیاری لگا کر بھاگا اُسوقت پہونچا کہ دیکھا زیر کوہ تمام
قزاق جمع ہین اور شبرنگ تیغ کھینچے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ دو لاکھ روپے منگا دیجیے ورنہ
قتل کرونگا جیران کہہ رہا ہی کہ ایک پیسہ نہ دونگا میرے خون کا بھی کوئی بدلہ لیگا اے
شبرنگ زندہ نہ بچوگے شبرنگ نے کہا کہ تمہاری جان لونگا یا دو لاکھ روپے لون گا
تمام قزاق جیران کو سمجھا رہے ہین کہ ہم لوگ قزاق ہین اسی طرح پر روپیہ لیتے ہین
تمکو اول جانکر گرفتار کر لائے اب بے روپیہ لیے نہ چھوڑینگے اے جیران کیون اپنی
جان دیتے ہو مگر جیران غصے مین زنجیر ہلا رہا ہی سیارہ یہ رنگ دیکھکر ہما کا خدمت

قاسم مین آیا عرض کی کہ جلد چلیے ورنہ جیران جنگ آزما قتل ہوا چاہتا ہی غلام کو منظور ہوا تھا کہ دخل دون لیکن یہ یقین تھا کہ آپ آتے ہونگے ایسا نہو کہ آپکے خلاف ہو قاسم نے سیارہ کو ہٹایا مرکب کو بڑھایا گھوڑے پر کوتہ اکیا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا شبرنگ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارون کہ نعرۂ شبیر کی آواز آئی نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آبِ دم تیغ شستم زمین
آفتابِ مشرق و مین پرور ری

دیگر

ز نعم تیغ و برابر شبزہ بہ ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
شہسوارِ لعل پوش خاوری

شبرنگ ٹھہر گیا قاسم نوجوان نعرہ کرکے آپڑے کئی قزاقون کو قتل کیا قتل کرتے ہوئے قریب جیران جنگ آزما کے پہونچے ہتھکڑی کاٹی جیران نے خانہ زومین آکر قید توڑ ڈالی اب جو جیران اٹھا قزاقون کو قتل کرنے لگا مگر قاسم نوجوان لڑتے بھڑتے قریب شبرنگ قزاق کے پہونچے قزاق نے ہاتھ مارا قاسم نے تلوار روکی اپنا تیغہ کھینچا مثل برق جہندہ نیام انتقام سے نکلا تیغۂ شرر فشان یا آہ دل مظلومان یا ابر پھٹ گیا برق تڑپ کر نکلی چمکا کر ہاتھ مارا کہ شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے قزاق تو سب بھاگ گئے مگر جیران جنگ آزما نہایت محجوب ہی جی مین اپنے کہتا ہی ایسے وقت مین کوئی نہ آیا اس جوان نے بڑا قصد کیا کہ اکیلا آپڑا ایسے کی تو اطاعت کرنا چاہیے یہ تو جان بخش ہی ایسے کی اطاعت نہ کرنا سراسر بے انصافی ہی یہ سوچکر قریب قاسم کے آیا جھک کر سلام کیا قاسم نے سوال اسلام کیا جیران نے شرما کر کہا مین آپ کا نا بعدار ہون غلامی اختیار کرتا ہون قاسم نے سر اسکا اپنے سینے سے لگا لیا کہا ای بیرادر کیون محجوب ہوتے ہو بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی اگر ہم آئے تو کیا نقصان ہوا پھر جیران قاسم کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا کل فوج کو مسلمان کیا سب کو ساتھ لیکر چلا قاسم نے حکم کیا کہ ای جیران طرف طلسم نوخیز کے چلو ہمارے بادشاہ عالیجاہ مرحلہ جات پہونگے انشاء اللہ ایسے وقت پہونچین کہ فوج کی ضرورت ہو سب سرداران نے بدل و جان قبول کیا قاسم کل لشکر ساتھ لیکے

طرف طلسم نوخیز جمشیدی کے چلے کہ اِنکا پہونچنا گذارش ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سہیل غزال چشم کے اور وزیرزادی اِسکی نازک ادا جسپر شاپور عاشق ہوا تھا یہ دونون حاملہ تھین ایرج نوجوان نوخدمت صاحبقران مین چلے آئے اِنکے بعد دونکے یہان لڑکے پیدا ہوے ایرج کے فرزند کا نام نامی ماہ عالم افروز ہے اور فرزند شاپور کا نام کاؤس صبا رفتار ہے باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان | کہ طبع فہم کا بھی ہو امتحان
چل اے توسنِ کلکِ شیرین ادا | کہ چلنے سے تیرے یہ ہے مدعا
تری نیز بیان خوب مشہور ہین | مری طبع سے کیا بھلا دور ہین
سناؤن مین فرزند ایرج کا ذکر | ہے دن رات طبع رسا کو یہ فکر
کہ دنیا کے دیکھون نشیب و فراز | کہ ہین جمع اِس جا پہ سب فقرہ باز
سکندر کہان اور دارا کہان | یہ سب خاک مین ہوگئے ہین نہان
کہان رستم وقت و افراسیاب | دیا زندگی نے ہر اِک کو جواب
یہ ظاہر مین سب چست و چالاک تھے | پھر انجام مین خاک ہی خاک تھے
ہے دنیا سے فانی تاسف کی جا | دکھایا کسی کو نہ اِسنے مزا
یہ دنیا سے دون لایق دید ہے | کبھی رنج ہے اور کبھی عید ہے
کہان قیس و فرہاد خارہ شکن | اُٹھائے یہ اُلفت مین رنج و محن
کہ پھر قیس کا نام مجنون ہوا | رہا نجد مین اور جگر خون ہوا
ہوا ہائے فرہاد کا کیا مآل | ہوا عشق شیرین مین وہ پائمال
مٹی جان اُس عاشق زار کی | تو پھر جان شیرین بھی شیرین نے دی

ہوا شاہ خسرو کو ایسا الم	کہ ہر دم اٹھاتا تھا وہ رنج و غم
قلم آؤ اب برسر داستان	کہ لطف سخن ہو تمہارا عیان

چہرہ حنابندان حجلۂ عشرت و جلسہ آرایان محفل فرحت اِس داستان شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شہور شعار و شجاعت ادا یہ چنین می نگارد کہ ملک
وفا جب شاہزادہ ایرج نوجوان دختر فغفور سے عقد کر کے ہمکنار ہوا تو بادشاہ جہانیان
فغفور چینی کو بڑی خوشی ہی کہ بیٹی میری حاملہ ہی سلسلۂ اولاد صاحبقران میرے گھر بہت ہوگا
بعد گذر جانے نو ماہ کے فغفور نے بڑا جشن کیا جب جلسہ برخاست ہوا اور مہمان رخصت
ہوگئے تو فغفور آکر تخت پر بیٹھا اور کہ رہا ہی کہ خدا بخیر و عافیت سے نواسے کو پیدا کرائے
کہ مین امیر سے سرخرو ہون ایرج نوجوان سے شرمندگی نہ ہو کہ خواجہ سرا نے آکے
عرض کی کہ ای شہنشاہ دائی کو بلوائیے ملکہ سہیل و نازک ادا کو درد زہ شروع ہوا ہی
فغفور نے اسی وقت دائیان بلائین خود بھی محل مین آیا سنا کہ سہیل کا عجیب حال ہی
نازک ادا بھی تڑپ رہی ہی فغفور باہر آیا دربار مین آکر حکم دیا کہ یار و کچھ تعویذ وغیرہ
ممکن کرو یہ ذکر ہو رہا ہی ملازم دوڑ رہے ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی کہ دیو نہنکال بادشاہ کوہ بلور اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایک سوداگر نے اُسکے
ہاتھ ایک صندوقچہ بیچا نہنکال نے جو وہ صندوقچہ کھولا تو اُسمین سے تصویر ملکہ سہیل
کی نکلی سترہ ہزار نرہ ہا سے دیو سے لشکر کشی کر کے آتا ہی دو تین دن مین قریب قلعہ کے
پہونچ جائیگا فغفور نے قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھایا خندق کو پُر آب کر دیا بالائے قلعہ
آکر بیٹھا ہمدقفا نے عرض کی کہ فرزندان صاحبقران پردۂ قاف مین ہین طلسم کشائی بھی
ہو رہی ہی ایرج نوجوان کو نامہ لکھیے فغفور نے اُسی وقت بنام ایرج نوجوان نامہ
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای فرزند صاحبقران دیو نہنکال لشکر کشی کر کے آتا ہی اپنے کو
جلد پہونچائیے اور کیا تحریر کرون ملکہ سہیل کو مانگتا ہی ایک جن کو یہ نامہ دیا اور کہا
اپنے کو جلد بخدمت ایرج نوجوان پہونچا ایرج نوجوان شکار مین تھے کہ جنات
نے آکر نامہ دیا ایرج نے پڑھکر اُسکو حکم دیا کہ تم جاؤ مین ابھی روانہ ہوتا ہون جن نے

کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے تو بہت جلد آپ کو پہونچاؤنگا ابرج کاندھے پر جن کے
سوار ہوئے گھوڑا ابھی جن نے بغل میں دبا لیا لیکر چلا ابرج تماشہ دیکھتے ہوئے آتے
ہیں پردۂ قاف کے صحرا بڑے بڑے درخت تھوالے ندار و بڑے بڑے دیوزاد جنگلوں
میں پھر رہے ہیں کہیں کوہ کلان کہیں دریا رواں یہاں دیو مہنکال سامنے قلعۂ فغفور
کے پہونچا مہنکال نے بڑھکر آواز دی اے فغفور چینی بہتر اسی میں ہے کہ سہیل کو حوالے
کر دو ورنہ کل قلعہ لیلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا فغفور نے جواب دیا او بیحیا نبیرۂ
صاحبقران کے ساتھ اسکی شادی ہوگئی اب لڑکا پیدا ہوئے کو ہے میری کیا مجال ہے
کہ میں اُسے دے سکوں تو خوب جانتا ہے کہ یہ اُس شیر کی زوجہ ہے کہ جسنے کئی مرتبہ پردۂ
قاف میں شمشیر زنی کی اور دیوزاد مارے آیندہ تجھے اختیار ہے دیو مہنکال قلعے کو گھیر کر
اتر پڑا آب و دانہ بند کیا فغفور چینی حیران ہے مگر کچھ اختیار نہیں مہنکال نے شام کو طبل
یورش بجوایا ہرکارون نے فغفور کو خبر کی فغفور چینی نے بھی طبل جنگی بجوایا لشکر میں
مہنکال کے ہنگامہ ہے کہ کل قلعہ لوٹیں گے ایک ایک پریزاد ہم لوگ بھی لین گے
تیاریاں ہو رہی ہیں فغفور کبھی محل میں جاتا ہے کبھی باہر آتا ہے دیوزاد قلعے سے پتھر
وغیرہ پھینک رہے ہیں ملازمان مہنکال آ نہیں سکتے چار پہر رات اسی ہنگامے
میں گذری صبح کو مہنکال فوج دیوان ہمراہ لیکر سامنے قلعے کے آکر کھڑا ہوا دار آہنی
ہلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ یلغار کرکے جاؤں جو دیو پتھر مار رہے ہیں ان میں اُنکی کیا حقیقت جو
ہوں گرد اسپر فولادی کا ہاتھ میں ہے دار آہنی ہلاتا ہوا طرف قلعے کے جاتا ہے فغفور کی
بیقراری دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر
مہنکال پکارتا ہوا آتا ہے کہ اے فغفور ایک عورت کے واسطے یہ آفت برپا کرتے
ہو کہ جان دینے کا ارادہ ہے میں آکر قلعے کو توڑتا ہوں ایک ضرب میں پھاٹک گرےگا
سارے قلعے کو تسخیر کر لونگا مگر فغفور چینی کچھ جواب نہیں دیتا پکار رہا ہے کہ اے سمیع و
بصیر و اے علیم و خبیر رحم اپنا شریک کر نظم

وجود خلق از ذات گرامیش	ظہورِ نامہا از نام نامیش

مکان و لامکان روشن ز نورش — زمین و آسمان نوری ظہورش
خدائے مہربان ذرہ نوازے — بحال بے نوایان کارسازے
خدا تن را بجان پیوند بخشد — سخن را با زبان پیوند بخشد
بفرمانش زمانہ سرنگون است — بسجدہ ہر زمان گردون دونست
کند چارہ گرے بیچارگان را — دہد تاب و توان درماندگان را
خدائے ہر فقیر و ہر امیرے — خدائے ہر صغیر و ہر کبیرے

سب اہل قلعہ آمین کہہ رہے ہین مگر تیغ جو بہشت برسے سہیل بھی مبتلائے درد زہ تھی اور نازک ادا بھی تڑپ رہی ہی غلغلہ جو زیادہ ہوا سہیل نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون بی بیو خیر تو ہی کنیزون نے عرض کی دیو مہنکال نے یلغر کر دیا ملکہ کو اور زیادہ بیقراری ہوئی کبھی کہتی تھی کہ یہ بدنصیب کس ساعت سے پیٹ مین آیا کہ یہ مصیبت سن رہی ہون نازک ادا نے عرض کی واری ہم آپ جان دیدین دونون شاہزادی و وزیرزادی راضی ہوئین جام زہر بھر بھر کے رکھے قصد ہوا کہ پی لین سات سو کنیزین بھی آمادہ ہوئین کہ جام زہر پی لین ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے کہ مان نے کہا بی بی جب قلعہ فتح ہو جائے تب تمکو اختیار ہی تمھارے شوہر کو نامہ لکھا ہی کہ فغفور نے بیقرار ہو کے جو دعا کی اور دیو مہنکال قریب خندق پہونچ چکا ہی کہ اہل قلعہ بیقرار ہو کر پکارے کہ یا رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر فردشاہانہ کرم بر من درویش نگر بہر حال من خستہ و دلریش نگر ہا فغفور نے بیقرار ہو کر پکارا اے بے نیاز حضرت خلیل الرحمان کی بہو اس قلعے مین ہی تو معین و مددگار ہی اسکی آبرو تو بچانے والا ہی خیر و عافیت سے لڑکا پیدا ہو کہ مین سرخرو رہون کہ آسمان سے آواز آئی باش ادنا بکاہ خبردار آگے نہ بڑھنا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم — نگاد زمین بیخ و بن برکنم

جن سے لاکر ایرج کو اتارا قلعے پر خوشی کے نقارے بجنے لگے فغفور نے کہا کہ اد

نہنکال بھاگ نہنکال نے کہا مین تو فکر مین تھا کہ کسی فرزند حمزہ کو مارون خداوند
راس الشیاطین کا شکر کرتا ہون کہ آج فرزند حمزہ کا سامنا پڑا اچیر پھاڑکر کھا جاؤنگا کہ
ایرج دروازہ کھولکر نکلے للکارتے ہوے کہ او بیحیا آگے نہ بڑھنا ورنہ ٹکڑے اڑادونگا
نہنکال نے وار چرخ دیکر لگائی ایرج نے وار قلم کرکے ہاتھ تلوار کا مار دیا دیو نہنکال
کے دو ٹکڑے ہوے مارکر نہنکال کو فوج پر جا پڑے قلعے سے بھی جنات نکلے فغفور
جنی نے اشارہ کر دیا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی آخر فوج نہنکال نے شکست کھائی
لاشہ نہنکال کا اٹھا لیا روتے پیٹتے بھاگے ایرج محل مین آئے اسی وقت لڑکے پیدا
ہوے ایرج کا لڑکا نہایت حسین وجمیل شاپور کا لڑکا چوہے کا بچہ معلوم ہوتا تھا
نازک ادا نے لڑکے کو پٹک دیا کہا واری دیکھیے یہ لڑکا بھی اپنے دادا کی شکل پر ہے
یہی سنا تھا کہ چوہے کے بچے کی صورت ہوگی انکے دادا جان سات مہینے کے ہوے
تھے دادی نے بڑی مشکل سے پالا مگر بچپن سے چور تھے رات کو اٹھکر کنیزون کے
چھڑے اور کڑے چرا لیتے تھے صبح کو کنیزونکو مار پڑتی تھی لڑکا خوب ہنستا تھا دیکھیے
یہ نکوڑا کیسا ہوتا ہے ایرج نے اپنے لڑکے کا نام ماہ عالم افروز رکھا اور فرزند شاپور
کا نام کاؤس صبا رفتار رکھا بڑی دھوم سے چھٹی کی جب وقت مرگ مارنے کا آیا
تو فغفور نے قلعہ بنام فرزند ایرج لکھدیا سہیل نے تارے دیکھے بعد فراغ اس رسم کے
پلنگ پر جاکر بیٹھی اپنے باپ سے کہنے لگی کہ ای باوا جان یہ قلعہ جو آپ نے بنام فرزند
لکھا یہ تو میری وراثت ہی ایرج بھی پلنگ پر بیٹھے تھے کہنے لگے کہ انشاء اللہ یہ فرزند
صاحب ملک ومال ہوگا مثل اپنے دادا کے نام پیدا کریگا مگر بخدا ہمارے دادا جان
سے جو حرکتین سرزد ہوئین اسکا نصف بھی ہمسے نہ ہو سکا مگر یہ طفل ہمشبیہ صاحبقران ہی
و صاحب جاہ وجلال ہوگا لو صاحب ہمتو رخصت ہوتے ہین تمکو خدا کے سپرد کیا طفل
کو اچھی طرح پالنا ایرج تو روانہ ہوگئے فغفور جنی نواسے کو گود مین لیکر تخت پر بیٹھنے
لگے جب لڑکے کا سن سات برس کا ہوا فغفور جنی تخت پر بیٹھا تھا اور ماہ عالم افروز
کھیل رہا تھا کہ چند سوداگر نالشی آئے کہ برابر کوہ مقناطیس کے جو قزاق رہتا ہی

کہ تمام اسکا دارا سے دُر دُر گوش ہی اُسنے ہمکو لوٹ لیا فغفور نے جواب دیا کہ ہم دارا
سے نہین لڑسکتے ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ نانا جان بڑے ہتک کی بات ہی کہ آپکے
فریادی فریاد کرے اور آپ اُسکی داد نہ دین فغفور نے کہا کہ بیٹا دارا سے دُر دُر گوش
بڑا قزاق زبردست ہی اُسنے ہمارا بہت اسباب لوٹ لیا ہمنے دخل نہین دیا تم البتہ اتنے
بڑے نامی وگرامی کے پروتے صاحبقران زادے ہو شاید ان کی فریاد کو پہونچو یہ سنکر
ماہ عالم افروز کا چہرہ سرخ ہوگیا ننھا چھوٹا سا ہاتھ ہین تھا تاجرون سے کہا چلو اب ہم
تمھارے ساتھ چلتے ہین مال تمھارا دلوا وینگے فغفور سمجھے کہ یہ بچہ ہی اسکی بات کا کیا
اعتبار وزیر کو حکم دیا کہ سمجھا کر روکو وزیر نے جو جا کر کہا ماہ عالم افروز نے جھڑک دیا
اور کہا نانا جان نے طعنہ دیا اُسکو پورا کرنے جاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو
کئی سو لڑکے جو ان کے ساتھ پرورش پا رہے ہین وہ سب ساتھ ہوے تاجرونکو ساتھ
لے لیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دمبدم کہتے ہین کہ دارا سے دُر دُر گوش بڑا
زبردست ہی تصدق جد عالی تبار جاتے ہی زیر کرونگا انشاء اللہ اُسکی مشکین باندھکر
لاؤنگا وزرا امرا نے پلٹ کر فغفور سے کہا کہ شاہزادہ ہمارے روکے نہ رکا نکل گیا
فغفور گھبرا کر خود اُٹھے سوار ہوکر چلے مگر شاہزادہ نکلگیا تھا دارا سے دُر دُر گوش
زیر کوہ ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا وہی تاجر آتے ہین پکار کر آواز دی کہ تمھارا
لباس بھی اُتروا لونگا جب تم لوگ راضی ہوگے یہ کہتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا اور
گینڈے کو بڑھا کر چلا تاجر بھاگ کر سامنے ماہ عالم افروز کے آئے کہا ای شہریار وہ
قزاق بڑی سرکشی کرتا ہی کہتا ہی کپڑے بھی اُتروا لونگا ماہ عالم افروز نے گھوڑا بڑھایا
اور سامنے دارا کے آیا للکارا کہ او بے حیا ان غریبون کو کیون ڈراتا ہی میرے مقابلے
مین آ ہرکارے نے دارا کو خبر دی کہ یہ فغفور کا نواسا ہی دارا نے کہا مجھے اسپر رحم
آتا ہی ورنہ مار ڈالونگا ایک تیر مین اسکا کام تمام ہی نہین معلوم مجھکو کیا سمجھا ہی گینڈے کو
بڑھا کر سامنے ماہ عالم افروز کے آیا کہا او طفل دار تو کرلے کہ حوصلہ تیرا نہ باقی نہ رہے
ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ پیش قدمی کا طریقہ ہمارے خاندان کا نہین ہی دارا نے

تلوار چمکائی جانتا تھا کہ یہ طفل ہی چمک تلوار کی دیکھکر بھاگے گا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز
میدان جلالت سپر ہاتھہ مین لیکر بڑھا سپر پر تلوار دارا کی کاٹکر ہاتھہ نیچہ کا مارا دارا
کفل پر گینڈے کے پہونچ گیا نیچہ پڑا کر گینڈے کا منھہ کٹا دارا نیچے گرا شاہزادہ پھاند پڑا
دارا سے لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی دارا چاہتا تھا بہ آسانی زیر کرلون لیکن یہ
فرزند ایرج نوجوان ہین اس کس سے لڑ رہے ہین کہ دارا دنگ ہو رہا ہی جب پکڑکر
لاتے ہین تو گھٹر یون نکلنے نہین دیتے دارا کی پیشانی سے خون جاری ہی دیر تک لڑتے لڑتے
ایک مقام پر پکڑ لے دوڑا ماہ عالم افروز قدم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر پیچھے
ہٹتا چلا آتا ہی چند ہی قدم ہٹا تھا کہ بہ زور زور کا اور دارا کے دونون شانے تھامے
سر کو سینے مین اڑا کر اب جو ریلا دے دوڑا پندرہ قدم پر لاکر یکہ مارا دارا کو خیال
ہوا کہ میرا لنگر اس طفل سے نہ اکھڑ سکیگا دونون ہاتھون سے شاہزادے کا حلقون
گانٹھکر لنگر مار کر بیٹھا شاہزادے نے اسی حالت مین کمر زنجیر مین ہاتھہ ڈالا اور نعرہ کرکے
اٹھا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا دارا سے دیو در گوش اس زور کا عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی ای شہریار
مین غلام ہون خدا آپ کو نظر بد سے بچائے شباب مین کیا کیفیت ہوگی کون آپ سے
مقابلہ کر سکیگا مین رفیق اول ہوا امیدوار ہون کہ جب پروردگار آپ کو صاحب فوج
و لشکر کرے تو مجھے سپہ سالار کیجیے گا شاہزادے نے قبول کیا فرمایا ان سوداگرون کو
مال دیدو دارا نے کہا مین اب ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی اسقدر زمین ہی کہ اگر
اسکا انتظام کشتکاری کرون تو اسقدر غلہ ہوگا کہ میری فوج کو کافی ہوگا یہ کہکر شاہزادے
کے ساتھہ ہوا مال سوداگرون کو حوالے کیا قضائے کار احکام تاجدار کہ اسکا مال
دارا نے لوٹ لیا تھا اسکو خبر پہونچی کہ آج دارا فلان صحرا مین جاتا ہی ساٹھہ ہزار
فوج سے چڑھ دوڑا ادھر شاہزادہ دارا کو لیے ہوئے جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
احکام تاجدار للکارتا ہوا آیا کہ او دارا سے دیو در گوش اس دن کی خبر نہ تھی
آج تمکو زیر کوہ پایا دارا نے چاہا تھا کہ مقابلے مین جاؤن کہ شاہزادے نے فرمایا ای

وار اتم نہ جاؤ اب تم میرے رفیق ہوے ہین سینہ سپر کرتا ہون یہ کہکر مرکب اٹھایا مقابلہ
احکام مین پہونچے کہ فغفور چینی بھی آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ احکام سے تکرار ہو رہی ہی
فغفور گھبرایا کہ یہ تو مقابلے کو وار اکے آئے تھے احکام سے کیونکر سامنا ہوا یہان
تو یہ ہنگامہ ہی اودھر ملکہ سہیل غزال چشم نے جو اپنے فرزند ارجمند ماہ عالم افروز کا حال
دریافت کیا تو اسکی روانگی بمقابلۂ وار اسنا رونے پیٹنے لگی کاؤس صبا رفتار نے نازک ادا سے پوچھا
کہ ای مادر مہربان خیر تو ہی ملکۂ عالم اسقدر کیون بیقرار ہو کر رو رہی ہین نازک ادا نے
کہا شاہزادہ ماہ عالم افروز برائے مقابلۂ وار اکیلا و تنہا چلا گیا اور بعد کو اُسکے نانا
میان فغفور چینی گئے ہین کاؤس نے جو سُنا شاہزادے کے لیے بیقرار ہو گیا یہ بھی
یہان سے چلا حیران و پریشان جا رہا ہی کہ دیکھا شاہزادہ ماہ عالم افروز و احکام
سے بحث ہو رہی ہی شاہزادے کے ساتھ والے چاہتے ہین کہ احکام پر جا پڑین مگر
شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ کاؤس صبا رفتار نے آواز دی ای شہریار نہ گھبرائیے گا اس
مردود کی کیا حقیقت ہی مین نے سنا ہی کہ جب آپ نے وار ا ایسے بہادر کو زیر کیا تو
آپ اسپر بھی غالب آئین گے ادھر احکام نے شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی اکیسوین ثان مین
شاہزادے نے نیزہ احکام کا نکالا نیزہ نکلتے ہی احکام کے منھ پر ہوائیان اڑنے
لگین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند بجہین ہاتھ ڈالکر زور کیا احکام کو فاش زین سے
اکھیڑ لیا احکام بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کل فوج کو بھی دائرہ اسلام مین
لایا فغفور چینی خوشی کے مارے پیراہن مین نہین سماتا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی
کہ ایک کلمہ جو میرے منھ سے نکلگیا تھا تو دیکھو یارو ابتک غصہ نہین اترا آتش خو
شعلہ مزاج ہی خدا اسکو سلامت رکھے یادگار صاحبقران ہی امیر نے سات برس
کے سن مین طاہر و مطاہر کو مارا تھا انھون نے قزاق کو زیر کیا احکام تاجدار کو
کیا جھٹ پٹ زیر کیا ہی یہ اسکے رفیق ہوے اس عظم و شان سے طرف قلعے کے چلے

ہین سہیل غزال چشم نے جسوقت سے سُنا ہو کہ شاہزادہ بمقابلہ قزاق گیا ہو دروازہ پیر
کھڑی پیٹ رہی ہین کہ صاحبو مین بھی سوار ہونگی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ آپکے والد تشریف
لے گئے ہین وہ فیصلہ کرادینگے وہ قزاق ہمیشہ سے اُنکا پاس کرتا ہی لاکھ دو لاکھ روپیہ لے لیگا
اور شاہزادے پر ہاتھ نہ ڈالیگا سہیل نے زیور اُتار کر پھینکنا شروع کیا کہا صاحبو یہ لیجا
جاکر دو اور ادرے ذرہ زرگوش سے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہی یہ زیور سے لو مگر شاہزادے کو ہاتھ
نہ لگاؤ بچے کی بات کا برا نہ مانو یہ ذکر تھا کہ فرزند شاپور دوڑا ہوا آیا نازک ادا نے
کہا کیون نگوڑے شاہزادے کو کہان چھوڑ آیا مین نے سب حال سُنا ہو تو ہی نے
ترغیب دی تھی کہ جاکر قزاق سے مقابلہ کیجیے ارے جبا وہ ابھی مقابلے کے لایق
نہین ہو کاؤس نے کہا اے مادر مہربان مین نے اُنکو ترغیب نہین دی تھی اُنکو اپنے
نانا کے کہنے سے بڑی غیرت آئی اُسی غصے مین وہ گئے تھے مگر خدا کے فضل و کرم سے
بفتح و فیروزی آتے ہین دیکھیے بہ فتح ہوا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین
ماشاء اللہ جاتے ہی قزاق کو زیر کیا دوسرا بادشاہ احکام تاجدار آتا تھا اُسکو زیر
کیا دونون مع فوج مسلمان ہوے سب کو ساتھ لیکر آتے ہین ملکہ نے کہا ارے سچ
کہہ قزاق تو اپنے وقت کا دیو ہی میری سواری ایک دن آئی تھی تو مین نے اُسے دیکھا
تھا گینڈا اُسکا بار نہ اُٹھا سکتا تھا ہر مرتبہ بیٹھ جاتا تھا عیار نے عرض کی اب آپ خود
کوٹھے پر جاکر آمد شاہزادے کی دیکھیے کہ کس دھوم سے آتے ہین احکام تاجدار اور
داراب ذرہ زرگوش مشل جاکران لشکرین ہمراہ ہین آپ دیکھکر بہت خوش ہونگی ملکہ یہ سُنکے
کوٹھے پر آئین نازک ادا سے کہہ رہی ہین کیون وزیرزادی تمھارا فرزند بڑا افتو یہ
ہو شاہزادے کو تو ترغیب دیکر بھیجا اور آپ لیٹ کر گیا نازک ادا نے جواب دیا کہ اے
ملکۂ عالم یہ بیان کرتا ہو کہ اُنکو اپنے نانا کے کلام کی کچھ غیرت آئی تھی اُسی غصے مین وہ
تنہا چلے گئے تھے یا حضور یہی کا کہنا سچ ہوگا یہ جھوٹا ہی کیونکہ یہ نگوڑا جسکا فرزند ہو
وہ بھی بڑا اسکار و حیلساز ہو کہہ گیا تھا کہ میرا فرزند جو ہوگا تو چند کوٹھ بان دیکھیا تھا کہ یہ
میرے فرزند کے بازو پر باندھ دینا ایسا عیار ہوگا کہ قلعے مین بلڑ ہو جائیگا ناگاہ ملکہ کا کنین

نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا آگے آگے ماہ عالم افروز ایک پہلو مین قزاق دوسری طرف احکام تاجدار باتین کرتے ہوے آتے ہین احکام تاجدار و قزاق پر دار شمع جمال ہین کر عیار پلٹ کر آیا عرض کی کہ لشکر کوچ کر کے چلیے کو ٹھے سے آپ کی مادر مہربان دیکھ رہی ہین فرماتی تھین مین بھی سوار ہونگی قزاق سے عذر کرونگی مین نے جا کر سب حال کہا تب انکو تسکین ہوئی آمد سواری کا تماشہ دیکھ رہی ہین ماہ عالم افروز نے گھوڑے کو مہمیز کیا رفیقون کو سامنے سے نکالا دربارگاہ پر آکر اترے فغفور چینی بھی آکر اترے سامان جشن مہیا کیا ساقیان مہ جبین ساقی و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے جام مراد گردش مین آیا صداے ہوشنا ہوش فہانوشنا نوش بلند ہو طائفے چست و چالاک گانے مین چہباک سر محفل بیٹھکر بخوش الحانی یہ اشعار گا رہے ہین نظم

ہر روز تازہ ہی ہین ہزارون جو کھائے گل | بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل
سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس | بے یار شور زاغ ہوے خندہاے گل
میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا | ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا کھلاے گل
سنتا ہی کون نالہ و فریاد عندلیب | مدہوش ہو چمن مین پیالہ چڑھاے گل
وعدہ وصال کا ہی اندھیرے مین گور کے | شمع حیات جلد کہین ہو بھی جاے گل
بیوجہ یہ جگر مین نہین اسکے چار داغ | دل پر ہین تیری کفش کے لالے نے کھاے گل
رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے | کھولے نسیم صبح نے بند قباے گل
اے عندلیب تجھکو مبارک تماشا چمن | کسکے مزاج سے ہو موافق ہواے گل
آتش بقول مصرعۂ سودا غرض نہین | یکدست اگر زمانہ جہان سے لٹاے گل

اور عیار فریب سے مگس رانی کر رہا ہی جھک کر کہا کہ آقاے نامدار گل واسطے شکار کے چلیے شاہزادے نے کہا مادر مہربان نہ جانے دینگی کاؤس نے تعلیم کیا کہ آپ مان کے سامنے کہیے گا کہ اگر مین شکار کو نہ جاؤنگا تو کھانا نہ کھاؤنگا مگر یہ نہ فرمائیے گا کہ کاؤس نے مجھکو سکھایا ہی آج صلاحین ہو رہی تھین کہ عیار بڑا فسادی ہی شاہزادے کے پاس نہ جانے پاے اور مین چاہتا ہون کہ حضور کو لے نکلون اے شہریار ابھی زمانہ ہی کہ نام

پیدا کر لیجیے آپ کے والد نادار یا تو تجارت کی دوکان پر بیٹھے رہتے تھے یا خواجہ نے جو فنون سپہ گری تعلیم کیے تب خروج کیا آکر صاحبقران سے مقابلہ کیا برسوں خواجہ نے ایرج کو لڑوایا ملک تسخیر کیے پھر خواجہ سے چھوٹ کر اپنے ملک پر آئے صحرائے فرنگو شبہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ لقا پہونچا بختیارک نے شیطنت کر کے تصویر گیتی افروز ایرج کو دکھا دی ایرج نوجوان نے اُس جوش میں اٹھارہ سو ملک بالخیر کی سیر کی اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو آپ بھی صاحب فوج و لشکر ہونگے اب ماہ عالم افروز نے سمجھانا عیار کا قبول کیا شب کو جو محل میں آئے ماں اُنکی دستر خوان بچھائے بیٹھی تھیں شاہزادے نے کہا میں کھانا نہ کھاؤنگا ماں کا دل بےچین ہو گیا قریب آکر کہا اے نور نظر خیر تو ہے مزاج تو اچھا ہے ماہ عالم افروز نے کہا کل ہم شکار کو جائینگے ماں نے کہا بیٹا میں کیونکر گوارا کروں کہ تم صحرا میں جا کر شکار کھیلو خدانخواستہ ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم پہونچے تو میرا راج سہاگ مٹے یہ تمھارے ہی دم سے ہے باپ تمھارے برسوں کے بعد کبھی پھیرا کرتے ہیں اُنکو لڑائی سے فرصت نہیں تمھاری ذات سے یہ ملک آباد ہے میں شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا خاموش سو رہے ملکہ سہیل شمع ہاتھ میں لیے بیٹے کو دیکھ رہی ہیں نازک ادا نے عرض کی واری آرام فرمائیے سہیل نے کہا اے نازک ادا آج تمھارے فرزند نے نیا جملہ تعلیم کیا شاہزادہ کھانا نہیں کھاتا کل شکار کو جائینگے نازک ادا نے کہا حضور کیا ہرج ہے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہیں سفر ہی سے اُنکا جاہ و جلال بڑھیگا اور یہ تو ظاہر ہے کہ کاؤس اِنکا ہمزاد ہے کبھی ساتھ نہ چھوڑیگا ایک ہی دن پیدا ہوئے ساتھ پرورش پائی کاؤس اُنکا رفیق کامل ہے ہمیشہ عیار دن میں نام پیدا کریگا اِنھیں کے ساتھ رہیگا کچھ اِسکا تردد نہ کیجیے شکار کو جانے دیجیے ملکہ رضامند ہوئیں نازک ادا سے کہا جا کر جگاؤ اور شاہزادے کو کھانا کھلاؤ وعدہ کر لو کہ کل شکار کو جانا کاؤس کو بلا کر حکم دیدو کہ اسباب شکار درست کرے نازک ادا نے آکر شاہزادے کو جگایا جب شکار جانیکا وعدہ کر لیا تب شاہزادے نے کھانا کھایا کاؤس کو حکم دیا اسباب شکار درست رکھنا شاہزادے نے اٹھکر انتظام کیا نازک ادا نے کہا میاں تم تو

بڑے ضدی ہو جو کہا تھا جب اسکا ظہور ہو لیا تب خاصہ نوش فرمایا مگر اتنی مہربانی کرنا
کہ شکار سے جلدی پلٹ آنا شاہزادے نے کہا مین فقط کنارے پر شہر کے شکار کھیلونگا
اور بہت جلد واپس آؤنگا یہ کہکر آرام کیا مگر کاؤس نے اسباب شکار دروازے پر
درست کیا پہلے قراول میر شکار دروازے پر حاضر ہوئے شاہزادہ نکلکر سوار ہوا مگر
احکام تاجدار اور رعد ادرک گوش ہمراہ ہوئے فغفور نے دونونکو سمجھا دیا
کہ شاہزادے کو جلدی پھیر لانا دونون نے اقرار کیا کہ زیادہ دیر نہ ہونے دینگے جلدی
پھیر لاوینگے شاہزادہ بصد ادب اپنے نانا کو تسلیم کرکے روانہ ہوا مان کوٹھے سے
دیکھ رہی ہین کہ بیٹا میرا واسطے شکار کے جاتا ہی مگر شاہزادہ صحرا مین آکر پہونچا اور
حکم دیا کہ سب صاحب ٹھہر جائین ہم نماز پڑھ لین تو چلین سب نے حکم کی تعمیل کی اور
شاہزادے نے وضو کیا بعد ادائے نماز حکم دیا کہ طبل باز پر چوب پڑے طبل باز بجا **نظم**

چھوڑنا لیدان آمد طبلک باز
رہا شد بر ہوا بالِ سیک پر

در آمد مرغ صید افگن بپرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز و جرہ وغیرہ شکار افگنون نے چھوٹے جانوران ہوائی کا شکار ہونے لگا غرض
شاہزادے نے ایک ایک تیر سے تین تین چار چار جانور گرائے قزاق و احکام وغیرہ
تعریفین کر رہے ہین دو سو من چلے لڑکے ہمراہ کے تمام صحرا مین پھیلے ہوئے ہین اور وہ
تیر اندازی کی کہ جانور بھاگ کر گوشون مین چھپنے لگے احکام تاجدار نے بڑھکر کہا
کہ اب مکان واپس چلیے نانا جان نے آپ سے کہدیا تھا کہ خاصہ یہین آکر نوش کرین
شاہزادے نے جھلا کر جواب دیا کہ نانا جان تو یہی چاہتے ہین کہ گھر سے نہ نکلون مثل
عورتون کے گھر مین بیٹھا رہون یہ مجھسے نہ ہو سکیگا اب آج مین نے لطف شکار دیکھا
اب مین روز آؤنگا کہ سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر اسکے ایک کاغذ
لگا تھا اسمین لکھا ہوا تھا کہ جو بہادر یہان آئے اپنے اقبال کا امتحان کرے مرکب
ابلق مجنون دریائی و خود و زرہ و سپر و شمشیر و گرز و خنجر وغیرہ سلطان زرفشان
ایک پہلوان تھا اُسنے اپنے عہد دولت مین یہ سب سامان نایاب مہیا کیا تھا بعد چندے

خیال گذرا کہ ان چیزون کے محفوظ رہنے کی تدبیر کرون یہ باغ حکما سے بنوایا ہی اور تدبیر کرکے
مرکب چھوڑ دیا ہی بارہ دری مین صندوق رکھا ہی چھپر تا ئید پر ورد گار رہیگی وہ ان چیزون پر
قابض ہوگا لیکن مقام افسوس ہی کہ مین سلطان زرفشان دنیاے فانی کو چھوڑتا ہون
یہ سلاح جسکو دستیاب ہون میری یاد ضرور کرے بڑی محنتون سے یہ چیزین پائی تھین
شاہزادہ یہ مضمون دیکھکر گھوڑے سے کود ا بسم اللہ کرکے باغ مین قدم رکھا دیکھا
تمام باغ سرسبز و شاداب ہی جو چمن ہی وہ لاجواب ہی مگر ایک چمن مین ایک مرکب ہی
کہ وہ سرین کو ہ کفل مصروف چرا ہی شاہزادے نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہوگئے چاہا کہ
طرف مرکب کے جاؤن مگر کاؤس نے کہا ای شہریار مرکب بھاگ جائیگا شاخ نخل پر
بیٹھیے جب گھوڑا چرتا ہوا یہان آئے تو شاخ سے کود کر اُسکی پشت پر سوار ہو جیے
تھوڑی دیر مین رام ہو جائیگا ماہ عالم افروز نے یہی قبول کیا ایک درخت پر چڑھکر
بیٹھے مرکب دریائی چرتا ہوا جو اُس مقام پر آیا ماہ عالم افروز پشت پر اُسکی کود پڑے
گھوڑا بدحواس دوڑنے لگا شاہزادہ یال تھامے ہوے گھونسے مار رہا ہی گھوڑے کا
یہ حال ہی کہ گردن اُسکی سوج گئی ہی دوپہر کامل دوڑا اودوڑا پھرا ایک درخت کے نیچے
آکر ذرا اُترا کا تھا کہ شاہزادے نے شاخ نخل تھامی مرکب رکا کاؤس نے پشت سے آکے
مرکب کو باندھا شاہزادہ اور عیار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے بعد تھوڑی دیر
کے شاہزادے نے چند مُٹھے گھانس کے ہاتھ مین لیے مرکب نے شاہزادے کو جو
دیکھا کانپنے لگا پیشاب کردیا شاہزادہ چُمکارتا ہوا قریب آیا گھوڑے نے منھ سینے پر
رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا شاہزادے نے کہا ای مہتر کاؤس اسکا زین ولجام
کہان ہی کاؤس نے کہا کہ غلام تلاش کرکے لاتا ہی یہ کہکر باغ مین پھرنے لگا دیکھا ایک
نخل مین لجام و چارجامہ لٹکا ہی کاؤس نے لاکر مرکب کو کسا شاہزادہ سوار ہوکے
سامنے بارہ دری کے آیا پکار کر آواز دی ای سلطان زرفشان تمھارے مرکب کو
تو ہمنے زیر کیا اب سلاح معلوم ہون کہ کہان ہین یہ فرماکر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک
صندوق آہنی چھت مین لٹکا ہی صندوق کو جو اُتار کر کھولا دیکھا تو زرہ خود و چار آئینہ

سونے سے براگے و سپر و شمشیر و گرز و خنجر و تیر و کمان سب اُسمین رکھے ہین شاہزادے نے سب
لباس اپنے جسم پر آراستہ کیا زرہ جو پہنی تو کاؤس نے کہا آپ ہی کے جسم کے لیے بنائی
گئی تھی اِسقدر ٹھیک ہی کہ نہ تنگ نہ ڈھیلی وہ سلاح آراستہ کر کے گھوڑے پر سوار ہوکر
باغ سے نکلے کو ارا سے ڈرد رگوش و احکام سامنے سے آئے لباس و سلاح اور
مرکب کو دیکھکر تعریفین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مؤید من اللہ ہین ورنہ یہ اشیاء نادرہ
کسکو ملتی ہین کہ سامنے سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا شاہزادے نے اُس آہو کا
پیچھا کیا دو کوس پر آکے اُس آہو کو تیر سے شکار کیا گھوڑے سے اُترے آہو کو
ذبح کیا قصد ہوا کہ پلٹون کہ سامنے سے ایک آہو اور جست کرتا ہوا آیا شاہزادے نے
اُسکو بھی تیر مارا وہ آہو گرا تیر نکالکر نام پڑھنے لگے مگر بسبب خون کے نام ثابت نہین
ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک تاجدار نوجوان تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو تلاش
کرتا ہوا پیدا ہوا اپنا شکار جو کشتہ پایا شاہزادے کو دیکھکر بہت جھلایا کہا کیون اے
جوان تو نے یہ آہو کیون شکار کیا شاہزادے نے کہا یہ ہمارے سامنے آیا ہمنے تیر
مار دیا اُس جوان نے کہا کسی کی یہ مجال نہین ہو کہ ہمارے شکار کو شکار کرے لیکن اِس
بے ادبی کرنیکا بدلہ یہ ہو کہ آہو کو گردن پر لادیے اور ہمیرے مقام پر پہونچا دیجیے شاہزادے
نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مزدوروں کا کام ہی ہمسے نہ ہوسکیگا اُس نوجوان نے بڑھکر تلوار
لگائی شاہزادے نے تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے چند
سوار اُس جوان کے ہمراہی آئے اُنھون نے پکار کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہو کہ تو نے
چراغ افغانستان کا گل کر دیا کاؤس نے جواب دیا کہ افغان بلند پایہ اسکا کون ہی
سوارون نے کہا اِسکا باپ ہی جسوقت وہ سُنیگا قیامت برپا کریگا تمھارا نام کیا ہی
کاؤس نے کہا کہدینا کہ ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران نے اسکو مارا کاؤس یہ کہہ رہا
تھا کہ دارا نے عرض کی چلیے مقابلے کا یہی انجام ہوتا ہی بہلا کر شاہزادے کو طرف
گھر کے لے چلے مگر احکام تاجدار شہر افغانستان سے واقف ہو دارا سے کہہ رہا ہی
کہ اب بڑا فساد ہوگا یہ جوان لغمان تاجدار جو مارا گیا ہی یہ ایک ہی اُسکا فرزند تھا

کیونکر گوارہ کریگا کہ ایسا بیٹا مارا جائے اور باپ خاموش ہو رہے طلسم آبگینہ مین اسکی
مان انجام جادو رہتی ہی جسوقت اُسکو خبر ہوگی تو وہ زمین ہلا دیگی دار اُسنے کہا ہمارا
شاہزادہ بھی ایسا لڑیگا کہ افغان کو مشکل پڑیگی یہ باتین کرتے ہوے شہر مین آئے آکر
شاہزادہ تو محل مین گیا احکام نے فغفور چینی سے بیان کیا کہ آج غضب ہو گیا ہی کہ
نعمان تاجدار فرزند افغان بلند پایہ ہاتھ سے ہمارے آقا کے مارا گیا فغفور یہ سنکر
روتا ہوا محل مین آیا سہیل نے بیان کیا کہ اے نور نظر اب جان بچنے کی کوئی صورت
نہین ہی کہ نعمان تاجدار مارا گیا افغان ضرور لشکر کشی کریگا ہم اُسکو جواب نہین دیسکینگے
اور شاہزادے کا بھی بچنا دشوار ہی کوئی تدبیر ایسی کرو کہ شاہزادے کی جان بچے
سہیل نے کہا اے والد نامدار شاہزادے کو تو نکال دیجیے ہم آمادہ مرگ ہیں اپنے قضا ہوکر
بیٹھین جو گذرے گی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے وزیرون کو بھی بلا لیا وزیرون
نے بھی یہی صلاح دی کہ شاہزادے کو طرف دریاے بصرہ کے روانہ کیجیے اور یہ کہدیجیے
کہ وہان جا کر شکار کھیلو جب ہم بلائین گے تب آنا وہ دو ہی لڑکے جنھون نے ساتھ
پرورش پائی ہی وہی ساتھ جائین ہم لوگ سر ہتھیلی پر رکھکر بیٹھے رہین گے اب حال افغانستان
گذارش کرتا ہون کہ افغان بلند پایہ یہی ذکر کر رہا ہی کہ فرزند میرا نہین آیا لوگ کہرہے
ہین ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین
آئی افغان نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ لاشۂ نعمان تاجدار ہمراہی اسکے سامنے
لائے باپ نے جو بیٹے کا لاشہ دیکھا تاج دے مارا تخت سے اپنے کو گرا دیا شور گریہ وزاری
بلند ہوا وزرا نے بہ تعجیل ارتھی منگوائی لاشہ اُٹھا کر لے گئے مرگھٹ پر جا کر جلا یا لیکن
افغان بیہوش پڑا رہا اُٹھ پہر ہوش نہ آیا صبح کو جب آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین پایا اور
پکار کر کہا یارو تمنے دیکھا کہ نعمان مارا گیا اور دشمن چین سے بیٹھے ہین کوئی تم مین سے
ایسا ہی کہ جا کر اُسکا سر لائے کہ جسنے میرے بیٹے کو مارا اور جا کر قلعہ کھدوا ڈالے یہ سنکر
گندم مردم در ایک پہلوان زبردست کئی لاکھ فوج کا افسر اپنے مقام سے اُٹھا کہا
اے شاہ عالیجاہ لاشہ نعمان کا دیکھکر میرے کلیجے پر چھری پھر گئی مجھکو معلوم ہو کہ کیسے آپکے

فرزند دلبند کو مارا ہی اور حکم ہو کہ مین جاؤن اور ارشاد حضور بجا لاؤن بادشاہ نے حکم دیا کہ
مین تمکو اپنے سحر سے دریافت کیے دیتا ہون قضا سے کارہ وہ ہرکارے جو برا سے خبر گئے
تھے اور کل حال دریافت کر کے پلٹے تھے سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تھے اُٹھے اور پاس
افغان کے آئے عرض کی کہ حضور جب ہم لوگ لاشہ آپ کے صاحبزادے کا لیکر آنے لگے
تو راہ مین ایک گھسیارہ ملا اُسنے ہم لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکی لاش ہی ہمنے مقتول کا نام
بتا یا پھر آپ کا نام بتایا اُسنے ہمسے صاف صاف بتایا کہ ایک ہرن پر یہ مارا گیا ہمنے اُس سے
پوچھا کہ کسنے مارا اُسنے کہا کہ فغفور چینی کا نواسا ایرج نوجوان کا بیٹا صاحبقران زمان کا
پوتا جسکا نام نامی ماہ عالم افروز ہی اُسنے اُسکو قتل کیا ہی وہ بڑا بہادر ہی جسنے دارالاحکام کو جاکر زیر کیا مین بیٹھا گھاس چھیل رہا تھا یہ کل معاملے میرے سامنے گذرے
ہم لوگ یہ سُنکر روتے پیٹتے لاشہ لیکر بھاگے وہ گھسیارہ اپنی راہ چلا گیا گندم نے
جو سُنا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر طرف فغفور کے روانہ ہو گیا ہرکارے فغفور کے جو
برا سے خبر نکلے تھے خبر بن لیکر بھاگے سامنے فغفور کے آکر عرض کی کہ گندم مردم در
با فوج قاہرہ آتا ہی فغفور نے کہا کچھ خوف نہین شاہزادہ روانہ ہو گیا ہم لوگ قلعہ کھولکر
بیٹھتے ہین گندم کے سامنے عذر کرینگے اگر ہمکو گرفتار کرکے لیجائیگا تو اُسکو اختیار ہی
احکام ودارا نے بھی اس بات کو قبول کیا قلعہ کھولدیا خندق کو خشک کیا اپنے
مقام ہی کے بیٹھے کہ گندم مردم در سامنے قلعے کے آیا کچھ سامان جنگ نہ پایا قلعے مین
چلا آیا بادشاہ نے کسی کو اِسکے استقبال کو نہ بھیجا گندم نے کہا یہ کیا معرکہ ہی کہ نہ کوئی
لینے کو آیا نہ کوئی روکتا ہی بلا تکلف اندر آیا جب سامنے پہونچا تو فغفور نے تعظیم کی
کہا اے پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان کیونکر تکلیف فرمائی گندم نے جواب دیا
او پیر مکار رفسا دبرپا کرکے بیٹھا ہی ہمکو حکم بادشاہ افغانستان ہی کہ فغفور کا سر لاؤ
بتلاؤ وہ طفل کہان ہی کہ جسنے نعمان کو مارا فغفور نے کہا اے فخر رستم و اسفندیار
ہمنے خبر سُنکر چاہا تھا کہ اُسکو گرفتار کرین مگر وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا
کیونکہ آجکل اُسکے باپ ودادا پردۂ قاف مین طلسم کشائی کر رہے ہین یہ کہکر تاج اُتارکر

قدمون پر رکھدیا گندھم نے ایک ٹھوکر ماری کہ تاج دور گرا احکام کو یہ دیکھکر تاب نہ رہی
اُٹھکر تلوار ماری کہا او مغرور بادشاہ نے تاج تیرے قدمون پر رکھا تو نے ٹھوکر ماردی
فغفور ہان ہان کرتا رہا مگر احکام کے تلوار کھینچتے ہی بلوا ہوگیا گندھم بارگاہ مین لڑنے
لگا فغفور ضعیف تخت پر کھڑا ہوا منع کر رہا ہی کہ یارو کیون جنگ کرتے ہو مین انکا گنہگار
ہون جو چاہین وہ میرے ساتھہ کرین تم لوگ دخل نہ دو مین نہین چاہتا کہ بندگان خدا
کا خون بہے گندھم نے آکر ایک ہاتھہ مارا فغفور سیار گلشن جنان ہوا ادھر احکام اسقدر لڑا
کہ زخمون مین چور چور ہوا مگر گھوڑا اُسکو نکال لے گیا ادھر گندھم نے اُسی وقت فغفور
و احکام کا سر کاٹ لیا لاشے پھکوا دیے حکم کیا قلعہ کھود و قلعہ کھدنے لگا گندھم نے
بیرون قلعہ آکر قیام کیا اور ہر کارے ہرا سے خبر روانہ کیے کہ جاکر دریافت کرو کہ وہ
لڑکا کہان بھاگ کر گیا ہی ہرکارے روانہ ہوے دیہات و قریات مین ڈھونڈھتے
پھرتے ہین مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز صحراے بصرہ مین شکار کھیل رہا ہی ایک مقام
پر بارگاہ استادہ ہی وہی دو سو لڑکے تیر اندازی کر رہے ہین کہ سامنے سے دیکھا چند سوار
چند پیدل بھاگے ہوے آتے ہین لڑکون سے حکم ہوا دیکھو یہ سوار کون ہین لڑکے
اُن سوارون کو بلا کر لائے اُنھون نے جو شاہزادے کو دیکھا گھوڑون سے کود کر
قدمون سے لپٹ گئے کہا اے شہریار ہمکو نہین پہچانا ہم آپ کے نانا کے ملازم ہین
آپ لغمان کو مار کر آئے تھے بادشاہ افغانستان نے گندھم مردم دہ نامے پہلوان
کو بھیجا اُسنے آپ کے نانا کو اور احکام کو قتل کیا اور بیرون قلعہ مقیم ہی آپ کی تلاش
ہی ہم لوگ اُسی جنگ سے بھاگے ہوے ہین ایک جوان پر دو دو سو گرے اور
سرپرست ہمارا مارا گیا کون ہماری مدد کو پہونچتا اور ہاتھہ سے دشمنون کے بچاتا
یہ سُنکر شاہزادہ بہت غمگین ہوا پچھاڑین کھاتا تھا اور نانا کو یاد کرکے روتا تھا کہ واہ
نانا جان آپ نے ہمکو بچایا اور آپ سیار گلشن جنان ہوے غلام آپ کو کہان ڈھونڈھے
سوارون سے پوچھا کہ گندھم عورات سے کیونکر پیش آیا سوارون نے عرض کی ہمنے
خبر پائی کہ ہیران فیلسوار نامے ایک پہلوان ہی گندھم نے آپ کی والدہ کو گرفتار کرکے

پیران کے ساتھ روانہ کیا پیران قید لیکر گیا ہو دیکھیے کیا ہو شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا
انھین دو سو لڑکون کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے چلا یہان گندم اترا ہوا ہی ہرکارے تلاش
کرتے پھرتے ہین کہ کسی ہرکارے نے خبر دی کہ وہی لڑکا آتا ہو گندم نے کہا شاید بھاگا
جاتا ہوگا گینڈا تو ہمرا لاؤ گینڈے پر سوار ہوکے کھڑا ہوا فوج جمع ہوئی کھڑی ہو کہ سلاطین
سے گرد اٹھی دیکھا وہی شیر بیشۂ جرأت گھوڑا بڑھا کر آیا وہ سو لڑکون سے ستر ہزار فوج
پر گرا لڑکے لڑ رہے ہین ہنگامہ ڈالدیا مگر گندم لڑتا ہوا قریب شاہزادے کے
پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار اسکی توڑ ڈالی گندم نے دوسری
تلوار کھینچی اور پھر ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر کو گردش دی وہ تلوار بھی ٹوٹی اور
شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ برق جہندہ دست زبردست شاہزادۂ
ماہ عالم افروز سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ تلوار لیکر
سر پر پہونچا گندم نے ناچاری سے دونون ہاتھ اٹھا دیے اور دانت نکالے کہ
شاہزادے کو ترس آگیا تلوار روک کر کہا اے پہلوان اٹھ اور تلوار لا جسطرح مناسب
ہو اسطرح مقابلہ کر ہمارا دستور نہین کہ گرے ہوے کو مارین گندم اٹھتے ہی قدمون سے
لپٹ گیا کہا مین تو آپ کی جرأت کا قائل ہوا اور نہ کوئی حریف کو پاکر نہین چھوڑتا
ستر ہزار فوج سے مسلمان ہوا شاہزادہ گندم کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے آیا دیکھا کہ
شہر کھدا پڑا ہی اور نانا کا لاشہ در قلعہ پر لٹکا ہی مگر لاشہ بے سر گندم رونے لگا کہا اے
شہریار میرے ہاتھ قلم کیجیے مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ آپ کے نانا کا سر اور قید
والدۂ ماجدہ طرف افغانستان کے روانہ کر دی شاہزادے نے فرمایا اے گندم تم
قلعے پر اترو اور قلعہ بنواؤ مین والدہ کو لینے جاتا ہون گندم نے کہا اے شہریار قید ملکہ
کی شہر افغانستان مین نہین ہو شہر سے بارہ کوس پر ایک کوہ ہو کہ اس کوہ کو سب
کوہ مقناطیس کہتے ہین اس پہاڑ پر ایک دیر بنا ہو ایک بندریا وہان خدائی کرتی
ہو اسکو خداوندی بی دھم خبیثہ کہتے ہین افغان وہان ملکہ کو لیکر گیا ہو تاکہ قدرت سے تقدیر کرا
کے عورت مجھکو قبول کرے شاہزادے نے کہا خیر معلوم ہوا گندم نے چاہا مین ساتھ

چلوون نگر شاہزادے نے گندم کو قلعے مین چھوڑا آپ طرف کوہ مقناطیس کے چلے یہان
افغان بلند پایہ اپنے دربار مین بیٹھا تھا بیٹے کے غم مین بدحواس سیاہ پوش غم فرزند کا جوش
وخروش کہ ببران کی عرضی پہونچی کہ ناموس ایرج کو قید کرکے لایا ہون جسوقت حکم ہو
اسوقت داخل ہون افغان نے حکم دیا کہ شہر آئینہ بند ہو دوکانین رنگی جائین دوکاندارونکو
حکم پہونچ جائے کہ بڑے تکلف سے دوکانون کو آراستہ کرو حکم کی دیر تھی شہر آئینہ بند ہوا
ببران کو حکم گیا کہ قید لیکر داخل ہو ملکہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا ہو کنیزین سر برہنہ و
پا پیادہ دوڑتی ہوئی چلی آتی ہین جنکو فرش گل ناگوار تھا اُنکے تلوے خار خار ہو رہے
ہین ملکہ سہیل شہر کو دیکھتی ہوئی دروازے پر افغان کے پہونچین ببران نے قیدی کو
باہر رکھا آپ جاکر سامنے عرض کی کہ گنہگاران حضور دروازے پر حاضر ہین افغان نے
حکم دیا اندر بلاؤ جیسے ہی ملکہ اندر آئین مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی افغان
بہت جھلایا کہا یہ عورت بڑی زبان دراز ہو مگر جمال بے مثال دیکھکر بدحواس ہو رہا ہی
وزیر کو اشارہ کیا کہ اِس عورت کو مژدہ ہمارے وصل کا دے اور یہ کہنا کہ تیرے بیٹے کی
بھی خطا معاف کر دونگا ورنہ گندم بے قتل کیے نہ آئیگا جو اُسکو حکم ملتا ہی وہی کرتا ہی تیرے
فرزند کو قتل ہونے سے بچا لونگا وزیر نے جو یہ آکر کہا تو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بدکردار کیا بیہودہ
بکتا ہی تو کیا میرے فرزند کو بچا لیگا خدا اُسکو بچا لیگا کیا عجب ہی کہ وہی تیرا قاتل ہو وزیر
نے چپکے چپکے بہت سمجھایا مگر ملکہ نے جواب ہائے سخت دیے ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ او ناہنجار
یہ بدزبانی تیری تجھکو سزا دلوائیگی میرا نور نظر مخفی نہ ہوگا آخر افغان نے حکم دیا کہ قید کو
طرف کوہ مقناطیس کے لے چلو خداوند بی بی دم ضبیثہ سے تقدیر کرا لونگا طرف کوہ
مقناطیس کے قید چلی افغان بھی سوار ہوا زیر کوہ مقناطیس پہونچا ملکہ نے دیکھا
کہ کوہ بلند ہی اُسپر چہار دیواری کھنچی ہوئی ہی بیچ مین ایک دیر بنا ہی اُسکے آگے لوگ جمع
ہین ملکہ کو کشان کشان بالائے کوہ لے گئے دیکھا ہزارون گھنٹ نواز ناقوس نواز
جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہا ہی کہ افغان بھی آیا سامنے دیر کے پہونچا دروازہ
کھلا دیکھا ایک تخت بچھا ہی اور اُسپر ایک شی مثل ڈیوٹ کے رکھی معلوم ہوتی ہی اسپر ایک بندیہ

نہایت لحیم وشحیم دم بہت بھاری اٹھین گیہا مقیش کا وہ دُم گردش کرکے سر پر بندر یا کے قایم ہوئی ہو افغان براے سجدہ جھکا بندریا نے مثل انسان کے آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردار بدبخت لعنت بر تو نصیب کردم افغان نے سر اٹھایا بندریا نے کہا کہ ای بندۂ خاص الخاص و دیانت گزار با اخلاص آج خلاف وقت کیونکر آنا ہوا افغان نے عرض کی آج چاہتا ہون کچھ نقد بر بہیجیے بندریا نے کہا ای بندۂ خاص جو تو کہے وہی نقدیر کردون افغان نے کہا یا خداوند نعمان تاجدار مارا گیا شہر بے چراغ ہوا قاتل کی مان کو گرفتار کرکے لایا ہون امیدوار ہون کہ جب وہ سامنے آئے تو تقدیر بہیجیے کہ مجھکو قبول کرے بندریا نے پکار کر کہا ارے اُس عورت کو لاؤ بیران سر زنجیر تھامے ہوے ملکہ کو جو سامنے لایا ملکہ نے بہت لعنت کی بندریا نے کہا افغان کو قبول کر ملکہ نے جواب دیا کیون جھک مارتی ہے بین نہ وجہ ایرج نوجوان ہون کیا مجال جو کوئی مجھپر ہاتھ ڈالے خوب تکرار ہوئی ملکہ نے ہزارون گالیان دین اور لعنت ملامت کی آخر کو بندریا نے جھلا کے حکم دیا کہ اِس گنہگار کو لیجاؤ زیر کوہ جاکر تیرباران کرو ملازمان افغان ملکہ کو زیر کوہ لائے نصف جسم زمین مین دفن کردیا نصف باقی رہا تیراندازون کو حکم دیا ملکہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای سمیع وبصیر و ای کریم و قدیر رحم اپنا شریک کر وقت سخت ہے سواے تیرے کون معین و مددگار ہے کون اِس آفت سے بچائیگا افغان چاہتا تھا کہ تیرباران بارہ ہزار جوان تیر و کمان لیے کھڑے ہین کہ ناگاہ لشکر مین تہلکہ ہوا ہزارون سر گر گئے شاہزادہ ماہ عالم افروز مثل شعلۂ جوالہ پہونچا گھوڑے سے کودا اپنی مان کو اُس خندق سے نکالا کاؤس نے اپنی مان کا پشتارہ باندھا لڑتے بھڑتے لیکر نکل گئے سب حیران تھے کہ کون آیا اور کیونکر لے گیا افغان نے کہا غضب خداوندی تھا اُس عورت نے بڑی سخت کلامی کی تھی وہ عذاب ہمپر نازل ہوا جب تو ایسا شخص آیا کہ جلدی آیا اور نکلگیا ہین صورت بھی نہ دیکھنے پائی کہ کون تھا اور کس طور سے آیا اور قیدی کو لے گیا ہم سمجھ گئے کہ قدرت نے کسی فرشتے کو حکم دیا وہ اِس عورت کو لیگیا جہنم مین پھینکا یہ خیال کرکے رنجیدہ اپنے شہر مین آیا مگر دروازے پر حکم دیا کہ دس آدمی ہتھیار بند نہ آنے پائین دروازے پر کئی ہزار جوان اترے ہوے ہین آجکل روک

ٹوک ہی لیکن دارا سے وردرگوش جو زخمدار ہی مین نکلگیا تھا شاہزادے نے اُسکو
صحرا مین پایا علاج کیا ادھر رات کو دارا کو غیرت آئی کہ افغان نے بڑا ستم کیا کہ ناموس کو
ہمارے آقا کے دربار مین بلوایا چالیس جوان جو دارا کے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکے
طرف شہر افغانستان کے چلا خیال مین ہی کہ یا تو افغان کو مارونگا یا اپنی جان دونگا
گھوڑا اُڑاے ہوے قریب در قلعہ آیا چاہا اندر جاؤن سپاہیون نے روکا دارا
نے جنگ آغاز کر دی تھوڑے عرصے مین اسقدر فوجین آئین ایک ایک جوان کو
سو سو نے گھیر لیا آخر لڑ بھڑ کر کئی ہزار جوان قتل کیے اور اپنی جان دی سب ساتھ والے
سیار گلشن جنان ہوے افغان کو خبر پہونچی کہ دارا سے دردرگوش قزاق لڑ بھڑ کے
مارا گیا افغان نے حکم ثانی دیا کہ اب پانچ جوان ہتھیار بند اندر قلعے کے نہ آنے پائین
مگر شاہزادہ جو صبح کو اُٹھا مہتر کاؤس نے خبر دی کہ رات کو رفیق آپکا طرف افغانستان
کے روانہ ہوگیا اور مین نے خبر سُنی ہی کہ لڑ بھڑ کر سیار گلشن جنان ہوا شاہزادے نے کہا
دیکھو صاحبو غیرت دار ایسے ہوتے ہین ہم زندہ بیٹھے ہین اور دارا نے جان دی غرض
اُسی وقت ایک نامہ بنام گندم لکھا کہ اے رفیق و شفیق مان کو تو مین چھوڑ الا یار رفیق نے
ہمارے جا کر جان دی اب اُسکے خون کا بدلہ لینا واجب و لازم ہی ہم تو طرف افغانستان
کے جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر زندہ ملین گے ورنہ ملاقات ہماری تمھاری
قیامت پر گئی اگر ہماری کوئی خبر پاتا تو والدہ سے نہ کہنا اُنکی حفاظت مین مصروف رہنا
یہ نامہ لکھکر سوارون کو دیا جب مان کو محافے مین سوار کرنے لگے تو سہیل نے کہا
اے فرزند تم بھی چلو ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ آپ تشریف لے چلیے مین بھی حاضر
ہوتا ہون محافہ مان کا روانہ ہوگیا بعد جانے مان کے اُسنے دو سو لڑکون کو ساتھ لیا
طرف قلعۂ افغانستان کے چلے گھوڑے اُڑاتے ہوے نیچے چپکاتے ہوے دلیرانہ
جاتے ہین مہتر کاؤس رکاب سے لپٹا ہوا اس زور و شور سے دوپہر مین راستہ طے کیا
ٹھیک دوپہر کو ایک صحرا سے سبزہ زار مین پہونچے گھوڑے روکے ساتھ والون سے
[illegible] کہا بھائیو تمنے میرا خوب خوب ساتھ دیا اب مین جان دینے جاتا ہون

زندہ نہ پلٹونگا پانچ لاکھ فوج کا وہ مالک ہم دوسو جوانون سے جانتے ہین زندہ رہنے کی کون
صورت لہذا آپ لوگ رخصت ہو جائین مین اکیلا جا کر جان دونگا سمجھو تو بڑے غیرت
کی بات ہی کہ ناموس قبلہ و کعبہ کا داخلہ بارگاہ کافر مین ہوا اور ہم زندہ رہین اسی غیرت پر دارا
نے جان دی سب نے عرض کی ہمارا مردہ اور زندہ آپ کے ساتھ ہو عدم مین بھی آپ کے
ساتھ چلین گے ہم لوگ ساتھ نہ چھوڑینگے شاہزادے نے جب سب کو ثابت قدم پایا تو
کہا ای مہتر کاؤس دریافت توکر لاؤ در قلعہ پر کتنی فوج ہی مہتر کاؤس گیا تھوڑی دیر
مین پلٹ کر آیا خبر دی کہ پانچہزار جوان دروازے پر قلعے کے ہین مگر جب دن سے دارا
مارا گیا حکم ہی کہ پانچ جوان ہتھیار بند قلعے مین نہ آنے پائین یہ فرمائیے کہ آپ دوسو جوان
سے کیونکر جائیے گا شاہزادے نے کہا تم فرزند عمرو ہو کسی تدبیر سے لے چلو مہتر کاؤس
نے طرف سے انجام جادو کے ایک فرمان لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای افغان مین نے
خبر سنی ہی کہ کوئی قزاق در قلعہ پر آکر لڑا وہ چالیس قتل ہوے تمھارے چار ہزار مارے گئے
یہ دوسو جوان تمھاری حفاظت کو بھیجتی ہون جہان تم سوگے وہان یہ لوگ پہرا دینگے
یہ فرمان مہتر کاؤس لیکر آگے بڑھا دوسو جوان پشت پر جب سامنے دروازے کے پہونچے
تو نگہبانون نے آواز دی یار وادھر نہ آنا ورنہ مارے جاؤگے کاؤس نے بڑھکر وہ فرمان
دکھایا افسرون نے وہ فرمان آنکھون پر رکھ لیا کہا او ملکۂ عالم کو خیال ہوا بیٹے کا مارا جانا
بھولین شوہر کے بچانے کی فکر کی وہ فرمان سامنے افغان کے آیا افغان نے حکم دیا
کہ انکو کوئی نہ روکے ملکہ کو بڑا خیال ہی اپنی جان کے نگہبان یہان بھیجے ہین آج کے
آٹھوین دن سب کو رخصت کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ افسر کو اندر لاؤ شاہزادہ مع دوسو
جوانون کے اندر آیا دربار مین اس گھر کے چار ہزار جوان جمع تھے رفیق و افسر
فوج کے حاضر تھے افغان تخت پر بیٹھا تھا کاؤس نے پھاٹک بند کر دیا اور پچاس
جوان دیوار پر چڑھا دیے کہ جہانتک ہوسکے باہر والون کو اندر نہ آنے دینا لیکن
شاہزادے نے دربار مین پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام من در این مجلس وو در این
ما وا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و مذہب پیغمبر او بر حق او افغان آگاہ

تنم شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت خرمن عدو سوزنہ نام من ماہ عالم افروز اب سبکو
حکم دے کہ مجھکو قتل کریں افغان نے حکم دیا کل جوان اُٹھے تلوار چلنے لگی مگر شاہزادہ
رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہی جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے شاہزادے
کے مارے گئے ادھر افغان تیغ لیے تخت پر کھڑا ہی ساتھ والون کو للکار رہا ہو کہ ہان
یار و لڑ بھڑ کر دروازہ باغ کا کھولو کل فوج کو بلاؤ دو ہی جوان کا مارنا کتنی بڑی بات ہی
سب جوان مصروف جنگ ہین مگر جرأت سے ان لڑکون کی تنگ ہین چند جوان جو
کاؤس نے دیوارون پر چڑھا دیے ہین وہ تیر مار رہے ہین باہر ہزار ہا جوانونکے
لاشے پڑے ہین تیر دو رنک کی خبر لیتا ہی بعض لوگ تماشہ دیکھنے کو کوٹھون پر چڑھے
تھے تیر نے جاکر قضا کا پیغام دیا جسپر تیر جاکر پڑا وہ مرکر گرا صد ہا جوان مکانون کے
مارے گئے فوج سب دروازے پر جمع ہی مگر اندر نہین آسکتی تیر چل رہے ہین کل
خطاشعار گوشون مین چھپتے پھرتے ہین ضرب تیر سے چلا کے بھاگتے ہین گوشے برابر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ کیونکر امان پائین کہان چھپ جائین ان تھوڑے جوانون نے
قیامت برپا کردی مگر شاہزادۂ والاقدر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب تخت
افغان پہونچا افغان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے ہاتھ خالی دیکر جست
جو کی بالاے تخت پہونچا تخت پر چڑھکر ہاتھ مارا کہ افغان کے دو ٹکڑے ہوے
شاہزادے نے حکم دیا بس اب پھاٹک کھولدو پھاٹک کھلا شاہزادہ سب کے
آگے دو سو لڑکے پشت پر لڑتے بھڑتے قبضے ہاتھون مین سجے ہوے سپر بن بھی
ہاتھون مین خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین معلوم ہوتا تھا ہولی کھیلکر سب نکلے ہین
ببران فیلسوار و نیبران کامگار یہ دونون صلاح کرکے سامنے شاہزادے کے
آئے ایک نے داہنے سے ہاتھ مارا دوسرے نے بائین سے تلوار لگائی مگر
شاہزادے نے دونون کے ہاتھ تھام لیے تلوارین چھینکر دونون کی کمر مین
ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا دونون نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا دونون
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگئے تھے بصدق دل مسلمان ہوے فوج کو اپنی

اشارہ کیا کہ آکر قدمبوس ہو شاہزادہ بہ فتح و فیروزی پلٹا سارا شہر افغانستان تسخیر ہوا سب
مسلمان ہوے دوسرے دن شاہزادے نے بہت سا اسباب اور روپیہ نقد چھکڑون پر
لدوایا ایک عرضی مان کو لکھی مضمون اسکا یہ تھا کہ آپ کے دودھ نے تاثیر دکھائی آپکے
افغان کو مار اشہر کو تسخیر کیا یہ مال واسطے خرچ کے پہونچتا ہی مین بھی جلد حاضر ہونگا غرض
کاؤس تو اسطرف روانہ ہوا شاہزادہ دربار مین مقام صدر پر بیٹھا ہی کل افسر حاضر ہوے
کہ یکایک ویناٹا ہوا سب اہل شہر ہل گئے شاہزادے نے باہر نکلکر دیکھا کہ سارے شہر
پر دھوان چھایا ہوا ہی برق چمک رہی ہی صدا اسے گیرودار بلند ہی شاہزادے نے
دربار مین آکے افسرون کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کیا معرکہ ہی افسرون نے چاہا کہ نکلین ناگاہ
سامنے سے ایک جادوگرنی اژدہے پر سوار آئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مار دیا
سب اہل دربار و شاہزادہ پتھر کے ہو گئے واضح ہو کہ یہ انجام جادو ہی جب اسنے
خبر سنی کہ شوہر مارا گیا تو چلا کر آئی ایسا گولہ مارا کہ دھوان بلند ہوا جسکی آنکھ مین وہ
دھوان لگا وہ پتھر کا ہو گیا دربار مین آئی اول لاش پر افغان کی خوب روئی اور
پھر لاش افغان اٹھا کر اژدہے پر ڈالی اور کہنے لگی کہ شوہر کو دفن کر کے آتی ہون
او مفتنی تجھے بھی لیجاؤنگی اور باغ مقبرہ مین لیجا کر قتل کرونگی لاش لیکر چلی گئی ادھر کاؤس
پاس گندھم کے پہونچا سب کاؤس کو دیکھکر خوش ہوے وہ عرضی اسنے سبکو سنائی
سب خوشیان کرنے لگے گندھم نے کہا وہ ایسا ہی جری ہی اس سے کون بھلا مقابلہ
کر سکتا ہی انصاف پسند ہوشمند افغان کی کیا حقیقت تھی فوج کے بھروسے پر
سلطنت کرتا تھا مگر کہا اے منظر کاؤس تم محل مین جاؤ مان آنکی بہت بیقرار ہین دن مین
سو سو مرتبہ فرماتی ہین کہ اے گندھم خبر منگاؤ غرض کاؤس اندر آیا اور محل مین غل ہوا
کہ کاؤس آیا ہی ملکہ سہیل اٹھکر دوڑین نازک ادا نے بیٹے کو گلے سے لگایا عرضی
اسنے پیش کی مان نے کہا اے فرزند شاہزادے کو کیون نہ لائے کاؤس نے کہا
ملک نیا تسخیر ہوا ہی انتظام کر رہے ہین ابھی جو آؤنگا تو آنکو ساتھ لیتا آؤنگا دیکھیے
خود لکھا ہی کہ ہفتے عشرے مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر ملکہ کو سلام کیا کہا مین خدمت

ہوتا ہون ماں نے کہا بیٹا آج رہجاؤ کاؤس نے کہا وہاں شاہزادہ اکیلا ہی ایسا نہ ہو کوئی
مکر کرے تو باعث خرابی ہو اُسی وقت کاؤس باہر نکلا سب سے رخصت ہوکر روانہ
ہوا سامنے شہر افغانستان کے آیا دیکھا شہر مین سناٹا پڑا ہی قلعے پر کچھ لوگ کھڑے
ہین کچھ بیٹھے ہین مگر جنبش نہین اندر قلعے کے آیا دیکھا سب پتھر کے پتلے کھڑے ہوے
ہین حلوائی کے سامنے گاہک آیا ہی شیرینی تول رہا ہی گاہک بھی پتھر کا ہوکر رہگیا
اور دوکاندار بھی اسی حالت مین مبتلا ہین کسبینین بھی پتھر کی بنی بیٹھی ہین منھ کاؤس
حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا ستم ہوگیا بھاگا ہوا دربار مین آیا دیکھا خادم خدمتگار اردلی
چوبدار وغیرہ سب پتھر کے بنے کھڑے ہین کاؤس اندر آیا آکر دیکھا کہ سب سردار
دنگلون پر بیٹھے ہین مگر پتھر کے ہوگئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر شاہزادہ پتھر کا بنا ہوا
بیٹھا ہی مگر آنکھین گردش مین ہین کاؤس نے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا
دوڑکر لپٹ گیا چیختا تھا کہ اے ماہ اوج صاحبقرانی و اے یوسف ثانی کس حال مین آپکو
پاتا ہون بہت ہی گھبراتا ہون شاہزادہ آنکھین پھرا رہا ہی زبان مین طاقت نہین کہ
کچھ بیان کرے اشارے سے بتایا کہ انجام جادو آئی تھی وہی سحر کرگئی کاؤس کھڑا
رو رہا ہی کہ انجام جادو شوہر کو دفن کرکے آئی کاؤس کو دیکھکر للکارا کہ ارے تو
کون ہی کہ میرے قیدی سے کلام کر رہا ہی کاؤس نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن
مگر انجام نے سحر کیا کہ کاؤس بھی گرا انجام نے دونون کو اُٹھا لیا اور اہل شہر کی
طرف دیکھکر آواز دی کہ تم سب کو سزا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اڑدھے کی
اڑکر روانہ ہوئی باغ مقبرہ مین پہونچی گلچین جادو یہانکا حاکم ہی اُس سے بلاکر
کہا کہ جلاد کو بلاؤ اور آگ سلگاؤ مین اسکے کباب کھاؤنگی گلچین جادو انتظام
کرنے لگا آگ سلگا دی نمک و مرچ لاکر رکھا چھری پان سامنے رکھدین شاہزادہ
اور کاؤس حیران بیٹھے ہین شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ اے کریم کارساز اے
رب بے نیاز اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے افسوس ہی کچھ شوکت حاصل کرنے
نہ پائے کہ پیغام قضا آگیا مگر تجھکو سب طرحکا اختیار ہی بندہ مجبور رونا چاہتا ہی نظم

دیدہ بکشا و ببین ہر چار سو ۔ تا ببینی ذات حق را روبرو
حاضر و ناظر چو ذاتِ کبریاست ۔ ہست لاحاصل تلاش و جستجو
دور کن از دل حجابِ ماسوا ۔ تا نماید پردہ دار از غیب رو
از جنابِ قاضی الحاجات خواہ ۔ ہر چہ داری در دلِ خود آرزو
در میانِ نیک نامان نیک نام ۔ باش با خلقِ نکوئی نیک خو
کن اگر بخشد ترا حق حوصلہ ۔ با بدان نیکی محبت با عدو

انجام چاہتی ہو کہ شاہزادے کو قتل کرون اور کباب اسکے کھاؤن کہ دلکو تسکین ہو یکایک آسمان پھٹا ہوا بہن اسکی ملکہ گلزار جادو خبر سنکر چلی ہو کہ بہنوئی مارے گئے ہمشیرہ صاحبہ قاتل کو گرفتار کرکے لائی ہین آکر پہونچی گلزار جادو کی چھوٹی بیٹی ملکہ گلشن آرا اسنے سحر نہین سیکھا ہی یہ بھی ساتھ ہی آتے ہی اپنی خالہ سے لپٹ گئی اور کہا خالہ اماں قاتل کہان ہو جسنے خالو صاحب کو مارا انجام جادو نے اشارہ کیا کہ سامنے بیٹھا ہی گلشن نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان سرو باغ خوبی گل گلزار محبوبی اختر برج شرافت گوہر درج لیاقت غمگین و ملول بیٹھا ہی گلشن کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ ناگہ گر وہین گر کر بیہوش ہو گئی گلزار رونے لگی کہ میری بیٹی کو کیا ہوا انجام نے گلاب و کیوڑہ منگایا منھ پر چھڑکنے لگی مان تلوے سہلا رہی ہی کہ گلشن نے آنکھین کھولین مان نے پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہی گلشن کو اور کچھ نہ بن پڑا یہ جواب دیا کہ مین نے کبھی کسی کو اسطرح بندھے نہ دیکھا تھا آج اس شخص کو دیکھکر حیرت ہو گئی اسی وجہ سے بیہوش ہوئی انجام آمادہ ہوئی کہ اسکو قتل کرون کہ آسمان پر پھر سناٹا ہو گیا لبسرام جادو کہ اس طلسم کی بزرگ ہی خبر سنکر آ پہونچی انجام سے کہا کیا ارادہ ہی کہ انجام نے کہا جدہ یہ منظور ہی کہ اسکو قتل کرکے کباب کھاؤن کہ میرے دل کو تسکین ہو لبسرام نے کہا اے انجام تو نے یہ برا کیا کہ سرحد طلسم مین لے آئی اب چالیس دن تک اسکو قتل نہین کر سکتی بیٹا قاعدہ طلسم ہمیشہ سے یہی ہی تمہارے بزرگ لکھ گئے اگر اسکے خلاف کرو گی تو بیٹا صدمہ پہونچیگا اور جانتی ہو کہ یہ سال کون ہی

یہ سال انجام طلسم ہو صاف لکھا ہو کہ اِس سال طلسم کشا آئیگا اور طلسم کو فتح کر لیگا تم بادشاہ طلسم ہو تمکو قاعدے کے خلاف نہین چاہیے اور بلا کر گلچین کو حکم دیا کہ اے گلچین اِن دونوں کو قید کر بعد چالیس دن کے جب انجام آوے تب قیدی کو دینا ہیچ ہین اگر مانگے بھی تو ہرگز قیدی کو نہ دینا یہ قتل نہین ہو سکتا یہ کہکر انجام کو سمجھا یا اور اپنے ساتھ لے گئی گلزار گلشن کو ساتھ لیے ہوے مکان پر آئی مگر گلشن کا عجیب حال ہو کسی پہلو آرام نہین آتا یہی خیال ہو کہ ہاے وہ معشوق خوبرو خوشخو کس مصیبت مین ہو کیونکر اُسے بچاؤن ایک گوشے مین آکر بیٹھی رو رہی ہو کہ وزیرزادی اسکی سرو آزاد آئی اُسنے آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہو بیقرار ہوکر رونے کا کیا باعث ہو گلشن نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے سرو آزاد کیا پوچھتی ہو میرا تو یہ حال ہو کہ جینا ایک دم کا وبال ہو نظم

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے — جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
رازِ دل افشا ہوا اے دل کہے رکھتا ہو کہین — پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا — ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہو باغ عالم مین کہ جسکے واسطے — گل بھی آوارہ بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ — دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے — ساحری نا واقف جادو نظر آیا مجھے
تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر — اے پری در نجف مین مو نظر آیا مجھے
یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا — پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

سرو آزاد نے جو گلشن آرا کا یہ جوش و خروش دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہو یہ تو بہوت الفت ہو عرض کی واری کیا چاہتی ہو گلشن نے کہا اے سرو آزاد مجھے ایک نظر دکھا دے کہ دل کو تسکین ہو ورنہ یہ رات مجھکو کھا جائیگی زندہ نہ بچونگی تڑپ تڑپ کے جان دونگی سرو آزاد نے کہا اے ملکۂ عالم مین آپ کو لیے چلتی ہون ایک نظر دیکھ کے آئیے گا نہ بادہ پائون نہ پھیلائیے گا گلشن نے کہا نہین ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی سرو آزاد نے کہا واری گلچین جادو جو باغ مقبرہ کا منتظم ہو شاہزادہ اُسی کی قید مین ہو وہ مدت سے

کہا کرتا ہی کہ مین ملکہ گلشن پر جان دیتا ہون ذرا بہ محبت اُس سے باتین کیجیے گا اس چلیے
سے وہان چلیے اُس سے کہیے گا کہ مین تجھکو دیکھنے آئی ہون وہ خاطر کریگا کھانا وغیرہ لاکر
پیش کریگا ایک دو نوالے کھا لیجیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کہ مجھپر ہاتھ ڈالے سرو آزاد
نے کہا کیا مجال آپ کے بزرگون کا ملازم ہی بدون آپکی رضامندی کے کیا حقیقت رکھتا ہی
کہ بے ادبی کرے یہ صلاحین کر کے بیٹھین جب گلزار جادو آئی تو سرو آزاد نے
کہا بی بی آج صاحبزادی باغ مقبرہ مین جائینگی بہت جلد چلی آئینگی گلزار نے کہا
کیا مضائقہ سرو آزاد نے تخت تیار کیا اُسپر گلشن کو سوار کیا طرف باغ مقبرہ کے
لے چلی یہان گلچین جادو کہ ہر وقت حفاظت کرتا ہی اُسنے دیکھا ملکہ گلشن آتی ہین سامنے
آکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم آئیے مین تو مشتاق تھا جلدی سے فرش
بچھایا ملکہ آکر بیٹھین دیکھا سامنے شاہزادہ آگ کے بیچ مین بیٹھا ہی عیار سے باتین
کر رہا ہی گلشن کو دیکھکر ٹکٹکی بندھ گئی دزدیدہ نگاہون سے دونون کے دلون پر تیر مژگان
پڑ رہے ہین ادھر گلچین نے لاکر دسترخوان بچھایا قابین پلاؤ کی رکھین کھانا نوش کیجیے
گلشن نے سرو آزاد سے اشارہ کیا کہ کسی طرح ایک پلیٹ شاہزادے کو کھلا دو
سرو آزاد نے کہا ای گلچین یہ ستم کیا کیا کہ سامنے قیدی بھوکے بیٹھے ہین اور ملکہ کے
سامنے لاکر کھانا رکھا ایسا نہو ملکہ کو نظر ہو جائے لہذا ایک پلیٹ اُنکو بھی مین
دے آؤن گلچین نے کہا اُنکو کھانا دینے کا حکم نہین ہی سرو آزاد ایک پلیٹ
لیکر اُٹھی قریب شاہزادے کے آئی گلچین نے انگوٹھی اپنی پہنی تھی سرو آزاد
نے جاکر اول انگوٹھی چمکائی کہ آگ ہٹ گئی مسکرا کر کہا معشوق نے یہ کھانا آپکو
بھیجا ہی کاؤس نے کہا بیٹھ جاؤ اپنے ہاتھ سے جھکو کھلاؤ ای وزیرزادی تم ہمارا
حصہ ہو وزیرزادی نے ہنسکر کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی تجھکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ مجھپر نگاہ ڈالے مہتر کاؤس دل لگی کر رہا ہی سرو آزاد نے کہا ای شاہزادے
اس نگوڑے بن مانس کو منع کیجیے شاہزادے نے منع کیا اور کھانا [illegible] کھا سرو آزاد
تو چلی گئی شاہزادے نے دو دن کے بعد کھانا کھایا تھا [illegible] گیا سرو آزاد

چھوپلٹ کر آئی ملکہ نے کہا اے سرو آزاد کیا باتین ہوئین سرو آزاد نے کہا ملکۂ عالم شاہزادہ
تو بے زبان ہی مگر عیار اُسکا بڑا مسخرہ ہی مجھپر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ نے کہا اے سرو آزاد کیا نقصان
ہی ہم تم ایک مقام پر رہین گے سرو آزاد نے کہا واری چلیے ملکہ نے کہا مین تو ہرگز
نہ جاؤنگی سرو آزاد نے کہا مکان پر چلکر صلاح کیجیے کوئی صلاح معقول کر کے اُنکو
رہا کرین گے یہ سنکر گلشن اُٹھ کھڑی ہوئی سرو آزاد کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی
اور روانہ ہوگئی مکان پر جو آئی وزیرزادی کا ساتھ نہین چھوڑتی کہ مان نے آکے
پوچھا کیون بیٹا مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا پنڈا اچھا ہی سر مین خلل ہی آپ کہان تشریف
لے گئی تھین گلزار نے کہا مین جدہ سے ملنے گئی تھی بیٹا طلسم مین ہنگامہ ہی ہر ایک کی
زبان پر یہی فقرہ ہی کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعضے کہتے ہین آگیا عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ
طلسم نہ بچیگا ملکہ بسرام جادو نے لوح محفوظ کو کوٹھری سے نکال لیا اپنے گلے مین
پہنی ہی وہ بھی بہت گھبرائی ہوئی ہین مجھسے عجب فقرہ کہا ہی کہ مین گھبرائی ہوئی ہون کہا
اے گلزار تیرے گھر سے فتور اُٹھیگا پہلے تیرا ہی قلعہ تسخیر ہو جائیگا تو مین نے سحر کر کے
قلعے کو نگاہ دیدبانان سے مخفی کیا ہی یہ باتین کر کے گلزار جادو اپنے مقام پر جا بیٹھی
سرو آزاد نے کہا لیجیے واری بہت اچھی بات نکل آئی کہ آپ کی جدہ نے لوح محفوظ
گلے مین پہنی ہی بہانے ملاقات چلیے رات کو وہین رہیے جب وہ سو جائین تو لوح
اُتار لیجیے اور لاکر شاہزادے کو دیجیے کوئی تو اُنکو قوت ہو جائے ملکہ نے کہا اے
وزیرزادی چلو مین لوح لے آؤنگی شاہزادے کو دیکر رہا کر دونگی کہ اُنکو قوت
ہو پھر کوئی جادوگر اُنپر ہاتھ نہ ڈال سکیگا جو آئیگا وہ قتل ہوگا سرو آزاد نے جاکر
گلزار سے کہا کہ ملکہ گلشن بسرام کو دیکھنے جاتی ہین گلزار نے کہا جائین مگر جلد چلی آئین
وزیرزادی نے کہا مین جلد واپس لاؤنگی تخت پر سوار ہو کر شاہزادی و وزیرزادی
طرف قصر بسرام کے چلین یہان بسرام جادو بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ اب
بڑا انقلاب ہوگا ساحر قتل ہونگے اور میری موت تو بہت قریب ہی آجکل کوئی
اپنا وبیگانہ نہ آوے کہ گلشن آکر پہونچی بسرام نے گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر

اسوقت تمہارے آنے سے دل شگفتہ ہوگیا جو جسکو دیکھ لے وہ غنیمت ہی مسلمانونکے
دوزہین ہم لوگون کا کیا حال ہوگا بھاگنا پڑیگا مگر میرے پاس وہ چیز ہی کہ کوئی کچھ نہ کرسکیگا
مسلمان بھی میری خواہش کرینگے مگر طلسم کشتا سے میل نہ کرونگی یہی چاہتی تھی کہ گلشن کو دیکھ
لون بیٹا گلشن آج یہین رہجاؤ گلشن تو یہی چاہتی ہی تھی کہا مادر مہربان سے حال سنکر مجھکو
بیقراری ہوئی کہ دادی جان کو دیکھ آؤن آپکے فرمانیکے بموجب یہین رہونگی آپسے جدا نہ ہونگی
بہرام نے گلشن کے واسطے فرش بچھوایا زانو پر سر رکھکر سلادیا وزیرزادی الگ
جاکر سوئی بہرام نے بیٹھکر خوب شراب پی جب نشہ ہوا تو سوئی گلشن کی جو آنکھ کھلی تو
دیکھا بہرام غافل سو رہی ہی کچھ خوف نہ کیا کہ انجام کیا ہوگا لوح محفوظ گلے سے اُتار لی
وزیرزادی کو آکر جگایا کہا ای سرو آزاد اُٹھو چلکر شاہزادے کو رہا کرین سرو آزاد نے
کہا واری بڑا کلیجہ ہی ہین سمجھی تھی کہ آپ سے نہ ہوسکیگا آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی صبح ہوتے
ہوتے لے بھاگی باغ پر آکر تخت ٹھہرایا گلچین جادو رات بھر تڑپا ہی کہ ہاے ملکہ گلشن
آئین اور مجھسے کچھ نہ ہوسکا قدمون پر سر رکھدیتا اور کہتا کہ جان بچایئے کہ یکایک تخت
گلشن نمایان ہوا گلچین باغ باغ ہوگیا ملکہ کو اُتار رات کا اپنا حال بیان کیا سرو آزاد
نے کہا ای گلچین تمہاری خدمت کا ملکہ ذکر کیا کرتی ہین شراب وکباب لاؤ ملکہ ابھی اُٹھکر
آئی ہین گلچین دوڑ کر شراب وکباب لایا سرو آزاد نے کہا ای گلچین یہ بڑے عیب کی
بات ہی کہ قیدی دیکھ رہا ہی ایک جام نظر کا اُسکو بھی پلادین کہ ہماری ملکہ کو نظر نہ ہوجا
گلچین نے انگوٹھی دی سرو آزاد جام لیکر چلی لاکر شاہزادے کو دیا کاؤس نے کہا
ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین یہ پڑیا دیتا ہون شراب مین ملاکر گلچین کو
پلادو وہ غافل ہوجائیگا اسکو قتل کردو ہم تم سب ایک جگہ بیٹھین سرو آزاد نے کہا وہ
شراب سے غافل نہ ہوگا بڑا شراب پینے والا ہی مگر کاؤس نے پڑیا بیہوشی کی دیکر کہا
کہ شراب مین ملانا تم لوگ اسمین سے نہ پینا سرو آزاد نے کہا مین اُسی کے سامنے
ملاؤنگی اور کہونگی کہ یہ زہر قاتل ہی مگر ملکہ ہماری تمکو پلاتی ہین یقین ہی بخوشی پی لے
مگر ملکہ گلشن نے دیکھا کہ آج شاہزادہ بہت بیچین ہی تھکر بان پیڑ بان سرخ ہوگئی ہین

شاہزادہ چاہتا ہی اپنے کو آگ سے بچاؤں مگر شعلۂ آتش بھڑک رہے ہین شعلون کی گرمی سے
شاہزادہ بہت بیچین ہی کہ سرو آزادہ ٹہپا ہاتھہ مین لیکر آئی ہنستی ہوئی پکار کر کہا ای گلچین
آج ملکہ نے تمکو تحفہ دیا ہی اس پڑیا مین زہر قاتل ہی مگر حکم دیا ہی کہ پی جاؤ گلچین یہ سنکر خوش
ہوگیا سوچا کہ ملکہ مجھپر مرتی ہی مجھے زہر نہ دیگی سرو آزادہ ہنسی سے کہتی ہی سرو آزادے نے
شراب مین ملاکر جام دیا گلچین نے بخوشی پی لیا جام پیتے ہی گھبرایا ملکہ کہ رہی ہی کہ اے
سرو آزاد شاہزادے کا حال بہت ابتر ہی حدت سے آتش کی چہرہ سرخ ہوگیا ہی تمہارا
عاشق بہت بیتاب ہی مین جاکر لوح محفوظ دیتی ہون سرو آزادے نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر
جائیے اب گلچین بیہوش ہوگا ملکہ سے صبر نہ ہوسکا لوح محفوظ بغل سے نکالی اور پکارتی
ہوئی چلی کہ ای شاہزادۂ والاقدر یہ تحفہ نایاب ہی لوح محفوظ اسکا نام ہی جو اپنے پاس رکھے
اسکی حفاظت سے اسکو کام ہی اب گلچین نے جو دیکھا کہ ملکہ لوح محفوظ دینے گئی ہین یا تو
بیٹھا کانپ رہا تھا یا اپنے مقام سے اٹھا چاہا جاکر ملکہ کو پکڑلون کہ یہ لوح محفوظ کہان سے
لائی کلمات سخت کہتا ہوا دوڑا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ نے
کمر سے نیمچہ کھینچکر سر گلچین کا کاٹ لیا ادھر شاہزادے نے لوح ہاتھہ مین لی آگ بالکل غائب
ہوگئی شاہزادہ اٹھا ملکہ کا ہاتھہ تھام لیا آکر مسند پہ بیٹھے شاہزادے نے پوچھا ملکۂ عالم تمھارا
کیا نام ہی ملکہ نے جواب دیا اس کنیز کو گلشن آرا کہتے ہین جسوقت آپ کو انجام جادو لائی
تھی مین اپنی مان کے ساتھہ آئی تھی آپ کو دیکھکر ایسی بدحواس ہوئی کہ بیہوش ہوگئی
یکایک لبسرام آکر پہونچی اُسنے لوح محفوظ کا ذکر کیا مین آج رات کو گئی تھی لوح اُسکے
گلے سے اُتار لائی خدا کا شکر کرتی ہون کہ آپ نے رہائی پائی کہ سرو آزادے نے گھبرا کے
کہا کیون بی بی اب بتلاؤ لبسرام جو بیدار ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگی لبسرام تو صبر
نہ کریگی گلشن نے کہا ای سرو آزاد تم تو جاؤ ہم پاس شاہزادے کے موجود ہین اب تو
جو فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے بقول شخصے جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا
ڈر سرو آزادے نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہی مجھے خیال یہ ہی کہ آپ پر کیا گذریگی
ملکہ نے کہا جو گذرے وہ گذرے تم جاکر خبر لاؤ سرو آزادے نے کہا اگر مین جاؤنگی تو

مجھکو گرفتار کر لیگی یہ بدی پیش آئیگی اب اسوقت اپنے باغ مین دھوم مچا رہی ہوگی حقیقت
مین لبسرام جو سو کر اٹھی اُٹھتے ہی پوچھا کہ گلشن کہان گئی کنیزون نے کہا سرو آزاد
اُنکے ساتھ تھی وہ دونون اُٹھکر چلی گئین ہملوگون کو بھی نہین جگایا لبسرام بکتی جھکتی اُٹھی کہتی
ہوئی کہ دانون کو چھوکری کو ساتھ لیکر بی سرو آزاد پھرتی ہین اگر میری بچی کو کچھ ہوگیا
تو بی سرو آزاد سے سمجھونگی یہ کہکر اٹھی منھ دھونے نہر پر جو آئی گلے پر خیال گیا ایک
چیخ ماری کہا لو صاحبو غضب ہوا لوح محفوظ کیا ہوئی ہائے مجھ کمبخت نے خیال نہ کیا ابراہ
سامری نامے مین صاف صاف لکھا ہی کہ تمھارے ہی گھر سے آگ لگے گی کنیزون نے
کہا آپ کی صاحبزادی آپ کے پاس سوتی تھین ہم لوگ لوح لیکر کیا کرتے آپ نے
خیال بھی کیا تھا کس حال سے آئین تھین آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے چہرہ اُداس
کلام کرنے مین یہ حال تھا کہ کہتی کچھ تھین نکلتا کچھ تھا اگر آپ آزردہ نہ ہون تو ہم کچھ عرض
کرین لبسرام نے کہا کہو کنیزون نے عرض کی داری طلسم کشا بہت حسین ہی بی گلشن
اُسپر عاشق ہوئین آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بات بات مین اشعار پڑھتی تھین ہر مرتبہ یہی
قول تھا کہ ہم ایسونکا کیا ذکر ہی عشق نے گھر کے گھر مٹا دیے مجنون دیوانہ کہلایا
قیس نام تھا عشق لیلی مین مجنون لقب پایا فرہاد کا عشق شیرین مین کوہکن لقب ہوا کسی
عاشق نے چین نہین پایا لبسرام نے کہا ہان صاحبو مجھے یاد آیا وہی لوح محفوظ
لیگئی کسی نے سمجھا دیا ہوگا کہ لوح محفوظ سے شاہزادہ رہا ہوگا مگر زندہ نہ چھوڑونگی مین
اُسکے قتل سے منھ نہ موڑونگی اس متفقی نے کچھ خوف میرا نہ کیا انکی مان صاحب کہا
کرتی تھین کہ میری لڑکی بہت بھولی ہی دیکھو صاحبو کیسا بھولا پن صرف کیا اسی تحفے
کی وجہ سے طلسم مین میری آبرو تھی خداوند کہا کرتے تھے ایسا نہ ہو لبسرام طلسم کشا
سے ملجائے اور لوح محفوظ دیدے مین کبھی لوح محفوظ نہ دیتی جان لگاتی اب مین
جاتی ہون یہ کہکر شہپر آتشین پر سوار ہوئی اور طرف باغ مقبرہ کے چلی اس باغ
مین ساحرون کی قبرین ہین اسی وجہ سے نام اسکا مقبرہ ہی لبسرام بقہر و غضب چلی آتی ہی
یہان وہ وقت ہی کہ شاہزادہ و ملکہ مسند پر بیٹھے ہین نگرہتر کاؤس نے جو دیکھا کہ

سرو آزاد میری جانب توجہ نہین کرتی کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرو آزاد نے کہا یہ بن مانس کیا گائیگا لنگور اچھا مسخرا پن کریگا مختصر کاؤس نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

بنتے ہین چاندی کے چھلے حلقۂ زرہ ہاتھہ مین ۔ ملتے ہین جاسے حنا اکسیر لسبہ ہاتھہ مین

بدنصیب ایسا محیطِ عشق مین ممکن نہین ۔ آبلے بنجائین لیلون مین جو گوہر ہاتھہ مین

گر ہوی ہو آتشِ رنگِ حنا تو ہے یقین ۔ پھپھولون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھہ مین

آتشِ رنگِ حنا سے مشتعل ہو مثلِ شمع ۔ نام لکھنے کو جو خامہ سے لے ششگر ہاتھہ مین

یہ اثر رنگِ حنا سے یار کا ہوا جنون ۔ لعل بنجائے اگر لے سنگ مرمر ہاتھہ مین

ہو ازل سے عاشق و معشوق کی قسمت مین فرق ۔ ہتھکڑی یان لوہے کی وان حلقۂ زر ہاتھہ مین

ہو گران مکتوب تو کاتب سبک ہو قاصدا ۔ پھینک خط لیجیل ہمارا جسم لاغر ہاتھہ مین

پنجۂ خورشید تابان مین زحل کا ہو یقین ۔ گر نجومی دیکھے وہ خالِ معنبر ہاتھہ مین

سہل ہو امداد دنیا سے کہین امداد حشر ۔ باب خیبر تھا یہان وان جام کوثر ہاتھہ مین

جب اچکتی ہو طبیعت بہر مضمون بلند ۔ طائر سدرہ کے آجاتے ہین شہپر ہاتھہ مین

حشر مین تجھکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے ۔ مدح حیدر کا جو اے ناسخ ہو دفتر ہاتھہ مین

کاؤس نے اسطرح یہ اشعار گائے کہ سرو آزاد کو بھی رغبت ہوئی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی چارون شیدائی یک دیگر ملکر بیٹھے لیکن فلک کجرفتار کردون غدار انکو کب چین لینے دیتا ہے نہین چاہتا کہ دو خوش ہوکر ایک جا بیٹھین جہان دو ملکر بیٹھے اور آپس مین خوش ہوے اسنے سنگ تفرقہ پھینکا معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہے عاشق پر ظلم و بدعت ہے فلک کی عجب کیفیت ہے یہ لوگ بیٹھے ہین اور شاہزادہ کہتا ہے کہ اب طلسم کشائی کرونگا ایک ساحر کو زندہ نچھوڑونگا مگر کاؤس چہار جانب دیکھ رہا ہے یکایک بسرام آکر پہونچی نعرہ کیا کہ او فتنہ پرداز دمگر ٹھکو لیکر بیٹھی ہے اب کہہ کیا حال کرون یہ کہکر نہر پر آتشین سے اتری سرو آزاد اٹھی کہ مین سحر کرون گا کاؤس بھاگ ایک غار مین چھپ گیا شاہزادے نے سرو آزاد کو روکا نیچہ کھینچکر بڑھا بسرام

پیچھے ہٹ گئی اور پکار کر کہا کیون گلشن تونے اِسکو اس لایق کیا کہ مجھکو ہٹنا پڑا اب شاہزادہ دوڑتا ہی تولبسرام ہٹ جاتی ہی جب شاہزادہ کچھ دور بڑھ آیا تولبسرام جست کرکے دونون پر گری ایک چنگل ملکہ پر مارا دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی گردن لی اور پکار کر کہا او منتقمی اب تو اکیلا باغ مین سرٹکرایا کر مین اِنکو لیجاکر قتل کرونگی کیا اب زندہ چھوڑونگی ہر برآتشین پر ڈالکر دونون کو لے چلی شاہزادہ تڑپ کر رہگیا ملکہ نے پکار کر کہا ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگی امیدوار ہون کہ مزار غریبان پر آئیے گا ہماری روح بہت شاد ہوگی

نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
ہماری خاک پہ کہتی تھی گل پہ بلبل زار
پڑھون مین قصۂ لیلیٰ کو کیا بہ بانگ بلند
بقول شاعر شیوہ بین کلام حسن اک نقل
شہر شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تب اُسنے ہوکے تبسم جواب مجھکو دیا
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
عدم کے خواب سے مجنون کہین نہ ہو بیدار
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
جو دیکھتا ہون تو اِک قبر پہ ہی نرگس زار
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
تو اُسکا گور غریبان مین کس لیے ہو گزار
یہ زیر خاک ہی اتبک بھی حسرت دیدار

شاہزادہ اِن اشعار کو سنکر چیخین مار مار کر رو رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا لبسرام بلند ہوکے روانہ ہوگئی شاہزادہ تڑپا کیا یہان گلزار جادو قلعے مین بیٹھی ہی دو بیٹیان اسکی گلبن جادو و برگ جادو مین اُسنے کہ رہی ہی کہ بی گلشن کل سے گئی ہین والدی نے بڑی خاطر کی ہوگی خوش ہوگئی ہونگی مگر آج کیا تھا کہ جو بی گلشن وہان جا رہین دونون بیٹیون نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان آج کئی دن سے بی گلشن کا عجیب حال ہی چہرہ اُترا ہوا آنکھ بھر رو یا کرتی ہین گلزار نے کہا ارے تمنے دیکھا تھا مجھکو کیون نہ آگاہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری آنکھونکا تارا ہی شوہر نے انتقال کیا خدا اُسکو زندہ رکھے

اگر مجھکو معلوم ہوتا تو مین پوچھتی کہ کیون بیٹی کیا غم ہی اب وادی سے جاکر کہیگی وہ اسیوقت
گرد نیگی تو رہ ہیجانیکا سبب بھی کھلگیا جانتی ہین کہ دادی نے پالا ہی جو کہونگی وہ کرینگی مین تو
اسٹھہ پہر اُسکی ضدین اُٹھاتی ہون اور کچھ نہین کہتی اسی خیال سے کہ آیندہ امید اولاد
نہین یہ سب کے بعد پیدا ہوئی کیا کیا تکلیفین اُٹھائین کئی اتائین بدلین یہ ذکر تھا کہ آسمان
سے نعرہ کی آواز آئی کہ منم بسرام جادو اے گلزار نیا گل پھولا گلزار نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ
بسرام ایک ہاتھ سے گلشن کے بال پکڑے ہوے اور دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی
گردن پکڑے آتی ہی بسرام نے بیٹی کو میری گرفتار کیا ہی اور یہین لاتی ہی کہ بسرام آکے
اُتری گلشن و سرو آزاد کو سامنے ڈالدیا کہا لو بی گلزار آج تو صاحبزادی نے بڑا ستم
برپا کیا طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین لوح محفوظ میرے گلے سے اُتارے لگئین جاکر
دھگڑے کو دیدی بے خوف بیٹھی تھین جب مین گئی تو وہ نگوڑا تلوار لیکر اُٹھا مین انکو
لگاکر ایک چمن مین لے گئی اور جھپٹا مارکر اُن دونون کو لیا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو
سمجھاؤ کہ محبت سے اُسکی توبہ کرے خیر مین معاف کرونگی اور کوئی فکر کرکے لوح لونگی
گلزار پیٹنے لگی کہتی تھی کیون بیٹا تجکو افسوس نہ آیا کہ ہم لوگونکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر
مقابلہ کرینگے بڑی قوت اُسکو حاصل ہوئی بیٹا گلشن دادی کے قدمون پر گرو ہاتھ باندھو
اور یہ کہو کہ مجھسے خطا ہوئی بلکہ اگر مین پڑے تو دم دیکر لوح لے آؤ اپنے گھر مین چین
سے بیٹھو کنیز مین خدمت مین لونگی سرو آزاد اب تمھارے پاس نہ رہینگی مین سمجھ گئی کہ
انھون نے یہ آتش افروزی کی ارے صاحبو یہ کیا جانے کہ عشق و عاشقی کیا چیز ہی بی
سرو آزاد نے سمجھایا ہوگا سرو آزاد بھی خاموش بیٹھی ہی گلزار نے جو بہت کہا کہ بی بیا
کچھ جواب نہین دیتین گلشن نے جواب دیا کہ مین نے کیا خطا کی ہین کیون قدمونپر
گرون جو مزاج مین آئے وہ کرین ہرچند سب نے سمجھایا مگر گلشن نے عذر نہ کیا بسرام
نے کہا اِسکو لیجاکر قید کرو اور رعایا کو اشتہار دو کہ کل صبح کو سب آکر سامنے قلعہ گلزار
کے جمع ہون بی گلشن کو سزا دونگی کیون بی گلزار تمنے اسکا دیدہ دیکھا کہ اتنا بڑا ستم
برپا کیا اور توبہ نہین کرتی یہ کہکر گلزار نے حکم دیا کہ سامان قتل مہیا ہو بیرون قلعہ لگریان

جمع ہونے لگیں اور اشتہار جابجا چسپان کیے ہر اشتہار مین یہی مضمون تھا کہ طلسم کی
گلشن آرا نے میل کیا حکم ہی بسرام کا کہ کل سر میدان جلائی جائیگی کنیزین ملکہ کو سمجھاتی
ہین اور گلشن آرا جواب دیتی ہی کہ جان میری اُس شہریار پر نثار ہی مین توبہ نہ کرونگی
میدان جان دونگی تمام شہر مین ہلڑ ہی ہر ایک کا قول ہی گلشن آرا ایسی شاہزادی کو
جلاتی ہی بعض کہتے ہین ڈرائیگی بسرام نے گلشن آرا کو پالا ہی ہرچند کہ اُس سے بڑا
ہوا مگر ڈرانا منظور رہی و نہ پرزادی کو جلادیگی ملکہ کو لے آئیگی گلشن آرا کو کیا جلائیگا
مگر سب نے یہ سُنا کہ گلشن آرا کلام مردانہ کر رہی ہی کہتی ہی مین توبہ نہ کرونگی جان دونگی
شاہزادے کو دعائین دے رہی ہی کہ خدا اُسکو سلامت رکھے وہ میرے خون کا بدلہ
لیگا اور وہی بسرام کو قتل کریگا بسرام کی بھی موت قریب ہی ہر گھر مین یہی چرچے ہوتے
ہین کہ بسرام کا بڑا کلیجہ ہی کہ جس پوتی کو گود مین پالا اُسکو جلانے کا ارادہ ہی بڑی سنگدلی
ہی دیکھیے انجام کیا ہو پھر رات رہے سے لوگ آکر جمع ہونے لگے صبح ہوتے گلزار
گلشن آرا کو تخت پر سوار کرکے لائی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو
جاری عالم بیقراری مین پکارتی ہوئی آتی ہی کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب
امیدوار ہون کہ آکر فاتحہ خیر پڑھیے گا روح شاد ہوگی بھول نہ جائیے گا مین عدم مین
بھی آپ ہی کو تلاش کرونگی خدا آپ کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلہ لیجیے گا دیکھنے
والے حیران ہین کہ کیا ثابت قدم ہی سرو آزاد دل سے کہتی ہی صاحبو ملکہ ابھی تک
بے خطا ہی اہل اسلام مین دستور ہی کہ بدون نکاح و عقد فعل باطنی نہین ہوتا پھر بسرام
بڑا ظلم کرتی ہین اس ظلم کا انجام ملیگا وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی جسدن
باغ مقبرہ سے نکلا زمین ہلا دیگا ایسے شیر کہان ہوتے ہین اُسپر تائید پروردگار ہی
جو کیا وہ ہی پڑا ہمپر جو گذرتی ہی وہ گذرتی ہی اُنکو تو لوح محفوظ ملگئی کس ساحر کی مجال
ہی کہ اُنکے قریب جائے یا اُنسے آنکھ ملائے بسرام ایسی ساحرہ آخر بھاگ کر چلی آئی
اور ہمارے ساتھ یہ کرتی ہین خدا بدلہ دیگا حاضرین وقت چہرۂ ملکہ دیکھکر افسوس کرتے
ہین کہتے ہین دیکھو صاحبو کیا سن و سال ہی مگر ثابت قدم کوسے محبت ہی اپنی ہی کہے جاتی

رات سے صدہا کنیزون نے سمجھایا مگر یہی جواب دیا کہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہو وہ
صاحب اقبال تھا کہ لوح اُسکو پہونچ گئی یہ ذکر تھا کہ بسرام جادو آکر پہونچی بسرام
قریب تخت آئی کہا کیون گلشن آرا تو یہ کریگی گلشن نے منھ پھیر لیا جب بسرام نے
بہت کہا تو جواب دیا کہ چدہ جو منظور ہو وہ کرو جو مناسب ہو وہ سزا دو بس بسرام
نے حکم دیا تخت اِسکا انبار ہیزم پر رکھو گلزار کو ابتک تسکین ہی کہ گلشن کو بسرام ڈرا
رہی ہی مگر بسرام نے حکم دیا کہ لکڑیون پہ تیل و بارود ڈالدو و منورال و بار و دو روغن
لکڑیون پہ پڑگیا سرو آزاد تو رو رہی ہی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہی جب لوگ
بہت کچھ کہتے ہین تو جواب دیتی ہی کہ تم لوگون سے پیغام ہی کہ شاہزادے کو اطلاع
دینا اور یہ کہنا کہ ایسے مقام پہ چلایا ہی کیا عجب ہی کہ روح ہماری اُسی مقام پر رہے
جب شاہزادہ آئے تو اُسکی بلا گردان ہو بسرام نے حکم دیا کہ آگ لگا دو گلزار
تڑپ گئی دوڑکر قریب لکڑیون کے آئی پکار کر آواز دی ای نور نظر اب خاتمہ ہوتا ہی
گلشن آرا نے کہا ای مادر مہربان جاؤ صبر کرو رفاقت طلسم کشا کرنا اور ہمارا پیغام
پہونچانا فرد چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما ٭ پے استقبال تو مستانہ برخیزد غبار
ما ٭ کیا عجب ہی کہ آوارہ بھی آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ٭ اپنی ہو مشت
خاک بھی تیری رکاب مین ٭ مرنیکے بعد بھی سودائے زلف معنبر نہ جائیگا افسوس
یہ ہی کہ اُنکا کوئی دل بہلانے والا نہین کیسا گھبراتے ہونگے ہم تو رخصت ہوتے
ہین اُنکو خدا کے سپرد کیا یہان پہ حکم بسرام آگ لگا دی اِسقدر دھوان بلند ہوا
کہ آسمان تک پہونچا خیال مین ناظرین کے رہے کہ کسی نے جلتے ہوے گلشن آرا
کو نہین دیکھا اکثر دھوئین کے اندر سے آواز آئی کہ شہریار خدا حافظ و ناصر ہماری
یاد فراموش نہ ہو یقین ہی کہ ہم خواب مین آئینگے یہی حال سرو آزاد کا بھی ہوا
کسی نے نہ دیکھا کہ دونون پر کیا گذری تھوڑے عرصے مین وہ آگ جلکر خاک ہوئی
سب دیکھنے والے روتے ہوے اپنے اپنے مکان کو پلٹے سب سے زیادہ گلزار کا
عجیب حال ہی پیٹتی ہوئی پلٹی ہی دمبدم پکارتی ہی بیٹا گلشن اب آرام ملا ہا سے جواس

غریق دریاے عشق کو خبر ہوگی تو وہ اپنا حال کیا کریگا گلبن جادو و برگ جادو دونون بیٹیان گلزار کی کہتی ہین ای مادر مہربان کیون افسوس کرتی ہو جو کیا تھا اُسکا مزہ پایا اتنا بڑا امر کر بیٹھین کچھ خوف نہ کیا مگر سب بسرام کے دشمن ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بسرام نے بڑا ستم کیا اِس ضعیفہ کا پتھر کا کلیجہ تھا کون ضبط کرے شہر بھر مین رونا پڑا ہوا ہو اُسکے سِن کو یاد کرتے ہین اور فریاد کرتے ہین کہ کسی کو خدا یہ سامان نہ دکھائے جو کچھ گلشن پہ گذرا اگر کس ہوش و حواس سے جان دی کسی مقام پہ اُسکے ہوا اس مین فرق نہین آیا مردانہ وار کام کیا مردون سے بھی یہ ستم نہ اُٹھایا جاتا حقیقت مین گلشن آرا عاشق صادق تھی کیا کام کر گئی ہو اگر مجنون و کوہکن ہوتے تو وہ بھی گھبرا جاتے جان دینا بڑی بات ہو کس مردانگی سے جان دی ہو اگر زلیخا اسکی ثابت قدمی کو دیکھتی کبھی حضرت یوسف پر نگاہ نہ ڈالتی شب عاشقان ثابت قدم اسکی ثابت قدمی کا دم بھرتے دفترین عاشقون کے نام کرگئے دلیرانہ مرگئے کیا اسکی تعریف کرین ہر گھر مین یہی ذکر ہو اور ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ کیا ثابت قدم تھی جو کیا وہ کیا جو کہا وہ کہا شیر زن بدزن نہوئی جسپر عاشق ہوئین اُسکے نام کا وظیفہ نہین چھوڑا اپنے کو جلا کر خاک کیا مگر معشوق کا نام لینا نہ موقوف ہوا لیکن شاہزادہ والا قدر بعد جانے بسرام کے باغ مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہو کبھی درختون سے سر ٹکراتا ہو کبھی یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا — آج پرخاش پہ ہو مجھسے ارادہ میرا
کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہی چکا جاتا ہو تیرا میرا
نہ اُٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جاوینگے — ہاے رہنے دے یہی مرگ تو پردا میرا
حسرتین دیدہ کی جنبش نہین کرنے دیتین — روکنے آتے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہ ہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

شاہزادہ حیران و پریشان رو رہا ہو دو کنیزین ملکہ کی گلبدن و نسترن کو بعد چلجانے ملکہ کے خیال آیا کہ چلکر دیکھین تو اُس بہادر کا کیا حال ہو کیسا گھبراتا ہوگا حیرانی و پریشانی غمگین و ملول معشوق کا فراق چاہنے والے کا اشتیاق یہ سوچکر دونون

کنیزین آئین شاہزادے نے انکو پہچانا پکار کر آواز دی ای رازداران عاشق ناشاد وای
پیروان ملکہ ناصر اد کہان سے آتی ہو کنیزون نے عرض کی کہ حضور کے دیکھنے کو آئے ہین
اُس لیلی شمائل نے مجنون وار ثابت قدمی کی بہرام نے اُسکو جلادیا ہرچند بہرام نے
کہا کہ عشق سے شاہزادے کے توبہ کر مگر اُسکی زبان سے نہ نکلا یہی کہے گئی کہ جو تمہارے
مزاج مین آئے وہ کرو جو چاہو سزا دو مین عاشق صادق ہون محبت سے اُسکی ہرگز منھ
نہ پھیرونگی شاہزادہ مثل تصویر تصدیر حیران کھڑا سن رہا ہی اور اُسکی جرأت و ثابت قدمی پہ
عش عش کر رہا ہی بیان پر کنیزون کے دریاے الفت کا جوش ہوا دونون آنکھین سحاب
گوہر بار بنگئین کنیزین تو کہکر چلی گئین شاہزادے نے شام کو تجدید وضو کر کے نماز ادا
کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھا کہ ای خالق کارساز وای رب
بندہ نواز اُس ثابت قدم کو دشمنون نے جلا دیا یہ تو ظاہر ہی کہ ہمپر سحر تاثیر نہ کریگا مگر اب
کیا کرنا چاہیے شاہزادہ روتے روتے بیہوش ہوگیا خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
کہ فرما رہے ہین ای گل بوستان حسن و جمال وای گوہر بحر جمال و جلال ہوش اپنے درست
رکھو مناسب یہ ہی کہ کل طرف کوہ خیال کے جاؤ انجام بہتر ہوگا بعد جانے کوہ خیال کے
جو امر درپیش ہو اُسکو سمجھکر کرنا مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے قدم نہ رکھنا شاہزادہ چاہتا تھا
کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھلگئی وقت صبح صادق تھا وضو کر کے نماز ادا کی بعد فراغ نماز
چہار جانب دیکھنے لگے مراد یہ تھی کہ کاؤس کہان گیا اگر وہ ہوتا تو اُس سے بھی ہم
صلاح لیتے کاؤس پہ یہ گذری کہ جب بہرام آئی تو یہ عیار تیز و طرار ہی نکلکر بھاگا باہر آکر
ایک غار مین چھپ رہا شاہزادے نے ہرچند نگاہ دوڑائی مگر کاؤس کو نہ پایا شاہزادہ
خیال مین کوہ خیال کے باغ سے نکلا یکہ و تنہا ایک جانب چلا جس صحرا مین پہونچا
کبھی صحراے ویران ملا کبھی صحراے پُر بہار مگر بہار بے یار اسکی آنکھون مین خار خار ہی
خار صحرا انگلیان اُٹھاتے ہین شاہزادے کو راستہ بتاتے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا بعد
کئی دن کے ایک مقام پہ پہونچا کہ دشت آباد ڈھونڈو تو نکا دشت کے نشان نہین نخل
ہرے بھرے پھلون سے لدے ہوے طائران نغمہ سرا اپنی اپنی زبان مین چہکار رہے

ہیں باغبان قضا و قدر کی تعریف میں ہیں شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ نوبت نقارے کی
آواز کان میں آئی اُٹھکر دیکھنے لگا دیکھا ایک بادشاہ سن رسیدہ نحیف و ضعیف چہرہ
اداس عالم یاس پشت پر کئی جوان سرنگون رنجیدہ وکبیدہ ایک تابوت آگے رکھا
ہوا اُسکو دیکھ دیکھ کے روتا ہوا شاہزادہ حیران ہوگیا کہ سامنے ایک کوہ بلند تھا
وہاں آکر وہ تابوت رکھدیا تھوڑی دیر ٹھہرا روتا ہوا پلٹا شاہزادہ یہ حال دیکھکر
اُس بادشاہ کے پیچھے چلا تھوڑی دور پر شہر تھا وہ شاہ اُس شہر میں داخل ہوا
جب بادشاہ شہر میں آئے تو دو کاندار دن نے دو کانوں سے اُتر کر پوچھا کہ کیون
حضور کیا سانحہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ ہر مرتبہ منھ پیٹ لیتا ہی اور جواب دیتا ہی کہ میں
ناشاد و نامراد اشتیاق میں تڑپ تڑپ کے مرونگا جسطرح گیا نامراد پلٹ آیا اور کیا
نفع ہوتا صورت بھی دیکھنا مشکل ہوگئی اہل شہر سے وہ شاہ یہ باتیں کرتا ہوا اپنے
دار الامارۃ میں آیا شاہزادہ اُسکے پیچھے داخل بارگاہ ہوا شاہ تو روتا ہوا تخت پر
بیٹھا شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا جب شاہ کو رونے سے کچھ فراغت ہوئی شاہزادہ
متوجہ ہوا کہا ای بادشاہ عالی جاہ یہ کسکا تابوت لیکر گئے تھے اور کیون روتے ہو
پلٹے شاہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای مہر سپہر جاہ و جلال ای ماہ آسمان کمال
اسوقت تمنے زخم دل تازہ کردیا کیا بیان کرون دل میں کب طاقت ہی بیان کرتے
کے خیال سے زبان کو لکنت ہی بقول شاعر فرد چہ گویم از سر و سامان عمر دھر بیت
چون کاکل ہلہ سیہ بختم پر پیشان روزگار مرحانہ برد و شم ہا ای شہریار اس عمر دو روزہ میں
پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا کہ منور شاہ نام تھا جب جوان ہوا تو
اُسکی جرأت سے کے شہرے ہوگئے بڑے بڑے پہلوانونکو زیر کیا کئی ملک فتح کیے جو آئے
مقابلے میں آیا وہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوا میں نے کل سلطنت اُسکے سپرد کردی
تھی ایسے سلیقے سے اُسنے سلطنت کی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے گرگ
و چوپان کا کہیں نام نہیں معشوقون کو ظلم کرنے سے کام نہیں اب جا بجا بادشاہوں کے
یہاں سے پیغام شادی آنے لگے جس شاہ نے نامہ لکھا کمال خواہش اُس سے ظاہر

ہوتی تھی مگر مین اپنے دل مین سوچتا تھا کہ شادی ہوتے ہی میرا فرزند مجھسے جدا ہوجائیگا جسوقت نہ وجہ بیکے جائیگی ضرور اُسکے ساتھ جائیگا میرے دل کو کیونکر گوارہ ہوگا کہ مین جدائی اُسکی گوارہ کرون پس انکار کردیتا تھا کہ مین ابھی شادی نہ کرونگا ایک دن سب وزیرون کو جمع کیا صلاح کرنے لگا ایک وزیر نے صلاح دی کہ حضور کا وزیر اول پایۂ تخت کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہے اُسکی دختر سے اپنے بیٹے کو منسوب کیجیے وہ جو حضور کو خیال ہے کہ فرزند کو جدائی نہ ہو اس تقریب مین فراق نہ ہوگا اگر صبح کو سسرال جائینگے شام کو چلے آئینگے آٹھ پہر شہر مین رہینگے مین نے اس بات کو بہت پسند کیا وزیر میرا نیک راے تھا اُس سے جو مین نے درخواست کی اُسنے خوش ہوکر جواب دیا کہ وہ دختر حضور کی کنیز ہے جسطرح مناسب ہو انتظام کیجیے مین دل وجان سے راضی ہون بیرون شہر ایک باغ ہے کہ اُس باغ کو بہار افزا کہتے ہین وہ باغ لے لیا اور شہر کا انتظام کیا خزانہ وزیر کے سپرد کیا اُس باغ مین جلسے آراستہ ہوے حیا بجانے لگے کہ اس شادی مین جو شریک نہ ہوگا مین اُس سے نہ ملونگا شاہزادے وزیرزادے اور شاہزادیان آکر شریک شادی ہوئین اور شہر بار مین پھولا نہ سماتا تھا ارادہ تھا کل پرسون برات لیجائین گے اور دولھن کو بیاہ لیجائین گے قضا کار لالۂ خونخوار دختر شاہ طلسم تھی آکر شریک ہوئی مگر شاہزادے نے جو شمع جمال اُس معشوقہ کا دیکھا بیقرار ہوگیا سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا کہا مین شادی نہ کرونگا اور اگر کرونگا تو لالۂ خونخوار سے وہ بھی شرما کر چلی جائیگی میرا فرزند اُسی باغ مین رہنے لگا لالۂ خونخوار کا پیغام آتا تھا مگر شاہ طلسم کو ایسی پڑی کہ کسی طرح دریافت کرون کہ لالۂ خونخوار پاس منور شاہ کے جاتی ہے ایک دن ایک ساحرہ نے خبر دی کہ مالکہ تشریف لیگئی ہین پاس شاہزادے کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم نے شرارۂ جادو کو بھیجا اُسنے آکے دونون کو گرفتار کیا عجب حسرت سے قید کیا ہے کہ ایک صندوق آئینہ مین میرے شاہزادے کو قید کیا ہے اور مالکہ کو الگ قید کیا بعد مہینا بھر کے روتا پیٹتا جاتا ہون دیوار باغ دیکھکر چلا آتا ہون یہ غلام کا حال ہے صدہا عرضیان لکھین مگر شاہ طلسم نے

کچھ رحم نہ کیا اسی غم مین مبتلا ہون آٹھ پہر رویا کرتا ہون اسی پہاڑ کے پہلو مین وہ باغ ہے اور
شہزادہ جادو خود شہزادے پر عاشق ہے روز سوال وصل کرتی ہے مگر میرے فرزند نے
قبول نہین کیا یہ غلام کا حال ہے کس زبان سے عرض کرون غم نے فرزند کے دنیا سے کھو دیا
لطف زندگی جاتا رہا شہزادے نے کہا اے لالان شاہ ہم تمہارے فرزند کی رہائی کو
جائین گے مگر پہاڑ کا نام کیا ہے لالان شاہ نے کہا اسکو کوہ خیال کہتے ہین شہزادہ نام
سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا کہ مین اسی کوہ کی تلاش مین نکلا ہون شکر ہے کہ پتہ تو ملا کہ کوہ خیال
دنیا مین ہے اب پروردگار مالک ہے جو اسکے نزدیک مناسب ہو لالان شاہ نے کہا اے
شہزادہ والاقدر مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ ایسے جری بہادر کو اس بلا مین مبتلا
کرون شاید آپ جاکر کسی آفت مین پھنس جائین مین امیدوار ہون کہ تاج و تخت لیجیے
بیٹھکر سلطنت کیجیے ہم بڑھیا بڈھے زن و شوہر آپ کے دعاگو رہینگے شہزادے نے
کہا اے لالان شاہ گھر کی سلطنت کم نہ تھی لیکن ہوس جرأت یہانتک لائی کہ تمسے ملاقی
ہوے ہمنے جو کہا ہے وہی کرینگے سب وزرا امرا سمجھاتے تھے مگر شہزادے نے نہ مانا
شب اسی مقام پر بسر کی صبح کو کمر باندھی لالان شاہ سے رخصت ہونے لگے اسوقت
لالان شاہ بہت رویا کہا اے شہریار مجھے آپ کی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ آپ یون
جلد ہمارے سر پر سے ہاتھ اٹھا لین گے مگر مین جاکر زوجہ سے ذکر کرتا ہون وہ آپکے
دیکھنے کی بہت مشتاق ہے چلکر اس سے مل لیجیے لالان شاہ نے زوجہ سے کہا یہ بیچاری
مبتلاے رنج و الم گھبرا گئی کہا اس شہریار کو ذرا بلاؤ شہزادہ محل مین آیا زوجۂ لالان شاہ
جمال و سن و سال دیکھکر سر سے پا تک بلائین لینے لگی اور کہا اے نور نظر تمکو دیکھکر آنکھین
روشن ہوتی ہین لہذا الملک و مال لو بیٹھکر سلطنت کرو شہزادے نے کہا اب زیادہ
تکلیف نہ فرمائیے انشاء اللہ تعالی یہ آرزو ہے کہ آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن تب
میرے دل کو آرام آئے وہ ضعیفہ بہت روئی شہزادہ کو رخصت کیا جب شہزادہ چلا
تو تمام باشندگان شہر روتے ہوے ساتھ تھے شہزادہ جب قریب کوہ پہونچا تو بلا
تکلف داخل کوہ ہو گیا مگر جب اندر درے کے آیا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو

نہ سوجھتا تھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہی جسکے سامنے شب ہجر کی تاریکی بھی مات ہی
آخر ٹھوکرین کھاتا ہوا شاہزادہ اُس درے کو طی کر کے جب باہر نکلا وہ ہوا ٹھنڈھی آئی کہ دل
خوش ہو گیا بوے گل خودرو سے دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا سامنے دیکھا کہ نہرین پرآب
پانی صفائی مین لاجواب کیسا ہی آبرودار ہو مگر صفائی آب دیکھکر دل آب آب ہو یقین ہی
کہ نہایت بے تاب ہو چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے بعض پھولون سے بھرے ہوے
بعضون مین پھل تمام شاخین بار اثمار سے سر بسجود بدرگاہ رب ودود ہر سمت جھاڑیان
اُنمین طائر خوش الحان بیچ مین صحرا کے ایک چبوترا خام تکلف سے بنا ہوا گرد اُسکے چمنہاے
طولانی طائران لاثانی نغمہ سرائی کر رہے ہین باغبان ازل کی محبت کا دم بھر رہے ہین
شاہزادہ تماشہ اُس صحرا کا دیکھ رہا تھا کہ سامنے نگاہ اُٹھ گئی دیکھا ایک دریاے معقول
لہرین مار رہا ہی اکثر مچھلیان جوش مین اُبھرتی ہین جو بہت چھوٹی ہین وہ تڑپ کے بلند
ہو جاتی ہین شاہزادہ دریا کے تماشے مین مشغول تھا کہ سامنے سے ایک کشتی معقول شہر یہان
نمودار ہوئی شاہانہ کھنچا ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہوئی گرد کنیزین ماہ رو لیکن
اُس شاہزادی کی آنکھون سے آنسو جاری ساتھ والیون سے کہتی ہی ہاے میری ہمشیرہ
نے کس ثابت قدمی سے جان دی مگر نہین معلوم اُسکا عاشق صادق کس حال پر ملال مین
ہی اگر مین اُسکو دیکھتی تو کہتی کہ او بے مروت عورتون کی تو یہ جراُت مردونکی یہ پست
ہمت ساتھ والیان سمجھا رہی ہین کہ واری اب رونے سے کیا فائدہ جو اُنکی تقدیر مین
تھا وہ ہوا اب سواے صبر کے چارہ نہین یہ کہتی ہوئی وہ کشتی کنارے پر آئی شاہزادے
نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا مگر کنیزون نے آتے ہی اُس چبوترے پر فرش مشجر
بچھایا شاہانہ استادہ کیا وہ نازنین مسند پر آکر بیٹھی کنیزین نوجوان اُنکو کب چین آتا ہی
جنگل مین پھرنے لگین کسی نے پھول توڑ کر محرم مین رکھا کسی نے پھول چنکر کان مین
پہنے کوئی پھل توڑتی پھرتی ہی کوئی اپنے حُسن کے غرور مین اکڑ رہی ہی شاہزادہ دیکھ رہا ہی
کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی دوسری ساتھ والی سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہی چند کنیزین اُس مقام
پر جمع ہو گئین کوئی کہتی تھی ماہ تابان ہی کوئی کہتی تھی مہر درخشان ہی کوئی کہتی تھی سنتے ہین

حضرت یوسفؑ بہت حسین تھے مگر یہ تو یوسف مصر خوبروئی ہی جمال و قد قامت دیکھو
نقشہ کھینچنے کے لایق ہی ایک کنیز بہت شوخ وشنگ آگے بڑھی کہا کیون صاحب تم نہ
سمجھے کہ یہان زنانی محفل ہی بلاتکلف چلے آئے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم صحراے خیال کی
کی سیر کو آئے ہین ایک کنیز نے بڑھکر چھڑی اُٹھائی شاہزادے نے تلوار کھینچی ہاتھہ مارا
کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اور کنیزین بڑھکر سحر کرنے لگین جتنے سحر کیا شاہزادے نے لوح
چمکا دی اُلٹا سحر پلٹا اُسی کا کام تمام کیا شاہزادہ تلوار سے لڑ رہا ہی جسپر ہاتھہ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے جب دس پانچ کنیزین قتل ہوئین تو سامنے سے بھاگ کے پاس ملکہ کے
آئین کہا حضور ایک جلاد آیا ہی اُسنے دس بارہ کنیزون کو مار ڈالا دیکھیے سامنے تلوار
کھینچے ہوے آتا ہی ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد تیغہ ہاتھہ مین کھنچا ہوا کنیزون کو قتل کرنے کو آتا ہی ملکہ کو پسینہ آگیا
پکار کر کہا کہ ای شہریار مجھکو قتل کیجیے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون ہاے بعد گلشن آرا
کے مین زندہ رہی مجھے قتل کرو کہ مین گلشن آرا تک پہونچون شاہزادے نے پکار کر
کہا آپ کو اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق سے کیا مطلب ہی ملکہ نے کہا میری
خالہ زاد بہن تھی ایک ساتھہ پرورش پائی ایک ہی مکتب مین پڑھے مگر نہین معلوم اُسکا
معشوق کہان ہی شاہزادے نے کہا وہ ننگ عشق مین ہی ہون کہ معشوق مرجائے
اور مجھکو موت نہ آئے یہ جو ملکہ نے سُنا دوڑکر ہاتھہ تھام لیا کہا کیا جوہر شناس تھی نگینہ
ہیرے کا پسند کیا غرض یہ کہکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو
انھین کے واسطے گلشن آرا نے جان دی ہم کیا صاحب نصیب ہین کہ مطلوب گلشن آرا
کو دیکھا اسوقت روح گلشن آرا کی شاد ہوتی ہوگی اسی جیلے مین باتین ہونے لگین
شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھ بدنصیب کو الماس نارنجی پوش کہتے ہین بادشاہ
طلسم جو انجام جادو ہی اُسکی چھوٹی بیٹی ہون آج فلک نے بڑا احسان کیا صاحب
تمھارا آنا کس وجہ مین ہوا شاہزادے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ای ملکہ عالم
اگر لبسرام کو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا ماہ عالم افروز نہ پایا لبسرام گلشن کو قتل کرکے

کیا میرے ہاتھ سے بچینگی الماس نے پوچھا کہ کیا آپ کو سحر آتا ہی شاہزادے نے لوح محفوظ
دکھائی کہ یہ بی گلشن کا صدقہ ہی کہ سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا جب چکا دون کیسا ہی ساحر ہو اور
کیسا ہی زبردست سحر کرے مگر مجھپر تاثیر نہ ہو اِس حیلے مین ملکہ نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ
ڈالدیے شاہزادہ بھی اختلاط ظاہری کر رہا ہی کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین
کہنے لگین کل گلشن پر یہ معرکہ گذرا آج بی الماس پہلو مین بیٹھی ہین چلکر بسمراہم سے اطلاع
کرین ورنہ ہم لوگون پر آفت آئیگی بسمراہم وہ جلاد ہی کہ ہم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اور
یہی جرم رکھیگی کہ تمنے ہمسے اطلاع نہ کی چند نے کہا کہ چلو بی بسمراہم سے یہ اطلاع کرین کہ
شاہزادۂ والاقدر صحراے خیال مین پہونچا بی الماس سے ملاقات ہو گئی چند کنیزین
بھاگین خدمت مین بسمراہم کی آئین بسمراہم ملول و حزین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر کی
کہ لو ملکۂ عالم غضب ہوا کہ شاہزادہ صحراے خیال مین پہونچا اور بی الماس نارنجی پوش
نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر بٹھا لیا گلشن کے حیلے سے باتین ہو رہی ہین یہ سنکر
بسمراہم تھرانے لگی کہتی تھی ارے اِن مستانیونکو کیا ہو گیا ہی آسمان پھٹ پڑا ہی کہ یہ سب
شاہزادیان اپنی جان دیتی ہین کچھ ہمارا خوف نہین ہین نے اِسی واسطے گلشن کو جلا دیا
کہ اورون کو خیال ہو اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ بی الماس شاہزادے کو لیکر بیٹھی ہین مگر اُسکا
حُسن بھی عالم افروز ہی جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہر ایک کو خیال ہی کہ جان جائے مگر اُس سے
ملین خواہ غنچۂ آرزو کھلے یا نہ کھلے مین ابھی جا کر بی الماس کو لاتی ہون اور اُنکا بھی یہی
حال کرون ایسا تڑپاؤن کہ عمر بھر یاد کرین اپنے نصیبون کو رویا کرین یہ کہکر ببر آتشین
پر سوار ہوئی طرف صحراے خیال کے چلی یہان وہ وقت ہی دونون شیدائی یک دیگر
بیٹھے ہین وہی باتین ہو رہی ہین الماس ہر بات مین کہتی ہی کہ مین روح کو بہن کی شاد
کرتی ہون یقین ہی کہ آج شب کو میرے خواب مین آئین شاہزادہ کہتا ہی اے ملکہ الماس
کنیزین سب کہان گئین ملکہ نے کہا جہان چاہین جائین مین اب آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی
روح گلشن کو شاد کرونگی ایک کنیز کہ پائون سے لگی ہی وہ سامنے بیٹھی ہوئی کچھ اشعار
عاشقانہ گا رہی ہی ملکہ نے شراب پیش کی کہ میرے ہاتھ سے جام پیجیے شاہزادے نے

فعل مذہب بیچ ہین پیش کیا ملکہ نے کلمہ پڑھا دونون شراب پی رہے ہین آپس مین دل لگی
ہو رہی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی شرم کو اس محفل مین شرم ہی کہ آسمان سے آواز آئی
کیون الماس یہ تو نے کیا کیا اس شنفنی کو پہلو مین بٹھایا گلشن کا حال سنا اور یہ پھر یہ گستاخی
یہ کہکر زمین پر اتری شاہزادے نے تیغ کھینچا جب شاہزادہ بڑھا تو بسرام پیچھے ہٹی شاہزادے
کو دوڑانے لگی جب بسرام نے دیکھا کہ شاہزادہ دوڑتے دوڑتے تھک گیا ہی جھپٹکر الماس
کو لیا الماس نے پکار کر آواز دی ای شہریار آرزوے دل پوری ہوئی ہم پاس گلشن کے
جاتے ہین اب گلشن کے ہم پہلو ہونگے وہ بھی جانے کہ یہ نہین ایسی ہوتی ہین کہ عدم مین
آکر ملاقات کی شاید یہ خیال ہو کہ معشوق کو ہمارے پہلو مین بٹھایا اُسکا جواب یہ ہی کہ
تمھارے نام سے اُنسے ملاقات ہوئی خیال مین آیا کہ ہم جو اُنکی خاطر کرینگے تو روح ملکہ
گلشن آرا خوش ہوگی شاہزادے نے دیکھا کہ بسرام بلند ہوا چاہتی ہی تیر و کمان کو
اُٹھایا اور دعا کرکے تیر مارا تیر جاکر سینے پر بسرام کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا
بسرام کے ہاتھ سے ملکہ چھوٹی شاہزادے نے دوڑ کر ملکہ کو روکا بسرام نے تڑپ تڑپ کر
جان دی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بسرام جادو بود
مرنا بسرام کا چند کنیزین جو ساتھ آئی تھین وہ تو یہ کہتی ہوئی بھاگین کہ آج رکن طلسم
آبگینہ گر گیا چلو چلکر ملکہ گلزار سے اطلاع کرین گلزار غمگین بیٹھی ہی گلشن آرا کو یاد کرکے
رو رہی ہی کہتی ہی ہاے میری بچی کو بے خطا قتل کیا بسرام کو سامری و جمشید غارت کرین
ایسا ستم کیا کہ مین بیکار ہوگئی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا یہی جی چاہتا ہی کہ منہ لپیٹے
پڑی رہون ہاے بیٹا گلشن تمنے بڑا صدمہ اُٹھایا جب آگ بدن مین لگی ہوگی تو کیسی
تڑپتی ہوگی مگر مجبور کیا کرے اُسی مین بیٹھی رہی تڑپ تڑپ کے جان دی جلوۂ عشق
اُسنے دکھا دیا ہاے جب رات کو مین سمجھانے گئی تو مجھکو بگڑ کر جواب دیا کہ مادر مہربان
جو کیا وہ کیا اب کیونکر توبہ کرین آپ نہ سمجھایئے انشاءالله میرے قتل کرنے والے
سب قتل ہونگے آپ اپنے کو بچایئے گا ہاے گلشن اپنی جان پر بنی ہوئی تھی مگر مجھکو
نصیحت کرتی تھین باہر سے جو آتی تھین تو دوڑ کر لپٹ جاتی تھین دونون بیٹیان بھی

سمجھا رہی ہین کہ مادر مہربان اب صبر کیجیے رونے سے گلشن سے ملاقات نہ ہوگی مگر اس شاہزادے کو گرفتار کرنا بہت دشوار ہی جو کوئی مکر کریگا تو البتہ گرفتار کر لیگا بیے مکر وہ گرفتار نہ ہوگا صاحب طاقت و قوت لوح محفوظ اسکے ہاتھ مین آئی لوح طلسمی کو بھی تلاش کریگا صاحب اقبال ہی ایک روز لوح بھی پا جائیگا بقول آپ کے لیسراھم کو ڈھونڈھکر مار ڈالیگا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین آکر پہونچین سامنے گلزار کے سر دے مارا کہ اس شاہزادے کو نہین معلوم کسنے راستہ بتا دیا کہ وہ جوان صحرا ے خیال مین پہونچا بی الماس عاشق ہوئین پہلو مین بٹھا لیا ہم لوگون نے جا کر لیسراھم سے اطلاع کی لیسراھم گئین اور ہاتھ سے شاہزادے کے قتل ہوئین وہ دونون خوش خرم بیٹھے ہین لاش لیسراھم کی صحرا مین پڑی ہی دونون بیٹیان گلزار کی اٹھین مگر گلزار کہتی ہی خوب ہوا جب اس حرامزادی نے ظلم کیا تھا اسکا آخر عیوض ہوا اسکی معشوقہ کو مارا تھا اسنے بدلہ لیا گلزار کی دونون بیٹیان اٹھین کہ مادر مہربان ہم جا کر دونون کو لاتے ہین اول جا کر لاشہ جدہ کا اٹھائین پھر ان دونون کو گرفتار کرین گلزار نے کہا بیٹا ایسا نہ ہو تمپر بھی ہاتھ چل جائے تو باعث خرابی ہی گلبن و برگ نے کہا ہم وہ حرکت نہ کرینگے غفلت مین سب کام کرینگے جب وہ سو جائینگے تو گرفتار کرینگے بڑے غضب کی بات ہی کہ بزرگ طلسم مارا جائے اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے یہ کہکر دو ہزار کنیزین اپنے ساتھ لین اور یہ دونون چلین یہان یہ دونون پاس بیٹھے ہین جام چل رہا ہی کسی کی فکر نہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم گلبین و برگ جادو کیون بی الماس دادی کو قتل کرایا معشوق کو ساتھ لیکر بیٹھی ہو گلشن کا خوب حیلہ خیال مین آیا اسی حیلے سے ملاقات ہوئی ہم لاشہ جدہ کا لینے آئے ہین بعد اسکے آکر تمھاری بھی فکر کرینگے اب بچنا دشوار ہی یہ کہتی ہوئی قریب لاشۂ لیسراھم آئین مگر الماس نے کہا ای شہریار اب سب کو خبر ہو گئی سب ہمارے آپکے دشمن ہوے اب جان بچنے کی کون صورت ہی شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین سب کو جواب دونگا ادھر گلبین و برگ لاش لیسراھم کی لیگئین لاش کو جا کر جلا یا نار یہ واصل جہنم ہوئی اب یہ دونون صلاح کر کے پلٹین صحراے خیال مین پہونچین دیکھا دونون بے غم بیٹھے ہین

دونون نے پکار کر آواز دی اے شہر یار اٹھیے ہمسے مقابلہ کیجیے یہ کہکر آگ برسانے لگین شاہزادہ لوح چمکانے لگا تمام آگ پانی ہوکر بہ جاتی ہے گلبن تو شاہزادے سے مقابلہ کر رہی ہے برگ نے جست کرکے الماس نارنجی پوش کو لیا الماس نے پکار کر آواز دی اے شہر یار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے مزار غریبان پر آئیے گا فاتحہ ضرور پڑھ جائیے گا ورنہ قبر مین روح بیچین رہیگی اب بہن سے جاکر ملین گے کچھ پیغام بھیجیے گا دونون کا رونا اور بلکنا دیکھکر گلبن نے برگ سے پکاری پکار کر کہا کیون بہن عاشق و معشوق کو جدا کرتی ہو ہم انھین کی تابعداری کرینگے برگ یہ سنکر اتر آئی الماس کے قدمون کو بوسہ دیا کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین انجام سے لڑینگے لوح کی فکر کرینگے آیندہ خدا کو اختیار ہے شاہزادہ بھی خوش ہو گیا الماس نے کہا بہنو ن تمنے ہمکو خوب راضی کیا دیکھین اب کیا ہوتا ہے گلبن اور برگ نے کہا اب کچھ نہ ہوگا ہم آٹھ پہر حفاظت کرینگے غیر کو آنے نہ دینگے آیندہ خدا کو اختیار ہے دونون کو ساتھ لیا قریب صحرا کے ایک باغ تھا اسمین جاکر اتارا خدمت کرنے لگین یہ دونون مسند پر بیٹھے ہین گلبن و برگ خدمت کر رہی ہین اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دونون کو پلائی کہا اب آپ آرام فرمائیے ہم پہرا دیتے ہین دونون نادان غافل از شعبدہ بازی فلک پلنگ پر آکر سو گئے جب دونون نے آرام کیا تب گلبن نے لوح شاہزادے کے گلے سے اتار لی اور پایا کا کر او ستفنی اٹھ جس شے کا تجھکو گھمنڈ تھا وہ چھینے لی شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا سب جادوگرنیان گھیرے ہین گلبن نے شاہزادے پر سحر کیا کہ شاہزادہ بیہوش ہوکر گر ا ایک بہن نے الماس کو گرفتار کیا اور تختون پر دونون کو ڈالکر نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ گلنار کے چلین انکو تو یہین چھوڑیے اب حال کاوس سنیے یہ رات بھر غار مین چھپا رہا صبح کو باغ مین آیا شاہزادے کو نہ پایا حیران ہوا کہ میرا آقا کہان گیا تلاش کرتا ہوا چلا کئی دن مین قریب کوہ سفناطیس کے پہونچا وہان کا میلہ دیکھا پہلو مین جو پہاڑ کے آیا تو کان مین آواز گانیکی آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہے

نظم

اس سے مرنا مجھے اپنا قلق جان ہوگا	کہ نہ دیکھے گا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

اگر یہی آپ کے انکار رہین گے تا صبح
تو سلامت ہی تو عالم کو کرے گا مجھسا
ہائے میرا یہ ہوا حال کہ تجھسا بے درد
دم تو نکلا ابھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
قتل کر رحم کے بدلے کہین حل ہو مشکل
مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینے کے لیے
بیٹھنے دیگی نہ کوئے مین بھی وحشت مجھکو
دیکھین کیا اُسپہ گذرتی ہی خدا خیر کرے
کثرت داغ جدائی جو یہی ہی تو نسیم

وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
خاص اسواسطے آتا ہی کہ پریشان ہوگا
یہ بھی شاید اُسی بیرحم کا ارمان ہوگا
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
مجھکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا
کہ مرے ہاتھ مین وان آپ کا دامان ہوگا
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
ہائے وہ اشک جو میرے تہ دامان ہوگا
اپنا سینا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

کاوس نے جو یہ آواز سنی دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی بیٹھی ہی اور ایک بندریا کی کھال اُسکے پاس رکھی ہی روپیہ جو رکھا ہی وہ سب کو بانٹ رہی ہی یہ وہی جادوگرنی ہی جو بندریا بنکر تخت پر بیٹھتی تھی کاوس دیوار سے اُترکر ایک گوشے مین چھپ رہا جب سب سوئے تو جھپٹ کر قریب ساحرہ کے آیا وہ جو بزرگون کی باتین ہین اُسی طرحسے ساحرہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر ایک گوشے مین لایا زمین کھودی اُس ساحرہ کو اُسی مین دفن کیا اوپر سے مٹی بہت سی ڈالدی خود اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو جب اُٹھا کنیزون نے آکر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اُسنے کنیزون سے کہ قدرت کو معلوم ہی کہ جس راہ سے جاتے ہین مگر آج بھول گئے راستہ بتاؤ کنیزون نے کہا یہ کھال پہنیے اور گوشۂ باغ مین نقب ہی اُس مین سے نکلکر تخت پر بیٹھیے اور گھنٹ نوازونکو بلاکر جو حکم دینا ہو وہ حکم دیجیے ہم لوگ مجبور و ناچار ہین قدرت کے ساتھ نہین جاسکتے یہ سنکر کاوس نے کھال پہنی اور آکر نقب مین داخل ہوا اُسی حجرے مین پہونچا گھنٹ نوازو ناقوس نواز اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ایک آواز آئی ای بندگان من جلد آکر حاضر ہو سب برہمن آپس مین کہتے تھے کہ نہین معلوم آج کیا معرکہ ہی کہ خداوند خلاق

وقت آسے آواز سن سنکے سب برہمن لوگ آکر جمع ہوئے کاؤس نے حکم دیا ہماری مُہر لیجاؤ اور فرمان لکھو کہ سب آکر حاضر ہون قدرت فیض جاری کرینگے سب کو شراب پلائین گے کہ عمر بہت سب کی بڑھجائین فی الحال ہنگامہ ہونا ہو کہ طلسم کشا آتا ہے جب عمر بڑھجائیگی تو کوئی کسی کو قتل نہ کرسکیگا مٹکے شراب کے جمع کرو برہمن اُسی وقت بھاگے پہلے گلزار کو خبر کی پھر جاکر انجام کو نامہ دیا اور شاہ و شہریار زادون کو تامے دیے کاؤس کو منظور یہ ہو کہ بادشاہ طلسم کو مار ڈالون میرا آقا غالب آجائے پھر طلسم مین کون بول سکیگا یہ تو اس فکر مین ہو مگر گلزار نے بیٹون کو حکم دیا کہ تم پہلے چلو مین بھی آتی ہون گلبن و برگ چلین یہان صبح ہوتے ہوتے سب میلہ جمع ہوگیا جسنے یہ خبر سُنی کہ عمر بڑھائی جائیگی وہ خوشی خوشی آیا اور شریک جلسہ ہوا یہان کاؤس نے حکم دیا برہمنون نے مٹکے شراب کے اور گھڑے بھر کر رکھدیے کاؤس نے بیہوشی سب مین ملا دی جب سب جلسہ جمع ہوچکا کاؤس کسیکا نام تو جانتا نہین پہلی عیاری حکم دیدیا کہ سب شراب پیین سب جادوگرون نے شراب پینا شروع کیا میلے کے لوگ برہمنون کی منتین کر رہے ہین کہ ہمکو بھی ایک جام پلا تا برہمنون نے ہزارہا روپیہ تحصیل لیا جب شراب پی چکے تو کاؤس نے پکار کر کہا کہ اب سب اُٹھکر قدرت کے سامنے ناچو اور تماشے کرو قدرت آج بہت خوش ہین اور محفل مین ہنگامہ ہونے لگا سب پر گدھا برن کا اثر ہوا جو اُٹھا وہ لڑکھڑا کر گرا تھوڑے عرصے مین دیکھا کُل اہل محفل بیہوش ہوئے کاؤس کھال اُتار کر چہرے سے نکلا کسی کو پہچانتا نہین ہو خنجر مارنا شروع کیے جادوگرون کے مرنے کا غلغلہ ہوا کاؤس نے کوہ سے دیکھا کہ حلوائی بالو مٹھائی بنا رہا تھا بااُٹھکر بھٹی مین پاندپڑا دوسرے نے پکار کر کہا بھائی مین بھی آیا تھوڑے عرصے مین سارا میلہ بھی بیہوش ہوا جی مین کہتا ہوا کہ کاؤس تدبیر کو بھی کیا دخل ہو کہ مجھ اکیلے نے سب کو بیہوش کر دیا پھر خنجر برہنہ لیے باہر نکلا جادوگرونکو قتل کرنے لگا مگر گلبن و برگ دونون راہ مین آتی تھین کان مین جادوگرون کے مرنیکی آواز آئی گلبن نے برگ سے کہا کہ آج مقام خداوندی پر کیا غدر ہو صدہا جادوگرونکے

مرنے کی آواز آرہی ہو بہرگ نے کہا قدرت سے تقدیر کی ہوگی سوائے بہتری کے اور کیا ہوگا عمر بن سب کی بڑھ رہی ہین دونون نے تخت بڑھائے اسوقت پہونچین آسمان سے دیکھا کہ ایک عیار دبلا پتلا جادوگرون کو قتل کر رہا ہو وہین سے آواز دی کہ او بیکار یہ کیا کرتا ہو منہم گلبین جادو و بہرگ جادو کاؤس نے چاہا بھاگون گلبین نے گبر کی آواز دی کاؤس گرا بیہوش ہو گیا گلبین نے آکر سب کو ہوشیار کیا دریافت کرتی تھین کہ خداوند کیا ہوئے باغ مین جا کر دیکھا تو کہین نہ پایا یکایک آواز مرنے کی خیمہ کے سمت آواز کے چلین تو جا کر دیکھا کہ خیمہ ایک گڑھے مین سری پڑی ہو اسکا لاشہ اٹھا یا جا کر دفن کیا سب ساحر افسوس کرتے تھے کہ ہمارا مذہب خراب ہوا ایک جادوگرنی کو سجدہ کیا سامری و جمشید کو بھولے اسی کا یہ انجام ہوا کہ ہزارہا جادوگر مارا گیا بہزاد ان کو وہان سے اٹھا دیا چہرہ کھولا و اڈالا کاؤس کو ایک قفس آہنی مین بند کیا قید لیکر گلبین و بہرگ قلعہ گلزار مین آئین گلزار نے کہا ارے تو کون ہو کہ ہماری خداوند کو مارا اسقدر جادوگرون کا خون کیا اب کہ تیرا کیا حال کرین چنگ کاؤس نے کہا مین تو ایک گویّے کا لڑکا ہون میرا گانا سنئیے بہت خوش ہوجیے گا گلزار تنہائی مین لائی کاؤس نے یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانا شروع کیے قطعہ

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا　لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
ہاتھ پڑ جائینگے لاکھون کے دم حشر ایدل　چاک ٹکڑون کی طرح دامن قاتل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکھائینگے بشر　میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے وہ گل　نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا
بوسے ہنسکر جو لب یار کے لیتا تھا　ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا
کتنے ہین قتل کرینگے وہ لحد پر آکے　فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان　قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا
آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید　کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا
قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑیگی نسیم　قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ گلزار بیقرار ہوگئی کہا مین تجھکو قید سے رہا تو نہ کرونگی
مگر باغ خزان نصیب جو ہمارے بزرگون کا ہر اسمین جاکر رہون تیرا گانا سنون اور
قفس ہاتھ مین لیکر پیٹیون سے کہا کہ شہر سے ہوشیار و خبردار رہنا مین باغ مین جاتی
ہون یہ کہکر قفس لیے ہوے باغ مین آئی بارہ دری مین بیٹھکر گانا کاؤس کا سننے لگی
جب کاؤس گا چکتا ہر تو پھر قفس مین بند کر دیتی ہر قفس سامنے لٹکا رہتا ہر آخر وہ زمانہ آیا
کہ گلبن و برگ نے شاہزادے و ملکہ کو گرفتار کیا لوح محفوظ لیلی قید لیکر شہر مین آئین
مان کو عرضی لکھی کہ اے مادر مہربان ماہ عالم افروز و ملکہ الماس نارنجی پوش کو ہم گرفتار
کر لائے ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین گلزار نے جواب مین لکھا کہ دونون قیدیون کو لیکر
اسی مقام پر آؤ ہم تم ملکر حفاظت کرین مسلمانون کے مددگار جابجا ہین ایسا نہو تمکو
صدمہ پہونچے گلبن و برگ قید شاہزادے کی لیکر طرف باغ خزان نصیب کے چلین
چند کنیزین ساتھ مین کچھ دروازے پر چھوڑین کہ خبردار کوئی آنے نہ پائے کسی کو آنے
نہ دینا ہم اندر جاکر حفاظت کرینگے گلزار گانا سن رہی تھی کہ کنیزون نے خبر دی کہ گلبن
و برگ قید شاہزادے کی لاتی ہین مگر کاؤس نے یہ سب سحر سنا یا تو گلزار گانا سنتی
تھی یا کاؤس کو قفس مین بند کرکے مسند پر بیٹھی کہ گلبن و برگ نے لاکر قیدیونکو پیش
کیا گلزار نے حکم دیا دونون کو باندھ دو اے گلبن و برگ تم بھی جاگتی رہو بہت ہوشیار
رہنا اور کنیزون کو حکم دیا کہ سامنے حاضر رہو کنیزین سامنے حاضر ہین گلبن و برگ
آکر سامنے بیٹھین کہ گلزار نے پکار کر آواز دی اے گلبن مین نے دیکھا کہ طلسم کشا سے
تو اشارے کر رہی ہو گلبن نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو فقط بیٹھی ہون کسی سے اشارہ
نہین کیا گلزار نے کہا میرے قریب آؤ تو مین بتاؤن گلبن جب قریب آئی تو گلزار نے
کہا منھ کھولو جیسے ہی گلبن نے زبان کھولی گلزار نے سوزن دیدی اور رستون سے
باندھا پھر آواز دی اے برگ جادو تم کسی سے میل نہ کرنا دیکھو اسوقت مین خود
حفاظت کر رہی ہون اگر مجھ مین کچھ عیب دیکھنا تو برابر گرفتار کر لینا یہ وہ وقت ہر
کہ ایک کو ایک کا پاس نہین کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طلسم کشا رہا ہو جائے تو باعث

خرابی ہو برگ نے عرض کی بین خوب ہوشیار ہون جو مزاج مین آئے وہ انتظام کیجیے
کھٹولی پر برگ بیٹھی گر گلزار نے پھر آواز دی کہ کیون بی برگ آنکھ سے کیا اشارہ کیا
ہاتھ سے کیا پتہ دیا برگ نے کہا ای مادر مہربان میرا نہ ہاتھ پانوٗن نہین ہلا خاموش
بیٹھی ہون گلزار نے کہا میرے قریب آؤ جیسے ہی برگ قریب آئی گلزار نے کہا منھ
کھولو برگ نے منھ کھولا گلزار نے برگ کی بھی زبان مین سوزن دی کنیزون کو بھی
فرداً فرداً باندھا سب گرفتار ہو چکے تو گلزار مسند سے اٹھی ٹہلتی ہوئی شاہزادے
کے قریب آئی کہا ای شہریار غلام کو آپ نے پہچانا منم دوندۂ بے نظیر فرزند خواجہ عمرو
عیار پر فرور نور نگاہ شاپور شاہزادہ ہنس پڑا پوچھا ای مہتر والا گہر یہ عیاری کیونکر
کی کاؤس نے بیان کیا جب گلبن کی عرضی آئی اور مجھکو معلوم ہوا کہ حضور قید ہو گئے
اُسوقت مین نے گلزار کو بیہوش کیا اپنی شکل بناکر قفس مین بند کر دیا یہ کہکر لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادے نے قید توڑی ملکہ کو بھی رہا کیا اور گلزار کو ہوشیار کیا اب
گلزار نے دیکھا کہ بی الماس تخت پر بیٹھی ہین بیٹیان بندھی ہوئی ہین تمام کنیزین قید
ہوش و حواس اڑ گئے الماس نے قریب آکر کہا خالہ امان اب ہم پر احسان کیجیے دیکھا
آپ نے کہ آپ لوگون کے مذہب کا یہ انجام ہو کہ ایک ساحرہ بندر یا بنکر بیٹھی سب نے
سجدہ کیا سنا سب یہ ہو کہ پروردگار کو سجدہ کیجیے تو مذہب درست ہو یہ مذہب نہین ہو
کہ جسنے شعبدہ دکھایا اُسی کو سجدہ کیا گلزار کا دل روشن ہو گیا اشارہ کیا کہ ای نور بصر
میری زبان سے سوزن نکالو تو مین جواب دون اب مکر نہ کرونگی کاؤس نے بڑھکر
زبان سے گلزار کی سوزن نکالی گلزار قدمون پر شاہزادے کے گری ہاتھ باندھکر
عرض کی مین حضور کی کنیز ہون آج مہتر کاؤس نے کیا کار نمایان کیا کہ مجھ ایسی ساحرہ
کو اور دھوکا دیا اور گرفتار کر کے قفس مین بند کر دیا مین قائل ہوئی کہ آپ بڑے
اقبالمند ہین اب چلکر قلعے کو اسلام آباد کیجیے شاہزادہ سوار ہوا الماس کو تخت پر
سوار کیا گلزار و گلبن و برگ اہتمام کرتی ہوئی ساتھ ہین قلعے مین داخل ہوے
قلعے والون نے دیکھا کہ ابھی تو قید ہو کر آئے تھے اب رہا ہو کر آئے ہین گلزار

نے پکار کے کہا کہ میں نے بدل شاہزادے کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ قلعے میں رہے ورنہ ہمارے قلعے سے نکلجائے سب شہر والے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے کل دیر کھدے مسجدوں کی بنا ہوئی سارے شہر میں مشہور ہوا کہ گلزار مع بیٹیوں کے مسلمان ہوئی جب دربار کا وقت آیا تخت پر ملکہ الماس نارنجی پوش بیٹھی ایکجانب گلزار دوسری طرف گلبن و برگ بیٹھی ہیں صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایک ساقی بچہ شوخ و شنگ موسوم بہ ہوشنگ شراب پلا کر سامنے بیٹھا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب	کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
ہجر میں آگ ہو گیا پانی	دل کو کر دیتی ہے کباب شراب
ہیں قلوب اسکے نور سے روشن	کیوں نہ کہلائے آفتاب شراب
ہے ہزار عیش آخر عمر	صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہو مرا جام زندگی لبریز	ساتھ اپنے پئیں جناب شراب
ہے مری مستی میں ہشیاری	کہ ہوئی لطف وقت خواب شراب
فصل میں یہ عجب نہیں ہے اگر	ابر برسا کے جائے آب شراب
ساقیا تیری چشم ادا میں	داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کے آگے	ہوئی غیرت سے آب آب شراب
داغ دل میں نمک چھڑک اے غیر	گر نہ ہو محتسب خراب شراب
نہیں ساقی تو کیا کروں ناسخ	نہ سہی مطرب چمن سحاب شراب

صحبت عیش و نشاط گرم ہے مگر لیسرا جو اس قلعے میں آئی تھی اور آکر تخت پر بیٹھی تھی ایک عصا مرصع کا سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا وہ عصا کنیزوں نے سامنے تخت کے رکھ دیا ایک جادوگر موسوم بہ تکفیل جادو نے دیکھکر کہا اے شاہزادے بس اب پلٹ جائیے آپ نے طلسم کا کیوں پیچھا کیا شاہزادے نے کہا مجھکو ہدایت ہوئی بزرگان دین خواب میں آئے یہ بہبودی حاصل ہوئی کہ دختر شاہ طلسم قبضے میں آئی اب لوح طلسم بھی انشاء اللہ ملیگی تکفیل بولا اسقدر ہدایت شیطانی ہوگی شاہزادیکو

لوح

بہت ناگوار ہوا وہ عصائے مرصع کا اسے اٹھا کر تکفیل پر مارا تکفیل تو ہٹ گیا وہ عصا زمین پر
پڑا کہ بیچ میں سے ٹوٹ گیا ایک پرچہ کاغذ کا اسمیں سے نکلا کاؤس سمجھا کہ کسی خزانے کا نشان
ہی پرچہ اٹھا کر شاہزادے کو دیا اُس پرچے کو شاہزادے نے پڑھا بخط جلی یہ مضمون لکھا
تھا کہ اگر قلعۂ گلزار قبضے میں آئے تو گلزار کو مناسب ہی کہ طلسم کشا کو ساتھ لیکر کنارے
دریاے محیط کے جائے اور یہ اسم حاشیہ پڑھکر آواز دے کہ اے ماہیار جادو حاضر ہو
بسرام کا خاتمہ ہوا اور یہیں نائب طلسم ہوئی لوح طلسمی وہ دیگا شاہزادے نے کہا
او بد اعتقاد دیکھ پروردگار نے ہمارے کیسی مدد کی اے گلزار جادو طرف دریاے محیط
کے چلو تو لوح طلسمی کا پتہ ملے گلزار نے تخت سحر تیار کیا شاہزادے کو اسپر سوار کر لیا
کاؤس نے کہا میں بھی چلونگا اپنے آقا کو اکیلا نہ چھوڑونگا گلزار نے کاؤس کو بھی سوار
کر لیا کنارے دریاے محیط کے پہونچے شاہزادے نے اسم پڑھکر آواز دی گلزار
برابر کھڑی ہی کہ پانی کو جنبش ہوئی دریا میں کھولا پیدا ہوئی ہزاروں مچھلیاں نکلیں اور
ایک ماہی کلان نکلی کہ اسپر ایک جادوگر سوار ہی نعرے کرتا ہوا کہ ہم ماہیار لوحدار گلے
میں ایک تختی پڑی ہوئی کہ مثل برق چمک رہی ہی گلزار نے بڑھکر کہا کہ اے ماہیار بسرام
کا خاتمہ ہوا میں نائب طلسم ہوئی جو تحفہ تمھارے پاس ہی وہ حوالے کرو اُس ساحر نے
کہا اے گلزار مجھکو سب حال معلوم ہی تم شریک طلسم کشا ہو گئیں یہ کہکر ہاتھ ہلایا ایک
برق گری گلزار کے گلے میں ایک زنجیر آہنی پڑ گئی گلزار گری اُس جادوگر نے چاہا کہ ایک
ہاتھ تلوار کا مارے ورن کہ گلزار کے دو ٹکڑے ہوں مگر کاؤس جو پہلے ہی کمند اٹھا اُسنے
دیکھا کہ گلزار کا خاتمہ ہوتا ہی جب وہ حلقے کمند کے مارے وہ جادوگر گرا کاؤس نے خنجر
مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا سب مچھلیاں جلنے لگیں آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں ماہیار جادو
بود شاہزادے نے تختی اسکے گلے سے اُتار لی اپنے گلے میں پہنی گلزار نے کاؤس کی
بڑی تعریفیں کیں کہ اے کاؤس تمنے جان بچالی اگر ذرا بھی ٹھہر جاتے تو میرا خاتمہ ہو جاتا
کاؤس نے کہا عیار کا کام ہی خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح دستیاب ہوئی الشار السداب
فناهی مرحلہ جات ہو گی ماہیار جو مارا گیا لاشہ اسکا اُڑتا ہوا سامنے انجام کے آیا انجام نے

سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح مل گئی اب کون طلسم کشا کو روکیگا صد ہا ساحر دربار مین انجام کے بیٹھے ہین انجام نے جو یہ حسرت کہا کہ اب طلسم کشا کو کون روکیگا ایک جادو بیٹھا ہی کہ نام اُسکا صماصم جادو ہی اپنے مقام سے چمک کر اُٹھا کہ مین جاکے طلسم کشا کو لاتا ہون وہ صدمہ دون کہ طلسم کشا تڑپ تڑپ کر جان دے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بڑا سا تختہ کاغذ کا نکالا اُسپر بہت سی تصویرین بنی ہوئی تھین اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہان شاہزادے کو گلزار نے صلاح دی کہ لشکر اپنا بیرون قلعہ اُتار دیجے آج شب کو جشن ہو کل براے فتاحی تشریف لیجایئے شاہزادے نے یہ قبول کیا بیرون قلعہ ایک باغ ہی کہ وہ ملکہ الماس نارنجی پوش کے واسطے بنا ہی اُس باغ مین آکے ملکہ اُترین شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا گلزار وغیرہ جمع ہین مہ جبینان گلگون پوش کا مجرا ہو رہا ہی یہ اشعار گا رہی ہین نظم

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ — بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ
اُٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوئین — اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین ہائے — اُترے ہین آسمان سے زمین پر ہوا کے سانپ
اچھا نہین ہی طول بلا او ستم شعار — پالو نتک آچکے تری زلف دوتا کے سانپ
دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہین — نکلے نہین ابھی مرے ماتم سرا کے سانپ
آتیکی میرے سنکے خبر اُٹھ گیا رقیب — بھاگا کمال شوق سے کیا دم دبا کے سانپ
شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین — پالے ہین ہنسنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
پیوچہ کب ہین آنکھین ترے حلقہ ہاے زلف — محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کے سانپ
زلفین چھوئیگا یار کی یہ منھ تو دیکھیے — سر پر عدو کے کھیل رہے ہین قضا کے سانپ
انصاف ہو تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ — پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

رات بھر ہنگامۂ عیش و تماشا گرم رہا صبح کو شاہزادہ مسلح ہوا کہ کاؤس نے خبر دی کہ باغ مین نیا گل کھلا ہی ملکہ الماس نارنجی پوش کے کلیجے مین درد اُٹھا ہی فرماتی ہین کہ شاہزادے کو بلاؤ مین رخصت ہوتی ہون اس درد سے جانبر نہ ہونگی شاہزادہ

بیقرار ہوکر دوڑا باغ میں آکر دیکھا کہ سب کنیزیں رو رہی ہیں اور ملکہ بستر پر تڑپ رہی ہیں فرماتی ہیں شاہزادہ آکر ہم سے رخصت تو ہولیں کیونکہ ہم جانبر نہ ہونگے یہ درد جان نہ چھوڑیگا شاہزادہ نے سر زانو پر رکھ لیا الماس نے آنکھیں کھول دیں کہا اسوقت تو آپ نے مسیحائی کی کہ اب بالکل درد نہیں ہے شاہزادہ تسکین دے رہا ہے کہ ای ملکہ اب درد نہ ہوگا کہ کاؤس دوڑا ہوا آیا عرض کی بارگاہ میں چلیے ملکہ گلزار و گلبن و برگ کا عجب حال ہے درد اٹھا ہے جلد تشریف لے چلیے شاہزادہ بیقرار ہوکر اٹھا جیسے ہی دربار میں قدم رکھا اور شاہزادے کا سایہ سر پر پڑا سب صحیح و سالم ہوگئے عرض کی کہ آپ کے قدم کی برکت سے ہمنے صحت پائی لشکر پھر بیچین ہو رہا تھا مگر شاہزادے کے آنے سے سب کو تسکین ہوئی کہ پھر کاؤس نے عرض کی کہ باغ میں جلدی تشریف لے چلیے ملکہ کا پھر عجیب حال ہے شاہزادہ اسطرف چلا تھا نصف راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے لشکر کے رونیکی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گلزار و گلبن و برگ کو گرفتار کیے ہوے بلند ہوتا جاتا ہے شاہزادہ پلٹا وہ جادوگر تخت کو اڑا کر باغ میں بھی آیا ملکہ کو اٹھا لیا لیکر بلند ہوا شاہزادہ بیقرار و بیتاب آکر طرف بارگاہ کے آیا تو وہ ساحر باغ میں پہونچا اور ملکہ الماس کو گرفتار کیا اور اگر طرف باغ کے چلے تو اس ساحر نے بارگاہ میں آکر مصاحبین کو گرفتار کیا اب تخت اڑا کر روانہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہے حال گرفتاری ملکہ دیکھکر یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

غیرت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے — طوق نے کی بندگی چھوڑے قدم زنجیر نے
دونوں عاشق شمع کے اور دونوں قسمت میں جدا — جان پروانے نے دی بوسے لیے گلگیر نے
مدتیں گذریں کہ اطمینان اٹھا کر دیا — نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے
ہر زماں خاموش کر دیتا ہے راز دوستی — کچھ نہ حال دل کہا میرا لسان تیر نے
کھلسکیں کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیاں — کہہ دیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے — شیخ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

قضاے کار ایک ساحر لشکر کا براے رفع حاجت گیا تھا پلٹ کر جو آیا تو آگے دیکھا

کہ شاہزادہ بیقرار ہی دیکھکر عرض کی کہ حضور کیون بیقرار ہوتے ہین حصام جادو آیا شفا
سحر کرکے اُن لوگون کو لے گیا حضور لوح دیکھین لوح تدبیر بتائیگی یہ سنکر شاہزادے
نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیار این عجائبات اگر حصام
آکر ایسا سحر کرے کہ سردار آپ کے پکڑے جائین تو مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے
روانہ ہوجیے جو سانحہ معلوم ہو لوح کو دیکھکر کام کیجیے ضرور مظفر و منصور ہوجیےگا اور اگر
لوح کو نہ دیکھا تو بیشک باعث خرابی ہوگی شاہزادہ لوح دیکھکر ایک جانب روانہ ہوا
دن بھر رہروی کی شام کو ایک جنگل مین پہونچے دیکھا آسمان پر سات ستارے چمکتے
ہین شاہزادے نے جو ستارے دیکھے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین مضمون نکلا کہ جہان پہ
ستارے غروب ہون تو اپنے کو اُسی مقام پر پہونچایے شاہزادہ نشان پر ستارون کے
چلا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اُس مین ستارے اُترے شاہزادہ باغ مین آیا دیکھا باغ
بہشت آئین ایک حجرۂ کلان بنا ہی اُس حجرے کے آگے ایک قبر بنی ہی اور ایک پتھر لگا ہی
اُس پتھر پر لکھا ہی کہ این قبر کشتۂ حسرت و یاس کوچۂ عشق مین یکتا یعنی ملکہ گلشن آرا قبر
ملکہ گلشن آرا دیکھکر شاہزادے کی آنکھ سے آنسو جاری ہوے اور پکار کر آواز دی کہ
اے ملکۂ عالم یہ عاشق تمھارا حاضر ہی کچھ آواز تو دو کہ دل بہت بیقرار ہی آوانہ کا تمھاری مین
امیدوار ہون شاہزادے کی صدا جو بلند ہوئی دروازہ حجرے کا کھلا چند کنیزین ہمشاہ
بصورت کنیزان گلشن آرا دکھائی دین شاہزادہ سبکو پہچانتا ہی بیقرار ہوکر پوچھا کیون اے
نرگس تو یہان کہان کنیز نے عرض کی کہ مین اس قبر کی مجاور رہون ایسے چین ملکہ کے
ساتھ کیے کہ خیال مین آیا کہ انکی قبر پر بیٹھیے روشنی تو کر دیا کرینگے اگرچہ عدم مین کوئی کسی کا
خیر خواہ نہین ہوسکتا ہماری ذات سے یہی آرام ہی آپ تشریف رکھیے مین آپکے واسطے
پانی لاؤن ہاتھ منھ دھلواؤن ملکہ کو بڑا آپ کا مرتے دم تک انتظار تھا رانونکو خواب
مین آتی ہین یہی فرماتی ہین کہ اے نرگس ہمسے نگاہ نہ پھیر تا نرگس نے تو شاہزادے کو
باتون مین لگایا ایک کنیز اندر گئی ایک تشت خالی لیکر آئی لاکر سامنے شاہزادے کے
رکھا نرگس نے کہا ہاتھ منھ دھو ڈالیے شاہزادے نے پوچھا اے نرگس پانی کہان ہی

کہا سامنے جو حوض بھرا ہی اُسمین سے پانی لیجیے شاہزادہ جو طرف حوض کے چلا حوض کا پانی اِتقدر
اُبلا کہ تمام باغ ڈوب گیا شاہزادہ ہٹتے ہٹتے سر گنبد پر پہونچا کہ اُسی پانی مین ایک کشتی پیدا
ہوئی شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا کشتی ایک جانب چلی کہ سامنے دیکھا دریا کے بیچون بیچ ایک
قصر بنا ہی اور اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی اور وہی کنیزین لا لاکر اسباب سحر دیتی ہین اِبجو
شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو جادوگرنی قصر مین بیٹھی ہی اُسکا عجائب جادو
نام ہی اُسکو تیر سے مارو تب پانی سے ابر و بچیگی شاہزادے نے کمان کاندھے سے اُتاری
اور تیر پھر کمان مین پیوست کیا تاک کر ساحرہ کو مارا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار
گذرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن عجائب جادو بود اب شاہزادے نے
دیکھا کہ وہ دریا تو غائب ہوا اپنے کو دیکھا اُسی صحرا مین کھڑا ہون حیران ہو گئے جی مین
کہتے ہین کہ حقیقت مین طلسم ہی ساحر کیا کیا شعبدے دکھاتے ہین دریا مین کیسے پہونچا پایا
سب پانی کیا ہو گیا اب راستہ خشکی کا ملا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد قتل ہونے
عجائب جادو کے اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچاؤ شاہزادے نے دیکھا سامنے
ایک دروازہ باغ کا کھلا ہی شاہزادہ بسم اللہ کرکے باغ مین داخل ہوا دیکھا ایک
گنبد کلان بنا ہوا ہی اور صدہا تصویرین اُسمین بنی ہین ایک جانب خیال کرکے دیکھا کہ
تصویر گلزار و الماس و گلبن و برگ وغیرہ بنی ہی شاہزادے نے جو یہ تصویرین
دیکھین بیقرار ہو گیا کہ شاید میرے سر فدا اسی مقام پر قید ہین لوح کو ملاحظہ کیا ابھی
کچھ نوشتہ نہین دیکھنے پائے کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی اور ایک جوان
نے للکارا کہ او طلسم کشا کیا چھپ کر بیٹھا ہی میرے مقابلے مین تو آ شاہزادہ اُتر پڑا مقابلے
مین اُس جوان کے آیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادہ ہر مقام پر چاہتا ہی کہ
نیزہ مارو کے خاتمہ ہو جائے مگر خود ہی شاہزادہ بچاتا ہی وہ جوان جب نیزے سے
تنگ ہوا تو نیزہ پھینک کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے وار اُسکا روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مارا دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے اور
نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر کریہہ منظر تخت پر سوار تخت مین چلا آتا ہی

کئی ہزار ساحر اُسکی پشت پر ہین وہی گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین وہ ساحر قریب گنبد کے
آیا وہ تصویرین کہ کاغذ پر کھنچی ہوئی تھین اُن تصویرون کو جدا کیا اور ایک قفس آہنی
ساتھ تھا اُسمین اُن تصویرون کو بند کیا جیسے ہی وہ تصویرین قفس مین پہونچین تو
شاہزادے کو معلوم ہوا کہ سب سردار میرے اِسی قفس مین بند ہین شاہزادہ پکارتا
ہوا بڑھا کہ او مکار ٹھہر جا مین تیرا علاج کرتا ہون اُس ساحر نے وہ قفس تخت پر اپنے
رکھ لیا اُڑتا ہوا روانہ ہو گیا اور تمام باغ مین اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب
روشنی ہوئی تو شاہزادے نے دیکھا کہ وہ گنبد بھی غائب ہو گیا شاہزادہ تو اِس خرابے
مین ہی مگر وہ ساحر سب قیدیون کو لیے ہوے دربار مین انجام جادو کے آیا انجام
کے لشکر مین ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا ہمدان جادو ہی اُسنے آنکھین کھولکر اِشارہ کیا
کہ اِن قیدیون کو لیجاؤ وہ ساحر سب قیدیون کو ساتھ لیکر روانہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر
کے پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ مین اُنکو قید کر آیا انجام نے حکم دیا ارسطو جادو کو
بلاؤ ارسطو آیا سامنے آکر کہا اَی ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن انجام نے کہا ایک
صلاح بتاؤ کہ اب خداوند کس جگہ ہین ارسطو رونے لگا کہا اَی ملکۂ عالم آپ نے بڑا
غضب کیا کہ اِس بندریا کو سجدہ کیا آپ کے خداوند تو بالاے کوہ عقیلیہ ہین اُنھین
کو سجدہ کیجیے بلکہ میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ زمانہ جشن قریب ہی چلکر جشن مین شریک
ہوجیے اور قیدیون کو پیش کیجیے یقین ہی قدرت بہت خوش ہو جائین گے اور اگر
مہربان ہو جائین گے تو سب مشکلین آسان ہو جائینگی بیٹی تمھاری جو دیوانہ وار اور
جنّتی مثال یاد مین طلسم کشا کے بیقرار رہتی ہی شاہزادے کا نام بھی نہ لے اور اگر کوئی
ذکر کرے تو اُسکا جواب دے کہ کون شخص ہی مین اسکو نہین جانتی ساحری کے منتر
ہین وہ کرامتین ہین کہ جو ساحری مین تھین حقیقت مین اُن ایسا خداوند کوئی نہین ہی
انجام نے کہا اَی ارسطو اگر طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائے تو خوب بن پڑے مرحلے پر
نامہ لکھو مجنون جادو کو کہ اَی مجنون اب تمھارے مرحلے پر طلسم کشا آیا چاہتا ہی جسطرح
بنے گرفتار کرو اگر اسکو قید کرکے لائین تو وہ مرتبہ دونگی کہ سب اہل طلسم رشک کرینگے

اُسی وقت نامہ لکھا مجنون جادو نے جواب بھیجا کہ حضور رنج نہ کھینچئین بین قید طلسم کشتا لیکر آتی ہون آپ خوش ہو جائینگی لیکن شاہزادہ ماہ عالم افروز لوح کو دیکھکر ایک جانب چلا تھا کہ پہلو سے کسی نے آواز دی کہ ای شہریار ہمکو رہا کیجیے ہم آپ ہی کی وجہ سے گرفتار ہوے شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز درخت سے بندھی ہی جب قریب گئے تو پہچانا کہ گلچین نامے کنیز ملکہ الماس کی ہی پوچھا ای گلچین تجھے کسنے باندھا گلچین نے کہا مین نام تو نہین جانتی مگر ایک جادوگرنی کہ جسکا نام ساتھ والے مجنون لیتے ہین ملکہ الماس کو گرفتار کرکے لائی اور ہم لوگ ساتھ پکڑے گئے سامنے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ گلفروش کہتے ہین اُس مین کنیزون کو باندھگئی ہی اور یہ کہگئی ہی کہ آکر قتل کرونگی اور باغ مین ملکہ قید ہین شاہزادے نے یہ خوشی اُس کنیز کو کھولا اور اپنے ساتھ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ پھر آواز آئی کہ ای شہریار اِس کنیز کو بھی رہا کیجیے شاہزادے نے دیکھا کہ نسرین نامے کنیز بھی درخت سے بندھی ہی اُسنے بھی وہی جملہ بیان کیا کہ ملکہ باغ مین قید ہین شاہزادے نے تا جانے در باغ کے پانچ چھ کنیزونکو رہا کیا یہ سب شاہزادے کو ساتھ لیکر چلین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت ویران ہی درخت سوکھے ہوے روشین شکست آمد و خزان کا بندوبست طائر سر جھکاے بیٹھے ہین منقار نہین کھولتے چہکارے فراموش ہوے عندلیبان خوشنوا منقار کو بند کیے شاخہاے شکستہ پر بیٹھے ہین ایک طرف زاغ و زغن حیران و پریشان کا نون کا نون کر رہے ہین شاہزادہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے پہونچا دیکھا ایک کٹھرا ہی اُس مین ملکہ مسلسل بیٹھی ہین آنکھون سے آنسو جاری ہی یہ اشعار زبان پر ورد ہین نظم

نہین دیکھے یہ تصور مین بھی زنجیر کے پیچ ۔۔۔ کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکھ انسان ہو ہشیار مگر ای دل زار ۔۔۔ فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط مین اوصاف لکھے کا کل پرخم کے جو آج ۔۔۔ ہم سمجھتے ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلہ آئے زبان پر آئے ۔۔۔ روز ہوتے ہین نئے اُس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم ۔۔۔ ہمسے جاتے ہی نہین اِس فلک پیر کے پیچ

شاہزادے نے جو معشوقہ کو اِس حال پر ملال مین دیکھا دل بیقرار ہو گیا قلب تھرّایا جوش
غضب مین شاہزادہ بڑھا چاہا کہ کٹہرا توڑ ڈالون ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شہریار
آپ زور نہ کیجیے گا لوحین میرے پاس پھینک دیجیے مین جسم مین مس کرونگی سب قید دور
ہو جائیگی اور آپ ابھی میرے قریب نہ آئیے شاہزادے نے کچھ خیال نہ کیا لوحین اُتار کر
پھینکدین ملکہ نقلی نے وہ لوحین اُٹھا کر چھپا لین اور پکار کر کہا او مفتری منہم مجنون جادو
دیکھو یون لوح لے لیتے ہین تمھاری کیا حقیقت ہے کہ میرے دام مکر سے نکل سکو تم ایسے
ہزارون مار ڈالے میرے مرحلے پر آکر کوئی زندہ نہین بچا بڑی بات یہ ہے کہ مین نے ہمیشہ
بادشاہ کی خدمتگزاری کی یہ صورتین کتب مین نہین ہین اپنے اپنے طور پر سب سحر کرتے ہین
شاہزادے نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ذرا ہوش درست کرو مین نے تو اپنا دوست جانکر
لوح طلسمی دیدی تمکو کیا منظور ہے اُس ساحرہ نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ اے
برو بار جادو اِس جوان کو لینا پہلو سے ایک جادوگر باریش سفید آیا شاہزادے
نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ہاتھ مین قوت نہ پائی تلوار نہ کھینچ سکی برو بار جادو نے
سحر کر کے شاہزادے کو فوراً گرفتار کر لیا مجنون نے آواز دی کئی ہزار جادوگر اِس
باغ مین سے آکر موجود ہوے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر بٹھا کر لے چلے
یہان انجام جادو بالاے تخت بیٹھی ہے ارسطو سامان سفر کر رہا ہے کئی لاکھ کا لشکر تیار
ہے اِس امید پر سب کھڑے ہین کہ جب شاہ حکم دین تو چلین کہ ہرکارون نے آکے خبر دی
کہ اے شہنشاہ طلسم مبارک ہو ملکہ مجنون نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید لیکر آتی ہین یہ سنکر
ارسطو نے کہا اے ملکۂ عالم دیکھو یہ ظہور قدرت ہے تمنے صرف اعتقاد کیا طلسم کشا بھی
گرفتار ہو گیا اور ون کے مقدمے مین مسلمان سچ کہتے ہین لیکن اگر اِن خداوند کو
دیکھین تو اپنے قول کے مطابق پائین حیران ہو جائین انجام جادو بہت خوش ہوئی
خوشی خوشی باہر نکل آئی سامنے انجام کے پہونچی قید طلسم کشا پیش کی انجام نے کہا
او مفتنی بڑا ستم برپا کیا ایسا ستم مین بھی برپا کرون کہ جہان سے اپنی عاجز ہو کر مرے شاہزادے
نے فرمایا او لکا ناکیا بیہودہ بکتی ہے خبردار زبان نہ کھولنا انشاء اللہ خدا اپنا فضل کرے گا

صورت رہائی بھی ہوجائیگی بعد رہا ہونے کے تجھسے سمجھونگا انجام نے کہا اب رہائی تو
بہت دشوار ہی ہین خداوند سے باغی تھی اسی وجہ سے یہ مصیبتین آتی تھین اب مین راہ پر
آئی بہبودی ہونے لگی تو بھی گرفتار ہوا اور بی الماس بھی قید ہین مگر سب سے زیادہ
بی گلزار و گلبن و برگ انکو بہت تکلیف دونگی شاہزادے نے فرمایا جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر خداے ما بزرگ است وہ کریم و رحیم ہی کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ ہم پھر رہائی
پائین انجام نے کہا بس ہوچکا یہ کہکر خود تخت پر سوار ہوئی اور کوچ کیا ارسطو کا انتظام
ہی مگر فرزند شاپور مہتر کاؤس تیر رو ایک صحرا مین بیٹھا تھا حیران ہی کہ کیا کرون اور کیونکر
اپنے آقا تک پہونچون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا انجام تخت
پر سوار ہی دوسرے تخت پر قفس مین شاہزادہ تیسرے مین الماس چوتھے مین گلزار جادو
و گلبن و برگ ہین ہزارہا ساحر تخت کو گھیرے ہوے کاؤس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش
اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ اے کاؤس یہ کیا سحر کہوا معلوم ہوتا ہی کہ لوچین شاہزادے
سے لین کسی مرحلے پر گرفتار ہوے اب مین بھی انھین کے ساتھ چلون شاید شاہزادے کو
رہا کرسکون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر اُس مجمع مین
آیا ہر ایک سے تقریب کرتا ہی کہ مین نوکری چاہتا ہون ایک ساحر نے کہا ہمین ضرورت
ہی کاؤس نے اُسکی نوکری کی اب منزل بہ منزل چلے آتے ہین ساتوین دن لشکر آکر
سامنے ایک قلعے کے پہونچا کہ بڑے بڑے دروازے لگے ہوے تھے ہر دروازے کا
رنگ مختلف مگر دروازے بند ہین اُسی کے سامنے آکر لشکر اُترا کاؤس نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ رات بھر مین شوقین آئینگے صبح کو میلہ جمع ہوگا لایق دید ہوگا کاؤس
کو اشتیاق ہی ایک مقام پر آکر بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ تاجدار امرا و غربا چلے آتے ہین ایکطرف
سے دوکاندار اپنی اپنی دوکانین آراستہ کررہے ہین کاؤس رات بھر دیکھا کیا سواریان
چلی آتی ہین اہل میلہ کا ہنگامہ ہی رات بھر یہی تماشہ دیکھا کیا صبح کو اُٹھکر دیکھا کہ ہر دروازے
کے آگے ایک کوتوال بیٹھا ہوا انتظام کررہا ہی سامنے ایک نہر ہی جنگل سے آ ہو
آتے ہین اُس نہر سے پانی پی کر چلے جاتے ہین مگر دروازہ اول کہ سرخ رنگا ہوا ہی اُسکا

کوتوال بھی لباس گلنار پہنے کرسی پر بیٹھا ہی دوسرا دروازہ سبز ہی اُسکا کوتوال لباس سبز
پہنے ہوئے مصروف انتظام ہی سات دروازے سات رنگ کے بیچ کا دروازہ ہر رنگ
سفید نہایت بلند و مرتفع اُس دروازے کے آگے کوئی کوتوال نہین ہی مگر دروازہ بند
ہی جب سوا پہر دن چڑھا اور نیر اعظم بلند ہوا دروازہ کھلا انجام جادو اپنے مصاحبوں
کو ساتھ لیکر اندر چلی کاؤس بھی ساتھ ہی اندر آکر دیکھا ایک میدان وسیع اور سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی شاہزادے نے قفس سے دیکھا کر اب
رؤسا و امرا سب اندر جانے لگے مگر کاؤس ہمراہ انجام جادو کے اُس میدان کو
طے کرکے در باغ پر پہونچا اپسطلو انجام کو ساتھ لیے ہوئے اندر باغ کے آیا دیکھا
باغ نہایت تکلف سے آراستہ بنا ہی چمن آراستہ درخت پودے گل پھول موجود ہین
دل مین کہتا ہی اہو کاؤس کس تکلف سے یہ باغ بنا ہی اگر ہمارے قبضے مین آتا تو اسکو آباد
کرتے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین بیٹھی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کاؤس بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہی کہ ایک چبوترہ وسط باغ مین بنا ہی اُس چبوترے پر ایک ممبر رکھا ہی پہلوے
ممبر مین ایک کرسی جواہر نگار اُسکے آگے طشت رکھا ہی اُسمین کبوترا بھرا ہی کہ یکایک
ہلڑ ہوا وہ سب کہنے لگے کہ خداوند آتے ہین کاؤس نے پلٹ کر دیکھا جو اوپر ایک
پیر نورانی گبر سیاہ لباس پہنے ہوئے جو اتان سفید پوش ہوا اوسکو گھیرے ہوئے
اہتمام کرتے ہوئے آتے ہین سب نے اُٹھکر سجدہ کیا کاؤس بھی مصلحتاً جھک پڑا
اور جی مین کہتا ہی بڑا اسکا روغدار ہی خوب رنگ رکھا ہی اے کاؤس اگر ہین پڑے
تو انکی گردن لون کہ ایک طرف سے گھڑ اُسکے کی قسم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک
نقابدار بادلہ پوش بادبان عربی پر سوار گھوڑے کو اڑاتا ہوا آتا ہی قبل پہونچنے اُس
مرد ضعیف کے یہ نقابدار آکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھا پانون اپنے اُسی طشت مین ڈالکے
مگر سب لوگون نے نقابدار کو سلام کیا او مرد سرپیر آکر ممبر پر بیٹھا کتاب اپنی بغل سے
نکالی کچھ فقرے پڑھے کاؤس نے خیال کیا کہ یہ زبان سنسکرت کی ہی ترجمہ کرنے لگا
پکار کر کہا یہا الحاضرین تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ قدرت کبھی خلاف نہین کیتے نقابدار

کے طالع مین وہ ستارہ آیا ہی کہ طلسم آبگینہ کی مالک ہوگی اور جو جو نفعے اُسکو پہونچین گے
اُسکو بیان نہین کرسکتا یہ کہکر مجرے آخر اُکری پہ بیٹھا تب ارسطو سامنے گیا انجام کو
پیش کیا کہا یا خداوند آپکی بندی بڑی مصیبت مین ہی امیدوار ہون کہ مشکل کو اِسکی
آسان کیجیے سب حال ابتدا سے بیان کیا بڈھے نے جواب دیا کہ مین خاموش ہو
قدرت سمجھ گئے لاؤ الماس کو لاؤ الماس جو سامنے آئی اُس بڈھے پر لعنت کرنے
لگی طشت مین جو کیچڑ ابھرا تھا نقابدار نے اُس مین پانون دھوئے تھے اُسمین سے
ایک جام لیکر الماس کو پلایا پیتے ہی الماس کا عجیب حال ہوا کہ اول بیہوش ہو گئی
جب ہوشیار ہوئی تو مان کے قدمون پر گری اور کہا مجھے کیون قید کیا ہی انجام نے
پوچھین ایک اور نقابدار سبز پوش جو کہ اسوقت پر وہان بیٹھا تھا اُسکو دیدین وہ
اُٹھکر چلا گیا الماس کو ہٹا دیا تب انجام سے کہا طلسم کشا کو لاؤ کاؤس نے دیکھا کہ
شاہزادہ مسلسل و مطوق اِس محفل مین آیا کچھ خوف نہ کیا پکار کر آواز دی کہ سلام
میرا اِس مرشد پر جو حبیب پروردگار کو وحدہ ولاشریک جانتا ہو اُسکو سلام میرا
پہونچے بڈھا بہت بگڑا ایک جوان سیاہ پوش سے کہا اِسکو زندان طلسم مین لیجاؤ
اُسنے شاہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑ گیا انجام جادو و بیٹی گلزار وغیرہ کو حکم دیا
کہ تم لیجا کر اپنے یہان قید کرو جشن آیندہ مین حکم دیا جائیگا یہ لوگ بڑے گنہگار ہین
انکے لیے سزا تجویز ہوگی انجام جادو باہر آئی کاؤس نے دیکھا سب میلے والے
دوکانین اُٹھا رہے ہین دروازے بند ہونے لگے انجام نے اُسی وقت سامان
کوچ کیا بیٹی کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی مگر کاؤس سوچنے لگا کہ اب مین انجام
کے ساتھ جا کر کیا کرون میرا آقا تو اِسی حوالی مین ہی تلاش کرونگا یہ سوچکر اِس مقام پر
رہگیا انجام جادو تو روانہ ہوگئی مگر منتر کاؤس سب طرف دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
کہین انسان کا نام نہین جدھر جاتا ہی سناٹا پاتا ہی مگر ڈھونڈھتا پھرتا ہی دل سے باتین
کر رہا ہی کہ یہ بڈھا جو خداوند بنکر آیا تھا نہین معلوم کہان رہتا ہی دیکھیے کیونکر پتہ ملے
کہ اِس بڈھے پر ہاتھ ڈالون کبھی بیٹھکر روتا ہی کبھی گویا بنکر اشعار عاشقانہ گاتا ہی عجب

سوز و گداز سے اشعار شروع کیے رو تا بھی جاتا ہی اشعار عبرت آثار سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی درد رسیدہ گار رہا ہی

نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین ۔ ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید ۔ اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر ۔ سور دسیدہ ہین جو صاحب بیداد ہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا ۔ اس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان ۔ مدتون سے مبتلائے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار ۔ ساتھ ویرانی ہی اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین ۔ ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار ۔ صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کس تمنا پر کسی پہ بار خاطر ہوجیے ۔ چند دن کو وارد دنیائے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی ۔ کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکساری کو غرور طبع بیجا ہی نسیم ۔ اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم استاد ہین

چوتھے دن کاؤس بیٹھا گا رہا تھا کہ ایک جادوگر آکر ٹھہرا کاؤس نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ قدرت کہان رہتے ہین ساحر نے کہا کہ قدرت عرش اعلی پر رہتے ہین بعد مہینہ بھر کے اترتے ہین مگر یہان سے تین کوس پر ایک باغ ہی کہ اُس باغ مین اکثر تشریف لاتے ہین اُس باغ کا گلزار قدرت لقب ہی کاؤس یہ دریافت کرکے خاموش ہو رہا جب وہ ساحر چلا گیا تو منتظر کاؤس اُٹھا اور تلاش مین اُس باغ کی چلا ایک مقام پر آکر دیکھا ایک باغ بہت عمدہ دروازہ کھلا ہوا دیوارون پر نسبت کاری جا بجا نگینے آراستہ کاؤس پشت باغ پر آیا ایک نخل تھا اُسپر چڑھکر دیکھا کہ وہی بڈھا مسند پر بیٹھا ہی چند غلام چند کنیزین برائے خدمت حاضر ہین بیٹھا شراب پی رہا ہی یہ دیکھکر کاؤس کا حوصلہ نہ پڑا کہ باغ مین اُترے آخر درخت سے اُتر آیا اب اِس فکر مین ہوا کہ اِس بڈھے کو کیونکر گرفتار کرون کاؤس کو تو اِس فکر مین چھوڑیے مگر شاہزادے کی

آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا کہ ایک بارہ دری بہت عمدہ بنی ہوئی ہی مگر صحنچیان اُسمین بہت ہین ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہی کھانا پانی شراب و کباب سب سامان موجود ہی اسباب ورزش بھی رکھا ہی ڈنڈ کرنے کی نالیان بھی موجود ہین شاہزادے نے جوان سب کو دیکھا اور اُن لوگون کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خوبصورت صحنچی کے سامنے بیٹھا ہی سب اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کیونکر قید ہوئے شاہزادے نے جواب دیا یہ قید خانہ ہی کہ عیش خانہ اُن سب نے کہا اے شہریار وہ سامنے صحن مین دیکھیے درخت مولسری ہی اُس کے نیچے ایک اکھاڑہ بنا ہی صبح کو ایک معشوقہ آتی ہی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے تخت پر آکر بیٹھتی ہی پھر ایک زنگی آتا ہی وہ اکھاڑے مین آکر خم مارتا ہی اور کہتا ہی جسکی باری ہو وہ آئے وہ دیکھیے شاہزادہ جو سامنے بیٹھا رو رہا ہی صبح کو اُسکی باری ہی سب آئے مگر وہ آپ کے پاس نہین آیا ہی شاہزادے نے کہا اُنکو بھی بلاؤ سب نے ملکر اُسکو بھی بلایا وہ جوان جو آیا سامنے شاہزادے کے رونے لگا اور کہا مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون کہ جسنے اُس زنگی سے مقابلہ کیا فوراً زیر ہوا اور وہ زنگی اُسی وقت قتل کرڈالتا ہی اور خون اُس جوان کا لیکر سامنے اُس نقابدار کے پیش کرتا ہی وہ خون کی چھینٹین چہرے پر اپنے لگا لیتی ہی تب یہان سے جاکر منھ اپنا دھوتی ہی ایک شخص روز مارا جاتا ہی کل آپ کے اس غلام کی باری ہی اسی حسرت مین رو رہا ہون کہ کل آپ سب صاحبون سے قطع تعلق ہوگا شاہزادے نے کہا آپ سب صاحب پروردگار کو سجدہ کرین ہم کسی کا غم نہ اُٹھائین گے خود مقابلے مین اُسکے جائینگے اگر خدا نے چاہا تو زیر کرینگے یا جان دینگے وہ شاہزادہ ہنس پڑا کہا اے شہریار آپ کا تقاضا جراُت ہی کہ آپ ایسا فرماتے ہین اُسپر کوئی غالب نہین آتا کون کسی کے واسطے اپنی جان دیتا ہی شاہزادے نے فرمایا بخدا ہم ایسا ہی کرینگے مگر بھائی رو ؤ نہین اُس شاہزادے نے کہا کہ آپ کے بعد دوسرے دن کیا ہوگا شاہزادے نے جواب دیا کہ بعد ہمارے جو کچھ ہو ہم کسی کا غم نہ دیکھینگے سمجھا کر شاہزادے نے سب کو مسلمان کیا پچاس ساٹھ جوان جراُت پر شاہزادے نامدار کی عش عش کرنے لگے کہ جیسا کہا ہی وہی کیے جاتا ہی کہ ہم

صبح کو مقابلہ کرینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہ جوان سرنگون بیٹھا اور سب ڈھونڈھ کرنے لگے شاہزادے نے پکار کر کہا کہ بھائی یہان آؤ ہمارے پاس آکر بیٹھو اُس جوان نے کہا اب اُس جلاد کے آنیکا وقت ہے وہ سب جوان ایک مقام پر آکر بیٹھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا تخت پر ایک نقابدار بادلپوش سوار چلا آتا ہے کنارے پر اکھاڑے کے تخت رکھا گیا سب دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑی دیر کے وہ زنگی بھی آکر پہونچا اکھاڑے مین آکر ڈنڈ پیلے مٹی بازوون پر چڑھائی اور آواز دی کہ کس اجل گرفتہ کی باری ہے شاہزادہ اُٹھکر سامنے اُس زنگی کے آیا وہ سب جوان دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے کہا او ظالم میری باری ہے اُس زنگی نے نقابدار سے کہا کہ حضور دیکھیے یہ جوان کل آیا ہے اور آج مقابلہ کرتا ہے نقابدار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد پیشانی لوح سیمین آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو دونون رشک ہلال تیر مژگان جو دونون کمان خانۂ ابرو مین چڑھے ہوئے تھے تو وہ دلبر لب معشوق ہوکے پسینہ آگیا قلب تھرّا گیا مگر مسکرا کر کہا ای جوان چند دن کی زندگی کو غنیمت نہین جانتا آج تیری باری نہین ہے جب یہان کھانا پانی کھانا اور عیش کرلینا تب مقابلہ کرنا شاہزادے نے کہا تمھین اِس سے کیا کام ہے ہم آج اِس زنگی کو پست کرینگے اُس نقابدار نے ہنسکر کہا تم تو بیچارے کیا ہو اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی غالب نہ آتے شاہزادے نے کہا تمکو اِس سے کیا کام جب یہ ہمکو زیر کرے تو قتل کرے کون روکنے والا ہے اُس نازنین نے ہنسکر کہا کہ بے غرقی کرتے ہو ایسا نہو کہ شرمندہ ہو ابھی جاکر عیش کرو تمھارے باری اِن سب کے بعد آئیگی شاہزادے نے کہا ہمسے یہ نہو سکیگا کہ سب کے داغ اُٹھائین لہذا پہلے ہی جان دیتے ہین کہ ہم کسی کا غم نہ دیکھین جب تو اُس معشوق نے اشارہ کیا کہ او جوان زنگی اِنکو سمجھا دے سپاہ گری کا حوصلہ ہے وہ زنگی متوجہ ہوا شاہزادے کے گلے مین ہاتھ ڈالا شاہزادہ جو اُس سے لپٹا تمام جسم سے آگ لگنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ شعلۂ آتش سے لپٹا ہوں مگر شاہزادہ ضبط کرکے لڑنے لگا آخر اُس زنگی نے تیسرے پیچ پر شاہزادے کو زیر کیا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا وہ نقابدار تخت سے کود پڑا اور

ہاتھ اپنا گلے پر شاہزادے کے رکھدیا زنگی قتل سے رکا نقابدار نے اشارہ کیا کہ آج یہ بنا مر کر گذرا ہی اسکو قتل نہ کریں والد سے پوچھونگی اگر وہ حکم دینگے تو کل قتل ہو جائیگا زنگی نے ہاتھ روک لیا شاہزادے کو چھوڑ دیا اُس معشوقہ نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اب تو امتحان ہو گیا اب ایسی حرکت نہ کرنا جب تمھاری بیجا دلیری ہوگی اسوقت میں دیکھا جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تو کسی کا قتل نہ دیکھینگے نقابدار خاموش ہو رہا کنیزو ں سے کہنے لگا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہو مگر آج امتحان میں مغلوب ہوا اب ایسی حرکت نہ کریگا تخت پر سوار ہو کے روانہ ہو گئی یہ سب جوان پلٹ کر بارہ دری میں آئے وہ جوان آکر قدموں پر شاہزادے کے گر پڑا کہا آپ نے میرے بچانیکی تدبیر کی مگر آپ نے دیکھا کس طرح وہ غالب ہوا کچھ آپ کا زور چلا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم کل پھر بھی ایسا ہی کرینگے تمھیں نہ قتل ہونے دینگے سب شاہزادے جرأت پر شاہزادے کی تعریفیں کرتے ہیں سب نے ایک ہی مقام پر کھانا کھایا ہنسی دل لگی رہی اب وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی وہ جوان پھر بیٹھکر رونے لگا شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے صحبت میں لایا کہا بھائی کیوں گھبراتے ہو ہم کل بھی یہی کرینگے یا جان دینگے یا اُس زنگی کو مارینگے وہ شاہزادہ تحسین کرتا ہو کہ اب کل وقت نہ دیجیے امتحان تو آپ کر چکے اب تامل فرمائیے شاہزادہ کہتا ہی ہم کبھی نہ مانینگے ہم سے نہ ہو سکیگا کہ تم سب کا قتل دیکھیں پہلے ہمیں جان دینگے سب شاہزادے تعریفیں کر رہے ہیں وہ رات اسی چہل پہل میں بسر ہوئی گریبان سحر چاک ہوا پھر وہی نقابدار آیا اور اُس زنگی نے آکر نعرہ کیا شاہزادہ اُٹھا سب جوان پشت پر پیرون بارہ دری آئے ملکہ نے کنیزوں سے کہا دیکھو یہ جوان سب کا افسر ہی سب کے آگے کھڑا ہوا ہی زنگی نے جو آواز دی شاہزادہ کھڑے ہیں کود پڑا زنگی نے پکار کر کہا اے ملکہ عالم یہ تو وہی کل والا جوان ہی کیوں اے جوان تو جان کا خوف نہیں کرتا ملکہ نے پکار کر کہا اے جوان یہ کیا بے غیرتی ہی کہ پھر تو آج آیا اب مقابلہ نہ کرنا شاہزادے نے کہا ہم ضرور مقابلہ کرینگے جب تو زنگی نے کہا کہ میں بھی مقابلہ کرونگا یہ کہکر اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا شاہزادہ لپٹ پڑا تو یہ معلوم ہوا تھا کہ بیلن میں

آگ لگ گئی ناچار لڑنے لگا ضبط کرکے دو چار پیچ باندھے مگر بن پھنک رہا ہی لیکن لڑتا جاتا ہی جو تھکنے پیچ پر زنگی نے شاہزادیکو دے مارا اور خنجر کھینچکر چھاتی پہ چڑھا ملکہ کو تاب نہ باقی رہی تخت سے کو دپڑی ایسی بیقرار ہوکر کودی کہ نقاب چہرے پر سے ہٹ گئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ ٹکڑا ابر ہٹ گیا ماہتاب نکل آیا شاہزادے کی بھی نگاہ پڑی دل کو تھام لیا ملکہ نے قریب آکر کہا او زنگی آج پھر موقوف رکھ میں نے کل والد سے نہین پوچھا آج پوچھونگی کہ یہ نیا معرکہ ہی زنگی نے ہاتھ روک لیا نقابدار تخت پر سوار ہوکر مع زنگی روانہ ہوگیا لیکن راہ مین کنیزون سے کہتا تھا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی دو دن مین نے اپنے اوپر جبر کیا کہ منھ نہین دھویا آج ضرور والد سے پوچھونگی دیکھون کیا حکم دیتے ہین کیونکہ نیا معرکہ گذرا آجتک کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہی کہتا ہی پھر لڑونگا کنیزین عرض کرتی ہین دو دن سے آپ نے منھ نہین دھویا قاعدے مین فرق پڑا اب کل خلل نہ دیجیےگا ملکہ نے کہا کیونکر ہوسکتا ہی کہ قاعدے کے خلاف کوئی قتل ہو وہان تو میعاد مقرر ہی ایک کے بعد ایک لڑتا ہی وہ جوان بڑا جری و بہادر ہی کہ اپنی ہی کہے جاتا ہی مگر آج پوچھنا ضرور ہی ہرچند ضبط کرتی ہی مگر آنکھون مین آنسو بھرے آتے ہین چہرہ اداس ملاقات سے عالم یاس مکان پر آئی شام کو پاس اُس بڈھے کے پہونچی کہ جسکا نام سہیل بن ساحری ہی ملکہ نے جاکر پوچھا ای والد نامدار دو دن سے یہ معرکہ گذرا ہی کہ مین نے منھ نہین دھویا یہ سنکر سہیل نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر وہ طلسم کشا ہی کتابون مین لکھا ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی تو نے کیون نہ قتل کرڈالا اگر وہ قتل ہوجاتے تو میرے دل کو تسکین ہوا اُسنے جاکر قیدخانے مین بھی فساد برپا کیا ملکہ یہ مضمون بات سنکر اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہا لو صاحبو باپ نے حکم دیدیا کہ قتل کرڈالو ابخیال نہ کرو اگر وہ زندہ رہیگا تو سب کی جان کا خوف ہی اُس شخص کے ہاتھ سے بڑی بڑی بربادیان ہوئی ہین جب تو انجام میرے پاس لائی دیکھیے کیا ہو لو صاحبو قدرت کو بھی خوف ہوا اب کیا کہکر اُسے بچاؤنگی ملکہ تو اس خیال مین یہان شاہزادے نے سب سے کہا یارو کیسی نامردی کرتے ہو یہ تو مجھکو ظاہر ہوگیا کہ یہ زنگی جادوگر ہی مین جب لپٹون تو تم سب کو دپڑو

دس جوان ایک ہاتھ مین لپٹو دس آدمی دونون پیرون مین دس آدمی منھ اُسکا بند کرین کہ وہ سحر نہ کرنے پائے مین گھونسہ ماردونگا سر پھٹ جائیگا جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ہم تمھارا غم دیکھین کل سب ملکر اس زنگی کو مار لو سب کی جان بچے ورنہ روز حرامزادہ آتا ہی ایک نہ ایک دوست کا غم ہوتا ہو اس تو فراغت پائین سب نے قبول کیا شاہزادے نے مقرر کیے کہ منھ دبانے والے اور پانون تھامنے والے ہاتھ پکڑنے والے یہ سب مقرر کرکے شاہزادہ بیٹھا سب نے ساتھ کھانا کھایا اب وہ سب شاہزادے کو اپنا افسر جانتے ہین چار پہر رات اسی صلاح مین گذری گر بیان سحر چاک ہوا اول نقابدار آیا پھر زنگی نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکار کر آواز دی آج کسکی باری ہی شاہزادہ کود پڑا ملکہ نے پکار کر کہا او جوان ضد ہی آج مقابلہ نہ کرنا تدبیر ہو گئی ہی شاہزادے نے کہا آج زنگی کو مار لینگے یہان بھی تدبیر ہو چکی ہی ملکہ ہنس پڑی کہا لو صاحبو انھون نے کیا تدبیر کی ہی اے جوان آج روز قتل ضرور ہو جائیگا شاہزادے نے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ ہمارا خاتمہ ہو آج اس زنگی کا خاتمہ ہی ہم تدبیر کر چکے ملکہ نے ہنسکر کہا انھون نے کیا تدبیر کی ہی جہالت کی سب باتین ہین اپنی جان کا خوف نہین کرتے ہان او زنگی اس جوان کو لیتا وہ زنگی جھپٹا قریب شاہزادے کے آیا شاہزادے نے کلائی پکڑکر آواز دی ہان یارو یہی وقت ہی جو وعدہ کیا اُسے پورا کرو سب جوان اکھاڑے مین کود پڑے دس جوانون نے زنگی کے دہن پر ہاتھ رکھا کچھ ہاتھون مین لپٹے کچھ پانون مین لپٹے چونٹیان گویا مردے کو لپٹ گئین اب زنگی کو سانس لینا دشوار ہوا زبان نہین ہلا سکتا شاہزادے نے اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا اُٹھکر ایک لات ماری کہ پسلیان چور چور ہوئین اور اُن جوانون نے بھی ہاتھ پانون توڑ ڈالے زنگی کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا ملکہ تخت پر سوار ہو کر گھبرائی ہوئی بلند ہوئی ہوا سے دیکھ رہی ہی کہ لاشہ زنگی تڑپ رہا ہی وہ سب جوان خوشیان کر رہے ہین اور شاہزادے کے گرد پھرتے ہین کہ آواز آئی کشتی مرا نام حسن سیہ تاب جادو بود شاہزادے نے کہا بہت بہتر ہوا کہ یہ ملعون مرا ملکہ آسمان سے حیران حیران دیکھ رہی ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو اب مین کیا کرون زنگی کو سب نے مار ڈالا وہ جو شاہزادہ کہتا تھا کہ تدبیر ہو گئی وہ یہی تدبیر

تھی والد فرماتے تھے کہ وہ جوان طلسم کشا ہی قیدخانے مین فساد برپا کریگا اُسکو بہت جلد قتل کرو آج یہ نیا ہنگامہ ہوا اب کیا تدبیر کرون دروازہ کھلا ہی قیدی نکلے جاتے ہین قضاے کار صندل جادوگر بازار صندلی پوشان کی افسر ہی اُڑتی ہوئی جاتی تھی اسنے دیکھا کہ تخت ملکہ کا ہوا پر تھرا رہا ہی اور سر پیٹ رہی ہی صندل نے آکر پوچھا ملکہ عالم کیا ہوا ملکہ نے کہا تنگی پہرا والا قتل ہوگیا دروازہ قیدخانے کا کھل گیا قیدی نکلے جاتے ہین ارے صندل یہ دروازہ بند کر اتنا تو روک کہ یہ لوگ باہر نہ نکل سکین صندل جادو نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر پھینک مارے دروازہ قیدخانے کا بند ہوگیا اسباب عیش جسقدر رکھا تھا سب جلگیا چہار طرف آگ پھیل گئی سب نخل مثل شعلۂ آتش ہوگئے یہ سب قیدی صحن مین قیدخانے کے کھڑے ہین آگ بڑھتی آتی ہی شاہزادے نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور دعائین کرنے لگا کہ ای سمیع و علیم و ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر تیرے سوا کون معین و مددگار ہی

نظم

تو کردی ای خداوند جہان مالک جہان پیدا　　مکین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا
توئی کز لامکانی کردۂ کون و مکان پیدا　　توئی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
بہ فرمانت شود از ذرہ روشن تیر تابان　　ز جسم خاک میگردد بہ حکمت نور جان پیدا
خبر از رنگ و بوییت میدہد در گلشن دولت　　ہر آن غنچہ کہ شد در سر بہار از بوستان پیدا
بہ قدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را　　بہ حکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

سب جوان آمین کہ رہے ہین مگر جب صندل نے یہ سحر کیا کہ دروازہ بند ہوگیا اور سارا مکان آتش ہوگیا تو صندل تو سحر کرکے چلی گئی ملکہ بھی ناچار پلٹین اپنے باغ مین آئین ایک گوشے مین بیٹھکر رونے لگین وزیرزادی گلرخسار جو سامنے آئی آتے ہی ملکہ کی بلائین لین کہا کیون واری مین آج کئی دن سے آپ کو اداس پاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا اے گلرخسار میرے منھ سے وہ کلمے نہین نکلتے اُس شہریار پر کیا گذر رہی ہوگی گرد آگ بیچ مین وہ شاہزادہ کیون گلرخسار کیا دل کا حال ہوگا گلرخسار نے عرض کی دن تو گذرنے دیجیے شام کو چلکر سحر کرونگی آگ کو بجھادونگی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہورہی

لیکن دل دھڑک رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو بیتابی ہین یہ اشعار منھہ سے نکل گئے ضبط و قرار و شکیبائی نے ساتھہ چھوڑا

نظم

ہے دل بے سبب کب ہو اختیار تنگ رو میرا　　کسی کی جستجو مین ہو دل پُر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین　　خبر کچھہ اور دیتا ہو یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہو مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا　　جو آنسو ہو تو ساغر چشم ہو دل ہو سبو میرا
نہین ممکن جو کچھہ ممکن نہ ہو مر جانے والون کو　　لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہو لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین　　رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے　　یقین ہو دوست ہو جائیگا شمر تا کر عدو میرا
انھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن　　غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقو نسے چھٹ نہین جاتا　　جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
اجازت تجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن　　مناسب ہو رہے قاتل خیال آبرو میرا
نہ چھوڑیگا چھڑائے سے ہزارون صورتین ہونگی　　بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہو　　بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین اور روتی ہیں تا دمی گلرخسار کہتی ہو کہ واری نہ گھبرا ایسے دن گذر نے دیجیے مین آپ کو لے چلونگی دکھلاؤنگی گلرخسار نے جو تسکین دی ملکہ خاموش ہو ہین شام کا انتظار کر رہی ہین ناگاہ مجنون روز بصد سوز دشت نجد مین پہونچا لیلائے شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے کہا اے گلرخسار تو نے کیا وعدہ کیا تھا اُس وعدے کو پورا کر گلرخسار نے دیکھا کہ ملکہ کو بڑا جوش و خروش ہو یہ زندہ نہ رہیگی جو ہو سکے وہ اسکے ساتھہ خیر خواہی کرو یہ کہکر تخت تیار کیا ملکہ اُسپر سوار ہوئی طرف قید خانے کے روانہ ہوئی آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ بارہ دری مین حیران و پریشان کھڑا رو رہا ہی چہار جانب سے شعلہ ہائے آتش سوج زن ہین اور ساتھہ والے بلک رہے ہین ملکہ کا کلیجہ منھہ کو آگیا گلرخسار سے کہا اے گلرخسار حال شاہزادے کا دیکھتی ہو پھر بتا کہ مجھکو کیونکر چین پڑتا اگر شب گذر جاتی تو یہ پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم کیونکر زندہ رہتا خدا نے

انکی جان بچائی گلرخسار نے روئی کا گالا نکالا اسپر چند قطرے پانی کے ڈالکر اڑایا لکہ ابر
بنکر تیار ہوا پانی برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ سب آگ بجھ گئی شاہزادے نے کہا دیکھو یہ
رحمت نے کیا رحم کیا سب ساتھ والے خوشیان کرنے لگے کہ تخت آسمان سے اترا ملکہ نے
حکم دیا گلرخسار نے فرش بچھایا شاہزادے کو کھانا کھلایا شاہزادے نے ساتھ والونکو
بھی شریک کر لیا بعد کھانے کے ملکہ نے گلرخسار سے کہا اب انکو ہمارے باغ مین لیچلو
گلرخسار نے بہت سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم نہین معلوم کیا حال ہوگا آپ کے والد آگاہ ہونگے
ملکہ نے کہا اے گلرخسار مجھکو تو اب انکی جدائی گوارہ نہین گلرخسار نے کہا کہ اگر آپکے باپ کو خبر ہوگی
کہ سینہ تاب نار آگیا اور قید خانہ ویران ہوا تو قیامت برپا کرینگے ملکہ نے بصد حسرت جواب دیا
کہ اے گلرخسار جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر انکا یہان چھوڑنا بہتر نہین
گلرخسار مجبور ہوئی شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملکہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ کیون اے شہریار
اب کیا ہوگا شاہزادہ کہتا ہے اے ملکۂ عالم نگھبراؤ جو حیوان باقی ماندہ ہین انکو جاکر نکالدو
گلرخسار نے سحر کیا کہ دروازہ کھل گیا سب حیوان نکلکر بھاگے مگر ملکہ شاہزادے کو ساتھ
لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا اسباب
عیش ونشاط لاؤ جب ملکہ نے جام پیش کیا تو شاہزادے نے عذر مذہب کیا ملکہ مع اپنی
کنیزون کے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین صحبت مین شریک ہین مگر مہتر کاؤس کئی
دن فکر مین رہا ایک روز شام کو سر جھکا کر بیٹھا اور خواجہ عمرو کو پکارنا شروع کیا بیقرار
ہوکر کہنے لگا کہ دادا جان آپ نظر کردۂ ہشت پیغمبران ہین میری مدد کیجیے کوئی عیاری تعلیم
فرمایئے کہ سہیل بن ساحری کو پکڑ لون روتے روتے سو گیا خواب مین خواجہ عمرو کو
دیکھا خواجہ نے ایک عیاری تعلیم فرمائی کاؤس کی جو آنکھ کھلی وہ عیاری یاد تھی فوراً
رنگ وروغن عیاری کا نکالا اپنے یاقوت احمر کے بازوون پر لگانے لگا کمسن تو تھا ہی ایک
پریزاد کی شکل بنا ایک تھال شہر انکالا اسمین چند سیب رکھے اور اسی درخت پر چڑھا
دیکھا سہیل بیٹھا ہے مہتر کاؤس درخت سے پھاندا نعرہ کرتا ہوا کہ منم پریزاد قدرت
سہیل کی نگاہ پڑی کہ ایک پریزاد نہایت حسین شکیل لباس بھاری پہنے ہوے پیڑ

باقوت کے بازوون پر دریاے جواہر بین غوطہ زن حسن بین رشک چمن غنچہ دہن سرو قد خورشید
خد سامنے کھڑی ہو اور عرض کر رہی ہو کہ یا خداوند میرا ایک باغ سیب ہو پردہ قاف بین
کہ اُسمین اسقدر سیب پیدا ہوتے ہین کہ وہی ہماری وجہ معاش ہو مگر سارا باغ خشک ہو گیا
تھا سب خداوندون کا واسطہ دیا جسرو زآپ جشن کرتے تھے بین تخت پر جاتی تھی مین نے
آپ سے مراد مانگی اسکے سال اسقدر سیب پیدا ہوے کہ سارے قاف بین تقسیم کیے
یہ چند سیب لیکر آئی ہون کہ قدرت کو کھلاؤن یقین ہو ایسے سیب قدرت نے نکھائے
ہونگے اب سب دیوزاد و پریزاد بھی آپ کو آکر سجدہ کرینگے سہیل یہ مژدہ سنکر نہال ہو گیا
جی بین کہتا ہو کہ اب ذکر خدائی میرا تا بہ پردۂ قاف پہونچا اب جشن بین سب آیا کرینگے اُن پر
تقدیرین بگھارونگا وہ سب قبول کیا کرینگے تب خدائی کو رونق ہوگی پریزاد سے کہا نذر تیری
قبول ہو پریزاد نے سیب تراشا اول منھ بین سہیل کے دیا بعد کو ایک ایک ٹکڑا کنیزون کو
کھلا یا کل اہل جلسہ کو سیب کھلائے سیب کھاتے ہی سب تہ آسیب آئے وست دراز یان
ہونے لگین سہیل گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ یارو سامنے قدرت کے بے ادبی
کر رہے ہو جیسے ہی اُٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا الڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا کاؤس نے نئی نئی تو
عیاری کی ہو اور تو کچھ نہ بن پڑا سہیل کو ایک صندوق بین بند کیا آپ اُسکی شکل بنکر سو رہا
صبح کو بلا زسون کی آنکھ کھلی سب نے جگایا منتر کاؤس اُٹھا مگر حیران ہو کہ اب کیا کرون اگر
ساحر آگاہ ہو جائین تو جلا کر خاک کر دین اپنے کو کیونکر بچاؤن منھ لپیٹے پڑا رہا شام کو خبر ہوئی
کہ نور چکیدۂ خالص قدرت آتی ہین کاؤس اُٹھکر بیٹھا ملکہ جو آئین جھک کر سلام کیا کہ ایک
ہرکارے نے خبر دی کہ یا خداوند قید خانہ ٹوٹ گیا سب قیدی نکل گئے یہ سنکر سہیل نے کہا
اے ملکۂ عالم بین کیا خدائی کسی کے بھروسے پر کرتا ہون مجھکو معلوم ہو کہ جہان شاہزادہ ہو اب
جسوقت چاہون بتادون اور پکڑ لاؤن مجھکو کون روک سکتا ہو ملکہ کا چہرہ اُداس ہو گیا
منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کاؤس نے آنکھین ملا ملا کر کہنا شروع کیا جیوجیو کاؤس باتین
کرتا ہو ملکہ اُداس ہوتی جاتی ہین کاؤس نے آنکھین چار کرکے عقل سے سمجھا کہ کوئی تو بات
ایسا ہو کہ اس ذکر سے اسکو پریشانی ہوتی ہو اور شاہزادہ میرا صاحب اقبال ہو شاید عاشق

ہوئی ہو چند باتیں کرکے ملکہ کو رخصت کیا آپ شام کو حکم دیا کہ ہوادار لاؤ ہم بیٹی کی ملاقات کو
جائینگے یہاں ملکہ جو پلٹ کر آئیں شاہزادے نے پوچھا کیوں ملکہ کیا گذری ملکہ نے کہا آج تو
باپ نے ایسی باتیں کہیں کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھپر طعن کرتے ہیں میں نے کچھ جواب
نہیں دیا کہ کیا باعث ہو جو ایسی باتیں کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی
آپ کے والد تشریف لاتے ہیں مگر اکیلے ہیں ملکہ نے شاہزادے سے کہا آپ تو کمرے
میں ہو جائیے میں باتیں کرکے ٹالدونگی شاہزادہ کمرے میں گیا سہیل باغ میں آیا رنگ
باغ دیکھتا ہوا عقل سے کہتا ہوا کیا عجب ہو کہ شاہزادہ یہیں ہو بارہ دری میں جو آیا تو
دیکھا اسباب عیش و نشاط مہیا ہو گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہو کہ ابھی کوئی صحبت سے اٹھکر گیا ہو سہیل آکر مسند پر بیٹھا ملکہ نے سلام
کیا سہیل نے پوچھا مزاج کیسا ہو ملکہ نے جواب دیا حضور کی پرورش کچھ سر میں خلل ہو پنڈا
پھیکا ہو رہا ہو سہیل نقلی نے کہا ای نور نظر ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہیں
ہم نجومی جانتے ہیں کہ شاہزادہ جہاں ہو ابھی حکم دوں تو سر اسکا کٹ کر گر پڑے اور لانے
والے کے بدن میں آگ لگ جائے سہیل نقلی نے جو یہ کہی ملکہ کا رنگ رو اُڑ گیا ہو
کانپنے لگی اب تو کاؤس نجومی سمجھ گیا کہ اسی کے قبضہ میں شاہزادہ ہو کہا ای ملکہ عالم اب
تقدیر پھرتا ہوں کہ شاہزادے کے لانے والے کے بدن میں آگ لگ جائے ابھی سارا
باغ جلکر خاک سیاہ ہو رہے شاہزادے کو بلاؤ کہ آکر سجدہ کرے شاید اسکی صورت دیکھکر رحم آجائے
یہ کہکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ تھرا گئی کہ ہاتھ تلوار کا مجھکو ماریگا شاہزادے نے جو
کمرے سے دیکھا کہ سہیل تیغ برہنہ لیے ہوئے جنبش دے رہا ہو خیال میں گذرا کہ جب
یہ ملکہ کو مار ڈالیگا تب وصل بتا تو بیکار ہوگا یہ سوچکر شاہزادہ کمرے سے نکلا آواز دیتا
ہوا کہ او بکار و حیلہ ساز میں تجھکو غدر نہ کرونگا تیغ کھینچکر شاہزادہ جھپٹا سہیل اٹھکر بھاگا
کہتا ہوا کہ ٹھہرو لو تمہیں روح قبض کرلوں شاہزادے نے گھبرا کر منہ بند کرلیا سہیل
نے کہا جسقدر روزن تمھارے جسم میں ہیں ان روزنوں سے روح قبض کرونگا شاہزادے
نے گھبرا کر ایک ہاتھ پشت پر رکھ لیا شاہزادہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہو سہیل نقلی پلنگ کے

گرد پھر رہا ہی شاہزادے نے جھلا کر ایک ہاتھ مارا کہ پلنگ کے دو ٹکڑے ہوئے جست کر کے
سر پر سہیل کے آیا سہیل نقلی گھبرایا کہ ایسا نہ ہو پہلا ہیرے سر پر پڑ جائے تو دو ہی ٹکڑے ہونگے
کہا ای شہریار آپ نے غلام کو نہین پہچانا ہم کاوس عیار ہون شاہزادہ سہیل کے لپٹ گیا اور بایام
مہاجرت کو یاد کر کے رونے لگا ملکہ سمجھی کہ شاہزادہ تسخیر ہو گیا اب مجھپر حملہ کریگا بیقرار ہو کر
اُٹھی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شاہزادے نے کہا یہ میرا عیار ہی اب تو کاوس نے صورت
اصلی بنائی شاہزادے نے پوچھا کہ کیون مقرر صاحب سہیل کو کیا کیا کاوس نے کہا ای شہریار
دو راجان خواب مین آئے جو تدبیر بتا گئے تھے اسی عیاری سے سہیل کو پکڑا صندوق مین
بند کر دیا ہی اُسکو لاتا ہون یہ کہکر کاوس پھر سہیل کی شکل بنا اور دروازے پر آ کر کہا فلان
صندوق جو رکھا ہی وہ اُٹھا لاؤ کہارہ جا کر وہ صندوق لائے کاوس صندوق کو اندر لایا اور
سہیل کو ایک ستون سے باندھدیا زبان مین سوزن دے کر سہیل کو ہوشیار کیا سہیل
کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون شاہزادہ کرسی پر بیٹھا ہی اور ملکہ خاموش کھڑی ہوئی ہی کہ
شاہزادے نے پکار کر کہا ای سہیل تو میرا بزرگ ہی مین یہ محبت سمجھتا ہون کہ تو نے غضب کیا
اُس پروردگار کا ہمسر بنا کہ جسکا شریک ممکن نہین اور کیا اُسکی وحدانیت بیان کرون اور
میری زبان مین اتنی طاقت کہان کہ اُسکی حمد و ثنا عرض کرون مگر یہی اعتقاد ٹھیک ہی کہ وہ وحدہ
لاشریک ہی کیون ای سہیل خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہماری برابری کی تو
زبان سے کچھ جواب نہ نکلیگا بہت شرمندہ ہوگے گریبان مین منھ دوگے شاہزادے نے حال
حشر و نشر جو سامنے سہیل کے بالتصریح بیان کیا سہیل عرق خجالت مین غرق ہو گیا اشارہ کیا
کہ میری زبان سے سوزن نکالو شاہزادے نے سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان سے
نکلتے ہی سہیل قدمون پر شاہزادے کے گرا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی عرض کی کہ مجھسے بڑی
خطا ہوئی مین توبہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ ایک مکان عبادت خانہ بناؤن اُسمین بیٹھکر
توبہ کرون شاہزادے نے کلمۂ طیبہ زبان سے پڑھا سہیل نے بھی قصد پڑھنے کا کیا ملکہ نے
کہا ای والد نابدار انجام ابھی زندہ ہی ایسا نہ ہو کہ حضور کو آزار پہونچائے سہیل نے جواب دیا
اگر اس راہ مین مارا جاؤن تو جانون کہ میری نجات ہوئی اب آج سے مین سحر نہ کرونگا ہر چند

ملکہ نے سمجھایا مگر سہیل نے نہ مانا کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی اور اُسی باغ مین ایک گوشہ تنہا اُسمین
مسجد بنوانیکا حکم دیا اور تائب ہوکر قصد کیا کہ مثل عبادت گذارون کے اس مسجد مین بیٹھکر
عبادت کیا کرون شاید پروردگار قبول کرے اور اس بدخلافی کی سزا سے بچون حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی یہ کہکر سہیل دربار مین آیا شاہزادے کو ساتھ لایا جادوگرونسے پوچھا
کہ زہرد جادو نہین آیا ساحرون نے جواب دیا کہ جبدن سے آپ سے زہرد رخصت ہوا
ایسا بیمار ہوا کہ رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا سہیل نے کہا یارو مین تو مسلمان
ہوا دعوی خدائی سے باز آیا مگر تم سب کو مناسب یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو سب ساحرون
نے بخوشی اطاعت کی شاہزادے کو سہیل نے حکم دیا کہ گلگون جادو کو حکم دیتا ہون کہ
وہ آپ کو صحرا سے ابریشم گیاہ مین پہونچا دے اُس صحرا کو طے کرکے قریب باغ زہرد کے
پہونچیے گا دروازے پر باغ کے سدا برنت بٹ رہا ہی آپ پشت باغ سے ہوکر باغ مین
جائیے گا ایک نخل سرو ہی کہ اُسکی بیخ مین دونون لوحین موجود ہین وہین سے لوحین حاصل
کیجیے گا پھر باغ سے نکلیے گا وہ ساحر آپ پر بلوہ کرینگے اُنسے فراغت حاصل کرکے فتاحی
طلسم مین مصروف ہوجیے گا مگر اسکا خیال رہے کہ انجام جادو کو میرے مسلمان ہونے کی
خبر نہ ہونے پائے ورنہ فساد برپا کریگی مجھکو اُسکے فساد کا کچھ خوف نہین اگر وہ مجھتک آئے
تو سر جھکا دونگا شاید پروردگار اس سر جھکانے سے مجھپر رحم کرے اور میری خطا سے گذرے
سجدہ بی شاہزادے کو سمجھا کر گلگون جادو کو ساتھ کیا سہیل اُسی حال سے روتا ہوا مسجد
مین آکر بیٹھ رہا صحیفہ خوانون سے صحبت ہی خدا کی تقلیل تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا ہی آٹھ پہر صحیفہ
پڑھا کرتا ہی اسی پہ مرتا ہی کہ اپنی خطا معاف کراؤن پاک ہوکر دنیا سے جاؤن مگر انجام جادو
اپنے مقام پہ بیٹھی ہوئی کنیزون سے کھیل رہی تھی کہ ایک سناٹا ہوا ملکہ گرین بیہوش ہوگئین
انجام حیران ہی کہ یہ کیا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا وہی بیقراری اور اشکباری
شاہزادے کو یاد کرکے رونے لگی انجام نے بیٹی کو تو قید کیا اور ہرکارون کو حکم دیا کہ
قلعہ سہیلیہ سے خبر لاؤ کہ سہیل پر کیا گذری ہرکارے روانہ ہوے شہر مین جاکر دیکھا کہ
دوکاندار تک مسلمان ہوگئے باغ مین ملکہ کے ایک گوشے مین مسجد ہی اُس مین سہیل صحیفہ

لیے بیٹھا ہی ہرکارے بھاگے ہوے سامنے انجام کے آئے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم قلعۂ سہیلیہ کا تو
خاتمہ ہوگیا سب مسلمان ہوگئے اور خداوند سہیل ایک مسجد مین بیٹھے ہین اور عبادت کررہے
ہین انجام نے کہا ابھی جاکر سب کو قتل کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ایک طاؤس پر
سوار ہوئی اور طرف سہیلیہ کے چلی شہر مین جو آکر گری تو وہ تلوارین برسانا شروع کین کہ تمام
اہل شہر قتل ہوے یہ خبر ملکہ نے سنی یہ تو نکل بھاگی کاؤس ایک جانب گیا انجام لڑتی بھڑتی اس
دیوار پہ آئی دیکھا کہ سامنے سہیل صحیفہ لیے بیٹھا ہی اور عبادت کررہا ہی انجام نے للکارا کہ
او مکار دعوی خدائی کا اختتام ہوا اب خداے نادیدہ سے عجز کررہا ہی یہ کہکر دیوار سے کودی
تلوار کھینچی ہوئی ہاتھ مین صحیفہ خوان کو قتل کرنے لگی مگر سہیل محراب عبادت سے نہین اٹھا
صحیفہ لیے بیٹھا رہا کہ انجام لڑتی ہوئی قریب محراب پہونچی سہیل نے سر جھکا دیا کہ ہان انجام
مین اسی لایق ہون انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا سہیل کا سر کٹ کر گرا خون گلو صحیفے پر پڑا
انجام سہیل کو قتل کرکے پھری اور چہار جانب ملکہ کو ڈھونڈھنے لگی جب کہین دستیاب
نہ ہوئی تو یہ کہکر پلٹی کہ یہ گیسو بریدہ بھاگ گئی آکر چند ساحر روانہ کیے کہ دختر سہیل کو ڈھونڈھکر
گرفتار کرو ادھر شاہزادہ ہمراہ گلگونہ جادو صحراے آبریشم گیا وہین پہونچا گلگونہ تو رخصت
ہوگئی مگر شاہزادہ اُس صحرا کو دیکھتا ہوا چلا حقیقت مین جو صحرا کا نام تھا وہی صفت دیکھی
کہ درختون کی شاخین لچک رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ پتے ریشم کے ہین صحرا نہایت پر بہار
زیر نخل پھولونکا انبار طائران زمزمہ سرا یاد مین باغبان حقیقی کے چہکار رہے ہین معلوم
ہوتا ہی کہ گل قدرت دیکھکر اُسی کو پکار رہے ہین یہانتک کہ شاہزادہ سامنے باغ زمرد کے
پہونچا دیکھا ہزارہا آدمی جمع ہین دروازے کا نگہبان غلہ تقسیم کررہا ہی کئی ہزار جادوگر دروازہ
کو روکے ہوے بیٹھے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا پشت باغ پر پہونچا کمند مارکر بالاے دیوار آیا
دیکھا ہزارہا طائر غلغلہ کررہے ہین گوشے مین ایک درخت سرو ہی کہ جڑ اُسکی چمک رہی ہی شاہزادہ
دیوار سے اُترا جب طرف درخت کے چلا تب تو طائرون نے غل مچایا کہ ای نگہبان باغ جلد
آکر خبر لو کہ طلسم کشا آپہونچا سب ساحر بلوہ کرکے اندر آئے مگر شاہزادے نے جھپٹ کر بیخ کو
کھودا دیکھا لوحین دفن ہین اُنکو نکالکر گلے مین پہنا ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا لیکن جو

سحر کرتے ہین وہ اُلٹا پلٹتا ہی ساحر تمام ہوتے ہین شاہزادہ سب سے لڑتا ہوا در باغ پر پہونچا جو ساحر دروازے پر بیٹھے تھے اُنھون نے بھی روکا اور چاہا گرفتار کرلین مگر شاہزادہ بجرأت لڑتا ہوا بیرون باغ آیا ساحر پیچھا نہین چھوڑتے تھے شاہزادے نے لوح طلسمی دیکھی نوشتہ پایا کہ لوح کو گریبان مین رکھ لو نگاہ سے ساحرون کی مخفی ہوجاؤ گے جب یہ تمکو نہ پائین گے تو پلٹ جائین گے شاہزادے نے ویسا ہی کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ شاہزادہ غائب ہوگیا تو خاک اُڑاتے ہوے پلٹے اپنے مقام پر کہتے تھے کہ دیکھو یارو کیا کمال کی بات ہی کہ طلسم کشا سامنے سے غائب ہوگیا اب کہان تلاش کرین سامری وجمشید کو اختیار ہی جو مناسب ہوگا وہی کرینگے مگر شاہزادہ اُسی صحرا مین ہوتا ہوا بموجب ہدایت لوح سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا سامنے گنبد کے فرش بچھا ہی دروازہ گنبد کا کھلا ہی اور صدہا نازنینان مہ جبین اُس فرش پر رقص کررہے ہین کوئی ساز بجاتی ہی ناز وکرشمہ دکھاتی ہی کسی کو اپنے بتانے پر ناز ایک نازنین حسین نہایت خوبصورت کمسن جوانی کے دن گنبد مین تخت پر بیٹھی ہی اور ناچنے گانے والیون کو تعلیم کرتی جاتی ہی شاہزادہ جو اُس مجمع مین آکے بیٹھا تو دیکھا زمین گردش کررہی ہی بعد عرصے کے وہ تخت نشین اپنے مقام سے اُٹھی طرف شاہزادے کے متوجہ ہوکر بخوش آوازی یہ اشعار گانے لگی

نظم

تن ضعف سے کہان کہ جدا ہوتی بدن مین روح ۔۔ لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھکر کفن مین روح

قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی ۔۔ کب سے اسیر دام ہی رگہاے تن مین روح

برسون سے ہین نظارۂ باہم کے مشغلے ۔۔ یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار ۔۔ رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی مثل نکہت گل جوش انتشار ۔۔ ہی جستجو سے دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ ۔۔ رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح

ایسے ہین حلقہ ہاے رگِ جسم اُستوار ۔۔ گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جاے مصیبت فراق کی ۔۔ نکلے گی ایک دن اسی رنج ومحن مین روح

ای عشق کچھ غبار بدن چھوٹ نہ سکیگی ۔۔ اصحاب سے لپٹ نہ سکیگی بدن مین روح

غافل طلسم زہر مقام فریب ہی
کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا
ہر وقت ہی اذیت بے حد ہمین نسیم

اُسکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح
پانی ہوئی جو دیکھتے ہی میرے تن مین روح
بے چین ہی خیال بُت سیمتن مین روح

اِسطور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام نازنینین تعریف کرنے لگین وہ شکیل گاتی ہوئی اور بتاتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی گاتے گاتے بتانے لگی بتاتے بتاتے دامن تھاما اِشارہ کیا شاہزادے نے خنجر دیدیا دوبارہ جو اُسنے اِشارہ کیا شاہزادے نے تلوار دی وہ ہر مرتبہ لوح کو اِشارہ کرتی ہی جب شاہزادے کے پاس کچھ نہ باقی رہا اور اُسنے لوح کو اِشارہ کیا تو شاہزادے نے لوح اُتار کر دیدی جب اُس شکیل نے لوح پائی اور شاہزادہ مبہوت ہوگیا تو دوبارہ اُسنے لوح محفوظ مانگی شاہزادے نے لوح محفوظ بھی دیدی تو شکیل نے کچھ اِشارہ کیا شاہزادہ مسلسل ہوگیا زنجیر تھام کر وہ نازنین شاہزادے کو لیچلی شاہزادہ سرنگون چلا آتا ہی جب گنبد مین وہ پہونچی تو خود تخت پر بیٹھی شاہزادہ سامنے کھڑا ہی وہ پکار کر نعرے کر رہی ہی کہ کیون ای طلسم کشا دیکھا مَنم نیمنوازہ جادوگر کیونکر تمکو مین نے گرفتار کیا ہان صاحبو تیاری کرو قید انکی پاس انجام کے لے چلو سب ساتھ والے بھی تیاریان کر رہے ہین اور نیمنواز شاہزادے پر غصہ کر رہی ہی کہتی ہی اگر انجام حکم دیتی تو مین تجھکو ابھی قتل کرتی شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر

خدا ے ما بزرگ است فرو مگذار د ہیچ زشمشیر حبیب ما ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ما یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگر کریہہ منظر ملکہ کو لیے ہوے آیا پکار کر کہا ای نیمنواز مین اِس بانی فساد کو پکڑ لایا صحرا مین بھاگی ہوئی جاتی تھین مین اُٹھا لایا اب اسکو میرے وصل پر رضامند کیجیے تو چین کہ تخت پر رکھی تھین اُسی تخت پر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مسلسل کھڑا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اداس اُس ساحر نے چاہا ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدے ملکہ نے منع کیا کہ ای سرہنگ کیون گھبراتا ہی اب تو مین تیرے اختیار مین ہون جو تو کہیگا وہی مین قبول کرونگی سرہنگ جادوگر خوش ہوگیا منتین کرنے لگا کہتا تھا مین غلامی کرونگا ملکہ نے پوچھا یہ تختیان کیسی ہین نیمنواز نے کہا ملکہ انکو نہ چھیڑو

یہ ہماری جان کی لینے والی ہین ملکہ نے کہا ای نیبوارہ اب تو ہم تیرے قبضے مین ہین اس ساحر
سیہ فام کو قبول کیا اب ہمسے خوف نہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا کی
محبت کچھ کام نہ آئیگی تمھاری محبت سے جان بچیگی نیبواز خاموش ہو رہی سمجھی کہ یہ اب
ہمارے قبضے مین آئی ہماری اطاعت کریگی مگر ملکہ نے جو شاہزادے کو گرفتار دیکھا ہی دلیر
چھریان چل رہی ہین یہی چاہتی ہی کہ کیونکر شاہزادے کو رہا کرون نیبواز سے کہا دیکھو سب
ساحر تیار ہین آپ بھی تیار ہو جیسے کشان کشان انکو لے چلو ہین اب کیا ناز کرونگی باپ
بھی مارا گیا یہ قید ہو گئے اب جو مناسب ہو وہ کرو نیبواز دروازے پر گئی جادوگر سے
کہا تم بھی دیکھو کہ سب تیار ہو گئے جادوگر بھی ادھر متوجہ ہوا ملکہ نے دونون لوحین اٹھا کر
شاہزادے پر پھینکدین شاہزادے نے جیسے ہی لوحین روکین سب قید غائب ہو گئی
قید سے رہا ہوتے ہی شاہزادے نے نعرہ کیا تلوار اٹھالی نیبواز نے جو دیکھا کہ اب
شاہزادہ رہا ہوا اور ملکہ نے تختیان دیدین بڑھکر ایک گولہ مارا شاہزادے نے لوح کو
سامنے کیا گولہ الٹا پلٹا راہ مین وہ ساحر کھڑا تھا جو ملکہ کو لیکر آیا تھا اسکے سینے پر پڑا توڑ کر
پشت کے پار گذرا اب شاہزادہ طرف نیبواز کے چلا نیبواز نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن
مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت دروازے کو گنبد کے روکے کھڑا تھا جیسے ہی
نیبواز آئی گردن تھام لی ہرچند نیبواز نے چاہا کہ چھوٹون مگر شیر کے پنجے سے کب چھوٹ
سکتی ہی شاہزادے نے اٹھا کر دے مارا کہ سر نیبواز کا پھٹ گیا ساحرون نے چاہا بلوہ
کر کے پکڑ لین مگر شاہزادہ تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا ساحرون پر جا پڑا ملکہ بالنور رہی
تھی یا بے ساختہ منھ سے نکلگیا کہ ای شہریار رہائی مبارک ہو ایک ساحر بھاگتے بھاگتے
پلٹ پڑا آکر قدمون پر گرا عرض کی غلام کا مسمار جادو نام ہی یہان سے آگے غلام کا مکان
ہی وہان تشریف لے چلیے تا بہ انجام جادو پہونچا دونگا شاہزادہ مسمار کے ساتھ ہوا
مسمار جادو شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوئے مع ملکہ ایک باغ مین آیا سب ساحر مطیع اسلام
ہوئے مسمار نے بھی ظاہر اطاعت اختیار کی شاہزادے کو ایک بارہ دری مین لایا
اسباب عیش مہیا کیا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا و چار جام پیے مسند پر سر رکھکر آرام کیا

ملکہ بھی سوگئیں مسمار نے لوحیں گلے سے اتار لیں دونوں کو اپنے سحر میں پھنسایا شاہزادہ جو بیدار ہوا
مسمار نے پکار کر آواز دی کیوں طلسم کشا کس تدبیر سے گرفتار کیا اب کیا تمھیں زندہ چھوڑونگا
سب جادوگر تعریفیں کر رہے ہیں کہ اے مسمار کیا کار نمایاں کیا ایسے شخص کو گرفتار کر لیا جسنے
نیلنواز کو مارا مسمار شاہزادے کو لیکر چلا سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر آتا ہی
پکارتا ہوا کہ مسمار جادو کسکا نام ہی مسمار نے آواز دی او ساحر کہاں سے آتا ہی ساحر نے
پکار کر کہا کہ ملکہ انجام نے بھیجا ہی کچھ تنہائی میں کہنا ہی وہ کسی کے سامنے کہنے کی بات نہیں ہی
مسمار کو ساتھ لیکر اسی باغ میں گھسا ایک نخل کی آڑ میں آکر کہا کہ ملکہ نے پتھر دیا ہی اور یہ کہا ہی
کہ آگ روشن کرو میں لوبان ڈالونگا ایک پری زاد پیدا ہوگی وہ شاہزادے کو تا بہ انجام
پہونچا دیگی مسمار نے آگ روشن کی ساحر نے لوبان نکالکر ڈالا دھواں جو نکلا مسمار جادو
کے دماغ میں پہونچا ارے کہکر گرا کاؤس نے نعرہ کیا کہ منم متہتر متہتران ساحروں کا قاتل فرزند
شاپور شبیر دل متہتر بن متہتر نبیرہ خواجہ عمرو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا لوحیں کاؤس نے
لے لیں یہاں شاہزادہ مجمع ساحران میں خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ قید غائب ہوئی زنجیریں
ٹوٹ کر گریں ساحروں نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی کہ کاؤس ساحر بنا ہوا باغ
سے نکلا پکار کر کہا تم سب ہٹ جاؤ میں گرفتار کیے لیتا ہوں سب ساحر ہٹے کاؤس نے
قریب آکر اشارہ کیا کہ میں ہوں غلام آپ کا لوحیں لیجیے ساحروں کو شکست دیجیے شاہزادے
نے لوحیں لیکر پہنیں برق شمشیر چمکی چند مارے گئے چند بھاگے شاہزادے نے کہا اے
کاؤس تم ہمراہ ملکہ اسی باغ میں رہو میں براے طلسم کشائی جاتا ہوں چند ساحر جو اب
مطیع ہوے تھے ان ساحروں کو اور کاؤس کو پاس ملکہ کے چھوڑا آپ ایک طرف
چلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک ساحر فیلسوار سات ہاتھ کا ساتوں میں حربے
مثل شمشیر و خنجر و تبر کمان و گرز گران سنگ ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہی اور نعرے کرتا ہوا
کہ منم فیلان فیل پیکر قریب شاہزادے کے آکر ساتوں حربے رواں کیے شاہزادے نے
تبر کاٹا گرز کو قلم کیا تلوار کو روک لیا اور رہا تھ تلوار کا مارا ساحر کے کئی ہاتھ کٹ کر گرے
ساحر نے ایک چیخ ماری کہ اے حبابت جادو جلد آ ایک غبار بلند ہوا پھر ہاتھ آسکے سامنے

ہوگئے پھر شاہزادے پر حملہ کیا اور پھر کئی ہاتھ شاہزادے نے کاٹے مگر جب وہ حیات کا نام لیتا
ہی اور پکارتا ہی تو غبار بلند ہوتا ہی اور ہاتھ پھر سالم ہوجاتے ہین جب کئی مرتبہ یہی معرکہ گذرا
تو شاہزادے نے پیچھے ہٹ کر لوح کو دیکھا اُسمین یہ مضمون نکلا کہ اے فتاح طلسم واے سیاح این
عجائبات خیال کرکے دیکھو پیشانی پر اِس ساحر کے خال سیاہ ہی اگر قادر انداز ہے بدل ہو
تو اسم پڑھکا تیر مارو اگر خال پر پڑا اور تل بھر کا فرق نہ پڑا تو تمنے ساحر کو مارا اگر تیر خال سے
الگ پڑا تو پانی ہوکر بہ جاؤگے شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر کو
کمان مین پیوست کیا اور حاشیۂ لوح کا اسم پڑھکر تاک کر تیر مارا کہ بہ حکم قضا و قدر عین
خال پر پہونچا توڑکر سر کو گدی سے پار گذر ا بجائے خون سر سے شعلہ ہائے آتش نکلے
مع ہاتھی جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مار کر اُسکو شاہزادہ
آگے بڑھا تھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام
مہتر کاؤس کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی کاؤس ہر چند تڑپتا ہی مگر وہ ساحر بعض نہین آتا سامنے
درخت مین ایک رسی لٹکی ہوئی ہی چاہتا ہی کہ پھانسی دیدون شاہزادے نے للکارا
کہ او مکار غدار خبردار ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ میرا یار وفادار ہی عیار
مگر اُس ساحر نے کچھ خیال نہ کیا کاؤس کو درخت مین لٹکا دیا مہتر کاؤس کا اُسی دار پر
خاتمہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا وہ ساحر تو بھاگ گیا شاہزادے نے قریب آکے
منھ پر منھ ملنا شروع کیا پکارکر آواز دیتے تھے کہ اے یار وفادار اے مونس غمگسار تمنے
ہمارا ساتھ چھوڑا ماں سے تمھاری سیاہ رو ہوا جب جاؤنگا تو وہ پوچھینگی کہ غلام
آپ کا کہاں ہی تو کیون بھائی کس منھ سے کہونگا کہ مہربان ہمارا یار اگیا کہ دوسری طرف سے
آواز آئی کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی دیکھا وہی ساحر ملکہ کو کھینچتا ہوا لایا اور ایک
درخت مین لٹکانے کا ارادہ کیا شاہزادے نے للکارا کہ او بے حیا خبردار کلیجے کے
ٹکڑے تو کرچکا اب دل کو بھی پائمال کرتا ہی دیکھ بخدا جہان جائیگا تلاش کرکے مارونگا زندہ
نہ چھوڑونگا مگر اُسنے ایک نہ سُنی ملکہ کو بھی لٹکا دیا ملکہ کا بھی خاتمہ ہوا ملکہ کا مرنا جو شاہزادے
نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب ٹھہر گیا ساحر تو ملکہ کو دار پر کھینچکر بھاگا شاہزادہ جو قریب

ملکہ کے آباد یکھا اُس چاند سی صورت پہ ہوائیان اُڑ رہی ہین مُردنی چہرے پر چھائی ہوئی ہی یہ دیکھکر شاہزادے نے ایک نعرہ مارا گلے مین ہاتھ ڈالدیے آواز دی کہ اے جان عاشقان وائے آرام دل مشتاقان تمنے بھی ہمارا ساتھ چھوڑا نظم

غل اگر آہین کرین گی خاک پر ۔ جائینگے نالے مرے افلاک پر
روح عاشق یا حجاب آرزو ۔ ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر
چھپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار ۔ حسرتین لوٹا کرینگی خاک پر
تیغ غم کس کسطرح روز فراق ۔ ناز کرتی ہی دل صد چاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہین ۔ پھول لالے کا اُگیگا خاک پر
کیا عجب مجھ رند کا آنسو رہے ۔ دانۂ انگور بنکر تاک پر
کچھ تو فرما و خطا کیا ہو گئی ۔ قہر کیون ہی عاشق غمناک پر
منتین مانو اگر ہے آرزو ۔ آکے تم میرے مزار پاک پر
یاد دندان پری رو آگئی ۔ برق چمکی خاطر غمناک پر
جان و دل محوِ محبت ہین نسیم ۔ مین فدا ہون صاحب لولاک پر

شاہزادہ بیقرار و اشکبار تھا کہ دیکھا ایک طرف سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے درخت پر بیٹھکر آواز دی کہ اے فتاح طلسم کیون اپنے کو ہلاک کرتے ہو لوح کو ملاحظہ کیجیے یا عکس لوح اُن مُردون پر ڈالدیجیے شاہزادے نے عکس لوح جو ڈالا لاش سے دھوان اُٹھا دیکھا لاش کے آٹے کا مردہ ہی شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جلا جادو سامنے قریب ہین رہتا ہی اُسکا یہ فعل ہی تمھارے عیار و معشوق کو لاش کے آٹے کا بناکر لایا جانتا تھا کہ اِن دونون کے غم مین شاہزادہ اپنی جان دیدیگا اِس وجہ سے اُسنے یہ شعبدہ کیا کہ دیکھا وہی ساحر چند ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی شاہزادے کو جو دیکھا کہ لوح دیکھ رہا ہی سمجھ گیا کہ شاہزادہ حال سے ماہر ہوا ساحرون کو اشارہ کیا کہ یارو اکیلا ہی گھیر کر مارلو سب ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی اُن ساحرون سے لڑنے لگا دیکھا وہی طائر جسنے آواز دی تھی وہ منھ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہا ہی جسپر

ساحر پر گرا اُسے جلا کر خاک کیا سیکڑون ساحر اُس طائر نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین
ایک برق گری کہ جلاد جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرنا جلاد کا کہ سب ساحر بھاگے شاہزادہ
آگے بڑھا دیکھا ایک مقام پر ایک دریچہ بنا ہی اُس مین سے آواز رونے کی آتی ہی شاہزادے
نے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا ایک جوان وضیع و شکیل زنجیرون مین بندھا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی
کلیجے پر ایک پتھر رکھا ہی شاہزادے نے آکر پتھر ہٹایا زنجیرین کاٹین تب اُس جوان کو ہوش
آیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا آپ میرے جان بخش ہین شاہزادے نے فرمایا تم کون
ہو اُس جوان نے کہا مجھکو شوکت جادو کہتے ہین باعث یہ ہوا کہ انجام جادو نے مجھکو
پسر خواندہ کیا مگر سرہنگ جادو کہ مجھسے جلتی تھی مین برائے شکار صحرا مین آیا مجھکو مکر سحر سے
گرفتار کر لیا اور اس مقام پر قید کیا اور رات کو آتی تھی طالب وصل ہوتی تھی مین نے
ابتک تو قبول نہین کیا شاہزادہ شوکت جادو کو اُس مکان سے یہان لایا شوکت نے
کہا مین پیاسا ہون اگر حکم ہو تو سامنے جھیل سے پانی پی آؤن شاہزادے نے حکم دیا
شوکت پانی پینے چلا کہ پہلوے صحرا سے ایک کرگدن پیدا ہوا شوکت کو اُٹھا کر لے گیا
شاہزادے کو یہ بہت ناگوار گذرا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک قفس لیے ہوے
کہار آتے ہین مگر مہتر کاؤس پایہ قفس کا پکڑے ہوے ساتھ ہی دور سے کاؤس نے جو
شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار چند ساحر فکر مین تھے کہ مجھکو اور ملکہ کو
گرفتار کر لین مین ملکہ کو لیکر نکل آیا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ آپ وادی فرحناک مین
ملین گے شاہزادہ بہت خوش ہوا کاؤس نے وہین خیمہ استادہ کیا ملکہ قفس سے اُترین
شاہزادہ اندر گیا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین حلقے پڑے ہوے
شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ یہ کیا حال ہی ملکہ نے کہا اے شہریار کاؤس نے خبر دی کہ ایک
ساحر لشکر کشی کیے ہوے آتا ہی اور یہ کہکر چلا ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرونگا کاؤس سے یہ خبر سُنکر
مین نے کہا کاؤس یہان سے نکل چلو پس مین نکل آئی شکر کرتی ہون کہ آپ تک پہونچی
اب خدا اپنا فضل کرے کہ آپ طلسم پر غالب آئین انجام جادو نے بڑا ستم کیا کہ میرے
باپ کو مار ڈالا مین یتیم ہو گئی اب آپ بدلا لین گے شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم بدون

قتل انجام نہ آؤ نگا کاؤس نے کہا اوب یہ افکار دفع کیجیے ای ملکۂ عالم خدا نے اپنا فضل کیا کہ
شاہزادے سے ملاقات ہوئی اب رنج وغم کی باتین نہ کرو یہ کہکر کاؤس سامنے آبیٹھا یہ اشعار
عاشقانہ سامنے شاہزادے کے شروع کیے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین — گل لالہ مین مسکن ہی سیہ کاکل مین رہتے ہین
خیال سہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین — یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین — نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اِس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پر آکر ہنسکے وہ کہتے ہین غیرونسے — قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

یہ اشعار سنکر شاہزادے کا چہرہ سرخ ہوگیا کہ کاؤس نے جام دیا شاہزادے نے جام نوش
کیا جام پیتے ہی عجب حال ہوا کہ شاہزادے نے بے مانگے لوچین اُتار کر دیدین جب لوچین
قبضے مین آئین جس صورت پر ملکہ تھی اُسنے آواز دی کہ او بد بادکن ساحران عالم نیرنگ جادو
کاؤس نے نعرہ کیا منم انتظام جادو دونون لوچین لین اور شاہزادے کو مسلسل و طوق
کیا ایک آواز دی کہ کئی ہزار ساحر گوشہ ہاے خیمہ سے نکلے شاہزادے کو اژدہے پر سوار
کر لیا شاہزادہ حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی اے ماہ عالم افروز اس مکر سے
کون نکل سکتا ہی ایک معشوقہ کی شکل بنی ایک نے شکل عیار کی جب چپین کا عیار ہی اُس سے کیا انکار
ہوسکتا ہی عجب رنگ مین گرفتار ہوے اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوسکتی لیکن
نیرنگ جادو نے دو جادوگرنیون سے اشارہ کیا کہ جاکر انجام سے اطلاع کرو کہ صلاح
ہماری آپ کی پوری ہوئی مین نے لوچین لے لین طلسم کشا کو قید کرکے لاتی ہون مناسب
یہ ہی کہ شہر والون کو خبر دیجیے یہ دونون جادوگرنیان چلین اُسوقت پہنچین دیکھا کہ انجام جادو قلعہ آبگینہ
مین بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ اب ناچار ہوئی کہ طلسم تمام لوٹ گیا مگر نیرنگ گئی ہی شاید اُسکا پنجہ
قابض ہو تو مطلب نکل آئے سب جادوگر باتون پر انجام کی گھبرا رہے ہین کہتے ہین آخر مین
ایک جنگ کیجیے اُس جنگ پر خاتمہ ہی یا تو ہم لوگ سب مارے گئے یا طلسم کشا کو گرفتار کر لیا
انجام نے کہا انجام برا ہی وہ قسیر بخشندہ جرأت الیاس مردانہ ہی اور ایسا شیر فرزانہ ہی کہ تین
لاکھ جادوگر اُسکی نگاہ مین کیا سماتے ہین کن کن مقامون پر جنگ کرچکا لیکن جانبازی سے

سحر کرونگی زمین کو ہلا دونگی رنگ رنگ وکیفیت سحر دکھا دونگی سب جادوگر اسباب سحر تیار کر رہے ہین
کہ دو لون جادوگرنیان فرستادۂ نیرنگ آکر مہ جبین انجام کو نذر دی ملکہ سے کہا فتح جنگ
مبارک ہو ملکہ نیرنگ نے جاکر بڑے صدمے اٹھائے دختر سہیل کی شکل بنکر لوجبین لیلین
طلسم کشا کو گرفتار کرلیا اب لیکر آتی ہین انجام یہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی چند ساحرونکو حکم دیا
کہ گلی کوچے مین قلعۂ آبگینہ کے مشتہر کرو اے صاحبو مطمئن رہو قیدی طلسم کشا آتی ہو آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب دوکاندار بشوکت تمام دوکانون پر بیٹھیے کہ طلسم کشا ہمارا جاہ وجلال دیکھے
چند ساحرون نے جاکر شہر کے گلی کوچون مین مشتہر کیا سب جادوگر اپنے اپنے مکانون سے
نکلکر واسطے تماشے کے بازار مین آئے بازار مین اسقدر ہجوم ہو کہ راستہ نہین ملتا مگر اس
دربار مین کوئی ایسا نہین کہ جسکو خوشی نہ ہوئی ہو مگر وزیرزادی انجام کی ملکہ شہرت جادو کی
کہ عاشق شوکت ہو حال گرفتاری طلسم کشا سنکر رنگ رو اڑگیا مقام پر جلا د جادو کے جاکر
اسنے مددیبی کی تھی مگر خاموش بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہ رہی ہو کہ نہین معلوم شوکت پر کیا
گذری یقین ہو شاہزادے نے رہا کیا ہو یہ ذکر تھا کہ گردن جادو شوکت جادو کو لیے
ہوئے آیا انجام سے کہا ای شاہ طلسم جب طلسم کشا نے اسکو رہا کیا تو مین گنبد ابنکر اسکو
اٹھا لایا انجام نے حکم دیا اس مکار کو قفس مین بند کرو ساتھ طلسم کشا کے اسکو بھی قتل
کرینگے وزیرزادی نے جو معشوق کو قید ہوتے دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے جی
مین کہتی ہو کہ ابھی جو خیال کیا تھا اُسکا بھی سامنا ہوگیا اب سوا اسے موت کے کوئی چارہ
نہین مقام افسوس ہو کہ طلسم کشا کو قتل ہوتے دیکھون اور کچھ نہ کرسکون عین وقت پر
جنگ کرونگی یا تو اپنی جان دونگی یا شاہزادے کو رہا کردونگی شاید تقدیر رسائی کرے
اس سوچ مین بیٹھی رو رہی ہو کہ شہر مین غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا کی قید آتی ہو سب اہل شہر خوشیان
کر رہے ہین اور نیرنگ جادو کی یہ سب تعریفین کر رہے ہین نیرنگ جادو کا مزاج نہین
ملتا کہتی ہو بی انجام جادو اس خیرخواہی کا کیا انجام کرینگی سارا طلسم تمام ہوا کسی کے
کیے کچھ نہ ہوسکا مین نے جاکر آفت برپا کردی اس ظالم کو گرفتار کرلائی شہر والے کہتے
ہین کہ ملکہ نیرنگ نے سب کی جان بچائی نیرنگ ان کلمون کو سنکر پھولے نہین سماتی

انجام خبر سنکر خود سوار ہوئی نیرنگ نے سُناکر انجام ہیرے لینے کو آتی ہو تخت سے کود پڑی
اور اپنے کے ساتھ ساتھ چلی کہ نوبت نقارے کی آواز آئی اور تخت انجام کا نمایان ہوا فورًا
نیرنگ نے بڑھکر آواز دی کہ دارئی فتح مبارک ہو یہ گنہگار حاضر ہو انجام نے جو شاہزادے کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ خوب طلسم کشائی کی اس دن کی خبر نہ تھی اب کل سر تمہارا اور برج قلعے
کے لٹکا ہوگا اور لاش کو زاغ و زغن کھائینگے ہر چند کہ شاہزادہ اُس حال مین ہو کہ دشمن
کو بھی ترس آئے مگر جواب دیا او ملعونہ مین خود تیرا قاتل ہون پروردگار میری مدد کریگا صورت
رہائی پیدا ہوگی اگر مجھکو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا انجام نے کہا بس اب
خالی زبان درازی ہو مجھے کون مار سکتا ہو جو کاہن کہ کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ جھک
مارتے ہین مین نے خود کتاب سامری مین دیکھا یہی نوشتہ پایا کہ انجام کی سلطنت نہیت
ہو جب سامری ایسا لکھ گئے تو کسکی مجال ہو کہ مجھکو قتل کر سکے اپنی خیر مناؤ دیکھو کیا حال کرتی
ہون سب ساحرون کے خون کا بدلہ لونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادے نے فرمایا تیری
کیا مجال ہو کہ ایک مو سے جسم بھی کم کر سکے مین سمجھ لونگا وزیرزادی جو انجام کے ساتھ ہی
اسکی آنکھو ن سے آنسو جاری ہوگئے انجام نے کہا کیون وزیرزادی کیون اسقدر روتی ہو
وزیرزادی نے جواب دیا ای ملکۂ عالم کیون کون سے ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا
اب اُنکی صورت نہ دیکھینگے یہی بڑا غم ہو انجام خاموش ہو رہی نیرنگ کو حکم دیا کہ وسط
قلعہ مین جو چبوترہ ہو اسپر طلسم کشا کو قید کرو اور سامنے حجرے مین بیٹھو رات بھر شہر انجوائی
کرو صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اُنکو قتل کر لون تو صاحبزادی کو ڈھونڈھون نیرنگ تو اسی
مقام پر ٹھہری لوچین انجام کو دیدین شاہزادے کو چبوترے پر بٹھایا گرد آگ سحر سے
روشن کر دی آپ حجرے مین براے حفاظت بیٹھی یہ تو شہر انجواری کر رہی ہو اور کنیزون سے
کہتی ہو کہ اب تو بی انجام میرا عہدہ زیادہ کرینگی مرحلے بنانے مین بڑی مشقت ہوگی لیکن مین
بنالونگی ایسے مرحلے بناؤن کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ مارا جائے مگر انجام جادو لوچین لیے
ہوے دربار مین آئی خود تخت پر بیٹھی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے انجام نے کہا کیون صاحبو
جو لوح طلسم نہ ہوتی تو طلسم کشا کو یہ زور کیونکر ہوتا کیون صاحبو لوح کو توڑ ڈالون اس

شاہزادے کے باپ اور چچا موجود ہیں یقین ہے وہ سب بلوہ کرینگے ایک ایک آئین جری و بہادر ہے طلسمات توڑے ہیں وہ سب طرف سے بلوہ کرینگے پس یہ لوحیں نابود کرو ایک ساحر کہ عقاب جادو اسکا نام ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای ملکۂ عالم لوح کو نابود کرنیکی یہ تدبیر ہے کہ پہاڑ رسد جبۂ سلیمانی کہ زمین کا طبقہ وہاں ٹوٹا ہوا ہے مجھکو یہ لوحیں دیجیے کہ میں جاکر وہاں انکو پھینک آؤن اگر شہزادے بعد ان براے طلسم کشائی آئیں گے لوحیں نہ پائیں گے یہ صلاح سب کو پسند آئی انجام نے لوحیں نکالکر عقاب جادو کو دیں عقاب جادو نے وہ لوحیں چونچ میں رکھیں اور عقاب بنکر چلا وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا دربار سے اٹھی اپنے مکان میں آئی بیٹھکر رونے لگی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہیں اب سوئے دوست ہم تو بے قابو ہوئے دلبر ہوا قابو سے دوست
بے تکلف افعیٔ رہزن کا ہوتا ہے یقین جب نظر پڑتی ہے میری جانب گیسوئے دوست
جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے ای خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوئے دوست
عاشقوں کی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوئے دوست
آتی ہے آواز عاشق کی کنار قبر سے آج خالی دوست کے پہلو سے ہے پہلوئے دوست
مجھکو سمجھاتا ہے کیا ہمسر تجھکو سمجھانا پڑے تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روئے دوست
دل تڑپتا ہے طبیعت میں ہے کیا کیا کچھ خیال دیکھیے کسدن میسر ہو ہمیں پہلوئے دوست
ٹکٹکی ہے دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم دیکھتے ہیں رات دن آئینۂ زانوئے دوست

وزیرزادی جب بیقرار ہوکر روئی اور یہ اشعار پڑھے کنیزیں دوڑی آئیں عرض کی واری کیا کیفیت ہے ہمیں تو آگاہ کیجیے وزیرزادی نے کہا صاحبو آج زندگی کا خاتمہ ہے طلسم کشا قتل ہوتا ہے اور شوکت جادو بھی گرفتار ہو آیا کیوں صاحبو ایسا دل کہاں سے لاؤن کہ اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ معشوق قتل ہوا اور مجھسے کچھ نہ ہو سکے لہذا ارادہ ہے کہ بروقت قتل شاہزادہ سحر کروں اور بی انجام پر جا پڑوں اگر انجام کو مارا اور شاہزادے کو رہا کر لیا تو البتہ باعث زندگی ہے ورنہ لڑ بھڑ کر جان دونگی کنیزوں نے کہا واری عقاب نگوڑا لوحیں لیکر گیا ہے آپ اسکا پیچھا کیجیے جس مقام پر ٹھہرے سحر کرکے اسکو ماریے اور

لوحین لیکر آ ببئے طلسم کشاکو رہا کیجیے شاید یہ بات بن پڑے وزیرزادی یہ سُنتے ہی اُٹھی اور کبوتر نکے تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب جادو نہایت تیز پر ہو سناٹے مین جاتا ہو دوسرے وزیرزادی نے دیکھا کہ عقاب بڑی تیزی سے جا رہا ہو اُسنے اُسکا پیچھا کیا مگر تھک گئی ہو ڈرہی کہین گر نہ پڑون عقاب جادو اُڑتے اُڑتے پیاسا ہوا چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ پہاڑ پر ایک چشمہ پانی سے بھرا ہوا نظر پڑا عقاب جادو چشمۂ آب دیکھکر گھبرا گیا خیال مین آیا کہ پہاڑ پر اُتر کر پانی پی لون تو آگے بڑھون ایسا نہ ہو شدت عطش سے بدحواس ہو جاؤن ابھی تو بڑی دور جانا ہو کئی دن اُڑنا پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر اُترا وزیرزادی آسمان سے یہ دیکھ کر کہ عقاب بر سر کوہ اُترا اُترتی ہوئی سر پر آکر لہرائی کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری عقاب پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری عقاب کا مرنا کہ وزیرزادی نے آکر سر کاٹ لیا اور لوحین نکالکر رومال مین لپیٹین اب دل مین قوت ہوئی جی مین کہتی ہو اب دس لاکھ بھی میرا کچھ نہین کر سکتے لوحین لیکر طرف قلعۂ آبگینہ کے چلی یہان نیرنگ جادو حفاظت کر رہی ہو راستہ بند کر دیا ہو جو کوئی ساحر یا غیر ساحر اُدھر سے نکلا کسی کو گولہ مار دیا کسی پر باش کے دانے پھینکدیے سیکڑون راہ گیر مار ڈالے چاہتی ہو کہ اِدھر سے کوئی راستہ نہ چلے شراب کے نشے مین بلبلا رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کیون مین نے کیا کام کیا ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہو اب صبح کو قتل کرینگے کل خاتمہ ہو جائیگا کنیزین خوشامد سے کہتی ہین واری آپ نے طلسم کو بچا لیا ورنہ ہم لوگ زندہ نہ بچتے آپ سبکی جان بخش ہین آپ کی وجہ سے سب اہل طلسم بچے کہ سامنے سے دیکھا ایک نازنین شعلہ رخسار اسی جانب چلی آتی ہو نیرنگ نے پکارا کہ کون آتا ہو اسطرف نہ آؤ مگر اُس شعلہ جوالہ نے کچھ جواب نہ دیا طرف چبوترے کے چلی کہ جہان شاہزادہ قید ہو نیرنگ نے دیکھا کہ وہ نازنین قریب چبوترے کے پہونچا چاہتی ہو للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو کون ہو یہ کہکر گولہ پھینکا وزیرزادی نے لوح چمکا دی گولہ پھٹ کر گرا نیرنگ نے پکارا کہ او گیسو بریدہ غضب کیا کہ میرا سحر دفع کر دیا تیری بھی طلسم کشا کے ساتھ موت ہو سامنے دیکھ لے کہ کئی سو مردے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین یہ سب اسی جرم پر مارے گئے ہین منادی ہو کہ کوئی اسطرف سے راستہ

نہ چلے مگر وزیرزادی مردانہ وار چبوترے پر چڑھگئی اور پکار کر آواز دی اے شہریار یہ کنیز حاضر ہی لوچین لائی ہون گرد شاہزادے کے آگ روشن ہی وزیرزادی نے جیسے ہی لوچین پھینکین سب آگ تو پانی ہوگئی شاہزادے نے جو تختیان اُٹھائین اور گلے مین پہنین سب تیرہ غائب ہوئی مگر شاہزادہ حیران ہی کہ یہ نازنین کون ہی اسنے کیون مدد کی اُس نازنین نے پکار کے آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون انتشار مین ہین مین آپ کی کنیز ہون آپ کے خدا نے آپ کی مدد کی نیرنگ نے جو دیکھا کہ وہ نازنین طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی غصے مین جھپٹی قریب آکر للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے بڑی قیامت کی سحر کر کے آگ بجھائی اب تیرا سر کاٹونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادہ جست کر کے قریب آیا اور للکارا کہ او مکارہ تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمارے محسن کو قتل کرے شاہزادے کو جو نیرنگ نے اپنے قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اُسی تیغ سے نیرنگ کو قتل کیا کنیزون نے جو دیکھا کہ نیرنگ قتل ہوئی بلوہ کر کے جھپٹین وزیرزادی نے سحر کرنا شروع کیا کئی سو کنیزون کو جلا دیا اب جو کنیزین بھاگ بھاگ کر نکلین تو تمام قلعے بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی نیرنگ قتل ہوئی ہر طرف سے جادوگرون نے بلوہ کیا شاہزادہ بکر دفر لڑتا ہوا طرف بارگاہ انجام کے چلا وہان انجام پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکے جگایا اور عرض کی کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی اور نیرنگ قتل ہوئی طلسم کشا ساحرون سے لڑتا ہوا آتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ آپ کی وزیرزادی اُنکے ساتھ ہی ایسے ایسے سحر کر رہی ہی کہ کسی کو قریب طلسم کشا کے نہین آنے دیتی یہان راہ مین ایک حجرہ ملا جسکو دیکھکر وزیرزادی نے شاہزادے سے کہا کہ اِس حجرے مین غلام آپ کا شوکت جادو قید ہی اسکو رہا کیجیے وہ بھی ساحر بے نظیر ہی شاہزادے نے بڑھکر چاہا قفل توڑون یکایک کرگدن جادو کہ نگہبان تھا اُسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تھپکی کا ہاتھ مار دیا ہاتھ کٹ کر گرا کرگدن نے مُنھ سے آگ چھوڑی شاہزادے نے لوح چمکا دی کہ کرگدن نابینا ہو گیا شاہزادے نے ایک لات ماری کہ سر کرگدن کا پھٹ گیا کرگدن کو مار کر شاہزادہ حجرے مین آیا شوکت کو رہا کیا شوکت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا

کہا اے شہریار حضور نے مجھکو رہا کیا تھا مگر گردن پھر پکڑ لایا شاہزادہ شوکت کو ساتھ لیکر
حجرے سے نکلا تھا کہ ساحرون کا بلوہ ہوا اور ڈنکے پر چوب پڑی آگے آگے انجام جادو
پشت پر سب ساحران غدار سامنے آکر سحر کرنے لگے شاہزادے نے لوح کو جنبش دی
سحر ساحرون کے پلٹنے لگے شوکت و وزیرزادی دونون سحر کر رہے ہین شاہزادے کو
بچاتے ہین شاہزادہ خود بڑھ بڑھ کے لڑ رہا ہے مگر گلزار و گلبین و برگ دوسرے حجرے
مین قید تھین الماس نارنجی پوش بھی مقید ہے گلزار سے کہ رہی ہے کہ اے گلزار اب خاتمہ ہے
جسقدر رات باقی ہے یہی وقت ہماری زندگی مین باقی ہے اب کوئی صورت ہماری زندگی کی
نہین کہ گلزار نے اشارے سے کہا لو واری خدا نے فضل کیا سارے قلعے مین ہلڑ ہوگیا ہے
کہ طلسم کشا آ گئے کہ دروازہ کھلا دیکھا شاہزادہ تیغ بکف آکر پہونچا سب پر عکس لوح کا ڈالا
یہ بھی قیدی نکلے نکلتے ہی آگ برسا دی گلزار کو دیکھکر ہزارون جادوگر شریک ہونے
لگے تھوڑے عرصے مین کئی ہزار جادوگر شریک ہوے گلزار نے پکار کر آواز دی کہ جو
نہ شریک ہوگا وہ قتل ہوگا بڑا صدمہ اٹھائیگا قلعے مین رہنے نہ پائیگا انجام جادو نے
دیکھا کہ جادوگر افسرون کو ساتھ لیکر شاہزادے کے شریک ہونے لگے تھوڑے عرصے
مین اسقدر جادوگر جمع ہوے کہ تمام صحن بھر گیا انجام نے وزرا سے صلاح کی کہ کیون
اب فتح ہوتی نہین معلوم ہوتی طرف گنبد ارسطو کے چلتی ہون وہان چلکر حاکم سے صلاح
کرونگی کہ تمھاری کیا رائے ہے اب جنگ کرون یا نکلجاؤن سب نے کہا نکل چلیے انجام نے
سحر کیا کہ اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین تڑپ کر گری اپنی بیٹی کو اُٹھا لیا اور تخت پر ڈال لیا
چونکہ بادشاہ طلسم ہے لاکھون جادوگر اسکے ساتھ ہوے انجام نے فرار پر قرار کیا یہان
شاہزادے نے قلعے کو فتح کر لیا مگر تلاش جو کیا تو ملکہ کو نہ پایا گلزار نے کہا اے شہریار غضب
ہوا ملکہ کو انجام لیگئی اسی وجہ سے اُسنے سحر کیا تھا اندھیرے مین لیگئی شاہزادے نے
کہا ہرکارے جائین اور خبر لائین ہرکارے گئے شاہزادے نے تخت پر گلزار کو بٹھایا
لشکر آراستہ کیا اور فرمایا کہ اے گلزار مین آگے بڑھتا ہون تم لشکر لیکر آؤ طاؤس نے کہا
اے شہریار تامل کیجیے خبر تو آجائے کہ جاکر انجام نے کیا کیا اور کہان گئی گلزار نے کہا لیکن

یقین یہی ہو کہ یہان سے بھاگ کر گنبد ارسطو پر جائے وہان کا حاکم ارسطو فطرت لقمان حکمت ہو
وہ کوئی ایسی تدبیر بتائیگا کہ جس مین حضور کا نقصان ہو مگر کاؤس صورت بدلکر بھاگا گنبد ارسطو
پر پہونچا دیکھا صلاح ہو رہی ہو ارسطو کہہ رہا ہو ای ملکہ اب کوئی تدبیر نہین بن پڑتی ایک کام کیجیے کہ
سات خندقین کھدوائیے اُسمین لکڑیان بھروا کر روشن کرا دیجیے جب شاہزادہ پہونچیگا تو آتش
سحر تصور کر کے اپنے کو گرا دیگا جلکر رہجائیگا اور ملکہ کو قفس مین بند کر کے قفس کو ایک ستون
مین لٹکا دیجیے طلسم کشا معشوق کو دیکھکر بدحواس ہو جائیگا فورًا آنیکا ارادہ کریگا اُسی آگ
مین تمام ہوگا انجام نے حکم دیا سات خندقین کھدکر تیار ہوئین لکڑیان اُسمین بھروا دین
اور آگ روشن کرائی مگر شاہزادہ ابلق مجنون دریائی پر سوار ہو کر چلنے کو تھا کہ کاؤس آگے
پہونچا یہ سب خبر سنائی شاہزادے نے کہا اگر سات دریا آتش کے ہونگے تو اُسکو طے
کر کے جاؤنگا مگر گلزار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور تامل کرین پہلے ہم لوگ جاتے ہین
جاکر آگ کو بجھائین تب آپ تشریف لائین آپ کے سوا کسکی مجال ہو کہ اُس مقام کو
طے کرے مگر یہ تو سمجھ لین کہ آتش سحر ہو تو اُسکو بجھائین شاہزادے نے کچھ جواب نہین دیا
گھوڑے کو بڑھا کر چلا ابلق مجنون دریائی کا سا مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو اگر کوئی
نخل سامنے پڑگیا تو اُسکو ٹھوکر مارکر گرا دیا اور خود آگے بڑھا اسطرح شاہزادہ پہاڑونکی
راہ طے کرتا ہوا سامنے گنبد ارسطو کے پہونچا دور سے دیکھا کہ شعلۂ آتش آسمان کو پہونچ
رہے ہین شاہزادے نے سامنے خیال کر کے دیکھا ایک تالاب مین پانی جوش مار رہا ہو
گھوڑے کو تالاب مین ڈالدیا گھوڑا پانی مین تر ہو گیا قطرہ ہاے آب ٹپکنے لگے اور شاہزادے
نے یہ بھی دیکھا کہ برابر گنبد ارسطو کے ایک ستون پر پنجرا ملکہ کا ہو ملکہ نے جو شاہزادے کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ اِدھر نہ آئیے گا یہ سب آتش اصلی ہو کنیز کی رہائی ہو جائیگی آپ تکلیف
نہ کرین اور میرا تو یہ حال ہو کہ آتش فراق جلائے دیتی ہو قفس آہ سے گرم ہو رہا ہو ہتھکڑیان
بیڑیان شعلۂ آتش سنگین اصل مین یہ کیفیت ہو

نظم

پہونچی درون سینہ سلگ کر جگر مین آگ | ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہو رات دن | کیسی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
ہے عمر طول آہ شرربار کی مرے
جز نخل عشق اور ہے وہ کونسا شجر
پڑتے ہیں آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
ہے نار سوز ہجر کو پھونکا ہے میں نے دل
وہ سنگدل بجا ہے جو شعلہ مزاج ہے
میں آپ جلگیا تپش التماس سے
بلبل کی گریہ ہون سے تعجب ہوا مجھے
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا میں
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہے
کیا منہ ہے کیا مجال کسی کی ہے اب نسیم

دی شعلہ ہائے حسن نے پائے نظر مین آگ
دہکا گئی شام و سحر چشم تر مین آگ
ہنگام احتیاج ہے موجود گھر مین آگ
ہو جسکے بیخ و ریشۂ و برگ و ثمر مین آگ
اے چشم تر نہان ہے مگر اس گہر مین آگ
کہتی ہے آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
جو سنگ ہے ضرور ہے اُسکے جگر مین آگ
بخشی مری دعا نے خود اپنے اثر مین آگ
بھر دی کہان کی عشق نے اس مشت پر مین آگ
قسمت مری لگا گئی دیوار و در مین آگ
ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ
پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شعر تر مین آگ

شاہزادے نے یہ اشعار دلسوز جو معشوقہ کی زبان سے سُنے بیقرار ہو گیا دل پر قابو نہ رہا مرکب پر لگامیان کر رہا تھا شاہزادے نے کوڑا مارا وہ مرکب ہوا سے آگے چلنے والا بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا یہ تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا یہ ایک رہوار تھا کوڑا کھا کے اُسنے جست کی خندق مین جا پڑا پھر شاہزادے نے کوڑا مارا اُس خندق کو پھاند کر دوسرے خندق مین جا گرا وہان بھی شاہزادے نے کوڑا مارا شاہزادہ آگ سے محفوظ رہا چونکہ پانی مین ڈوبے ہوے تھے لباس جلتا نہین چھٹے خندق مین جو جا کر گرا اب گھوڑا بہت بے حال ہوا مگر شاہزادے نے دو کوڑے مارے طرارہ بھر کے بر سر خندق آیا فوج ساحران ٹوٹ پڑی چاہتے تھے گھیر کر شاہزادے کو پا لین مگر یہ نہنگ بحر جرأت نعرہ کر کے لڑنے لگے جو مقابلے مین آیا وہ الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو ساحر اُس مقام پر قتل ہوے مگر پیچھا نہین چھوڑتے انجام انتظار کر رہی ہے کہ گھیر کر گرفتار کر لونگی برق شمشیر چمک رہی ہے کسکی مجال ہے کہ شاہزادے پر ہاتھ ڈالے یکایک آسمان پر

لگا ابر پیدا ہوا ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ سب کے آگے شوکت جادو اور ہیرا ابراس کے
ونہ بوزادی پانی برساتے ہوئے نمایاں ہوئے اب جو لشکر شاہزادہ آکر گرا ساحروں سے
سحر چلنے لگا یہ حکم انجام وگلزار نقیب پڑھکے اشعار عبرت پڑھتے ہیں بیچ لشکر میں آکر پکارتے
ہیں کہ اے مردان یکہ شیدہ تا جامۂ زنان نہ پوشید فرو روز جنگ است جنگ باید کرد بکہ کوشش
نام وننگ باید کرد یارو آگاہ ہو کر موت سے کسی کو چارہ نہیں ہے بڑے بڑے شاہان جہان
تاج وتخت چھوڑ کر چل بسے کوئی شی کام نہ آئی فقط اعمال ساتھ ہوئے جب قبر میں پہونچے تو نکیرین
نے آکر سوال کیا کہ خدا تیرا کون ہے اگر مردہ با اعتقاد ہے تو اسنے جواب باثواب دیا کہ اللہ جل جلالہ
ربی نکیرین نے پوچھا کتاب تیری کیا ہے جواب دیا قرآن وکتاب یہ باب رسالت وامامت میں
بھٹکا اگر بوئے محبت حیدر کرار غیر فرار قلب سے آئی تو بیڑا پار ہے اگر بوئے محبت نہ پائی تو پھر
فرشتوں نے سوال کیا کہ اپنے اعمال لکھو میت نے جواب دیا قلم دوات کاغذ کہاں نکیرین
نے کہا انگلی تیری قلم ہے اور دہن تیرا دوات ہے کفن کاغذ ہے اب جو اسنے ارادہ کیا کہ گناہ
لکھوں جو جو دنیا میں کیے تھے وہ سامنے آئے سب اعضا دشمن ہوگئے تو یارو یہ دنیا
ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے جھکر لڑو نام روشن کرو طلسم کشا کو گرفتار کرو اور طرفدار طلسم کشا
کہتے ہیں کہ اے سرداران نامی واے پہلوانان گرامی انجام کا خیال کرو جو کچھ کہ کہ گئے ہیں یہی قبر
میں پیش آتا ہے نام کفر صفحۂ عالم سے مٹاؤ پروردگار کا اعتقاد کامل کرو دوپہر کامل جنگ رہی
مگر گلزار نے وہ سحر کیے کہ زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برس رہی ہے سب سے زیادہ شوکت
بڑھ بڑھ کے شاہزادے پر سینہ سپر ہوتا ہے کسی ساحر کو قریب نہیں آنے دیتا جس ساحر نے
چاہا کہ بڑھکر طلسم کشا پر ہاتھ ماروں شوکت نے بڑھکر اسکو جلا دیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا ہوا
قریب انجام پہونچا افسران فوج انجام شاہزادے پر گرے کہ تا یہ افسر اعلی نہ جانے
دیں مگر شاہزادہ سب کو قتل کر کے قریب انجام پہونچا انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے
نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح کو چمکا دیا انجام نابینا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ مارا
کہ انجام واصل جہنم ہوئی رہرو راہ عدم ہوئی مرنا انجام کا سب ساحر رومالوں سے
ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے اطاعت اسلام کی شاہزادہ جنگ فتح کرکے جو پلٹا اور طلو

یہان کا جو حاکم ہو وہ بھی بہ صدق دل مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی یہ گنبد ارسطو ایک مقام بزرگ ہو اُس مین تشریف لے جائیے جو نیت کیجیے گا وہی سانحہ نظر آئیگا شاہزادہ اول بسم اللہ کر کے داخل گنبد ہوا اگر دل مین خیال گلشن بھرا ہوا ہو کہ اُس حریق آتش اشتیاق نے جان دی اُسکا کیا انجام ہوا اے گنبد ارسطو بحق اسماے حسینہ مین گلشن کو دیکھون یہ کہکر شاہزادہ بیٹھا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ دل وا ہوگئے دیکھا گلشن جادو ایک قفس مین بند بیٹھی ہو مقام باغ ہو ایک جادوگر سیہ فام جبر کر رہا ہو مگر گلشن شاہزادے کا نام لیکر یہ اشعار پڑھ رہی ہو

نظم

کب مین فارغ قید وحشت سے قفس مین رہا ✧ پانؤن مین زنجیر یہنی طوق گردن مین رہا

دل پریشان تھا سو آنسو بھی پریشان ہوگئے ✧ ایک ٹھہرا آنکھ مین اور ایک گردن مین رہا

آنے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا ✧ ایک دم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

سنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپ کی ✧ پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گھٹتے گھٹتے تن لباں رشتۂ باریک تھا ✧ مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین ✧ بعد صیقل سورچہ ویسا ہی آہن مین رہا

کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے ✧ فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم ✧ انتہا کا پھر فرا آغوش مدفن مین رہا

شاہزادے نے جو یہ حال گلشن کا دیکھا ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا کاؤس دوڑ کے اندر آیا عرض کی شہریار خیر تو ہو شاہزادے نے کہا مین نے گلشن کو اس حال مین دیکھا کاؤس نے کہا ارسطو سے پوچھیے اور تقریر کی تصویر کھینچیے کہ ارسطو بتائے کہ یہ مقام کون ہو ارسطو سے جو آکر پوچھا ارسطو نے کہا ایسا مقام طلسم مین نہین ہو کاؤس نے کہا مین تلاش کو جاتا ہون یہ کہکر کاؤس براے تلاش نکلا مگر حال گلشن اب تحریر کرتا ہون کہ جب گلشن کو آگ پر بہرام نے بٹھایا ہو تو دھوان بلند ہوا ایک ساحر جو مین زیر بیت بادۂ کفر سے مست اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک نازنین آگ پر بیٹھی ہو اور گرد شعلہ ہاے آتش بلند ہین دھوان پیچیدہ عقاب بنکر گرا گلشن کو اُٹھا لیگیا

اپنے باغ میں لایا شب کو جلسہ آراستہ کیا گلشن کو بلوایا اور سوال وصل کیا ملکہ نے جوابدیا
او ملعون اپنی صورت دیکھ مین تیرے لایق ہون تیری پوتی معلوم ہوتی ہون ہر چند عقاب
نے کہا مگر گلشن نے نہ مانا عقاب نے پوچھا بھلی تمکو کون جلا رہا تھا کسنے آگ پر بٹھایا تھا
گلشن نے کہا ہمسے خطا ہوئی ہمارے بزرگ سزا دیتے تھے تو کیون اُٹھا لایا مین زہر کھا کر
اپنی جان دونگی تجھکو قبول نہ کرونگی جب اِس مقدمے کو عرصہ گذرا تو اُسنے کنیزونسے پوچھا
کیون صاحبو آخر کیا کرون کنیزون نے کہا جب آپ انہین کوٹھری مین بند کرتے ہین تو کسی کا
نام لیکر روتی ہین ہم لوگون نے سُنا کہ ماہ عالم افروز کہکر روتی ہین عقاب نے کہا
دریافت کرو کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہی مین اُسکو پکڑ لاؤن اور سامنے اُسکے قتل
کرون تب مجھسے راضی ہو آگاہ ہوجائے کہ معشوق قتل ہوا تو سوا اسے میرے قبول
کرنے کے کیا کر سکیگی یہ سوچکر بالاے بام آکر بیٹھا سحر کو چکایا مگر ابتک نہین معلوم ہوا
کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہی کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی عقاب نے سر اُٹھا کے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی اور دمبدم پکارتی ہی ای فرزند تم خاک کا پیوند ہوے آج چوتھا دن ہی کہ یہ
پالنے والی ڈھونڈھتی پھرتی ہی تمھاری صورت نہین دکھائی دیتی صورت اپنی دکھاؤ اس
ضعیفہ کو شاد کر جاؤ عقاب جادو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگیا کوٹھے سے اُترا جنگل مین آکر
اُس ضعیفہ کا ہاتھ تھام لیا گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک ضعیفہ نہایت گوری
جھریان پڑی ہوئی رونے سے آنکھین سرخ ہورہی ہین عقاب نے پوچھا ای مادر مہربان
کیون روتی ہو تمھارے رونے سے دل کانپتا ہی بڑھیا نے بنگاہ غور عقاب کو دیکھا
دیکھتے دیکھتے اپنے مقام سے اُٹھی عقاب کی بلائین لینے لگی کہا ای نور نظر تمھاری صورت
کا میرا بیٹا تھا بالکل یہی سن و سال یہی حسن و جمال آج چوتھا دن ہی کہ اُسنے انتقال کیا
آج اُسکی صورت کا نشان تم مین دیکھا تم بیٹا کون ہو مگر تمکو بکد رہاتی ہون مین محتاج نہین
ہون سب کچھ میرے پاس ہی یہ کہکر کمر سے بٹوا نکالا اُسمین سے نگینے نکالے کہا لو بیٹا یہ صرف
کرو جو مزاج مین آئے وہ کرو اور گھر مین سب کچھ ہی ایک گانون تمھارا باپ چھوڑ گیا ہی اُسکو

بیچو ناچ وغیرہ دیکھو شراب پیو عیش کرو مین اپنی جان تک تمھارے واسطے صرف کرونگی عقاب نے کہا ای مادر مہربان مجھے خود سب کچھ میسر ہی مین آپ کا خرچ کرنا نہین چاہتا ہی چاہتا ہون کہ چلکر بہ آرام بیٹھو جو کچھ مجھکو میسر ہی اُسسے تنا ول کرو بڑھیا نے کہا بیٹا یہ نہ کہو میرا جان و مال سب تمپر نثار ہی کسی بات مین کمی نہ کرونگی عقاب بڑھیا کو لیکر کوٹھے پر آیا مگر ملول وحزین ہو رہا ہی بڑھیا نے پوچھا بیٹا چپ کیون بیٹھے ہو عقاب رونے لگا کہا ای مادر مہربان ایک نازنین کو لایا ہون کہ حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال لیکن مہینون سے قید ہی مجھکو قبول نہین کرتی اُسی غم مین ہون بڑھیا نے کہا بیٹا بیٹھو وہ کون سی عورت ہوگی کہ تجھ ایسے جوان کو نہ قبول کریگی مین تو اُسکو دیکھون ایسا سمجھا دون کہ تمپر عاشق ہو جائے سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کردیا کہ شوہر کو چھوڑکر نکل گئین اور میرا فرزند یون بیقرار ہو ذرا مجھکو اُستک بھیجو ایسے دو انچھر پڑھون کہ تمپر مائل ہوجائے عقاب نے کنیزون کو حکم دیا کہ مادر مہربان کو قفس کے پاس لے جاؤ کنیزین اُس بڑھیا کو بارہ دری مین لیگئین بڑھیا نے جاکر دیکھا کہ گلشن قفس مین بیٹھی رو رہی ہی جھک کر سلام کیا گلشن نے کہا او بڑھیا بیٹی تو کون ہی بڑھیا نے چپکے سے کہا آپنے غلام کو نہین پہچانا گلشن نے حیران ہوکر کہا کوئی غلام لونڈی نہین ہی اس مصیبت مین سوائے پروردگار کے کون شریک ہی بڑھیا نے کہا آپ کا غلام کاؤس تیز رو عیار فتاح طلسم آئینہ شاہزادہ ماہ عالم افروز ہون نام شاہزادے کا سنکر گلشن مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا ای کاؤس تمھاری منظور نظر بھی قید ہی کاؤس نے کہا انشاء اللہ عقاب کو مارتا ہون اتنا کہدیا کہ مین خود تجھپر عاشق ہون گلشن نے کہا یہ کلمہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا کاؤس نے کہا خیر مین سمجھ لونگا یہ کہکر کاؤس باہر نکلا پاس عقاب کے آیا کہا ای فرزند مین راضی کرآئی تمھاری عقل کی کوتاہی ہی وہ تو خود تمپر جان دیتی ہی مگر تمنے ابتدا سے اُسپر ظلم کیا اُسکو بھی ضد ہوگئی تمھارا ہی نام لے لیکر روتی ہی مجھسے سب حال بیان کیا مین نے کہدیا کہ اب تمپر عدت نہ ہوگی وہ تمسے راضی ہی جلسہ آراستہ کرو مین بلواتی ہون بیٹھکر گاؤنگی اپنے بچے کا دل بہلاؤنگی یہ کہکر عقاب کو زیر قصر لائی جلسہ آراستہ کیا قفس گلشن کا منگوایا اور قفس سے نکلوایا سامنے بیٹھکر بڑھیا

یہ خوش آوازی یہ غزل گانے لگین **نظم**

تیرے جلوے سے جو یون ہر ہر بیتاب ہو ‏ ‏ کیون نہ پھر جادہ ترے شیدان بھی چہ سیماب ہو

گورے گورے گال تیرے دیکھکر پھر آب ہو ‏ ‏ آب ہوکر جوش بیتابی سے پھر سیماب ہو

ہون وہ گریان جو رندہ پھر اشک کا سیلاب ہے ‏ ‏ چشم تر بیتاب مثل ماہی بے آب ہو

کان سے اپنے اتارے تو جو اے دریا شکن ‏ ‏ بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو

برشگال پھر ساقی ہین اگر نالہ کرون ‏ ‏ رعد کا زہرہ برنگ آب باران آب ہو

بیقراری کا ہون بیتلا مثل سورج اے پری حسن ‏ ‏ کیون نہ پھر بارہ کی مچھلی ماہی بے آب ہو

تم بھی ہنستا ہے غافل سہی اے نہ ابرو ‏ ‏ سمجھے ہو اری جسے تم افسانہ ہو وہ خواب ہو

جوش ہے آنسو نکا دیکھ لے دریا اگر ‏ ‏ کان ہین حلقہ غلامی کا وہین گرداب ہو

سر کشتی تیری ہی کیا زاہد کہ اس بت کے حضور ‏ ‏ تیری مسجد کا منارہ ہوکے خم محراب ہو

ہین بھی کعبے ہین بھی اللہ سے مانگون مراد ‏ ‏ میری طاعت کو اسی دروازہ کی محراب ہو

واعظون سے ملتے ہین ہم رند مشرب اسطرح ‏ ‏ جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو

تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے ‏ ‏ روزن دیوار جاکے دیدۂ بیخواب ہو

بڑھیا نے اس مزے سے اشعار گائے کہ عقاب جادو بیقرار ہو گیا بڑھیا نے ایک
جام لبریز کیا خواصون سے کہا تم بھی شراب پیو مین اپنے فرزند کی شادی کرونگی ایسا
جلسہ ہو کہ تمام رئیسان شہر جمع ہون عقاب جادو نے جام لیا مادر مہربان کہکر سلام
کیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ مین گانون پھر جلسہ کرونگی کہ تم بھی خوش ہو عقاب جادو
جام پی گیا اور کنیزین بھی پینے لگین کنیزون نے جو شراب پی اور بیہوشی نے تاثیر کی
دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کا دوپٹہ کھینچا دوسری نے کہا لو تمھارے
منھ پر سانپ لہرا رہا ہے اسنے جواب دیا کہ لو اد یکھ رہی ہو کہ موذی لہرا رہا ہے تم بارتی
نہین ہو اس کنیز نے جوتا اٹھا کر منھ پر کنیز کے مارا ہائے کہکر وہ گری دونون بیہوش
ہوئین کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین عقاب جادو یہ کہکر اٹھا کہ مادر
مہربان تم دیکھ رہی ہو ان خواصون نے محفل کو میری بازار بنا دیا بیہوشی کام کرچکی

تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا کاؤس نے اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم منتر بن منتر پر ہم گن محفل
فرزند شاپور شیر دل خنجر مار کے عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک سب کے سب ہنگام سبھی منتر
کاؤس نے قتل کیا محفل کو مزبلہ قصابان بنا دیا صبح ہوتے ہوتے کاؤس نے صبح کردی
صبح کو ملکہ گلشن اور وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت پر سوار کرکے لے چلا وزیرزادی نے ایک
تخت سحر تیار کر لیا ہی آگے سب کے ملکہ گلشن پہلو میں وزیرزادی پشت پر کاؤس تخت
اُڑاتا ہوا چلا یہاں ملکہ گلزار جادو خزانہ طلسمی نکلوا رہی ہیں کنارے پر لشکر کے زار و نزار
نالاں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا گلزار نے سر اُٹھا کر بیٹی کو جو دیکھا گلزار کا حال ہو گیا
غنچہ خاطر شگفتہ ہوا حیران تھی کہ اسکو تو جلا دیا تھا یہ زندہ کیونکر ملی جھپٹ کر شاہزادے
سے خبر کی کہ منتر کاؤس ملکہ کو لیے ہوئے آتا ہی شاہزادہ و گلیں و برگ و شنو کیت و فرہت
سب برائے استقبال دوڑے ملکہ گلشن آ کر ملیں شاہزادے نے پوچھا اے ملکہ عالم یہ کیا
معرکہ تھا کیونکر اُس آگ سے جان بچی گلشن نے بیان کیا کہ عقاب جادو مجھکو اُٹھا لے
گیا تھا مگر پروردگار نے اُسکے پنجۂ بدعت سے بچایا کاؤس خوب وقت پر پہنچا
شاہزادے نے کہا اے ملکہ عالم میں نے تمھارے دشمنوں سے انتقام لیا طلسم فتح ہوا
مگر بخدا دل کو آرام نہ تھا جب ارسطو نے بیان کیا کہ گنبد ارسطو میں جا کے پہلے تمھارا
نام لیا معلوم ہوا کہ تم زندہ بیٹھی ہو تو کاؤس کو روانہ کیا کاؤس مثل اپنے باپ کے
نامی و گرامی ہوگا اب جو خزانہ نکلا بارہ ہزار جوانوں کے سلاح جنگ سونے کی پاکھریں
سب سامان اسی طرح کا طلسمی خزانے سے نکلا اُن سب کو شاہزادے نے بار کروایا
اور کوچ کیا طرف اپنے ملک کے چلے شکار کھیلتے ہوئے جاتے ہیں کہ ایک آہو سامنے
سے شاہزادے کے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا سپہر سپہر تک اُسکے تعاقب
میں گئے بعد پہر سپہر کے اُس آہو کو شکار کیا اب جو چلے تو راستہ بھولے رات بھر پھری
کی مگر منزل مقصد پر نہ پہونچے صبح کو ایک شہر معلوم ہوا اُس شہر میں داخل ہوئے شہر
آباد رعایا دلشاد ایک مقام پر آ کر دیکھا ایک درخت میں کمان لٹکی ہی اور ایک
توڑا اشرفیوں کا رکھا ہوا ہی چند سپاہی بیٹھے ہیں آوازدے رہے ہیں کہ یہ کمان

شہباز بکہ تاز مشرقی کی ہی جو اسکو کھینچے وہ یہ ہزار اشرفیاں لے شاہزادے نے کمان اُتاری سپاہیوں نے کہا بھی کہ یہ کمان شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی وہ اس سے کام لیتے ہین اگر نہ کھنچ سکیگی تو شہباز قید کریگا شاہزادے نے کہا جن لوگون نے نہین کھینچی انھون نے کچھ خیال نہین کیا اب انشاء اللہ ہم اسکو کھینچین گے یہ کہکر شاہزادے نے کمان اُٹھائی تیسرے تلاّبے مین کمان کو توڑ کر پھینکدیا اور کہا اس گھٹی کمان پر یہ گھمنڈ تھا سپاہیون نے وہ توڑا اشرفیونکا سامنے کر دیا کہا اب یہ آپ کا مال ہی غربا آکر جمع ہوگئے شاہزادہ اشرفیاں تقسیم کر رہا ہی سپاہیون نے جاکر شہباز سے اطلاع کی کہ ایک شاہزادہ نہایت حسین و جمیل آوارہ ہو کر آیا ہی اُسنے آپ کی کمان توڑ ڈالی شہباز سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ شاہزادہ اشرفیان بانٹ کر چاہتا ہی کہ سوار ہون کہ شہباز نے آکر صورت زیبا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوگیا کہا اب آپ کہان جاتے ہین غلام کو سرفراز فرمائیے مین آپ سے امتحان کرونگا اگر آپ نے مجھکو زیر کیا تو ملک و مال سب نثار کرونگا اور اگر مین غالب آیا تو کل فوج کا سپہ سالار کرونگا شاہزادہ شہباز کے ساتھ دار الامارۃ مین آیا جو افسر جمال بے مثال دیکھتا ہی حیران ہو جاتا ہی کہتا ہی اے شہباز اس صورت کا انسان آجتک نہین دیکھا شہباز کہتا ہی اب کل حال کھلیگا دار الامارۃ مین لاکر شاہزادے کو مقام صدر پر جگہ دی صحبت آراستہ ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ طبل کشتی بجواؤ اکھاڑہ درست ہو ملازم اس خیر خواہی مین مصروف ہوے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین صدائے ہو شاہو ش و نوشا نوش بلند ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار گا رہی ہین نظم

جلوۂ رخسار جانان سے نکل آتی ہی دھوپ
وصل کی شب میرے ویرانے مین آجاتی ہی دھوپ

کیا شب وصل صنم کی چاندنی آتی ہی یاد
روز فرقت جب مری دیوار پر آتی ہی دھوپ

وصل کی شب صبح ہوتے ہی بندھا اشکونکا تار
پیشتر اے چشم تر بارش مین چھپ جاتی ہی دھوپ

وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہی کمال
میرے گھر مین چاندنی آتے ہی بنجاتی ہی دھوپ

منکشف خورشید ہو جاتا ہی آتے ہی ادھر
بار کب ظلمت کدے مین ان دنون پاتی ہی دھوپ

کسقدر پرنور ہی سایہ مرے محبوب کا
ہجر مین تاریک ہی رہتا ہی ویرانہ مرا
ہوتی ہی برپا قیامت مہر و مہ ہوتے ہین جمع
جسدن اُٹھ جاتا ہی تو اندھیر ہوتا ہی جہان
بیٹھتا ہون جب مین تیرے سایۂ دیوار مین
ہی مسخر آفتاب آسمان حسن بھی

چاندنی کی کیا حقیقت ہی کہ شرماتی ہی دھوپ
رات کو گر چاندنی تو دنکو ترساتی ہی دھوپ
وصل کی شب ساتھ اپنے چاندنی لاتی ہی دھوپ
سایے کے مانند بس تاریک ہو جاتی ہی دھوپ
چڑھتے چڑھتے ضد کے مارے پھر اُتر آتی ہی دھوپ
کیا عجب ناسخ جو بندش مجھسے یون پاتی ہی دھوپ

شاہزادہ شب بھر مصروف صحبت رہا صبح کو شہباز نے شاہزادے سے کہا کہ اکھاڑہ تیار ہی بہتر ہے آپ کے امتحان ہو جائے شاہزادے نے کہا بسم اللہ ہمراہ شہباز جو بارگاہ سے نکلے تمام خلقت کا جماؤ دیکھا گرد اکھاڑے کے لوگ بیٹھے ہین انکا انتظار کر رہے ہین کہ شاہزادہ آکر پہونچا سب اہل شہر جمال بے مثال دیکھکر تعریفین کر رہے ہین اور ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان شہباز سے کیا لڑیگا مگر سلطنت ملک کی لیگا شہباز جو کہتا ہی وہی کریگا کہ شہباز اکھاڑے مین کود آگیا ڈنڈ پیلکر مٹی بازوون پر چڑھائی بیچ اکھاڑے مین کھڑا ہو کر جھومنے لگا پکارکر آواز دی ای شہریار آیئے شاہزادہ بھی اکھاڑے مین کود پڑا شہباز سے کشتی ہونے لگی شاہزادہ جہان پکڑ لاتا ہی خوب گھسے مارتا ہی شہباز خستہ و شکستہ ناتھنے سے خون جاری بدحواس ہو رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ بھی دل مین کہتا ہی کہ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ پڑا تھا حقیقت مین بلاے روزگار ہی دیکھیے کیونکر زیر ہو الغرض تین پہر شہباز سے لڑتے پہر دن رہے شہباز نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون شہباز سے شاہزادے نے کہا کوئی بات اُٹھ نہ رہے شہباز شاہزادے کو لے دوڑا اُٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان آکر ہکہ مارا کہ شاہزادے کا بایان گھٹنہ آشنا بہ زمین ہوا شہباز اوپر آکر چھایا کمر نہ بجبر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اکھڑ جاتا مگر لنگر مین شاہزادے کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون شاہزادہ تڑپ کر اُٹھا شہباز کو ریلکر لے دوڑا پچیس قدم تک ریلکر لایا وہان آکر ہکہ مارا کہ شہباز کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے شہباز نے چاہا

لنگر قائم کرون مگر حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی شاہزادے نے دونون ہاتھ
ستون کیے اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زورمین تا بزانو دوسرے زورمین تا بہ
سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے رکھا بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ
مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا آخر پکارنے لگا ای شہریار الامان شاہزادے
نے ہاتھ سے رکھدیا شہباز قدمون پر گرا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہون شاہزادے نے فرمایا ماہ عالم افروز نواسا فغفور چینی کا نور نگاہ ایرج نوجوان
نبیرۂ قاسم عالیشان و نبیرۂ صاحبقران زمان حسب و نسب کا حال سُنکر شہباز بہت خوش
ہوا جی مین کہتا ہی کہ ایسے کا رفیق ہوا کہ اس کمسنی مین جسکی یہ قوت و طاقت ہی خدا چشم زخم
سے بچائے شباب مین اُسنے کون مقابلہ کرسکیگا عرض کی غلام کے مسلمان ہونے مین
شرط ہی مجھے عہد کیجیے کہ کل فوج کا سپہ سالار فرمایئے مجھسے بالادست کوئی نہ بیٹھے شاہزادے
نے قبول کیا شہباز مع اہالی شہر مشرق بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج سے ہمراہ
شاہزادے کے ہوا شاہزادہ بہ شوکت تمام و کیفیت مالاکلام شہباز ایسے دلیر کو ساتھ
لیکر لشکر مین آیا یہان پر سب انتظار کر رہے تھے شاہزادے کا استقبال کیا دربار مین
آئے کاؤس نے کہا پہلے چلکر مان سے ملیے پھر اختیار ہی شاہزادہ کے ہمراہ ساٹھ ہزار جوانان
گلگون پوش و دیگر جوانان پیلتن و پہلوانان تیغ زن بہ کیفیت تمام ہمراہ ہین اس شوکت و
شان سے اول شاہزادہ اُس شہر مین پہونچا کہ انجام جادو نے جسکے باشندونکو پتھر بنایا
تھا جب وہ مری تو اُن سب نے صحت پائی ہر ایک کہتا تھا ظاہر ا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے
آقا نے اُس سحر کرنے والے کو مارا جب تو ہم سب بہ صورت اصلی ہوے کہ خبر سنی شاہزادہ
آتا ہی سب اہل شہر برائے استقبال آئے شاہزادہ داخل افغانستان ہوا حاکم مقرر کیا
ملکہ گلزار کو وہ ملک دیا کہا ای گلزار تم اب اِسی مقام پر رہو طلسم کا خراج آیا کریگا وہ
تمھارے پاس جمع ہوگا گلزار جادو و گلچین و برگ شہر افغانستان مین رہے کل اہل
شہر افغانستان حیران تھے کہ شہریار نے کیا کارنمایان کیا ہی کہ طلسم آبگینہ فتح ہوا انجام
و لیسر اعظم کا مارے جانا ایک امر عجیب و غریب ہی اُسنے کون مقابلہ کرسکتا تھا اِسی شہر کا کام

تھا کہ ایسی ساحرہ کو مارا اور طلسم کو فتح کیا شاہزادہ سب سے رخصت ہوکر بعد قطع منازل وطے مراحل قریب اپنے وطن کے پہونچا ماں نے جب خبر سُنی اور رکاوس نے آکر خبر دی کہ آپکے فرزند نے طلسم آبگینہ فتح کیا شہر مشرق کے شہریار کو سپہ سالار بنایا ہی اس دھوم سے آتے ہین خزانہ بے حساب ساتھ ہی ماں کی محبت مادر رکاوس سے کہا کہ چلو کوٹھے سے آمد فوج کا تماشہ دیکھین شاہزادی و وزیرزادی و انائین و دادائیان بالاے بام آئین آمد فوج کا تماشہ دیکھنے لگین جو ملازم ملک کے تھے وہ براے استقبال پہونچے شاہزادہ بہ کیفیت تمام داخل شہر ہوا خزانے جمع ہوے شاہزادہ محل مین آیا ماں کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے مادر مہربان اب ڈیڑھ لاکھ کا لشکر میرے ساتھ ہی اگر حکم ہو تو باپ کی ملاقات کو جاؤن ماں نے کہا اے نور نظر تمھارے باپ ایسے مقام پہ ہین کہ جہان بڑے بڑے پہلوان غلامی کرتے ہین مین کیونکہ حکم دون کہ تم وہان جاؤ مگر شاہزادے نے نہ مانا یہ ماں سے پوچھ لیا کہ قبلہ و کعبہ کس مقام پر ہین ماں نے کہا بیٹا فی الحال طلسم نوخیز جمشیدی پر چڑھائی ہی سب سرداراسی کی فتح مین مصروف ہین تم بھی وہین جاؤ باپ سے با ادب ملنا یہ غرور نہ کرنا کہ ہمنے طلسم آبگینہ فتح کیا وہ تمھاری کیا حقیقت سمجھتے ہین مگر شاہزادے کو یہ خیال ہی کہ مین جاکر باپ سے مقابلہ کرون اس خیال مین شہباز کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو شہباز نے لشکر تیار کیا شاہزادہ نقابہاے رنگلگون پوش بنکر براے مقابلۂ ایرج نوجوان چلا دو منزل شہر سے نکلے تھے کہ تمام شہرون مین خبر پہونچی قضاے کار نہنگ مردم در ایک پہلوان ہی اُسنے جو سُنا کہ فغفور چینی کا نواسا بے حساب مال لیکر آیا ہی اس فکر مین چلا کہ جاکر خزانہ چھین لون اور ماہ عالم افروز کو مارون تین لاکھ فوج سے چلا لشکر شاہزادے کا اُترا ہوا ہی شہباز انتظام کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا نہنگ مردم در آکر پہونچا مقابلے مین اُترا کہلا بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو خزانۂ آبگینۂ طلسمی میرے حوالے کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ نہنگ مردم در نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹتے نہنگ مردم در نے

گینڈا نکالا میدان مین آکر پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے شہباز یکہ تاز مشرقی شاہزادے سے اجازت لیکر میدان مین آیا نہنگ مردم در سے مقابلہ کیا بعد کلام نیزہ چلنے لگا شہباز نے نیزہ نہنگ کا نکالا نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نہنگ لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آگئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین شاہزادہ تعریفین شہباز کی کر رہا ہی کہ کس لطف سے لڑ رہا ہی تین پہر کامل کشتی ہوئی نہنگ بھی عاجز ہو رہا ہی شہباز ریلکر لے دوڑا نہنگ ہٹتا ہوا چلا جاتا ہی بیس قدم تک ریلکر لایا وہان پر آکر نہنگ رکا کہا اب پیچھے نہ ہٹونگا مگر شہباز نے زور کیا نہنگ بھی پلٹا کشاکش زور زورون کی ہونے لگی شہباز نے قدم بڑھایا وہان پر سوش خانہ تھا دونون پانون شہباز کے اُسمین جا رہے شہباز کا کولا اُتر گیا غش طاری ہوا سب پہلوانون نے دیکھ لیا کہ شہباز کا کولا اترا مگر نہنگ نے کچھ خیال نہ کیا شہباز کو نہنگ نے گرا دیا اور مشکین باندھ لین ہرچند شاہزادے نے پکار کر کہا کہ ای نہنگ یہ کیا کرتے ہو مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہباز کو گرفتار کر کے لے گیا اپنی بارگاہ مین لایا اور حکم دیا کہ لیجا کر اسکو قید کرو صبح کو دربار سمجھونگا مگر متر کاوس تیز رو واسطے بالادوی کے نکلا طائران ہوائی کا شکار کیا ایک طائر کو ذبح کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھا کباب لگا رہا تھا قضا سے کار شاپور شیر دل ایک قزاق کی شکل بنا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا ایک شاطر تخل کے نیچے کباب لگا رہا ہی سر سے گو پین کھولا سوا پانچ سیر کا پتھر کلہ گو پین مین دیکر لا کارا کہ او طفل بے ادب کپڑے اُتار دے توبڑا عیاری کا رکھ دے کاوس کو کچھ بن نہ پڑا توبڑا اُتار کر رکھدیا شاپور نے توبڑا اُٹھا لیا اور کہا کپڑے اُتار دے کاوس نے کہا او نامنصف ظالم اظلم جو کچھ نقد و جنس میرے پاس تھا وہ سب اسی توبڑے مین ہی اب لباس مین کیا رکھا ہی شاپور نے کہا تمہارا لباس نشانی رہیگا کاوس ناچار ہوا کہ تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی سر ہلا نا دشوار ہی ہرچند اسنے فقرے دیے مگر شاپور فقرون مین کب آتا ہی کاوس چاہتا تھا کہ یہ منھ پھیرے تو مین نکلکر بھاگون مگر شاپور تیغ لیے سر پر کھڑا ہی شاپور نے کہا لباس اُتار دو ورنہ سر اُڑا دونگا کاوس کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہوا اول جامہ اُتارا

شاپور نے جامہ لیکر ایک غرقی دی کہا اسے باندھ لو اور زیر جامہ بھی اُتارو کاؤس مجبور ہو ناچار ہوا بڑے بڑے فقرے کیے مگر شاپور بلا سے روزگار ہے خواجہ کا تعلیم کردہ جو بات کہی اُسکو فقرہ سمجھا زیر جامہ بھی اُتروا لیا بانہا سے عیاری بھی لیے اور کاؤس سے کہا جاؤ خبردار پلٹ کر نہ دیکھنا ورنہ ایک پتھر مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا کاؤس مجبور ہو ناچار طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا اُسی حال سے دربار میں آیا شاہزادے نے پوچھا ای مہتر کاؤس یہ کیا معرکہ ہے میں تمکو کس حال میں دیکھتا ہوں کاؤس نے عرض کی کہ جنگل میں براے شکار گیا تھا ایک قزاق نے لوٹ لیا کپڑے بھی اُتروا لیے شاہزادہ بہت خفا ہوا فرمایا ای کاؤس وہ قزاق کہاں لیگا عرض کی اُسکا وہاں مسکن نہیں ہے ناگاہ پہونچا تھا اگر جہاں کہیں پا جاؤنگا بدلہ لونگا شاہزادے نے کہا اور لباس پہنو اور جاکر خبر لو کیونکہ شہباز کو نہنگ گرفتار کر کے لیگیا ہے دیکھو کیا کر رہا ہے ایسا نہ ہو شہباز کو قتل کر ڈالے کاؤس چلا لیکن کاؤس نے اپنا لٹنا جو شاہزادے سے بیان کیا تو شاہزادے نے سب حال سُنکر کہا ای مہتر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی عیار تھا کاؤس نے کہا ای شہریار اُسنے عجب ترکیب کی کہ جبتک دور رہا پتھر کا گوپھن میں دبا اُس سے ڈراتا رہا اور کہا ہتھیار ڈالدے جب میں نے ہتھیار رکھدیے تو تلوار کھینچکر سر پر آیا سب بانے وغیرہ لے لیے اور کہا کپڑے اُتار ورنہ سر اُڑا دونگا میں نے ناچار کپڑے وغیرہ دیدیے شاہزادے نے کہا میں جانُوں جاکر اُسکو ڈھونڈو کاؤس نے کہا وہ یہاں کا رہنے والا نہیں تھا کپڑے وغیرہ لیکر چلا گیا یہ کہکے براے خبر بھاگا اور یہاں نہنگ نے صبح کو شہباز کو طلب کیا سردربار سمجھا شہباز نے جواب دیا میرا کوئی اتنا تو گرفتار کرلایا اسپر سوال مذہب کرتا ہے میں تجھسے لڑنے کو موجود ہوں نہنگ نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جو آیا اُسنے گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگیں لگانے لگا خنجر چمکاتا تھا شہباز نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اپنا رحم کر نظم

یا لطیف و خبیر یا حافظ	یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قوی یا سلام یا قدوس	یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا مجید یا باری	یا علی یا کبیر یا حافظ

یا خفی یا لطیف یا شاہد — یا رضی یا نصیر یا حافظ
یا قریب و مجیب یا واحد — یا مجید و منیر یا حافظ
یا رؤف عطوف یا قاضی — یا بشیر و نذیر یا حافظ
یا بدیع و سریع یا واقع — یا ہو اللہ نظیر یا حافظ
یا جلیل و جمیل یا خالق — یا مبین و مجیر یا حافظ
پھر اسے روز عیش دکھلادے — رنج میں ہے اسیر یا حافظ

کہ کاؤس بشکل مبدل پہونچا یہ حال دیکھکر بھاگا آکر شاہزادے سے اطلاع کی شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا بقہر و غضب تمام جلا مرکب ابلق مجنون دریائی زیر ران طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی شاہزادہ سب راستہ طی کرکے دربارگاہ نہنگ پر پہونچا در بارگاہ پر جاکر گھوڑے سے اُترا درگہ سالار نے روکا شاہزادے نے کہا ہم ضرور اندر جائینگے یہ سنکر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار روک کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نہنگ نے گھبرا کر کہا ارے درگہ سالار کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ ماہ عالم افروز دربار میں آیا اول جلاد کو للکارا جلاد نے چاہا خنجر مارون شاہزادے نے جلاد کو بھی قتل کیا شہباز کی قید کاٹی شہباز پانو رنجیدہ بیٹھا تھا اُٹھتے ہی نعرہ کیا اور پکار کر کہا لے اُٹھ اب میں اپنے آقا کے ساتھ جاتا ہوں نہنگ نے کچھ جواب نہیں دیا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیکر باہر نکلا افسروں نے نہنگ سے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو روکیں مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا یہی کہے جاتا ہی کہ سر میدان سمجھ لونگا مگر شاہزادے کو دیکھکر حیران ہو گیا جی میں کہتا ہی کیا جری و بہادر ہی کس زور و شور سے آکر اپنے سردار کو لے گیا اگر اکیلے کو روکتا تو بہادر لوگ بدنام کرتے کہ عجب جرأت دکھائی اکیلے کو یوں گھیر لیا میدان میں سمجھ لونگا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ میں آیا دنگل پر جگہہ دی مگر نہنگ بعد جانے شاہزادے کے تخلیے میں جاکر بیٹھا اور حکم دیا کوئی میرے پاس نہ آئے اکیلا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ میں نے جو سمجھا تھا

اُسکے سراسر خلاف ہوا اگر شہباز کا گولہ نہ اُترجاتا تو مین نہ لاسکتا اب اگر چلا جاؤن تو بزنامی ہی
اگر لڑون تو کیا سمجھکر لڑون جو ایسا جری و بہادر ہو کہ اکیلا میری بارگاہ مین گھس آیا اور کچھ بھی
جان کا خوف نہ کیا اپنے رفیق کو لے گیا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اسکا سرنگ شبگرد
حاضر ہوا مالک کو رنجیدہ دیکھکر پوچھنے لگا کیون آقائے نامدار آپ کیون خاموش بیٹھے ہین
نہنگ نے کہا اے رفیق و شفیق مین شاہزادے کو ایسا نہ سمجھا تھا وہ تو جرأت کا پتلا نکلا اب
مین سوچتا ہون کہ کیا کرون اگر لڑون تو زیر ہو جاؤنگا اُسکا سردار کہ اُسکا زیر کردہ ہے اُس سے
تو مین عاجز ہو رہا تھا اگر خود شاہزادے سے مقابلہ پڑیگا تو کیا ہوگا سرنگ نے کہا
اگر حکم ہو تو مین گرفتار کر لاؤن فوراً قتل کر ڈالیے آپ کو کون روک سکتا ہے نہنگ نے
کہا اے سرنگ اگر یہ کام کرو تو احسان عظیم ہوگا مین طبل جنگی نہین بجواتا تیرا انتظار کرونگا
جب تو شاہزادے کو لے آئیگا اور اُسکو قتل کر لونگا تو دوسرون سے سمجھ لونگا پھر کس کی
مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کر سکے سارے لشکر کو ٹھونک لونگا یہ جوان جو رہا ہو کر گیا ہے اسکو
دھوکا دیکر مار ونگا سرنگ اُسی وقت با ہمہ عیاری سے آراستہ ہو کر چلا راہ مین
آکر صورت بدلی سر شام کا وقت ہے بازار مین پھرنے لگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہے
کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز کس بارگاہ مین آرام کرتا ہے ایک شاگرد نے کاؤس کو خبر
دی کہ ایک ضعیفہ بازار مین شاہزادے کو پوچھتی پھرتی ہے کاؤس سمجھ گیا کہ کوئی عیار آیا
جست و خیز کرتا ہوا بازار مین آیا دور سے دیکھا ایک ضعیفہ بازار مین پھر رہی ہے اور
ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ شاہزادہ کس بارگاہ مین رہتا ہے کاؤس جھپٹ کر قریب آیا
پکار کر کہا بڑی بی صاحب ہمسے پوچھیے ہم بتا دین شاہزادے سے کیا کہو گی یہ کہتا ہوا قریب
آیا باتون مین لگا کر حلقہ ہائے کمند مارے سرنگ بھاگا کاؤس نے پیچھا کیا کہ جنگل
مین پہونچا سرنگ نے زنبیل بجائی اُسکے پانچ شاگرد سامنے سے پیدا ہوئے اب کاؤس
گھبرایا جی مین کہتا ہے کس کسکو جواب دونگا بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگا سرنگ پیچھے پہنچا سامنے
آیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا اب سرنگ کو یقین کامل ہے کہ میرے شاگرد قریب آ گئے ہین گے
گھیر کر اسکو پکڑ لونگا کاؤس نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ خدا بلند کیا اور کہا اٹھا!

کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شر بیٹ کرکر ایک طرف سے گرد اڑی مہتر شاپور شیر دل
کہ بالا دوی کو نکلا تھا نمودار ہوا اُسنے دیکھا کہ جسکے ہین نے کپڑے چھپنے تھے اُسکو پچھ عیار گھیرے ہوے
ہین مگر وہ سب کو جواب دے رہا ہی شاپور نعرہ کرکے جا پڑا جاتے ہی پانچون عیارون کو
تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیا سرنگ بھاگا اب شاپور طرف کاؤس کے متوجہ ہوا
کہا کیون مہتر صاحب یہ عیار کون تھے کاؤس نے کہا نہنگ نامے ایک پہلوان ہی کہ وہ
مقابلے مین ہمارے آقا کے آیا ہی مگر مکار و جعلساز ہی روز اول شہباز کو لے گیا تھا ہمارے
آقا رہا کر لائے شاپور نے پوچھا تمہارے آقا کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا ماہ عالم افروز
فرزند ایرج نوجوان شاپور نے پوچھا تمہارے باپ کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا مین اُسکا
فرزند ہون کہ جو فخر دودمان مہتر مہتران کہلاتا ہی برہم کرنے والا ساحرون کی محفل کا شاپور
شیر دل کاؤس نے پوچھا آپ کہان رہتے ہین شاپور نے بہانے عیاری ٹالکر کاؤس
کو وہیے کہا یہ اپنے بانے لیجاؤ خیر انشاء اللہ ملاقات ہوگی کاؤس سامنے شاہزادے کے
آیا شاہزادے نے پوچھا یہ بانے کیونکر پائے کاؤس نے کہا اُسی قزاق نے مدد کی پانچ عیار
دم بھر مین مار کر ڈالدیے پھر اُسنے بانے پھیر دیے اور یہ کہ گیا کہ انشاء اللہ ملاقات ہوگی
اب وہ اپنے لشکر کو گیا شاہزادے نے کہا تمنے ہمارا نام کیون بتایا ایسا نہ ہو کہ کوئی
جاسوس ہو مجھے منظور یہ ہی کہ اول نورالدہر سے مقابلہ کرون اُنکو زیر کرکے اپنے باپ
سے ملون اور عہد لے لون کہ ذنگل رستم کا نام اب نہ لینا کاؤس نے کہا سرکار کو اختیار
ہی اب مین کبھی نام نہ بتاؤنگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر سرنگ نے جا کر سب حال نہنگ
سے کہا نہنگ کو مایوسی ہوئی کہ عیار بھی پلٹ آیا سرنگ نے کہا مین جاؤنگا اور پھر اُکر
اُنکو لاؤنگا ہرچند سرنگ نے کہا مگر نہنگ نے قبول نہ کیا طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے
شاہزادے کو خبر کی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوا دیا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے نہنگ گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی مین
شاہزادے سے مقابلے کا خواہان ہون شاہزادے نے مرکب نکالا گھوڑا اطرارہ بھر کر
مقابلہ نہنگ مین آیا ہرچند کہ سردار منع کرتے تھے کہ آپ اسکے مقابلے مین نہ جائیے مگر

شاہزادے نے قبول نہ کیا نہنگ سے مقابلہ پڑا دونون نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
شاہزادے نے گانٹھکر نیزہ نہنگ کا نکال دیا جب نیزہ نہنگ کا نکلگیا تو گھبرایا دل مین کہتا ہی
کہ یہ تو بہت بڑا زبردست ہی مین رفیق کو بھی زیر نہ کرسکا یہ تو افسر اعلیٰ ہی اسکو کیونکر زیر
کرسکونگا تلوار کھینچکر تھم گیا دیکھکر کہا ای شہریار آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی نیبر
گوشے سے مارا چاہتا ہی اور تیغہ برہنہ ہاتھ مین ہی شاہزادے نے جو پلٹ کر دیکھا نہنگ نے
ہاتھ تیغے کا مارا سر شاہزادے کا زخمی ہوا زخمی کرکے حلقہ ہائے کمند مارے شاہزادے کے
سرسے خون جاری ہی حلقہ ہائے کمند مین جو شاہزادہ پھنسا بیہوش ہوگیا نہنگ نے گرفتار
کرلیا اسی حال مین مسلسل و مطوق کیا شہباز نے چاہا چاپڑون مگر کاؤس نے روکا کہ حضور
تامل فرمائین مین خبر لاؤنگا نہنگ شاہزادے کو لے گیا اپنی بارگاہ مین آیا افسرونکو اشارہ
کیا کہ چلنے کی تیاری کرو رات ہی کو افسرون نے تیاری کی کاؤس تو اس فکر مین رہا کہ صبح کو
خبر لاؤنگا مگر نہنگ رات ہی راتا چل نکلا چاہتا ہی اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن صبح کو نہنگ
جو برا سے خبر گیا دیکھا سناٹا پڑا ہی چند لوگون سے جو باقی رہ گئے تھے دریافت کیا تو احوال
معلوم ہوا کہ نہنگ کوچ کرگیا کاؤس پلٹ کر لشکر مین آیا شہباز جلد افسرون کو لیے ہوے
بارگاہ مین بیٹھا ہی اسی فکر مین ہی کہ کاؤس پلٹ کر آئے تو مین جا پڑون ہرچند کہ میری کیا مجال
ہی کہ اس شہریار پر احسان کرون انھون نے مجھکو رہا کیا مین تو انکو رہا کرسکون مگر بلوہ ضرور
کرونگا کہ کاؤس روتا ہوا آیا شہباز نے پوچھا ای منترو الاگھ خیر تو ہی کاؤس نے کہا کہ ای شہباز
ہم تو غافل رہے نہنگ رات ہی کو کوچ کرگیا شہباز نے حکم دیا لشکر تیار ہو جہان جائیگا
وہان جاکر مارونگا شہباز لشکر کو تیار کرکے تعاقب مین نہنگ کے چلا مگر نہنگ بارہ کوس
پر جاکر اترا خیال مین ہی کہ کوئی میرے تعاقب مین آئیگا اس خیال مین اترا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد
اڑی حشام چوب گردان گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا
نہنگ نے پوچھا ای برادر حشام کہان سے آتے ہو حشام نے جواب دیا کہ برائے شکار
نکلا تھا تمھاری خبر سنکر چلا آیا مگر تم کہان سے آتے ہو نہنگ نے کہا ای برادر حشام مین
برائے گرفتاری نبیرہ حمزہ گیا تھا اسکو گرفتار کر لایا ارادہ یہ ہی کہ اپنے ملک پر جاکر قتل کرون

حشام نے کہا کہ فرزندان حمزہ ایسے نہین ہین تمنے کسی مکر سے گرفتار کیا ہوگا تہمتنگ نے
کہا مکر کیسا سر میدان نکلا تہور گرفتار کر لایا اب ارادہ یہ ہی کہ اپنے قلعے پر جاکر قتل کرون
حشام نے کہا اے تہمتنگ میرے سامنے تو شاہزادے کو بلاؤ مین اسکو دیکھون اور پوچھون
کہ تم لوگ تو طبل یکتائی بجاتے ہو ہمارے دوست نے تمکو کیونکر گرفتار کیا یہ لوگ جری اور
بہادر ہین انصاف بھی کرتے ہین صاف صاف کہدیگا کہ مین زیر ہوا تہمتنگ دربار مین
لیکر حشام کو آیا افسرون کو حکم دیا کہ شاہزادے کو بارگاہ مین لاؤ افسر جاکر شاہزادے کو
لائے سر مین زخم مسلسل و مطوق مگر زنجیرین ہلاتا ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی حشام نے کہا کیون اے نبیرۂ حمزہ ہمارے دوست نے تمکو زیر کیا شاہزادے کو بڑا غصہ آیا
فرمایا اے پہلوان تمھارا دوست مکار ہی سر میدان اسنے مکر کیا زخمی کرکے کمندون مین گرفتار
کر لیا ہرچند کہ زخمدار ہون مگر اسکے امتحان کو موجود ہون حال کھل جائیگا حشام نے کہا اے
تہمتنگ قید سے رہا کرکے اس جوان سے مقابلہ کرو میرے سامنے زیر ہو دیکھون تو کیونکر
اطاعت نہین کرتا ان لوگون کا دستور ہی کہ اگر یہ زیر ہوتے ہین تو اطاعت مین انکار نہین
کرتے تہمتنگ نے کچھ جواب نہ دیا حشام نے کہا مین مقابلہ کرون زیر کرکے تمھارے
قدمون پر گراؤن یہ کہکر اٹھا ہتھکڑی شاہزادے کی کاٹی کہا تامل فرمایے آہنگر کو بلاتا ہون
بالکل رہا کرونگا شاہزادے نے کہا اے پہلوان اگر وقت رہائی آگیا تو کچھ آہنگر کی ضرورت
نہین یہ کہکر جانہ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا حشام تعریفین کرنے لگا کہ اے شہریار کیون
جلدی کی مین تو آہنگر کو بلاتا تھا شاہزادے نے کہا اے پہلوان مین تمسے سب طرح موجود
ہون اگر قصد کرون کہ چلا جاؤن تو کوئی روک نہین سکتا مگر تمسے وعدہ کیا ہی برائے مقابلہ
موجود ہون حشام نے حکم دیا کہ جراح کو بلاؤ انکے زخمون مین ٹانکے دے اور اکھاڑا
تیار کرو جب انکا زخم اچھا ہو لیگا تب اِنسے مقابلہ کرونگا شاہزادے نے کہا مین ابھی
موجود ہون حشام نے کہا آپکا زخم سر اعلیٰ ہی شاہزادے نے کہا ایسے زخمونکا کیا اعتبار
ہی مین تمسے مقابلہ کرونگا حشام نہ مانتا تھا مگر شاہزادے نے ٹانکے دلوا کے کہا اے حشام
اب مقابلہ کر لو یا تم میری اطاعت کرو یا مین تمھاری اطاعت کرون حشام خوش ہو گیا اور

جی مین کہتا ہی کہ اگر یہ شبیر میری اطاعت کریگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا شاہزادے کو سانٹہہ لگر
اکھاڑے پر آیا مگر یہ کہے جاتا ہی کہ آپ ابھی خستہ ہین مین یہی چاہتا ہون کہ بعد دو چار دن کے
مقابلہ کرون مگر شاہزادے نے نہ مانا حشام سے مقابلہ ہوا شاہزادہ اسی زور و شور سے
حشام سے لڑا کہ حشام عاجز ہو رہا ہی سر سے خون جاری جہان پکڑ لائے دو چار گھسے مارے
حشام تنگ ہو جاتا ہی بمشکل نکلتا ہی تین پہر کامل شاہزادے سے لڑا پہر دن رہے کہا ایک روز
آخر کرتا ہون بس اسی زور پر خاتمہ ہی شاہزادے نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے حشام دونون
مونڈہے شاہزادے کے تھام کر لے دوڑا اچہہ سات قدم تک شاہزادے کو لایا وہان
آکر شاہزادہ پلٹا حشام کو پچیس قدم ریلکر لایا وہان آکر ایک نعرہ مارکر دونون گھٹنے حشام کے
آشنا بزمین ہوئے ہاتھ ڈہیلے کر دیئے فرمایا ای حشام لنگر قایم کر حشام نے تڑپ کر
لنگر بار از مین کو تھام کر بیٹھا کہا ای شہریار اب تو میرے لنگر کو دیو بھی نہین اکھیڑ سکتا یہ سنکر
شاہزادے نے آستین چڑہا کر ہاتھ بڑہایا کمر پکڑکر نعرہ اللہ اکبر زور کیا پہلے زمین تا بہ گھٹنہ
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا حشام نے کہا ای شہریار مین
زیر ہوا اطاعت کو موجود ہون شاہزادے نے ہاتھ سے رکھ دیا حشام نے بدل اطاعت
کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا نہنگ سے کہتا تھا ای نہنگ تم بھی اب امتحان کر لو کہ حوصلہ باقی
رہے نہنگ نے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھیے مجھے اب حوصلہ نہین ہی دونون کو لیکر بارگاہ مین
آیا دو جام شراب آغشتہ بہ دارو سے بیہوشی منگائے ایک جام شاہزادے کے سامنے
لایا دوسرا حشام کو دیا اقرار تو یہی کرتا ہی کہ مین آپ کا مطیع ہون شاہزادہ و حشام دونون
بیہوش ہوئے نہنگ نے دونون کو گرفتار کیا قصد ہوا کہ قتل کرون دار مین استادگین
جلاد جمع ہوئے دونون کو نہنگ لیکر میدان خونی مین آیا دونون کو دار پر کھینچا اور
تیر اندازون کو جمع کیا ارادہ ہی کہ تیر باران کرون کہ ادہر سے گرد اڑی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کہ برائے شکار نکلے تھے دور سے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال دار پر
کھنچا ہوا ہی ایک پہلوان چاہتا ہی تیر اندازی کرون شبرنگ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ
جوان کون ہی کیون اسکو قتل کرتے ہین شبرنگ جھپٹ کر گیا اور خبر لیکر آیا عرض کی کہ ای

شہریار فرزند ایرج نوجوان ہین نہنگ نے مکر سے گرفتار کرکے دار پر کھینچا ہی نورالدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑون شاہزادے کو رہا کرون کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی شہباز یکہ تاز مشرقی کر لشکر لیکر چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے کو دار پر دیکھا بیقرار ہوگیا نعرہ کرکے جا پڑا اسکا لشکر ظفر اثر تین لاکھ فوج جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن تلوارین کھینچکر آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی اور شہباز لڑتا ہوا قریب قیدیون کے پہونچا شاہزادے کی قید کاٹی حشام کو بھی رہا کیا مگر نہنگ نے جو دیکھا کہ شہباز نے آکر دونون کو رہا کرلیا فوج کو اشارہ کیا کہ ان دونون جوانون کو گرفتار کرلو کل فوج کا بلوہ ہوا یہ دونون شیر لڑ رہے ہین کہ نہنگ کا مقابلہ شہباز سے پڑا مکر سے اسنے شہباز کو زخمی کیا شاہزادے نے دیکھا کہ شہباز زخمی ہوا تلوار کھینچکر جا پڑے چاہا نہنگ کو مارون ایک جوان نے پشت سے آکر ہاتھ مار دیا شاہزادہ بھی زخمی ہوا احتشام جو آکر لڑا یہ بھی آفتاد سے زخمی ہوا اب یہ جوان زخمون ہین مجبور رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین شیر نگ نے نورالدہر کو خبر دی کہ وہ سب جوان زخمی ہوے نہنگ بڑا مکار ہی یہ شاہزادہ فرزند ایرج نوجوان ہی نورالدہر کو تاب نہ آئی نام فرزند ایرج سنکر بیقرار ہوگئے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ با شیدائی کافران بھیا مائی نابکاران پیر مغانم نبیرہ صاحبقران زمان فرزند دلبند پہلوان جہان شاہزادہ

بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر

همای اوج رفعت شاہباز معرکہ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
لقا را بہ یک دست بردا شتم

ظفر بر یلان عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کرکے جا پڑے یا تو چہار جانب سے شاہزادے پر حربے پڑ رہے تھے نورالدہر پہونچا تو وہ اگرگرد شاہزادے کے پھرنے لگے جس کسی نے ارادہ کیا کہ شاہزادے پر ہاتھ مارے نورالدہر نے بڑھکر اسکا سر اڑا دیا کئی سو جوان افسران نامی ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے نہنگ بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افسرون سے کہتا ہی ہان یار و گھیر کر ان بیکو

مار لو اس جوان نے تو آکر قیامت برپا کی مگر فوج نہنگ کی بہت ہی نورالدہر پر بلوہ ہی ہر فرد بھی بلا رہی ہے کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب بلوہ کر کے آتے ہیں مگر نورالدہر کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہیں اسقدر فوج ہے کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہے نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہے البتہ یہ بلوہ کر کے مار لیں تو بڑی بدنامی ہوگی تاجر زادہ کہیگا کہ میرے فرزند کی خبر نہ لی ہم لوگ ہمیشہ دست چپیوں کی مدد کیا کیے شکر ہے پروردگار کا کہ کبھی ان لوگوں سے سر نہیں جھکایا یہ سوچ سمجھکر لڑ رہے ہیں مگر نہنگ پشت پر سے آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا جب نورالدہر اور حریف سے متوجہ ہوئے تو نہنگ نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سہم نورالدہر کا بھی زخمی ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی نہنگ تو گھبرا گیا کہ شاید مسلمانوں کی مدد آگئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار کئی لاکھ فوج پشت پر اسنے جو دور سے دیکھا کہ نہنگ لڑ رہا ہے مگر بھاگتا پھرتا ہے نعرہ کر کے آپڑا آواز دی کہ اے نہنگ نہ گھبرانا بدولت آپہونچے منم املاک ابلیس پرست ہیں اپنے بیٹے سے بھی وعدہ کر کے چلا تھا کہ جہاں مسلمانوں کو پاؤنگا مثل نقش قدم مٹا کے چلا آؤنگا غرض نہنگ نے جو املاک کو دیکھا کہ فوج بے شمار ہے آتے ہی اسنے ہنگامہ ڈالدیا تین لاکھ فوج کا آنا اور بلوہ کرنا شاہزادہ بھی زخمی شہباز مشرقی بھی زخمی ہوا نورالدہر بھی زخم اور کثرت فوج سے بیقرار مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ ملازموں نے ماہ عالم افروز کو ہودہ اوپر ڈال لیا ہے اور نورالدہر بھی سست لڑ رہے ہیں سر سے اسقدر خون بہا ہے کہ لختے خون کے سینے پر جمے ہوئے ہیں شبرنگ نے کاؤس سے ملاقات کی پوچھا اے مقتدر الاگہر تمہارے والد نامدار کا کیا نام ہے کاؤس نے کہا میں نے سنا ہے کہ میرے والد کا نام نامی و اسم گرامی فخر دودمان خواجہ عمرو مقتدر شاپور رشیر دل ہے میں انکے گلزار کا خوشہ چین ہوں شبرنگ نے کہا سردار سب زخمی ہیں ادھر دو سردار نہنگ و املاک ابلیس پرست ایک ایک انہیں دیو ہی فوج ہماری دلدہی نہیں کرتی ایک ایک جوان پر دس دس کا بلوہ ہے کس کس کو روکیں اب تمہاری صلاح ہو تو نکل چلیں کاؤس نے کہا میں خود اسی فکر میں تھا مگر تمہاری بھی صلاح ہوئی ورنہ ہاتھ سے کفار کے جان بری نہ ہوگی شبرنگ نے آکر نورالدہر کو بھی

ہوادار پر سوار کیا اور طرف صحرا کے چلے کافرون نے پیچھا کیا آگے آگے اہل اسلام بھاگے
ہوے جاتے ہین کفار تعاقب مین ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ کوئی قلعہ ملے تو اسمین پناہ لین
بارہ چودہ کوس چلے تھے کہ ایک کوہ بلند دکھائی دیا شبرنگ نے کہا ای کاؤس اس پہاڑ
پر چڑھ چلو کہ ذرا تو مہلت ملے کاؤس نے کہا آپ بڑے ہین جو آپ کی صلاح ہو وہی بہتر ہو
ناچار ہوکر پہاڑ پر چڑھ گئے ٹھہرنے نہ پائے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی سب نے دیکھا آگے
آگے املاک ایک طرف سے نہنگ فوج کفار مثل مور و ملخ کے نیزے چمکاتے ہوے
آپہونچے اہل اسلام کو جو پہاڑ پر دیکھا نہنگ سے کہا ای پہلوان ان مسلمانون کی قضا
قریب ہی جب تو اس پہاڑ پر چڑھ گئے اور مین عہد کر چکا تھا کہ جہان مسلمان جائین گے
گھیر کر مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا خداوند ابلیس نے عہد میرا قبول کیا چہار جانب سے
پہاڑ کو گھیر لو چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اہل اسلام خستہ و شکستہ و پریشان بلوہ کفار
کا دیکھ رہے ہین کاؤس نے کہا کیون مہتر شبرنگ اب کیا کرو گے چہار جانب سے
گھر گئے اب دشمنون کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شبرنگ نے جواب دیا پروردگار
مالک و مختار ہی ادھر کفار نے مورچے اپنے قایم کیے مہتر کاؤس و شبرنگ نے جابجا
گھاٹیون پر تیرانداز بٹھائے ہین زیر کوہ سے بھی تیر چل رہے ہین مگر پہاڑ سے جو تیر آتا
ہی وہ کام کرتا ہی کفار زخمی ہو رہے ہین اور جب ہلّا کرتے ہین تو تمام کوہ ہلجاتا ہی مگر دونون
عیار اسطرح کی تیراندازی کر رہے ہین کہ کفار بڑھ نہین سکتے بلوہ کر کے رہجاتے ہین غل
مچاتے ہین چہار طرف سے ہنگامہ ہی کہ مسلمانون کو گرفتار کر لو شاہزادہ و نورالدہر بیہوش
پڑے ہین زخمون مین ٹانکے بھی دیے گئے مگر ہوشیار نہین ہوتے پہر رات رہے کفار
نے ایسا غلغلہ کیا کہ نورالدہر کی آنکھ کھلی قریب اپنے ماہ عالم افروز کو پایا جوش محبت سے
گلے لگا لیا شاہزادے نے بھی آنکھ کھولی آپس مین باتین ہونے لگین شاہزادے نے
پوچھا ای فرزند کہان سے آتے ہو شاہزادے نے تمام معرکہ طلسم آبگینہ کا بیان کیا یہ سنکر
نورالدہر نے بہت تعریف کی کہ بڑا مرحلہ طے کیا حقیقت مین معرکہ عظیم تھا افغان کو بڑے
زور و شور سے مارا ماشاء اللہ مینے اخبار مین دیکھا تھا کہ فرزند ایرج نوجوان طلسم آبگینہ

گئے ہین نہین معلوم والد نامدار تمھارے کہان ہین اپنے باپ سے جرأت مین بہتر ہوگئے
ماہ عالم افروز نے بگڑکر کہا یہ آپ نے کیا کلمہ کہا نور الدہر نے کہا کہ تمنے ابتدا سے سن مین
طلسم آبگینہ فتح کیا ایرج نے آجتک کوئی طلسم نہین فتح کیا اسوجہ سے تمھاری جرأت کو ترقی
ہی مین تمکو زیادہ جری جانتا ہون ماہ عالم افروز خاموش ہو رہا چار پہر رات اسی باتون
مین گذری کہ مہر عالم افروز سلح شجاع لیے ہوے میدان چرخ زبرجدی مین آیا چاہتا تھا
تماشہ قتل نما کا دیکھون مگر املاک و نہنگ سوار ہوے کل فوج کو ساتھ لیا بلوہ کرکے
طرف پہاڑ کے چلے کاؤس و شبرنگ نے تیرونکی بوچھار کی اسطرح کے تیر مارے کہ دس
بارہ ہزار کفار مارے گئے فوج کفار پیچھے ہٹی املاک نے کہا کہ ای نہنگ ہم تم اکیلے
چلین پہاڑ کو فتح کرلین پھر فوج بھی آجائیگی ای نہنگ مین فوج کا بھروسا نہین کرتا مین
لاکھون سے اکیلا لڑچکا ہون اس پہاڑ پر جانا کیا سختی ہی۔ آپس مین صلاح کرکے آخر
دونون نے گینڈے بڑھائے پہاڑ سے تیر پڑنے لگے یہ دونون بینڈ ہیلے تیرونکو قلم کرتے
ہوے جاتے ہین جو تیر آیا اسے قلم کیا گینڈے ان کے تیرون کے انبار لگا دیتے ہین
مگر کاؤس و شبرنگ تیراندازون کو اشارہ کر رہے ہین تیر انداز گھاٹیون سے تیراندازی
کر رہے ہین مگر یہ دونون نہین مانتے کل میدان کو طی کرکے قریب کوہ پہونچے گینڈون سے
اُترے دامن گردانکر جست جو کی پہلی گھاٹی پر آئے سپاہیون سے تلوار چلنے لگی بگران دلیر
زادون کا سپاہی کیا کر سکتے ہین جب اوجھر سپر کی مار دیتے ہین چار چار چھ چھ سپاہی غار کوہ
مین گر پڑتے ہین یہ دونون لڑتے بھڑتے کئی گھاٹیان طی کر گئے نور الدہر نے جو خبر سنی کہ
املاک و نہنگ گھاٹیون کو طی کرتے ہوے آتے ہین گھبرا کر نکل آئے ماہ عالم افروز
نے جو دیکھا کہ نور الدہر باہر جاتے ہین تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا پیچھے نور الدہر کے
شاہزادہ بھی باہر نکلا دونون شیر باہر آئے دیکھا گھاٹیون پر تلوار چل رہی ہی نہنگ و
املاک اسطرح لڑ رہے ہین کہ اہل اسلام جان دیتے ہین چاہتے ہین انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دین
مگر وہ دونون پیل دیو خصال عفریت مثال بڑھتے چلے آتے ہین نور الدہر نے قصد کیا کہ
جا پہونچون ماہ عالم افروز نے دامن تھام لیا کہا پیر و مرشد ایسا ارادہ نہ کیجیے غلام جاتا ہی

نور الدہر نے کہا یہ تو غیر ممکن ہے کہ ہمین اپنے سامنے تمھین جانے دون دونون شیرزکے
مگر جھپٹ کر جو اُٹھے تھے سر کے ٹانکے ٹوٹ گئے تھے خون سر سے جاری ہوا اہل فوج نے
جو یہ معرکہ دیکھا عاجز ہوکر پکارنے لگے اِسطور سے دعائین کرتے تھے کہ اے کریم کارساز
واے رب بے نیاز ان ظالمونکے ہاتھ سے بچائیے النظم

تو ئی کافریدی زیک قطره آب — گهرهای روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوهر پدید — به جوهر فروشان تو وادی کلید
جواهر تو بخشی دل سنگ را — تو بر روی جوهر کشی رنگ را
نیارد هوا تا نه گوئی ببار — زمین آورد تا نه گوئی ببار
جهان را بدین خوبی آراستی — بروزان که یاری گری ساختی
زگرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی به اندازه یک دگر
چنان پرکشیدی بستی نگار — که بر زدان نیارد خرد در شمار
چنان بهن خوان کرم گسترد — که سیمرغ در قاف قسمت خورد

سب نے بلک کر جو دعا کی چند گھاٹیان باقی ہین کہ املاک و نہنگ سرکوہ پہ پہونچین
کہ تیر دعا اہل اسلام کا ہدف مراد پہ پہونچا کہ صحرا سے گرد اُٹھی قضاے کار تقدیر روح رون
قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان براے شکار آئے تھے شاپور نے خبر دی کہ
نور الدہر بن بدیع الزمان فلان پہاڑ پر گھرے ہوے ہین کفار کا بلوہ ہے یہ سنتے ہی
ایرج نوجوان کو کب تاب آتی ہے اُسی وقت روانہ ہوے اُسوقت پہونچے کہ نہنگ
و املاک چند گھاٹیان طی کرکے برسرکوہ پہونچے ہین چاہتے ہین کہ اُتر کر پہاڑ کو فتح کرین
کہ صحرا سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران پر دغا شمشیر بستہ
ہمرلبستان تیرہ صاحبقران نورنگاہ قاسم نوجوان ایرج عالیشان نعرہ ایرج
مالک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ہوا او بے حیا خبردار پہاڑ پر نہ جانا
اگر دعوی جرأت ہے تو اُتر آؤ وہ دونون کب اُترتے تھے گھاٹیون پر لڑ رہے ہین ایرج
قریب پہاڑ کے پہونچے اور گھوڑے سے اُترے گھاٹی کو طی کیا نور الدہر دیکھ رہے ہین

کر ایرج نوجوان گھاٹی کو طے کرتا ہوا آتا ہی اور نعرہ کر رہا ہی کہ او بیحیا آگے نہ بڑھنا ورنہ کل فوج کو برباد کر دونگا
ایرج نوجوان کی ہمراہی ہین جو بچار چھ ہزار جوان ہین وہ پرے باندھے ہوے کھڑے ہین
جب ایک گھاٹی قریب رہگئی تو ایرج نے للکارا کہ او نامرد دو ہین مین آتا ہون انشاء اللہ تم
سب سے سمجھونگا املاک نہایت آتشخو شعلہ مزاج ہی تلوار کھینچکر کو دپڑا ایرج پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا
ایرج فنون سپاہ گری سے ماہر بار طرح بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار املاک کی چھین لی اور
کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نہنگ کو للکارا کہ او بیحیا تیرے ساتھ والا تو زیر ہوا میرے
ہاتھ پر چڑھا ہی ادھر متوجہ ہو تو تجھکو حال کھلے نہنگ نے جو بلندی سے دیکھا کہ املاک
ایسے کو اٹھا لیا سوچا کہ یہ جوان بہت بڑا زبردست ہی اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی اسوقت
املاک اسکے ہاتھ پر ہی جاکر مارلون یہ سوچکر کو دپڑا اور یہ ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے املاک
کو سامنے کر دیا پشت پر املاک کی تلوار پڑی پکارکر آواز دی او نہنگ دشمن کے بدلے
مجھے زخمی کیا نہنگ نے چاہا دوسرا ہاتھ مارے ون ایرج نے املاک کو ہاتھ پر تول کر
نہنگ پر پھینک مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے اس غار مین پہونچے کہ جہان کا نشان
نہین ملتا مارکر ان دونون کو ایرج پلٹے زیر کوہ آکر گھوڑے پر سوار ہوے اور فوج
پر جا پڑے شاپور نے دیکھا کہ آقا سے نامدار فوج کفار پر جا پڑے ساتھ والون سے
اشارہ کیا کہ ہان یارو یہی وقت جنگ و جدل ہی آقا تمھارا ایکہ و تنہا لاکھون پر جا پڑا ہی اب
تم بھی جانبازی کرو کئی ہزار جوان لڑے بھڑے ہمراہیان ایرج نوجوان فوج کفار پر
جا پڑے اول تیر بارے کئی ہزار کفار تیرون سے گرائے بعد تیرون کے نیزے پکڑکر
ہل گئے جسپر نیزہ مارا اسے گھوڑے سے گرا دیا مہتر شاپور شیر دل اپنے آقا کے قریب
پشتی بانی کر رہا ہی حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہی ہزارونکو جلا دیتا ہی تمام میدان دھوان
دھار ساتھ والے ایرج کے لڑ رہے ہین ایرج نے قلب فوج مین پہونچکر دیکھا کہ
علمدار لشکر املاک فیل مست پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی دمبدم پکارتا ہی کہ
ہان یارو یہی وقت ہی جانبازی کرو اپنے آقا کو بچاؤ افسر تمھارے مارے گئے
اب جانبازی کرکے دشمن کو مار لو مہلت نہ دو تم لاکھون ہو وہ چند کس انکا مار لینا کیا

بات ہی یہ دیکھکر ایرج نے للکار کر اوسنا مرد کیا تو جلکو تیغ غیب دے رہا ہی کچھ اپنی جرأت تو دکھا
علمدار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا تیغ دو دمۂ سکندری
دست زبردست ایرج نوجوان برق شمشیر تڑپ کر گری علمدار کو مع علم کاٹا کفار پر علم ماتم
گرا علم کو کاٹ کر تلوار نے ہاتھی کو کاٹا اور زمین مین آکر بوسہ دیا شاہزادہ ماہ عالم فروز نے جیسے
کد زخمدار ہی سر سے خون بہہ رہا ہی کہا ای شہریار دیکھا آپ نے کہ قبلہ و کعبہ نے کیسا ہاتھ مارا
ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی جہان قدم اوٹھا وہان اوٹھا پھر کسکے روکے سے رکتے
ہین سکان بلند رکاب کہ فوج کا افسر اعلی ہی فوج کو لیکر بھاگا صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ
قلعۂ تریاق اسکو کہتے ہین رواق تریاق نشین وہان کا حاکم ہی اپنے قلعے سے دیکھا کہ
ایک فوج شکست خوردہ آتی ہی سکان بلند رکاب آگے آگے فوج کے پاؤن نہین
جمتے پشت سے ایک جوان تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی رواق نے
سکان کو پہچانا اور پکار کر آواز دی ای سکان یہ کیا معرکہ ہی سکان نے ہاتھ اوٹھائے
اور پکار کر آواز دی کہ ہمکو قلعے مین آنے دو رواق نے قلعہ کھولدیا سکان مع فوج
قلعے مین پہونچا رواق سے سب حال بیان کیا کہ املاک مارے گئے نبیرۂ حمزہ ہمارا پیچھا
نہین چھوڑتا رواق نے جواب دیا کہ یہ قلعہ ایسا نہین ہی دیکھو کتنی تین ضربین چڑھی
ہوئی ہین بڑے بڑے لوگ آئے انھون نے آکر قلعے پر دھاوہ کیا مگر مین قلعے سے نہین
نکلا وہم پھر بہین شکست دی آخر ناچار ہوکر بھاگے تو تم بہ اطمینان بیٹھو یہان کوئی نہ
آسکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اوڑی ایرج نوجوان گرد مین اشقر پر سوار تلوار علم کیے
پہونچا سکان کو جب بالاے قلعہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او حاکم قلعہ ہمارے چور کو
نکالدو اسی مین بہتر ہی ورنہ مین آتا ہون رواق نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ
زیادہ جرأت کا خیال نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤگے یہ قلعہ ایسا نہین کہ جسکو لے سکو یہ
سنکر ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ارایے سے اوٹھایا اور گھوڑے
کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ او رواق مین آپہونچا رواق نے اشارہ کیا گولہ اندازون نے
نہین معلوم کان مین توپون کی کیا کہکر پھونکا کہ توپین گرجین اور سرکین آگ اوگلنے لگین

اور ہمراہیان ایرج تو رک گئے مگر ایرج نوجوان شیر بیشہ قاسم عالیشان کب رکتا
ہی گھوڑے پر کوڑا کیا وہ مرکب تیز رو طرارے بھرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے بائیں گیا
اُسپر توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا تمانچہ گرز کا مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر خندق میں گرا وہ
دنتاتا ہوا کہ قلعہ ہلگیا ایرج نوجوان راہ کو طی کرکے قریب خندق کے پہونچا آواز دی
کہ او رواق میں آگیا اب کوئی آکے روکے سکان نے کہا ای رواق اگر کہو تو جا کے
روکوں قلعے میں نہ آنے دوں رواق نے کہا ای سکان غیر ممکن ہی کہ تم جا کر اس جوان
سے مقابلہ کرو اول تو خندق مابین میں حائل ہی اگر فرا کر آیا تو ہم قلعے میں اُسکو مار لینگے
زندہ نہ چھوڑینگے ادھر ایرج نوجوان قریب خندق کے کھڑا تھا گھوڑے کو جو ایڑ کی تو
گھوڑا خندق کو فرا گیا قریب پھاٹک کے ایرج پہونچے گرز پھاٹک پر مارا پھاٹک
لہرا کر گرا ایرج نوجوان اندر قلعے کے آیا اہل قلعہ لڑنے لگے ایرج نوجوان بھی شیرانہ
لڑنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہوا اور ریلا ہو رہا ہی کہ اس جوان کو مار لو مگر کوئی قریب نہیں
آتا ایرج نے اسی جنگ میں افسروں کو تاک تاک کر مارا جب کئی سو افسر قتل ہوئے تو
رواق سامنے آیا للکار کر آواز دی او جوان اب کیونکر بچیگا ایک ضرب شمشیر میں
دو پرکالے کر دونگا ایرج نے کہا او نامرد آ تو مردان عالم کی ضرب تو قبول کر دیکھوں
تو کیسا بہادر ہی رواق نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ رواق
کے دو ٹکڑے ہوئے رواق کے مارے جاتے ہی سکان نکل بھاگا ایرج نے قلعہ
تسخیر کیا شتالپور نے بڑھکر عرض کی کہ سکان نکل گیا ایرج نے اہل قلعہ کو مسلمان کرکے
سکان کا تعاقب کیا مگر سکان بھاگا ہوا جاتا تھا بارہ کوس پر جا کر سکان کو ایک قلعہ
ملا کہ نہایت بلند و مرتفع حاکم وہاں کا کوہسار صحرا نشین اُسنے سکان کو پہچانا بالائے
قلعہ سے آواز دی کہ ای سکان ہمارے قلعے میں آؤ ہم تمکو دامن میں پناہ دیں یہ سنکر
سکان قلعے میں گیا کوہسار حال پوچھ رہا ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم ایرج نوجوان
ایسے جیا ہمارے چور کو نکالدے ورنہ قلعہ ویران کر دونگا کوہسار نے کچھ جواب نہ دیا
ایرج نے گھوڑا اٹھایا بالائے قلعہ سے تیر پڑنے لگے ایرج تیروں کو کب مانتا ہی

تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا ہی تھوڑی دیر مین راہ کو طی و پا کرکے قریب خندق پہونچا کوہسار
کو تاب نہ باقی رہی قلعے سے نکل پڑا ایرج سے آکر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
ایرج نے خالی دیکر ہاتھ مار دیا کہ کوہسار کے دو ٹکڑے ہوے اس جنگ کا حال
قابل ملاحظۂ ناظرین ہی کہ سکان سات دن برابر بھاگا اور ایرج نے پیچھا نہ چھوڑا
ساتوین دن ساتھ والون سے کہا کہ یارو کہان بھاگ کر جاؤن اب ٹھہرتا ہون اس
جوان سے عذر کرون دام مکر پھیلاؤن شاید پھنس جائے ایسا شیر دلیر میری نگاہ سے
نہین گذرا آج سات دن گذرے کہ ہمیں آب و دانہ حرام ہوگیا اور وہ نوجوان کبھی
گھوڑے سے نہین اترا کلیجہ اور دل تو دیکھو کیا جرأت و شوکت ہی کہ تیور پر بل نہین
بھوکا پیاسا چلا آتا ہی ہمارا تو بھوک سے عجیب حال ہی خیر ٹھہرنے تو پائین گے پھر
جیسا کچھ ہو دیکھ لین گے سب ساتھ والے عاجز ہو رہے تھے سب نے کہا کہ بہت
اچھی صلاح ہی پس سکان نے رومال سے ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالی راہ مین آکر
ایرج کی کھڑا ہوا پکارکر آوازدی فردسر بکف پیش تو امی ظل الہ آمدہ ایم ہاہ سایۂ
رحمتی و مایہ پناہ آمدہ ایم ہا یہ کہکر طرف قدمون کے چلا یہ فرزند صاحبقران مین خلق
مجسم قدمون پر نہ گرنے دیا سر سینے سے لگا لیا مگر سکان نے شاہزادے کے سامنے
کلمہ مکر سے پڑھا ہاتھ باندھکر سامنے آیا اور فوج سے کہا لو صاحبو میری خطا معاف ہوئی
مجھے یقین نہ تھا کہ خطا معاف کرینگے مگر یہ گل گلزار صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی خلق
مجسم ہین کہ مجھ ایسے کی خطا معاف کی مجھے یقین نہ تھا کہ مجھ ایسے نالایق کی خطا معاف
کرینگے مگر سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہین بحر جرأت کے بے بہا در ہین سب اہل فوج
آکر قدمون پر گرے ظاہر مین کلمہ پڑھا ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا خدمت گذاری
کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملاکر پلائی شاپور کو کسی کام کے حیلے سے باہر بھیجا یا
اسوقت ایرج کو شراب پلائی ساتھ والون سے اشارہ کردیا کہ عیار کو باہر ہی رہ
لو اندر نہ آنے دو شاپور باہر گرفتار ہوا دس کافر ٹوٹ پڑے خنجر بھی نہ کھینچنے پائے
کہ گرفتار ہوگیا سکان نے سب کو گرفتار کرکے ارابے پر سوار کیا اور لیکر چلا یہان

صاحبقران زمان کہ لشکر میں موجود تھے نور الدہر کے پلٹ کر نہ آنے سے بیقرار ہوئے اور
ہرکاروں سے حکم دیا یہاں بیٹھے کیا کرتے ہو خبر لاؤ کہ نور الدہر پر کیا گذری ہرکارے
لشکر سے نکلے تین کوس گئے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایرج نوجوان کو ایک پہلوان
لیے جاتا ہے دیکھتے ہی پلٹے آکر صاحبقران کو خبر کی صاحبقران سوار ہوئے چند سوار ہمراہ
اسوقت پہونچے کہ سکان ایرج کو لیے ہوئے ایک صحرا میں پہونچا ہے ایرج سے کہہ رہا
ہے کہ کیا تمھیں زندہ چھوڑونگا ایرج نے جواب دیا او نامرد تیری کیا مجال ہے کہ ہاتھ لگا سکے
سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا دیا ایرج نے ہاتھ اٹھایا ہتھکڑی کٹی خانۂ زرد میں آکر قید کو
توڑ کر پھینکدیا ہتھکڑی گھما کر ایک سپاہی پر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اسی کی تلوار اٹھالی
لڑنے لگے ہر طرف سے ایرج پر بلوہ ہے کہ صحرا سے گرد اڑی نعرۂ امیر کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز پیشم فراری شدہ — ز من دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے صاحبقران آپڑے امیر کا لڑنا صفون کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوئے قریب
ایرج کے پہونچے آواز دی اے نور نظر پارۂ جگر یہ کیا معرکہ تھا ایرج نے کہا عرض کرونگا
اسوقت تو مغلوب ہے مگر مقبل وفادار کہ بارہ ہزار تیر انداز لیکر چلا تھا عین وقت پر پہونچا آتے ہی
ایک سرا کا تیر و نکا مارا بارہ ہزار جوان گرائے تلوار کھینچکر آپڑا ہمراہیان مقبل جہاندیدہ
کارآزمودہ اسطرح جمکر لڑے کہ امیر مہلت پاکر قریب سکان کے پہونچے سکان کو
اٹھالیا سکان بصدق مسلمان ہوا مگر ایرج نے کہا اے جد عالی تبار نور الدہر ایک پہاڑ
پر گھرے ہوئے تھے میں نے جاکر بچایا یا نہیں معلوم انپر کیا گذری اگر حکم ہو تو جاکر خبر
لون امیر نے فرمایا حریف کو تو تمنے مار لیا اب کیا خوف ہے خدا نے چاہا تو آتے ہونگے صاحبقران
ایرج و سکان کو لیکر لشکر میں آئے مگر نور الدہر و ماہ عالم افروز کہ زخمدار تھے صحرا
میں اترے دوسرے دن صحرا سے گرد اڑی صفاک خونریز نامے پہلوان ساٹھ ہزار

فوج سے پہونچا حال نور الدہر دریافت کرکے آیا اور شریک ہوا اور طوطے کیطرح مسلمان ہوکر دونون شاہزادون کو گرفتار کرلیا ار اسپے پر ڈالکر لے چلا مگر ایرج نوجوان شب کو پڑے سو رہے تھے دیدۂ ظاہری بند دیدہ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا کہ مین قلعۂ ذو الامان مین آیا ہون ملکہ گوہر ملک جو سامنے آئین ایرج نے سلام کیا گوہر ملک نے سر ایرج کا سینے سے لگایا اور فرمایا ای نور نظر اپنے ہمچشم کی بھی خبر ہے سفاک خونریز انکو اور تمھارے فرزند کو لیے جاتا ہے جاکر انکی خبر لو گیتی افروز سامنے سے آئین ایرج کو گلے سے لگا لیا فرمایا نور نظر نور الدہر کی جاکر خبر لو انکو جاکر قید سے چھڑاؤ ایرج نے چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھل گئی بیقرار ہوکر اٹھا کہ شاپور سامنے آیا کہا ای شاپور مین نے یہ خواب پریشان دیکھا ہے دل تڑپ رہا ہے شاپور نے کہا مین جاکر خبر لاؤن ایرج نے کہا مین خود چلونگا یہ کہکر سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیکر چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان نہایت زبردست ساٹھ ہزار فوج پشت پر نور الدہر و ایک جوان نوخواستہ کو ایک ار اسپے پر ڈالے ہوے چلا آتا ہے اور ایک عیار کہ صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاے روزگار ہے اس جوان حسین کے پیچھے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہے مگر اپنے آقا کی خیر خواہی کر رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ آقا رہائی پائین تو ہم بھی قید سے چھوٹین ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا شاپور سے پوچھا کہ یہ شخص کون شخص ہے شاپور نے کہا ای شہر یار مین مدت سے خبر سن رہا ہون کہ آپ کے فرزند نے خروج کیا اور ایسا جری و بہادر ہے کہ شہر افغانستان مین گھسکر افغان بلند قامت ایسے شخص کو مارا اور شہر تسخیر کرلیا ایک مرتبہ راہ مین وہ عیار مجھکو ملا تھا تو مین نے قزاق بنکر اسکا لباس وغیرہ چھین لیا تھا تو عیار نے یہ کہا تھا کہ میان قزاق صاحب خیر مین ابھی لایق تھا جو آپ نے میرے ساتھ کیا مگر بدلا اسکا ملیگا جب لشکر اہل اسلام مین خبر پہونچیگی تو کوئی ضرور تمھاری فکر کریگا یہ کہکر چلا گیا مین جانتا ہون یہ جوان وہی شخص ہے اتفاق کی بات ہے کہ نور الدہر کے ساتھ گرفتار ہوا اب آپ تدبیر رہائی ضرور کرین ایرج نے کہا مین چاہتا ہون کہ پہلے نور الدہر کو رہا کرون کشتی گیر زادے پر احسان

ہو کہ یہ بھی سمجھے ایرج نے اکر رہا کیا اور یہ اگر میرا فرزند ہی تو اُسنے نفرت کریگا ونگل رستم کی اُسکو ضرور فکر ہوگی اسی سے ثابت ہوجائیگا کہ ہمارا نور نظر ہی شاپور نے کہا بہر نوع آپ آگئے ہین تو انکی کمک کیجیے ایرج نے کہا اے شاپور جسوقت سے اِس جوان کو دیکھا ہی خون رگون مین جوش مار رہا ہی شاپور نے کہا ہر چند کہ غلام نے قزاق بنکر عیاری کی تھی مگر دل کو بیقراری ہوئی کہ اِسکو کیون ستایا مجھے اُسکا ستانا ناگوار ہوا اب آج سب حال کھلجائیگا ایرج نے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بدو غاسم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج

بلک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلے برکشم از غلاف — تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم — زگاو و زمین تیغ و بن بر کنم

اور بہت سے اوصاف اپنے بیان کرکے ایرج جا پڑے ماہ عالم افروز نے جو اپنے باپ کے نعرے کی آواز سُنی نہایت خوش ہوگئے منہر کاوس سے کہا اے رفیق شفیق کس خرابی سے باپ کا سامنا ہوتا ہی ہمنے تو اسباب شوکت پیدا کیا تھا کہ یون سامنے جائینگے سر دار عالی مین اپنی آبرو بڑھائینگے مگر ایسے مقام پر سامنا ہوا کہ دل کو شرمندگی حاصل ہوئی یہ کہکر انتظار مین ہوے کہ کیونکر رہائی پاؤن لڑ بھڑ کر نکلجاؤن اِس سوچ مین شاہزادہ بیٹھا ہی ایرج نوجوان لڑ رہے ہین سفاک خونریز نے حکم دیا کہ یارو قیدیون کا تو سر کاٹ لو مین نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب اِنکا کوئی مددگار آئے تو اِنکو قتل کر ڈالنا ایک سپاہی تیغہ لیکر دوڑا قریب شاہزادے کے پہونچا آکے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے جان کے خوف سے ہاتھ اُٹھا دیے تلوار جو پڑی ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی شاہزادے نے خانۂ زرین آکے نعرہ کیا اور کہنے لگے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون مین است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — بانگ نداے زدار چوب ستون مین است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق — بشکنم این بند را قوت جنون مین است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ منہم سرو بوستان صاحبقران نورنگاہ ایرج نوجوان ایرج نے یہ آواز دور سے سنی مثل گل کے شگفتہ ہوگئے کہا اے شاپور نعرہ تمنے سنا شاپور نے کہا بڑی بات ہے کہ شاہزادے کو اپنا مخفی رکھنا منظور نہیں ہے مگر ماہ عالم افروز نے نگہبانوں کو مارکر بھگا دیا پہلے کاؤس کی قید کاٹی لڑتا ہوا قریب نورالدہر کے آیا کہا اٹھیے اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا خبردار اب دنگل رستم کا نام نہ آئے یہ کہکر نورالدہر کی بھی قید کاٹی نورالدہر جو نعرہ کرکے اٹھے ایک سوار کو مارکر گھوڑا لیا اور نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم بقہر بلا شبہ ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر بلا نعرہ کرکے لڑنے لگے اب ایرج سے آنکھ مل رہی ہے ایرج نے جو نورالدہر کو دیکھا پکار کے آواز دی بھائی صاحب بڑے بے غیرت ہو ایک لڑکے نے تمکو رہا کیا اور پھر لڑائی میں مصروف ہو جاؤ منہ چھپا کر بیٹھو نورالدہر نے جواب دیا کہ میں نے انکی جان بخشی کی اگر انھوں نے مجھکو رہا کیا تو کیا کمال ہوا مگر ماہ عالم افروز نے جو دیکھا کہ ایرج و نورالدہر مصروف جنگ ہیں کاؤس سے کہا اب ہر اور اب نکل چلو باپ سے اسطرح کا ملنا ہمکو نہیں پسند ہے اور طور سے ملیں گے کاؤس نے بھی عرض کی کہ بہت بہتر تجویز ہوا شاہزادہ لڑتا بھڑتا طرف شہر اسکے روانہ ہوگیا یہاں ایرج نوجوان نے اور نورالدہر نے ہیٹک کرکے فوج کو شکست دی اس عرصے میں شبرنگ بن عمرو فوج کو نورالدہر کی بھی لایا اب جو فوج تازہ دم آکر شریک جنگ ہوئی لاشوں کے انبار لگا دیے نورالدہر نے گھوڑا اپنا طرف سفاک کے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اے نامرد اب مردان عالم سے مقابلہ نہیں کرتا مکر کرکے گرفتار کر لیا تھا اب تمنے رہائی پائی سفاک نے جو نورالدہر کی آواز سنی ساتھ والوں سے کہا میں اس جوان کا سر لاتا ہوں یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور قریب نورالدہر کے آیا ایرج نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر مقابلہ سفاک میں جاتا ہے دور سے للکارا کہ او کشتنی گبرزادے خبردار حریف پر ہاتھ نہ ڈالنا ایسا نہو کہ تجھکو چشم زخم پہونچے میں اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مگر سفاک نے آکے

نور الدہر پر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار خالی و بکر تیغہ خارا اشگاف سلیمانی کو کھینچکر ہاتھ مارا سفاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کاٹ کر تا بہ جگر گاہ پہونچی تھی کہ ایرج نے قریب آکر کمر پر ہاتھ مار دیا سفاک کا لاشہ زمین پر گرا نور الدہر نے کہا او نا جر زادے مردے کو مارنا تمہارے بزرگان کا کام ہو وہی حرکت تمنے بھی کی ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نور الدہر نے کہا اے ایرج چھوٹے قبلہ و کعبہ کا خیال آتا ہو فرمائینگے کہ میرے فرزند کو مار ڈالا ایرج نے یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس میں تلوار چلنے لگی آخر نور الدہر کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ایرج کو چشم زخم پہونچے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان آتشخو شعلہ مزاج لپٹ پڑا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آگئے کشتی ہونے لگی فوج نے جو دیکھا کہ یہ جوان آپس میں لڑ رہے ہیں دباؤ ڈالا مگر نور الدہر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ایسا نہ ہو ایرج کو میرے ہاتھ سے ذلت فاش ہو تو یقین ہو اپنی جان دیدیگا کہ صحرا سے گرد اڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے آکر نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب صیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بکجے تیغ صمصام و قمقام و نام	بکجے تیغ عقرب بکجے ذوالحجام
ببین کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندون ز پیشم فراری شدہ	ز سن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوہ کب لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

آکر فوج کفار پر گرے کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی یا صاحبقران زمان وہ دونوں جوان لڑ رہے ہیں ہمارے آقا سے نامدار بڑا پاس کرتے ہیں ابتک زیر کر لیتے مگر انکو خیال آتا ہی کہ بڑے قبلہ و کعبہ آزردہ ہونگے اسوجہ سے دیر ہوئی حضور چلکر ان دونوں کو علحدہ کریں صاحبقران نے اول فوج کفار کو شکست دی جب وہ سب بھاگ گئے تو امیر نے سامنے آکر للکارا کہ او جا ہلو یہ آپس میں کیوں لڑتے ہو اسکا انجام کیا ہوگا

کسی نے جواب نہ دیا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے صاحبقران کو ناگوار ہوا نعرہ کرکے
بیچ میں آپڑے داہنا ہاتھ سینے پر نورالدہر کے رکھا اور بایاں ہاتھ سینے پر ایرج کے
اور فرمایا ارے جاہلو آپس میں جنگ کرتے ہو فوج کفار دبا کر ڈالتی تو جان بچانا مشکل
پڑتی دشمن پر شوکت نمائی کرو حال جرأت کھل جائیگا ہم جانتے ہیں کہ تم دونوں بہادر
ہو اب آپس میں ملجاؤ دونوں کو بلوا کر صاحبقران نے اپنے ساتھ لیا بہ فتح و فیروزی
لشکر میں آئے جلسہ آراستہ کیا کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی قطران شبیر شکار
برائے مقابلہ حضور آتا ہے فوج بھی بہت ساتھ ہے صاحبقران نے فرمایا خدا بے یار و کس کا یار ہے
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی قطران شبیر شکار گینڈے پر
سوار تین لاکھ فوج پشت پر اکثر سر کٹے ہوئے نوک نیزہ پر رکھے ہوئے اس زور و
شور سے قطران آکر پہونچا لشکر مقابلے میں صاحبقران کے آکر اتارا پہلے پیغام بھیجا
کہ اس سرحد سے چلے جایئے صاحبقران نے جواب دیا کہ بدون قتل جمشید ثانی قدم
نہ بڑھائینگے قطران نے طبل جنگی بجوا دیا امیر کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا تمام
شب تیاری ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب لقاب
کرکے ہٹے قطران نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ سنکر
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آئے اور
عرض کی اجازت میدان ملے صاحبقران نے نورالدہر کو اجازت دی نورالدہر
مرکب بڑھا کر چلے قطران نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل آتا ہے تیں سپھال کا تیر ترکش
سے نکالا نشانے پر نورالدہر کے جوڑ کر مارا قطران نے کئی تیر مارے دونوں نشانے
لگا نے ہوئے ایک تیر پیشانی پر پڑا چاہا گینڈا بڑھا کر گرفتار کر لوں ایرج نوجوان
نے وہیں سے مرکب بڑھایا مالک سے کہا کہ لیاقت مقابلہ نہیں رکھتے سامنے تک
نہ پہونچ سکے آخر زخمی ہوئے تیر کیوں نہ قلم کیجیے یہ کہکر مرکب اڑایا شبرنگ نورالدہر کو
پھیر لایا ایرج مقابلے میں قطران کے پہونچے قطران نے نیزہ مارا ایرج نے چند
تا نوں میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے بار ٹھہرا کر

کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قطران لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے دنگ کر دیا ہی اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ قطران اپنی جان سے بیزار ہی جب ایرج نوجوان پکڑ لاتے ہین تو دو گھڑی تک رگڑتے ہین قطران کے ماتھے سے خون جاری ہی کچھ بن نہین پڑتا کیا کرے دن چار گھڑی دن رہے قطران نے کہا اے نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان مین آپ سے ناحق لڑا اگر آپ میری اطاعت کرین تو کیا تعجب ہی کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے کہا اے قطران بڑے بڑون کو بھی حوصلہ رہا مگر یہ دن نصیب نہین ہوا قطران ایرج کو لے دوڑا سات آٹھ قدم لایا تھا کہ ایرج پلٹے چاہا پکڑ لے دوڑون قطران نے زور کیا کہ قدم نہ ہٹاؤن ایرج نے یکبار اقدم بڑھایا قضا سے کار وہان پر موش خانہ تھا دونون پاؤن ایرج کے موش خانے مین جا رہے قطران نے یکبار ایرج کا کولا اتر گیا قطران نے اسی حال مین ایرج کو گرفتار کر لیا ہرچند پہلوانون نے پکارا کہ او قطران یہ کیا کرتا ہی قطران نے کچھ خیال نہ کیا ایرج نوجوان کو گرفتار کر کے لے گیا صاحبقران نے ہرکارون کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچانا ایسا نہ ہو کہ میرے فرزند کو قتل کر ڈالے ہرکارے ہر اسے خبر چلے مگر قطران نے ایرج کو مسلسل کر کے رات کو قید خانے مین بھیجدیا صبح کو سرخ لباس پہنکر بیٹھا ایرج کو سامنے بلایا کہا کیون نبیرۂ صاحبقران اب اطاعت مین کیا دریغ ہی کہ سر میدان مین نے زیر کیا سب نے دیکھ لیا اب اگر اطاعت نہ کروگے تو قتل کرونگا ایرج نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے وہ کر قطران نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ بیرون بارگاہ جلاد آیا خنجر چمکاتا ہوا شلنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہی فرد سلطنت سلطان کند فرپا دہر جلاد چیست ہمہ مرغ رادانہ بلا عقد طعمہ بر صیاد چیست ہمہ قریب ایرج کے آکر گردن پر کولے کا خط کھینچا قطران اشارہ سے کہہ رہا ہی کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد کہہ رہا ہی او گنہگار جو کھاتا ہی کھالے جو پینا ہو پی لے ساغر عمر تیرا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوا ایرج نوجوان سرنگون دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم اسکی بدبختی سے

بجا ہے تیرے اوصاف حمیدہ کون بیان کرسکتا ہے نظم

خداوند ملک جہان کارساز
خدا کارفرما و بندہ نواز

بہر حال دانا و بینا خداست
نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز

ہمیشہ خدا مہربانی کند
در فیض او ہشت ہر وقت باز

چو خواہد کسی را ان عیان میکند
بکنجشک بخشد پر و بال و باز

کند اہل افلاس را مال دار
گدا را دہد مسند عز و ناز

ببخشند بدریوزہ گر مملکت
کند صاحب ملک سامان ساز

دہد دارو ے درد بیمار را
بہ بیچارہ بخشند و اچارہ ساز

کند عجز ہر مرد حاجت قبول
پذیرد نہ ہر بندہ ناز و نیاز

بہر جملہ حق کارسازی کند
بہر بندہ بندہ نوازی کند

ایرج مصروف دعا تھے دربارگاہ قطران پر درگہ سالار بیٹھا ہوا اُسنے دیکھا کہ سامنے سے نقابدار شیلم پوش گھوڑے کو بھگائے ہوئے آتا ہے دربارگاہ پر آکے کود پڑا قصد کیا کہ اندر جاوے درگہ سالار نے منع کیا کہ اس بارگاہ مین پہلوان دوران بیٹھے ہین جب پوچھ لونگا تب جانے دونگا نقابدار نے کہا ہم ضرور جائینگے غرض درگہ سالار نے باتنغ تلوار کا مارا نقابدار نے بائین ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا یہ دیکھکر قطران نے کہا ارے یہ کون ہے جسنے درگہ سالار کو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا نقابدار بہادرانہ اندر آیا جلاد کو جھڑک دیا ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے قید توڑکر پھینکدی ہر چند نقابدار نے للکارا کہ او قطران اٹھتا نہین تو تو اس جوان کو گرفتار کر کے لایا تھا اب روک تو لے مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا پہلوان جو گرد قطران بیٹھے ہوئے تھے انھون نے کہا بھی کہ اگر فرمایئے تو نقابدار کو روکین مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا کہا انکو جانے دو میری بارگاہ مین آئے ہین نقابدار نے ایرج کا ہاتھ تھام لیا کہا چلیے کسکی مجال ہے کہ آپ کو روک سکے یہ کہکے نقابدار ایرج کو باہر لایا

بہت کوتل مرکب کھڑے تھے ایک مرکب پر سوار کیا کہا لیجیے خدا حافظ ہرچند ایرج نے کہا کہ ای
جوان تو کون ہے نام نامی سے آگاہ کر مگر نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اڑا کر نکل گیا ایرج
نوجوان طرف اپنے لشکر کے چلے جب وسط لشکر میں پہونچے تو فوج نے بلوہ کیا ایرج
نوجوان انکے روکنے سے کب رکتا تھا اڑ بھڑ کر نکلا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا جب کنارے
پر اپنے لشکر کے پہونچا تو شاپور شیر دل سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا آپ نے
کیونکر رہائی پائی ایرج نے آنا نقابدار کا بیان کیا کہا ایسی محبت صرف کی اسنے کہ خون جگر
مارتا تھا مگر میں نے لاکھ چاہا کہ نقابدار کا نام دریافت کروں صورت دیکھوں اسنے
توجہ نہ کی یہ باتیں کرتے ہوئے ایرج بارگاہ صاحبقران میں آئے صاحبقران برائے
رہائی ایرج نوجوان جانے کو تھے کہ یکایک ایرج آکر پہونچے مگر دریائے خون میں
نہائے ہوئے صاحبقران نے حال پوچھا ایرج نے کل کیفیت بیان کی کہا داداجان
کیا عرض کروں اس نقابدار نے ایسی محبت صرف کی کہ دل بیقرار ہو گیا مگر بعد جانے ایرج
کے قطران نے پھر طبل جنگی بجوادیا صبح کو میدان میں آیا ایرج نوجوان نکلے ہاتھ سے
قطران کے زخمی ہوئے قطران نے چاہا سر کاٹ لوں کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی وہی
نقابدار نیلم پوش آکر پہونچا گھوڑا بیچ میں ڈالدیا ایرج کو ہٹا کر مقابل ہوا قطران نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر قطران کو زخمی کیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا لیکن
قطران پلٹ کر بارگاہ میں آیا کہتا تھا کیوں یارو تم سب نے دیکھا یہ نقابدار کون تھا
سرداروں نے عرض کی کہ ہمنے صورت نہیں دیکھی کیا بتائیں نہیں معلوم کون بہادر
ہے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہی نقابدار نیلم پوش با فوج گران آکر پہونچا ایکطرف
لشکر اتار دیا یہاں صاحبقران زمان شام کو بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ عادی نے آکے
لعل کاغذ ہاتھ میں دیا صاحبقران نے صاد بنایا مراد یہ تھی کہ آج طلایہ صاحبقران دینگے
صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ اے مقبل تیاری کرو طلایہ لشکر کا ہم دینگے مقبل نے
اپنے غلاموں کو تیار کیا صاحبقران بازار میں آئے جا بجا سواروں کو چھوڑ کنارے
پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے قطران آیا امیر کو دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہوئے ہیں

دل مین خیال آیا کہ انکو تو مار لون یہ بڑھا افسر لشکر ہی جو اسکو مار لونگا تو سب بھاگ جائینگے
یہ سوچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے خالی دیے بعد اسکے تلوار کھینچی ہاتھ
مارا کہ قطران زخمی ہوا سامنے سے بھاگا امیر نے پیچھا کیا قطران بھاگ کر لشکر نقابدار
مین پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی سوچا کہ شاید اپنے لشکر مین آگیا سامنے بارگاہ ہی نکلیلو
مگر نقابدار نیلم پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ عیار نے خبر دی کہ قطران بھاگا ہوا آتا ہی
اور ایک بوڑھا شخص اسکے تعاقب مین ہی نقابدار بارگاہ سے نکل آیا دور سے دیکھا
کہ قطران آتا ہی وہین سے للکارا کہ او بھگوڑے ادھر کہان آتا ہی قطران نے جو نقابدار
کو دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ مارا دیا کہ قطران کے دو ٹکڑے ہوئے
کہ سامنے سے صاحبقران آئے امیر نے جو لاشۂ قطران پڑا دیکھا تو نہایت برہم ہوئے اور
فرمایا اسے کستے مارا نقابدار نے کہا ہمنے اسکو قتل کیا امیر کو اور زیادہ غصہ آیا فرمایا کہ
کیون نقابدار بڑا جرأت کا خیال ہی نقابدار نے اپنا گھوڑا ایڑ ھایا کہا مین کیا آپ سے
باہر ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا امیر نے
ہاتھ بچا کر کلائی تھام لی نقابدار لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کود سے نقابدار بھی اترا
آپس مین کشتی ہونے لگی رات تو کم باقی تھی آخر گریبان سحر چاک ہوا سرداران امیر کو
خبر ہوئی لندھور و مالک و بہرام و لنور الدہر و ایرج و جہانگیر تماشہ دیکھنے چلے
اسوقت پہونچے کہ کل لشکر نقابدار جمع ہی صاحبقران کشتی لڑ رہے ہین اہل لشکر قصد
کرتے ہین کہ صاحبقران پر جا پڑین نقابدار نے منع کیا کہنے لگا کہ یارو جرأت کے خلاف
ہی تم لوگ دخل نہ دو کہ ان سرداروں نے آکر اُس مقام کو گھیر لیا بدیع و قاسم بھی آگئے
آپس مین کہتے ہوئے کہ آج مدت کے بعد ہمارے قبلہ و کعبہ نقابدار سے مصروف جنگ
ہین جب اُس مقام پر پہونچے تو دیکھا نقابدار بڑے تکلف سے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا
ہی کہ صاحبقران پر زیادتی کرون مگر امیر باتوقیر بہ جرأت لڑ رہے ہین جب نیچے پکڑ لاتے
ہین تو نقابدار نیلم پوش حیران ہو جاتا ہی بمشکل نکلتا ہی بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ قبلہ
و کعبہ ہانپ رہے ہین فرمایا او نقابدار کچھ خوف خدا بھی ہی ہمارے قبلہ و کعبہ نحیف و ضعیف

تو نوجوان معلوم ہوتا ہی قبلہ وکعبہ کو چھوڑ دے مجھسے مقابلہ کر تو حال جرأت کھلے نقابدار امیر
کو چھوڑ کر طرف بدیع الزمان کے چلا تھا کہ امیر نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای برادر کہان جاتا ہی
مجھسے تو فیصلہ کر لے پھر یہ سب تجھسے لڑینگے نقابدار نے کہا ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے بدنام کرین
کہ بوڑھے کو زیر کیا صاحبقران نے فرمایا کوئی نہ کہیگا بڑا نام ہوگا لوگ کہین گے کہ نقابدار نے
کوہ چکاب سلیمانی کو زیر کیا آجتک کوئی مجھپر غالب نہین ہوا اگر اس ضعیفی مین شکست تقدیر مین
ہی تو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر ریلکر لے دوڑے کہ رستم آکر پہونچے رستم نے بھی یہی کہا کہ او نقابدار
قبلہ وکعبہ سے کیا لڑتا ہی ہم لوگ موجود ہین جس سے چاہے امتحان کر لے بھائی بدیع الزمان
فرزند ہمارا آقا سہم ملازم ہمارے مثل لندھور و مالک موجود ہین جس سے منظور ہووے
امتحان کر لے مگر صاحبقران نے نقابدار کو نہ چھوڑا ایک طور پر کشتی ہوے گئی ملازمان
قطران لاشۂ قطران اُٹھا لے گئے ارتھی بناکر مردے کو اُٹھایا جاکر ایک مقام پر جلایا
اور روانہ ہو گئے آپس مین کہتے تھے اب ہم کسکے بھروسے پر ٹھہرین ہمارے آقا تو مارے
گئے یہان نقابدار دن بھر صاحبقران سے لڑا شام کو چھوڑ کر الگ ہوا کہتا تھا ای شہریار
اب رات کو جنگ کا مزا نہین ہی دن کو آپسے گا مین مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای
نقابدار میر القب سنبز نندہ تاگر بیز ندہ ہاہین نے کبھی حریف سے منھ نہین پھیرا یا تم مجھکو زیر کروگے
یا شاید اس بڑھاپے مین پروردگار مدد کرے اور ہم تمپر غالب آئین تو ہماری اطاعت
کرنا نقابدار نے کہا شب تیرہ و تار مین کون دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا رات کا دن
ہوتے کتنی دیر لگتی ہی روشنی کراؤ نقابدار نے حکم دیا عیار نے سامان روشنی کرایا سرداران
صاحبقران نے بھی روشنی طلب کرلی اب دن سے بہتر ہو گیا سب جوان جمکر بیٹھے تماشہ
دیکھ رہے ہین فراش ماہتابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارو کا
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین سوار و پیدل سب مصروف تماشہ ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ نقابدار کا زیر ہونا بہت دشوار ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہی دیکھین انجام کیا ہو
یہ حقیر مصنف تحریر کرتا ہی کہ تین شبانہ روز صاحبقران کو جنگ مین گذرے تیسرے دن
نقابدار سست جنگ کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ جنگ ترک ہو کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا

کہ حضور بس اب کہانتک لڑیے گا تین دن تین راتین گذر رہین اب پھر مقابلہ کیجیے گا مین نے نواکثر کچھ کھایا پیا بھی انصاف کرتا ہون کہ آپ بھوکے ہونگے جاکر خواصہ نوش کیجیے امیر نے فرمایا جنگ حریف مین کھانے کو لخت دل پینے کو خون جگر کافی ہی نقابدار نے کہا تو مین زور آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے زور آخر بھی کیجیے نقابدار سینے مین سر اڑاکر ریلکے دوڑا صاحبقران چند قدم ہٹے وہانسے جاکر پلٹے نقابدار کو ریلکر لے دوڑے نقابدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہی وہ برا وقت ہی کہ زمین پانؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی پچیس قدم پر لاکر امیر نے یکبارگی دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا بزمین ہوے امیر نے ہاتھ ڈھیلے کردیے نقابدار نے لنگر قایم کردیا امیر نے فرمایا ای نقابدار مین کی زور کرون نقابدار نے کہا تین زور دن کا آپ کو اختیار ہی امیر نے فرمایا ایک زور مین نے راہ خدا مین چھوڑا انتقام بندگان خدا جو دیکھ رہے ہین ایک زور انکی خاطر سے ترک کیا ایک زور کرتا ہون اگر اٹھا لیا تو غالب آیا اگر نہ اٹھا سکا تو تم غالب ہوے لشکر حضور وغیرہ حیران ہین کہ آقاے نامدار کیا فرماتے ہین نقابدار لنگر جماے بیٹھا ہی صاحبقران یہ باتین کرکے قریب نقابدار آئے کمر پٹکہ مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر کو نقابدار کے جنبش ہوئی نقابدار چاہتا ہی لنگر کو جنبش نہ ہو لنگر یار رہا ہی مگر صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد ہمچو شیر مصاف	کہ بیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بہ جلقش بہ در	کہ آہن دلے را دریدہ جگر

زور جو کیا جیسے پھول کو اٹھا لیتے ہین اسطرح نقابدار کو اٹھایا گردسر کے جب چرخ دیا نقاب چہرے سے ہٹ گئی چہرہ آفتاب تابان زمین پر جالہ پڑ گیا کہ مہتر کاؤس نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار زمین پر نہ گرائیے گا آپ کا نور نظر ہی یعنے فرزند ایرج نوجوان شاہزادہ ماہ عالم افروز برجی شوکت سے یہ غلام آپ کا آیا ہی طلسم آبگینہ فتح کیا افغان ایسے بادشاہ کو افغانستان مین گھسکر مارا اکل طلسم آبگینہ بہ جراٴت فتح کیا سب مال ہمراہ لایا ہی بارہ ہزار نیلم پوش ساتھ ہین سرداران تہمتن و دلاوران صف شکن آکر صاحبقران سے ملے ایرج نے کلاہ فخر آسمان پر پہونچائی طرف نور الدہر کے دیکھکر کہا کہ کیا خدا نے فضل کیا کہ نور نظر

اِس شوکت سے آیا ہی کہ دیکھنے والے دلون مین جلتے ہونگے آپس مین کہتے ہونگے کہ بیشبہ شیر ہین
دوسرا شیر آیا ایک ابرو باسیدان کو مہلت نہ ملیگی نور الدہر نے کہا ایسے ایسے چھوکرے بہت
آتے ہین جیسے باپ شیر ہین ویسا ہی بیٹا بھی شیر ہوگا بھاگتے پھرینگے ایرج نے بہ نگاہ قہر
طرف نور الدہر کے دیکھا مگر چونکہ صاحبقران موجود تھے کچھ نہ کہہ سکے خاموش ہو رہے
بیٹے کو اشارہ ہی کہ ای فرزند انکو پہچان رکھو زنگل گرشتہ کے بھی دعویدار ہین اور وہ تمہارے
دادا کا زنگل ہی کشتی گیر نے کیسے کیسے قبل کیے مگر قبلہ وکعبہ نے زنگل نہ دیا آجتک فساد چلا
آتا ہی مگر انشاء اللہ وہ زنگل تمہاری تقدیر کا ہی ای نور نظر افسوس ہی کہ تمنے صاحبقران سے
مقابلہ کیا کشتی گیر زادے کو نہ لوٹا تب مزہ ہوتا کہ سر میدان انکو زیر کرتے ماہ عالم افروز
نے کہا قبلہ وکعبہ آپ خاموش رہیے مین اس مقدمے کو سمجھ لونگا زنگل بہر نوع لے لونگا
حضور پر واضح ہو جائیگا نور الدہر یہ کہتے ہوے کہ باپ بیٹے دونون میرے ہاتھ سے
مارے جائینگے اور زنگل نہ ہوگا دربار مین آئے صاحبقران نے ایرج کے ماتحت
زنگل ماہ عالم افروز کو دیا اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹا یہان دو صفین ہین صف دست راست
وصف دست چپ صف دست چپ کے افسر تمہارے دادا جان ہین اور صف دست
راست کے افسر بڑے دادا بدیع الزمان گرد لشکر شکن ماہ عالم افروز نے کہا مین
دست چپ مین بیٹھونگا ماتحت اپنے باپ کے آکر بیٹھے شاپور نے کاؤس کو گلے سے
لگایا چالاک وغیرہ کاؤس کو دیکھکر بہت خوش ہوے اُس شب کو محفل مین امیر کی
مغنیان خوش آواز وسازندگان افسون ساز حاضر ہوئین نازنینان مہ جبین وزہرہ جبینان
خوش آئین تانین مارنے لگین نظم

پہرا رقیب کشتۂ ابرو ہی یار کا ‏ — طعمہ ہوا ہی خون شفق ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہی رخ تابان یار کا — بس ہی یہی چراغ شب انتظار کا
جب سے پڑا ہی عکس کسی گلعذار کا — صاف آئنے مین طور ہی صبح بہار کا
بازیچہ دل مرا ہی کسی نے سوار کا — کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا
شعلون نے صاف سر چراغان بنا دیا — اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

وحشت مین پھر ہی دشت نوردی کا اشتیاق　　پھر خار خار ہی مرے تلوون کو خار کا
او محتسب سمجھ کے تو شیشے کو توڑیو　　دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا
مضمون چشم یار کی ہر دم ہی جستجو　　شوق اندنون ہی مجھکو ہرن کے شکار کا
برسات ہی پلائے گلرنگ ساقیا　　ہندوستان مین ہی یہی موسم بہار کا
جاوے دکھائی دیتے ہین مانند اژدہا　　کانٹون مین صاف زہر ہی دندان یار کا

رات بھر صاحبقران جلسۂ عیش ونشاط مین رہے صبح کو دربار مین آئے تھے کہ مہتر کاوس روتا ہوا آیا کہا ای شہریار شاہزادہ بستر خواب سے غائب ہوگیا سارا لشکر پریشان ہوا اہرج رونے لگے کہ فرزند کی کون خبر لائے شاپور نے عرض کی حضور یہ کمترین غلام خبر لائیگا یہ کہکر شاپور چلا جا بجا پتہ لگا رہا ہی گانون گانون پھر رہا ہی مگر پتہ نہین ملتا ایک دن قریب ایک باغ کے پہونچا کہ گانے کی آواز سنی خیال کیا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار قمر کے گا رہا ہی

نظم

مین پاؤن بے سروپا کسطرح وہانکی خبر　　پھیر نکو نہ اور دل ملی جہان کی خبر
اگر کسی نے کبھی اُنسے کچھ یہان کی خبر　　تو ہنسکے بولے یہ کہتا ہی تو کہانکی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر دور دلسے کام نہین　　یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا　　مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پہ اب رحم یا علے کیجیے　　ضرور لیجیے اب اپنے مدح خوان کی خبر

شاپور نے جو یہ اشعار سنے پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیاہ فام مسند پر بیٹھی ہی گائنین سامنے گا رہی ہین مگر وہ ساحرہ کہ رہی ہی کہ ہمشیرہ کی ملاقات کو جاؤنگی دیکھون جاکر گلبدن پر کیا گذری شاپور ایک گوشے مین آکر چھپا جب گائن واسطے پیشاب کے آئی اُسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر سامنے سیمتن کے آیا سیمتن نے کہا کیون گلپیرہن تم بھی باغ نیلوفر مین چلوگی شاپور نے عرض کی کہ حضور [illegible] ان جائینگی مین وہان ساتھ ہون سیمتن نے تخت سحر تیار کیا اُسپر آپ سوار ہوئی شاپور کو بھی برابر بٹھا لیا تخت اُڑتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے ایک باغ دکھائی دیا کہ اُسمین

سناٹا پڑا ہوا ہی کچھ طائر پنجرون مین بند چہکارے مار رہے ہین تخت سیمتن اترا سیمتن نے
پکار کر کہا بوا گلبدن کہان ہو پہلو سے آواز آئی کہ بوا حاضر ہون دیکھا تو ایک جادوگرنی
بڑے ٹھاٹھ سے سامنے آئی کہا بوا سیمتن اسوقت کہان چلین کہا بہن تمھاری ملاقات
کو آئی ہون کہو کیا گذری معشوق راضی ہوا گلبدن نے کہا بوا آج تین دن گذرے وہ
جاہل نہین مانتا گائن نے پوچھا حضور کیا معرکہ ہی مین تو سنون گلبدن نے کہا لشکر حمزہ
مین ایک جوان کو دیکھا نگوڑا آفت کا پرکالہ ہی مین اسپر عاشق ہوئی اسکو اٹھا لائی تین
دن سے اسکو وصل پر رضامند کرتی ہون مگر وہ نہین مانتا گائن نے کہا بلائیے ہمارے
سامنے تو بٹھائیے گلبدن نے کنیزون کو آواز دی کنیزین سامنے آئین اسنے حکم ہوا
فرش بچھاؤ جب فرش بچھا گلبدن آکر مسند پر بیٹھی سیمتن پہلو مین بیٹھی گلبدن نے حکم دیا
کہ قفس اس جوان کا لاؤ کنیزین قفس اس جوان کا لائین شاپور نے دیکھا کہ شاہزادہ
ماہ عالم افروز قفس مین بند بیٹھا ہی گلبدن نے کہا لو بوا کلیجہ مین فردا بنشست کہ خون
کردہ و دل بردہ بسے را ۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۔ گائن نے جو شاہزادے کو
دیکھا بیقرار ہوگئی کہا بی گلبدن صاحب مین اسکو راضی کر دونگی یہ کہکر اول چند اشعار گا
اور قریب شاہزادے کے آکر اشارے سے کہا مین آپ کا غلام شاپور شیردل
ہون آپکی رہائی کو آیا ہون یہ کہہ دیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی مار لونگا شاہزادے
نے اشارہ کیا کہ اے برادر یہ کلمہ میری زبان سے نہ نکلے گا کہ مین اس فاحشہ سے کہون
کہ مین تجھپر مرتا ہون مگر تمھارے کہنے پر جواب نہ دونگا خاموش ہو رہونگا شاپور
گائن کی صورت پھر محفل مین آیا کہا واہ بی گلبدن تمھاری عقل کی خوبی اپنے عاشق کو
دشمن سمجھتی ہو وہ تو تمپر خود مائل ہی بلا کر پہلو مین بٹھاؤ شراب کا چرچا ہو تو وصل بھی
ہو جائیگا گلبدن نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لا کر گلابیان شراب کی اور کشتیان
کباب کی پیش کین شاپور نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اور بیٹھکر یہ اشعار قمر کے
بخوش آوازی گانے لگا نظم مصنف قمر

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا	مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا

سیر خمیسہ بادۂ انگور سے بنا — گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
ای مجسمہ حسن آج تو چل سوئی جھیل پر — ابکے ہو عیش باغ میں جلسہ شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلیں گے رندان بادہ خوار — ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا
آتش مزاج یار ہو عاشق ہو بادہ خوار — پتلہ وہ آگ کا ہے یہ پتلا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام کی — عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا

شاپور نے یہ اشعار گا کے اور جام لبریز کر کے سامنے گلبدن کے پیش کر دیا گلبدن نے بے اندیشہ انجام پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اور کنیزون سے بھی کہا کہ تم بھی شراب پیو کنیزون نے بھی شراب پی دست درازی ہونے لگی تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہو گئے شاپور خنجر کھینچکر اٹھا گلبدن و سیمتن کو قتل کیا شاہزادے کو رہا کر لیا شاہزادہ و شاپور باغ سے نکلے طرف لشکر کے روانہ ہوئے کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی افہام تیرزن مع ساٹھ ہزار سوارون کے برائے مقابلہ صاحبقران چلا تھا شاہزادے کو دیکھا اور دریافت کیا کہ پوتا صاحبقران کا ہے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار جوانون نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کر کے جا پڑا تلوار چلنے لگی افہام نے جو دیکھا کہ تھوڑے عرصے میں چند افسر مارے گئے کوئی قریب شاہزادے کے نہیں آیا ساتھ والون سے اشارہ کیا کمندون میں اسکو گرفتار کر لو سینکڑے کمندین اور زنجیرین پھینک کر شاہزادے کو گرفتار کر لیا شاپور یا تو لڑ رہا تھا اسنے جو دیکھا کہ شاہزادہ گرفتار ہوا حقہ آتشبازی مار کر نکل بھاگا ایک گوشے میں آکر صورت بدلی انہین سپاہیون میں آملا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ افہام کہہ رہا ہے کہ بخدمت خداوند چلو اس قیدی کو قتل کر کے مقابلہ حمزہ میں جاؤنگا شاپور یہ خبر سنکر بھاگا اس فکر مین کہ ایرج کو جا کر خبر کرون وہ آکر رہا کر لیں گے چشم زدن میں افہام کو شکست دیں گے اس سوچ میں جاتا تھا ایک صحرا میں پہونچا کہ دیکھا گوشۂ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار یارہ چودہ ہزار جوان پشت پر ایرج نوجوان کو اپنے پر لادے ہوئے

وہ پہلوان لیے جاتا ہے ایرج پر یہ معرکہ گذرا کہ بیٹے کی تلاش مین نکلے تھے صحرا مین ڈھونڈ
پھر رہے تھے کہ قاموس بلند بالا اُس راستے سے گذرا ایرج نے اسکو زیر کیا وہ اپنے
ساتھ ایرج کو بارگاہ مین لایا شراب پلا کر بیہوش کیا اسکو بھی یہی فکر ہے کہ نبیرہ حمزہ کو بعد
غدا وند مین لیجاؤن اب شاپور گھبرایا کہ کیا تدبیر کرون تھوڑی دور چلا تھا کہ پھر صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا قاسم نوجوان ایک ارابے پر ایک پہلوان بارہ ہزار جوان سے قید
قاسم لیے ہوے جاتا ہے اب شاپور گھبرایا کہ لو اور غضب ہے تینون جوان گرفتار
ہوے روتا ہوا چلا کہ صحرا مین آکر دیکھا علمشاہ نوجوان شکار کھیل رہے ہین سپاہ
نے عرض کی کہ شاپور آتا ہے رستم نے مرکب روکا شاپور کو جو بیقرار پایا پوچھا اے شاپور
خیر تو ہے شاپور نے جملہ سرگذشت بیان کیا کہ قاسم و ایرج و ماہ عالم افروز گرفتار ہو گئے
گرفتار لیے جاتے ہین رستم نے مرکب پھیرا چند سپاہی قراول جو ہمراہ تھے انکو ساتھ لیکر
اُسے رہائی جوانان چلے راہ مین آکر دیکھا کہ قاسم کو ایک پہلوان قتل کیا چاہتا ہے
وہ کرکے جا پڑے نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب ہا کہ بہت علمشاہ چوہ رستم لقب ہے بگیر
شاہ رومی شہ فیل زور ہا کہ برگشتہ مرز وقی آمگشتہ شود یہ کہہ فوج سے تلوار چلنے لگی
شاہ مصروف جنگ تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی جب پہلوان کہ ایرج کو گرفتار کرکے چلا تھا
بھی آکر پہونچا قاسم نعرہ رستم سنکر دیکھے ہین ہلا رہے ہین ایک سپاہی نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم نے ہتھکڑی سامنے کر دی ہتھکڑی کٹتے ہی قاسم نے نعرہ کیا اور قید کو مثل تار
عنکبوت توڑ کر پھینکا نظم

ز شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از تف خون من است
ر دار فنا خانۂ غوغاے من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
تار یک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون من است

قاسم نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا باپ کے قریب آکر لڑنے لگے اب ان شیرونکو
روکے ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ باپ اور دادا لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین
توڑ کر جا پڑون مگر قید وہ بھاری ہے کہ نہین ٹوٹ سکتی افسر اعلیٰ نے جو دیکھا کہ دونون

جوانون نے قیامت برپا کر دی لاش پر لاش گرا دی ہو گی بندہ اٹھا کر قریب رستم کے آیا
کہا ای شیر بیشہ صاحبقران مین نہین جانتا تھا کہ آپ کو آزار پہونچے مین بدل اطاعت کرتا ہون
علمشاہ ہنس پڑے پہلوان کو کلمہ پڑھایا وہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا ایرج کو بھی
رہا کر دیا تینون کو اپنی بارگاہ مین لایا شراب مین بیہوشی ملائی تینون کو پھر پکڑ لیا شاپور زندہ
نکل بھاگا مگر سیارہ گرفتار ہوا چار دن کو اسپ پر ڈالکر یہ دونون پہلوان لے چلے کوئی
دو تین کوس راستہ طی کیا تھا کہ وہ پہلوان بھی آکر پہونچا کہ جسکے پاس ماہ عالم افروز بھیجی
مین صلاح کر رہے ہین کہ ان مسلمانون کے مددگار بہت ہین اگر کوئی قلعہ ملے تو وہان
جاکر ٹھہرین کہ ہرکارے نے خبر دی تھوڑی دور پر قلعہ قیلاب ہے قیلاب خارہ شکن
وہانکا حاکم ہے وہان چلکر ٹھہریے بہت آرام پائیے گا یہ تینون پہلوان چار دن پانچونکو
لیے ہوئے قریب قلعہ قیلاب آئے قیلاب خارہ شکن کو خبر ہوئی کہ افہام شیرزن
و فتاحم بلند رکاب و قاموس بلند بالا مسلمانون کی قید لیکر قریب قلعے کے آئے ہین
قیلاب نے پھاٹک کھلوا دیا اور وزیرون کو بھیجا کہ جاکر استقبال کر کے لاؤ مین سب کو
قتل کرونگا شہر آئینہ بند ہوا ایسا کہ دن رنگی جائے نگین وزرا ابراے استقبال چلے شہر مین
تیاری ہونے لگی بیٹی قیلاب کی سلماء گوہر پوش محل مین بیٹھی تھی کہ کنیز نے آکے
خبر دی کہ مسلمانون کی قید آتی ہے کنیزون کو حکم دیا کہ ہم بھی اُسکا تماشہ دیکھین گے بالا
بام آکر بیٹھی قیلاب تخت پر آکر بیٹھا ہے آمد کا پہلوانون کی انتظار کر رہا ہے کہ تینون جوان
آکر پہونچے چار دن پانچون قیدی ساتھ ہین سب جوان زنجیرون ہلاتے ہوئے آئے
مگر ماہ عالم افروز بل کرتا ہوا یہی چاہتا ہے کہ کوئی بے اعتدالی کرے تو قید توڑ ڈالون
مگر یہ پہنچ سے قبلہ و کعبہ وحید عالی تبار و بیچے دادا جان گرفتار ہوئے کہ افہام
نے بہ تعجیل سرنچیر ماہ عالم افروز کو ہلایا شاہزادے نے کہا او بے ادب الگ رہ ہم پر
تیری نہ دانائی مگر افہام نے نہ مانا قریب آکر کہا او جوان اگر تو میری اطاعت کرے تو مین
تجھکو رہا کر دون اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون ماہ عالم افروز نے کہا قریب آکر سمجھائیے
افہام قریب آیا شاہزادے نے ہتھکڑی سر افہام پر ماردی کہ افہام کا سر پھٹ گیا اور

بارگاہ مین غریو ہوا سلما نے جھروکون سے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین و جمیل قید آہن مین مسلسل و مطوق ایسا زبردست ہی کہ اس حال مین افہام کو مارا اور پھر کسی سے خوف نہین کرتا تیر مژگان دل کے پار ہوگئے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار تھی کہ دل کے ٹکڑے کر دیے سلما نے کلیجہ تھام لیا پیشانی سے عرق ٹپکنے لگا دیر تک دیکھا کی قیلاب نے پکار کر کہا ای فرزندان حمزہ لات و منات کو سجدہ کرو جوانون نے جواب دیا او نامرد کیا سمجھ کے سوال مذہب کرتا ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتھکڑی نکال دے اور پھر پہنا دے قیلاب حیران ہوگیا پہلوانون سے کہا یہ لوگ بڑے زبان دراز ہین جان کا خوف نہین کرتے کسی وزیر نے کہا یہ لوگ لڑائیان دیکھے بھالے ہوے ہین جانتے ہین کہ ہمین کوئی قتل نہین کرسکتا اِنکے بھائی بند سب جری و بہادر اگر خبر پائین تو قلعے کو اڑا دین ایک کو زندہ نہ چھوڑین یہی ان لوگون کو بڑا گھمنڈ ہی قیلاب نے کہا مین اِنکو قتل کرونگا دیکھون تو کوئی کیا کرتا ہی میرا وہ قلعہ ہی کہ کوئی فتح نہین کرسکتا یہ کہکر حکم دیا کہ اِن سب کو لے جاؤ قید خانے مین لیجا کر قید کرو کل سمجھا جائیگا یہ لوگ تو قید خانے گئے مگر سلما حیران و پریشان محل مین آئی دل نہ لگا آخر حکم دیا کہ محافہ منگاؤ ہم اپنے باغ مین جائینگے مان نے منع بھی کیا کہ بی بی آجکل باغ ویران ہوتے ہین بیٹھی بیٹھی کھیلو مگر سلما نے کہا ای مادر مہربان محل مین دل گھبراتا ہی یہ کہکر سوار ہوئی باغ مین جو پہونچی رنگ باغ دگرگون دیکھا شاخون مین ثمر و شبنم ٹوٹی ہوئی نہ برنخل سوکھے پتون کا انبار زاغ و زغن کی پکار نرگس نے آنکھ چرائی لالہ نے داغ دل پیش کیا سوسن صد زبان شرمائی پھولون سے خوشبو نہ آئی غنچون کا نام نہین کہ حال پر سلما کے ہنسین حال باغ دیکھکر اور زیادہ مکدر ہوئی بال پریشان مثل آئینہ حیران یہ اشعار عاشقانہ زبان پر

نظم

پاس وہ طفل نے سوار نہین | نور آنکھون مین جز غبار نہین
آمد آمد ہی خود مسافر کی | مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہی شرارت نشان سختی دل | نرم پتھر مین بھی شرار نہین

غیرت گہاے جسم نزار نہان — ای جنون پیرہن کا تار نہین
مثل شبنم جو آگیا ہی عرق — بار سے اپ شکر ہی بچار نہین
دوشنبون مین ہی جلوہ گر اک روز — دو نون زلفون مین رو سے بار نہین
ہوسے ہے نور دیدۂ ناسخ — ہاے وہ گرد رہگذار نہین

ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین دل دہی کرکے پوچھتی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی سلما جواب دیتی ہی
صاحبو دیکھو پنڈا اپھیکا ہی سر مین خلل باغ ویران کف دست میدان معلوم دیتا ہی نرگس
ہمسے آنکھ چراتی ہی سنبل پریشانی دکھاتی ہی سوسن کلام سے عاجز نسرین و نسترن بوے جسم
نہین سنگھاتی ہین رنگ پھولون کا اڑا ہوا شاخون مین خم ہی میرے واسطے سبھی خنجر دودم
ہی تیغ تالیان بجاکر درختون سے گرتے تھے طائران خوش نوا خوشی خوشی پھرتے نغمے انکی
زمزمہ سرائی دل کو بھاتی تھی نسیم باغ اپنا رنگ جماتی تھی یہی باعث پریشانی ہی آئینہ رخ
کی یاد مین حیرانی ہی کنیزون نے گھبرا کر کہا باتون سے آپکی ثابت ہوتا ہی کہ آپ کہین عاشق
ہوئین گلعذار و زیبر ندا دی قدمون پہ گر پڑی کہا واری آپ کا حال زار دیکھکر ہمارا
دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہمسے نہ چھپائیے صاف صاف فرمائیے ہملوگ کسواسطے
ہین بچپن سے حضور کے ساتھ رہے مگر آج جو مزاج کا رنگ ہی ہمنے کبھی نہین دیکھا
انھین باتون مین دن تمام ہوا شام کو ملکہ سلما بارہ دری مین بیٹھی ہی شمع ہاے موی
و کافوری روشن ہوئین پروانون نے آکر شمع کو گھیر لیا اپنے کو جلاتے تھے یہ حال دیکھکر
سلما کو حیرت ہوئی کہا صاحبو دیکھو یہ عاشق صادق ہی جان کی پروا نہ کی جل جلکر
اپنی جان دی گلعذار نے عرض کی واری آپ نہ ظاہر کیجیے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپ کی تو
طبیعت پر پڑا بار رہی ان سب مین یہ کنیز خدمت گذار ہی ہمسے تو حال دل کہیے ہم تدبیر
کرین جنگل مین نکل جائین معشوق کو آپکے ڈھونڈھکر لائین آپ کا اشتیاق رفع کرین
کوئی تو کام ہمسے ہو کہ نمک سے ادا ہون سلما نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو مین
منھ سے کچھ نہ کہونگی تڑپ تڑپ کر جان دونگی گلعذار نے منھ پیٹ لیا کہ واری ایسی بات
نہ کہیے آپ کے بعد ہمکو کون پوچھیگا مارے مارے پھرینگے برا ہے خدا ہمسے نہ چھپائیے

سلما نے کہا صاحبو مین اسوجہ سے منھ سے نہین نکالتی کہ اُڑتے اُڑتے طاق بیٹھے اور ماں باپ
کو خبر ہوجائے تو وہ کہین گے کہ ہماری دشمن ہے کہ ہمارے دشمن پر عاشق ہوئی ہے ذلت کا سامنا
ہوگا کنیزون نے کہا واری کیا مجال جو ہم مین سے کوئی زبان سے نکالے ہم یہ نہین چاہتے
کہ آپ کے دشمنون کے لیے خرابی ہو ہم لوگون کو کیا ملجائیگا ہر شخص آپ کا راز چھپائیگا
آپ نے ہمارے ساتھ وہ پرورش کی کہ مرتبے عطا کیے چین و آرام سے رکھا جب وزیزادون
نے سطوت کیا تب سلما نے رو رو کر بیان کیا کہ آج جو مسلمان قید ہوکر آئے ہین اُن مین
ایک جوان ماہ عالم افروز نامے ہے اُسپر جو نگاہ پڑی چھُری دل کے پار ہوگئی بادشاہ
سے کیا سخت کلامی کی ہے افہام ایسے پہلوان کو مار ڈالا ایسے جری و بہادر نگاہ سے نہین
گذرے آخر بادشاہ نے اُسکو قید کیا اور یہ خبر ہے کہ اُسکے باپ و دادا کو الگ قید
کیا ہے اور اُسکو علیحدہ مقید کیا ہے مین حیران ہون کہ باپ و دادا اور پردادا سب قید
ہوگئے یہ کیا باعث ہے ایک کنیز نے کہا واری مین بخوبی جانتی ہون مجھسے سب حال سُنیے
یہ تینون جوان قیدی جانتے تھے کہ پردادا اُنکے عملشاہ آپڑے اپنے بیٹے کو رہا کیا
اُس پہلوان نے اطاعت کی اُن جوانون نے قبول کیا وہ بیچا بہادرون کا دشمن
دلیرون کا رہزن سب کو اپنی بارگاہ مین لایا دم دیکر شراب پلائی اسوجہ مین یہ سب
قید ہوگئے لیکن وہ پہلوان ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی اُنکا معین آجائے سب کو قلعہ
قیلاب مین لے آئے آپ کے باپ نے حکم دیا ہے کہ کل صبح کو میدان خونی کی تیاری
ہو سب کو قتل کرونگا آپ کے باغ کے پہلو مین جو مکان ہے جس جوان کا آپ ذکر کرتی
ہین وہ اِس مکان مین قید ہے مین باہر گئی تھی تو مین نے دیکھا تھا کہ کئی افسر اور بارہ
سپاہی پہرے پر بیٹھے تھے اُدھر سے راستہ بند کردیا ہے کوئی آینے و روند نہین جاتا
اگر حکم دیجیے تو کنج باغ سے نقب لگائین اُس شہریار کو نکال لائین آپ کے پہلو مین
بٹھائین سلما نے کہا مین بھی چلونگی آٹھ حبشنین ہمراہ لین اور چالیس کنیزین کنج باغ
مین آکر اشارہ کیا حبشنین نقب لگانے لگین سلما چاہتی ہے شراکت کرون مگر حبشنین
منع کرتی ہین پہر رات پچھلی باقی تھی کہ سلما قید خانے مین پہونچی دیکھا شاہزادہ سرنگون

حیران و پریشان فرش خاک پر بیٹھا ہی شاید جلوۂ معشوق نظر آگیا یا خواب دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور یاد مین اپنے محبوب کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

ای جنون ہجر مین کیا نالۂ دمساز نہین — ضعف ایسا ہی کہ زنجیر مین آواز نہین
کیون دو رنگی گل رعنا کیطرح کرنے لگے — گل رخ پر تو ابھی سبزے کا آغاز نہین
سکو بکو سرو خرامان نظر آتے ہین مجھے — حسن کو کون کہے صاحب اعجاز نہین
جان پر کھیلنے کو کھیل سمجھتے ہین ہم — یہ نہ کہنا کبھی تم کوئی بھی جانباز نہین
بلبلین چھپے کرتی ہین چمن مین ساقی — طوطی ساغر مے زمزمہ پرداز نہین
مجھسے کب فاش ہوا بھید محبت ظالم — تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہین
رہگیا عشق ہمارا اثر سے پردے مین نہان — شکر ای جوش جنون فاش کوئی راز نہین
ناز اُسکا ہی کہ عاشق مین ہوا ہون اُسپر — حسن پر اُس بتِ طناز کو کچھ ناز نہین
مست ناسخ مجھے رکھتا ہی کلام حافظ — میرے ساغر مین بجز بادۂ شیراز نہین

شاہزادے کی زبان سے جو ملکہ نے یہ اشعار سنے اور دو چند محبت ہوگئی آگے بڑھین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک معشوقۂ محبوب و مطلوب خوش اسلوب سرو قد غنچہ دہن فخر نسرین و نسترن چہرۂ زیبا ماہ چہاردہ پر طعنہ زن صف مژگان صاف ثابت ہوتا ہی کہ ترکیان بلا خیز صفین جمائے کھڑے ہین ابرو خمدار بل رہے ہین ناز و کرشمہ مثل کنیزان کمترین ہمراہ رکاب زلفون کو پیچ و تاب چند ذرے افشان کے جو زلفون مین ہین ثابت ہوتا ہی کہ شب تیرۂ و تار مین ستارے چمک رہے ہین شاہزادہ بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای محبوب جانی و ای یار جانی فرود فراق منتظر چشم من آشیانۂ تست ہ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ہ یہ فرما کر بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے بیقراری مین زبان سے نکلگیا فرود بیا کہ تنگ آمدم جانم و در کنار کشم ہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ہ ملکہ شرما کر فرش خاک پر بیٹھ گئین پاسے نازک سہلانے لگین کہ چشمون نے نقب سے نکلکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین ملکہ نے کہا چلیے مین آپ کو لینے آئی ہون آپ کی تکلیف مجھے شاق ہوئی زیارت جمال بے مثال کی مشتاق ہوئی شاہزادہ ملکہ کے ساتھ ہولیا اُسی

نقب کے راستے سے نکلکر باغ مین پہونچین اب جو ملکہ نے باغ کو دیکھا تو عجب رنگ پر پایا
غنچون کا چٹکنا پھولون کا مہکنا مکان ہاے وسیع نخل سرسبز و شاداب صبح قریب تھی لیلاے
شب نے نقاب سیاہ چہرے سے اُلٹی مجنون مہر افروز کا شانہ نجد سے چرخ زبرجدی پر
آیا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین مصروف خدمتگذاری ہوئین گائنین خوش آوازہ سراپا
دانندازہ مصروف نغمہ طرب ہین صبا لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب
شبنم سے معمور نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور رچا بجا طاؤسان طناز سرگرم رقص و پرواز
ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئین شاہزادے کو مسند پر بٹھایا
گلعذار وزیرزادی نے جو روے زیبائے شاہزادہ دیکھا رطب اللسان تعریفین
کرنے لگی کہتی تھی واری آپ جوہر شناس ہین حقیقت مین کیا نگینہ چھانٹ لیا جس کا
مثل غیر ممکن جواہر مین الماس ہی حقیقت مین آپ کا کیا قیاس ہی ملکہ خوش بیٹھی ہوئی ہی
رقاصان خوش مزاج و کنیزان خوشرو سامنے حاضر ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین محفل درست
ہر ایک چالاک و چست باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار مگر قیلاب خارہ شکن
جو بارگاہ مین صبح کو آیا ہرکارے نے پرچہ ہاتھ مین دیا قیلاب نے جو پرچہ پڑھا
اسمین لکھا تھا کہ فلان قیدی رہا ہو گیا کوئی قید خانے سے لے گیا قیلاب نہایت
برہم ہوا کہا یارو کیا غدر ہی کہ اندر سے قلعے کے کوئی قیدی کو لے گیا بڑا داغ لگیا
ذرا شب آہنگ چرخ زن کو تو بلاؤ شب آہنگ قیلاب کا عیار مکار و طرار
غرض بلاے روزگار ہی وہ جو آیا قیلاب نے کہا ای شب آہنگ کوئی تمھارے
چونا لگا گیا شب آہنگ نے پوچھا کیا ہوا قیلاب نے کہا تمھارا اسا کوتوال
بیدار مغز چوکیدار قلعے مین رہتے نہین پاتا مین قیدی کو تمسے لونگا شب آہنگ نے
عرض کی غلام ڈھونڈہ لائیگا شب آہنگ بھاگتا ہوا اپنے گھر مین آیا یہان اسکی زلفین
مکارہ بڑی عیارہ ہی شب آہنگ نے اُس سے بیان کیا زلفین نے کہا ای نور نظر
مین کل تمکو خبر دونگی کسکی مجال ہی کہ میرے فرزند کی کوتوالی مین ایسا فتور کرے مین تو
گھرون مین جا کر ڈھونڈنے لگی تو نکلی صبح کو زلفین نے ایک چادر پھینکی کچھ کرتیان اور کچھ

مہرین چند پا سجاے سب کا گٹھر باندھکر نکلی گھر مین جاتے ہی اور پکارتی ہی کہ کوئی لیگا اِس حیلے سے سارے شہر کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا شام کو پلٹ کر آئی شب آہنگ نے پوچھا ای مادر مہربان کہین پتہ ملا زلفین نے جواب دیا کہ سارا شہر چھان ڈالا اب کوئی مقام باقی نہین ہی مگر کل جواب معقول دونگی البتہ ایک مقام کا کھٹکا ہی باغ سلما مین جب جاؤنگی ملکہ کی کنیزین جوان جوان ہین شاید کسی نے ایسی حرکت کی ہو رات بھر اسی خیال مین رہی جب صبح ہوئی اور ستارۂ سحری چمکا تو وہی گٹھری لیکر نکلی باغ سلما پر آئی دیکھا کہ محلدار دروازے پر بیٹھی ہی محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کیون عورت کیا ہی کہا واری یہ لباس فروخت کرتی ہون اگر حکم دو تو اندر جاؤن محلدار نے حکم دیدیا یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ خوش بیٹھی ہین گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیروین گا رہی ہی

نظم

کیا دیکھے گا عاشق دلگیر کا جواب — خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب
آئینہ لیکے صنعت اسکندری کو دیکھ — تصویر ہی کھنچی ہوئی تصویر کا جواب
مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہی — ہی اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب
خط دیکے کہیو اپنی زبانی یہ نامہ بر — تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
اللہ جانتا ہی اسے خوب کیا کہون — میرا سوال اس بت بے پیر کا جواب
زندان مین شب کو ڈر کے جو اسنے کیا ہی غل — مین نے دیا ہی نالۂ زنجیر کا جواب
لکھتا ہون بیت ابروِ محبوب کی شرح — شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب
گویا ترباں شعلے سے ہرگز ہوئی نہ شمع — تدبیر سے محال ہی تقدیر کا جواب
آتش کہانتک اپنے نوشتے کو رووین — لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

زلفین نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین سلما کے بیٹھا ہی جی مین کہتی ہی کہ یہ اس شوخ دیدہ کا کام ہی شہر مین کیون پتہ ملتا دیکھکر پلٹی چاہا کہ نکلجاؤن جاکر شاہ سے اطلاع کرون اس گستاخی کی اسکو سزا ملے جیسے ہی پلٹی ملکہ کی نگاہ پڑگئی کہ ایک عورت غیر آتی تھی ہمکو دیکھکر پلٹ چلی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس عورت کو لینا محلدار سے کہنا کہ تو کیسی پہرے پہ بیٹھی ہی کہ غیر اندر چلا آیا تو نے نہ روکا چند کنیزین دوڑین زلفین

بھاگی جب دروازے پر پہونچی تو محلدار نے روکا ہاتھ تھام لیا کنیزون نے آکر پکڑا اور کشان
کشان سامنے ملکہ کے لائین ملکہ نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کون ہے اور کس واسطے آئی
تھی ایک کنیز نے کہا واری مین اسکو خوب پہچانتی ہون یہ شب آہنگ کی ماں ہے زلفین
مکارہ اسکا نام ہے یہ شاہزادے کی تلاش مین نکلی ہے دیکھکر چلی تھی یہ جاکر آگ لگاتی ملکہ نے
کہا گوشۂ باغ مین اسے لیجاؤ مار کر اسکو دفن کردو کنیزین کشان کشان زلفین کو گوشۂ باغ
مین لائین گٹھری وغیرہ چھین لی ایک حبشن نے سر اسکا کاٹ لیا اور اسی مقام پر دفن کر دیا
آکر ملکہ سے خبر کی ملکہ نے دروازہ بند کروا دیا کہ اب کوئی غیر نہ آنے پائے مگر شب آہنگ نے
شام تک اپنی ماں کا انتظار کیا جب زلفین مکارہ نہ آئی تو روتا ہوا سامنے قبلاب کے
آیا کہا حضور غضب ہوا امان میری پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اسپر کوئی آفت پڑی قبلاب
نے جھڑک دیا کہا او بے حیا یہ سب تیری غفلت ہے کوتوال شہر ہو کر ایسی باتین کرتا ہے یہ سب
تیری حرامزدگی ہے اگر کل تک پتہ نہ لگایا تو کوتوالی نکلجائیگی دوسرے یہ کہ سزا ہوگی جو فکر کرتا ہے آٹھو
پہر مین کرلو پھر کوئی عذر نہ سنونگا یہان ملکہ نے بعد قتل زلفین شاہزادے سے کہا اب
یہان سے نکل چلیے بڑی تلاش ہے کل شب کو باپ کے سلام کو جو گئی تو انھون نے مجھسے
بیان کیا کہ بڑا غضب ہوا ماہ عالم افروز الیسا شاہزادہ نکل گیا حیران ہون کہ قلعے مین
اسکا دوست کون ہے کسنے یہ حرکت کی اب شب آہنگ پر نا کید ہوئی ہے ہان اسکی مار ڈالی
گئی اسکے بھی دل کو لگی ہے ضرور تلاش کریگا شاہزادے نے کہا ملکہ مین تو نہ جاؤنگا قبلہ
وکعبہ وجاہ عالی تبار تو یہان قید مین ہین اپنی جان بچا کر نکلجاؤن جرأت کے خلاف ہے
انشاء اللہ مین ان سب کو رہا کرونگا ہر چند ملکہ نے سمجھایا کہ نکل چلیے مگر شاہزادے نے
نہ قبول کیا ملکہ خاموش ہو رہین مگر دستور تھا کہ اس باغ مین ملکہ کے میلا ہوتا تھا دوکاندار
عورتین سودا لیکر آتی تھین مگر آج جو گئین تو محلدار نے کہدیا کہ میلہ نہ ہوگا وہ عورتین پلٹی
ہوئی آتی تھین کہ راہ مین شب آہنگ ملا اسنے سب سے پوچھا کہ کیون پلٹ آئین
سب نے کہا مہتر صاحب ملکہ کا مزاج نادرست ہے ہمارا جانے آنے مین نقصان ہوا
بعد مہینہ بھر کے یہ میلا ہوتا تھا کچھ ملجاتا تھا آج بلا وجہ نقصان ہوا اسنے محلدار سے بہت

کہا کہ باہر باغ کے دوکانین لگائین محلدار نے کہا غلط ہوگا ہماری ملکہ کے مزاج کے خلاف ہوگا
اسوجہ سے پھیر دیا شب آہنگ یہ حال سُنکر سوچا کہ سارے شہر مین تلاش کر چکا اب
یہی مقام باقی ہی اسکو بھی دیکھ لو پشت باغ پر آکر چھپا رات کو گانیکی آواز آئی کہ کوئی شخص
خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار سرون مین ڈوبے ہوے گا رہا ہی **نظم**

جنھون نے ہین پھول منھ سے اس تنگی دہن پر | غنچے نثار تیری رنگینی دہن پر
بعد فنا کو ہین کے پانی سے غسل دینا | کھودی ہی ہین نے جہان شیرین چھپ دفن پر
دونون کلائیان دو پھولونکی ڈالیان ہین | گل کھائے ہین یہ ہین نوشیریان گلبدن پر
ہے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہی | نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
کشتون کی تیرے قبرین دیکھین تو دیکھ لینا | زندونکو ہوگی حسرت مردونکی انجمن پر
ملتا ہی کیا جیو آتش مرتے ہین اہل دنیا | اِک دو دو جیب زرین پر اس اکرو گز کفن پر

یہ آواز سُنکر شب آہنگ اس فکر مین خاموش ہو کے بیٹھا کہ اندھیرا ہو تو دیوار پر چڑھون
جب لیلاے شب نے چادر سیاہ سر پر ڈالی اور محمل مشرق سے نمایان ہوئی اور مجنون روز
بصد سوز دشت نجد مغرب مین داخل ہوا شب آہنگ کمند مار کر دیوار پر آیا اب سر
اُٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین اور
یہی ذکر ہو رہا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ زلفین کو ہمنے گوشہ باغ مین دفن کر دیا ہی وہ مکا
پتہ لگانے آئی تھی اگر پلٹ جاتی تو آفت برپا ہوتی یہ باتین سُنکر شب آہنگ کو ایک
جوش ہوا پہلے تو خیال مین گذرا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون فوج جنگی آئے دونوکو
قتل کرے پھر سوچا کہ مین خود شاہزادے کو قتل کر ڈالون اور اُنکا سر لیکر سامنے شاہ کے
جاؤن کہون کہ ملکہ آپکی دختر ہی اُس سے بدلا آپ لیجیے میری یہ لیاقت نہ تھی کہ مین اُنکو
ہاتھ لگاتا اور یہ بھی ظاہر ہے سرکار پر کہ میری مان زلفین مکارہ انھین کے باغ مین
جا کر ماری گئی اور ملکہ نے قتل کرایا اگر یہ حکم نہ دیتین تو کسکی مجال تھی کہ میری مان کو قتل کرتا
اُسکو مارکر کنج باغ مین دفن کر دیا ہی سرکار میری داد دین یقین ہی بادشاہ کو بہت ناگوار
ہوگا یہ باتین دل مین سوچکر باغ مین اُترا نخل کی آڑ مین چھپا ایک کنیز جو کسی کام کو اُدھر آئی

اُسکو بیہوش کیا اُسیکی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھکر باتین کرنے لگا اِس سوچ مین ہو کہ یہ لوگ سووین تو شاہزادے کو گرفتار کرون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہی جب دونون کو نشہ ہوا اور شاہزادہ انگڑائیان لینے لگا ملکہ نے کہا آرام فرمائیے دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے لڑکھڑاتے ہوئے بارہ دری مین آئے چھپر کھٹ پر جاکر لیٹے نشے مین چور ہو رہے تھے لیٹتے ہی سو گئے شب آہنگ نے جب دیکھا کہ شاہزادے نے کروٹ لی تو بیہوشی شاہزادے کی ناک مین دی شاہزادہ بیہوش ہوا شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور دبے پانوٴن لے نکلا ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو اپنا خالی پایا گھبرا کر آواز دی ارے کچھ دیکھو تو شاہزادہ کہان گیا ملکہ کو گمان ہوا کہ کنیزین لیجاتی ہین شاید کسی سے وعدہ ہوا ہو اور چھپا کر کہا یہ چوری کیا ضرور ہی سب کنیزین اُنھین کا مال ہین مجھسے فرماتے کہ مین نے فلان کنیز کو پسند کیا ہو مین کہیتی کہ فوراً خدمت مین حاضر ہو مگر کچھ خبردار اپنی آنکھون سے دیکھکر چلی آنا جس خواص نے ایسا کیا ہوگا اُسی کی ناک چوٹی کٹے گی تب مانے گی خواصین دوڑین تمام باغ کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا آکر کہا واری آپ کا صرف گمان ہو باغ مین اُنکا پتہ نہین ملکہ گھبرا کر خود اُٹھین ڈھونڈھتی ہوئی کنج باغ مین پہونچین دیکھا ایک کنیز بیہوش پڑی ہوئی ہو بلڑ ہوا کہ چمن آرا یہان بیہوش پڑی ہو ملکہ نے اُسکو ہوشیار کیا اور پوچھا کیا معرکہ ہو اُسنے بیان کیا کہ مین براے رفع حاجت آئی تھی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ ہوا ملکہ وہان سے پھرتی ہوئی قریب دیوار باغ آئی شب آہنگ جلدی مین نکلگیا تھا مگر کمند چھوٹ گئی تھی کمند جو ملکہ نے دیکھی اور پانوٴن کا نشان پایا یقین کامل ہو گیا کہ کوئی شاہزادے کو چرا لے گیا کنیزون سے کہا صاحبو اگر ہو سکے تو دریافت کرو شب آہنگ نے اگر یہ کام کیا ہو تو سامنے شاہ کے لیجائیگا اور تو کسی پر میرا گمان نہین ہوتا لیکن شب آہنگ جو شاہزادے کو لیکر بیرون باغ آیا سوچا کہ جنگل مین ہوکر شہر مین چلون اگر سامنے سے گیا شاید کہ اسکا طرفدار کوئی بیٹھا ہو تو باعث خرابی ہی یہ سوچکر طرف صحرا کے چلا اُس جنگل کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضا سے کار لغمان قزاق واسطے خبر ایاب قاطع

گے گیا تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا ہی یہان سے تین کوس پہ اسکا مقام ہی بالا کوہ رہتا
ہی دور سے دیکھا ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی سمجھا کہ اس پشتارے مین مال ہوگا
وہین سے للکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شب آہنگ نے جو دیکھا کہ ایک
شخص قزاق وضع تیر و کمان ہاتھ مین للکار رہا ہی کہ آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھیگا تو نشانہ تیر
آفت ہوگا شب آہنگ کو بجز ٹھہر جانے کے کچھ نہ بن پڑا ناچار ٹھہر گیا لغمان نے قریب
آکر کہا اس پشتارے مین کیا ہی شب آہنگ نے کہا ای لغمان مین تمکو پہچانتا ہون ہمارے
شاہ کی عملداری مین رہتے ہو مگر شاہ نے ہمارے کبھی کچھ خیال نہین کیا ورنہ تمھارا رہنا
دشوار ہوتا اس پشتارے مین شاہ کا دشمن ہی مین اسکو لیے جاتا ہون تم اس مین دخل
نہ دو لغمان نے تلوار کھینچی شب آہنگ نے پشتارہ رکھدیا آمادہ جنگ ہوا دونون
مین تیغ چلنے لگا مگر لغمان قزاق نہایت تیزدست ہی شب آہنگ کو عاجز کر دیا ہی اب
شب آہنگ یہی چاہتا ہی کہ جان بچاکر نکلجاؤن مگر لغمان چہار جانب سے گھیرے
ہوے ہی بھاگنے نہین دیتا ادھر ملکہ سلما جب واقف ہوئی کہ شاہزادے کو کوئی چرالیگیا
فورًا نقاب چہرے پر ڈالی اور مادیان عربی پر سوار ہوئی کمان کاندھے پر ڈالی تیغ
حمائل کیا توکلت اللہ بیرون باغ نکلکر ایک جانب چل نکلی گھوڑے کو ڈالے ہوے
جاتی ہی خیال مین گذرا کہ صحرا کی طرف چلین غرض صحرا کی جانب گھوڑی کو ڈالدیا دور سے
دیکھا کہ جنگل مین دو شخص لڑ رہے ہین ایک پشتارہ رکھا ہوا ہی مگر خیال کر کے دیکھا گوشۂ چادر
شقہ سے شاہزادے کے ہٹ گیا تھا ملکہ نے پہچانا کہ پشتارہ شاہزادے کا ہی مادیان
کو درختون کی آڑ مین لے چلی جب قریب پشتارے کے پہونچی تو کود پڑی اور پشتارہ
اٹھا کر گھوڑی پر رکھا لغمان و شب آہنگ دیکھتے رہگئے لغمان کو گمان مال کا تھا اب
گمان غالب ہوا کہ انسان اس پشتارے مین بند ہوا تھا اور شب آہنگ خوف
لغمان سے نہ بڑھ سکا ملکہ نکل گئین کنیزین انتظار مین تھین کہ دور سے دیکھا کہ ملکہ پشتارہ
لیے ہوے آتی ہی کنیزین نکل پڑین پشتارے کو لیکر باغ مین آئین مگر لغمان قزاق نے
شب آہنگ کو زخمی کیا شب آہنگ زخمی ہوکر بھاگا کہ جاکر شاہ سے اطلاع کرون

اور کل حال کہوں بڑا افسوس ہی کہ میرا انسکار نکل گیا ہین کس مشکل سے گرفتار کرکے لایا تھا معلوم
ہوتا ہی یہ ملکہ تھی کہ محبت سے دوڑی آئی یہان ملکہ نے شاہزادے کو ہوشیار کیا سب حال
بیان کردیا کہ آپ کو شب آہنگ لے چلا تھا مگر مین وہان سے اٹھا لائی اب وہ شاہ
سے اطلاع کریگا تھوڑی دیر مین فوج آئیگی شاہزادے نے کہا مین فوج سے نہین ڈرتا
کسقدر فوج تمھارے باپ کے ساتھ ہی ملکہ نے کہا بارہ ہزار فوج جنگی ہی شاہزادے
نے کہا مین اُنکے سمجھ لونگا تم تردد نکرو ملکہ نے کہا بہتر یہی ہین ہی کہ یہان سے نکل چلیے آخر
شاہزادے کو کچھ نہین پڑا ایک گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ بادبان پر سوار ہوئی دونون باغ
سے نکلے طرف صحرا کے چلے وہان شب آہنگ روتا پیٹتا زخمدار بیقرار سامنے شاہ کے
پہونچا سب حال بیان کیا شاہ کو بڑا غصہ آیا اسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ
لیا یلغار کرکے باغ پر پہونچا کنیزین گٹھری مٹھری باندھ رہی تھین کہ قبیلاب پہونچا کنیزو نسے
پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ ساتھ اُس جوان کے نکل گیئین قبیلاب نے پوچھا کسطرف
گیئین کنیزون نے سمت بتادی قبیلاب اُسی جانب چلا یہان تین چار کوس نکلکر ملکہ نے
شاہزادے سے کہا مجھے پیاس لگی ہی سامنے ایک ٹیکرا تھا شاہزادے نے کہا تم تو اسپر
ٹھہرو مین پانی لاتا ہون شاہزادہ پانی لینے گیا ملکہ ٹیکرے پر ٹھہرین کہ شاہزادہ پانی لے آوے
تو پھر چلین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا قبیلاب بارہ ہزار فوج سے آتا ہی خیال مین گذرا کہ ای
سلما جراُت سے کام کرو جان کا خیال نہو کمان کیانی کاندھے سے اتاری ترکش سامنے
رکھ لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے اور فوج مین غل ہوا کہ ملکہ وہ ٹیکرے پر بیٹھی ہی ملکہ نے
تیراندازی شروع کی جسکو تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا کئی سوار ملکہ نے گرائے تو قبیلاب
نے حکم دیا کہ اس ٹیکرے کو گھیر لو چہار طرف سے ملکہ نے تیرون کی بوچھار کردی ہرچند سب
فوج والے ارادہ کرتے ہین کہ ٹیکرے پر چڑھ جائین مگر ملکہ سب طرف تیر پھینک رہی ہی جس
جسطرف سے کھینچے ارادہ کیا ملکہ نے تاک کر اُسکو تیر مارا کہ وہ اُلٹ کر گرا ایک سوار گرا
اور سب خوف سے پلٹے اسی طرح چہار طرف کا بلوہ رک رہی ہو صدہا جوان مارے
گرادیے یہان شاہزادہ جو پانی لینے چلا تھا قریب ایک چشمے کے پہونچا چشمے کے سامنے

ایک درۂ کوہ ہی اُسمین ایک ساحرہ نخل جادو نامے بیٹھی تھی اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر بیقرار ہوئی سحر کیا کہ شاہزادہ خود سامنے نخل کے آیا ساحرہ نے کہا او جوان میرا وصل اختیار کر تو مین تجھکو مرتبۂ اعلی پر پہونچاؤنگی شاہزادے نے جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی ساحرہ نے شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا درۂ کوہ مین لائی منتین کرنے لگی شاہزادے کو یاد آیا کہ مہتر کاؤس نے اکثر نصیحت کی ہی کہ ساحرہ سے جرأت کرنا سر اسر حماقت ہی کہا مین تجھکو قبول کرونگا دل مین شاہزادہ کہتا ہی کہ تنہا عورت ٹیکرے پر بیٹھی ہی ایسا نہ ہو کوئی آسیب اُفتاد پڑے ساحرہ کو شراب پلانا شروع کی اسقدر شراب پلائی کہ نخل جادو بیہوش ہوگئی شاہزادے نے نخل جادو کو قتل کیا درۂ کوہ مین اندھیرا ہوگیا سامنے سے ایک جوان زنگی یہ کہتا ہوا آیا منم ایقان زنگی تو نے میری معشوقہ کو مارا مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بڑھکر بچاکر کلائی تھام لی ایقان زنگی لپٹ پڑا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا کہ ایقان کو چکر آگیا کولے پر لاد کر دے مارا چھاتی پر چڑھکے سوال اسلام کیا ایقان زنگی بصدق دل مسلمان ہوا نام و نشان بھی شاہزادے کا پوچھا شاہزادے نے سب نام و نسب مفصل بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ یہان سے تھوڑی دور پر ایک ٹیکرا ہی اُسپر میری معشوقہ بیٹھی ہی ایقان زنگی نے کہا دو سو زنگی میرے ملازم ہین اُنکو بلاکر ساتھ لیتا ہون اُنکو ساتھ لیکر چلیے شاہزادے نے ایقان کو مع دو سو زنگیون کے ساتھ لیا اور طرف ٹیکرے کے چلا ایقان گینڈے سوار ہوکے چلا دو سو زنگی تیغہ برہنہ لیے ہوے ساتھ ہین آمادہ ہین کہ افسر ہمارا کسی سے لڑنے کا حکم دے تو اُسپر جا پڑین یہان ملکہ نے جب دیکھا کہ تیر ترکش مین ہوگئے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے او ر پکار اُٹھی کہ اے کریم و رحیم فوج کا لوہ ہی میرے قریب دشمن آنا چاہتے ہین مجھکو ان دشمنون سے بچالے رحم اپنا شریک کر کسکی مجال ہی کہ تیرے اوصاف حمیدہ بیان کرے

نظم

قصب باف عروسان بہاری ۔ قیام آموز سرو جوئباری
بلندی بخش ہر پست بلندی ۔ بہ پستی افگن ہر خود پسندی

گنہ آمرز رندان قدح خوار	بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز درمحنت گذاران

قیلاب دیکھ رہا ہی کہ اہل فوج آگے نہین بڑھتے ہین حالانکہ تیراب موقوف ہین مگر خوف
اُنپر غالب ہی ملکہ نیچے چمکا رہی ہین بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے شاہزادہ پیچھے دو سو زنگی دور سے جو بلوہ فوج کا
دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ یا شید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا منم گل گلزار ایرج
نوجوان نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ ماہ عالم افروز تلوار کھینچکر آپڑے دو سو زنگی بارہ
ہزار جوانون سے مصروف جنگ ہوے لیکن شاہزادے نے افسرون کو چُن چُن کر
مارا فوج قیلاب کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوے قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب
نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بارھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ
ڈالکر قیلاب کو اُٹھا لیا قیلاب نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا غرض
قیلاب بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے شاہزادہ
اُن سب کو ساتھ لیکر ملکہ کو عماری مین سوار کرکے طرف قلعے کے چلے مگر ہرکارے نے
دونون پہلوانون کو خبر دی کہ قیلاب مسلمان ہوگیا مع فوج اسطرف آتا ہی شاہزادہ
ساتھ ہی دونون پہلوان لشکر لیکر باہر نکلے اور سوچے کہ قلعے پر قبضہ ہی ہمارا کوئی کیا کریگا
انہی خیالات مین لشکر لیکر باہر قلعے کے اُترے بعد تھوڑی دیر کے لشکر شاہزادے کا
پہونچا قصام نے جو دیکھا کہ لوگ شاہزادے کے ساتھ کم ہین فقط قیلاب ساتھ
ہی انکے ساتھ فوج زیادہ ہی قصام نے طبل جنگی بجوا دیا شاہزادے نے فرمایا کہ ای
قیلاب تم بھی طبل جنگی بجوا او بڑا غضب ہوا کہ قلعہ انکے قبضے مین آگیا یقین ہی شکست
کھاکر قلعے مین جائین گے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو قصام میدان مین
آیا شاہزادہ مقابلے مین نکلا قصام سے نیزہ چلنے لگا بعد چند تا نون کے شاہزادے
نے نیزہ قصام کا نکالا آسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے روک کر ہاتھ مار دیا
کہ قصام زخمی ہوا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا اپنا اپنا کھسکر جا پڑے شاہزادہ

نے قلب فوج مین آکر قاموس کو بھی زخمی کیا جب دونون افسر اعلی زخمی ہوئے فوج بیدل
ہوئی آخر بھاگ کر سب قلعے مین گئے قلعہ بند کر لیا خندق کو پر آب کر دیا پل تختہ اٹھا لیا
توپین لچھڑ لچھڑ لگا دین شاہزادے نے قلعے کو گھیر لیا مگر شب آہنگ کہ تکیے مسلمان ہو
تھا بھاگ کر ان دونون پہلوانون کے پاس آیا کہا ای شاہزادو جو حکم ہو وہ بجا لاؤن
قبلا اب نے تو لات و منات کو چھوڑا ہین لو مذہب پر قایم ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن
پہلوانون نے کہا ای شب آہنگ اگر ہو سکے تو شاہزادے کو چھپا لاؤ شب آہنگ
چلا لشکر مین شاہزادے کے آیا کسی نے دیکھ لیا کہ ایک عیار پھر رہا ہے للکار کر اسکو بھگایا
شاہزادے نے طبل یورش بجوا دیا تھا صبح کو فوج سامنے لیکے چلا قلعے سے توپ پڑنے لگی
شاہزادہ گولون کو کب مانتا ہے رد کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا اب دونون پہلوان گھبرا
وزیرون نے صلاح دی کہ قیدیون کو زیر تیغ بٹھا دیجیے کیونکر شاہزادہ گوارہ کرے گا
کہ باپ اور دادا قتل ہو جائین اور ہم قلعہ لے لون اس صلاح کو دونون نے پسند کیا
ایرج و قاسم و علمشاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا پکار کر آواز دی ای شاہزادے اگر نہ پلٹ
جاؤ گے تو ہم انکو قتل کرینگے علمشاہ نے پکار کر کہا ای نور نظر تمنے بڑی مشقت کی ہے ہمین
قتل ہونے دو مگر تم قلعہ لے لو شاہزادے نے منھ پیٹ لیا اور پکار کر کہا ای جد عالی تبار
مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ کے دشمن تو قتل ہون اور مین قلعہ فتح کر لون یہ کہکر شاہزادہ
پلٹا دونون پہلوانون نے قیدیون کو قید خانے مین بھیجا مگر ایرج نے جو یہ حالات
سنے کہا دادا جان آپ دیکھتے ہین کمسنی مین کیا کیا کام کر رہا ہے اگر یہان آکر دادا جان سے
مقابلہ کرتا کیا تعجب تھا کہ غالب ہوتا اور دست راستیون کو تو خریب سمجھو سکتا اسوقت
صاحبقران کو معلوم ہوتا رستم نے کہا ای فرزند یہ حوصلہ دشوار ہے صاحبقران قدرت
پروردگار ہین انپر کوئی غالب نہین آسکتا قاسم نے کہا ای فرزند اصل یہی ہے ہین نے
کیا کوئی بات انتظار کی مگر دادا جان کے ہاتھ سے زیر ہوا انپر نہین کوئی غالب ہوگا
مگر دیکھیے کیا اس جنگ کا انجام ہوا ادھر دونون پہلوانون نے شب آہنگ کو بلایا
اور بلا کر کہا ای شب آہنگ لشکر اسلام مین جاؤ اگر ہو سکے تو کسی کو جا کر گرفتار کر لاؤ

شب آہنگ بامنہا سے عیاری لگاکر نکلا لشکر اسلام مین آیا بارگاہ کلان جو دیکھی اُسکی پشت
پر پہونچا سراچہ چاک کیا سر ڈالکر دیکھا کہ قیلاب خارہ شکن پڑا ہوا سو رہا ہی خیال مین گذرا
اِنھین کو لے چلو آکر قیلاب کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا نعمان قزاق
کہ جسنے شب آہنگ کو زخمی کیا تھا جسدن سے پلٹ کر آیا تھا اُسکو بڑا تردد تھا کہ یہ پشتارہ
کسکا تھا اور یہ عیار کون تھا اور یہ نقابدار کون آیا جو اُسکو لے گیا اِس خیال مین کوہ سے
اُترا جنگل مین پھر رہا تھا کہ صداے زنگ کان مین آئی ایک نخل کی آڑ مین سے دیکھا کہ وہی
عیار پشتارہ بدوش آتا ہی کمان اُسنے کاندھے سے اُتاری تیر جوڑکر نکلا اور پکارکر آواز
دی او عیار معلوم ہوتا ہی تیرا یہی کام ہی اُسدن بھی پشتارہ بدوش دیکھا تھا اور آج بھی
پشتارہ لیے جاتا ہی وہ کون تھا اور یہ کون ہی اور تو نے کسکے حکم سے یہ کام کیا شب آہنگ
نے صاف بیان کردیا کہا یہ میرا شاہ ہی مگر مسلمان ہوگیا مین اسکو پکڑے لیے جاتا ہون یہ سنکر
نعمان نے پوچھا وہ پشتارہ کسکا تھا شب آہنگ نے بیان کیا کہ وہ شاہزادہ تھا
ماہ عالم افروز نبیرہ حمزہ اب قلعہ قیلاب کو گھیرے ہوے اُترا ہی نعمان نام نامی سنکر
شاہزادے کا بہت خوش ہوا کہا مین تو مدت سے تلاش مین تھا کسی فرزند حمزہ کی اطاعت
کرون اب بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے اور جان کو اپنی غنیمت جان ورنہ پیچھے ہٹکر
ایک تیر ماروںگا کہ سینے کو توڑکر پار گذرے گا شب آہنگ کو کچھ نہ بن پڑا آخر پشتارہ
قیلاب کا رکھدیا اور جان بچاکر بھاگا نعمان نے قیلاب کو ہوشیار کیا قیلاب نے
دیکھا ایک قزاق وضع قریب کھڑا ہی اور مین جنگل مین بیٹھا ہون گھبراکر کہا یہ کیا مقام ہی مین
تو سو رہا تھا یہان مجھکو کون لایا نعمان نے سب حال بیان کیا اور کہا مین دل سے
آرزو رکھتا ہون کہ تمھارے خویش کی اطاعت کرون قیلاب خوش ہوگیا نعمان نے
اپنے دو ہزار قزاق بلائے قیلاب کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا براے
ملاقات ماہ عالم افروز چلا یہان شاہزادہ صبح کو جو اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ قیلاب
کو کوئی چرا لے گیا شاہزادے نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ قیلاب کو
کون لے گیا یہ کہتے ہوے شاہزادے بیرون بارگاہ آئے دونون پہلوان بالا سے

قلعہ بیٹھے ہین شب آہنگ نے آکر سب حال بیان کیا کہ نعمان نے پشتارہ قیلاب کا
چھین لیا پہلوانون نے جھلا کر جواب دیا کہ ای شب آہنگ مقام تعجب ہی کہ جب تم جاتے
ہو ایک نہ ایک افتاد پڑ جاتی ہی شب آہنگ نے کہا مین ناچار ہون اگر پشتارہ مین
نہ دیتا تو وہ زندہ نہ چھوڑتا میرے قتل سے منھ نہ موڑتا اپنی جان کو غنیمت جان کر چلا آیا
یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بھی دیکھ رہا ہی دیکھا قیلاب تخت پر سوار دو تین
ہزار قزاق سرکشون کو ہمنبر کرتے ہوے ساتھ ساتھ ہین شاہزادہ بہت خوش ہوا قیلاب
نے آکر نعمان کو شاہزادے سے ملایا شاہزادہ قیلاب و نعمان کے آنے سے بہت
خوش ہوا نعمان نے اپنا اشتیاق بیان کیا کہ مین مدت سے خواستگار تھا کہ کسی فرزند
صاحبقران کی اطاعت کرون شکر پروردگار کرتا ہون کہ آج آپ کی خدمت مین پہونچا
شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای نعمان عجب مصیبت مین ہون باپ اور دادا
قلعے مین قید ہین جب مین چاہتا ہون کہ قلعہ لے لون وہ انکو زیر تیغ بٹھاتا ہی مین ناچار
پلٹ آتا ہون اگر نہ پلٹون تو وہ انکو قتل کرتے ہین ای نعمان کوئی تدبیر کر و نعمان نے
کہا آج مین تدبیر کرونگا یہ کہکر رات کو ماہ عالم افروز کا پشتارہ باندھا اور در قلعہ پر آیا
پکار کر آواز دی کہ ای نگہبانو اپنے آقا سے اطلاع کرو کہ نعمان قزاق دوستی مین دشمنی
کر رہا ہی شاہزادے کو گرفتار کرکے لایا ہون انکو لے لو اور مجھے بھی قلعے مین آنے دو
نگہبانون نے دونون پہلوانون کو خبر کی انھنے حکم دیا دونون کو لاؤ نگہبانون نے
کھڑکی کھولدی نعمان قزاق شاہزادے کو لیکر اندر آیا شاہزادے کا پشتارہ رکھدیا
پہلوانون سے کہا ان قیدیون کو بھی بلاؤ اگر وہ مذہب ہمارا اختیار کرین تو فبہا ورنہ
ابھی قتل کرین رستم و قاسم اور امیر ج کو بھی بلایا نعمان نے پکار کر کہا ای جوانون لات
منات کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا او بے حیا کیا بیہودہ بکتا ہی کسنے ہمکو یہ جرأت نہ
کیا کہ تمھارے لات منات کو سجدہ کرین بیسون خدائیان دیکھین کہین جادوگر کا
انتظام دیکھا کہین دیو جن تھا کیسے زور رہے ہین مگر ہمنے سب کو مٹایا یہانتک
پہونچے جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی انسان ہو کر دعوی خدائی کرتا ہی بس تمھارے

مذہب کا کیا ٹھیک ہو اُس مذہب کو کیا اختیار کریں جبکا سر پیر نہ ہو لغمان نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ پہلے جسکو مین لایا اُسکو قتل کرونگا اُسکے بعد انکو قتل کرون فوج کو شکست دون میرے قزاق وہان آمادہ ہین مین نے قلعہ کھلوا دہ سب بلوہ کرینگے مسلمانونکو مار لینگے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا دربار مین سب افسر جمع ہین کہ قریب ماہ عالم افروز آکر لغمان نے چپکے سے کہا اے شہریار اُٹھیے یہی وقت ہے ماہ عالم افروز اپنے مقام سے اُٹھا نعرہ کرکے لڑنے لگا لغمان ساتھ ہو فوج نے جو باہر سے نعرہ شاہزادے کی صدا سنی بلوہ کرکے اندر تلوار چلنے لگی پھاٹک توڑ ڈالا خندق کا پانی نکال دیا اب جو فوج قلعے مین آگئی ہر گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی جا بجا لاشون کے انبار علمہاے فوج جا بجا کٹے پڑے ہین شاہزادے نے عین گرمی جنگ مین قریب رستم آکر سلام کیا رستم نے برخوردار کہا ایرج نوجوان نے تعریفین کین کہ اے فرزند ماشاء اللہ خوب جنگ کی کفار کو گھیر لیا ماہ عالم افروز نے اول رستم کو رہا کیا رستم جو قید توڑ کر اُٹھے تو قاسم کو رہا کیا قاسم نے اُٹھتے ہی ایرج کو رہا کیا ایرج نے سمک بیداقی کو رہا کر دیا علمشاہ نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا کہ منم فرزند رشید صاحبقران علمشاہ نوجوان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب

علمشاہ رومی شہ فیل زور — دیگر — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ بر ابر نیزہ بہ ماہ

ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

دیگر

آفتاب مشرقی دین پروری — شہسوار لال پوش خاوری

ایرج نوجوان نے سب سے آگے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر

اگر تیغ کین برکشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف

اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم — زگاو زمین تیغ و بن برکنم

یہ تینون شیر جو لڑنے لگے علمشاہ نے بڑھکر ایک پہلوان کو مارا جسکا قصاص نام تھا اور
قاموس تہپ ایرج پہونچا ایرج لپٹ پڑے اسکو زیر کیا ایسا غصہ تھا کہ سوال اسلام
بھی نہ کیا اور چیر کر پھینک دیا بیٹے کو جو دیکھا کہ مثل شیر غضبناک مصروف جنگ ہی بہت ہی
خوش ہوے فرماتے تھے جناب قبلہ و کعبہ یہ جوان فخر دست چھپیان ہوگا قاسم عالیشان
بھی تعریفین کر رہے ہین مگر رستم فرماتے ہین کہ یارو کیا آپس مین باتین کرتے ہو افسران
اعلی کو تو مار لو پہر سپہر کامل تلوار چلی کئی ہزار کافر مارے گئے یہ جوان شیرانہ لڑنے لگے
جنگ عظیم واقع ہوئی آخر چند افسر کہ جو سرگروہ فوج تھے انھون نے دیکھا کہ ان جوانون
غالب نہ ہونگے رومال گلے سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے پکارتے ہوے کہ ای شہریار
الامان یہ فرزندان صاحبقران ہین جہان کسی نے عجز کیا دل بیقرار ہو جاتا ہی ان افسرون کو
گلے سے لگا لیا کل فوج نے شمشیر زنی موقوف کی قلعہ تسخیر ہوا سب مسلمان ہوے دیر
کھدے مسجدون کی بنا ہوئی قیلاب کو بادشاہ لشکر کیا مگر شب آہنگ بھاگ کے
نکل گیا سیاہ قلب تھا مسلمان ہونا گوارہ نہ ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ
اسکو قلعہ نردبان کہتے ہین وہانکا حاکم یادبان تاجدار ہی شب آہنگ وہان پہونچا
سب کیفیت قلعے کی بیان کی کہا اگر آپ میری کمک کرین تو افسرون کو پکڑ لاؤن حاکم
نے حکم دیا کہ اول علمشاہ کو لاؤ شب آہنگ صورت بدلکر لشکر اسلام مین آیا خدمتگار
بنکر رستم کے ساتھ ہوا رستم اپنی بارگاہ مین آئے تو یہ بے حیا زیر ونگل چھپ رہا جب
علمشاہ خاصہ تناول کر کے سو رہے تو شب آہنگ نکلا رستم کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا قلعے سے نکلکر صحرا کا راستہ لیا جس قلعے والے سے کہگیا تھا اُسکے
دربار مین رستم کو لایا یادبان نے حکم دیا ہوشیار کرو شب آہنگ نے کہا ای شہریار
یہ جوان شیر دلیر ہین ہوشیار ہوتے ہی یہ جوان قیامت برپا کریگا آپ کے دربار مین
کوئی ایسا نہین ہی کہ اسکو روک سکے پہلے مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار کرونگا
یادبان نے آہنگر بلائے رستم کو مسلسل کیا شب آہنگ نے رستم کو ہوشیار کر دیا
رستم نے ہوشیار ہوتے ہی نعرہ کیا کہ او بے حیاؤ تمنے مکر کیا انشاء اللہ پروردگار رہا کریگا

باد بان نے حکم دیا کہ انکو قید خانے مین لیجاؤ کل قتل کرونگا شب آہنگ نے کہا مین جاکر
دوسرے کو لاؤن یہان صبح کو قاسم وغیرہ جو دربار مین آئے اور خبر سُنی کہ رستم کو کوئی چُرا
لے گیا سب سے زیادہ ایرج بیقرار ہو گئے سمک سے کہا کہ جاکر جد عالی تبار کو تلاش
کرو سمک نے کہا آج کی شب تو تامل فرمائیے کل تلاش کر لاؤنگا خدا نے چاہا تو وہین پہونچون
جہان وہ ہون شام کو طلاسے پر قاسم کے سمک مقرر ہوا طلایہ دے رہا ہی کہ دیکھا سامنے
سے ایک سیہ پوش آتا ہی سمک گوشے مین چھپ رہا وہ سیہ پوش ڈھونڈھتا ہوا قریب بارگاہ
ایرج پہونچا سراچہ چاک کیا سمک نے دیکھا کیا عیار اندر گیا سمک پیچھے آیا اسنے دیکھا کہ
یہ عیار ایرج نوجوان کو بیہوش کر رہا ہی سمک نے تامل کیا شب آہنگ نے ایرج
کو بیہوش کر کے پشتارہ دوش پر لگایا آگے بڑھکر چلا سمک اُسکے پیچھے پیچھے تعاقب مین
چلا صحرا مین آکر سمک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے اور شب آہنگ کے آنے کی
شاہراہ دیکھکر سمک بیٹھا تھا جو ہین شب آہنگ پہونچا اور حلقہ ہاے کمند مین پاؤن
رکھا سمک نے شیر کی آواز دی شب آہنگ رکا سمک نے جھٹکا مارا شب آہنگ
گرا سمک کود کر چھاتی پر سوار ہوا حباب مار کر بیہوش کیا ایرج نوجوان کو بھی ہوشیار
کیا سب حال بیان کر دیا کہ آپ کو یہ عیار لے چلا تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا ہی معلوم
ہوتا ہی یہی رستم کو لے گیا اب مین اس سے پوچھتا ہون یہ کہکر سمک نے شب آہنگ
کو درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا کوڑہ لیکر کھڑا ہوا کہا بتا تو کون ہی تب اسنے
کہا کہ مین قیلاب کا عیار ہون اُنکے ساتھ مسلمان نہین ہوا جاکر بادشاہ قلعہ نردبان
سے ملا وہین رستم کو لے گیا ہون یہ اقرار کر آیا تھا کہ ایک شاہزادے کو روز لاؤنگا
آج ایرج کو لے چلا تھا کہ بدنصیبی سے اپنی گرفتار ہوا سمک نے شب آہنگ کو
پھر بیہوشی دیکر بیہوش کیا آپ اُسکی صورت بنا اور اُسکو اپنی صورت بنایا ایرج
سے کہا آپ اپنے لشکر مین چلیں مین جاکر رستم کو لاتا ہون ہر چند کہ ایرج نے کہا کہ اے
سمک مجھکو لے چل کہ مین دادا جان کو رہا کرا لونگا سمک نے نہ مانا ایرج لشکر مین آئے
سمک بصورت شب آہنگ طرف قلعے کے چلا جب قلعے مین آیا تو اکثر نے پوچھا

کہ ہنر صاحب کیسے لائے سمک نے کہا اِس عیار سے مقابلہ پڑ گیا اسکو پکڑ لایا یہ کہتا ہوا دربار
باد بان میں پہونچا عرض کی حضور آج بڑا ستم ہوا کہ یہ عیار میری فکر میں تھا میں نے اُسے
گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہی مگر بہتر یہ ہی کہ قیدی کو بلوائیے وہ اپنے عیار کو دیکھے کیا
عجب ہی آپ کی اطاعت کرے عیار کا گرفتار ہونا اسکو بڑا شاق ہوگا فرزندان عمرو مین
یہ نامی و گرامی عیار ہیں یقین ہی یہ بھی سمجھا دے مگر اِس مکار کی باتون پر نہ جائیے گا ہوشیار
ہوتے ہی کہیگا کہ مین شب آہنگ ہون بادشاہ نے رستم کو بلوایا دار وغہ زندان خانہ
رستم کو لیکر آیا جیسے ہی باد بان نے رستم کو دیکھا کہا ای رستم نوجوان تمھارے عیار کو بھی
ہمارا عیار گرفتار کر لایا ہمارا مذہب اختیار کرو رستم نے جھڑک دیا اور کہا او بے ادب
اگر ہمارا عیار گرفتار ہوا ہی تو ہم رہا ہو جائینگے معلوم یہ ہوتا ہی کہ وقت رہائی آگیا ہی
سمک بلداقی کا گرفتار ہونا خالی از لطف نہین ہی یہ وہ عیار ہین کہ جنھون نے ہوشربا مین
قیامت کر دی افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر دیا ملک فرنگستان مین تہلکہ اِسنے ڈالدیا
اِسکا گرفتار ہونا تمھاری صورت کے آثار ہین سمک نے جو سُنا کہ آقا میری تعریفین کر رہے ہین
نہال ہو گیا نیمچہ پکڑ کر جھپٹا کہ مین اِس جوان کو قتل کرونگا باد بان نے منع بھی کیا مگر سمک
نے نہ مانا ہتھکڑی پر نیمچہ مار دیا اور اشارہ کر دیا کہ مین سمک ہون علمشاہ شاد ہو گئے مگر
ہتھکڑی کٹتے ہی نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب	
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	

نعرہ کرکے لڑنے لگے سمک نے شب آہنگ کو ایک نیمچہ مار دیا کہ سر شب آہنگ
کا اُڑ گیا باد بان نے جو دیکھا کہ رستم رہا ہوئے افسرون کو اشارہ کیا سب افسر رستم پر
ٹوٹ پڑے سمک نے ایک حقہ ہاے آتشبازی مارا کہ اندھیرا ہو گیا رستم لڑتے ہوئے
بیرون بارگاہ آئے ایک سوار کو مار کر ایک گھوڑا لیا لڑتے ہوئے چلے سمک ایکجانب
نکل گیا رستم نے دیکھا کہ جنگ فتح نہ ہوگی ایک طرف لڑتے ہوئے چلے فوج نے پیچھا کیا
علمشاہ ٹکرا کر ایک جانب روانہ ہوئے گئے سمک نے دور جاکر دیکھا کہ رستم میرے ساتھ

نہ آئے الگ نکل گئے ناچار طرف لشکر کے چلا مگر رستم دریاے خون مین نہاے ہوے جاتے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار ادھر چلا آتا ہی رستم کو دیکھکر دریافت کیا مگر وہ تاجدار نہایت حسین و جمیل ہی رستم کا حال سنکر فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو فوج نے رستم پر بلوہ کیا رستم لڑتے بھڑتے قریب اُس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھہ تلوار کا مارا رستم نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھہ ڈالکر اُٹھا لیا وہ جوان بہ صدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی حسین تاجدار نام بتایا جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے رقص ہونے لگا ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ جلتر نگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی اہل محفل کو لبھانے لگی نظم

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہی — جو اُسکا نقش پا ہی بخیۂ شور شہید محشر ہی
نہ جا ای نامہ بر اُسکی گلی مین جان کا ڈر ہی — کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی
قیامت کیون نہ ہو جسدم چڑھائے آستین گورئی — صفائے ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی
دہن ہی چشمۂ آب بقا خط ہی خضر اُسپیر — پھرا جو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہی
کسیکے خط مشکین کے تصور مین جو رو یا ہون — مرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین عنبر ہی
رہا بیتاب و نالان زندگی بھر وادی غم مین — خداوندا جرس شاید مرے طالع کا اختر ہی
اُٹھا جاتا ہون اُس کوچے کو مین بے اختیار ہین — وہ صدا ان ہون مین سبب جنت اور جذب بار صرصر ہی
شفا تدبیر سے کیا ہو گی مجھہ بیمار ہجران کی — کہ آب زندگی بے یار مجھکو آب خنجر ہی
لب و دندان جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر — صریحا ایک پانی کا ہی قطرہ ایک پتھر ہی
بیابانون مین ہی ریگ روان حکم روالی بیا — شہ اقلیم وحشت ہون بگولہ گرد لشکر ہی
نشان اُسکے قدم کے پڑ گئے جب میری تربت پہ — یہ سمجھا مین کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہی
قریب آیا ہی شاید جلوہ گاہ یار ای ناصح — فروزان پانون کا ہر آبلہ مانند اختر ہی

نازنین حسین و خوبصورت نیک سیرت خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز رستم سعی بدل متوجہ ہین کل اہل محفل گانا سن رہے ہین کہ علمشاہ کے کان مین چکیون کی آواز آئی بلکہ

دیکھا کہ حسین تاجدار رو رہا ہی علمشاہ نے گانے والی کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی رستم نے بہ محبت پوچھا کہ کیون ای برادر رونے کا کیا باعث ہی حسین تاجدار نے عرض کی حضور میرا حال نہ پوچھیں آپ کو بھی ملال ہوگا رستم نے کہا تمھارے ہنسانے کی فکر کرینگے بیان تو کرو حسین تاجدار نے بیان کیا کہ ای شہریار میرا ایک بھائی مجھسے بڑا تھا مین اُسکو بجای باپ کے جانتا تھا وہ بھی مجھکو فرزند کہتا تھا غیر جو کوئی آتا تھا وہ کہتا تھا یہ باپ بیٹے ہین یہان سے قریب ایک صحرا ہی کہ جسکو صحراے فرخار کہتے ہین فرخار دیو کش ایک پہلوان وہان رہتا تھا کہ شاہون کی زمینین دبا دبا کر اب وہ بادشاہ بن گیا ہی ہمارے بھائی صاحب نکین تاجدار واسطے شکار کے گئے اُسکی دختر کو دیکھکر عاشق ہوے گھر پر آکر بیمار پڑگئے مین نہایت ہی بیقرار تھا اُنکی بیماری مجھپر شاق تھی ایک دن نوجوانون کو بھیجا کہ یارو دریافت تو کرو اُن نوجوانون مین چند اُنکے ہمسن بھی تھے اُنھون نے جاکر بہ محبت و الفت پوچھا کہ ای نکین تاجدار تم شاہزادے ہو ہر چند کہ چھوٹے بھائی کو تخت پر بٹھایا ہی مگر سلطنت کا تمکو اختیار ہی جو کہو وہ ہوجائے اگر تخت نشینی منظور ہووے تو حسین تاجدار کہتے ہین مین تخت سے اُتر جاؤن بھائیصاحب تخت پر بیٹھین مجھکو گوارہ ہی سلطنت کسی کو دیدین بھائیصاحب کو آپ کی علالت کا بڑا خیال ہی وہ یہ نہین چاہتے کہ آپ ملول رہین بھائیصاحب نے مجھکو دعائین دین اور کہا وہ میرا فرزند ہی مجھکو اُسکی سلطنت کیا ناگوار ہوگی مگر مین جو صحراے فرخار مین گیا اُسکی بیٹی دریچے مین بیٹھی تھی مین اُسکو دیکھکر مائل ہوا اُسی دن سے بیمار ہوگیا ہون رفقا نے آکے مجھسے کہا مین نے فرخار کو پیغام دیا اُسنے جواب صاف دیا کہ جو مجھکو سر میدان زیر کرے مین اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرونگا بھائی صاحب اُسکے مقابلے مین گئے طبل جنگی بجے سر میدان نکلکر فرخار نے بھائی صاحب کو زیر کیا گرفتار کرکے لے گیا ایک قفس آہنی مین بند کیا ہی کئی مہینے گذرے اُنپر بدعتین کرتا ہی اسوقت مجھکو وہ یاد آگئے کہ اگر وہ ہوتے تو آپ کی بہت خاطر کرتے اور آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرتے اُس ظالم نے میرے بھائی پر وہ بدعتین کی ہین کہ وہ پریشان ہوگئے ہین مین نے

اسوجہ سے لشکرکشی نہین کی کہ مین لائق مقابلے کے نہین ہون رستم نے کہا اے برادر چلو خدا نے
چاہا تو اسکو زیر کرکے تمھارے بھائی کو رہا کرینگے اور معشوق بھی دلادینگے حسین تاجدار
خوش ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا اے شہریار شادی تو دشوار ہے مگر میرا بھائی رہا ہوجائے
تو مین جانون کہ مجھکو دوسرے ملک کی سلطنت ملی رستم نے حسین تاجدار سے وعدہ
کامل کرلیا سب اہل دربار کہتے تھے کہ اس جوان نے رستمانہ کام کیا ہے دیکھیے انجام کار
کیا ہو فرخار دیوکش وہ پہلوان ہے کہ صحرائے فرخار کے پہلو مین ایک بیشہ ہے کہ وہان
دیو قاسوس رہتا تھا بندگان خدا کو کھا جاتا تھا یہ راستہ بند تھا مگر فرخار اس بیشے مین
گیا دیو قاسوس سے لڑا اور اسکو زیر کرکے باندھکر لایا کئی مہینے اسکو قید رکھا وہ دیو
انھین کی قید مین مرا اسدن سے فرخار دیو بند نام ہوا اس سے کیونکر مقابلہ کرینگے
بعض نے کہا یہ فرزندان صاحبقران ہین دیو بند و دیوکش انکا لقب ہے یہ جو جائینگے
تو ضرور اسکو زیر کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو رستم نے ہتھیار لگائے
حسین تاجدار کو ساتھ لیا طرف بیشۂ فرخار کے روانہ ہوے جب بیشۂ فرخار مین
پہونچے تو دیکھا بڑے بڑے درخت بے تھالے سرسبز و شاداب جابجا چھوٹے چھوٹے
نخل کہ ان مین گل دبوٹے بعض مین پھل استقدر ہین کہ شاخین بار اثمار سے سر بسجود ہین
اظہار سامان قدرت رب ودود ہین سامنے درۂ کوہ ہے حسین تاجدار نے کہا اسی
درے مین فرخار رہتا ہے شاہزادے نے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُتارو حسین تاجدار
نے بارگاہ استادہ کرائی رستم کو لیکر بارگاہ مین آیا سمجھاتا تھا کہ اے شہریار ابھی وہ آپ کے
مقابلے مین نہین آیا کوئی آپکو بدنام نہ کریگا پلٹ چلیے رستم نے کہا اے حسین تاجدار
جو ارادہ کیا وہ کیا مردان عالم قول سے نہین پھرتے مگر فرخار دیو بند درۂ کوہ مین بیٹھا تھا
نوبت نقارے کی آواز جو سنی ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہے
جو ہمارے صحرا مین نقارہ بجارہا ہے جاکر نقارہ وغیرہ توڑ ڈالو ہرکارون نے
عرض کی حسین تاجدار فرزند صاحبقران کو ساتھ لیکر آیا ہے فرخار نے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رستم نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا ساری رات تیاریان

ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرخار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی فرزند
صاحبقران کہان ہو نہین آگاہ کہ میرا دیو بند لقب ہو دیو قاموس کو مشکین باندھ کے لیا
کچھ اسکا زور نہ چلا تو بس میرا مقابلہ دشوار ہو کون فرزند حمزہ کا تیار ہو جلا شاہ سے جو
آواز نعرہ فرخار سنی اشقر بالاکیوہ فرنگی کو بڑھایا سامنے حسین کے آکے کہا ای برادر مین
اجازت میدان مانگتا ہون حسین تخت سے کود پڑا قدمون سے لپٹ پڑا کہا ای شہریار
آپ نے بڑا قصد کیا ہی اس دیو خصال سے مقابلہ ہی خدا آپ کی جان بچائے ایسا نہو
کہ سرکار کو صدمہ پہونچے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون رستم سوار ہو کر طرف میدان
کے چلے مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا بقول حقیر اشعار صنعت در صفت مرکب

پھر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامے کا یا لنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین پہونچا فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تو
حیران جمال و محو دیدار ہو گیا سراپا کو دیکھکر کہتا تھا کہ ستم افسوس ہی ایسا جوان
میرے ہاتھ سے مارا جائے بڑا سن چلا ہی کہ میرے مقابلے مین آیا جیسے ہی رستم قریب
پہونچے فرخار نے کہا ای فرزند صاحبقران آپ لشکر سے کیونکر آئے کیا کچھ مان باپ سے
فساد ہوا اپنی جان سے بیزار ہوا آجتک جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے
مارا گیا لہذا مین معاف کرتا ہون تم پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای فرخار زیادہ گھمنڈ نکرو
یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کلام کرو فرخار نے کہا ای رستم خداوند جمشید ثانی
کو سجدہ کرو رستم نے کہا اسپر تو مین لعنت کرتا ہون مکار و غدار اسکو کیا سجدہ کرین
سوا اسے لعنت اور کیا کہین جب رستم نے لعنت کی تو فرخار نے بگڑ کے نیزہ مارا رستم نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا رستم نے بعد تھوڑی دیر کے نیزہ فرخار
کا نکالا نیزہ نکلتے ہی فرخار کو بڑا غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا لگایا
رستم نے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار جو گری فرخار نہایت طاقت دار ہی سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار سر مین در آئی رستم زخمی ہوئے حسین نے جو دیکھا کہ رستم زخمی
ہوئے لینا لینا کہکر جا پڑا فرخار حسین کو کب مانتا ہو گنبد ابڑھا کر آپڑا حسین تاجدار نے
دو چار کو زخمی کیا کہ فرخار کا جو سامنا ہوا حسین نے ہاتھ تلوار کا مارا فرخار نے ہاتھ
بچا کر کلائی پکڑ لی اور کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا ملازمون سے کہا اسکو بھی لے جاؤ حبس قفس
مین اسکا بھائی بند ہی اسی مین قید کرو حسین کی گرفتاری کے بعد رستم نے بہت کوشش
کی مگر کچھ نہ ہوا سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین گھوڑے کی ہاتھ
ڈالدیے فرمایا ای مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مرکب اصیل
اپنے راکب کا مزاج دان رستم کو لے نکلا کسی کے روکے سے نہ رکا مگر فرخار نے فوجکو
شکست دی بہ فتح و فیروزی پلٹا بیرون دروازہ اترا دونون بھائی ایک قفس مین جب بند
ہوئے تو نگین تاجدار نے کہا ای برادر حسین تمنے کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا ہم
جو گذرتی تھی وہ گذرتی تھی حسین نے کہا ای برادر وہ جوان زخمی ہوا کہ جسنے فرنگستان
فتح کیا تمام عالم مین مشہور ہی کہ لندھور کو مع ہاتھی اٹھایا مگر ہماری تقدیر اس زور و
شور سے وہ آیا تھا مگر انجام بخیر ہوگا یہ فرزندان صاحبقران مین کہین جائین گے لیکن
پھر یہین آئین گے مگر فرخار نے قفس سامنے منگوایا دونون کو سمجھانے لگا کہ میری
اطاعت کرو ای نگین تاجدار تم مدت سے قید ہو بھائی تمھارا آج آیا ہی مین جانتا ہون
کہ میری بیٹی بھی تمپر عاشق ہی اگر اطاعت کرو تو شادی کر دون نگین نے کہا میری شادی
اب قبر مین ہوگی اور یا شادی میری رستم کرینگے فرخار بہت جھلایا حکم کیا کل میدان خون
کی تیاری کرو یہان تو یہ ذکر ہی مگر گھوڑا رستم کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا کہ اسلم قزاق
وہان کا حاکم کسی ضرورت سے زیر کوہ آیا دیکھا ایک مرکب دریاے خون مین نہلایا ہوا
اسپر ایک شخص بیہوش و مدہوش ہی اسلم نے رستم کو گھوڑے سے اتارا چارہ پانی پڑا الم

اپنے قلعے میں لایا زخم دو زری کی زخم کو دھلوایا رستم کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع
سرہانے بیٹھا ہے اور ہچکیاں جھل رہا ہے رستم اٹھ بیٹھے فرمایا اے جوان تیرا کیا نام ہے اسلم نے کہا
میں تو نام بتاؤنگا مگر آپ اپنا نام بتایئے رستم نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہے شاید
کہ ذکر سنا ہو زلزلۂ قیامت ثانی سلیمان انکا فرزند ہوں علمشاہ عالیشان فرخار دیو بند کے
ہاتھ سے زخمی ہوا گھوڑا نکال لایا نام رستم سنکر اسلم قدموں سے لپٹ گیا کہا آقائے نامدار
میں نے شب کو خواب دیکھا تھا کہ رستم میرے گھر میں مہمان آئے ہیں میری نصیب وری کہ
خواب کا ظہور ہوا آپ نے سرفراز فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آپ کی اطاعت کروں رستم
نے کہا میں اپنا بھائی تمکو جانونگا جتنے سردار وہاں رہتے ہیں انکے مرتبے اعلی ہیں میں تمکو
بجائے برادر کے جانتا ہوں لہذا تمکو بھی اسی طرح آبرو حاصل ہوگی اسلم قزاق کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا رات بھر میں رستم کا زخم خشک ہوگیا صبح کو اسلم سے کہا کہ ہم
طرف بیشۂ فرخار کے جائیں گے اسلم نے کہا اے شہریار میری راے مقابلہ فرخار نہ جایئے اس
اقلیم میں اسکا مثل نہیں ہے اسنے دیو قاموس کو مارا دیو بند لقب ہوا رستم نے کہا اے
اسلم ایسے ایسے صدہا دیو قتل کیے ایک دیو کو اگر مارا تو اسپر نازاں ہے انشاء اللہ دیکھ لینا
یا دیکھ لینا کہ بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کرونگا اسلم نے کہا میں ہمراہ چلونگا اب سرکار کا
ساتھ نہ چھوڑونگا اسی وقت مرکب رستم کا تیار ہوا اسلم قزاق دو ہزار قزاقونکو ساتھ
لیکر ہمراہ ہوا یہاں دو دن ہوے کہ فرخار نے دونوں کو بہت سمجھایا جب دونوں نے
نہ مانا تو سیہان خونی کی تیاری ہوئی جلادوں کو طلب کیا مگر بیٹی اسکی شعبدہ ساز
کہ روز شب کو ہیرا سے ملاقات ملکہ تاجدار آتی تھی تسکین دے جاتی تھی کہ اے ملکہ
نہ گھبراؤ زمانہ فراق کا گذر چکا میں نے ایسے ایسے خواب دیکھے کہ جس سے دلکو تسکین ہے
آج شب کو بھی آئی تھی کہہ گئی کہ اے ملکہ گھبرانا نہیں تمکو کوئی قتل نہ کرسکیگا میں نے
ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ فرما گئے ہیں کہ ملکہ کو تسکین دینا وقت پر رستم ضرور
پہنچیں گے اسکو رہا کریںگے یہاں صبح کو فرخار نے دونوں کو بلوایا اور خوب ڈرایا دھمکایا
[illegible] دونوں نے جواب سخت دیے اور کہا جو تجھسے ہوسکے

قصور نہ کر خدا ہمارا معین و مددگار ہی فرخار نے جھلا کر کہا میدان مین لیجاؤ دار پر کھینچدو اور آپ تیر و کمان لیکر اُٹھا دونون جوانون کو حکم دیا ملازمون نے پاؤن مین زنجیرین باندھکے دار پر کھینچ دیا اُسوقت بھی فرخار نے حکم دیا کہ اب بھی یہ لوگ خداوند کو سجدہ کرین تو جان بخشی کرون جسین نے کہا بھائی بلا سے جمشید کو سجدہ کرکے جان بچاؤ تمکین نے کہا میری معشوقہ کہ گئی ہی کہ وقت پر رستم آئینگے اگر اُنکے ہاتھ سے کوئی تیر چلگیا تو عقاب خیال تھکا ہوگا مگر فرخار نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا چاہا کہ تیر مارون جسین تاجدار نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا ای کس بیکسان ای مددگار گم کردگان اس آفت آسمانی سے بچا لے الغرض

برمن مسکین خدایا کن کرم	کن کرم ای شاہ والا کن کرم
لطف کن ای پادشاہ دوجہان	ای شہنشاہ معلی کن کرم
کن کرم ای صاحب جود وسخا	فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش	بر دعاگویان رحیما کن کرم
دہ دوا ای چارہ ساز درد دل	بر مریض خود مسیحا کن کرم
کن کرم بر حالت مابیکسان	بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز	خود برین قطرہ چو دریا کن کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

ناگاہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی رستم پیلتن علمشاہ نوجوان مع اعظم قزاق آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ تمکین و جسین دار پر کھنچے ہوئے ہین فرخار تیر چاہتا ہی کہ تیر باران کرے علمشاہ نے وہین سے نعرہ کیا کہ او فرخار خبردار اگر مو سے جسم ان دونون جوانون کا کم ہوگیا تو قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا اُطرف قیدیون کے چلے فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا بڑھایا چاہا کہ میدان مین جاکر روکون جیسے ہی فرخار قریب آیا رستم نے تیغہ کیتیان کھینچا کہا ای فرخار بہتر اسی مین ہی کہ ان قیدیون کو رہا کردو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا فرخار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کیتیان پر روکا روک کر جو ہاتھ مارا فرخار نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا

مگر تیغہ کپتان دست زبردست رستم تیغہ چوبک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر
جو گرا سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا ذرا فرق نہ کیا تا بہ جگر گاہ پہونچا فرخار کے مرتے ہی
ساتھ والے جو اسکے کھڑے تھے رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر لڑنے لگے آخر ان سب نے
شکست کھائی رومال سے ہاتھ باندھکر قدموں پر رستم کے گرے چار ہزار آدمی مسلمان
ہوئے حسین و تمکین کو رہا کیا فرخار کے یہاں مال بہت کچھ نکلا وہ مال اراسے پر
لدوایا دختر فرخار کو محافے میں سوار کر لیا تمکین تو پروانہ جمال رستم ہو کہتا ہو آپنے
احسان عظیم کیا کہ معشوقہ بھی ملی قید سے بھی رہائی پائی رستم ان دونوں جوانونکو لیکر
قلعے میں آئے اور تیاری کی کہ میں رخصت ہوں تمکین نے کہا ایک ہفتہ اور آپ
تامل فرمائیے کہ آپ کے سامنے شادی ہو جائے رستم نے منظور کیا بڑی دھوم سے
تمکین کی شادی کی برات لیے ہوئے آتے تھے ہاتھی پر تمکین تاجدار ہے رستم تمکین
کو گود میں لیے بیٹھے ہیں محافہ دلھن کا پیچھے ہے حسین نے استقدر جہیز دیا ہے کہ اشتر ونیز
لدا ہوا ہے پشت پر چوبدار وغیرہ اہتمام سواری کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
شعلہ ہائے آتش آسمان سے گرنے لگے گرد محافے کے دھواں بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ دھواں غائب ہوا کہاریاں روتی پیٹتی ہوئی سامنے رستم کے آئیں اور
عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا جب دھواں بلند ہوا تو ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام قریب محافے کے آیا ہم لوگ خوف سے اسکے بھاگے
اسنے ہاتھ ڈالکر ملکہ کو نکال لیا کاندھے پر سوار کر کے لے بھاگا تب دھواں موقوف
ہوا تمکین تاجدار نے سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا رستم نے کہا گھبراؤ نہیں انشاء اللہ اس
ساحر کا پتہ لگائیں گے اور تمھاری معشوقہ کو تم سے ملائینگے تمکین خاموش ہوا رستم
آکر بارگاہ میں بیٹھے ناچ راگ و رنگ موقوف ہے رستم سوچ رہے ہیں کہ کیا تدبیر
کروں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دروازے پر حاضر ہے کہتا ہے میں رستم
کا عیار ہوں سماک بلدافی نام بتاتا ہے رستم سنکر خوش ہو گئے حکم دیا کہ بلاؤ چوبدار
نے بلایا سماک اندر آیا رستم نے پوچھا کہو ای برادر رفقا سمیر یا دخالد افروز یرج

کی کیا خبر ہی سمک نے بیان کیا کہ تینون جوان طرف لشکر صاحبقران کے جاتے تھے راہ مین بیشۂ فیض ملا گلنار جادو بیشۂ فیض کی حاکم ماہ عالم افروز پر عاشق ہوئی اُٹھا کے لے گئی قاسم و ایرج گئے اُسنے اُنکو بھی پکڑ لیا اپنے باغ مین قید کیا ہی شاپور شیر دل آیا تھا وہ براے رہائی گیا ہی مین اسطرف آپ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آیا آپ کی خبر سُنی کہ آپ قلعۂ نمکین پر ہین مین حاضر ہوا رستم نے کہا ای سمک ایک کام کرو کہ معشوقۂ نمکین کو ایک ساحر سیہ فام لیگیا ہی اُسکو رہا کر کے لاؤ تو بڑی بات ہی سمک نے عرض کی غلام جاتا ہی اور ساحر کو مار کر معشوقۂ نمکین کو لاتا ہی یہ کہکر سمک چلا پھرتا پھرتا ہوا سامنے ایک باغ کے پہونچا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جو دل ہی ٹوٹ گیا ہو شعر تر پیدا　　ہوے ہین شاخ شکستہ سے کب ثمر پیدا
وہ نخل باغ جہان مین ہون کہ ہوتی ہی　　ہر ایک شاخ سے بے دستۂ تبر پیدا
کیا ہی آتش غم نے مرا یہ خشک لہو　　کہ مثل سنگ رگون مین ہوے شرر پیدا
چمن سے اُڑ چلین اُس رشک گل کے کوچہ مین　　ہوے ہین اتنے لیے بلبلون کے پر پیدا
شگفتہ غنچہ نہ جبتک ہو یون نہین آتے　　ہو چاک چاک اگر دل تو ہو ثمر پیدا
ہین بے خبر ہون مگر ہی جنون عشق نہان　　ہوے ہین داغ چھپانے کو موے سر پیدا
نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئے گی امید　　گلون کے بعد ہوا کرتے ہین ثمر پیدا
یہ سرکشی سے ہی افتادگی کی قدر بلند　　کہ آگ سے ہوے اور خاک سے بشر پیدا
وہ آفتاب ہی پرتو فگن عجب کیا ہی　　ہمارے سنگ لحد سے ہو لعل اگر پیدا
جہان مین جتنے تھے شیرین ادا ہوے خونریز　　ہوئی ہی تیرے بناگوش سے سحر پیدا
لگے ہین موتیون کے پھل تو سونیکے پتے　　ہوا جہان مین نہ اُس سرو سا شجر پیدا
بلاے چشم ہی حسن اور نغمہ آفت گوش　　کرین وہ چین ہوے ہین جو کور و کر پیدا

سمک نے جو یہ آواز سُنی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا دیکھا صحن باغ مین فرش بچھا ہی اور ایک ساحر سیاہ فام بد انجام غصے مین بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ ملکہ تو اب اگر آج نہ مانیگی تو وہ سحر کرونگا کہ مثل میرے عاشق ہو جائے دل اُسکا اپنے

دیکھیے میرے آرام نہ پائے سماک نے جو یہ باتین سنین دیوار سے اُترا ایک گوشے مین
آکر بیٹھا ایک کنیز جو برائے رفع حاجت آئی سماک نے اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
محفل مین آیا کنیزون سے نام دریافت کر لیا بیٹھکر پوچھا کہ ای شہریار کیا غم ہی لونڈی سے بیان
کیجیے مین دفع ملال کرون ارباب جادو نے کہا ای شعلہ رخسار تو دیکھ رہی ہی کہ آج تین
دن گذرے کہ اُس نازنین کو لایا وہ مجھکو قبول نہین کرتی اب ارادہ یہ ہی کہ اُسکے معشوق
کو پکڑ لاؤن اُسکو اُسکے سامنے قتل کرون سماک نے کہا یہ بدعت کیا ضرور ہی آپ مجھکو
اُسکے پاس بھیجیے مین جاکر دریافت کرون کس وجہ سے آپ کو قبول نہین کرتی مین باتون مین
سمجھ لونگی عورت سے عورت راز بیان کر دیتی ہی کوئی پردہ نہ رہیگا سب حال ضرور
کھل جائیگا ارباب جادو نے کہا بارہ دری مین جاؤ کوٹھری مین بیٹھی ہی ابتک دلھن
بنی ہی اسقدر روتی ہی کہ آنکھین سرخ ہو گئی ہین سماک جھپٹ کر بارہ دری مین آیا کوٹھری
کے پاس بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا غلام ہون منہ سماک بلدا قی عیار رستم نے کہدیا
کہ تمہیں رہائی ملکہ کرونگا آپ کو صحبت مین بلواتا ہون اتنا کہد یجیے گا کہ مین خود تجھپر عاشق
ہون مگر تونے وہ بدعت کی کہ نفرت ہو گئی مین عقد کرونگی یون مجھے ہاتھ نہ لگا ملکہ نے
کہا ای عیار طرار اگر ہو سکے تو مجھسے کچھ نہ کہوا ؤ میری زبان سے یہ نہین نکلتا سماک نے
کہا مین سمجھ لونگا اور جاکر جادوگر سے کہا کہ وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے کچھ بدعت کی ساحر
نے کہا مجھسے غلطی ہوئی معاف کرین سماک نے کہا رہا کر کے ملکہ کو صحبت مین بلوائیے
ارباب جادو نے ملکہ کو بلوایا کنیزون سے کہا ملکہ کو رہا کرو کنیزین قریب قفس آئین
کہا ای ملکۂ عالم آپنے ہمسے حال دل نہ کہا ہم صفائی کرا دیتے آپ نے بڑے صدمے
اُٹھائے ہم آپ کو پاس ارباب کے لیے چلتے ہین وہ آپ کے ساتھ بڑی محبت صرف
کرینگے ارباب جادو کو آپ سے بہت محبت ہی آج عاشق معشوق ملین گے غنچۂ آرزو
کھلین گے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون کے ساتھ محفل مین آئی دیکھا سماک انتظام
کر رہا ہی شراب مین بیہوشی ملا رہا ہی سب اہل جلسہ کو بٹھا رہا ہی اور مژدہ دے رہا ہی کہ ہم
ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر جام بھرا اور یہ الحان پکار کے آواز دی

فرد بنوش بادہ کہ انجام غم نہ خواہد ماند بہ چنان نہ ماند و چنین نیز ہم نہ خواہد ماند بلا اور جام لبریز کر کے سامنے ارباب کے لایا اور کہا اے شہنشاہ مین کیا جانتی تھی کہ آپ اس غم مین مبتلا ہین نہین تو مین پہلے ہی تدبیر کرتی کہ عورت سے عورت اپنا راز کہتی ہے مجھسے اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مین خود ارباب پر عاشق ہون ارباب جادو خوشی کے مارے پھول گیا کہ معشوقہ کے سامنے ظاہر کر رہی ہے اگر اسکو کچھ عذر ہوتا تو جواب دیتی ارباب نے جام لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا اتنے مین سمک نے دورا باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھا دیا آپس مین دست درازیان ہونے لگین تھوڑے عرصے مین سارے اہل محفل بیہوش ہوے سمک خنجر پکڑ کر اُٹھا پہلے ارباب کو قتل کیا پھر جسکو جسکو مناسب جانا اُسکو قتل کر ڈالا چند کنیزین باقی رکھین کہ اُنسے حال دریافت کیا جائیگا ملکہ نے کہا بھتیا اب نکل چلو سمک نے کہا ملکۂ عالم چند کنیزون کو جو چھوڑا ہے اسواسطے باقی رکھا کہ یہان انکا خزانہ مال انکی ذات سے ظاہر ہوگا ملکہ نے کہا بھتیا مال کو آگ لگے تمنے آکے وہ احسان کیا کہ مین عمر بھر تمھاری ممنون رہونگی تمھاری ہی وجہ سے یہ سب معاملے ہوے کہ فرخار مارا گیا مین تکلیفون سے بچی عین برات مین سے یہ ملعون اُٹھا لایا تمنے آکر احسان عظیم کیا اُس دشمن کو مارا کہ جو میری آبرو کا خواہان تھا سمک نے کنیزون کو ہوشیار کیا اُنسے پوچھا کوئی سواری بھی یہان ہے کنیزون نے کہا گوشۂ باغ مین ایک مادیان عربی بندھی ہے اکثر ارباب جادو اُسپر سوار ہوکر ہوا سے سیر جاتا تھا اور مال اُس باغ مین بہت ہے اکثر اِسنے قافلے لوٹے ہین جو قافلہ ادھر سے نکلا اُسنے سحر کیا اور لوٹ لیا وہ مال سب جمع ہے فلان کوٹھری مین رکھا ہے سمک نے وہ مال نکلوا کر چھکڑے پر لدوایا ملکہ کو مادیان پر سوار کیا مال کو ساتھ لیکر نکلا صحراؤن کو طے کرتا ہوا جاتا تھا کہ پہاڑ پر ایک ساحر بیدار بخت جادو نامے بیٹھا ہوا تھا دیکھا ایک نازنین مادیان پر سوار پیچھے ایک عیار مال لیے ہوے جاتا ہے ساحر نے سحر کیا کہ سمک بیہوش ہوکر گرا ملکہ کی مادیان چلنے سے رکی چھکڑا بھی رک گیا بیدار بخت جادو پہاڑ سے اُترا آکر مال دیکھنے لگا سمک تو بیہوش پڑا ہے بیدار بخت نے آکر ملکہ سے پوچھا کیون شاہزادی تم کون ہو

یہ تمکو کون لیے جاتا تھا ملکہ ساحر کو دیکھکر ڈر گئی مگر ساحر منتین کر رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین یہان
بھی لیے چلتا ہون اوپر بالاے کوہ میرا قلعہ ہی اس سرحد کی حکومت میرے نام ہی مین آپکو
حاکم کرونگا ملکہ نے جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی میری شادی ہو چکی ہی مجھکو ہاتھ نہ لگانا
ورنہ مین اپنی جان دیدونگی ساحر چاہتا ہی کہ سحر کرکے اُسکو لیجاؤن عورت معقول ہی اسپر
قبضہ کرون ملکہ رو رہی ہی کہ اس دشمن خدا سے کیونکر جان بچیگی قضاے کار مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری کسی مسافر کی تلاش مین نکلے تھے اِس صحرا مین آکر اُسے مارا ہی
مال اُسکا قبضے مین کر چکے ہین کہ دور سے دیکھا کہ ایک شخص بیہوش پڑا ہی اور ایک
ساحر ایک عورت کی منتین کر رہا ہی اور چھکڑے پہ مال بہت لدا ہی سوچے کہ ای خواجہ
یہ مال کہان سے آیا اور یہ ساحر کون ہی اور یہ بیہوش کون پڑا ہی رنگ روغن عیاری کا
لگایا اور ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار گاتے ہوے ہر قدم پر اٹھلاتے ہوے چلے نظم

پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے — رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پاے حنائی سے لگایا چاہیے — پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون — وار کر اُسپر سے اب پانی پلایا چاہیے
دل کو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین — آپکو ان روزون دیوانہ بنایا چاہیے
جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصہ کرتا ہی یہی — مثل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ — ان بتون کو کس توقع پہ خدا [illegible]ایا چاہیے
طالب زینت نہین رنگینی بے ساختہ — پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے
محفل عشرت مین ناسخ یاد آتا ہی غنی — شمع سان ہنستے مین یارونکو رلایا چاہیے

ساحر کے کان مین جو آواز گانے کی پہونچی پکارکر آواز دی میان گانے والے ذرا
ادھر آئیے ملک پر تو سحر کر دیا کہ ملک کی آنکھ بند ہو گئی گویا قریب آیا اب جو دیکھا کہ جو بیہوش
پڑا ہی وہ سمک ہی حیران ہوے کہ یہ یہان کیونکر آیا مگر مال کا چھکڑا جو دیکھا کہ اسباب
ضروری سے معمور ہی منھ مین پانی بھر آیا سوچے کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ یہ مفلوک
اتنا مال لیجاے ساحر سے حال پوچھنے لگے استفسار کیا کہ مین بالاے کوہ بیٹھا ہوا تھا

کہ مین نے دیکھا یہ شخص جو بیہوش پڑا ہی با دیان کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جاتا ہی اور پشت
پر یہ چھکڑا ہی مجھکو ناگوار ہوا کہ میری عملداری سے مال گذر جائے اور مین تعرض نہ کرون مین نے
وہین سے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہوکر گرا چھکڑا چلنے سے رکا مین نے آکر اُس محبوب کو دیکھا اور
مال کو بھولا خیال مین آیا کہ اسکو اپنے قبضے مین کرون بڑے لطف سے بسر ہوگی اس مین
آپ آگئے اس عورت پر قبضہ کرنا چاہتا ہون عمرو نے کہا میرے پاس سیب باغ سامری
ہی اسکو کھلا دیجیے اور اس نازنین سے باتین کیجیے فوراً مائل ہو جائیگی جو آپ کو خواہش
ہی وہی اسکو بھی کاہش ہوگی ساحر نے کہا بڑے میان صاحب سیب باغ سامری
کیونکر پایا بڑے میان نے کہا مین ایک جنگل مین گا رہا تھا کہ سامری تشریف لائے
میرا گانا بہت پسند کیا پوچھا بڑے میان کیا سن ہی مین نے کہا یا خداوند ایکسو چھبیس ۱۲۶
سال کا ہون مگر اس حال مین بھی جیسے جوان ہین سامری نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور سیب
نکالکر کہا کہ جب اِسے کھا کر کسی سے کلام کروگے وہ تمپر عاشق ہو جائیگا ابتک مین نے
امتحان نہین کیا مگر تمپر امتحان ہو جائیگا بیدار بخت خوش ہوگیا خواجہ نے جیب سے
سیب نکالا نصف سبز نصف سرخ تھا سرخ کی قاش کاٹی اور بیدار بخت کو کھلائی غرض
بیدار بخت نے بہت خوشی سے سیب کھایا یہ نہ سمجھا کہ سیب کھاتے ہی تہ آسیب
ہو جاؤنگا یے وعدہ پر انجام کھا گیا کھا کر بیہوش ہوا خواجہ نے اول وہ مال لیکر زنبیل کیا
کنکر پتھر اُس مین بھر دیے آکر ساحر کو قتل کیا مرتے ہی ساحر کے سمک ہوشیار ہوا خواجہ
کو جو سر پر دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ مال نہ بچا ہوگا ہاتھ باندھکر عرض کی قبلہ وکعبہ آپ کہان سے
آئے ہین خواجہ نے کہا مین ایک مسافر کی تلاش مین آیا تھا وہ تو نکل گیا تمکو بیہوش
دیکھا ساحر کو مارا اب تم باتین بناتے ہو سمک نے جھپٹ کر چھکڑے کو دیکھا انہین
کنکر پتھر پائے ہوش اُڑ گئے قریب آکر کہا قبلہ وکعبہ اس چھکڑے مین مال تھا خواجہ نے
کہا مین تو چھکڑے کے قریب بھی نہین گیا مین کیا جانون مین کیا جانتا تھا کہ تم احسان
فراموش ہو مین نے تو ساحر کو مارا تمنے یہ جھگڑا نکالا اگر مین ایسا جانتا تو تمکو اسی
آفت مین چھوڑتا جب تمکو آرام آتا کہ ساحر تمپر بدعتین کرتا اور قتل کرتا جب تم راضی

ہوتے سمک نے سر جھکا لیا ملکہ نے بھی کہا کہ اے سمک تکرار نہ کر وہ ایسا نہ ہو خواجہ بگڑ جائین
خواجہ تو ایک طرف روانہ ہوے سمک ملکہ کو ہمراہ لیکر چلا مگر سمک نے جو ذکر کیا تھا کہ
شاپور شیر دل براے رہائی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و ماہ عالم افروز روانہ
ہوا ہے اسکا حال تحریر کرتا ہون کہ شاپور شیر دل تلاش مین شاہزادونکی نکلا ہے ایک صحرا
مین پہونچا دیکھا چند آہو دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک آہو نے آکر شاپور کو
گھیرا شاپور نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر اُس آہو نے بھاگنے نہ دیا تڑپ کر گرا شاپور
نے دیکھا ایک ساحر ہے اُسنے نعرہ کیا کہ ہم غزال جادو ہین اے عیار تو کون ہے جو میرے دشت
مین آیا شاپور منتین کرنے لگا مگر غزال نے شاپور کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک دوہتڑ
زمین پر مارا کہ شاپور زمین پر گرا آہو کی شکل بنکر بنیا رہ ہوا اُس ساحر کے پاس ایک
چوب تھی وہ بدن مین چھوا دی شاپور جنگل مین پھرنے لگا مگر بیقرار ہے کہ اس حال
مین کہان جاؤن پھرتے پھرتے سامنے ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا
تھا شاپور اندر باغ کے آیا دیکھا مسند بچھی ہے ایک ساحرہ مکارہ غدارہ مسند پر بیٹھی
ہوئی سیر باغ کر رہی ہے آہو سامنے آکر ناچنے لگا ساحرہ کہ سامنے بیٹھی تھی ہنسنے لگی
گائین سے متوجہ ہو کر کہا اے گل اندام دیکھو یہ آہو تال سم پہ پانوؤن مار رہا ہے یہ کہکر ہاتھ
بڑھائے آہو نے منھ سینے پر رکھدیا اور لپٹا جاتا ہے وہ ساحرہ بہت خوش ہوئی ہے اور
پشت و پہلو پہ ہاتھ پھیر رہی ہے گائین جو گانے لگی آہو پھر ناچنے لگا اُس ساحر نے پھر
ہنسکر کہا یہ آہو تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہے یہ کہکر پشت پہ ہاتھ پھیرا کچھ ہاتھ مین چبھا خیال
کر کے دیکھا کہ ایک کیل آہن کی پشت پر اسکے نقب ہے ساحرہ نے کہ مسمی بہ باغبان جادو
ہے اُسنے وہ کیل کھینچ لی جیسے ہی کیل نکل آئی شاپور بصورت اصلی ہو گیا مگر شاپور شیر دل
نے اُٹھتے ہی آواز دی کہ سہ ہمیشہ دل برہمجان مبارک باشد یہ لوگ حیران ہو گئے
ساحرہ نے کہا کہ صاحبو یہ کیسی ساحر کے سحر مین تھا مین نے وہ سحر اُتار دیا مگر اے شخص تو کون ہے
شاپور نے کہا نجوم کا گرو یا ہون مین گا رہا تھا کہ ایک ساحر آیا اُسنے کہا میرے بیٹے کی شادی ہے
تو چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا ہم تو اُسی کام سے عادی ہین اُسکے ساتھ محفل مین گئے

رات بھر ایسا گائے کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے مگر اُس ساحر نے چار آنے پیسے مجھکو دیے
مین نے کہا حضور میرا مقرری مجرا اس سے دہچند ہے یہ تو مین نہ لونگا بس اُس ساحر نے سحر
کر کے مجھکو آہو بنا دیا مین جنگل مین پھرتا ہوا یہان آیا امیدوار ہون کہ میرا گانا سنیے یہ کہکر
شاپور نے پایان اُٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے اُس
ساحرہ کے گانے لگا

نظم

بے رخ یار مجھے جان سے بیزاری تھی — چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی
کام ہی ہو گیا امید شفا مین آخر — دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی
کیا مزہ کالبد خاک مین اور روح ملا — اب نکلتی ہی نہین یا تو وہ بیزاری تھی
اک سرے پانوٴن مین زنجیر تھی اک گردن مین — یار سے مین نے بدی شرط وفاداری تھی
نہ موا مین تو ہی قسمت کا قصور اے قاتل — ہاتھہ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی
نالہ کرنے سے نہ کمظرف کہو جلاد ون — ضبط فریاد بس اب آگئے دل آزاری تھی
بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی — مرد مفلس کو جواہر کی خریداری تھی
طور جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ — تیرے آتشکدۂ حسن کی چنگاری تھی
گاہ رونا کبھی ہنستا تھا نصیبون پر مین — خواب بد میرے لیے حالت بیداری تھی
چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوئین تنگ آتش — مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

گا کر جام لبریز کیا سامنے باغبان جادو کے آکر کہا کہ جام نوش فرمائیے باغبان جادو
نے ہاتھہ تو بڑھا دیے مگر جام پر تیور ڈالے کہ شراب اُڑ گئی شاپور کے سامنے آئینہ
لگا تھا شاپور نے جو اُسے دیکھا صورت تبدیل پائی باغبان جادو نے کہا ارے تو
کون ہے شاید شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکر خنجر لیکر اُٹھی کہا نگوڑے تجھے قتل کرونگی پینکر
شاپور منتین کرنے لگا ساحرہ نے کہا کہ او ظالم اتنا تو مین سمجھہ گئی کہ تو کوئی دشمن ہے سچ بتا کہ
تیرا مذہب کیا ہے شاپور نے کہا مین خداوند لقا کو خداوند جانتا ہون انکو بخوبی
پہچانتا ہون شیطان درگاہ خداوندی نے کہا تھا کہ جب تم فلان صحرا مین پہونچو گے
تو ایک ساحرہ گرفتار کریگی وہی ہوا ساحرہ نے کہا اگر تو شیطان تک گیا ہے اور انکی

صورت دیکھ آیا ہی تو ایک کام میرا کر دے تین جوان فرزندان حمزہ کو مین نے گرفتار کیا ہی چاہتی ہون کہ اُن تینون کو راضی کر دے کہ میرا وصل قبول کرین تو مین تجھکو بہت نہال کر دونگی شاپور نے کہا مین اصل مین ملک بختیارک کا عیار ہون اُنکی خدمت مین رہا کرامتین دیکھین جو فرمائیے وہ بجا لاؤن اُن تینون جوانون کو ایسا آراستہ کرون کہ اُٹھ پھر آپ کی خدمت مین رہین آپ کا حکم بجا لائین تب آپ پر میری کرامت ظاہر ہو مین خدمت قدرت مین مدتون رہا قدرت کا نظر کردہ ہون اور ملک بختیارک کا بزوہ ہون ساحرہ نے کہا مین اُن تینون جوانون کو لاتی ہون یہ کہکر شاپور پر سحر کیا کہا مجھکو خوف ہی کہ تو بھاگ نہ جائے اُس مقام پر حصار کر کے روانہ ہوئی جا کے قفس لائی قفس مین تینون جوان قید تھے وہ تینون پنجرے رکھے شاپور اول قریب ایرج کے آیا کہا ای شہریار مین نے چاہا تھا کہ باغبان جادو کو مار لون مگر اُسنے شراب نہ پی اب مین نے باتون مین رنگ جما یا ہی آپ اتنا کہدیجیے کہ ہم تجھسے راضی ہین جو کہیگی وہ قبول کرینگے ایرج نے کہا ای رفیق وشفیق یہ تو میرے منہ سے نہ نکلے گا قبلہ وکعبہ سے کہو یا میرے فرزند سے کہو وہ قبول کرینگے اگر مین کہونگا تو وہ ملعونہ مجھپر ضرور دست اندازی ہوگی مجھکو ناگوار ہوگا اُسوقت کیا کرونگا شاپور نے کہا اتنا وہ غافل ہو کہ جام پی جائے انجام کا خیال نہ کرے ایرج نے کہا ای شاپور تمنے بہت تنگ کیا ہی خیر تمھارا حکم بجا لاؤنگا مگر مہابت یہ ہم ہین غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین عرض کی واری آشنا آپ کے فضیل جادو آتے ہین لیکن بہت غصے مین ہین فرماتے تھے کیا باعث ہوا کہ باغبان جادو شب کو نہ آئی مین نے رات بھر انتظار کیا آنکھین پتھرا گئین باغبان جادو نے کہا اسوقت تو وہ خلاف آئے ہین اپنی ضرورت مین ہون تین دن سے جنکے لیے بیقرار تھی وہ اب راضی ہوتے ہین ان تینون سے مدعا حاصل کرلون اُنکا تو مال ہون جسوقت چاہین بلائین مین حاضر ہونگی یہ ذکر تھا کہ فضیل جادو سامنے سے آیا قفس جو تینون جوانون کے دیکھے برہم ہو کر کہا کیون او فاحشہ رات کو کہان رہی ان دھگڑون سے مصروف تھی باغبان نے

کہا او دیوانے بہ ایسے معشوق نہین ہین کہ فورًا مان جائین مجھے خود تمہارا آنا ناگوار ہوا اسوقت
چلے جاؤ مین شب کو آؤنگی فضیل نے کہا مین تجھکو لیکر جاؤنگا باغ مراد مین سب سامان
درست کرکے آیا ہون شراب وکباب لگائین ساقیان ہین ساق ومطربان خوش آواز حاضر ہین
جب رات بھر تیرا انتظار کیا اور تو نہ آئی تو خود دوڑا آیا میرے شغل مین فرق پڑتا ہی
اب اسیمین بہتری ہی کہ میرے ساتھ چلی چل بعد تھوڑی دیر کے چلی آنا باغبان جادو نے کہا
ای فضیل کیون تکرار کرتا ہی مین اسوقت نہ جاؤنگی یہانتک تکرار بڑھی کہ فضیل نے
تلوار کھینچی کہا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا معشوق کی مجھکو مشکل نہین ہی جسکو چاہون
اٹھا لیجاؤن مطلب دلی حاصل کرلون مگر تجھسے مدت کی آشنائی ہی اور تو آج ایسا انکار
کرتی ہی کہ کبھی کی جان پہچان نہین باغبان جادو نے کہا ارے دیوانے اسوقت میرا
مزاج درست نہین ہی جو تجھے گمان ہی اسکا یہان سامان بھی نہین یہ فرزندان حمزہ مین
نگر نظر کردہ خداوند آگیا ہی اسکی زبان کی تاثیر سے شاید مطلب حاصل ہو فضیل نے
ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے پکڑلون باغبان جادو نے الٹا ہاتھ مارا فضیل نے جھلا کے
تلوار کو جنبش دی اور پکار کر کہا یا سامری وجمشید باغبان جادو کا سر اڑ جائے مین
اسکو قتل کرتا ہون تلوارین برسنے لگین کئی تلوارین گرین ایک تلوار نے سر اڑا دیا
دوسری تلوار گری کہ اُسنے ہاتھ قلم کیے ایک تلوار نے کمر کو کاٹا کئی ٹکڑے جسوقت
باغبان جادو کے ہوے شاپور نے رہائی پائی کود کر بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا مگر
فضیل جادو حیران ہی کہ یہ عیار کہان گیا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی فضیل نے سر اٹھا کر دیکھا ایک کنیز سبزہ رنگ نوجوان سرو قد
خورشید خد سامنے سے آتی ہی کہتی ہوئی کہ صاحب ذرا ادھر تو آؤ ایک دشمن کو
بتادون کہ جسنے ہزارون جادوگر مارے آج تمھاری فکر مین آیا دیکھو مجھکو نیچہ مار کے
بھاگا مین نے قصد کیا تھا کہ اسکو مار لون مگر وہ تو چھلاوہ ہی وہ جو سامنے کھنچی ہوئی ہین
چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہی تم چلو مین تمکو بتادون تم سحر کرکے پکڑ لو فضیل جادو اُس کنیز کو
دیکھکر بیقرار ہوگیا ساتھ اسکے چلا راہ مین کہتا ہوا کیون صاحب تم باغبان جادو کی

ملازم تھیں اُس مہجبین نے کہا ہر چند کہ میں ملازم تھی مگر ایسی پرورش فرماتی تھیں کہ لباس
اپنا مجھکو پہنایا زیور اپنا اکثر مرحمت فرماتی تھیں یہی اُنکا قول تھا کہ گلرخسار میری بہن ہے یہ باتیں
کرتے کرتے ایک مقام پر کنیز ٹھہری کہا لو میان فضیل جادو وہ عیار صنیجی مین بیٹھا ہے فضیل نے
کہا مین نے صنیچی مین نہین دیکھا مفصل بتاؤ کنیز نے ہاتھ بڑھا کر پتے مقام لیے کہا او احمق
تجھے کیا سوجھے گا تو تو بالکل اندھا ہے دیکھ وہ سامنے بیٹھا ہے لنگا پہنے پاپہن رہا ہے بس
تم یہین سے اسم پڑھکر ایک گولہ مارو زمین پانوٗن تھام لیگی جاکر قتل کرنا فضیل نے
گولہ جھولی سے نکالا اسم پڑھکر چاہا پھینکون کنیز نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور ایک جھٹکا مارا کہ فضیل گرا شاپور نے حباب مار دیا بیہوش کرکے اُسے قتل کر ڈالا
تینون قفس ٹوٹ گئے قاسم و ایرج و ماہ عالم افروز نے رہائی پائی جب یہ تینون جوان
رہا ہوے تو شاپور نے آکر سلام کیا سب خوشیان کرنے لگے شاپور نے کہا آقاے
تاجدار یہان سے چلیے مگر مال یہان بہت ہے قاسم نے کہا مال ہو زری نصیب غازی یہاں
مال لدوالو شاپور نے چند شتر و استر لدوا لئے مال وہانکا سب لدوالیا تینون نوجوان بھی
گھوڑون پر سوار ہو کر مال لادے ہوئے پشت پر شاپور رکاب پر ایرج کی ہاتھ
رکھے ہوئے باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چہرہ ہزار جوان اسباب جنگ سے آراستہ دور سے
جو اُس پہلوان نے ان شیرون کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا گینڈا بڑھا کر قریب
آیا جھک کر قاسم کو سلام کیا کہا آقاے تاجدار آپ کے نام نامی و اسم گرامی کا مشتاق
ہون قاسم نے نام اپنا بتایا ایرج کو بھی بتایا ماہ عالم افروز کا بھی ذکر کیا وہ پہلوان
موسوم بہ حسان کوہی بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یہان سے دو کوس پر غلام کا قلعہ
ہے قلعہ و قبا لوہی اُسکا لقب ہے سب کو مسلمان کیجیے جو کچھ چھپا آتش حقیر کو ممکن ہو تناول
فرمائیے بعد دو روز کے حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب بقیہ زندگی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب بسر کرونگا تینون جوان حسان کوہی کے ساتھ چلے حسان
اپنے بھائی نعمان کوہی کو اپنی طرف سے نائب کرکے براے شکار نکلا تھا مگر قریب

قلعے کے پشت پر خار ہی وہان کا حاکم سامان کوہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ حسان کوہی مسلمان ہوگیا فرزندان حمزہ کا مطیع ہوا یہ سنکر سامان کوہی بہت
جھلایا افسرون سے کہا جلد تیار رہو مین انکو روکونگا آگے نہ جانے دونگا سب افسران
فوج تیار رہے ساٹھ ہزار جوانون کا لشکر آگے سب کے افسر کلان بیرون قلعہ آگے
اترے دوسرے دن حسان کوہی پہونچا تیئون جوان ساتھ ہین حسان کوہی نے جو
دیکھا کہ بھائی باغی ہوگیا قاسم سے ذکر کیا قاسم نے کہا کچھ خوف نہ کرو مقابلے مین جا کر
اترو انشاء اللہ وہ بھی یاد کریگا کہ مین نے کیون بھائی کو روکا بہت پچتائیگا حسان
نے لشکر مقابلے مین اتارا سامان نے طبل جنگی بجوا دیا بہران بلا افگن سامان کا
پہلوان ہے اسی نے کہکر طبل جنگی بجوایا ہے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بہران بلا افگن نکلا پکار کر آواز دی
اے حسان کوہی اپنے مددگار کو بھیجو قاسم نوجوان نے مرکب نکالا مقابلے بہران مین
پہونچے بہران نے جو جمال بے مثال دیکھا جرأت و شوکت دیکھکر دنگ ہوگیا جی مین
کہتا ہے یہ وہی جوان ہے کہ جسنے دولت گنجاب کو برہم کیا باختر مین بھی خوب لڑا ہے قاسم
پر معرکہ بڑا کمان کیانی کاندھے سے اتاری قاسم پر تیرون کی بوچھار کرنے لگا جو تیر آیا
قاسم نے اسے قلم کیا جب قاسم قریب پہونچے تو بہران نے کہا اے نوجوان میرے
پاس تیغۂ بلاکش ہے آج اسکو لگا کر نہین آیا ہون کل آپ سے مقابلہ کرونگا یہ تو ان
لوگون کا دستور ہے کہ جب کوئی مہلت مانگے اسکو مہلت دیتے ہین عذر حریف سنا انکا کام
ہے گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ اے بہران کل ضرور آکر مقابلہ کرنا ہم تمھارے مشتاق
رہے ہین میدان مین آئینگے انشاء اللہ لطف جرأت ملیگا بہران پلٹ گیا قاسم
اسکے مکر کو نہ سمجھے یہ بھی پلٹ آئے مگر بہران جو لشکر مین آیا افسرون سے کہنے لگا
عجب شخص سے مقابلہ تھا اپنی جان بچا کر چلا آیا اگر مقابلہ کرتا تو بیشک مارا جاتا افسر
خاموش ہو رہے بعض نے کہا اگر حکم دیجیے تو ہم جا کر مقابلہ کرین مشکین باندھکر
اسی شخص کی لائین کیسے سر حاضر کرین کسی بات مین بند نہین ہین آپ رحم دل ہین

اِسوجہ سے پلٹ آئے آپ کو گوارہ نہوا کہ ایسے خوبصورت کو قتل کرین ہم لوگون کے لعین درد نہین ہو یہ ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کرینگے کیا ہمارے ہاتھ سے بچ سکتا ہی لیکن بہران نے کسی کو جواب نہ دیا سر جھکا کر خاموش ہورہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا عیار اِسکا طیران تیز رو آیا آکر پوچھا مزاج کیسا ہی بہران نے کہا اے رفیق کیا پوچھتا ہی عجب مصیبت مین ہون مین نہ جانتا تھا کہ فرزندان حمزہ اِسکے شریک ہین ورنہ لشکر کشی نہ کرنے دیتا آقا کو منع کرتا کہ اِن لوگون سے مقابلہ نہ کیجیے نکلجانے دیجیے اب معرکہ الجھ گیا اگر تامل کرون تو لوگ نام رکھین گے میرے لیے بدنامی ہوگی اور اگر مقابلہ کرون نوجوان کا خوف ہی عیار نے کہا اے آقا سے نامدار اگر حکم دیجیے تو اِس جوان کو پکڑ لاؤن تنہائی مین قتل کرڈالیے بہران نے کہا اے عیار طرار اگر یہ کام کر تو بڑا احسان ہو عیار نے کہا غلام فوراً جاتا ہی اور قاسم کو لاتا ہی ہرچند کہ اُن کے لشکر مین بھی اکثر فرزندان عمرو موجود ہین لیکن اُنکو خبر بھی نہ ہونے پائیگی اور یہین لے آؤنگا یہ کہکر طیران روانہ ہوا اِدہی کو لشکر اسلام مین پہونچا دریافت کرنے لگا کہ قاسم بارگاہ مین رہتے ہین مگر شاپور شبیر دل کہ ہروقت لشکر مین پھرا کرتا ہی ایک دوکاندار نے خبر دی کہ فلان ضعیف مرد جوجاتا ہی آستے نشان خیمۂ قاسم پوچھا تھا شاپور تو بلا کا عیار ہی فوراً سمجھ گیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی پکارا کہ بڑے میان صاحب میرے پاس آیئے مین آپ کو بتا دون بلکہ خیمۂ قاسم پر لے چلون چور کا دل کتنا شاپور نے جو پکار کر کہا طیران بھاگا سوچا کہ شاید مجھے پہچان لیا شاپور تعاقب مین چلا جنگل مین جاکر طیران نے صورت بدلی ایک گنوار کی شکل بنکر تیار ہوا لٹھ کاندھے پر دھوتی باندھے شاپور نے جو دیکھا کہ ایک گنوار آتا ہی سوچا کہ یہ راہگیر ہی مگر خیال کرکے دیکھا کہ لشکر اسلام کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اور شاپور کو دیکھتا ہوا آتا ہی ہرچند کہ شاپور نے نہین پہچانا مگر راہ کاٹ کے چلا طیران نے جو دیکھا کہ یا تو یہ شخص اِدھر آتا ہی اب اور راستے پر جاتا ہی زنفیل عیاری بجائی پانچ شاگرد طیران کے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے اُستاد کی زنفیل سُنکر فوراً حاضر ہوے طیران نے اِشارہ کیا کہ یہ عیار جو جاتا ہی اُسکو گھیر کر

مار لو پانچون عیار شاپور پر آ پڑے مگر شاپور نہنگ بحر عیاری و گوہر صدف قلزم طراری ہی نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو مار لیا ایک زخمی ہو کر بھاگا پلٹکر دیکھا وہ عیار بھی نہین ہی شاپور حیران ہوا کہ یہ کہان گیا مگر طیران ایک غار مین چھپا ہوا ہی کمندین خس پوش کر دی ہین سرا ہاتھ مین جیسے ہی شاپور وہان پہونچا طیران نے شیر کی آواز دی شاپور رکا طیران نے جھٹکا مارا کہ شاپور گرا طیران نے آکر حباب مارا شاپور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا پہلے تو خیال ہوا کہ اپنے لشکر مین لیجاؤن لیکن خیال مین آیا کہ شاپور کو جنگل مین باندھ دون اسی کی شکل پر چلو شاپور کو ایک درخت مین باندھا بہ شکل شاپور طرف لشکر اسلام کے چلا مگر شاپور بندھا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان بلند و بالا قوم کا زنگی بغدہ ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی شاپور نے پہچانا کہ یہ تو جانسوز بن قیران ہین پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان جاتے ہو جانسوز نے پلٹ کر شاپور کو دیکھا آکر شاپور کو کھولا شاپور فورًا کھلتے ہی طرف اپنے لشکر کے بھاگا مگر طیران بہ شکل شاپور لشکر اسلام مین آیا طیران کو شاپور جانکر کسی نے نہ روکا اسنے جاکر ایرج نوجوان کو بیہوش کیا سراچہ چاک کر کے لے بھاگا بیٹھتا اٹھتا لشکر اسلام سے نکلا بھاگا ہوا جاتا تھا کہ ادھر سے شاپور نے دیکھا پکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر طیران نہ ٹھہرا بھاگا شاپور نے پیچھا کیا ایک صحرا مین جاکر گھیر لیا طیران لڑنے لگا مگر شاپور نے دیکھ لیا کہ میرے آقا کو لیے جاتا ہی ایک مقام پر ایک ہاتھ مارا کہ طیران کا شانہ لشانہ ہوا اب تو طیران گھبرایا آخر پشتارہ چھوڑ کر بھاگا مگر شاپور نے پیچھا نہ کیا طیران نکل گیا شاپور نے ناچار ہو کر پشتارہ ایرج کا اٹھایا لشکر مین لاکر ہوشیار کیا ایرج نے پوچھا اے شاپور خیر تو ہی شاپور نے کہا آپ کو عیار لے چلا تھا مگر غلام نے رہا کیا شکر ہی کہ وہ ملعون زخمی ہو کر بھاگا مین حضور کو لے آیا ایرج کو نہایت ناگوار ہوا مگر قاسم وغیرہ برائے خبر آئے شاپور نے بیان کیا کہ آج دو مرتبہ عیار آیا مگر خدا نے آپ سب کو بچا لیا قاسم نے کہا یہ کیا بات ہی بہران نے ہمسے اقرار کیا تھا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا

شاپور نے کہا وہ جاہ و جلال آپ کا دیکھکر گھبرا گیا حیلہ کرکے پلٹ گیا اُسکا یہ بدلہ کیا انشاء اللہ
اُس نامرد سے سمجھونگا یہ فطرتین کین کہ جاکر عیار کو بھیجا اگر شاپور نہ آگاہ ہوتا تو ایرج کو
لے ہی گیا تھا مگر کہان جاتا ہو سر سیدان سمجھا جائیگا طیران جو پلٹ کر گیا بہران سے سب
حال کہا کہ مین ایرج کو لایا تھا مگر زخمی ہوکر بھاگا اب آج شب کو جاؤنگا جسطرح بنیگا
کسی کو لاؤنگا ای شہریار بڑا ستم یہ ہوا کہ شاپور نے مجھکو پہچان لیا اب اگر پھر جاؤنگا اور
دیکھ پائیگا تو روکیگا شام کو ایک سپاہی کی شکل بنکر چلا تھا سے کار کاؤس صبا رفتار
چاندنی کی سیر دیکھتا ہوا جاتا تھا طیران نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار کمسن آتا ہو فوراً
خنجر کمسن جانکر ایک گوشے مین چھپا کمندین چرم پوش کین کہ مہتر کاؤس پھرتا ہوا اُس
مقام پر پہونچا طیران نے اُنھین کمندون مین مہتر کاؤس کو پھنسایا اور بیہوش کرکے
لے بھاگا خیال یہ ہو کہ اِسکو لشکر مین قید کرکے پھر آؤنگا سمجھ لونگا یہ سوچتا ہوا کاؤس
کو لیکر بارگاہ بہران مین آیا بیان کیا کہ یہ عیار مسلمانون کا ہو اِسکو قتل کیجیے یہ سنکر بہران
نے اول کاؤس کو مسلسل کرایا حکم دیا ہوشیار کرو طیران نے ہوشیار کیا کاؤس کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا سر اٹھاکر دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا حکم دے رہا ہو کہ اس عیار کو قتل کرو چند جلاد آکر کھڑے ہوے مگر کاؤس کو
دیکھکر اُنکی آنکھون مین آنسو بھر آئے آپس مین کہتے تھے کہ یارو یہ عیار بلائے روزگار
ہو مگر افسوس کہ اسکی مفت مین جان جاتی ہو مگر ایک جلاد کہ نہایت ہی صاحب بیداد تھا
خنجر کھینچکر قریب کاؤس آیا گردن پر کوٹنے کا خط کھینچا کاؤس بیقرار ہوکر خدا سے دعا
مانگنے لگا کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اِس آفت سے بچالے دشمن سے نجات دے

نظم

ہر گنہگاران کرم کن یا کریم ——— ہر غریبان رحم فرما یا رحیم
ہر کرا حامی توئی ای کردگار ——— او نمیدارد ز دشمن خوف و بیم
خاکساران از تو حاصل می کنند ——— گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور ——— تو قدیمی و علیمی و حکیم
بہر خاصان ہست لطفِ خاص تو ——— بہر ما ہان ہر زمان لطفِ عمیم

مگر قضائے کار ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے مقدمۂ قتل کاؤس دیکھکر بھاگے
شاہزادہ ماہ عالم افروز کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا ہرکارون کو جو بدحواس دیکھا پوچھا
کہ بھاگے ہو کہان سے آتے ہو ہرکارون کے آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہریار غضب ہو گیا
کہ کاؤس دربار بہران مین قتل ہوتا ہی ماہ عالم افروز جوان کمسن نے اپنے عیار کا جو حال
سنا شعلہ کانون سینے مین مشتعل ہوا مرکب کو بڑھایا مرکب دریائی زیر ران ہی طرارے
بھرتا ہوا چلا نشیب و فراز کو طی کرتا ہوا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی پر نہین لگتے ہین اگر کوئی
نخل سامنے آگیا اور شاہزادے نے ایڑ کی تو نخل کو فرا آگیا اگر بلندی ملگئی تو اسپر چڑھگیا
اگر پانی ملا تو طرارہ بھر کر نکلا اس جوش و خروش مین شاہزادہ جاتا ہی مگر ہرکارون نے
جو دیکھا کہ ماہ عالم افروز اپنے عیار کی محبت مین اکیلا چڑھ دوڑا ہی تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑے آکر ایرج نوجوان سے اطلاع کی ایرج سنتے ہی
مرکب پری پیکر گرہ بن اشقر پر سوار ہوے اور لشکر سے نکلے یہان وہ وقت ہی کہ
بہران جلاد کو حکم دے رہا ہی کہ اس عیار کا سر کاٹ لے کاؤس بیقرار و اشکبار دعائین
مانگ رہا ہی کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان اس آفت ناگہانی و بلائے آسمانی سے
نجات دے رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ وز دامن صبح و شب نمایندہ
توئی ٭ دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ بکشائے خدایا کہ کشایندہ توئی ٭ بیقرار
ہو کر جب کاؤس نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ میں ہلڑ ہوا بہران
نے کہا ارے دیکھو تو دروازے پر یہ کیسا ہلڑ ہی باعث یہ تھا کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز
مرکب کو اڑاتا ہوا قریب دربارگاہ پہونچا درگہ سالار جو دروازے پر بیٹھا ہوا تھا
اسنے روکا یہ کب رکتے ہین چاہا کہ اندر جائن درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
شاہزادے نے کلائی تھامکر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا
ہوا بارگاہ مین پہونچا بہران نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کسکا سر ہی کہ پردہ بارگاہ کا
اٹھا شاہزادہ رستم خصال سہراب جلال نمایان ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب
سلامت کی اہل دربار نے چاہا کہ بگڑین بہران نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف

کرتا ہی ہمارا کیا نقصان ہی شاہزادے نے آتے ہی جلاد کو مارا کاؤس کو رہا کیا اور
پکار کر کہا او ہبران اگر کچھ دعوی ہو تو روک لے مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تلوار
چلے جرأت کا حال کھلے شاہزادہ چاہتا ہی کہ اگر ہبران اُٹھے تو مین اس سے مقابلہ کرون
مگر ہبران نہین اُٹھتا چپکا بیٹھا ہی کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی نقدر ورح روان قاسم عالیشان
ایرج نوجوان تیغہ برہنہ کھینچے ہوے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ شاہزادہ کلام
سخت کر رہا ہی مگر کوئی جواب نہین دیتا آکر کہا ای نور نظر یہ کافران بازیگر مقابلہ کرینگے
تم جس واسطے آئے تھے وہ مطلب ہو چکا کہ کاؤس رہا ہو گیا اب چلو سر میدان
سمجھ لین گے جب ایرج نے اسطرح پر کہا تو شاہزادے نے کاؤس کو اُٹھا لیا ماہ عالم افروز
و ایرج و مہتر کاؤس بارگاہ ہبران سے باہر نکلے افسرون نے کہا ای پہلوان جہان
اگر آپ حکم دین تو ان تینون جوانون کا سر کاٹ لین زبان سے ہبران کی بے اختیار
نکل گیا کہ ہان یارو انکو مارلو ایرج و ماہ عالم افروز بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ لینا
لینا کی آواز آئی تمام فوج ان شیرون پر آپڑی اول ایرج نے نعرہ کیا کہ یا شیدای
کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ ایرج

بلاک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغم بیلے برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ماہ عالم افروز نے بھی نعرہ کیا دونون جوان لڑنے لگے مہتر کاؤس دونون جوانون کی
پشتی بانی کر رہا ہی کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی سو سوار جلے مگر ایرج نوجوان
و شاہزادۂ والا قدر لڑتے بھڑتے لشکر ہبران سے نکلے لشکر ناچار پلٹا ہبران نے
جب سنا کہ دونون جوان پلٹ گئے تب گینڈے پر سوار ہو کر آیا کہتا تھا کیون
یارو وہ جوان بھاگ گئے سب نے کہا دونون جوان لڑتے ہوے گئے ہین وہ
جوان بھاگنے والے نہین ہین آپ نے دیر کی ہبران نے کہا اگر وہ ٹھہر جاتے
تو مین انکو گرفتار کر لیتا ایک نے دوسرے سے اشارہ کیا کہ دیکھو یارو انکو

کیا جواب دین وہ جوان اسقدر لڑے کہ کئی ہزار جوان مارے گئے جب وہ جا چکے
ہین تب آئے ہین اب اظہار جرأت کرتے ہین لشکر بہران مین تو یہ ذکر ہی مگر یہ دونون
جوان لڑ بھڑ کر لشکر کفار سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے قاسم بھی یہ خبر سنکر تیار ہوے
تھے کہ بہ امداد فرزندان جاؤن انکو بچا کر لاؤن لشکر بھی تیار ہوا تھا کہ ساتھ قاسم
کے جائین اور اپنے پہلوانون کو بچائین کہ دونون جوان آکر پہونچے دریائے خون
مین نہائے ہوے تیغہ ہائے خون آلود ہاتھ مین کہنیون سے خون ٹپکتا ہوا گویا کہ
ہولی کھیلکر آئے ہین قاسم نے پوچھا کیا معرکہ گذرا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ اصل یہ ہی
کہ آپ کا فرزند ماہ عالم افروز نہایت جری ہی بارگاہ بہران مین قیامت برپا کردی
بہران نے دخل نہ دیا جب وسط لشکر مین آئے تب نوج نے گھیرا کس زور و شور سے
ماشاء اللہ غلام آپ کا لڑا ہی افسردن کو چن چن کر مارا یہ غلام آپ کا ہمراہ اسکے مصروف
جنگ تھا کاؤس نے بھی بڑا کام کیا کسی کو ہماری پشت پر نہین آنے دیا قاسم نے
ماہ عالم افروز کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند باپ تمھارے تعریفین کرتے ہین یہ سنکر
شاہزادہ برائے تسلیم خم ہوا اگر بہران جو بارگاہ مین آیا عیار کو بلا کر کہا تو نے دیکھا
مین نے کیا صبر کیا کہ ان دونون کو جانے دیا اگر تجھسے ہوسکے تو گرفتار کر لا مین فوراً
قتل کرونگا عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر یا نہائے عیاری لگا کے روانہ
ہوا بہ صورت سبدل لشکر اسلام مین آکر پھرنے لگا ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا
کہ ماہ عالم افروز کس خیمے مین رہتا ہی اہل بازار بتا نہین سکتے بعض نے یہ کہا کہ وہ
سامنے جو بارگاہ ہی بہ رنگ گلنار اسمین ماہ عالم افروز رہتے ہین طیران نے زرو یہ
خبر سنکر پشت بارگاہ شاہزادے پر سراچہ چاک کیا قضا سے کار وہ بارگاہ ایرج کی
تھی دیکھا ایرج پڑے سو رہے ہین طیران نے آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اسی
راہ سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ میر طلایہ پھرتا ہوا آیا اسنے نگہبانون کو
پکارا کسی نے آواز نہ دی میر طلایہ اندر آیا پلنگ ایرج کا خالی دیکھا گھبرا کے نکلا
شاپور کو آواز دی شاپور بھی پھر رہا تھا آواز سنکر آیا میر طلایہ سے پوچھا میر طلایہ نے

بیان کیا کہ ایرج کو کوئی چرا لے گیا یہ سُنکر شاپور گھبرایا تعاقب مین چلا مگر طیران پشتارہ
لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا وہ وقت ہی کہ صبح ہوچکی ہی صحرا تمام تر بہار طائرونکی
چہکار پھولونکا جابجا انبار بعض طائر منقار مین کھولکر تعریف مین پروردگار کی زمزمہ سرا
ہوتے ہین بعض اُڑتے پھرتے ہین بعض آشیانون سے سر نکالے ہوے تعریف باغبان
قضا و قدر کر رہے ہین پھول دم محبت گل طراز عالم کا بھر رہے ہین طیران بہار صحرا
دیکھکر خوش ہوا سیر کرتا ہوا جاتا ہی پیاس کی شدت ہوئی ایک چشمے پر آکر پہونچا اور
پشتارہ رکھدیا منھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا مگر چہرہ ایرج کا کھلا ہی معلوم ہوتا ہی آفتاب
عالمتاب مشرق سے برآمد ہوتا ہی اُس مقام پر روشنی ہو رہی ہی طیران کھڑا ہوا ہی
چاہتا ہی ذرا تھکن نکلے تو روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار
بادلہ پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی باز کو تیہو پر چھوڑا تھا باز کب باز آتا ہی پر
مار مار کے تیہو کو زمین پر گرایا جہان پشتارہ تھا وہین آکر گرا باز بھی اُسی مقام پر
آکر پہونچا سینے پر تیہو کے چڑھ بیٹھا بال و پر شکار کے نوچنے لگا نقابدار بھی آکے
گھوڑے سے کودا اول تو باز کو اُٹھا لیا پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن
بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب بیہوش و مدہوش پشتارے مین بندھا ہی اور ایک
عیار ٹہل رہا ہی نقابدار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہ اس جوان کو لیے جاتا ہی یہ
سُنکر طیران نے کہا بہران پیل افگن جو پہلوان ہی اُس جوان سے لڑائی پڑی ہی بہران
کے حکم سے مین اِسکو لیے جاتا ہون وہ اِنکو قتل کریگا یہ سُنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا کہ او
نالایق یہ جوان اِس لایق ہی کہ اسکو قتل کرے یہ تو اس لایق ہی کہ اِسکو پہلو مین بٹھائے
عیار نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو اِس جوان کو یہان سے لیجائے اگر اپنی جان خیر چاہتا
ہی تو چلا جا یہ سُنکر نیزہ نقابدار نے سینے پر عیار کے رکھدیا کہا ہی شرط کہ نیزہ بھونکدون
عیار نے کہا میری جان بخشی کیجیے نقابدار نے نیزہ ہٹا لیا عیار تو ایک طرف چلا
نقابدار نے پشتارہ اُٹھا کر مرکب پر رکھا اور روانہ ہوگیا مگر عیار خستہ و شکستہ حیران
و پریشان بارگاہ بہران مین آیا وہ وقت ہی کہ شاپور شیر دل بصورت خدمتگار

بارگاہ بہران مین موجود ہی بہران نے پوچھا ای طیران کیا کیا طیران نے جواب دیا کہ رات کو اپنی جان لگا دی ایرج کو لیکر آیا تھا مگر راہ مین نقابدار نے چھین لیا مین ناچار پلٹ آیا بہران نے کہا او دیوانے یہ نہ ہوسکا کہ مقام نقابدار دیکھکر آتا کہ مین لشکرکشی کرکے جاتا اُس نقابدار کو ذلیل کرتا بلکہ سر کاٹ لاتا طیران نے کہا مین اب جاکر پتہ لگاتا ہون لیکن شاپور شیردل نے جو یہ حال نقابدار کے لیجانیکا طیران سے سُنا تو اپنے آقا کی خبر سُنتے ہی بھاگا اِس خیال سے کہ چلکر اپنے آقا کو تلاش کرون اول اُس صحرا سے پُر بہار مین آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی آتی ہی اور سحر کرتی پھرتی ہی شاپور سوچا کہ اِسی کے سحر کا یہ صحرا ہی اِسکو مارون تو شاید مطلب حاصل ہو ایک نازنین کی شکل بنکر ایک درخت کے سایے مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

کرکے تنہا مجھے اے دوست گلفام گیا
غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اُسے خط مین لکھون کیا مین زبانی کہدون
قاصد ابتک نہ پھرا لیکے جو پیغام گیا

وعدہ کرکے جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز
انتظاری مین تری یہ سحر و شام گیا

جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب
زندگی اُسکی کہان جسکا گل اندام گیا

نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام
رونا اِن چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا

ذکر واحد علی کر رب کا ملا دیگا وہی
دام مین لیکے مجھے وہ بُت خود کام گیا

اُس ساحرہ نے جو آواز گانے کی سُنی پلٹ کر قریب شاپور کے آئی منھ جو کھولا بجلی چمکگئی گھبراکر پوچھا ای مہ جبین کہان سے آئی ہو اِس صحرا سے تمکو کیا کام وہ نازنین رونے لگی کہا حضور میرا حال قابل سُننے کے نہین ہی ساحرہ نے کہا ای نازنین مین ساحرہ ہون جو حکم دو وہ بجالاؤن ابھی کرکے دکھاؤن آسمان کے تارے لاسکتی ہون تب اُس نازنین نے کہا ای ملکۂ عالم اصل کیفیت یہ ہی کہ میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر لوٹ لیا اور شوہر کو پکڑ لے گئے مین کئی دن سے اِسی مقام پر پڑی ہون شیر اور بھیڑیے نے نہ کھایا کہ جان جاتی آرام تو پاتی آج کئی دن گذرے اِسی بھوک و پیاس مین مگر موت نہین آتی شوہر کو گرفتار کرکے میرے سامنے لے گئے اِن آنکھون نے

وہ بدعت دیکھی کہ فلک کسی کو نہ دکھائے ساحرہ نے کہا میرے مکان پر چلیے وہان چلکر کھانا
وغیرہ پیش کرون بھوک و پیاس تمھاری مٹاؤن نازنین نے کہا اے مہربان کھانے سے
زیادہ شراب کی ہوس ہی شراب ممکن ہو تو جان بچ جائے ساحرہ نے کہا مین ابھی لاتی
ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگی بھٹی سے شراب لائی لاکر سامنے نازنین کے رکھدی نازنین
نے اُس شراب کو الٹ پلٹ کیا اُس سے مراد یہ تھی کہ شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز
کر کے سامنے اُسکے پیش کیا ساحرہ نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے کہا تم جان بخش ہو
پہلے تمکو پلا لونگی تب پیونگی ساحرہ اُس جام کو پی گئی پیتے ہی گھبرا کر بولی کہ یہ شراب
کیسی تھی کلیجہ دھڑکنے لگا معلوم ہوتا ہی بدن مین آگ لگ گئی کوئی آسمان پر لیے جاتا
ہی نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو ساحرہ اُٹھی کہ ٹہلون ہوا کھاؤن
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے خنجر نکالکر ساحرہ
کا سر کاٹا مرتے ہی ساحرہ کے ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
گلزار جادو بود ساحرہ کو مار کر شاپور آگے بڑھا مگر وہ نقابدار بادلہ پوش ایرج کا
پشتارہ لیے ہوے اپنے باغ مین آئی مسند آراستہ کی ایرج کو مسند پر بٹھا کر جمال
دیکھنے لگی حیران جمال و محو دیدار تھی جی مین کہتی ہی یہ جوان کون ہی کہ شعلۂ حسن دلفریب
نے کلیجے مین آگ لگادی ایرج کے تلوے سہلانے لگی ایرج نے آنکھ کھولکر دیکھا
ایک نازنین خوبرو و قد سرو لب جو آنکھین رشک دیدۂ آہوے ختن بر حوب پیکر ایرج
بھی مائل ہوے تیغ ابرو کے گھائل ہوے پوچھا اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی مین اپنے فرش خواب پر سوتا تھا یہان کیونکر پہونچا ملکہ نے کہا نام میرا دلفریب
ہی اس جزیرے کو جزیرۂ احراسیہ کہتے ہین احراس زحل پیشانی کہ پہلوان زبردست
ہی اس کنیز کا باپ ہی یہ باغ گلفشان مین نے بنوایا ہی آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین
اُس سے چھین لائی یہ کہکر ملکہ نے جام شراب پیش کیا ایرج نے ہاتھ رکھدیا دلفریب
نے کہا مین جانتی ہون کہ آپ سے کسی نے قسم لی ہوگی مگر مین تو ایک غیر آدمی ہون
ایرج نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم یہ تو ثابت ہو کہ مذہب تمھارا کیا ہی دلفریب نے

کہا جمشید ثانی ہمارا خداوند ہی ایرج نے کہا وہ مکار وجعلساز ہمارے شہریار کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی انشاء اللہ موت اُسکی قریب ہی بادشاہ جمجاہ برائے فتح مرحلہ جات گئے ہین انشاء اللہ وہان سے وہ پلٹین تو لشکر کشی ہوا ایسے کو خداوند جانتی ہو اسپر لعنت کرو اُس پروردگار کا مذہب اختیار کرو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان بنایا اُس کو سجدہ کرو دلفریب نے ایرج کے کہنے سے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی آواز ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی اختلاط ظاہری ہونے لگا مگر شاپور ڈھونڈھتا ہوا سامنے اُس باغ کے پہونچا سُنا کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ چلا چلا کے گا رہا ہی نظم

رات دن رہنے لگین محو تماشا آنکھین
ہمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہی
ہر گھڑی یار پہ پڑتی ہی نظر خوف یہ ہی
سیر دریا کا ارادہ ہو اگر ای بیم حسن
شہر نگین چشم اگر یار کی دیکھے ساحل

کہین آفت نہ کرین پھر کوئی برپا آنکھین
کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین
کہین ایسا نہ ہو کر دین مجھے رسوا آنکھین
ابھی رو رو کے بہا دیتی ہین دریا آنکھین
پھر دکھائے نہ کبھی نرگس شہلا آنکھین

شاپور شبرول تھکا ہوا تھا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سو گیا مگر طیران صبار فتار پھرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت باغ سے آکر دیوار پر چڑھا ایرج کو پہلوے دلفریب مین دیکھا جلگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ شاہزادہ پر عاشق ہی اگر بہران حسن پائیگا تو قیامت برپا کریگا ان دونون کو زندہ نہ چھوڑیگا انکے قتل سے منھہ نہ موڑے گا مگر یہی بہتر ہی کہ اپنے آقا سے اطلاع کرون کہ دختر احراس زہل پیشانی پشتارہ مجھسے چھینکر لے گئی ہی ایرج کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی چلکر دونون کو گرفتار کر لیجیے جو سزا ہو سزا دیجیے کہ اُسکو بھی سرکشی کا مزا ملے بہران اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلا مگر کہتا ہوا کہ دیکھو تو اس گیسو بریدہ نے کیا گستاخی کی نام میرا سُنا اور باز نہ آئی دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون جاکر دونون کو قتل کرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون اگر احراس دخل دیگا تو وہ بھی میرے ہاتھ سے

قتل ہوگا مین کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا اور اگر احراس نے دخل نہ دیا تو مین بھی اسپر
متوجہ نہ ہونگا اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا صبح کو سامنے باغ کے پہونچا یہان کنیزون نے ملکہ کو خبر
دی کہ ببران بلا افگن لشکر کشی کر کے آیا ہی شاہزادے کا مشتاق ہی کہتا ہی کہ اگر اپنی
خیر چاہو تو اسکو جلد ان کو نکالدو مین سمجھ لونگا ایرج تیغہ ٹیک کر اٹھے فرمایا کہ اے ملکہ
میرا جانا ہی بہتر ہی میرا ٹھہرنا یہان بہتر نہین ہی ملکہ رونے لگین کہا صاحب میرا تو یہ حال
ہی وہ بیچو صد غم و ملال ہی کہ جی نہین چاہتا کہ ایک دم آپ کو اپنے سے جدا کرون یہ چند اشعار نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

یہ سودا ہے شہادت ہو ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہی جو رگ ہی گردن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
گریبان مین بھبھی ہی جیب لگی ہی آگ دامن مین

جنون کے جوش مین اکدم نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا وان سامنا پایا رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہی مدفن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہو تو اے آتش
بتونکو گھورنے جاتے ہین اب دیر برہمن مین

شاہزادہ ملکہ کو سمجھا رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ ببران کا سر لاتا ہون
تردد نہ کرو میرے فرزند کے ہاتھ سے اسنے شکستین کھائین مگر عیار کے بھروسے پر
ہی یہی چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرون اور مطلب نکل آئے انشاء اللہ آرزو دل کی دل مین
رہیگی یہ فرما کر ایرج نوجوان اسطرف سے چلے مگر نوبت نقارے جو بجے شاپور کی
آنکھ کھلی سر اٹھا کر دیکھا کہ ببران بلا افگن گینڈے پر سوار فوج کو درست کر رہا ہی
شاپور گھبرا گیا ببران نے چاہا باغ مین داخل ہون کہ دروازہ باغ کا کھلا شاہزادہ
ایرج نوجوان آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری نبیرہ
صاحبقران فرزند قاسم نوجوان برآمد ہوا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب عالمتاب اپنے
برج سے باہر آیا شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہوگیا اور للکارا کہ او
ببران آگے نہ بڑھنا ہمارا ناموس ہی ہم باغ مین نہ جانے دینگے جسطرح چاہو مقابلہ کرو

بہران نے جو ایرج نوجوان کو مثل شیر غضبناک دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت مین بھی
لاجواب طرف ایرج کے چلا مگر ہرکارے خبرین لیکر بھاگے سامنے احراس کے آئے
کہا اے بادشاہ غضب ہوا کہ بہران بلا افگن باغ پر ملکہ کے چڑھ آیا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ باغ
مین چلون احراس نے پوچھا کچھ سبب بھی پوچھا کہ باعث کیا ہے شاید اُسنے تصویر میری بیٹی
کی دیکھلی عشق کے جوش مین آیا ہے ہرکارون نے کہا غلامون کو نہین ثابت کہ مطلب اُسکا
کیا ہے ہمنے جو دیکھا کہ وہ فوج لیکر آیا خبر لیکر بھاگے کہ سرکار خفا ہونگے کہ ہمکو خبر نہ کی
ہماری بیٹی کی رسوائی ہوگئی حضور کے خوف سے چلے آئے جو دریافت کیا وہ عرض
کرتے ہین احراس اُسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا اُس وقت پہونچا کہ
ایرج سے بعد نیزے اور تلوار کے کشتی ہو رہی تھی دونون لشکر تماشۂ کشتی دیکھ رہے ہین
کہ احراس آکر پہونچا احراس نے دیکھا ایک جوان خوبصورت بہران سے لڑ رہا ہے
کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی و منور ہے اور ایک عیار طرار نیمچہ ہاتھ مین
لیے کھڑا ہے کسی کو پشت پر نہین آنے دیتا حیران تھا کہ یہ جوان کون ہے اور اِنکے اُنکے جنگ کا
کیا باعث ہے پکار کر پوچھا اے بہران تمنے اِس باغ کو آکر کیون گھیرا بہران نے کہا اے
شاہ مین متلاشی اِس جوان کا آیا ہون میرا عیار اُسکو لاتا تھا آپ کی صاحبزادی نے
بڑی گستاخی کی کہ میرے عیار سے پشتارہ چھین لیا مین خبر سُنکر آیا یہ جوان متعرض ہوا
مین اِس سے لڑ رہا ہون اِسکو زیر کرکے اہل باغ کو سزا دونگا یہ جوان کیون میرے
مقابلے مین آیا ایرج نے پکار کر کہا اے بادشاہ یہان کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو تھوڑی
دیر مین حال کھل جائیگا کہ یہ بھاگتے پھرینگے اور یہ لشکر بھاگے گا آپ تماشہ تو دیکھیے کہ کیا
گذرتی ہے ایک جانب یہ بادشاہ بھی ٹھہر کر تماشہ دیکھنے لگا دونون جوانون سے کشتی
ہو رہی ہے دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر احراس کو حیرانی ہے کہ اِس جوان کو دلفریب
کیون لائی کیونکر دریافت کرون تین پہر برابر کشتی ہوئی پہر دن رہے بہران اِسقدر
عاجز تھا کہ اپنی جان سے بیزار ہو گیا چاہتا ہے جلدی فیصلہ ہو دونون منہ ڈھے تھا مگر
ایرج کو ریلکر لے دوڑا ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ رکون مگر نہین رک سکتے کوئی

دس قدم ریلکر لایا وہان آکر پٹکہ مارا بایان گھٹنا ایرج کا آشنا بزمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوے بہران نے اوپر چہاکر کمر مین ہاتھ ڈالا اسطرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسکو اُکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس وحرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اور کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نے دونون مونڈہے تھامے سینے مین سر اڑا یا ریلکر لے دوڑے پچیس تیس قدم ریلکر لائے وہان پر لاکر پٹکہ مارا دونون گھٹنے بہران کے آشنا بزمین ہوے ایرج نے کمر بیچ مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا بہران پکارا کہ مین مسلمان ہوتا ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون سرکار کے ہمراہ رہون کیونکہ باطل پرستی مین ساری عمر کٹی اب حق پرستی کرونگا ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا بہران قدمون پر گرا ایرج نے سر اُسکا چہاتی سے لگا لیا کل لشکر اسکا مسلمان ہوا ایرج طرف باغ کے چلے کہ احراس نے بڑھکر کہا اے شہریار باغ مین نہ جانے دونگا ایرج نے کہا مین ضرور جاؤنگا احراس نے کہا جب تک مجھکو زیر نہ کیجیے گا جبتک نہ مانونگا بہران نے جو دیکھا کہ میرے آقا کو روکتا ہے تڑپ کر قریب آیا کہا اے احراس آقا کا مرتبہ تو اعلی ہے مین تجھ سے سد جو دہون ابھی جنگ آغاز کر اگرچہ تھکا ہوا ہون مگر تیرے لیے کافی ہون اور آقا سے تو کیا لڑیگا آقا کو خدا نے زور و قوت جلالت عطا کی ہے خوبصورت ایسے کہ جو دیکھے وہ حیران ہو جائے دیکھنے والا یہی آرزو کرے کہ پروانہ وار گرد پھرون سایۂ دامن دولت مین رہون جب احراس نے دیکھا کہ بہران آمادہ ہے کہ لپٹ پڑون اسنے ایرج کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا خیر یہ بھی جبر سہونگا آپ باغ مین جائین مین باہر رہونگا لیکن صبح کو آفت برپا کرونگا ایرج نے کہا جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو یہ فرماکر ایرج داخل باغ ہوے احراس باہر اُترا بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین اپنی آکر بیٹھا سرداروں سے کہنے لگا کہ دریافت تو کرو کہ دلفریب اُس نوجوان کو کیون لائی اُسکو تو مرد کے نام سے نفرت تھی چند سردار ٹہلتے ہوے دربانع پر گئے کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کیا کر رہی ہین کنیزون نے کہا جبتک شاہزادہ باہر بہران سے لڑا دہ کھڑے ہوئے دعائین

کرتی تھیں جسوقت سے اندر آئے ہین نذر بین بنا رہین ہو رہی ہین اب دونون صحن خانہ مین
ہین اختلاط ظاہری آپس مین ہو رہے ہین لہذا سابق مین نفرت تھی اب مردسے رغبت
ہی مگر وہ جوان ایسا ثابت قدم ہی کہ اسنے ابتک افعال باطن کی طرف توجہ نہین کی انکے
مذہب کا دستور یہ ہی کہ عقد و نکاح ہونا ہی ابھی تک کوئی صورت عقد کی نہین ہوئی
مگر اقرار ہو رہے ہین سردار نے یہ سب دریافت کرکے احراس سے کہا احراس نے
دریا بار احراسی نامے عیار سے کہا کہ تو ملکہ کو چرا لا دریا بار نے کہا مین جا کے
لے آؤنگا اور فکر مین نکلا پشت باغ پر آیا کمند کے ذریعے سے باغ مین پہونچا ایک
کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھا رہا جب یہ دونون شیدائی یک دیگر محفل سے اٹھے
اور چھپر کھٹ پر آکر آرام کیا دریا بار اٹھا کنیزون کو تو بیہوشی دی تھی کہ جو جہان
گری بیہوش ہو گئی دریا بار بے خوف قریب پلنگ ملکہ کے پہونچا ملکہ کو بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھکر لے بھاگا باغ سے نکلگیا پشتارہ بدوش جاتا ہی قضا سے کار اس
باغ سے قریب ایک پہاڑ ہی شداد قوی بازو نامے ایک پہلوان وہان رہتا ہی
کہ مدت سے دلفریب پر مائل ہی اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرہ صاحبقران یعنی
ایرج نوجوان کو دلفریب لائی اور باغ مین لیے بیٹھی ہی ہیران بلا افگن آیا تھا کہ
شہزادون ایرج نے اسکو زیر کیا وہ مسلمان ہوا اب احراس کوشش کر رہا ہی مگر
ایرج سے کچھ زور نہ چلیگا سامان تیز رو اسکا عیار ہی اس سے کہا اب مجھکو ناامیدی
ہوئی ابتک خیال تھا کہ شاید کبھی سرفراز کریسے مگر اب دشوار ہی کہ وہ مجھپر توجہ کرے
مین نے سب کتابین مسلمانون کی دیکھی ہین کسی مین یہ نہین دیکھا کہ معشوق انکے
قبضے مین آکر نکلجائے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان والا تبار نے اسی تکرار پر جان دی
کہ زوجین کامرانی خواہان تھا اسنے قصد کیا کہ ملکہ پر قبضہ کر دن تب ملکہ نے ناچار ہوکر
جام زہر پی لیا ایسی مزاج کی بلبلیں تھین کہ ستر ہی خواصون نے ساتھ دیا سب نے
جان دی اور زوجین کے ساتھ جانا گوارہ نہ کیا لیس اب غیر ممکن ہی کہ دلفریب
مجھپر توجہ کرے سامان تیز رو با ضابطے عیار ہی لگا کہنے تیار ہو اکہا مین جا کر ابھی لاتا ہون

پھرتا پھراتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ عیار احراس ملکہ کو لیکر لشپت باغ پر آیا ہو سامان
نے اندھیرے مین عیار کا پیچھا کیا جب عیار جنگل مین پہونچا تو سامان نے حلقہ ہاے
کمند سر راہ بچھا دیے گوشے مین بیٹھکر اُسے گرفتار کیا جنگل مین اُسکو باندھکر لپیٹتا رہ لیکر
بھاگا مگر صبح کو ایرج نوجوان جب بیدار ہوے ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا کنیزون سے پوچھا
کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے ایرج نے شاپور سے کہا اے منترو الاگہر مقام افسوس
ہے کہ تم باغ مین موجود تھے اور کچھ فکر نہ کی شاپور نے کہا مین ابھی جاکر پتہ لگاتا ہون
یہ کہکر شاپور بصورت سبدل بارگاہ احراس مین آیا احراس سردارون سے کہرہا ہے
کہ رات کو عیار ہمارا گیا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لوگ کہ رہے ہین کہ باغ مین
اُس نوجوان کا عیار بھی موجود ہے وہان کیونکر گذر ہوا ہوگا شاپور باہر نکلا طرف
صحرا کے چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ ایک عیار درخت سے بندھا ہے شاپور نے اُسکو
آکر کھولا اور پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے بیان کیا کہ مین احراس زحل پیشانی کا عیار
ہون دلفریب کو لے چلا تھا کسی نے مجھکو بیہوش کر کے یہان باندھدیا ملکہ کو لیگیا
شاپور نے کہا کچھ آگاہ ہو کون لے گیا عیار نے کہا سامنے کوہ فلک شکوہ ہے اُسپر
شداد قوی بازو نامے پہلوان رہتا ہے اُسکا عیار سامان تیزرو ہے کیا عجب ہے کہ اُسکا
یہ کام ہو شاپور نے کہا خیر اب تم تو جاؤ کیسے خطا ہو مین تدبیر کرلونگا شاپور گھبرایا
ہوا اُسپر کوہ پہونچا ایک فقیر کی شکل بنکر سوال کیا کہ حضور کئی دن سے بھوکا ہون
شداد غم مین ملکہ کے بیٹھا تھا کہ عیار جو ملکہ کو لایا شداد خوشی خوشی پاس ملکہ کے
پہونچا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور غیر مکان دیکھا گھبرا گئی شداد جو سامنے آیا منھ چھپا لیا
کہا اے شخص میرے سامنے نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا مین تیرا قریب بیٹھنا قبول نکرونگی
شداد اُس غم مین بیٹھا ہوا تھا کہ فقیر نے سوال کیا جھلا کر کہا بڑے میان صاحب
جاؤ ہم نہین معلوم کس غم مین بیٹھے ہین طبیعت اُداس عالم یاس فقیر نے کہا بابا
کیا فکر ہے داتا پوری کریگا فقیرون سے تو بتاؤ شداد نے کہا بڑے میان صاحب
دلفریب نامے ایک شاہزادی ہے کہ مدت سے اُسپر عاشق ہون عیار میرا لایا

مگر مین جو اُسکے پاس گیا تو اُسکو مجھسے نفرت ہی کنارے ایک گوشے مین منھ چھپائے بیٹھی ہی
فقیر نے کہا اگر میرا اسامنا کرا دیجیے تو ایسے دوا چھر ماندون کہ آپ پر مائل ہوکر حلقہ محبت کان
مین ڈالے اور افعال اصلی سے انکار نہ کرے بے آپ کے چین نہ آئے میرے پاس ایک
تعویذ ہی آپ آگ منگوا ئیے مین تھوڑا لوبان آگ مین ڈالونگا اُسمین سے دھوان نکلیگا
ایک شعلہ آواز دیگا کہ یہ تدبیر کرو شداد خوش ہوگیا ایک روپیہ نکالکر فقیر کو دیا اور کہا
شاہ صاحب اگر تمھاری کوشش سے میرا مطلب پورا ہوا تو نہال کردونگا مجھکو بڑا اشتیاق
ہی دل بیقرار ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ دلفریب قبضے مین آئے یہ کہکر آگ طلب کی ایک انگیٹھی
مین آگ آئی جب آگ روشن ہوگئی تو بڑے میان نے لوبان جیب سے نکالا وہ لوبان
آگ پر ڈالا شداد جھکا ہوا دیکھ رہا ہی دھوان جو اُسمین سے نکلا دماغ مین پہونچا شداد
بیہوش ہوکر گرا شاپور نے شداد کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ بہ شکل شداد بنکر اُس
مکان مین آیا جسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر اتفاق سے سامان پھرتا ہوا قریب شداد کے آیا
دیکھا شداد بیہوش پڑے ہین گھبرا گیا شداد کو ہوشیار کیا کہا اے شہریار آپ کو کسنے
بیہوش کیا تھا شداد نے کہا ایک فقیر آیا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ آگ منگوا ؤ مین نے جب
آگ منگوائی اُسنے لوبان ڈالا اُسی کے دھوئین سے بیہوش ہوا سامان نے کہا اب
آپ جلد جائیے معشوقہ کو دیکھیے الیسا نہ ہو وہ عیار دلفریب کو لے جائے تو باعث
خرابی ہو ترقی پریشانی ہو شداد تیغہ ہاتھ مین لیکر چلا یہان شاپور قریب ملکہ کے آیا
ملکہ نے وہی کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ اپنی جان دونگی شاپور نے کہا اے ملکۂ عالم
آپ کا غلام ہون شاپور شیردل آپ کو لینے آیا ہون ملکہ خوش ہوگئی کہا اے شاپور
جسطرح کہو مین چلون اسنے عطر بیہوشی نکالا کہ سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کرون اور لے
بھاگون کہ دروازہ مکان کا کھلا دیکھا شداد آتا ہی شاپور بدحواس ہوگیا دوسرے
دروازے سے نکلکر بھاگا پہاڑ سے کود پڑا خدمت مین ایرج نوجوان کی پہونچا
ایرج برہم بیٹھے تھے شاپور نے آکر خبر دی کہ شداد قوی بازو نامے پہلوان ہزارستے
عیار سے چھڑوا منگایا مین لاتا تھا مگر معلوم ہوتا ہی اُسکے عیار نے اُسکو ہوشیار کر دیا

وہ وقت پر آیا غلام بھاگ آیا یہ سنکر ایرج اُٹھے مرکب پر سوار ہوے باغ سے نکلے
طرف کوہ کے چلے شاپور نے بہران کو بھی خبر کی بہران بھی چند کس کو لیکر چلا مگر ایرج
نوجوان بڑے غصے مین تھے گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین یہان عیار شداد نے
سب حال اُسکو بتلایا کہا اے شہر یار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ عیار ایرج نوجوان کا
تھا آپ کو بیہوش کیا آپ کی شکل بنکر گیا تھا آپ کو دیکھکر بھاگا اب ایرج کو خبر ہوگی وہ
نوجوان شیر دل فنون سپاہ گری سے اور جرأت کی سب کیفیتون سے ماہر ہی مقدمۂ
ناموس کیونکر گوارا کریگا کہ ناموس اُسکا یہان رہے شداد نے کہا اگر یہان آوے تو
اسطرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو
ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر عیار پہاڑ پر آیا دور سے دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا
ایرج نوجوان یکہ و تنہا گھوڑے کو ڈالے ہوے آتے ہین مگر غصے مین چہرہ سرخ اور
آنکھین اُبلی پڑتی ہین مرکب گرد ہین اشقر ایسا طرار سے بھرتا ہوا آتا ہی بقول شاعر صفت مرکب

وہ مرکب کہ چہرہ برق یا باد سے — طرفہ دیوانہ و پریزاد سے

دیگر

خوش خرام سے زآب نازک تر — تیز گامے زبرق چابک تر
راکب نے سانس لی کہ وہ کوسوں روانہ تھا — تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا

سپاہ نے بڑھکر شداد سے عرض کی کہ اے شہر یار وہ جوان آتا ہی شداد اُٹھا دور سے
اُسنے بھی دیکھا افسرون کو آواز دی کہا یارو گھاٹیون پر جاکر ٹھہرو اس جوان کو روکو
بر سر کوہ نہ آنے دو چند سردار گھاٹیان روک کر بیٹھے چند سپاہی بھی لے لیے کہ ایرج
نوجوان قریب کوہ آکر پہونچے ایک سردار طاؤس تبردار نامے پہلی گھاٹی پر تھا
طاؤس نے للکارا ایرج گھوڑے سے کودے جھنڈی تھام کر جست جو کی سامنے
طاؤس کے پہونچے طاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کو از حد غصہ تھا بڑھ
بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا غار مین کوہ کے ڈالدیا اور
سب سپاہی بے لڑے بھڑے بھاگے ایرج دوسری گھاٹی پر آئے کیاب سپہر گردن
دوسری گھاٹی پر تھا اُسنے کئی تیر مارے ایرج نے تیر قلم کیے کمیاب نے گرز اُٹھایا

ایرج نے قریب آکر گرز اُسکا چھین لیا اور وہی گرز مار اکر کمیاب پر اُٹھا ہو کر رہ گیا سامنے والے اُسکے لڑنے لگے ایرج نے نعرہ کیا کہ او شداد ان بیچارے پیادونکو قتل کرا تا ہی تو سلسلے نہین آتا ہی کہ مزہ شجاعت کا سلے کیسا پہلوان ہی شداد برسر کوہ کھڑا ہوا جھوم رہا ہی دو تلوارین حمائل سپر آہنی پشت پر مثل دیو کے چنگھاڑ رہا ہی یاد محبوب مین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری دلکی بیقراری

نظم

ساتھ لائے جو رقیبون کو تو آنا کیا تھا | تمکو ناحق کا یہ احسان جتانا کیا تھا
خود وہ دل سوختہ تھے عشق مین اے آتش گل | آشیان بلبل شیدا کا جلانا کیا تھا
صاف زلفونکو کیا دل کو مگر اُلجھا یا | مجھ پریشان کا دشمن تھا یہ شانا کیا تھا
کیا ہی تیر نگہ ناز پڑا سینے پر | جان لینا تھا صنم آنکھ ملانا کیا تھا
تیغ ابروسے اگر قتل ہی کرنا تھا مجھے | جنبش لب سے پھر اے جان جلانا کیا تھا
سنتے ہین ہجر کے صدمو نسے گئی جان قبول | ایک نادان سے کیا عشق وہ دانا کیا تھا

ایرج نے للکارا کہ او نامرد یہ کیا بیہودہ بک رہا ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو آ کہ مزہ شجاعت کا ملے کچھ کیفیت حاصل ہو یہ سنکر شداد کو تاب نہ باقی رہی تیغہ کھینچکر دوڑا ایرج نے کہا زیر کوہ اُتر آیئے پہاڑ پر مقابلے مین آپ کو تکلیف ہوگی شداد نے کہا آپ چلیے مین آیا ایرج دامنۂ کوہ مین آئے گھوڑے کو مہمیز کرنے لگے کہ شداد گینڈے پر سوار ہو کر آیا ملکہ دلفریب بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہین کہ ایرج نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او شداد جلد آ تلوار ہماری بنام انتقام مین تڑپ رہی ہی تیرے خون کی خواہان ہی شداد درۂ کوہ سے نکلا گینڈے پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی نیزہ مارا ایرج نے تیر سے کو روکا چالیس طعنین رد و بدل ہوئی تھین کہ ایرج نے نیزہ شداد کا نکالا شداد نے دو دستی گرز مارا ایرج نے بھی گرز اپنا قرینہ سے اُٹھایا گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی شق گرز ملبند ہوا کہ شاپور آکر مہوشیا مگر شداد نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم اگر چھلنی لیکر خاک چھاننے لگے تو اس جوان کی ہڈیان نہ ملینگی شاپور نے بڑھکر چھینٹا پانی کا مارا

گر دیٹھی ایرج کو دیکھا کہ دونون ہاتھہ ستون گر رہین مگر دونون آنکھین بند ہین جسم مین
رعشہ شاپور نے پکار کر آواز دی کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس غلام کو جواب
دیجیے خدانخواستہ دشمنان حضور راہی ملک عدم ہوے ایرج نے آنکھ کھولدی
ملکہ بالاے کوہ سے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای کریم و رحیم تو حافظ حقیقی اور مالک
تحقیقی ہی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھہ سے بچا لیجیو شداد نے جو ایرج کو زندہ پایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی کہ بہران بلا افگن دوسرے سوارون سے پہونچا اور
دیکھا کہ شاہزادے سے شداد سے کشتی ہو رہی ہی بہران کو بہت ناگوار ہوا غصّہ پڑا
کہتا تھا ای شہریار آپ ہٹ جائیے مین اس بے ادب سے سمجھ لونگا ایرج نے بہران
کو ہٹایا مگر شداد بڑھا کہ بہران کو پکڑ لون اور کہا کہ آپ ہٹین پہلے مین اسیکو سزا دونگا
ایرج نے دونون ہاتھہ بڑھائے کہ دونون کو اٹھا لون مگر بہران قدمون پر ایرج کے
گر پڑا کہا آقاے نامدار مجھکو بہت ناگوار ہی کہ آپ ایسے ذلیل سے لڑین شداد کوئی
بادشاہ نہین ہی صرف ایک کوہ پر قبضہ کر لیا ہی شاہون کی زمین دبالی اُن شاہون
نے دخل نہ دیا کہ ایسے حقیر سے کون اُلجھے مین اسکو ابھی سمجھا دونگا مگر احراس کہ دروازہ
باغ پر اُترا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ کو شداد نے چرا منگایا تھا ایرج
نوجوان وہین پہونچے اور اُس سے لڑ رہے ہین احراس بھی سوار ہوا اس خیال سے
کہ اگر شداد کو بھی ایرج نے زیر کر لیا تو مین اطاعت کرونگا ایسا شیر دلیر کہ ناموس کا جانا
اُسکو ناگوار ہوا فورًا اپنے کو پہونچایا دل مین یہ باتین سوچکر سوار ہوا مع فوج کے
چلا اُسوقت پہونچا کہ شداد و بہران مین تکرار ہو رہی ہی ایرج بیچ مین کھڑے ہین
دونون کو روک رہے ہین جب شداد نے زیادتی کی کہ بہران کو تھام لون تو ایرج
نے دونون کو ہٹایا و داہنا ہاتھہ کمر مین شداد کی اور بایان ہاتھہ کمر مین بہران کی ڈالکر
زور کیا اور دونون کو اٹھا لیا شداد نے آواز دی ای شہریار مین آپ کا تابعدار
ہون اطاعت کرتا ہون ایرج نے دونون کو رکھدیا مگر احراس نے جو یہ زور دیکھا
تخت سے کود پڑا آکر ایرج کو سلام کیا کہا آقاے نامدار یہ خوش نصیبی میری کہ آپ

ایسا خویش ملا ہین نہال ہوگیا شداد کو بڑا غرور تھا ہین اُس سے مقابلہ نہ کرتا تھا کہ ایک
شخص خود رو ہیچمدان نے پیشۂ قزاقی کیا آخر ہم لوگون کی زمین دبالی شاہ بنکر بیٹھا اِس ہمارے
تامل نے اُسکو مغرور کیا تھا آج غرور سر سے نکلا شداد کہتا ہی ای آقا نے نامدار مین مدت
سے خواہان تھا کہ کوئی فرزند صاحبقران ملے تو اُسکی اطاعت کرون آج آرزو حاصل ہوئی
جو امید تھی وہ خدا نے پوری کی مین سمجھا تھا کہ احراس سے لڑنا پڑیگا مگر احراس بھی خود
مسلمان ہوا اب کوئی کانٹا باقی نہ رہا ایرج نے آکر ملکہ کو سوار کرایا نوبت نقارے بجتے
ہوئے باغ مین آئے یہ تینون جوان مع فوج در باغ پر اُترے مگر عیار شداد کا نکل کر
بھاگا ایک قلعہ تھا کہ وہان کا حاکم دیوانہ چوب گردان ہو سامان نے آکر سلام کیا
دیوانے نے پوچھا کیون ای سامان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سامان نے کل کیفیت
بیان کی اور عرض کی کہ ایک جوان نے آکر معشوقہ پر قبضہ کر لیا تینون سردار مع فوج
در باغ پر فروکش ہین اگر آپ قصد کرین تو یہ جنگ فتح ہو دیوانے نے یہ سُنکر ایک چیخ
ماری کہ بارہ ہزار دیوانے آکر جمع ہوگئے دیوانے نے اہل فوج سے کہا صاحبو وقت
مقابلہ ہی سب دیوانے اُچکنے لگے اور زنجیرین ہلانے لگے عرض کی کہ ای چوب گردان
ہم تو جنگ کو رقص جانتے ہین تشریف لے چلیے دیوانہ چوب گردان زنجیرین ہلاتا
ہوا چلا اور سامان رہبری کرتا ہوا جاتا ہی اور کبھی کہتا ہی ای پہلوان ای افسر دیوانگان
چلتے ہی آفت برپا کر دیجیے پہلے احراس کو مار دیجیے بہران و شداد بھاگ جائینگے
پھر باغ مین گھسکر نرزک پر قبضہ کیجیے ایسی عمدہ نرزک ہی کہ آپ خوش ہو جائینگے اور
وہ بھی آپ کو پسند کریگی آپ ایسے جوان کسکو ملتے ہین اُسکی خوش نصیبی کہ آپ کے پہلو مین
بیٹھے احراس بھی راضی ہو جائیگا وہ چاہتا ہی کہ کسی زبردست کو بیٹی دون دیوانہ چوبدست
ہلاتا ہوا جاتا ہی کہتا ہی ای سامان میری چوبدست بے پناہ چلتی ہی میری چوبدست سے
کوئی بچ نہین سکتا ہی یہان وہ وقت ہی کہ ایرج نوجوان باغ مین ہین اور بیرون باغ
احراس و بہران و شداد اُترے ہوئے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اِن سب نے دیوانون
کی آمد جو دیکھی گھبرا کر بھاگنے لگے احراس نے جب دیکھا کہ بے لڑے لوگ بھاگے

جاتے ہین تو یہ باغ مین آیا ایرج سے عرض کی اے شہریار بڑا غضب ہوا دیوانہ چوب گردان
کہ سب شاہ اُس سے ڈرتے ہین طربیتے سے معلوم ہوتا ہے کہ سامان عیار اُسکو لیکر آیا ہے
اب لشکر پر آیا چاہتا ہے وہ مرد دیوانہ طرز جنگ کیا جانے اپنے زور پر نازان ہے ایرج
فوراً باغ سے نکلے ملکہ دلفریب رو کر کہتی ہے کہ اے شہریار شل بہران و شداد وہ نہین ہے
مین بھی مدت سے سُنتی ہون کہ اُس دیوانے سے سب ڈرتے ہین کنیز کا تو یہ حال ہے قلب پر
ہجوم غم و ملال ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو دشمنون سے صدمہ پہونچے شداد و بہران ہی سے
کہلا بھیجے کہ وہ بڑھکر اُسکو روکین باغ مین نہ آنے دین شداد کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہے
جب اُنسے کچھ نہ ہو سکیگا تب آپ کو اختیار ہے ایرج نے کہا اے ملکہ عالم اُن لوگون کے
حال تو کھل گئے کہ اُسکی آمد دیکھکر بھاگے جاتے ہین اُنکے روکے سے وہ نہ رکیگا اب
انشاء اللہ مین جاکر اُسکو زیر کرونگا یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے باہر جب آئے تو دیکھا کہ
دیوانہ چوب گردان آتا ہے بارہ ہزار دیوانے پشت پر زنجیرون کی جھنکار دیوانون کا
غل و شور فوج مین ایک ہنگامہ ہے کہ بڑا حریف آتا ہے بارو کیا کرین سوا اسکے کہ ہم
سب بھاگ جائین مگر ایرج کو دیکھکر بہران و شداد بھی نکلے ایرج نے کہا تم لوگ ٹھہرو
فوج کی حیرانی و پریشانی مٹاؤ سب سپاہی بھاگے جاتے ہین انکو روکو مین جاکر دیوانے
کو روکتا ہون شداد باتین ایرج کی سُنکر دلیر ہوا سمجھا کہ آقا اُسکو روک لینگے کہا اگر
ارشاد فرمایئے تو مین جاکر اُسکو منع کرون کہ آگے نہ بڑھو سامنے صحرا مین اُترو جو کچھ کہوگے
وہی ہوگا ایرج نے کہا مین ایسا روکنا نہین چاہتا شداد نے کہا تو مین اکیلا نہ جانے
دونگا مین بھی ضرور ساتھ چلونگا ایرج نے غصہ سے کہا اہل فوج کو تسکین دو کہ گھبرائین
نہین انشاء اللہ مطلب دلی پورا ہوگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا سامنے دیوانے
کے آکر نعرہ کیا کہ او بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا دیوانے نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا خوب ہنسا کہا اے آقا سے سرخ آپ کسواسطے آئے ہین یا نرزک کا پیغام لائے
ہین جو کہیے وہ قبول کرون ایرج نے کہا تمہین روکنے آئے ہین اور نرزک تمہارے
نام پر لعنت کرتی ہے خبردار اب نرزک کا نام نہ لینا ورنہ بہت پچتاؤگے سب دیوانون نے

غل مچایا اور پکار کر کہا ای افسر ہمکو حکم دے کہ اِس جوان کو ابھی سمجھا دین سامنے سے آپکے
ہٹا دین دیوانے نے کہا ای نوجوان مین تیرے حال پر رحم کرتا ہون میری چوبدست کبھی
خالی نہین جاتی ایسا نہ ہو کہ آپ کا کوئی عضو ٹوٹ جائے ایرج نے کہا تجھ ایسے کئی
دیوانے فرزندان حمزہ کے ساتھ بین بڑے بڑے بلوے کیے مگر شاہزادون نے انکو
سزا دی لشکر مین رہتے ہین ہوش وحواس درست بہت چالاک وچست ہر کام مین درست
لہذا تو بھی اُن مین شریک ہوگا یہ سُنکر دیوانہ چوب گردان بہت جھلایا کہا کیون آقاے
سرخ مین تو چاہتا ہون تمھاری جان بچے اور تم جان دینے کا ارادہ کرتے ہو ایرج
نے کہا او دیوانے بیہودہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر انشاء اللہ اسی میدان مین امتحان
ہو جائیگا اپنی سرکشی کی سزا پائیگا دیوانے نے چوبدست آہنی کو چرخ دیا اور ہاتھ چوبدست
کا مارا ایرج نے آڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا کشاکش کے زور ہونے لگے مگر
ایرج نے ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کھنچتا ہوا چلا تا چار ہو کر چوبدست کو چھوڑ دیا ایرج
نے چوبدست کو پھینکدیا سیدھے کھڑے ہوے تھے کہ دیوانے نے آکر چنگل مارا زرہ
ایرج کی نوچ لے گیا ناخون اسکے تا بہ استخوان پہونچے ایرج کو جو صدمہ ہوا ایک
گھونسہ مار دیا دیوانے کو چرخ آگیا گھڑی بھر تک جھوما کیا سر سے پانون تک ایرج
کو دیکھ رہا ہو کہ پھر ایک چنگل مارا ایرج کا جسم زخمی ہوا ایرج نے دوسرا گھونسہ
مارا کہ دیوانہ کانپ گیا لپٹ پڑا ایرج نے بال اُسکے کہ بڑے بڑے تھے ہاتھون مین
لپیٹ کر دو جھٹکے مارے کہ دیوانہ فریاد کرنے لگا پکارتا تھا کہ ای آقاے سرخ میرے
حال پر رحم کیجیے ایرج نے بال چھوڑ دیے کشتی ہونے لگی مگر ایرج جب پکڑ لاتے ہین
تو ایسے گھسے لگاتے ہین کہ دیوانہ گھبرا جاتا ہی بمشکل نکلتا ہی مگر اُٹھتے ہی لپٹ پڑتا ہی ایرج
نوجوان ایک طرح پر لڑے جاتے ہین ایکمرتبہ دیوانے نے شانہ ایرج کا کاٹ کھایا
بوٹی نوچکر لے گیا ایرج نے فوراً طمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکلکر گری جب دیوانہ منھ
کھولتا ہی ایرج نوجوان منھ کھولنے پر طمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ منھ بند کر لیتا ہی اور
ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا اسی طرح تین پہر کامل دیوانہ لڑا پھر دن رہے

جھلا کر ایرج کو ریلکر لے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان لا کر ہکہ مارا ایرج نے لنگر مارا
کہ تا بزانو غرق زمین ہو گئے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا
تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر کو حرکت نہ ہوئی دیوانے نے تھکاکر ہاتھ
ہٹا لیا کہا ای آقاے سرخ اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج ریلکر لے دوڑے جب
دیوانہ چاہتا ہو کہ رکون تب ایرج ہکہ مارتے ہین مثل برگ کاہ اُڑا ہوا جاتا ہی پچیس قدم
پر ایرج ریلکر لائے وہان آکر ایرج نے ہکہ مارا دیوانے کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوے ایرج نے دونون ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ ای دیوانہ چوب گردان لنگر
اپنا بخوبی قایم کر لے کہ مین اُکھیڑ نہ سکون ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین جسم سے ایرج
کے خون جو جاری ہوا تھا پیٹ لیا کہ دیکھا ایرج نے کمر زنجیر مین دیوانے کی ہاتھ ڈالا
اور نعرۂ شیرانہ کیا

نظم

یکے نعرہ زد مرد میر منزل مصاف	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ شد آن ز حلقش بدر	کہ آہن دلان را دریدہ جگر

پہلے ہی زور مین لنگر اُکھڑا دیوانہ چیخنے لگا ایرج نے ہکہ دیکر سر سے بلند کیا چرخ دیکے
زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانے نے
جو چمک خنجر کی دیکھی ہاتھ باندھنے لگا عرض کی ذرا خود تو سر سے ہٹا لیجیے ایرج نے خود
سر سے اُٹھا یا زلفین خلیلی ظاہر ہوئین دیوانے نے کہا آقاے سرخ کلان خواب
مین آئے تھے آپ کا نشان دیگئے تھے کہ اُنکی اطاعت کرنا مین غلام ہون ایرج نے
چھوڑ دیا دیوانہ قدمون پر گرا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا دل مین سوچا کہ مین اپنے زور مین
گر پڑا یہ جوان مجھے کیا زیر کرتا پھر لپٹ پڑا ایرج نے کولے پر لاد کر مارا کہ پھر چارون
شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور کان پکڑ کر کہا کان اُکھیڑ لون دیوانہ
پھر منت کرنے لگا ایرج نے پھر چھوڑ دیا کئی مرتبہ دیوانہ ایرج سے لپٹ گیا اور ایرج
نے پھر زیر کیا پانچ مرتبہ کے بعد بخوبی مطیع ہوا کہتا تھا آقاے نامدار جو کوئی تمکو آنکھ
دکھائے اُسکی آنکھ نکال لون سامنے خولنجے والے بیٹھے تھے اُنپر دوڑا خولنجے والے

خوانچے اپنے چھوڑ کر بھاگے دیوانہ لوٹ مار کر کھانے لگا خوانچے والے فریاد کرنے لگے
ایرج نے سب کو روپیہ دیا دیوانہ چوب گردان کو لیکر لشکر میں آئے ایک طرف اُتار دیا
باورچیوں کو بلاکر حکم دیا کہ دیگیں چڑھاؤ اور گوشت اونٹ کا بڑے بڑے ٹکڑے کر کے
چاولوں میں ڈالدو جب اسطرح کھانا تیار ہوا تو ٹاٹ بچھوا کر دیگیں اُسپر انڈلوا دیں
تمام دیوانے آکر گرے دیوانے کھا رہے ہیں ایک کے ہاتھ سے ایک دیوانہ نوالے
چھین لیتا ہی بعضے ہڈیاں چبا رہے ہیں بعضے ٹکڑا گوشت کا لیکر بھاگے عجب ہنگامہ ہی
ایرج کھانا دیوانوں کو کھلوا کر اندر باغ کے آئے ملکہ نے پوچھا اے شہریار دیوانے
سے لڑکے بڑا صدمہ اُٹھایا ملکہ نے بہت نذریں نیازیں کیں ایرج آکر مسند پر بیٹھے ملکہ
نے صحبت آراستہ کی جام چلنے لگا ایک خوش آواز قوم کی ڈومنی سامنے آکے بیٹھی بصد
سوز و گداز یہ اشعار گانے لگی نظم

تاب ہر اک آنکھ کب لاتی ہی تیرے نور کی — دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی
او پری تجھکو خدا نے دی ہی صورت نور کی — تیری ایڑی پر کروں صدقے میں چوٹی حور کی
بارِ عصیاں سے خمیدہ ہو گیا ہی قد راست — بوجھ اُٹھانے سے کمر جھک جاتی ہی مزدور کی
کسقدر تجھکو حسیں پیدا کیا اللہ نے — او پری تجھپر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی
مونہ چڑھیگی مجھسے کیونکر مو کا ہی سہرا اخیر — مجھکو گھٹی میں پلائی ہی شراب انگور کی
خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے — شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی
دل نہ دے اپنا پریزاد و نپہ دیوانہ ہو — دیو کی خصلت ہی انکی گو ہی صورت حور کی
جلوۂ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہوں رند — میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

دیوانوں نے جو آوازیں سنیں دیوانہ چوب گردان یہ کہکر اُٹھا کہ آقا نرزک کے پاس
بیٹھے ہیں اور ہم لوگ یہاں پڑے ہیں ہم بھی جاکر تماشا دیکھیں گے اور ایک نرزک آقا
سے لیں گے یہ کہکر افسر آگے چلا پیچھے سو دو سو دیوانے ہوئے جب دیوانے نے چاہا کہ
اندر جاؤں تو چلدار نے روکا دیوانہ چوب گردان نے چلدار کو اُٹھا کے کاندھے پر
سوار کر لیا سب دیوانے اندر باغ کے گھس پڑے کنیزوں نے جو آتے ہوئے دیکھا

بعض بھاگین بعض کو دیوانون نے اُٹھا لیا اور اُنکو اپنے کاندھون پر سوار کر لیا ہار اُنکے گلو سے
اُتار کر اپنے سر پر سہرے باندھ لیے اور سارے باغ مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین
ہلڑ جو ہوا ایرج نے پوچھا کیا ماجرا ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ دیوانے باغ مین گھس آئے ہین
کنیزون کو اُٹھا کر کاندھون پر سوار کر لیا ہی اور باغ مین پھر رہے ہین سب کا افسر جو ہی دیوانہ
چوب گردان اُسنے محلدار کو لیا ہی ایرج نوجوان اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
براے خدا اُن دیوانون مین نہ جائیے ایسا نہ ہو بگڑ جائین ایرج نے کہا بہ عنایت پروردگار
کیا کر سکتے ہین تم آکر تماشہ دیکھو ایرج نے چمن مین آکر دیوانۂ چوب گردان کو للکارا
اور دیوانے تو کنیزون کو چھوڑ کر بھاگے مگر دیوانۂ چوب گردان محلدار کو اُتار کر طرف
ایرج کے چلا دوڑ کر چنگل مارا ایرج نے کلائیان تھام لین ایک تمانچہ مارا کہ عارض
اُسکا سرخ ہوگیا دیوانہ منتین کرنے لگا کہا آقا شکایت کرتا ہون کہ تم تو نرزک کو لیکے
باغ مین بیٹھے اور ہم باہر پڑے رہین ہماری بھی شادی اِن کنیزون سے کر دیجیے
ہمارے ساتھ کے لوگ بھی خواہان ہین کہ ہمارے سہرہ باندھا جاوے ایرج نے کہا
اچھا کل تمھاری شادی کر دینگے دیوانہ خوشی خوشی بھاگا بیرون باغ یہی کہتا ہوا آیا
کہ کل ہماری شادی ہوگی سب دیوانے بھی کہنے لگے کہ آقا کے ساتھ ہماری بھی شادی
ہوگی نرزکون کو راضی کر آئے ایرج نوجوان نے بعد کئی دن کے ملکہ سے عقد کیا اور
محافے مین سوار کرا لیا شدا د قوی بازو و ببران کو سپہ سالار کیا اجراس زحل پیشانی
کو تخت پر سوار کیا تاجدار لشکر قرار دیا مع دونون سردار سپہ سالار کے دھوم سے کوچ
کیا طرف جمشید ثانی کے چلے کہ داخلہ اِنکا گذارش کرونگا مگر قاسم و ماہ عالم افروز کہ
مقابلۂ ساماں کوہی مین اُترے ہین جب ببران کو عرصہ گذرا اور خبر پہونچی کہ ببران
مسلمان ہوگیا گھبرایا قاسم کو نامہ لکھا کہ مین حسان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون آپ
دخل نہ دین قاسم نے حسان سے کہا کہ تمھارے بھائی نے یہ نامہ لکھا ہی تمسے مقابلہ
کرنا چاہتا ہی حسان نے کہا خدا کے فضل سے آپ ایسا معین پشت و پناہ ہی پھر مجھے
کیا تردد ہی مین سر میدان مقابلہ کرونگا قاسم نے جواب مین لکھ دیا کہ بسم اللہ طبل جنگی

بجواؤ اپنے بھائی سے مقابلہ کرو مین دخل نہ دونگا سامان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت کہ شہنشاہ خورشید خاور نے علم زرنگار بلند کیا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان قلعۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی سامان نے گینڈا انکا لا میدان مین آکر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے حسان کو بھی قاسم کے سامنے آیا قاسم نے سمجھا دیا کہ سمجھ کے مقابلہ کرنا حسان گینڈے کو بڑھا کے سامنے سامان کے آیا سامان نے کہا ای برادر تمنے بڑا غضب کیا کہ مسلمان ہو گئے اسی وجہ سے مجھکو خیال ہی کہ مذہب بزرگان روشن کرون حسان نے کہا ای بھائی تصور تو کرو کہ جمشید ثانی سحر کے گھمنڈ پر خدائی کرتا ہی پروردگار وہ ہی کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین وآسمان پیدا کیا مین تو جمشید وغیرہ پر لعنت کرتا ہون سامان نے سنکر نیزہ مارا حسان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا حسان نے سامان کا نیزہ نکالا سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا حسان نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سامان بھی لپٹ پڑا دونون گینڈون سے کود کے کشتی ہونے لگی قاسم بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ حسان زیادتیان کر رہا ہی جب سامان کو پکڑ لاتا ہی دو دو گھڑی رگڑتا ہی تین پہر کشتی مین گذرے پہر دن باقی تھا کہ حسان سامان کو پکڑ لے دوڑا بارہ چودہ قدم پکڑ لایا تھا کہ سامان نے چاہا پلٹون کشاکش کے زور ہونے لگے حسان چاہتا ہی پکڑ لے چلون سامان پیچھے نہین ہٹتا آپس مین ایسے زور ہوے کہ حسان کا کولہ اتر گیا سامان نے حسان کو باندھ لیا ہر چند قاسم نے آواز دی کہ ای سامان خلاف جرأت ہی کہ جسکا کولہ اتر گیا ہو اسکی مشکین باندھنے ہو یہ زبر کرنا تمھارا خلاف ہوا لیکن سامان نے کچھ جواب نہ دیا اور حسان کو باندھکر لیگیا اپنے دربار مین لایا حسان کو قید خانے مین بھیجدیا کہا صبح کو دربار سمجھونگا یہان قاسم جو واپس آئے فرماتے تھے کہ سامان نے بہت خلاف کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ ہرکارے روانہ ہوے صبح کو سامان کو ہی لباس سرخ پہنکر بیٹھا حسان کو بلوایا

کہا اے حسان میں تجھکو بلواتا ہوں بچپا کا گوہر گھسو لکر لائے وہ پی لو کہ مذہب قدیم پر قائم ہو جاؤ حسان نے کہا اوسے حیا یہ مذہب ہے کہ بچپا کا گوہر پیے میں ایسے مذہب پر لعنت کرتا ہوں ساماں نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد کا بلانا تھا ایک زنگی سیاہ رو خنجر درون خنجر برہنہ لیکر سامنے آیا گردن پر حسان کی کوے کا خط کھینچا ساماں نے حکم دیا جلد سر کاٹ لے ایسا نہ ہو اسکے مددگار آجائیں مگر ہرکارے جو دربار میں حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے قاسم کے سامنے آئے عرض کی حسان کو بھی قتل ہوتا ہے قاسم نے تیغہ ٹیک کر فرمایا غیر ممکن ہے کہ حسان کو قتل کرے ارے مرکب لاؤ قاسم مرکب پر سوار ہوکے طرف لشکر ساماں گئے ہی کے چلے یہاں ساماں کو بھی حکم دے رہا ہے کہ جلد سر کاٹ لے اور حسان کو بھی دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے میں گرفتار مصیبت ہوں تو بچانے والا ہے

نظم

بہر یک حالت است آن حافظ کون و مکان حافظ
بدل حافظ بجان حافظ نہان حافظ عیان حافظ

خبر گیر جہان است آن خبر گیر جہان ہر دم
بہر دور زمان است آن شہ دور زمان حافظ

بہر درد است درمانی بہر رنج است و ہر آفت
خداے راحم و ارحم حلیم و مہربان حافظ

بہر حالت توان ناتوانان نہ و گمزوران
بہر صورت بے روح و روان و جسم و جان حافظ

نبودی ہر سبح گلزار سرسبزی و رنگینی
نبودی گر بہ بستان جہان آن باغبان حافظ

نگہبان ہمہ عالم بہر ملک و بہر موقع
بہر شہر و بہر قریہ بہر جا و مکان حافظ

کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا ساماں نے پوچھا یہ کیسا بلڑ ہے خدمتگار نے عرض کی کہ قاسم آئے ہیں اور درگہ سالار روک رہا ہے مگر وہ نہیں مانتے یہ ذکر تھا کہ سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں آیا ساماں حیران ہوا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا آفتاب آسمان جلالت و تاجدار اقلیم ریاست سردار بہادروں کے شاہ شاہزادوں کے خاور سپاہ اندر بارگاہ کے آئے اول جلاد کو مارا فرمایا اے ساماں بہادروں کا یہی طریقہ ہے کہ مکر سے زیر کیا اور اسپر جبر کرتے ہو ساماں نے کچھ جواب نہ دیا قاسم حسان کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ نکلے پہلو میں بارگاہ ساماں کے زنانہ خیمہ ہے بیٹی اسکی سحاب گوہر پوش کنیزوں میں بیٹھی

بیٹھی تھی سحاب نے جو پلہ شگاف سے نیچے کے دیکھا کہ ایک جوان رستم وقت آفتاب جمال
خورشید مثال تیغ برہنہ ہاتھ میں حسان کو ساتھ لیے ہوئے جاتا ہی سحاب خاموش ہو رہی
مگر دل تڑپ گیا پسینہ آگیا بے اختیار یکبارہ اُٹھی فرد مراکشتی و تکبیر سے نہ گفتی ہاے عجب سنگین دلی
الله اکبر ہاے وہ آواز کان میں قاسم کے پڑی قاسم نے پلٹ کر دیکھا ایک مہ جبین دلجو خوشخو
خوشرو شگفتہ پیشانی حسن میں لاثانی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی قاسم بھی مائل ہوے لیکن
اُسوقت محل نہ تھا سوار ہو کے روانہ ہوے پہلوانان محفل نے سامان سے کہا کہ شہریا
آپ اگر حکم دیتے تو اِس جوان کو گرفتار کر لیتے سامان نے کہا وہ شہ زور ہی کہ لاکھوں کو
قتل کیا ہو تا اُنکا افغانستان فتح کرنے آیا ہی اور طلسم آبگینہ کو شکست کیا جا بجا تعریفین
ہو رہی ہین سامان کہتا ہی یارو نہ گھبراؤ مین اور تدبیر کرونگا وہ فکر کرون کہ اُنکو خوب
عاجز کرون سب کافر آپس مین یہی کہ رہے ہین کہ وہ فکر کرین کہ مسلمان لوگ عاجز ہو جائین
مگر دختر سامان محبت مین قاسم کی بیقرار ہی کنیزین پوچھتی ہین کہ کیون داری کیسا مزاج
ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ صاحبو مجھسے نہ پوچھو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی فلک نے عجب
سامان دکھلایا ہی جسوقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی جو حسان کو رہا کر کے لیگیا ہوش
میرے بجا نہین ہین دل بیقرار ہو رہا ہی دیکھو کس آن بان سے دربار مین آیا اور حسان
کو رہا کر کے لے گیا ایسا شہ زور تھا کہ کسی نے دخل نہ دیا اگر کوئی دخل دیتا دریا سے خون
بہ جاتے اِسی خوف سے والد نامدار نے دخل نہین دیا سمجھ چکے تھے کہ اگر دخل دونگا
تو تمام بارگاہ لال ہو جائیگی جسوقت سے اُس گل بوستان جلالت اور سرو روان
حدیقۂ جرأت کو دیکھا ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی اصل مین یہ حال ہی قلب پر ہجوم
غم و ملال ہی طبیعت نڈھال ہی **نظم**

اِک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھو یا مگر جو یا خدا اُسکا ہو گیا
راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو تا ہی کبھی
عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اِک بندہ خدا کا ہو گیا

پالنا منظور تھا ہر چند پہلے سے وہے — حیلۂ معقول صاحب کو حنا کا ہوگیا
پا تجھے اُس شوخ کے پرتنگے اُڑنے لگا — بادپا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہوگیا
خار توس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو گل — کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہوگیا
پائیں ہیں اُس راست قامت کے یہ پہونچا تھا وہم — وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سُنے حیران ہو کر کہنے لگین کہ واری آپ کا جوش و خروش دیکھے کیا دکھاتا ہی دن سارا اُنہ تڑپ تڑپ کے کاٹا ہر مرتبہ کہتی تھی کہ صاحب گھڑیال بجانیوالے مر گئے آج دن تمام نہ ہوگا یقین ہی کہ نیر اعظم غروب نہ ہوا اور میں اسی بلا میں پھنسی رہون ناگاہ نیر اعظم شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر بکر و فر جلوہ فرما ہوا ملکہ کی بیتابی اور بڑھ گئی پروانونکو دیکھا کہ لپک لپک کر آتے ہیں شمع پر جان دیتے ہیں جی میں کہتی تھی کیا جوش و خروش ہی کہ جان کا کچھ خوف نہ کیا اپنے کو گرد پھر کر جلا یا بہتر یہ ہی کہ میں بھی تلاش میں اُسکی نکلون اور معشوق کو ڈھونڈھون شاید کوئی مطلب نکل آوے یہ سوچکر لباس سیاہ پہنا ایک کنیز کو حکم دیا کہ ایک مادیان تیار کرا کے در دولت پر لاؤ اُسی وقت کنیز نے حکم دیا مادیان تیار ہو کر آئی ملکہ روتی ہوئی خیمے سے نکلی مادیان پر سوار ہوئی فقط وزیرزادی ہمراہ ہوئی پر چپ ملکہ نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آوے میں نہیں چاہتی ہون کہ کسیکو تکلیف پہنچے چونکہ میں پر گنده ریگی جیسلو نکلی ہین کسیکو ساتھ لینا نہین چاہتی ہون مگر وزیرزادی نے نہ مانا ہمراہ ہوئی ملکہ طرف شہر کے چلین مگر قاسم حسان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے سمک پیلوانی سے کہا کہ اے مہربان کنارے پر لشکر کے خیمہ استاد کراؤ اسباب عیش و نشاط وہان رکھو سمک نے کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استاد کرائی قاسم سے اطلاع کرا دی قاسم اُٹھے آکر بارگاہ مین بیٹھے سمک سے کہا اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ

سمک نے دائرہ بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

تارے ہیں ... کہکشان چرخ — یہ چاندنی ہی مہر و گل زعفران چرخ
... آنکر — ای طفل تجھکو دیکھیں گے پیر و جوان چرخ

کوکب ہی چشم ماہ ہی رُخ ابرو ہی ہلال
گردش لکھی ہی سر مین تو چکر ہی پانؤن مین

خط شعاع مہر ہی گویا زبان چرخ
اک قصۂ زمین ہی تو اک داستان چرخ

سماک بلند اقبال گا رہا ہی قاسم گاؤ تکیہ پر سر رکھے ہوئے لیٹے ہین آنکھون کے نیچے وہی صورت پھر رہی ہی گانا سنتے سنتے آنکھ بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوئے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بیکنار ہی وہ محبوب خوب اور ایک آنکی وزیرزادی دونون ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہین نام قاسم کا لے رہی ہین اور دمبدم فرماتی ہین کہ اے گلچہرہ ہین وہانتک کیونکر پہونچون نہین معلوم کہ انکو بھی ہماری یاد ہی یا نہین آنکھین تو لڑگئی تھین انھون نے میری جانب دیکھا مین نے اشارہ بھی کیا مگر اُس سفاک نے کچھ خیال بھی نہ کیا یہ نہ سمجھے کہ ہمارا عاشق صادق کیا اشارہ کر رہا ہی گلچہرہ کہتی ہی کہ واری اگر عشق آپ کا صادق ہی تو ضرور انکو خبر ہوگی دلکو دلسے راہ ہوتی ہی شاعر اسی مضمون مین کہتا ہی فرد دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر یہ بات نہین ہی کہ آپ گھر بار چھوڑکر اِس صحراے ہول خیز مین آکر کھڑی ہین اور انکو خبر نہ ہو یہ غیر ممکن ہی قضاے کار سلطان حاکم قلعۂ وودمان رات کو اسی جنگل مین رہگیا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا چند سوارون کو ساتھ لیکر برا‌ے سیر نکلا دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک سیاہ پوش کھڑا ہی سلطان گھوڑا بڑھاکر اُس مقام پر آیا پکار کر کہا او سیاہ پوش تو کون ہی کہ رات کے وقت ایسے جنگل مین کھڑا ہی مین حیران ہون کہ تنہائی مین آنیکا کیا باعث ہی ملکہ کی گھوڑی نے جو لگامی کی طرارہ جو بھرا نقاب چہرے سے ہٹ گئی سلطان کی جو نگاہ پڑی بیٹھے بیٹھے اور اپنے آپ سے باہر ہوگیا دل تڑپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین چاہتا ہون کہ میرے ساتھ چلیے مین قلعۂ وودمان کا حاکم ہون میری عجب کیفیت ہی جان دونگا مگر تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگا اسکو خیال کر لو اسکے خلاف نہ ہوگا مین سب طرح سے حاضر ہون قلعے کی حکومت لیجیے آپ کو اختیار ہی میری تو یہ صورت ہی نظم

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار میں روح — نکل گئی تنِ لاغر سے انتظار میں روح
ہزار مرتبہ تجھپر سے میں فدا کرتا — اگرچہ ہوتی مرے پیارے اختیار میں روح
جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم ہاہ — نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
نہیں ہی گور کے بننے کی کچھ ہمیں حسرت — رہیگی بعد فنا کے سبھی کوے یار میں روح
جو آئے نزع کے عالم میں وہ مسیح نفس — مریض ہجر کے آجائے جسم زار میں روح
اُسیکے حکم میں ہی موت و زندگی دونون — حقیقتاً ہی دلا دست کردگار میں روح

ہرچند سلطان بیقرار ہوا اور منتین کین مگر ملکہ نے جواب سخت دیا سلطان نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نے نیچہ مارا سلطان نے کلائی تھام لی اور کہا چلیے سواروں نے گرد آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا چلیے اسی میں بہتر ہی ورنہ باعث خرابی ہوگا ملکہ وزیرزادی کو ساتھ لیکر چلی قاسم یہ خواب دیکھکر بیتاب ہوے کہا کہ ای سماک میں نے ملکہ کو اس حال مین دیکھا ہی جلد مرکب تیار کرو مین تلاش میں جاؤنگا سماک نے جو قاسم کو اتنا بیقرار پایا کہا کہ حضور تکلیف نہ کرین مین جاکر خبر لاؤن بلکہ بن پڑے تو عیاری کرون مگر قاسم نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے اور جستجو میں چلے یہان سلطان اُس صحرا کو طی کرکے اُس مقام پر پہونچا ہی کہ جہان اسکا لشکر اُترا تھا ملکہ سے کہا کہ بارگاہ مین چلو ملکہ نے کہا کہ ہم تو نہ جائین گے سلطان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ ایک ہاتھ مارونگا کہ دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے کہا ای سلطان میں بھی چاہتی ہون کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر مین تنہائی میں نہ جاؤنگی نہیں معلوم تو کسطرح پیش آئے تو مرد ظالم ہی اب وہ وقت ہی کہ سلطان تلوار کھینچے کھڑا ہی اور ملکہ دعائیں مانگ رہی ہین کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو معین و مددگار ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی

نظم

میکند خُرد و کلان از حضرت داور خوف — رعب نیکوکار در دل دارد و بدکار خوف
مہربان باشد اگر گل شاد شو ای عندلیب — تو مکن اندر بہار بوستان از خار خوف
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان — لیک در دل ہر دمی از لا ابالی دار خوف
باش اندر رہ دستی با دوستان ثابت قدم — اندرین حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

هست شهراهِ طریقت راست تر از هر طریق — هست رہزن بهر هر منزل دگر هر باره خوف
اصل ایمان است هندی پیش حق خوف و رجا — اهل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں اور سلطان چاہتا ہے کہ اندر بارگاہ کے لے جاؤن تو درست اندازہ ہون دیکھون یہ کیا کرتی ہے بڑی سخت عورت ہے ہیں لاکھ منتین کرتا ہون لیکن خیال نہین کرتی تنہائی مین پاؤن تو مطلب دلی نکالون ملکہ نے بیقرار ہوکر پھر طرف آسمان کے دیکھا اور پکاری کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے کہ صحرا سے گرد اُٹھی ملکہ نے دیکھا وہی جوان گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ یا شیدا او سلطان عورت پر یہ بدعت کرتا ہے خبردار تلوار نہ مارنا آگاہ ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاه خاور سپاه — ز نعم تیغ برابر و نیزه به ماه
ز آب دم تیغ شستم زمین — همه باختر شد به زیر نگین
دیگر
آفتاب مشرق دین پروری — شهسوار لال پوش خاوری

نعرۂ قاسم نوجوان سے سلطان ٹھہر گیا حیران تھا کہ یہ جوان کیونکر آیا مگر قاسم گھوڑا بڑھا کر قریب آئے سلطان نے جو جمال قاسم دیکھا منتین کرنے لگا کہا ای شہریار مین اس نازنین سے ہاتھ اُٹھاتا ہون آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے فرمایا شاید تمنے نام سُنا ہو نبیرہ صاحبقران زمان فرزند رستم نوجوان قاسم عالیشان سلطان قدمون پر گر پڑا اور گرد پھرنے لگا اور کہا کہ ای شہریار مین مدت سے خواہان تھا کہ آپکی قدمبوسی کرون سب حالات آپ کے سُنے آپ نے گنہاب کو شکست دی لقا کا دم ناک مین کر دیا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ گیتی افروز آپ کی خدمت مین ہین کہ جسکے فرزند ایرج نوجوان ہین لہذا مین بھی چاہتا ہون کہ بقیہ عمر ہمراہ رکاب سعادت انتساب بسر کرون مثل اور سردارون کے حاضر خدمت رہون قاسم نے سر سلطان کا اپنے سینے سے لگا لیا ملکہ کو ساتھ لیا سلطان سے وعدہ ہو گیا سلطان نے عرض کی کہ مین صبح کو مع فوج حاضر خدمت ہونگا قاسم ملکہ کو لیے ہوے طرف لشکر کے چلے لیکن

سامان کوہی گھبرا کر محل میں آیا کنیزون نے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی نکل گئیں سامان یہ سنکر اور زیادہ گھبرایا باہر آکر عیارون سے کہا ارے جا کر تلاش تو کرو کہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان گئی اگر پاؤن تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون عیار جھپٹا دور سے دیکھا کہ قاسم جاتے ہین اور ایک سیاہ پوش ہمراہ ہی پلٹ کر سامان کوہی سے خبر کی کہ قاسم ملکہ کو ساتھ لیے ہوئے جاتے ہین سامان نے لشکر کو حکم دیا کہ جا کر گھیر لو چہار جانب سے گھیر کر اُس جوان کو مار لو بڑی ذلت کی بات ہی کہ میری بیٹی مسلمانون مین جائے سننے والے کیا کہین گے اہل برادری حقہ پانی بند کر دینگے پس مین جبران ہون کہ روٹی بھی دینا پڑ گئی ہزارون آدمی برادری کے ہین لاکھون روپیہ صرف ہوگا سب فوج کو تیار کر کے اُسوقت طرف قاسم کے چلا کہ قاسم قریب لشکر پہونچ چکے تھے سامان نے حکم دیا کہ سب فوج ملکر قاسم کو گھیر لو کل فوج نے بلوہ کیا قاسم نے اپنا سر کیسہ بڑھا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ز سم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ ہمہ باختند شد بہ زیر نگین	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ز آب دم تیغ شستہ زمین

قاسم لڑنے لگے ملکہ نے جو دیکھا کہ تمام فوج قاسم پر ہی کمان کاندھے سے اُتاری گوشے سے تیر اندازی کرنے لگین قاسم رستمانہ لڑنے لگے قضا سے کاریگران شہر سوار طلاسے پر تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ آقا گھرے ہوے ہین فوج لیکر آپڑا ہیران نے آتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا آخر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے سامان کوہی کے پہونچے سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سامان مسلمان ہوا کل فوج نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا مسلمان ہوگیا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی کہ ہم لوگ اطاعت کرتے ہین قاسم نے سب کو مطیع کیا بہ فتح و ظفر پلٹ کر لشکر مین آئے سامان کو اہراس سے ملوایا دونون بھائی ملے شکوہ ہائے گذشتہ کیے تمام سردارون نے عرض کی کہ اب حضور یہان سے کوچ کرین شاہزادہ خاور سپاہ نے سب سے کہا کہ کوچ کی تیاری ہو گھوڑے پر سوار ہوے لشکر تیار رہا سب سردار پشت پر قصد ہی کہ آگے بڑھین کہ صحرا سے گرد اُٹھی

سوہان شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچا قاسم سے کہلا بھیجا کہ یہ مال جو لیے جاتے ہو میرے حوالے کرو تو جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ یہ مال تو جان کے ساتھ ہی سوہان نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری صبح ہوتے ہی دونون لشکر میدان مین آئے برابر صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا سوہان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن است ﷺ حکیمم علاجش بدست منست ﷺ یہ جو سوہان نے آواز دی قاسم نے قصد کیا کہ نکلون کہ ببران نے گینڈا اپنا نکالا مقابلۂ سوہان مین پہونچا سوہان نے پوچھا کہ اے ببران شیر سوار تمنے کیونکر اطاعت کی ببران نے کہا کہ آقا نے زیر کیا تب مین نے اطاعت کی ببران نے کہا مجھکو یقین نہین آتا اتنا جانتا ہون کہ تمھارا آقا بہت خوبصورت ہی تم اُسپر عاشق ہو ببران نے کہا اے سوہان مین قسم کھاتا ہون کہ آقا نے مجھکو زیر کیا مین اُنکے خلق کا عاشق ہون آخر سوہان نے نیزہ مارا ببران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ببران بڑے لطف سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ سوہان عاجز ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ببران تو بلائے روزگار ہی دیکھیے کیونکر جان بچے آخر ایک مقام پہ ببران نے نیزہ لگا تھمکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سوہان کے نکلگیا جب نیزہ سوہان کا نکلا تو اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ببران نے سپر کو آگے کر دیا مگر سوہان جوان زبردست ہی سپر کٹی سپر کو کاٹکے تلوار سر پر گری تا دو ابرو پہونچی جب ببران زخمی ہوا سوہان نے ہاتھ روک لیا پکار کر کہا کہ اس میدان کو سامنے سے لیجاؤ ملازمان ببران کہ سامنے کھڑے تھے دوڑ پڑے مگر سفلوبہ ہونے لگی ببران نے بھی زخم سر باندھا آخر خون اسقدر بہہ رہا ہی جاری ہوا کہ ببران نے دونون ہاتھ گینڈے کی گردن مین ڈالدیے گینڈے نے جو اپنے مالک کو سست پایا لیکر بھاگا ببران کو نکالکر لے گیا ادھر سوہان

جنگ قاسم دیکھکر حیران ہوگیا آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا قاسم
نے جو دیکھا کہ بہران پلٹ کر نہین آیا سمک بلداقی سے پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ جو
بہران پلٹ کر نہین آیا سمک نے عرض کی کہ زخمدار ہی ہین گینڈا اُسکو نکال لے گیا
قاسم نے کہا اے سمک جاکر تلاش کر و سمک بلداقی بانہا سے عیاری سے آراستہ
ہوکر تلاش مین بہران کی چلا مگر بہران کو گینڈا لیے ہوئے رات بھر پھرا صبح ایک
دامنۂ کوہ مین پہونچا پہاڑ پر مرسوم قزاق بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گینڈا اور ہی
اُسپر ایک جوان زخمی جنگل مین پھر رہا ہی مرسوم پہاڑ سے اُتر آیا گینڈے کو پکڑا بہران
کو اُتارا اپنی بارگاہ مین لایا جراح کو بلاکر ٹانکے دلوائے جراح نے آکے زخم دھویا
پٹی چڑھائی بہران کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہوا ہی
اور رومال سے مگھیان رانی کر رہا ہی بہران نے پوچھا اے جوان تو کون ہی تیرا کیا نام
ہی مجھے یہان کون لایا اُس جوان نے جواب دیا کہ مرسوم قزاق میرا نام ہی مین اسی
پہاڑ پر رہتا ہون قضاے کار مین اپنے کوہ پر تفریح کے لیے پھر رہا تھا کہ آپ کو
گینڈا لیکر آیا مین نے کوہ سے دیکھا مجھکو خیال آیا کہ بہادر کی بہادری مدد کرنے مین
ہین آپکو زخمدار دیکھکر لے آیا معلوم ہوتا ہی کہ مغلوبہ مین آپ زخمدار ہوئے آپکا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بہران نے اپنا نام اصلی بتایا اور کہا کہ قاسم کا ملازم
ہون نام قاسم کا سنکر مرسوم قزاق جلگیا یخنی منگوائی اُسمین بیہوشی ملائی بہران نے
وہی یخنی پی پیتے ہی بیہوش ہوا مرسوم نے بہران کو مسلسل و مطوق کیا اور قیدخانے
مین بھیجدیا سانتھ والون سے کہا کہ مین اس قیدی کو خدمت خداوند مین روانہ
کرونگا اُنکو اختیار ہی جو مناسب جانین گے وہ کرینگے اُنپر سب حال روشن ہی
جو یہان گذری ہی وہ دیکھ رہے ہونگے مین تو بندۂ جمشید ثانی ہون صبح کو جو
مرسوم قزاق دربار مین آیا ایک قزاق نے خبر دی کہ قیدخانے پر بہران کے
عجب آفت برپا ہوئی سب نگہبان مرے پڑے ہین قیدخانہ خالی ہی ہتھکڑیان اور
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سنکر مرسوم گھبرایا عیار اسکا خرطوم صبا رفتار سامنے

حاضر تھا اُس سے کہا کہ دریافت نوکرطریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں کوئی اُسکا دوست
ہے اُسنے یہ حرکت کی ہے خرطوم تلاش میں چلا مگر بہران پر یہ سحر گذرا کہ نائب مرسوم کا محکوم
فیل کشن ایک پہلوان زبردست فنون سپاہ گری میں طاق ہے اُسکو فعل مرسوم کا بہت ناگوار
ہوا رات کو کھانا آغشتہ بدار وے بیہوشی لایا نگہبانوں کو کھلا کر بیہوش کیا سب کے سرہانے
بہران سے آکر ملاقات کی کہا اے پہلوان دوران مجھکو حرکت اپنے آقا کی بہت ناگوار گذری
میرے مکان پر چلو تمھارے لشکر میں تمکو پہونچا دونگا بہران نے قید توڑ ڈالی اور محکوم
کے مکان میں آئے مردانہ مکان تھا اُسکے شاگرد جمع ہوتے تھے کیسے کیسے کشتی گیر محکوم
کو اُستاد کہتے تھے صبح کو وہ سب آئے اکھاڑے میں کشتی ہونے لگی سب نے محکوم سے
پوچھا یہ جوان کون ہے محکوم نے سب حال بیان کیا کہا میں جانتا ہوں کہ مرسوم آفت
برپا کریگا مگر اب جو کیا سو کیا سب نے کہا استاد مرسوم کی بھلا کیا مجال ہے کہ آپ کو وہ
ستا سکے یا زبان ہلا سکے آپ نے تو بہادر کا ساتھ دیا اگر اُسکے خلاف گذرے گا تو
کیا کریگا چالیس پٹھے اُسکے ساتھ ہوے مگر خرطوم عیار صورت بدلے ہوے گھر
گھر ڈھونڈھتا ہوا دروازے پر محکوم کے آیا فقیر بنا ہوا ہے اُسنے آکر سوال کیا بہران
کہ صحبت فاسقوں میں رہ چکا ہے فقیر کی صدا سنکر بیقرار ہو گیا بازو پر اُسکے سونے کا جوشن
بندھا ہوا تھا وہ بازو سے کھولکر فقیر کو دیا فقیر نے جب بہران کو دیکھا کہا اے پہلوان
دوران آپ یہاں کیونکر آئے کل تو آپ کو مرسوم لایا تھا بہران نے کہا محکوم نامے
پہلوان مجھکو قید سے نکال لایا میں اُسکا مہمان ہوں کل لشکر میں اپنے آقا کے پہونچ
جاؤنگا مگر محکوم کا احسان مند رہا خرطوم یہ خبر سنکر سامنے مرسوم کے آیا کل کیفیت
بیان کی مرسوم نے یہ سنتے ہی حکم دیا کہ محکوم کو بلاؤ محکوم خود ہی حاضر ہوا مرسوم نے
کہا اے محکوم یہ تمنے کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جگہ دی محکوم نے کہا اے
شہریار آپ کی جرأت کے سراسر خلاف تھا کہ آپ اُسے اپنے گھر میں لائے مہمان کیا
اور پھر گرفتار کر لیا آپ کے غلام کو یقین ہوا کہ بہادروں میں آپ بدنام ہو جائینگے
اسوجہ سے میں اُسے لے گیا جیسا حکم ہو بجا لاؤں ایک قزاق مرسوم نے محکوم کے

ساتھ کیا اور کہا بہتر یہ ہی کہ اسکے ساتھ قیدیر کرکے بھیجدو ورنہ بہت پچھتاؤگے محکوم قزاق
کو ساتھ لیکر چلا مگر راہ مین سوچتا ہوا کہ اگر اُس جوان کو دیدیا تو کیسی بدنامی کی بات ہی
اگر نہ دون تو مرسوم لشکر کشی کریگا یہ سوچتا ہوا اسکان پر آیا بہران سے کہا آپ کی طلب ہی
مرسوم نے بہ قہر وغضب کہا ہی کہ اُس قیدی کو بھیجدو شاگرد محکوم کے بیٹھے ہوئے تھے سنتے
کہا آپ اُستاد نہ گھبرائیے جواب صاف دیدیجیے ہم لوگ جان دیدینگے مگر ان کو نہ جانے دینگے
بہران نے کہا ای محکوم مین خدمت قاسم مین رہا ہون ایک اور دو ہزار کو برابر جانتا
ہون اگر مرسوم قزاقون کو لیکر آئیگا تو ہم لوگ ایسے نہین کہ اُس سے ڈر جائین ایسی
جنگ ہو کہ وہ بھی یاد کرے کہ غلامان نبیرۂ صاحبقران ایسے لڑے کہ سارے قلعے
مین ہنگامہ برپا ہو گیا اور ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہو کہ بہران بڑے لطف سے
لڑا کچھ خوف نہ کیا محکوم نے اُس قزاق سے کہا کہ مرسوم سے کہدو کہ قیدی نہ آئیگا
جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے قزاق پلٹ گیا اثنائے راہ مین ایک کنوان ملا دیکھا
اُس کوئین پر ایک مسافر بیٹھا ہوا ہی اور ایک گٹھری اُسکے پاس رکھی ہی قزاق نے
قریب کوئین کے پہونچکر مسافر سے کلام کیا کہ ای بھائی تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی
کسلئی چاہ مین بیٹھا ہی اور اِس گٹھری مین کیا ہی مسافر نے کہا ای برادر مین ایک تجارت
پیشہ ہون مال فروخت کرنے گیا تھا اسکے مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مال واپس لایا ہون
یہان سے چند سال کے راستے پر میرا اسکان ہی تو اپنے نام سے آگاہ کر کیونکہ مجھکو یہ
ثابت ہوتا ہی کہ شاید تو کوئی قزاق ہی قزاق نے جواب دیا کہ بیشک مین قزاق ہون
مرسوم کا فرستادہ ہون تو یہ گٹھری مال کی مجھکو دیدے ورنہ مین جان سے ہلاک
کرڈونگا یہ سُنکر مسافر نے اپنا ڈنڈا اُٹھایا چاہا کہ قزاق کو مارون قزاق نے وہی
ڈنڈا چھینکر مسافر کو مارا اور کوئین مین مسافر کو ڈالدیا یکایک ایک گنوار کا گذر اُس
جانب سے ہوا اُسنے دیکھکر آواز دی کہ تو کون ہی اور کسکو کوئین مین ڈالدیا یہ کہکے
گنوار نے لٹھ اُٹھایا چاہا کہ مارون قزاق پہلوان زبردست تھا اُسنے لٹھ کو پکڑ لیا مارکر
گنوار کو بھی کوئین مین ڈالدیا اور گٹھری کو لیکر طرف مسکان مرسوم کے چلا جاکر گٹھری کو مالخانہ

مین رکھا اور دست بستہ کل حال مرسوم سے بیان کیا مرسوم یہ سنکر اُٹھا کئی ہزار قزاق تیار
کیے خود گینڈے پر سوار ہوا طرف مکان محکوم کے قزاقون کو لیکر چلا یہان محکوم کو خبر
ملی کہ مرسوم قزاقون کو لیکر آتا ہی بہران نے جو سُنا باہر نکلکر کھڑا ہوا تیغہ برہنہ لیے ہوے
جھوم رہا ہی چالیسون جوان سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے پشت پر بہران کے کھڑے
ہین مگر محکوم گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا آمادۂ حرب و پیکار ہی کہ سامنے سے مرسوم فوج
نمایان ہوا آتے ہی قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گھیر لو قیدی کو گرفتار کر لو دو
ہزار قزاق لپنا لپنا کر کے بڑھے بہران نے بڑھکر تین قزاق مارے اب کوئی قریب
نہین آتا چاہتے ہین کہ محکوم کو پکڑ لین اور کشتی گیرون کو باندھ لین مگر کشتی گیر جس کے
سونٹا مار دیتے ہین کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا غرض بیکار کر دیتے ہین ان سب
جوانون نے پانچ سو قزاق قتل کیے بہران چاہتا ہی کہ مین لڑتا ہوا قریب مرسوم
پہونچون مگر قزاق روکتے ہین اور دمبدم غُل کر رہے ہین محکوم دیکھ رہا ہی کہ بہران
نے ہنگامہ ڈالدیا جسطرف پہونچا اُسکو مار لیا کئی سو جوان بہران کے ہاتھ سے مارے گئے
مرسوم کہتا ہی اے خرطوم کیا تدبیر کرون خرطوم عیار نے کہا آقا سے نابدار ایک تدبیر
ہی کہ مین جاکر بہران کو بیہوشی دون تب آپ مقابلہ کیجیے وہ گر کر بیہوش ہوگا اُسوقت
گرفتار کر لیجیے گا مرسوم نے کہا کہ اے عیار اگر یہ کار نمایان تجھسے ہوا تو مین بہت ممنون
ہونگا جو مانگیگا وہ دونگا مرسوم کی ایک بیٹی ہی جسکا نام گل بہار ہی عیار نے کہا مین
اپنی جان لگاتا ہون مگر یہ عہد کیجیے کہ مجھکو اپنی فرزندی مین لیجیے اور گل بہار کو میرے
ساتھ منسوب کیجیے مرسوم یہ کلمہ سُنکر بہت جھلایا مگر ظاہر مین چپ ہو رہا کہا اے خرطوم
مین نے قبول کیا جو تو کہیگا وہ کرونگا خرطوم صورت بدلکر ایک کشتی گیر کہ جو زخمی ہوکر
بھاگ گیا تھا اُسکی شکل بنکر قریب بہران کے آیا تعریفین کرنے لگا کہتا تھا اے بہران
سبحان اللہ کیا خوب لڑے ہو قزاقون کو دنگ کر دیا ہی بہران نے کہا اے برادر بسبب
زخمداری پیاس کی شدت ہی خرطوم نے جام پانی کا لبریز کیا اُس مین بیہوشی ڈالدی
بہران کو پلایا بہران جھومنے لگا اور آنکھین سرخ ہوئین مرسوم گینڈا بڑھا کے آیا

نیزہ مارا بہران نے چاہا روکوں لیکن چکر آیا اور گھبرا کر گرا بیہوش ہو گیا ملازمان مرسوم نے بہران کو گرفتار کر لیا بہران کے گرفتار ہوتے ہی سب فزاق ٹوٹ پڑے اور محکوم کو بھی گرفتار کر لیا مکان پر آکے حکم دیا کہ کل انکی عورتوں کو گرفتار کراؤنگا سر بارگاہ بلواؤنگا بہران اور محکوم کو لیے ہوئے آیا دونوں کو قیدخانے میں بھیجا مگر سمک بلداقی جسکو قاسم عالیشان نے بھیجا تھا وہ پھرتا ہوا اُس قلعے میں آیا بازار میں یہ سب خبریں سنیں کہ بہران کا محکوم فزاق نے ساتھ دیا وہ بھی ساتھ بہران کے گرفتار ہی یہ خبر سنکر حیران ہو گیا کہ کیا تدبیر کروں پریشان قلعے سے نکلا پہلو میں قلعے کے ایک باغ تھا اُس باغ میں سے آواز گانے کی بہ سوز و گداز آرہی تھی نظم

سب حسینوں کی نظر ہی عاشق دلگیر پر	لوٹ ہی ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر
قد ہمارا طول سے ایسا خمیدہ ہو گیا	آنکھ کے حلقے پڑے ہیں پانوںکی زنجیر پر

یہ آواز سنکر سمک بلداقی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار ہی پر سے باغ کو دیکھنے لگا جی میں کہتا ہی کیا باغ ہی جسکے دیکھنے سے دل باغ باغ ہی آنکھوںکو بصارت قلب کو قوت ہی گلونکی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہی باد بہاری اپنا مزہ دکھا رہی ہی ایکجانب عشق پیچان کی عشقبازی سوسن کی زبان درازی چنبیلی کی مہک طائران زمزمہ سرا کی چہک گھاس پر شبنم مثل گوہر آبدار جیسے عاشق معشوق کے گلے کا ہار نہر لاجواب پانی صاف و شفاف مچھلیوں کی آب و تاب سمک یہ تماشہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک چبوترے پر باغ کے نظر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزیں اُسکے سرگوشی ہو رہی ہی ایک کنیز پر اسے ضرورت آئی سمک اُس کنیز کو دیکھکر باغ میں آیا فوراً اُس کنیز کو درخت کی آڑ سے حباب بیہوشی مارا کنیز کو تو ایک جھاڑی میں ڈالدیا خود اُسکی شکل بنکر صحبت میں آیا ملکہ نے کہا کیوں صاحب کیسا غضب ہی کل وہ شیر قتل ہو جائیگا بہران کیسا ناچار ہو گیا مرسوم کے سامنے بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا خرطوم نے بہران کو بیہوشی دی ورنہ بہران مرسوم ایسے دس کو زیر کر لیتا نیزہ روکتے ہی گر گیا

نیزہ بھی نہ چلنے پایا ملازمان مرسوم نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ گرفتار کرلیا ورنہ اُس کی کیا مجال تھی کہ اُس جوان پر ہاتھ ڈالتا اُس مہ جبین نے کہا کہ ان تعریفوں سے کچھ مطلب نہیں نکلتا اب وہ تدبیر بتاؤ کہ وہ جوان قتل سے بچے اور اُس کو رہا کر لاؤ سماک نے قریب آکر کہا اس کام کو مجھسے کہیے میں بجالاؤں کہا اے گلرخسار مجھسے کیا پوچھتی ہے جو تجھسے ہوسکے کر میں سامان دینے کو حاضر ہوں سماک نے اُسی وقت کھانا پکوایا سب میں بیہوشی ملائی کھانا خوانوں میں لگاکر بیچلا در زندان پر آیا کہا ہماری ملکہ بیمار تھیں نذر مانی تھی کہ قیدیوں کو کھانا کھلائیں گے میں نے سُنا کہ دو قیدی یہاں بھی ہیں دروازہ کھولو تو اُن کو کھانا کھلادوں ہماری شرط پوری ہو نگہبانوں نے کہا کہ یہ وہ قیدی نہیں ہیں کہ جنکا دروازہ کھل سکے سماک نے کہا پھر آپ ہی لوگ کھا لیجیے ہم ملکہ سے کہدیں گے کہ اُن قیدیوں کو بھی کھلا آئے سب سپاہیوں نے خوشی خوشی کھانا اُتروا لیا آپس میں کھانا تقسیم کرلیا کنیز نے کہا اس کھانے کو رکھو نہیں کھاہی لو سب سپاہیوں نے خوشی خوشی کھانا کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوے سماک نے خنجر کھینچ کر سب کو قتل کیا اور کنیزیں حیران ہیں کہ یہ تو وہ ہی گلرخسار ہے مرد کیونکر بن گئی سماک بلدا فی قیدخانے میں آیا دیکھا ببران و محکوم بیٹھے رو رہے ہیں سماک نے آکر سلام کیا ببران نے پوچھا کہ اے مہتر والا گہر کیونکر آنا ہوا سماک نے سب کیفیت بیان کی محکوم نے حیران ہوکے کہا کہ اے مہتر جس باغ کا پتہ دیتے ہو اُس باغ میں میری بہن رہتی ہے سنبل گیسو کشا نام ہے سماک نے ببران و محکوم کی قید کاٹی اُن دونوں کو ساتھ لیکر باہر نکلا یہاں ملکہ سنبل دروازے پر کھڑی تھی ببران کو جو آتے ہوے دیکھا بے اختیار نکل پڑی اور پکار اُٹھی نظم

سامان کیا ہے دورنے ابر بہار کا	احسان مجھ غریب پہ شمع مزار کا
پیوند تھا اور ہاتھ بھادیوار اور سر	عالم نہ پوچھ یار شب انتظار کا
اگلی سی ایک بات بھی میں نے نہیں کہی	بیطرح کچھ مزاج پھرا ہے نگار کا

اُن انکھڑیون نے شرم نہ کی مجھسے رات کو — احسان ہی ای شراب یہ تیرے خمار کا
ملجائے پھر تو سینہ گلگیر کو سزا + — پیدا کرے جو شمع اثر نوک خار کا
خان لوٹتا ہی کل سے زمین پر بیان ہجر — کیا پوچھتے ہو حال تم اُس خاکسار کا

مگر محکوم کو جو سنبل نے دیکھا تو بہت پریشان ہوئی ببران نے محکوم سے کہا کہ ای برادر تم ہمارے محسن تھے اب عزیز بھی ہوے ملکہ کو کچھ نہ کہنا بخدا مین اس سے واقف نہین ہون مگر اسنے احسان عظیم کیا کہ قید سے چھڑایا صبح کو مرسوم قیامت برپا کرتا زندہ نہ چھوڑتا محکوم نے سنبل کو گلے سے لگا لیا اور کہا تونے احسان عظیم کیا کہ اس وقت مین مدد کی مگر ای ببران اب باہر نہ نکلنا بعد دو چار روز کے نکل چلین گے سماک بھی موجود ہی یہ رہبری کر کے لے چلیگا سنبل خاموش ہو رہی ببران کو لیکر باغ مین آئی محکوم بارہ دری مین گیا ببران پہلوے سنبل مین بیٹھا باتین ہونے لگین سنبل نے حال پوچھا کہ ای پہلوان محکوم سے تمنے کیا کہا ایسا نہ ہو میرے ساتھ بدی پیش آئے تو باعث خرابی ہو ببران نے کہا اگر نہ کہدیتا تو بارہ دری مین نہ جاتا مین نے اُس سے عذر کیا اور یہ کہا کہ تم ہمارے جان بخش تھے اب عزیز بھی ہوے اِسپر محکوم نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہا ہی لیکن بارہ دری مین جا کر بیٹھا ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمھارا ساتھ دینا قبول کیا اور راضی ہوا انشاء اللہ صبح کو سب حال معلوم ہو جائیگا مگر سماک نے کہا مین دربار مرسوم مین جاتا ہون وہانکی خبر لاؤن کہ وہ کیا کریگا اور کیا کر رہا ہی سنبل نے کہا کہ ای مہتر وا لاگہر اُسکا عیار خرطوم نامے بہت چست و چالاک ہی خوف ہی کہ یہانکا بھی پتہ نہ لگائے ببران نے کہا کہ مین جنگ سے نہین ڈرتا مگر فریب ہم لوگ نہین جانتے لیکن مرسوم قزاق صبح کو دربار مین آیا ایک ہرکارے نے خبر دی آج پھر وہی معرکہ ہوا کہ کسی نے نگہبانون کو آکر قتل کر ڈالا اور قیدیون کو لے گیا مرسوم طرف خرطوم کے متوجہ ہوا کہا ای یار وفادار پتہ لگاؤ خرطوم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہین دیا مراد اسکی یہ ہی کہ اپنی بیٹی کی

شادی کرتے تو مین جانبازی کو حاضر تھا اب کس امید پر فکر کرون حضور نے اپنا فرمانا قبول نہین کیا ہر سوم نے کہا کہ میدان مین جاکر ببران کو پیالہ پلایا اُسپر یہ گھمنڈ چاہتا ہی کہ بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرین خبردار ایسا خیال نہ رکھنا تنخواہ تیری دونی کردی جاکر بیٹھ رہ خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہمارے گھر کے نوکر ہوکر ہماری بیٹی پر نگاہ ڈالتے ہو جاؤ جاکر بیٹھ رہو خرطوم یہ سُن کر بہت رنجیدہ ہوا مگر کچھ کہہ نہ سکا یہ کہکر چلا کہ مین ابھی جاکر بیٹھ رہتا ہون دزد کی یہ مجال ہی کہ اس قلعے مین رہ کر ایسی بغاوت کرے یہ کہکر خرطوم روانہ ہوا پھرتا پھراتا قریب باغ پہونچا لیکن سماک بلداقی باغ سے نکلا ہی کہ خرطوم پہونچا پشت باغ پر آکر کمند ماری بس اسنے دیکھ لیا کہ ببران بیٹھا ہی سنبل سے اختلاط ہو رہا ہی دیکھ کر اُترا مگر حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو اسنے اپنے گھر مین جگہ دی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون اس گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا کہ چُرا کر ببران کو گھر مین لے آئی یہ سوچکر خرطوم پھر بذریعہ کمند کے بیرون باغ آیا اور چلا کہ جاکر ہر سوم سے خبر کرون سماک نے جو خرطوم کو جاتے ہوے دیکھا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر کمندین بچھا دین آپ مخفی ہوکر بیٹھا جب خرطوم وہان پر آیا تو سماک نے شیر کی آواز دی خرطوم رُکا سماک نے جھٹکا مارا خرطوم گرا سماک نے نکل کر حباب مار دیا خرطوم بیہوش ہوا سماک نے خرطوم کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑا لیکر ہوشیار کیا کہا کیون او بدذات کہان سے آتا تھا خرطوم نے کہا ای بہتر والا گہر مجکو چھوڑ دو مین اطاعت کرتا ہون مالک سے بیزار ہون اُسنے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اگر گرفتار کرلائیگا تو اپنی بیٹی کے ساتھ تیری شادی کرونگا آج جو مین نے کہا تو بہت بگڑا اور یہ جواب دیا کہ تنخواہ تیری دونی کی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سب کو نکال لے چلونگا مالک کو ایسے کیا دخل ہی مین اُسکو دھوکا دونگا یہ سنکر سماک نے خرطوم کو کھولا خرطوم قدمون پر گرا اور سماک بلداقی کا مطیع ہوا سماک خرطوم کو ساتھ لیکر باغ مین آیا سنبل نے جو خرطوم کو دیکھا گھبرا گئی سماک نے کہا ای ملکہ نہ گھبراؤ یہ ہمارا مطیع ہوا دعوی

شاگردی رکھتا ہی بلکہ خاموش ہو رہین بہران نے خرطوم سے پوچھا تمنے ہمارا ساتھ دیا
خرطوم نے کہا مجھسے اقرار کامل کیجیے کہ اگر قلعہ آپ کے قبضے مین آوے تو نوبہار کی
شادی میرے ساتھ کیجیے گا بہران نے اقرار کیا خرطوم نے کہا مین جاتا ہون جاکر
مرسوم کو دھوکا دیتا ہون رات کو آپ لوگون کو لے چلونگا در قلعہ پر بڑی روک ٹوک
ہی اگر دروازے سے نکل گئے تو پھر کوئی پوچھنے والا نہین ہی نکل چلیے گا بہران نے کہا
اے خرطوم اگر تیری پیروی سے نکل گئے تو سامنے آقا کے چل کر تیری شادی کسی اور
شاہزادی سے کردونگا خرطوم نے کہا میری جان تو نوبہار پر جاتی ہی بہران نے
کہا قلعے کا فتح ہونا تو مشکل ہی اگر خدا کو منظور ہو تو شاید کوئی تدبیر ہو جائے مین
عہد کرتا ہون کہ اگر قلعہ قبضے مین آیا تو ضرور تیری شادی نوبہار کے ساتھ کرونگا
بشرطیکہ وہ شاہزادی بھی رضامند ہو خرطوم نے کہا اے شہریار وہ مجھپر عاشق
ہی اکثر اُسنے نامے بھیجے مین نے بھی جواب لکھا مگر آج تک کوئی ایسی وجہ نہ ہوئی کہ
مین اُس سے ملتا ہر چند کہ اُسنے محل مین بلوایا مگر مین خوف سے نہین گیا کہ ایسے
شخص کا محل ہی اگر جاکر گرفتار ہو جاؤن تو کیسی مشکل ہو بہران سے وعدہ سنکے
کر کے خرطوم روانہ ہوا مرسوم دربار مین بیٹھا ہوا ہر کارون سے کہ رہا ہی کہ جلد
پتہ لگاؤ بہران کو کون لے گیا آج مین نے کہا تھا کہ ناموس محکوم کا لوٹ لونگا
اب آج تو معطل رہا کل دیکھا جائیگا کہ خرطوم آکر پہونچا مرسوم نے پوچھا کہ اے ہمدم
کیا وجہ ہی جو تم خبر نہین لائے کیا مجھسے آزردہ ہو خرطوم نے کہا کہ میری کیا مجال
ہی جو آپ سے آزردہ ہون مین فکر مین گیا تھا ابھی پتہ نہین ملا مگر آج پتہ لگا لونگا
در قلعہ پر حکم دیدیجیے کہ جب مین رات کو جاؤن تو قفل کھولدین طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ بیرون قلعہ نکل گیا کسی قریے مین جاکر ٹھہرا ہوگا اگر بن پڑیگا تو مین
اُس کو گرفتار کر لاؤنگا صرف محکوم رہجائیگا اُس کی بھی فکر کر لونگا مرسوم نے
کہا مین بہران سے دبتا ہون اور محکوم کو زیر کر سکتا ہون انھین باتون مین
سارا دن گذرا شام کو خرطوم باغ مین آیا بہران سے کہا کہ سوار ہو کر نکل چلیے

ببران سوار ہوا ملکہ کو مادیان پر سوار کر لیا محکوم بھی آمادۂ جانبازی ہے تیغ بقبضہ
مین ہے ہمراہ رکاب ببران ہے چند کنیزون کو بھی ساتھ لیا خرطوم سب کے آگے آگے
اول بازار مین پہونچے میر طلایہ سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا اے خرطوم کہان
جاتے ہو خرطوم نے فقرہ دیا کہ آپ دوسری راہ پر جائیے مین براے کار ضروری
جاتا ہون اگر فراریون کا پتہ مل گیا تو پہلے تمھین کو خبر کرونگا میر طلایہ نے پوچھا یہ پشت
پر کون لوگ ہین خرطوم نے کہا یہ لوگ مخفی میرے ساتھ ہین میر طلایہ سُن کر پلٹ گیا
مگر خرطوم بازار سے گذرا در قلعہ پر آیا جو نگہبانون کا افسر تھا کنجی اُسکے پاس تھی
خرطوم نے جو سپاہی پہرے پر تھا اُس سے کہا اُسنے اپنے افسر کو جگایا افسر نے
اُٹھتے ہی کنجی پھینکی خرطوم نے کنجی اُٹھالی قفل پھاٹک کا کھولا افسر نے دیکھ کر
آواز دی کہ یارو یہ پہلوان تو وہی ہے جو قیدخانے سے بھاگا تھا تمام نگہبان
لینا لینا کر کے آپڑے ببران لڑنے لگا محکوم سے کہا تم میری فکر نہ کرو ملکہ کے
ساتھ رہو ملکہ نے جب دیکھا کہ لڑائی ہونے لگی تو کنیزون سے کہا کہ تم لوگ بھی
تیر مارو ملکہ و کنیزین گوشے سے تیراندازی کر رہی ہین جسپر تیر پڑا وہ گرا اور ببران
رستمانہ مقابلہ کر رہا ہے ایسا ہلڑ ہوا کہ چند نگہبانون نے جاکر مرسوم سے خبر کی
مرسوم فوراً سوار ہوا یہان وہ وقت ہے کہ ببران لڑتا بھڑتا بیرون قلعہ
آچکا ہے کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہر مرتبہ نعرہ کر کے نگہبانون کو قتل کر رہا ہے
اور محکوم ملکہ کی رکاب تھامے ہوے ہے کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو قریب
آیا اُس کو ہاتھ مار دیا وہ جوان گرا اُسنے ملکہ کی مادیان کو بڑھایا جانتا ہے کہ مین
جسکا مطیع ہوا یہ اُسکا ناموس ہے کہ ڈنکے پر چوب پڑی مرسوم مع بارہ ہزار
قزاقون کے آکر پہونچا اسنے دور سے دیکھا کہ کچھ لوگ لڑتے بھڑتے بیرون قلعہ
پہونچ گئے ہین اور خرطوم کو بھی دیکھا کہ ساتھ ہے پکار کر آواز دی کہ او نمکحرام
تو نے مجکو خوب دھوکا دیا تیرا ابھی حال تباہ کرونگا خرطوم نے آواز دی کہ اے
پہلوان دوران تمنے خود مجکو اپنے پاس سے نکالا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ کیا

ہین ان کا مطیع ہوا اگر خدا نے چاہا تو مراد کو پہونچونگا مگر ملکہ نے جو مرسوم کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئین دعائین کرنے لگین کہ ای خالق بے نیاز ای ربّ کارساز میرے وارث کو بچالے اس آفت سے نجات دے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام — خدا را پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق — کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بیاد خدا ہر کہ عادت کند — بماند بہر دو جہان شاد کام
نہ آید بہوش آنکہ اندر جہان — زمینا ے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست — بفکر شب و روز و ہنگام شام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد — کند طی رہ حق بیک دو دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد — شود خادمش خلق عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق — از و ابتدا او بود اختتام
خدا احد و لا شریکست بس — کسے را درین نیست جاے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر — خدا حکمران بر قلیل و کثیر

یہان یہ کہہ کر ملکہ دعائین کر رہی ہین مرسوم نے کل فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج نے بہران کو گھیر لیا مگر بہران اس فوج سے کیا خوف کرتا ہی اُسی طرح لڑ رہا ہی جو قریب آیا اُس کو مار لیا لاشون کے پشتے انبار کر دیے ہین لڑتا بھڑتا قریب مرسوم کے پہونچا مرسوم نے ہاتھ تلوار کا مارا بہران نے بائین ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر مرسوم کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مار دے مرسوم نے آواز دی الامان بہران نے جواب دیا امان بشرط ایمان مرسوم نے جواب دیا کہ مین دل سے اطاعت کرونگا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ صاحب اقبال ہین جسقدر کد کرتا ہون آپ کا اقبال بڑھتا جاتا ہی جو کوئی آپ سے دشمنی کرے اُسکا انجام بُرا ہی کسکی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے آپ کو خدا نے جرأت دی ہی مین تابعدار ہون یہ سُن کر بہران نے مرسوم کو چھوڑ دیا مرسوم کلمہ پڑھ کر

بصدق دل مسلمان ہوا بہران نے تلوار روکی ہنگامۂ گیر و دار موقوف ہوا مرسوم
نے سب کو منع کیا کہ مین تو مسلمان ہوا تم لوگ سب اطاعت کرو بارہ ہزار فوج
دائرۂ اسلام مین آئے سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے بہران ان سب کو ساتھ
لیکر قلعے مین آیا مذہب حق پرستی کو جاری کیا مسجدون کی بنا ہوئی صداے صلوات
بلند ہوئی محکوم خوشی خوشی اپنے مکان پر آیا مگر بہاں ناچار مرسوم کا دیوث شعبدہ باز
بڑا مکار تھا مرسوم سے اقرار کر آیا تھا کہ جس وقت آپ بلوہ کرینگے تو مین
ناموس محکوم کو گرفتار کرا دونگا اسنے جو دیکھا کہ بہران نے سب کو مسلمان کیا
یہ ناموں کے کہنے سے یہ مکر مسلمان ہوا دربار مرسوم مین پہونچا دیکھا مرسوم
مصروف خدمت بہران ہی پوچھا کہ آپ مطیع ہوگئے مرسوم نے جواب دیا
کہ جب کوئی چارہ نہ دیکھا آخر کو جان بچائی اگر ایسا نہ کرتا تو جان کبھی بہران [illegible]
روزگار ہی کیا تدبیر کرون دیوث نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُس
قلعے کو قلعۂ برق انداز کہتے ہین وہانکا حاکم طولاب برق انداز ہی اُسکے
پاس چلیے اُس سے فریاد کیجیے یقین ہی کہ وہ ان سب کو پامال کرے مرسوم نے
جواب دیا کہ یہ غیر ممکن ہی جو بہران کے خلاف کرون جو کہ چکا وہ کہ چکا دیوث
گھبرا کر قلعے سے نکلا طرف قلعۂ برق انداز کے چلا اس کو بڑا خیال ہی کہ جس طرح
ممکن ہو بہران کو ذلیل کرون مقام افسوس ہی کہ بہران نے سارے قلعے پر
قبضہ کر لیا مسجدین بنین ہماری پرستش گاہین ویران پڑی ہین آنکھوں مین آنسو
بھرے ہوے روتا ہوا بیتاب و بیقرار سامنے طولاب کے آیا طولاب نے پوچھا
کہ اے دیوث خیر تو ہی دیوث نے رو رو کر سب حال بہران کا بیان کیا اور یہ
بھی کہدیا کہ سارا قلعہ تسخیر ہو گیا طولاب نے کہا مین لشکر کشی کرکے چلتا ہون
مگر اتنا سمجھ لو جس شخص نے مرسوم کو زیر کر لیا مین اسکا کیا کر سکونگا ایسا نہو
مین اُس کے سامنے ذلیل ہون دیوث نے کہا مین اُسکے واسطے عیاری کرونگا
اور بہران کو پکڑ لاؤنگا مین نے عیاری بھی سیکھی ہی پھر ہمارا جانا خالی از لطف

نہو گا طولاب نے دلپوش کو مہمان کیا دوسرے دن چونتیس ہزار فوج لیکر طرف ببران کے چلا مگر دلپوش نے کہا آپ لشکر لیکر آئیے مین آگے بڑھتا ہون پڑتا ہی تو ببران کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا صورت اپنی تبدیل کی ایک مرد ضعیف کی شکل بنا اُسی صورت پر قلعے مین آیا ببران دن بھر بارگاہ مرسوم مین رہتا ہی شام کو باغ مین جاتا ہی دختر مرسوم کا عقد خرطوم کے ساتھ کردیا خرطوم دعائین دیتا ہی مگر دلپوش دن بھر پھرا کیا دیکھا کہ ببران باغ مین گیا یہ پیچھے پیچھے ببران کے آیا ببران دروازے سے داخل باغ ہوا مگر دلپوش پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سنبل ببران کے پاس بیٹھی ہی کنیزین براے خدمتگزاری حاضر ہین اور گائنین سامنے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خفا تو کسلیے ای رشک حور ہمسے ہوا — ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہمسے ہوا
وہ ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی — کہ جوش عشق کا جسسے ظہور ہمسے ہوا
گلے سے ہنسکے لپٹ جائیے خدا کے لیے — معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا
یہ کیا مجال ہی جھٹلائین آپ سچے ہین — خفا نہ ہوجیے اچھا قصور ہمسے ہوا
تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا — تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا
ہمیشہ سیکڑون باتین تمھین نے کین شر کی — تمھین بتاؤ کبھی کچھ قصور ہمسے ہوا
تمھارے کہنے سے کیا ہم نہ جائین یار کے گھر — یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا
لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے — گناہگار ہین بیشک قصور ہمسے ہوا
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے — الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا
گناہگار اگر ہین تو تجکو کیا زاہد — ہوا تو جرم خدا سے غفور ہمسے ہوا
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہنر ہر — تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

دلپوش یہ ہنگامہ سنکر دیوار سے اُترا ایک گوشے مین جا کر چھپا ببران کو جب نشہ ہوا تو یہ اُٹھا ہاتھ ملکہ کا تھام لیا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی سو گیا دلپوش گوشے سے نکلا اسنے آکر ببران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر بارہ دری سے کود ا پشت باغ

نکل کر طرف صحرا کے چلا مگر سماک پڑا ہوا سو رہا تھا اسنے خواب مین دیکھا کہ بہران کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی گھبرا کر اُٹھا پہلے بارہ دری مین آیا پلنگ بہران کا خالی پایا ملکہ سے جگا کر پوچھا کہ آپ کو کچھ معلوم ہی کہ بہران پر کیا گذری مین نے خواب پریشان دیکھا ہی ملکہ نے کہا کہ مین سوتی تھی مجکو حال نہین معلوم سماک گھبرا کر نکلا ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی جھپٹا کہ اس کو گرفتار کر لون مگر دیوش نکل گیا سماک نے دیکھا جنگل مین ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُسمین ایک بارگاہ کلان استادہ ہی دیوش پشتارہ لیکر بارگاہ مین گیا سماک بھی پیچھے آیا دیکھا طولاب برق انداز بیٹھا ہی دیوش نے پشتارہ سامنے رکھدیا کہا ای طولاب یہ گناہگار حاضر ہی طولاب نے حکم دیا کہ ہوشیار کرو دیوش نے کہا اگر یہ جوان ہوشیار ہوگا تو پھر کسی کے روکے نہ رُکیگا اول اسکو مسلسل کر لیجے تب ہوشیار کیجیے طولاب نے حکم دیا آہنگر نے آکر بہران کو مسلسل و مطوق کیا تب ہوشیار کر دیا بہران بگڑ کر اُٹھا طولاب نے پکار کر کہا کہ ای بہران تم کو کچھ خوف نہ آیا پرائی اقلیم مین یہ ہنگامہ برپا کیا اب تم کو مناسب یہ ہی کہ میری اطاعت کرو بہران نے کہا مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا طولاب نے جھلا کر حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر چمکانے لگا طولاب حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے جلاد چاہتا ہی سر کاٹون مگر پھر رُک جاتا ہی طولاب دمبدم حکم دیتا ہی کہ او جلاد جلدی کر بہران نے جو دیکھا کہ میرا ساغر عمر لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہوا دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

چوکرد ذات احد ور وجود خاک ظہور
چو خور بمطلع ایجاد گشت روشن نور
گہی بدام ظہورش نمود گاہ بدد
گہی بہ مار نمود ار شد گہی در مور
گہی بہ یوسف کنعان بچاہ کرد امداد
نمود گاہ بہ موسے جمال خود بر طور
شناخت ذات خدا وند پاک را عارف
گہی زسنگ و گہی از شرر گہی از حور

گہے نمود ز نزدیک چہرہ گہہ از دور		گہے زخانہ نمودار شد گہہ از بازار

سماک نے جو دیکھا کہ ہبران قتل ہوتا ہی تاب باقی نہ رہی ایک گوشے مین آکر سر
سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا طولاب
نے کہا ای دیوث دیکھ تو یہ پتھر کسنے مارا دیوث نے کہا وہ سامنے ستون کی
آڑ مین پیادہ کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا سماک پیچھے ہٹ کر بیرون بارگاہ چلا دیوث
نے آواز دی یہ پیادہ جانے نہ پائے خدمتگارون نے سماک کو روکا مگر سماک کب
رُکتا ہی کئی کو مار کر گرا دیا مگر کہتا ہی افسوس ای سماک ہبران کی رہائی کی کوئی صورت
نہ نکلی ناچار ہو کر لڑتا بھڑتا نکل گیا دروازے پر لاشون کے انبار ہین مگر طولاب
نے دیکھا وہ عیار لڑ بھڑ کر نکل گیا دیوث سے کہا ہو سکتا ہی کہ اس عیار کو تو لانے
بڑی گستاخی کر گیا دیوث نے کہا مین ڈھونڈھ کر اِس کو لاؤنگا طولاب نے
کہا ہبران کو قید کرو مین جا کر مرسوم کو سزا دون لشکر لیکر مع ہبران چلا
مگر ہبران ارابے پر زنجیر مین ہلا رہا ہی چاہتا ہی قید کو توڑ ڈالون لیکن قید بھاری
ہی زنجیرین نہین ٹوٹتین ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین ایک قریے کے سامنے سے گذر ہوا
انور نامے زمیندار ہی بیٹی اسکی گلفام اپنے قصر پر بیٹھی تھی یکایک ہلڑ جو سُنا کھڑکی
سے سر نکالکر دیکھا کہ ایک جوان خوبرو خوشخوار ارابے پر سوار مگر جلالت چہرے
سے آشکار ہی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی مگر ارابے والون نے جو زیادہ ہلڑ کیا ہبران
نے لنگر مارا کہ ارابہ اُس مقام پر جم گیا ارابہ لے جانے والے بیلون کو پیٹ
رہے ہین مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم بڑھائین کوٹھے سے گلفام دیکھ رہی ہی
چند عورتین جو پشت پر ہین اُن سے کہ رہی ہی کہ صاحبو تم لوگ دیکھ رہے ہو
یہ کیسا پہلوان زبردست ہی کہ چلتے ہوے ارابے کو روک لیا کیسی جوڑی
نرگاؤ کی لگی ہی مگر کیا مجال ہی کہ کوئی قدم بڑھا سکے فتنہ نامے ایک کنیز پشت پر
کھڑی تھی اُس سے کہا دریافت تو کر کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی کیون قید
ہوا کنیز گئی اور خبر لائی عرض کی ای ملکۂ عالم اس جوان سے کوئی خطا نہین ہوئی

عیار نے اس کو گرفتار کیا ہی اب قلعے پر جاتے ہین کہ ہرسوم سے لڑین اپنا مطلب
حاصل کرین لیکن ہرسوم ایسا بہادر ہی کہ وہ انکا دباؤ نہ مانیگا ضرور لڑیگا یقین
ہی وہ ہی اس کو رہا کرے گلفام خاموش ہو رہی مگر طولاب سے لوگون نے کہا
قیدی بگڑ گیا اب آگے نہ بڑھیگا طولاب نے گینڈا بڑھایا قریب ارابے کے
آیا کہا اے جوان کیون نہین چلتا ہبران نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمارا
ارابہ سائے مین ٹھہراؤ مگر نگہبانون نے ضد سے ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا
اب آج اسی مقام پر اُتر پڑو طولاب نے دیکھا کہ ابھی اسکو قتل کرنا منظور
نہین ہی جو کہتا ہی وہ ہی کرو طولاب اُسی مقام پر اُتر پڑا ایک خیمے مین ہبران
کو قید کیا چند نگہبان مقرر کیے گلفام نے جو یہ خبر سنی کہ سب اسی مقام پر اُتر
پڑے ہین رات کو گھبرا کے باپ کو بُلایا کہا حضور یہ بات جرأت کے خلاف ہی آپکے
گاؤن کے دروازے پر ایک بندۂ خدا قید ہی اور کوئی خطا نہین کی مناسب
جانیے تو شبخون ماریے لطف حاصل ہوگا اگر آپ نے اُس جوان کو رہا کر لیا تو نبیرۂ
حمزہ پر احسان ہوگا وہ بہادر نہایت انصاف پسند ہین عیار اُنکا کدو کوشش
کر رہا ہی اس طرح بیٹی نے سمجھا کر کہا کہ زمیندار کو جوش جرأت آیا باہر آکر گنوار
جمع کی آپ ٹٹو پر سوار ہوا دو پہر رات گئے گنوار کو ساتھ لیکر جو کئی ہزار آدمی
تھے چند پاسی لٹھ لیے ہوے آکر گرے اور نگہبانون کو قتل کرنے لگے دیوشب نے
جا کر طولاب کو جگایا کہ حضور اُٹھیے اس گاؤن کا زمیندار شبخون آیا ہی طولاب
اُٹھا اُس وقت آکر پہونچا کہ اسنے دور سے دیکھا کہ نگہبانون کو قتل کرکے زمیندار
کا ارادہ ہی کہ اندر قیدخانے کے جاؤن طولاب نے للکارا او گنوار خبردار
اُس خیمے مین نہ جانا ورنہ قیامت برپا کر دونگا زمیندار رُک گیا طولاب نے
فوج کو اشارہ کیا کہ ان گنوارون کو مار لو مگر گلفام نے جب دیکھا کہ باپ
نے میرا کہنا مانا تو مردانے کپڑے پہن کر پیچھے باپ کے چلی طولاب کے للکارنے
سے زمیندار تو ہٹ گیا مگر گلفام ایک سپاہی کی شکل پر گھٹنا پہنے ہوے انگرکھا

اونچی چولی کا پہنے ہوے تلوار ہاتھ مین ہٹو بچو کرتی ہوئی در خیمہ پر آئی نگہبان جو
دو چار باقی تھے اُن سے کہا مین جاکر قیدی کا سر کاٹ لون یہ کہکر خیمے مین گھسی
سامنے بہران کے آکر کہا ہاتھ اُٹھائیے مین ہتھکڑی کاٹون بہران نے ہنس کر کہا
ای جوان مہربانی کا کیا باعث ہی گلفام نے سر جھکا لیا کہا ای بہران جس زمیندار
نے شبخون مارا ہی مین اُسکی بیٹی ہون کل تم کو لشکر یار سے دیکھا جرأت تمھاری پسند
آئی مین نے باپ کو راضی کر کے براے شبخون بھیجا تھا مگر وہ آپ کو رہا نہ کر سکے
طولاب اُن کے سامنے آگیا اُسنے اُن کو روکا تب مین نے یہ قصد کیا یہ کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بہران نے قید توڑ ڈالی اور نعرہ کیا نظم
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تپش خون منست + بر سر
دار فنا خانۂ غوغاے من + باک ندارم ز دار چوب ستون من است + خانۂ تاریک
و تنگ بستہ بزنجیر عشق + بشکنم این بند را وقت جنون منست + گلفام اسکی
طاقت پر نثار ہو گئی کہنے لگی ای پہلوان آج ہمنے دیکھا کہ زور تمھارا ایسا ہی
کسی پہلوان مین یہ طاقت نہین دیکھی حقیقت مین پہلوان زبردست ہو مگر وہ کیسا
شیر ہی کہ جسنے تم ایسے کو زیر کیا اور تم اُسکے مطیع ہوے ای بہران مجکو ہوس ہی
کہ مین تمھارے آقا کو دیکھون بہران نے کہا اُنکو خبر نہین ہی کہ مین ایسے مقام
پر پھنسا ہون اگر وہ آگاہ ہوتے تو فوراً آتے اور مجکو اس آفت سے بچاتے مگر
عیار اُن کا کد و کوشش کر رہا ہی گلفام نے کہا یہ تیغہ لیجیے اور باہر نکلیے نگہبانون
کو مار کر مصروف جنگ ہوجیے بہران تیغہ لیکر باہر نکلا نعرہ کر کے لڑنے لگا فوج
تمام بہران سنتے ہی بھاگنے لگی مگر طولاب کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہی گینڈا بڑھاکے
مقابلہ بہران مین آیا للکارا کہ او جوان ہوشیار رہو منم طولاب برق انداز میری
تلوار سے آج تک کوئی نہین بچا ہی آیندہ تجکو اختیار ہی بہران نے کہا او بیحیا
مین تیری جرأت تو دیکھون طولاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بہران نے خالی دیکر
تیغہ مارا گینڈے کا طولاب کے سر کٹ گیا طولاب گینڈے سے گرا بہران نے

جھپٹ کر طولاب کو دبوچ لیا چاہا مار ڈالون طولاب منتین کرنے لگا اور کہا اے
پہلوان دوران مین تمھاری تابعداری کرتا ہون بہران نے کہا مسلمان ہو تو
چھوڑ دون طولاب کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا زمیندار لڑ کر نکل گیا تھا
طولاب نے پوچھا اے بہران یہ کون تھا جسنے شبخون مارا بہران نے کہا اے
طولاب خدا کی قدرت ہی یہانکے زمیندار کا مین نام بھی نہین جانتا ہون وہ
اس مصیبت مین شریک ہوا بیٹی اُس کی گلفام نامے قیدخانے مین آئی اُسنے
آکر مجھے رہا کیا عورت کی یہ جرأت کہ کچھ خیال نہ کیا لڑ بھڑ کر مجھ تک آئی اور کس
آن بان سے مجکو رہا کیا مین اُسکا ممنون ہون تم لشکر اُتارو مین آتا ہون یہ کہکر
بہران طرف قریہ کے چلا راہ مین زمیندار سے ملاقات ہوئی زمیندار نے
کہا کہ اے پہلوان کیونکر رہائی پائی مین تو مجبور ہو گیا تھا قیدخانے پر پہونچا
اور تم کو رہا نہ کر سکا اب آپ کہان جاتے ہین بہران نے کہا تمھاری ملاقات
کو جاتا تھا تمھارا شکریہ ادا نہین کر سکتا ہون تم نے اس مصیبت مین ساتھ
دیا کیونکر احسان نہ مانون وہ زمیندار بیٹی سے سُن چکا تھا کہا چلیے آج آپ کی
دعوت ہی بہ محبت بہران کو اپنے مکان پر لایا سامان دعوت مہیا کیا طائفے
عمدہ عمدہ بلوائے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

شتاب لکھے ثنائے رخ نگار قلم + دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم +
کہان تلک وہ لکھے حال شہسوارونکا ہوا کے گھوڑے پہ کب تک رہے سوار قلم
نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ جو لکھین سیکڑون منشی بنین ہزار قلم

ان اشعار کو سُن سُن کر بہران تعریفین کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین پردہ زنانی
ڈیوڑھی کا اُٹھا ایک کنیز آئی ترنج خوشبوئی سینے پر بہران کے مار دیا سب ملازم
زمیندار کو نذرین دینے لگے اور کہتے تھے کہ یہ داماد آپ کو مبارک ہو طولاب
کو خبر پہونچی کہ بہران کا عقد ہو گا طولاب بھی آکر شریک ہوا زمیندار نے بخوشی
خاطر اپنی بیٹی کا عقد ساتھ بہران کے کر دیا بہران نے گوہر مراد حاصل کیا وہانسے

کوچ کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف قاسم کے چلے یہان قاسم مقابلہ سوہان
مین اُترے ہوے ہین سوہان نے کئی دن تامل کیا طبل جنگی نہ بجوایا کئی دن کے
بعد طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا ہی گینڈے کو جہیز کر رہا ہی قاسم کا ارادہ ہی
کہ مین نکلون مگر سرداران قاسم روک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ مقابلہ
مین نہ جائیے ہم جا کر مقابلہ کرین گے کہ صحرا سے گرد اُڑی ببران بلا افگن گینڈے
پر سوار پشت پر مرسوم قزاق و طولاب برق انداز و چند سردار ہین سوہان
کو جو سب کے آگے دیکھا تیور پر بل پڑ گئے گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کے
آواز دی او مکار خدا کی قدرت مین عین وقت پر آگیا ہین مشتاق تھا کہ تجھ سے
مقابلہ کرون لطف جرأت ملے سوہان نے کہا ای ببران تمھاری قضا لیکر آئی
ہی تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ببران نے کہا اب زیادہ کلام نہ کیجیے زبان
تیغ سے کام لیجیے سوہان نے تلوار کھینچی خبردار کہکر ہاتھ مارا ببران نے
تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سوہان
دو ٹکڑے ہو گیا فوج نے سوہان کی بلوہ کیا ببران فوج پر جا پڑا اور پکار کر
آواز دی کہ آقاے نامدار آپ تکلیف نہ فرمائیے گا مین جنگ کو سمجھ لونگا میری
آرزو پوری ہوئی یہ بے حیا میرے ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے قصد کیا تھا مگر
ببران کے کہنے سے رُک گئے سب کو منع کیا کہ کوئی مدد ببران کو نہ جائے وہ
منع کرتا ہی کوئی تو سبب ایسا ہو کہ ہمارے سردار کا نام ہو جائے صاحبو اکیلا
زخمی ہو کر گیا تھا وہان سے سردارون کو لایا ہی سب جلیل معلوم ہوتے ہین یقین
ہی کہ یہ ہمارا ساتھ خوب دیوےگا مگر ببران جو فوج پر جا کر گرا تھوڑے ہی عرصے
مین سب کا خاتمہ کیا آخر سب بھاگ گئے چند مسلمان ہوے ببران بفتح و فیروزی
خدمت قاسم مین آیا سب سردارون کو قاسم کے قدمون پر گرایا قاسم نے
سب کو گلے سے لگایا اور ببران سے فرمایا ان سب کے تمھین افسر رہیے ببران
بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ تمنے ہمارے آقا کو دیکھا کیا جرأت

ہر کیا شوکت ہی ایسے کا کیون نہ ساتھ دین جو ہماری قدر کرے اُسکے تابعدار
ہین قاسم سب کو لیکر بارگاہ مین آئے صحبت جشن آراستہ کی ساقیان سیمین ساق
ومطربان خوش آواز حاضر خدمت ہوے جام مئے ارغوانی چلنے لگا صداے
ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی رات بھر جلسہ رہا صبح کو قاسم نے سبکو
ساتھ لیکر کوچ کیا مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز قاسم سے رخصت ہوے چند
سوار ساتھ لے لیے طرف صاحبقران کے چلے راہ مین ایک صحرا ملا کہ نہایت
ویران تھا سوکھے ہوے پتون کا جابجا انبار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے زاغ
وزغن کا جابجا جماؤ قاؤن قاؤن کر رہے تھے ماہ عالم افروز نے جو وہ صحرا دیکھا
بہت پریشان ہوے فرماتے تھے یہ صحرا کسقدر ویران ہی حقیقت مین کف دست
میدان ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ نشے مین شراب کے
چور ایک نرگاؤ پر سوار نرگاؤ کو بھگائے ہوے آتی ہی بال سر کے چھوٹے ہوے
زمین پر لوٹتے ہوے اُس ساحرہ کی نگاہ جو ماہ عالم افروز پر پڑی عاشق ہوکر
پکارنے لگی کہ او جوان میرے پاس آ منم مجنون جادو مین اس صحرا کی حاکم ہون
میرے سحر کا یہ باعث ہی کہ صحرا ویران ہو رہا ہی مین روز سحر کرتی ہون تاکہ یہ جنگل
آباد نہ ہونے پائے شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ کیا بکتی ہی مجنون جادو
بلائین لینے لگی اور یہ اشعار پڑھتی تھی نظم

سنا گیا ہے مجھے وہ باتین بدزبان کیا کیا	کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا
بہار آتے ہی چٹکا ہی جب کوئی غنچہ +	تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا
وہ کون ہی جو تری گفتگو نہین کرتا	سنے ہین ہمنے ترے تذکرے کہان کیا کیا
الٰہی دیکھیے یہ دیکھنا دکھائے کیا	بُری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا
شکایتین تھین بہت اور مجال وقت تھی کم	دم اخیر سنا تا یہ نیم جان کیا کیا +
زمین مین گاڑکے اہل وطن ہوے رخصت	ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا
یہ چرخ پیر کی کیا خصلتو نسے غافل ہین	گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر ۔۔۔ جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

ایسی واہیات باتین کہتی ہوئی وہ شاہزادے کے قریب آئی صورت زیبا دیکھکر حیران ہوگئی دل مین کہتی ہی کہ اگر یہ معشوق پاس رہیگا تو بڑا لطف حاصل ہوگا حقیقت مین تاک سکے سے اچھا ہی کمر مین شاہزادے کی ہاتھ ڈال دیا سحر کرکے اٹھا لیا اور لے بھاگی وہ لوگ جو شاہزادے کے ساتھ تھے بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہرا مگر سماک یلدراقی ایک غار مین چھپ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ وہ ساحرہ شاہزادے کو لے گئی بیتاب و بیقرار ہوکر غار سے نکلا یہ دیکھ لیا کہ جو سامنے درہ کوہ ہی اُس مین لے گئی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر گاتا ہوا چلا نظم

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک ۔۔۔ نہ صبر آیا دل بیقرار کے نزدیک
ہمارے ہاتھ پہونچنے لگے گریبان تک ۔۔۔ جنون کے دن گئے فصل بہار کے نزدیک
ہجوم غم نے مرے ماک دلمین آکے کہا ۔۔۔ خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک
عجیب چہچہے کرتی ہی باغ مین بلبل ۔۔۔ دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک
شکست ابلق لیل و نہار کو دینا ۔۔۔ یہ ایک کھیل ہی اُس شہسوار کے نزدیک
بھلا فقیر کو کیا بادشاہ سے مطلب ۔۔۔ وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک
غبار اُڑ گئے ہوا سے مرا تصدق ہو ۔۔۔ وہ آئین گر کبھی میرے مزار کے نزدیک
پھنسیگا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا ۔۔۔ جو دل گیا مرا گیسوے یار کے نزدیک
نجف مین دفن وہ ہوتا ہی جا کے ای سطوت ۔۔۔ جو نیک بندہ ہی پروردگار کے نزدیک

سماک تانین مارتا ہوا قریب درہ کوہ کے آیا سامنے بیٹھکر گانے لگا مجنون جادو جو شاہزادے کو درہ کوہ مین لائی ایک لال چادر اوڑھکر گویا دلھن بنی شاہزادے کو سمجھا رہی ہی کہ پیارے مجھے قبول کر میری تجھپر جان جاتی ہی شاہزادہ سخت و سست کہہ رہا ہی کہ او بیحیا دیوانی ہوئی ہی اپنے حواس درست کر میری جان جائیگی مگر تیرا کہنا نہ مانونگا تجکو جو منظور ہو وہ کر مجنون جادو ناچار ہوکر بیٹھی ہی افسوس کر رہی ہی کہ ہاے کیا کرون یہ جوان مانتا ہی نہین اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کیا کرون یکایک

نے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک فقیر نحیف و ضعیف تانین مار رہا ہی
حیران ہوگئی کہ اس سن مین یہ آواز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب انھین اشعار
کو پھر کہو سماک نے دو چار تانین ایسی مارین کہ مجنون بیقرار ہو گئی تعریفین کرنے لگی
کہتی ہی بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی اب تو سماک نے باتون کا تار
باندھ دیا مجنون نے کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد بھی ہی بڑے میان
نے کہا ایک سو بارہ بیبیان ہین کوئی دن خالی نہین جاتا کہ کسی کے پاس نہ جاتا ہون
کئی سو بیٹے ہین کپڑے عمدہ عمدہ پہنتے ہین جو کچھ کہین سے پاتا ہون مجکو مارکر چھین لیتے
ہین اور گھر مین جاکر کھانا وغیرہ پکواتے ہین بڑے بڑے پہلوان ہین بعضے پھنکیت
ہین بانک بھی سیکھی ہی مگر مین کسی کو اپنا فرزند نہین جانتا ہون یہی جانتا ہون کہ
اُن عورتون کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین خیر پڑے رہین مجنون ہنسنے لگی کہا
بڑے میان بڑے زندہ دل ہو عورتون کا تمھاری سن کیا ہی بڑے میان نے کہا
پانچ پانچ برس کے سن مین بیاہ کر لایا اب جو وہ جوان ہوئی ہین مجھسے محبت کرتی ہین
جو سب مین بڑی ہی اُسکو چودھوان سال ہی بڑی بد مزاج ہی ہر وقت مجھسے لڑا کرتی
ہی اُسکو بڑی ضد ہی مجنون نے کہا بڑے میان صاحب تم بڑے حُسن پرست ہو
مین ایک جوان کو لائی ہون وہ نہایت حسین ہی میرا وصل نہین قبول کرتا بڑے میان
نے کہا تم نے اُسکو کچھ ستایا ہوگا مجنون نے کہا مین اس صحرا سے اُسکو اُٹھا لائی
ہون وہ کہتا ہی کہ مجکو مار ڈالو مین نہ مانونگا بڑے میان نے ایک آہ کی اور کہا کہ
ای مجنون جادو کون ایسا مرد ہوگا کہ تم ایسی شکیلہ کو نہ قبول کرے طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ جوان تمسے بیزار ہی ورنہ تمکو دیکھ کر میرا عجب حال ہی لیکن مشکل یہ
ہی کہ تم اُسپر عاشق ہوا ایسا نہ ہو مین قصد کرون اُسکو ناگوار ہو یہ تو ضرور ہی کہ وہ
بھی تم پر جان دیتا ہوگا مگر ضبط کرتا ہی حال دل کو چھپاتا ہی مین ایک تدبیر بتاؤن
میرے مرشد نے مجکو ایک منتر تعلیم کیا ہی اُسمین یہ صفت ہی کہ مین شراب پر دم کردون
اور تم پیکر اُس سے بات کرو تو مثل تمھارے اُسکو بھی محبت ہو مجنون نے کہا مین ابھی

شراب لاتی ہون یہ کہکر دوڑی اور بھٹی سے شراب لاکر سماک کو دی سماک نے
شراب اونڈیلی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کچھ پڑھکر پھونک دیا
مجنون سے کہا لو اسکو پی جاؤ مجنون نے شراب پی اور بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
بڑے میان صاحب اس شراب نے بڑا نشہ کیا کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہے سماک نے
کہا میرے عمل کی تاثیر ہے اب اُسکا بھی دل بیقرار ہوگا بعد تھوڑی دیر کے مدعائے
دلی حاصل کرو بڑا لطف ملیگا مگر اُٹھکر ٹہلو مجنون اُٹھی چند قدم چل کر گری گر کر
بیہوش ہوگئی سماک نے خنجر کھینچا چاہا قتل کرون پہلو سے آواز آئی کہ خبردار خنجر
نہ مارنا ورنہ جلا کر خاک سیاہ کر دونگا سماک نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ رو
و بدخو دوڑا ہوا آتا ہے اپنے نام کا نعرہ کرتا ہوا کہ منم ممنون جادو شوہر مجنون
سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگون مگر کسی طرف راستہ نہ پایا ممنون نے سحر کیا خنجر ہاتھ سے
سماک کے گرا پاؤن زمین نے تھام لیے ممنون نے دیکھا درۂ کوہ مین ایک
جوان بیٹھا ہے پوچھا ارے تو کون ہے شاہزادے نے کہا مجکو یہ بھیا گرفتار کر لائی
ہے اور وصل کی خواستگار ہے ممنون نے مجنون کو ہوشیار کیا جب مجنون کی
آنکھ کھلی تو اُسنے پکار کر کہا کہ کیون پیارے ابتو قبول کروگے ممنون نے ایک
لات ماری اور کہا کہ او لکاتہ تو روز جو غائب ہوتی ہے تو انھین فکرون مین رہتی
ہے مجنون نے کہا کہ اے ممنون یہ تو فیاضی ہے جو جیسا دیگا ویسا پاویگا کیون
اسقدر جھلاتا ہے دیکھ تو یہ جوان کیسا خوبصورت ہے اگر مین اسپر عاشق ہوئی تو
کیا نقصان ہے اسکے بارے مین کچھ نہ کہنا ورنہ تجھسے آشنائی چھوڑ دونگی ممنون
نے جھلا کر کہا او فاحشہ مدت سے میرے تیرے ملاقات ہے اُسپر یہ شامت ہے نہین میرے
ساتھ چل باغ گلچین مین کیسی تیاری کی ہے چل کر شراب پی باغ کی سیر دیکھ
مجنون نے کہا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی ممنون نے ہاتھ تھاما کھینچنے لگا مجنون
کو جو صدمہ ہوا تو اسنے سحر کیا ایک تلوار ممنون پر گری ممنون کا شانہ نشانہ ہوا
زخم کھا کر ممنون جادو نے خاک اُڑا دی کہ مجنون اندھی ہوگئی ممنون کو گالیان

دینے لگی کہ او نگوڑے بیہودہ مجھکو اندھا کیون کر دیا ممنون نے کہا تو اسی لائق ہی مجنون نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ ممنون کا تھام کر ایک چپت ماری کہ ممنون کی بوٹی نوچ لے گئی ممنون نے جھلا کر کارد سحر ماری مجنون کے سینے کے اسپار گذری شاہزادہ سحر سے رہا ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ او ممنون اب کہان جائیگا ممنون نے کہا او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی غنیمت جان کہ اتنی دیر تیری جان بچی شاہزادے نے چاہا ممنون کی گردن پکڑ لون مگر ممنون نے سحر کیا کہ ہاتھ پانون شاہزادے کے بیقابو ہو گئے اب ممنون نے لاشہ اپنی معشوقہ کا دیکھا بڑا قلق ہوا دل مین کہتا ہی کہ ایسی عورت کہان ملیگی کبھی کسی بات مین انکار نہین کیا اس جوان کو اور اس عیار کو لے چلون چلکر ان دونون کو باغ گلچین مین قتل کرون جب مین نے اپنی آشنا کو مار ڈالا تو انکو کیون زندہ چھوڑدون اسی کی وجہ سے یہ فتور ہوا ایک پنجہ کمر مین شاہزادے کے دیا اور ایک ہاتھ سے سماک کو اٹھا لیا دونون کو لیکر چلا اڑا ہوا جاتا ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمانکا — اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین صید بیجانکا
پریزادونکا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین یارو — ملے مجکو جو کشکول افسر شاہ سلیمانکا
جوانی مین اسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے — لڑکپن مین جو افسانہ سنا کرتے تھے طوفانکا
مرے ہر وقت دل پہ ہی لکھا مضمون بیتابی — طناب آہ رشتہ ہجران اور اق پریشانکا
وہ غیرت ہے گلے ملتا رہے حق نے بنایا ہی — ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربانکا
عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے ہین راہی — قمر باقی ہی تو ہی اندنون کوہ و بیابانکا

یہ آواز سنکر ممنون نے پلٹ کر دیکھا کہ بالائے کوہ جلسہ ہی ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی کنیزین کام کر رہی ہین دو کنیزین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار پھولونکی پنکھیان ہاتھ مین داہنے بائین کھڑی جھل رہی ہین مگر نازنین خاموش بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی ممنون اس صحبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا پایا تو اڑا ہوا

جاتا تھا یا اُتر آیا کنیزون نے کہنا شروع کیا ارے یہ کون مردوا ہی کہ ہم عورتون مین گھس آیا ہی صاحب خانہ نے بدمزاج ہوکر کہا او شخص تو کون ہی کہ ہماری صحبت مین چلا آیا ممنون نے شاہزادے کو ہاتھ سے رکھدیا صاحب خانہ نے جو جمال شاہزادہ دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا او ظالم اس بیچارے کو کہان سے پکڑ لایا شاہزادہ تو کچھ نہ بولا مگر سماک نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین آپکا بھیک ہون مجکو بھی یہ پکڑ لایا ہی رات بھر گوایا صبح کو موٹے پانچ پیسے دیتا تھا مین نے نہ لیے اُس پر بگڑ گیا اور کہا تجکو چل کر قتل کرونگا مالک صحبت کہ نام اسکا شبرین عذار ہی بول اُٹھی کہ میان گویے کچھ ہم کو تو سُناؤ سماک یلداقی تو یہی چاہتا تھا سنبھل کر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہو نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ + چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم ++ پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

شہرۂ حسن کے دیدار کا مشتاق کیا | نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا | شوق یوسف نے دکھائی ہین بازار کی راہ

عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو | بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل | آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

ملکہ نے یہ گانا سُنکر کہا کہ میان گویے صاحب کیا خوب گاتے ہو سماک نے کہا ابھی آپ نے میرا کمال کیا دیکھا ہی اور بہت سے کمال ہین حضور سُنکر بہت خوش ہونگی یقین ہی کہ جو مین صحبت مین بیٹھون تو آپ پسند کرین اور حکم دین کہ یہ حاضر رہے ملکہ نے ممنون سے کہا کہ ای ممنون تم جاؤ ہماری صحبت مین نہ ٹھہرو اور ان دونون قیدیون کو چھوڑ جاؤ ہم ان سے دل بہلائینگے ممنون نے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین خدمت مین حاضر رہونگا یہ گویا نہین ہی عیار ہی میری آشنا کو اسنے قتل کرایا ہی مین آپ پر جان دیتا ہون اُس نازنین نے جھلا کر کہا کچھ دیوانہ ہوگیا ہی جا سامنے سے دور ہو ممنون نے جھولی مین

ہاتھ ڈالا ارادہ ہوا کہ گولہ نکالون شیرین عذار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری ممنون کے دو ٹکڑے ہوے ممنون کے مرتے ہی شاہزادہ قید سے چھوٹا اُٹھ کھڑا ہوا سماک نے بھی ارادہ کیا کہ جست کر کے نکل جاؤن پھر سوچا کہ آ فار ہیجائین گے شیرین عذار نے حکم دیا کہ لاش اس گستاخ کی پھینک دو لاشہ ممنون کا پھینکدیا ابتو سماک نے خوب مسخرہ پن کیا کہ شیرین عذار نے شاہزادے کو اپنے پاس بٹھالیا شاہزادہ بھی بہ نگاہ محبت شیرین عذار کو دیکھ رہا ہی شیرین عذار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی شاہزادے نے کہا ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران فرزند ایرج نوجوان پہلے مجکو مجنون جادو نے گرفتار کیا تھا اگر ممنون جادو نے آکر اپنی آشنا کو مارا عجب ساعت نیک تھی کہ مین تم تک پہونچا شیرین عذار نے مسکرا کر کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہین گے تو بڑے آرام پائین گے ظاہرا کوئی تکلیف نہ ہوگی آپ کو معلوم ہوگا کہ جمشید ثانی ہمارے خداوند ہین لیکن آج کل بڑی مصیبت مین گھرے ہین مسلمانون نے چہار جانب سے گھیرا ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کر قدرت طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے پیچھا نہ چھوڑا ابھی میرے پاس نامہ آیا ہی کہ ای شیرین عذار برائے مدد آؤ تو مین چلونگی اور آپ کو بھی لیچلونگی آپ کو زرہ بنا دونگی کہ آپ فرزندان حمزہ پر غالب آئیے جو حریف آپکے سامنے آئیگا وہ گھبرا کر بھاگ جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم وہ سب میرے باپ اور چچا ہین میرے والد فرزند قاسم اور قاسم فرزند رستم اور رستم فرزند امیر حمزہ اسی سال مین مین نے خروج کیا ہی جا بجا لڑائیان پڑ رہی ہین لوجین بہت سی ممکن ہو ئین طلسم آبگینہ کو توڑا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا آکر والد سے ملا چچا سے ملاقات ہوئی دادا جان بہت چاہتے ہین تو ای ملکۂ عالم اُن لوگون کی مدد کرین یا جمشید ثانی کی اُس بیحیا پر لعنت ہی ایک شخص مکار اُس کو خداوند جانتی ہو اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتین وہ رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی

پر بچھایا اگر مجھسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو مگر جب سحر سے توبہ کرو گی تب مجھسے
عقد ہوگا شیرین عذار نے دین اسلام قبول کیا آپسمین عہد و پیمان ہوگئے شاہزادہ
شریک صحبت ہوا شیرین عذار خوش بیٹھی ہی سماک بھی صحبت مین حاضر ہی اب
شیرین عذار نے کہا کہ ای شہریار ایک بات کا قلق ہی کہ باپ میرا اسھرا جادو
سامنے قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی اگر وہ سُن پائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا شاہزادے
نے کہا اگر بغاوت کریگا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین یہ بھی نہین چاہتی کہ باپ
میرا قتل ہو شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر اُنھون نے مجھپر لشکر کشی کی
تو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا مین چاہونگا کہ میری اطاعت کرین مجبوری سے
قتل کا نام لونگا اگر انشاء اللہ وہ مطیع اسلام ہوے تو بڑا مطلب حاصل ہوگا
مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا نام کیاد بد باطن ہی جسوقت سے ملکہ اور شاہزادے سے
سامنا ہوا ہی اُس وقت سے جھلا رہی ہی آپسمین کہتی ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا
کیسا جلدی ملکہ دھگڑے سے ملگئین پھولی ہوئی بیٹھی ہین ہم لوگونکا کچھ خوف نہین
نہ یہ دھیان آیا کہ ہمارا باپ نامی وگرامی ہی اس طرف کے جتنے شاہ ہین سب
اُسکو خراج دیتے ہین اور وہ خدمت خداوند مین بھی جاتے ہین یہ نہ سمجھین کہ یہ ذکر
تا بہ خداوند پہونچیگا وہ فرمائینگے کہ اِنکو قتل کرو کیون صاحبو جو ہم لوگون سے
پرسش ہوگی تو کیا جواب دینگے غریب کو سب ستاتے ہین ہمپر مار پڑیگی کنیزون
نے کہا کہ ای کیاد خاموش رہ ایسا نہ ہو ملکہ سن لیوین تو باعثِ خرابی ہو خفا
ہونگی کہ ہمارے فعل پر طعن کرتی ہی پھر ہم لوگ کیا کہین گے مگر کیاد اسقدر بیقرار
ہی کہ بڑبڑاتی پھرتی ہی ایک ایک سے یہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ سے کہو
کہ اس جوان کو نکال دین باغ مین رہنا بہتر نہین کنیزین کہتی ہین کون اُسنے
کہے کیسی وہ جوش مین بیٹھی ہین ابھی کہین تو رنجیدہ ہو جائین آخر کیاد کو چین نہ
آیا گھر کا حیلہ سوچا سامنے ملکہ کے آئی دست بستہ عرض کی کہ حضور لونڈی کی نانی
بیمار ہی اگر حکم ہو تو دیکھ آؤن بیٹی داماد مین بھی بڑی لڑائی ہوئی ہی جاکر اُنکو سمجھا بھی دون

میل کرادون مین ابھی حاضر ہونگی ملکہ نے کہا ای کیاد جاؤ مگر جلدی چلی آنا یہ حکم
پاکر کیاد دروازے پر آئی پکار کر کہا کہ ارے ڈولی لاؤ کہار ڈولی لائے کیاد
سوار ہوئی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہے کہ دیکھیے باپ انکے کہان ملین ایسا
کہون کہ چل جاوین اور کہین کہ چل کر اُس جوان کو قتل کردن ملکہ کی بھی سرکشی نکل جائے
قضائے کار باپ ملکہ کا برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہے کہ دیکھا سامنے سے
کیاد کی ڈولی آتی ہے سہراب جادو ٹھہر گیا پکار کر کہا کہ ای کیاد کہان جاتی ہو
اس وقت تمکو دیکھ کر شیرین عذار یاد آئی وہ کیا کرتی ہے مین آج کئی دن کے
بعد پلٹا ہون اُس سے کہدینا کہ جلد آکر حاضر ہو سلام کر جائے مین دیکھون
تو خیر و عافیت سے ہے کیاد نے کہا کہ ای شاہنشاہ ساحران مین آپ ہی کی خدمت
مین چلی تھی اسی فکر مین تھی کہ کیونکر ملاقات ہو عجب معرکہ گذرا کہ ممنون جادو نبیرۂ
حمزہ کی قید لیکر آیا ملکہ نے ممنون کو مار الا شہ اُسکا پھنکوا دیا اُس شاہزادے
کو یہان مین لیکر بیٹھی ہین ہمنے سمجھایا کہ بی بی تم سہراب جادو کی بیٹی ہو وہ مصاحب
خداوند ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کو خبر پہونچے تو وہ بہت رنجیدہ ہونگے آئندہ آپکو
اختیار ہے جھلا کر کہا اس کو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری ناصح ہے جو ہمارا جی چاہتا
ہے وہ کرتے ہین مین ناچار ہو کر چلی آئی چاہتی تھی مالک کی برائی نہ کرون مگر ایسی
مجبور ہوئی کہ حاضر ہوئی آپ جانتے ہین کہ مین نے اُن کو گودیون مین پالا ہے آپ
تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ اس فعل سے باز آئین نئی بات یہ ہے کہ وہ جوان تو انکار کرتا
ہے اور ملکہ ٹوٹی پڑتی ہین اُسکا یہ طریقہ ہے کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین
کرتا ملکہ مطیع اسلام بھی ہو گئین خداوند کو بُرا کہا ہم لوگون کو ناگوار ہوا اب
مجبور و ناچار ہو کر عرض کرتی ہون یہ سُنکر سہراب گینڈے سے کود پڑا اور
کہا تم چلو ہم آتے ہین آکر وہ آفت برپا کرونگا کہ زمین ہلا دونگا شاہزادے کو
تو اس طرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھ کو
ترس نہ آئے اور بی ملکہ کی وہ خدمت کرون کہ پھر آئندہ کبھی ایسا ارادہ نہ کرین

غیر شخص مذہب کے خلاف اُس کو پہلو مین بٹھالیا ہمارا کچھ خیال نہ کیا دیکھو اب ظاہر ہوجائیگا بعنایت خداوند جمشید ثانی وہ آفت برپا کرون کہ وہ جوان ساری جرأت بھول جائے باعث یہ ہوا ہی کہ چند ساحران ذلیل کو مارلیا ہی اُسی غرور مین ہی ابھی کسی ساحر سے مقابلہ نہین پڑا ہوگا کیا دنے کہا ایک ہوشیار رہی کیجیے گا کہ مالکہ ضرور سحر کرینگی اِسکی تدبیر کرلیجیے گا ملکہ کا سحر بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کو تکلیف پہونچے سہراب نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ اُسنے سحر قاعدے سے حاصل کیا ہی جشن مین جو گئی تو سند کامل حاصل کی ہی سب ساحر اُسے مانتے ہین تعریفین کرتے ہین جو ساحر مدت مدید سے اُترے ہوے تھے وہ سب نامنظور ہوے مگر اسکا سحر منظور ہوا استارہ بنکر اُڑی تھی اسقدر بلند ہوئی تھی کہ کرۂ ناریک مین پہونچی وہانسے جو اُتر کر آئی بیان کیا کہ دریاے آتش موج مار رہا ہی مین آگے نہ جاسکی افسر نے اُسی وقت اسکو سند دی اور یہ کہا کہ اب تمکو ضرورت نہین ہی مگر سمجھ لونگا آسمان سے آؤنگا پہلے سحر کرکے اُس کی زبان بند کرونگا اور شاہزادے سکی تو کیا حقیقت ہی فقط اشارہ کافی ہی غیر ساحرون کی ہم کچھ حقیقت نہین جانتے کیا د تو ہنستی ہوئی ٹہلتی باغ مین آئی یہان وہ وقت ہی کہ گائن یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی

نظم

بہار حُسن خداداد کو زوال نہین ۔۔۔ سدا گلاب کے دو پھول ہین وہ گال نہین
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین ۔۔۔ یہ حُسن تو ہی خداداد اِسے زوال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑ روز سائل کا ۔۔۔ شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین
فلک کے پاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین ۔۔۔ کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
خدا نہ روز سیہ یہ کسی کو دکھلائے ۔۔۔ گہن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین
جھتیا زیست کا کھٹکا ہی ہر مہینے مین ۔۔۔ نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین
ریاض حُسن کے میوے مین یہ لطافت ہی ۔۔۔ عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک اے بحر ۔۔۔ مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مئے ارغوانی گردش مین ہی ملکہ شیرین عذار شاہزادے
کے پہلو مین بیٹھی ہین اور سماک بلد اقی ایک طرف گوشے مین بیٹھا ہی کہ کیا دنے آکر
عرض کی کہ واری مین کچھ کہا چاہتی ہون ملکہ نے کہا کہا کیا دنے کہا حضور اسطرح
بیٹھی ہین کہ بالکل خوف نہین ایسا نہ ہو کہ آپکے والد کو اطلاع ہو جائے تو
باعث خرابی ہو اگر مناسب ہو تو اس جلسے کو موقوف کیجیے شاہزادے کو حکم دیجیے
کہ جاکر کسی کمرے مین بیٹھین وقتاً فوقتاً ملاقات کیا کیجیے یہ جلسہ اچھا نہین ملکہ
نے یہ سنکر حکم دیا کہ کیا د کو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری کیا ناصح ہی ہم کچھ نہین
خیال کرتے جو مزاج مین آئیگا وہی کرینگے تیرا کہنا نہ مانینگے کیونکر ہو سکتا ہی
کہ اپنے مہمان کو تکلیف دین تم لوگ بھی جانتے ہو کہ مین امورات باطنی سے بری
ہون جب خدا فضل کریگا اور جمشید ثانی مارا جائیگا اُس وقت عقد ہمارا
ہوگا انشاء اللہ جاکر شہزادیون سے ملین گے ہم جاکر جمشید ثانی کو خود گھیر لینگے
کسی طرح یہ مارا جائے کہ سرحد پاک ہو مکار نے سحر کر کے دعوی خدائی کیا اب
اس مکاری کا حال ظاہر ہو جائیگا کیا دنو بڑبڑاتی ہوئی ہٹ آئی مگر سماک نے
کہا حضور اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کے باپ سے اطلاع کرآئی اب
آپکو سمجھانے آئی ہی شیرین عذار نے کہا کہ مجھکو کوئی کیا سمجھائیگا بقول شاعر
فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ۔ پر کوئی مجھکو یہ سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا ۔
یہ عشق ایسا نہین ہی کہ کسی کے سمجھانے سے باز آؤن جو کیا سو کیا اگر زمین و آسمان
ایک طرف ہو جائے تو مین محبت سے شاہزادے کی ہاتھ نہ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر ابر سیاہ نمایان ہوا شاہزادے نے کہا کہ اے ملکۂ عالم شاید کوئی ساحر
آتا ہی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا دیا ابر پھٹا اپنے باپ کو دیکھا کہ آسمان پر ٹھہرا
رہا ہی ملکہ کے تو ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہو گئین گھبرا کر
کہا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جائیے سماک سچ کہتا تھا پھر کیا دنے یہ تدبیرین
کین مگر سہراب نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا

کہ دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی شاہزادے نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ باپ پر
سحر کرو مگر سہراب جادو نے پہلے ہی سامان کر لیا تھا ایک شیشہ جو ہاتھ مین تھا
اُسپر سحر دم کرکے لایا تھا وہین سے پھینک مارا وہ شیشہ جو ٹوٹا قطرے پانی کے ملکہ
پر گرے ایک قطرہ شاہزادے پر باقی چند کنیزون پر ملکہ بیہوش ہوکر گری شاہزادہ
بھی بدحواس ہوا تلوار ہاتھ سے چھوٹی سر زمین پر رکھدیا پاؤن دراز ہوگئے اور بیہوش ہوا
کنیزین بھی بیہوش ہو ہوکر گرین سہراب جادو آسمان سے اُتر از مین پر ہاتھ ہلاتا ہوا
آیا اُس ہاتھ ہلانے سے تلوارین گرین کنیزون کے سر اُڑ گئے ملکہ کو اُٹھا کر ستون
سے باندھا شاہزادے کو بھی باندھ دیا منظور ہوا کہ کوڑا ہاتھ مین لیکر اُس کمبخت
کو مارون اور کھال اُڑا دون کہ ایکطرف سے آواز آئی ای شہریار اسطرف
آئیے ورنہ میری جان نہ بچیگی سہراب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین گندمی رنگ
جوڑا بھاری پہنے ہوے چیختی ہوئی آتی ہی شانے سے خون ٹپک رہا ہی سہراب نے
کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے پُکار کر کہا کہ اِس گوشے مین ایک عیار مکار چھپا بیٹھا
ہی عورت بن رہا ہی جلد آئیے اُسکو گرفتار کر لیجیے ایسا نہ ہو نگوڑا بھاگ جاوے
نگوڑا چھلاوہ ہی مجکو پیچھے مار کر بھاگا اب جاکر اُس گوشہ مین چھپا ہی رنگ وروغن
نکال رہا ہی ننھا سا مین چکا ہی اب دوپٹہ اوڑھتا ہی سہراب جھپٹا قریب آکے
اُس نازنین کا خون پونچھنے لگا اُس نازنین نے کہا مین حیران ہون کہ آپ ملکہ
کو تو قتل کرینگے یا قید کرینگے مین کدھر جاؤنگی کیونکر بسر کرونگی بچپن سے تو اُنکے
زیر سایۂ دامن رہی اب ہوش وحواس سنبھالا ہرچند کہ جابجا سے پیغام آتے ہین
مگر مین نے اب تک قبول نہین کیا ایک شاہزادہ شام کو جنگل مین آتا ہی مجھ کو
دیکھ کر چلا جاتا ہی سہراب نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا حضور شگوفہ نام ہی مدت
سے آپ کے محل مین ہون مگر آپ نے نہین پہچانا جلد چلیے اُس کو گرفتار کر لیجیے
ان عیارون نے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کل مین نے اخبار دیکھا مہتم
اور دمہ اخبار نے لکھا تھا کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوا چاہتا ہی سب دربند

شاہزادون نے فتح کر لیے اب چند مقام باقی ہین سہراب جادو اُس مہ جبین سے
باتین کرتا ہوا چلا وہ ہنستی جاتی ہی کبھی شرما کے مُنھ چھپا لیتی ہی اس ادا کو سہراب
دیکھ کر لپا جاتا ہی جی مین کہتا ہی حقیقت مین یہ شعلۂ جوالہ بس اسی لائق ہی
کہ اس کو اپنی صحبت مین رکھون خاتون محل بناؤن ہر وقت خدمت مین رہیگی
حقیقت مین بڑے لطف سے گذریگی یکایک چلتے چلتے وہ نازنین رُکی اور ٹھٹھکی
کہا ای شہنشاہ وہ عیار سامنے بیٹھا ہی سہراب نے کہا مجکو تو نہین معلوم ہوتا
ہی نازنین نے ہنس کر پٹے پکڑ لیے اور بائین ہاتھ سے ایک تمانچہ مار اکہا او سیجیا
سامنے تیرا باپ بیٹھا ہی تو سحر نہین کرتا سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے چلکر
گرفتار کرین خوب جوتیان مارونگی اور پوچھونگی کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ تو نے
تمانچہ مارا سہراب جادو اس ادا پر لوٹ گیا ہنسنے لگا اب تو نازنین نے
ہر مرتبہ تمانچے مار مار کر سہراب کو راضی کیا سہراب بہت خوش ہی کہ کیا
معشوقہ ملی ہی باتون مین اسکی بڑا مزہ ہی جب یہ گستاخ ہو جائیگی تو اور زیادہ
مزہ ہوگا اُس مہ جبین نے کہا اب دیر نہ کیجیے جھولی سے گولہ نکال لیے اور یہ کہکر
مار دیجیے کہ فلان شخص گرفتار ہو جائے سہراب نے کہا مین خالی اشارہ کر دون
تو لاکھون آدمی غرق ہو جائین یہ کہکر آگے بڑھا مگر کہے جاتا ہی کہ ای مہ جبین
مین نے ابھی اُس عیار کو نہین دیکھا تیرے کہنے سے گولہ پھینکتا ہون نازنین
نے کہا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک آپ گولہ پھینکیے مین نگوڑے کو
پکڑ لاؤن جوتیان مار کر اُسکو راضی کر دونگی اور یہ بھی پوچھونگی کہ کیون رے
مکار مجکو تمانچہ کیون مارا اب تک زخم سے خون جاری ہی ایسا درد ہو رہا ہی
کہ دل کانپتا ہی سہراب نے آگے بڑھکر گولہ پھینکا وہ گولہ جاکر درخت پر پڑا
مگر وہ نازنین پیچھے ہٹی پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے حباب مار کر
سہراب کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہتر سماک بلدار اقی فرزند
خواجہ عمرو مہتر بن مہتر سہراب بیہوش ہو کر گرا سماک نے زبان مین سوزن دی

اور کھینچتا ہوا لایا ایک درخت سے سہراب کو باندھا ملکہ بھی ہوشیار ہوگئی تھین اب جو باپ کے تئین بندھے ہوے دیکھا سحر کرکے قید توڑ ڈالی پکار کر کہا کہ ای مہتر والا گہر تمنے اس ظالم کو کیونکر پکڑا سماک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے قبلہ و کعبہ نے فرمادیا ہی کہ جہان ساحر کو پانا مارڈالنا جب مین نے دیکھا کہ آپ بیہوش ہوئین اور چند کنیزین قتل ہوگئین تب مین نے اُسپر عیاری کی شکر کرتا ہون خدا کا کہ عیاری میری پوری ہوئی مین نے اِسکو پکڑ لیا اب جیسا کہیے ویسا کرون ملکہ نے سحر کرکے شاہزادے کو ہوشیار کیا مگر ملکہ نے کہا کہ ای سماک بلدا قی مین سامنے اِسکے نہ ٹھہرونگی ورنہ یہ مجکو دیکھ کر بہت جھلائیگا غصے مین بھرا ہوا ہی وہ ہی جو تمنے کہا تھا سچ ہی حقیقت مین کیا دنے جاکر اطلاع کی بعد اُس کے مجکو سمجھانے آئی مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ تمھاری عیاری چل گئی میرا گمان یہ تھا کہ یہ اب سب کو قتل کریگا غصہ مین بہیا نے چند کنیزون کو مار ڈالا نہین معلوم اس سے کیا نفع ہوا شاہزادے کو مسند پر بٹھا کر ملکہ تو بارہ دری مین جا بیٹھی مگر سماک نے سہراب کو ہوشیار کیا سہراب کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن تھی شاہزادے کو مسند پر بیٹھا پایا ایک عیار کو دیکھا کوڑا لیے کھڑا ہی کہتا ہی مارے کوڑون کے کھال گرادون شاہزادہ منع کررہا ہی کہ ای سماک یہ ساحر جلیل ہی اسکو کوڑا نہ مارنا مگر پکار کر آواز دی کہ ای سہراب جادو مجکو تمھارا بڑا خیال ہی ورنہ اس وقت تم میرے قبضے مین ہو ہر شرط کہ تمکو قتل کر ڈالون مگر تمھاری دختر سے واسطہ ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ جمشید پر لعنت کرو مذہب اُس پروردگار کا اختیار کرلو کہ جسنے زمین و آسمان بنایا ہی جسکی صفت مین شعرا کہتے ہین نظم

قصب بافِ عروسانِ بہاری	قیام آموز سرو جو یباری
بلندی بخش ہر ہمت بلندی	بہ پستی افگن ہر خود دلپسندی
گنہ آمرز رندانِ قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریا کار

	رفیق روز در محنت گذاران		انیس خلوت شب زندہ داران

ای سہراب خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہمنے تمکو برائے عبادت پیدا کیا تھا یہ کب حکم دیا تھا کہ جو شخص ہماری برابری کرے اُسکو سجدہ کرو ہمارا ہمسر جانو بخوبی سمجھا لو کہ خدا ایک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی وہ وحدہٗ لاشریک ہی اس طرح سے جب شاہزادے نے بفصاحت و بلاغت سمجھایا زنگ کفر آئینۂ دل سے سہراب کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ اطاعت کرتا ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا شاہزادے نے طرف سماک کے دیکھا سماک ہاپداقی نے بڑھ کر سوزن نکالی سہراب چھوٹا اور سامنے کھڑا ہوا کہا کیون میان عیار صاحب کہو اب کیا کرون جلا کر خاک کر دون سماک نے ہنس کر کہا کہ ای سہراب یہ کیا کہتے ہو مین نے تم کو قید بھی کیا اور پھر رہا بھی کر دیا اب تمھین اختیار ہی سہراب نے ارادہ کیا کہ برق گراؤن اور اس کے دو ٹکڑے کرون سماک نے کہا ای سہراب دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی سہراب پلٹا سماک نے حلقہائے کمند مار کر حباب مار دیا سہراب جادو پھر بیہوش ہوا زبان مین سوزن دی درخت سے باندھا سہراب نے پھر اپنے کو اُسی حال مین دیکھا سماک نے کہا ای سہراب بصدق دل مسلمان ہو ورنہ ابکی قتل کر ڈالونگا سہراب نے اشارہ کیا کہ مین بصدق دل اطاعت کرتا ہون سماک نے پھر زبان سے سوزن نکالی سہراب قدمون پر شاہزادے کے گرا کہا ای شہریار شکر خدا ہی کہ مین راہ راست پر آیا انشاء اللہ آپ کی خدمتگزاری کرونگا بڑی بات یہ ہی کہ دختر میری آپ پر مائل ہی بڑی ساحرہ ہی کوئی اُسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہی سحر بخوبی حاصل کیا ہی جب سہراب بصدق مطیع اسلام ہوا تو شاہزادے نے شیرین عذار کو بلایا اور بیان کیا کہ لو ملکہ مبارک ہو کہ باپ تمھارے مسلمان ہوئے اطاعت اسلام قبول کی ملکہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای والد نامدار خطا میری معاف کیجیے مگر ابھی تک

دامن عصمت میرا غبار سے پاک ہی وعدہ ہو چکا ہی کہ جب طلسم فتح ہوگا تو مین سحر سے
توبہ کرونگی ای والد نامدار جب ہی آپ بھی سحر سے تائب ہو جیے گا مجکو بڑا خیال ہی
کہ جمشید ہم لوگون کو دیکھکر بہت پریشان ہوگا مگر انشاء اللہ ایسے طور سے مقابلہ
پڑے کہ جمشید کو صدمہ پہونچے اور اپنے مقام پر کہے کہ اس زور و شور سے کوئی
نہین آیا جس رنگ سے ان کا پہونچنا ہوا شاہزادے نے کہا ای سہراب جادو
صاحبقران تمھاری بڑی آبرو کرین گے قدر شناس فلک اساس جو سردار انکے
قبضے مین ہین انکی آبرو کرتے ہین کیسے کیسے لوگ حاضر دربار ہین سب عزیز ہمارے
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر آئین گے انشاء اللہ ہم بھی بشوکت پہونچینگے صحرا مین لشکر
اترا ہی طلسم آبگینہ جو فتح کیا تھا وہ سب مال بھی اسی مقام پر پڑا ہی انشاء اللہ
بروقت روانگی لشکر اس فوج کو بھی ساتھ لے لیوینگے سہراب نے عرض کی ابتو
غلام رخصت ہوتا ہی جاکر لشکر کو بھی تسخیر کرے وہ لوگ بھی سب آپکی اطاعت کرین
ستر ہزار ساحر ساتھ ہین یہ کہکر سہراب رخصت ہوا ملکہ نے پھر صحبت آراستہ کی
گائن سامنے آکر یہ اشعار گانے لگی نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین　　دیکھ ای ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتو تنگی دہر مین　　ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری +　　ای شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا دوسرے دن سہراب جادو مع فوج حاضر ہوا
ستر ہزار ساحر ساحری عہد جمشید زمان ایک ایک اسباب سحر سے آراستہ آمادہ
ہین کہ کسی سے مقابلہ پڑے تو جان دین وہ سحر کرین کہ زمین کو ہلا دین اپنے مقابل
کو خاک مین ملا دین اگر کوئی کہے تو آسمان کے تارے توڑ لائین طبقات زمین
آسمان پر پہونچا دین شاہزادہ بیرون باغ آیا سب ساحرون نے سلام کیا شاہزادے
نے جواب دیا کہ آپ سب صاحب اسی مقام پر اترین انشاء اللہ تعالے کل کوچ
ہوگا دوسرے دن شاہزادہ باغ مین بیٹھا ہی سہراب بھی حاضر ہی کہ چوبدار نے

بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا کاوس بتاتا ہی شاہزادے نے بلایا کاوس نے دیکھا کہ در دولت پہ ہجوم ساحران ہی اندر باغ کے ملکہ ہین اور سہراب جادو بھی حاضر ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ لشکر تیار رہے کل شاہزادہ کوچ کریگا اُس شب کو ساحر تیاری کرتے رہے صبح کو شاہزادہ اُٹھا بعد فراغ نماز سلاح آراستہ کیے لپشت مرکب پر سوار ہوکر باہر نکلے سہراب نے کہا حضور بڑھیں مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہزادہ لشکر کو لیکر بڑھا مگر سہراب نے ایک ابر تیار کیا کہ ابر گہربار کہنا چاہیے اُس ابر پر دو تخت بچھائے ایک پر خود سوار ہوا ایک تخت پہ ملکہ شیرین عذار مع کنیزون کے سوار ہوئین شاہزادہ کوئی کوس بھر نکلا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی آواز آئی دیکھا ایک ابر تیرہ و تار موتی اور پھول برستے ہوے نمایان ہوا جس مقام پر وہ ابر ٹھہر جاتا ہی وہ جنگل آباد ہو جاتا ہی معلوم ہوتا ہی یہ بہار ہی اس دھوم سے یہ شاہزادہ چلا انشاء اللہ ذکر ان کا وقت پر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ کہ برائے فتح مرحلۂ ہفتم گئے ہین ایک باغ مین اُترے وہانسے روانہ ہونا اور شہر کمیاب مین پہونچنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

ای ساقی آفتاب طلعت +
کر دے مے سرخوشی سے مدہوش
سب رند تو اشتیاق مین ہین
پھر تجھسے خدا ہمین ملائے
گلشن کی ہی سیر کسکو بھاتی
رندونکو مے خوشی کی ہی تاک
نہرونکو ہی بحر غم کا اک جوش

ہو شرب شراب مثل شربت
ای ساقی ماہ رو کہان ہی
عاجز ترے فراق مین ہین +
ہر وقت اسی خیال مین ہین
بلبل ہی عجب مزے اُڑاتی
سب نخل خوشی سے جھومتے ہین
ہین غم سے الگ خوشی سے ہمدوش

مینا سے قلم ہی بر سر جوش
آنکھوں سے قمر کی کیون نہان ہی
دیکھین یہ فراق کیا دکھائے
دیکھو تو عجب ملال مین ہین
ہر نخل کی اب ہی سبز پوشاک
منہ پھول کا جھکے چومتے ہین
ہر طائر باغ نغمہ زن ہی

پھولا یہ پھلا ہوا چمن ہی +
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر +
موے سر گل رخان کیا ہی
سلطان سریر ملک ہستی
ہوتے ہین جہاد کو روانہ

ای مالک بے نیاز میرے
ہون فرط قلق سے تار بستر
خاموش قمر کہ کم ہی مہلت
بنیاد نہ بلند و پستی

ای خالق کارساز میرے
اس ضعف نے یہ قلق دیا ہی
جاتے ہین جہاد پر یہ حضرت
یعنی شہ سعد خوش زمانہ

چہرہ فنا جان طلسم معانی و رموز دانان معجز بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** مرے توسن طبع کے پیر لگے + اُڑا کر فلک پر مجھے لے چلے + جب بادشاہ جمجاہ زندانخانۂ طلسمی کو فتح کر کے باغ شیر نگ مین ٹھہرے کئی سو جوان جو قید سے چھوٹے تھے اُسمین کچھ شاہزادے بھی تھے اُن سب جوانون کو ساتھ لیکر در باغ پر اُترے لیکن نہال جادو کہ یہان کا نگہبان تھا جب دارغہ فولاد جادو مارا گیا تو نہال جادو بھاگا ہوا سامنے جمشید ثانی کے آیا کل کیفیت بیان کی جمشید نے جو سُنا کہ بادشاہ نے زندانخانہ فتح کر لیا سب شاہزادے چھوٹے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر شاہزادے کو گرفتار کر لائے ہر چند کہ مالک مرحلۂ ہفتم وہ ساحر ہی کہ جس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا وہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیگا مگر یہان سے مدد جانا ضرور ہی ایسا نہو کہ مالک مرحلۂ ہفتم گھبرا جائے اور اپنے مقام پر کہے کہ کسی نے میری مدد نہ کی یہ جو پکار کر جمشید نے کہا ہزار ساحر افسونساز حاضر ہین اپنے اپنے فنون مین کامل و اکمل ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اگر سامنے کوہ فولاد ہووے تو اُس کو بھی پانی کیطرح سے بہا دیوین کمال سحر دکھا دیوین جب جمشید کی آواز بلند ہوئی اور کسی نے جواب نہ دیا تب جمشید نے جھلا کر کہا کہ یارو مین تمھارے بھروسے پر خدائی نہین کرتا ہون مین خود جاتا ہون اور جا کر مدد کرتا ہون یہ سُن کر ایک تاجدار کہ نہایت سلیس مزاج ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور جمشید سے کہا کہ یا خداوند مین جاتا ہون اور بن پڑتا ہی تو سر بادشاہ کا لاتا ہون یہ کہکر وہ جادوگر کمر باندھنے لگا اور ہتھیار درست کر کے سامنے جمشید کے آیا جمشید نے کہا کہ ای شوکت جادو بہت سمجھ کر جانا کہ

بادشاہ کے پاس لوح طلسمی و لوح محفوظ موجود ہین سب شاہزادے رہا ہو چکے ہین
یاقوت جنی ہر بات کی خبر دیتا ہی کبھی اُنھون نے کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا
لہٰذا تم بہت سمجھ کر جانا شوکت نے کہا یا خداوند کیا کوئی بات اُٹھا رکھون گا
ایسے طور سے لڑون کہ اُن کو عاجز کر دون اور اگر بن پڑا تو لوح طلسمی چھین لون گا
بادشاہ یہان اُترے ہوے ہین شب کو جو برائے آرام گئے رونے کی آواز کانمین آئی
چونکہ دل بادشاہ کا نرم ہی آواز سُنکر بیتاب ہو گئے تنہا اُٹھ کر طرف آواز کے چلے
جب صحرا مین پہونچے دیکھا ایک جوان اندوہ ناک بال سر کے بہت بڑھے ہوے
ہین چہرے پر گرد بھی جمی ہوئی ہی بقول شاعر فرد مارا ز خاک کویت پیراہن ست
بر تن + آنہم ز آب اشک حسرت صد چاک تا بدامن + سر جھکائے ہوے زار زار مثل
ابر نو بہار کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نالے کر ینگے جو بندے کو اجازت ہوگی
حشر ہو جائیگا ای جان قیامت ہوگی

ای صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا +
کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی

حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا
کیا یہ سمجھے تھے محبت مین مصیبت ہوگی

ہی شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سر چوٹ
صبح ہو جائیگی تو کیا مری نوبت ہوگی

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی
بحث ای طفل دبستان تری بابت ہوگی

خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر مین
تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی

ای صبا عشق حقیقی نہ بتون کو ملجا ے
گر ہوا یہ تو امانت مین خیانت ہوگی

سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا ای گرفتار دام مصیبت ہمسے تو
اپنا حال کہو کیا گذرتی ہی تمھارے رونے نے دل بیچین کر دیا ہی جب شاہزادے
نے بہت کہا تب اُس جوان نے سر اُٹھایا جمال جہان آرا دیکھ کر حیران ہو گیا سلام
کیا اور عرض کی کہ آپ میرا حال زار نہ پوچھیے کیا کہون کہ مجھپر کیا گذری حال میرا
لائق عرض کرنے کے نہین ہی سعد نے کہا کہ ای برادر شاید وقت حل مشکل آیا ہو

اور تمھاری مراد حاصل ہو جب سعد نے اس طرح کہا تو اُس جوان نے ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا اے شہریار اصل کیفیت یہ ہے کہ مین فرزند ارتضاے جنگ جو کا
ہون ہماے تاجدار میرا نام ہے اتفاق سے ایک دن براے سیر نکلا قریب شہر
کے صحرا مین ایک پہاڑ ہے اُسپر حسین قزاق رہتا ہے اُسکی بیٹی کو دیکھکر مین عاشق ہوا
آب و دانہ ترک ہوا آخر باپ نے مصاحب بھیجے اُنھون نے آکر دریافت کیا مین نے
بیان کر دیا کہ حسین قزاق کی بیٹی پر عاشق ہوا ہون اُسی کے غم مین یہ نوبت پہونچی
ہے آٹھ پہر اُسی کی یاد کرتا ہون مثل بلبل فریاد کرتا ہون مصاحبون نے جاکر باپ سے
کہا باپ نے حسین قزاق کو پیغام دیا وہ خوش ہوا کہ شاہزادہ والا تبار سے میری
بیٹی کی شادی ہوتی ہے وہ پیغام قبول کر لیا حسین قزاق جو آیا باپ نے بلاکر مجکو
دکھلایا اُس دن کی خوشی کا کیا عرض کرون کہ پھولا نہین سماتا تھا بند قبا ٹوٹ گئے
پھر سامان شادی شروع ہوا حسین قزاق نے مانجھا بھیجا زعفرانی جوڑا پہنا
کئی مصاحب جوان حاضر خدمت باپ نے بڑی خوشی کی شہر سے لیکر تا بہ کوہ
حسین قزاق روشنی کرائی گئی بازارین آراستہ ہوگئین معلوم ہوتا تھا کہ ایک
میلہ جمع ہوا ہے کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاریان ہو رہی ہین ایک جانب سُرخ
و سبز و زرد پالین استادہ ہین اُنمین نازنینین حسین و جمیل تخت پر بیٹھی ہین سامنے
حقہ رکھا ہے گاہک چلے آتے ہین ہر شخص آواز دیتا ہے کہ اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان یہ روپیہ حاضر ہوتا ہے دم کی خبر رہے اپنے ہاتھ سے حقہ پلائیے
الغرض مین برات لیکر چلا باپ نے خوشی کی مجکو گود مین لیکر بیٹھے روپیہ لٹاتے چلے
فوجون کے ہنگامے جوانان سُرخ پوش ہمراہ مکان پر دُلھن کے پہونچے رسمین
ہونے لگین مین ہاتھی سے اُترا بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا قاضی نے آکر نکاح پڑھا
بعد اُسکے قاضی رخصت ہوے تھوڑی دیر کے بعد دس عورتین نظر آئین اُن عورتون
کو دیکھ کر مین نے پوچھا کہ ان سے کیا مطلب ہے حسین نے کہا کہ یہ ہماری بیٹی کے
ساتھ رہتی ہین دولھا کو دیکھنے آئی ہین باعث یہ ہے کہ دلھن بہت حسین ہے اگر دولھا

بھی ویسا ہی ہوگا تو یہ جاکر کہدینگی کہ ٹھیک ہی مجکو یقین کامل ہی کہ دولہا بھی ویسا ہی ہوگا آپ کی عنایت سے اُن عورتون نے جاکر دلھن سے بیان کیا کہ دولہا بےمثل و بےنظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی غرضکہ رخصت کے وقت حسین قزاق نے بہت کچھ دیا کئی سو چھکڑے جہیز سے لدے ہوے ساتھ ہوے جب مین نے عروس کو سوار کرایا تو اُس وقت کی خوشی کیا عرض کرون بادشاہ تو آگے بڑھ گئے مین بدنصیب تخت پر سوار ہوا باپ نے میرے کوئی بات نہین اُٹھا رکھی خوب روپیہ لُٹایا اُس پہاڑ کے آگے ایک پہاڑ ہی کہ اُسے کوہ قزاقان کہتے ہین تمام ملکون مین مشہور ہوگیا تھا کہ حسین قزاق کی بیٹی کا عقد ہمارے تاجدار کے ساتھ ہوا ہی اُسی درۂ کوہ مین مثال نامے قزاق رہتا تھا جب برات اُسکے درے کے قریب پہونچی تو وہ قزاق گینڈے پر سوار ہوکر نکلا نعرہ کرکے آپڑا ہرچند کہ باپ کے ساتھ بہت لوگ تھے لڑائی کو روک رہے تھے کہ مثال بڑھا قریب محافے کے آیا مین نے جو دیکھا تاب باقی نہ رہی پکار کر کہا کہ او نالائق خبردار اُدھر نہ جانا تو مال کے واسطے آیا ہی جسقدر چاہے مال لیجا اُسنے کچھ جواب نہ دیا پردہ محافے کا اُسنے اُٹھایا مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین جا پڑا اگر اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا لوگ مجھے ہٹا لائے اُس بیحیا نے محافے سے ملکہ کو نکال لیا گینڈے پر سوار کیا مین لڑتا بھڑتا پھر سامنے مثال کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا مین نے نیزہ توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے روکا روک کر اُسنے جو ہاتھ مارا تو میرا سر زخمی ہوا مصاحبون نے مجکو پھر ہٹا لیا مثال قزاق لڑتا ہوا ملکہ کو لیگیا مین بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھتا رہگیا نظم

وہ نازنین ہے نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا + جو پہنی پھولون کی بدھی تو دردِ شانہ ہوا

شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا + ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

نہ زلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی + ہر ایک بات مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

توانگرونکو مبارک ہو شمع کافوری + قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

بھرا ہی شیشۂ دل کو مئے محبت سے + خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون — لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی — رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی — کہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا
یہ آج شام ہی سے وہ سو رہے آتش — ہمارا نالۂ دل گردش کو فسانہ ہوا

والد نے جو مجکو بہت بیقرار پایا اُس ظالم کو نامہ لکھا کہ جسقدر کہو تم کو روپیہ دین مگر ملکہ کو دیدو اُسنے جواب دیا کہ جو کوئی مجکو زیر کرے تب معشوقہ لیوے ملکہ کے باپ حسین قزاق نے جاکر مقابلہ کیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرے باپ نے قصد کیا اور لشکر کشی کرکے گئے مثال قزاق جوشان وخروشان نکلا میرے باپ کو بھی زخمی کیا مین کئی مہینے بیمار رہا مگر وصل اُس نازنین سے آج تک نہین ہوا اُسی کے غم مین دیوانہ ہوکر نکل آیا اس نخل کے نیچے آکر بیٹھا ہون یہ میرا حال ہی سعد شہریار نے کہا کہ ای برادر ہم اُس سے مقابلہ کرینگے اگر خدا چاہیگا تو تمھاری معشوقہ تم سے ملا دینگے ہمارے تاجدار یہ سنتے ہی اُٹھ کر گرد پھرنے لگا کہتا تھا ای مسیحای زمان آپ کی باتون سے دل کو تقویت ہوئی سعد کے ساتھ ہمارے تاجدار آیا اِسکا باپ بھی سُنکر پہونچا اور سعد کے قدمون پہ گر پڑا باپ بیٹے دونون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوے دوسرے دن سعد شہریار نے کوچ کیا قریب کوہ مثال آکر اُترے مثال قزاق نے خبر سُنی کہ ہمارے تاجدار بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر آیا ہی اُسنے مقابلہ پڑیگا جوشان وخروشان درۂ کوہ سے نکلا میدان مین آکر آواز دی کہ وہ کون جوان ہی جو ہمارے تاجدار کی مدد کو آیا ہی میرے مقابلے مین آوے تو حال معلوم ہو سعد شہریار نے مرکب بڑھایا سامنے مثال قزاق کے آئے مگر مثال نے جو صورت زیبا دیکھی عاشق ہوگیا کہتا ہی آپ مجھسے مقابلہ نہ کرین اور ای شہریار مین اُس کی محبت مین دیوانہ ہو رہا ہون کئی مہینے سے میرے پاس ہی مگر قبول نہین کرتی ہی امیدوار ہون کہ اُسکو سمجھا دیجیے سعد نے فرمایا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا ہمارے تاجدار پیشتر مسلمان ہوا اب مین تمھاری فریاد کیونکر سنون بس اب بہتر

اسی مین ہی کہ صبر کرو مین مشتاق ہون کہ تمھارا زور دیکھون مثال قزاق نے نیزہ مارا
سعد شہریار نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے بڑھ
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مگر مثال لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آ گئے کشتی ہونے لگی لشکر جانبین کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ سعد نے تنگ
کر دیا ہی جہان پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ مثال قزاق کی زرہ پارہ پارہ
ہو گئی پیشانی سے خون بہہ رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی لڑتے لڑتے تین پہر گذر رہے پہر دن
رہے مثال نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرکے دوڑا پانچ چھ قدم پر آکر سعد شہریار
پلٹے پچیس قدم پر ریل کر لائے وہان آکر ایک مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے ملے سعد نے
ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ لنگر تو قایم کر لو کوئی عذر باقی نہ رہے مثال نے
لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہوا سعد شہریار نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور
نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار ہے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + پہلے زور مین لنگر اُکھیڑ کر تا بہ
زانو لائے دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین
پر پھینکدین مثال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تابعدار ہوت جو حکم
فرمایئے بجا لاؤن سعد نے مثال قزاق کو کلمہ پڑھایا کہا معشوقہ کو لاؤ مثال
رونے لگا کہا ای شہریار سامنے ایک قلعہ ہی کہ مبہوت دراز دندان وہان کا
حاکم ہی بیٹی اُسکی مہتاب رخسار نام ہی مدت سے اسیر عاشق ہون مین نے بہت
پیغام بھیجے مگر مبہوت نہین قبول کرتا جواب دیتا ہی کہ مین قزاق کے ساتھ اپنی
بیٹی کی شادی نہ کرونگا مین نے ناچار ہوکر عرضیان بھی لکھین مگر وہ مغرور ایسا ظالم
ہی کہ جواب صاف دیے پھر ایک عرضی کی پشت پر یہی جواب لکھدیتا تھا حلوا خوردن
را روے باید ای مثال قزاق بادشاہون کی بیٹیان قزاقون کے گھر نہین جاتی ہین
یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کرنا چار ہو گیا اب حضور سے اطلاع کرتا ہون
امیدوار ہون کہ مراد اپنی پاؤن اس معشوقہ سے دل لگایا اسنے ہمیشہ مجھسے نفرت کی

نے مجھے بھی اسکا ساتھ منظور نہین ہی یہ کہکر قفس ہٹوادیا سعد شہریار نے دھوم سے بھاسے تاجدار کا عقد ساتھ محبوب کے کیا اور مثال کو مع قزاقون کے ساتھ لیا طرف قلعۂ مبہوت کے چلے مبہوت کو خبر ہوئی کہ مثال قزاق طلسم کشا کو ساتھ لیکر آتا ہی رفیقون سے صلاح کی رفیقون نے کہا کہ وہ بڑے بہادر ہین علاوہ ازین صاحب لوح ہین چاہتے ہین کہ اپنے کو تا بہ مرحلۂ ہفتم پہونچائین اگر وہ یہان تک آ گئے تو بیشک یہ قلعہ فتح ہوجائیگا مبہوت گھبرایا سب نے کہا قلعے سے نکل چلیے صحرا مین بسر کرینگے جب وہ چلے جاوین گے تو ہم لوگ چلے آوینگے شاید کوئی صورت پیدا ہو مبہوت نے اس بات کو پسند کیا فورًا کچھ اسباب لدوایا دو چار سو خوان کھانے کے بھی ہمراہ لیے اس طرح سے مبہوت نے قلعے سے چلنے کا ارادہ کیا بیٹی کو بھی ساتھ لے لیا اور بھانجے کو اپنے حاکم قلعہ کیا کہا جب بادشاہ آئین تو تم جاکر ملاقات کرنا اور عرض کرنا کہ وہ بیٹی کو ساتھ لیکر براے شکار گئے ہین مگر اب سال بھر مین آئین گے مین ناچار ہون اگر وہ معشوق میرے قبضے مین ہوتی تو مین فورًا حاضر کرتا یقین ہی کہ اُن کو تمھارے حال پر رحم آئے اور کچھ نہ کہین یہ سب سامان کرکے مبہوت روانہ ہوگیا جنگل و دشت مین پھرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت ویران کف دست میدان تھا بونڈلے گرد کے ہر طرف اُڑتے پھرتے ہین زاغ و زغن بےحساب ہر طرف دکھین طائرون کا جماؤ ہی چونکہ دن کم باقی تھا اُسی مقام پر اُتر پڑا ساتھ والون سے کہا اب اسی مقام پر اُترنا مناسب ہی رات یہان بسر کرین گے صبح کو نکل چلین گے سب اُسی مقام پر اُتر پڑے مگر ایسا صحرا گرم ہی کہ کسی کو نیند نہ آئی اپنے اپنے بستر ون پر بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی یہ صحرا ہی یا کرۂ نار جب ہوا چلتی ہی تو منھ پھک جاتا ہی مبہوت بھی گھبرا کے بستر گاہ سے نکل آیا رات قلیل باقی ہی کہ آندھی سیاہ اُٹھی خاک اُڑنے لگی ہر سمت ایسی تاریکی چھا گئی کہ سب لوگ گھبرانے لگے سامنے درخت چنار تھا دیکھا اُسپر سے ایک ساحرہ اُترتی ہوئی آتی ہی باک سر کے پریشان تہمد بیلی باندھے ہوئے ایک

چادر سیاہ سر پر درخت پر سے جو مبہوت کو دیکھا کہا ای برادر تم قلعے کے رہنے والے
یہان کیونکر آئے مبہوت نے کہا کہ ای ملکہ صحرا النورد عجب مصیبت مین ہون کہ
غریب الوطن ہوا جنگلون مین پھر رہا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد کہ فتاح
طلسم جمشیدی ہین قلعے پر آتے ہین اور خواہش یہ ہی کہ میری بیٹی کے ہمراہ مثال
قزاق کی شادی کرین ہمارے تاجدار بھی اُن کے ساتھ ہی جب مین نے دیکھا کہ
اُن کا مقابلہ نہ کرسکونگا قلعہ ہاتھ سے جائیگا بیٹی قزاق کے گھر مین جائیگی آخر
ناچار ہو کر آوارہ وطن ہوا اس صحرا مین پہونچا مجبور ہو کر اُتر پڑا تو ای صحرا النورد
اگر ہو سکے تو اس وقت مین ہماری مدد کر صحرا النورد نے کہا کہ مین چلتی ہون
جاتے ہی وہ آفت برپا کرون کہ سب بھاگ جائین سامنے قلعے کے نہ ٹھہر سکین
سب نے کہا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب لوح ہین صحرا النورد نے کہا دوسری
تدبیر یہ ہی کہ اُنکے ساتھ والے اُنکے دشمن ہو جائین کیا تعجب ہی کہ وہ ہی سب ملکر
اُن کو قتل کرین مبہوت نے کہا ای ملکہ بڑا احسان ہوگا مہتاب رخسار
بھی اسی غم مین آٹھ پہر رویا کرتی ہی میرے ساتھ نہ آتی تھی اور کہتی تھی کہ آپ
مجکو یہان چھوڑ جاوین جب وہ جبر کرین گے تب مین اپنی جان دیدونگی یہ سنکر
صحرا النورد نے کہا آپ چلیے اور چلکر قلعہ کو آراستہ کیجیے مین بھی تھوڑے عرصے
مین آتی ہون مبہوت خوش ہو گیا خوشی خوشی پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ
یہ مدد خداوند جمشید ثانی ہی کہ تم لوگ آوارہ ہو کر نکلے تھے اب خوشی خوشی
اپنے وطن چلو دیکھا سب نے کہ کس طور سے وہ آئی تھی معلوم ہوتا ہی کہ رات
کو یہ اسی صحرا مین رہتی ہی غرض سب نے کوچ کیا پلٹ کر قلعے مین آئے اور یہ خبر
سُنی کہ کل وہ سب آجائینگے قلعہ بند کیا خندق پانی سے بھر کر دی توپین بُرجون
پر لگادین دوسرے دن دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ آگے آگے پہلو مین
مثال قزاق اور ایک طرف ہمارے تاجدار پشت پر لشکر چار ہزار جوان مسلح
و مکمل آکر اُترے مبہوت کو نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای مبہوت ہم تم سے

کہتے ہین کہ مثال قزاق نے قزاق ترک کی اب وہ ہمارا افسر ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی
بیٹی کا عقد مثال کے ساتھ کردو یہ جو نامہ بادشاہ نے تیار کیا پکار کر آواز دی
کہ تم مین سے ایک جوان چاہتا ہون کہ یہ نامہ لیکر جائے اور مبہوت کو سمجھائے
کہ سلطنت نہ بگاڑو و نجمین کو حاکم قلعہ کرونگا کیا مجال ہی کسی کی کہ تم سے آنکھ ملا سکے
مثال قزاق اپنے مقام سے اُٹھا اور نامہ لیکر چلا اس خوشی مین کہ خبر در محبوب
تک تو پہونچونگا جب سامنے قلعے کے پہونچا وہان سے گولے پڑنے لگے مثال
نے رومال ہلایا اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ نامہ دار ہی اندر قلعہ کے بلا لیا مثال نے
جا کر ادب سے مبہوت کو سلام کیا مبہوت مثال قزاق کو دیکھکر بہت جھلایا
ملکہ بارگاہ مین جگہ دی مثال قزاق نے وہ نامہ پیش کیا مبہوت نے جو وہ نامہ
پڑھا جھلا کر نامہ چاک کر ڈالا مثال قزاق نے کہا کہ او بے ادب یہ تو نے کیا
کیا ایک پہلوان سرکوب نامے پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای مثال قزاق
ہمارے شاہ سے سخت گفتگو کرے یہ نامہ اسی لائق تھا مثال قزاق نے کہا کہ
او سرکوب تو کیون دخل دیتا ہی سرکوب نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال قزاق
نے وار خالی دیکر ایک تمانچہ مارا کہ سرکوب دنگل سے گرا پھر مثال نے اپنے
مقام سے اُٹھکر سرکوب کو چیر ڈالا قضائے کار مہتاب رخسار بالائے بام
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی کنیزون سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو کیسا بہادر ہی
کہ اکیلا نامہ لیکر آیا اور سرکوب کو مارا سرکوب کے مرتے ہی اور پہلوان بگڑ گئے
مثال قزاق اُن سب سے لڑنے لگا دو چار جوان اسنے مار ڈالے مبہوت
چاہتا ہی کہ اس کو گرفتار کرون مگر کسی کی مجال نہین ہی کہ مثال قزاق کے
قریب آئے جو قریب آیا مثال کے ہاتھ سے مارا گیا مہتاب رخسار کوٹھے سے
دعا کر رہی ہی کہ ای مسلمانون کے خدا اسے نادیدہ میرے وارث کو بچائے نظم

حق چو اپر میکند پیدا ز سنگ — قطرہ را بخشد چو گوہر آب و رنگ
گریہ را ساز د ضعیف و ناتوان — زور سر پنجہ بہ بخشد با پلنگ

تازہ تازہ میدہد ہر دم شکار +
بر د انسان را ابران عالی مکان
گہ کند یا صلح اصلاح جہان
میشود تعمیل احکام خدا +
صاحب بینش چہ بیند قدرتش
بینوا را سلطنت بخشد خدا
میدہد از ابر رحمت کردگار +
رنگ تازہ روز و شب شام و سحر
اہل دولت را فراخی داد حق
جن و انسان جملہ وحش و طیر را +
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب
ہندی آن صورت کجا آید نظر

رازق روزی بشیر تیز چنگ
مرکب اندیشہ مجہ جاے کہ لنگ
انتظام خلق گہ سازد بجنگ
در زمانہ بیتوقف بید رنگ
صاف ماند صورت آئینہ زنگ
او بہ گم ناماں بہ بخشد نام و ننگ
سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
میشود ظاہر ازین کاخ دو رنگ
تنگدستان را بہ تنگی کرد تنگ
روزی ہر روز بخشد بید رنگ
گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
تا نگردد دور از آئینہ زنگ

ای کریم و رحیم میرے وارث کو بچا لے اس بدعت سے امان دے کیسے ناحق لوگ ہین کہ ایک اکیلے پر یہ بلوہ مگر وہ رستمانہ لڑ رہا ہی کسی سے نہین دبتا ہی جمشید ثانی کو پکارنے لگا کہ یا خداوند میری مدد کیجیے مین سے کیون نامرد پھاڑا کیسے کیسے پہلوان مارے گئے میری طرف ہر مرتبہ قصد کرتا ہی لیکن نمک حلال جمع ہین وہ مجھ تک نہین آنے دیتے حقیقت مین جیسا اسکا سردار ہی ویسا ہی ملازم ہی قیامت برپا کردی تمام بارگاہ خون سے رنگین ہی مبہوت نے جو بیقرار ہوکر آواز دی وہ ہی آندھی سیاہ اٹھی مبہوت نے کہا یارو اب نہ گھبراو فقط اس کو گھیرے رہو ملکۂ عالم آتی ہین وہ آتے ہی گرفتار کر لیونگی اسوقت یہ مجبور ہوگا مبہوت نے دیکھا کہ صحرا نورد آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہی مبہوت نے سلام کیا کہا ای صحرا نورد اس جوان نے آفت برپا کردی ہی صحرا نورد نے دیکھا کہ ایک پہلوان رستم وقت بیچ مین گھرا ہوا ہی اُسکے قریب

کوئی نہین جانتا مہبوت سے کہا یہ جوان کون ہی مہبوت نے کہا نامہ دار طلسم کشا
ہی ای ملکۂ عالم اسکو گرفتار کرلو صحرالورد نے سحر کیا کہ مثال قزاق چرخ کہا کر
گرا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی مہبوت نے اشارہ کیا لوگ ٹوٹ پڑے بیہوشی
مین مثال قزاق کو گرفتار کرلیا آہنگر کو حکم دیا کہ اسکو مسلسل و مطوق کرو جب
مسلسل و مطوق ہوچکا تو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو دیکھو صاحبو تم لوگون نے
ملکہ کا کمال دیکھا کہ ایک اشارے مین یہ جوان گرفتار ہوگیا صحرالورد نے کہا
آج شب کو سحر روانہ کرونگی ہمراہیان شہریار اُن کے دشمن ہو جائینگے لوح
کام نہ آئیگی مگر ہرکارون نے سعد سے جو وہان موجود تھے بادشاہ سے
آکر سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ مثال قزاق کو سحر کرکے گرفتار کرلیا ہی
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا قزاقون نے
کہا بھی کہ اگر حضور فرماوین تو بلوہ کرکے قلعے کو لے لیوین اپنے افسر کو رہا کرین
بادشاہ نے فرمایا مجکو قلعے مین چلنے مین عذر نہین ہی مگر یہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی
ضائع ہو مین خود تم سب کے ساتھ چلونگا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی مہبوت
کو خبر پہونچی کہ بادشاہ نے طبل جنگی بجوا دیا صحرالورد سے کہا کہ بادشاہ نے
طبل جنگی بجوایا ہی صحرالورد یہ سُن کر ایک گوشے مین جا بیٹھی سحر کرنے لگی
تیاریان ہونے لگین مگر بادشاہ اپنے سردار کے واسطے اسقدر بیقرار ہین
کہ شب بھر نیند نہین آئی بیدار رہے دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برستا
ہوا نکل گیا صبح کو بادشاہ دربار مین آکر بیٹھے اس انتظار مین تھے کہ سردار
آلین تو سوار ہون کہ چند سردار آکے آتے ہی بادشاہ سے گفتگو کرنے لگے
کہ کیون حضور آپ نے مذہب ہمارا کیون لیا ہم آپ سے اسکا بدلہ لین گے
بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرداران نامی تم اپنے ہوش مین نہین ہو سب نے
کہا ہم آپ کا کہنا نہین سنے اور آپ کو قتل کرین گے تھوڑے ہی عرصے مین
سب قزاق آکر جمع ہوگئے بادشاہ کو گھیر لیا بادشاہ ہرچند لوح چمکاتے ہین

مگر کوئی نہین مانتا چاہتے ہین کہ بادشاہ پر ٹوٹ پڑین اور بادشاہ کو قتل کرین لیکن
بادشاہ قبضے پر ہاتھ رکھے ہوے خاموش بیٹھے ہین ایک ایک کو سمجھا رہے ہین
کہ بھائیو سمجھ کر کلام کرو گستاخ نہ ہو مین تم سب سے باہر نہین ہون ایسا نہین ہون
کہ مین تم سے ہٹ جاؤن کیون بلوہ کرتے ہو مگر ہمارے تاجدار اور باپ اسکا
دمبدم یہی کہہ رہا ہی کہ حضور ہم لوگ نہ مانین گے جس طرح سے ممکن ہوگا آپ کو قتل
کرین گے بادشاہ نے فرمایا مجکو قتل کرکے زندہ نہ بچو گے ہمارے تاجدار نے ارادہ
کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مگر بادشاہ اسی انتظار مین تھے کہ یہ لوگ حملہ کرین تو
مین جواب دون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز
یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ لوگ سحر مین ہین نہایت مشکل ہی کیونکہ یہ لوگ میرا کہنا مانین
دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ اس تردد مین تھے کہ یکایک زمین شق ہوئی اور یاقوت جنی
پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا وہ پرچہ آکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا کہا
ای شہریار یہ سب سحر صحرا الورد کا ہی اس پرچے مین اسم لکھا ہی اسکو پڑھکر ان
سب پر پھونک دیجیے وہ پرچہ بادشاہ ہاتھ مین لیتے ہی اسم پڑھنے لگے سب کے
پہلے ہمارے تاجدار پر وہ اسم پڑھ کر دم کیا کیونکہ یہ سامنے کھڑا تھا پھر اُس
پرچے کو سب کو دکھایا جسکی نگاہ اُسپر پڑ گئی سحر اُتر گیا ہمارے تاجدار قدمون پر
گر کہا حضور معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کو
قتل کرین لیکن وہ ہاتھ ٹوٹین کہ جن ہاتھون سے آپکے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ آنکھین
پھوٹ جائین کہ جن سے آپ کو بہ نگاہ بد دیکھا بادشاہ نے ہمارے تاجدار کو گلے
سے لگا لیا سب قزاق راہ پر آئے اُس پرچے کو بادشاہ نے کمر مین رکھا بارگاہ
سے نکل کر کھڑے ہوے حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ تھا سردار بھی سب گرد کھڑے تھے
پھر لکۂ ابر آسمان پر اُٹھا بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ وہ لشکر پر آکر محیط ہوا لشکر
اسلام کو گھیر لیا یکایک بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین بادشاہ نے لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر لوح چمکی اُس مقام سے ابر ہٹ گیا مگر ہر طرف سے ابر سیاہ

کے ٹکڑے اُٹھو سے ہیں بادشاہ نے شیشہ پانی کا منگایا اُس پہ لوح کو چھپکایا اور
اسم حاشیہ پڑھ کر پانی پہ دم کیا تمام لشکر پر وہ پانی چھڑکوا دیا اب قطرہ پانی کا
نہیں برستا ہی ابر رُکا ہوا کھڑا ہی یاقوت جنی نے عرض کی کہ ہمرا سے چند ساعت
لوح محفوظ مجکو دیجیے تو مین جاکر اس ابر کو مٹاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ گلے
سے اُتار ی اُتار کر یاقوت جنی کو دی یاقوت جنی لوح محفوظ لیکر بلند ہوا جاکر
ابر سے لوح محفوظ کو مس کیا جیسے ہی لوح ابر سے مس ہوئی ایک دہ تا ٹا ہوا
ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا ابر کے غائب ہوتے ہی بادشاہ گھوڑے پہ
سوار ہوے سب سردار پشت پہ ہین مبہوت نے دیکھا کہ ابر بھی مٹا جو لوگ شاہ
کے دشمن تھے وہ ہی سب آتے ہین اور ایسے آمادہ ہین کہ چاہتے ہین جاکر قلعے کو
اُڑا دیوین ٹاپون سے پامال کرین مبہوت نے کہا ای صحرا النور د سحر کا تمھارے
خاتمہ ہو چکا اب مناسب ہی کہ گولہ اندازون کو حکم دو صحرا النورد نے کہا کہ ای
مبہوت مین نے ایسا سحر کیا کہ ہاتھ زخمی ہی گوشت کاٹ کاٹ کر پھینکا مگر کوئی زور
نہ چلا یہ کہکر طرف گولہ اندازون کے پلٹی اور کہا گولے مارو گولہ اندازون نے
توپون کو جھکا یا صحرا النورد نے نہین معلوم کیا پڑھ کر پھونکا کہ توپین گر جین اور
کیڑے کیڑے آگ اُگلنے لگین بادشاہ کے ہاتھ مین گرز ہی مگر پشت پہ چند لوگ تھے وہ
اُڑ گئے بادشاہ نے یہ معرکہ دیکھ کر سب کو روکا فرمایا تم لوگ ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون
یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مہتاب رخسار بام پہ سے دیکھ رہی ہی کہ بادشاہ آتے ہین
گولون کو رد کرتے ہوے کہنے لگی ایسے بہادر نگاہ سے نہین گذرے تھے مبہوت
نے کہا ای صحرا النورد اب کیا تدبیر کرون بادشاہ گولون سے نہین ڈرتے ہین
صحرا النورد نے کہا تمھارے یہان مثال قزاق قید ہی اُسکو بالاے قلعہ لاؤ
اور زیر تیغ بٹھاؤ بادشاہ سے کہو مجھے ایک شب کی مہلت دو اگر نہ مانوگے
تو مین مثال قزاق کو قتل کر ڈالونگا قتل ہونا اپنے سردار کا گوارا نہ کرینگے اور
پلٹ جائینگے کوئی صورت جان بچنے کی اور نہین ہی مہتاب رخسار نے بھی کوشش سے

دیکھا کہ مثال قزاق کو سب کھینچتے ہوے لائے بادشاہ جمجاہ قریب خندق کے پہونچ چکے تھے کہ مبہوت نے پکار کر کہا کہ ای شہریار آپ کا ملازم قتل ہوتا ہی ہم کو ایک شب کی مہلت دیجیے کل یا تو بیٹی کی شادی کردینگے یا تو آپ سے لڑینگے مگر مہتاب رخسار کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر ہین نظم

منزل گور اب مجھے ای آسمان درکار ہی	مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہی +
ساحل دریاے ہستی ہی کنارہ گور کا	کشتیِ تن کے لیے کب بادبان درکار ہی
دیکھیے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوبجائے	یار کو پیراہنِ آب روان درکار ہی +
کچھ علاج وحشتِ عاشق نہین جز خواب مرگ	ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہی

مہتاب رخسار نہایت بیقرار ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ ساحرہ نے کیا مکر کیا مگر مثال نے پکار کر کہا کہ حضور مشقت کرکے آئے ہین اب میرے قتل ہونے کا خیال نہ کرین سعد شہریار نے فرمایا ای مثال کیونکر ہوسکتا ہی کہ تم قتل ہو جاؤ پھر مین معشوقہ کو کسکے لیے لونگا یہ چاہتا ہون کہ قدرت پروردگار سے تم صحیح و سالم رہو اور مین قلعہ فتح کرون ای مبہوت مین پلٹا جاتا ہون میرے سردار کو نہ ستاؤ مجھے اشتیاق ہی کہ میرے ملازم کو تکلیف پہونچے مہتاب رخسار نے جو یہ سب باتین بادشاہ کی سُنین کنیزون سے کہا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اپنے نوکر کا کسقدر پاس ہی کہ قلعہ لے کر چھوڑ دیا مگر مین خوب سمجھ گئی کہ باپ میرے اطاعت اُن کی کسی طرح نہ کرین گے ساحرہ کی صلاح مین ہین وہ مکارہ جو کہتی ہی وہ ہی کرتے ہین خیر جو مجھسے بن پڑیگا وہ کرین گے خواہ جان جائے خواہ رہے مقام افسوس ہی کہ ہمارا دلدار تو قید مین ہی اور ہم آرام سے بیٹھے ہین یہ کھانا بجاے زہر ہی معشوق تک نہ پہونچنا قہر ہی یہ کہکر ایک گوشے مین جاکے بیٹھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین صورت مثال کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ وزیرزادی اِسکی گل اندام نامے سامنے آئی آتے ہی قدمون پر گر پڑی کہا اری جو آپ کے دل مین ہی وہ ہم سے تو کہیے ہم سب آپ کے شریک ہین ملکہ رونے لگی کہا ای گل اندام تجھنے دیکھا

کہ صحرالنور دنے سحر کیا اُن کا کوئی حرج نہ ہوا آکر قلعے کو لیا مگر اپنے افسر کو زیر تیغ
دیکھا پلٹ گئے یہ نہ گوارا کیا کہ ہمارا ملازم قتل ہو ایسے جری و بہادر نگاہ سے
نہیں گذرے ہونگے ای گل اندام کیا تدبیر کرون کہ اپنے معشوق مثال قزاق
کو رہا کرون یقین ہی کہ ناظرین مجکو برا کہین اور اگر کوئی ثابت قدمی ہمسے سرزد
ہوئی تو میان قمر صاحب حال ہمارا کتاب مین لکھین گے کہ ہزارون کی نگاہ سے
گذرے پڑھنے والے کہین کہ عورت نے کمال کیا معشوق کے واسطے اپنی جان
دیدی مین تو مسلمان ہوچکی جمشید ثانی پر لعنت کرتی ہون کنیزون نے کہا آپکے
باغ کے پہلو مین قیدخانہ ہی کنج باغ سے نقب دیجیے قیدخانے مین پہونچ جائیگی
وہانسے اُن کو رہا کر لائیے اپنے باغ مین رکھیے پھر آگے اور تدبیر بتائین گے
ملکہ خوش ہوگئین اور اس بات کو بہت پسند کیا چند کنیزون کو ساتھ لیا گوشۂ
باغ مین آئی چند کنیزون کو اشارہ کیا اُنھون نے نقب دینا شروع کی ملکہ بھی
شریک نقب ہین تھوڑی دیر کے بعد چہرہ نقب کا قیدخانے مین ٹوٹا ملکہ مع
کنیزون کے قیدخانے مین آئین دیکھا مثال قزاق زنجیر پر سر رکھے ہوے پڑا
ہوا ہی پائون کی آہٹ سُن کر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آفتاب عالمتاب سامنے
سے آئی آتے ہی قید مثال قزاق کی کاٹنے لگی مثال قزاق چہرۂ زیبا دیکھکر
حیران جمال و محو دیدار ہوا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی واسم
گرامی کیا ہی جو آپ نے مجھپر یہ پرورش کی یہ پرورش کا کیا باعث ہی مہتاب رخسار
نے سر جھکا کر کہا کہ مین مہوت کی بیٹی ہون مہتاب رخسار میرا نام ہی تمہاری
رہائی کو آئی ہون مثال قزاق کو اسقدر جوش ہوا کہ قید توڑ ڈالی زنجیرین توڑ کر
پھینکدین ملکہ نے مثال قزاق کو ساتھ لیا اور نقب سے نکال کر اپنے باغ
مین لائین مسند آراستہ کی اُسپر بٹھایا کھانا سامنے آیا ملکہ ساتھ کھانے بیٹھین مثال
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب تک آپ کلمہ نہ پڑھیے گا تب تک کھانا مین آپ کے ہمراہ
نہ کھاؤنگا مہتاب رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین پہلے ہی جمشید ثانی

لعنت کر چکی ہون مین نے دین اسلام اختیار کیا چاہتی ہون کہ یہان سے نکل چلیے مثال قزاق نے کہا ملکہ بڑے خرابی کی بات ہی ایسا نہ ہو کہ آقاے نامدار کے خلاف گذرے کہ کیون معشوق کو ساتھ لیکر بھاگے وہ جری و بہادر ہین اُنکے یہان قاعدے مقرر ہین ملکہ نے کہا صبح کو جب مبہوت سُنے گا تو بڑی آفت برپا ہوگی اور لشکر کشی کریگا مثال قزاق نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین لشکر سے نہین ڈرتا ہون مین سعد شہریار کا غلام ہون اگر دس لاکھ بھی آئین گے تو اُنسے سمجھ لونگا کسی مقام پر رُکونگا نہین آخر کنیزون نے بھی یہی کہا کہ اسی مقام پر رہیے جب وہ لشکر کشی کریگا تب دیکھا جائیگا گل اندام وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ ایک نامہ لکھیے اور لکھ کر پیکان تیر مین باندھیے طرف بادشاہ کے پھینکیے بادشاہ کو خبر ہو جائیگی مثال قزاق نے کہا کہ اے وزیرزادی یہ بات خوب بتائی مجھکو بہت پسند آئی جب بادشاہ کو خبر ہو جائیگی اور یہان جنگ شروع ہو گی خدا اُن کو سلامت رکھے فورًا تشریف لائین گے ملکہ نے کہا صاحب تدبیر ہو چکی بس اب کھانا کھاؤ مثال قزاق نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ساقی بچے حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی گائین عمدہ عمدہ سامنے آکر بیٹھین اور بجوش الحانی بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا + جو پہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا + ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی + ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری + قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے + خدا کا گھر تھا جہان وان شراب خانہ ہوا
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون + لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی + رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا +
خدا درازکرے عمر چرخ نیلی کی + + کہ بیکسونکے مزارون کا شامیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسایے سوتے ہے آتش | ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

مگر صبح کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک تیر مورچے پر پڑا ہی اور پیکان تیر مین نامہ
بندھا ہی سعد شہریار نے حکم دیا کہ وہ نامہ میرے پاس لاؤ ملازم گئے اور جاکر وہ
نامہ لائے لاکر خدمت مین بادشاہ کی پیش کیا سعد بن قباد نے وہ نامہ پڑھا اُس
نامے مین لکھا تھا کہ ای شہریار دختر مبہوت مجکو اپنے باغ مین لائی ہی امیدوار ہون
کہ آپ تشریف لائیے قلعے کو فتح کیجیے بادشاہ جمجاہ وہ نامہ پڑھتے ہی فوراً ہتھیار
لگا کر تیار ہوے بادشاہ کے تیار ہوتے ہی سب تیار ہوے بادشاہ باہر نکلے
یہان مبہوت کو خبر ہوئی کہ قیدخانہ خالی پڑا ہی ہتھکڑیان اور بیڑیان کٹی پڑی
ہین مبہوت بہت حیران ہوا اور صحرالنورد سے کہا کہ ای صحرالنورد وہ جو گمان
تھا آج غلط ہوگیا کل مثال قزاق کی وجہ سے وہ سب پلٹ گئے تھے اب وہ ہرگز
نہین پلٹین گے کیا تدبیر کرون صحرالنورد نے کہا نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی بادشاہ
نے گھوڑا بڑھایا مبہوت بالاے قلعہ آکر بیٹھا صحرالنورد بھی برابر بیٹھی ہی بادشاہ
یلغر کر کے چلے خیال ہی کہ ہمارا سردار مثال قزاق آرام سے ہوگا مبہوت نے
توپون کو حکم نہ دیا صحرالنورد سے پوچھا بتاؤ کیا تدبیر کرون صحرالنورد نے کہا کہ
ایک گنہگار کو بلائیے مین اُس کی صورت بدل دون اور مثال قزاق کی صورت
بنادون مبہوت نے ایک گنہگار کو بلایا ساحرہ نے شکل بدل دی پھر اُسکو زیر تیغ
بٹھایا اور بادشاہ سے پکار کر آواز دی کہ آپ کا سردار قتل ہوتا ہی دو راتون
کی ہمکو مہلت دیجیے بادشاہ نے بڑا افسوس کیا اور پکار کر کہا کہ میرے سردار
کو تکلیف نہ دو مین پلٹا جاتا ہون دو روز مہلت مانگتے ہو مین مہلت دینے کو
موجود ہون بعد دو روز کے یا جنگ کرنا یا اصلاح کر لینا مبہوت نے مناسب
وقت جانکر بہتر کہدیا بادشاہ جو اپنے مقام پر آئے فیروزہ بن عمرو سے کہا کہ
ای یار وفادار خبر تو لاؤ کہ مثال پر کیا گذری فیروزہ نے کہا یہ مشکل ہی کہ
وہان تک جاسکون مگر حکم سرکار بجالاؤنگا جس طرح سے ممکن ہوگا اپنے کو اندر

قلعے کے پہونچاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی نامے مین یہ لکھا ہی کہ مین قید
سے رہا ہوگیا یہ کیا سبب ہوا کہ پھر بالاے قلعہ آیا فیروزہ نے کہا کہ اگر غلام
قلعے تک پہونچ گیا تو سب خبرین لاویگا یہ کہکر چلا رات کا وقت ہی گرد قلعہ پھرنے لگا
ایک مقام پہ دیکھا کہ جھری ہی سلاخین لوہے کی لگی ہین فیروزہ نے بیٹھ کر سلاخین
کاٹین اندر آیا کمند ڈالکر دیوار پر چڑھا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مثال قزاق فرحان
وشادان بیٹھا ہی ایک معشوق خوبرو وخوشخو وغنچہ دہن رشک چمن پہلو مین بیٹھی ہی
اور چند کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین فیروزہ دیکھتے ہی شاد ہوگیا دیوار سے
اُترا اصلی صورت پر سامنے مثال کے آیا مثال نے جو فیروزہ کو دیکھا کھڑا ہوگیا
ہاتھ ہاتھ مین ڈالکر یہ کہا ای ہنروالا گہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا فیروزہ نے کہا
آپ کا نامہ بملاحظۂ شاہ گذرا یہ کیا باعث تھا کہ پھر تم کو بالاے قلعہ قید مین لکھا
ملکہ نے ہنس کر جواب دیا کہ اسکا یہ باعث تھا کہ صحرا النورد جادو صلاح کار
مبہوت ہی اُسنے سحر سے اور ایک گنہگار کو انکی شکل پر بنایا بادشاہ نے بڑا
دھوکا کھایا فیروزہ نے کہا کہ اب مین جاتا ہون صبح کو بادشاہ قلعہ تسخیر کرینگے
جب بادشاہ قلعے پر پہونچین تو ای مثال تم بھی نکل آنا اور جنگ آغاز کرنا مثال
نے سب باتین قبول کین فیروزہ باغ سے ملکہ کے نکلا یہان ملکہ نے کہا کہ کیون
ای مثال یہ عیار کیونکر آیا مثال نے کہا ہمارے شاہ ایسے خلیق ہین کہ میرا
قید ہونا اُن پر شاق ہی اپنی سپہ گری بھی دکھائی پھر چین نہ پڑا عیار کو بھیجا عیار
نے آکر مجکو دیکھ لیا اب کوئی خوف نہ رہا یہان صحرا النورد کا دستور ہی کہ صبح کو
پھرنے جاتی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی کہ مثال قزاق پر نگاہ پڑی کہ باغ مین
ملکہ کے ٹہل رہا ہی تڑپ کر گری اور مثال کو لے گئی آکر مبہوت سے کہا کہ تمھاری
بیٹی کے باغ مین یہ تھا مبہوت نے کہا میری بیٹی کو مرد کے نام سے نفرت ہی کسی
کنیز سے یہ حرکت ہوئی ہوگی مگر بادشاہ پھر تیار ہوے صحرا النورد نے کہا کل تو فقرہ
تھا آج اصل قیدی موجود ہی جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر قیدی موجود کیا

مین اسکو قتل کرتا ہون بادشاہ نے گوارا کرینگے فورًا پلٹ جائین گے یہ ذکر تھا کہ
نقارے پر چوب پڑی بادشاہ گھوڑا بڑھا کر چلے پشت پر سب قزاق مبہوت
نے کہا کہ جس طرح آتے ہین آنے دو خلاصہ یہ ہی کہ بادشاہ راستہ طی کر کے قریب
خندق پہونچے پکار کر آواز دی کہ کیون او مکار کل تو تو نے خوب ہی فقرہ کیا
ایک ساحرہ کے بھروسے پر مکر کر رہا ہی ایک گنہگار کو بصورت مثال بنا کر
یہان لایا مجکو دھوکا دیا اب آج کیا کریگا مبہوت نے اشارہ کیا ملازم اسکے
مثال قزاق کو کشان کشان لائے جلاد کو سر پر کھڑا کیا پکار کر آواز دی پہلٹیے
ورنہ اس کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اختیار ہی قتل کر ڈالو فیروزہ
دیکھ آیا وہ رو براہ ہوگا انتظار کرتا ہوگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کر ایڑ جو کی گھوڑا
طرارہ بھر کر خندق کو فرا گیا گرز ہاتھ مین تھا قصد کیا کہ پھاٹک توڑ دون مبہوت
نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے
دونون ہاتھ اُٹھائے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کے کٹتے ہی مثال نے قید توڑ ڈالی
بالائے قلعہ لڑنے لگا سعد شہریار نے گرز سے پھاٹک توڑا اندر آتے ہی نعرہ کیا
نعرۂ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس
وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + بادشاہ آگے آگے اور
پیچھے ہمارے تاجدار وغیرہ بھی اندر قلعے کے پہونچے گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی عجب
ہنگامہ ہوا قزاقون کی لڑائی لوٹ بھی رہے ہین اور لڑ بھی رہے ہین تب مبہوت
نے کہا کہ ای صحر النورد اب تم بھی سحر کرو مثال کو جانے دو مگر بادشاہ پر کوئی
ایسا سحر کرو کہ وہ بیکار ہو جائین صحر النورد اُتری جس طرف سے بادشاہ آتے
تھے ایک گوشے مین کھڑی ہو کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ لوح محفوظ
پہنے ہین انپر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
چمکایا گھوڑا قایم ہوا مبہوت جو گینڈے پر سوار ہوا لڑتا ہوا چلا بادشاہ نے
مبہوت کو دیکھا کہ جنگ کر رہا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک ایک سے

کہتا ہی کہ یارو اگر یہ جنگ فتح ہوئی تو نہال کر دونگا اسقدر زر و جواہر دون کہ
سپرین تمھاری بھر جائین اسکے ساتھ والے مصروف جنگ ہین مثال بھی لڑتا ہوا
قلعے سے نکلا بادشاہ کو دیکھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا جسنے آپ کی غلامی کی اُسنے
دولت کونین پائی بادشاہ نے پوچھا ای مثال یہ کیا معرکہ تھا کہ رات کو تمنے فیروزہ
سے ملاقات کی اور صبح کو بالاے قلعہ پایا مثال نے عرض کی یہی ساحرہ مکارہ
مجکو اُٹھا لائی اس وجہ سے مجکو یہ بھیجا پاگیا لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ یہ سُنکر بہت
خوش ہوے فرمایا ای مثال ہم کو تمھارا بڑا قلق تھا ہم کو تمھارا قید ہونا بہت
شاق تھا شکر ہی کہ تمنے رہائی پائی لڑتے ہوے طرف مبہوت کے چلے مبہوت
نے دیکھا کہ اب کوئی صورت نجات کی نہین ہی تو سامنے بادشاہ کے آیا تیر مارنا
شروع کیے سعد شہریار نے سب وار رد کیے جب قریب پہونچے تو مبہوت نے
ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے پکار کر کہا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین اس مکار
سے سمجھ لونگا مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتہا کا غصہ تھا ہاتھ تلوار کا مار دیا
برق شمشیر جو چمک کر گری مبہوت کے دو ٹکڑے کیے فیروزہ بن عمرو ہمراہ تھا نے
مبہوت کا سر کاٹ کر بلند کیا سب نے جو سر مبہوت دیکھا تلوارین پھینک
پھینک کر حاضر خدمت ہوے مگر صحرا النورد نے دیکھا کہ مبہوت مارا گیا لوگ
اطاعت کرنے لگے بادشاہ سب کو سرفراز فرما رہے ہین خلق بادشاہ دیکھ کر رعایا
بھی اطاعت کر رہی ہی آپس مین کہتے ہین کہ سردار ایسا ہو کہ اپنے ملازم کے لیے
کیا کوشش کی یہ صحرا النورد نے تڑپ کر زمین پر گری ایک عقاب کی شکل بنکر قصد کیا
کہ نکل جاؤن مثال نے عرض کی کہ حضور وہ جاتی ہی بادشاہ نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا صحرا النورد کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا لاشہ صحرا النورد زمین پر گرا فیروزہ نے اسکا بھی سر کاٹ لیا صحرا النورد
کے مرتے ہی سب نے اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای مثال پاس اپنی معشوقہ
کے جاؤ اُسکو بھی خبر فتح سُناؤ مثال نے عرض کی اب تو حضور کے ساتھ ہون

خلق نے حضور کے بندہ کر لیا مین تو وہ ہی تابعدار ہون بادشاہ سبکو ساتھ لیکر
بارگاہ مین آئے وزیر سے کہا کہ عقد کی تیاری کرو مثال کا عقد دختر مبہوت
سے ہوگا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر مثال کے مارا بادشاہ کو اُسی وقت
نذرین گذرنے لگین ہر طرف یہی صدا ہی کہ ایسے سردار کی اطاعت کرین کہ جنھون
نے اپنے ملازم کے واسطے کیا کیا تکلیفین اُٹھائین مگر اُس کو قید سے رہا کیا شبکو
سامان عقد ہوا مثال نے بعد عقد پاکر گوہر مراد حاصل کیا صبح کو حاضر خدمت
ہوا بادشاہ نے وہانکی سلطنت بنام ملکہ مقرر کی کہا نقاب چہرے پر ڈال کر
تخت پر بیٹھا کرو وزرا انتظام کرین گے یہی تدبیر ہوئی اپنے سامنے شاہ نے
ملکہ کو تخت پر بٹھایا وزرا سے کہدیا کہ اچھی طرح انتظام کرنا قلعۂ نوبہار بھی
عملداری بادشاہ کی ہوئی ملکہ نے عرض کی کہ اگر خراج نہ پہونچے تو معاف کرنا
چاہیے کہ نئی نئی عملداری ہی اگر مناسب ہو تو میرے وارث کو واسطے تھوڑے
دنون کے اسی مقام پر چھوڑیے ایسا نہ ہو زمیندار روپیہ نہ دین بادشاہ نے کہا
ای مثال تم اسی مقام پر رہجاؤ بعد چند دن کے ہمارے پاس چلے آنا مثال
نے عرض کی کہ مین قدم اقدس نہ چھوڑونگا یہ وقت حضور کے تردد کے ہین
ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دون تو خدا کو کیا جواب دون آپ کی پرورش سے
قید سے چھوٹا معشوقہ پائی کیا شکریہ حضور کا ادا کرون بادشاہ نے فرمایا مین
تو بر سر راہ ہون ٹھہر نہین سکتا ضرور کل جاؤنگا اور طلسم کشائی مین کوئی ساتھ
نہین ہوتا ہی جو لوح کہیگی وہ ہی کرونگا مثال قزاق ناچار ہوا ساتھ ملکہ کے
مصروف انتظام قلعہ ہی دوسرے دن بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور صحرا النور دقتل ہو تو قلعے
سے نکل کر بائین پر جو صحرا ہی اُس صحرا مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو یاقوت جنی
آئیگا کاندھے پر سوار کرکے جزیرۂ گمیاب مین پہونچا ئیگا کہ جہان کا حاکم و ناظم
میلاد خارہ شکن ہی بدون لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا میلاد خارہ شکن

ساحر زبردست ہی بادشاہ صحرا مین آئے فیروزہ پیچھے پیچھے ہی یہی چاہتا ہی کہ
بادشاہ کے ساتھ جاؤن ایسے وقت مین ساتھ نہ چھوڑون بادشاہ نے زیر نخل بیٹھکر
اسم حاشیۂ لوح پڑھا یاقوت جنی حاضر ہوا عرض کی کہ غلام کو کیون یاد کیا بادشاہ
نے فرمایا کہ لوح نے خبر دی اس وجہ سے تم کو بلایا یاقوت جنی نے عرض کی بسم اللہ
میرے کاندھے پر سوار ہوجیے اب صحراہاے مختلف و برباد ملین گے بادشاہ سمجھا
اسی وقت کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہوے یاقوت لیکر چلا بڑے بڑے
صحرا ملے یاقوت جنی نے وہ سب صحرا طے کیے بعد اسکے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
جابجا درخت خشک لگے ہین پتے ندارد شاخین سرنگون ہین جابجا ریت کے ٹیکرے
ہین گرد اڑ رہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ غلام کو عرصہ گذرا کچھ کھانا نہین کھایا
اگر مناسب ہو تو اس صحرا مین اتر پیے غلام کچھ کھاکر پھر حضور کو لیچلیگا جزیرہ کلیات
بہت دور ہی بادشاہ اتر پڑے یاقوت جنی نظرون سے بادشاہ کی غائب ہوگیا
بعد تھوڑی دیر کے غل مچاتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مجکو بچائیے
دیو نعمان نے میرا پیچھا کیا ہی بادشاہ چلے پشت پر سے دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا
دوڑا ہوا فکر مین یاقوت کی آیا یاقوت کو ایک چنگل مارا اور اٹھاکر یاقوت
کو کھاگیا بادشاہ نے دیو نعمان پر ایک تیر مارا کہ شانہ نعمان کا نشانہ ہوا زخمی
ہوکر نعمان بھاگا یہ کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار اس جنگل سے نہ نکل سکوگے
تڑپ تڑپ کر مروگے یہ کہکر غائب ہوگیا بادشاہ کو مارا جانا یاقوت جنی کا بہت
شاق ہوا ایک طرف ناچار ہوکر روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کرکے ایک مقام
پر پہونچے دیکھا سامنے دریا ہی اسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان ہی اسپر
ہزارون طائر بیٹھے ہین بادشاہ کو جو دیکھا سب طائر درخت سے اتر پڑے قدمون
کے بوسے لینے لگے اور اشارے کر رہے ہین کہ اپنے مقام پر بیٹھیے بادشاہ
ناچار ہوکر زیر نخل بیٹھے وہ طائر پرون سے مگس رانی کر رہے ہین بعض زمین کو
صاف کرتے ہین دن بھر ان طائرون کو اسی خدمت مین گذرا شام کو وہ سب

طائر اُڑ اُڑ کر دریا مین گرے بادشاہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد چند ساعت کے جو
ہوشیار ہوے دیکھا زیر مخمل فرش بچھا ہی مسند پر مین بیٹھا ہون اور بہت سی پری زادین
عہدے ہاتھون مین لیے مصروف خدمتگذاری ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ
طائر کہان گئے اور یہ پری زادین کہان سے آگئین کچھ خاموش بیٹھی ہین اور کچھ مصروف
کاروبار ہین کہ ایک پری زاد دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ای شہریار بہاری مالکہ
ملکہ شکیل پری آتی ہین بادشاہ نے کہا آنے دو ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی
دیکھا کہ ایک پری زاد بھاری جوڑا پہنے ہوے خرامان خرامان آتی ہی حقیقت مین
بادشاہ کی نگاہ سے ایسی صورت زیبا نہین گذری تھی اُس پری زاد نے آتے ہی
بادشاہ کو سلام کیا اور پری زادون سے کہا کہ صاحبو آج وہ دن ہی کہ سامری
و جمشید یہ خبر دے گئے تھے کہ طلسم کشا کا یہان گذر ہوگا جو بن پڑے وہ خدمت
کرنا ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف گذرے خوش آواز پری کو بُلاؤ سامنے شہریار کے
کے رقص و سرود آغاز کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایک پری زاد نہایت حسین و
جمیل آکر بیٹھی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی — زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی
زن دنیا ہی عجب طرح کی علاّمہ دہر — مرد دیندار کو بھی زیر و زبر کر دیتی ہی
تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو — تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی — کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی اصلا — اُسکو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق — کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

بادشاہ بیٹھے سُن رہے ہین شکیل پری پہلو مین ہی جام گردش مین ہی بادشاہ نے
چاہا کہ جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے بہ منت کہا کنیز کو
معاف فرمائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف ہو اب سحر بھی قریب ہی بادشاہ نے نہ
مانا سب پری زادین بھی منع کرتی ہین جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ پری زاد

اُٹھ کھڑی ہوئین اور دریا مین پھاند پڑین بادشاہ کی آنکھ بند ہوگئی بعد تھوڑی دیر
کے یہ دیکھا کہ آفتاب بلند ہو چکا ہی دھوپ نکل آئی ہی ہزارہا طائر درخت پر بیٹھے
ہین بادشاہ اُس پریزاد کو یاد کر رہے ہین فرماتے ہین **نظم**

ای محبت تجھے جنون کی قسم	قیس کے سرکی ٹل کے خون کی قسم
جان شیرین ہی کوہکن کے لیے	نالۂ بلبل چمن کے لیے
دلِ پروانۂ لہو کے لیے	لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری ہینوا کے لیے	کشمش صدق کہربا کے لیے
بے سوز درون کباب دری	شاخِ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حُسن کی بہار رہے	عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھ جگر کو دو نیم	جز غم عشق ہو نہ کوئی ندیم
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ	قیس ہو جائے سُنکے دیوانہ
ضبط غم سے مرا لہو دل ہو	متصل خون آرزو دل ہو

بادشاہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین اور یاد مین شکیل پری کی بیتاب و بیقرار ہین
کہ لوح طلسمی یاد آئی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ مقدمات
طلسم ہین سب شعبدے آپ کے واسطے بانیان طلسم نے تیار کیے ہین یہی چاہتے ہین
کہ آپ کو دیوانہ کرین اب یہان سے آگے بڑھیے جو سامان دکھائی دے بموجب
حکم لوح کاربند ہو جیے گا اور رات کو جو سانحہ گذرا ہی اُسے دل سے بھلا دیجیے
بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر وہان سے اُٹھے کنارے پر دریا کے آکے اسم جانشین لوح
کو یاد کیا پڑھنے لگے تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ دریا سے دھوان نکلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک کشتی خود بخود چلی آتی ہی کشتی کا کوئی کھینے والا نہین
ہی کنارے پر آکر ٹھہر گئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہ مضمون پایا کہ اسی کشتی
پر سوار ہو جیے ہنگ دریا نشین آکر پہونچیگا اس صحرا سے کوئی صورت نکلنے کی
نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہین جزیرۂ کمیاب مین ضرور پہونچیے گا بادشاہ اُٹھکر

کشتی پر سوار ہوے کشتی چلی جب وسط دریا مین پہونچے کشتی چرخ مارنے لگی بادشاہ حیران تھے کہ کیونکر اپنے کو بچاؤن دریا سے ایک مچھلی نکلی قریب آکر مثل انسان کے آواز دینے لگی کہ اے شہریار اپنے تئین دریا مین گرا دیجیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُسمین بھی یہی مضمون پایا کہ اپنے کو دریا مین گرا دو بادشاہ نے اُٹھکر اپنے کو دریا مین گرایا جیسے ہی دریا مین گرے آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو بیدار ہوے تو دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور سامنے دروازہ شہر کا کھلا ہے خلقت کی آمد ورفت ہے بادشاہ بسم اللہ کرکے داخل قلعہ ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دل شاد ہے کوٹھون پہ رنڈیان بیٹھی ہین بادشاہ سے اشارے کر رہی ہین کسی مقام پہ مجرا ہو رہا ہے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے لو نہال کے
ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہاردہ
سرمہ نہین بنا ہے تجلی سے طور کی
سودائی جان کے تری چشم سیاہ کا
آئینے سے کلام یہ کیونکر کہا ہے صاف

عاشق بزرگ لوگ ہین اُس خُرد سال کے
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈالکے
منکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

بادشاہ یہ آواز ین سنتے ہوے گلی کوچون کو طے کرتے ہوے جاتے ہین قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچے دیکھا ایک کوتوال ظالم کرسی پہ بیٹھا ہے جو راہ گیر نکلتا ہے اُسے بلوا کر ذلیل کرتا ہے سامنے لال خان کا لکڑا گڑا ہوا ہے اُس مین بندھوا دیتا ہے اور ملازمون سے کہتا ہے اسکو مارو لوگ عاجز ہو رہے ہین کہتے ہین خدا اس کوتوال کو غارت کرے اسنے راستہ بند کر دیا ہے اب اس طرف سے نہ آوینگے مگر کوتوال نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا کرسی سے اُٹھا جُھک جُھک کر سلام کرنے لگا کہتا تھا اے شہریار آئیے یہ مقام شاہراہ ہے بیٹھکر تماشا دیکھیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جب یہ کوتوال قریب آئے اِسکو قتل کیجیے بادشاہ نے کوتوال کو

قریب چلا یا جب وہ قریب آیا تو بادشاہ نے فرمایا او ظالم تو نے یہ کیا بدعت کر رکھی
ہی کہ راستہ بند کر دیا کوتوال نے کہا حضور کو اس سے کیا مطلب تشریف رکھیے
مین خدمتگزاری کر دون آپ کو کوئی آزار نہ پہونچا دیگا چلیے سرفراز کیجیے دیکھیے کیا
کیا عجائبات دکھائی دیتے ہین بادشاہ کوتوال کے ساتھ تشریف لیگئے کوتوال
نے راہ مین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ انھین گرفتار کر لو ایک سپاہی نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے پوچھا خیر تو ہی اُس سپاہی نے کہا کہ آپکی گرفتاری
کا حکم ہی بادشاہ نے ایک تمانچہ مار دیا اور فرمایا ہم کو کون گرفتار کر سکتا ہی
کوتوال نے تلوار کھینچی یہی چاہتا تھا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون مگر بادشاہ نے
ایک ہاتھ مارا کہ کوتوال کا بھی سر اُڑ گیا کوتوال کے مرتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی
دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار مع فوج آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے آتے ہی حکم دیا کہ اس ظالم نے کوتوال شہر کو مارا اسکو گرفتار کر لو
سب فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باشیدا ای کافران بیحیا وای نابکاران
پیر و غالب تم کو چھوڑتا ہون بادشاہ نے کئی افسرون کو مارا تھوڑے عرصے مین
لاشون کے انبار ہوگئے بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کر لوح بادشاہ پیر
کو دکھا دو بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا وہ بادشاہ پیر تخت سے کود پڑا کہتا
ہوا چلا کہ ای شہریار زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا پہلے ہی کیون نہ
ظاہر کر دیا کہ مین بخدمتگزاری پیش آتا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
تشریف لے چلیے تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے ہمراہ لیچلا سامنے
مکان شاہی تھا اُسمین بادشاہ کو لایا کہا یہ تاج و تخت حضور کے واسطے
ہی حضور تشریف رکھین جیسے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھے وزیرون نے نذرین دین
بادشاہ نے سب کی نذرین لیکر سب کو خلعت دیے وزیر تعریف کرتے تھے کہ بادشاہ
عادل ہی دن بھر بادشاہ جلسے مین رہے شام کو اُس بادشاہ پیر نے آکر عرض کی
کہ تشریف لے چلیے سارا محل آپ کا مشتاق ہی بادشاہ اُس شاہ پیر کے ساتھ چلے

جب زنانی ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا چوبدارنیان اور چند کنیزین برائے استقبال کھڑی ہین شاہ کو بیچ مین لے لیا ساتھ لیکر چلین جب محل مین آئے تو دیکھا جابجا فرش بچھا ہی کنیزین ہر مقام پر عرض کرتی ہین کہ جہان مزاج مین آئے ٹھہریے یہ سب مقام آپ ہی کے لیے آراستہ کیے ہین ایک مقام پر چھپرکھٹ بچھا تھا فرش بھی بچھا تھا مسند بھی آراستہ تھی بادشاہ اُس مقام پر بیٹھ گئے کنیزین خدمت کرنے لگین ایک کنیز نہایت شوخ وشنگ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غضب ہی اُس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی
نیا تابوت بسکے کوچہ سے ہر دم نکلتا ہی

تری آنکھون پہ میرے آشتین لطف ای ہمدم
کرا اشک سُرخ کے ہمراہ دل کا غم نکلتا ہی

دکھا کر اپنی آرایش پری مجکو نہ دھوکا دے
کسیکے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہی

نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو
یہ سُن رکھا ہی ظالم نے پھنسا دل کم نکلتا ہی

سمجھ کر اجنبی ہین جس سے دلکا راز کہتا ہون
خجل ہوتا ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی

بنا دیتا ہی کوچہ قفر کا ٹیڑھے کو بھی سیدھا
کھنچا جب جنتری مین تار توسب خم نکلتا ہی

شہیدی سے نہین اقف مگر اتنا تو واقف ہون
کوئی رانکو بیان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

بادشاہ گانا سُن رہے ہین جب نشہ ہوا تو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے چھپرکھٹ پر آئے ارادہ ہوا کہ آرام کرون ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ہماری ملکہ یعنی ہما سے مرجع پوش آتی ہین شام سے آپکی مشتاق تھین مگر مشاطہ نے دیر کردی بادشاہ اُٹھ بیٹھے ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کئی سو کنیزین لالٹینین ہاتھ مین لیے ہین بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان کمال ناز سے خرامان خرامان آتی ہی بادشاہ کی نگاہ جو اُس حُسن وجمال پر پڑی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + بیا بیا و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + وہ نازنین یہ آواز سُنکر ہنس پڑی اور پُکار کر کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے مین وہین حاضر ہوتی ہون جلدی قدم بڑھا کر آ کی بیٹھ گئی عرض کی کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا دعاے ترقی حُسن وجمال مین مصروف رہنے مین گھبرانا نہین انشاء اللہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو گا اُس نازنین نے

مسکرا کر کہا کہ شکیل پری میرا اصلی نام ہی اس بڈھے بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا
مکر کیا مجکو حیران کر رکھا ہی ہر شب کو آتا ہی اور خواہان وصل ہوتا ہی اب تک تو مین
اُس سے انکار کرتی رہی وہ یہی کہتا ہی کہ جبر کرونگا لیکن آج تک تو جبر نہین کیا
منتین کرتا ہی مگر مین نے آج تک اُسکی منت کا خیال نہین کیا آج جب سُنا کہ طلسم کشا
تشریف لائے ہین منظور ہوا کہ چل کر آپ سے تو حال کہون شاید مدد کرین مجکو بچائین
بادشاہ نے فرمایا تمھارا وطن کہان ہی اُس نازنین نے کہا میرا وطن پردۂ قاف ہی
ملکہ آسمان پری کی عزیزدار ہون ایک دن برائے سیر نکلی کسی طرح طلسم مین آگئی
اس بادشاہ نے مجکو گرفتار کرلیا بادشاہ نے پوچھا کہ آسمان پری سے کیا رشتہ ہی
شکیل پری نے کہا کہ وہ میری دادی ہوتی ہین بادشاہ نے کہا ای شکیل پری
نگھبراؤ کل مین انشاء اللہ اس شاہ پیر کو سزا دونگا ملکہ اُٹھین کہا رخصت ہوتی ہون
زیادہ ٹھہر نہین سکتی کیونکہ وہ ہی بیجیا آیا ہوگا اگر مجکو نہ پائیگا تو فساد برپا کریگا
بادشاہ نے کہا تم بیٹھی رہو اگر وہ یہان آویگا تو سزا دونگا ملکہ بیٹھ گئین تھوڑا
عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ ہی بادشاہ پیر جھلاتا ہوا آیا للکار کر کہا کہ کیون شکیل پری
تم یہان کیون آئین تم کو ہمارا خوف نہین ملکہ نے نظر اکر کہا کہ صاحب تمھین نے
کہا تھا کہ طلسم کشا کی ملاقات کرآؤ تب مین آئی تو مین نے کیا خطا کی اُس بادشاہ پیر
نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون اور ملکہ کو لیجاؤن سعد شہریار نے منع کیا مگر بادشاہ
نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور ایک ہاتھ مارا اُس شاہ پیر کے
دو ٹکڑے ہوے شاہ پیر کو مار کر سعد شہریار نے فرمایا ای ملکہ عالم اب تو مطلب
حاصل ہوا ملکہ نے کہا آپ نے بڑے شخص کو مارا جسکو بڑا ناز تھا کہ مجکو کوئی مار
نہین سکتا مگر آج خاتمہ ہوگیا مرتے ہی اُس شاہ کے نازنین نے کہا اب میرے
قصر مین تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ دوسرے قصر مین آئے دیکھا
اُس قصر مین ہنگامہ ہی چند شاہزادیان بیٹھی ہین اُنھون نے استقبال کیا سعد شہریار
آکر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی گریبان کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار آج آپ نے بڑے

ظالم کو مارا مجھپر احسان کامل ہوا ہمیشہ اس ظالم کی بدعت مین رہی پروردگار نے
آپ تک پہونچایا آپ کی زبان سے معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری سے آپ کو توسل ہی
بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم وہ میری جدہ ہین تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا مفصل بتاؤ
اُس پری نے کہا کہ ای شہریار زمانہ بہار کا تھا چار جانب پھول کھلے ہوے تھے
نخل سبزپوش نہرون کو بحر الفت کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے تھے
نغمے مین گھبرا کر باغ سلیمان کی سیر کو گئی وہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی مین پھر رہی
تھی کہ دیو لقمان جو زبردستان روزگار سے ہی کہین سے لڑ بھڑ کے اڑتا ہوا آسمان پر
جاتا تھا مجکو نیچے مین دبا کر لے بھاگا اور یہان لاکر رکھا پھر اس شاہ پیر نے مجھپر
قبضہ کیا اب دیو لقمان اس فکر مین رہتا ہی کہ صحراے ویران مین لیجا کر مجکو آزار
پہونچائے دیو لقمان کا نام سُن کر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہا میرے رفیق
یاقوت جنی کو کھا گیا ہی مین صحراے ویران مین پریشان پھرتا تھا یہانتک پہونچا
تم سے ملاقات ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ تم کو پردۂ قاف مین پہونچاؤن تم
وہان رہو انشاء اللہ طلسم فتح کر کے تمھاری ملاقات کو آؤنگا شکیل پری نے
کہا کہ میری چند صاحبین ہین کہ وہ سحر مین طاق و شہرۂ آفاق ہین اُن کو بلاؤن
پردۂ قاف چلیے گا بادشاہ نے فرمایا ہر چند کہ مہلت بہت کم ہی مگر اس کام کو
مقدم جانتا ہون یہ سُن کر شکیل پری نے کنیزون کو حکم دیا کہ گلنار و گلپوش
کو بلاؤ وہ پریان حاضر ہوئین شاہ اور شکیل پری دونون تخت پر سوار ہوے
گلنار و گلپوش سحر کرتی ہوئین تخت لے چلین اُس صحرا مین پہونچین کہ جس مقام پر
یاقوت جنی مارا گیا تھا بادشاہ نے وہان تخت اُتارا کہ ایک طرف سے آواز
آئی او طلسم کشا کہان جاتا ہی میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی تو بھی مین کہا جاؤنگا مین
سمجھا تھا کہ تو اس جنگل مین برباد ہوگا مگر تو پھر صحراے ویران مین پہونچا میری معشوقہ
کو ساتھ لیا سعد شہریار نے دیکھا کہ وہی دیو لقمان چلا آتا ہی بدمست ہاتھ مین
عصا بات بات مین آکر چوبدست بادشاہ پر لگائی شکیل پری چلا چلا کر دعا کرہی کر

کہ ای خالق کون و مکان و ای ربِّ دو جہان میرے شہریار کو اس بجیا سے بچالے نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم — سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بیخار دم
از غم گل بلبل اندوہگین یا بد خلاص — چون بر آید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے — زانکہ ہر یارست در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر — از دل دم مشغول میباشد بشغل کار دم
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم — ہست تا وقتیکہ اندر گردش انبکار دم
خانۂ عمرست تا روشن بنور فیض حق — روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی — زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش ناواقف نباشد سرّ معنی آشکار — محرم اسرار داند ہمشہ یا اسرار دم

سعد شہریار نے چوبدست نعمان کی چھین لی اُسنے جنگل مارا بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو نعمان جھکا بادشاہ نے گھونسا مارا کہ دیو نعمان کا سر پھٹ گیا کمال غصّے مین تھے شکم نعمان کا چاک کیا دیکھا یاقوت جنّی گوشۂ شکم نعمان مین بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یاقوت کو نکالا ہوشیار کیا یاقوت اُٹھتے ہی قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مگر اب آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ہمراہ شکیل پری کے جاتا ہون یہ سنکر یاقوت جنّی نے کہا کہ ای شہریار یہ شکیل پری نہین ہی جو کچھ اُسنے آپ سے بیان کیا وہ فریب ہی اسکا نام جنجال جادو ہی جلد اسپر لوح طلسمی کا عکس ڈالیے صورت بدل جائیگی یقین ہی کہ آپ کے سامنے سے بھاگے مگر جانے نہ دیجیے گا یہان شکیل حیران و پریشان کھڑی ہی کہ سامنے سے سعد شہریار آئے اُسنے پکار کر کہا کہ خدا نے آپ کو اس ظالم سے بچایا مگر مجھے بڑا خوف تھا اب جلدی چلیے مین وہان چلکر آپ کی بڑی خاطر کرونگی بادشاہ نے قریب آتے ہی لوح طلسمی کو نکالا جیسے ہی اُسپر عکس پڑا سحر چہرے کا اُتر گیا بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم نمایان ہوئی بقول شخصیکہ نہ مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت بادشاہ نے فرمایا کہ او

ملعونہ اپنی صورت تو دیکھ اُسنے چاہا کہ سحر کرون مگر حیران ہی کہ کیا معرکہ گذرا کہ بادشاہ
برہم ہوے چاہا سحر کرون اور نکل جاؤن بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام لی اور تمانچہ مارا کہ
جنجال کا سر اُڑ گیا مرتے ہی جنجال کے دیکھا وہ صحرا سبزہ زار ہو گیا زاغ و زغن مر کر
گرے عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ سامنے سے ایک
زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو بود زاغ بھی جلکر
گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا یاقوت جنی قریب آیا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جیے
صحرائے کمیاب مین پہونچا دون بادشاہ یاقوت جنی کے کاندھے پر سوار ہوے یاقوت
لے کر چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک پہاڑ معلوم ہوا یاقوت جنی نے عرض
کی کہ ای شہریار غضب ہوا سامنے جو کوہ معلوم ہوتا ہی اسکو کوہ بیتاب کہتے ہین بن
کمیاب کی بیتاب جادو یہانکی حاکم ہی اس پہاڑ پر رہتی ہی اب میری طاقت زائل
ہوئی جاتی ہی ایسا نہو کہ آپ میری پشت سے گر پڑین تو باعث خرابی ہو اب اس
پہاڑ پر اُتریے جسطرح لوح خبر دے محفل مین جائیے جب اس کو مار یے گا تب راستہ
کھلیگا ورنہ گذرنا یہانسے دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا تم مجکو پہاڑ پر اُتار دو پھر
قدرت خدا کا تماشا دیکھو یاقوت جنی نے بادشاہ کو ایک گوشۂ کوہ مین اُتارا بادشاہ
پہاڑ پر چلے سامنے دیکھا ایک نازنین آتی ہی جام شراب ہاتھ مین جیسے ہی اُسنے
بادشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تو عجب عالم مین ہون بیتاب
کا حکم ہی کہ طلسم کشا کو جاکر یہ جام پلا دو مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کے لیے باعث خرابی
ہوئگا وہ جو جمال پر حضور کے پڑ گئی دل بیقرار ہی کہ آپ کو کیونکر بچاؤن بادشاہ نے
فرمایا کہ ای مہ جبین اگر اصل مین تیری محبت ہی تو حال کھل جائیگا میرے پاس لوح
موجود ہی اگر لوح دیکھ لونگا تو سب حال معلوم ہو جائیگا تیرا مکر نہ چلیگا نازنین نے
کہا مین جام پھینکے دیتی ہون آپ لوح ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا ہر چند کہ یہ ساحرہ بڑی مکارہ ہی مگر تمپر مائل ہوئی ہی اسکی دوستی کو غنیمت
جانو یہ تا بہ باغ بیتاب تم کو پہونچا دیگی اسکو دشمن نہ جانو بادشاہ نے اُس نازنین سے

باتین کرنا شروع کین فرمایا ای نازنین تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو استحکام جادو کہتے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ ای استحکام تیرا سن کیا ہی اُسنے کہا میرا سن یہی ہی جو نظر مین ہی
لوح مین دیکھ لیجیے مین وہ ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ صورت
جو شکیل سپری بن کر آئی تھی وہ ہی آپ کو گمان ہی بادشاہ نے فرمایا تا بہ بیتاب
کیونکر پہونچون استحکام بولی مین جاکر اُس کو دھوکا دیتی ہون اُسنے یہی کہا تھا کہ
بادشاہ تجھ کو بالا سے کوہ آگئے ہین اُن کو جاکر یہ جام پلا دے اس شراب کا نام
مئے خانہ خراب ہی جو اس جام کو پیے گا دیوانہ ہو جائیگا جب بادشاہ پی کر حرکات
لغو کرین تو لوح مانگ لینا جب لوح تیرے قبضے مین آجائیگی گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی مین نے یہ سب قبول کیا تھا مگر اقبال آپ کا یاور ہی طالع آپ کے مددگار
ہین لہذا مجکو محبت ہوئی اور یہی چاہا کہ آپ کو تکلیف نہ پہونچے مجکو اپنا سچا عاشق
جانیے تا بہ جزیرہ کمیاب ساتھ دونگی سب حالات یہانکے مجھپر روشن ہین اسوجہ
سے مین آپسے عرض کرتی ہون بیتاب جادو نے مجکو اپنا مصاحب بنایا ہی مین نے
وہ وہ کارنمایان کیے کہ صدہا بندگان خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ حقیقت
مین طلسم کشا ہین جو جو علامتین سُنی تھین وہ سب ظاہر ہین کن کن مقامون سے آپ
گذرے چھ مرحلے آپ نے شکست کیے اب یہ ساتوان مرحلہ بہت سخت وصعب ہی
انشاء اللہ تعالے تا بہ کمیاب بھی آپ پہونچ جائینگے مگر کمیاب بڑی شعبدہ باز
ہی بڑے بڑے فتورکریگی مگر آپ لوح سے ہوشیار رہین مین اب رخصت ہوتی
ہون جاکر بیتاب سے کہونگی کہ مین راہ مین گر پڑی جام گر گیا مین نے بادشاہ کو نہین
دیکھا اگر دیکھ پاتی تو گرفتار کرکے لاتی آپ زیر نخل ٹھہریے مین بعد تھوڑی دیر کے پھر
آؤنگی آپسے حال بیان کرونگی کہ یہ تدبیر کیجیے بادشاہ زیر نخل ٹھہرے استحکام جادو
عشق مین بادشاہ کے مبہوت ہورہی ہی دعائین دیتی ہوئی چلی کہ خدا اس شہریار
کو سلامت رکھے کسی کا مکر ان پر نہ چلے بعد قتل کمیاب جمشید ثانی پر لشکر کشی ہوگی
تمام فوجین جمع ہورہی ہین خدا اس شہریار کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کوئی

صدمہ اِنکو نہ پہونچے نسیم سبکرو بیٹی بیتاب جادو کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی اور کہہ رہی تھی کہ لو صاحبو غضب ہوا کہ استحکام جاکر بادشاہ پر عاشق ہوئی استحکام وہ ساحرہ ہی کہ آج تک کوئی اُس کے دام سے نہین بچا کیا باعث ہوا کہ بادشاہ سے میل کیا بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر جمال طلسم کشا نمونۂ قیامت ہی جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا اسی طرح یہ بھی پہونچی جمال پر نگاہ جو پڑی عاشق جمال ہوئی جب بادشاہ نے لوح طلسمی دیکھ لی تو اُسکی بات کے پابند ہوے نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان یہ شاہزادیان بڑی بیوقوف ہین کہ اپنے مذہب کو چھوڑتی ہین پرایا مذہب اختیار کرتی ہین غیر شخص پر مرتی ہین کسی کو کیا غرض ہی کہ غیر شخص سے محبت کرے ناحق کو مرے بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر واسطہ سامری و جمشید کا تم اِن جھگڑو نمین نہ پڑنا نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان مجکو کیا ضرورت ہی کہ اپنے کو آفت مین پھنساؤن دل کو اپنے غیر سے لگاؤن یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے استحکام آئی بیتاب کو سلام کیا بیتاب نے پوچھا کہ کیون ای استحکام کیا ہوا لوح چھین لائی کہ جس سے مطلب حاصل ہو استحکام نے کہا کہ جام شراب گر گیا مین نے سارے کوہ پر ڈھونڈھا مگر اُسکا نشان نہ پایا بیتاب نے ہاتھ تھام لیا کہا او مکارہ بادشاہ سے خوب راز و نیاز ہوے ہمارے قتل کی تدبیرین کین کہ چند جادوگرنیان اُٹھ کھڑی ہوئین ہاتھون ہاتھ استحکام کو گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کیا پھر حکم ملا کہ زندان تاریک مین جاکر لٹکادو کہ اپنی حرکت کا مزہ پائے مگر نسیم سبکرو بیٹی اسکی جس وقت سے بادشاہ کا نام سُنا ہی بیقرار ہو رہی ہی اُسی بیتابی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین کہتی ہی کہ قاصد ملے تو مین نامہ روانہ کرون

نظم

یا الٰہی جلال کا صدقہ ۔۔ اپنے فضل و کمال کا صدقہ

رحمتِ عام کی قسم تجکو ۔۔ اپنے ہی نام کی قسم تجکو

واسطہ شان کبریائی کا ۔۔ تجکو صدقہ تری خدائی کا

جلوۂ کوہ طور کی سوگند ۔۔ تابشِ مہر نور کی سوگند

جلوہ کو تو بہار کا صدقہ ؛ ترے نورِ نگار کا صدقہ
تجھکو اپنی نگاہ کی سوگند اور مری آہ آہ کی سوگند
مان لے تو مری قسم کوئی چشمک پرسش نہانی کی سہی ؛
میری شبہائے تار کی نہ سہی میرے احوال زار کی نہ سہی
دوزخ سوز عاشقان کی نہ مان جنت روح شاہدان کی نہ مان
کاوش نیش غم کی جانے دے تیغ تیز ستم کی جانے دے
رتبۂ ختم مرسلین کے لیے نالۂ خاطر حزین کے لیے
اپنے محبوب کی قسم ہے تجھے اُس رخ خوب کی قسم ہے تجھے
روز محشر کی داوری کے لیے تیری اُس بندہ پروری کے لیے
ہادیان رہ کرم کے لیے + سالکان رہ کرم کے لیے
تیرے قربان تیری قدرت کے عین کثرت مین عین وحدت کے
میری سن لے ذرا مین تیرے نثار نالشی آئی ہون سر دربار
کس سے جز تیرے مین کرون فریاد ایک مین اور سیکڑون بیداد
ایسی غفلت مین کر دیا مجبور قرب سے جا پڑی کہانکی دور

اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر کوئی تو وجہ ایسی ہو کہ مین اُس ظالم کو دیکھون یہ چند شاہزادیان جو عاشق ہوئی ہین کوئی ایسی ادا ہی جسکی وہ سب شیفتہ ہین یہ بیان کر کے گوشے مین بیٹھی رو رہی تھی کہ وزیرزادی اسکی جہان آرا سامنے سے آئی ملکہ کو جو روتے ہوے دیکھا تو قدمون پر گر پڑی کہنے لگی کہ اے ملکۂ عالم آپ کا کیا حال ہے ملکہ نے کہا کہ اے جہان آرا کیا پوچھتی ہے مجھپر آسمان پھٹ پڑا حقیقت مین مشتاق جمال طلسم کشا ہون دل تڑپ رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کس سے کہون کون سننے والا ہے اس مصیبت مین کوئی شریک نہین وزیرزادی نے کہا آپ جو فرمائیے مین جا کر پیغام اُنکو پہونچاؤن نسیم نے کہا کہ اے جہان آرا اگر تو ایسا کرے تو بڑا احسان ہو اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین ایک نگاہ اُن کو دیکھ لون استحکام جادو کیسی مکارہ دیوانی ہو کر آئی آخر

بیتاب نے اُس کو قید کر دیا وہ اپنے ہوش مین نہ تھی مین بھی یہی چاہتی ہون کہ جا
مگر سلسلۂ محبت نہ ٹوٹے یہی امید ہی کہ ایک نگاہ دیکھ لون اور کہدون کہ بس اب جا
کمیاب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ جیسکے شعبدون کے سامنے لقمان و ارسطو
مکتب ہین سحر مین ایسی ہوشیار ہی کہ جو یہان گذرتا ہی اُسکو خبر ہو جاتی ہی طائر جا
ہین یہی سب خبردار ہین اپنی عملداری بھر مین اُستے طائر پھیلا دیے ہین وہ ہی خ
ہین کیا تعجب ہی کہ میری خبر بھی اُسکو پہونچ جاے مگر مجھے کچھ خوف نہین کیا کریگی
لے لے تو خوب ہی یا اُس شہریار کی مدد کرون تو زندہ رہنا بہتر ہی جہان آرا نے
جاتی ہون نسیم سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے وزیرزادی مین تیری ممنون ہو
جہان آرا نے کہا کہ اگر میری جان بھی کام آئے تو نثار کرون مجکو کچھ خوف نہین
آپ کو بدنامی کا ڈر نہین تو مجھے کیا خیال ہی جو کچھ ہو سکے وہ کر گذرون سر ہتھیلی پر
ہوے ہون جہان آرا روانہ ہوئی یہان بادشاہ استحکام کا انتظار کر رہے ہو
ساشفتہ جہان آرا نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے پوچھا
تو ہی نیر اکیا نام ہی وزیرزادی بیٹھ گئی کہا اے شہریار آپ انتظار استحکام مین :
ہین وہ جا کر قید ہو گئی مگر نسیم سیکروکہ بیتاب کی بیٹی ہی مین اُسکی وزیرزادی ہو
آپکی مدد کو آئی ہون آج شب کو باغ گلعذار مین جلسہ ہو گا خرد و کلان پیرو
ساحر و غیر ساحر سب جمع ہونگے آپ بھی تشریف لائین ملکہ آپ کو دیکھ لینگی دوسری صو
یہ ہی کہ کل روز ہفتہ ہی قصر جہان نما پہلو سے کوہ مین ہی ملکۂ عالم یعنے نسیم سیکروبہ
قصر جلوہ افگن ہوتی ہین ہزار ہا عاشق جمع ہوتے ہین پہلو سے قصر مین باغ ہی کہ اُس مق
پر اُن عاشقون کے مزار بنے ہین جو تڑپ تڑپ کر مرے ہین وہان اُن کو دفن کرا دیا
قبرون پر حسرت و یاس برستی ہی لہذا زیر قصر آئیے کہ وہ مقام بہتر ہی ملکہ چند ساعت ٹھ
ہین بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ مین زیر قصر کل ضرور آؤنگا جہان آرا یہ باتین کر
رخصت ہوئی خدمت مین نسیم کی آئی کہا حضور کل شہریار زیر قصر جہان نما آئینگے آپ
جمال دیکھین گے آپ اُن کو دیکھ لیجیے گا نسیم خوش ہو گئی وہ رات تڑپ تڑپ کر کاٹی

بیتاب جادو استحکام کو قید کرکے برائے ملاقات کمیاب گئی جب سامنے کمیاب
کے پہونچی سب کیفیت استحکام کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا میری عملداری مین آگیا اور
یہ بھی خبر مین نے پائی ہی کہ بالائے کوہ پہونچگئے مگر مین نے کوئی تدبیر نہین کی کمیاب نے
کہا کہ ای ہمشیرہ تم کو خبر بھی ہی کہ کیا معرکہ گذرا تمہاری صاحبزادی نسیم سبکروح طلسم کشا
پر بغیر دیکھے عاشق ہوئی ہین کل وہ شہریار زیر قصر جہان نما آویگا ای بیتاب اگر کچھ
انتظام ہوسکے تو زیر قصر مار لو بیتاب نے کہا وہ آفت برپا کرون کہ اُس کو نکلنا
مشکل ہو یہ کہکر بیتاب رخصت ہوئی پہر رات رہے اپنے قصر مین آئی دیکھا نسیم
پلنگ پر بیٹھی ہی پروانون کو دیکھ رہی ہی جی مین کہتی ہی ان پروانون کی جرأت دیکھو
کہ صحرا سے آتے ہین اپنے کو شمع پر گرادیتے ہین جل کر خاک ہوتے ہین محبت حقیقی کا
کیا کہنا یہ عاشقان صادق ہین اپنے معشوق پر جان دیتے ہین یہ مجال نہین کہ منھ
پھیر لین یا اپنے کو بچائین بیتاب نے پُکار کر کہا کہ کیون نسیم مزاج کیسا ہی نسیم نے
کہا کہ آج نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی یہ کہتے ہی اُٹھ بیٹھی اور پوچھا کہ آپ کہان
گئی تھین بیتاب نے کہا کہ مین برائے ملاقات کمیاب گئی تھی ساحری نامہ بھی دیکھا
اور بہت سے حال سُنے کہ اُن کا کہنا مناسب نہین جانتی نسیم یہ سُن کر چپ ہو رہی مگر
سمجھ گئی کہ مان میری میرے عشق سے ماہر ہوئین پھر کہا میرا کیا کرینگی مین کیا اُن سے
کسی بات مین کم ہون خبر کل وہ زیر قصر جہان نما آوینگے جیسا کچھ ہوگا خود ظاہر
ہو جائیگا اگر مجھپر اعتراض کرینگی تو جواب شافی موجود ہی کہ مجمع عام مین وہ بھی آئے
مجھسے کیا واسطہ ہی یقین ہی کہ میرا عذر قبول ہو اور چند کس مان کو قائل کرینگے
کہ اُسنے کیا خطا کی اور اگر وقت بدی آگیا ہی تو یہ سر حاضر ہی اُس شہریار پر نثار کردینگے
یہ سوچ کر پڑرہی مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین اب وہ وقت آیا کہ عاشق زار ماہ تابان
فراق دیدہ آزار کشیدہ گریبان پھاڑے ہوے قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا گریبان
سحر چاک ہوا بقول شاعر نظم علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب +
شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا + ہوا میدان چرخ سے اکبار +

مہر انجم سپاہ رو بہ فرار + نسیم اُٹھی لباس جسم پر آراستہ کیا دریاے جواہر میں غوطہ زن ہوئی تخت پر سوار ہو کر چلی بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر آج قصر جہان نما میں نہ جاؤ ملکہ نے کہا وہ مشتاق جو مہینہ بھر تڑپ تڑپ کر کاٹتے ہیں ایک نگاہ دیکھ کر شاد ہو جاتے ہیں کیا کہیں گے بس کچھ نکر نہ جاؤن آپ کیون منع کرتی ہین بیتاب نے جواب دیا ای نور نظر کیا کہون دل پر بڑا صدمہ ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی نسیم نے جواب دیا آپ کو ناحق کا تردد ہی ایسی تدبیر ہوگی کہ طلسم کشا کو پکڑ لیوینگے آپ نہ گھبرائیے بیتاب نے کہا کہ ای نسیم سیکر و سامری نامہ جو مین نے دیکھا اُس مین صاف صاف لکھا ہی کہ طلسم فتح ہو جائیگا قدرت لشکر کشی کا سامان کر رہے ہین تمام شاہ و شہریار جمع ہو رہے ہین مین تو جانتی ہون کہ اُن کے لشکر کا کون جواب دیسکتا ہی خیال آتا ہی کہ لاکھ طلسم کشا کوشش کرے مگر کچھ زور نہ چلیگا وہ وہ ساحر جمع ہونگے کہ زمین ہلا دینگے کسی کی مجال نہین کہ اُس بلوے کو روک لے مگر نسیم سیکر و قصر جہان نما پر آئی چلمن سے دیکھ رہی ہی کہ عاشق لوگ آتے جاتے ہین آہین کر رہے ہین بعض پکارتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان صورت زیبا دکھاؤ ہم منتظر ہین دل و جان سے مشتاق ہین نظم

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی + بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی
وصال یار سے دونا ہوا عشق + مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
صبا نے اُسکے کوچے سے اُڑا کے + خدا جانے ہماری خاک کیا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتے ہی شوخی نقش پا کی +
وہ سوتے سے بے حجابانہ رہے رات + نگاہِ شوق کام اپنا کیا کی +
نہ آیا وصل مین بھی چین ہم کو + گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی
شب وصل عدو کیا کیا جلا مین + حقیقت کھل گئی روز جزا کی +
کہا اُس بت سے لو مرتا ہی مومن + کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

اِس وقت زیر قصر جہان نما عجب غل ہی کوئی روتا ہی کوئی گریبان چاک کیے چہرے

پر خاک ڈالے ہوے ہی کوئی چرخ مار رہا ہی کوئی دھونی لگائے بیٹھا ہی کوئی قیر عاشقونکی
دیکھ رہا ہی یہی سب حجبت تھی مگر ملکہ کی نگاہ لگی ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سب نے
سعد شہر یار پشت مرکب پر سوار آئے تاج سر پر شوکت وصولت و حشم چہرے سے نمایان
مرکب باد رفتار زیر ران چہرہ مثل آفتاب روشن نسیم نے جو بادشاہ کو دیکھا بے اختیار
مُنھ سے نکل گیا کہ سبحان اللہ کیا رو ہے زیبا ہی خدا ان کو سلامت رکھے کس شوکت سے
آئے ہین ہاے کیونکر قریب پہونچون اور حال دل کہون بادشاہ چاہتے تھے کہ اُسی مجمع
مین آکر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تیغہ ہاتھ مین للکارتا
ہوا آیا کہا کہ او طلسم کشا خبردار اس مجمع مین نہ جانا ورنہ بہت ذلیل ہوگا سعد شہریار
بھی فوراً پلٹ پڑے اُس پہلوان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ سامنے سے بھاگا کہتا ہوا کہ
خبردار میرے پیچھے نہ آنا مگر بادشاہ نے اُسکا پیچھا لیا ملکہ نے جو دیکھا کہ سعد شہریار
جاتے ہین چلمن اُٹھا دی سعد کی بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوقہ نہایت حسین جمیل مہ
تابش برق رخسار ہے کلیجہ جل گیا جتنے کھڑے تھے سب بیہوش ہو گئے مگر اُس پہلوان
نے للکارا کہ اے شہریار میرے عقب مین نہ آو میرے وہ وہ ملازم ہین کہ تمھارے ٹکڑے
اُڑا دین گے وہان سے زندہ نہ آؤ گے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور تعاقب مین اُسکے
روانہ ہوے ہر چند للکارتے ہین کہ او بھگوڑے ٹھہر جا مگر وہ گینڈا بھگائے ہوے
جاتا ہی یہی منظور ہی کہ اپنے کو صحرا مین پہونچاؤن وہان جا کر سعد کو گھیرون سعد
پیچھے پیچھے اُس پہلوان کے چلے جاتے ہین وہ پہلوان ایک صحراے ویران مین پہونچا
کہ جہان بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہزار ہا زاغ و زغن غل مچا رہے ہین اس پہلوان
نے اُن سب سے اشارہ کیا کہ وہ سب زاغ و زغن غلطک مار کر بشکل انسان ہوکے
بادشاہ پر ٹوٹ پڑے اور سحر کرنے لگے بادشاہ لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکائی
ساحرون کے سحر باطل ہوے بعض اپنے سحر سے زخمی ہوے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر
ایک ساحرہ گوشے مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا نسیم سیکرو

آسمان پر آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر گولہ پھینکا کہ تاوارین برسنے لگین جسکے سر پر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا سب کی افسر ایک زغن اور ایک زاغ ہی غل مچا رہے ہین کہ یار دہ نہ بھاگو یہ نسیم سحر کر رہی ہی دیکھو تو ہم کیا کرتے ہین اسنے صد ہا جادوگر قتل کیے نسیم نے بے اختیار ہوکر آواز دی کہ او زاغ و زغن کیون ہلڑ کرتے ہو بھلا خیال تو کرو کہ مین کون ہون میرا تو یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چُرائیں آنکھیں | ہو گئی صلح جو اکبار لڑائیں آنکھیں
شعلہ رخساروں کے جا جا کے کیے نظارے | ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائیں آنکھیں
کشتۂ دیدۂ دلدار سمجھ کر مجھکو | آہوون نے مری تربت پہ چڑھائیں آنکھیں
اور کیا یار کوئی تم سے توقع رکھے | ایک بوسے کے لیے تمنے چُرائیں آنکھیں
بوسۂ چشم کبھی ہمنے جو مانگا باقر | یار نے چین بجبین ہو کے دکھائیں آنکھیں

زاغ و زغن مل کر نسیم پر سحر کرنے لگے مگر نسیم ان کے سحر کو کب مانتی ہی دونون کا سحر بر طرف کر کے کارد سحر جھولی سے نکالی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری وہ کارد جو گری سینے کو توڑ کے پار گذری آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ و زغن جادو دیو دونون کو مار کر نسیم آسمان سے اُتری ادھر بادشاہ نے اُس پہلوان کو مارا جنگل مین سناٹا پڑ گیا نسیم نے کہا کہ ای شہریار مین جانتی تھی کہ دشمن خدا آپ کو لگا کر لے گیا ہی ضرور فتور برپا کریگا وہی ہوا شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچ گئی اب آپ آج شب کو باغ گلفشان مین آئیے یقین ہی کہ بیتاب میرے ساتھ ہو خدا آپ کو سلامت رکھے مین جو قید ہو جاؤنگی تو آپ ہی رہا کرینگے بادشاہ نے فرمایا باغ گلفشان کس مقام پر ہی نسیم نے کہا کہ لوح آپ کو بتا دیگی جتنے امور طلسم کے ہین سب لوح کے متعلق ہین جس دم قصد کیجیے گا آپ کو معلوم ہو جائیگا سعد نے فرمایا مین بہدایت لوح اپنے کو تا بہ باغ گلفشان پہونچاؤنگا نسیم رونے لگی کہا ای شہریار آج مین نے بڑی گستاخی کی کہ آپکی مدد کو آئی بیتاب کو بہت ناگوار ہوگا ہر مقام پر زاغ و زغن کا بلوہ ہی ایسا نہین ہی کہ اُسکو خبر نہ ہو یہ طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے سب خبر دار ہین ضرور اُس سے جا کر خبر کرینگے اب مین رخصت ہوتی ہون جیسے ہی نسیم بلند ہوئی بادشاہ

نے دیکھا آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم بیتاب جادو ای گیسو بریدہ خوب تونے آفت برپا کی زاغ وزغن کو قتل کیا پہلوان ہرائی بھی مار اگیا تجکو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا ہمنے پہلے ہی منع کیا تھا کہ آج قصر جہان نما پر نہ جا مگر تونے نہ مانا اس شہریار کے دیکھنے کا مزہ اُٹھایا اب عمر بھر چین نہ پڑیگا ملکہ نے پکار کر آسمان سے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی خدا حافظ تردد نہ فرمائیے گا مجھ ایسی صدہا لونڈیاں ہین اگر آپ کوشش کرین گے اور لوح سے غفلت نہ کرین گے تو سب مطلب پورا ہوگا اگر لوح کو فراموش کیا تو باعث خرابی ہی سعد شہریار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر بیتاب اسقدر بلند تھی کہ کوئی تیر اُستک نہ پہونچا بیتاب نکل گئی سعد شہریار یاد مین نسیم کی سر جھکا کے بیٹھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ای جذب عشق کامل وہ گل کھلا چمن مین + پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
گلزار ہو رہی ہی ہر اک گلی وطن مین + پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین +
قلقل گلابیون کی کیا لطف دے رہی ہی + بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین
نو دولتونکو غرّہ ہی خوش لباسیون پر + پھولے نہین سماتے کمخواب و گلبدن مین
زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہی + بالون سے منھ چھپایا یا چاند ہی گہن مین
دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو + گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہی ڈھاک بن مین
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین + آفت کے پیچ و خم ہین گیسوے پر شکن مین
بیتاب ہو نہ ای دل حاضر ہین ڈوبنے کو + پانی تو دیکھ لین ہم اُسکے چہ ذقن مین +
کیا حسن ناز اُنکا جلوہ دکھا رہا ہی + تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ لوز تن مین
بگڑی ہین اُنکی زلفین بن آئی ہی صبا کی + کیا کیا بسا رہی ہی نافے خطا ختن مین +
آخر غریق رحمت ای بحر ہو گے تم بھی + الفت کی سوت چھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

بادشاہ دن بھر اُسی صحرا مین رہے شام کو پشت مرکب پر سوار ہوے تلاش مین چلے کہ دیکھین باغ گلفشان کہان ہی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ پہلوے کوہ مین ایک قصر ہی اُسکو قصر لعل نگار کہتے ہین وہان سے پتہ نسیم کا ملیگا پہونچ جائیے گا کیا عجب ہی کہ وہا

کوئی آپ کو ساتھ لیجائے اور تا بہ باغ گلفشان پہونچائے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر طرف
قصر لعل نگار کے چلے جب قریب کوہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک قصر سُرخ آراستہ ہی اُس مین سے
رونے کی آواز آتی ہی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی **نظم**

مست ہوجاتا ہی بلبل جب کھلے دو چار گل ٭ یہ چراغ عقل ہوجاتا ہی اب بے بہار گل
داغ مین سب تیرے ہاتھو نکے وہ ہین ای یار گل ٭ کھاتے ہین چھالو نکے تیرے آتشین رخسار گل
پھر بہار آئی امید رُخ مین دیکھین یار گل ٭ مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل
روبرو میرے چنگیر دنمین نہ رکھو یار گل ٭ یار بن کھٹکین گے آنکھو نمین برنگ خار گل
گر بچھاتا ہو نمین فرش خواب پر بے یار گل ٭ خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل
زخم دل ہون اشک ہی نکلینگے آنکھو نسے ابھی ٭ روبرو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہار گل
غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ و بہار ٭ باغ سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

بادشاہ یہ آوازین سُن کر قریب اُس قصر کے آئے بلا تکلف داخل قصر ہوے دیکھا چند کنیزین
رو رہی ہین اور وزیرزادی ایک طرف پڑی تڑپ رہی ہی دمبدم بیقرار ہوکر پکارتی ہی
کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہم کو خوب تباہ کیا خدا تم کو قید سے چھڑائے اس آفت سے بچائے
سعد شہریار نے آکر وزیرزادی کو قید سے رہا کیا اور پوچھا کہ ملکہ تبسم کہان ہین یہ سنکر
وزیرزادی نے کہا سامنے قصر تاریک ہی اُسمین ملکہ قید ہین بیتاب جادو نے آپکے
دھوکا دینے کو بڑے بڑے سامان کیے ہین جو کچھ آپ کے سامنے آئے بدون لوح دیکھے
ہوے کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا آپ قصر تاریک مین ہو آئیے کہ شام مصیبت قریب ہی
مین رہبری کرون آپ کو تا بہ باغ گلفشان لیچلون سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
نوشتہ پایا کہ سامنے قصر تاریک ہی جب اُس مکان مین جائیے گا تو کچھ معلوم ہوگا جب
لوح کو چمکائیے گا تب روشنی ہوگی اور قیدی معلوم ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھ کر طرف قصر
تاریک کے چلے سامنے دیکھا کہ ایک قصر کلان ہی مگر آہن کا بنا ہی اسقدر تاریک ہی کہ نگاہ نہین
ٹھہرتی بادشاہ قریب اُس قصر کے پہونچے آکر دیکھا قفل مین مار سیاہ لپٹا ہی بادشاہ جمجاہ نے
جیسے ہی لوح چمکائی وہ مار سیاہ گرا زمین مین جذب ہوگیا یہ ماران جادو طرف سے بیتاب

کے نگہبان تھا بیتاب نے کہدیا تھا کہ جب طلسم کشا آئے تو مجکو خبر کرنا وہ مار سیاہ زمین
مین غرق ہوکر باغ گلفشان مین پہونچا بیتاب جادو مسند پر بیٹھی ہی اور گلفشان جادو
جو سردار آتا ہی اُس سے ملاقات کرتی ہی اور نام پوچھتی ہی کہ ماران نے آکر خبر دی
کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا قریب قصر تاریک پہونچ گیا مجھپر لوح کا عکس ڈالا نو مین گر پڑا
مگر اپنے کو ظاہر نہین کیا آپ کی خدمت مین پہونچا اب جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجیے بیتاب
نے گلفشان جادو کو بلایا کہا ای گلفشان تو جانتی ہی کہ بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہی
جشن سامری مین مین مصروف ہون سردار چلے آتے ہین ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کسی کی
شکل بنکر چلا آوے مین جانتی ہون کہ تم قصر تاریک مین جاؤ نسیم کو اُٹھا لاؤ اور تم بشکل
نسیم بن کر بیٹھو اگر طلسم کشا نے دھوکا کھایا اور لوح کو نہ دیکھا تو گرفتار کر لینا اور اگر
لوح دیکھ لین تو بھاگ آنا اپنی جان بچانا گلفشان جادو یہ سُن کر تڑپی اور غرق زمین
ہوکر قیدخانے مین پہونچی نسیم کو اُٹھا لائی بیتاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا بیٹا مین
خوب جانتی ہون کہ تمھارا دل اختیار مین نہین ہی لیکن صبر کرو دیکھو طلسم کشا گرفتار ہوکے
آتے ہین اُدھر گلفشان جادو نسیم کی شکل بن کر قیدخانے مین بیٹھی بادشاہ اندر قصر کے
داخل ہوے دور سے دیکھا کہ نسیم سبکرو قید مین بیٹھی ہی بادشاہ نسیم کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے
نسیم نقلی کو رہا کیا مگر نسیم کہتی ہی کہ ای شہریار مجھ سے الگ رہیے مجھپر بیتاب کا سحر
ہی آپ جو میرے قریب آوین گے تو مین جل جاؤنگی بادشاہ الگ کھڑے ہوے ہین نسیم
نقلی نے ماران سیاہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا میرے ساتھ چلیے مین حضور کو باغ
گلفشان مین لیچلون آگے آگے بادشاہ اور پیچھے پیچھے نسیم نقلی جیسے ہی بیرون قصر پہونچے
آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم جہان آرا ای شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے یہ نسیم سبکرو نہین ہی
بادشاہ نے لوح پڑھ ہاتھ ڈالا نسیم نقلی غرق زمین ہوگئی مگر کہا ای وزیرزادی ملکہ نسیم
تمنے غضب کیا بادشاہ کو ہوشیار کر دیا خیر تم سے اسکا انتقام لیا جائیگا گلفشان تو
بھاگی مگر وزیرزادی آسمان سے اُتری آکر بادشاہ سے عرض کرنے لگی ای شہریار اگر
آپ اسکے ساتھ جاتے تو گرفتار ہو جاتے اب باغ گلفشان مین کیونکر جانا ہوگا نسیم اصلی

کو مہتاب نے بلوا لیا اپنے پاس بٹھایا ہی اُن کو سمجھا رہی ہی مگر وہ خاموش بیٹھی ہین دن
قلیل باقی ہی بادشاہ حیران کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجر گھوڑے پر سوار آیا
پشت پر چند ملازم بادشاہ کو دیکھ کر تاجر نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای تاجر
مین نے تجکو نہین پہچانا تاجر نے عرض کی حضور نے مجکو قزاقون سے بچایا تھا اور مال
میرا مجکو دلوایا تھا بادشاہ نے فرمایا خواجہ خورشید تمھارا نام ہی تاجر نے عرض کی اب
حضور نے غلام کو پہچانا آپ کیون صحرا مین حیران کھڑے ہین جو مجکو حکم دیجیے بجا لاؤن بعد
نے فرمایا مین باغ گلفشان کے جانے کی تدبیر مین ہون کوئی صورت بن نہین پڑتی
تاجر نے کہا آپ میرے گماشتے کی شکل بن کر چلیے بادشاہ حیران تھے کہ صورت کیونکر بدلون
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا فیروزہ بن عمرو حیران و پریشان جست و خیز کرتا ہوا آتا
ہی تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا بادشاہ کو دیکھ کر دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا بادشاہ
نے فرمایا ای فیروزہ خوب وقت پر آگئے مین ان تاجر کے ساتھ اِن کے گماشتے کی شکل
بن کر جاؤنگا مجکو گماشتے کی شکل بناؤ جہان آرا نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی فیروزہ
نے جہان آرا کی بھی صورت بدلی ایک دیوان کی شکل بنائی اور آپ خدمتگار بنا
خواجہ خورشید کے ساتھ سب مل کر چلے تاجر نے سامنے باغ گلفشان کے آکر اول
اپنی بارگاہ استاد کی مال وغیرہ رکھا آپ بارگاہ سے نکلا گماشتہ و دیوان و خدمتگار ساتھ
ہین باغ گلفشان مین جو شہر یار نے داخلہ کیا دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی قفسون مین
جانور ہر طرح کے بند ہین بادشاہ جو روش پر سے گذرے طائر پھڑکنے لگے مگر منقار ین
کھول کر رہگئے کوئی آواز نہ دیتا تھا مگر سب تڑپ رہے ہین مہتاب جادو نے کہا کہ
ای گلفشان تمھارا مکر تو خالی گیا دیکھون یہ طائر کیون پھڑکتے ہین گلفشان نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم مین تو اپنا رنگ جما چکی تھی مگر جہان آرا نے آکر میرا رنگ مٹایا مین
ناچار ہوگئی آخر جان بچاکر بھاگی شکر ہی کہ آپ تک پہونچگئی لیکن طائرون کا پھڑکنا
جاننے کے سبب سے ہی مہتاب نے کہا کہ ای گلفشان مین خوب جانتی ہون کہ
بادشاہ یہان نہین آسکتے اگر آئینگے تو گرفتار کرلونگی یہ جادوگر و جادوگرنیان جو اپنی

سعادت جانکر آئے ہین یہ لوگ کبھی طلسم کشا کو ساتھ نہ لاوینگے کہ خواجہ خورشید آکر
بیٹھا لگر گماشتے کو آگے بٹھالیا یہ حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کو پیچھے بٹھائے آپ سر جھکائے ہوئے
بیٹھا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ نسیم سیکر و مسند پر بیٹھی ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے
ہوئے اور کئی سو جادوگرنیان بڑے بڑے ساحر صحبت مین حاضر ہین ایک ساحر نحیف و
ضعیف عمامہ سر پر باندھے ہوئے ایک طرف بیٹھا ہی ایک کتاب ہاتھ مین ہی اُس کا
مطالعہ کر رہا ہی مگر بیتاب جادو سب سے کہ رہی ہی کہ کیون صاحبو قاعدے مین لو
مرقوم ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ وہ یہان نہین آسکتے اب
کتابخوان کو حکم دون کہ ممبر پر جائے اور اوصاف سامری بیان کرے وہ شخص جو کتاب
دیکھ رہا تھا یکایک رونے لگا بیتاب نے کہا کہ کیون خیر تو ہی اُسنے روکر کہا میری آنکھون
کی بینائی جاتی رہی کوئی حرف مجکو نہین سوجھتا ساری کتاب معرا ہوگئی اب مین کیا کرون
بیتاب نے کہا کہ کیون صاحبو تم نے سُنا غضب ہوگیا کہ تحریر کتاب ادرا ایسا مجبور ہوا کہ وہ
کہتا ہی کتاب معرا ہی سب نے کہا یہی علامت ہی کہ طلسم کشا باغ مین آگیا پھر سب نے کہا
ای بیتاب جادو تمہارا حکم خلاف نہین ہی جو کہتی ہو وہی ہوا کہ طلسم کشا باغ مین پہونچگیا
نسیم نے جو سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ مل گئی نسیم آنکھ ملتے ہی سمجھ گئی کہ یہی طلسم کشا ہین
پکار کر بیتاب سے کہا کہ ای مادر مہربان وہ سامنے دیکھیے طلسم کشا بیٹھا ہی خواجہ خورشید
کی روشنی ہی کہ یہ اپنے ساتھ لائے بیتاب نے سب ساحرون کو اشارہ کیا کہ ہان
یارو بادشاہ کو مار لو سب ساحر اُٹھے بادشاہ پر سحر کرنے لگے بادشاہ نے تلوار کھینچی تلوار
کھینچ کر لڑنے لگے جہان آرا بھی پشت پر بادشاہ کے سحر کر رہی ہی بادشاہ کو بچاتی ہی
اور فیروزہ بن عمرو حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہی جب حقہ آتشبازی مارا دو چار ساحر کے
مُنہ پھونک دیے جہان آرا بھی جب سحر کرتی ہی دو چار کو جلا دیتی ہی سوداگر نے جو دیکھا
کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوئے ہین دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار و ای رحیم و
کریم بادشاہ عالیجاہ کو ان دشمنون سے بچالے ایسا ہو کہ انپر کوئی چشم زخم پہونچے مگر
بیتاب جادو نے جو نعرہ بادشاہ جمجاہ کی صدا سُنی بیقرار ہوگئی سوچی کہ طلسم کشا میری

فکر مین آتا ہی مین نکل جاؤن میری ہی فکر کرینگے اگر مین قتل ہوئی تو یہ تا یہ ہمشیرہ کلان پہونچ
جائینگے یہ سوچ کر بیتاب تو نکل گئی مگر سب ساحرون نے دیکھا کہ بیتاب تو چلیگئی اور
بادشاہ لڑ رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جو ساحر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا بادشاہ
کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے جاچکے اور ساتھ بیتاب کے گلفشان بھی اسقدر گھبرائی
کہ یہ بھی نکل گئی سب بھاگ گئے بادشاہ نسیم سے ملے نسیم لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی ای شہریار
مجھے یہ امید نتھی کہ آپ سے زندگی مین ملونگی مگر قربان اُسکی مصلحت کے کہ آپ یہان
پہونچ گئے بی بیتاب نے مجکو یہان بلوایا تھا سمجھا رہی تھین کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ مین نے
کچھ جواب نہین دیا مگر یہ ساحر جو بھاگ کر گئے ہین باغ گلعذار مین سب کا جماؤ ہوگا سب
ساحر وقت پر بھاگے ہین دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار جادو سیکا استقبال کرکے لیجائیگی
جب تک تحریر کتا بدار وعظ نہ کہیگا تب تک ساحرون کو اطمینان نہ ہوگا اب مین حضور
کو لیے چلتی ہون ابتو میری بغاوت ظاہر ہوگئی مین بیتاب سے کہتی تھی کہ مین قید مین
نہ رہونگی خدا چاہیگا تو چھوٹ جاؤنگی خدا نے وہی کیا کہ آپ وقت پر آگئے کیون ای
خواجہ خورشید تم بھی ساتھ چلوگے ہم نہین چاہتے ہین کہ تمھاری بدنامی ہو تم ہر سال
آتے ہو خواجہ خورشید نے کہا مین سب طرح حاضر ہون مجھپر شہریار کا ایسا احسان ہی
کہ عمر بھر ادا نہ کرسکونگا میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا تھا بادشاہ نے اُنکو سزا دی
مال میرا دلوایا مین زندگی بھر احسان سے گردن نہین اُٹھا سکتا ہون اگر شہریار کے
واسطے بہتری ہو تو مین اپنی جان لگا دون مال کیا مال ہی یہ کہکر خواجہ خورشید نے
کاروان تیار کیا ملکہ نسیم اپنی صورت تبدیل کرکے ایک تاجدار کی شکل بنی بادشاہ
کو سپہ سالار قرار دیا فیروزہ وغیرہ خدمتگارون مین ساتھ ہی ملکہ نسیم حکم دے رہی ہی
سپہ سالار حکم بجالاتے ہین اس دھوم سے بادشاہ ہمراہ خواجہ خورشید کے چلے مگر
خورشید کو اس بات کا بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو چشم زخم پہونچے غرضکہ
راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ گلعذار پہونچے بادشاہ نے دیکھا در باغ پر صدہا
تاجدار اُترے ہین ملازم پھر رہے ہین جابجا اژدرہاے آتش فشان آگ مُنھ سے

چھوڑ رہے ہین کسی جانب درخت پھولون کے لگے ہوے ہین ایک جانب بیتاب جادو
پھر رہی ہی سب ساحرون سے ملاقات کرتی پھرتی ہی ہر ایک سے کہتی ہی کہ صاحبو مین نے کیا
کمال کیا کہ باغ گلفشان سے نکل آئی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے ماری جاتی ساحرون نے کہا
آپ کے آنیکے بعد ہم لوگ بھی سب نکل آئے جانتے تھے کہ جب تک آپ نہ ہونگی تب تک
لڑائی فتح نہ ہوگی یہ بھی ضرور جانتے تھے کہ اب باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا بیتاب نے کہا
جب تک وعظ نہ ہوگا اور قاضی طلسم تعریف ساحری و جمشید نکریگا تب تک کچھ نہ ہوگا بتاؤ
صاحبو کہ سال کیونکر گذریگا ہزارون آفتین آئینگی ایسا نہ ہو کہ بی نسیم سبکرو نے رہائی
پائی ہو اور وہ طلسم کشا کو لیکر آئین بیتاب یہ باتین کر رہی تھی کہ ایک کمائر نے خبر دی
خواجہ خورشید بازرگان کاروان سمیت آئے ہین لیکن دور اُترے ہین بیتاب کا دل
نام اس سوداگر کا سُن کر کانپ گیا دل سے کہتی ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی گلفشان
سے کہا کہ ای گلفشان جاکر کاروان مین دیکھو کہ خواجہ خورشید کس امید پر آیا ہی اگر
برائے تجارت آیا ہی تو ٹھہراؤ اور اگر برائے بغاوت آیا ہی تو اُس کی تدبیر کرو اور
ایسی سزا دو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے گلفشان جادو واسطے دیکھنے کے چلی جب
کاروان خورشید مین آئی تو اُسنے دیکھا کہ خواجہ خورشید اسباب تجارت نکلوا رہے ہین
گلفشان نے آکر پوچھا کہ کیون خواجہ خورشید تم نے بڑا ستم کیا طلسم کشا کو ساتھ لیکر
آئے خواجہ خورشید نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تاجر پیشہ ہین ہم کو ان باتون سے کیا
کام ہی معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا کے عیار نے یہ چالاکی کی تھی مگر بہتر ہوا کہ آپ نے کہین
اپنے واسطے تجارت کے آیا ہون کچھ خوف نہ کیجیے اگر کہیے تو ٹھہرون ورنہ چلا جاؤن یہ
سُن کر گلفشان نے کہا کہ تمھارا حال ثابت ہوا کہ تم خداوند کے خیرخواہ ہو مگر خبردار کسی
غیر کو اپنے آدمیون مین نہ آنے دینا یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا بھی تمھارے ساتھ
چلے آوین خواجہ خورشید نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم میری کیا مجال ہی اور مجھے کیا مطلب
ہی کہ طلسم کشا سے میل کرون بخت مسلمانان سب پر ظاہر ہی کہ تمام ملک لوٹے لیتے تباہ و
برباد کر دیے گلفشان جادو نے جواب دیا کہ تم تاجر پیشہ ہو ہر سال آتے ہو اب وہ وقت

قریب ہی کہ تحریر کنا بدار وعظ کہیگا سب مراد مند جمع ہین آپ بھی تشریف لائیے خواجہ خورشید
گلفشان سے وعدہ کر کے خدمت مین سعد شہر یار کی آئے اور کہا کہ ای شہر یار تشریف
لے چلیے سعد شہر یار تیار ہوے کہ یکایک زمین شق ہوئی یاقوت جنی بھی آکر پہونچا اور
عرض کی کہ ای شہر یار چلیے مگر تاجر کے ہمراہ رہیے باغ گلعذار مین اسوقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اور تدبیرین ہو رہی ہین مگر بیتاب کہتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آوینگے کل
ساحرون کا قول ہی کہ باغ گلعذار مین بھلا کیا آسکتے ہین وہ وہ مکار جمع ہین کہ اُنکا قول
ہی آج طلسم کشا بچ کر نہ جاسکینگے مگر بیتاب جادو کہتی ہی کہ اگر نسیم سبکرو ساتھ آئے
تو اُس کو زندہ نہ جانے دینا گلفشان نے سب کو مطمئن کیا ہی کہ مین نے سارا میدان
چھان ڈالا کہین طلسم کشا کا پتہ نہین بلکہ سب کی تلاشی لی مگر بیتاب جادو بہت بدحواس
ہی یہی کہے جاتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا صاحبو ہوشیار رہنا یاقوت جنی نے جو جلدی
کی تو سب تیار ہوے ملکہ نسیم سبکرو و وزیرزادی جہان آرا و سعد شہر یار اور
خواجہ خورشید بازرگان یہ سب مل کر طرف باغ کے چلے جب دروازے پر باغ کے
پہونچے تو دیکھا کل امرا و رؤسا اندر باغ کے جاتے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ تحریر کنا بدار کیا وعظ فرماتے ہین سعد شہر یار ہمراہ خواجہ خورشید داخل
باغ گلعذار ہوے اور دیکھا سب باغ آراستہ و پیراستہ ہی روشون پر سُرخی کٹی
ہوئی ہی مگر جتنے درخت ہین بار اثمار سے سربسجود ہین جملہ درخت طائرون سے بھرے
ہوے ہین ہرچند کہ رات کا وقت ہی مگر شاخین درختون کی بوجھ سے طائرون کے
جھوم رہی ہین جیسے ہی سعد شہر یار اندر آئے اور روشون پر راستہ چلے سب طائر
چہکار اُٹھے اور زبان الشان مین یہ اشعار گانے لگے نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین
گُلِ لالہ مین مسکن ہی ہو کاملِ مین رہتے ہین

خیالِ مہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین
یہ لیلیٰ وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پہ آکر ہنس کے وہ کہتے ہین غیر دلسے
قمر جسکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین +

مگر تحریر کتا بدار منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہی ایک فقرہ کتاب کا پڑھتا ہی اور پھر اُسکا
ترجمہ کرکے کہتا ہی کہ ای حاضرین باغ گلعذار سب آگاہ ہوجاؤ کہ قدرت کی قضا قریب ہی
طلسم کا خاتمہ ہو چکا اب تم سب اپنی اپنی فکر کرو ایسا نہ ہو کہ عبادت مین فرق پڑے لہذا
اپنے اپنے گھرون مین پوجا پاٹ کرو شاید خداوند سامری اپنا فضل وکرم کرین ورنہ بڑی
مشکل درپیش ہی یہ ذکر تھا کہ سعد شہریار مع ہمراہیون کے داخل صحبت ہوے سب ساحر
کھڑے ہوگئے مگر سعد شہریار کے ہاتھ مین کشتی ہی اُس مین جواہر رکھا ہی یہ کہتے ہوے
طرف منبر کے بڑھے کہ ای تحریر کتا بدار مین نے ایک سال نذر مانی تھی کہ یہ جواہر تمہاری
خدمت مین حاضر کرونگا تحریر کتا بدار نے دیکھا کہ نگینے یاقوت و الماس کے اُس کشتی مین
بھرے ہوے ہین جواہر کو دیکھ کر مُنھ مین پانی بھر آیا ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار مین آپسے
بہت راضی ہون کہ آپ نذر بہت معقول لائے سعد شہریار یہی باتین کرتے ہوے
قریب منبر کے پہونچے ہاتھ بڑھایا کاہن نے چاہا کشتی لے لون سعد شہریار نے دوسرے
ہاتھ سے ہاتھ اُس کا تھاما اور ایک جھٹکا مار کر نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم
شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال
گلستان صاحبقران + نعرہ کرکے تحریر کتا بدار کو کھینچ لیا باغ مین غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا
آگیا بیتاب جادو طرف نسیم سبکرو کے چلی نسیم سبکرو نے آواز دی کہ ای شہریار
کنیز کو بچائیے ایسا نہ ہو یہ مجکو گرفتار کرلیوے سعد شہریار آواز نسیم سبکرو سُنکر
جھپٹے مگر بلوہ ساحرون کا بیحد و بے شمار ہی سعد شہریار طرف بیتاب جادو کے چلے
بیچ مین ہزارون ساحر آگئے سعد شہریار تلوار کھینچے ہوے اس طرح لڑ رہے ہین کہ کوئی
ساحر قریب نہین آتا نسیم سبکرو و جہان آرا سحر کر رہی ہین آگ برسا دی جسپر سحر کیا
وہ جل گیا مرنے کی ساحرون کے صدا بلند ہی جملہ تاجدار دردمند ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ اگر یہ جانتے تو اس محفل مین نہ آتے آکے پچھتائے یہان تو موت کا سامنا ہی لیکن
یاقوت جنی نے جو دیکھا کہ سعد شہریار پر ساحرون کا بڑا بلوہ ہی مجمع سے نکل کر بھاگا
نسیم سبکرو نے پُکار کر پوچھا کہ ای یاقوت جنی کہان بھاگے جاتے ہو یاقوت جنی نے

کہا اے ملائکہ عالم کئی سو تا جادوگرون کے لشکر جمع ہین اندر چلے آتے ہین مین جا کر فوج جنات کو لاؤن کہ یہ لڑائی فتح ہو اس جنگ مین خدا طلسم کشا کو بچالے آج کی جنگ وہ ہے کہ خدا ہمارے آقا کو بچالے کل ساحر اسپر آمادہ ہین کہ طلسم کشا کو زندہ نہ جانے دین ملکہ پارلین اب بادشاہ کو لازم ہے لڑتے بھڑتے ہوئے باغ سے باہر نکلین سعد شہریار منبر پر چڑھگئے خیال کرکے دیکھا کہ سارا باغ جادوگرون سے بھرا ہے اور سب طرف ہی ہلڑ ہے کہ جسطرح بنے طلسم کشا کو گھیر لو مگر یاقوت جنی بھاگ کر نکل گیا فوج جنات کو لے کر آیا دور سے دیکھا کہ سعد شہریار منبر پر کھڑے ہوئے اذان کہہ رہے ہین یاقوت جنی نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ دیوارین باغ کی گرادو کل فوج نے دیوارین باغ کی گرا دین اور سعد شہریار کو آکر منبر سے اُتارا سعد شہریار بھی بلبلک بلبلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے بچالے ان ظالمون سے نجات دے نظم

بگرد نکتۂ وحدت کسی از زبان تشریح + کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح +
نہ شد زبان تکلم بشرح آن جاری + نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح +
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا + بیان زبندہ عاجز نہ گردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت + کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کنہ ذات الٰہی نہ شد کسے واقف + فرشتہ کرد نہ تفصیل انس و جان تشریح
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد + نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار + کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
ہزار از نکات عجیب است متن [illegible] + چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
ز عام و خاص بپوشد ہر آنکہ زاہد از + کنند بسر بازارگان ازان تشریح
شنید گوش بنظم تو اہل حق [illegible] + اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

مگر یاقوت جنی فوج جنات کو ساتھ لیکر گرا جنون نے وہ جنگ کی کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو مگر سعد شہریار نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچی نقابدار نے

آتے ہی مجمع ساحران کو درہم و برہم کر دیا اور سعد شہریار کو اپنے بیچ مین لے لیا عین گرمی جنگ مین نقابدار گلگون پوش کئی مرتبہ گھوڑے سے اپنے کود کود پڑا کہتا تھا ای شہریار گھوڑے پر سوار ہو جیسے سعد شہریار نے فرمایا اب مرکب پر کیا سوار ہون تم مرکب پر سوار ہو مین پیدل ہی جنگ کرونگا مگر نقابدار گلگون پوش نے شاطر کو حکم دیا کہ اور مرکب لاؤ عیار فورًا جاکر مرکب لایا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا تھا سجا سجایا زین و لجام سے آراستہ کنندہ مثل ماہ نو کیے ہوے قریب سعد شہریار کے لایا سعد شہریار اُسپر سوار ہوے مگر نقابدار گلگون پوش ہمراہ سعد شہریار جنگ کر رہا ہی کسی کو قریب اپنے نہین آنے دیتا یہی چاہتا ہی کہ مین جنگ کرون کافرون کو قتل کر ڈالون مگر سعد شہریار اُنھون سے جنگ کر رہے ہین چاہتے ہین گھوڑا نقابدار کے قریب سے بڑھالون مگر نقابدار اسیطرح سعد ساتھ ہی جو پہلوان سامنے سے آتا ہی اُس کو بڑھ کر قتل کرتا ہی کئی پہلوان اپنے اپنے گینڈے بڑھا کر آئے مگر ہاتھ سے نقابدار گلگون پوش کے مارے گئے سعد شہریار حیران ہین کہ یہ جوان کون ہی کہ دمبدم میری مدد کرتا ہی جو پہلوان آتا ہی اُس کو بڑھنے نہین دیتا مگر نقابدار جی داری کر رہا ہی بیتاب جادو نے از روے مکر کے خواجہ خورشید باتر رگان و جہان آرا و زبیر زادی کو گرفتار کرالیا اور چند کس سے کہا کہ ان کو کشان کشان لیجاؤ ہم لوگ تدبیر کرتے ہین بی نسیم سیکر کو گرفتار کیے لیتے ہین اگر یہ لوگ گرفتار ہو جاوین تو طلسم کشا کا زور رکم ہو سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ گلعذار خواجہ خورشید و جہان آرا کو لیے جاتی ہی ادھر خواجہ خورشید نے پکار کے آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے ایسا نہ ہو کہ یہ بے گناہ قتل ہو جاوے سعد شہریار نے خود نقابدار گلگون پوش کو اشارہ کیا کہ گلعذار کو روکو نقابدار گلگون پوش جراُت کے خیال سے بڑھ گیا جیسے ہی سامنے گلعذار کے پہونچا گلعذار نے سحر کیا کہ گھوڑا نقابدار گلگون پوش کا بدلگامی کرنے لگا گلعذار نے پھر دوسرا سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے نقابدار کے گر پڑی نقابدار گلگون پوش نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد شہریار کے دیکھا سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا اور سمجھ گئے کہ نقابدار سحر سے عاجز ہوا اور نہ

یہ بہادر ایسا نہین ہی کہ کسی سے رُک جاتا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تاک کر گلعذار کو تیر مارا گلعذار کے سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا گلعذار کے مرتے ہی خواجہ خورشید و جہان آرا نے رہائی پائی مگر لقا بدار گلگون پوش نگہبانون پر جا پڑا کئی سو جوانون کو قتل کیا جا بجا لاشون کے انبار لگا دیے مگر گلعذار کے مرتے ہی تمام باغ مین آگ لگ گئی ہزارون درخت جلے اور صدہا ساحر جل جل کر مرے مگر بیتاب کو جو یہ معلوم ہوا کہ گلعذار قتل ہو گئی ساحر نند ہی نہین کرتے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اپنی جان بچاؤ اُسنے عورتون کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو تمھارے اظہار کمال کا یہی وقت ہی چہار جانب سے طلسم کشا کو گھیر لو دم نہ لینے دو ایسا مکر تم سب مل کر کرو کہ طلسم کشا لوح طلسمی حوالے کر دے اگر لوح مل جاوے تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیو یہ وہ عورتین سامنے سے بیتاب جادو کے غائب ہو گئین جس مقام پر سعد لڑ رہے ہین کان مین آواز آئی کہ کچھ عورتین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہین نظم

کچھو سے بھی نہ جانبِ گلزار دیکھیے
ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے

کرتا ہی کیا چمن ترا ای یار دیکھیے
پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے +

اب دل مین ہی کہ پرچہ اخبار دیکھیے
لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے ++

اچھی نہین یہ کاوشِ بیکار دیکھیے
گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے

بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے
بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے

لیتا ہون دل پہ آپ کی تلوار دیکھیے
اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے

جلوہ دکھا کے آپ جو اکبار دیکھیے
عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے

لیتا ہی جان عشق کا آزار دیکھیے
دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے

سمجھا چکے ہین آپ کو سو بار دیکھیے
کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے

باغ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے
جب تک ہی آنکھ انجمن یار دیکھیے +

حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے
سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے

لکھکر غزل ہزبر کی ای یار دیکھیے
کیا کیا ہی نظم حال دل زار دیکھیے

سعد شہریار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار
مذکور گاتی ہوئی آتی ہین ایک نازنین اُن مین سے بڑھی اُسنے قریب سعد شہریار آکر
عرض کی کہ ای شہریار باغ بہار احزان مین آپ کی طلب ہی سعد شہریار اُس نازنین
کو دیکھ کر محو ہو گئے ارادہ کیا کہ اس نازنین کے ساتھ چلون مگر لوح پر نگاہ پڑ گئی اُسمین
نوشتہ پایا کہ ای فتاح این طلسمات و ای سیار این عجائبات اس نازنین کی باتون پر نہ
جائیے جلد اس کے اوپر عکس لوح کا ڈالیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے
بادشاہ جمجاہ نے اُس نازنین کو اپنے قریب بُلایا جب وہ نازنین بادشاہ کے قریب
آئی بادشاہ نے عکس لوح ڈالا جیسے ہی عکس لوح طلسمی کا اُس نازنین پر پڑا اُس نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی تھوڑی دیر مین جل کر وہ نازنین
خاک سیاہ ہو گئی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خوش ادا جادو
بود بیتاب جادو نے جو خوش ادا کے مرنے کی صدا اُسنی بدحواس ہو گئی کہتی ہی
کہ صاحبو کیا انقلاب ہی کہ ہماری خیرخواہ ماری گئی طلسم کشا کے مددگار آ گئے
یہ نقابدار گلگون پوش کہان سے آیا ہی کس طرح سے ساتھ دے رہا ہی مثل ہمزاد
کے ساتھ ہی ای تاجدار صاحبان مین تو اب جاتی ہون تم لوگ بھی اپنی جان بچا کر نکلو پھر
جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا مین اب جا کر کمیاب جادو سے صلاح کرون دیکھون
اُن کی کیا رائے ہوتی ہی وہ کوئی تدبیر ایسی کرین کہ طلسم کشا سے لوح لے لین تب
جنگ فتح ہو گلعذار کا مارا جانا مجھے بہت شاق ہوا وہ یہان کی حاکم تھی شاید اور
کوئی تدبیر کرتی مین کیا جانتی تھی کہ گرفتاری خواجہ خورشید و جہان آرا پیام موت
گلعذار ہی اُسکا قتل ہونا کہ باغ کا جلنا سب ساحر کہہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم
اب دیر نہ کیجیے جلدی سے نکل جائیے ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے
بیتاب جادو نے تخت منگوایا تخت پہ سوار ہوئی کئی سو تاجدار تخت پر آ گئے ادھر
نسیم سبکرو نے دیکھا کہ بیتاب جادو نکلی جاتی ہی اُسنے پڑھ کر سحر کیا اور گولہ مارا
تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بیتاب جادو تخت سے گری اپنے تئین بمشکل سنبھالا اور

پلٹ کر دیکھا معلوم ہوا کہ بیٹی نے گولہ مارا بہت دیر تک چیخین مار مار کر رو تی کہتی تھی صاحبو
دیکھا تم نے کہ صاحبزادی ہماری ایسی دشمن ہو گئی ہین چاہتی ہین کہ مان قتل ہو جاوے
افسوس صد ہزار افسوس یہ انقلاب زمانہ ہی خیر مین اس کی کچھ نہ کچھ تدبیر کرونگی یہ کہکر
سحر کیا یکایک بازوون پر پر پیدا ہوے اڑ کر چلی نسیم سیکرو نے ایک پتھر پھینکا وہ پتھر طرف
بیتاب جادو کے چلا بیتاب نے چاہا بلند ہو جاؤن وہ پتھر قریب سر آکر لہرایا اُسکی
شکنجہ جو سر مین بیتاب کے لگی بیتاب جادو زمین پر گری سعد شہریار قریب تھے جلدی
سے گھوڑے سے کود پڑے بیتاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ساحرون نے چاہا قبضے سے
سعد شہریار کے بیتاب جادو کو رہا کر لیوین نسیم سیکرو نے سحر کر کے کئی سو ساحرون
کو مارا اور بیتاب پر سحر کیا کہ بیتاب جادو سحر بھول گئی بادشاہ اسلام نے فرمایا اے
بیتاب جادو تو میرے قبضے مین ہی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر اور لات و منات
پر لعنت کر وہ وحدہٗ لاشریک برحق ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیے یہ سنکر
بیتاب نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مجھسے کبھی نہ ہو گا کہ دین سامری کو ترک کرون اور
دین خدا ے نادیدہ اختیار کر لون کہ یکایک یاقوت حبشی سامنے سے آیا بادشاہ سے
اشارہ کیا کہ اے شہریار اتنا بڑا دشمن آپ کے قبضے مین آیا ہی اور آپ اسکے قتل مین
تاخیر کرتے ہین جلد اس کو قتل کیجیے فیروزہ بن عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے خنجر مار دیا کہ
بیتاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہو گیا آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا صداے
دار و گیر بلند ہوئی پتھر باری و سنگباری ہوئی ساحر جو لڑ رہے تھے بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے
آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بیتاب جادو بود تاریکی دفع ہوئی بادشاہ نے دیکھا
وہ ہی نقابدار گلگون پوش سامنے کھڑا ہی اسنے قریب آکر عرض کی کہ حقیقت مین حضور بڑے
جری و بہادر ہین آپ کا عدیل و نظیر نہین مگر مین جو آکر شریک جنگ ہوا مراد یہ ہی کہ
حضور نے طلسم آبگینہ فتح کیا اور یہ طلسم بھی آپ کے قبضے مین ہی امیدوار ہون کہ اُس
طلسم کا مال مجھکو مرحمت ہو یہ سُنکر بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اے محسن یہ تو غیر ممکن ہی منا‌سب
یہ ہی کہ اب مین عکرین نمیاب جادو کی جاؤنگا بعد اُس کے جمشید ثانی پر لشکر کشی ہوگی

اُس لشکر کشی مین تم بھی آؤ وہان امتحان ہوجاویگا ویسا مجمع پھر کبھی نہ ملیگا کیونکہ وہان
صاحبقران عالیشان بھی ہونگے ایکطرف لشکر جمشید ثانی ہوگا جیسا کہوگے ویسا
ہوگا نقابدار گلگون پوش نے کہا کہ مین آپ کو آگے نہ بڑھنے دونگا اب مین سپر آ
ہون یہین میرے آپ کے مقابلہ ہو بادشاہ جمجاہ نے ہرچند سمجھایا مگر نقابدار گلگون پوش
نے نہ مانا لشکر اپنا لے کر مقابلے مین سعد شہریار کے اُتر پڑا بادشاہ جمجاہ بفتح و فیروزی
پلٹے یاقوت جنی بھی مع فوج ہمراہ ہی بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ ای یاقوت جنی تم
جانتے ہو کہ یہ نقابدار گلگون پوش کون ہی یاقوت جنّی نے عرض کی مین صرف اتنی
بات جانتا ہون کہ یہ نقابدار پردۂ قاف مین جابجا جنگ کر رہا ہی کئی مرتبہ جب
دیو قہقہۂ سہ چشمی لشکر کشی کر کے ملکہ آسمان پری پر آیا تو اسی نقابدار گلگون پوش
نے اُس کی فوج کو شکست فاش دی یہ بڑا جری و بہادر ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
اہل اسلام کا خیرخواہ ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ حضور کو روکتا ہی سعد شہریار نے
کل مکان بیتاب جادو کے ضبط کرائے بہت سا مال نکلا کئی سو چھکڑے معمور ہو گئے
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد
بہ باغ + گلِ سُرخ تابد چو روشن چراغ + نگینِ سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد
شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو لشکر مین نقابدار کے طبل جنگی بجگیا
کل کے روز اُس کا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتشِ کینہ و عناد و فساد کو
دوبالا کرے بادشاہ اسلام نے یہ سُن کر حکم دیا کہ ای فیروزہ کہدو ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر سعد شہریار مین بھی نقارۂ رزمی
پر چوب پڑی نقارۂ جنگی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری حرب و پیکار مین گذری جسوقت
کہ نقابدار زرین پوش سلطان فلک چہارم کاشانۂ مشرق سے نکلا تمام عالم روشن ہوا نظم

علم آفتاب نکلا جب ؞ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہِ خاور سپہر گرد ہوا ؞ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکیلا ؞ مہِ انجم سپاہ رو بفرار

تمام عالم منور و روشن ہوا سعد شہریار جب سوار ہونے لگے تو ملکہ تسنیم سبکرو نے آگر رکاب کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین مجکو حکم دیجیے کہ مین جاکر سحر کرون ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش بھگا دون سعد شہریار نے فرمایا ای تسنیم سبکرو کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا کہ غیر ساحر کے لشکر پر سحر کرو ہمارے دادا جان کا یہ قانون ہی کہ ساحر سے ساحر لڑے اور غیر ساحر سے غیر ساحر لڑے غیر ساحر کے لشکر پر ساحر سحر نہ کرے اگر اُس کی طرف بھی کوئی ساحر ہوگا اور وہ سحر کریگا تو خیال رکھنا نقابدار گلگون پوش پہلوان زبردست ہی وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کریگا کہ ساحر کے سحر سے ہم سے مقابلہ کرے یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوئے تسنیم سبکرو کنارے آکی ساتھ والون سے کہتی تھی بادشاہ کے مزاج مین جہالت ہی اتنے بڑے لشکر پر کیا ضرور تھا کہ تشریف لیے جاتے ہین مین ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش منتشر کرتی کہ سب کو بھاگتے راستہ نہ ملتا بادشاہ بصد کر و فر میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا سب نے کہ نقابدار گلگون پوش جوشان و خروشان مع لشکر گران میدان جنگ مین آیا اور مرکب اپنا سب سے آگے بڑھا کے ٹھہرا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا + دل مردون کا بھر جنگ پھڑکا

ہان نامور وہ نام کرنا + رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا +

رستم ہی نہ اب ہی سام باقی + مردون کا فقط ہی نام باقی +

نقابدار گلگون پوش نے یہ آوازین سن کر مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا تو پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے نقابدار گلگون پوش کے پہونچے نقابدار گلگون پوش نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے جواب سلام دیا نقابدار گلگون پوش نے عرض کی کہ ای شہریار آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو سر میدان ملال پہونچے سعد شہریار نے فرمایا ای نقابدار

بس اب زیادہ یاوہ گوئی نہ کیجیے زبان تیغ و کلہ عمود سے کام لیجیے یہ سنکر لقا بدار گلگون پوش نے قصد کیا کہ تیرہ اٹھاؤن ایکایک صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا ایک دیو خونخوار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ مین تھا آتے ہی لقا بدار گلگون پوش کو دیا لقا بدار نے وہ کاغذ پڑھ کر اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا ای شہریار مین مجبور و ناچار ہون کیا کہون میرے ملک پر ایک دیو نے بلوہ کیا ہے میرے ملازم نے مجکو طلب کیا ہے لہذا مین تو رخصت ہوتا ہون انشاء اللہ پھر کبھی کسی مقام پر آؤنگا آپ سے ضرور ضرور مقابلہ کرونگا بادشاہ جمجاہ کو بڑا صدمہ عظیم ہوا فرمایا ای لقا بدار خدا حافظ لقا بدار گلگون پوش پلٹا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ بھی پلٹے اپنے لشکر مین آئے اسی مقام پر اتر پڑے بارگاہ مین آکر محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک گائن نہایت حسین و جمیل سامنے بیٹھکر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اس نصیحت نے مجھے او ستا رکھا ہے + سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھا ہے
لطف ہے لطف ملاقات کا حاصل اس سے خط کو انکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے +
ای گلو تمنے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی جسکے بدلے مجھے اسقدر رلا رکھا ہے
آئی ہے نکہت گل لیکے صبا کیا صیاد شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہے
کیون پریشان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہے
آہ کرتے ہین کہ مشتاق نہ صورت دیکھے آئینہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہے
تو کہان ہے جو گلے تجھکو لگاؤن ای گل + ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہے
چار دن مین سب اجڑ جائیگا گلزار جہان باغ عالم مین وہ گل تم نے کھلا رکھا ہے
مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہے
عشق کی تیغ سے ٹکڑے جگر و دل تو ہوے جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہے
دونون عالم ترے دیدار پہ غش کھاتے ہین اسقدر سارہی خدائی کو لبھا رکھا ہے

منھ دکھانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی+
واہ کیا تیری دھوان دھار مسی ہر ای شوخ رنگ سوسن کا گلستان مین اُڑا رکھا ہی
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے ہزبر دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ جمجاہ نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا جب بیتاب جادو قتل ہو جاے تو آپ کو مناسب ہی کہ طرف صحراے مشک افشان کے جائیے مشک افشان جادو بڑی مکار ساحرہ ہی اُس کے مکر و فریب سے بچیے گا وہ بڑے بڑے مکر کریگی اگر آپ نے مشک افشان کو مار لیا تو آگے صحراے کمیاب ہی کمیاب جادو سے مقابلہ پڑیگا بعد قتل ہونے کمیاب کے سامان لشکر کشی ہوگا مقابلۂ جمشید ثانی مین بہت ہوشیار رہیے گا کیونکہ ہزارون ساحران غدار جمع ہونگے اپنا اپنا کمال سب دکھائینگے وہ وقت نہایت سخت و صعب ہوگا مگر آپ لوح سے ہوشیار رہیے گا بادشاہ جمجاہ یہ حکم لوح دیکھ کر فورًا اپنے مقام سے اُٹھے سرداروں سے رخصت ہوے ملکہ تسنیم سیکر و آنکھون مین آنسو بھر لائین عرض کی کہ ای شہریار آپ کی دوری مجکو گوارا نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کب تک تری جدائی کے صدمے اُٹھاے دل آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل+
الفت مین ان بتون کی مزے تو نے پائے دل جاتی ہی جان کون یہ صدمے اُٹھائے دل
اُس شمع رو کی بزم مین عاشق ہوا اُسکا نام پروانے کی طرح سے جو اپنا جلائے دل
سنبل کیطرح کھائے شب و روز جو کہ پیچ پھندے مین زلف کے وہ ہی اپنا پھنسائے دل
تیر نگہ سے کھیل رہا ہی وہ اب شکار صید اجل گرفتہ یہ کہتا ہی ہائے دل
وہ گلبدن جو آئے مرے پاس رات کو پھولون نہ اپنے جامۂ تن مین سمائے دل
مذبوح کیطرح یہ تڑپتا ہی خاک پر+ ای تیغ تیز مسیح تو اب کر دو اسے دل+
دشمن کو بھی نہ ہو مرض لا دوا کبھی یا رب نہ اپنا کوئی کسی سے لگائے دل
ہمدم نہین ہی کوئی مرا شہر عشق مین+ تو ہی بتا کہ پھر کسے عاشق دکھائے دل
ہرگز کرے کسی سے نہ الفت کوئی بشر+ آئی ہی میرے پہلو سے یہ اب صدائے دل

مجکو خیال اُسکا جو رہتا ہی رات دن	تصویر یار پہلو مین ہی اب بجاے دل
ساقی نہین ہی بادہ نہین ہی چمن نہین	کسطرح ای نقی یہ بھلا چین پائے دل

سعد شہر یار نے ملکہ تبسم سبکروح سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب مین صحراے مشک افشان کی طرف جاؤنگا تم اطمینان رکھو انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہو گی لوح نے مجکو خبر دی ہی یہ کہکر سعد شہر یار نے سب کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا روانہ ہوے لیکن فیروزہ بن عمرو عقب مین بادشاہ جمجاہ کے مخفی ہو کر چلا دل مین کہتا ہی کہ شہر یار کا ساتھ نہ چھوڑونگا مگر سعد شہر یار تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر کے پہونچے دیکھا کہ وہ قصر مثل آفتاب کے چمک رہا ہی بادشاہ جمجاہ نے جو وہ قصر دیکھا حیرت مین تھے کہ یہ قصر کیسا عمدہ بنا ہی مثل برق چمک رہا ہی کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ قصر برقان رعد آواز ہی تم کو مناسب ہی کہ اسم حافظ لوح سہ مرتبہ ورد زبان کرو اور لوح کو قصر سے مس کردو پھر تم تماشاے قدرت پروردگار عالم دیکھو دیکھو تو کیا ہوتا ہی سعد شہر یار نے ایسا ہی کیا جیسے ہی عکس لوح قصر پر پڑا اور لوح مس ہوئی ایک سناٹا ہوا اور قصر گر پڑا دیکھا ایک ساحرہ قصر کے بیچ مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی بادشاہ جمجاہ نے اُس ساحرہ کو دیکھتے ہی للکارا کہ او برقان رعد آواز اب مجھسے بچ کر کہان جائیگی تیری قضا قریب آگئی وہ ساحرہ یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھی اور بادشاہ جمجاہ پر سحر کرنے لگی کچھ تلوارین برسائین کچھ خنجر گرائے پانی برسایا آگ گرائی مگر سعد شہر یار پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب تو برقان رعد آواز نے پُکار کر آواز دی کہ ای معین و مددگار جلد آکر طلسم کشا کو کھالے بڑا غضب ہوا کہ اسنے میرا قصر تک گرا دیا مین ظاہر ہو گئی یہ کہکر پھر پُکار کر برقان نے آواز دی کہ ای خونخوار کیون دیر لگائی ہی جلدی آ مجھسے اور طلسم کشا سے مقابلہ ہی کہ یکایک صحرا سے صداے مہیب آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک دیو قوی تن و قوی من جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اور چوبدست فولادی ہاتھ مین سرکشی بات بات مین وہین سے للکارتا ہوا آیا کہ ارے او

طلسم کشا آگاہ ہو کہ موت تیری دامنگیر ہوا اب تیرے قتل کی تدبیر ہو یہ کہتا ہوا قریب پہونچا دار شمشاد جو ہاتھ مین لیے ہوے تھا اول اُس کو چرخ دیا چرخ دے کر بادشاہ جمجاہ پر لگائی بادشاہ اسلام نے آڑے ٹکڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا اور ایک جھٹکا مارا دار دیو خونخوار سے چھین لی دیو خونخوار غصے مین لپٹ پڑا اسعد شہریار سے اور دیو خونخوار سے کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ نے دو چار گھونسے ایسے مارے کہ دیو خونخوار چیخنے لگا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ او آدم زاد میری خطا کو معاف کر اب مین کبھی کسی کے ساتھ ایسا قصد نہ کرونگا اب تو مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ اسلام نے دیو خونخوار کو کولے پر لاد کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سوال دین اسلام کیا دیو خونخوار نے سعد کے مُنھ پر تھوک دیا بادشاہ جمجاہ کو بہت ناگوار ہوا بسبب غصے کے کانپنے لگے اُسی غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر رکھ کر جھٹکا مارا مع نرخرے دیو خونخوار کی گردن گھسیٹ لی برقان رعد آواز نے جو یہ معرکہ دیکھا اور دیو خونخوار کو کشتہ پایا بدحواس ہو گئی چہرے پر ہوائیاں چھوٹنے لگین دل مین خیال کیا کہ اب طلسم کشا پر زور نہ چلیگا یہ بڑا جری و بہادر ہو یہ دل مین سوچکر پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اول مشک افشان کے پاس پہونچی مشک افشان نے برقان رعد آواز کو بدحواس دیکھ کر پوچھا کہ ای برقان رعد آواز خیر تو ہو برقان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون عجب آفت برپا ہو گئی طلسم کشا کا مجھ تک گذر ہو گیا دیو خونخوار ہاتھ سے اُس کے مارا گیا مین اپنی جان بچا کر بھاگ آئی ہون اب آپ کے صحرا مین آویگا راستہ کُھل گیا مشک افشان نے کہا اگر یہان آوینگے تو وہ مزہ چکھاؤنگی کہ کچھ دنون کو یاد کرینگے کہ قدرت کی دشمنی مین یہ حاصل ہوا مگر برقان رعد آواز نہایت بیتاب و بیقرار ہو اس کے خیال مین گذرا کہ جا کے کمیاب جادو سے اس امر کی اطلاع کرون یقین ہو کہ وہ ساحرۂ زبردست ہے کوئی نہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر چلی مگر کمیاب جادو یہان اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہو رفیق و شفیق جمع ہین جام شراب چل رہا ہو کہتی ہو صاحبو دیکھا تم نے کہ کس

مدت مدید سے طلسم کشا کی آمد ہی مگر مجھ تک کسی طرح نہین پہونچ سکتا سب سردار متفق ہو کر کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم حقیقت مین یہ راستے ایسے سخت ہین کہ کوئی یہان تک گذر نہین سکتا طلسم کشا کی کیا تاب و طاقت ہی کہ آپ تک آسکے تمام عمر یونہی بھٹکا بھٹکا پھریگا کمیاب جادو کہ رہی ہی کہ اول تو وہ مجھ تک پہونچینگے نہین اگر پہونچین گے تو سالہا سال مین مجھ تک آوین گے یہ ذکر تھا کہ برقان رعد آواز آکر پہونچی کمیاب جادو برقان رعد آواز کو دیکھ کر گھبرا گئی گھبرا کر پوچھا کہ ای برقان خیر تو ہی اسقدر بد حواس کیون ہو تمھارا رنگ رو متغیر ہو رہا ہی برقان رعد آواز نے کہا کہ ای ملکہ کمیاب جادو غضب ہوا طلسم کشا لڑتا بھڑتا میرے مقام تک پہونچ گیا مین نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا یہان تک کہ دیو خونخوار کو اسکے سامنے کر دیا مگر طلسم کشا بڑا جری و بہادر و صف شکن و تیغزن ہی اُسکی مین تعریف نہین کر سکتی بڑی دلیری سے اُسنے دیو خونخوار کو مار لیا تب مین بد حواس ہو کر بھاگی اگر نہ بھاگتی تو وہ مجکو بھی مار لیتا اول مین نے آکر مشکاب افشان سے اطلاع کی پھر بعد اُس کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی جو انتظام کرنا ہو وہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آپ تک آجائے تو مشکل ہو یہ سُن کر کمیاب جادو نے کہا کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھ تک آسکے اگر آئیگا تو سزا پائیگا ایسی تدبیر کرون کہ مشکاب افشان تک نہ آسکے وہین بھٹک بھٹک کر رہے یہ کہ کے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک نامہ قنطور آہن کلاہ کو لکھو کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان طلسم کشا قریب صحراے مشکاب افشان کے آپہونچا ہی یہ وقت مدد ہی اُسکو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دو یا جس وقت قبضے مین آوے تو فورًا اُسے قتل کر ڈالنا دیر نہ کرنا کوئی باز پُرس نہ کریگا میر منشی یہ نامہ لکھ کر لایا کمیاب نے اپنے دستخط اُسپر کیے دستخط کر کے ایک ساحرہ کو دیا اور حکم کیا کہ یہ نامہ صحراے کمخواب مین لیجا کو وہان کی گھانس دیکھ کر یہ معلوم ہو گا کہ فرش کمخواب بچھا ہوا ہی اُسی صحرا مین قنطور آہن کلاہ رہتا ہی نامہ دے کر زبانی بھی کہنا کہ ای قنطور یہی

وقت جانبازی و سرفروشی کا ہی تمھارے زور و طاقت کا ملکون مین شہرہ ہے
لہذا ایہی وقت ہی کہ جانبازی کرو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ
کردو یا سر بھیجو تا یہ صحراے مشک افشان تم کو عملداری ملے گی اور خداوند
تم سے بہت راضی ہونگے طرہ پیغمبری ملیگا کیا عجب ہی کہ یا لاے آسمان لیجاوین
وہانکے عجائب و غرائب تم کو دکھلائین ساحرہ یہ نامہ لے کر چلی کہ اُس ساحرہ
کا متین جادو نام ہی نہایت نوجوان اپنے حسن و جمال پر نازان کہ مجھسے بہتر
کوئی اس جہان مین نہین ہی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی آتی ہی کہ ایک پہاڑ پر
آکے ٹھہری کوہ دخان اس پہاڑ کا نام ہی دخان جادو اپنی صحبت مین بیٹھا تھا
صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی کہ متین جادو آکر پہونچی دخان جادو نے پوچھا کہ ای
مصاحب ملک کمیاب جادو تمھارا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا متین جادو نے
کہا کہ مین صحراے گلخواب مین جاونگی دخان جادو نے کہا آؤ بیٹھو کہان جاوگی مجکو خبر
ملی ہی کہ طلسم کشا کا اسی طرف سے گذر ہوگا متین دخان جادو کے کہنے سے بیٹھ گئی
دخان جادو نے جام شراب متین کے آگے پیش کیا متین جادو شراب پینے لگی
مگر سعد شہریار دلیر خونخوار کو مار کے آگے بڑھے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی
داراے زرین ترکش کہ صحراے مشک افشان کا رہنے والا ہی یہ واسطے
شکار کے صحرا مین آیا ہی اسنے دور سے جو سعد شہریار کو دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ
جاکر دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی کہ جو بے خوف و خطر اس صحرا مین کھڑا ہی کچھ ہمارا
اسکو خوف نہین ہم کو دیکھا اور سلام نہ کیا اب اس کو مزہ چکھاونگا غربا کو مناسب
ہی بلکہ واجب و لازم ہی کہ جب کسی رئیس کو دیکھین تو باادب کھڑے ہون اُس کی تعظیم
کرین شاطر قریب سعد شہریار کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر دنگ ہو گیا رعب چھا گیا
جھک کر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ جمجاہ نے جوابدیا
کہ سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران میرا نام ہی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سرکوب
جمشید ثانی ہون شاطر یہ سنکر سامنے اپنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار یہ جوان

طلسم کشا ہے دارائے زرین ترکش نے یہ سُنتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا کہ چہار جانب سے اس جوان کو گھیر کر گرفتار کر لو یہ سُن کر کُل فوج لپیٹنا لگی کہ کڑھی بادشاہ اسلام نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا تلوار کھینچ کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ سعد شہریار ہے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سوار ہو کر لڑتے ہوئے چلے کئی سو افسرون کو مار کر سامنے دارائے زرین ترکش کے پہونچے دارا نے جو سعد شہریار کو اپنے قریب آتے ہوئے دیکھا اور افسرون کو اپنے کشتہ پایا سمجھا کہ یہ شخص صاحب اقبال ہے جرأت و شوکت و لیاقت اسکے چہرے سے نمایان ہے مین اس سے لڑکر سر بر نہ ہونگا بوجہ خوف کے تخت سے کود ا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بادشاہ جمجاہ نے دارائے زرین ترکش کو گلے سے لگا لیا کل لشکر دارائے زرین ترکش کا بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام پر بادشاہ اُتر پڑے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی گائین حاضر ہوئین ایک گائن اُنمین سے سامنے آکر بیٹھی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

کیا تری الفت مین ہین ہر نالہائے عندلیب
ہے شکست رنگ گل مین بھی نوائے عندلیب

مثل پروانہ جو اُس محفل مین جلائے عندلیب
آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب

تو ہے ایسا گل کہ تیری خاک پا کے نقش کا
عارض گل کے لیے غازہ بنائے عندلیب

دست جانان مین جو دیکھے طائر رنگ حنا
اپنے سر پر بازو و لیتے خاک اُڑائے عندلیب

ساعد و بازوے جانان ہین برنگ شاخ گل
مرغ دل کا دم پھڑکتا ہے بجائے عندلیب

ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر
چومتے ہین غنچۂ گل آج پائے عندلیب

گر مشابہ تیری زلفو نسے نہوا ای رشک گل
دام مین کیون آپکو ناحق پھنسائے عندلیب

ہو چلا ہے خشک ہر گل رشک روے یار سے
اپنے آنسو گل کے تھالو نمین بہائے عندلیب

چھوڑ دے گلشن مین ای صیاد اپنے دام
یہ زر گل ہے کف گل مین بہائے عندلیب

رشک اُسے آتا ہے سوتا ہے جو وہ گل میرے ساتھ
وصل کی شب کیون نہ نالو نسے جگائے عندلیب

لگی پہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہوئی	ابتو گلقند آفتابی ہی دوا ے عندلیب
ہی یہی معلوم گلبا نگ صریر کلک سے	ہی ابھی باقی بہت سا ماجرا ے عندلیب

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بادشاہ اسلام نے کوچ کیا دارا ے زرین ترکش نے کہا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا پہلو مین جو کوہ دخان کے دشت ہی وہان بھی میری عملداری ہی وہانکے بھی باشندون کو مسلمان کرتے چلیے سعد شہریار تخت پر سوار ہوے دارا ے زرین ترکش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیا اسطرح ہمراہ چلا بعد قطع منازل وطی مراحل کے زیر کوہ دخان پہونچے دخان جادو متین کو ساتھ لیے ہوے تماشا لشکر کا دیکھ رہا ہی اول کچھ شتر سوار گذرے اُن کے بعد کئی ہزار مرکب کوتل پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ہمراہ مگس رانی کرتے ہوے جاتے ہین متین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے نقیبون کے بعد متین نے دیکھا کہ تخت پر سعد شہریار سوار ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب متین نے جو یہ جمال دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار مُنھ سے آہ نکل گئی تھرانے لگی آنکھون مین اندھیرا آیا بیساختہ مُنھ سے نکل گیا کہ ای دخان کیا کہون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زارا اچھا نہین	درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین
خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیدہ ہی +	میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین
خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین	دلمین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین +
جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا +	کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین
بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین	ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین
گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے	دل کی لینا ہمسے تیرا زلف یار اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت	بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین
ہو گی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ہی	بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین
ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائیگی شق	حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

عارل آفاق چپ کی داد دیتا ہی ضرور	روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین +
دیکے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو	بیخبر سونا تو خاک مزار اچھا نہین +
ناز سے ٹھوکر لگا کے یہ کہا اُس شوخ نے	رہگذر مین ہونا عاشق کا مزار اچھا نہین
مین ہوا جاتا ہون دزدیدہ نگاہون سے ہلاک	کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین
سو رہا ہی بے خبر گلشن مین سیر اگلے دن	غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین +
تجکو آنا ہی اگر تو آ فراق یار مین	ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین
ٹھوکرین غیرونکی پڑتی ہین ہماری قبر پر +	کوچۂ جانان مین بنوانا مزار اچھا نہین

دخان نے کہا کہ ای متین جادو یہ تمنے اشعار کیسے پڑھے معلوم ہوتا ہی طلسم کشا پر عاشق ہوئین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو معلوم ہو جائے تو خرابی ہو متین نے کہا جو خوبی جس مین ہو کیونکر نہ بیان کرون دل اندر سے تعریفین کر رہا ہی حقیقت مین شاہزادیان جو اُسپر عاشق ہوئین اور گھر بار اپنا برباد کرایا بہت جا سے کیا دخان جادو نے کہا کہ ای متین تمھاری باتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تم ضرور بادشاہ پر عاشق ہوئی ہو متین نے کہا کہ ای دخان مین تو اُن کے حُسن کی تعریفین کرتی ہون عشق و عاشقی کیا چیز ہی دخان نے کہا مین ابھی اس لشکر کو پراگندہ کیے دیتا ہون متین نے کہا ای دخان یہ شخص بڑا صاحب اقبال ہی کن کن مقامون سے گذرا دشمن انکے دوست ہو گئے کل مقام فتح ہوے اب یہ کمیاب ہو جاتے ہین مگر دخان جادو نے بلند ہو کے سحر کیا آگ برسنے لگی بادشاہ جہجاہ لوح کو چمکا رہے ہین مگر داصنح ہو کہ نسیم سیکر و کو تاب ہجر نہ تھی یہ بھی تعاقب بادشاہ مین چلی آئی ہین یہ پشت پر دور تھین انھون نے دیکھا کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی آتے ہی سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی پھر نسیم نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو آسمان پر سے سحر کر رہا ہی نسیم نے للکارا کہ او مکار کیون تیری قضا آئی ہی دخان نے جو نسیم کو دیکھا بہت سے نام پر عاشق ہو بیتاب و بیقرار ہو کے پکار اُٹھا نظم

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا	دکھلا دے جام مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا / افسانہ ہی سُنا کیے ہم صبحِ عید کا +
افسانہ سُنیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے / مقصود ہی یہی مرے گفت و شنید کا
حاضر ہی ملنگے جو کوئی نعمت فقیر سے / شیرین کلام اپنا ہی توشہ فرید کا +
مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین / پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا
دیتا ہی بوسہ لے کے وہ سیمین عذار دل / یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا +
بندِ قبا سے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل / گستاخ ہاتھ کام ہین کرتے کلید کا
دل بیچتے ہین عاشقِ بیتاب لیجیے / قیمت وہ ہی جو مول ہو مال مزید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین / داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا
کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوے گل / خط آگیا بہار چمن کی رسید کا +
شادی بے محل سے بھی ہوتا ہی دلکو غم / اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہی عید کا +
موسے کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق / آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو کر قباے ناز / حیران کار رکھنی ہی قطع و برید کا +
بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا دو نیم / سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا +
دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل / رہتا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا
خونریزی جسقدر کہ ہو اس سے عجب نہین / آتش فراق یار ہی ثانی یزید کا +

جب دہقان جادو نے یہ اشعار عاشقانہ پکار کر پڑھے تو نسیم سبکرو کو بہت ناگوار ہوا جواب دیا کہ او کل موسے تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو مجھپر مائل ہوا مین تیرے ساتھ چلون یہ سُن کر دہقان جادو خوش ہو گیا جانتا ہی کہ میرے حال پر اس کو رحم آیا زمین پر آیا اور دست بستہ ادب سے کھڑا ہوا نسیم سبکرو نے پکار کر آواز دی کہ ای ہواے آفت خیز جلد آؤ میان دہقان جادو کو تمھاری بڑی خواہش ہی آواز آئی کہ ای ملکہ عالم مین حاضر ہوتی ہون دہقان جادو نے دیکھا کہ پہلوے نخل سے ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل حُسن و جمال مین یکتا صنوبر قد خورشید خد سامنے آکر موجود ہوئی دہقان جادو کا ہاتھ تھام لیا اور ہنس کر اُس نازنین نے کہا کہ ای دہقان جادو ہم تو مدت سے تمھارے

مشتاق تھے لیکن فلک کجرفتار کی نیرنگی سے تم تک نہ آسکتے تھے مگر آج مین نے ایسا جتن
کیا کہ تم تک آئی اب مین یہ چاہتی ہون وہ تدبیر کرو کہ ہمارے تمھارے تاقیامت
جدائی نہ ہو دخان جادو یہ سُن کر بہت ہنسا کہا ای پری جمال مجھے بھی یہی خیال ہی سامنے
کوہ دخان ہی وہان چلو وہان چل کر عیش و عشرت کرین آفت خیز نے جواب دیا کہ ای
دخان جادو یہ بات سچ کہتے ہو مگر کوہ دخان پر آتش افروز جمع ہونگے ہمارے تمھارے
جدائی پڑیگی باغ غم فراق مین چلو وہان سوائے ہمارے تمھارے کوئی دوسرا اور
نہ ہوگا دن رات عیش کرنا نہایت لطف سے بسر ہوگی دخان جادو ہوائے آفت خیز
کے ہمراہ ہوا نسیم سبکرو نے ایک دستک دی اور پُکار کر کہا ای ہوائے آفت خیز
کیا کہنا خوب ہوا کہ بندھی اس یادہ گو کو لیجاؤ باغ غم فراق مین لیجا کر ڈال دو کہ یہ
ٹکرا کر جان دے اور اسکو مزہ تو ملے کہ صاحبان عصمت و عفت کو ایسے کلمات نامناسب
کہنا ہی ہوائے آفت خیز نے پلٹ کر جواب دیا ایسا ہی ہوگا آپ اطمینان رکھین
ہوائے آفت خیز دخان جادو کو لگا کر لے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک
باغ دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی کہ
ای ملکۂ عالم کہان تشریف لے گئی تھین ہوائے آفت خیز نے جواب دیا کہ گنہگار کو
لائی ہون اس کو باغ مین لے چلو کنیزون نے دخان جادو کو گھیر لیا اندر باغ کے
لے چلین دخان جادو جانتا ہی کہ اب باغ مین چل کر باغ باغ ہونگا مطلب دلی
حاصل ہوگا معشوقہ سے ملونگا یہ نہ سمجھا کہ باغ کا نام غم فراق رکھا گیا ہی عیش نہ
ملیگا کنیزون کے ساتھ دخان جادو باغ مین آیا دروازہ باغ کا بند ہوگیا دخان
نے پلٹ کر دیکھا ہوائے آفت خیز کو وہان نہ پایا کنیزون کو دیکھا ہنس رہی ہین اور
یہ کہتی ہین کہ اب باغ کی سیر کرو ہم بھی جاتے ہین یہ کہ کر وہ سب کنیزین بھی یکایک
غائب ہوگئین دخان جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا وہ باغ یا تو پُربہار تھا یا یکایک
ویران ہوگیا نخل خشک جابجا لگے ہین روشین برباد زاغ و زغن کا ہر سمت جماؤ ہی
دخان گھبرا گیا کہ معشوقہ کہان گئی اسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کیون دکھائی ای فلک سے یار صبح | ہی شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین | ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح

زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط | کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب + | ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہی آج ای فلک | شام سے کر پیشتر تیار صبح

حُسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ | زلف جانان شام ہی رخسار صبح

سینۂ پُر داغ چاک پیرہن | ہی وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین | ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح +

قہر ہو گر شملۂ پر زر ترا + | دیکھ پائے ای پری رخسار صبح

چاک کرتی ہی گریبان دیکھکر | کارچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب | نور سے ہی سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین | دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

ہی یہان کسکو شب فرقت مین ہوش | ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب | شام کو کرتا ہی نور یار صبح

ہی دعا ای خالق لیل و نہار + | ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

دخان جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا کہ باغ سے نکل جاؤن دروازہ نہین ملتا چاہا دیوارین پھاندکر نکل جاؤن جس طرف جاتا ہی زاغ و زغن اس کے پیچھے پیچھے غل و شور مچاتے پھرتے ہین دخان جادو اپنی جان سے بیزار ہی کہ کس بلا مین آکر پھنسا ہون پُکارتا پھرتا ہی کہ ہاے معشوقہ کہان گئی کس سے پوچھون کسی درخت مین پھل نہین جو کھا پیاسا مارا مارا پھرتا ہی کبھی بیچھاسے نخلستان سے سر دُھنتا ہی اور دھاڑین مار مار کے روتا ہی کہتا ہی ای جان جہان کہان گئین کیون صاحب یہ بے اعتنائی کوئی اپنے عاشق سے ایسا سلوک کرتا ہی کہ اپنے شیدائی کو تنہا چھوڑکر چلی گئین ہم تمھاری جستجو مین مرتے ہین ارے وہ کنیزین کہان گئین ہاے دروازہ باغ کا نہین ملتا ہی مگر متین جادو کہ بالائے

کو وہ بیٹھی ہوئی یہ سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھ رہی تھی کہ دخان جادو نے جا کر لشکر
طلسم کشا پر سحر کیا طلسم کشا نے لوح کو چمکایا چند کس جل گئے نسیم سیکرو نے نکل کر سحر کیا
ایک نازنین نہایت حسین وجمیل پیدا ہوئی وہ دخان جادو کو اپنے ساتھ لگا کے
لے گئی ہر چند کہ متین بھی درد الفت مین سعد شہریار کے مبتلا ہی مگر اپنے تئین بمشکل
سنبھال کر اُٹھی حیران وپریشان تھی کہ دخان جادو کو وہ نازنین لگا کر کہان لے گئی
نامہ کمیاب جادو کا اس کے پاس ہی اسنے ہر چند سحر کیا مگر کچھ نہ معلوم ہوا آخر کو
مجبور ہو کر پرواز پیدا کر کے چلی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ یکایک دخان جادو
کی آواز کان مین آئی اسنے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان جادو
بدحواس مارا مارا پھر رہا ہی چہرے پر ہوائیان چھُٹ رہی ہین متین نے پکار کر
آواز دی کہ ای دخان جادو کس حالت مین ہو اور ارادہ کیا کہ مین بھی اُس باغ مین
جاؤن دخان جادو نے پکار کر آواز دی کہ ای متین جادو خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا
یہان آنیکا قصد نہ کرنا ورنہ تم بھی اسی بلا مین مبتلا ہوگی دیکھو مین کیسا مجبور اس باغ
مین مارا مارا پھر رہا ہون کسی کا نام ونشان نہین معشوقہ یہان آ کر غائب ہوگئی ای
متین جادو تم جا کر قدرت سے اطلاع کرو وہ مجکو آ کر اس بلا سے نکالین متین جادو
نے ہر چند سحر کیا کہ مین کسی طرح اس باغ مین جاؤن اور جا کر دخان جادو کو اس
باغ سے نکالون مگر کسی طرح سے دخان جادو کے پاس نہ جا سکی آخر مجبور وناچار ہو کے
متین جادو طرف جمشید ثانی کے چلی کہ جا کر قدرت سے اس امر کی اطلاع کرون مگر
یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی ظلم وبدعت کا بانی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہی مصاحب
ورفیق جمع ہین شاہزادیان بھی خدمت مین حاضر ہین دل اس کا بہلا رہی ہین چند طائر
اُڑ اُڑ کر سامنے جمشید ثانی کے آتے ہین اور کچھ زبان ہین اپنی کہہ رہے ہین مگر جمشید
کہہ رہا ہی کہ اس وقت قدرت کی تمام طلسم پر نگاہ ہی کوئی بندہ میرا کسی مصیبت سخت
مین پھنسا ہی مگر ایسی آفت مین ہی کہ میرا نام بھول گیا ہی افسوس ہی کہ مجکو نہین یاد
کرنا یہ ذکر تھا کہ متین جادو آ کر پہونچی مگر رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہی حیران وپریشان

چہار جانب دیکھتی ہوئی آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرضی کمیاب جادو کی پیش کی
جمشید ثانی نے وہ عرضی پڑھ کر کہا کہ ای متین جادو جاؤ مین تدبیر طلسم کشا کی کرونگا
یہ سُن کر متین جادو نے کہا یا خداوند عجیب معرکہ گذرا مین کچھ عرض نہین کر سکتی مین
کوہ دخان پر بیٹھی تھی دخان جادو سے باتین کر رہی تھی کہ لشکر طلسم کشا آکے اُترا
دخان جادو نے کہا کہ مین ابھی اس لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر فورًا
بلند ہوا اُس شہریار کے لشکر پر سحر کرنے لگا چند آدمی چلے تھے کہ نئی ہوا بندھی
بی نسیم سبکرو تکلین اُنھون نے ایسا سحر کیا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آئی
میان دخان جادو اُسپر شیفتہ ہوگئے وہ نازنین دخان کو لگا کر لے گئی مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان پھر رہا ہی اور معشوقہ کو پکارتا پھرتا
ہی مگر نہایت حیران و پریشان ہی اپنی جان سے بیزار ہی مین نے ہر چند چاہا کہ پاس
اُس کے جاؤن اور اُس کو باغ سے نکالون مگر اُسنے منع کیا اور کہا کہ ای متین
جاکر خداوند سے اطلاع کر جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ نسیم سبکرو تو دختر بلند اختر
بیتاب جادو ہی اُس کو لشکر طلسم کشا سے کیا مطلب متین نے کہا بی نسیم طلسم کشا پر
عاشق ہوئین اور بیتاب کو قتل کرایا اب طلسم کشا کے ساتھ ہین اس جوش و خروش
سے اُسنے سحر کیا کہ دخان جادو جاکر باغ مین گرفتار ہوا یہ سُن کر جمشید اپنے مقام
سے اُٹھا متین پیچھے پیچھے ہی اُس باغ پر آکر جمشید ثانی نے دیکھا کہ دخان جادو
بھوکا پیاسا سوکھے درختون کے نیچے بیٹھا ہوا پکار رہا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی
میری مدد کو جلد تشریف لائیے جمشید ثانی نے پکار کر کہا کہ ای بندۂ خاص کس آفت
مین مبتلا ہی کہ جو مجھکو پکار رہا ہی دخان جادو نے سر اُٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا
منتین کرنے لگا عرض کی کہ ای خداوند مین معشوقہ کے ساتھ آیا تھا مگر یہان آکے
عجب مصیبت مین پھنسا اور معشوقہ غائب ہوگئی اب یہان سے کسی طرح نکل نہین سکتا
مگر جمشید ثانی کی جو آواز بلند ہوئی لوگون نے طلسم کشا سے اطلاع کی طلسم کشا
بھی بارگاہ سے نکل آئے جمشید کو للکارا کہ او بھیا اسطرف آ کہان تک تو مجھ سے

بھاگیگا مجھسے تجھسے مقابلہ ہوجائے اور نسیم بھی پشت پر کھڑی ہوئی سحر کررہی ہے کہ دخان جادوگو
نہ نکلنے دون مگر جمشید تڑپ کر گرا دیوارین بلند ہونے لگین جمشید نے آواز دی اے دیوار
کیا تو میرے حکم سے باہر نہین ہے خبردار بلند نہ ہونا دیوارین گرین جمشید نے دخان کو
اٹھالیا اور پکارکر آواز دی او طلسم کشا جب تو میرے مقام پر آئیگا تب مزہ طلسم کشائی
کا ملیگا وہ فوجین جمع ہین کہ جب وہ لوگ غل مچائینگے تو یہ نوبت ہوگی کہ تمھارے ساتھ
کے لوگون کے کلیجے پھٹ جائینگے کسکی مجال ہے کہ مابدولت سے مقابلہ کرے آگ
لگا دون زمین تپنے لگے اہل اسلام سر ٹکرا کر مرین تب معلوم ہوگا کہ قدرت کے مقابلے
مین پہونچے اور یہ انجام ہوا یہ کہکر دخان جادوگو لیگیا مگر متین جادوگر بدحواس ہو
رہی ہے جمشید جب دخان کو لے گیا تو کھڑے ہوکر سوچنے لگی کہ خدمت طلسم کشا مین
جاؤن یقین ہے وہ جلیل ضرور مجھکو جگہ دے پھر سوچی کہ یہ سب مکر ہے چلکر کمیاب سے بیان
کرون دیکھون اُنھون نے کیا تدبیر کی ہے اُس تدبیر سے طلسم کشا کو آگاہ کرون کہ طلسم کشا
کو نفع ہو یہ سوچکر طرف کمیاب کے چلی مگر کمیاب نے جو قنطور آہن کلاہ کو نامہ لکھا
تھا وہ ساٹھ ہزار فوج سے آیا کمیاب نے اول حکم دیا کہ اے قنطور مقابلۂ طلسم کشا مین
جاؤ مین وقتاً فوقتاً تمکو اطلاع دونگی اور جو کچھ خرچ پڑیگا وہ بھی میرے ذمہ ہے مین اب
سب طرح سے تمھاری مدد کرونگی قنطور نے جواب دیا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم
کیجے وہی بجالاؤن کمیاب نے کہا اے قنطور جاتے ہی فوج شاہی پر گر پڑنا جہانتک
ہوسکے طلسم کشا سے مقابلہ کرنا اگر تم غالب آئے تو تمام طلسم مین تمھارا نام ہوگا اور اگر
مارے گئے تو مین اور فکر کرونگی قنطور نے کہا مجھسے آنکھ ملانا ہی دشوار ہے طلسم کشا کی
کیا مجال ہے کہ مجھپر غالب ہو یہ کہکر روانہ ہوا مگر متین جادو چاہتی ہے کہ شاہ کی خیرخواہی
کرون کہ میری طرف سے دل مین جگہ ہو ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اسمین یہی مضمون تھا
کہ اے شہریار قنطور آہن کلاہ آپ کے مقابلے مین آتا ہے ہوشیار رہیےگا زنہار غافل نہ رہیے مین
مصاحب کمیاب مین بھی چاہتی ہون کہ حضور کی فتح ہو دشمن آپ کے مارے جائین
آپ فتح و ظفر سے رہین یہ نامہ ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ جاکر نسیم کو دینا اور نسیم کو

لکھا کہ خبردار یہ نامہ خدمت شاہ میں پیش کر دینا وہ طائر چلا خدمت نسیم میں آیا نامہ سامنے
ڈالدیا نسیم نے وہ نامہ پڑھا مطلب سے آگاہ ہوکر نامہ تو جھولی میں ڈال لیا خدمت
شاہ میں حاضر ہوئی کیفیت آمد قنطور بیان کی بادشاہ نے داراے زرین ترکش کو
حکم دیا کہ اپنے لشکر میں حکم کر دو کہ قنطور آہن کلاہ آتا ہے سب فوج ہوشیار رہے افسرون
نے عرض کی حضور مطمئن رہیں قنطور کی کیا مجال ہے کہ پھر اسکے افسرون نے لشکر کو تیار
رکھا ہر وقت انتظار کیا کرتے ہیں کہ قنطور کب آئیگا کہ اُس سے مقابلہ پڑے کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا قنطور آہن کلاہ گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر آیا
آتے ہی فوج کو اشارہ کیا کہ ہان اپر جا پڑو اہل اسلام کو قتل کرو میں طلسم کشا کو گھیر کر
مارونگا سب فوج آپڑی ادھر والے بھی ہوشیار تھے فوج قنطور سے لڑنے لگے ہنگامہ
جو ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ بھی بارگاہ سے نکل آئے مرکب طلسمی پر سوار ہوکے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
تجلی دہ بزم اسلامیان
بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران

جب نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی فوج اسلام کو قوت حاصل ہوئی مگر کفار گھبرا گئے
جانتے ہیں کہ شاہ کو نا یہ قنطور نہ جانے دیں مگر شاہ جنگ کرتے ہوے سامنے
قنطور کے پہونچے اور للکارا کہ او سکار جنگ کا یہی طریقہ ہے یہان کے لوگ غافل
تھے تو آپڑا قنطور نے بڑھکر کئی افسرون کو قتل کیا اور مقابلہ شاہ میں پہونچا شاہ
سے قنطور نے نیزہ مارا سعد نے نیزہ قنطور کا توڑ ڈالا قنطور نے ہاتھ تلوار کا
مارا سعد نے روک کر ہاتھ مار دیا قنطور کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا لڑ بھڑ کر لاش قنطور کی اٹھائی آپس میں صلاح کرلی
کہ چلکر ملکہ کمیاب سے اطلاع کریں کہ قنطور کو قدرت نے بلوا لیا دیکھیے اب وہان
کیا ہوا لاشہ قنطور کا لیکر چلے جب قریب قصر کمیاب پہونچے کمیاب نے حکم دیا
کہ لاشہ میرے سامنے لاؤ چند کنیزیں آکر لاشہ قنطور کا سامنے کمیاب کے لیگئیں

کمیاب نے سحر کیا کہ قنطور کی شکل کا ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اور گینڈے پر سوار کر دیا
بزور سحر قنطور بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین کھینچا ہوا باہر نکلا اہل فوج نے اپنے آقا کو زندہ
پایا سب قریب آئے حیران ہوکر پوچھتے تھے کہ ای قنطور کیونکر صحت پائی پتلے نے کچھ
جواب نہ دیا اور گینڈا بڑھا کر آگے بڑھا سب افسر پشت پر آگئے قنطور نقلی طرف لشکر
اسلام کے چلا مگر بادشاہ اسلام کہ کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ یہی قنطور
جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہی پھر آتا ہی حیران حیران دیکھ رہے ہین قنطور نقلی
آکر مقابلے مین اترا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کر کے دربار مین آئی متین
نے پوچھا ای ملکۂ عالم قنطور کو جو لوگ لاے تھے اسکا حضور نے کیا انجام کیا کمیاب
نے ہنسکر کہا ای متین مین نے حیران کرنے کے لیے بادشاہ کے یہ تدبیر کی ہی کہ ماش
کے آٹے کا پتلہ بنا کر انکی طرف روانہ کر دیا ہی کہ بادشاہ ناواقف ہونگے اور پتلے سے
مقابلہ کرینگے پتلہ انکو ٹوک لیگا اگر اسکا وار چلگیا تو بادشاہ کو قتل کر ڈالیگا ورنہ مردہ
تو ہوہی ہی لشکر کشی ٹھیک ہو گئی ایسے ہی شعبدے کرونگی متین نے جھٹ پٹ گوشے مین
آکر ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہریار اب جو قنطور آپ کے مقابلے مین آوے
تو لوح طلسمی سامنے کر دیجیے گا سارا سحر کمیاب کا مٹ جائیگا تلوار وغیرہ نہ لگائیے گا
یہ نامہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا اور الگ لاکر چھوڑا مراد یہ ہی کہ بادشاہ کو خبر ہو
طائر اڑتا ہوا جاتا تھا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کر کے بالاے بام آکر
بیٹھی تھی سناٹا جو طائر کے پرون کا ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر سفید رنگ
نامہ گلے مین بندھا ہوا اڑتا ہوا جاتا ہی سحر کر کے طائر کو اپنے پاس بلایا نامہ کھولکر
دیکھا حکم کیا کہ بی متین کو بلاؤ بی متین سامنے آئین نامہ سامنے ڈالدیا کہا کیون
ای متین یہ کیا حرکت ہی جو ہم فکر کرین اُس سے دشمن کو آگاہ کرو متین جادو نے
جواب دیا ای ملکۂ عالم مین نہین جانتی یہ نامہ کسنے لکھا ہی مین تو حضور کی خیر خواہ
ہون مین کب چاہتی ہون کہ آپ کا راز دشمن پر کھلے مگر کمیاب نے نہ مانا اسی وقت
متین کی زبان مین سوزن دی کنیزون سے کہا اسکو قصر جہان پیما مین لے جاؤ

وہان جاکر قید کرو کنیزین منتین کو لیکر چلین قضاسے کار فیروزہ بن عمرو بالادی کو نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل عجب آفت مین مبتلا ہی کہ زبان مین سوزن مبتلاے قید و بند چند عورتین لیے جاتی ہین جی مین کہتا ہوای فیروزہ یہ بیچاری کس بلا مین مبتلا ہی ای فیروزہ اگر بن پڑے تو اسکو رہا کرو یہ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک شکل مہیب بنائی کہ دو سر دو ہاتھ اسکا ندفقے پر جمے ہوے سامنے آکر نعرہ کیا کہ ای عورتو ٹھہر جاؤ کنیزین ٹھہر گئین مگر صورت دیکھکر کانپنے لگین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ منم ملک الموت قدرت اس گنہگار کی روح قبض کرنے آیا ہون یہ بتاؤ کہ اسنے کیا خطا کی کنیزون نے بیان کیا کہ ہماری ملکہ کمیاب جادو نے پتلہ قنطورآہن کلاہ کا بناکر برائے مقابلہ سعد شہریار روانہ کیا ہی اسنے شاہ کو نامہ لکھا مکر ملکہ کمیاب کا اظہار کر دیا ملکہ کمیاب نے حکم دیا ہی کہ اسکو لیجاکر قصر جہان پیما مین قید کرو تو ہم اسکو وہین لیے جاتے ہین اگر آپ کو حکم خداوندی ہی تو اسکی روح قبض کر لیجیے فیروزہ بولا لو اور حکم آگیا کہ تم سبکی روح قبض کرلون مگر خیال کرتا ہون کہ آپ لوگ بے خطا ہین اسوجہ سے تمکو چاہتا ہون کہ بری کردون اور اسکی روح قبض کرلون لیکن تم لوگون کو تکلیف پڑیگی سو سو برس عمر تمھاری بڑھا دون کہ تمکو کوئی نہ مارسکے سب نے کہا ای ملک الموت قدرت تمھارا احسان ہی ہم لوگ بندۂ حقیر خداوند ہین ہمپر احسان واجب و لازم ہی لہذا جیسا مناسب جانیے ویسا ہمارے حق مین کیجیے ہم آپ کے تابعدار و مطیع فرمان ہین یہ سنکر ملک الموت نے کہا مجھکو بڑا افسوس ہی کہ تم لوگون کے واسطے کیون حکم آیا مگر مصلحت خداوندی مین کسکو دخل ہی نہین معلوم کیا مناسب سمجھا کہ حکم بھیجدیا مین ناچار ہون مین نے عرض بھی کی مگر حکم ہوا کہ حکم خداوندی مین تکرار نہ کیا کر وتمکو معلوم نہین کئی لاکھ فرشتے میرے ساتھ ہین انکو سمجھانا پڑے گا ورنہ میری یہ مجال نہین ہی کہ حکم خداوندی کے خلاف کرون لیکن تم سب لوگ آنکھین بند کرکے بیٹھو مین سب کو سمجھاؤن کہ یہ لوگ بے قصور ہین اور جاکر باغ ساحری سے سیب حیات لاکر تم سب کو کھلاؤن سب نے کہا ای ملک الموت تمھارا سراسر احسان

ہوگا ہم ہمیشہ خداوند کو یاد کرینگے خداوند کا پوجہ پاٹ کرینگے ملک الموت نے کہا سو برس سے
زیادہ کا مجھکو اختیار نہیں ہو اُن سب نے کہا ای ملک الموت اسی قدر بہت ہو جو مناسب جانو
وہ ہمارے حق مین کرو ہم سب آنکھین بند کرکے بیٹھتے ہین تم سیب حیات باغ سامری سے
لاؤ وہ سب کی سب آنکھین بند کرکے بیٹھین فیروزہ نے سیب کمر سے نکالا اُسکے ٹکڑے
کیے وہ سب آنکھین بند کیے بیٹھی ہین کہ فیروزہ نے ایک ایک ٹکڑا سیب کا سب کے
منھ مین دیا سب کھا گئین فیروزہ نے کہا اب اسی طرح آنکھین بند رکھو کوئی ذرا بھی آنکھ
کھولدیگا اور مجھکو دیکھ لیگا تو ابھی روح قبض ہو جائیگی پھر میرا اختیار نہ چلیگا اُن سب نے
سیب کھاتے ہی کہا کہ ای ملک الموت ہمارا دل گھبراتا ہو ملک الموت نے کہا جب زندگی
بڑھیگی تب سب اعضا بھی ترقی کرینگے زندگی بڑھنے کی یہی علامت ہو وہ سب آنکھین بند کیے
رہین فیروزہ نے بہ اطمینان تمام سب کے سر کاٹ ڈالے متین حیران ہو کہ یہ کون شخص
ہی یا تو ہماری روح قبض کرنے آیا تھا یا ان سب کو قتل کیا فیروزہ قریب متین کے آیا زبان
سے اسکی سوزن نکالی اور حال پوچھا متین نے سب کیفیت بیان کی کہ اسطرح سے سعد
کو دیکھا مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو دیکھو کہا ہو مین نے نامہ لکھا وہ نامہ میرا
کمیاب کو ملگیا اُسنے مجھکو قید کرکے روانہ کیا تھا لہذا اُسی جرم مین گرفتار ہون تم اپنے نام
نامی سے مجھے آگاہ کرو کہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو قید سے رہا کر لیا فیروزہ نے سر وغیرہ
گرا دیے ہاتھ شانو نسے گرائے نام اپنا بتایا کہ مین عیار ہون شہریار کا متین نے کہا
ای عیار طرار جا کر شاہ سے اطلاع کرو کہ قنطور آہن کلاہ جو مقابلے مین آیا ہو وہ تلوار سے
قتل نہ ہوگا لوح محفوظ کا عکس اُسپر آپ ڈالیے گا تب وہ معدوم ہوگا یہ کہکر متین جادو
لرزان و ترسان چلی مگر حیران تھی کہ کمیاب سے جا کر کیا فقرہ کرون وہ ساحرہ جہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ ہو فوراً سمجھ جاویگی کہ یہ فقرہ کرتی ہو اِس سوچ مین جاتی تھی کہ اسکا ذکر
ہوگا مگر قنطور آہن کلاہ نے شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے
بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو قنطور آہن کلاہ نقلی بڑے زور و شور سے میدان
مین آیا للکار کر آواز دی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نکلین بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا

سامنے قنطور کے پہونچے قنطور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
بادشاہ ہرچند چاہتے ہیں کہ نیزہ اسکا نکالوں مگر ممکن نہیں ہوتا پہر بہر کامل گذر گیا بادشاہ
سوسو تدبیریں کر رہے ہیں کہ نیزہ اسکا نکالوں مگر ناممکن ہی جب نیزہ گھٹاتے ہیں ایسی وجہ
ہوتی ہی کہ نیزہ نہیں نکلتا بادشاہ حیران ہو رہے ہیں کہ کیا تدبیر کروں یہ پہلوان ایسا کامل
واکمل نہ تھا آج تو ایسے رنگ سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ نیزہ نہیں نکلتا بادشاہ کو خوف ہی
کہ ایسا نہو پہر انیزہ نکلجائے شاہ بڑے انتشار میں ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ
بن عمرو آتا ہی جست وخیز کرتا ہوا قریب شاہ کے پہونچا شاہ نے فرمایا ای عیار وفادار
پہر پہر کا زمانہ گذرا کہ اس سے نیزہ بازی ہو رہی ہی کیا کیا تدبیریں کر رہا ہوں لیکن اسکا
نیزہ نہیں نکلتا فیروزہ نے کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہیں پروردگار نے پہلے ہی
سامان اسکا مقرر کیا کہ تمیمن جادو وزیرزادی کمیاب کی بندگان عالی پر عاشق ہوئی
مگر کمیاب بلاے روزگار ہی اسکو معلوم ہو گیا تمیمن کو اسنے گرفتار کر لیا کنیزیں اسکی بیبی
جانی تمیمن آپ کے تصدق سے میں نے انکو مار کر اسکو رہا کیا اب حضور لوح محفوظ
چمکا دیں تب اسکا خاتمہ ہوگا ادہر قنطور آہن کلاہ بادشاہ کے ساتھ نیزہ بازی کر رہا ہی
کہ بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری اور قنطور نقلی پر عکس لوح کا ڈالا جیسے ہی عکس
لوح کا قنطور پر پڑا نیزہ ٹوٹ گیا اور قنطور نے آہ کی منہ سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل
ہیزم خشک جلنے لگا اور جلکر خاک ہوا ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا
ناچار و مجبور پلٹ گئے یہی ارادہ ہی کہ رات کو نکلجائیں جا کر کمیاب سے اطلاع کریں
غرض رات کو یہ سب رنجیدہ و کبیدہ تیار ہوے خیمے وغیرہ اکہاڑ کر طرف کمیاب کے
چلے مگر کمیاب جادو کہ آٹھ پہر اسی فکر میں رہتی ہی کہ سعد شہریار کو نہ آنے دوں جسوقت
یہاں قنطور جلگیا کمیاب کے سامنے ایک طائر آکر یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

پہینکدونگا میں ابھی چیر کے پہلو اپنا — تجھسے قابو نہیں دلبر تو ہی قابو اپنا
نہیں معلوم مجھے کس سے خصوصیت ہی — اہل ایمان سے تجھے اپنا کہیں ہندو اپنا
بوے گل سے مجھے مقصود نہ وسے اسکی بو کا — چپ نچلا رہنے دے ای باد سحر تو اپنا

جان جان جب سے ہی تجھسے مرا خالی آغوش | گو رہی بھی مجھسے تہی کرتی ہو پہلو اپنا
یاد کرکے لب پان خوردہ کی تیرے سُرخی | خون دل آج پیا ہی کئی چلو اپنا
پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند | شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

کمیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا کہ مکر میرا طلسم کشا پر کھل گیا تمام
اہل دربار افسوس کر رہے ہین کہ حضور نے کیا تدبیر معقول کی تھی جسکا یہ انجام ہوا کمیاب
نے کہا کہ کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مگر بی متین کا قید سے چھوٹنا مجھپر شاق ہوا
لیکن اب کہان جائینگی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی اور پر پرواز پیدا کرکے چلی متین اپنے
باغ مین آئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو مجھسے خطا سرزد ہوئی دیکھیے کمیاب میرے
ساتھ کیا کرے سب نے عرض کی اب آپ کا کیا ارادہ ہی متین نے کہا اصل تو یہ ہی
کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر یہ مشکل ہی کہ عشق سے بادشاہ کے
ہاتھ اٹھاؤن تم لوگون کو آگاہ کرتی ہون کہ اگر کمیاب مجھکو قتل کرے اور جنازہ
میرا اٹھانا تو طرف سے اُس شہریار کے لیجانا اور کہدینا کہ آپ کے جرم عشق مین
یہ قتل ہوئی اگر ہو سکے تو مسیحائی فرمایئے اس کشتۂ حسرت و یاس کو زندہ کیجیے ورنہ
قبر مین پشت نہ لگے گی شاید سعد شہریار کو رحم آجائے اور مسیحائی فرمائین کنیزین بھی
کہ رہی ہین کہ وارے ایسے کلمات زبان سے نہ فرمایئے ہمارے کلیجے پھٹے جاتے ہین
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کمیاب جادو غصے مین بھری ہوئی آسمان سے اتری
آتے ہی آواز دی کیون بی متین تمنے ہمارا راز کھولدیا ورنہ قنطور اسطرح نہ مارا جاتا
متین نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم اگر مین ایسی خطا کرتی تو پھر یہان نہ آتی خدمت
مین اسی طلسم کشا کے چلی جاتی میرے ساتھ لشکر کیجیے مین جاکر بادشاہ پر سحر کرون پکڑ
کمیاب نے کہا اے متین اب میرا دل تیری بات کو قبول نہین کرتا متین نے کہا پھر آپکو
اختیار ہی جو مناسب جانیے وہ میرے ساتھ کیجیے اسطرح یاس سے یہ کلمہ کہا کہ کمیاب
ترحم ہو گئی دلہین کہا کیا تعجب ہی کہ سحر نے میرے کمی کی ہو یہ وزیرزادی میرے سامنے پیدا
ہوئی پالا فرزند کے مین نے پالا یہ میرے ساتھ کیون برائی کرنے لگی متین کہنے لگے

لگا لیا اور کہا کہ اے متین جو کچھ ملال ہو اُسکو دفع کر ڈالو مین چلکر شہر پر جادو کو روانہ کرتی ہون وہ ایسے سحر کریگا کہ بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین جو تجھسے ہوسکے تم بھی اُسکی مدد کرنا اے نور نظر مرادیہ ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائین تاکہ طلسم جمشیدی بچے اور اگر یہ طلسم فتح ہو گیا تو باعث خرابی ہی یہ کہکر کمیاب نے کہا اے متین مین تو اب جاتی ہون شہر پر جادو کو جا کر روانہ کرتی ہون وہ اسی طرف سے آئیگا اُسکی خاطر کرنا اور شب کو اپنے یہان مہمان رکھنا جب وہ کوچ کرے تو تم بھی ساتھ جانا اے متین خیال تو کر کہ مین نے بچپن سے تجھکو کس محنت سے پرورش کیا کہ اپنی اولاد سے زیادہ تیرے ساتھ محبت کی اسطرح پرجو کمیاب نے کہا متین کا دل تو بھرا ہوا تھا چیخین مار کر روئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ بُرائی نکرونگی جہانتک مجھسے ہوسکیگا جان لگاؤنگی ہر دم یہی فکر کرونگی کہ طلسم کشا کو مٹاؤن اور آپ کو بچاؤن کمیاب مطمئن ہو کر اپنے قصر مین آئی شہر پر کو حکم دیا کہ جسقدر فوج مناسب ہو لے لو مقابلۂ سعد شہریار مین جاؤ مگر طرف سے باغ متین کے جانا شب کو وہین رہنا صبح کو اُسکو ساتھ لیکر کوچ کرنا مقابلۂ شاہ مین پہونچکر جو تمسے بن پڑے وہ کرنا شہر پر جادو نے کمیاب سے کہا مجھکو فوج کی کیا ضرورت ہو اکیلا جا کر لاکھون کو پراگندہ کر دونگا طبقہ زمین کا آسمان پر پہونچا دونگا کمیاب نے کہا لشکر کا ہونا ضرور ہی ساٹھ ہزار ساحر شہر پر جادو کے ساتھ کیے شہر پر جادو تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا متین جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہو مگر سوچ رہی ہو کہ اے متین آج تو کمیاب نے ایسی باتین کین کہ دل بیقرار کر دیا لیکن اے متین کیا کرون کہ دل نہین مانتا کہ شہریار کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤن ایسی ہی یہ باتین کر رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ شہر پر جادو ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہو قریب باغ کے اُترا ہو اب حضور کی ملاقات کو آتا ہو قریب دروازے کے آچکا ہو ہرچند کہ متین کا دل نہ چاہتا تھا کہ برائے استقبال جاؤن لیکن بڑا خیال یہ ہو کہ ایسا نہو کہ کمیاب سے شکایت کرے یہ سوچکر برائے استقبال اُٹھی دروازے پر آکر شہر پر سے ملاقات کی شہر پر نے جو متین پر نگاہ ڈالی دیکھا محبوب مرغوب ہو سر سے پا تک دریا سے جواہر

غوطہ زن رشک چمن ستین نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن / بھوین وصف باندوے جلاد حسن
اجل کا نشان گوشۂ چشم مین / قیامت نہان گوشۂ چشم مین

جمال بے مثال دیکھکر ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگیا عرض کی ملکۂ عالم مین مدت سے مشتاق ملاقات تھا آج تقدیر سے پہونچا خدمت مین حاضر ہوا یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ مین جادو کو بہت ناگوار ہوا تیور اسکے دیکھ رہی ہی چاہتا ہی کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ متین سر جھکائے ہوے ساتھ شہر بر کے باغ مین آئی شہر بر نے دیکھا باغ کیسا آراستہ و پیراستہ ہی نخل سر سبز و شاداب چمن پھولے پھلے طائرون کے پنجرے درختون مین لٹکے ہوے ہین چونکہ شب ماہ ہی اکثر چہک اُٹھتے ہین فر و رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار سے زاغ پر شفا گمان بو تیمار سے یہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا مسند پر آکے بیٹھا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک کنیز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ما گرفتار سیم و داغ عشق شد گلزار ما / از غم گل دارد این زینت سر دستار ما
بسکہ لذت دارد از درد جراحت دمبدم / سودۂ الماس خواہد سینۂ افگار ما
شمع حسرت تا درون سینۂ من بر فروخت / طعنہ بر خورشید دارد سایۂ دیوار ما
شل زاہد نیستم کو قبلہ دارد در نماز / صد شرف بر سبحہ دارد رشتۂ زنار ما
ہمت مخفی درین وادی کہ از تاثیر عشق / در بغل دارد بہار چشم گوہر بار ما

اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ شہر بر جادو وارفتہ بیقرار ہوا آخر ضبط نہ ہوسکا بیقرار ہوکر کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے ملکہ نے بدمزاج ہوکر جواب دیا کہ ای شہر بر جادو کس کام کو آئے ہو جب تم اپنے ہوش مین نہ ہوگے تو کیونکر سحر کروگے بڑے جلیل سے مقابلہ ہی لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا شہر بر نے کہا آپ مجھے قبول فرمائین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ وہ سحر کرون کہ بادشاہ حیران ہوجائین

متین نے کہا ای شہر یار خیال تو کرو ملکہ کمیاب نے بڑے بڑے شاہون کے نامے میرے واسطے منگوائے اور میرے سامنے پیش کیے مین نے نہین منظور کیا تم ایسی بات کہتے ہو کہ جسکو قبول نہین کر سکتی ای شہریار اب مین تمھارے ساتھ بھی نہین جا سکتی شہریار نے کہا ایک انتظام کیجیے کہ تشریف لے چلیے جب مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن تب مجھکو قبول کیجیے متین نے کہا ای شہریار اب مین ساتھ چلونگی رات بھر شہریار منتین کرتا رہا مگر متین نے جواب سخت دیے اور یہی کہا کہ ای شہریار اب چلکر اصل کام مین مصروف ہو اگر تم بادشاہ کو گرفتار کر لوگے تو مین ضرور تمھین قبول کرونگی شہریار نے بھی قبول کیا صبح کو لشکر تیار ہوا شہریار سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ متین سوار ہوئی گرد کنیزون نے گھیر لیا نقارے پر چوب پڑی لشکر چلا یہان بادشاہ بعد فیصلۂ قنطور بارگاہ مین داخل ہین صبح کا وقت ہی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا شہریار جادو مع ساٹھ ہزار فوج کے اور ایک تخت پر ملکہ متین مقابلے مین آکر پہونچے لشکر اپنا اُتارا بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ ساحر میرے روکنے کو آیا ہی آکر بارگاہ مین بیٹھے مگر فیروزہ نے جو متین جادو کو دیکھا پہچان گیا کہ یہ وہی نازنین ہی جسکو مین نے رہا کیا تھا اِسکے آنیکا کیا باعث ہی ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے متین کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین کچھ عرض کرونگی متین کنارے آئی فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مین نے حضور کو رہا کیا تھا آپ اِس جادوگر کے ساتھ کیون آئی ہین متین نے کہا ای فیروزہ مین نے رو رو مین اپنا حال کیا کہون دم دلاسا دیکر کمیاب کے ہاتھ سے بچی مگر شہریار جادو دشمن خدا رات سے یہی کہ رہا ہی کہ مجھکو قبول کیجیے مین نے اس سے یہ عہد کیا ہی کہ اگر بادشاہ کو گرفتار کر لوگے تو مین تمھین قبول کرونگی تم بادشاہ کو سمجھا دینا کہ کسی وقت لوح سے غافل نہ رہین اگر حضور لوح سے غافل نہ رہین گے تو کسیکی مجال نہین ہی کہ سرکار پر ہاتھ ڈال سکے اگر لوح سے غفلت کرینگے تو البتہ حیرانی ہوگی فیروزہ کو متین نے سمجھا دیا اور یہ کہا کہ مین بہ مجبوری اِسکے ساتھ آئی ہون احوال معلوم ہوگا مگر شہریار جادو طبل جنگی بجوا کر بیٹھا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین مگر شہریار نے کہا

اے ملکہ متین میں تو سحر تیار کرتا ہوں تم بھی کوئی شعبدہ بناؤ متین نے کہا میں وقت پر
سحر کرونگی جب بادشاہ میدان میں ہونگے چار پہر رات تیاری میں گذری جسوقت
ساحر زرین پوش آسمان ہوتخانۂ مشرق سے نکلا اور بر سر آسمان آیا تمام دنیا کو منور و
روشن کیا ہژبر جادو بھی سب کو ساتھ لیکر میدان میں آیا ادھر بادشاہ جمجاہ مع فوج
میدان میں پہونچے متین ایک آہو پر سوار الگ کھڑی ہوئی ہی کہ ہژبر نے اشارہ
کیا ایک جادوگر موسوم بہ کلکال جادو میدان میں آیا اور پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا
کہاں ہیں نکلیں تو حال معلوم ہو بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا مرکب صبا رفتار طرارے
بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا کہ ہژبر نے پکار کر آواز دی کہ اے ساکنان صحرا جلد آؤ
صدہا شیر و پلنگان صحرا اور آہوان صحرا نورد جنگل سے پیدا ہوئے ہژبر نے پکار کر متین
سے کہا اے ملکۂ عالم اس سحر کو رد کرو متین نے ماش کے دانے پھینکے جسقدر جانور
آتے تھے آتے آتے رک گئے ہژبر نے کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا کیا ملکہ متین نے پکار کر کہا
اے ہژبر بادشاہ لوح چمکا رہے ہیں اسبوجہ سے سحر میرا تمھارا تاثیر نہیں کرتا اے ہژبر
ایسے ایسے شعبدوں کو وہ کب مانتے ہیں کہ جنکے پاس لوح محفوظ اور لوح طلسمی ہفتلون
موجود ہون ہژبر نے کئی مرتبہ سحر کیے مگر شیر نہ بڑھے متین نے شاہ کو اشارہ کیا کہ یہ
جو سب سامنے کھڑے ہیں گھوڑا اٹھا کر انہیں جا پڑیے بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
وہ شیر وغیرہ حملہ کرکے چلے بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری ان جانوروں پر
جو عکس ڈالا سب جلنے لگے ہژبر نے پکار کر کہا اے ملکہ متین اب بادشاہ تو جانوروں کو
جلا رہے ہیں لشکر پر انکے سحر کرو متین نے کہا میں تمسے زیادہ کیا سحر کرونگی اب
تمھیں سحر کرو ہژبر نے کچھ ماش کے دانے نکالکر طرف لشکر کے پھینکے لشکر میں تلواریں
برسنے لگیں بادشاہ نے جو غلغلہ سنا پلٹ کر دیکھا کہ لشکر پر تلواریں برس رہی ہیں
متین جادو نے جو دیکھا کہ بادشاہ پریشان ہوکر پلٹے کہ جاکر لشکر کو بچائیں بیقرار
ہوگئی جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اسکی سپریں کاٹ کر طرف لشکر
کے پھینکیں وہ سپریں لہرانے لگیں جو تلوار گرتی سپروں نے سینہ سپر کیا تلواریں آ

اوپر روک لین ہزبر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ صاحبو کیا غضب ہی متین میرے سحر کو دفع کر رہی ہین جنگل سے جو شیر وغیرہ آئے اُنکو بھی متین ہی نے روکا اپنتو کھلا ہوا سحر کیا ہین آج رات کو اسکو پکڑ لونگا اسکو لیجا کر قید کرون تب لشکر شاہ تباہ کرون مگر شاہ نے جب دیکھا کہ لشکر میرا محفوظ ہی مقابلہ کلکال مین آئے اُسنے سحر کر کے دیکھا کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا البتہ بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے عکس لوح گھوڑے پر ڈالا گھوڑا قریب کلکال کے آیا کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو روکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ کلکال کے دو ٹکڑے ہوے ہزبر نے جو دیکھا کہ کلکال مارا گیا دوسرے جادوگر کو اشارہ کیا اُسکا نام شہپال تھا بڑے جوش وخروش سے مقابلہ شاہ مین آیا اور کئی سحر کیے متین جادو سحر کو شہپال کے روک رہی ہی جو سحر شہپال نے کیا متین نے اُسے دفع کر دیا ہزبر نے کئی مرتبہ پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو دشمنی کر رہی ہو شہپال کا رنگ نہین جمنے دیتین مین ناچار ہو رہا ہون کمیاب سے تمہاری شکایت کرونگا مگر کمیاب جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند طائر آ کر کاندھے پر بیٹھے اور اپنی زبان مین یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

وصف دہن مین محو جو دہن رسا ہوا
ہاتھ آیا دام فکر مین عنقا پھنسا ہوا

مرنے کے بعد پھر گیا منہ سوے کوے یار
لاشے کو میرے رتبۂ قبلہ نما ہوا

یہ پست طالعی نے ملایا ہی خاک مین
سر سے کہین بلند مرا نقش پا ہوا

پرساں نہ ہوتا پھر کبھی بندونکے حال کا
صد شکر ہی بتون کا نہ عاشق خدا ہوا

بس کھلگئی صفائی کفِ دست یار کی
ظاہر جو پشت دست سے رنگِ حنا ہوا

عقل وحواس وہوش دیے تو نے ای کریم
کیا کیا نہ تیری ذات سے مجھکو عطا ہوا

روتا ہون راجہ غم مین جو حسن ملیح کے
دریاے شور کا مرا دل آشنا ہوا

کمیاب جادو نے جو یہ اشعار سنے زانوون پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو بی متین ہزبر کے سحر کو مٹا رہی ہین یہ کہکر اُٹھی اور چلی مگر چلتے وقت کہگئی کہ جا کر بی متین کو لاتی ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے دیکھون تو اُنکو کون رہا کرتا ہی

کمیاب اسوقت پہونچی کہ بادشاہ نے شہپال کو بھی قتل کیا نہر بہر جادو نے ناچار ہوکر طبل
بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا ای شہریار آج تو پلٹ جائیے کل آپ سے سمجھونگا بادشاہ پلٹے
متین جادو ہمراہ نہر بہر پلٹی ہی مگر نہر بہر شکایتین کرتا آتا ہی کہ ای ملکہ یہ جو چند ساحر مارے گئے
تمہاری تدبیر سے قتل ہوے متین نے کہا تم میرے روبرو ایسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
کہ کمیاب کے سامنے بھی یہی بیان کرو نہر بہر کہتا ہو ای ملکۂ عالم مین تو کمیاب سے نہ کہونگا
مگر کمیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہی وہ طائر اسنے بنا رکھے ہین کہ ہر مقام کی خبر دیتے ہین انکو خود
معلوم ہوجائیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا متین بھی کرسی پر بیٹھی ہی اور یہی بات
کہہ رہی ہی کہ کمیاب سے کوئی راز چھپ نہین سکتا ہی یہ ذکر تھا کہ زمین سے کمیاب نے
سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای متین مین نے سب حرکتین تمہاری دیکھین مجھکو معلوم
ہوا کہ تم درپے بربادی کے ہو مگر کچھہ نہ ہوسکیگا وہ سحر کرون کہ لشکر شاہ انھین کا دشمن ہوجائے
یہ کہتی ہوئی زمین سے نکلی متین نے کہا ای شہنشاہ سحر کمیاب مجھکو کیا ضرورت تھی کہ
سحر نہر بہر کا مٹاتی طلسم کشا خود صاحب لوح ہین ہر وقت لوح کو ملاحظہ کرتے ہین نہر بہر بھی
اپنے مقام سے اٹھا کہا ای ملکہ کمیاب متین کی کوئی خطا نہین میرے سحر نے کمی کی آج
تو انکو معاف کیجیے کل مین انکا خاتمہ کردونگا اگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کریگا تو فوجون کو
مٹا دونگا جب بادشاہ اکیلے رہجائینگے تو بہ آسانی گرفتار کرلونگا تب آپکو احوال
معلوم ہوگا کہ کیسا سحر کرتا ہون کمیاب تو خاموش ہوگئی اور غصہ اتر گیا کہا ای نہر بہر مین
جانتی ہون کہ تم متین پر عاشق ہو اور یہ عاشق شاہ ہی جو کچھہ کرنا سمجھکر کرنا نہر بہر نے
آنکھہ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہیے آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا کمیاب تو چلی گئی
مگر نہر بہر جادو متین کی خدمت کرنے لگا کبھی جام بھر کر دیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ حضور اپنے
دیکھا کہ مین نے کمیاب کو کیسا سمجھا دیا کسطرح غصے مین آئی تھین متین نے کہا ہم جانتے
ہین بی کمیاب یہی چاہتی ہین کہ مجھکو ذلیل کرین لیکن مین اپنی جان دینے کو آمادہ ہون
نہر بہر نے کہا کیا مجال کہ ملکہ کمیاب تمکو تکلیف پہونچائین مین کبھی شکایت نہ کرونگا
یہ کہکر نہر بہر نے جام شراب لبریز کیا بیہوشی ملا کر ملکہ متین کو دیا متین نے بلا تکلف

پی لیا مگر جام پیتے ہی پسینے پسینے ہو گئی گھبرا کر کہا کیوں اے شہریار اس جام میں کیا تھا کہ
انجام بد ہوا شہریار نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم اب بھی خیر ہے کہ جو مجھکو قبول کیجیے ورنہ وہ
حال کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مرو گی متین اٹھی کہ شہریار پر سحر کرے ان جام ہاتھ سے ٹوٹ گیا
لڑکھڑا کر گریں اور بیہوش ہوئیں شہریار جادو نے متین کی زبان میں سوزن دی اور
متین کو لیکر بھاگا آتے آتے قریب قلعے کے پہونچا کہ اس قلعے کا حاکم بینوش شہر انجوا
تھا اسکے پاس آیا کہا کہ اے بینوش یہ معشوقہ ہے میری مگر میرا سے چشم نمائی قید کرتا ہوں
لہذا ہوشیار رہنا بینوش نے قید متین لیلی اور شہریار کو رخصت کیا شہریار پھر بارگاہ
میں آکر بیٹھا قضاے کار فیروزہ بن عمرو بصورت خدمتگار بارگاہ شہریار میں آیا دیکھا
جا بجا ذکر ہو رہا ہے کہ متین نے کوئی خطا نہ کی تھی نہیں معلوم شہریار اسکو کہاں
لے گئے فیروزہ نے ایک ساحر کو اشارے سے بلایا اس سے سب حال پوچھا
کہا بھائی میں تو باہر تھا مجھکو نہیں معلوم ہوا کہ ملکہ متین پر کیا گذری اس ساحر نے
بھی اتنا حال بیان کیا فیروزہ سنکر باہر نکلا چاہتا تھا کہ شہریار سے دریافت کروں کہ
متین کو کہاں قید کیا مگر وہاں شہریار جادو پاس بینوش کے قید متین کی چھوڑ کر
آیا بینوش متین پر عاشق ہوا قید خانے میں آکر سوال وصل کرنے لگا لیکن متین
کہ عاشق سعد شہریار ہے سر جھکاے بیٹھی رہی جب بینوش نے بہت منتیں کیں تب
متین نے جواب دیا کہ اے بینوش کیسے عاشق ہو کہ ہمیں تکلیف میں دیکھ رہے ہو
اور رہا نہیں کرتے ہو بینوش نے سوزن زبان سے نکال لی متین کی زبان سے
جو سوزن نکلی کہا او بے حیا کیا کہتا ہے بینوش گھبرایا کہ اتنے میں اپنے اختیار میں ہو گئی
کیا تدبیر کروں سحر کرنے لگا مگر متین تڑپ کر بلند ہوئی ہر چند بینوش نے روکا مگر
متین نہ رکی آسمان پر آکر ایک مٹھا ماش کے دالون کا قلعے پر پھینکا شہرار ان سا
جلکر خاک ہوے بینوش منتیں کرتا ہوا آتا ہے کہ اے ملکۂ عالم میں بدنام ہو جاؤنگا
مگر متین نہیں سنتی اڑی ہوئی جاتی ہے ادھر کمیاب اپنے قصر میں بیٹھی تھی کہ ایک
طائر نے آکر کچھ کان میں کہا کمیاب کانپنے لگی کہا لو صاحبو ستم ہوا ایں شہریار جادو کو

سمجھا آئی تھی جب کچھ کرنا سمجھکر کرنا اُس نالائق نے متین کو قلعۂ بیہوش مین قید کیا اُسنے وہان سے رہائی پائی اب اُڑتی ہوئی جاتی ہی یہ کہکر چلی اُسوقت پہونچی کہ متین سرحد قلعہ سے نکل چکی ہی اور بیہوش گھبرایا ہوا جاتا ہی پکارتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم مین بدنام ہو جاؤنگا پلٹ آئیے متین نے آواز دی کہ او بے حیا اب مین خدمت سعد شہریار مین جاؤنگی دیکھون تو کمیاب میرا کیا کرتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او متین تو اب کہان جاتی ہی متین نے جو کمیاب کو دیکھا گھبرا گئی چاہا نکلجاؤن مگر کمیاب بلاے روزگار ہی ایک موے سر توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر جا کر گلے مین متین کے پڑگئی کمیاب نے کھینچ لیا اور بہت غصے سے کہا کہ کیون ای متین تمنے ہمارا پاس نہ کیا او رمسلمان کی شریک ہوئین مین تمھین زندہ نہ جانے دونگی متین کی زبان مین سوزن دی اور کھینچتی ہوئی لے چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ آواز آئی کہ ای بندی خاص ذرا ادھر خیال کرو زیادہ بدعت نہ کرو کمیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ جمشید ثانی ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا پکار رہا ہی کہ ای کمیاب جلد میرے پاس آؤ کمیاب نے جو اپنے خداوند کو دیکھا کچھ خیال نہ کیا اور آسمان سے اُتر آئی جمشید نے متین کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کچھ زبان سے کہا متین سمجھ گئی کہ فیروزہ بن عمرو ہین اشارہ کیا کہ مجھکو کیون قید کیا ہی مجھکو رہا کیجیے کہ مین جا کر سعد کا سر لاؤن کمیاب خوش ہوگئی کہ قدرت نے کیا خوب تقدیر کی ہی متین کی زبان سے سوزن نکال لی اور کہا او زیبرزا دی جا کر شاہ سے جنگ کرو متین جادو اُڑتی ہوئی روانہ ہوگئی لیکن یہان وہ وقت ہی کہ نہر بر جادو طبل جنگی بجوا کر آیا ہی میدان مین للکار رہا ہی سعد کا ارادہ ہی کہ مین میدان مین نکلون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ ای نہر بر جادو کیبن شتابن آئی ہین صنم متین جادو یہ کہکر ہاتھ چمکایا ایک برق گری کہ نہر بر کے دو ٹکڑے ہوے اور چند دانے ماش کے پھینکے کہ ہمراہیان نہر بر جلنے لگے کئی ہزار آدمی جلے آخر لشکر نہر بر کا اُٹھا لیا اور سامنے سے بھاگے بادشاہ نے آکر خیمے وغیرہ لوٹ لیے خزانہ لدوا کر لائے مگر متین جادو شرمائی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا شہریار آپ کے

اقبال سے رہا ہوئی اور آپ تک پہونچی اب چاہتی ہون کہ خدمت مین رہون آپکے
عیار نے کیا کیا احسان کیے ہین بادشاہ نے متین کا ہاتھ تھام لیا متین نے کہا اب
سرکار کا کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا اے متین مین چاہتا ہون کہ تا بہ کمیاب پہونچون
اور اس مرحلے کو فتح کرون اور جمشید ثانی پر لشکر کشی ہو یہ بھی خبر سن چکا ہون کہ لشکر
بیشمار جمع ہوا ہی مگر حافظ حقیقی مالک ہی وہی نگہبانی کریگا اور ہمارے بھائی بھتیجے سب
آپہنچینگے جو آئیگا اس شان و شوکت سے پہونچیگا کہ جمشید بھی عاجز ہو متین نے کہا آج
شب کو باغ ہمیشہ بہار مین جلسہ ہوگا مین وہان حضور کو لیجاؤنگی اگر حضور کا پنجہ قابض
ہو تو کمیاب کو قتل کیجیے اگر حضور نے کمیاب کو مار لیا تو مرحلۂ ہفتم کا خاتمہ ہی بادشاہ
نے فرمایا اے متین مین ضرور چلونگا بادشاہ بارگاہ مین آئے سب سردار جمع ہوے
محفل عیش آراستہ ہوئی شب بھر جلسہ رہا صبح کو متین نے کہا اے شہریار لشکر سے چلیے
دن بھر مین راستہ طے ہوگا شام کو قریب باغ ہمیشہ بہار پہونچیگا بادشاہ نے لوح
کو دیکھا اُسمین بھی یہی نوشتہ پایا کہ ہمراہ متین باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ اگر کمیاب کو
مار لیا تو مرحلۂ ہفتم بھی فتح ہوا بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ متین چلے
لشکر سے نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا
آتا ہی بادشاہ کو جو دیکھا بڑے تسلیم خم ہوا عرض کی حضور کہان جاتے ہین بادشاہ
نے فرمایا ارادہ ہی کہ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤن فیروزہ نے عرض کی کہ حضور نے
لوح کو ملاحظہ کر لیا بادشاہ نے فرمایا جو متین نے کہا وہی نوشتہ بھی نکلا مجھکو خود
خیال تھا کہ ایسا نہو کام نہ نکلے کمیاب کسی بات مین عاجز نہین ہی چھ مرحلے شکست دیے
لیکن مرحلۂ کمیاب پر کئی مہینے سے جنگ کر رہا ہون نہین معلوم صاحبقران زمان
وغیرہ کہان ہین فیروزہ نے کہا جسوقت آپ لشکر کشی کرینگے مین سب کو خبر دونگا
غرض بادشاہ جمجاہ ہمراہ متین جادو روانہ ہوے راہ مین ایک قریہ ملا کہ وہان بڑا
ہنگامہ تھا بادشاہ نے فرمایا اے متین ذرا یہان بھی دیکھ لین کہ کیا معرکہ ہی یہ فرماکر
قریے مین آگئے دیکھا ایک اکھاڑا کھدا ہوا ہی ایک پہلوان دیو خصال جست و خیز

کر رہا ہے گرز ہاتھ مین لیے ہوے کہہ رہا ہے کوئی ایسا ہے کہ ایک ضرب مین سلاخ آہن کو پیوند زمین کرے یہ گرز بھی لے لے تم سماق عمو وزن سا اِتنا سال مین یہ کمال پیدا کیا ہے کہ ایک ضرب گرز مین میخ آہن پیوند زمین کرتا ہون بادشاہ کو اسکی یاوہ گوئی بہت ناگوار ہوئی فرمایا اے سماق گرز اپنا ہمین دو ہم میخ آہن پیوند زمین کرین تم اُکھیڑ لینا سماق نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین جمیل ہے موتیون کے بالے پہنے ہوے کنٹھا یاقوت احمر کے گلے مین سماق نے کہا اگر یہ میخ آہن پیوند زمین نہ ہوویگی توسب اسباب آپکا اُتار لیا جائیگا بادشاہ نے قبول کیا اور یہ گرز ہاتھ سے سماق کے لیا میخ آہن جو زمین مین نصب تھی بسم اللہ کہکر گرز لگایا وہ میخ آہن اسقدر پیوند زمین ہوئی کہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا سماق حیران ہوا کہا مجھسے مقابلہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ یہ فرماکر اکھاڑے مین کود پڑے سماق سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے شروع سے سماق کو رکھ لیا جب پکڑ لائے دو چار گھسّے مارے کہ پیشانی سماق کی غربال ہوگئی لباس پارہ ہوا تیسرے پیچ مین بادشاہ نے سماق کو اُٹھالیا چاہا زمین پر پھینکون سماق نے آواز دی کہ مین غلامی اختیار کرتا ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا سماق قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ مین امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون بادشاہ نے فرمایا اے سماق ذکر سنا ہوگا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین مین اُنکے فرزند کا فرزند ہون اور لشکر اسلام کا بادشاہ ہون براے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون یہ حال سنکر سماق قدمون سے لپٹ گیا کہا تقدیر غلام کی کہ حضور سے مشرف ہوا اب کہان جایئے گا بادشاہ نے فرمایا باغ بہشت بہار مین جاؤنگا فکر مین کمیاب کی ہون سماق نے عرض کی حضور تشریف لے چلین در باغ پر پہرا میرا ہوگا نامہ کمیاب کا میرے پاس آچکا ہے مین آپکو اندر پہونچا دونگا بادشاہ جمجاہ سماق کو ساتھ لیکر چلے سماق نے کہا پہلے غلام کو جانیدیجیے بعد اسکے آپ تشریف لایئے بادشاہ ٹھہر گئے سماق روانہ ہوا جب قریب باغ بہشت بہار پہونچا تو ملازمان کمیاب سماق کو ڈھونڈھ رہے تھے جیسے ہی سماق کو دیکھا کہا اے پہلوان دوران چلکر پہرے پر بیٹھو سب تاجدار و ساحران غدار جمع ہین بے تمھارے حکم کے

کوئی جا نہین سکتا سماق جا کر پہرے پر بیٹھا اور تاجداروں کو حکم دیا تاجدار اندر جا بیٹھے کہ سامنے سے کمیاب آئی کہا اے سماق آج کا دن عجب ملال کا ہے کتاب مین تو لکھا ہے کہ طلسم کشا ضرور آئیگا مگر تم ایسا پہلوان پہرے پر ہو تو غیر شخص کیونکر آ سکتا ہے سماق نے کہا کیا مجال ہے کہ کوئی غیر آجائے کمیاب خوب تاکید کر کے محفل مین جا بیٹھی سب تاجدار جمع ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے کہ اے کمیاب اگر طلسم کشا آ گئے تو کیا تدبیر ہوگی کمیاب کہتی ہے اگر بادشاہ آ گئے تو فوجین جمع ہین بلوہ کر کے گرفتار کر لونگی اور جو میرا سحر چلگیا تو اسطرح گرفتار کرون کہ تم لوگ حیران ہو جاؤ مین نے وہ تدبیر کی ہے کہ تم لوگ سنکر پسند کروگے اگر مجھکو ثابت ہو جائے کہ طلسم کشا آ گئے تو مین انتظام کر لونگی لیکن سماق دروازے پر باغ کے بیٹھا ہے جو تاجدار آیا اسنے اٹھکر تعظیم کی پہچان لیا نام پوچھا حکم دیا کہ اندر جاؤ اندر باغ کے فرش بچھا ہے کمیاب مسند پر بیٹھی ہے جو آتا ہے اسکو بنگاہ غور دیکھ لیتی ہے اور دمبدم کہتی جاتی ہے کہ تحریر کتابدار کو آج کیون دیر ہوئی ناگاہ ایک تخت آسمان سے ظاہر ہوا ایک شخص ضعیف باریش سفید عمامہ سر پر باندھے ہوئے ایک کتاب بڑی سی بغل مین دبی ہوئی آکر پہنچا اول کمیاب اپنے مقام سے اٹھی سب اہل صحبت کھڑے ہو گئے سب نے اس سے مصافحہ کیا تحریر کتابدار جس سے مصافحہ کرتا ہے اسکو بغور دیکھکر کہتا جاتا ہے کہ آپ کا نام نامی کیا ہے کسی تاجدار نے نام اپنا یاقوت تاجدار بتایا کسی نے نام اپنا الماس تاجدار بتایا کوئی نیلم تاجدار ایک ہندو مہاجن لالہ چینی لال تھے مگر کمیاب کہتی ہے اے تحریر کتابدار ابتک تو طلسم کشا کا پتہ نہین اور کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے کہ طلسم کشا ضرور تشریف لائینگے کمیاب نے کہا اے تحریر بالائے ممبر جاؤ تحریر سامری کا کچھ اعتبار نہین قلم ہاتھ مین تھا جو ذہن مین آیا وہ لکھدیا دروازے پر باغ کے وہ نگہبان ہے کہ جس سے رستم و اسفندیار بھی مقابلہ نہین کر سکتے اگر طلسم کشا آیا تو سماق عمود زن پسلیان توڑ ڈالیگا اور اگر باغ مین آ گئے تو تم لوگ موجود رہو مین آفت برپا کرونگی لالہ چینا لال نے جھکو خبر دی تھی کہ سماق زہر ہوا سراسر غلط ہے اگر وہ زہر ہوتا تو بیراسے نگہبانی نہ آتا مگر یہان سماق عمود زن نے خبر سنی کہ تحریر کتابدار آگیا ممبر پر بیٹھا ہے ابھی وعظ شروع نہین کیا

سماق گھبرا رہا ہی کہ وقت خاص آگیا اور بادشاہ جمجاہ ابھی تک تشریف نہین لائے ایسا نہ ہو کہ راستہ بھول جائین اگر نہ تشریف لائے تو باعث خرابی ہی کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے بادشاہ عالیجاہ ایک طرف مشین جادو دوسری طرف فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو دیکھکر سماق کھڑا ہو گیا جھککر سلام کیا عرض کی کہ حضور نے کہان دیر لگائی تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ داخل باغ ہوے مشین و فیروزہ بھی ساتھ ہین سماق بھی ہمراہ ہوا چند شاگرد سماق کے جو ساتھ آئے تھے ایک کو اپنے مقام پر بٹھا دیا اور دس شاگرد ساتھ لیے سونٹے سب کے ہاتھون مین لیشت پر بادشاہ کی مگر بادشاہ اسوقت محفل مین آئے کہ تحریر کتابدار ممبر پر اور سامنے طائفہ گائن کا حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

شب وصلت جو ہین پچھلے پہر تدبیر ہوتی ہی — ہو ذان کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی
جو پھر فاتحہ آتا ہی وہ گور غریبان پر — تو اٹھ اٹھکر ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہی
خفا ہوکے مری جانب سے کیون منھ پھیر لیتے ہو — سوا بوسے کے مجھسے کون سی تقصیر ہوتی ہی
مرے پر درد نالے سنکے پتھر تک پگھلتے ہین — مگر دل پر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی
قلم کرتا ہی سر کس جرم پر تو شمع محفل کا — خطا سرزد یہ تجھسے ناحق ای گلگیر ہوتی ہی
کسی کو بناتے ہین ادھر اک سیکدہ ہم زیر ای سطوت — ادھر زاہد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

تحریر کتابدار نے چاہا کہ کچھ شروع کرون دل کانپنے لگا زبان مین لکنت دل مین حیرت رک گیا کمیاب نے پکارکر کہا کہ ای تحریر سب تمھاری آواز کے مشتاق ہین جانتے ہو کہ بعد سال بھر کے یہان جلسہ ہوتا ہی یہ وہ باغ ہی کہ جہان سامری رہتے تھے اور سامرن پھرا کرتی تھین اکثر درختون کے سایے مین سامری و سامرن سے رمز و کنایے ہوا کرتے تھے تحریر نے سنکر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم میرا ابترا برا حال ہی کتاب ہاتھ مین ہی مگر اشلوک پڑھا نہین جاتا مین تو جانتا ہون کہ طلسم کشا آگیا انھین کے آنکھون سے دیکھ رہا ہون ہو دیکھو تو میرے منھ سے لفظ نہین نکلتا کہ بادشاہ نے بڑھکر نعرہ کیا اور مشین نے سحر کیا فیروزہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے سماق نے بڑھکر ممبر کو اٹھا لیا تحریر کتابدار کیا کہ بھاگ جاؤن کہ سماق نے وہی ممبر اٹھاکر پھینک مارا کہ تحریر کتابدار کی ہڈی بات

ٹوٹ گئیں اور نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی شاہ کی صدا سے دیوارین کانپنے لگیں طائر جو قفس
مین بند تھے قفس توڑ توڑ کر نکلے اور آوازین دیتے تھے کہ ای کمیاب سحر پرکنتا بدار تو
مارا گیا تم اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم بھی قتل ہو جاؤ تو ہماری قدر کون کریگا ہماری
زندگی کا مزہ تمہارے دم سے ہی بہار اس باغ کی تمہارے قدم سے ہی کمیاب غلغلہ
کر رہی ہو کہ ای ساحران نامی و ای بندگان خداوند گرامی طلسم کشا کو گھیر لو بہت سحر کرتی ہی
تو سماق و فیروزہ لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین اسی سبب سے کہ سحر پا لوٗن تمہا م لیتا ہی
فیروزہ آواز دیتا ہی کہ شہر یار غلام کو بچائیے سحر نے ہمکو روکا ہی بادشاہ لوح کو چمکا دیتے
ہین لیکن متنین نے سحر کرکے کئی ہزار ساحرون کو مار اسرداروں کے سر جا بجا پڑے
ہوئے تڑپ رہے ہین مگر بادشاہ ایکبار سماق و فیروزہ پر لوح چمکا کر ایک مادیان
کھڑی تھی اسپر سوار ہوئے اور نعرہ شیرانہ بآواز بلند کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم تجلی دہ بزم اسلامیان	بہار گلستان کاوس و جسم نہال گلستان صاحبقران

اسطرح شاہ نے نعرہ کیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور طائر ہوا سے تھرا کر گر کے
کر جانورون کے سر پھٹ گئے جام شراب الٹ گئے کمیاب نے قصد کیا کہ نکلجاؤن
مگر تاجدارون نے بڑھکر کمیاب کو روکا کہا ای ملکۂ عالم آپکی وجہ سے سب لڑ رہے ہین
مگر سماق کو دیکھیے کہ کنتا بدار کو مارا اور کس زور و شور سے لڑ رہا ہی اور یہ متنین
تو عاشق صادق ہین آگ برسا دی ہی عیاروں نے ہزارون کو جلا دیا یہ ہنگامے ہو رہے
ہین کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ ای کمیاب منم فیلان جنگی تیرے لینے کو آیا ہون دیکھا
سب نے ایک مست ہاتھی چوب آہنی سونڈ مین دبی ہوئی آکر پہونچا اور زمین پر
قایم ہوا طرف کمیاب کے چلا کمیاب نے جو دیکھا کہ فیل مست میری جانب آتا ہی
اور اشارے کر رہا ہی کہ مجھپر سوار ہو لو مین نکال لے چلون کمیاب جست کرکے فیل
کی پشت پر آئی فیل نے چاہا بڑھون کہ سعد بن قباد نے مادیان کو بڑھایا مادیان
فیل کو دیکھکر بد لگامی کرنے لگی بادشاہ پشت مادیان پر سے کود پڑے اور طرف فیل کے

چلے فیل نے جو دیکھا کہ شاہ قریب آ گئے جھسونڈ اُٹھا کر مارا بادشاہ نے سونڈ اُسکی پکڑ کر
لوح کا عکس ڈالا عکس جو پڑا ہاتھی چیخیں مارنے لگا اور مثل انسان کے کہتا تھا کہ اے
طلسم کشا مجھکو چھوڑ دے کمیاب حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی تھوڑے ہی عرصے میں اُس فیل
کے سر سے آگ پیدا ہوئی آخر کمیاب پشت پر سے کود پڑی طلسم کشا نے چاہا کمیاب کو
قتل کریں کہ زمین شق ہوئی ایک عقاب پیدا ہوا کمیاب عقاب پر سوار ہوئی عقاب
اُڑتا ہوا کمیاب کو لے چلا متین نے پکار کر کہا بھئی کہ اے شہریار کمیاب جاتی ہی طلسم کشا
نے کئی تیر مارے مگر عقاب کمیاب کو لیکر نکل گیا تمام ساحر کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے
تھوڑے عرصے میں باغ میں سناٹا ہو گیا لاشیں ساحروں کی جا بجا پڑی ہیں نخل سب
خشک ہو گئے وہ جانور جو قفس میں سب بند تھے قفس توڑ کر نکل گئے بادشاہ جہاہ
متین و سماق و فیروزہ کو ساتھ لیے ہوئے باغ سے نکلے متین نے کہا اب کمیاب
کا ملنا دشوار ہی جیسے ہی ہاتھی چلا تھا اگر حضور کوشش کرتے تو کیا عجب تھا کہ کمیاب
دستیاب ہو جاتی اب کمیاب کسی جلسے میں نہ جائیگی اور وہ اپنے کو مخفی کریگی اب حضور
لوح ملاحظہ فرمائیں میری واقف کاری کا تو خاتمہ ہو گیا بادشاہ آگے بڑھ کر کھڑے تھے
متین سماق سے باتیں کر رہی تھی کہ زمین سے دھواں نکلا بادشاہ لوح کو ملاحظہ فرماتے
تھے کہ متین نے آواز دی کہ کنیز کو بچائیے بادشاہ طرف متین کے چلے تھے کہ سماق
نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے بادشاہ طرف سماق کے چلے کہ اُس دھوئیں نے
متین کو بلند کیا بادشاہ نے دیکھا کہ متین و سماق کی گردنوں میں زنجیریں پڑیں اور
بلند ہو گئے بادشاہ ناچار ہو کر لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لوح میں حکم نکلا کہ اگر متین
و سماق غائب ہوں تو اے طلسم کشا پریشان نہ ہو آگے شیار جا و متین و سماق کو لیکر
لہذا سامنے جائیے ایک صحرا ویران ملیگا اُسمیں ایک گنبد ہی اُس گنبد میں دونوں رفیق
آپ کے قید ہیں انکو جا کر رہا کیجیے بادشاہ نے فیروزہ کو رخصت کیا کہا اے فیروزہ تم
لشکر میں چلو انشاء اللہ ہم بھی آتے ہیں فیروزہ کو یہ منظور نہ تھا کہ شہریار کا ساتھ چھوڑیں
مگر بموجب ارشاد ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا کہ باغ سے دو نیکی آواز آئی کہ کوئی شخص

بلک بلک کر رو رہا ہے اور یہ آواز دیتا ہے نظم

گھر دل میں کر کے سیر دل داغدار دیکھ	اے جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ
میں کیا وہاں گور تلک بول اٹھے ابھی	تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
بعد فنا بھی وا رہیں آنکھیں نہ آیا تو	وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے ہی میں سر جھکائے ہوں	اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
در پہ پڑے ہیں جان کے ایمان تو لیجیے	بت شر کرتے ہیں ستم مرے پروردگار دیکھ
کوتاہ عمر ہوگئی اور یہ نہ کم ہوئی	اے مہ یہاں آکے طول شب انتظار دیکھ
بجلی گرائی غیر پہ رو برو فلق	تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ

فیروزہ نے جو یہ آواز سنی خیال کیا کہ باغ میں کوئی رو رہا ہے ایک ساحر کی شکل بنکے باغ میں آیا دیکھا جس مقام پر لاشہ تحریر کشتہ بدار کا پڑا ہے ایک ساحر سیاہ فام بدانجام لاش پر تحریر کی رو رہا ہے فیروزہ نے پکار کر آواز دی اے بھائی کیوں اسقدر روتے ہو صبر کرو قدرت کو تحریر پسند آئے تحریر کی تقدیر میں یہی تحریر تھا کہ اس باغ میں مارے جائیں دیکھو کیا اب کسطرح نکل گئی طلسم کشا نے لاکھ جستجو کی مگر نہ روک سکے یہ کہتا ہوا قریب آیا اس ساحر نے کہا بھائی میں نے تمکو نہیں پہچانا فیروزہ نے قریب آکر کہا اے بھائی اسوقت تمہارے ہوش درست نہیں ہیں میں ہوں سکان جادوگر ہر وقت تحریر کی صحبت میں رہتا تھا آج برسوں کا ساتھ چھوٹا اس جادوگر نے کہا اے سکان میں لکات جادو ہمیشہ تحریر کا ساتھ رہا آج اسکے مارے جانے سے تنہا ہو گئے دیکھیے انجام کیا ہو فیروزہ نے جام میں پانی بھر کر پڑیا بیہوشی کی اسمیں ڈالدی کہا لو بھائی پانی پی لو کہ طبیعت ٹھہرے لکات نے وہ پانی پیا پیتے ہی گھبرایا کہتا تھا اے سکان دل میرا گھبرا رہا ہے آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم و الم نے گھیرا ہے فیروزہ نے کہا اٹھکر ٹہلو لکات جادو اٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا گر کر گرا فیروزہ نے لکات کا سر کاٹ لیا مرتے ہی لکات کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا اسنے نکلتے ہی فیروزہ کو پکڑ لیا گرفتار کرکے لے چلا ہر چند فیروزہ عذر کرتا ہے کہ میں ہمراہیان تحریر سے ہوں

مجھکو کیون گرفتار کرتے ہو مگر اُس ساحر نے نہ سُنا اور فیروزہ کو لاکر ایک گنبد مین قید کیا جہان بڑا اندھیرا تھا فیروزہ ایک گوشے مین پڑا ہی تاریکی سے دم خفا تھا چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی کچھ معلوم نہین ہوتا بعد عرصے کے جو نگاہ قایم ہوئی تو دیکھا کہ متین و سماق پہلوان ایک طرف قید ہین فیروزہ نے پکار کر کہا ای متین و سماق ہم بھی تمھارے پاس آ گئے متین نے اشارہ کیا کہ کشش جادو نے تمکو گرفتار کر لایا ہی مگر یقین ہی کہ شہریار یہان ضرور آوین یہ ذکر تھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک ساحرہ ایک خوان مین کچھ روٹیان تین آبخورے پانی کے لیکر آئی تینون کے آگے رکھدے کہا ای قیدیو کھاؤ تمھارے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجھکو حکم دیا کہ قیدیون کو کھانا پہونچا دو ورنہ بھوکے پیاسے مرینگے فیروزہ نے پوچھا ملکہ کون ہین ہمسے مفصل حال بتاؤ کہ اُنکا نام لیکر دعا دیں اُس ساحرہ نے کہا سامنے گنبد کے باغ ہی کہ اُسکو باغ گلرنگ کہتے ہین ہماری ملکہ گلرنگ اُس باغ مین تشریف رکھتی ہین یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا ملکہ کو جو خبر معلوم ہوتی ہی کہ فلان شخص یہان آکر قید ہوا تو اُسکو کھانا بھجوا دیتی ہین اسوقت بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا کہ ای دفتر جادو کشش جادو نے تین ملازم طلسم کشا کے پکڑے ہین اُنکو قید کر گیا ہی لہذا اُنکو کھانا پہونچا دو تو مین کھانا لیکر آئی ورنہ یہان کے قیدی کا آب و دانہ بند رہتا ہی فیروزہ نے ہر چند فقرہ دیا کہ ای دفتر بیٹھ جاؤ مین کچھ باتین کرونگا مگر دفتر نے کہا مین ملکہ کے حکم کی پابند ہون مین نہ ٹھہرونگی یہ کہکر چلی گئی اِن لوگون نے کھانا کھایا مگر سعد بن قباد جب لوح طلسمی کو دیکھکر چلے اور قریب اُس باغ کے پہونچے ملکہ گلرنگ بالاے بام بیٹھی تھی اپنے بام سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال در باغ پر آکر ٹھہرا ہی کنیزون سے کہا ذرا جا کر دریافت تو کرو کہ یہ کون شخص ہی کیا امید رکھتا ہی دو کنیزین بام سے اُترین قریب شاہ کے آئین اور جھک کر سلام کیا جاہ و جلال دیکھکر حیران تھین بات نہ کر سکتی تھین بادشاہ نے پوچھا نیکبختو تم کون ہو کنیزون نے کہا ہماری ملکہ پوچھتی ہین کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے فرمایا سرکوب جمشید ثانی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی کنیزین یہ سُنکر بھاگ گئین آگے

گلرنگ سے کہا کہ حضور جسکا ذکر کرتی تھیں وہی تشریف لائے ہین نام سعد شہریار سنکر
گلرنگ اپنے مقام سے اٹھی در باغ پر آئی بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ اندر تشریف
لایئے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مشتاق کو سرفراز کیجیے پھر آپکو اختیار رہے بادشاہ نے فرمایا
مین گرفتار ریگ مین جاتا ہون میرے رفیق وہان قید ہین ملکہ نے کہا آپ تشریف لائے
ہین مین آپکے قیدیون کو بلوا دونگی بادشاہ یہ مژدہ سنکر ساتھ گلرنگ کے باغ مین آئے
دیکھا باغ سرسبز وشاداب ہر نخل لاجواب ہے روشون پہ سرخی کٹی ہوئی سبزہ لہرے بھر
ہر جانب پھولون کی مہک ہے آبی سفاک طائرون کے چہکارے بادشاہ ہمراہ گلرنگ
کے وسط باغ مین آکر بیٹھے گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے گلابیان شراب
کی کشتیان کباب کی پیش کین اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین **نظم**

میرا قاصد اُنکے حال شوق تشہیر ہوگیا ۔ گر نہین قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہوگیا
جب اُٹھ کے اپنے گھر سے پھونک کر اس اہل نے ۔ جان آنکھون آگئی ہر پر کبوتر ہوگیا
عکس سے پیتا نہین ہو ہاتھ مین جام بلور ۔ معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہوگیا
اے بہار پھر آخر ہوگیا وقت خزان ۔ یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہوگیا
قطرۂ مو کی طرح آنسو نکل آئے مرے ۔ دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہوگیا
لگئے سب خاک مین کہنے کو دو دن کیلیے ۔ گرد [illegible] سا ہوگیا کوئی سکندر ہوگیا
آفتاب حشر سا اب اسے مین کچھ ڈر نہین ۔ سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہوگیا

بادشاہ عیش مین بیٹھے ہین کہ ایک نازنین نے جام دیا بادشاہ نے تہذیب کی تکرار
کی گلرنگ نے کہا اے شہریار مین کئی دن سے آپکا ذکر کر رہی ہون یہی چاہتی تھی
کہ صورت زیبا دیکھون مین اطاعت اسلام کر چکی ہون مجھکو نام جمشید سے نفرت ہے
اپنے دل مین یہ سوچی کہ اگر جمشید کچھ اختیار رکھتا ہوتا تو ہیاگ لگر کیون نا معلوم
ہوا کیسے اختیار ہے پس مین نے اطاعت کی بادشاہ نے جام نوش کیا اور فرمایا کہ اے
ملکہ گلرنگ تمنے وعدہ کیا تھا کہ آپکے قیدیون کو بلوا دونگی لہذا وعدہ اپنا پورا
کیجیے ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ تینون قیدیون کو لے آ وہ کنیز روانہ ہوئی قضا

فرمایا قیدی وہ ہین تیسرا کون ہو ملکہ نے کہا کہ آپ کا عیار بھی آکر قید ہوا ہو بادشاہ جھجاہ
کو بڑا افسوس ہوا اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم مین اپنے عیار کو بہ آرام چھوڑ کر آیا تھا ملکہ نے
کہا اسنے باغ مین ایک ساحر کو مارا دفتر کشا پہونچ گیا اسکو گرفتار کر لیا کنیز تو اسطرف
چلی بادشاہ کے قریب گلرنگ بیٹھی ہوئی ہو کہ کنیز گنبد تاریک مین پہونچی سماق وغیرہ
وغیرہ نذر کو رہا کرکے لائی یہ تینون بھی آکر بیٹھے شریک صحبت شاہ ہوے مگر رنگ رو
ملکہ اڑا ہوا ہو خاموش بیٹھی ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دفتر کشا آکر پہونچا اسنے جو قیدیونکو
صحبت ملکہ مین دیکھا نعرہ کیا کہ ای گلرنگ یہ کیا حرکت کی کہ قیدیون کو قید خانے سے
بلوا لیا اور بادشاہ پر جو نگاہ پڑی جھلا کر کہا کیون ای ملکہ عالم تمنے یہ کیا غضب کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے باغ مین جگہ دی ملکہ گلرنگ منتین کرنے لگی کہتی تھی ای دفتر کشا
کچھہ مروت بھی شرط ہو مگر دفتر کشا کا غصہ دمبدم زیادہ ہوتا جاتا تھا کلمات سخت کہنے
لگا جھلاتا ہوا زمین پر آیا چاہتا تھا ملکہ کے بال پکڑلون سعد نے نعرہ کیا کہ او بے حیا
وہ تو منت کرتی ہو اور تو ظلم کرتا ہو دفتر کشا نے کہا کیا مین تجھکو چھوڑونگا قصد کیا کہ
بادشاہ کی گردن پکڑلون بادشاہ نے کلائی اسکی تھامی کہ دفتر کشا چیخنے لگا اور کہتا تھا
کہ میری زندگی پر حرف آتا ہو عبارت تحریر تقدیر مٹی جاتی ہو مگر بادشاہ نے کلائی تھام کر
ایک تمانچہ مارا کہ دفتر کشا کا سر اڑ گیا مرنا دفتر کشا کا کہ ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہریار آپنے
غضب کیا یہ گنبد تاریک کا حاکم ہو اسکے مرنے سے آفت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا
تمھارے ساتھہ گستاخی کرتا تھا ہمسے نہ دیکھا گیا اس گستاخی کا یہ انجام ہوا کہ مارا گیا
اور جو کوئی آئیگا سمجھا جائیگا ملکہ نے کہا اور ساحر جو متعلقین گنبد تاریک باقی ہین
وہ ضرور آئینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا اہ گلرنگ تو نے بڑا ستم کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی اور ہمارے افسر کو قتل کرایا اب ہم تجھے کیا
زندہ چھوڑینگے یہ کہکر آواز دی کہ ای نگہبانان باغ ان گناہگارون کو گھیر لو کئی ہزار
ساحر گوشۂ باغ سے پیدا ہوے جب بادشاہ نے دیکھا کہ ساحرون نے چہار طرف سے
بلوہ کیا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار

بہار گلستان کاؤس و جم		منم شہنشاہان فریدون حشم
نہال گلستان صاحبقران		تجلی دہ بزم اسلامیان

بادشاہ نعرہ کرکے لڑنے لگے ملکہ متین جادو بھی سحر کررہی ہے فیروزہ نے حقہ ہاے
آتشبازی مارے بادشاہ لڑتے ہوے سامنے افسر کے پہونچے اسکا نام کشش جادو
ہے بادشاہ پر کئی سحر کیے مگر بادشاہ نے لوح طلسمی کو چھپا یا سحر اسکا باطل ہوا آخر اسنے
ہاتھہ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھہ مار دیا کشش جادو کے دو ٹکڑے
ہوے افسر جو مارا گیا سب ساحر خوف کھا کر بھاگنے لگے تھوڑے عرصے مین وہ
باغ ساحرون سے خالی ہوگیا بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ گلرنگ نہایت خوش
ہوکر کہتی ہے اے شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ ان ساحرون پر غالب ہونگے بادشاہ
نے فرمایا اے ملکہ جب سے اس طلسم مین آیا ہون ایسے ایسے معرکے بہت پڑے اور
انشاء اللہ معرکہ عظیم باقی ہے جسدن لشکر کشی ہوگی اسدن معرکہ عظیم پڑیگا مگر ہمارے
بھائی بھتیجے جابجا لڑ رہے ہین خود صاحبقران زمان دربندون کو فتح کرتے ہوے
آتے ہین جمشید ثانی فوجین جمع کر رہا ہے انشاء اللہ تعالی اب لشکر کشی ہوگی فقط قتل
کمیاب کا انتظار ہے کمیاب کے مرحلۂ ہفتم نے بڑا طول کھینچا کئی مہینے سے اسی مرحلے
پر پڑ رہا ہون گلرنگ نے کہا ہر چند کہ میرا حال کھلگیا مگر قصر جہان پیما مین ایک جلسہ
ہونے کو ہے وہان جاسکتی ہون آپ بھی تشریف لے چلین کمیاب بھی آئیگی بادشاہ
نے لوح کو ملاحظہ کیا یہی نوشتہ پایا کہ گلرنگ بہت ٹھیک کہتی ہے اس سے وعدہ
کر لیجیے کیا عجب ہے کہ قصر جہان پیما مین کوئی قصور نہ ہو ہر چند کہ کمیاب جادو بڑی
ہوشیار ساحرہ ہے مگر آپ اسکے قریب پہونچ جائیے گا اگر اسکی صورت آگئی ہے تو زیادہ
ہوشیاری نہ کریگی مگر تنہا جائیے کوئی ساتھہ نہین جاسکتا بادشاہ نے گلرنگ و متین
کو رخصت کیا گلرنگ سے وعدہ کرلیا کہ قصر جہان پیما مین ملاقات ہوگی گلرنگ اور
متین صورتین اپنی بدلکر تخت پر سوار ہوئین اور طرف قصر جہان پیما کے چلین بادشاہ
نے سماق و فیروزہ سے کہا تم لشکر مین چلو سماق پہلوان تو طرف لشکر کے روانہ ہوا

مگر فیروزہ بن عمرو طاہر ہین تو بادشاہ سے رخصت ہوا مگر ایک غار مین چھپ رہا جب بادشاہ آگے بڑھ گئے تو فیروزہ بھی پیچھے پیچھے چلا دل مین یہ خیال ہی کہ عجائب وغرائب طلسم دیکھون اور جہان کہین شاہ دفعو کا کھائین بادشاہ کو آگاہ کرون آفت مین نہ پھنسنے دون پیچھے پیچھے شہریار کے چلا مگر بادشاہ راہ کو طی کرتے ہوئے جاتے ہین کہ صحراے وسیع مین پہونچے دیکھا ہزارہا تماشہ بین جمع ہین دوکاندار اپنی اپنی دوکانون مین بیٹھے ہین جابجا فرش بچھے ہین رؤسا و امرا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تماشہ دیکھ رہے ہین اور بیچ مین میلے کے انبار ہیزم ہی لکڑیان جل رہی ہین شعلہ ہاے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین میلے کا ہنگامہ گا ہکون کا دوکانون پر وہ ہاؤ کہ ایسا جما کہ شاہ نے اس طلسم مین نہین دیکھا تھا یکایک سب دوکاندار اٹھ کھڑے ہوے تماشہ بین دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے آگے کچھ لوگ اہتمام کرتے ہوے آتے ہین کہ کوئی بیچ مین نہ آوے بادشاہ ایک گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ ایک تاجدار سر برہنہ پا پیادہ ہاے فرزند ہاے فرزند کہتا ظاہر ہوا لوگ اس تاجدار کو سمجھاتے ہین کہ اے کریم تاجدار موت مین کسیکا اجارہ نہین ہی صبر کرو تمھارے فرزند کے سبب بڑا فخر ہوا کہ بہو تمھاری ساتھ تمھارے فرزند کے ستی ہوتی ہی کل خاندان مین تابد و زقیامت فخر رہیگا بعد اس تاجدار کے بادشاہ نے دیکھا ایک تخت اور آتا ہی اسپر مثین جادو سوار ہی لباس عروسانہ پہنے ہوے بال کھلے ہوے پانون پھیلاے ہوے زیر پا انگیٹھی جسمین آگ روشن ہی پانون پر دیگچی رکھی ہوئی اسمین کھیر پک رہی ہی اسی کھیر کو ہاتھون سے بانٹ رہی ہی اور گلے سے ہار پھول توڑ توڑ کر پھینک رہی ہی اور ایک نوجوان کے لاشے کو لیے ہی اسکا سر زانو پر رکھا ہوا ہی ستی ہونے آتی ہی بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ مین نے تو مثین کو رخصت کیا ہی یہ مکر کیا ہی مگر مین گوارا نہ کرونگا کہ مطیع اہل اسلام آگ مین جلے یہ سوچکر بڑھے کہ کسی نے دامن پکڑ لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو ہی بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ اے شہریار یہ سراسر مکر ہی آپ کہان

جاتے ہین یا تو لوح کو ملاحظہ فرمایئے یا اسکو جانے دیجیے بادشاہ رُک گئے مگر وہ تخت
کہارون نے قریب آگ کے لاکر رکھا متین نقلی نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ میلہ
آخر کا ہو اب یہان کا ہیکو آوینگے مقام افسوس ہو کہ مین طلسم کشا پر عاشق تھی مگر میرا
عقد ساتھ مفتاح تاجدار کے کیا مجھ ایسی بدنصیب کون ہوگی کہ مین تو سو گئی جب
صبح کو آنکھ کھلی تو شوہر کو مردہ پایا مین اسکے ساتھ جلجاؤنگی جسکو روکنا ہو وہ روکے
مگر بادشاہ جب قصد کرتے ہین فیروزہ دامن تھام لیتا ہو بادشاہ کو نہین جانے دیتا
مگر متین نقلی دیر تک پکارا کی کہ کوئی مجھکو نہ بچائیگا مین جلجاؤن بادشاہ کو بہت غصہ
ہو ہر چند چاہتے ہین کہ جاؤن مگر فیروزہ بادشاہ سے عرض کرتا ہو کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے
اگر لوح حکم دے تو تشریف لیجایئے وہ جو خبر ملی تھی کہ کمیاب جادو بڑی مکارہ ہو
اب اسنے یہ فریب پھیلایا ہو فیروزہ کے کہنے سے بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا
کہ اگر متین جلتی ہو تو دخل نہ دینا اے مفتاح طلسم یہ متین اصلی نہین ہو متین کب گوارا
کرتی کہ مطیع اسلام ہوکر انکے رسم مین شریک ہوا ور یون جان دے بادشاہ لوح
کو دیکھکر مطمئن ہوئے اور فیروزہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فیروزہ اسوقت تونے
بڑا کام کیا تیری وجہ سے مین رُک گیا ورنہ جا پڑتا فیروزہ نے عرض کی کہ غلام بھی اسی
امید مین ساتھ ہو کہ کمیاب کو قتل کرون بادشاہ نے فرمایا اب قصر جہان پیا مین
سامنا پڑیگا انشاء اللہ اسکے بچکر نہ جانے پائیگی یہ فرماکر گوشے مین ٹھہر گئے بعد تھوڑی
دیر کے پھر ہنگامہ ہوا ایکمرتبہ گلرنگ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ست ست پکارتی
ہوئی آتی ہو ہزارہا آدمی تخت کو گھیرے ہوئے ہین کسی نے پھول پایا تو وہ نہال
ہوگیا ایک ایک کو دکھاتا ہو کہ ستی نے مجھکو پھول دیا بعض پر کھیر اٹھاکر پھینکی جسنے
ہاتھ ڈالدیا اسکا ہاتھ جلا ٹیڑھی کھیر ہوگئی پھُنک کر بیٹھا گلرنگ بھی ایک جوان کا
لاشہ زانو پر رکھے ہوئے قریب آگ کے پہونچی اور آگ مین پھاند پڑی پکار کر
کہا کہ یہ طلسم اب نہ بچیگا فتح ہو جائیگا قدرت کی سوت قریب ہو طلسم کشا صاحب نصیب
ہو یہ کہکر جلگئی سب میلے والے چیخین مار مار کر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا

کہ ستی حکم دیگئی اب طلسم پہنچیگا یہ کہتے ہوے سب اہل مجلس غائب ہوے سعد بن قباد کھڑے
دیکھا کیے تھوڑی دیر مین سناٹا ہوگیا مگر فیروزہ نے کہ پشت پر بادشاہ کی کھڑا ہوا تھا
آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مار سیاہ گردن
مین فیروزہ کی لپٹا ہوا ہے اور ایک طائر سفید رنگ سرپر فیروزہ کے یہ اشعار عبرت
آثار بآواز پڑھ رہا ہے

نظم

طریق عشق مین مار اپڑا جو دل بھٹکا — یہی وہ راہ ہے جس مین ہے جان کا کھٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو — ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیا چھپر کھٹ کا
کہون جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا — بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلا — حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین — کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی — کہ جس کو راہ ہوئی اس سے خوب ہی بھٹکا
عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے — خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

ہرچند بادشاہ نے دوا دوش کی مگر وہ مار سیاہ فیروزہ کو لے ہی گیا بادشاہ کو
بڑا افسوس ہوا پشت پر پلٹ کر دیکھا کہ ایک قصر تعمیر ہے چند شاہزادیان سر نکالے
کھڑی ہین اور بادشاہ کو اشارے کر رہی ہین بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ
یہی قصر جہان پیدا ہے بسم اللہ داخل ہوجیے مگر دم بدم لوح کو دیکھیے گا جب بادشاہ نے
لوح کو دیکھا ان شاہزادیون نے سر کھینچ لیے بادشاہ حیران کھڑے تھے اول تو فیروزہ
کے جدا ہونیکا انتشار ہے دوسرے جلنا متین و گلرنگ کا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے
کر دیکھا سامنے سے متین و گلرنگ آکر آفرین شاہ کو سلام کیا بادشاہ دونون کو
دیکھکر بہت خوش ہوے فرمایا اے متین و گلرنگ عجب مجھے انتشار تھا کہ تمکو جلتے
ہوے دیکھا مگر شکر ہے کہ تمکو زندہ پایا متین و گلرنگ نے عرض کی کہ حضور کمیاب
کوئی شعبدہ اٹھا نہ رکھیگی مگر حضور کو مناسب ہے کہ لوح سے غفلت نہ ہو بسم اللہ
قصر مین تشریف لے چلیے مگر لوح مین اپنے سے جدا کیجیے کہ ہم آپ کی صورت بدلین

بادشاہ نے لوحین اتارین جیسے ہی زمین پر رکھین کہ متین وگلرنگ نے کہا حضور
ادھر سے منھ پھیر لیجئے تو ہم سحر کرکے صورت حضور کی بدلین جیسے ہی بادشاہ نے منھ پھیرا
ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا کہ ای طلسم کشا ابھی منھ پر دعوی طلسم کشائی کرتا ہو تم زلفین
جادو دوسری نے نعرہ کیا کہ منم پریشان جادو دونون نے سحر کرکے بادشاہ کو
گرفتار کر لیا کشان کشان لے چلین اور آواز دی کہ ای ساکنان قصر جہان ہم نے
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوحین بھی چھین لین ہم جانتے تھے کہ متین وگلرنگ کی صورت پر
دھوکا کھائینگے اول زرنگیز صورت کیا سمجھا جو آیا اور صورت متین وگلرنگ سے چڑھتی ہو
اپنے کو آگ مین جلایا اس سے پہلے ہی مین یہ دھوکا کھاتے مگر ایک عیار ساتھ تھا اسنے
وسمہ آگاہ کیا تب ہم سوچے کہ اب در قصر پر جاکر انکین کی صورت پر انکو دھوکا دین
خداوند نے مدد کی یہ جو زلفین نے آواز دی کئی سو شاہزادیون نے قصر سے سر نکالا
ان شاہزادیون مین متین وگلرنگ بہ صورت مبدل شریک تھین بادشاہ کو جو
گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئین پکار کر آواز دی کہ ای زلفین بڑا کام کیا طلسم کو بچا لیا ایک
آسمان پر سناٹا ہوا کمیاب جادو بھی آکر پہونچی آواز دی کہ ای زلفین مین تمہاری
جانبازی دیکھ رہی تھی اول اپنے کو بصورت متین وگلرنگ پہلے مین پہونچایا پھر
یہان بہ ترکیب تمنے طلسم کو بچا لیا اب مین تو خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ خوشخبری
پہونچاتی ہون کہ یا خداوند اب جشن کیجیے یہان آج جلسہ موقوف رہیگا تم انکو لیکر
آنا اور لوح طلسمی بھی پہونچانا اگر مناسب جاننا تو لوح طلسمی کو مٹا کر آنا کہ قدرت کو
کوئی انتشار نہ رہے زلفین نے جواب دیا کہ ای کمیاب ہماری سفارش کرنا کہ سرکار
قدرت سے کوئی عہدہ جلیل ملے کمیاب نے کہا ای زلفین اطمینان رکھو مین اپنے
عہدے سے دست بردار ہونگی میرا عہدہ تمکو ملیگا تب غنچۂ آرزو کھلیگا کئی سو شاہزادیان
موجود ہین جو انکی صلاح مین آئے وہی کرنا مگر لوحون کو مٹا کر آنا یہ کہکر کمیاب تو
چلی گئی گر زلفین و پریشان جادو بادشاہ کو لیکر قصر مین آئین سب شاہزادیان
جمع ہو گئین زلفین و پریشان کی تعریفین کرتی تھین مگر متین وگلرنگ حیران ہین

کہ فیروزہ بن عمرو کیا ہوا کہ ایک ساحرہ آئی فیروزہ کو پنجے میں دبائے ہوئے اور نعرہ کیا کہ تم سرمست جادو زلفین نے کہا اے سرمست تو نے بڑا کام کیا کہ اس منتفی کو شاہ سے جدا کر دیا ورنہ ہر مقام پر یہ بادشاہ کو آگاہ کرتا تھا کہ لوح کو دیکھیے اگر یہ ساتھ ہوتا تو ہمسے کچھ نہ ہو سکتا تھا مگر گلرنگ نے کہا کیوں صاحبو اب تو شاہ گرفتار ہوئے عیار بھی پکڑا گیا لوحیں تمھارے پاس موجود ہیں لہذا ابھی کمیاب ہو گئی ہیں کہ لوحوں کو مٹا کر آنا لوحیں توڑ ڈالیں سب نے کہا لوحیں ٹوٹ نہیں سکتیں زلفین نے کہا میں اپنے پاس رکھونگی سب نے کہا اے زلفین سب تمھارے ہی دشمن ہو جائینگے اور ساری ہوا گزاری ہٹیگی لوحیں تجھسے لے لینگے اور تمھیں جان بچانا مشکل ہوگی وہ تدبیر کرو کہ لوحیں مٹ جائیں اور طلسم بچے کسیکی جان پر نہ کچھ بنے ایک نے کہا جبل اعلی جو پہاڑ ہے کہ اس طرف پردۂ دنیا اُس طرف پردۂ قاف ہے اور نیچے پہاڑ کے دریائے قہار بہ رہا ہے کہ جسکا آجتک کسی نے کنارہ نہیں دیکھا وہاں جاکر لوحیں پھینکدو کوئی مچھلی نگل جائیگی کوئی لاکھ پیروی کریگا مگر لوحیں دستیاب نہ ہونگی ہم خوب جانتے ہیں کہ بعد قتل طلسم کشا آرام نہ ملیگا جتنے اُنکے بھائی بھتیجے آئے ہیں وہ سب بھی تدبیر کرینگے کہ طلسم توڑیں اور لوح حاصل کریں قاعدۂ طلسم سے وہ مقام خلاف ہے کون اُنکو نشان دیگا کہ جبل اعلی پر جاکر لوح کو تلاش کرو زلفین و پریشان و سرمست جادو بڑی خوشیاں کر رہی ہیں مگر ستین نے گلرنگ سے کہا کہ کیوں اے گلرنگ اب کیا ہوگا بادشاہ تو آفت میں پھنس گئے فیروزہ بھی گرفتار ہوا اگر یہ رہا ہوتا تو شاید کوئی عیاری کرتا وہ بھی قید میں بیٹھا ہے فلک نے ہمیں لوٹ لیا ہمارا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم ملال ہے

نظم

سنگھادی لاکے جو زلف رسا کی ۔ یہ کیا تو نے قیامت اے صبا کی
کریمی نے وہ بینائی عطا کی ۔ نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پہونچے منزل مقصود تک ہم ۔ بہت کچھ منتیں کیں رہنما کی
مریض عشق کی بھی کچھ خبر ہے ۔ کھڑا ہے وہ نگاہوں میں قضا کی
جگہ دی اُسنے خود پہلو میں ہمکو ۔ اطاعت سے جو اُسکے دل میں جا کی

ہمارا دل وہ آئینہ ہو جسکو | نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
ترے دامن سے لپٹے خاک ہوکر | محبت کی یہ ہے انتہا کی
ہمیشہ میری آنکھون مین رہے تم | تمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے او نکیرین | کہ آمد ہو یہان شبیر خدا کی
جدھر مہکا گل داغ محبت | صدا آنے لگی صل علےٰ کی
مقابل جب کیا میرے لہو سے | نہ ٹھہری اڑ گئی رنگت حنا کی
مقام ہو ہو گویا عالم دل | نظر آئی نہ صورت ما سوا کی
چھپا نشتر تو مژگان یاد آئے | نہ کم کی قصد نے جنت سوا کی
نہ کیونکر ہو ہمین امید بخشش | محبت دل سے ہو شبیر خدا کی

گلرنگ نے کہا اے متین دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی ہے جسوقت دشمن شاہ کے قتل ہونگے صورتین ہماری بدل جائینگی سب اہل طلسم ہمارے نام کے دشمن ہین دیکھیے ہمارے ساتھ کیا کرین تمام مردمان طلسم پر بلا ہر چہار طرف ہین گلرنگ نے بادشاہ کا ساتھ دیا ہر آفت سے انکو بچاتی ہین اپنا سینہ سپر کرتی ہین الغرض کیا کہین ادھر ایک شاہزادی نے کہا یہی تدبیر معقول ہو کہ جبل اعلےٰ پر جاکر دیبین پہنچکر بیجا دین کون دریا مین جستجو کریگا کسکی مجال ہو کہ دریا مین پتہ لگا سکے مگر لوحین سے جانیوالا بھی معتبر ہو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے ملجائے زلفین نے کہا مین خود لوحین لیجاؤنگی اور اپنے ہاتھ سے پھینکونگی مجھے کسیکا اعتبار نہین ہے مین نے بڑی جستجو سے لوحین لی ہین پہلے مین روپیہ صرف ہوا اور جان بھی اپنی لگائی تب لوحین ہاتھ آئین تدبیر مین کوئی کمی نہ ہونے پاوے سب نے کہا اے زلفین تمھارا سب پر احسان ہے حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا اب دلیبا طلسم کیونکر تیار ہوگا زلفین نے کہا کہ اگر قدرت نے انتظام میرے سپرد کیا تو مین ایک ہفتے مین سب مرحلے تیار کردونگی بلکہ اس سے بہتر سامان ہوگا کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ گرفتار ہو جاوے دیو جو مارے گئے ہین انکے عوض اور دیو گرفتار ہونگے اور انکو مقرر کرینگے کوئی انتظام اٹھا نہین رہیگا اور اگر قدرت نے اور کسیکے سپرد کیا

تو سالہا سال مین یہ انتظام ہنسنے گا مین واقف کار طلسم ہون وہ انتظام کرون کہ قدرت بہ فرمائین کہ تونے کار رنما یان کیا جسطرح لوحین چھینین اسی طرح انتظام بھی کیا سب وجد کرینگے اور کہین گے کہ بنا نا طلسم کا دشوار تھا مگر مجھے کچھ بھی مشقت نہ پڑیگی ساحرون کو مقرر کرونگی وہ انتظام کرینگے سب نے کہا ای ملکہ زلفین جو کرنا ہو وہ جلدی کرو زلفین نے کہا مین خود جاؤنگی آخر سب نے سمجھا کر کہا کہ ای ملکہ زلفین ہم طلسم کشا کی حفاظت کرتے ہین تم جا کر لوح پھینک آؤ زلفین و پریشان اٹھین متین و گلرنگ کو سناٹا آگیا ادھر بادشاہ و فیروزہ پر سحر کر دیا تھا کہ ہاتھ پانؤن اِنکے قابو مین نہ رہین ہماری زندگی مین کوئی ہاتھ نہ لگا سکے یہ کہکر تخت پر سوار ہوئین اور قصر سے نکلین مگر جب یہ چلین تو متین و گلرنگ پریشان ہوئین متین نے کہا ای گلرنگ جو فکر کرنا ہو وہ کرو پھر متین نے کہا ای گلرنگ میرا ارادہ یہ ہو کہ مچھلی بنکر دریا مین رہون جب یہ لوحین پھینکے تب لوحونکو منھ مین لے لون اور وہان سے لیکر نکلون اور بادشاہ کو لوحین پہونچاؤن گلرنگ نے کہا وہ تخت اڑائے جاتی ہین جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ پہونچ جائین تو پھر کچھ نہ بن پڑے دونون شاہزادیان بیقرار ہوکر چلین آگے آگے زلفین و پریشان جاتی ہین پیچھے پیچھے متین و گلرنگ آپس مین صلاحین کرتی ہوئی جاتی ہین اور یہی ارادہ ہو کہ لوحون پر قبضہ کرین اور بادشاہ کو قید سے چھڑائین متین کہتی ہو ای گلرنگ بادشاہ نے بڑی غفلت کی گلرنگ نے کہا کہ ای متین انصاف کرو کہ ایک شخص کی فکر مین سارا طلسم ہو وہ کس کس سے بچے ایک ایک سے زیادہ شعبدہ باز سحر ساز آخر کو پھنس گئے ہمکو تو وہ اپنا دوست جانتے تھے اسی وجہ سے پھنسے ورنہ لوحین نہ دیتے مگر زلفین نے ایسا شعبدہ کیا کہ شہریار کو کچھ نہ بن پڑا آخر لوحین حوالے کردین دونون روتی ہوئی جاتی ہین اور دعائین کرتی ہین کہ ای کس بیکسان و ای حامی دوجہان ہماری آرزو پوری ہو جاوے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

اور رحیم و کریم رحم اپنا شریک کرلو جہین ہمکو ملجاوین کہ ہم شہریار کو رہا کرین یہ سوچتی ہوئین
جاتی ہین مگر جو شاہزادیان قصر مین ہین انھون نے آگ روشن کی ہر پیچ مین بادشاہ
و فیروزہ کو بٹھا دیا ہو اور آپ بعہدہ نگہبانی بیٹھی ہین اسی خیال مین ہین کہ زلفین جادو
پلٹ کر آئے تو خدمت خداوندمین جائین آج دربار خداوندی مین کیسا جلسہ ہوگا
کہ دیکھنے والے حیران ہوجائین گے مگر کمیاب جادو خوشی خوشی سامنے جمشید کے
آئی جمشید نے پوچھا ای کمیاب آج کس فکر مین آئی ہو طلسم کشا نے کیا کیا کمیاب نے
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہوے لوجہین دستیاب ہوئین جمشید نے
کہا ای کمیاب بڑا دھوکا کھایا کہ قیدی کو لیکے نہ آئین تم جا کر متین و گلرنگ کو دریافت
کرو کہ یہ دونون کہان ہین یقین کامل ہوا کہ قصر جہان پیما مین آئین اسی فکر مین ہونگی
کہ بادشاہ کو قید سے رہا کرین کمیاب نے کہا یا خداوندمین تو یہ حکم دے آئی ہون
کہ لوجہین معدوم کرو طلسم کشا و عیار کی قید لیکر قصر ہفت رنگ مین آئو یہان انکو
قتل کرینگے جمشید نے کہا ای کمیاب ایک مرتبہ یہی انجام ہوچکا ہو کہ لوح کو طرف
قصر البحرین کے روانہ کیا تھا پی گلگونہ عاشق شہرت نے جا کر عقاب کو مارا اور
لوح کو پہونچایا ویسا ہی سامان آج بھی معلوم ہوتا ہو جتنی شاہزادیان نوجوان
ہین سب سعد شہریار پر عاشق ہین کس کسکو روکون جو گئی پھر پلٹ کر نہ آئی سعد کا
حسن سحر ہو جسنے دیکھا وہ پھنسا کون کون شاہزادیان جا جا کر شریک ہوگئین ای
کمیاب جلدی جائو لوجہین اور طلسم کشا کو لے آئو کمیاب پلٹی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ ای
کمیاب خداوند ایسی تقدیر کرین کہ زلفین و پریشان قصر مین موجود ہون اگر میرے
کہنے کے موافق کیا تو باعث خرابی ہو کیسی دل کو بیتابی ہو کمیاب تڑپتی ہوئی آتی ہو
پھر پھر کی راہ کو تھوڑی دیر مین طی کرتی ہو مگر راستہ طول و طویل ہو گھبرا رہی ہو کہ ای کمیاب
راستہ دور ہو کیونکر پہونچون اور طلسم کشا کو اٹھا لائون تا بہ خداوند پہونچائون غرض
کمیاب تو اس فکر مین جاتی ہو مگر زلفین و پریشان راہ کو طی کرکے جبل اعلی پہ یہ دونون
جادوگرنیان پہونچین اب آپس مین صلاح کر رہی ہین کہ لوجہین کو کیونکر چھینکین سرتین

وگلرنگ بھی پہونچین دیکھا دونون جادوگرنیان کھڑی ہین متین نے کہا مین مچھلی بنکر دریا مین
گرتی ہون گلرنگ نے کہا ایسا نہو تم دریا مین مچھلی بنکر گرو اور لوحین الگ گرین اور تم
انکو نہ پاؤ لوحین ڈوب جائین بس دریا سے کنارے مین یہ لیاقت نہین ہے کہ تہ آب تک پہونچ
سکو بہتر ہو جو کچھ کرو سمجھکر دونون آپس مین صلاحین کر رہی ہین ایک کہتی ہے مچھلی بنکر
گرو دوسری کہتی ہے کہ نہنگ بنکر گرو کہ وار خالی نہ جاوے لیکن زلفین وپریشان نے
لوحین جھولی سے نکالین اور پہاڑ پر پڑھین اب ٹہل رہی ہین ایک سے ایک کہتی ہے کہ ہوا
لوحین پھینک دو اور یہان سے چلو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑجائے زلفین نے کہا
اب یہ مقام افتاد نہین ہے ہم تم ہزارہا کوس نکل آئے اب یہان کون آسکتا ہے پریشان
نے حیران ہوکر کہا کہ اے زلفین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے ضرور کوئی خرابی پڑیگی یہی دعا
مانگو کہ ہم تم لوحین پھینک کر بخیر وخوبی قصر جہان پیما مین پہونچین اور شاہزادیون سے
جاکر ملین زلفین وپریشان یہ صلاحین کر رہی ہین مگر متین وگلرنگ نے اس صلاح
کو موقوف کیا متین نے کہا کہ اے گلرنگ دریا مین گرنا تو مناسب نہین ہے اگر تم بھی
آمادہ ہو تو ایک ایک کٹار دیجراں دونون کو مارو اگر پڑگئین تو مارلیا اور اگر وار
ہمارا خالی گیا تو تڑپ کر گرینگے اگر لوحین قبضے مین آگئین تو پھر کوئی ہمارا مقابلہ
نہین کرسکتا جو کوئی روکیگا ہم کیا سوم کے ہین کسی سے نہ دبین گے سحر سے لڑینگے
متین نے کہا اے گلرنگ تم سحر کرو مین تڑپ کر گرون اگر لوحون پر ہاتھ پڑگیا تو پھر کوئی
ہمسے مقابلہ نہین کرسکتا گلرنگ نے کہا اچھا تڑپ کر گرو اور لوحین اٹھالو آپس مین بخوبی
صلاح کرکے گلرنگ نے دو کٹارین نکالین خوب سحر کرکے وہ چھریان پھینک مارین
مگر نعرہ کیا سنکر گلرنگ جادو زلفین نے پلٹ کر دیکھا ساحرہ زبردست ہے اسنے ہاتھ
ہلایا دونون کٹارین لوٹین اور رجایا تڑپ کر گلرنگ پر جا پڑین جیسے ہی منھ پھیرا
متین تڑپ کر گری اور لوحین اٹھالین زلفین نے سحر کیا کہ متین کو جلادون یہان
سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر متین نے جو لوحون کو چمکایا ایک شعلہ کہ قریب متین
آتا تھا پلٹ کر طرف زلفین کے چلا پریشان نے آواز دی کہ اے زلفین اپنے کو بچانا

دونون نے دو تھپڑ مارا کہ وہ شعلہ پلٹا دوچار سحر آپس مین ہوے مگر متین نے سحر پر
نگاہ نہ کی جب سحر قریب آیا لوحون کو چمکادیا سحر الٹا پلٹا قریب تھا کہ زلفین وپریشان پھر
جلجائین مگر جادوگرنیان زبردست ہین اپنے کو بچاتی ہین اور یہی ارادہ ہی کہ لوح جھپٹ کے
لوحین چھین لین گلرنگ نے آسمان سے دیکھا کہ متین ہٹتی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ زلفین
لپٹ پڑے کود کر برابر متین کے آئی کہا اے ہمشیرہ مجھکو سحر کرو اگر یہ مجھکو نگل لیتین تو جاکے
آفت برپا کرتیگی خدمت یہ ہی کہ جاکر شاہ کو ستائین متین نے کہا ستانا کیسا قتل کرڈالین
تو عجب نہین اے گلرنگ مجھے عالم پاس ہی گلرنگ نے کہا لو اٹھا کر لوحین انکے سامنے کردو
عکس انکا اسپر پڑا لو زلفین وپریشان جھپٹین کہ یہ جادوگرنیان کمزور ہین لپٹ کے
لوحین چھین لین جیسے ہی دونون بڑھین متین نے لوح طلسمی سامنے کردی ایک شعلہ
چمکا زلفین پر گرا کہ زلفین جلنے لگی پریشان نے جو دیکھا کہ زلفین جلنے لگی ہر چند
اپنے کو بچاتی ہی مگر بچنا ممکن نہین دوسرا شعلہ چمکا کہ وہ جاکر پریشان پر گرا یہ بھی جلنے
لگی دونون جادوگرنیان جلکر خاک ہوئین متین و گلرنگ بہت خوش ہوئین بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن زلفین وپریشان جادو وبد متین نے کہا
مین تو پڑھتی ہون گلرنگ نے کہا مین بھی چلتی ہون یہ دونون کی دونون پر
پیدا کرکے طرف قصر جہان پیما کے چلین مگر کمیاب جادو راہ کو طے کرتی ہوئی آتی تھی
کہ دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین کمیاب نے پکار کر آواز دی
کہ ارے تم کسکے سوگ مین ہو کہ پرون سے سر پیٹ رہے ہو مفصل احوال مجھسے کہو
ان طائرون نے خوب سر پیٹا اور آواز دی کہ اے ملکۂ عالم کیا کہین کہ کیا ستم برپا ہوا
متین و گلرنگ نے زلفین وپریشان کو مارا اور لوحین لیے ہوے آتی ہین یہ کہکر
ایک چیخ ماری کہ وہ طائر جل گئے جلکر خاک ہوے مگر کمیاب حیران ہو کہ طائرون نے
ایسی خبر کہی کہ ہوش اڑ گئے اب کچھ بن نہین پڑتا کہ قصر جہان پیما مین جاؤن یا نہ جاؤن
اسی سوچ بچار مین کمیاب کھڑی تھی کہ سامنے سے دیکھا متین و گلرنگ آتی ہین کمیاب
نے متین و گلرنگ کو دیکھا گھبرا گئی مگر للکارا کہ او نالائقو تم دونون کہان سے آتی ہو

متین نے آ جادو دی او کمیاب بعنایت پروردگار زلفین و پریشان کو مارا اگر سحر کا دعوی
ہو تو کھڑی رہو ہم تمہارے مقابلے میں آتے ہیں آج امتحان ہو جائے کہ ہمارا تمہارا سحر
کیسا ہو کمیاب ڈری کہ انکے پاس لوح طلسم موجود ہو اسی کے گھمنڈ پر یہ میرا مقابلہ چاہتی
ہیں میں کیا کر سکونگی آخر کو انکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا بڑی خرابی ہوگی یہ غالب آجاینگی
یہ سوچکر بھاگی مگر سوچی کہ میں اپنے کو قصر جہان پیما میں پہونچاؤں جاتے ہی بادشاہ کو
قتل کر ڈالوں تو پھر یہ بیکار رہیں گی یہ کہکر طرف قصر کے چلی اور متین و گلرنگ بھی
پیچھے ہیں اسی خیال میں ہیں کہ اپنے کو قصر میں جلد پہونچائیں اور جاتے ہی بادشاہ کو کہیں
چھپا دیں کہ بادشاہ بچ جائیں یہاں بادشاہ و فیروزہ آگ کے بیچ میں بیٹھے تھے جس وقت
زلفین مری اور لوحیں ہاتھ میں متین کے آئیں تمام آگ بجھ گئی شاہزادیاں کہتی ہیں کہ
یہ کیا معرکہ ہوا ایک نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ زلفین پر کچھ آفت پڑی ایک نے کہا اتنا
کون پہونچیگا انھوں نے خود سحر اپنا مٹایا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ آگ بجھ گئی فیروزہ نے
کہا سنبھلیے بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

جیسے ہی نعرہ کرکے اٹھے شاہزادیوں نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی پاؤں
زمین نے تھام لیے شاہزادیاں حیران کھڑی ہیں کہ اب کیا کریں ہمارے سحر میں بادشاہ
مبتلا ہیں مگر حیران کھڑے ہیں اگر انھیں قتل کریں تو کمیاب کے خلاف ہوگا اس تصور
میں تھیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم کمیاب جادو اے شاہزادیو جسطرح تم سے ہو سکے
طلسم کشا کا سر کاٹ لو ایک زنگن تیغہ کھینچکر بڑھی آواز دیتی ہوئی کہ او طلسم کشا تیرا وقت
قریب آگیا مناسب یہ ہے کہ سر جھکا کر بیٹھ رہیں تجھے قتل کروں بادشاہ نے سر جھکا دیا
زنگن تلوار کھینچے بڑھی بادشاہ تو خاموش ہیں زنگن تلوار کھینچے ہوئی آتی ہے کہ پہلو سے
آواز آئی کہ او سیہ فام خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا تم متین جادو او کمیاب بھاگنا
نہیں کھڑی رہنا یہ کہکر لوح طلسمی جھولی سے نکالی کمیاب تو خوف جان سے بھاگی

متین نے تڑپ کر اپنے کو گرا دیا زنگن کو ایک تمانچہ مار دیا کہ وہ لڑکھڑا کر گری متین نے
لوحین گلے مین شاہ کے ڈالدین بادشاہ نے پھر نعرہ کیا تلوار ہاتھ مین لیکر اُن سب
شاہزادیون سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی شاہزادیان قتل ہوئین
گلزرنگ بھی آکر آسمان سے آتری سحر کرنے لگی آگ برسا دی مگر کمیاب جادو ایسی بھاگی
کر پلٹ کے بھی نہ دیکھا سوچی کہ اگر ٹھہر جاؤنگی تو قتل ہونگی مگر حیران ہو کہ متین وگلزرنگ نے
زلفین کو کیونکر پا یا کیا اُفتاد پڑی کہ زلفین قتل ہو گئی طائرون کی زبانی سن لیا مگر احوال
مفصل نہ معلوم ہوا ایک جنگل مین جا کر ٹھہری کہ چند شاہزادیان بھاگی ہوئی جلد آئین
کمیاب نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہو کہ زلفین کو ان باغیون نے کہان جا کر گھیرا اُنسنکر
شاہزادیون نے کہا ہمنے دیکھا نہین مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ جب قصر مین صلاح
ہوئی تو متین وگلزرنگ موجود تھین یہ صلاح اُنھون نے سن لی کہ زلفین لوحون کو
لیکر جبل اعلیٰ پر جاتی ہو اُن دونون نے پیچھا کیا وہان جا کر زلفین و پریشان کو مارا
یہ حال معلوم ہوتا ہو کمیاب نے منھ پیٹ لیا اور کہا تم لوگون نے بڑا غضب کیا یہ
صلاح کیون دی کہ لوح کو جبل اعلیٰ پر لے جاؤ اب قصر جہان پیما مین جلسہ نہ ہوگا
تم لوگ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ مین بھی وہین آتی ہون اگر خداوند نے تفضل
کی اور مین پڑا تو اُسی باغ مین شاہ کو دیوانہ کر دونگی تم مین کوئی ایسا ہو کہ فیروزہ
بن عمرو کو گرفتار کر لائے سرمست جادو تو اسی بلوے مین مارا گیا مگر بدمست اُسکا
بھائی کھڑا ہوا رو رہا تھا یہ آواز سنتے ہی روبرو کمیاب کے آیا کہا آپ باغ ہمیشہ بہار
مین چلیے مین فیروزہ کو لیکر آتا ہون کمیاب اُن شاہزادیون کو ساتھ لیکر طرف باغ
ہمیشہ بہار کے چلی بدمست جادو یہ اقرار کر کے برائے گرفتاری فیروزہ چلا یہان
جب سحر کے سامنے سے ۔۔۔ بھاگ گئے تب بادشاہ قصر سے نکلے فیروزہ نے
عرض کی کہ اس مکان کی تلاشی لیجیے یقین ہو کہ مال بہت نکلے بادشاہ نے فرمایا کہ تم
ڈھونڈھ لو فیروزہ پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا بوتل شراب کی پڑی ہو فیروزہ نے
اُس بوتل کو اُٹھایا پیتے ہی وہ بوتل فیروزہ نے ہاتھ مین اُٹھائی اور زمین سے

شراب گری اُس مین سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور فیروزہ کو لپٹ گیا فیروزہ بہت
چیخا رویا پیٹا مگر بادشاہ کے کان مین آواز نہ آئی جب وہ مار سیاہ فیروزہ کے جسم مین
لپٹا ہوا باہر نکلا تو بادشاہ نے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک مار سیاہ لیے جاتا ہے بادشاہ جھپٹے
لیکن مار سیاہ فیروزہ کو لیکر نکل گیا بادشاہ نے چاہا پیچھا کرین متین نے دامن پکڑ لیا
کہا اے شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا بادشاہ نے لوح
کو ملاحظہ فرمایا حکم نکلا کہ اے فتاح طلسم واے سیار این عجائبات بعد خالی ہونے نفر چہان پیما
کے اگر فیروزہ کو مار سیاہ لیجائے تو فیروزہ اُسکو مار لیگا اور رہا ہوکر تم سے ملیگا اور
کمیاب جادو باغ ہمیشہ بہار مین گئی ہے وہین تشریف لیجائیے لیکن راہ مین روکنے
والے ملین گے اُن سب سے بچکر جائیے گا ایسا نہ ہو کہ ساحر راہ مین ملین اور آپ کو
روکین جو ساحر ملین لوح کو ملاحظہ کرکے اُن سے مقابلہ کیجیے گا اور اگر لوح سے غفلت
کی تو دھوکا کھائیے گا بہت پچھتائیے گا بادشاہ نے متین وگلرنگ سے کہا کہ تملوگ
ہمارے لشکر مین جاؤ دونون نے بادشاہ سے بہت خوب کہا اور ایکطرف چلی گئین لیکن
خیال مین یہی ہے کہ بادشاہ کا ساتھ دین ایسا نہ ہو بندگان عالی کسی آفت مین پھنسجائین
یہ کہکر ایک گوشے مین چھپ رہین بادشاہ لوح دیکھکر باغ سے نکلے تلاش مین باغ
ہمیشہ بہار کی چلے مگر فیروزہ کو جو بدمست جادو لیکر چلا تھا جب بدمست جادو
در باغ ہمیشہ بہار پر پہونچا فیروزہ رونے لگا بدمست نے پوچھا او مکار کیون
روتا ہے فیروزہ نے کہا اے صاحب ایک بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون بدمست نے
پوچھا کسکی تقدیر کو روتا ہے فیروزہ نے کہا ایک بیٹی ہے اُسکی شادی کے لیے کچھ روپیہ
جمع کیا ہے کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ایک مرتبہ قزاقون نے لوٹ لیا ایک مرتبہ چوری
ہوئی ایسے بدبخت کا ہاتھ لگا کہ آجتک اصلاح نہ ہوئی اب جان پر بنی ہے یہ بتاؤ کہ اب
میری جان بچنے کی کیا تدبیر ہے بدمست نے کہا تجھے ملکہ اسطرح بیزار ہین کہ فوراً تجھکو
قتل کرینگی لیکن جو تو روپیہ مجھکو دے تو مین تیری سفارش کردون فیروزہ نے کہا گوشہ
مین چلیے روپے کا مقدمہ نازک ہے ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے تو میرا تمھارا دشمن ہوجائے

بدمست جادو بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ اسکے روپے کو کون پوچھیگا گوشے مین لاکر
سر اُتارا ہاتھ پانوٗن فیروزہ کے کھولدیے فیروزہ نے کمر سے ایک رومال نکالکر دیا
کہا اس مین روپیہ بندھا ہی اور یہ کچھ کنکر پتھر بھی ہین یہ سُنکر بدمست نے کہا مین اسکو کھولکر
گن لون تمھاری بیٹی کو بھی دونگا لیکن پتہ بتادو فیروزہ نے کہا وہ ایسی حرافہ ہی کہ جب
لشکر مین جاکر پوچھوگے جوان بڑے لڑکے سب بتا دینگے میری بیٹی مین ایک بڑا کمال
ہی کہ کسی سے انکار نہین کرتی مین بھی منع نہین کرتا کہ کیا نقصان ہی ہزار چار آدمیون سے
ملاقات ہوتی ہی مین نے بھی کہدیا ہی کہ اے فرزند جسطرح ہوسکے چار پیسے پیدا کیا کرو
بدمست ان باتون پر ہنس رہا ہی کہتا ہی میان فیروزہ بڑے دل لگی باز ہو اپنی بیٹی
کے مقدمے مین ایسا کہتے ہو اگر اور کوئی کہیگا تو برا مانوگے فیروزہ نے کہا برا ماننے
کی کون سی بات ہی جو کوئی آئیگا کچھ دیجائیگا مین نے تو یہی سمجھا دیا ہی کہ گھر کا خرچ اب
تمھارے ذمے ہی جہانتک ہوسکے پیدا کرو انھی دیر کی باتون مین بدمست جادو
راضی بھی ہوا اور قسمین کھا رہا ہی کہ اے فیروزہ مین تیری سفارش کرونگا اگر یا لکہ مان
گئین تو تجھکو چھوڑونگا اے فیروزہ مجھے تیری غریبی پر رحم آتا ہی مین تجھے ضرور قید سے رہا
کراؤنگا یہ کہکر پوٹلی کھولنے لگا دیکھا گرہ مضبوط بندھی ہی زور کرکے جو کھولا رومال سے
دھوان نکلا دماغ پر بدمست کے پہونچا بدمست بیہوش ہوکر گرا فیروزہ نے خنجر
کمر سے نکالا خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فیروزہ نے جو دیکھا کہ مرنے سے بدمست
کے غلغلہ ہونے لگا ایک غار مین چھپ گیا دیکھا چند کنیزین باغ سے نکلین بدمست
کا لاشہ کھینچتی ہوئی اندر باغ کے لے گئین اس خیال سے کہ کمیاب کو لاشہ اسکا دکھلائینگی
اور کہینگی کہ آپ کے تشریف لانے کی یہ برکت ہوئی کہ دیو باغ ہمیشہ بہار پر بدمست
مارا گیا مگر کمیاب جو طرف باغ ہمیشہ بہار کے روانہ ہوئی تھی راہ مین آتی تھی قریب
کوہ شیر رنگ کے پہونچی کان مین آواز آئی کہ کوئی شوقین خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز گا رہا ہی

نظم

ابھی سے ڈھونڈھتے ہین ہم کہ یکبار نکلے — کر تو کہین نظر آسکے تو آرزو نکلے

گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے — جب تیری زلف کے سودے مین کو بکو نکلے
دیا جو حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جاکر — دل اُسکو دیوین محبت کی جس مین بو نکلے
ابھی ہون شوق سے عشاق سر بکف حاضر — سر وہی ادبت قاتل جو سے لیکے تو نکلے
شب وصال یہ ارمان مجھے کہتا ہی — ابھی مین دل مین سماؤن جو آرزو نکلے
عجیب سیر ہو جائے جو شیخ رندون مین — پھر اُسکا بس نہ چلے کعبے کے آبرو نکلے
سحر نمود ہی پیری کی چونک اے غافل — اخیر عمر ہوئی اب سفید مو نکلے
گواہ حشر مین اعضا ہوے گناہون کے — جنھین سمجھتے تھے ہم دوست وہ عدو نکلے
فلک بھی آپ بھی دونون عدو ہی عاشق ہین — یقین ہو نہ مرے دل کی آرزو نکلے
ہماری جان نکلتی ہی یون جدائی مین — بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے
اسی کی مجھکو شب و روز فکر ہی سطوت — نجف کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ آواز مین سنکر کمیاب جادو پہاڑ پر اُتری دیکھا محفل عیش آراستہ ہی اور ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزون کا جمگھٹ ہی گانیوالیان سامنے گا رہی ہین بھاؤ بتاتی جاتی ہین کمیاب کو وہ جلسہ بہت پسند آیا قریب آسکے دیکھا کہ ملکہ سحر خمو سے گیسو دراز مسند پر بیٹھی ہی کنیزین نوجوان جمع ہین جام بادہ ارغوانی گردش مین ہی کنیزون نے ملکہ سحر خمو کو خبر دی کہ ملکہ کمیاب تشریف لائی ہین سحر خمو برائے استقبال اُٹھی کمیاب کو لاکر پہلو مین جگہ دی اور پوچھا کہ ملکہ کہان سے آتی ہو کمیاب نے کہا اے ملکۂ عالم تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ سارا طلسم ٹوٹ گیا آج باغ ہمیشہ بہار مین جاتی ہون اے ملکۂ عالم اگر ہوسکے تو آج پیروی کرنا طلسم کشا آج اسی راستے سے آئیگا اگر ہوسکے تو اُسکو روکنا ہم تک نہ آنے پاوے تمکو آگاہ کرتی ہون کہ تمام جہان بیچا خالی ہوگیا سحر خمو نے کہا آپ تشریف لیجائیے کیا مجال ہی کہ یہان سے آگے بڑھ جائے کمیاب بخوبی سحر خمو کو سمجھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئی سحر خمو نے سحر کیا کہ صحرا نے راستہ بند کیا کہ اگر طلسم کشا اس راستے سے آئے تو بھٹک کر اسی مقام پر رہے ایسی ہی فکر کر رہی ہی مگر سعد شہریار رہبری کرتے ہوے آتے ہین

جب اُس صحرا میں پہونچے ایک جانب روانہ ہوئے دن بھر پھرے شام کو قریب ایک نخل کے پہونچے شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو اُٹھکر چلے پھرتے پھرتے پھر اُسی مقام پر پہونچے پھر رات وہیں بسر کی مگر صبح کو خیال کر کے دیکھا کہ یہی درخت روز ملتا ہی آخر کو ایک تیر ترکش سے نکالا اُسی درخت پر تیر کو نصب کیا شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچے اب یقین کامل ہوا کہ میں کئی دن سے اسی مقام پر پھیر پھیر کے آتا ہون لوح کو نکالکر دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا سر خمو کے گیسو دراز نے راستہ روکا ہی مناسب یہ ہی کہ یہ اسم پڑھتے ہوئے راستہ طی کرو تب اس راستے سے نکلو گے بادشاہ اِس سوچ میں تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی قریب آکر پہونچا عرض کی کہ اے شہریار آج کئی دن سے اسی صحرا میں پھر رہا ہون مگر اس صحرا سے نہیں نکلتا بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ تم نے کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے حال بتا کر کہا اِس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو بادشاہ نے فرمایا میں نے لوح کو دیکھا اُس میں حکم نکلا اب میں اسم پڑھتا ہوا چلتا ہون تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ انشاء اللہ نجات پاؤ گے فیروزہ بادشاہ کے ساتھ ہوا بادشاہ اسم پڑھتے ہوئے چلے مگر سر خمو بالائے کوہ بیٹھی ہی کہ ایکطرف سے معلوم ہوا کچھ روشنی چمکی حیران تھی کہ یہ روشنی کیسی ہی پنگاہ غور دیکھنے لگی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل شمشیر ابرو و سنبل گیسو خال عارض ہند و سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہیں پشت پر ایک عیار طرار ہی اِس جاہ و جلال سے آتے ہیں کہ چہرۂ انور سے چھوٹ پڑ رہی ہی زمین پر ہالہ پڑا ہی جمال بے مثال دیکھکر سر خمو کو پسینہ آگیا کنیزیں جو قریب بیٹھی تھیں اُنسے کہا دیکھو صاحبو یہی طلسم کشا ہیں کس جاہ و جلال سے آتے ہیں کئی دن سے اُس صحرا میں پریشان رہے آج اُس صحرا سے رہائی پائی ہی اگر باغ ہمیشہ بہار میں جائینگے تو بہت پریشان ہونگے یہ کہکر کچھ سحر کیا ایک جمیل شخص ہاتھ دھونے کے لیے بادشاہ بیٹھ گئے اب سر خمو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی آخر کنیزوں سے اشارہ کیا کہ مجھکو اِنکے حال پر رحم آتا ہی اگر اِسی طرح باغ ہمیشہ بہار میں جائینگے تو وہاں پریشان ہونگے

کمیاب نے بڑی بڑی فکر کی ہوگی مجھے گمان نہ تھا کہ اس صحرا سے اب نکلیں گے اگر نہ ہو سکے
تو یہاں بلا لو یہی خیال ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو باغ میں جائیں اور جا کر کانٹوں میں پھنسیں
کسی بندۂ خدا کو کیوں آزار پہونچے یہ نہ کہنا کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہے اور حیلے سے بلانا
بادشاہ ہاتھ دھو کر اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہ سامنے سے چند کنیزیں آئیں انھوں نے
آکر سلام کیا سامنے کھڑی ہیں رعب سے کچھ کہہ نہیں سکتیں بادشاہ نے پوچھا ارے
تم کون ہو کس واسطے آئی ہو ایک اُنمیں بہت طرار و قرار رقص اُسنے ہنسکر کہا کہ بالائے
کوہ تشریف لے چلیے آپ کو نفع ہوگا بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ بیخوف جاؤ
کچھ مقام تردد نہیں ہے سر خمو کے دل میں تمھاری جگہ ہے بادشاہ اُنکے ساتھ چلے مگر
فیروزہ نے اُس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا ہنسکر کہا تمھارے دل میں ہماری جگہ ہے اُس کنیز
نے ہاتھ چھڑا لیا اور غصے سے کہا ارے اپنی صورت تو دیکھ بد مانس معلوم ہوتا ہے
فیروزہ نے کہا میں تو خاصہ بھلا مانس ہوں مگر تمھیں برا معلوم ہوتا ہوں بادشاہ نے فرمایا
اے فیروزہ بالائے کوہ چلو چلکر دیکھو کن صاحب نے یاد کیا ہے کنیز نے کہا وہ بالائے
کوہ تشریف رکھتی ہیں بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین سرکش حسن میں
مدہوش نہایت غرور سے اُنکی طرف دیکھ رہی ہے بادشاہ کو بھی توجہ ہوئی بالائے
کوہ تشریف لائے سر خمو برائے استقبال اُٹھی بادشاہ کو لا کر مسند پر جگہ دی اور
سامنے کنیز جو بیٹھی تھی اُسنے تورہ ساز کو چھیڑا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے — رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے
دل مرا پی کے محبت کی شراب — نشے میں بھنگ رہا کرتا ہے
جب ہے تیغ دکھاتا ہے حسن — عشق جب رنگ رہا کرتا ہے
تفتنی حال نہیں ہے اپنا — کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
جلبی رخ میں ترے خالونکے — لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانوں کے — سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے
بندش چست سے تیری آتش — قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

بادشاہ کا تا شوق رہتے ہیں کہ سرخموسو نے جام مئے ارغوانی پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا
سرخموسو نے کہا میں سمجھ گئی کسی نے قسم لیلی ہوگی کہ کسیکے ہاتھ کی شراب نہ پینا بادشاہ نے
فرمایا یہ بات نہیں فقط مذہب کا اختلاف ہو اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو میں شراب
پیوں سرخموسو نے جواب دیا فرد کا فرعشقم مسلمانی مراد رکار نیست ہر رگ من
تار گشتہ حاجت زنار نیست بادشاہ نے جام ہاتھ سے سرخموسو کے لے لیا سرخموسو نے
مسکرا کر کہا میں نے اطاعت اسلام قبول کی بادشاہ نے جام نوش فرمایا سرخموسو نے
پوچھا حضور کا کیا قصد ہو بادشاہ نے فرمایا طرف باغ ہمیشہ بہار کے جاتا ہوں ملکہ
سرخموسو نے کہا آپ کے واسطے وہاں دام مکر بچھے ہیں ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی وہاں
گرفتار ہو جائیں میں بھی چلتی ہوں میرے ساتھ چلیے یقین ہو کہ محفوظ رہیے گا یہ کہکے
ایک تخت تیار کیا اور عیاروں سے کہا تم کیسے عیار ہو بادشاہ کی صورت بدلدو فوراً
فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بادشاہ کی صورت تبدیل کی اور اپنی
صورت ایک کنیز کی بنائی تخت اڑتا ہوا چلا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آگ برسنے
لگی پھر پانی برسا آگ بجھ گئی اور آگے بڑھے تلواریں برسنے لگیں کچھ سپریں پیدا
ہوئیں ان سپروں نے تلواروں کو روکا سرخموسو نے کہا یہ کیا سحر ہے کون سحر کرتا ہو
اور کون مٹا دیتا ہو بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ مینین وگلرنگ سحر کرتی ہوئی
آتی ہیں بادشاہ نے فرمایا یہ ہماری خیر خواہ ہیں کہ باغ ہمیشہ بہار معلوم ہوا یہاں
کمیاب مسند پر بیٹھی ہو صدہا تاجدار جمع ہیں کمیاب یہی ذکر کر رہی ہو کہ بادشاہ آتے
ہیں مگر بڑا غضب ہوا کہ سرخموسو شریک ہو گئی ہیں ابھی آتی ہوں یہ کہکے اٹھکر چلی اور
ایک طرف روانہ ہو گئی جب بادشاہ اس دربار میں پہونچے سب تاجدار کھڑے ہوگئے
بادشاہ ایک جانب بیٹھے سرخموسو نے پوچھا ملکہ کمیاب کہاں گئیں تاجداروں نے
کہا ابھی تشریف لے گئی ہیں تھوڑی دیر میں آتی ہیں بادشاہ نے فرمایا اے تاجداران
جلیل انصاف کرو کہ جمشید ثانی کو سجدہ کرتے ہو ایک شخص مکار جعلساز شیدہ پا
خداوند بنکر بیٹھا ہو تم لوگوں کو مطیع کیا ہو مناسب یہ ہو کہ اسپر لعنت کرو سننے بے اختیار

پکار کر آواز دی ہم آپ کا حکم مانتے ہین سب تاجدار مطیع اسلام ہوئے بادشاہ نے اپنے کو ظاہر کیا جمال بادشاہ دیکھکر حیران جمال ومحو دیدار ہوئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم تو آپ کے تابعدار ہین اب رخصت ہوتے ہین جنگ مین حاضر ہونگے یہی آرزو رکھتے ہین کہ آپ کے ہمراہ رہین لیکن اب حضور تشریف لائے بی کمیاب جادو تو چلی گئین انکو یقین ہوا کہ طلسم کشا آتے ہین ای سحر خجو یہ بھی کہ گئین کہ سحر خجسو شریک ہو گئین یہی سوچکر چلی گئین انکو خیال تھا کہ بادشاہ آکر آفت برپا کرینگے مگر مجھکو تشریف آوری آپکی باعث فخر و افتخار ہوئی بادشاہ نے ان سب کو مطیع کیا مسند پر بیٹھے سب تاجدار بھی گرد بیٹھے اب فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگا **نظم**

تونے شہباز نظر کو جو ادھر چھوڑ دیا ۔۔۔ ہمنے بھی طائر دل باز جھٹکے پر چھوڑ دیا
قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح ۔۔۔ دام کاکل سے مجھے تو نے اگر چھوڑ دیا
آگیا کچھ جو زبان پر اثر زہر فراق ۔۔۔ غم نے چکھتے ہی مزہ خون جگر چھوڑ دیا
سایہ سان اب پس دیوار گرونگا جاکر ۔۔۔ ہمنے گو کینہ و زنہار سے در چھوڑ دیا
اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر ۔۔۔ ہاتھ مین لیتے ہی پس ہمنے تو زر چھوڑ دیا
ذبح کر ڈالونگا گر لیکے تو بولا شب وصل ۔۔۔ ہمنے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
خط نکلتے ہی ہوا اور تجھو کا چہرہ ۔۔۔ حسن نے کاہ کو شعلے پہ مگر چھوڑ دیا
تونے جس روز سے قاتل مرے کوچے کاٹے ۔۔۔ بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا
قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل ناسخ ۔۔۔ نہ کوئی ہاتھ سمروہی کا ادھر چھوڑ دیا

سب نے گانا فیروزہ کا بہت پسند کیا پھر سب نے کہا پہلو پر اس باغ کے ایک باغ ویران ہی کیا عجب ہی کہ بی کمیاب وہان جاکر ٹھہری ہون کچھ انتظام کرتی ہون بادشاہ اُٹھے سب تاجدار ساتھ ہین پہلو پر اُسی باغ ہمیشہ بہار کے ایک دروازہ ملا اُس دروازے مین داخل ہوئے تاجدار آگے بڑھے ایک قصر [illegible] باغ مین تھا تاجدارون نے کہا کہ بی کمیاب ایک گوشے مین بیٹھی ہی مگر کاتب ترکی ہی چند کنیزین جو ساتھ ہین اُنسے کہ رہی ہی کہ صاحبو حیران ہون کہ کہان جاسکے

چھپون بڑا غضب ہوا کہ سب تاجدار بھی مطیع ہوگئے کہ تاجدارون نے آکر سلام کیا
کمیاب کھڑی ہوگئی کہا صاحبو مین تمسے ملنا نہین چاہتی تمھارے جسم سے بدبو
اسلام آتی ہی بس الگ رہو میرا تو یہ حال ہی کہ زندگی بہری مجھکو خود وبال ہی نظم

دم ہی بند آگے ترے تیغ صفاہانی کا — قائل خلق ہی عالم تری عریانی کا
جاؤن وحشت مین کہان وادی ایمن کے سوا — ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
پہونچے کیا گوشہ نشینون کو ضرر دشمن سے — آتش سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا
کھینچتا تھا وہ بت قامت جانا کی شبیہ — حال آخر کو کیا دار نے کیا مانی کا
کسکے کوچے مین جبین سا تو ہوا ہی ناسخ — چاند سا داغ ہی روشن تری پیشانی کا

سب تاجدارون نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کا خیال خام و تصور ناتمام ہی ہمنے اطاعت
نہین کی ہم آپ کے تابعدار ہین کہ پہلو سے آواز آئی کیدن او کمیاب تو کہان
جائیگی یہ کہکر شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہِ بزم اسلامیان — نہال گلستان صاحبقران

کمیاب نے جو شاہ کو دیکھا گھبراکر آواز دی کہ اے مہیب آتش ریز جلد آکر شاہ کو روکو
کہ پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اسنے آکر شاہ سے کہا آگے نہ بڑھیے بادشاہ نے
نہ مانا اس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے اسکی تلوار روک کر عکس
لوح کا اسپر ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا وہ پہلوان جلنے لگا بادشاہ اس پہلوان کو
چھوڑ کر طرف کمیاب کے متوجہ ہوئے کمیاب اتنے عرصے مین انتظام اپنا کرچکی
فوراً غرق زمین ہوگئی سب تاجدارون نے عرض کی کہ حضور نے عرصہ کیا کمیاب
نکلگئی اب کمیاب کا ملنا دشوار ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح نے بتایا کہ باغ
سے نکلو جو عجائب و غرائب نظر آئین بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرنا یہ برا وقت ہی
اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو بلا مین پھنس جائیگا [illegible] کہ حکم جمشید ہی جو
بادشاہ کو گرفتار کرے اسی وقت قتل کر ڈالے سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ

بندگان عالی کو قتل کرین بادشاہ نے فرمایا اگر قضا میری اُنکے ہاتھ سے ہو تو نہ
بچونگا اور اگر موت نہین ہی تو اُنکی کیا مجال ہی کہ مجھکو قتل کرسکین اب آپ لوگ
رخصت ہون مین فکر کمیاب مین جاتا ہون سب تاجدار تو رخصت ہوگئے لیکن
وعدہ کرگئے کہ جنگ مین آکر شریک ہونگے بادشاہ نے سب کو رخصت کیا جب
سب تاجدار جاچکے تو بادشاہ نے سرخمو سے بھی کہا کہ تم بھی اب رخصت ہوجاؤ
سب تاجدار جاچکے اور ہم حسب حکم لوح تلاش کمیاب مین جاتے ہین سرخمو کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے عرض کی مجھکو آرزو تھی کہ حضور کے ساتھ رہون مگر کنیز
کو آپ جدا کرتے ہین ناچار جاتی ہون یقین ہی کہ کمیاب میرے ساتھ فتور کرے
بادشاہ نے فرمایا کیا مجال ہی کہ تمسے کوئی آنکھ ملاسکے لوح ضرور خبر دیگی مین تمھاری
رہائی کو پہونچونگا اگر شاید گرفتار ہوگئین تو مین رہا کرلونگا سرخمو روتی ہوئی
رخصت ہوئی مگر دل پر پڑا جبر ہوا ناچار طرف کوہ کے چلی فیروزہ نے شاہ کا
ساتھ نہین چھوڑا عقب مین آتا ہی اور یہی کہے جاتا ہی کہ حضور لوح سے غفلت
نہ کرین بادشاہ جو باغ سے باہر نکلے ایک طرف سے گرد اڑتی دیکھا آیا ایک نقابدار
گلگون پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر ٹھہرا اور بادشاہ سے کہا میرے مکان پر
چلیے کہ دوسری طرف سے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش آیا وہی بارہ ہزار
فوج اسکے بھی ہمراہ ہی اُسنے بھی آکر کہا کہ مجھے سرفراز کیجیے مین نے سامان دعوت
مہیا کیا ہی نقابدار گلگون پوش نے تلوار کھینچی کہا او بےحیا مین تو آیا تھا تو کیون
آیا زمرد پوش نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھا آج صورت زیبا دیکھی چاہتا
ہون کہ اپنے کلبۂ احزان مین لیجاؤن آخر دونون مین تلوار چلنے لگی شاہ کھڑے
دیکھ رہے ہین زمرد پوش کہتا ہی کہ مین شاہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا گلگون پوش
کہتا ہی کیا مجال مین پہلے دعوت کرلون پھر تجھے اختیار ہی زمرد پوش کہتا ہی ایسا
نہ ہوگا فوجون نے جب دیکھا کہ افسر ہمارے لڑنے لگے سب نے تلوارین کھینچین
مقلوبہ ہونے لگی تھوڑے عرصے مین صدہا لاشے گرگئے آخر گلگون پوش ہاتھ

زمرد پوش کے مارا گیا زمرد پوش دریائے خون مین نہایا ہوا سامنے شہریار کے آیا عرض کی غلام نے اُس مغرور کو مار ڈالا اب امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے فیروزہ نے عرض کی کہ حضور لوح ملاحظہ فرمائین جو لوح حکم دے وہ کیجیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ہمراہ زمرد پوش جاؤ مگر دمبدم لوح کو ملاحظہ کرنا لوح سے غفلت نہ ہو بادشاہ ہمراہ زمرد پوش کے روانہ ہوے تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا بقول شاعر نظم

باغ کا در لیسان دیدۂ وا — محو نظارۂ گل رعنا
اُس گلستان روح افزا کا — باغبان ازل چمن پیرا
جتنے گل ہین جہان کے اندر — سب ہین اُس بوستان کے اندر
ہر خیابان مین دوڑتی ہی نسیم — لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم
اکطرف حوض ہین پُر آب وتاب — دیدۂ عاشقان کی طرح پُر آب
نہین فوارہ یہ اُچھلتا ہی — حوض کا حوصلہ نکلتا ہی
اکطرف کو صنوبر طناز — سربسر جلوۂ وسراپا ناز
سنبل اسطرح گرد عارض گل — جیسے رُخسار یار پر کاکل
تاکِ انگور پر وہ طرفہ بہار — جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
خوشے جھومکے ہوا سے پیتے ہین — میکشون کو نوید دیتے ہین
سرو آراستہ ہین دوش بدوش — شکل مینا سے سبز پر مدہوش
ق
ہین جو مشتاق سیر باغ بڑے — دیکھو تو ایک پانؤن سے ہین کھڑے
نہین کوئی درخت طالب آب — صورت نخل شمع خود سیراب
داغ لالہ مین لیک پیدا ہی — حسن اور عشق سب ہویدا ہی
اکطرف کو وہ لطف ریحان پر — سبزۂ خط یار سے بہتر
کہین گلشن مین نخل داؤدی — کہین بلبل کی لحن داؤدی
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان — ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان

غزل

عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
باغ مین آمد بہار ہی آج
پا بہ زنجیر موج آب سے کیون
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد

اِس غزل کی پڑھی ہی ہر جا دھوم
چشم نرگس کو انتظار ہی آج
باغ مین سرو جوئبار ہی آج
قمریون کا مگر شکار ہی آج

بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین تشریف لائے دیکھا فرش بچھا ہی کمیاب مسند پر بیٹھی ہین بادشاہ نے للکارا کہ او بھگوڑی کہا تک بھاگے گی منہم سعدین قباد چراغ لشکر اسلام کمیاب نے آواز دی ای بادشاہ اب نہ بھاگونگی تمسے مقابلہ کرونگی بادشاہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو مجھکو دیکھکر بھاگتی تھی آج کیا سبب ہی کہ یہ برابر مقابلہ آتی ہی لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ نکلا کہ یہ کمیاب ہیا د و نہین ہی اپنے ہمشیبہ کو بٹھا دیا ہی لیکن سمجھکر مقابلہ کرنا بادشاہ نے کمیاب نقلی کا سامنا کیا کمیاب نقلی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر بادشاہ نے خالی دیے خالی دیکر لوح کو چمکا دیا عکس لوح کا جو کمیاب نقلی پر پڑا مشل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکے خاک ہوئی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا تھا پدا ارزمرد پوش کو بھی نہ پایا باغ سے نکلے جب بادشاہ نے قدم باہر رکھا باغ بھی جلکر خاک ہوا مگر دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ بلند و مرتفع کھلا ہوا ہی ہزار ہا شاہزادیان ایک سے ایک زیادہ حسین اور جمیل مشتاق کھڑی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلاتے نگین بادشاہ نے وہ مجمع دیکھکر قصد کیا کہ اسکے قریب جاؤن اُدھر متوجہ ہوے تھے کہ فیروزہ بیقرار ہوگیا آخر تاب نہ آئی پکار اُٹھا کہ ای شہریار بدون ملاحظۂ لوح قدم نہ بڑھائیے بادشاہ ہوشیار ہوگئے لوح کو جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ سراسر مکر ہی اپنے کو مکر سے بچاؤ لوح کو اُنکے بیچ مین پھینکدو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو بادشاہ نے لوح گلے سے اُتاری اور پکار کر کہا کہ تمکو مجھسے کیا کام ہی یہ لوح حاضر ہی اِسکو لے لو وہ عورتین لوح پر گرین جسنے ہاتھ ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوئی سب شاہزادیان جلتین اور آواز دیتی ہین کہ و سنگدل جلاد تجھکو ہمارے مرنے کا افسوس نہ ہوا خدا اور جمشید تجھسے سمجھین گے

یہ کہتے کہتے سب جل گئین کہ نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار فوج بے انتہا ہمراہ آیا آتے ہی اشارہ کیا کہ یارو اسنے بڑی حسین عورتون کو قتل کیا اسکو مارلو ہمارا شہر ویران ہوگیا کوئی اب حسین عورت شہر مین نہ رہی کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا مگر وہ بادشاہ ترغیب دے رہا ہی کہ یارو بخوبی جانتے ہو کہ اگر ہم قتل ہوے تو تم لوگ بھی نہ بچوگے جہانتک ہوسکے یہی کوشش کرو کہ انکو گھیر کر مار لو اگر انکو مار لیا تو بڑے نیکنام ہوگے کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکو ہاتھ مار دیا آسکے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ لڑتے ہوے طرف اُس بادشاہ کے چلے لوح کو جو گردش دی دیکھا وہ بادشاہ نہین ہی کمیاب تخت پر بیٹھی ہی اور سب کو پکار رہی ہی کہ ہان یارو جنگ کردو بادشاہ نے ایک سوار کو مارا اور گھوڑا اسکا لیا سوار ہوکر لڑتے ہوے چلے کمیاب نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی جانب آتے ہین آئینہ اُٹھا کر دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا زانوون پر ہاتھ مار لیا مصاحب جو قریب بیٹھے تھے اسنے کہنے لگی کہ دیکھو صاحبو کیا خرابی ہی مین نے اپنے بچانیکو صورت بدل لی تھی مگر عکس لوح جو پڑا بصورت اصلی ہوگئی اب طلسم کشا اسطرف آتا ہی میرے باندھ لو جمکر کھڑے ہو اہل فوج جمکر کھڑے ہوے بادشاہ حیران ہین کہ تابہ کمیاب کیونکر پہنچون اگر ایک صف کو توڑا تو چار صفین جماتی ہین اے رحیم و کریم تو اس مشکل کو آسان کر بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین دمبدم ہجوم بڑھتا جاتا ہی اندر سے قلعے کے جادوگر آتے ہین بادشاہ نے بیقرار ہوکر دست دعا بلند کیے کہ اے رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر

نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است ۔۔۔ روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است ۔۔۔ شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
ہست یک جانان بجسم جزو کل مانند جان ۔۔۔ مثل دل دردہا بہر اہل دل دلبر یکے است
مالک وحش و طیور و دوالی جن و بشر ۔۔۔ صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
جدا بجا و موجودات عالم واحد است ۔۔۔ بیگمان و بے بیشک خالق اکبر یکے است

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی طرف سے صحرا کے گرد آڑھی بادشاہ نے دیکھا
کئی سو تاجدار تختون پر سوار پشت پر فوج بیشمار آکر پہونچے نعرہ کرکے لڑنے لگے
کمیاب نے جو اُن تاجدارون کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والے جو بیٹھے تھے اُنسے کہنے
لگی کیون صاحبو تمنے اِن تاجدارون کو پہچانا کہ یہ کون لوگ ہین سب نے کہا حضور
نے پہچانا ہوگا کمیاب نے کہا یہ وہ تاجدار ہین کہ جو باغ ہمیشہ بہار مین جمع ہوے
تھے سب مطیع اسلام ہوگئے دیکھو میری فوج کو قتل کر رہے ہین اب سعد بن قباد
کے معین بہت ہوگئے جسوقت اِسلئے خداوند سے مقابلہ پڑیگا اُسوقت یہ سب اُنکی
مدد کو آئینگے مجھے یہ خیال تھا کہ شاید اِن لوگون نے مکر سے اطاعت کی ہی مگر آج
ظاہر ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے دل سے شریک ہوے ہرچند فوج کو ترغیب دیتی ہو مگر
فوج دلدہی نہین کرتی جب سعد بڑھتے ہین اور لوح کو گردش دیتے ہین تو ساحر
دیو اسقدر ہوجاتے ہین بہت سے نابینا ہوگئے ٹٹولتے پھرتے ہین بادشاہ صفونکو
توڑتے ہوے سامنے کمیاب کے پہونچے کمیاب نے بیقرار ہوکر آواز دی یا
خداوند جمشید ثانی کیا آج میری موت ہی مین ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوجاونگی
یا خداوند بچا لیجیے بیقرار ہو کر جو کمیاب نے پکارا زیر تخت کمیاب سے ایک طائر
پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دیتا ہوا کہ اے کمیاب کیون بدحواس ہوتی ہو
تجھکو کون قتل کرسکتا ہی میرا تو یہ حال ہی

نظم

حصول مطلب دل کی طرح محال نہین | وہ بے نیاز ہین عادت سوال نہین
گئے فراق مین ہوش وحواس وتاب وتوان | عجیب وقت ہی کوئی شریک حال نہین
تمھارے عشق نے وارستہ کر دیا ایسا | خوشی خوشی کی نہین رنج کا ملال نہین
سمائین کیا مہ وخورشید اپنی آنکھون مین | ہم اُس حسین کے ہین عاشق جسے زوال نہین
تمہارے عشق مین پھرتا ہی کیا خراب اے گلشن | خدا سے ڈر تجھے اندیشۂ مآل نہین

وہ طائر زمین سے یہ آواز دیتا ہوا اُسکا کمیاب کے لپٹ گیا اور کمیاب کو لیکے
اڑ گیا کمیاب کا غائب ہونا کہ ایک دن اٹھا ہوا وہ فوج اور سپاہ قلعہ غائب ہو گیا

بادشاہ حیران تھے کہ یہ کیا شعبدہ ہوا یا تو سب لڑ رہے تھے یا سب غائب ہو گئے
حقیقت مین یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز ہے نہین معلوم کیا حکمت کی کہ کمیاب جادو
کو بلوا لیا اب دیکھیے کیا کیفیت ہو یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ سامنے
ایک قریہ ہے اُس مین مسعود زمیندار رہتا ہے وہان جا کر کمیاب چھپی ہے آپ اپنے کو
وہان پہونچائیے یقین ہے کہ مسعود زمیندار آپکی بہت خاطر کرے اور جو آپ کے
سامنے خاصہ لا کر چنے وہی کمیاب ہے جسوقت سامنے آوے اُسکا ہاتھ پکڑ لیجیے گا
سب کھانے مین اُسنے سودۂ الماس ملایا ہے کہ بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مرین بادشاہ
یہ حکم دیکھکر وہان سے بڑھے مگر مسعود زمیندار اپنے کیفیت پر کھڑا انتظار اسقدر زیادت
کر رہا تھا کہ کمیاب آکر پہونچی کہا اے مسعود آج میری مدد کر وطلسم کشا آتے ہین
اور ضرور آج اِس قریے مین آوینگے یہ میرا پتا دیتی ہون سب کھانون مین اِسکو ملا دو
جب آئین تم برائے استقبال جاؤ جا کر اطاعت کرو اور عرض کرو کہ غلام آپ کی
دعوت کریگا مین بہ شکل خدمتگار حاضر رہونگی آج بادشاہ کو یہ کھانا کھلاؤ لاکھ تدبیر
کرینگے مگر دسترخوان سے نہ اُٹھ سکینگے مسعود زمیندار چند آدمیون کو ساتھ لیکر
برائے استقبال چلا دیکھا بادشاہ آتے ہین جھک کر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا
ایک زمیندار وضع ہے چند کس ساتھ ہین کہ اُسنے عرض کی اے شہریار یہ غلام اطاعت
اسلام کرتا ہے بادشاہ نے کلمہ پڑھایا جب مسعود کلمہ پڑھ چکا تو خاموش کھڑا ہو گیا
بادشاہ نے فرمایا کہ کیون اے مسعود کیون خاموش کھڑے ہو مسعود نے عرض کی
کہ حضور کی میرے یہان دعوت ہے بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا مسعود رونے لگا
کہا اے شہریار آپ ایسے صاف باطن کو مٹانے کا ارادہ کرون کمیاب میرے پاس
آئی تھی سودۂ الماس دیگئی ہے اور کہتی تھی کہ دعوت کرکے بادشاہ کو کھلانا مین تو یہ
جانتا تھا کہ حضور دعوت کو نہ قبول کرینگے ضرور لوح کو ملاحظہ فرماوینگے مگر حضور
ایسے صاف باطن ہین کہ میرے کلمہ پڑھتے ہی آپ نے اقرار کر لیا مجھکو بہت گران
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسے بزرگ کو آفت مین پھنساؤن لہذا عرض کرتا ہون کہ جب

کھانا حضور کے سامنے آوے تو کمیاب بشکل خدمتگار حاضر ہوگی اُسکا ہاتھ تھام لیجیے گا میں جانتا ہوں کہ آپ شیر دلیر ہیں آپ کے پنجے سے کب نکل سکیگی اگر اُسکی مٹھ آگئی ہو تو آپ کے ہاتھ سے ماری جاویگی بادشاہ نے مسعود کو گلے سے لگایا فرمایا تم مسلمان کامل ہو ای مسعود یہ خوب تصور کر لو کہ میں طلسم کشا ہوں میری مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی کئی مرتبہ لوح طلسمی چھین لیگئی مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ مجھے پہلے سے پیدا کر دیے اُن لوگون نے لوح لاکر پہونچائی اور مجھکو قید سے رہا کیا میرے محسن بہت ہیں ای مسعود تمہارا ابھی ذکر ہمارے احسان کرنیوالون میں ہوگا اور صاحبقران تجسے بہت خوش ہونگے مسعود زمیندار بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے مکان میں آیا بادشاہ نے دیکھا مکان خام بنا ہوا ہی مگر چھوئی مٹی سے لیپا ہوا ہی بادشاہ کو لاکر مسعود زمیندار نے مسند پر بٹھایا حکم دیا کھانا تیار ہو مگر کمیاب اندر موجود تھی اُسنے پوچھا ای مسعود وہ سودا الماس ملا دیا مسعود نے کہا ای کمیاب جبتک ہم بادشاہ کے ساتھ نہ بیٹھینگے تنہا کھانا بادشاہ کیونکر کھائینگے کمیاب نے کہا بہت جاسے کہتے ہو لیکن مسعود نے کہا میں وقت پر بادشاہ کے آگے ملا دونگا کمیاب خاموش ہو رہی کھانا تیار کرا رہی ہی شام کو جب کھانا تیار ہو چکا تو مسعود نے کہا میں جاکر بیٹھتا ہوں اور دسترخوان بچھواتا ہوں تم کھانا لیکر آؤ مسعود نے جاکر دسترخوان بچھایا اور بادشاہ کو اشارہ کر دیا کہ اب کمیاب بشکل خدمتگار آتی ہی حضور ہوشیار رہیں بادشاہ نے لوح طلسمی ہاتھ میں لیلی کہ کمیاب جادو کھانا لیکر آئی مسعود نے اشارہ کیا بادشاہ نے فرمایا او خدمتگار میرا ہاتھ دھلا دے کمیاب آفتابہ لیکر آئی بادشاہ کا ہاتھ دھلانے لگی بادشاہ نے کمیاب کا ہاتھ فورًا تھام لیا اور لوح کو چمکایا صورت کمیاب کی بدلی ہوئی تھی سحر تو اُتر گیا اور بصورت اصلی ہوگئی چاہتی تھی کہ ہاتھ چھڑا لون مگر شیر کے قبضے میں آئی بادشاہ نے فرمایا ای کمیاب بڑے بڑے مکر کرتی رہی اب کہانتک مکر کریگی مناسب یہ ہو کہ اطاعت اسلام اختیار کر ورنہ اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے ہرگز منھ

نہ سونپونگا کمیاب قدمون پر گر پڑی کہتی تھی مین کنیز ہی اختیار کرونگی میری کیا مجال ہی
کہ اطاعت سے منھ پھیرون بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا کمیاب جادو وہان سے نکلی
بادشاہ کو ایک عرضی لکھی خدمتگار کو دی کہ یہ کاغذ بادشاہ کو جا کر دیدے خدمتگار
نے عرضی لا کر بادشاہ کو دی بادشاہ نے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ ای شہریار بیرنج
کیا نعرہ کیا کیونکر رہائی پائی اب آپ مجھکو نہ پائیے گا مین اب جاتی ہون اور آپ کے
عزیزون کو جا کر قتل کرونگی بادشاہ نے عرضی پڑھکر زانون پر ہاتھ مارا مسعود نے
پوچھا ای شہریار اس کاغذ مین کیا مندرج ہی بادشاہ نے فرمایا ای مسعود کمیاب نے
پھر دھوکا دیا خدمتگار سے پوچھا کمیاب کہان ہی آہستہ عرض کی کہ مجھکو کاغذ دیکے
چلی گئی شہر ہاکوس پہونچی ہوگی دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ نے فرمایا ای مسعود اگر
مین لوح سے غفلت کرونگا تو اسکا شعبدہ چل جائیگا مگر مین نے یہ فکر رکھی ہی کہ بدون
ملاحظہ لوح کوئی کام نہین کرتا بادشاہ اسی تردد مین بیٹھے ہین خاصہ بھی نہین نوش فرمایا
مسعود نے عرض کی حضور نے خاصہ نہین نوش فرمایا غلام کو بڑا تردد ہی بادشاہ نے
ہاتھ بڑھایا کہ خاصہ نوش کرین کہ چند خدمتگار دوڑتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار
اس علاقے کا ناظم صفدر جنگ آزما ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی اور اہل قریہ پر
بیعت کر رہا ہی کہ تم لوگون نے دشمن خداوند کو کیون آنے دیا اب بہ ارادہ گرفتاری
حضور آتا ہی بادشاہ تلوار ٹیک کر اٹھے باہر نکلکر دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین ایک
شخص نہایت بلند بالا گھوڑے پر سوار سب سے کہتا ہوا آتا ہی یارو ہوشیار رہو
جب مین اشارہ کرون چہار جانب سے گھیر لینا بادشاہ نے بھی صفدر کو دیکھا
مادیان زیندار کسی ہوئی تھی بادشاہ اسپر سوار ہوے اور نعرہ کیا نعرۂ مسعود شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کر کے جا پڑے صفدر ہر چند غل مچاتا ہی کہ ہان یارو طلسم کشا کو گھیر لو فوج
کے لوگ نہین بڑھتے بلکہ اور پیچھے ہٹتے جاتے ہین بادشاہ قتل کرتے ہوے جاتے

ہین کہ صفدر قریب آگیا بادشاہ نے للکارا کہ او نامردان بیچارہ دن فریب تک فریب دیتا ہی تو سامنے نہین آتا کہ صفدر نے گینڈا بڑھایا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار سپر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوئے اہل قریب نے چہار جانب سے صفدر کے ساتھ والون کو گھیر لیا آخر وہ سب فریاد کرنے لگے کہتے تھے ای طلسم کشا امان ہی بادشاہ نے سب کو امان دی دس ہزار جوان اور دو افسر کلان مطیع اسلام ہوئے بادشاہ نے سب کو امان دی اور ساتھ لیکر مکان پر مسعود کے آئے سب کو اتارا آپ اندر تشریف لائے لوح کو ملاحظہ کیا اب بادشاہ کو دمبدم تردد ہوتا ہی ہر مرتبہ لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین اب لوح نے تحریر پایا کہ اپنے کو صحراے خشک مین پہونچا ہے یقین ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو کمیاب لشکر جمع کر رہی ہی بادشاہ خاصہ نوش کر کے اپنے مقام سے اٹھے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو حاضر ہوا اور بادشاہ کو بصحت و عافیت دیکھکر بہت خوش ہوا عرض کی کہ ای شہریار راہ مین کمیاب سے ملاقات ہوئی تھی مین نے اس سے ساحر کی شکل بنکر پوچھا اسنے بیان کیا کہ بادشاہ کو مسعود نے بیند ارمار لیگا ناظم سے بھی کہ آئی ہون یقین ہی کہ بادشاہ کا خاتمہ ہوا ہو مین نے حضور کو بصحت و عافیت دیکھا اب حضور کہان جاتے ہین وہ کہتی تھی کہ صحراے خشک مین جاکر لشکر کشی کرونگی اب وہ سامان ضروریہ کر رہی ہوگی بادشاہ نے فرمایا لوح نے بھی خبر دی ہی کہ صحراے خشک مین جائیے کمیاب سے ملاقات ہوگی تو مین وہین جاتا ہون فیروزہ نے پھر عرض کی کہ لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا مناسب یہ ہی کہ دمبدم لوح کو ملاحظہ فرماتے رہیے کسی مقام پر غفلت نہ ہو مین یہ چاہتا ہون کہ اب انجام طلسم ہی حضور کو تکلیف نہ ہونے پائے اور ایسا نہو وہ مکارہ کوئی ایسا مکر کرے کہ حضور اسکے دام مکر مین پھنسین بادشاہ نے فرمایا مین دمبدم لوح دیکھتا ہون مگر دیکھیے اس صحرا مین کیا انتظام ہوتا ہی لوح خبر دے چکی ہی کیا عجب ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو اسکے مرتبہ لوح کے سے روا ہوئی

مگر اب اُسکا عذر نہ مانونگا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تو اُسی صحرا مین قتل کرونگا
فیروزہ بسنے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا بادشاہ نے فرمایا الگ الگ رہو جب
وقت کسی دھوکے کا ہو تب خبر دو انشاء اللہ فوراً لوح ملاحظہ کرونگا یہ فرما کے
بادشاہ بڑھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست
میدان ہر درخت سوکھے ہوے خشک ٹہنون کا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار صحراے
پُرخار بادشاہ نے گھوڑا آگے بڑھا کے دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین اُسی صحرا مین سب
جمع ہوتی جاتی ہین مگر کمیاب جادو کو دیکھا کہ لشکر آراستہ کر رہی ہی اور رمز غیب دیتی
جاتی ہی کہ صاحبو ایسی جنگ کرو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے سحر نہ کرو کیونکہ وہ صاحب
لوح ہین سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر ایسا بلوہ کرو کہ بادشاہ جنگ سے عاجز ہون بادشاہ
نے جو دیکھا کہ کمیاب پھر رہی ہی آواز دی کہ او کمیاب مین آ پہونچا کمیاب نے
فوج کو اشارہ کیا کئی لاکھ ساحر تھے لینا لینا کہکر دوڑے مگر اُس نہنگ بحر جرأت نے
کچھ خوف نہ کیا بے خوف جا پڑے جنگ کرنے لگے مگر ساحر تو سحر کے عادی ہین ہر چند
چاہتے ہین کہ نیزے اور تلوار سے لڑین مگر قبضے ہاتھون سے نکلے جاتے ہین اور کمانین
کاندھون سے گری پڑتی ہین جب سحر کرتے ہین تب بادشاہ لوح چمکا دیتے ہین وہ سحر اُلٹا پلٹتا
ہی اور سحر کرنیوالے کا کام تمام ہوتا ہی کئی سو ساحر اسطرح مارے گئے کئی افسر نامی
بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوے کمیاب نے دیکھا کہ اس انتظام سے بھی کوئی نفع
نہ ہوا مستطور رہو انکلجاؤن پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی ادھر بادشاہ نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ اب اگر نکلجائیگی تو آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تیر کو بھر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیہ پڑھکر تاک کر مارا کمیاب نے
چاہا اپنے کو بچاؤن مگر موت گھیرے ہوے تھی تیر نے خطا نہ کی سینے پر کمیاب کے
پڑا کر توڑ کر پشت کو پار گذرا بادشاہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا غل اور شور برپا ہوا
آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود قطرے خون کے جو اُسکے جسم
سے گرے سب ساحر جلنے لگے چند زاغ تڑپ کر گرے لاشہ کمیاب کا اُٹھا کرلے چلے

پرون سے اپنا سر پیٹتے ہوے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ کمیاب کا
لاشہ آکر بہو بچا زاغون سنے وہین ڈالدیا جمشید ثانی نے جو لاشہ کمیاب دیکھا گھبرا گیا
شاہزادیون سے کہنے لگا کہ آج وہ ساحرہ قتل ہوگئی جو اس طلسم کی اپشت و پناہ تھی اب
شاہون کو اور پہلوانون کو نامہ لکھون کہ سب آکر جمع ہون وزرا نے فرمان روانہ کیے
ہر ایک کے نام یہی حکم تھا کہ اپنے مقام سے مع فوج کوچ کردو اور آکر جمع ہوجاؤ مین یہ
چاہتا ہون کہ تا آنے بادشاہ کے لشکر سب جمع ہوجائے ایسا مقابلہ پڑے کہ بادشاہ کو
بھی شاق ہو اُنکے ساتھ اُنکے بھائی بھتیجے بھی ہین سب لشکر لیکر آئینگے نامے روانہ
ہوگئے جابجا سے پہلوان آنے لگے سامنے قصر ہفت رنگ کے اُترے ہین جو
ملاقات جمشید کو آتا ہی سجدہ کرکے کہتا ہی یا خداوند مین طلسم کشا کو مار لونگا جمشید کچھ
جواب نہین دیتا خاموش ہو رہتا ہی ایک ہفتے مین لشکر بے حساب جمع ہوگیا چوتھے
دن ایک پہلوان آیا کہ بیناے سرجوش اُسکا نام ہی جمشید کو سجدہ کرکے اُسنے کہا کہ یا
خداوند مجھکو بہت شاق ہی کہ بادشاہ زندہ ہین اگر حکم ہو تو سر کاٹ لاؤن جمشید نے
کہا اے بیناے سرجوش صبح و شام مین وہ بھی آیا ہی چاہتے ہین جلدی نہ کرو بینا نے
کہا یا خداوند مجھپر بہت شاق ہی کہ آپ کو شگفتہ نہین پاتا یہ وہ قصر ہی کہ آٹھ پہر عیش و
جشن رہتا تھا اب اُس مکان مین سناٹا پڑا ہی آپ کے بندے کو بہت ناگوار ہی کہ آپ
پریشان ہین ہرچند جمشید نے سمجھایا مگر بیناے سرجوش اپنی ہی کہے گیا آخر جمشید
نے کہا اے بیناے سرجوش اچھا تم روانہ ہو جو خوشی تمھاری مگر بہت سمجھکر مقابلہ کرنا
بیناے سرجوش گینڈے پر سوار ہوا اور طرف سعد بن قباد کے چلا ادھر بادشاہ
نے بعد قتل کمیاب لوح کو جو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ اب قصر ہفت رنگ پر لشکر کشی
کیجیے بادشاہ نے سب فوج کو جمع کیا اور صاحبقران کو عرضی لکھی کہ جہد عالی تیار ہین
طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون آپ کے اقبال سے کمیاب کو بھی قتل کیا اگر
حضور کو اطمینان ہو تو قصر ہفت رنگ پر تشریف لائیے جو سردار حضور کے
قریب ہین اُن سب کو بھی خبر پہونچے عمر نامدار رستم پیلتن سے عرض کرتا ہون کہ بقوت

پروردگار ساتون مرحلجات فتح کیے آپ کے اقبال سے کمیاب بھی قتل ہوئی اب امیدوار ہون کہ قریب قصر ہفت رنگ کے تشریف لائیے شتر سوار نامہ لیکر چلا صحراے نوبہار مین رستم فروکش ہین کہ نامہ دار نے لاکر نامہ دیا رستم پڑھکر بہت خوش ہوے ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سرتاج ہین مگر سعد نے اپنا بزرگ جانکر ایسے فقرات لکھے تھے کہ رستم نے سماک کو حکم دیا کہ لشکر تیار کراؤ ہم آج ہی کوچ کرینگے حکم کی دیر تھی لشکر تیار ہوا رستم استر مالاکپود فرنگی پر سوار ہوے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے ایک پہلوان پشت پر کئی لاکھ کا لشکر گینڈا بڑھاے ہوے آتا ہی رستم کو معلوم ہوا کہ مینا ے سرجوش نامے پہلوان ہی بر اسے مقابلہ بادشاہ جاتا ہی آئی مقام پر گھوڑا روک لیا مینا ے سرجوش نے بادشاہ کو نہین دیکھا تھا سمجھا کہ یہی بادشاہ اسلام ہین اسنے بھی لشکر مقابلے مین اتار دیا جب فروکش ہو چکا دربار گاہ مین آکر بیٹھا تب اسکو معلوم ہوا کہ علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین پکار اٹھا کہ اپنے بادولت نے قصد کیا جو سامنے پڑیگا اسکو قتل کرتا ہوا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے رستم کو خبر دی رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش شہنشاہ فلک اول کو شکست دیکر بالاے چرخ آیا تمام عالم منور و روشن ہوا

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم تھا اور روشن نگاہ

سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور سوکلیت کڑکا کہکر سٹے مینا نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای

رستم میرے مقابلے مین آئے مین بارادۂ مقابلۂ بادشاہ چلا تھا مگر تم راہ مین ملگئے خیال مین
آیا کہ تمھارا ابھی خاتمہ کرتا چلون اب میرے مقابلے مین آؤ تو احوال معلوم ہو رستم
کو بہت ناگوار ہوا ہر چند کہ رفقا ساتھ ہین اور عرض کرتے ہین کہ حضور رہین یہین ہرگز
نہ جائین ہم جاکر مقابلہ کرینگے مگر رستم نے نہ قبول کیا سب کو روک کر مرکب بڑھایا مینا
نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا کئی تیر مارے رستم نے تیر خالی دیے جب قریب پہونچے
مینا نے کہا اے رستم تمنے میرا حال سنا ہے کہ بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہے کئی قلعے
فتح کیے تم میرے مقابلے مین چلے آئے کچھ خوف نہ کیا رستم نے فرمایا او مغرور کیون
زیادہ غرور کرتا ہے زبان تیغ سے کلام کر کہ حال جرأت کھلے مینا نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ آپس مین چلنے لگا بعد چند طعنون کے رستم
نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینا کے سرجوش کے نکلگیا مینا نے سرجوش
سے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار خالی دیا اسیطرح متواتر کئی ہاتھ تلوار کے
مینا نے مارے مگر رستم نے سب خالی دیے مینا کو معلوم ہوا کہ یہ جوان فنون
سپاہگری سے خوب واقف ہے تلوار روک کر کہا اے رستم کسکے ساتھ لیکر آئے ہو وہ
پشت پر کھڑا ہے تیر مارا چاہتا ہے رستم نہایت آشفتہ و شعلہ مزاج ہین سمجھے عقب مین کوئی
سردار چلا آیا غصے مین پلٹے مینا نے ہاتھ مارا کہ سر رستم کا زخمی ہوا انکو بہت غصہ آیا
کہا او مکار یہ کیا تونے فریب کیا یہ کہکر تیغۂ گیتی ستان کھینچا تلوار جو چمکی مینا گھبرایا
آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا گینڈے کی باگ پھیری گینڈے کو
بھگایا رستم کے سر سے خون تو جاری ہے تعاقب مین چلے آگے آگے مینا جاتا ہے
اور پیچھے پیچھے رستم جاتے ہین جب وہ قریب فوج کے پہونچا تو پکار کر آواز دی
کہ ہان یارو اس جوان کو مار لو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا مگر رستم سب کو درہم
و برہم کرتے ہوئے جاتے ہین ملازمان رستم نے جو دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے
فوج نے فوج کو روکا مگر رستم کی نگاہ طرف مینا کے ہے اور فرما دیا کہ بے مارے
تجھکو نہ پلٹونگا آگے آگے مینا جا رہا تھا آخر لشکر سے نکلا اور طرف صحرا کے چلا خیال مین

بینا کے گذر راکہ ہفت کوہ زلازل قریب ہو زلازل مردارخوار وہان رہتا ہو سات
پہاڑ درمیان مین ہین وہان جاکر جان بچیگی یہ سوچکر بھاگا کو مر پھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا
زلازل مردارخوار شکار سے پلٹ کر آیا ہو اور اپنے گینڈے سے اتر رہا ہو بینا گھبرایا
ہوا پشت پر زلازل کے آیا مگر خوف سے کانپ رہا ہو زلازل نے پوچھا اے بینا خیر تو
ہو بینا نے کہا اے زلازل فرزند حمزہ میرے تعاقب مین آتا ہو جلد انتظام کرو یہ کہکر طرف
پہاڑون کے بھاگا زلازل نے ہنسکر کہا اے بینا اسقدر گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ
میرے ہفت کوہ کے سامنے آئے سب جانتے ہین کہ زلازل مردارخوار یہانکا
حاکم ہو ابھی کل کا ذکر ہو کہ کاروان تاجران یہان آکر اترا شب کو قزاق آئے کاروان
لوٹنے لگے اہل کاروان نے فریاد کی کہ زلازل مردارخوار کی دہائی ہو مین کوہ سے
نکل آیا آتے ہی نعرہ کیا کہ اے قزاقو تم کیون غریبون کو لوٹتے ہو میرا نام سنکر سب
قزاق بھاگ گئے اور مال بھی چھوڑ گئے میرا نام ایسا روشن ہو کہ پہلوانان عالم
اس پہاڑ کی جانب رخ نہین کرتے ہین پسر حمزہ کی کیا لیاقت ہو کہ یہانتک آسکے
نام سے میرے بھاگیگا مگر بینا سے سرجوش ایسا خائف تھا کہ ساتون درے طے
کر گیا آٹھوان کوہ کہ مقام بارگاہ زلازل ہو وہان جاکر ٹھہرا مگر فوج سے کہ رہا ہو
کہ صاحبو جاؤ دیکھو وہ جوان آیا کہ نہین آیا یہان زلازل گینڈے کو چمکا رہا ہو بارہ
چودہ ہزار جوان جمع ہین اُنسے کہ رہا ہو کہ اگر پسر حمزہ آئے تو تم لوگ دخل نہ دینا
مین اکیلا اُس سے سمجھ لونگا سب کہ رہے ہین کہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ آپ کے سامنے
حریف آئے اور ہم تامل کرین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن
تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین زلازل نے نعرہ کیا کہ او
پسر حمزہ یہان نہ آنا ایک وار مین کام تمام کرونگا مگر رستم کو نہایت غصہ تھا جواب
بھی نہ دیا اُسی طرح گھوڑے کو اڑاتے ہوئے روبرو زلازل کے آکر نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

زلازل نے بڑھکر نیزہ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا تلوار سے نیزہ اُسکا قلم کیا زلازل
نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے وار خالی دیے آخر تلوار کا ہاتھ مارا
برق شمشیر جو چمک کر گری خرمن حیات زلازل کو جلا دیا کہ زلازل کے دو ٹکڑے ہوے
جب فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سب رستم پر لوٹ پڑے رستم لڑ رہے ہین
مگر فرماتے ہین کہ مینا سے سرجوش کہان گیا بعض جواب دیتے ہین کہ وہ اندرون
ہفت کوہ ہے آخر سب سامنے سے رستم کے بھاگے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بالاے
کوہ ہفتم مینا کھڑا ہے اور پکار رہا ہے کہ صاحبو خبردار رستم کو یہان نہ آنے دو وہین روکو
رستم طرف کوہ کے چلے اور آواز دی کہ او مینا مکار مین وہین آتا ہون مینا سمجھا کہ
ان درون کو کیونکر طے کرینگے کہ دیکھا سب بھاگے ہوے آئے اور عرض کی کہ اے
پہلوان دوران ہمنے رستم سے شکست کھائی زلازل مارے گئے یا ہم جاکر رستم
سے مقابلہ کرو تم تو بڑی آفت لیکر آئے اُس جوان کی شمشیر زنی ایسی ہے کہ ہمنے کبھی
اسطرح کسیکو لڑتے ہوے نہین دیکھا پشت و پہلو سے خبردار جو کوئی سامنے آیا
علف شمشیر آبدار ہوا کئی ہزار افسر اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے مینا نے کہا مین تو سامنے
نہ جاؤنگا اگر یہان آوے گا تو سمجھ لونگا چند آدمی سامنے کھڑے ہوے تھے ایک نے
کہا اے پہلوان دوران ایک تدبیر ہے اگر کہو تو کرون مینا نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے
اُس جوان نے کہا ایک فیل مست ہے کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہے ہمارے افسر جو مارے
گئے وہ اکثر اُس ہاتھی کو شکار مین لیجاتے تھے جہان صحراے شیران ہوتا تھا وہان
چھوڑ دیتے تھے اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ چار چار شیرون نے آکر اُس فیل کو گھیرا
مگر اُس فیل نے اُن شیرون کو مارا تین درے تو رستم طے کر چکے ہین چوتھے درے
پر اگر کہیے تو ہاتھی کو جاکر کھڑا کر دون رستم دیکھکر پلٹ جائینگے مینا نے حکم دیا
کہ جلد فیل کو لیجاؤ درۂ چہارم پر لیکر کھڑے ہو وہ جوان بھاگا آکر فیل کو زنجیرون
سے کھولا ایک فیلبان اُسکی پشت پر سوار ہوا انکس ہاتھ مین لیے درۂ چہارم
پر آکر ٹھہرا سامنے سے دیکھا کہ رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین فیلبان نے

للکارا کہ او جوان پلٹ جا اگر یہان آئیگا تو فیل کے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر رستم نے
کچھ اسکے کہنے کا خیال نہین کیا اور فرمایا کہ او بے حیا یہ ہاتھی مجھکو کیا روکیگا اگر دیوار
لوہے کی ہوتی تو اسکو توڑ کر نکلجاتا یہ فرما کر گھوڑے سے کودے فیلبان نے فیل
کو اشارہ کیا فیل نے سونڈ بڑھائی رستم نے سونڈ اسکی پکڑ لی ہاتھی تو سمجھا کہ مین نے
سونڈ مین لپیٹ لیا اور رستم دونون ہاتھون سے سونڈ اسکی تھامے ہوے ہین
ہاتھی نے اپنی طرف کھینچا رستم نے دونون پانون ہاتھی کے پانون مین اڑا کے
ہللہ مار کے مع نرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ مار کر گرا رستم پھر گھوڑے پر
سوار ہوے مینا نے جو یہ خبر سنی اور زیادہ بدحواس ہوا ہر ایک سے کہتا ہے کہ یارو
جا کر روکو پسر حمزہ میری فکر مین آتا ہے بیس پچیس ہزار جوان سانوین درے پر آ کے
ٹھہرے کہ نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا کہ وہی جوان آتا ہے کچھ فوج کا خوف نہ کیا اور
رستم جا پڑے جو سامنے آیا وہ مارا گیا چند کو مار کر صفون کو درہم و برہم کر کے رستم
نکلے دیکھا مینا سے سرجوش دربارگاہ پر کھڑا ہے مگر خوف سے کانپ رہا ہے رستم نے
للکارا او مینا کہانتک بھاگیگا مینا نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا فوج کو ہر چند
اشارہ کرتا ہے مگر فوج والے آگے نہین بڑھتے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ملک الموت
کے سامنے کون جائے جو اس جوان کے سامنے گیا وہ زندہ نہ پلٹا جب مینا ناچار
ہوا تب گینڈا بڑھایا بڑھا کر سامنے رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار
خالی دی نہایت غصہ تھا ہاتھ تیغے کا مار دیا کہ مینا سے سرجوش کے دو ٹکڑے
ہوے سر مینا کا کاٹ کر شکاربند سے باندھا چاہا کہ پلٹون کہ وزرا امرا دوڑے
ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ بے سردار ہین اور
چاہتے ہین کہ حضور کی اطاعت کرین زیر سایۂ امن و دولت بسر کرین رستم نے
ان سب کو مسلمان کیا وزرا نے چاہا دعوت کرین رستم نے کہا مین میدان جنگ
سے یہان آیا ہون ساتھ والے کیسے پریشان ہونگے انتظار کر رہے ہونگے
بہرنوع سب کو سمجھا کر رستم درہ ہاے کوہ سے نکل آئے وزرا نے کہا کہ چند

سواروں کو ساتھ لیتے جائیے کہ آپ کا سر زخمی ہو رستم نے نہ قبول کیا اکیلے چلے
مگر خون اسقدر سر سے جاری ہوا ہو کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہو مگر چلے جاتے ہین راہ
مین دیکھا دروازہ ایک باغ کا کھلا ہو خیال مین گذرا کہ اس باغ مین چلکر ٹھہرین
چند ساعت بسر کرین جب زخم مائل بخشکی ہو تب طرف لشکر کے چلین یہ سوچکر گھوڑے
سے اترے باغ مین آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون ہین چمن
سرسبز و شاداب سارا باغ نایاب فضاے کا ریہ باغ ملکہ شمس مہر طلعت کا ہو جو بیٹی
مہران تاجدار کی ہو سر بام بیٹھی ہو نظارہ باغ کر رہی ہو کہ اسکی نگاہ پڑی کہ ایک جوان
دریاے خون مین نہایا ہوا آگے آگے آپ پشت پر مرکب ٹہلتا ہوا آتا ہو لیکن
عجیب آن بان دیکھی کہ تیور پر بل پڑے ہوے ہین مگر نہایت سست ہو ہر مقام پر یہی
چاہتا ہو کہ کسی جگہ بیٹھ جاؤن پتھر کی ایک چوکی بچھی ہوئی تھی رستم اسپر بیٹھتے ہی
بیہوش ہوگئے ملکہ شمس مہر طلعت بام سے اتری ٹہلتی ہوئی قریب رستم کے
آئی اور بخوبی جمال دیکھا بقول شاعر نظم

جمالی دید از حد بشر دور
نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
مکحل نرگسش از سرمۂ ناز
ز مژگان بر جگر ہا ناوک انداز
مقوس ابروش محراب پاکان
معنبر سائبان بر خوابناکان

جمال بے مثال دیکھتے ہی شمس مہر طلعت کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا وہین بیٹھ گئی
سر زانو پر رکھ لیا کنیزون سے کہا کہ جراح کو بلاؤ اسکے ٹانکے لگائے مین اس سے
دریافت کرونگی کہ تجھکو کسنے زخمی کیا بڑی خرابی کی بات ہو کہ ہماری عملداری مین
آکر زخمی ہوا اور ہم کوشش نہ کرین کنیزین جراح کو بلا کر لائین رستم کے ٹانکے لگائے
حکم دیا کہ سب سامان تیار رہے کنیزون نے یخنی وغیرہ تیار کر رکھی رستم کی جو آنکھ
کھلی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سرہانے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہو مگر خورشید
جمال ابرو ہلال عارض ماہ کمال سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار سراپا
خوب محبوب مطلوب ہو نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن بھوین دست و بازوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشہ چشم ہین قیامت نہان گوشہ چشم ہین

رستم دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھے اُس نازنین نے کنیزون سے کہا کہ بھنی لاؤ اِس جوان کو پلاؤ
کنیزین بھنی لیکر آئین رستم نے انکار کیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث ہو کہ آپ نہین نوش
فرماتے رستم نے کہا تمھارا مذہب کیا ہو ملکہ نے کہا ہمارا خداوند جمشید ثانی ہو جاگتی
جوت کا خداوند ہو رستم نے کہا اے ملکہ انصاف تو کرو کہ انسان خدا ہو سکتا ہو ایک
شخص مکار و جعلساز شعبدہ باز سحر کے زور سے خدائی کر رہا ہو پروردگار وہ ہو
کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا چاند سورج آسمان پر انسان زمین پر سب کو رونق
دی ہر ایک کے حال سے خبردار ہو قریب رگ گردن اُسکا مقام ہو وحدہ لاشریک
نام ہو اِس فصاحت سے رستم نے بیان کیا کہ شمس مہر طلعت کے آئینۂ دل سے
زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین تب رستم نے بھنی پی ملکہ نے کہا کہ اے
شہریار باپ میرا مہران تاجدار ہو نام جمشید کا پہونچا تھا کہ اب طلسم کشا سے
مقابلہ ہو تو باپ نے میرے لشکر گران جمع کرکے کوچ کا ارادہ کیا ہو مجھسے کہا تھا کہ
تم بھی چلنا مین نے تو اقرار نہین کیا مگر کل باپ میرے قریب اِس باغ کے آکے
اُترینگے ایسا نہو کوئی دردانداز اُنسے ذکر کر دے تو وہ بڑے بھاری مین فوراً
آفت برپا کرینگے رستم نے کہا ہمارے فرزند سے مقابلہ ہو سعد بن قباد فتاح طلسم
نوخیز جمشیدی برائے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین ہمارا ابھی ارادہ ہو کہ اُنکی
کمک کو جائین انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑے کہ جمشید عاجز ہو جائے طلسم ظاہر سے
بھاگا طلسم باطن مین آیا مگر شہریار نے پیچھا نہ چھوڑا ملکہ نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو
رستم نے نام اپنا بتایا کہ رستم میرا نام ہو لقب علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران
ہین اسی شہریار کی مدد کو جاتا ہون ملکہ نے پوچھا آپ زخمی کہان ہوے رستم نے
کہا مینا سے سرجوش نامے پہلوان تھا اُسنے مکر سے مجھکو زخمی کیا پھر بھاگا ہفت کوہ
زلازل پر چھپا مین نے جاکر زلازل کو مارا اور وہین مینا کو بھی قتل کیا وہان سے

پلٹا تمھارے سر سے اسقدر خون بہا کہ یہان آکر بیہوش ہوا تمنے مدد کی تو گویا جان بخش ہوا
مین تمھارا ممنون ہون ملکہ نے حکم دیا کہ باہر وسط باغ مین فرش بچھاؤ وسط باغ مین
فرش بچھا جلسہ آراستہ ہوا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہو حق تا ہوش اور
نوشا نوش بلند ہوئی ایک خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو — صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو
ہماری خاک کو اے شہسوار وہ رش دکھلایا — خدایا ہمت زیادہ دے تمھاری ترکتازی کو
مآل کار ہی دعواے باطل کا پشیمانی — خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو
جلا کرتی ہی گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری — یہ کس گورے بدن کی آنچ نے دیکھا ہی گدازی کو
نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونیکا — شہادت بھی بجاے فتح کے ہی مرد غازی کو
بتون سے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اسکا — خدا بھی کام فرماتا ہی جیسے بے نیازی کو
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہی — مکان تنگ مین کوڑا غضب ہی اسپ تازی کو
دلا دین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے — بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو
کفن خلعت ہو دولھا کا جنازہ تخت دامادی — برائی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو
زبان کو بند کر آتش لب ایسی یاوہ گوئی سے — گوارہ کیجیے تا کی تری بے اعتباری کو

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم
آپ کے والد نامدار مع لشکر قریب در باغ اُترے ہین یہ سنکر ملکہ کے منھ پر ہوائیان
اُڑنے لگین گھبرا کر کہا کہ کیون اے شہریار بڑی خرابی کی بات ہی کہ آپ تشریف رکھتے
ہین ایسا نہو کہ وہ یہان تشریف لائین اور آپ کو دیکھ لین تو بہت بد مزاج
ہونگے رستم نے فرمایا پھر مین چلا جاؤن ملکہ نے کہا یہ گوارا نہین کہ آپ یہان سے
تشریف لیجائیے اب رستم نے کہا مین تمھارے والد کی ملاقات کو ضرور جاؤنگا
ملکہ نے دامن تھام لیا اور رونے لگین کہا اے شہریار انکے مزاج مین بڑا غصہ ہی
ایسا نہو کہ آپ کے ساتھ بدی پیش آئین رستم نے کہا جیسا سوال کرینگے ویسا
جواب پائینگے جب رستم نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا کہ کنیز کو قتل کرتے جائیے ورنہ

مجھکو آرام نہ پڑیگا رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے اور فرمایا اے ملکۂ عالم کچھ نہ کہو خدا سے
دعا کرو ملکہ بہت روئیں رستم نے جھڑک دیا اور فرمایا کہ اے ملکۂ عالم صبر کرو ہم پروردگار
پر تکیہ رکھتے ہیں اگر حیات باقی ہے تو اُسپر غالب آجینگے اگر موت دامنگیر ہے تو یہی جان
جانیکی تدبیر ہے یہ فرماکر رستم روانہ ہوئے مگر جسدن سے رستم آئے ہیں ایک کنیز
ملکہ سے جل رہی تھی قریب آکر کہنے لگی کہ اے شہریار تھوڑی دیر اور ٹھہر جایئے اور
اشارے سے ملکہ سے کہا کہ آپ شاہزادے کو سمجھایئے میں ابھی تدبیر کرتی ہوں
رستم کہنے سے کنیز کے بیٹھ گئے مگر وہ کنیز بے تمیز خیال کرتی ہوئی کہ جاکر شاہ سے
اطلاع کروں کہ یہ جوان قتل ہو دوڑی ہوئی باہر پہونچی دیکھا لشکر مہران تاجدار کا
کا آنا ہوا ایک سپاہی سے کہا کہ جاکر شاہ سے عرض کرو کہ کنیز ملکہ کی حاضر ہے کچھ عرض
کیا چاہتی ہے سپاہی نے جاکر شاہ سے کہا مہران تاجدار نے حکم دیا کہ بلا لو یہ کنیز
سامنے پہونچی شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا اے زرد رخسار اسوقت آنیکا
کیا باعث ہوا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ حضور اُٹھیں تو میں عرض کروں مہران
تاجدار اُٹھا کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ کل سے باغ میں بڑا ہلڑ ہے مہران نے
پوچھا کہ کیا ہنگامہ ہے کنیز نے کہا فرزند صاحبقران کہیں سے زخمی ہوکر آئے تھے
ملکہ نے انکو باغ میں آتارا ہے خود پہلو میں بیٹھی ہوئی ہیں ہمنے جو منع کیا تو ہمپر خفا ہوتی
ہیں اور فرماتی ہیں تمھیں کیا کام ہے کیا تم ہماری ناصح ہو میں نے کہا حضور سے
چلکر اطلاع کروں اب سرکار کو اختیار ہے یہ سنکر مہران تاجدار بہت جھلایا کہا
تم جاؤ میں ابھی آتا ہوں یہ کہکر تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا محلدار نے چاہا جاکر اطلاع کروں مہران تاجدار نے للکارا کہ خبردار
کہاں جاتی ہے محلدار تھرا کر بیٹھ گئی مہران تاجدار محلدار کو مارکر اندر آیا روشوں کو
طے کرتا ہوا سامنے پہونچا رستم کو دیکھا پہلو میں شمس مہر طلعت کے بیٹھے ہیں وہیں سے
للکارا کہ او لیسر حمزہ تونے غضب کیا کہ ناموس شہنشاہی میں دست انداز ہوا
یہاں تیری قضا لیکر آئی ہے او گیسو بریدہ دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہکر تلوار

کھینچکر جھپٹا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بائیں ہاتھ سے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار مہران
کی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چاہا زمین پر پھینک ماروں کہ مہران تاجدار
نے آواز دی ای شہریار میں اطاعت کرتا ہوں رستم نے مہران کو زمین پر رکھدیا
مہران قدموں سے لپٹ گیا قدموں کو بوسے دیتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیا عنایت
کی ہے کہ میں سرفراز ہوا رستم نے مہران کو کلمہ پڑھایا مہران تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا سب سے کہا کہ صاحبو میں نے
انکی اطاعت کی تم لوگ بھی اب مسلمان ہو جاؤ سب نے قدموں کو بوسے دیئے
رستم نے سب کو کلمہ پڑھایا سب لوگ بصدق دل مسلمان ہوئے رستم پہلتن نے
دوسرے دن مہران تاجدار کو ساتھ لیکر کوچ کیا منزلیں طے کرتے ہوئے طرف
اپنے لشکر کے چلے یہاں لشکر کا یہ معرکہ گذرا کہ جسدن رستم نکل گئے دوپہر تلوار
چلی لیکن افسران میبقات چوب گردان طبل امان بجوا کر پلٹا سب سے صلاح
کرنے لگا کہ اگر تم سب کی راے ہو تو میں طبل جنگی بجوا کر لشکر مسلمانان سے مقابلہ
کروں سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوائیے میبقات چوب گردان طبل جنگی
بجوا کر میدان میں آیا طرف سے لشکر رستم کے جو پہلوان نکلا زخمی ہوا کئی پہلوان
نکلکر زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا مگر میبقات بلبلایا ہوا کہتا ہی ہمارے
آقا ناحق بھاگ گئے میں سمجھ لیتا دوسرے دن پھر طبل جنگی بجوایا رات بھر
تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوف آرائی میبقات
میدان میں نکلا ہر چند پکارتا ہی مگر مقابلہ میں کوئی نہیں آتا یہ چاہتا ہی کہ میں لشکر پر
جا پڑوں مگر پھر خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو مغلوب میں کوئی صدمہ پہونچے یہاں
اہل اسلام دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اس
آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے بیقرار ہو کر جو سب نے
دعا کی صحرا سے گرد اٹھی میبقات نے دیکھا کہ آگے آگے رستم تخت پر مہران
پشت پر فوج ظفر موج ہی اور رستم نے بھی دیکھا کہ ایک پہلوان میدان میں

مبارز طلبی کر رہا ہی مگر ہمارے لشکر سے کوئی نہین نکلتا چند پہلوان ہمارے لشکر کے
زخمدار کھڑے ہین پٹیان مرہم کی سرون پر چڑھی ہین رستم نے وہین سے گھوڑا اپنا
بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او مغرور رستم تہتم پیلتن نعرہ کر کے سامنے میقات کے پہونچے
میقات نے جو رستم کو دیکھا مثل بید کا نپنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای رستم تمکو تو
ہمارے مالک نے مار ڈالا تھا تم کیونکر زندہ بچے رستم نے کہا اسکو قتل کیا اور
زلازل بھی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا بعنایت پروردگار مہران تاجدار مطیع اسلام
ہوا میرے ساتھ ہی میقات نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو گا تھ کر الجھا دے سے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مار دیا
میقات کے دو ٹکڑے ہوے میقات کو مار کر فوج پر جا پڑے اہل فوج نے
دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا رستم پر آ پڑے ادھر فوج رستم نے جو بلوہ کیا کل فوج والے
گھبرا گئے آخر سب نے اطاعت کی بارہ ہزار آدمی مسلمان ہوے کچھ مارے گئے
اور کچھ بھاگے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے سب سردار
حاضر خدمت ہین کہ سماک نے سامنے آکر عرض کی فیروزہ بن عمرو در دولت پر
حاضر ہی حکم دیا کہ فیروزہ کو بلاؤ فیروزہ سامنے آیا رستم کو نامہ دیا رستم نے
نامہ سعد کا آنکھون سے لگا لیا پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا کہ ای قبلہ و کعبہ آپ کے
اقبال سے اِس حقیر نے گویا طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کر لیا طرف قصر ہفت رنگ کے
جاتا ہون امیدوار ہون کہ آپ بھی سرفراز فرمائیے لیکن خبر سن چکا ہون کہ
جمشید ثانی نے بڑی فوجین جمع کی ہین بروقت مقابلہ آپ کے حقیر کو مشکل ہو
اور راہ مین جو سردار ملجا وین انکو بھی ساتھ لیجیے امیدوار ہون کہ جب آپکا
لشکر آئے تو جمشید کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا کے قبلہ و کعبہ تشریف لائے اور
دادا جان کو بھی اطلاع دیجیے یہ مضمون پڑھکر رستم بہت خوش ہوے فیروزہ کو
خلعت دیا اور فرمایا کہ میری جانب سے عرض کرنا کہ امیر کو بھی خبر پہونچا دونگا یہ
کہکر فیروزہ کو رخصت کیا سماک کو حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو اسی وقت جلسہ

درست ہوا اور سمک بلداقی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پانؤن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہی دل
ہند سے کوچ جو کیجیے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہی تو کہتا ہی جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہی وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہی یہی پانؤن کو یان وان چلیے

رہتا جوش جنون سا ہی بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو رستم نے کوچ کیا اول راہ مین شاہزادہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی جہانگیر نے جو رستم کو دیکھا یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ شاہزادہ جہانگیر دست چپی مین رستم کو جو بہ عظم و شان دیکھا برای استقبال نکلے رستم کو لاکر بارگاہ مین جگہ دی آپ پایین بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا جہانگیر نے کہا کیون بھائی صاحب کیا قصد ہی میرے پاس نامہ سعد شہریار کا پہونچ گیا جس سے مراد یہ تھی کہ قصر ہفت رنگ پر آؤ مگر نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و نور الدہر بن بدیع الزمان کہان ہین رستم نے کہا جہانگیر یہین پڑے ہین وہ شیر غالب آئے کئی ملک فتح کیے بہت لطف سے لڑے اب مین سمک کو روانہ کرتا ہون کہ انکو بھی خبر پہونچ جائے اسی وقت ایک نامہ بنام ایرج دوسرا بنام قاسم سمک کو دیا اور فرمایا ان نامون کو بخیر و خوبی پہونچا مگر سمک کو یہ بڑا خیال ہی کہ آقا سے نامدار کو اکیلا چھوڑون دو شترسوار و نکو نامے دیکے آپ لشکر مین رہا شترسوار نامے لیکر روانہ ہوگئے انکے جانے کے بعد سمک

ومہتر چاپک طلاے پر آئے چاپک جہانگیر کی حفاظت کر رہا ہی سمک بلدا قی اپنے
آقا رستم کی حفاظت مین ہی دو پہر شب گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی چاپک نے دیکھا
ایک عیار طرار آتا ہی پہلے تو خیال ہوا کہ سمک سے اطلاع کرون پھر سوچا کہ سمجھون
تو یہ کون ہی کہان سے آتا ہی یہ سوچکر ایک جھاڑی مین چھپا کمند بن خس پوش کمین
جب وہ عیار وہان پہونچا تو چاپک نے شبر کی آواز دی وہ عیار رکا چاپک نے
جھٹکا مارا کہ وہ عیار گرا چاپک جست کر کے سینے پر سوار ہوا عیار کے ہاتھ مین
حباب بیہوشی تھے اسنے مار دیے چاپک گرا اسنے چاپک کو گرفتار کیا سوچا
اینو آسان ہی اسکی شکل بنکر چلون جہانگیر کو چرا لاؤن یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا چاپک کی شکل بنا چاپک کو درخت سے باندھ دیا طرف لشکر کے چلا راہ
مین سمک سے ملاقات ہوئی اسنے قریب آکر پوچھا کہ بھائی کہان سے آتے ہو
اس عیار نے کہا طلایہ پھرتا ہوا آتا ہون سمک خاموش ہوکر ایک طرف چلا گیا
عیار وہان سے در دولت جہانگیر پر آیا نگہبانون سے کہا تم لوگ طرف بازار
کے جاؤ مین آقا کی حفاظت کرتا ہون سب جانتے ہین کہ مہتر چاپک عیار زبردست
ہی اسنے جو ہمکو حکم دیا ہی تو کچھ مطلب ہوگا وہ سب لوگ طرف بازار کے گئے عیار
اندر آیا جہانگیر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا جست و خیز کرتا
ہوا جاتا ہی قضاے کار ایک صحرا مین پہونچا پشتارے کو ایک تختہ سنگ پر رکھا
آپ ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اڑاے
ہوے آتا ہی قضاے کار چادر چہرے سے جہانگیر کے ہٹ گئی نقابدار کی نگاہ
پڑی جمال دیکھکر بیقرار ہوگیا عیار سے پوچھا ارے یہ کون ہی اور تو اسکو کہان لیے
جاتا ہی عیار نے کہا سفاک تیز رو میرا نام ہی جید ادمہ کش کہ سامنے قلعے کا حاکم
ہی اسنے حکم دیا تھا کہ جہانگیر بن حمزہ کو گرفتار کر لاؤ مین جا کر گرفتار کر لایا تھک گیا
تھا اسوجہ سے یہان ٹھہرا اب جو یہان سے اٹھونگا تو قلعے مین پہونچ جاؤنگا
نقابدار نے کہا تو بردہ فروش ہی جا دور ہو اسکے لیجانے کا ارادہ نہ کر عیار نے کہا

غلام نے تو بڑی مشقت کی ہی یہان سے گیا اُسکے عیار نے قصد کیا تھا کہ مجھکو گرفتار کر لے مگر مین نے اُسکو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر گیا اُسکو گرفتار کر لایا ایسا نہ فرمایئے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا کہ مارے دون عیار پیچھے ہٹا نقابدار نے گھوڑے سے اُترکے جہانگیر کو مرکب پر رکھ لیا عیار دور سے دیکھا کیا نقابدار جاکر ایک باغ مین داخل ہوا عیار نے دیکھ لیا کہ اِس باغ مین نقابدار گیا حیران ہی کہ یہ نقابدار کون تھا کہ جو میرے آقا کے نام سے نہ ڈرا آخر نہ چین پڑا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر مسند پر بیٹھا ہی اور ایک مہجبین پہلو مین ہی اور ایک نازنین خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

گیسوِ مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
چال لیلی کی کنارے جو وہ خوش قد چلا — بید مجنون کیطرح سے سر وتھرانے لگے
لیکے دل کو چار بوسوں پر دیا اِک یار نے — ہینگے بیوپار وپ کے ہاتھ چار آنے لگے
رنگ لائی چہرہ گل پر نسیم نوبہار — اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے
ظلم مُردون پر کیا مشق خرام یار نے — ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے
کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ — دیکھ کے طاؤس کا فر کو تو چلانے لگے
نگاہ مستی کی دھڑی ہو گئی لکھنوٹا پان کا — رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے
آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا — مُردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے
مشک کی بو سونگھکر اِک بد دماغی سی ہوئی — یاد زلفِ یار آئی سر کو ٹکرانے لگے
دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو — عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے
مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل — کام تمکین کو غرورِ حُسن فرمانے لگے

عیار بہت عقلمند تھا دیوار سے اُترا کنیزون مین ملکر دریافت کیا کہ حُسن آرا سے شمشیر بن کلاص اِسکا نام ہی کلیم تاجدار کی بیٹی ہی جہانگیر کو شکارگاہ سے لیکر آئی ہی جہانگیر پر عاشق ہوئی اب صحبت مین لیکر بیٹھی ہی مگر عیار نے کنیزون کو دیکھا کہ بہت ناگوار ہوا ہی آپس مین کھسر پھسر کر رہی ہین سب حال بخوبی دریافت کر کے عیار

باغ سے نکلا طرف قلعۂ بیداد کے روانہ ہوا بیداد سرکش کہ عیار کے انتظار میں تھا
جیسے ہی یہ سامنے آیا بیداد نے پوچھا اے سفاک کہو کیا کیا سفاک نے کہا اے پہلوان
دوران میں جہانگیر کو چرالایا تھا مگر سامنے قلعے کے آکر شہر احسن آرا دختر کلیم
تاجدار مجھسے چھین کر لے گئیں باغ میں لیکر بیٹھی ہیں دونوں خوش ہیں غلام نے سب
کد و کوشش کر کے کل احوال دریافت کر لیا یہ سنکر بیداد سرکش بہت جھلایا کہا اسکا
باپ ہمیشہ مجھسے دبا کرتا تھا اسکی دختر کی یہ مجال ہوئی کہ میرے عیار سے گستاخی کی
ابھی جا کر باغ کو پامال کرونگا اور قیدی کو لے آؤنگا یہ بھی میں نے سنا ہے کہ وہ بہت
حسین و جمیل ہے اسپر بھی قبضہ کرونگا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف
باغ کے چلا مگر یہی مشہور کیا کہ بیداد سرکش حسن آرا پر عاشق ہوا اسی کو لینے جاتا
ہے ہرکارے کلیم تاجدار کے جو پہرے پر گئے تھے انھوں نے آکر کلیم تاجدار سے
اطلاع کی کہ بیداد سرکش آپکی دختر کو لینے کو آتا ہے مگر ستر ہزار فوج ساتھ ہے کلیم نے
حکم دیا اسی ہزار فوج تیار ہوئی تخت پر سوار ہوا بیداد آتے آتے جب سامنے
باغ کے پہونچا تو اسی مقام پر اتر پڑا کہا اب تو شام ہو گئی صبح کو باغ میں جاؤنگا مگر
خضاب تیار کرو جوڑا بھاری نکالو کہ معشوق جو دیکھے تو اسکو بھی توجہ ہو کہ
مصاحبوں نے کہا حضور آپکا ایسا جمال ہے کہ دیکھتے ہی عاشق ہو گی پسر حمزہ کو بھول
جائیگی بیداد تو تیاری کرنے لگا خضاب لگایا کپڑے بھاری پہنے تاج زریں سر پر
رکھا ارادہ ہے کہ صبح کو جاؤنگا اُس قیدی کو اسی کے سامنے قتل کرونگا اور کہونگا
کہ تجھکو خاتون محل قرار دونگا کل قلعۂ بیداد تیرے قبضے میں رہیگا پردے بارگاہ
کے اُٹھے ہوئے ہیں خوشی خوشی تیاری کر رہا ہے کہ نوبت نقارے کی آواز کان
میں آئی باہر نکل آیا دیکھا کلیم تاجدار با فوج جرار آتا ہے یہ سنکر کہا کہ اسکی کیوں شامت
آئی ہے کلیم تاجدار بھی آکر مقابلے میں اترا جانبین میں جب طبل جنگی بجے تو چند کنیزیں
خبر لیکر آئیں اور سامنے ملکہ کے آکر عرض کی کہ بیداد سرکش بالشکر آیا ہے آپکے
باپ با فوج قاہرہ آئے ہیں دونوں طرف طبل جنگی بجے ہیں ملکہ تو گھبرا گئیں مگر

جہانگیر نے کہا کیون اسقدر گھبراتی ہو اگر کوئی تمھارا قصد کریگا تو اُس سے سمجھ لونگا تم
بہت گھبراؤ وہ خواصین جنکو آنا جہانگیر کا ناگوار ہوا تھا کہتی پھرتی ہین کہ جہانگیر بڑی
تلوار برسا رہے تھے مگر فوجون کا تمام سنکر گھبرا گئے مگر وہ خواصین جو کہ موافق ہین
وہ کہ رہی ہین کہ یہ جوان نہایت بہادر ہی اتنی بڑی خبر سنی مگر کچھ انتشار نہین ہی وہان
لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بیداد سرکش نے
گینڈا اُنکا لا پکار کر آواز دی اے کلیم تاجدار بڑے تعجب کی بات ہی کہ میرا داماد ہونا
نہین قبول کرتے غیر شخص کو گوارا کرتے ہو کلیم تاجدار کو بہت ناگوار ہوا کہ سر
میدان بیٹی کا نام لیتا ہی تخت سے اُترا گھوڑے پر سوار ہوا مقابلہ بیداد مین آیا
بیداد نے دیکھتے ہی نیزہ مارا کلیم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا بیداد نے جھلا کر نیزہ کلیم تاجدار کا توڑ ڈالا تلوارین کھنچین آخر کلیم ہاتھ سے
بیداد سرکش کے زخمی ہوا لوگ کلیم کو پھیر لائے کلیم نے آکر زخم کو باندھا اور یہ
کہ رہا ہی کہ یارو اس مغرور کو جواب دو ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ جب خود کلیم زخمی
ہوا تو ہم کیا کر سکتے ہین اگر جائین گے تو ہاتھ سے اُسکے قتل ہونگے لاکھ بیداد
پکارتا ہی کوئی مقابلے مین نہین آتا کلیم کہ رہا ہی کہ کیا بدنامی کی بات ہی کہ وہ پکار رہا
ہی کوئی مقابلے کو نہین نکلتا ہی آخر وہ آپڑیگا مغلوبہ مین بڑی خرابی ہوگی مگر کنیزون نے
یہ خبر سامنے جہانگیر کے بیان کی جہانگیر نے حکم دیا کہ ملکہ ایک مرکب چاہیے ہی کہ
مین باہر نکلون اُس مغرور کو جواب دون کہ بڑا غرور کر رہا ہی ملکہ رونے لگین کہا
اے شہریار آپ کے دونون دشمن ہین ایسا نہو کہ حضور کی جانب پلٹ پڑین مگر
جہانگیر نے جواب دیا کہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اُسکو جواب دونگا کنیزون مرکب تیار
کر کے لائین شاہزادہ سوار ہوا ملکہ دعائین دینے لگین کہ پروردگار آپ کو مظفر و
منصور کرے دیکھیے ان دشمنون سے کیا گذرے جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے ملکہ پیچھے
پیچھے روتی چلین ہر مرتبہ پکارتی ہین کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادہ
کو مظفر و منصور کرنا

نظم

کجا سکندر و دارا و بہمن و جمشید / کہ نیست نام و نشان زان ہمہ بہ دہر پدید
نہ نیک ماند بہ ملک جہان نہ بد باقی / نہ پاک ماند درین دار بے بقا نہ پلید
بدار دہر امید قیام خویش مدار / کہ فانی است درین باب خانۂ امید
نشد زیادہ زیک ہفتہ اش قیام نصیب / مسافری کہ زغربت درین سرائے رسید
چہ ابر رحمت حق چار سو ہمین بارد / چہ است بندۂ عاصی ز فضل نا امید
چہ انکرد بہ آغاز کار خود کاری چہ / کہ کار بندۂ نادان بہ انتہاست رسید
بجاست ناظم ہندی کہ نظم تو باشد / پسند اہل بصیرت چو سلک مروارید

مگر کلیم تاجدار گھبرا رہا ہے کہ بیداد نے آواز دی اے کلیم میں آتا ہوں اگر یہاں نہ آؤگے تو میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے بدون قتل کیے ہوئے نہ جاؤنگا کلیم تاجدار گھبرایا کہتا ہے کیوں یارو اگر مغلوبہ ہوئی تو اس مغرور کو کون جواب دیگا ساتھ والے کہ رہے ہیں کہ فوج تو آپکی بہت زیادہ ہے اگر مغلوبہ ہوگی تو آپ غالب رہینگے کلیم کہتا ہے کہ یارو وہ خود زبردست ہے ہماری فوج کو شکست ہوگی اگر میں ایسا جانتا تو لشکر کشی کرکے نہ آتا یہ شکست مشہور ہو جائیگی تمام تاجدار اپنے اپنے مقام پر ذکر کرینگے کہ بیداد سرکش لشکر کشی کرکے گیا اور کلیم تاجدار کی دختر کو لیگیا تو کیسی بدنامی ہوگی اِس فکر میں کلیم رو رہا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ بے نظیر حسن میں ماہ منیر پشت مرکب پر سوار در باغ سے نکلا للکار کر آواز دی کہ او بیداد بے کیا بیداد ہے اگر تیرے مقابلے میں کوئی نہیں آتا تو کیوں بلبلاتا ہے ہم صاحب عظم و شان جہانگیر ہیں صاحبقران یہ نعرہ کرکے سامنے بیداد کے پہونچے کلیم تاجدار حیران ہوگیا کہ یہ جوان کون ہے جسنے وقت پہ میری مدد کی آکر شریک ہوا مگر معشوق وضع ہے یہ بیداد سے کیا مقابلہ کریگا مگر نہایت جی دار ہے مرد جرار ہے کہ مقابلۂ بیداد میں جاتا ہے خداوند اسکو مظفر و منصور کریں کلیم تاجدار تو اس تردد میں ہے مگر شاہزادہ جہانگیر مقابلۂ بیداد میں پہونچے بیداد نے جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار رہا

دیکھکر کہا ای جوان تو کون ہی مگر جمال دیکھکر دل مین اپنے سمجھا کہ یہ وہی جوان ہی کہ جسکو
سفاک گرفتار کرکے لاتا تھا معلوم ہوتا ہو کہ خبر شکست سنکر یہ جوان آیا ہو لیکن
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جہانگیر نے کہا او مغرور کیا حیران حیران دیکھ رہا ہی تو
وار کر کہ لطف جرأت ملے تو تو مغلوب کا مشتاق تھا چاہتا تھا آن غریب پر جا پڑون پھر
کیون دیر کرتا ہی یہ سنکر بیداد نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا روکا اب
نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادے نے بیداد کو تنگ کر دیا ہی ہر مقام پر یہی چاہتا
ہی کہ نیزہ اسکا ٹھکر نکال دون بیداد ہٹ جاتا ہی اپنے کو بچاتا ہی مگر جہانگیر نے نیزہ
اسکا کاٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ جو ہاتھ سے بیداد کے نکلا غصے مین تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا جہانگیر نے وار اسکا خالی دیا برق شمشیر نیام انتقام سے نکلی
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لکۂ ابر سے ٹا برق جہندہ چمک کر نکلی للکار کر آواز دی کہ او بیداد
ہوشیار ہو جا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا بیداد نے گردہ سپر کا سر پہ کھینچا مگر تلوار جو تڑپ کر
گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو تلوار گری مع گینڈے بیداد کے چار
ٹکڑے ہوے بیداد کا مارے جانا کہ فوج کے رنگ کٹ گئے کسی کی یہ لیاقت
نہ ہوئی کہ مقابلہ جہانگیر مین آتا ہر ایک کا قول تھا کہ آج وہ شخص مارا گیا جسکا مثل و
نظیر نہ تھا ہملوگ اسکے مقابلے کی تاب نہین رکھتے ملکہ حسن آرا نے بھی دیکھا کہ
بیداد مارا گیا کنیزون سے کہا صاحبو خدا نے بڑا فضل کیا کہ بیداد سرکش انکے ہاتھ
سے قتل ہوا اب خدا انکو بہ فتح و ظفر باغ مین بھیجے کہ مجھکو تسکین ہو مگر شاہزادہ تو
میدان مین تھا دو چار آوازین دین جب کوئی مقابلے مین نہ آیا تو گھوڑا اڑاتا ہوا
پلٹا سامنے کلیم تاجدار کے آکر سلام کیا کلیم نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ آپ کا نام
نامی کیا ہی شاہزادے نے فرمایا مین آپ کا تابعدار ہون مجھکو جو معلوم ہوا کہ بیداد
بلبلا رہا ہی اور آپ زخمی ہوے تاب نہ رہی شکر ہی پروردگار کا کہ آپ کا دشمن قتل ہوا
اب مناسب یہ ہی کہ باغ مین تشریف لے چلیے سب احوال آپ کو ظاہر ہو جائے گا
کلیم تاجدار شاہزادے کے ساتھ ہوا ملکہ نے بام سے دیکھا کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار

آتا ہی ایک سفید مو ولائی اور ڈھلی دروازے پر آکر کھڑی ہوئی کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار
اندر آیا کلیم نے جو بٹی کو دیکھا کہ برائے استقبال کھڑی ہو دعائے جان درازدی شاہزادہ
کلیم کو ساتھ لیے ہوئے محفل میں آیا کل کیفیت عرض کی کلیم تاجدار جرأت و جلالت کو
شاہزادے کی دیکھکر محو دید ار ہو رہا ہی حال سنکر قدموں پر گرا شاہزادے سے کلمہ
پڑھایا کلیم تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور باہر جاکر کل فوج کو مسلمان
کیا تین دن شاہزادہ قلعے میں رہا چوتھے دن فرمایا کہ بھائی صاحب میرے واسطے
پریشان ہونگے اب میں جاؤنگا کلیم تاجدار نے عرض کی کہ غلام ساتھ چلیگا شاہزادے
نے کلیم تاجدار کو ساتھ لیا اور طرف رستم کے کوچ کر دیا یہاں صبح کو جو رستم نے
سنا کہ جہانگیر چوری گئے بڑا افسوس ہوا فرمایا کیوں سمک یلداقی تمنے نگہبانی
نہ کی کہ میرے قوت بازو کو بچا لیتے سمک نے عرض کی کہ غلام بالکل نہیں آگاہ ہوا
چاپک کو تلاش کرنے جاتا ہوں مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اول چاپک پر
کوئی افتاد پڑی ورنہ چاپک بہت فہیم ہی اپنے آقا کا خیر خواہ عاشق صادق رستم
نے کہا جلد جاؤ اور چاپک کو ڈھونڈھکر لاؤ یہاں سفاک جو چاپک کو درخت
سے باندھ گیا تھا جب صبح ہوئی اور کاہ فروش جنگل میں آئے اور چاپک ہوشیار
ہوا بیہوشی اتر گئی کاہ فروشوں کو دیکھکر پکارا کاہ فروش بھاگے دور جاکر گھاس
چھیلنے لگے ہرچند چاپک پکارتا ہی مگر کوئی قریب نہیں آتا سب آپس میں کہتے ہیں کہ
آج اس جنگل میں کوئی بھوت پلید آیا ہی کہ ہمکو پکار رہا ہی ہم اسطرف نہ جائینگے
کہ چاپک نے سمک کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب ادھر آئیے میں یہاں
بندھا ہوں سمک نے جو چاپک کی آواز سنی قریب آکر کھولا سب حال سمک
سے کہکے کہا معلوم ہوتا ہی مجھکو گرفتار کرکے وہ عیار میری صورت بنکر گیا اور آقا کو
گرفتار کر لے گیا سمک یلداقی چاپک کو سامنے رستم کے لایا چاپک بہت روتا تھا
اور کہتا تھا کہ اپنی بیوقوفی پر روتا ہوں کہ جب وہ عیار گرا تو میں نے کیوں نہ
عیاب مار الا ٹیکا یہ انجام ہوا رستم نے فرمایا جاکر تلاش کرو مجھکو بڑا قلق ہی اگر

قبلہ و کعبہ اگر سنینگے تو فرماوینگے کہ چھوٹے بھائی کی مدد نہ کی مجھکو بڑا حجاب ہوگا یہ سنکر
چالاک نے کہا اے شہریار غلام کو بڑا حجاب ہے کہ عیار کہینگے اپنے آقا کی حفاظت
نہ کی یہ کہکر چاہا کہ روانہ ہو جاؤن یکایک صحرا سے گرد اٹھی منقار تیرزن پہلوان
بارہ ہزار فوج سے مقابلہ رستم مین پہونچا ایسا بلبلایا ہوا تھا کہ طبل جنگی بجوا دیا یہان
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
مگر چونکہ رستم جانتے تھے کہ دشمن کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہے صرف پانچ ہزار فوج
اپنے ساتھ لی اور میدان مین آئے بعد صفوف آرائی منقار میدان مین آیا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب نکالا مقابلے مین
منقار کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور چند
طعنون کے بعد نیزہ اُسکا جیسے ہی نکلا اُسنے تلوار کھینچی اور رستم کو دھوکا دیا کہ
آپ کی پشت پر کون ہے رستم پلٹے اُسنے ہاتھ مار دیا سر رستم زخمی ہوا سردار رستم
کو پھیر لائے منقار نے پھر نعرہ کیا دو سردار اور آئے اُنکو بھی زخمی کیا اب کوئی مقابلہ
مین اُسکے نہین آتا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے اور نعرے کر رہا ہے کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے کہ جہانگیر بن صاحبقران گھوڑا اڑائے
ہوئے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان کارزار مین
گینڈا مہمیز کر رہا ہے وہین سے مرکب کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او بے حیا کیون غرور
کرتا ہے جناب قبلہ و کعبہ کے زخمی کرنے پر اسقدر مغرور ہے کہ عقل و فراست سے
دور ہو گیا مین تجھکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہتے ہوئے سامنے منقار کے آئے
منقار نے جو رعب جہانگیر دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا نیزہ مارا جہانگیر کو بڑا
غصہ تھا نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر
روکا اُچھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ منقار کے دو ٹکڑے ہوئے منقار
کو مار کر جہانگیر فوج پر جا پڑے اور پلٹ کر رستم سے کہا کہ آپ تکلیف نفرمایئے گا
رستم کو بہت ناگوار ہوا جہانگیر نے تھوڑے عرصے مین سب کو شکست دی

گھوڑا اُڑاتے ہوئے پلٹے آکر رستم کو نذر دکھائی اور یہ کلمہ کہا کہ چونکہ آپ نمکخوار
تھے اسوجہ سے غلام نے اسکو مار لیا رستم کو یہ سب حرکتیں ناگوار گذریں خیال یہ
یہ ہی کہ یہ کسی مقام پر پہنچینگے تو مین جا کر اسکو رہا کرونگا تب اسکا غرور رہیگا اس خیال
مین بیٹھے تھے کہ عرض ہوئی در دولت پر ایک بادشاہ حاضر ہی خدمت مین آنا چاہتا ہی
رستم نے بلوایا بادشاہ اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ سیاہ پوش ہی کئی صندوقچے بھی
جواہر کے اُسنے لاکر سامنے رستم کے پیش کیے عرض کی کہ سامنے کوہ فنا ہی مشہور
ہی کہ کوہ فنا مین طلسم فنا ہی غلام کا نام احمر گلگون پوش تھا جسدن سے فرزند
سے جدا ہوا احمر سیاہ پوش نام رکھا آج خبر سنی کہ فرزند صاحبقران اس مقام
پر فروکش ہین یہ صندوقچے مملو از جواہر ہین خدمت مین پیش کرتا ہون کہ ملازمان سرکار
کو بطور انعام تقسیم فرمایئے غلام کا فرزند سعید گلگون پوش جو قید ہوگیا ہی اُسکو رہا
کرا دیجیے رستم یہ حال سنکر خاموش ہوئے سوچ رہے تھے کہ اسکو کیا جواب دون
کہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے کھڑے ہوئے عرض کی
کہ غلام کو حکم ہو کہ جا کر اسکے بیٹے کو رہا کر دون وہانکے شاہ کو سزا دون رستم کو اور
ناگوار ہوا مگر سوچے کہ اسکو جانیدو یہ جا کر آفت مین مبتلا ہوگا مین جا کر رہا کر دونگا
مگر جہانگیر نے ملک احمر سے کہا کہ چلکر مقام بتادو کہ مین تمہارے فرزند کو رہا کرلاؤن
شاہزادہ رستم کو یہ بھی ناگوار ہوا برہم ہو کر کہا اچھا بھائی جاؤ اس بیچارے کی
مشکل آسان کردو احمر سے کہا یہ جواہر ہم نلین گے یہ کہکر صندوقچے پھیر دیے مگر سب سے
زیادہ چالاک صبا رفتار خوشیان کر رہا ہی کہ جب آقاے نامدار طلسم فتح کرنے
جاوینگے تو مین بھی جاؤنگا طلسم مین جا کر ہنگامہ ڈالدونگا دیکھو کیا کیفیت کرتا ہون
جلسے کے جلسے جادوگرون کے درہم و برہم کردون سمک بلدا قی خاموش کھڑا ہی
رستم سے اشارے کر رہا ہی کہ آقاے نامدار انکو روکیے آپ جایئے رستم نے
پکار کر کہا کہ ای یار وفادار مین مطلب تمہارا سمجھا مگر انکو جانے دو انکے بعد مین جاؤنگا
اُس شاہ نے کہا ای شاہزادہ والاقدر اب شام ہوچکی ہی طلسم کی علامت صبح کو معلوم

ہوگی بس یہ کہکر جہانگیر کو سمجھایا ملک احمر بھی بیٹھا مگر منتر چابک کہ بہت ہی خوش تھا
سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

دل کی تڑپ دکھاتی نہیں کچھ اثر مجھے — ہنستے ہیں بیشتر مرے زخم جگر مجھے
خود گم کرینگی یاد کسی کی اگر مجھے — ڈھونڈھینگی بیکسی مری جاکر کدھر مجھے
تمنے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو — دھوکے سے دیگیا ہو وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ لگ گئی شب فرقت جگا دیا — سمجھا تھا فتنہ کیا یہ دل فتنہ گر مجھے
کتنا ہو دل کہ ہوتی تھی شب یوں وہاں بسر — پہلو میں رکھ کے سوتے تھے یار رات بھر مجھے
تقدیر کتنی ہو ابھی لادوں جواب خط — تم آپ ہی بناتے نہیں نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہے کہ وہ کہتے ہیں او جلال — ملنا جو اس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو جہانگیر نے ملک احمر کو ساتھ لیا طرف کوہ کے چلے جب سامنے اُس پہاڑ کے آئے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ اس کوہ کے درے میں جاؤ وہ جوان چلا جیسے ہی سایۂ کوہ میں پہونچا درۂ کوہ کے اندر سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق میں خود تیری مشتاق تھی پہلے دو کنیزیں آئیں اُنھوں نے دو کرسیاں بچھائیں جیسے ہی گنہگار قریب پہونچا ایک کنیز نے اُس گنہگار کو کرسی پر بٹھایا کہ درۂ کوہ میں روشنی ہوئی ایک نازنین خورشید جمال نکلی دوسری کرسی پر آکر بیٹھی کنیزوں سے اشارہ کیا وہ گلابی اور جام لیکر آئیں جام لبریز کرکے گنہگار کو دیا وہ جوان بلا تکلف پی گیا پیتے ہی وہ جوان حرکتیں خلاف کرنے لگا وہ نازنین منع کرتی ہے مگر اُس جوان نے چاہا کہ گلے میں ہاتھ ڈالکر بوسہ لبوں کا اندر سے کوہ کے آواز آئی اے جوان خبردار بوسہ نہ لینا اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا اور بوسہ لے لیا ایک زنگی اندر سے نکلا تلوار چمکاتا ہوا للکارتا ہوا کہ او نامرد اُٹھ تو بھی وہ جوان بھی اُٹھا کہ زنگی نے ہاتھ مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے اور اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا لاشہ اُس جوان کا اُٹھا کر لے گیا ملک احمر نے کہا اے شہریار رہی ساتھ

میرے فرزند پر گذرا میں مایوس تھا کہ فرزند میرا مارا گیا مگر نجومیون نے مجھسے بیان
کیا کہ طلسم کا یہی طریقہ ہی وہ جوان زندہ ہی جہانگیر یہ دیکھکر خود ڈرے مگر چاپک ساتھ
ہی ملک احمر دیکھ رہا ہی کہ جہانگیر جو سایۂ کوہ مین پہونچے ایک جوان کوہ سے نکلا اسنے
نفیر بجائی وہی دو کنیزین کرسی لیکر آئین لاکر بچھا دین جہانگیر و چاپک بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے وہی نازنین آئی تیسری کرسی اوربچھگئی ایک جام اسنے جہانگیر کو پلایا اور ایک
چاپک کو دیا چاپک نے ہاتھ باندھکر کہا ای آقائے نامدار آپ اس مہ جبین پر
نگاہ نہ ڈالیے جہانگیر نے کہا او بے ادب دیکھتا ہی کہ وہ مجھپر میل کر رہی ہی تو ایسا کلمہ
کہتا ہی چاپک نے نیچہ کھینچا جہانگیر نے اٹھکر ایک ہاتھ مار دیا کہ چاپک کے
دو ٹکڑے ہوے کہ اندر سے آواز آئی او جوان تو نے اسکو کیون مارا وہی
زنگی نکلا اسنے جہانگیر کو قتل کیا دونون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کہ دو سہری
پنجے آسمان سے گرے دونون لاشے اٹھالے گئے ملک احمر وغیرہ روتے ہوے
پلٹے جہانگیر و چاپک بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوے دیکھا چند زنگی ہمکو ساتھ
لیے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے چاپک سے کہا کہ کیون او بے ادب تو نے
بڑا ستم کیا کہ میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی چاپک نے کہا ای آقائے نامدار اب کچھ
نہ فرمایئے یہ منفذ طلسم تھا اب اپنی رہائی کی فکر کیجیے جہانگیر نے کہا پروردگار
رہا کرائیگا کہ سامنے ایک دروازہ شہر کا معلوم ہوا وہ زنگی شاہزادے کو لیے
ہوے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہر دکاندارون نے جو جہانگیر کو
دیکھا اپنی اپنی دکانوں سے اٹھ اٹھکر سلام کرنے لگے اور زنگیون سے پوچھتے
تھے کہ یہی جوان طلسم کشا ہی زنگی کہتے تھے کہ یہ جوان طلسم کشا تو نہین ہی لیکن بڑا
بہادر ہی ہمنے اسکو بہ مشکل گرفتار کیا اب ادبار شاہ کے پاس لیے جاتے ہین
کہ مالک در بند اول ہی وہ انکو سزا دیگا تب انکا احوال کھلیگا وہ زنگی شاہزادے کو
لیے ہوے ایک دربار مین آئے دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر بیٹھا ہوا اور کئی
ہزار جوان گرد اسکے بیٹھے ہین جہانگیر نے آتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت

کی ساحر بگڑنے لگے اوبارشاہ نے کہا تم سب خاموش رہو مین اِسکو سزا دیتا ہون کتاب سوانحات تو لاؤ ایک وزیر جا کر کتاب لایا اوبارشاہ نے کتاب کو دیکھکر اپنے زانو پر ہاتھ مار لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا یہ جوان طلسم کشا ہی اسکا قتل ہونا دشوار ہی مگر جلاد کو بلاؤ ایک زنگی تلوار کھینچے ہوئے آیا اُسنے آکر گردن پر شاہزادے کی کونلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا اوبارشاہ نے کہا کیون دیر کرتا ہی اسکو جلد قتل کر جلاد نے چاہا ہاتھ مارے شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

خداوندا دو عالم را تو خلاق	کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را می پرستند جملہ عالم	شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہر وقت و بہر حال	کشادہ بر جہان ابواب ارزاق
تعلق دین سنید ارد بہ دنیا	کہ باحق غیر حق را نیست الحاق
منہ بیرون ز صدق و راستی پا	کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز ناپرہیزی ای دانا بپرہیز	کہ باشی تندرست و چابک و چاق

شاہزادے نے بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین تخت اُڑاے ہوئے آتی ہی اوبار نے کہا لو یا رو ملکہ ماہ رخسار آتی ہین سب ساحر کھڑے ہو گئے وہ نازنین آکر اُتری اوبارشاہ نے فرزند کہکر گلے سے لگا لیا ملکہ ماہ رخسار تخت پر بیٹھی پوچھا ای والد تامدار آج کیا ہنگامہ ہی صبح کو جو مین اُٹھی طائرون نے بہت غلغلہ کیا اور ایک طائر نے کہا کہ دربار مین باپ کے جلد جائیے تو آپ کو حال معلوم ہو اوبارشاہ نے کہا ای نور نظر یہ جوان جو سامنے بیٹھا ہی مع عیار آیا ہی کتاب سوانحات مین لکھا ہی کہ یہ جوان طلسم کشا ہی تو مین اسکو قتل کرتا ہون کہ نام طلسم کشا پردہ دنیا سے مٹ جائے نہ طلسم کشا زندہ ہوگا نہ طلسم فتح ہوگا ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر جو جمال بے مثال جہانگیر دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم بیٹھا ہوا

زنجیر بین ہلا رہا ہی ماہ رخسار جمال دیکھکر بیہوش ہوگئی اوبادشاہ رونے لگا کہا کہ
میری نور نظر کو کیا ہوا انکو سے سہلائے گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب ماہ رخسار کو ہوش
آیا آنکھ کھولتے ہی طرف جہانگیر کے دیکھنے لگی اوبادشاہ نے پوچھا ای نور نظر خیر تو
ہی ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین نے کبھی اسطرح قیدی کو نہین دیکھا تھا
اس حال مین دیکھکر دل بیقرار ہوگیا اسی وجہ سے غش آیا آپ اسکو قتل نہ کیجیے مجھے
عنایت فرمایئے کہ مین باغ مین لیجا کر بدعت سے اسکو قتل کرون کہ اسکو بھی مزہ ملے
اور معلوم ہو کہ یہان آنے سے کیا نفع ہوا ارادہ طلسم کشائی رکھتے تھے آخر تڑپ
تڑپ کے مرے تیسرے دن اسکی لاش بھیجونگی پہلے دن ہاتھ قلم کرون پھر پاؤن
کاٹون جب یہ صدمہ اٹھا چکے تب سر کاٹون اور یہ بہتر نہین ہی کہ آج ہی اسکو قتل
کرڈالیے اسکو صدمہ کیا ہوگا جو شخص ایسا ہو کہ جس سے خوف جان و مال ہو اسکو
تڑپا کر قتل کرین کہ یہ بھی یاد کرے کہ طلسم کشائی کا مزہ پایا اوبادشاہ نے کہا بیٹا
لیجاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ زندہ رہا تو سب اہل طلسم مردہ ہین اور یہی لکھا
ہی کہ اس جوان کو موت نہین ہی مین یہ چاہتا ہون کہ سر اسکا مجھکو ملے تو خدمت
شاہ طلسم مین بھیجون انھون نے بھی اس سال لکھا تھا کہ زمانہ انتشار ہی اور آمد
طلسم کشا کی معلوم ہی ہمکو بخوبی معلوم ہی طلسم کی حفاظت کرو جو اس ارادے سے
آئے ہماسکو قتل کرڈالو ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار آپ مجھکو کیون اسطرح
سمجھاتے ہین جیسا مین نے عرض کیا وہی کرونگی تیسرے دن سر بھیجونگی یہ کہکر کنیزون
سے اشارہ کیا کنیزون نے جہانگیر و چپایک کو تخت پر ڈالا کہا تم انکو لیکر چلو مین
بھی آتی ہون جب چلنے لگی تو باپ سے پوچھا کہ کیون والد اگر کوئی طلسم کشائی کا
ارادہ کرے تو کیا تدبیر کرے اوبادشاہ نے منھ پھیر لیا کہا ای نور نظر خبردار ایسی
بات پھر نہ پوچھنا ماہ رخسار خاموش ہوکر روانہ ہوگئی باغ مین آکر جہانگیر اور
چپایک کی قید کاٹی کہا ای شہریار آپ کا حسب و نسب کیا ہی جہانگیر نے کہا میرا
جہانگیر نام ہی فرزند صاحبقران ہون ملکہ خوش ہوگئین کہا ای شہریار در حقیقت

سامری نامے میں بھی یہی لکھا ہے کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ہوگا چالاک کہہ رہا ہے کہ اے شہریار فنا ہی طلسم کی تدبیر کیجیے جہانگیر فرماتے ہیں کیا میں غفلت کرونگا کیوں اے ملکہ ماہ رخسار اب کیا کرنا چاہیے چالاک باغ میں ٹہلنے لگا ماہ رخسار نے کہا اتنا جانتی ہوں کہ اگر اظلم جادو قتل ہو تو راستہ کھلے لیکن آپ بیٹھے میں تدبیر کرونگی یہ کہکر کنیزونکو اشارہ کیا ساقیاں سیمیں ساق و مطربان خوش آواز سامنے آکر حاضر ہوئے ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی

نظم

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا — اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے ہیں نے ہیں وہ بلبل ہوں — ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہیں پر آیا کی — وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپر آشیانہ ہوا
فراق چشم میں آنکھیں ہوئیں ہماری کور — اک آنسوؤں کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو — صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

شاہزادہ بیٹھا سن رہا ہے چالاک سامنے ٹہل رہا ہے کہ زمین شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اُسنے چالاک کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ اے ماہ رخسار تمنے غضب کیا کہ دشمن شاہ طلسم کو اپنے گھر میں جگہ دی چالاک کو لیکر چلا ماہ رخسار نے بھی سحر کیا مگر اظلم نہ رُکا اور چالاک کو لے گیا ایک پہاڑ پر لاکر ٹھہرایا چالاک رونے لگا اظلم نے پوچھا کیوں روتا ہے چالاک نے کہا اپنی تقدیر کو روتا ہوں اظلم نے پوچھا آخر مطلب تو کہو چالاک نے کہا میرے پاس کچھ جواہرات ہیں وہ لے لو مجھکو رہا کردو اظلم سوچا کہ اسکا مال اگر لے لونگا تو کون پوچھیگا چالاک نے کمر سے ڈبیہ نکالی اظلم کو دی اظلم نے پوچھا اِس میں کیا ہے چالاک نے کہا اِس میں تمھاری موت ہے یہ کہکر چالاک بہت ہنسا کہا اسکو کھولکر دیکھیے آپ کو معلوم ہوگا اظلم جادو نے جو وہ ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی اظلم جادو بیہوش ہوکر گرا چالاک نے خنجر مارا کہ شکم چاک تصہ پاک ہوا اظلم کو مارکر اظلم کی شکل بنا اور کہوہ سے آئے املازمان اظلم جو پھر رہے تھے اُن سب نے آکر سلام کیا چالاک نے کہا تخت لاؤ تخت آیا

اظلم نقلی نے کہا تم سب میرے ساتھ چلو اب تخت پڑھتا جاتا ہو اور ملازم آتے
جاتے ہین سب ملازمون کا مجمع ہی پوچھ رہے ہین کہ اے افسر تم پر اسکے گرفتاری طلسم کشا
گئے تھے چابک نے کہا مین فکر مین گیا تھا مگر طلسم کشا کو نہین پایا سب کے نام باتون
مین دریافت کرلیے اس دھوم سے چابک قلعے مین آیا کہ سب دوکاندار سلام
کر رہے ہین سب کا سلام بندگی لیتا ہوا دربار مین آیا تخت پر بیٹھا امورات ضروری
دیکھا کیا رات کو سو یا صبح کو تخت پر آیا بیٹھکر رونے لگا سردارون نے پوچھا آقا کیون
روتے ہو چابک نے کہا مین نے رات کو خواب دیکھا کہ پورے دو سو خداوند جمع
ہین بصورت ہائے مختلف کوئی گدہے کی شکل پر کوئی ہاتھی بنا ہوا ہی کوئی گھوڑا مگر
لنگڑاتا ہوا اس صورت مین سب آکر جمع ہوئے مجھسے کہا ای اظلم اب زمانۂ انقلاب
ہی تمکو مناسب یہ ہی کہ اپنی جان بچاؤ اپنے قلعے کی خیر مناؤ سب کو مسلمان کرو ہمنے
قدرت سے بہت عجز کیے کہ آپ کا پرانا مذہب مٹتا ہی لات ومنات بہت روئے
اور کہا کہ ایسا وقت خلاف ہی کہ ہم خود تمکو ہدایت کرتے ہین کہ اطاعت اسلام
قبول کرو ہمنے قدرت سے اقرار کر لیا ہی لہذا تم سب صاحب بدل اطاعت
کرو آمد طلسم کشا کا انتظار کرتے رہو جب طلسم کشا آئے تو اسکے ساتھ ہوکر رہبری
کرو فنا شاہ جو بادشاہ طلسم ہی اسکے قتل کی جستجو کرو تب جان بچیگی یارو صاف
صاف یہ ہی کہ اپنی اگر زندگی ہی تو سب زندہ ہین اگر خود مردہ ہوئے تو گویا جہان
مردہ ہی سب نے کہا جو آپکی راے ہو چابک نے سب کو مطیع اسلام کیا اور
کہا قلعے کے پھاٹک پر لکھدو کہ قلعہ اظلم اسلام آباد ہی کوئی غیر ساحر یہان نہ آئے
ہم انتظار مین طلسم کشا یعنی شاہزادہ جہانگیر کے ہین ادھر جب اظلم جادو چابک کو
لے گیا تو ملکہ نے کہا ای شہریار اب اظلم جاکر والد نامدار سے اطلاع کریگا وہ ضرور
فساد برپا کرینگے لہذا اب یہان سے نکل چلیے جہانگیر نے کہا مین فکر مین ہون کہ
تمھارے باپ کو قتل کرون یہان سے جانا نہین گوارا کرتا ہون ملکہ نے بہت
کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا وہان چابک نے جب دیکھا کہ سب سردار بدل

مطیع ہو چکے تو دیکھکر کہا یارو میرا ارادہ یہ ہو کہ چلکر بادشاہ دربند اول کو سمجھاؤن اُسکو
بھی مطیع کرون کہ اُسکی جان بچے اگر اُسنے میرا کہنا مان لیا تو بہتر ہو اگر اُسنے کہنا نہ مانا تو مین
اُس سے جنگ کرونگا سب نے کہا جو سرکار کی خوشی ہو وہی کیجیے ہملوگ آپ کے ساتھ
ہین جس سے جنگ کیجیے گا اُس سے جنگ کرینگے کسی بات مین کمی نہ کرینگے سبکو خوب
سمجھا کر چاپک چلا سقنر ہزار ساحر ساتھ تھے بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعے کے
پہونچا ادبار شاہ کو اطلاع ہوئی کہ اظلم جادو مع لشکر کشتی کرکے آیا ہو حیران ہو کہ کیا
سعر کہ ہو کہ اظلم تو خیر خواہ ہو یہ بھی خبر سنی تھی کہ اُسکا ارادہ ہو کہ طلسم کشا کو ڈھونڈھکر قتل
کرون یہان ملکہ ماہ رخسار نے تیسرے دن سر جہانگیر روانہ کیا ایک راہ گیر کو رستہ
سے پکڑ لائے اُسکو بشکل جہانگیر بنا کر سر اُسکا روانہ کیا ادبار شاہ بہت خوش ہوا
سر اُسنے در قلعہ پر لٹکا دیا اُسکے بعد خبر ہوئی کہ اظلم جادو آیا ہو ادبار شاہ بھی نکلا اور
آپس مین طبل جنگی بجے رات کو چاپک اکیلا اُٹھا اور لشکر ادبار شاہ مین آکر پوچھا
ادبار شاہ کہان ہین لوگون نے کہا بارگاہ مین بیٹھے ہین چاپک بلا توقف اندر آیا
ادبار شاہ نے جو اظلم کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہا اظلم یہ کیا سرکشی ہو کہ لشکر کشی کرکے آئے
ہو چاپک نے کہا اے ادبار شاہ میرے خواب مین سب خداوند آئے اور فرما گئے
کہ اپنی جان بچاؤ مسلمان ہو جاؤ مین اسی واسطے تمپر لشکر کشی کرکے آیا ہون مناسب ہو
کہ طلسم کشا کا ساتھ دو ادبار شاہ نے کہا اب طلسم کشا کہان ہو طلسم کشا تو مارا گیا غرض
چاپک نے کہا اگر اس حال مین طلسم کشا زندہ نکلے تو آگاہ ہو کہ مذہب بھی اُسکا صحیح
ہو ادبار نے کہا مین کیونکر کہون کہ وہ زندہ ہین چاپک نے کہا ہم تمھین زندہ دکھا دینگے
ادبار شاہ نے کہا اگر مین طلسم کشا کو زندہ دیکھون تو اُسکے مذہب کا اعتقاد کرون اور
اطاعت بھی اُسکی قبول کرون چاپک نے ہاتھ بڑھایا کہ پختہ وعدہ کیجیے اُسنے ہاتھ پر
ہاتھ مارا اقرار کامل کیا چاپک وعدہ لیکے وہان سے نکلا دوڑا ہوا باغ ملکہ مین
آیا شاہزادے نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بے قرار ہو کر اُٹھے چاپک کو گلے سے
لگا لیا فرمایا اے یار اور کہان تھے چاپک نے سب حال بیان کیا کہ غلام نے سقنر ہزار

ساحر مسلمان کیجیے اب تشریف لے چلیے ادبار شاہ سے ملاقات کیجیے شاہزادہ جہانگیر
دربار مین ادبار شاہ کے پہونچے ادبار نے جو جہانگیر کو دیکھا بے اختیار اٹھکے
کہا حضور آپ کیونکر بچے جہانگیر نے کہا میری قضا نہ تھی خدا نے بچایا چالاک نے
کہا ای ادبار شاہ تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا کبھی لات پرستون مین بھی اسطرحکا
اتفاق ہوا ہی ادبار شاہ نے اٹھکر جہانگیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کرتا تھا
ای شہریار حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین مگر ایک عقدے مین حیران ہون کہ آپ
کیونکر بچے جہانگیر نے کہا یہ بھی حال مفصل معلوم ہو جائیگا کیون گھبراتے ہو یہ
کہکر جہانگیر روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت چالاک نے کہا ای شہریار ہوشیار رہیے گا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ادبار شاہ کو بہت ناگوار ہو ادھر پلٹ کر دیکھا کہ ایک
ساحر ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی چالاک نے ادبار شاہ سے پوچھا کہ یہ ساحر
جو گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ کون ہی ادبار شاہ نے کہا سرخ فام جادو اسکا
نام ہی اسکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی کہ جاکر ادبار کی مدد کرو تو یہ سحر تیار کر رہا ہی
یقین ہی کہ لشکروں پر آگ برسائے چالاک نے کہا بس جایئے سمجھ مین آگیا جہانگیر
تو طرف باغ کے روانہ ہوے مگر ادبار شاہ نے کہ اسکو طرف سے بیٹی کے شک ہوا
تھا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاکر باغ مین ماہ رخسار کے دیکھو کہ بیٹی میری کیا کرتی
ہی یہان چالاک نے جہانگیر کو رخصت کرکے اپنی صورت بشکل ادبار بنائی
سامنے سرخ فام کے آیا سرخ فام نے کہا ای ادبار شاہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی
کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہ جلا آئیگا چالاک نے کہا مین اسواسطے آیا ہون کہ
تم جب سے آئے ہو تمنے شراب نہین پی ایک جام شراب میرے ہاتھ سے پی لو
تب سحر تیار کرو یہ کہکر جام بھرا سرخ فام نے سلام کرکے جام پی لیا جام پیتے ہی
گھبرایا چالاک نے پوچھا کہ کیون گھبرائے ہوے ہو سرخ فام نے کہا ای شاہ
مجھکو پسینہ چلا آتا ہی چالاک نے کہا ذرا اٹھ کھڑے ہو ہوا لگے تو پسینہ خشک ہو
سرخ فام اٹھا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے اسکو خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا

مار کر اسکو چابک تو بھاگا مگر بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نامم من سرخ فام
جادو بعد از اد بار شاہ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر اٹھا اس مکان مین آیا دیکھا لاشہ
سرخ فام پڑا ہو اد بار شاہ نے اپنا منھ پیٹ لیا اور اپنے سرداروں سے آکر
کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کسی نے سرخ فام کو بھی مار ڈالا اظلم جادو ٹھیک کہتا
تھا کہ اب یہ طلسم نہ بچیگا جسکا سر مین نے کنگرۂ قلعہ پر رکھا اسکو زندہ دیکھا کہ اسی
عرصے مین وہ ساحر پلٹ کر آیا جسکو براے خبر ماہ رخسار بھیجا تھا اسنے جا کر یہ دیکھا
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین گانا ہو رہا ہی جام گردش مین ہی ملکہ و کنیزین عیش کی کوشش مین ہین
ساحر نے آکر اد بار شاہ سے بیان کیا کہ ملکہ کے باغ مین کوئی نہین ہو اد بار شاہ
بہت حیران تھا کہ جہانگیر کیونکر بچا مگر اظلم کا کہنا قبول کر چکا ہون صبح کو اسی سے
ملجاؤنگا یہ سوچکر خاموش بیٹھا سرداروں کو اپنے سمجھا رہا ہی کہتا ہی کہ یار و اظلم نے
ٹھیک کہا اب مذہب قدیم چھوڑ و شریک طلسم کشا ہو صبح کو جو لشکر میدان مین آئے
اظلم نقلی تخت پر سوار تخت آگے آگے فوج کے جہانگیر بن صاحبقران ستر ہزار ساحر
پشت پر اد بار شاہ نے اظلم کو سلام کیا کہا ای نظر کردہ بزرگان ہم تمھارے
کہنے کے قابل ہوے اظلم نے کہا ملک الموت کہتے تھے کہ مین نے سرخ فام
کی بھی روح قبض کی اد بار شاہ نے کہا حقیقت مین سرخفام مارا گیا مگر قاتل
اسکا ثابت نہ ہوا اظلم نے کہا جب قدرت خود مٹا رہی ہین تو کون انکو روک
سکتا ہو اسی وجہ سے فرما گئے کہ بندے ہمارے زندہ رہین اگر ہمپر لعنت کرینگے
تو نام تو زبان پر آئیگا جو شوالہ دیکھین گے تو یہ تو کہین گے کہ سامری و جمشید یہان
رہتے تھے اد بار شاہ بھی جب مطیع و منقاد ہو چکا تب چابک نے پکار کر آواز
دی کہ کیون صاحبو پہچانا سب نے کہا آپ ہمارے آقا ہین چابک نے کہا آگاہ
ہو کہ آقا تمھارے مارے گئے مین ہون مہتر چابک صبا رفتار فرزند عمرو
نامدار شکر ہی پروردگار کا کہ تم سب بدل و جان مطیع اہل اسلام ہوے ہو ایسا
مین نے اپنے کو ظاہر کیا یہ کہکر تخت سے اٹھا صورت اصلی سب کو دکھائی سنتے

پہ خوشی قدموں کو بوسہ دیا اور جہانگیر کے گرد پھرے عرض کی حقیقت مین حضور کے
عیارونے بڑا کارنمایان کیا ہم سب اسی کے کہنے سے مطیع ہوے اب جہانگیر مقام
صدر پر بیٹھے اور بادشاہ نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہو کہ آپ صحرا سے عشرت خیز
مین جائین وہان سے لوح محفوظ ملیگی جب لوح محفوظ دستیاب ہو اسکے بعد لوح
طلسمی کی فکر ہو آپ صاحب اقبال ہین ہرچند کہ عشرت خیز جادو بلاسے روزگار
ہو مگر یقین کامل ہو کہ آپ کا داخلہ ایسے لطف سے ہو کہ فناشاہ کو بھی معلوم ہو کہ
طلسم کشا تشریف لائے اسنے طلسم مین بڑے لطف سے حکومت کی ہر جہانگیر اپنے
مقام سے اٹھے چالاک اٹھکر قدموں سے لپٹ گیا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا
جہانگیر نے کہا یہ تو مخالفت ہو کہ دوسرا شخص ساتھ ہو چالاک نے کہا غلام دور
دور رہیگا اتنا مجھکو ثابت ہونا رہے کہ حضور پر کیا گذری شاید مجھسے کوئی تدبیر
بن پڑے جہانگیر آگے آگے چالاک دور دور رکر دیکھتا ہو کہ آگا جاتے ہین جب
جہانگیر سرحد لشکر سے نکلکر ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہایت سرسبز و
شاداب ہو سب نخل سبز پوش ہین عندلیبان چمن کا پہلو سے گل مین جوش وخروش ہو
ہر طرف سے یہی آوازین آتی ہین نظم

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنیکی دعا ہو
جس منہ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے
سینے مین فقط یار کا دم بھرتی رہی سانس
آتی ہی رہی بنکے مرے گھر شب فرقت
دل مانگتے ہین منہ سے مگر کچھ نہین کہتے
سنتا نہین فریاد جو کرتا ہون بتون کی
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر

مین سنتے کہون کوسنے والے کا بھلا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو مین اُس سے گلا ہو
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
تار ایک ہو بس ایک ہی آہین صدا ہو
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
انسان ہو نتم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
اللہ بھی انکے کہین عاشق نہ ہوا ہو
اندیشہ ہو کچھ یار کو جاکر نہ بھرا ہو
مین ڈھونڈ نکالون جو مری آہ رسا ہو

کیا جانے کہاں تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم / کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
کیا عشق کی سرکار مین ڈھونڈھو تو نہ نکلے / جو دکھ مجھے آرام وسے جو درد دوا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا / بلتی ہی جلال آنکھ وہ کب جبین حیا ہو

جہانگیر سیر دیکھتے ہوے ایک محل کے سامنے مین کھڑے ہین کہ دیکھا چند حسینین ایک بارگاہ لیکر آئین اُسی صحرا مین استادکی بعد تھوڑی دیر کے غول کے غول اور رغٹ کے غٹ نازنینان مہجبین وکنیزان مہرتمکین آکر پہونچین چند نے آکر جہانگیر کو سلام کیا اور کہا حضور یہان کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے ملکہ عشرت خیز کی آمد ہی ہی فرمایا تھا کہ طلسم کشا کو بہ آرام بٹھانا تمہ لوگون کو بھی معلوم ہو کہ ہم طلسم کشا کی بہتری چاہتے ہین جہانگیر ان کنیزون کے ساتھ بارگاہ مین آئے آکر مقام صدر پر بیٹھے کنیزین عہدے لیے ہوے حاضر خدمت ہین وسبدم کہتی ہین کہ اب ملکہ آتی ہونگی جہانگیر حیران ہین کہ دیکھیے عشرت خیز سے کیا گذرتی ہی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند کنیزون نے عرض کی وہ سامنے دیکھیے ابر آتش فشان پیدا ہوا ہماری ملکہ آتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر رکا اور پھٹا دیکھا تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ بتکلف سوار ہوا ور سحر کرتی ہوئی آتی ہی کنیزون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ملکہ کا استقبال کیجیے جہانگیر نے کہا مجھے کیا ضرورت ہی کہ ساحرہ کا استقبال کرون کہ وہ تخت زمین پر اترا در بارگاہ پر عشرت خیز ٹھہری کنیزون سے پوچھا طلسم کشا بڑا مغرور ہی کنیزون نے کہا نہین حضور غرور کا تو اُنکے سامنے ذکر نہین بڑے خلیق وحلیم ہین جب سے ہملوگ خدمت مین آئے یہی فرمارہے تھے کہ ملکہ کے تشریف لانے مین کیا دیر ہی ہملوگ عرض کر دیتے تھے کہ تشریف لانا چاہتی ہین ہمنے جو استقبال کو کہا تو یہ فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین ساحرہ کا استقبال کرون عشرت خیز نے کہا تملوگ سحر کر کے گرفتار کر لو مین سامنے نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو غرور رہے کنیزون نے عرض کی حضور کوہ نیرنگ پر چلیں ہم طلسم کشا کو لیکر آتے ہین عشرت خیز

تخت پر سوار ہوکر طرف کوہ نیرنگ کے روانہ ہوگئی مگر چالاک دور سے دیکھ رہا تھا
کہ آقا ہمارے فلان بارگاہ مین گئے ہین نہین معلوم کیا کر رہے ہین طرف اُسی بارگاہ
کے چلا ایک کنیز کو نقرہ دیکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا شاہزادہ مسند پر
بیٹھا ہوا اور کنیزین شراب درست کر رہی ہین اُسمین بیہوشی ملاتی ہین چالاک بھی انکے
ساتھ شریک ہوا اور سے وافع بیہوشی ملادی کنیزون سے نے جام بھر کر سامنے شاہزادے
کے کیا جہانگیر نے وہ جام پیا اور گلابیان جو رکھی تھین چالاک اُنکے قریب
گیا اور سب مین بیہوشی ملائی کہا صاحبو تملوگ بھی پیو اب طلسم کشا نوش فرما چکے
کنیزین بھی شراب پینے لگین تھوڑے عرصے مین سب پی کر بیہوش ہوئین چالاک
نے جہانگیر سے کہا غلام آپ کا حاضر ہے اب کسی کی صورت پر طرف کوہ کے چلیے
مین اُن سب کو ہوشیار کر دون یہی سب آپ کو لے چلین گی جہانگیر نے چالاک
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے چالاک تمنے خوب بچایا مگر نہین معلوم کوہ نیرنگ کون
مقام ہے چالاک نے کہا جب تشریف لے چلیے گا تب معلوم ہو جائیگا شاہزادے
نے کہا جس صورت پر چاہو مجھکو بنا لو اُن سب کنیزون کی افسر گلپوش تھی اُسکی
شکل جہانگیر کو بنایا اور گلپوش کو ایک صندوق مین بند کر دیا سب کو ہوشیار کیا
سب ہوشیار ہوکر اٹھین حیران حیران کہتی تھین کہ کیا سبب ہے کہ ہم لوگ بیہوش
ہوگئے باہم سب نے کہا کوہ نیرنگ پر چلو مگر طلسم کشا کہان گیا چالاک نے کہا
جب تم لوگ بیہوش تھے تب طلسم کشا نکل گیا اب چلکر ملکہ سے اطلاع کرو کہ طلسم کشا
گرفتار نہین کیا گیا لہذا وہین سب حال کھلجائیگا ملکہ طلسم کشا کو بلوا لینگی سب نے
کہا ملکہ گلپوش تخت پر سوار ہون تو ہم تخت لے چلین مگر کنیزین بڑا افسوس کر رہی
ہین اور کہتی ہین کہ ہمسے بڑی غفلت ہوئی کہ طلسم کشا نکل گئے گلپوش کو تخت پر
سوار کر لیا اور چالاک بھی ایک کنیز کی صورت پر حاضر خدمت ہے تخت اُڑتا
ہوا چلا مگر رستم پیلتن بعد جانے جہانگیر کے سمک سے فرمانے لگے کہ جہانگیر کے
مزاج مین غرور ہے اے سمک میرا ارادہ ہے کہ جاکر انکو قید سے رہا کرون علامت وا

انکو لے گئے ہین جاکر قبضہ کیا ہوگا مین ایسے وقت پر پہونچون کہ جاکر رہا کر دون
تب سارا غرور نکلجائیگا یہ کہکر سوار ہوے سمک نے عرض کی کہ یہ مقدمہ طلسم ہی
اگر ذرا بھی فرق پڑیگا تو اور مقام پر پہونچیگا رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ تجھے
اس مین کیا دخل ہی یہ فرما کر سوار ہوے سمک بھی پیچھے پیچھے رستم کے ساتھ چلا
مگر سوچ رہا ہی کہ شاہزادہ بے قاعدے جاتا ہی دیکھیے کہان پہونچے اگر رستم جو
صحرا مین آئے جو درخت سامنے ملا اسکو قلم کیا سامنے سے پہاڑ کے نیچے ہوے
جاتے ہین ایک نخل کلان چنار کا تھا رستم نے اسکو بھی قلم کیا جب نخل گرا تو وہان
ایک غار تھا دیکھا ایک شیشہ رکھا ہوا ہی اسپر موم کی ڈاٹ مضبوطی سے
لگی ہی ایک مار سرخ اس شیشے مین بیٹھا ہی جیسے ہی رستم کو دیکھا فریاد کرنے لگا
کہ اے شہریار شیشہ نہ توڑیے گا ڈاٹ کھولیے تو مین نکل آؤن رستم نے ڈاٹ
کھولی وہ مار سرخ تڑپ کر نکلا زمین مین گر کر غلطان مارنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے رستم نے دیکھا ایک جوان خوش رو تاج شہریاری سر پر مگر چہرہ اداس سامنے
کھڑا ہی رستم کو دعائین دے رہا ہی کہتا ہی اے شہریار مین شہنشاہ جنات ہون
مجھسے کچھ خطا ہوئی تو ایک شاہ صاحب نے مجھکو سحر کرکے بند کر دیا آج کئی سو
برس کے بعد مین نے رہائی پائی آپ کو دعا دیتا ہون اب آپ میرے باغ
مین چلیے جو مراد آپ کی ہوگی وہ پوری کرونگا ہمیشہ حاضر خدمت رہونگا میرا
نام سرخ پوش جنی ہی رستم ہمراہ سرخ پوش کے چلے مگر سمک دور سے دیکھ
رہا ہی سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین مدد غیبی شریک حال ہوئی یہ بھی پیچھے
پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا سرخ پوش
رستم کو ساتھ لیے ہوے اس باغ مین آیا رستم نے دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
سرخ پوش نے عرض کی غلام کے نہ ہونے سے یہ باغ ویران ہو گیا کہ پہلوے
باغ سے دو جوان پیدا ہوے انھون نے آکر سرخ پوش کو سلام کیا اپنے
تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہا اے شاہ کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے

اشارہ کیا کہ اسکے تصدق سے رہا ہوا کیون شہریار آپ کی کیا آرزو ہی رستم نے
کہا ای سرخ پوش یہ آرزو ہی کہ اس طلسم کو تسخیر کرون اور جو قیدی یہان ہون انکو
رہا کر دون سرخ پوش نے سر جھکایا خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فتاح طلسم
اور شخص ہی مگر یہ جوان بدمزاج ہی اگر کہونگا کہ آپ فتاح نہین ہین تو رنجیدہ ہونگے اور بہت لڑینگے
پھر سوچکر عرض کی کہ غلام فکر کریگا ان دونون جوانون سے سرخ پوش نے
حکم دیا کوہ پیرنگ پر جاؤ دیکھو وہان کیا سامان ہی دونون جوان روانہ ہو گئے
بعد تھوڑی دیر کے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار کوہ پیرنگ پر
میلہ ہو رہا ہی دروازہ کھلا ہی یقین ہی کہ عشرت خیز میلہ دیکھنے کو آئیگی یہ سنکر
سرخ پوش نے کہا تو آقا چلیے یہ نقش آپ کو دیتا ہون اسکو اپنے پاس رکھیے
آپ پہ سحر تاثیر نہ کریگا رستم سوار ہوئے سرخ پوش ساتھ لیکر چلا تھوڑی دور
راستہ طی کیا تھا کہ آدمیون کی آواز کان مین آئی سرخ پوش نے کہا آقا سے نامدار
آپ بالائے کوہ جائیےگا ایک تصویر سنگ مرمر کی ہی وہی سب کو آواز دیتی ہی اس
تصویر کو توڑ ڈالیےگا یقین ہی اس مین سے ایک ساحر نکلیگا آپ پر سحر کریگا آپ بھی
نقش چمکائیےگا اسکا سحر تاثیر نہ کریگا اس ساحر کا نقش نگار جادو نام ہی حضور
پہاڑ سے اترآئین وہ ساحر نکلیگا آپ پہاڑ سے اترکر جب قصد کرینگے کہ نکل جاؤن
تو اہل میلہ روکینگے اُنسے مقابلہ پڑیگا غلام شرکت کریگا بخوبی رستم کو سمجھا کے
بالائے کوہ لایا رستم نے دیکھا کہ زیر کوہ میلہ جمع ہی ہر طرف دوکاندار بیٹھے ہین
بازار مین ناچنے والیان ناچتی پھرتی ہین جو کوئی سامنے آیا اُسکا دامن تھام
لیا کسی نے پیسہ دیا کسی فیاض نے چوانی دوانی دیدی ہر طرف تماشبینون کے ہجوم
ہین بھی بلا ہی کہ ظہور خداوند ہوا چاہتا ہی رستم قصد کر رہے ہین کہ دیر مین جاؤن
کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ عشرت خیز آکر پہونچی دروازہ کھلا ہوا ہی تصویر سے
آواز آئی کیون عشرت خیز طلسم کشا کو لائین عشرت خیز نے جواب دیا کنیزین
لاتی ہونگی کہ آسمان سے برق چمکی گلفروش نقلی تخت پر سوار کنیزین تخت کو گھیرے

ہوسے آکر پہونچی عشرت خیز نے پوچھا طلسم کشا کہان ہی گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ طلسم کشا نکل گیا یہ کہکر گلفروش نقلی کو دیہی قریب تصویر کے پہونچی عشرت خیز نے کہا ای گلفروش تصویر کے قریب نہ جانا مگر گلفروش نقلی نے نہ مانا طرف تصویر کے چلی اب سماک نے رستم سے کہا آپ اپنے کو قریب تصویر کے پہونچایئے دیکھیے گلفروش ہاتھ ڈالنے جاتی ہی مگر یہ گلفروش نہین ہی آنکھون سے معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادہ جہانگیر ہی رستم نے جو نام جہانگیر کا سنا بڑا غصہ آیا جھپٹ کر بڑھے عشرت خیز نے چاہا روکے مگر رستم کب رکتے ہین قریب تصویر کے پہونچے اور تصویر پہ ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا کہ تصویر ٹوٹی ایک دھوان نکلا مگر عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ ای اہل میلہ عین طلسم کشا آگئے یقین تھا کہ وہ دھوان رستم کو گھیرے رستم نے نقش چمکایا سحر باطل ہوا اور رستم باہر نکلے عشرت خیز نے پکار کر آواز دی سب میلے والے آمادہ رہین کہ یہ شخص نیچے اترے تو اسکو مار لین لیکن شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ رستم نے آکر تصویر توڑی بہت ناگوار ہوا چابک سے کہا کہ دیکھا تمنے بھائی صاحب وقت پر آئے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اس میلے مین جاکر گھر جینگے جب رستم کوہ سے اترے کل اہل میلہ نے گھیر لیا رستم لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مگر جہانگیر نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب گھرے ہوے ہین تاب نہ رہی پہاڑ سے اترے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کرکے جا پڑے سماک و چابک بھی لڑ رہے ہین مگر رستم عین گرمی جنگ مین انتہا کے زخمی ہوے آخر ناچار ہوکر ایک جانب لڑتے ہوے چلے ادھر عشرت خیز نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ کمال شیرانہ لڑ رہا ہی عشرت خیز کو بڑی حیرت ہوئی کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر پہونچا مگر دل بیقرار ہو رہا ہی سوچی کہ ای عشرت خیز ایسا نہ ہو کہ اہل میلہ گھیر کر اس جوان کو مار لین تو بڑی خرابی ہوگی ای

عشرت خیز اگر ہو سکے تو دشمنون کے ہاتھ سے اس جوان کو بچاؤن یہ سوچکر بھاگی
باغ محفوظ مین پہونچی لوح محفوظ کو وہان سے لائی عین گرمی جنگ مین ایک کنیز سے
کہا یہ تختی لیجاؤ گلے مین اس جوان کے جو لڑ رہا ہی ڈالدو ایسا نہ ہو کہ ساحر اسکو گرفتار
کرلین تو بڑی بات ہی وہ کنیز منہر چاپاک تختا تختی لیکر خوشی خوشی قریب جہانگیر کے
آیا کہا اے شہریار اس تختی کو گلے مین ڈال لیجیے دشمن کو خدا نے دوست کیا کہ یہ تحفہ
ملا جہانگیر نے لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مصروف جنگ ہوے مگر رستم لڑتے
ہوے اس میدان سے نکلے ایک صحرا مین پہونچے گوشے مین جھیل تھی گھوڑے
سے اترے کہ زخمون کو دھوؤن خون پاک کرون جب قریب نہر کے آئے چاہا
زخمون کو دھوؤن کہ ہاتھ کانپا گر کر بیہوش ہو گئے مگر سرخ پوش بھی کہ تلاش مین
رستم کی نکلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اس مقام پر پہونچا دور سے دیکھا کہ رستم بیہوش
پڑے ہین اور گھوڑا چرا مین مصروف ہی جھپٹ کر قریب آیا رستم کے زخمون پر ٹانکے
دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین تب رستم کو ہوش آیا سرخپوش رستم کو ساتھ ایک طرف
اپنے باغ کے چلا راہ مین کہا اے شہریار ایک بڑی مشکل ہی کہ آپ فتاح طلسم نہین
ہین مین لاکھ کوشش کرون مگر لوح طلسم انھین کو ملیگی رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ
کیا بیہودہ بکتے ہو جب تلوار کھینچیگی تب ساری فتاحی رہجائیگی تلوار کے آگے کسیکا
زور نہین چلتا یہ باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ رستم کے کان مین آواز توپ کی آئی
کہا اے سرخپوش کہین کوئی قلعہ لڑ رہا ہی کہ توپ موقوف ہوئی رستم نے کہا اے
سرخپوش توپ موقوف ہوئی اسی طرف چلو سرخ پوش نے ہرچند روکا مگر
رستم اسی جانب روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا بالاے قلعہ ایک
بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی کہ او تمہارا زنگی مین مجبور ہون ناچار ہون خراج میرے
کیے ادا نہین ہو سکتا زنگی جواب دیتا ہی کہ یہ پیام پہلے کیا ہوتا اول مین تو سرکشی
کی اب عاجز ہوے تو یہ کلام ہی بدون فتح قلعہ باز نہ آؤنگا رستم کو بہت ناگوار ہوا
وہین سے للکارے کہ او مغرور بے خبر دار آگے نہ بڑھنا وہ بیچارہ عذر کرتا ہی تو عذر کا

جواب سخت دیتا ہے اُس زنگی نے رستم کی آواز سنی للکار کر آواز دی کہ تم آکر رستم کو
ما بدولت کو کون روک سکتا ہے رستم نے گھوڑا بڑھایا سامنے اُس زنگی کے پہونچے
مگر بادشاہ پیر نے جو بالائے قلعہ سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال میری مدد کو
آتا ہے اور زنگی کے مقابلے میں پہونچا قلعے کو کھولکر نکل آیا فوج کو ساتھ لیے ہوئے
صفین باندھکر کھڑا ہوا اُس زنگی نے نیزہ مارا رستم نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا
ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا تلوارین کھینچکر آ پڑے رستم تلوار کھینچکر فوج سے
لڑنے لگے وہ بادشاہ پیر بھی شریک ہوا آخر وہ شکست کھا کر بھاگے رستم نے
مال وغیرہ لٹوا لیا بادشاہ پیر کے ملازمون نے خوب ہاتھ صاف کیے بعد فتح وغیرہ کی
رستم پلٹے اُس بادشاہ پیر نے آکر سلام کیا کہا حضور سب کے جان بخش ہین آج
دعوت قبول فرمایئے رستم نے کہا دعوت ہماری یہ ہے کہ مذہب اسلام قبول کرو
اگر کوئی تکرار ہو تو بیان کرو سوال کرو کہ مین جواب دون وہ بادشاہ پیر کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج کو مسلمان کیا رستم ساتھ اُس بادشاہ کے
قلعے مین آئے سب اہل قلعہ رستم کو سلام کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ آپ نے بڑا
احسان کیا ہم سب کی جان بچائی ورنہ نہین معلوم تھا زنگی کیا قیامت برپا کرتا
ہم سب آپ کے آزاد کردہ ہین رستم کہتے ہوئے چلے کہ اب تم سب صاحب اعتقاد
اسلام کرو لات و منات پر لعنت کرو سب دوکاندار بھی اسلام اختیار کر رہے
ہین دار الامارہ مین آئے رستم آکر مقام صدر پر بیٹھے وہ بادشاہ پیر کہ نام جسکا
نیر تاجدار ہے رستم کی خدمت کر رہا ہے جام مے ارغوانی گردش مین ہے پائون
کے جام چل رہا ہے ایک خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائی عندلیب
چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آ نکلی عندلیب

غنچے کہتے ہین چٹک کر سحر گلزار مین
کیا ہنسی آتی ہے سنکے نالہ ہائے عندلیب

کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر
چومتا ہے غنچہ و گل کو جب پاس آکر عندلیب

کر رہا کنج قفس سے ظلم یہ اچھا نہیں	جا کے گلشن کی ہوا صیاد کھائے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم	داستان غم اگر رو کر سنائے عندلیب
فصل گل آئی ہی مجھکو اے ستمگر چھوڑ دے	روز ہی صیاد سے یہ التجائے عندلیب
ہو گئے خوش چھوٹنا پہلا ہا میرے دماغ دکھا آج	ارمغان لیجاؤنگا میں یہ برائے عندلیب
روضۂ شبیر بھی مسطوت ہی اک باغ بہشت	نالہ ہی زائر کا ہی گویا صدائے عندلیب

رستم خوش بیٹھے ہین مگر سرخ پوش نے عرض کی کہ حضور یہان آرام فرمائین غلام جاتا ہی جا بجا ملازمان حضیر سفید ہین مین انکو جا کر رہا کرون رستم نے رخصت دی سرخ پوش روانہ ہوا اسی قلعے کے پہلو مین ایک گنبد تھا اسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا سرخ پوش نے پہلو مین ایک درخت کے آکر تیر مارا کہ طائر گرا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بعد سرخ پوش نے بڑھکر دروازہ کھولا کئی سو جوان قید آہن پہنے بیٹھے تھے سرخ پوش کو دیکھکر خوش ہو گئے عرض کی کہ آقاے نامدار آپ نے کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے کہا فرزند صاحبقران نے مجھکو رہا کیا اب مین انھین کے پاس جاتا ہون تم لوگ آراستہ ہو کر آنا رستم تو قلعۂ ببر تاجدار مین ہین کہ انکا ذکر ہوگا مگر شاہزادہ جہانگیر نے جب لوح محفوظ پائی جس ساحر نے سحر کیا وہ خود مارا گیا لوح محفوظ چمکا رہے ہین آخر سب شکست کھا کر بھاگے مگر عشرت خیز کہ عاشق جمال ہیئتال ہوئی ہی جب جہانگیر لڑتے بھڑتے نکل گئے تو عشرت خیز اپنے باغ مین آئی مگر نہایت اداس سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے کہا مین اپنا کیا حال بیان کرون فلک در پی آزار ہی دل بیقرار ہی آنکھین اشکبار ہین ہزار طرح کے خوف ہین فناشاہ کے حال سے تم لوگ بخوبی واقف ہو کہ کیسا جابر و قاہر ہی اگر خبر سن پائیگا تو آفت برپا کریگا تم لوگون نے ابھی غفلت کی کہ طلسم کشا تا یہ کوہ پہونچ گیا آخر کو مجھ بدنصیب نے انکو دیکھا حقیقت مین حسن طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہی جسوقت سے دیکھا ہی طبیعت قابو مین

نہیں ہے آخر جوش محبت میں لوح محفوظ حوالہ کی اسی خیال سے کہ آپ پر کوئی زوال نہ آجائے
اب اُنکے پاس لوح محفوظ ہے کوئی ساحر کچھ نہیں کر سکتا چاہتی ہون کہ خبر معلوم ہو
ایک کنیز نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر خبر لاؤن ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہے لیکن اگر
ملاقات کرنا تو میرا اشتیاق نہ بیان کرنا اُنکو غرور ہوگا مشہور کر بینگے کہ عشرت خیز
مجھپر عاشق ہے کنیز واسطے خبر کے چلی یہان جہانگیر جو جنگ میدان سے ملتے چالاک
ساتھ ہے راہ مین شاہزادے نے ذکر کیا کہ کیون چالاک یہ لوح محفوظ کیونکر ملی ہے
چالاک نے کہا اے شہریار ملکہ عشرت خیز آپ پر عاشق ہوئین آپ کو جنگ کرتے
دیکھا گھبرا گئین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر تسخیر کر کے گرفتار کر لے تو باعث خرابی ہوگا
مجھکو بلا کر لوح محفوظ دی کہا جاکر اپنے آقا کے گلے مین پہنا دو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا
مین لوح لیکر آیا حضور تک پہونچائی مین دیکھون کہ وہی تختی ہے شاہزادے نے
بلا تکلف حوالے کی جیسے ہی لوح چالاک کے ہاتھ مین آئی زمین سے دھوان نکلا
چالاک کو دکر الگ ہوا شاہزادہ خاموش کھڑا رہا کہ اُسی دھوین سے ایک
ساحرہ سیاہ فام بدانجام پیدا ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالون
کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے
ساحرہ نے کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی چالاک رونے لگا لشکر والے سب
دوڑے کہ کیون چالاک کیا ہوا چالاک سب سے بیان کر رہا ہے کہ شاہزادے کو
ایک ساحرہ لے گئی لوح محفوظ میرے پاس تھی سب سردار رو رہے ہین کہ اب
وہ کنیز فرستادہ عشرت خیز آئی اور مہتر چالاک سے ملاقات کی اور شاہزادے کی
خیر و عافیت پوچھی چالاک نے سب حال بیان کیا وہ کنیز بھی حیران ہو گئی لیکن
پلٹ کر خدمت مین عشرت خیز کی آئی تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر مین اُنکے رونا
پڑا ہے کہ اسطرح سے ایک ساحرہ آئی اور شاہزادے کو اُٹھا کر لے گئی مگر پہلے
دھوان اُٹھا تھا عشرت خیز نے کہا مین سمجھ گئی کہ دخان لوحدار تھی اُسی نے
یہ کام کیا کیون صاحبو اب کیونکر مجھکو چین پڑے دخان لوحدار جوان ساحرہ ہے

وہ ضرور اُنپر عاشق ہوگی نہین معلوم کیا صدمہ اُنکو پہونچا ہے لہذا جاتی ہون کچھ
جاکر تدبیر کرون اُنکو قید سے چھڑاؤن لوح کے ملنے کی تدبیر ہو کہ دخان ہی کے
پاس لوح ہی معلوم ہوتا ہی کہ میلے سے وہ ساتھ آئی جب لوح محفوظا اُنھون نے
جدا کی تب وہ اُٹھا لیگئی لیکن تم لوگ بہ اطمینان رہنا مین جاتی ہون اگر مین پڑے
تو جاکر رہا کرون یا اپنی جان دون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جانتی ہی
کہ دخان ضرور پوچھیگی کہ لوح محفوظا طلسم کشا نے کیونکر پائی اپنے عیار کے پاس
ہی خیر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ایسی باتین کرتی ہوئی طرف قصر دخان کے چلی
یہان دخان جادو شاہزادے کو لیکر چلی جب بلند ہو چکی تو دیکھا کہ نہایت حسین
وجمیل ہی قلب تھرا گیا دخان کا کلیجہ جلنے لگا چونکہ شاہزادہ بیہوش تھا راہ مین خوب
گلے سے لگایا تلوون کے بوسے لیے جی مین کہتی ہی اب بڑے لطف سے گذریگی
قباشاہ کو کون خبر کریگا کہلا بھیجونگی کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ایسے معشوق
کیسے ملتے ہین ایسی ایسی باتین سوچتی ہوئی اپنے قصر مین آئی پہلے سب کنیزون کو
جمع کیا کہا دیکھو صاحبو باہر اسکا ذکر نہ کرنا کہ دخان جادو طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی
میرے واسطے بدنامی ہوگی سب نے کہا حضور کیا مجال جو زبان سے نکالین ہم
جہانتک ہو سکیگا چھپائینگے نہ کہ ذکر کرینگے یہ اقرار لیکر اور کنیزون کو ہٹایا
آپ بنکر بیٹھی کہ نیلی کرتی پہنی ایک کماروے کی تہمد باندھی اور گھونگھٹ نکال لیا
شاہزادے کو ہوشیار کیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی اپنے کو
آراستہ کر رہی ہی چراغ کا تیل سر مین ڈالا ہی لہسن و پیاز کی گٹھیون کے ہار بنائے اُنکو
پہنا ہی آخر اُسنے ہنسکر ہاتھ بڑھایا اور کہا کن انکھیون سے تو مجھے دیکھ رہا ہی دیکھ
میرا دل دھڑکتا ہی میرا سن بہت کم ہی تخمیناً تین سو چالیس برس کا ہی میرے پاس
غنچۂ ناشگفتہ ہی ابھی تک کسی مرد کی شکل نہین دیکھی اے جوان مین تجھپر عاشق ہون
وہ مرتبہ تجھکو دون کہ عالم عالم رشک کرے ایسی زندہ تجھکو بتا دون کہ جس سے
مقابلہ کر دو وہ تمھین زیر نہ کر سکے جہانگیر نے کہا آپ کی کمسنی پر مین نثار ہو گیا بیہودہ

بلتی ہی غنچہ ناشگفتہ پر تیرے آفت پڑے ہین ایسا غنچہ نہین چاہتا دخان بہت جھلائی
کبھی منتین کرتی ہی کبھی غصہ کرتی ہی آخر جھلا کر ایک قفس آہنی منگوایا اسمین جہانگیر کو
بند کر کے قفس لٹکا دیا بیٹھی سوچ رہی ہی کہ کیا کرون کہ برق چمکی عشرت خیز آکے
پہونچی عشرت خیز نے بڑا جانکر سلام کیا دخان نے پوچھا ای عشرت خیز مین تو
تمھاری فکر مین تھی یہ بتاؤ کہ لوح محفوظ طلسم کشا تک کیونکر پہونچی عشرت خیز نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کنیز ہماری طلسم کشا سے ملگئی ہین اسی فکر مین تمھارے
پاس آئی ہون جو کہو وہ کرون کیونکر لوح محفوظ ملے دخان نے کہا ای عشرت خیز
جس دن میلے مین یہ جوان لڑا اور مین نے دیکھا کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا تو مین
ناچار ہو کر بھاگی لیکن ساتھ ساتھ اسکے تابہ لشکر گئی جب اسنے لوح محفوظ عیار
کو دی تب مین اسکو لے بھاگی مگر راہ مین جو اس ظالم کی صورت دیکھی تو دیوانی
ہوگئی وہ مجھسے انکار کرتا ہی عشرت خیز نے کہا مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر اسکو سمجھاؤن
دخان جادو نے عشرت خیز سے کہا کہ اگر کہین یہ خبر پاس بادشاہ طلسم کے پہونچ
گئی کہ لوح محفوظ طلسم کشا پا گیا تو وہ تمسے بہت بگڑینگے یہی کہین گے کہ لوح محفوظ
کی حفاظت نہ کی مگر مین تمھارا راز چھپاؤنگی تم بخوبی جاکر سمجھاؤ عشرت خیز قریب
قفس آئی شاہزادہ ملول وحزین بیٹھا تھا عشرت خیز کا دل بیقرار ہوگیا قریب
آکر کہا کیون ای شہریار آپ دخان کو کیون نہین قبول کرتے ہین کسقدر حسین
ہی کہ ابتک مرد کی صورت نہین دیکھی شاہزادے نے جھلا کر کہا ای عشرت خیز
تم مجھکو نہ سمجھاؤ دیکھو شاعر کیا خوب کہتا ہی فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل
فرش راہ ٭ پہ تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا ٭ ای عشرت خیز تمھارا البتہ
مجھپر احسان ہی کہ تمنے لوح محفوظ دی عشرت خیز نے کہا مین آپ کی رہائی کے
لیے آئی ہون جسطرح سے کہیے وہ تدبیر کرون جہانگیر نے کہا جو مزاج مین
آئے مگر لوح طلسمی کسی طریقے سے ملے عشرت خیز جہانگیر سے باتین کر کے پلٹی
اور دخان لوحدار سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان تمپر مائل ہی

مگر عشق کو اپنے مخفی کرتا ہی یہ سنکر دخان خوش ہوگئی اور کہنے لگی ای عشرت خیز
تم جانتی ہو کہ اس کوٹھری میں لوح طلسم رہتی ہی کسکی مجال ہی کہ اس کوٹھری مین قدم
رکھے جلکر خاک ہو جائے عشرت خیز نے پوچھا وہ کیا صورت ہی دخان نے کہا
اس کوٹھری میں مار ان سیاہ بھرے ہین جو کوئی جائیگا اُسکو لپٹ جائیں گے یہ سنکر
عشرت خیز نے پوچھا لوح کس مقام پر رکھی ہی دخان نے کہا بوا عشرت خیز
تم تو اسطرح پوچھتی ہو کہ معلوم ہوتا ہی لوح لوگی عشرت خیز نے کہا ای دخان
یہ خیال خام ہی مین بادشاہ طلسم کی برائی چاہونگی یہ کہکر کہا مین جاتی ہون دخان
نے کہا تمنے اقرار کیا تھا کہ اُس نوجوان کو راضی کر دونگی عشرت خیز نے کہا مین
آتی ہون تمسے کہدونگی مگر یہ مقدمہ میری رائے پر چھوڑ دو مین اقرار کرتی ہون کہ
اُسکو تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی اور تمسے راضی کر دونگی دخان نہ راضی ہوتی تھی
اور کہتی تھی کہ ای عشرت خیز بیٹھو شراب وغیرہ کا جرچا ہو عشرت خیز نے کہا مین
قار مین لوح محفوظ کی جاتی ہون مین نے کچھ خبر پائی ہی کہ ایک کنیز نے قریب آکر کہا
کہ کیون ملکہ عشرت خیز کیسا مزاج ہی اور چٹکی لیکر کہا کہ مین ہون شاہزادے کا
عیار آپ جلسہ جمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ عشرت خیز کو بیہوش کرونگا غرض
عشرت خیز نے دخان سے کہا کہ اسوقت تمھاری کنیز نے یہ کہا کہ مین لوح محفوظ
کا پتہ لگا دونگی لہذا مین حاضر ہون کہ جلسہ آراستہ کیجیے دخان نے خوش ہوکر
کہا ای عشرت خیز بڑا احسان ہوگا جو یہ جوان راضی ہوگیا مین اقرار کرتی ہون
کہ بادشاہ طلسم سے اسکو چھپاؤنگی راز نہ کھلنے دونگی کیا تعجب ہی کہ اگر بادشاہ طلسم
بھیرو لشکرکشی کرین تو لوح اس جوان کو دیدون اور اسی سے طلسم کشائی کراؤن
یقین تو یہی ہی جیسے سب لکھے گئے ہین کہ یہ جوان طلسم کشا ہی یقین ہی کہ بادشاہ طلسم
زیادہ بھیر دیا کو نڈ ڈالین مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اُس جوان پر عاشق
ہون مین نے اپنے پاس رکھا ہی یہ کہکر دخان مسند پر بیٹھی کنیزون نے لاکر
اسباب عیش و نشاط مہیا کیا چاپک صبا رفتار دوڑ دوڑ کر کام کرنا عشرت خیز

کو اطمینان ہی کہ عین وقت پر عیار آیا حقیقت مین اسنے بڑا احسان کیا کیونکر یہانتک آیا
حقیقت مین بڑا عیار طرار ہی مگر چابک صبا رفتار شراب مین بیہوشی ملا کر لاتا ہی گلابیان
رکھ رہا ہی کشتیان کباب کی آراستہ کر رہا ہی وخان نے کہا کیون شبو تجھکو کیا خوشی ہی کہ
دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہی چابک نے جواب دیا کہ کنیز کو یہ خوشی ہی کہ آپ معشوق کو لیکر
بیٹھین تو ہم راضی ہون وخان نے ہنسکر کہا تیرے منھ مین گھی شکر کنیز نے عرض کی کہ
لونڈی کا امتحان تو کیجیے خواب مین سامری وجمشید آئے تھے یہی کہہ گئے ہین کہ وخان
توجدار کو طلسم کشا مبارک ہو طلسم کشائی تو موقوف رہیگی اور مجھسے فرمایا کہ ہم تجھکو
علم موسیقی کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکر سامنے آبیٹھی باجا بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز بلند گانے لگی

نظم

چین اکدم نہین گردش مین برابر مین ہون
یار کی آنکھ ہون یا اپنا مقدر مین ہون

لے چکے دل تو جتاتے ہو ستمگر مین ہون
اب بتا دو کوئی شکل ایسی کہ جانبر مین ہون

کیون گلے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہی وہ گر
تیغ مین ہون نہ چھری مین ہون نہ خنجر مین ہون

حشر مین کسکے ستم کی مین کرونگا فریاد
مجھسے کہتا ہی وہ بُت داور محشر مین ہون

ہون وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہین مجھکو
آپ کی بزم مین آج آپ سے ششدر مین ہون

پوچھیے اسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہی وہ ماہ
چاند سورج کی طرح دیکھ لو گھر گھر مین ہون

چھپکے قاصد سے وہ آئے جو سنا حال مرا
مضطر انکو بھی کیا جسنے وہ مضطر مین ہون

آرزو ہی یہ کوئی آکے کہے میت پر
دیکھ لو کھول کے آنکھین ترے سر پر مین ہون

یون مجھے شوق نے بیخود جو کیا کیا حاصل
آپ پہلو مین ہون اور آپسے باہر مین ہون

کہو وہ بھی لائے تری برق تجلی کی نہ تاب
طور سے آئے صدا دل نہین پتھر مین ہون

ایسے پیمانے کے بیہوش ہین ہم اے زاہد
جسکے سر خم کا اشارہ ہی کہ کوثر مین ہون

روک لون اپنا گلا کاٹتے ہین ہاتھ کیون
یار کہتا ہی کہ زیر دم خنجر مین ہون

موج دریا سے الگ ہو نہین سکتی ہی حباب
آشنا ہو کے جدا یار سے کیونکر مین ہون

عشرت جنبر وجد کر رہی ہی جی مین کہتی ہی کیا گستاخ ہی کس لطف سے باتین کر رہا ہی کسی

مقام پہ تامل نہین کرتا کس لطف سے گا رہا ہو کہ دخان لوحدار جھوم رہی ہو چالاک نے
عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ایک کمال مجھکو اور مرحمت ہوا ہو کہ جسطرح عمرو ساقی گری کرتا ہو
اسی طرح ساقی گری کرون کہ سر سے شراب پلاؤن دخان نے کہا اوشبو یہ تو بہت ہی
مشکل ہو چالاک نے عرض کی ابھی ملاحظہ فرمایئے اگر خداوند نے عطا فرمایا ہو تو ہرگز
شراب نہ گریگی اور جو سب کے دل مین فرق نہ آوے کمال نہین ملا یہ کہکر گھنگرو پانؤن مین
باندھے اور سامنے کھڑا ہو کر گت ناچنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ چالاک
نے جھک کر جام لبریز کیا اور جام کو لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے
دخان کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے دخان
نے جام پی لیا ابتو چالاک نے دور باندھا عشرت خیز کو جام سادہ پلایا اور کل
محفل کو آغشتہ بداروے بیہوشی جام پلایا تھوڑے عرصے مین سب کو پلا کر بیہوش
کیا جب دخان جادوگر بیہوش ہوئی تو چالاک نے عشرت خیز سے کہا کہ طلسم کشا
کو قید سے رہا کرو لوح محفوظ میرے پاس ہو شاہزادے کو دیکر کوٹھری مین بھیجدو
عشرت خیز نے اٹھکر ایسا سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا شاہزادہ نکلا چالاک نے لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادہ دروازہ کھولکر جو اندر آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا مار ان سیاہ بھرے
ہوے ہین شاہزادے نے لوح محفوظ چمکائی ماران سیاہ سب جل گئے مگر لوح طلسم کا
کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہو کوئی صندوق وغیرہ بھی نہین ہو شاہزادے نے کہا اے
عشرت خیز لوح کہان ہو عشرت خیز نے کہا یہ پتھر جو لگا ہو اسکو اٹھایئے کیا عجب ہو
کہ اسکے نیچے لوح ہو شاہزادے نے بقوت صاحبقرانی اور برکت سے لوح محفوظ
کی وہ سنگ اکھیڑا جیسے ہی پتھر ہٹا ایک روشنی ثابت ہوئی شاہزادے نے دیکھا
دوسرا تختۂ سنگ رکھا ہو اسپر لوح طلسم فنا چمک رہی ہو شاہزادے نے وہ لوح
اٹھالی ملاحظہ جو فرمایا اسمین لکھا تھا کہ لوح طلسم فنا شاہزادہ لوح کو گلے مین ڈالکر
باہر نکلا عشرت خیز کہتی تھی بس اب نکل چلیے مگر شاہزادے نے نہ مانا لوح پاکر چالاک
سے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو چالاک نے نہ مانا ایک خنجر مار دیا کہ دخان لوحدار نے

دوٹکڑے ہوے عشرت خیز نے کہا ایسے حضور چابک نے خاتمہ ہی کر دیا اب براے
طلسم کشائی جائیے شاہزادے نے کہا اے عشرت خیز تمہاری جستجو سے لوح ملی اب
مین جاتا ہون مرحلجات کو شکست کرون عشرت خیز نے کہا قریب باغ سبز پوش
جنی کے فوج گران لیکر فناشاہ آئیگا مین بھی وقت پر پہونچونگی مین جا کر لشکر جمع کرتی
یہ کہکر عشرت خیز تو روانہ ہوگئی شاہزادے نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحراے بادانگیز مین جاؤ مگر لوح دمبدم ملاحظہ کرنا اگر لوح سے غفلت کی تو بڑی
خرابی ہوگی شاہزادہ طرف صحراے بادانگیز کے چلا اس صحرا مین پہونچا کہ دیکھا ہوا
زور سے چل رہی ہے کہ قدم نہین بڑھتا شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
سامنے قصر ہے بادانگیز جادو بیٹھی سحر کر رہی ہے شاہزادہ سامنے قصر کے پہونچا بادانگیز
نے جو قصر سے دیکھا کہ طلسم کشا آتا ہے گھبرا گئی ہرچند کہ ساٹھ ستر ہزار ساحر پشت قصر
پر موجود تھے مگر اپنے مقام سے اٹھی ساحرون کو تو اشارہ کیا کہ طلسم کشا آتا ہے اسکو
گھیر لو اگر ہوسکے تو قتل کرو مین جا کر بادشاہ سے اطلاع کرون وہ فوج لیکر آئینگے
اور شعبدے کرینگے تو کیا عجب ہے کہ طلسم کشا عاجز ہو یہ کہکر بیروانہ پیدا کیے اڑتی
ہوئی چلی یہان فناشاہ اپنے قصر مین بیٹھا تھا کئی سو افسر گرد بیٹھے ہین کئی لاکھ ساحر
قریب قصر اترے ہوے ہین اسکو ابتک نہین معلوم کہ طلسم کشا آگیا کہ بادانگیز آکر
پہونچی کہا اے بادشاہ طلسم فنا آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیا معرکہ ہوا طلسم کشا میرے صحرا مین
پہونچ گیا وہ صحراے بادانگیز جس مین کوئی قدم نہین رکھ سکتا طلسم کشا کو آتے ہوے
مین نے دیکھا مین بھاگی کہ آپ سے اطلاع کرون فناشاہ نے پوچھا کہ وہان پہ
کیا گذری بادانگیز نے کہا آپ کو کچھ خبر ہے فناشاہ نے کہا مین نے اتنی خبر پائی ہے کہ
بی عشرت خیز ہماری طلسم کی تدبیر کر رہی ہین اور بھائی طلسم کشا کا باغ سبز پوش
جنی مین فروکش ہے یہی چاہتا ہے کہ لوح طلسم مین حاصل کرون اور طلسم کو توڑون
بھائیون مین جھمکا ہے اپنی جرأت سے خواہان ہین بادانگیز نے کہا مین ابھی
جا کر تدبیر کرتی ہون فناشاہ نے کہا تم لشکر لیکر آنا مین جا کر باغ سبز پوش مین

آفت برپا کرون پھر طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لون یہ کہکر فنا شاہ اُٹھا طرف باغ سرخپوش کے چلا مگر سماک بلدا قی بیرون باغ ٹہل رہا تھا فنا شاہ نے اول آکر سماک بلدا قی کو گرفتار کیا اور ایک گوشے مین ڈالدیا سماک کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا رستم مسند پر بیٹھے ہین سرخپوش جنی عرض کر رہا ہو کہ غلام جاکر اپنے لشکر کو لائے اب وقت اختتام طلسم ہو نقش دیا ہوا میرا آپ کے پاس ہو سحر کسیکا آپ پر تاثیر نہ کریگا جدائت مین آپ کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتے غلام بہت جلد آئیگا رستم نے کہا او سرخپوش تمنے بڑی کمی کی کہ لوح طلسم ہمکو نہ دلوائی سرخپوش نے عرض کی آپ نے اکثر طلسم فتح کیے ہین طلسم کشا کی تدبیر سے ہوتی ہو آپ کے واسطے یہی بڑا مرتبہ ہوا کہ آپ بہ آرام بیٹھے ہین نقش کسی کو نہ دیجیے گا یہ تنہا ئیش کر کے سرخپوش روانہ ہوگیا فنا شاہ نے دیکھا اب رستم اکیلے بیٹھے ہوے ہین بصورت سماک سامنے آیا کہا او شہریار مین ذرا نقش دیکھون رستم سوچے کہ سماک مانگتا ہو نقش حوالے کیا جیسے ہی نقش پاس سماک نقلی کے آیا پکار کے آواز دی ہم فنا شاہ بادشاہ طلسم فنا یہ کہکر آواز دی چند جادوگر گوشۂ باغ سے نکلے رستم کو سحر کر کے گرفتار کر لیا رستم نے ارادہ کیا تھا کہ تلوار کھینچون فنا شاہ نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پانون بیکار ہو گئے فنا شاہ نے کہا تم لوگ اس جوان کو لیکر طرف قلعے کے چلو مین طلسم کشا کو بھی لیکر آتا ہون یہان جہانگیر جب برابر قصر بادانگیز کے پہونچے ستر ہزار ساحر نے آکر گھیر لیا جہانگیر نعرہ کر کے لڑنے لگے لوح کو جو چمکایا ستر ہزار ساحر نابینا ہوے ہوا سے جادو کہ سبکا افسر تھا اسنے بہت سحر کیے مگر طلسم کشا پر تاثیر نہ ہوئی ناچار ہوا چاہا بھاگ کر نکل جاؤن مگر خیال ہو کہ بادانگیز کہیگی کہ ستر ہزار ساحر تمھارے ساتھ تھے ایک شخص کو گرفتار نہ کر سکے اور یہان سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے والے نابینا ہوے جاتے ہین یہ سوچکر سحر کرتا ہوا بڑھا جہانگیر نے قریب آکر چاہا کہ اسکو گرفتار کر لون ہوا سے جادو نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوارین برسنے لگین مگر جہانگیر نے بڑھ بچا کر کلائی پکڑلی ہاتھ ہوا سے جادو فریاد کرنے لگا کہ او شہریار اطاعت کرتا ہون عکس لوح کا مجھپر

جلا جاتا ہون ایسا نہ ہو کہ استخوان جل جائین بین غلامی اختیار کرتا ہون شاہزادے نے ہاتھ چھوڑ دیا ہواسے جادو قدمون پر گرا اطاعت اسلام بصدق دل قبول کی ساحرونکو منع کیا کہ اب نہ لڑو بین نے بدل اطاعت کی سب ساحر شاہزادے کے قدمون پر گرے شاہزادہ اِن سب کو تسخیر کرکے ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا رستم پیلتن ایک مرکب پر سوار آتے ہین مُ پکارتے ہوئے کہ بھائی صاحب مجھے تمسے کچھ کہنا ہی جہانگیر آگے بڑھے چابک نے کہا اے شہریار لوح کا خیال رکھیے گا اگر یا نگین تو نہ دیجیے گا طلسم کا خاتمہ ہی ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم نے کوئی فریب کیا ہو جہانگیر نے کہا اے چابک مجھے بھی خیال ہی کہ بھائی صاحب آتشخو شعلہ مزاج ہین آج کیا سبب ہوا کہ اس مہربانی سے تشریف لاتے ہین کہ مجھکو بھائی صاحب کہا مجھکو اِسکا خیال ہی لیکن شاید اصل ہین ہون تو آزردہ نہ ہو جائین جو فرمائین وہ بجا لاؤن حکم سے خلاف نہ کرون یہ کہتے ہوئے قریب پہونچے رستم نقلی گھوڑے سے کود پڑے کہا بھائی مقام شکر ہی کہ تمنے لوح پائی ذرا لوح مجھے دو ایک ساحر نے سحر کیا ہی میرے کلیجے مین درد ہو رہا ہی جہانگیر نے لوح تو گلے سے اُتار لی مگر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ خبردار لوح نہ دینا یہ رستم نہین ہین تمکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ رستم گرفتار ہو گئے یہ فناشاہ ہی اُنکی شکل بنکر آیا ہی چاہتا ہی لوح لے لون مگر اے طلسم کشا جب لوح دیکھ لو گے کسیکا مکر نہ چلے گا ہرچند کہ جہانگیر نے لوح دیکھ لی اور مطلب سے باہر ہوئے مگر خاموش کھڑے ہین رستم نقلی نے پھر کہا کہ بھائی صاحب لوح مجھے دیجیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا کر لوح کا عکس ڈالا تاثیر سحر کی موقوف ہوئی جہانگیر نے للکارا او مکار اپنی صورت تو دیکھ یہ سُنکر فناشاہ بھاگا سمجھ گیا کہ طلسم کشا ہوشیار ہی اب فوج لا کر اسکو گرفتار کراؤنگا مگر جہانگیر نے ہواسے جادو سے کہا کہ لشکر تیار کر دین برائے ملاقات رستم جاؤنگا چابک نے کہا آقا آپ لشکر تیار کرائیے مین آگے بڑھکر دیکھتا ہون کہ کیا رنگ ہی یہ کہکر آگے بڑھا ایک مقام پر آکر ٹھہرا بلندی سے دیکھا کہ چند ساحر قید رستم لیے ہوئے جاتے ہین اور رستم مسلسل ارا سے پر بیٹھے ہین مگر زنجیر ہین ہلا رہے ہین رستم کو

بڑا قلق ہو کہ ای رستم اگر جہانگیر نے مجھکو رہا کیا تو اور زیادہ غرور کریگا مگر سمک بیلداقی
پر نہین معلوم کیا گذری کہ فناشاہ اُسکی شکل بنکر آیا اور نقش لے گیا اب مین کیا کرون
مگر چالاک قید رستم دیکھکر پلٹا آکر جہانگیر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کے قید ہو گئے
مگر پہم ادا اسے پہ بیٹھے ہین جہانگیر نے کہا یہ بڑی بات ہوئی سرخوش جنی اُنکا مددگار
تھا کچھ نہ ہو سکا آخر گرفتار ہوئے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا ہوا سے چادو نے کہا بھی کہ
حضور ٹھہر جائیے لشکر کو لیکر چلتا ہون ساحر تیار ہو رہے ہین جہانگیر نے کچھ جواب
نہ دیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے سامنے آکر پہونچے نعرہ کیا کہ بھائی صاحب آپ
نگھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا رستم کو بہت شاق ہوا ہر چند زور کرتے ہین لیکن
زنجیرین نہین ٹوٹتین کہ سحر فناشاہ کا ہی جہانگیر آکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے جسپر
ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لوح کو جو گردش دی ساحر نابینا ہونے لگے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا فناشاہ ایک تخت پر سوار آتا ہی بادانگیز لشکر کی منتظم ہی
یہ جو دیکھا کہ طلسم کشا آگئے ہین کہ بھائی کو رہا کرون فناشاہ نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مگر جہانگیر پر تاثیر نہین کرتی ساحر جلے جاتے ہین سب نے آواز دی کہ ای شاہ کیا
خوب سحر آپ نے کیا ہی کہ ہم لوگ مٹے جاتے ہین فناشاہ نے ہاتھ روک لیا مگر
تین لاکھ فوج کا بلوہ ہی جہانگیر ہر چند چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچون
اور بھائی صاحب کو رہا کرون مگر ساحرون نے پرے باندھے ہین جہانگیر کو نہین
جانے دیتے ہین ہر صف مین روکے جاتے ہین جہانگیر نے جو مجمع ساحران دیکھا بیقرار
ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر دے کہ مین اس
آفت سے نجات پاؤن

نظم

میکنند خرد و کلان از حضرت داور خوف — رعب نیکوکار در دل دار و بدکار خوف
گل اگر باشد بجالت مہربان ای عندلیب — نیست اندر بہار بوستان از خار خوف
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان — لیک در دل زاہدان جناب لاابالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم — اندر ان حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمین لرزد زمین و آسمان — دارد و در دل مران خداوند جہان ای یار خوف
ہست شہراہِ طریقت راست تر از ہر طریق — ہست از رہزن بہر منزل مگر بسیار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا — اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

جہانگیر نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ ابر گلنار آسمان پر پیدا
ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین پشت پر آتی ہین
نعرہ کیا اور لڑنے لگی وہ سحر کیا کہ زمین سے دھوان نکلنے لگا ہر نخل مثل شمع کافوری جلنے
لگا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوے مگر جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای ملکہ اپنے کو قریب
بھائی صاحب کے پہونچاؤ انکو قید سے رہا کرو عشرت خیز یہ سنتی ہوئی صفون کو
چیرتی ہوئی طرف رستم کے چلی اور آگ برساتی جاتی ہے ساحرون نے جو عشرت خیز
کو آتے ہوے دیکھا اراپے کو چھوڑ کر بھاگے مگر ساحرون کا بلوہ بیحد و بیشمار ہو رہا ہے
فناشاہ کہکر آیا ہے کہ یارو جنگ آخر ہو آکر تماشہ دیکھو دشمنون نے اپنا کام کیا کہ
لوح طلسمی و لوائی دخان کو قتل کرایا کہ ساحر بولے ای شاہ عشرت خیز کو روکیے اسکے سبب سے
ہم جلے جاتے ہین مگر فناشاہ جو کہکر آیا تھا رعایا والے بھی چلے آتے ہین پانچ چھ
لاکھ ساحر جمع ہین مگر ساحرون نے جو فناشاہ سے فریاد کی یہ جھپٹ کر قریب اراپے
کے آیا پکار کر کہا ای عشرت خیز پلٹ جاؤ میرا سے رہائی رستم نہ آؤ ورنہ تمکو مٹادونگا
عشرت خیز نے نہ مانا فناشاہ نے سحر کیا کہ زمین نے پاؤن عشرت خیز کے تھام لیے
ایک طوق آہنی گلے مین پڑگیا فناشاہ نے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھاری
معین کو تو مین نے گرفتار کر لیا انکو تو قتل کرتا ہون پھر تمسے بھی سمجھ لونگا آج اس
جنگ مین خاتمہ کر دونگا کیا مجال ہے کہ اس جنگ کو چھوڑ کر جاؤن اب جہانگیر نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز ایک مقام پر حیران کھڑی ہے طوق آہنی گلے مین
پڑا ہے آنکھین نکلی آتی ہین حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے سحر یاد نہین آتا ہے مگر
گھبرا رہی ہے جہانگیر جو بڑھے کہ جاکر عشرت خیز کو رہا کرین ساحرون نے جہانگیر
کو روکا جہانگیر کو بہت شاق ہوا کہ مقام افسوس ہے جو ہماری معین تھی وہ لین

گرفتار ہوئی کیسی ناچار سیہ روہی ہو یہ ہر چند کہ و کوشش کر رہے ہین مگر ساحر نہین جانے
دیتے ہین جہانگیر نے پھر دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سر خپوش جنی مع بارہ ہزار
فوج کے آکر پہونچا دیکھا مغلوبہ ہو رہی ہو آکر شریک جنگ ہوا جہانگیر نے جو اتنی
مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب عشرت خیز کے پہونچے جب لوح گاکس
ڈالا طوق آہن کٹکر گرا عشرت خیز نے رہائی پا کے وہ سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر مر گئے
ہرکاروں نے فناشاہ کو خبر دی کہ طلسم کشا نے عشرت خیز کو رہا کر لیا اب آسنے آفت
برپا کی ہو سر خپوش جنی کے جنات عجب رنگ سے لڑ رہے ہین کہ ساحر کو مارا اور
غرق زمین ہوئے دوسرے مقام پہ جا کر نکلے دوسرے ساحر کو مارا بارہ ہزار
نے ساٹھ ستر ہزار جادوگر مارے مگر عشرت خیز لڑتی بھڑتی سامنے رستم کے پہونچی
رستم نے جھلا کر کہا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین رہائی قبول نہ کرونگا عشرت خیز
رک گئی جہانگیر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز قریب بھائی صاحب کے پہونچگئی
تھی کیا سبب ہوا کہ رک گئی چالاک سے کہا اے چالاک دریافت تو کرو کہ عشرت خیز
نے بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا اب چالاک صبا رفتار ساحر کی شکل بنا ہوا
بیچ سے ساحرون کے نکلتا ہوا قریب عشرت خیز کے پہونچا پوچھا اے ملکۂ عالم شاہزادہ
پوچھتا ہو کہ بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا عشرت خیز نے کہا وہ منع فرماتے ہین
کہ میرے قریب نہ آؤ چالاک نے آکر جہانگیر سے کہا ہر چند کہ جہانگیر کو ناگوار ہوا مگر
جانتا ہو کہ بھائی صاحب انتہا کے ناتخوہ ہین جہانگیر لڑتا ہوا چلا مگر سر خپوش جنی ہمراہ
رکاب ہی بڑھ بڑھکر ساحرون کو قتل کر رہا ہو اور کیا مجال ہو کہ کوئی ساحر قریب آسکے
جو پشت سے آیا اُسکو مار لیا اور جو سامنے آیا چالاک بڑھے مگر جہانگیر نے بڑھکر اُسکو
مار لیا کئی سو ساحر ایک مقام پر مارا گیا اب کوئی قریب طلسم کشا کے نہین آتا ہو
دور سے لیتا لیتا کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ دور سے طلسم کشا کو مارین مگر جہانگیر
کو یہ خیال ہو کہ بھائی صاحب کو رہا کرون جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ابرایہ پہونچا
رستم نے کہا اے جہانگیر میرے قریب نہ آنا مجھکو اپنی رہائی منظور نہین جہانگیر نے

کچھ جواب نہ دیا اور قریب پہونچکر عکس لوح کا ڈالا رستم جو زنجیرین پہنے ہوے تھے وہ
زنجیرین ٹوٹین رستم اُٹھے جہانگیر نے تلوار ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیش کی مگر رستم کا
غصہ نہ اُترا تلوار اُٹھائی اور اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	کر بر تخت مرزوق افگندہ شور

سامنے ایک پہلوان آتا تھا اُسکو چیر کر پھینکدیا فرمایا اے برادر دیکھو یون لڑتے ہین
جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب سرخ پوش جنی لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ
عشرت خیز نے سحر کیا ہے جس غول کو زیادہ دیکھا اُسی غول پر سحر کیا ہزارون کو عشرت خیز
نے جلایا تیغ سحر سے قتل کیا مگر عشرت خیز بھی چاہتی ہے کہ طلسم کشا لڑتے بڑھتے قریب
فناشاہ پہونچین کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے آگ برسنے لگی اور آواز
آئی کہ ستم نقش نگار جادو جیسے ہی نقش نگار کا نعرہ ہوا جنات جلنے لگے مگر عشرت خیز
نے جو سر اُٹھا کر نقش نگار کو دیکھا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین حیران تھی کہ دیکھیے اب
کیا ہو یہ وہ جادوگر ہے کہ کئی سال سے بالاے کوہ پر خدائی کرتا ہے طلسم کشا کے آنے سے
حال کھلا کہ جادوگر اندر تصویر سنگ کے رہتا تھا ناچار ہو کر نکلا اب مدد فناشاہ کو
آیا ہے دیکھیے کیا آفت برپا کرے طلسم کشا سے اشارہ کیا کہ آپ کسی پر توجہ نہ کرین اسم
لوح پڑھکر نقش نگار پر تیر مارے دیکھیے یہان طلسم کشا تو حیران ہین کہ کئی سو جنات جل گئے
سرخ پوش آگے نہین بڑھتا اشارے سے عشرت خیز کے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ اسم
حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارو کیا عجب ہے کہ یہ مارا جائے نہایت ساحر زبردست ہے مگر اسم کو
بہ صحت پڑھنا جہانگیر نے اسم حاشیۂ لوح ورد کیا اور کمان کاندھے سے اُتار کر تیر پر
اسم دم کر کے طرف نقش نگار کے تیر پھینکا نقش نگار نے اپنے کو بچایا مگر عشرت خیز
نے دیکھا کہ شاہزادے نے کئی تیر مارے اور تیر خالی گئے ایک سحر کیا کہ ایک سنگ
کلان قریب سر نقش نگار آکر ٹھہرا یا شاہزادے نے پھر تیر مارا نقش نگار نے
چاہا کہ بلند ہون تیر پتھر کی ٹھوکر لگی کہ الٹ گیا تیر نے خطا نہ کی سینۂ پر کینہ پر پڑا کہ توڑ کر

پشت کو پار گذر ا نقش نگار زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں
جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ کے پہونچے فناشاہ نے جو دیکھا کہ نقش نگار
مارا گیا بہت گھبرایا چاہا کہ کلجا اون مگر ایسا بلوہ تھا کہ ایسے موقع نہ دیکھا جہانگیر برابر
پہونچ گئے فناشاہ نے پہلوانون کو اشارہ کیا پہلوانون نے بڑھ بڑھکر جہانگیر کو روکا
مگر جو روبرو جہانگیر کے آیا وہ مارا گیا چند پہلوان جب مارے گئے تو فناشاہ نے
تلوارین برسائین مگر جہانگیر پر تاثیر نہ ہوئی آخر جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے فناشاہ
کے پہونچے ایک طرف سے عشرت خیز سحر کرتی ہوئی آئی ایک طرف سے سرخ پوش
نے گھیرا جب فناشاہ نے دیکھا کہ کسی طرف سے نکلنے کا موقع نہیں ہر تب ہاتھ تلوار کا
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ادھر
عشرت خیز نے بھی سحر کیا سرخ پوش جنی نے وار کیا مگر تلوار جہانگیر کی جو تڑپ کے
گری فناشاہ کی سپر کٹی سپر کو کاٹکر جو تلوار گری فناشاہ کے دو ٹکڑے ہوئے فناشاہ
کا فنا ہونا کہ ساحر گھبرا گئے اطاعت کے خواہان ہوئے سب ساحر جمع ہو گئے جمع
ہوکر قریب عشرت خیز کے آئے کہا ای ملکۂ عالم آپ تو ہماری افسر ہین اب ہماری
خطا معاف فرمائیے ہم فناشاہ کے ملازم تھے اسکی طرف سے لڑے اب جو
حضور سے لڑیگا اُس سے لڑینگے جہانگیر نے سب کو گلے سے لگایا کئی لاکھ ساحر
تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسی نوّے ہزار ساحر مطیع ہوئے مگر رستم نے
جو دیکھا کہ جہانگیر غالب آیا خداوند طلسم بھی مارا گیا بادشاہ بھی قتل ہوا جہانگیر
نے چاہا تھا کہ بھائی صاحب کو نذر دون کہ لڑائی فتح ہوئی مگر رستم نے جہانگیر سے
ملاقات نہ کی لڑتے ہوئے ایکطرف نکل گئے راہ مین سماک سے ملاقات ہوئی
سماک بلدا قی نے دیکھا کہ رستم بڑے غصے مین ہین پوچھا اسنے کہ ای شہریار آپکا
مزاج کیسا ہی رستم نے کہا جہانگیر نے طلسم فتح کر لیا سرخ پوش جنی بھی جہانگیر کے
ساتھ ہو گیا اسی نے مجھکو محروم رکھا ورنہ مین ہی طلسم فتح کرتا سماک نے عرض کی
طلسم جسکے نام کا ہوتا ہی اسی سے فتح ہوتا ہی مگر حضور اُسکے معین تو رہے اگر آپ

اعانت نہ کرتے تو لڑائی فتح نہ ہوتی رستم خوش ہو گئے فرمایا اے سمک یہ تو تو نے ٹھیک
کہا خیر جیتے رہو بھائی ہو جو اسنے کیا اچھا کیا مین تو لشکر مین جاتا ہون دیکھون جہانگیر کس طرح سے
آتا ہے اگر بن پڑیگا تو اُسکو مین روکونگا چاہتا ہون کہ مال طلسمی چھین لون دیکھون
کیا کرتا ہے سمک تو اودھر واسطے خبر کے چلا رستم لشکر مین آئے مگر سمک بصورت میلے
قلعۂ طلسمی پر آیا دیکھا بڑی گہما گہمی ہے لشکر اُترا ہوا ہے جہانگیر داخل بارگاہ ہین عشرت خیز
پہلو مین ہی چاپاک بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے دلونکو لبھا رہا ہے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میانِ کوے دوست — عہد یون پہ میری لٹتے ہین سگان کوے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی — ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق — آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے — مجھکو گورستان کے اوپر ہے گمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہے نیند — ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست
رشک سے کہتے ہین مین نے صاف اُسے بیقرار — صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار زمین — آشنا سے در نکلا پاسبان کوے دوست
قاصد و نکے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری — خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
آتش اہل کربلا سے جلکے اب کہتا ہے یقین — اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوے دوست

سمک رات بھر لشکر مین پھرا کیا اودھر طلسم سے مال بہت نکلا چھکڑے لدے ہوئے
کھڑے ہین صبح کو جہانگیر اُٹھے لشکر کو تیار پایا قصد ہوا کہ روانہ ہون مگر سمک کو
بڑا تردد ہے کہ جب یہ چلین گے تب رستم روکین گے جہانگیر ایسے نہین ہین ضرور
مقابلہ کرینگے خدا دونون کی آبرو رکھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر فوج بیحساب سامنے جہانگیر کے آیا پکار کر کہا کہ آپنے بڑی بیادبی
کی کہ طلسم فنا کو فتح کیا منم شہباز بلند پرواز اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مال طلسمی حوالے
کرو جہانگیر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نکرو سامنے آکر مقابلے
مین آ تیر پڑا سمک بھاگا کہ اب جاکر رستم سے کہون کہ شہباز نامے پہلوان مقابلہ

جہانگیر مین آیا ہی اگر ہوسکے تو جاکر اُسے قتل کیجیے جہانگیر کو بچایئے یقین ہی کہ جہانگیر بہت
شرمندہ ہونگے یہ سوچکر خدمت رُستم مین آیا سب کیفیت بیان کی رُستم نے حکم دیا کہ سب
تیار رہیے ہم پہر رات رہے سوار ہونگے یہان شہباز نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر کے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیار یان رہین صبح کو شہباز میدان مین آیا عشرت خیز
نے عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرمایئے مین ایک سحر کر کے ان سب کو بھگائے دیتی
ہون جہانگیر نے کہا خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا ہمارے لشکر مین یہ قاعدہ ہی کہ غیر ساحر
سے ساحر مقابلہ نہین کرتا بھائی صاحب رنجیدہ ہو رہے ہین اور طعن و تشنیع کرینگے
فرمائینگے ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کیا مین کیا جواب دونگا وہ پکار رہے تو مین
مقابلے مین جاؤن اے عشرت خیز تم لشکر سے الگ رہو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی باعث
بدنامی ہو لاکھ تم کہو گی کہ مین نے سحر نہین کیا مگر وہ نہین مانینگے مین یہ نہین چاہتا
کہ تا لون مین قبلہ و کعبہ کے فرق پڑے بھائی صاحب اور زیادہ غصہ کرینگے جہانگیر
تو یہ باتین کر رہے ہین مگر شہباز نے گینڈا منہ پر کیا اور پکار کر کہا کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ مقابلۂ شہباز مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی
جہانگیر نے دیکھا کہ رُستم آتے ہین مگر نہایت برہم تیور پر بل پڑے ہوئے ہین آکر
مقابلۂ شہباز مین پہونچے شہباز نے جو جمال رُستم دیکھا مثل آئینہ حیران ہوکے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی فرمایا اے مغرور تو مال طلسمی لینے آیا ہی وہ میرا چھوٹا
بھائی ہی مین کب گوارا کرونگا کہ تو اُسے قتل کرے یہی فکر تھی کہ تجھکو جاکر سزا دون
شکر ہی کہ وقت پر پہونچا وار کر باتین نہ بنا شہباز نے نیزہ مارا رُستم سے نیزہ چلنے
لگا بعد تھوڑی دیر کے نیزہ رُستم نے شہباز کا نکالا شہباز نے غصے مین تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رُستم نے بار حد بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز
لپٹ پڑا آخر دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے رُستم نے اُترتے ہی دنگ کر دیا
جب پکڑ لاتے ہین تو دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے تین پہر کشتی ہوئی پہر دن رہے
شہباز نے کہا اے جوان دونون لشکر پریشان ہو رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون

رستم نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے شہباز رستم کو ریلکر لے دوڑا چند قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ رستم کا پاباں گھٹنے تک شہباز اوپر آکر چھپایا کمر زنجیریں ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر رستم کو جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اٹھالیا سوچا کہ جو میں نے لنگر نہیں اکھیڑا تو میرا لنگر بھی یہ نہ اکھیڑ سکیں گے آواز دی کہ ای رستم اب تمھارے زور کا مشتاق ہوں رستم اپنے مقام سے اٹھے دونوں مونڈھے شہباز کے تھامے ریلکر لے دوڑے پندرہ سولہ قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے شہباز کے آشنا بہ زمین ہوے رستم نے کمر زنجیریں ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ رستم

کیست علمشاہ چو رستم لقب		ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور		علمشاہ رومی شہ فیل زور

زمین تھرا گئی درخت کانپنے شہباز کو اٹھا لیا چاہا زمین پر ماریں کہ شہباز نے عرض کی کہ میں تابعداری کرتا ہوں امیدوار ہوں کہ مجھکو اسلام تعلیم فرمائیے رستم نے رکھدیا شہباز کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے آکر نذر دی رستم بہت خوش ہوے کہا ای فرزند حقیقت میں کیا کار نمایاں کیا ہی اور وہ بادشاہ جو اپنے فرزند کی فریاد لیکر آیا تھا بیٹے کو باپ سے ملوایا رستم نے کہا ای مالک اشتر تمنے دیکھا کہ ہمارے بھائی نے کیا کار نمایاں کیا جہانگیر عذر کر رہے ہیں کہ آپ سکے بھروسے پر سب کام ہوا جانتا تھا کہ اگر کوئی مشکل پڑیگی تو بھائی صاحب آکے شریک ہونگے اسوجہ سے طلسم ٹوٹا ہر مقام پر آپ ہی کو یاد کرتا تھا سرخپوش جنی نے بھی قدموں کو بوسہ دیا جہانگیر نے کہا یہ مال طلسم موجود ہی اپنی فوج کو تقسیم کیجیے رستم نے کہا میں نے شہباز کو زیر کیا ہو وہ بھی ضرور خراج دیویگا اب رستم بہت خوش ہوے سمجھے کہ جہانگیر اسقدر مجھسے دبتا ہی فوج گران ساتھ شکار کھیلتے ہوے چلے ایک دشت میں آکر پہونچے کہ وہ صحرا نہایت گرم ہی کہ درخت سوکھے ہوے کھڑے ہیں پتوں کا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار یونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں رستم نے فرمایا آگے بڑھ چلو یہ صحرا اس لایق نہیں ہی کہ رات یہاں

بسر کرین کہ سامنے سے رستم کے ایک آہو نکلا جست وخیز کرتا ہوا چلا رستم نے گھوڑا
پیچھے اسکے ڈالا فرمایا اے جہانگیر تم میرے پیچھے نہ آنا جہانگیر کو اطاعت منظور ہے جانتے
ہین کہ بڑے بھائی بجاے باپ کے ہین انکا حکم ماننا ضرور ہے جہانگیر تو رک گئے مگر رستم
آہو کے پیچھے چلے ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ تیر مارین مگر آہو نکلجاتا ہے اتنا استغراق
کیا کہ سواے سمک کے اور کوئی نہ جاسکا سمک الگ چلا آتا ہے مگر حیران ہے کہ
شاہزادے کو کیونکر روک لون کہ اس آہو کا ناحق تعاقب کرتے ہین مگر جانتا ہے
کہ اگر عرض کرونگا تو خلاف گذریگا خاموش چلا آتا ہے مگر آہو بھاگتا ہوا سامنے ایک
باغ کے پہونچا باغ مین گھس گیا رستم غصے مین گھوڑے سے کود پڑے باغ مین آکر
داخل ہوے دیکھا آہو روش پر جاتا ہے تیر مارا کہ آہو شکار ہوا آکر اسکو ذبح کیا کہ
سامنے سے ایک مرد پیر دھوتی باندھے ہوے بیلچہ ہاتھ مین انتظام کرتا ہوا سامنے
سے آیا جمال رستم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے نام اصلی
بتایا کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اسکو قزاقون نے لوٹ لیا مین اسطرف نکل آیا
مگر تمھارا کیا نام ہے اور یہ باغ کسکا ہے باغبان نے کہا میرا نام فولاد باغبان ہے مین
اس باغ کا منتظم ہون یہ سرحد قلعۂ صفدریہ ہے حاکم یہانکا صفدر جنگ آزما ہے
بیٹی اسکی گلچہرہ ہین ہے اسی کے نام سے یہ باغ ہے مین نے ملکہ کو پرورش کیا ہے اسوجہ
سے یہ باغ میرے سپرد ہے ملکہ شکار کو آئی ہوئی ہین یقین ہے تشریف لائین مگر ملکہ جب
تشریف لائینگی تو کنج باغ مین جو بنگلہ پڑا ہے وہ میرے رہنے کا ہے وہان جاکر اپنے کو
مخفی کیجیے گا آپ بیٹھیے مین نے آپ کو اپنا فرزند کیا رستم بھی بہتر ہے کہہ رہے ہین کہ
دروازے پر پکار ہوا کہ او فولاد کیا مر گیا دروازہ نہین کھولتا فولاد نے جو سنا
کہا آپ تو نکلجایے بنگلے مین جاکر بیٹھیے رستم تو گئے فولاد نے جاکر دروازہ کھولدیا
ملکہ داخل ہوئین کنیزین ساتھ ہین کنیزون نے کہا کہ او فولاد ایسا غافل رہتا ہے کہ
آواز بھی نہین سنتا فولاد تو کنارے ہو گیا مگر کنیزین نوجوان چہلین کرتی ہوئین باغ
مین پھرنے لگین کوئی کسی سے گیند اچھالتی ہے کوئی چھوئی چھلیا کوئی آنکھ مچولا کھیل رہی ہے رستم

قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ چند کنیزون کو دیکھا قریب بارہ دری کے پہونچگئی
ہین رستم کو کچھ نہ بن پڑا بارہ دری مین سے چلے گئے پردہ اٹھا کر جو اندر آئے تو دیکھا
کہ تخت بچھا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا جھاڑ وغیرہ لگے ہین رستم خاموش کھڑے تھے
کہ کنیزین پردے باندھنے لگین رستم گھبرائے پلٹ کر دیکھا کہ سیڑھیان بنی ہین ناچار
ہوکر چند سیڑھیان طی کین وہان پر موڑ تھا روشندان بنا ہوا تھا وہان رستم ٹھہرے
روشندان سے دیکھنے لگے کہ دیکھا گلپیرہن گلشنہ چست پہنے ہوے نیچہ ہاتھ مین
اکڑتی ہوئی بارہ دری مین آئی رستم کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین گلچینی گلشن جمال کی کررہے ہین ملکہ نے قصد کیا
کہ جا کر تخت پر بیٹھون کہ آندھی سیاہ اٹھی جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ غل مچاتی ہین کہ
روشنی لاؤ کنیزین جو لالٹینین لیکر چلتی ہین جھونکے سے ہوا کے گل ہوجاتی ہین
ملکہ ناچار ہوکر طرف کوٹھے کے چلین ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے ادھر بھی
رستم بھی کھڑے تھے ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے بڑھا ہوا رستم کا ہاتھ تو سینے
پر پڑا اور ملکہ کا ہاتھ چہرہ زیبائے رستم پر پڑا ملکہ تو ارے چور کہکر پیچھے ہٹین رستم
کود کر بھاگے اسی بنگلے مین آئے آکر بیٹھے مگر جوش محبت مین ملکہ کے کانپ رہے ہین
وہان آندھی دفع ہوگئی کنیزون نے دیکھا ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہین اور کہہ رہی ہین
نگوڑے فولاد کو بلاؤ کوٹھے سے چور اترا میرا طوق اتارتا تھا مگر مین نے نیچے
جو جھپکا یا بڑا نامرد تھا کہ بھاگ گیا ورنہ ٹکڑے اڑا دیتی ایک کنیز نے کہا واری یہان
چور کہان کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑگیا ہوگا ملکہ نے ایک نیچہ مارا کہ اس کنیز کے
دو ٹکڑے ہوے اب کوئی کنیز قریب نہین آتی دور سے کہہ رہی ہین کہ حضور فولاد
کی یہ غفلت ہو حکم ہوا کہ فولاد کو لاؤ حبشیون نے آکر فولاد کو گرفتار کیا فولاد
روتا ہوا سامنے آیا ملکہ نے کہا کہ اسکو قتل کرو ایک حبشی نے تلوار کھینچی فولاد
گھبرایا دست بستہ عرض کی کہ حضور [illegible] کی مجھکو مہلت دین مین اپنے بیٹے سے
رخصت ہو آؤن ملکہ نے کہا تو تو کہتا تھا کہ میرے کوئی اولاد نہین یہ فرزند کہان سے نکلا

فولا دبولا طہران مین نوکر تھا نوکری چھوڑکر آیا ہی مگر حضور نہایت خوبصورت ہی ملکہ نے کہا
جا دور ہو اُسکی خوبصورتی سے مجھے کیا کام ہی جاؤ جا کر نکال دو فولا د روتا ہوا سامنے
رستم کے آیا رستم نے جو فولا د کو روتے ہوے دیکھا بے اختیار ہنس پڑے فولا د
نے کہا آپ تو ہنس رہے ہین میری جان پر بنی ہی رستم نے پوچھا کیا ہوا کہا ملکہ فرماتی
ہین کہ چور رکھ دئے سے اُترا میرا طوق اُتارتا تھا تو فرماتی ہین کہ تو نے چور بٹھا رکھے
اب آپ تو نکل جائیے آپ بڑے مبارک قدم ہین کہ آپ کے آتے ہی میرے قتل کا حکم
ہوا لہٰذا اب آپ رخصت ہون رستم نے کہا تم جا کر کہو کہ میرا فرزند طہران مین نوکر تھا
رہا ہی چورونکو ڈھونڈھکر لائیگا فولا د نے کہا وہ نہایت بدمزاج ہی ایسا نہ ہو کہ مجکو
قتل کر ڈالے رستم نے کہا مجھکو گوارا ہی کہ مین قتل ہون مگر آپ بچ جائیے فولا د نے
کہا مین جا کر کہتا ہون فولا د آنسو پوچھتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ایک غلام کی
عرض ہی کہ میرے فرزند کو بلا کر خلعت کوتوالی باغ دیجیے وہ بڑا نظرباز ہی چور رکو پکڑ
لائیگا ملکہ نے حکم دیا چلمن ڈالدو مین چاہتی تھی کہ فولا د قتل نہ ہو خیر سبب نکل آیا اگر
اُسکا بیٹا کارنمایان کریگا تو اُسکو نوکر رکھوا دونگی فوج شاہی مین رہیگا فولا د نے
آکر رستم سے کہا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہی رستم ہتھیار لگا کر روانہ ہوے ملکہ نے
جو دیکھا کہ دیر ہوئی چند کنیزون سے اشارہ کیا کہ دیکھو تو فولا د دم دیکر چلا گیا بیٹا
اُسکا آتا ہی یا نہین چند کنیزین جو ان چلین راہ مین آکر دیکھا کہ رستم آگے
آگے فولا د پیچھے پیچھے مگر ہاتھ باندھے ہوے آتا ہی کنیزین حیران ہوگئین آپس مین
کہتی تھین کہ ارے یہ فولا د کا بیٹا ہی ایک نے کہا ماں کا پیٹ اور کمہار کا چاک
ایک ہوتا ہی ایک نے کہا بوا دیکھو مثل غلامون کے آتا ہی یہ اُسکا بیٹا نہین ہی
فقرہ بنایا ہی مگر ایسا حسین ہی کہ ملکہ دیکھکر بلبلا جائینگی ایک نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا میان تمھارا کیا نام ہی باپ پیچھے اور بیٹا آگے رستم نے کہا او چھلبلی تیرا ہی باپ
ہوگا کنیز پیچھے ہٹی دوسری نے کہا میان کیون خفا ہوتے ہو بڑے تعجب کی بات ہی
کہ بیٹا آگے باپ پیچھے رستم نے اُسکو بھی جھڑک دیا سب سے باتین کرتے ہوے جب

سامنے بارہ دری کے آئے ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہے سپاہی پیشہ تلوار ہاتھ مین حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے جمال بے مثال دیکھکر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا پسینے پسینے ہوگئی سر جھکا لیا رستم جب سامنے ملکہ کے آئے کنیزون نے کہنا شروع کیا کہ سلام کرو ملکہ نے کہا کیون اسکا پیچھا لیتے ہو وہ سلام و بندگی کیا جانے رستم کرسی پر بیٹھ گئے ملکہ نے نام پوچھا رستم نے حسین نوجوان بتایا ملکہ نے کہا تم چور کو پکڑ لاؤ گے رستم نے کہا حضور کا اقبال گرفتار کریگا ملکہ نے خلعت منگایا رستم کو مخلع کیا رستم خلعت پہنکر بیٹھے ہاتھ باندھکر رستم نے عرض کی کہ مین اب رخصت ہوتا ہون ملکہ نے کہا باہر جاکر بستر لگاؤ رستم جب چلے تو ملکہ کا دل دھڑکنے لگا کنیز سے کہا کہ اس جوان کو پھر بلا لو مین بھی اسکو سمجھا دون رستم قریب آئے اور سنکر کھڑے ہوئے ملکہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کہ کسی گانون مین خبر سنو کہ چور رہا ہو اور وہان اکیلے چلے جاؤ کیونکہ گنوار گھیر لیتے ہین ایسا نہ ہو کہ کچھ صدمہ پہونچے رستم نے کہا گنوارون کی کیا مجال ہے کہ ہم کو گھیر لین سبکو سمجھا دونگا ملکہ نے کئی مرتبہ اسی طرح رستم کو بلایا کوئی بات کہدی رستم بھی جواب دیتے ہین کہ سرکار نہ گھبرائین غلام سمجھکر جائیگا ملکہ اس شائستگی پر تڑپی جاتی ہین وزیرزادی سے کہتی ہین کہ زبان تو اسکی اچھی ہے زبان سے تو نہین معلوم ہوتا کہ فولاد کا بیٹا ہے وزیرزادی نے عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا ملکہ کنیز کو تو یہ جوان بڑا عالی خاندان معلوم ہوتا ہے غرضکہ رستم رخصت ہوکر باہر آئے سپاہیون نے سلام کیا رستم کرسی پر بیٹھے فرمایا صاحبو تمکو بیدار رہنا چور نہ آنے پائے سب عرض کر رہے ہین بسر و چشم آپ کی خدمت مین حاضر رہینگے اب ایسا افسر ہمکو ملا ہم سب خوش ہوگئے جو حکم دیجیئے گا وہ بجا لائینگے رستم انتظام کر رہے ہین مگر بعد جانے رستم کے ملکہ کی بیقراری بڑھی یہ اشعار زبان سے بیساختہ بیقراری مین نکل گئے

نظم

شب فراق ستم مختصر نہین ہوتی ❊ یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر سے جیتے جی ❊ کبھی ادھر کی تو دنیا ادھر نہین ہوتی
غم فراق سے فارغ ہین محو وصلت دوست ❊ کہ بلبلون کو خزان کی خبر نہین ہوتی

اثر ہونیکا نہ پائے نگاہ زہرہ آلود	کرشمہ کیا کبھی شل شکر نہیں ہوتی
بیان میں نہیں آتی کشش کچھ اسکی صفیر	یہاں دام کمند نظر نہیں ہوتی

وزیرزادی نے گھبرا کر پوچھا کیوں حضور کا مزاج کیسا ہے یہ کیا فرمایا میں اسکا مطلب
نہیں سمجھی ملکہ نے کہا اے گلپاش میں کیا بیان کروں جس جوان کو خلعت کوتوالی دیا ہے
جب سے اسکو دیکھا ہے دل تڑپ رہا ہے یہی خیال آتا ہے کہ باغبان کا بیٹا ہے طبیعت مائل
ہوئی ہے کل کو اگر یہ ظاہر ہوا تو تم لوگ کہوگے کہ باغبان بچے کو لیکر بیٹھی ہیں کیسی ذلیل
مزاج ہیں وزیرزادی نے کہا واری آپکو اختیار ہے جو چاہیے فرمائیے مگر یہ فولاد کا
بیٹا نہیں ہے نہیں معلوم کیا اتفاق ہوا کہ یہ طائر عنقا دام میں پھنسا ہے آخر کو حال کھلیگا
کہ یہ کسکا فرزند ہے ملکہ نے کہا اے گلپاش مجھکو بھی خیال ہے لیکن جو امر ظاہر ہے اسپر خیال
کرتی ہوں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ میں اسکو دیکھوں وہ مجھکو نہ دیکھے
ایک کنیز بول اٹھی کہ آجکل آپکے والد نامدار لشکرکشی کا سامان کر رہے ہیں پہلوان
کو دیکھکر خوش ہونگے اسکو افسر کرینگے آپ جاکر باپ سے کہیے کہ ایک جوان اسطرح
آیا ہے اسکو نوکر رکھ لیجیے آپکے والد کو ضرورت ہے وہ ضرور نوکر رکھ لینگے کوٹھے سے
آپ دیکھا کیجیےگا وہ آپکو نہ دیکھ سکیگا ملکہ نے اس راے کو قبول کیا حکم ہوا کہ جلد
سواری لاؤ محافہ در باغ پر آیا رستم کو جو معلوم ہوا کہ ملکہ جاتی ہیں آگے بڑھے ملکہ
سوار ہوئیں اور محافہ چلا رستم بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں ملکہ نے جو چلمن سے
دیکھا کہا وزیرزادی منع کر دے کہ تم کیوں آتے ہو تم رہو ملکہ نے کہلوا بھیجا رستم ٹھہر گئے
محافے کو دیکھا کیے محافہ نظر سے مخفی ہوا رستم آکر بیٹھے ملکہ نے آکر محل میں اتر کر ناظر سے
حکم دیا کہ اباجان کو بلاؤ ناظر نے جاکر شاہ سے کہا شاہ فوراً تشریف لائے کہ بیٹی کو
بہت چاہتے تھے جیسے ہی اندر تشریف لائے ملکہ نے سلام کیا ملک نے گلے میں ہاتھ
ڈالدیا اور کہا میرے بچے آیا ایک جوان نہایت حسین و جمیل میرے باغ میں آیا
ہے میں نے اسکو عہدہ کوتوالی دیا ہے ایسا انتظام کیا کہ پھر چور نہیں آیا لہذا آپ
سامان لشکرکشی کر رہے ہیں اگر مناسب ہو تو اسکو بھی نوکر رکھ لیجیے وقت پر کام آئیگا

بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی بلواتا ہون باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ حسین نوجوان کو
بلا لاؤ چوبدار طرف باغ کے چلا یہان رستم انتظار مین تھے کہ چوبدار آکر پہونچا رستم
سے کہا اے حسین نوجوان چلو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوے ہتھیار
لگا کر چلے یہان بادشاہ دربار مین بیٹھا ہو سب سردار جمع ہین کہ رستم آکر پہونچے ملکہ
چلمن مین بیٹھی جھروکون سے دیکھ رہی ہو مگر رستم جب دربار مین آئے تو بادشاہ خود ہی
کھڑے ہوگئے کل اہل دربار اٹھے سب نے استقبال کیا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ
انشاء اللہ دیکھو بادشاہ نے استقبال کیا صاف معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص بادشاہ ہو اور
یہ سب ملازم ہین کنیزون نے کہا واری جسپر طبیعت آتی ہو یہی رنگ ہوتا ہو کہ وہ سب سے
بہتر معلوم ہوتا ہو ملکہ نے کہا اری بیوقوفو تم ہی انصاف کرو کہ وہ قریب تخت بیٹھے ہین
کیسے رعنا و زیبا معلوم ہوتے ہین آخر بتاؤ کہ بادشاہ نے استقبال کیون کیا لیکن
بادشاہ یعنی صفدر جنگ آزما رستم سے باتین کر رہا ہو کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض
کی کہ دروازے پر ایلچی حاضر ہوا ہو امیدوار باریابی ہو مگر بہت جلدی کر رہا ہو بادشاہ نے
پوچھا نامہ کہان سے لایا ہو چوبدار نے عرض کی کہ شدا د قوی ترکیب اپنا نام بتاتا ہو چوڑا
تیغہ ہاتھ مین جھلا رہا ہو اور آپ جس بادشاہ کے خراج گذار ہین اسکا نامہ لایا ہو بادشاہ
نے حکم دیا بلا لو پہلو سے تخت مین دنگل ہو اسپر رستم بیٹھے ہین کہ شدا د نے آتے ہی
بہ غرور سلام کیا ہر چند کہ بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر جانتا ہو کہ جسکا مین خراج گذار ہون
وہان سے نامہ لیکر آیا ہو سوچا کہ طرح دینا چاہیے بر وقت ملاقات اسی شاہ سے شکایت
کرینگے اسکے جواب معقول ملیگا یہ شخص مغرور ہو عقل و فراست سے دور ہو مگر ایلچی
نے بیٹھتے ہی فرمان سر سے کھولا بادشاہ کی طرف پھینک دیا کہا اسکو ملاحظہ فرمائیے
اور جو اس مین تحریر ہی اسپر کاربند ہو جیے ملک آفاق شاہ اسقدر بیقرار تھا کہ
دو دن خاصہ نہ نوش فرمایا تھا مجھکو حکم تھا کہ جلد جانا اور جلد آنا لہذا تحریر شاہی ملاحظہ
فرمائیے اور بہت جلد کاربند ہوجیے باتین ایلچی کی رستم کو بہت ناگوار ہین مگر خاموش
بیٹھے ہین بادشاہ نے نامہ کھولا جس مین القاب و آداب شاہی کچھ نہین صرف مہربانی

سلامت لکھا ہی بعد اسکے لکھا ہی کہ ای بادشاہ عالیجاہ تمھاری بیٹی کی تصویر ایک ناجیسے
مین نے لی جسوقت سے تصویر پرنگاہ پڑی ہوش وحواس پراگندہ ہوگئے ہرچند چاہا کہ
ضبط کرون مگر نہ ہوسکا لہذا آپکو لکھتا ہون کہ نامۂ ہذا ملاحظہ فرماکر بطور ڈولے کے ملکہ کو
ہمراہ پہلوان مذکور روانہ کرو رستم قریب شاہ بیٹھے ہین نامے پرنگاہ پڑی اور معشوق
کا نام دیکھا نہایت غصہ آیا اور بادشاہ خود سوچ مین تھا کہ مین کیا جواب دون
ایسے ظالم کے ساتھہ تو بیٹی کی شادی نکرونگا کرون تو باعث خرابی نکرون تو باعث
خرابی بادشاہ یہ سوچ رہا تھا کہ رستم نے نامہ ہاتھہ سے شاہ کے لیلیا اور پھاڑ کے
سامنے شداد کے پھینکدیا شداد نے جو نامہ پھٹا ہوا دیکھا کہا او جوان تو نے ہمارے
شاہ کا نامہ پھاڑ ڈالا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بادشاہ ہان ہان کر رہا ہی کہ شداد
نے ہاتھہ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھہ بچا کر کلائی پر ہاتھہ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا ریل
پیل کے زور ہونے لگے جب شداد ریلکے جاتا ہی تو رستم چار پانچ قدم سے زیادہ
نہیں ہٹتے اور جب خود ریلکے جاتے ہین تو پندرہ بیس قدم تک لیجاتے ہین شداد
عاجز ہو رہا ہی ماتھے سے خون بہہ رہا ہی زرہ پارہ پارہ مگر لڑے جاتا ہی یہی چاہتا ہی
کہ زیر کرون مگر جو پیچ باندھتا ہی رستم اسکا توڑ کرتے ہین دیکھنے والے تعریفین رستم
کی کر رہے ہین کہتے ہین حسین نوجوان بڑا طاقت دار ہی شداد کو تنگ کر دیا ہی مگر
ایک مرتبہ پر رستم نے ٹکر ماری دونون گھٹنے اسکے زمین پر گرے شداد کو یقین ہوا
چھپایان نکل گئین ہین مگر ضبط کیا رستم نے کمر مین ہاتھہ ڈالکر نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن کشندہ

قویل دو دیل ہندی نعرہ رستم

اریشہ اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور		کیست علمشاہ جیو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرے سے رستم کے بارگاہ تھرا گئی سرکھینچکر شداد کا پھینکدیا ہمراہیان شداد جو بارگاہ
مین آنے لگے بڑھکر رستم نے ... وہ کا ملکہ کوٹھے پر خوشی کر رہی ہین کہتی ہین صاحب تمھنے
شاہ کو جیسین لوٹتی تھی میرا قول تختنشین ہوا کنیزین آتی ہین کہ دارو ہمت پہلے کہتی

کہ تنگو وڑے فولاد کی کیا حقیقت ہی یہ جوان کسی نسل اعلی سے ہی رستم جو لڑنے لگے ملازمان شاہی
بھی شریک ہوے جب رستم لڑنے ہوے باہر نکلے تو دوکاندار وان نے بھی رستم کا ساتھ
دیا بنیون نے دکانین بند کین پتھرون سے سپاہیون کو مارنا شروع کیا آخر سپاہی گھبرائے
لاشہ شداد کا لیکر بھاگے یہان شاہ نے وزرا سے کہا کیون صاحبو اب کیا ہوگا کہ ایلچی
شاہ کا مارا گیا اور آفاق تاجدار نہایت زبردست ہی اور مغرور انتہا کا ہی اسکو بہت
ناگوار ہوگا ملک نکال لیگا مین کیا تدبیر کرون سب نے کہا جب یہ جوان لڑکر پلٹے تو
اسکی خوب خاطر کیجیے اب وہ جو لاشہ ایلچی کا لیکر گئے ہین یقین ہی کہ آفاق تاجدار خود
آئے اور فساد برپا کرے اُس وقت آپ اسی جوان کو پیش کر دیجیے گا کہ یہ ہمارا نوکر
نہین اِسنے شداد کو مارا ہی یا گرفتار کرکے دیدیجیے گا بادشاہ خوش ہو جائیگا آپ کی خطا معاف
کریگا اور بیٹی کو سوار کرکے دیدیجیے گا بیشک بادشاہ کچھ نہ کہیگا سلطنت آپ کی قایم
رہیگی بادشاہ اسی پر آمادہ ہوا تا جب رستم لڑ بھڑ کر پلٹے تمام افسران فوج رستم کی تعریف
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کس ڈیل ڈول و خصال کو آپ نے مارا فوج کو آپ نے شکست
دی بادشاہ نے رستم کی تعظیم کی اور برابر اپنے بٹھا لیا کہتا تھا نہ یہ نصیب وری کہ
آپ نے مجھکو سرفراز کیا آپ فرزند صاحبقران ہین مگر اب مین آپ کو جانے نہ دونگا
سامنے کمرہ ہی اُس مین آرام فرمائیے خادم خدمتگار برا سے خدمت حاضر ہین کوئی تکلیف
آپ کو نہ ہوگی مگر ملکہ نے جو یہ خبر سُنی کہ بادشاہ کا یہ ارادہ ہی بیقرار ہو کر کہا مین اپنے باغ
مین جاؤنگی ملکہ سوار ہوئین رستم نکل آئے مگر ہمراہ محافے کے نہ جا سکے کہ ملازمان شاہی
کھڑے تھے بحسرت دیکھتے رہگئے پلٹ کر آئے کمرے مین بیٹھے مگر صورت زیبا سے
گلپیر ہین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رخسارون سے — روشنی اڑ گئی جگنو کی طرح تارون سے
بہ چلا یار پسینہ ترے رخسارون سے — باس پھولون کی نہ جائیگی ترے ہارون سے
لپٹے رہتے ہین گلے سے ترے ایجان شب بھر — رشک ہی دست تمنا کو ترے ہارون سے
عشق کے واسطے ہم لوگونکی خلقت ہی صفیر — بس یہی کام تو ہین پڑتا ہی بیکارون سے

آخر رستم اسقدر بیقرار ہوسے کہ نیند نہ آئی آنکھ نہ بند ہوئی آخر اُٹھے کمندین ہاتھ مین لیکر قصر سے اُترے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان ملکہ باغ مین بیقرار ہو رہی ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو کہ کیا مشکل کی بات ہو کہ جس شخص نے مدد کی ان سبھو نکا ارادہ ہو کہ اُسکو گرفتار کر کے حوالے کرین اگر باپ ایسا کرینگے تو مجھکو بھی صبر نہ آئیگا اپنی جان دونگی لڑ بھڑ کے مر جاؤنگی مگر فراق نہ سہونگی

نظم

رو رہا ہوں الم زلعت دوتا سے پہلے
بیٹھ رہتا ہو مرے گھر میں گھٹا سے پہلے

مر ہو عشق نہ تھا زلعت دوتا سے پہلے
سانپ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے

ہاتھ اُٹھنے بھی نہیں پاتے کہ آجاتا ہو یار
میری امید بر آتی ہو دعا سے پہلے

اول ہی جان دی درد کے لیے عاشق نے
اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے

اے طبیبو ہوئے ہیں بیمار خط سبز صنم
زہر دو گھول کے شربت میں دوا سے پہلے

اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن
باغ مضمون میں پہونچتا ہو صبا سے پہلے

نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا
ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

اسقدر بیقرار ہوئی کہ آخر دروازے پر آکر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی ہو کنیزین کہتی ہین واری رات کا وقت ہو اسوقت وہ کہان یہان آوینگے مگر ملکہ کی بیقراری نہین کم ہوتی ہو ہر مرتبہ فرماتی ہین جو میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آوینگے یہ کہہ رہی تھین کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی کنیز سے کہا جا کر دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہو معلوم ہوتا ہو کہ جنگل مین چاند نکل رہا ہو کنیز دوڑی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ دیکھا رستم آتے ہین کنیز نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کیون گلرو تو اسوقت کہان تھی کنیز نے عرض کی ملکہ حضور کا انتظار کر رہی ہین اور فرماتی تھین کہ اگر میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آئینگے حقیقت مین واری وہ عاشق صادق ہین جو وہ فرماتی تھین وہی ہوا رستم نے پوچھا ملکہ کیا کرتی ہین کنیز نے عرض کی دروازے پر کھڑی ہین اور آپکو یاد کر رہی ہین رستم بڑھے مگر کنیز بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری آپ سچ کہتی تھین وہ جو سُنا تھا وہ آنکھون سے دیکھ لیا فرد دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

از سیر کینہ کینہ وار نسوے مہر چہرہ ملکہ یہ سُنکر ہنسا کہین کہا اگر وہ یہان مجھکو دیکھ لینگے تو عاشق صادق جانینگے اور چار مین مشہور کرینگے کہ ملکہ مجھپر صرفی ہے مین یہ نہین چاہتی کہ مجھکو مطعون کرین یہ ذکر تھا کہ رستم آپہونچے ملکہ برائے استقبال اٹھین رستم کو لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا اسوقت آپ کیونکر تشریف لائے ہین اس اندھیری رات مین رستم نے کہا اے ملکۂ عالم شب مین آنکھ بند کرتا تھا تو دل آواز دیتا تھا کہ باغ کو چلو مین نے دن کو دیکھا تھا کہ آپ محافے پر سوار ہوکر آئین ملکہ نے کہا اے شہریار مجھکو اسوجہ سے آپ کی ملاقات کی ضرورت تھی کہ آپ یہانسے نکلجایئے دشمنون نے صلاح کی ہے کہ جب آفاق شاہ آوے تو آپکو اُسکے سامنے گرفتار کرکے بھیجین اور اپنی سلطنت بچائین لہذا آپ نکلجایئے جہان جایئے گا مین اپنے کو پہونچاؤنگی رستم نے کہا مین بھاگونگا نہین شاہ سے کہدو کہ جب آفاق شاہ آوے تو مجھکو اُسکے مقابلے مین بھیجدیجیے اور کہدیجیے کہ اُنھون نے ایلچی کو مارا ہے اس سے سمجھ لیجیے جب مقابلہ پڑیگا تب حال کھلجائیگا ملکہ نے کہا مین واسطے بھلائی کے کہتی ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکر کنیز کو اشارہ کیا کنیزین اسباب عیش و نشاط لیکر آئین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر پیش کین اور ایک خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

نقاب اُٹھاؤ کہ لطفِ شراب کیا ہوگا … پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا

ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے … ہے کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا

ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہے گالون پر … عروج حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا

برنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ اے دل … خموش وہ بُت حاضر جواب کیا ہوگا

کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہے … طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا

جو دوگے عارض رنگین کا اک نہین بوسہ … خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا

فراق یار مین تنکے چُنے وطن چھوٹا … اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا

ذرا سے رنج کی اے بحر حسن تاب نہین … دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا

نہین ہے ڈر ہمین روز شمار کا اے نور … حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

رستم بیٹھے گانا سن رہے ہین جب دو پہر شب گذری رستم نشے مین اُٹھے ملکہ کا ہاتھ تھاما نشے مین لڑکھڑاتے ہوے پلنگ پر جا کر لیٹے لیٹتے ہی سو گئے ملکہ نے بھی آرام کیا سوتے سوتے آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ آفتاب بلند ہو آیا ہی رستم نے فرمایا ای ملکہ بڑا غضب ہوا کہ تمنے ہمکو جگایا بھی نہین دن چڑھ آیا ہی یقین ہی کہ بادشاہ تلاش کرتا ہوگا کیا تعجب ہی کہ لشکر کشتی کرے ملکہ کو بھی سناٹا آگیا کہا ای شہریار باعث خرابی ہی یہان تو یہ ذکر تھا اُدھر صفدر رجنگ آزما جو دربار مین آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ رستم کہان ہین سب خدمتگارون نے عرض کی غلام سو گئے رستم نہین معلوم کہان گئے صفدر نے اپنے عیار کو کہ برقان تیز رو نام ہی حکم دیا کہ ای برقان دریافت تو کر کہ رستم کہان گئے ہین برقان چلا گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہی جب سارے شہر مین پھرا اور کہین نشان نہ پایا تو خیال مین گذرا کہ باغ ملکہ بھی دیکھ لون شاید کسی کنیز نے بلایا ہو یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا برقان نے دیکھا کہ رستم بیٹھے ہین ملکہ سے باتین کر رہے ہین برقان کو نہایت ناگوار ہوا دیوار سے اُترا مگر سمک بد ذاتی اپنے آقا کی تلاش کرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک عیار وضع دیوار باغ سے اُتر رہا ہی مگر غصے مین کانپ رہا ہی سمک سوچا کہ شاید اسنے کچھ ایسا دیکھا کہ نہایت غصے مین ہی صورت اپنی تبدیل کر کے سامنے برقان کے آیا جھک کر سلام کیا کہا مہتر صاحب کہان سے آتے ہو برقان نے کہا ای برادر کیا کہون عجب زمانے کا رنگ ہی بیٹی نے باپ کے دشمن کو گھر مین جگہ دی ہی سمک نے پوچھا وہ کون شخص ہی برقان نے کہا رستم فرزند صاحبقران ہمارے ملک مین مکر سے آیا ایلچی کو آفاق شاہ کے مار ا شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکی خاطر کرون جب آفاق شاہ آوین اُسوقت رستم کو حوالے کر دون اور آفاق شاہ سے یہ کہدون کہ یہ قاتل ایلچی ہی شاہ سزا دیگا ہماری سلطنت بچ جائیگی رات کو وہ جوان غائب ہوا اب آکر مین نے دیکھا کہ ملکہ پیرہن کے پہلو مین بیٹھا ہی اب جا کر شاہ سے اطلاع کرونگا کہ وہ آکر اُسکو سزا دین سمک نے کہا مہتر صاحب وہ شخص فرزند صاحبقران ہی کسی سے نہ دبیگا چلو ہم تم چلین دونون ملکر گرفتار کر لین سامنے بادشاہ کے لے چلین

بادشاہ کو اختیار ہی جو چاہے سو کرین برقان نے کہا کہ خوب بات بتائی برقان آگے بڑھا سماک نے پیچھے سے حلقہ ہائے کمند مارے برقان گرفتار ہوا سماک نے برقان کو درخت سے باندھا اور طرف باغ کے چلا کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا رستم پہلوے گلپیرہن مین بیٹھے ہین سماک بصورت اصلی سامنے آیا کہا اے شہریار بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ تو یہان شادان و فرحان بیٹھے ہین اہل لشکر انتشار مین ہین یہان کی بھی کچھ آپ کو خبر ہی عیار صفدر جنگ آزما کا آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا ورنہ وہ جاکر شاہ سے اطلاع کرتا اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل چلیے مین نے عیار کو درخت سے باندھ دیا ہی رستم تلوار ٹیک کر اٹھے کہا ملکۂ عالم نکل چلو ملکہ نے کہا مین آپ کے ساتھ ہون سماک نے گھوڑا رستم کا تیار کیا ملکہ نے بادبان کسوائی چند کنیزین ساتھ ہوئین سماک بلدا قی تو رستم کو ساتھ لیکر چلا کہتا ہوا کہ اپنے لشکر مین چلیے وہ لوگ سب انتظار مین ہین ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی افتاد پڑے مگر یہان برقان کو جو ہوش آیا غل مچانے لگا کہ مجھکو کوئی رہا کر دے ایک رحم دل کا ادھر سے گذر ہوا اسنے آکر برقان کو کھولدیا برقان رہا ہوتے ہی بھاگا سامنے صفدر کے آیا کہا اے شہریار رستم باغ گلپیرہن مین بیٹھے ہین بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ کی بیٹی کے پہلو مین بیٹھے ہین یہ سنکر صفدر نے حکم دیا کہ تیار ہو بارہ ہزار جوان تیار کر کے گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ کے چلا برقان آگے آگے جاتا ہی دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار پشت پر لگے آگے رستم جاتے ہین برقان پلٹا آکر صفدر سے کہا کہ وہ سامنے دیکھیے رستم جاتے ہین صفدر نے گینڈا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ اے رستم تم کہان بھاگے جاتے ہو میرے مقابلے مین آؤ سماک نے عرض کی کہ حضور جواب نہ دین اور نکل چلین مگر رستم کو تاب نہ آئی گھوڑا بڑھایا صفدر کا لشکر جم گیا جیسے ہی رستم قریب پہونچے صفدر نے یہ کہکر نیزہ مارا کہ او جوان تیری وجہ سے میری سلطنت جاتی ہی رستم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چالیس وار رد و بدل ہوے تھے کہ رستم نے نیزہ صفدر کا نکالا صفدر نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا

رستم اسکی تلوار کب کھاتے ہین خالی دیکر ہاتھ مار دیا کہ صفدر کا سر زخمی ہوا لوگ صفدر
کو سامنے سے لے گئے اب رستم نے مرکب مہمیز کیا سماک بھی کتنا ہی پلٹ چلیے مگر رستم
کو انتہا کا غصہ ہی آواز دے رہے ہین کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کوئی پہلوان
مقابلہ رستم مین نہین آتا ہی ملازمان صفدر بیقرار ہو رہے ہین کہ یا لات و منات
بچائیے کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی کوئی پکارتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی آکے
بچائیے سب بیقرار یان کر رہے ہین اور رستم نعرہ کر رہے ہین کہ مین وہین آتا ہون
وہان آکر سب کو قتل کرونگا صفدر نے تو بہا اور زخمی ہوکر پلٹ گیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
دیکھا سب نے کہ آفاق شاہ ایک فیل پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مگر
سب مسلح و مکمل وہ لوگ جو ایلچی کے ساتھ تھے انھون نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ
یہی جوان ایلچی کا قاتل ہی آفاق نے پوچھا کہ یہ جوان تو طرفدار صفدر کا تھا یہ کیا ہوا کسی
شخص نے بڑھکر عرض کی کہ گلپیرہن کو لیے جاتا ہی اسی بات پر فساد ہوا اور آفاق شاہ
نے یہ بھی دیکھا کہ رستم تو میدان مین ہین اور ایک نقابدار ایک طرف کھڑا ہوا ہی
رستم کو پکار رہا ہی کہ ای شہریار پلٹ آئیے رستم جواب نہین دیتے آفاق نے کہا بڑے
غضب کی بات ہی کہ میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی مین اسکو سمجھا دونگا یہ کہکے گینڈے کو
بڑھایا مقابلہ رستم مین آیا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ
تلوار کا یہ کہکر مارا کہ اپنی پشت سے تو خبردار ہو جیسے رستم سمجھے کہ کوئی پشت پر آگیا
رستم پلٹے آفاق نے ہاتھ مار دیا کہ سر رستم کا زخمی ہوا فوج نے جو آفاق کی دیکھا
کہ ہمارے آقا نے حریف کو زخمی کیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے رستم نے جو دیکھا کہ
فوج آتی ہی گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور — دیگر — کہ بر تخت صرزوق افگندہ شور

مغلوبہ مین لڑتے لڑتے قریب آفاق کے پہونچے للکار کر کہا کہ او مکار اب تو میرے
مقابلے مین آ آفاق نے بڑھکر پھر ہاتھ مارا رستم نے خون چہرے کا پونچھکر ہاتھ تلوار

کا مار دیا کہ آفاق بھی زخمی ہوا فوج آفاق کو ہراس ہوا مگر ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ رستم انتہا کے زخمی ہیں سوچی کہ یہ لوگ رستم کو گرفتار کرکے بھیر بلوہ کرینگے باگ کو پھیر اور سماک حیران ہو کہ میں کیا تدبیر کرون آقا کے ساتھ رہون کہ ملکہ کے ساتھ جاؤن ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپ گیا یہان رستم جو دیر تک لڑے زخم سر اور رگ کھل گیا آخر رستم نے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈالدیئے اور فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب دولتیان مارتا ہوا اور پچھکین اچھالتا ہوا رستم کو لے نکلا جسنے راہ مین روکا اسکو لپشتک ماردی وہ شہر کے سنبھل کر اٹھ گھوڑا آگے نکل گیا اسطرح لڑتا بھڑتا رستم کو لے نکلا سماک نے دیکھا کہ رستم کو گھوڑا لیے جاتا ہے پیچھے پیچھے چلا ایک صحرا مین جاکر لپشت مرکب سے رستم گرے گھوڑا ٹہلنے لگا سماک نے آکر جو رستم کو اس حال مین دیکھا ٹانکے لگائے رستم نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو بالین پر پایا پوچھا اے سماک تم کیونکر پہنچے سماک نے کہا مین درۂ کوہ سے دیکھ رہا تھا جب آپ کو گھوڑا لیکر نکلا مین پیچھے پیچھے آیا شکر ہے کہ آپ کو پا گیا اب گھوڑے پر سوار ہوجیے طرف اپنے لشکر کے چلیے رستم نے کہا مین گھوڑے پر سوار ہونے کے لایق نہین ہون اگر کسی مقام پر رہنے کی جگہ ملے تو مین صحت پاکر چلنے کے لایق ہونگا قضائے کار آفاق شاہ کا بھائی وفاق تیغ زن کہ آفاق شاہ اسکو اپنے ملک کا حاکم کر آیا تھا کسی کام کو نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل بیٹھا ہے اور ایک عیار خدمتگزاری کر رہا ہے گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا رستم کی شوکت دیکھکر گھوڑے سے اترا اور پوچھا مزاج آپ کا کیسا ہے رستم نے کہا مین زخمدار ہون میرے عیار نے ٹانکے لگا ہین مگر مین ابھی اٹھنے کے لایق نہین ہون وفاق نے کہا غریب خانہ قریب ہے مجھکو سرفراز فرمایئے مین خدمت کرونگا یہ کہکر وفاق نے ہودار منگایا رستم کو سوار کرکے لے چلا سماک بھی ساتھ ہے راہ مین وفاق نے پوچھا کہ شاید آپ کو قزاقون نے گھیرا تھا مگر آپ نے بڑا کام کیا اسقدر زخمی ہوے مگر مال اپنا بچایا رستم نے کہا اے تاجدار قزاقون کی کیا مجال تھی کہ مجھکو گھیرتے مگر آفاق شاہ سے مقابلہ پڑا اسنے

مکر سے مجھکو زخمی کیا وفاق کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی بڑے غضب کی بات ہی پہلا یہ عتاب
کھینگے کہ میرے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی کہا ای شہریار آپ کو مین قلعۂ آفاقیہ مین لیے چلتا
ہون کسی سے ذکر نہ کیجیے گا کہ مین آفاق کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہون ورنہ آپ کے ساتھ
لوگ دشمنی کرینگے رستم نے کہا کیا فخر کی بات ہی کہ مین ذکر کرونگا مقابلہ پڑا اسکا مکر چلگیا مین
زخمی ہوا گھوڑا ادھر نکال لایا مگر وفاق کو غیرت آئی کہ اپنے ساتھ لیکر آیا ہون اب کیونکر
پھیرون اس غیرت مین رستم کو لیکے قلعے مین آیا مقام معقول پر رستم کو لاکر اتارا اسباب
عیش و نشاط مہیا کیے خدمتگزاری مین مصروف ہوا جب کئی دن گذرے تو رستم نے
کہا ہم ہوا سے شکار جاوینگے وفاق نے کہا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین
تو غلام کو بڑی ذلت ہوگی رستم نے کہا مین شکار کھیلکر بہت جلد پلٹ آؤنگا وفاق ناچار
ہوا رستم کو حکم دیا رستم سوار ہوکر ہوا سے شکار چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے سمک سے
اشارہ کیا کہ پانی پینے کو لاؤ سمک ادھر گیا کہ ایک آہوئے خوردہ سامنے آیا رستم نے
اسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک نقابدار بادل پوش گھوڑا اڑاتے
ہوئے آتا ہی قریب پہونچکر آواز دی کہ او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار
کیا ہی شرط کہ مجھکو بھی شکار کرون رستم نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی جو ہو سکے وہ کر نقابدار
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار سپر پر بچاکر کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نقابدار کو اٹھالیا
کمر بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور تمثال پری تمثال نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست جلاد سے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

حسین جمیل اپنے عاشقہ کی کفیل ہی رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی اور
زمین پر گری رستم بھی غش کھاکر گرے اس نازنین نے سر رستم کا زانو پر رکھ لیا آنکھون
سے آنسو گرنے لگے عارض پر جو رستم کے پڑے ان اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم
کی آنکھ کھل گئی سر اپنا زانو پر محبوب کے پایا چاہا آنکھیں بند کر لون وہ نازنین شرمائی
زانو سر کے نیچے سے ہٹا لیا سامنے سے دیکھا ایک عیار آتا ہی شرماکر اٹھی اور اپنے

مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی مگر سماک نے آکر دیکھا کہ رستم خاموش بیٹھے ہین کچھ کلام
نہین کرتے سماک نے پوچھا اے شہریار مزاج کیسا ہے رستم نے کہا اے یار وفادار فرد نہ پوچھ
حال کہ ہین چوب خشک صحرا ہون ٭ لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا ٭ حقیر نے بھی
اسی قافیے مین عرض کیا ہے لایق ملاحظہ ناظرین ہے فرد قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو ٭
صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا ٭ سماک نے عرض کی کہ غلام نہین سمجھا کہ حضور نے کیا
ارشاد فرمایا رستم نے کہا اے سماک کیا پوچھتا ہے عجب رنگ ہے اگر معشوق سامنے ہوتی
تو کہتا فرد زبس کہ حسن فزود و غمش گداخت مرا ٭ نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا ٭
حقیر نے اس شعر کا بھی بدلہ نظم کیا ہے لایق ملاحظہ ہے فرد چمکایا انکو حسن نے ہم غم سے ڈھلک گئے
وہ بھی کچھ اور ہو گئے ہم بھی بدل گئے ٭ ایک شاعر نے مصرعہ لگایا ہے اسی مصرعہ پر حقیر نے
بھی مصرعہ لگایا ہے وہ یہ ہے فرد دو دوپٹہ تم اپنا ململ کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ٭
اور حقیر مصرعہ اول یہ عرض کرتا ہے فرد عکس ڈالیو تم اپنے آنچل کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی
ہو ہلکا ٭ مطلب سے الگ ہوا جاتا ہون الغرض رستم نے جو اسطرح کے اشعار پڑھے تو
سماک سمجھا کہ وہی نازنین جو بادپان پر سوار ہو کر گئی ہے اُسپر آقا مایل ہین اور یہی ورد بھی
زبان پر جاری ہے نظم

ہین پاؤن بے سرو پا کسطرح وہانکی خبر	پھیرون کو نہ اے دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد سے کام نہین	یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

سماک بلداقی نے عرض کی حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے
سماک روانہ ہوا نقش پا دیکھتا ہوا سامنے باغ کے پہونچا جتنی نگہبانین کہ در باغ پر
تھین ایک کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا مگر حیران تھا کہ اپنا نام نہین
دریافت کیا کہ ایک خواص نے پکار کر کہا اے غنچہ دہن ایسی مغرور ہے کہ بات کا جواب
نہین دیتی سماک نے کہا خاموش رہیے مین نہین معلوم کس فکر مین ہون یہ سوچتا ہوا
سامنے ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ خاموش بیٹھی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

سول بیجے اسے یہ مال ہو سستا ٹھہرا | دل کا اک بوسۂ گیسو پہ ہی سودا ٹھہرا
بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا | میرا نامہ کوئی اخبار کا پرچا ٹھہرا
مبتلا سے غم جانکاہ رہا فرقت مین + | درد سینے مین اُٹھا درد دلکا ٹھہرا
باہمی بحث عنادل سے ہمین کیا مطلب | قصۂ عشق نہ ٹھہرا کوئی جھگڑا ٹھہرا
چاند شرما گیا رُخ کے جو مقابل آیا | اے حسین حسن مین تو بدر سے اچھا ٹھہرا
نور کر جوڑتے ہین شیشۂ دل کو میرے | اُنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی | آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہین | اب تمہارا تو نہین مال ہمارا ٹھہرا
نور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر | کسطرح طے یہ بکھیڑا ہوا اب کیا ٹھہرا

غنچہ دہن نقلی نے عرض کی جب سے حضور شکار سے پلٹ کر آئی ہین حضور کو بہت پریشان پاتی ہون لونڈی سے تو بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا اے غنچہ دہن کیا بیان کرون کہ دل کی کیا کیفیت ہی عجب صورت ہی کہ اگر ضبط کرتی ہون تو دل بیقرار نہین مانتا راز محبت کو کیونکر چھپاؤن اور کیونکر ظاہر کرون دل مثل ماہی بے آب طپان ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دل پر ہجوم غم و الم ہی کچھ عجب عالم ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی حضور نہ چھپائین کنیز سے ظاہر کر دین کنیز علاج کر دیگی دامن مدعا گہر ہائے مدعا سے بھر دیگی یقین ہی کہ کنیز کے عرض کرنے سے حضور کو تسکین ہو ملکہ رونے لگین کہا اے غنچہ دہن مین جو واسطے شکار کے گئی خود شکار ہو کے آئی ایک جوان آفتاب جمال سے دوچار ہوئی لیکن اسکو بھی نیم بسمل چھوڑا ہین بھی تڑپتی ہوئی آئی اسی بیقراری مین دل کو چین نہین یہی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑون اور اسی جنگل مین جاؤن اور پہاڑون سے سر ٹکراؤن مثل فرہاد جان شیرین تڑپ تڑپ کر دون غنچہ دہن نقلی نے کہا ذرا گوشے مین چلیے تو مین عرض کرون ملکہ گوشہ مین آئین سماک نے دست بستہ عرض کی کہ مین آپ کا غلام ہون ملکہ گھبرا گئین کہ یہ لونڈی ہی غلام کیسا گھبرا کر کہا مین نہین سمجھی سماک نے کہا جس شہریار کو آپ دیکھکر

آئی ہین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران ہین ہین آنکا عیار ہون جنکا سمک میرا
نام ہی آقا کو جو بیقرار دیکھا آپ کی تلاش مین نکل آیا آپ کو اُنسے زیادہ بیقرار پایا حضور کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے کہا محبوب گیسو دراز میرا نام ہی بیٹی آفاق شاہ کی
ہون وہ سفر مین ہین برائے شکار گئی تھی تو یہ سودا لیکر آئی مگر ای متنفر ہوا اگر ہو سکے
تو شہزادے کو یہان لاؤ ہر چند کہ باپ کا یہ حکم ہی کہ پہلو مین اِسی باغ کے ایک کو فلک
شکوہ واقع ہی اُسپر ایک طائر صبح کو آکر بیٹھتا ہی زمزمہ سرائی کرکے مثل اِلنسان کے آواز دیتا ہی
کہ افسوس صد افسوس دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت باپ نے اکثر حکیم نجیم بھیجے جو
گیا وہ پلٹ کر نہ آیا تو باپ نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی مجھکو خبر دے کہ یہ طائر کون ہی اور
کیا آواز دیتا ہی تو اپنی بیٹی کی شادی کر دون اسباب جہیز وغیرہ اُسی مقام پر رکھوا دیا ہی
کئی ہزار سپاہی مقرر ہین اکثر جوان آئے شاہزادے وزیرزادے بڑے بڑے تاجر
جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا میری مجال نہین ہی کہ بے طائر کی خبر دیے کسی سے ملون مگر اُنکے
واسطے اِس شرط کو موقوف کرونگی جو فرماینگے وہ بجا لاؤنگی سمک نے کہا مین جاکے
شاہزادے کو لاتا ہون مگر اِس شرط کی رستم کے سامنے تشریح نکرنا ورنہ وہ فوراً
آمادہ ہونگے مین اُنکو آپ کے پاس پہونچا دون اور مین طائر کی فکر مین جاؤن اگر
خدا چاہے تو خبر مفصل لاؤن ملکہ نے کہا مین ذکر نہ کرونگی سمک جو پلٹا خدمت مین
رستم کی آیا دیکھا فرش خاک پر بیٹھے ہوئے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سمک نے
قریب آکر کہا چلیے تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات کرآیا حضور صاحب نصیب ہین
رستم نے سمک کو گلے سے لگا لیا اور بیقرار ہوکر فرمایا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و
خبر رسید بلا در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار رے اے سمک تو نے وہ خوشخبری سنائی ہی
کہ غنچۂ دل شگفتہ ہو گیا یہ کہکر اُٹھے ساتھ سمک بلدائی کے چلے یہان ملکہ نے بعد جانے
سمک کے جلسے کو آراستہ کیا کنیزون سے کہہ دیا کہ ساتھ ادب کے کام کرنا نیا آدمی
صحبت مین آتا ہی ملکہ انتظار مین بیٹھی ہین کہ سمک نے آکر خبر دی کہ شاہزادہ آگیا ملکہ
برائے استقبال اُٹھین دیکھا رستم روشون کو طے کرتے ہوئے آتے ہین ملکہ نے جو

رستم کو آتے ہوئے دیکھا چند قدم آگے بڑھ گئیں ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا رستم کو دولت کونین ہاتھ آگئی سراپا کو دیکھتے ہوئے آکر مسند پر بیٹھے ایک کنیز خوش گلو سلسلے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز گانے لگی نظم

دن کی امید نہیں ہوتی جو شب ہوتی ہی
ہجر محبوب میں تکلیف غضب ہوتی ہی

آشنا لب سے اگر بنت عنب ہوتی ہی
بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہی

چشم عاشق میں نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر
الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہی

گالیاں دیتے ہیں میں لیتا ہوں بوسے سمجھکر
سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہی

ذائقہ تا دم مردن نہیں جاتا دل سے
وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہی

دن نکل آتا ہی رخ سے جو اٹھاتے ہیں نقاب
زلف عارض پہ جو آجاتی ہی شب ہوتی ہی

خوف عشاق کے نالوں سے تمھیں لازم ہی
آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہی

آبلۂ دل کا ٹپکتا ہی خدا خیر کرے
ٹیس اس پھوڑے میں رہ رہ کے غضب ہوتی ہی

خاک کاٹے سے کٹے تو رشب تار فراق
غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہی

ملکہ نے باتیں کرتے کرتے کوہ طیران کا ذکر کیا کہ صاحب یہاں پہاڑ پر ایک طائر آکے بیٹھتا ہی وہ آواز افسوس دیتا ہی آخر کو پکارتا ہی کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہ پیدا ہوکر نابود ہوے در ورغ گو معبود ہوئے اسکی خبر پر باپ نے میرے مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اسکی خبر لائے اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کروں رستم پلتن نے طرف سماک کے دیکھا سماک نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا مسکن ہی غلام جاکر اسکو مارتا ہی یہ کہکر سماک چلا اسی صحرا میں آیا دیکھا بالاے کوہ روشنی ہو رہی ہی اور رہ رہ کوہ سے گانے کی آواز آتی ہی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز وگداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

طالب نہ دفن کے ہیں نہ جویا کفن کے ہیں
ای ترک ہم شہید ترے بانکپن کے ہیں

وشت جنون میں ہی گل خود رو سے کیا بہار
شاید کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہیں

جگنون اڑے جو کوہ سے شیرین نے دی صدا
شعلے بلند آہ دل کوہکن کے ہیں

سمک بیداقی سہمنے لگا کہ چند کنیزین نکلین سمک نے ایک ساحرہ کی صورت بنکر ایک کنیز
کو اشارے سے بلایا الگ لاکر اسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا ایک جادوگرنی
سیاہ فام بد انجام مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین ہین سمک نے آتے ہی سلام کیا اُس جادوگرنی
نے دیکھتے ہی کہا ای گلفروش کیا خبر لائین سمک نے دست بستہ عرض کی کہ آج وہ طایر یہان
نہین آیا ساحرہ نے ہنسکر کہا کیون گلفروش تجھے کیا کام ہی مین تیرا اضطراب سمجھی جسواسطے
تو پوچھتی ہی مین خبر پا چکی کہ طلسم کشا کا بھائی باغ محبوب کیمیدہ ور اس مین آیا ہی تحقیقات
کو وہ بیہوشی ہی تو کوئی دسکا رہی سمک نے کہا حضور مین تو آپ کی کنیز ہون یہ کہکے چاہا
اُٹھکر بھاگون کہ اُس جادوگرنی نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے کہا کنیزین نے
پانوُن سمک کے تھام لیے اور رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا
کہ ارے یہ تو مانوس ہی طیران جادو جو مسند پر بیٹھی ہی اُسنے حکم دیا کہ اسکو لیجا کے
قید کرو کنیزون نے سمک کو لیجا کر ایک مکان مین قید کیا رستم نے رات بہر سمک
کا انتظار کیا صبح کو ملکہ سے کہا شاید ہمارے عیار پر کوئی اُفتاد پڑی کہ پلٹ کر نہین آیا
اب ملکہ مین جاتا ہون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کتنے لوگ گئے اب تک پلٹ کر نہین
آئے مین افسوس کرتی ہون کہ ایسا نہو کسی بلا مین آپ پھنس جائین تب بھی تشویش بڑھیگی
رستم نے کہا ای ملکۂ عالم مت گھبراؤ انشاء اللہ ساحرہ کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے رستم
روانہ ہوے سامنے درۂ کوہ کے آئے طیران جادو نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال اسطرف آتا ہی اپنے مقام سے اُٹھی اور کوہ پر آکر طایر بنکر بیٹھ گئی تو خوب
زمزمہ سرائی کی پھر پکار کر آواز دی کہ ای مرد ما ان دنیا دنیا عجب یہ مقام ہی کہ گذرگاہ اسکا
نام ہی یہ کہکر تڑپ کر گری رستم کو اُٹھا لائی درۂ کوہ مین لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ ای
شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے بگڑکر جواب دیا کہ تو نے پوچھا تجھکو نام بتانے سے
کیا نفع طیران نے کہا ای جوان میری تجھپر جان جاتی ہی اگر میرا وصل اختیار کریگا تو وہ
درجہ تیرا کرونگی کہ بڑے بڑے پہلوان رشک کرین جو تجھسے مقابلہ کرے تو تیرے
سے مقابلہ ہو تو سب پر غالب رہے رستم نے کہا او بدذات کیا بکتی ہی دیکھ تجھے ابھی

قصد رنہ کر طیران نے جھلا کر حکم دیا کہ اس جوان کو اسی مکان مین لیجا کر قید کرو جہان وہ عیار
قید ہی کنیزین رستم کو کشان کشان اسی مکان مین لائین سمک نے جو رستم کو دیکھا بیتاب
ہوگیا کہا ای شہریار اکثر قبلہ وکعبہ نے آپ کے سمجھایا ہو کہ جادوگرنی سے تکرار نکیجیے اگر
کیجیے تو فکر کرون ظاہر مین کہدیجیے کہ مین تجھپر مرتا ہون اور علحدہ لیجا کر اسکا علاج کیجیے
رستم سر جھکائے سن رہے ہین کہ طیران جادو خود آئی کہا ای جوان مین بہت بیقرار
ہون مجھکو قبول کر رستم نے کہا مجھکو تجھپر توجہ ہی لیکن ڈرتا ہون کہ تو ساحرہ ہی ایسا نہو
فتنہ برپا کرے طیران قدمون پر گر پڑی کہا ای جوان کبھی تجھپر بدعت نکرونگی ہمیشہ
محبت صرف کرونگی رستم نے کہا پھر مجھے سے چل کیون قید رکھا ہی مین نے جسوقت سے
تجھکو دیکھا ہی کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہی تجھ ایسی خوبصورت کہان ملیگی طیران بحال
ہوئی نہال ہوگئی رستم کو قید سے رہا کرکے محفل مین لائی کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ
اب میرا معشوق راضی ہوا لطف زندگی حاصل ہوگا کنیزین ہٹین رستم نے طیران کو
شراب پلانا شروع کی طیران کہتی ہو آپ بھی شراب پیجیے رستم جواب دیتے ہین کہ تم
خوب پی لو پھر مین بھی پیونگا دو چار جام بڑے بڑے طیران کو پلائے طیران کی
آنکھیں نکل آئین رستم نے ہاتھ تھاما کہا ملک کنارے چلو طیران لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی
مگر شاد ہو رہی ہی کہ اب رستم سے وصل ہوگا رستم اسکو گوشے مین لائے طیران نے
اپنے کو گرا دیا کہا دیکھو صاحب مجھکو ہاتھ نہ لگانا ایسا نہو کہ میرا دم نکلجائے رستم نے
قاعدے سے بیٹھکر ارادہ کیا طیران نے منھ ڈھانپ لیا مگر ہائے وائے کیے جاتی ہی
رستم نے گلے پر ہاتھ رکھکر ایک گھونسہ مارا کہ سر طیران کا پھٹ گیا سمک بلدافی
یہی قید سے چھوٹا اسنے آتے ہی طیران کا سر کاٹ لیا رستم سے کہا چلیے رستم پلٹین جو
سر طیران کا لیکر نکلے کئی ہزار سپاہی جو اترے تھے انھون نے جو دیکھا کہ ایک جوان
سر لیکر ساحرہ کا نکلا کوہ پر جو درخت تھا وہ بھی جلگیا اور سپاہیون نے یہ بھی دیکھ لیا
کہ اسی جوان نے جاکر طیران کو مار اعیار سر لیے ہوے ساتھ ہو سب سپاہیون نے
آکر رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار ہملوگ آپ کے جہنیر کے ہین منتظر یون نے سب

اسباب نکالا باجا بجنے لگا یہان وفاق شاہ رات سے انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ آپ کے مہمان نے جاکر ساحرہ کو مارا اسباب جہیز نکالا ہو وہ جوان طرف باغ
ملکہ کے جاتا ہو وفاق یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر بھائی صاحب یہ خبر سنینگے
تو بہت رنجیدہ ہونگے مگر اشتہار عام دیچکے ہین کہ جو اس طائر کو مٹائے محبوب کے
ساتھ نکاح کر دون اسباب جہیز بھی رکھوا دیا ہو ادھر کنیز نے یہ خبر ملکہ کو پہنچائی کہ اُس
جوان نے جاکر جادوگرنی کو مارا اب برات لیے ہوے آتے ہین ملکہ تیاری کرنے لگین
کہ رستم آکر پہنچے ارادہ ہوا کہ اندر جاؤن کہ وفاق شاہ آکر دروازے پر کھڑا ہوا
کہا اے شہریار ملکہ محبوب گیسو دراز بیشک آپ کا ناموس ہو مگر مین نے خدمت کی ہو
معاوضہ خدمت یہ چاہتا ہون کہ مین شاہ کو عرضی لکھون کہ فرزند صاحبقران نے آکر
اُس طائر کو مٹایا ایک ساحرہ تھی کہ وہی آواز دیا کرتی تھی دیکھون وہ کیا لکھتے ہین
رستم نے کہا اے وفاق تمھاری خاطر ہو ورنہ شرط تو مین پوری کر چکا سپاہی کہنے لگے
آپ مقابلہ کیجیے ہم آپ کے ساتھ ہین کئی جوان یہان مارے گئے جنے انکو قتل کیا
اب کیون نہ اطاعت کرین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین رستم نے کہا یہ جوان محسن ہو
جو کہیگا وہ کرونگا وفاق شاہ اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا مین بھی
آپ کے ساتھ ہون برات لیکر چلیے راہ مین آفاق شاہ آجائیگا جیسا چاہیے لیا
کیجیے یہان فساد نہ ہو مین نہین چاہتا کہ آپسے جنگ ہو مگر مجھے بدنامی سے بچا لیجیے
یہ کہکر عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ بھائی صاحب آپ تو معشوق لینے گئے ہین مگر رستم نے
یہان آکر طائر کو مٹایا برات لیے ہوے آتا ہو ہرچند کہ کوئی کلام آپ کو نہین ہو
مگر اطلاعاً گذارش کی شتر سوار کو نامہ دیا شتر سوار نامہ لیکر چلا یہان آفاق شاہ
خواہش مین معشوق کی آتا ہو باپ کو ملکہ کے پیغام بھیجا ہو شاہ نے ناچار ہوکے
جواب دیا ہو کہ مین بیٹی دونگا مگر ملکہ نے جو سنا تو بیٹھے لگین کہتی تھین مین اسکے ساتھ
نہ جاؤنگی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا آفاق شاہ نے نامہ پڑھا جلگیا کہا اور غضب
دیکھو کہ وہ جوان زخمی ہوکر میرے ملک مین پہونچا اسنے شرط پوری کی مگر مین نے

شرط واسطے مسلمان کے نہ کی تھی ایسے گینڈا میر انتیار کرو ہین راہ مین اُسے مارونگا
یہ کہکر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا رستم ہمراہ لیے ہوئے آتے تھے وہی جوان
چھپر والے ساتھ ہین اسباب جنیز ہمراہ سونیکا پلنگ چھپر کھٹ وغیرہ اور باقی جملہ
اسباب بڑی بڑی دیگین اور تانبے کے مٹکے اونٹوں پر لدے ہوے کشتیون مین
اسباب چنا ہوا صندوق پٹارون کے چھکڑے ہمراہ آفاق نے جو دیکھا گینڈا میر
کیا سید ان مین آیا پکار کر آواز دی او جوان مین نے تیرے واسطے شرط نہین مقرر
کی تھی اتنے میرے مقابلے مین آ رستم نے مرکب بڑھایا آکر آفاق کو سلام کیا آفاق
اور بھی جلگیا کہا کیون سلام کرتا ہے مین کوئی عذر تیرا نہ مانونگا اور تجھکو قتل کرونگا
رستم نے کہا آپ بزرگ ہین جو چاہئے سزا دیجیے مین عذر نہ کرونگا مگر انصاف شرط
ہے کہ جو آپ نے شرط مقرر کی تھی وہ مین نے پوری کی اسباب سب ساتھ ہے آفاق نے
کہا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب آئیگا تو ملک کو لے جانا کہ سامنے سے ایونڈ لاگرد کا اُڑ
دیکھا خواجہ عمرو رستم کو تلاش کرتے ہوئے آکر پہونچے یہ حال جو سُنا اور رستم کو
دیکھا کہ سامنے آفاق کے چپ کھڑے ہین آفاق کہتا ہے وار کیجیے رستم کہتے ہین کہ
میری کیا مجال ہے کہ آپ پر وار کرون عمرو نے کہا او جوانا مرگ پر ائی بہو بیٹی پر
نگاہ ڈالتا ہے کچھ تجھکو شرم نہین آتی آفاق شاہ انکو قتل کرو ہم انکے باپ سے
سمجھ لینگے آفاق شاہ نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا رستم نے سر جھکا دیا کہ آفاق رُک گیا
عمرو نے کہا بیٹا اب کیون دیتے ہو مقابلہ کرو اگر اسپر غالب آؤگے تو معشوق ملیگی
ورنہ ٹیچے رہوگے رستم نے مرکب جنیز کیا کہا او آفاق بسم اللہ جنگ شروع ہو
و آفاق نے قریب آکر کہا بھائیصاحب آپ بدنام ہو جائیے گا اور یہ بھی عرض کرتا
ہون کہ آپ اسپر غالب نہ آئیے گا ایسے جاکر ساحرہ کو مارا اور طائر سے کوہ کو پاک
کیا اب عذر نہ کیجیے بلکہ اگر مناسب ہو تو مسلمان ہو جائیے آفاق سمجھ گیا کہ اب
معشوق بھی گئی اور بیٹی بھی گئی ایسی جو ان کی اطاعت کرو کہ جان بچے قدمون پر
گر پڑا کہا مین اطاعت کرتا ہون معشوق بھی لیجیے اور بیٹی بھی لیجیے مین آپکا تابعدار

ہون رستم نے آفاق و وفاق کو مسلمان کیا بالاے قلعہ آئے دونون معشوقون سے
عقد کیا خواجہ نے عقد پڑھا اور بہت کچھ لڑ لڑکے لیا بیٹی کے باپ سے الگ لیا اور
رستم سے الگ لیا نامۂ صاحبقران دیا رستم نے جو پڑھا یہ مضمون تھا کہ اے فرزند ارجمند
سعد شہر یار طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین مین بھی کوچ کرچکا تم بھی اپنے کو پہونچا
ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے مقابلہ پڑ جاے سنا ہی کہ جمشید ثانی نے فوجین بہت جمع کی ہین معرکہ
عظیم پڑیگا رستم نے خواجہ کو خلعت دیا خواجہ رخصت ہوے رستم نے حکم دیا سب
سردار تیار رہین ہمارا کوچ طرف قصر ہفت رنگ کے ہوگا جہانگیر نے کہا بھائی جیتا
ہین پہلے جاؤنگا اسباب طلسمی بھی بھکو تقسیم کرنا ہی یہ کہکر اول جہانگیر روانہ ہوے بعد
اسکے رستم چلے مگر فوج بے حساب ساتھ ہی منزل در منزل جاتے تھے ایک صحرا مین
پہونچے تھے کہ پہر رات رہے لشکر مین بلڑ ہوا کہ آدمخوار لشکر مین گھس آئے ہین لوگون کو
مار رہے ہین چند آدمیون کو کھا گئے رستم چلا کر اٹھے تیغہ پکڑکر چلے سامنے آکر دیکھا کہ
دو آدمخوار لشکر کو تباہ کر رہے ہین رستم نے للکارا ایک آدمخوار طرف رستم کے چلا
آکر چنگل مارا رستم نے دونون ہاتھ اسکے قلم کیے ہاتھ کٹوا کر خون بہتا ہوا وہ آدمخوار
بھاگا دوسرے نے جو دیکھا کہ ایک کے دونون ہاتھ کٹے وہ بھی بھاگا رستم پلٹین نے
گھوڑا اڑالا لوگ منع کر رہے ہین کہ آگے نہ جائیے وہان بیشۂ آدمخواران ہی رستم نے
کہا وہان بیشۂ آدمخواران ہی تو یہ بھیجا گیا سمجھے ہین کہ میرے لشکر پر آگرے یہ فرماکر مرکب
بڑھایا وہ دونون آدمخوار سامنے اپنے افسر کے پہونچے اخلاق آدمخوار اپنے مقام پر
بیٹھا جھوم رہا تھا دونون نے عرض کی کہ وہ جوان آتا ہی اخلاق اپنے مقام سے اٹھا
جھومتا ہوا سامنے رستم کے آیا بڑھکر چنگل مارا رستم نے کلائی تھام لی گھوڑے سے
کود دے اخلاق لپٹ پڑا تمام زرہ وغیرہ نوچ ڈالی مگر رستم نے تمام بال اسکے نوچکر
پھینک دیے ہین اخلاق بھی عاجز ہو رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی رستم نے دونون مونڈھے
تھام کر ہکہ مارا کہ اخلاق گرا رستم چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا حالا در شناختن پروردگار
چہ میگوئی اخلاق نے عرض کی تازہ بندہ ایم بندہ ایم دل سے اطاعت کرتا ہون رستم نے

کلمہ پڑھایا اخلاق آدمخوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اخلاق نے ایک چیخ ماری
کہ بارہ ہزار آدمخوار اگر چیخ ہی سنکر رستم کو ڈرانے لگے جینے ڈرایا رستم اُنپر جا پڑے
تمام جسم مین اُن سب کے بال ہین کہ وہی ستر جسم مین جیب دو چار زیرہ ہوسکے سب ڈر کے گرے
آپس مین کہتے ہین کہ یہ آدم زاد بڑا زبردست ہی یہان اہل لشکر سب رو رہے تھے
اور غلغلہ تھا کہ آقا نے غضب کیا بیٹھے آدمخواران مین گھس گئے وہ تو آدمخوار ہین چیر پھاڑ کر
کھا جاینگے اس انتظار مین کھڑے تھے پر کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مدد کو جاسکے مگر سمک
بیقرار ہوکر گھس گیا دیکھا رستم آتے ہین سارے بدن سے خون بہتا ہی اخلاق مع
کل آدم خوارون کے ساتھ ہی سب آدمخوار خاموش چلے آتے ہین اب جو لشکر کو دیکھا
پھریان لینے لگے کہتے تھے یہ سب ہماری خوراک ہین رستم نے تلوار کھینچکر سبکو ڈرایا
اور فرمایا کہ اگر ایک کو انہین سے کھاؤگے تو سب کو مار ڈالونگا آدمخوار سب سے ملنے
لگے ہاتھ پھیلایا اور لپٹ گئے رستم نے لاکر سب کو اُتارا اور فرماتے تھے کہ یہ فوج
خوب ملی یقین ہی کہ جمشید ثانی پرست ان سب کو دیکھکر بھاگین جو نہ بھاگیگا اُسکو یہ
کھا جاینگے رستم نے شب کو اُسی مقام پر مقام کیا اخلاق کو لاکر محفل مین بٹھایا
جام جو گردش مین آیا اور ساقی نے جام اخلاق کو دیا اخلاق نے اُس شراب کو
پھینکدیا اور ساقی بیچے کو ڈرانے لگا رستم نے اخلاق کی پھر گردن پکڑی اور کہا
یہ کیا حرکت ہی پھر کانُن سے اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کسی دن سیر کرنے کو جو وہ گلزار مین آئے — گلون مین بو بصارت نرگس بیمار مین آئے
قلم کرتے ہین وہ سر عاشقون کے اس صفائی سے — یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار مین آئے
ہمین جلوہ شکوہ طور پر بھی تمنے دکھلایا — یہان تک ہم تمھاری حسرت دیدار مین آئے
عدم مین آکے پہونچے سیر کی شہر خموشان کی — کہان لے ہم کہان گھبرا کے ہجر یار مین آئے
اگر تو شربت دیدار کا اُس سے کرے وعدہ — ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے
شہادت چاہون مین وہ لگے اگر خنجر سے مین کی — ابھی تو خون کی بو سرخی سوفار مین آئے
ملک بہر سنت اُٹھے سر و قد تعظیم کی خاطر — ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزم یار مین آئے

سنا ہی ہمنے یہان اکثر دعا مقبول ہوتی ہی — مرادین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے

مسیحا سے حقیقت درد دل کی کہنے جاؤنگا — ذرا ہوش آئے مجھکو جان مجھ بیمار مین آئے

تلاطم ہوگیا ہر سمت اُنکی آمد آمد سے — قیامت ہوگئی برپا جو وہ دربار مین آئے

یہان تو اوہنر پراکثر قیامت رہتی ہی برپا — ہمارا سا جگر کرلے تو کوے یار مین آئے

سب آدمخوار اُٹھکر ناچنے لگے اور رگائن کو لپٹے جاتے ہین وہ رگائن بھاگ کر پیچھے رستم کے چھپی رستم نے سب کو منع کیا رستم جب دیکھتے ہین کہ یہ لوگ نہین مانتے تو اُٹھ کھڑے ہوئے ہین کیسکو دے مارا تب وہ لوگ مانتے ہین سردارون نے عرض کی کہ انکو صحبت مین جگہ نہ دیجیے رستم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ انکو انسان بنائین یہ سب چلکر لشکر جمشید ثانی سے مقابلہ کرین دوسرے دن رستم نے کوچ کیا سب کو ساتھ لیکر چلے مگر شاہزادہ جہانگیر جو آگے بڑھ گئے تھے اِنکو ایک صحراے ویران ملا اُستخوان انسان جا بجا پڑے ملے کہین ہڈی سر کی پڑی ہی کہین اُستخوان پا پڑے ہین بوے بد آرہی ہی چچا بک نے لشکر کو اشارہ کیا کہ اسی مقام پہ اُترو جہانگیر نے کہا بھی کہ یہ مقام اُترنیکا نہین ہی مگر چچا بک نے عرض کی کہ یہ صحراے غولان ہی یہان لشکر کو آزار نہ پہونچیگا آپ شیر بیشۂ جرأت ہین آپ کے لشکر مین غول نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو صدمہ اُٹھائیگا لشکر اُتر پڑا سب سردار مشغول رہے ہین دیکھا چند غول درۂ کوہ سے نکلے دور سے دیکھکر پھر بھاگ گئے کہ چچا بک نے عرض کی حضور دیکھیے غول نکلے تھے مگر آپ کو دیکھکر بھاگ گئے جہانگیر نے کہا اے چچا بک تم مجھے بناتے ہو چچا بک نے عرض کی میری کیا مجال ہی کہ خلاف ادب عرض کرون آپ نے اس سن مین کیا کیا کار ہاے نمایان کیے جسکا ذکر مصنف طلسم نوخیز جمشیدی لکھ رہے ہین اب وہ کتاب شایع ہوگی آپ نے طلسم فنا فتح کیا ایسا فتح کیا کہ آپ کے بھائیصاحب شرمندہ ہوے جہانگیر نے کہا کار ہاے نمایان بھائی رستم سے سرزد ہوے کہ جسکا آجتک ذکر ہوتا ہی لندھور ایسے شخص کو مع ہاتھی اُٹھا لیا تمام فرنگستان کے لوگ نام سے رستم کے کانپتے ہین یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے صحبت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز حاضر ہوے گائیین خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگین نظم

دانا کیا ہی تونے جدا ای آسمان سے مجھے
پیسینگی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے

در پردہ قہر ہی ستم آسمان سے مجھے
معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے

رشک وحسد سے دیکھتے ہین آسمان مجھے
اللہ نے دیا ہی جو نام ونشان مجھے

سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید
حداد ہین پنھاتے محبت بیڑیان مجھے

ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور
پیدرپے آج آتی ہین ہچکیان مجھے

بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی
یکسان فراق مین ہی بہار وخزان مجھے

جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند
سم ہی ترے بغیر مئے ارغوان مجھے

کیونکر رہون نہ چشم حسینان مین حسن ہو
سرمہ بنائے پیس کے گر آسمان مجھے

تقدیر مین لکھی تھین اٹھائی جو سختیان
بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے

پہلو سے چھینکر دل بیتاب اٹھ گئے
لیکن بتا گئے نہ وہ نام ونشان مجھے

بلبل پھڑک کے کہتی ہی فصل بہار مین
گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان مجھے

ای یار اپنی آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین
اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے

ہی خوف مثل گرد کہین رہ نہ جاؤن مین
رکھا ہی ضعف نے جو پس کاروان مجھے

تیر نظرہ سے دل کو بچانا ضرور ہی
غصے سے دیکھتا ہی وہ ابرو کمان مجھے

بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے
تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

کہتی ہی ہر گل مین ہر اک بلبل نحیف
لیجائیگی اڑا کے ہوائے خزان مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین
آکر بچائیگا شہ انس وجان مجھے

جہانگیر مصروف عیش ونشاط ہین زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی ہی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی آواز آنے لگی جہانگیر نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ کیسا ہلڑ ہی کہ چابک دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای آقائے نامدار جلد چلیے ہزارہا غولان بیابانی لشکر مین گھس آئے ہین سیکڑون بندگان خدا کو نیچا مار ڈالا ہر چند کہ پہلوان لڑ رہے ہین

سیکڑون غول بھی مارے گئے مگر وہ بھاگتے نہین اور صحرا سے تار بندھا ہوا ہی کہ جب وہ غل مچاتے ہین تو اور غول چلے آتے ہین اسوجہ سے جماو بہت ہوگیا ہی غلام نے بھی آپکے دس بیس غول مارے مگر وہ کسیطرح بھاگتے نہین جہانگیر نے یہ سنکر اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ہزارہا غول بیابانی موٹے جسم لٹکتے ہوے چہرہ بدشکل ہاتھون مین جسکے چپت مار دی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر سرداران جہانگیر اُنسے لڑ رہے ہین جہانگیر نے فورًا آتے ہی نعرہ کیا نعرے سے زمین تھرائی غول حیران ہوے جہانگیر کو جو آتے ہوے دیکھا ایک انجمن غول کلان تھا اُسنے ایک چیخ ماری سب جمع ہوکر اُسی کے قریب آگئے وہ غول بھاگا سب اُسکے پیچھے چلے جہانگیر نے پیچھا کیا وہ غول بھاگ کر طرف صحرا کے نکل گئے جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے تب رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای کریم کارساز داد ربِ بے نیاز رحم اپنا شریک کر

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم — عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہ فریاد رس فریاد رس — نفس و شیطان میکند بر من ستم
زآتشِ غم سینہ سوزد مثل برق — دیدہ مثلِ ابر گرید دمبدم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون — نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
از رجوعِ دل نماندم ای دریغ — بر طریق بندگی ثابت قدم
بر مآل کار خود آخر تا — در دل اندیشہ نکردم بیش و کم
نیست اندیشہ زبدخواہان مرا — تو کنی بر من اگر فضل اتم
وار چون گردون دون ای کردگار — گر دہم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای مصدر جود و عطا — کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

جہانگیر نے یہ صداے دردناک جو سُنی سوچے کہ کوئی اہل اسلام فریاد کر رہا ہی گھوڑے سے اُتر کر جیسے ہی اندر آئے دیکھا ایک جوان تاجدار زنجیرون مین بندھا پڑا ہی

اور بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہی سر جھکائے ہوئے رو رہا ہی جہانگیر نے پکارا ای جوان
کس مصیبت مین ہی جیسے ہی اس جوان نے سر اٹھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران
خوب وقت پر آپہونچے مین تو آپ ہی کو یاد کر رہا تھا جہانگیر نے قریب آکر زنجیرین
کھولین کچھ توڑ ڈالین وہ جوان اٹھتے ہی قدمون سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ پاؤن
جہانگیر کے تر ہوگئے کہتا تھا ای شہریار سفتون تاجدار میرا نام ہی مین یہان سے شکار
آیا تھا ان غولون نے گرفتار کر لیا بینتا لک غول کہ سب کا افسر ہی اسنے یہ کہکر سب
سے لے لیا کہ اسکو مین کھاؤنگا مگر اسکی مادہ خبیثہ غولنی مجھپر عاشق ہی جب بینتا لک نے
ارادہ کیا کہ مجھکو ذبح کرے خبیثہ نے آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا کیون غریب کو مارتا ہی
ابھی قید مین رہنے دے کل آکر کھائینگے تب بینتا لک باز آیا کل شب کو جو مین
تڑپتے سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ آئے انھون نے مجھکو مسلمان کیا اور
آپ کے آنے کی خبر سنائی کہ فرزند صاحبقران تمکو آکر رہا کریگا آپ ہی کی یاد مین
بیقرار تھا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ تشریف لائے مذہب اسلام بھی اختیار
کیا جہانگیر نے سفتون تاجدار کو ساتھ لیا باہر نکلے لشکر والون نے جو جہانگیر کو
آتے ہوئے دیکھا سب نے دوڑکر قدمونکو بوسہ دیا عرض کرتے تھے ای شہریار ہملوگ
خوب خوب لڑے اور غولون کو مارا لیکن نہ بھاگتے تھے آپ کے ایک نعرے کی
آواز سے بھاگ گئے یہ ذکر تھا کہ پھر ادھر سے گرد اڑی آگے آگے بینتا لک و خبیثہ
پشت پر ہزار ہا غول بیابانی بینتا لک پکارتا ہوا او جوان خبردار ہماری خوراک
کو کہان لیے جاتا ہی جہانگیر نے پھر نعرہ کیا تلوار کھینچکر بڑھے بینتا لک نے آگے
بڑھکر چوبدست لگائی جہانگیر نے چوبدست کو قلم کیا دوسرا ہاتھ مارا کہ بینتا لک کے
دو ٹکڑے ہوئے خبیثہ چیخ مارکر دوڑی کہتی ہوئی کہ او جوان بڑا غضب کیا میرے ہمدرد
کو مارا اب مجھکو کھا جاؤنگی قریب آکر جہانگیر سے لپٹ گئی جہانگیر نے ایک طمانچہ
مارا کہ خبیثہ کانپ گئی دوسرا گھونسہ مارا کہ خبیثہ کی پسلیان ٹوٹ گئین منھ کے بل
گری جہانگیر نے اسکا بھی سر کاٹ لیا سب غول بھاگ گئے جہانگیر سفتون کو ساتھ

پیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے پھر بارگاہ آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے
ہیہات ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی **نظم**

مضمون آہ کیون ہیہ سے دیوانے دور ہون ۔ گلشن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی سمجھے ۔ میرے لہو کے داغ تہ داماں سے دور ہون
صاف اسقدر ہی چہرہ ترا دیکھکر جسے ۔ رنج وملال خاطر انسان سے دور ہون
پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین ۔ شمع وچراغ گور غریبان سے دور ہون
روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی ۔ شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون
پست وبلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے ۔ کیونکر یہ آسمان وزمین یان سے دور ہون
آتش غم حسین مین روشن رہا ہی کیا ۔ سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

سب خوش بیٹھے ہین گانے والی کی تعریفین کر رہے ہین کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا
مفتون تاجدار بیٹھا ہوا رو رہا ہی جہانگیر نے پلٹ کر پوچھا کہ کیون اے مفتون خیر تو
ہی مفتون اور زیادہ بیقرار ہوا کہا اے شہریار سامنے ایک کوہ ہی اور نیلم نامے قزاق
بالاے کوہ رہتا ہی بیٹی اسکی بلاے روزگار ہی کوٹھے پر آئی تھی مین دیکھکر چلا جاتا
تھا ایک دن جو آیا نظارۂ معشوق کر رہا تھا اور اشارون مین باتین ہو رہی
تھین طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ بھی مجھکو چاہتی ہی جب غولون نے آکر مجھکو گھیرا اور
مین مصروف جنگ ہوا تو وہ سر پیٹ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ بام سے اتر آئے
اور مجھکو بچائے مگر ہزارہا غول مجھپر ٹوٹ پڑے تلوار چھین لی گھوڑے کو چیر پھاڑکر
کھا گئے بیتالک نے مجھکو لے لیا کر حضور نے مجھکو رہا کیا اسوقت جو گائن نے اشعار
عاشقانہ گائے غلام کو معشوقہ یاد آئی نام اسکا ماہ رخسار ہی حقیقت مین آہم پایہ
ہی ایسی حسین عورت میری نگاہ سے نہین گذری اسوقت میری آنکھون کے نیچے
پھر رہی ہی اسی خیال سے روتا ہون یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان دون جہانگیر نے
کہا اے مفتون نگھبراؤ کل ہم تمکو ساتھ لیکر چلینگے قزاق سے پیغام کرینگے اور
کہین گے مفتون تاجدار شاہزادہ ہی اسکو یہ دامادی قبول کرو اگر نہ قبول کریگا

تو اُس سے مقابلہ کرینگے اور بیٹی کو اُسکی لینگے تمھارے ساتھ عقد کرینگے انشاء اللہ تمھارا
مطلب پورا ہوگا مفتون تاجدار خوش ہوگیا شب بھر عیش و آرام مین بسر ہوئی صبح کو
جہانگیر مسلح ہوے مفتون سے کہا چلو وہ مقام ہمین بتا دو مفتون نے عرض کی غلام
نہین چاہتا کہ آپ کو آفت مین پھنسائے وہ قزاق بلاے روزگار ہے اُسکو اپنی جرأت پر
بڑا ناز ہے جہانگیر نے کہا وقت پر معلوم ہوجائیگا دو تین سو جوان ساتھ لیے اور مفتون
کو تخت پر سوار کیا سامنے درہ کوہ شلیم قزاق کے آئے اور آگے بڑھے شلیم نے بالاے
کوہ سے جو فوج کم دیکھی پہاڑ سے اُترا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر مقابلے مین آگیا
جہانگیر نے نامہ تیار کیا نامہ چوکی پر رکھا پکار کر کہا اے دلیرو اے سرداران نامی و اے پہلوانان
گرامی ایک بہادر نامہ میرا لیکر جائے مگر نامہ ذلیل نہ ہو شرطین پوری کرائے کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ جہانگیر نے کہا ہان یارو مین ایک جوان چاہتا ہون کہ نامہ میرا
لیکر جائے اور جواب باصواب لائے چاپک صبا رفتار کرسی سے اُٹھا جام پیا
نامہ سر سے باندھا جہانگیر نے کہا اے مسخرہ مین پہلوان کو چاہتا تھا تمسے نہین کہا تم
کیون اُٹھے چاپک نے عرض کی اب تو غلام اُٹھ چکا جام بھی پی گیا اب تو ضرور جاؤنگا
آپ کے اقبال سے شرطین پوری کراؤنگا کوئی بات باقی نہ رہیگی یہ نہ ہوگا کہ آپ کا
نامہ ذلیل ہو بہت آبرو سے لیکر جاؤنگا جہانگیر ناچار ہوے آخر اجازت دی چاپک
نامہ لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے نامہ سر سے بندھا ہوا دیکھا قلعے سے ایک
جوان آتا ہے گینڈے پر سوار اسباب شکار ساتھ چاپک نے بڑھکر اُس جوان کو
سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے اور شلیم قزاق سے آپکو کیا واسطہ ہے اُس جوان
نے کہا دلیم قزاق میرا نام ہے اور شلیم کا بھائی ہون براے شکار جاتا ہون تو کسکا
عیار ہے چاپک نے کہا شاید آپ نے نام سنا ہو چاپک بن عمرو عیار جہانگیر دلیم
گینڈے سے کود پڑا کہا اے مسخرہ الاکہر مین نے شب کو تمکو خواب مین دیکھا ایک
بزرگ نے آکر تمسے ملوایا اور مجھکو کلمہ پڑھایا فرمایا تھا کہ تم براے شکار جاؤگے راہ
مین چاپک سے ملاقات ہوگی جو وہ کہے سو کرنا اے مسخرہ الاکہر کہان جاتے ہو چاپک نے کہا

نامہ آقا کا لیے ہوے جاتا ہون اور چاہتا ہون کہ طریقے مین فرق نہ پڑے ویلیم نے کہا آج شب کو میرے یہان مہمان رہیے صبح کو جب مین بارگاہ مین جاؤنگا تب آپ آیئے گا مین نیلیم کو منع کرونگا کہ سرکشی نہ کرو ایسا تمکو جہانگیر نے حقیر جانا کہ عیار کو بھیس مین ایلچی کے بھیجا ہو یقین ہو کہ میرے کہنے سے سرکشی نہ کرے اور نامہ داری تمھاری مع شروط پوری ہو جائے چالاک نے ویلیم کا کہنا قبول کیا ساتھ ویلیم کے اُسی مقام پر اُتر پڑا ویلیم نے بارگاہ استادہ کرائی بڑی دھوم سے شب کو چالاک کی دعوت کی جسوقت جلسہ آراستہ ہوا تو چالاک سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگا نظم

پائین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین — جیتا نہین ہی کوئی تمھاری نگاہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین — کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہی تو — ہلنے لگین گے ارض و سما ایک آہ مین
ہر روز کون کہتا ہی آنے کے واسطے — ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
کیونکر بچیگا حسن مرا اپنا دیکھیے — ہی قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر تمہین ای جان دیکھکر — پھرتی ہی کوندہ طور کی بجلی نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے — دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
اک دم کے دم نہ جاؤ تو کچھ اور لطف ہو — بسمل کا رقص دیکھ تو تو قتل گاہ مین
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش — ملجائین گے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ — قصہ تمام ہی تیری نیچی نگاہ مین
مشکل نہین ہی چاہ ہزارون سے بن پڑی — ہی لطف ای صفیر تو اسکے نباہ مین

رات بھر مکان پر ویلیم کے جلسہ رہا صبح کو ویلیم نے کہا مین بارگاہ مین جاتا ہون آپ میرے بعد آیئے یہ کہکر ویلیم روانہ ہوا اُسکے بعد منتر چالاک صبا رفتار قنطورہ وغیرہ لگا کر نالے کو سہرے باندھکر طرف بارگاہ نیلیم کے چلا مگر ویلیم جب بارگاہ مین آیا تو نیلیم نے پوچھا بھائی صاحب آج آپ سویرے کیون چلے آئے سنتا ہون کہ شکار کو نہین گئے مین نے خبر پائی ہی کہ آپ مکان ہی پر رہے ہرکارے نے مجھکو خبر دی ہی

دیلم نے کہا غلام آپ کا برا شکار رجاتا تھا ارادہ ہین فرزند صاحبقران کے ایلچی سے
ملاقات ہوئی ہین نے دریافت کرکے اُسکو روک لیا شب کو اپنے مکان پر آتا ہے ا
اب آتا ہوگا ہین آپ سے یہ عرض کرتا ہون کہ پسر حمزہ نے آپ کو ایسا حقیر سمجھا کہ عیار
کی معرفت نامہ روانہ کیا اب آپکی جلالت یہ ہو اور سب پر ظاہر ہی ہر شخص آپ کی
جرات سے ماہر ہی عیار کی کیا حقیقت ہی اگر آپ کا جی نہ چاہے تو وہ کیا کر سکتا ہی
اندر نہ بلائیے دروازے پر کھڑا رہے ذلیل ہو کر چلا جائے مگر جرات یہ چاہتی ہی کہ اُسکو
سامنے بلوائیے جو کہے وہ شرط پوری کیجیے اور خلعت دیکر روانہ کیجیے کہ فرزند حمزہ
کو بھی معلوم ہو کہ نیلم قزاق نہایت جری و بہادر ہی یہ سنتے ہی نیلم نے کہا ای برادر
سب کچھ تو مجھکو گوارا ہی لیکن دروازے پر جو درگہ سالار بیٹھا ہی اُس سے کہدو
کہ اگر ایلچی آئے تو اُسکو روکے پہر چار گھڑی نہ اندر آنے دے اگر اُسکو آنا منظور ہوگا
تو سو صورتین ہین ورنہ یقین ہی کہ بہت خفیف ہوگا دیلم نے کہا ای برادر یہ بھی بات
سنتا ہی نیلم نے کہا اچھا مین حکم دیچکا زنبور نامے پہلوان دروازے پر بیٹھا ہی
خدمتگار کو اشارہ کیا کہ جاکر زنبور سے کہو کہ اگر کوئی جوان بطور ایلچی آوے تو
اُسکو دروازے پر روکنا بدون اطلاع نہ آنے دینا خدمتگار نے جاکر زنبور سے
کہا زنبور نے جواب دیا کہ میرا بھی یہی ارادہ تھا اچھا حکم آیا اگر خود فرزند حمزہ آئے
تو نہ آنے دون خدمتگار تو چلا گیا مگر زنبور بیٹھا جھوم رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ
مہتر چالاک صبا رفتار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی زنبور اور زیادہ تنا کہ چالاک نے
آکر سلام کیا زنبور نے جواب بھی نہ دیا چالاک سمجھا کہ یہ مغرور ہی عقل و فراست
سے دور ہی کہا ای پہلوان دربان ہین اپنے آقا کا نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون
اندر جاؤن زنبور نے کہا ٹھہر جاؤ کوئی معقول آدمی آئے تو اُس سے کہلا بھیجین یہ سنکر
چالاک ٹھہر گیا اکثر چوبدار اندر سے آئے کچھ باہر سے اندر گئے چالاک نے کہا
ای پہلوان یہ چوبدار جو اندر گئے اِنسے نہ کہلا بھیجا یہ سب نامعقول تھے دیکھین
معقول کون آتا ہی ہم تو جانتے ہین ہمین دیر ہوتی ہی یہ کہکر چالاک چلا زنبور نے

ہاتھ تلوار کا مارا چالاک نے خالی دیا وار جو خالی گیا زنبور جھکا چالاک نے ہاتھ مارا سر زنبور کا سر کٹ کر گرا اور دھڑ ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نیلم نے کہا ایسے درگہہ سالار کو کس نے مار کر پردہ بارگاہ کا اٹھا چالاک اندر آیا پکار کر آواز دی ایہا الناس سلام میرا اسپر ہو جو خدا کو واحد جانتا ہو مین مشرک پر سلام نہین کرتا نیلم بہت جھلایا ویلم نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کیون غصہ کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے مگر چالاک ٹہلتا ہوا قریب ویلم کے آیا کہا او پہلوان دوران آپ دنگل پر سے تھوڑی دیر کے واسطے اٹھ جایئے کہ مین آپکے مالک سے کلام کرونگا نیلم نے اشارہ کیا نہ اٹھنا مگر ویلم نے اپنے مقام پر بیٹھنے کی جگہ دی چالاک نے بیٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک بن عمرو

منم چالاک خوش بیان خوش لقب گل باغ اسلام شاہ عرب
غلام جہانگیر والا شان کہ او ہست دلبند صاحبقران
ہین عیار وطرار و فرار ہون ہین ابن عمرو شاہ عیار ہون

یہ نعرہ کر کے آواز دی کہ سب شہر نامدار دشمن نامدار ہے نیلم نے کہا نامہ لائے ہو چالاک نے کہا پہلے شرط یہ ہی کہ جو کچھ بھیجے وہ موافق اپنی حیثیت کے اس نامہ پر نثار کرو قضا کے کارخواجہ عمرو پاس جہانگیر کے آئے جہانگیر کو بارگاہ مین دیکھا چالاک کو نہ پایا پوچھا کہ آپکا عیار کہان ہے جہانگیر نے کہا برسم سفارت دربار نیلم مین گیا ہے خواجہ نے کہا یقین ہے کہ ہمارا ابھی کچھ حق ہو فورا اور وارد ہوئے خدمتگارون مین ملکر کھڑے ہوے چالاک نے کہا اس نامے پر نثار کیجیے نیلم نے ویلم سے پوچھا ویلم نے جواب دیا جو کہتا ہے وہی کیجیے آپ کی جرأت مین فرق نہین پڑتا نیلم نے چند کشتیان جواہرات کی منگائین سامنے چالاک کے رکھین چالاک نے کہا اسکو لٹا دیجیے مین کیا محتاج ہون خدمتگارون نے کشتیان اٹھائین کہ لٹائین کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور آواز دی کہ ای جال تو جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ باہر نہ جانے پائے جیسے ہی نجال مارا سب کشتیان مع

جواہر جال مین اور خادم خدمتگارون کی پگڑیان بھی جال مین آگئین خواجہ نے ایک مٹھ مٹی کے دانون کا اور چند کنکر پتھر بارگاہ مین پھینک دیے لوٹنے والے آسیر گرے ایک نے کہا مین نے تو کچھ گول گول پایا ہی دوسرے نے کہا میرے ہاتھ مین تو کچھ چھوٹا سا آیا ہی کہا بھائیو تم ہاتھ کھول دیکھو پوچھنے گول گول پایا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا تو مٹی کا دانہ ہاتھ مین تھا اور جسنے چھوٹا کہا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا کنکری ٹھیکری اُسکے ہاتھ مین تھی دونون نے سر پیٹ لیے کہا یارو جواہرات لٹا ہماری تقدیر مین کنکر پتھر لکھے تھے مگر تم ننگے سر کھڑے ہو تسنے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میری پگڑی دیدو آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی نیلم نے جھلا کر کہا ان سب کو نکالو تم سب ننگے سر ہو چاپک سے کہا اب نامہ بھیجے چاپک نے کہا سونے کا میر بھیجا ایسے پڑھنے والا آسیر بیٹھے تو نامہ دون نیلم طرف ویلم کے متوجہ ہوا ویلم نے کہا اے شاہ آپکو یہی مناسب ہی جو ایلچی کہتا ہو وہی کیجیے نیلم نے ویلم کو اشارہ کیا چاپک نے ویلم کو نامہ دیا ویلم سیر پر جا کے پڑھنے لگا مگر خواجہ مال لوٹ کر چلے گئے فرزند کی خبر بھی دی آکر جہانگیر سے کہا کہ آپ کا عیار دربار نیلم مین بڑی گستاخی کر رہا ہی ایسا نہ ہو کہ مارا جائے جہانگیر نے کہا آپ نہ ٹھہر گئے خواجہ نے کہا مجھے کیا مطلب ہی کہ ایسے نالائقون کے واسطے ٹھہرون آپ کو غرض ہو جائیے جہانگیر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے یہان ویلم نے نامہ شروع کیا اول تعریف پروردگار مرقوم تھی نظم

ظفر است بنام بادشاہی		کو راست چہ عرش بارگاہی	
سلطان سریر ملک ہستی		بنیاد نہ بلند و پستی	

اے نیلم آگاہ ہو کہ مفتون تاجدار بادشاہ جلیل ہی تمھاری دختر پر عاشق ہی اور مین نے مفتون کو فرزند کہا ہی بہتر اسی مین ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی ساتھ مفتون تاجدار کے کردو ورنہ سمجھ لونگا نظم

دو شعلہ نہ بابست تیغ وارم چنگ		بکنے تو در صلح دو دم تا جنگ	
[illegible]		حکایت برین ختم شد والسلام	

نیلم نے چاہا کہ نامہ ہاتھ سے ویلم کے لیکر چاک کرے کہ چابک اپنے مقام سے اٹھا اور جست کرکے نامہ لیا نیلم نے کہا اسکو مارو تمام اہل دربار تلواریں لیکر طرف چابک کے چلے ویلم ہر چند منع کرتا ہی کوئی نہیں مانتا آخر ویلم نے دیکھا کہ چابک لڑنے لگا اور دربار گاہ پر انتہا کا مجمع ہی مگر چابک مثل برق چمک رہا ہی نیلم کہتا ہی یارو ایک شخص ہی اسکو گرفتار کر لو مگر چابک مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی جسپر ضرب آیا اسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کبھی بیٹھکر نیچہ مارا اور دو تین تین کے پانوں اڑا دیے کبھی جست جیو کسی کسی کے کاندھے پر پانوں رکھا دوسرے کا سر اڑا دیا صدہا جوان مارکر چابک نے گرا دیے ویلم بھی بدحواس بلوے میں لڑ رہا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ غش کھاکر گرا اب چابک کو بڑی مشکل پڑی دل میں کہتا ہی کہ ایک میں تھا وہ بھی بیکار ہوا نیلم کہتا ہی کہ ویلم کا سر کاٹ لو میں کیا جانتا تھا کہ ہمارا دشمن ہی اسی نے اپنے گھر میں شب کو مہمان رکھا انکو سمجھا کے زروجیرہ لٹوایا استقبال کرایا یہ تو میرا دشمن ٹھہرا مگر چابک گرد ویلم پھر رہا ہی کہ دربار گاہ پر بلوا ہوا سواروں کے گھوڑے جرانغ پا ہونے لگے پیدل منہ کے بل گرے سنا سب نے کہ نعرے کی شاہزادہ جہانگیر کے آواز آئی النعرہ جہانگیر

بہ شوکت جوان و بہ تدبیر پیر جہانگیر نامم بہ بہرام انجمن	سکندر حشم شاہ گردون سریر منم تاج بخش شہان زمن

نعرہ کرکے جہانگیر لڑنے لگے دور سے دیکھا کہ ایک جوان زخمی پڑا ہی اور چابک اسکے گرد پھر رہا ہی انتہا کا زخمی ہوا ہی مگر قریب سے اس جوان کے نہیں ہٹتا ہی جو چاہتا ہی کہ اسکا سر کاٹ لے چابک بڑھکر نیچہ مار دیتا ہی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوتے ہیں گرد چابک لاشے بہت سے پڑے ہیں مگر چابک آقا کو دیکھکر چمک چمک کر لڑنے لگا جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب چابک پہونچے گھوڑے سے کود پڑے چند جوانوں کو مار کر چابک کا ہاتھ تھام لیا فرمایا اے چابک تم نے بڑا کارنمایاں کیا چابک انتہا کا زخمی تھا غش آنے لگا جہانگیر نے چابک کو گود میں اٹھایا اور گھوڑے پر سوار ہونے لگے چابک نے آنکھ کھول کر کہا حضور مجھکو چھوڑ دیجیے

مگر ویلیم کو بچا لیجیے جہانگیر نے آکر ویلیم کو بھی اٹھا لیا دونوں کو گھوڑے پر ڈال لیا اور
خود بھی گھوڑے پر سوار ہوئے لڑتے ہوئے چلے قضاے کار ویلیم کا ایک بیٹا تھا
تدبیر جنگ آزما دور سے دیکھ رہا تھا کہ باپ میرا زخمی ہوا اور زخمی ہو کر گرا اور
جہانگیر لڑ بھڑ کر قریب اسکے پہونچے اور اسکو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا ملازمان
نیلم چاہتے ہیں کہ اسکو چھین لیں زندہ نہ جانے دیں اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کے
تدبیر جنگ آزما بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے لڑنے لگا لڑتا ہوا قریب جہانگیر کے
آیا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا آقاے نامدار باپ میرا غلام ہوا میں نے بھی اطاعت کی
لڑتے ہوئے باہر نکلیے غلام کے ہمراہی بارہ ہزار جوان دروازے پر مسلح کھڑے
ہیں وہ سب شریک ہونگے مگر یہاں سے نکلیے یہ کہکر آگے مرکب کے بڑھا نعرہ
کر کے آواز دی اے جوانو تمہیں میں تمہارا افسر ہوں میرے شریک ہو ایسا آقا ملا ہی
کہ اپنے ملازم کے واسطے اپنی جان دیتا ہو تم بھی شریک ہو بارہ ہزار جوان سب
تلواریں کھینچکر آ پڑے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ملازمان جہانگیر بھی آ گئے اب
مغلوبہ ہوئی تھوڑے ہی عرصے میں ہزارہا لاشے گر گئے کسی نے جہانگیر کو نہ روکا اب
جہانگیر لڑتے بھڑتے اپنے ملازموں میں پہونچے سب نے شاہزادے کو گھیر لیا اور
جنگ کرتے ہوئے نکلے نیلم کی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہانگیر کو روک سکے جہانگیر نے
جنگ رستمانہ کی جو قریب آیا وہ مارا گیا لشکر میں اپنے پہونچے مگر نیلم کو بڑا قلق ہو کہ
ویلیم و تدبیر جنگ آزما زندہ نکل گئے رفقا سے کہا کہ اب جو ان سے جنگ
میں مشکل پڑیگی کہیں صاحبو تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا ظاہر میں اطاعت
کیجیے باطن میں گرفتار کر لیجیے خدمت خداوند میں پہونچا دیجیے وہاں جا کے یہ قتل
ہو جائینگے نیلم کو یہ فریب پسند آیا چند تحفہ جات ساتھ لیے تلوار گلے میں ڈالے
خدمت میں شاہزادے کی حاضر ہوا عرض کی میری دعوت قبول کیجیے میں مسلمان
ہوتا ہوں جہانگیر نے نیلم کو گلے سے لگا لیا نیلم نے عرض کی کلمہ تعلیم فرمایئے
جہانگیر نے کلمہ بتایا نیلم بظاہر مسلمان ہوا عرض کی کہ دعوت قبول فرمایئے یہ

کہکے

جہانگیر کو اپنے قلعے مین لایا سامان دعوت مہیا کیا جام موارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کو اشارہ کیا کہ اسنے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

حسرتو نکا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ
سانس اب سینے مین آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان
یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ

اسقدر فرط محبت ہی کہ بعد مرگ بھی
روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین
آہ مجنون اسطرح ہی سعید مین محمل کے ساتھ

کوئی او ظالم خطا ثابت مری تو نے نہ کی
حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ

ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سے کہین
شعر گوئی کا مزہ کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

نیلم نے چاپاک کو توکسی تقریب سے باہر بھیجا جام شاہزادے کو آغشتہ بدارو بیہوشی دیا پیتے ہی شاہزادہ گھبرایا کہا کیون او نیلم اس جام مین کیا تھا کہ پیتے ہی دل گھبرانے لگا نیلم نے کہا او جہانگیر وقت مرگ تمہارا قریب آگیا جہانگیر تیغہ ٹیک کے اُٹھنے کہتے ہوے کہ او بے حیا تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو روک سکے یہ کہکر جو اُٹھے لڑکھڑا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوے ملازمون نے چاپاک کو گرفتار کرلیا آقا و ملازم دونون گرفتار ہوگئے نیلم نے لشکر تیار کیا لشکر جہانگیر پر شبخون مارا اسپ جوان زخمی ہوے آخر شکست کھاکر بھاگے نیلم جہانگیر و چاپاک کو اژدہے پر ڈالکر لیچلا ایک صحرا مین جاکر پہونچے دھوپ پڑ رہی ہی جہانگیر نے کہا ہمارا اژدہا بھی زیر ظل ٹھہراؤ مگر ملازمون نے نہ مانا جہانگیر نے عاجز ہوکر لنگر مارا نیلم کو خبر ہوئی کہ جہانگیر نے لنگر مارا اژدہا ٹھہر گیا لاکھ نگہبان کوشش کرتے ہین مگر اژدہا نہین بڑھتا اسنے ملازم کو اشارہ کیا کہ جہانگیر کا سر کاٹ لے ایک سپاہی تلوار کھینچکر بڑھا کہ جہانگیر کو قتل کرون چاپاک گھبرا گیا دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

خداوندا دو عالم ہست خلاق
کریم و باسط و فتاح و رزاق

خدارا ای پرستندہ جملہ عالم
شب و روز و صباح و شام مشتاق

خدارا دہ بہر وقت و بہر حال
کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق رہین جمشید ار دنیا — کہ باحق غیر حق را نیست الحاق
مشو بیرون ز صدق و راستی پا — کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز ناپرہیزی اے دانا بپرہیز — کہ باشی تندرست و چابک و چاق
شنو دایم نظم دلچسپ و نوخیزی — بہ فضل ایزدی مشہور آفاق

وہ سپاہی ہٹ دھرم کرتا ہوا قریب جہانگیر پہونچا ولیم و تند بہیر تڑپ گئے اور پکارتے تھے کہ او جلاد صاحب بیداد پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قریب نہ جا مگر سپاہی نے آ کے جہانگیر کو ہاتھ مارا جہانگیر نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑیاں کٹین بس شاہزادے نے وہی ہتھکڑی سپاہی پر پھینک ماری کہ اسکا سر پھٹا نعرہ کر کے قید توڑ ڈالی لڑتے ہوئے قریب ولیم پہونچے ولیم نے کہا بھی کہ آقا سے نامدار پہلے میرے فرزند کو رہا کیجیے جہانگیر نے کہا تم پہلے شریک ہوئے لہذا انتظار ارہا ہونا واجب و لازم ہی یہ کہکر ولیم کو رہا کیا مگر شلیم نے جو دیکھا کہ ولیم بھی رہا ہو گیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ تدبیر جنگ آزما کا سر کاٹ لے وہ سوار نیزہ اٹھا کر چلا باپ نے جب دیکھا کہ بیٹا قتل ہوتا ہی بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہا اے کریم و رحیم میرے فرزند کو بچا لے ہیں یہ چاہتا ہوں کہ آقا سے نامدار کے ساتھ رہے راہ خدا مین جہاد کرے نظم

بود مرد خدا مشہور آفاق — بہ خلق نیک و الطاف و باشفاق
عزیز خالق و مخلوق گردد — بنی آدم بہ آداب و باخلاق
بہر نامہ نوشتہ حمد باری — بہر نسخہ بیان از توحید اوراق
زمانہ ہر زمان محکوم فرمان — جہان حلقہ بگوش خلق مشتاق

مگر سوار نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ ماروں ولیم کلیجہ تھام کر جا پڑا اس سوار کو مار بیٹے کو رہا کیا مگر ملازمان شلیم نے گھیرا ہے تلوار چل رہی ہے اور جہانگیر بن صاحبقران بیخوف لڑ رہے ہیں مگر چابک جو چھوٹا خفیہ ہاتھ سے آتشبازی مارنے لگا سیکڑوں کو جلا دیا جہانگیر نے خیال کر کے دیکھا کہ فوج بے حساب ہے فرمایا اے ولیم اتنا کا جاؤ ہے اگر تا شلیم ہمکو پہونچا تو لڑائی کو فتح کر دوں دونوں باپ بیٹے کوشش کر رہے ہیں لیکن شلیم

دور سے فوج کو اشارہ کر رہا ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہی نقیب آواز لگا رہے ہین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بقول شاعر **نظم**

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے　　ستا بر ختنے ہمنے دیکھے خستی پائمالی سے تھے
یہ دو مصرع سے لکھے اسپر یہ مضمون خیالی تھے　　مہیا گر چہ سب اسباب ملکی اور مالی سے تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہمنے دیکھا ہی تو اسپیچ ہین ای اہل نظر　　ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر　　یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

ہر طرف یہی ہنگامہ ہی جہانگیر نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے متوجہ ہوئے پکار اُٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای مالک و پروردگار **نظم**

خداوندا شبم را روز گردان　　چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید　　درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
تو ئی یاری دہ و فریاد ہر کس　　بہ فریادم رس فریاد کن رس

بیقرار ہو کر جہانگیر نے جو دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا رستم سیلتن آگے آگے آتے ہین اور لشکر پشت پر رستم نے جو دور سے دیکھا کہ جہانگیر گھرے ہوے ہین نعرہ کر کے آپڑے **نعرہ رستم**

دیگر

ارشد اولاد امیر عرب　　کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور　　کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

رستم جو آکر گرے تلوار چلنے لگی رستم کو بڑی خوشی ہوئی کہ جہانگیر کو گھرا ہوا پایا لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر پہونچے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا جہانگیر نے کہا مکر کفار سے گرفتار ہوا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا آپ بجاے باپ کے ہین رستم بہت خوش ہوے لیکن کہنے لگے کہ برادر

یہ کلمات خوشامد ہین یا دراصل شاہزادہ جہانگیر نے کہا قبلہ و کعبہ ہین تو آپکا تابعدار ہون بلکہ اکثر خواہش رکھتا ہون کہ آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرون مگر ایسا موقع نہین آیا کہ آپ کو تکلیف دیتا رستم نے گلے سے لگا لیا کہا ای بھائی تمکو امیر حمزہ سے محبت ہی ہین کبھی چاہتا ہون کہ ہر مقام پر تمہاری شوکت بڑھے اب بڑھو نیلم کو لو جہانگیر نے مرکب بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب نیلم پہونچے نیلم نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نیلم کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور رستم سے آنکھ ملائی رستم نے کہا ای سماک تو نے دیکھا کہ ابھی خوشامد ہین کرتا تھا اب جو الگ ہوا جرأت دکھاتا ہی سماک نے کہا آپ اسکا خیال نکیجیے آپ کے فرزند نے کیا کیا جرأتین دکھائین ہوشربا مین کس زور و شور سے راستہ طے کیا عجائب وغیرہ سناتے ہوے ہوشربا مین پہونچے جہانگیر کا قول تھا کہ کوکب کی کیا حقیقت ہی ایک مرتبہ لوح لے چکا ہون پھر جاکر دبا بیٹھونگا مگر سب مجبور و ناچار ہوے جب حضور پہونچے ہین تب آپ کو دیکھکر وہ کوکب نے ساتھ دیا آخر کی عیاری خود اسکی حقیقت مین کرامت تھی کس تکلف سے کوکب کو تسخیر کیا اور طلسم فتنۂ نورافشان مین کیا کیا کارنمایان کیے آپکا بڑا مرتبہ ہی یہ صاحبزادے آپکا کیا سامنا کرسکتے ہین جس مقام پر کام پڑیگا آپ کو شوکت نہ دکھائین تو پھر کیسے دکھائین آپ انکے باپ ہین رستم خاموش ہورہے مگر جہانگیر نے نیلم کو قتل کیا اور لڑتے بھڑتے طرف قلعے کے چلے یہان فوج والے بھاگ کر چاہتے ہین کہ قلعے مین جائین نگہبانان قلعہ نے توپین مارنا شروع کین ہمراہیان نیلم طرف صحرا کے بھاگے مگر شاہزادہ جہانگیر لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہم بصدق دل اطاعت کرتے ہین ہمارا افسر مارا گیا اب آپ ہمارے مالک ہین جہانگیر نے گھوڑا روک لیا لیکن مفتون ناجدار شاہزادے کے ساتھ ہی دست بستہ عرض کرتا ہی کہ آقا سے نامدار قلعے مین جانیکا ارادہ

نہ کیجیے ایسا نہ ہو حضور کو کچھ صدمہ پہونچے کہ باعث خرابی ہو جہانگیر نے کہا اے مفتون مجھکو تمھاری پریشانی کا خیال ہو ادھر ماہ رخسار دختر نیلم اپنے قصر میں بیٹھی تھی کہ چیند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی وارے بڑا غضب ہوا باپ آپ کے مارے گئے مگر مفتون تاجدار جہانگیر کے ہمراہ آیا ہو نگہبانون نے فقرہ کر کے روکا ہو مفتون تاجدار عاشق جمال جہانگیر ہی منع کر رہا ہو کہ قلعے مین نہ جائیے مگر شاہزادہ ہرگز نہین مانتا ماہ رخسار یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی نقاب چہرے پر ڈال لی نیچہ ہاتھ مین لیے ہوے بالاے قلعہ آئی نگہبانون سے کہا کیون صاحبو تمنے بصدق دل اطاعت کی ہو یا کچھ مکر منظور ہو سب نے کہا ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے وہ بجالائین ملکہ نے پکار کر کہا اے شہریار آپ بلا تکلف تشریف لایئے ہین آپ کی تابعدار ہون مفتون نے جو آواز معشوق کی سنی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اے یار جانی وا اے محبوب جاودانی اپنا تو یہ حال ہو کہ اسکا بیان محال ہو جینا وبال ہو نظم

اے شہ حسن اگر بوسۂ رخ مل جاتا — کیا مزا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ساتھ ہو لیتے کہ معلوم نہین راہ ہمین — تا قلمرو ملک عدم کا جو کوئی مل جاتا
بھیجتا اسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ — چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
پہلو سے غیر ہین کیون ان بیٹھنے کو جاتے تھے — کیا مزہ دل کے دکھانے سے نہین مل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا صورت — گر ریاضت سا نہ استاد مجھے مل جاتا

ملکہ نے جو معشوق کی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ سنے دل پکڑ لیا نقاب چہرے سے اٹھا دی مفتون نے جو معشوقہ کو دیکھا شاہزادے سے کہا قلعے مین چلیے اب کچھ مقام خوف نہین ہو مین حضور سے عرض کرتا تھا کہ معشوق عاشق مزاج ہو اسکو بھی مجھپر توجہ ہو جہانگیر نے بڑھکر سپاٹک توڑا اندر قلعے کے چلے ملکہ نے آکر استقبال کیا کل نگہبان پشت پر دار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے ملکہ کو شاہزادے نے تخت پر بٹھایا طرف وزرا کے دیکھکر فرمایا کہ صاحبو یہ انتظام تمام ملک کا ہو کہ تم سب کا نام ہو اگر کوئی حریف چڑھ آوے تو قلعہ بند کر لینا ہمکو نامہ لکھنا ہم آوینگے

اور دشمن سے تمہین بچا لینگے کل کی تاریخ فقد مفتون تاجدار ہوگا مفتون یہ باتین سُن سُنکر شاہزادے کے نثار ہو رہا ہو کہتا ہو اے شہریار آپ نے کیا احسان کیا ہو یہ وہ وقت تھا کہ کسی نے ساتھ نہ دیا مگر حضور نے کیا بندہ نوازی کی کہ اگر عمر بھر خدمت مین رہون تو بھی احسان ادا نہو شاہزادے نے فرمایا تم ہمارے رفیق ہو جو ہمسے ہوسکے اسمین قصور نہ کرین وزرا اطراف ملک کے ہوے شاہزادہ طرف مفتون تاجدار کے ہوا بڑی دھوم سے باجا آیا مفتون تاجدار زعفرانی جوڑا پہنکر بیٹھا شاہزادہ مصروف اہتمام ہو جام مے ارغوانی گردش مین محفل عیش آراستہ ہو ایک خوش گلو بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہ ہو
کیون جان ہمہ اضطراب کہین درد جگر نہ ہو
نالہ مرا وہ ہو کہ پیدا کرے یہ وصف
ہین تو ہی حسن سے اور کسیکو خبر نہ ہو
کہتے ہین بیٹھ آپ ہی پردہ اٹھا دیا
تیری سی بیقرار کسیکی نظر نہ ہو
المدد ری چھوڑ دی کہ وہ پہلو مین بیٹھکر
لیا ہمین دل نکال کے ہمکو خبر نہ ہو
لے ڈالے خاک کہنے کی یا دہر کی جلال
کوشش کرے وہ لاکھ نہ دلمین گھر نہ ہو

لیکن ملکہ ماہ رخسار باجے کا جوڑا پہنے ہوے باغ مین پھر رہی ہین چند کنیزین ساتھ تھین کہ زمین باغ کی شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا باغ مین غل ہوا کہ ایک جادوگر آیا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا چند کنیزین روتی ہوئین سامنے شاہزادے کے آئین اور یہ عرض کی کہ اے شہریار بڑا غضب ہوا ایک جادوگر زمین سے نکلا اور ملکہ کو اٹھا کر لے گیا یہ سنکر مفتون تاجدار دیوانہ ہو گیا شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ اے مفتون تاجدار کیون گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ تمہاری معشوقہ پر قبضہ کرے چابک صبار فتار کو حکم ہوا کہ مہتر صاحب جاؤ اور دریافت تو کرو یہ کسنے بے ادبی کی اجتو ساحر بہت بڑے بڑے فساد برپا کرینگے کیونکہ اب وقت لشکر کشی ہو چابک صبار فتار اول باغ مین آیا کنیزون سے دریافت کیا کنیزون نے کہا چمن لالہ زار مین ملکہ عالم پھر رہی تھین کہ زمین شق ہوئی اور ایک جادوگر نکلا

ملکہ کو اتنی جلدی لے گیا کہ ہم لوگ قریب نہ پہونچ سکے چالاک نے پوچھا پھر وہ جادوگر
کس طرف گیا کنیزون نے اشارہ کیا کہ طرف مغرب کے گیا چالاک باغ سے نکلا اور
تلاش مین ملکہ کی چلا دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر یہ منظر بھاگا ہوا جاتا ہی ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا اور پھر بھاگا چالاک نے پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ
مین تم سے کچھ بات کرونگا وہ جادوگر ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا بھائی یہ دھوپ شدت
کی پڑ رہی ہی اور لون چلتی ہی ابھی ایک راہگیر گرا تھا گاؤن والے اُٹھا کر لے گئے ایسا
نہ ہو کہ جان پر بنے ایسی کیا ضرورت ہی اُس جادوگر نے کہا کہ ہمارے آقا سے نامدار
بہزاد زمین کن ایک شاہزادی پر عاشق ہین لاکھ تدبیرین کین مگر وہ نہین مانتی انھون نے
اپنے بھائی کو نامہ لکھا تھا کہ کوئی سحر ایسا بھیجو کہ وہ عورت مجھسے راضی ہو جائے انھون نے
خط لکھا ہی وہی جواب لیے جاتا ہون اگر دیر ہو گی تو آزردہ ہونگے تو اے بھائی ہمکو دھوپ
اور سایہ سب برابر ہی چالاک نے باتون مین لگا کر ایک حباب مار دیا کہ وہ جادوگر
بیہوش ہوا نامہ اُس کی کمر سے نکال لیا اُسی جادوگر کی شکل بن کر طرف بہزاد زمین کن کے
چلا قلعے مین جو پہونچا ہر شخص سلام کرتا ہی اور پوچھتا ہی کہ ہمارا جواب نامہ لائے چالاک اشارہ
کر دیتا ہی کہ تمھارا خط نہین ملا وہ دکاندار خاموش ہو رہتا ہی اب لوگون سے پوچھتا ہوا
چالاک چلا کہ بہزاد زمین کن کہان ہی لوگ کہتے ہین سامنے باغ ہی اُسی مین سیر کر رہے
ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین لیکن دیکھیے انجام کیا ہو چالاک پوچھتا ہوا در باغ پر
آیا نگہبانون نے کہا کہ کیون میان خطرسان تم نے تو بڑی دیر لگائی بادشاہ ہمارے
تمھارا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ پوچھ چکے کہ خطرسان نہین آیا جلد جاؤ مگر کوئی بات
معقول بھی لائے چالاک نے جواب دیا ایسا فقرہ لایا ہون کہ فوراً فیصلہ ہو جائے یہ کہکر
اندر باغ کے آیا دیکھا باغ بہت معقول سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین سامنے
بہزاد زمین کن ایک چمن کی سیر کر رہا ہی چالاک نے جُھک کر سلام کیا اور بڑھکر خط دیا
بہزاد زمین کن نے فوراً کھول کر پڑھا سر ہلانے لگا چالاک نے کہا حضور زبانی بھی مجکو
ایک فقرہ بتایا ہی اور یہ فرمایا ہی کہ معشوق عاشق ہو جائے بے تمھارے دیکھے چین نہ پڑے

بہزاد زمین کن نے کہا کہ وہ کون بات ہی چاپاک نے کہا کہ انگیٹھی منگوائیے مین اُس مین
آگ روشن کرون تو آپ کو معلوم ہو خاص سحر سامری ہی فرمایا ہی کہ ایک پریزاد دھوئین
سے نکلے گی ایسا فقرہ بتائیگی کہ معشوق کے دل پر تاثیر ہو تمہاری محبت کا دم بھرے وہ
سحر ہی کہ جس سے سامری سامرن کو لائے سامرن ہمیشہ تابعدار رہین بہزاد یہ سنکر
خوش ہو گیا اور انگیٹھی منگوائی چاپاک نے آگ سلگائی لوبان کمر سے نکالا کہا یہ لوبان
آگ مین ڈالیے اور بغور دیکھتے رہیے پریزاد پیدا ہو گی اور آپ کو کوئی سحر تعلیم کریگی
بہزاد زمین کن نے وہ لوبان لے کر آگ پر ڈالا اب جو دھوان اُس کا بلند ہوا مُنھ پر
بہزاد کے پڑا بہزاد بیہوش ہو کے گرا چاپاک نے اُسی مقام پر زمین کھودی اور
بہزاد زمین کن کو زندہ درگور کیا آپ بہزاد کی شکل بن کر بارہ دری مین آیا کنیزون کو
بُلایا کہا قفس اُس نامنصف کا لاؤ کنیزین جو کمرے مین گئین دیکھا ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہین کنیزون
نے کہا چلیے آپ کے واسطے ہمارے مالک نے سحر تیار کیا ہی آپ کا رونا وغیرہ سب موقوف
ہو جائیگا ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا
شریک کر اس ظالم کے مکر و فریب سے مجھے بچا لے مگر کنیزین قفس لے کر بہزاد نقلی کے پاس
آئین بہزاد نقلی نے سب کو بٹھایا کہا سب مل کے شراب پیو کنیزون نے شراب پی
سب کی سب شراب پی کر بیہوش ہوئین بہزاد نقلی نے سب کنیزون کو بھی قتل کر ڈالا ملکہ کو قفس
سے نکالا کہا ای ملکۂ عالم آپ کے عاشق کا عجب حال ہی غلام اُنھین سمجھا کر آیا ہی اب آپ
تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ نے کہا بھیا باعث یہ ہوا کہ اس ظالم نے آکر سحر کیا کہ تمام
قلعہ آگ سے بھر گیا والد گھبرا رہے تھے کہ بہزاد سامنے سے آیا کہا ای تیلم اپنی بیٹی کی
شادی میرے ساتھ کر دو ورنہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا بسبب خوف میرے
باپ نے اُس بےحیا سے وعدہ کیا تھا کہ بعد سال بھر کے شادی کر دین گے اب جو اُسنے
سُنا کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہی دوڑ پڑا مجکو اُٹھا لایا جب لایا تب مین بیقرار ہوئی ہر چند
اُسنے کہا کہ میری تمپر جان جاتی ہی مگر مین نے کہا کہ او بےحیا اگر مجھے ہاتھ لگائیگا تو مجکو
زندہ نہ پائیگا اُس کو بھی یقین ہوا کہ یہ اپنی جان دے دیگی تب میری آبرو بچی ای چاپاک تمنے

بڑا کمالی کیا چلو اب نکل چلین در باغ سے نکلے چاپاک نے ایک مادیان مکمن کی ملکہ کو اُسپر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا کہ بارہ ہزار جوان ساتھ ہین شکار کھیلتا ہوا آتا ہی دور سے ملکہ کو جو دیکھا دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہسوار ذرا ٹھہر جائیے چاپاک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑا غضب ہوا کہ یہ تاجدار تمپر عاشق ہوا اب یہانسے کیونکر نکاسی ہو ملکہ نے کہا کہ ای چاپاک اگر جان لے لے تو اختیار رہی مین تو تیر مارتی ہون یہ کہکے ملکہ نے کمان کیانی اپنے کاندھے سے اُتاری مگر اُس تاجدار نے جو کمان دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای معشوقۂ سرکش اب تو میرا یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے　　مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سر مو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے　　سابقہ دلکو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
قصد تو دلمین یہی ہی کہ بروز پرسش +　　شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
ای طبیبو ہون مین بیمار خط سبز صنم　　زہر دو گھولکے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا　　ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے +

مگر ملکہ نے تیر مارا اُس تاجدار نے قلم کیا چاپاک نے بھی گوشے سے تیر اندازی کرنا شروع کی اب یہ دونون تیر مار رہے ہین تاجدار نے جو دیکھا کہ معشوقۂ سرکش یون قبضے مین نہ آئیگی فوج کو اشارہ کیا سب بلوہ کر کے چلے ملکہ نے جو سوارون کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی اور بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی پکارتی تھی کہ ای رب بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر اس بلا کو رد کر نظم

گر از عذاب غم و رنج بایدت تخفیف +　　مکن ریاضت دنیاے دون مباش خفیف
رضاے خالق اکبر چو در نکوکاری است　　مباش بددل و بدخو و بدمزاج و غلیف
بزور و شور جوانی و قوت بازو .:. .:.　　مپیچ پنجۂ ہر زیردست و طفل و ضعیف
رفیق راہ تو در راہ آخرت آخر +　　بود نہ یار نہ ہمدم نہ مونس و نہ الیف
شود زمانہ مسخر بحسن اخلاقت + +　　جہان مطیع تو گردد بسیا دوسے تالیف

تا ان نیاب ندارد چو مال و دولت و جاہ		چرا بہ ارائے حصولش تو میبری تکلیف +
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان +		کہ خلق فائدہ حاصل کند ازین تصنیف

ملکہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار تاجدار تخت پر سوار اور چند کس پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عورت کو ہزار ہا آدمی گھیرے ہوئے ہین وہ ناچار مادیان کو بھگاتی پھرتی ہی ایک عیار حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہی مگر جب مالک حکم دیتا ہی تب سوار گھوڑے بڑھاتے ہین وہ عورت فریاد کرتی ہی کہ او تاجدار مین صاحب شوہر ہون میرے قریب نہ آنا مگر وہ تاجدار نہین مانتا نقابدار تاجدار نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا پکار کر آواز دی او بادشاہ یہ کیا زبردستی ہی عورت فریاد کرتی ہی کہ مین صاحب شوہر ہون اور تو نہین مانتا تاجدار نے جواب دیا او مفلوک تو کون ہی جو اس مقدمے مین دخل دیتا ہی تو ہی آکر اس کی حمایت کر یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھوڑا طلب کیا اور ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ہان یارو اس کو مار لو اور گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا کہ منم پشت پناہ لشکر اسلام بس اب ہٹ جا کیون قضا دامنگیر ہی ہرچند کہ نقابدار کے ساتھ چند کس تھے مگر نیزے اُٹھا کر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا جسکو نیزہ مارا گھوڑے سے گرا دیا دوسرے نے آکر سر کاٹ لیا مگر نقابدار لڑتا بھڑتا سامنے تاجدار کے پہونچا تاجدار نے نعرہ کیا کہ او نقابدار میرے قریب نہ آنا میری ضرب سے حریف نہین بچتا مگر نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا جا ہی پڑا ہرچند تاجدار پکارا کیا کہ منم شیبہ بن تاجدار اسقدر فوج رکھتا ہون کہ گاؤ زمین جسکا بار نہ اُٹھا سکے مگر نقابدار نے قریب آکر اشارہ کیا کہ تلوار کھینچ کیون باتین بناتا ہی تاجدار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ قلم کیا تاجدار نے تلوار کھینچی وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار کو تلوار سپر زد کا جھکائی دے کر ہاتھ مار دیا تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والے کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے چالاک نے آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تو کسکا عیار ہی چالاک نے جواب دیا کہ مین شاہزادہ جہانگیر کا ملازم ہون یہ نازنین اُن کے رفیق کی معشوق ہی نقابدار نے ہنس کر کہا کہ ای مہتر چالاک ہماری طرف سے جہانگیر کو دعا کہنا اور یہ خبر دینا کہ ہم بھی تمھاری لشکرکشی مین آوینگے وجہ یہ ہی کہ

کہ شہریار لشکر اسلام فتاح طلسم ہین اُن کی مدد کرنا ضرور ہی تم لوگون نے طلسم مین آکے
بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے خود صاحبقران طلسم مین موجود ہین سب بھائی بھتیجے اُنکے
آگئے سب نے مل کر طلسم فتح کرایا لہذا ہم بھی مدد کو ضرور آئین گے چالاک نے خیال کیا کہ
سامنے نقابدار کے سر جھکا جاتا ہی وہ رعب و دبدبہ ہی کہ سر نہ اُٹھ سکا نقابدار چند باتین
کرکے رخصت ہوا کہا ای چالاک جاؤ تا بہ لشکر پہونچنے کا تمھارا خیال رکھونگا جہانگیر
سے کہنا کہ اپنے کو جلد قصر ہفت رنگ تک پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ سعد بن قباد وہان
پہونچ جائین اور جنگ آغاز ہو جمشید ثانی نے فوجین بیحساب جمع کی ہین ایسا معرکہ پڑیگا
کہ بہت مشکل پڑیگی یہ کہکر نقابدار روانہ ہو گیا چالاک ملکہ کو لیکر چلا دن بھر رہروی
کی شام کو باغ مین پہونچا ملکہ جو باغ مین آئین سب کنیزین دوڑ پڑین کہتی ہوئین کہ کیون
واری یہ جادوگر کون تھا جو آپ کو لے گیا تھا ملکہ نے کہا یہ اُس لائق تھا جو چالاک نے
اُس کے ساتھ سلوک کیا ملعون واصل جہنم ہوا خدا نے مجکو بخیر و عافیت یہان تک
پہونچایا مگر چالاک جو سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت عرض کی جب حال نقابدار پر
آیا تو کہا ای شہریار یہ شوکت و جلالت کسی مین نہین دیکھی جو اُس نقابدار مین تھی یہ جو کہا
کہ وہ نقابدار کہہ گیا ہی کہ مین بیراے مدد سعد بن قباد آؤنگا جہانگیر کو بہت ناگوار
معلوم ہوا کہا وہ نقابدار کیا مدد کریگا ہم لوگ اُن کی خدمت کو حاضر ہین جادوگرنیان
بھی وہ وہ مہیا ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہ دیسکیگا ایسا معرکہ پڑے کہ جمشید ثانی
بھی یاد کرے اور ہمارے شہریار زور مین طاقت مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ سنکر
چالاک نے کہا ای شہریار اُس کی باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ سے بڑا ہی اور آپکے
کچھ عزیزون مین ہی جہانگیر نے کہا خیر کسی مقام پر ملیگا تو سمجھا جائیگا یہان دوسرے دن
رسم حنا بندی ہوئی بعد ساچق مفتون تاجدار کو دولھا بنایا خود جہانگیر گود مین لیکر
بیٹھے طرف باغ کے چلے راہ مین آتشبازیان چھوٹتی ہوئین روپیہ لٹتا ہوا اس دھوم سے
جاکر در باغ پر پہونچے دیکھا بیرون باغ ایک بارگاہ کلان استادہ ہی وزرا جو منتظم ہین براے
استقبال کھڑے ہین جہانگیر نے آکر دولھا کو اُتارا قضاے کار خواجہ عمرو راہ مین تھے کہ

خبر ملی کہ رفیق جہانگیر کی شادی ہوتی ہی قاضی بن کر بیٹھے قاضی اصلی کو نکال دیا اُس سے
لیسے ایسے سوال کیے کہ وہ عاجز ہو گیا پوچھا قاضی صاحب یہ تو بتائیے کہ جب قاضی گھر سے
چلتا ہی تو کیا پڑھتا ہی اور جب قریب مکان دلھن پہونچتا ہی تو کیا پڑھتا ہی قاضی نے کہا یہ
تو مین نے کسی کتاب مین نہین دیکھا خواجہ عمرو نے کہا تم قاعدہ نہین جانتے ہو ہماری کتاب
مین لکھا ہی تم کو خطبہ بھی نہ یاد ہوگا آخر قاضی بیچارے نکالے گئے اور سب نے کہا یہ جو
قاضی تو آیا ہی سب کچھ جانتا ہی خواجہ عمرو نے کہا چند نقل اُس کو بھی دیدو تاکہ محروم
نہ جائے اُس کے لڑکے بالے انتظار کر رہے ہونگے کہ بابا جان عقد پڑھنے گئے ہین غرضکہ
خواجہ عمرو نے قاضی بیچارے کو رخصت کرا کر خوب رنگ جمایا جہانگیر سے کہا مجھ مین اور
ایک کمال ہی قاضی لوگ گانے سے بھاگتے ہین مجھکو سب کچھ یاد ہی چابک سمجھ گیا اندر ہان
ہان کیے جاتا ہی پہچان گیا کہ یہ قبلہ و کعبہ ہین اگر کچھ دخل دونگا تو آزردہ ہونگے حکم ہوا
کہ اندر جاؤ دلھن سے اجازت لے کر آؤ خواجہ عمرو اندر گئے شاہزادیان پھر رہی تھین
کسی سے چوڑی مانگ لی کسی کا کنگن اُتار لیا کسی کا ازاربند کاٹا آخر اُس مقام پر آئے کہ جس
مقام پر دُلھن بیٹھی تھی پکار کر پوچھا کہ مفتون تاجدار سے تمہارا عقد ہوتا ہی صاف صاف کہو
رضامند ہو ماہ رخسار کہ خود مفتون تاجدار پر عاشق ہی بول اُٹھی کہ مجھکو قبول ہی
اِدھر شاہزادیون مین ہلڑ ہوا کوئی کہتی ہی کہ میری چوڑی جاتی رہی کوئی کہتی ہی کنگن کی
چوڑی کیا ہوئی کوئی کہتی ہی ازاربند کٹ گیا قاضی صاحب ہنسے کہا صاحبو آخر تم سب
شربت پلائی دیتین کہ نہ دیتین ہمراہیان دولھا نے قبل سے لے لی زیادہ غلغلہ نہ کرو
ایسا نہ ہو بدنام ہو جاؤ سب خاموش ہوئین خواجہ عمرو باہر آئے مفتون تاجدار
سے آکر کہا کہ ملکہ ماہ رخسار دختر شاہنشاہ شیلم سے تمہارا عقد ہوتا ہی تم کو قبول ہی
مفتون مدت کا عاشق ہی بے اختیار بول اُٹھا کہ مجھکو بدل و جان قبول ہی خواجہ
نے بیٹھ کر عقد پڑھا شاہزادہ جہانگیر نے چند کشتیان پیش کین خواجہ عمرو نے ہنسکر
کہا کہ فرزند صاحب قبرات ہو کر ایسی خست نکرو اور سب صاحب کچھ نہ دین گے سب سے
لڑ لڑ کر خواجہ نے لیا جب عقد پڑھ چکے اور رقم بھی حاصل ہوئی تو نذر زنبیل کرنے لگے

تب چابک نے ہاتھ تھام لیا عرض کی کہ قبلہ و کعبہ یہ نہ کہیے گا کہ مجکو کسی نے نہیں پہچانا غلام اول ہی پہچان چکا تھا مگر اس وجہ سے دخل نہیں دیا کہ حضور کے نفع مین فرق پڑیگا اب تو کل اہل بارگاہ کو ظاہر ہوا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کچھ گائیے خواجہ عمرو نے تھم بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے
بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے

وصل کے نام سے اب پڑتے ہین تیور اُلٹے
خط یہان آئے وہان شکوون کے دفتر اُلٹے

مے کشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس
سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے

کوئی افسانہ نہیں تیرے فسانے کی طرح
ساری تاریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے

باغبانون کو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا
فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے

ہم بھی حاضر ہین تہ تیغ گلا رکھنے کو
آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے

ٹوٹتا ہی کوئی تارہ تو سمجھتا ہون یہ مین
چرخ سے ہوکے شرر آہ کے اخگر اُلٹے

غم فرقت سے کوئی دم نہیں تسکین ہنر بر
خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

خواجہ عمرو کے گانے سے سب تعریفین کرنے لگے مگر خواجہ عمرو نے جہانگیر سے کہا کہ اب اپنے کو جلد تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچاؤ صاحبقران کوچ کرچلے صحراؤن کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین جہانگیر نے کہا آج ہی کوچ کرونگا مگر اے عم نامدار یہ تو فرمائیے آجکل ایرج نوجوان کہان ہین اور نور الدہر کیا کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا اب مین سب کے پاس جاؤنگا تب حال معلوم ہوگا مگر سنتا ہون نور الدہر نے کارہائے نمایان کیے ایرج کے ساتھ فوج کم ہی جہانگیر نے کہا ایرج نوجوان کو فوج کی کیا ضرورت ہی وہ اکیلے کافی ہین خواجہ نے کہا ان جھگڑون کو تو مین نہیں جانتا سب کے لیے خط لے کر نکلا ہون یہ فرماکر خواجہ عمرو جہانگیر سے رخصت ہوئے ایک مقام پر دیکھا چند سپاہی جمع ہین سولہی پھنک رہی ہی خواجہ ایک شہدے کی شکل بن کر شریک جلسہ ہوئے اور اپنی کوڑیان نکال کر ڈالین سب کو جیت لیا جب صحبت مین روپئے نہ رہے تو کہا ہم کھیل چکے جواری بگڑے کہ یہ کیسا کھلاڑی ہی مال موجود ہی اور نہیں کھیلتا ہم نہ جانے دینگے

جواریون سے تکرار ہونے لگی سب نے مل کر خواجہ عمرو کو گھیرا چاہا مال چھین لین خواجہ عمرو
فریاد کرنے لگے کہ دوہائی ہی جہانگیری مجاد یہ سب لوٹے لیتے ہین کہ چاپک آیا اُس نے
پہلے ہی پہچانا اُس سب کو منع کر دیا کہ خبردار ان سے تعرض نہ کرو سب ٹرے خواجہ عمرو
نکل کر بھاگے چاپک نے چلتے وقت کہدیا کہ آپ قبلہ و کعبہ ہین یہ نہ فرمائیے گا کہ کسی
نے نہین پہچانا خواجہ نے کہا وہ دیکھو سامنے جہانگیر آتے ہین چاپک جیسے ہی پلٹا
خواجہ نے کلاہ چاپک کی لی اور جست کر کے بھاگے چاپک غل مچاتا رہ گیا جواریون
نے کہا مہتر صاحب ہمارا بدلہ آپ کو ملا کہ آپ کی بھی کلاہ لے گیا چاپک نے کہا وہ میرے
قبلہ و کعبہ تھے جو مناسب جانا وہ کیا چاپک رنجیدہ پلٹا مگر خواجہ جو لشکر سے نکلے سامنے
سے دیکھا ایک مسافر آتا ہی مگر کمر اسقدر بھاری ہی کہ آہستہ آہستہ چل رہا ہی سمجھے کہ اس کی کمر
مین روپیہ بہت کچھ ہی ایک مسافر کی شکل بن کر دوڑے ہوے آئے کمر پر مسافر کی ہاتھ مارا کہا
بھائی مین آتا تھا ایک بیل نے دھکا مارا جس مقام پر مین نے تمھارے ہاتھ رکھا تھا اُسی مقام
پر دھکا لگا تھا دیر تک بیہوش پڑا رہا جب دن چڑھا تو اُٹھا کنوئین پر پانی پی لو تو جانا مسافر کو
کنوئین پر لائے کپڑے اُسنے اُتار کر رکھے لوٹا پانی کا کنوئین مین ڈالا خواجہ عمرو نے اُس
مسافر کو ڈھکیل دیا کپڑے اُسکے لیکر بھاگے مسافر بیچارہ کنوئین مین ڈوبا خواجہ عمرو
نکل گئے لیکن جمشید ثانی کہ بیرون قصر ہفت رنگ آکر اُترا ہی فوجین چلی آتی ہین جمشید
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر ہفت رنگ آسمان پر آیا جمشید دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر بیٹھا دیکھا
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار ہی تاج سر پر چند کنیزین گھیرے ہوے
بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد کنیزین مثل سیارگان ہنستی ہوئی آتی ہین جمشید نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا گھبرا کے پوچھنے لگا کہ یہ بندی قدرت کون ہی وزیر اعظم اسکا
ہمسر آسمان ہی بیر کہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہی بول اُٹھا کہ یا خداوند یہ شاہزادی حسین و جمیل
طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہانکے شاہ کو آپ کی پریشانی
معلوم ہوئی اُسنے برائے مدد بھیجا ہی جمشید شاہ بجوش محبت مین کھڑا ہو گیا اور پکار کے
آواز دی کہ اے سردار حسینان آؤ تشریف لاؤ اُس نازنین نے سب سے پوچھا کہ تمھارے

خداوند کہان ہین سب شاہزادیان بول اُٹھین کہ یہی خداوند ہین کہ جو تمھارے استقبال کے
لیے اُٹھے وہ نازنین ہنسی اور مسکراکر کہا یہی تمھارے خداوند ہین کہ ہمارے استقبال کے
واسطے اُٹھے ہمارے خداوند کو کوئی دیکھ نہین سکتا ہی جب لوگ جمع ہوتے ہین تب آواز آتی
ہی اُسی پر لوگ سجدہ کرتے ہین ایسے خداوند نہین دیکھے کہ سامنے بیٹھے ہین جمشید ثانی نے
ہنس کر کہا ای ملکۂ عالم قدرت نے تم کو کیسا جمال دیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو فوراً رال
ٹپک پڑے وہ نازنین خاموش ایک کرسی پر بیٹھی کئی سو تاجدار جمع ہین مگر شمیم آسمان سیر
بہت بیقرار ہی ہر مرتبہ جمال دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی ادھر جمشید نہایت
پریشان ہی دمبدم سراپا دیکھتا ہی اور سر جھکا لیتا ہی آخر تاب نہ آئی کہ بیٹھا کہ ای معشوقہ
قدرت تجھپر مائل ہوے یہ سب شاہزادیان جو بیٹھی ہین یہ سب قدرت کی معشوق ہین دیکھو
ان کے کیا مرتبے ہین لہذا تم بھی ان مین شریک ہو کہ تم کو بھی مرتبۂ معشوقی ملے اور تمھارے
خداوند میرے بندے ہین مین نے اُن کو یہی حکم دیا ہی کہ کسی کو صورت نہ دکھاؤ پردے
مین رہو اور ما بدولت سامنے اپنے بندون کے بیٹھتے ہین کہ سب بندے زیارت سے
مشرف ہون مگر آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے ہنس کر کہا یا خداوند اپنی زبان
سنبھالیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے مین آپ کی بندی نہین ہون آپ نہین جانتے
نام میرا گلفام ہفت رنگ ہی در دولت پر اپنے قدرت کے نگہبان رہتی ہون
کہ اگر کوئی حریف آنیکا ارادہ کرے تو اُس کو قتل کرون کیسا ہی سرکش ہو مگر میرے
ہاتھ سے نہین بچ سکتا آج قصر سے آواز آئی تھی کہ ای گلفام جاکر جمشید ثانی کی مدد کر
ورنہ آخر مین بھاگ کر یہان آئیگا تب حال کھل جائیگا مین تو آپ کی مدد کو آئی ہون اور آپ
ایسا فرماتے ہین مین رخصت ہوتی ہون مجھسے یہ باتین نہین سُنی جاتین یہ کہکر اُٹھی ارادہ کیا
کہ تخت کو اُڑاؤن شمیم آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم کہان
چلین ملکہ گلفام نے کہا کہ ای وزیر اعظم یہ دربار بیٹھنے کے لائق نہین ہی ہمارے خداوند
کے یہان کیا مجال ہی کہ کوئی بات کرے جسکو قدرت آواز دیتے ہین وہ اندر جاتا ہی یہ
کیسے قدرت ہین کہ بندون سے اپنے باتین کرتے ہین ہم جاکر الگ اُترین گے یہ دربار

قابل بیٹھنے کے نہین ہی معلوم ہوا اسی وجہ سے تمھارے قدرت نے شکست کھائی اور بھاگ کر یہان آئے مگر شنتی ہون کہ مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا سب یہان بھی چلے آئے اور ورسند فتح کرلیے مین یہ چاہتی ہون کہ اب لڑائی میرے سپرد کیجیے مین سمجھ لونگی طلسم کشا کا سر لاؤنگی یہ کہتی ہوئی باہر نکلی مگر شمیم ساتھ ساتھ ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ مطلب دل کھون مگر پھر سوچتا ہی کہ قدرت کا تو اسنے ادب نہین کیا مجکو بھی جواب صاف دیگی بڑی مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی باہر آکر اشارہ کیا کہ آپ اس مقام پر اُتریے گلفام نے دیکھا کہ مین پر اسے مدد آئی ہون میرے خداوند نے حکم دیا تھا کہ مدد کرنا اب یہان ٹھہرنا ضرور ہی گلفام نے اشارہ کیا کنیزون نے بارگاہ استاد کی گلفام جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی اور دروازے پر کنیزون کو مقرر کیا کہ کوئی اندر نہ آئے وزیر نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن کنیزون نے روکا اب شمیم ناچار ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ملازم سب جمع ہوے سب کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا +
نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا + +

گلون کی زخم بو دینے لگے اٹھو باغبان جلدی سے
پڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہِ درخشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان خاک کا
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کدورت سے تعلق کیا انھین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جو الجھے خار سے دامن بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہی وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا

نہ کیونکر بلبلین چہکین وفور گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

مصاحبون نے پوچھا حضور کا مزاج کیسا ہی وزیر نے جواب دیا جس وقت سے گلفام آئی ہی ہوش میرے درست نہین ہین مین اُس کی بارگاہ مین گیا تھا وہان روک ٹوک ہی ارادہ یہ ہی کہ شب کو جاکر اُسے اُٹھا لاؤن زبان مین سوزن دیکر اُس سے مدعاے دلی حاصل کردن سب نے کہا بہت مناسب ہی شمیم آسمان سیر نے تمام دن تڑپ تڑپ کر کاٹا رات کو اُٹھا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا بارگاہ گلفام

مین آیا دیکھا ملکہ پڑی سو رہی ہین سحر کیا کہ سوتے مین بیہوش ہو گئی شمیم نے ملکہ کو اُٹھا لیا
طرف صحرا کے روانہ ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر سر کوہ ٹھہرا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ
کی جو آنکھ کھلی زبان مین سوزن پائی اور شمیم ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ اس
غلام کو اپنی غلامی مین قبول کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملکہ نے ہنس کر اشارے سے کہا
کہ کیون شمیم تم کیسے عاشق صادق ہو ہماری زبان مین سوزن دی کون صورت ایسی ہوگی
کہ تم کو نہ قبول کرے ہم نے جس وقت سے تم کو دیکھا ہوش درست نہین رہے شب کو کھانا
بھی نہین کھایا تڑپتے تڑپتے آنکھ لگ گئی تھی کہ تم گرفتار کر لائے زبان سے سوزن نکالو تو
باتین کرون اشتیاق میرا ظاہر ہو تم بھی بخوبی ماہر ہو یہ کیا حرکت ہی کہ جو زبان مین میرے
سوزن دی یہ سنتے ہی شمیم کا جوش و خروش بڑھ گیا اور زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی
سوزن نکلی ملکہ نے سحر کیا تمام قید بدن سے دور ہوئی طرف شمیم کے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او بے حیا دور ہو کوئی خیال خام دل مین نہ لانا مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی مین یہ نہین
چاہتی کہ کسی کی تابعدار بن کر رہون لے مین جاتی ہون اب تو مجکو روک دیکھون تو کیسا
وزیر خداوند ہی یہ کہکر اُٹھی ادھر شمیم منتین کر رہا ہی کہ مین تو غلام ہون مگر ملکہ مین تمکو ہرگز
جانے نہ دونگا دیکھیے بیٹھ جائیے میرا سحر غضب خداوند ہی گلفام نے کہا کہ وہ غضب تیری ہی
جان پر ٹوٹیگا کیا آپ کے خداوند ہین کہ سب کے سامنے بیٹھے ہین سب بندے دیکھ رہے
ہین ہمارے خداوند کو کوئی نہین دیکھ سکتا سال بھر کے بعد باہر نکلتے ہین سب دیکھ لیتے
ہین اگر تم کو میرا روکنا منظور ہی تو اپنے مقام سے اُٹھو یہ کہکر جست کی زیر کوہ ایک نخل
تھا اُس پر جا کر بیٹھی شمیم سحر کرنے لگا مگر گلفام پر تاثیر نہین ہوتی ایک مقام پر وزیر نے
سحر کیا گلفام نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری وزیر کے دو ٹکڑے ہوے وزیر کو مار کر
چاہا روانہ ہو جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی گلفام
دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے بعد
ان کے کئی ہزار مرکب تازی و کچھی و یمنی و عراقی پشت پر اُن کے پاکھرین موتیون کی
بڑھی ہوئین دو دو سائیس مگس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اُن کے بعد

دیکھا کہ کئی سو تاجدار تاج شاہی بر سر چار قب شہنشاہی در بر سب کے آگے ایک نوجوان ہی تاج الماس سر پر چہرہ آفتاب عالمتاب وضع مین لاجواب صاحب جاہ و جلال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال آنکھین رشک نرگس شہلا پشت مرکب پر سوار تیغۂ ہلالی داہنے ہاتھ مین سپر مدور پشت پر ہلال اور بدر کا نشان ہی کمر چست ارادہ درست گلفام نے جو چہرۂ زیبا شاہ دیکھا مثل زلف پریشان و بشکل آئینہ حیران ہو گئی دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کون شخص ہی جسنے متاع صبر و شکیب لوٹ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرانے لگا پیشانی عرق عرق ہو گئی چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر اپنے کو سنبھالا وہ لشکر بھی آکر اُسی صحرا مین اُترا کئی سو شاہزادیان سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق بارگاہون مین داخل ہوئین وہ شہریار انتظام کرتے پھرتے ہین مگر گلفام حیران جمال و محو دیدار ہو کر نخل سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ جوان جو سب کو اُتار رہا ہی یہ کون ہی اس کا کیا نام ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہی اور یہ شہریار سعد بن قباد ہین چراغ لشکر اسلام بر سر جمشید ثانی جانتے ہین یہ سب جادوگرنیان شاہزادیان ہین عاشق ہو کر ساتھ آئی ہین یہ دریافت کر کے گلفام سامنے کوہ تھا اُس پر ٹھہری دو پہر رات گئے دیکھا کوہ سے آگ نکلنے لگی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا گلفام نے دیکھا کہ آگ کو دمبدم ترقی ہوتی جاتی ہی اہل لشکر جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدائین آتی ہین گھبرا کر بادشاہ بھی نکل آئے ہین لوح طلسمی چمکاتے پھرتے ہین گلفام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا درے سے اُسی کوہ کے آگ نکل رہی ہی آخر ناچار ہو کر پہاڑ پر سے اُتری درۂ کوہ مین آکر دیکھا ایک ساحرہ جو اس صحرا کی حاکم ہی لیلا سے شبگرد اُسکا نام ہی بال کھلے ہوے آگ سامنے روشن سحر کر رہی ہی اسی وجہ سے شعلے نکل رہے ہین گلفام نے قریب آکر کہا کہ کیون ای لیلا تم کو اس سے کیا فائدہ ہی کہ بے گنا ہون کو جلا رہی ہو لیلا نے کہا ارے تو کون ہی مین دشمنان خداوند کو ہلاک کرونگی تو کیون منع کرتی ہی گلفام کو غصہ آیا کہا ای لیلا بس اب سحر موقوف کر دے لیلا نے کہا مین تجکو بھی جلا دونگی یہ وہ آگ ہی کہ جسے سامری روشن کر گئے ہین اس آگ کو کوئی بجھا نہین سکتا ہی گلفام نے ایک کرایا جب

ٹھوکر ماری انگیٹھی گری اور زیادہ شعلے بھڑکے لیلا اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین نے تمھین
پہچانا کہ تم طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہو مین تم کو بھی جلا دونگی گلفام نے ایک تمانچہ
مارا اور کہا ہمارا کہنا نہین مانتی ہی مین مدد جمشید کو آئی تھی مگر جمشید نالائق ہی مین نے
طلسم کشا کا ساتھ دیا یہان تو آپسمین تکرار ہو رہی ہی وہان سعد شہریار لوح جھلکاتے پھرتے
ہین کہ فیروزہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہتر ذرا اگر ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا سحر
ہی لو لوح محفوظ پہن لو کہ آگ تمپر تاثیر نہ کرے فیروزہ لوح پہن کر درہ کوہ کی طرف چلا اُسوقت
آکر پہونچا دیکھا ایک شاہزادی حور مثال پری تمثال ایک ساحرہ سیہ فام سے کلام کر رہی
ہی فیروزہ نے للکارا کہ او بے حیا شاہزادی سمجھاتی ہی اور تو نہین مانتی لیلا نے کہا ارے
تو کون ہی فیروزہ نے بیخوف قریب آکر خنجر مارا کہ لیلا کا شکم چاک قصہ پاک ہوا گلفام نے
فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین عیار فتاح
طلسم ہون مجکو چھوڑ دو ورنہ مین تم کو بھی قتل کرونگا گلفام نے ہنس کر کہا ای مہتر مہتران
دوست و دشمن کو نہین پہچانتے ہو مگر بہن لیلا کی کہ اس کا شب سحر نام ہی اپنے مقام پر
بیٹھی تھی کہ اس کو دریافت ہوا سحر نے اس کے خبر دی کہ کسی نے لیلا کو قتل کیا اپنے مقام
سے اُٹھی اُس وقت آکر پہونچی کہ گلفام فیروزہ سے باتین کر رہی ہی اور عشق اپنا سعد
سے ظاہر کر رہی ہی فیروزہ کہ رہا ہی کہ بارگاہ مین تشریف لائیے بادشاہ سے ملاقات کیجیے
گلفام کہتی ہی ای فیروزہ مین اُس خداوند کی معتقد ہون کہ تمام عالم کا حال جانتا ہی
اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ گلفام نے یہ حرکت کی فیروزہ نے کہا چالیس شاہزادیان حسین
وجمیل سحر مین مشاق اپنے کمال مین طاق بادشاہ پر عاشق ہین جمشید نے کیسے کیسے زور مار کے
اکثر کو قید بھی کیا لیکن یہ عاشقان صادق اپنے قول سے نہین پھرین آخر رہا ہو گئین اور
آکر بادشاہ سے ملین اگر آپ ایسا قصد کرین گی تو ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ ضرور طلسم
زعفران زار کا جو خداوند ہی ساحر زبردست ہوگا اُس کے علاج کو صاحبقران زمان
موجود ہین کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا جس وقت وہ پہونچین گے
ارے خداوند بھاگتے پھرین گے مگر گلفام کہتی ہی ای عیار طرار وہ مقام ایسا نہین ہی

کہ کوئی وہان جا سکے یا زبان ہلا سکے کہ شب ہجر آکر پہونچی دیکھا بہن کا لاشہ پڑا ہی اور ایک
شاہزادی اور ایک عیار کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین شب ہجر نے للکارا کہ ارے تم کون
ہو کہ میری بہن کو مار کر پھر یہان کھڑے ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی یہ سُن کر فیروزہ بن عمرو
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے شب ہجر کے آیا کہا سحر کر کہ حوصلہ نہ باقی رہے
شب ہجر نے پنجہ کھینچ مارا فیروزہ نے لوح محفوظ چمکائی تلوار ٹوٹ کر گری فیروزہ نے کہا
اور سحر کر شب ہجر حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور خود کہتا ہی کہ سحر کرو جو
سحر کرتی ہون وہ مٹ جاتا ہی مگر فیروزہ نے کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہو اہی
شب ہجر پلٹی فیروزہ نے پنجہ مارا شب ہجر کے بھی دو ٹکڑے ہوے کہا ای ملکۂ عالم اب مین
رخصت ہوتا ہون مگر آپ کچھ خوف نہ کیجیے گا ضرور تشریف لائیے گا مین بادشاہ سے اِس
بات کا ذکر کرونگا وہ خود انتظار کرین گے یہ کہکر فیروزہ درۂ کوہ سے نکلا دیکھا سب
لشکر آرام مین ہی آگ وغیرہ موقوف ہوئی بادشاہ خود اہتمام کر رہے ہین سب شاہزادیان
خیمون سے نکل آئی ہین اور افسوس کر رہی ہین کہ حقیقت مین یہ کوئی ساحر زبردست
تھا کہ جسنے یہ مبرائی کی ہم لوگ بخیر رہے کہ فیروزہ نے لاکر دونون سر قدمون پر بادشاہ
کے ڈال دیے اور سب حال بیان کیا مگر بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ اس وقت مین تم کو
عجیب حال مین پاتا ہون کچھ کہنے کا ارادہ کرتے ہو مگر رُک جاتے ہو فیروزہ نے کہا
بارگاہ مین چلیے تو مین عرض کرون بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے تخلیہ ہوا فیروزہ
نے سب کیفیت عرض کی کہ ایک شاہزادی طلسم زعفران زار سے آئی ہی مگر شکر ہی کہ
آپ پر عاشق ہوئی اول اُسی نے جا کر لیلا کو روکا تھا مگر مین نے جاتے ہی اُس بے حیا کا
خاتمہ کر دیا دوسری بہن اُس کی آئی وہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی مگر اُس شاہزادی
نے وعدہ کیا ہی یقین ہی کہ حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا یہان جادوگرنیون کی کیا کمی
ہی کیسی کیسی شاہزادیان موجود ہین کیا کوئی ان مین سے سحر مین کم ہی فیروزہ نے عرض کی
جو مجھے عرض کرنا تھا وہ کہ چکا آئندہ حضور کو اختیار ہی مگر آج بارگاہ مین تخلیہ رہے
وہ ضرور تشریف لائین گی بادشاہ نے دوسرے دن شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ سامنے

بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُنکے آنیکے بھروسے پر جو شادان دل ہوا — زندگی خوش ہو کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا
راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے — جو یہ سمجھے اپنے جی مین مین کبھی اس قابل ہوا
موت کبھی قسمت نے کھوئی کیا بُری شی ہو امید — جب جُھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا
نوجوانی کا بُرا ہو اُس کو ہر جائی کیا — جی ہٹا جاتا ہو جب وہ پیار کے قابل ہوا
قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی — جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
بیمروت تند خو ناآشنا بر ہم مزاج — روئیے اُس شخص پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا
گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اُنکے اُنھین — ای نسیم اب دیکھنا کبھی یار کا مشکل ہوا

محفل عیش و نشاط آراستہ ہو کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی در دولت پر ایک شاہزادی آئی ہین امیدوار باریابی ہین سعد شہریار نے حکم دیا بلا لو گلفام اندر آئی بادشاہ جمجاہ کو جُھک کر سلام کیا بادشاہ نے سراپا دیکھا کہ سراپا خوب محبوب مرغوب طالب مطلوب زلفین پر شکن فخر سنبل عارض رشک گل غنچہ دہن سیمتن رشک چمن بھولی بھولی صورت دریاے جواہر مین غوطہ زن سامنے کھڑی ہو مگر گھبرائی ہوئی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کیون ملکہ عالم بدحواس کیون ہو یہان کوئی نہین آسکتا گلفام نے جواب دیا ای شہریار ہمارے خداوند کو سب خبرین گذرتی ہین بعض خداوندون نے مقرر کیا ہو کہ طائر آتے ہین وہ خبر دیتے ہین مگر ہمارے خداوند جس قصر مین رہتے ہین کیا کسی کی مجال ہو کہ اُس قصر کے سامنے مین جا سکے زمین سے دھوان نکلا کرتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ وہی دھوان خبر دیتا ہو غیرون کی خبرین قدرت کو دیا کرتا ہو نہ کہ مین تو صحبت کی بیٹھنے والی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہو کہ قصر مین گھس گئی دیکھا تخت پر ایک جوان بیٹھا ہو مگر چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی صاف معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب عالمتاب کی ضو ہو کرنین نکلی ہوئی ہین ہزارہا بندے کہ جنکو ہم نہین پہچانتے سجدے کر رہے ہین اُنکا خداوند خورشید تابان لقب ہو جسنے سر سجدے سے اُٹھایا اُسکا سر کٹ کر گرا اور پھر سر جسم سے مل گیا وہ جوان سجدے کرنے لگا اور بہت سے پتلے پتھر کے چھت مین کرہوے ہین فریاد فریاد کر رہے ہین اور قدرت ہنس ہنس کے فرماتے ہین تم لوگون نے

دعوی باطل کیا اُسی کی سزا پائی ایک شخص گران ڈیل چھت مین لٹکا ہی اور پکار رہا ہی کہ منم
زبرجد شاہ مالک زبرجد نگار یا خداوند معاف کیجیے قدرت کہتے ہین اوبیبا اب دعوی
خدائی نہین کرتا ایک طرف قیطول لقا بنے ہوے ہین لقا بھی توبہ توبہ کر رہا ہی ایک طرف کو
فرعون شکاکی کے قیطول آراستہ ہین وہ بھی فریاد کر رہا ہی ادھر جو لوگ بیٹھے ہوے ہین اُنکے
سر گر رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک باغ ہی جنت نظیر ایک جانب آگ جل رہی ہی ہزار ہا
انسان بیقام اُس مین جل رہے ہین اور پکارتے ہین یا خداوند برحق ہماری خطا معاف کیجیے
فرشتے اُن کو گرز مار رہے ہین ایک جانب ایک بندر یا بیٹھی ہی مگر کانپ رہی ہی چہرہ سیاہ حال
تباہ دھوان جو زمین سے نکل رہا ہی اُس مین سے آواز آتی ہی کہ یا خداوند فلان بندہ آپ کا
جو براے شکار گیا تھا اُس کو شیر نے مارا دوسری طرف سے آواز آئی اُس شیر کو ہاتھی نے مارا
مگر ہاتھی سر ٹکرا کر مرا جنگل مین عجب قیامت برپا ہوئی سارا جنگل ویران ہوگیا خداوند نے جواب دیا
کہ ایک بندہ بے گناہ مارا گیا اُس کا بدلہ یہ ہوا کہ سارا جنگل ویران ہوگیا اب کسکی مجال ہی
کہ اُس جنگل کو آباد کرے اس طرح خبر بن دھوان دیتا رہتا ہی اور بہت سے عجائب وغرائب
ایسے ہین کہ جنکے بیان کرنے مین طول ہی یہ مقام وہ نہین ہی کہ اُن سب کو اس وقت حضور
کے سامنے بتفصیل عرض کرسکون اگر حضور کی نظر پرورش کنیز پر ہوگی اور حضوری کا افتخار
حاصل ہوگا تو عرض کرونگی پس اے شہریار مجکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ وہ دھوان خداوندگے
کہدے کہ گلفام ہفت رنگ محفل مین بادشاہ اسلام کی بیٹھی ہی تو ابھی آفت برپا ہو
بادشاہ نے فرمایا اے ملکۂ عالم مین نے بھی تم کو بہت پسند کیا اب اسی مقام پر رہو وہان نہ جاؤ
گلفام نے کہا کہ میری کیا مجال ہی جو وہان نہ جاؤن قدرت بلا بھیجینگے اور آپ روک
نہ سکینگے بادشاہ نے فرمایا یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے دور کرو یقین ہی یہان
تمپر کوئی دست انداز نہ ہو سکیگا گلفام نے کہا کہ اگر مین قلعۂ آہن مین چھپونگی تو بھی قدرت
کو معلوم ہو جائیگا مجکو کوئی نہ روک سکیگا جس وقت سے دربار حضور مین آئی ہون خوف
سے قلب کانپ رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب کوئی لینے کو آتا ہوگا وہی پتھر کے پتلے جا کر لے
آتے ہین اُس شخص کو پہونچا دیتے ہین جو کہ قدرت سے بھاگا اُس کا کہین ٹھکانا نہ لگا بھلا کہان

جا کر چھپون مجھسے بڑی گستاخی ہوئی دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بادشاہ نے ہرچند سمجھایا مگر گلفام
رو رو کر کہتی تھی کہ اے شہریار اپنا تو یہ حال ہے کہ بیان اُسکا اسوقت میری زبان سے محال ہے نظم

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا + بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا
آرام کی ہوس دلِ بیتاب اس مین کیون کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہے یار کا +
بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لیے برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائے گی برخیز حشر کی + احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو کھٹکا نہ جائیگا مژدہ آیدار کا +
وصلت کی راحتو نسے شبِ غم نہ بھولنا اے دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر میرا سا ہے تو حال ہوا روزگار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین + شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر بدلا ہوا ہے حال کچھ اس خاکسار کا
آتے نہین وہ ہائے یہان حال غیر ہے اقبال اوج پر ہے شبِ انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوتے ہین نصیب پھر حوصلہ بلند ہے اپنے غبار کا +
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہو اے نسیم منھ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا

آخر محفل عیش سے اُٹھی سعد شہریار سے رخصت ہوئی مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئی تھین
کہا اے شہریار مین رخصت ہوتی ہون مگر خیال رہے کہ اگر کنیز کے آنے مین دیر ہو تو آپ
جانیے گا کہ کنیز رخصت ہوئی راہی ملک عدم ہوئی امیدوار ہون کہ دریافت کرکے قبر
پر اس کنیز کی تشریف لائیے گا قبر پر فاتحہ خیر پڑھیے گا بقول شاعر فرد چو آید بہر دت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال او مستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہے کہ قبر سے کنیز
کی آواز آئے فرد اے شہسوار گور غریبان پر آنکل + ابھی بھی مشت خاک ہے تیری رکاب کا

+ شاہزادے نے فرمایا اے ملکۂ عالم تم تو انتہا کی بدحواس ہو کیون گھبراتی ہو کچھ نہوگا
جمشید ثانی بعد جانے ملکہ گلفام کے اسقدر پریشان ہوا کہ عیار سے کہا ارے جا کر

خبر تو لاکہ ملکہ کہان چلی گئین اس عیار طرار کا نام بہرام تیز رو ہی بہرام بارگاہ سے نکلا
باہر آکر خبر سُنی کہ وزیر اعظم اُسپر عاشق تھے وہ کہین لے گئے بہرام ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر
آیا کہ جہان لاشہ وزیر کا پڑا تھا لاش وزیر دیکھ کر بہرام بہت گھبرایا ایک بلندی کے اوپر
چڑھ کر دیکھا کہ سامنے ایک لشکر اُترا ہی ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا سعد شہریار کا لشکر سات
لاکھ غیر ساحر ہین سردارون کے نام ناظرین کو یاد ہونگے غیر ساحر چالیس شاہزادیان ہین
ایک ایک بلائے روزگار ہین وہ ایک طرف اُتری ہوئی ہین ایک شخص کو کون دیکھے یہ پھرتا
پھراتا دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگار بنکر اندر آیا دیکھا ملکہ گلفام پہلو مین سعد شہریار
کے بیٹھی ہین باتین رخصت کی کر رہی ہین بہرام یہ دیکھ کر پلٹا سامنے جمشید کے آیا تمام کیفیت
بیان کی کہ وزیر صاحب آپ کے مارے گئے گلفام کو دیکھا کہ پہلو مین سعد شہریار کے بیٹھی ہین
بادشاہ طلسم زعفران کو نامہ لکھیے یہ سُن کر جمشید بہت جھلایا اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای بادشاہ
عالیجاہ بی گلفام جو میری مدد کو آئی تھین مین نے اُنھین لڑنے سے منع کیا میرا وزیر اعظم یعنے
شمیم آسمان سیر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُن کو اُٹھا کر لے گیا برابر کوہ نیلوفر کے
آپس مین مقابلہ پڑا وہین لاشہ وزیر کا پڑا ہی بی گلفام نے وزیر کو مارا اور آپ جاکر خدمت
سعد شہریار مین پہونچین اطلاعاً تحریر کیا نامہ کو ملفوف کرکے بہرام کو دیا کہا ای بہرام برابر
قلعۂ زعفران زار کے جانا آگے قلعے کے چمن زعفران زار ہی خبردار اُس طرف نہ دیکھنا
ایک نخل کے نیچے خیال کرنا کہ زمین سے دھوان نکل رہا ہی وہان اس نامہ کو ڈال دینا اور
آواز دینا کہ یہ نامہ خدمت میں ... اور زعفران زار پہونچے نامہ ڈال کر تو چلا آنا عیار نامہ لے کر
چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا تو اول نگاہ اِس کی چمن پر پڑی بے اختیار ہنسنے لگا مگر پلٹ کر
دیکھا کہ نخل کے نیچے دھوان زمین سے نکل رہا ہی نامہ اِسنے پھینکا اور ہنستا ہوا بھاگا جب
لشکر مین اپنے آیا جو کوئی پوچھتا ہی کہ مہتر صاحب کہان سے آتے ہو بہرام ہنستا ہی اور کچھ جواب
نہین دیتا سنا گرد اس کے بھاگے سامنے جمشید کے آئے کہا عیار آپ کا ہنستا ہوا آتا ہی ہر بات
پر ہنستا ہی بات کا جواب نہین دیتا جمشید نے کہا اُس کو میرے پاس بلا لو ورنہ ہنس ہنس کر
اپنی جان دیدیگا لوگ بہرام کو پکڑ کر سامنے جمشید کے لائے جمشید نے بہرام کا ہاتھ پکڑ کر

یا خداوند طلسم زعفران زار کہا بہرام کو فوراً ہوش آگیا جمشید ثانی نے کہا صاحبو نام
خداوند زعفران زار مین کیا برکت ہی مین تو اُسی کا معتقد ہون مگر گلفام ہفت رنگ
سعد شہریار سے رخصت ہوکر بیرون بارگاہ چلی بادشاہ بھی اشتیاق مین چلے آتے ہین پلٹ پلٹ کر
گلفام بادشاہ جمجاہ سے کہہ رہی ہی کہ آپ تشریف لیجائیے بادشاہ فرماتے ہین ای
ملکہ گلفام ہفت رنگ تمھارا جانا دل پہ بہت شاق ہی مگر جلدی آنا ہم کو فراموش نہ کرنا
ہم کو تمھاری بڑی یاد رہیگی تمھارا جانا بہتر نہین دل یہی چاہتا ہی کہ پلٹ چلو ہم چاہتے ہین کہ ہم
اور تم ایک جگہ بیٹھین کچھ حال دل کہین ملکہ گلفام جواب دیتی ہین کہ ای شہریار اگر آنیکی
مہلت پاؤنگی تو ضرور حاضر ہونگی یہ کہکر گلفام ہفت رنگ نے قصد کیا کہ آگے بڑھین
یکایک زمین سے دھوان نکلا کمر مین گلفام کی لپٹ گیا گلفام نے آواز دی کہ ای شہریار
یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیدوار ہون کہ کنیز کو بچائیے ورنہ کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی آپ کا فرمانا
کنیز کو بہت پسند آیا کہ سراسر سامان سحر ہی مگر ایسا انتظام بندھا ہی کہ اس کو کوئی سحر نہین
کہتا اب کنیز سامنے اُسی شعبدہ باز کے پہونچیگی جسنے یہ سب سامان بنا رکھے ہین دیکھیے
میرے ساتھ کس طرح پیش آئے بادشاہ جمجاہ دوڑے جادوگرنیون نے پڑھ پڑھ کر سحر کیے مگر
اُس دھوئین نے گلفام ہفت رنگ کو نہ چھوڑا جس شاہزادی نے زیادہ بہادری کی
کہ جاکر گلفام کو لپٹ جاؤن جب قریب پہونچی تو خود غل مچانے لگی کہ کنیز کو بچائیے کنیز جلی جاتی
ہی دوسری شاہزادی نے آکر اُس کو کھینچ لیا اگرچہ چالیس شاہزادیان ہین ایک سے ایک
سحر مین زیادہ ہی مگر کسی کا زور نہ چلا اپنی جان بچانا دشوار تھی بڑی دور تک شاہزادیون نے
پیچھا کیا مگر اُس دھوئین پہ کوئی غالب نہ آیا اور ایک آواز مہیب آئی کہ ای جادوگرنیو کیون
شامت آئی ہی پلٹ جاؤ یہ مقدمہ طلسم زعفران زار ہی کسکی مجال ہی کہ مقدمہ قدرت مین
دخل دے اگر قریب آؤگی تو تم سب جل جاؤگی یہ صدا سنکر جادوگرنیان پلٹیں اور وہ دھوان
گلفام کو لیکر نکل گیا مگر کچھ حال مختصر گلفام کا عرض کرتا ہون کہ وہ دھوان لیے ہوے
اول چمن ہاے زعفران زار مین پہونچا ایک قہقہے کی آواز آئی اُسمین یہ صدا تھی کہ ای گلفام
طلسم زعفران زار ہی در بند اول پہ پہونچی ہو دیکھا دو پتلے پتھر کے کھڑے ہوے ہین پکار پکار کر

آواز دے رہے ہین کہ ای گلفام تمنے غضب کیا خداوند آفتاب تابان سے مُنھ پھیرا ہم نافرمانی
کرکے شرمندہ ہین دیکھو لٹکے ہوے ہین وہ دھوان پیے ہوے گلفام کو دوسرے دربند پر
پہونچا دیکھا زبرجد شاہ بھی فریاد کررہا ہی قفس آہنی مین بند ہی اُس کے بعد قبیول لقا بھی
اُسنے بھی یہی آواز دی کہ ای گلفام خداوند آفتاب تابان سے بغاوت کی توبہ کرو اور
آگے بڑھی نمرود مردود شکا کی بلا اُسنے کچھ بھی سمجھا یا گلفام خاموش ہی کسی کو جواب نہین
دینی چاہتی ہی سحر کرون مگر سب سحر فراموش ہوگیا اسی طرح سات دربند طی کرکے اُس قصر تاریک
مین دھوان پہونچا گلفام کو ڈالدیا گلفام نے دیکھا تخت پر ایک شخص بیٹھا ہی صورت اُسکی
ظاہر نہین ہوتی اسقدر روشنی ہی کہ چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہزارہا ساحر جمع ہین سرکٹ کٹکر
اُن کے گر رہے ہین اور پھر سر لگ جاتے ہین ایک جانب آگ جل رہی ہی اُس مین ہزارون آدمی
جل رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک طرف ایک باغ بنا ہی اُس مین جو لوگ بیٹھے ہین وہ
فرحان وشادان ہین دمبدم پکارتے ہین کہ یا خداوند آفتاب تابان تیری قدرت کے صدقے
ہم آرام کر رہے ہین بہشت کے میوے کہاتے ہین اور تجکو یاد کرتے ہین اُس تخت نشین نے
ایک آواز دی کہ او گلفام جب تو نے وزیر کو جمشید کے مارا ہی تو ہم دیکھ رہے تھے
یہان تک تو عصمت دارتھی تیرے سحر نے وہ تاثیر کی کہ شمیم آسمان سیر نہ بچ سکا پھر
کیا حماقت کی کہ بارگاہ سعد مین پہونچی اب توبہ کر اور سجدے کو جھک ورنہ جہنم مین پھنکوادونگا
گلفام کے تمام اعضا کانپ رہے ہین مگر کچھ جواب نہ دیا اُسی تخت سے ایک قفس آہنی نکلا
اُس مین گلفام بند ہوگئی حکم ہوا کہ اس کو باغ شداد مین لیجاؤ تکلیف بھی اُٹھائیگی اور راحت
بھی پائیگی وہ قفس بلند ہوا ایک مکان مین جاکر قایم ہوا اُس قصر کو گلفام نے دیکھا کہ جواہر
کے مکان بنے ہوے ہین اور جواہر کے درخت لگے ہین قفس آکر ایک درخت مین لٹک گیا
ایک جھونکا ہوا کا آتا ہی کہ بدن مین آگ لگ جاتی ہی دوسرا جھونکا آکر فرحت دیتا ہی گلفام
تو اس مصیبت مین ہی مگر بعد جانے گلفام کے بادشاہ جہجاہ دیوانے ہوگئے دوڑے دوڑے

پھر رہے ہین اور یہ اشعار پڑھتے ہین نظم

عضو تن میرے دیکھے سے اخگر ہو کر ٭٭		پہر درش روح نے پائی تو خنجر ہو کر ٭٭	٭٭

اب تو بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہو کر
تیغ ملتی ہی گلے سے مرے خنجر ہو کر ؞

کیسا پایا قفس تنگ الٰہی تو بہ ؞؞
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر

ہاتھ بڑھ بڑھ کے بڑھے پر نہ بڑھے یہ قاتل
رہ گئے زخم جگر عدد مقدر ہو کر ؞

روح بھی کوئی دُلھن تھی کہ مرے قالب سے
مُنہ چھپائے ہوے نکلی تہ خنجر ہو کر ؞

یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون ؞
بھی مین ہی خلق کو لون دامن محشر ہو کر

غیرت آتی ہی شب ہجر مین مرنے سے مجھے
رنج دیتی ہی اجل طعنۂ دلبر ہو کر ؞

خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر ؞

اب تو شمشیر سے محروم نہ رکھ ای قاتل
سوکھے جاتے ہین لب زخم مرے تر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہی دلمین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اُٹھے تھے مری آہو نکے
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر

کیا اثر ہی لب شیرین جو تیرے چوسے تھے
زہر گھلتا ہی دہن مین مرے شکر ہو کر

مرکے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو عدم کے سفری
حشر تک قبر سے اُٹھتے نہین بستر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورلے روے قضا دیدۂ جوہر ہو کر

سرکٹا کر تجھے دکھلائین گے جلوے قاتل ؞
شمع بن جائین گے ہم قامت بے سر ہو کر

کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہی نسیم
شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر

گرد بادشاہ کے تمام جادوگرنیاں جمع ہین مگر بادشاہ جمجاہ دیوانہ دار و وحشی مثال حرکات خلاف کر رہے ہین جادوگرنیاں چاہتی ہین سحر کرین اور بادشاہ کو ہوش مین لائین لیکن ممکن نہین ہوتا دمبدم بیقراری کی ترقی ہی فیروزہ حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا سب تاجدار رو رہے ہوے ہین ورنہ بادشاہ چاہتے ہین کہ گریبان پھاڑ کر طرف جنگل کے نکل جاؤن مگر تاجدار نہین چھوڑتے فیروزہ بن عمرو دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیری صفت کیا بیان کرون تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی نظم

دلت نقش است چون نقش نگار ؞
سرنگون کن تا بہ بینی روے یار ؞

سیر این گلزار پر انوار کن ؞
ورنہ روزی بگذرد وقت بہار

چند روز است آب و تاب این چمن ۔ بار ناید در نظر جز نوک خار
ہست چون امروز وقت کار تو ۔ کار کن صبح و مسا ای کردگار
از متاع زندگی بردار سود ۔ زانکه این سودا نگردد بار بار
میکشد آخر سفر در چند روز ۔ جان شیرین از سراے جسم زار
فکر امروز و غم فردا مکن ۔ نیست چون یکدم دمے را اعتبار
ناگہان رحلت ازین دنیا کنی ۔ با غم و افسوس و رنج و اضطرار
از عزیزان بر زبان نارد کسے ۔ نام تو بار دگر اے نامدار
کس نیابد از نشان تو نشان ۔ بار دیگر تا قیامت در جہان

سب سردار بیقرار ہین کہ کیونکر بادشاہ کو اس آفت سے بچائین اور بادشاہ چاہتے ہین کہ سب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جنگل مین پہونچون فرماتے ہین کہ یارو دیکھے کون روک سکتا ہی مین گلفام کے پاس جاؤنگا اُس کو قید سے چھڑاؤنگا مین سامنے دیکھ رہا ہون کہ گلفام قفس مین گرفتار ہی مجھکو پکار رہی ہی اگرچہ وہ مقام ایسا نہین ہی کہ مین پہونچ سکون مگر تا امکان کوشش نکرون سب تاجدار بلبلا رہے ہین کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر سب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا سب نے کہ صاحبقران زمان اشقر پر سوار گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین سب سردارون نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار ہمارے بادشاہ کا عجب حال ہی یہ سنکر صاحبقران قریب آ کے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا ای فرزند تم فتاح طلسم ہو اپنے کو سنبھالو معلوم ہوا کہ طلسم زعفران زار پہونچنا واجب و لازم ہوگا وہانکے حاکم نے یہ شعبدہ دکھایا ہی مگر انشاء اللہ مین وعدہ کرتا ہون کہ تمھاری معشوقہ کو چھڑا لاؤنگا اور تم سے ملاؤنگا بادشاہ ہوش مین آ گئے صاحبقران بادشاہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے بادشاہ سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر سارا طلسم تمنے فتح کیا مگر آسمان پر جی رہا نہین ہو مین لوح ملاحظہ کرو بادشاہ نے لوح دیکھی مگر نہایت ملول و حزین ہین ہر مرتبہ یہی فرماتے ہین کہ وہ قیدخانہ میری آنکھون سے مخفی ہو گیا مجھکو بڑا قلق ہی اُسنے میری محبت مین یہ آفتین اُٹھائین مگر کوچۂ عشق سے قدم نہ ہٹایا لوح کو جو ملاحظہ کیا

اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات طرف مشرق جاؤ مگر لوح کو قدم قدم پہ دیکھنا اگر دھوکا پڑ گیا تو لوح نکل جائیگی کچھ زور نہ چلیگا بادشاہ اُٹھے مگر فیروزہ بن عمرو کہ عیار کامل ہی اور عاشق جمال ہی بہ پیچھے پیچھے چلا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ تم بھی ساتھ جاؤ خواجہ بھی چلے مگر الگ الگ جاتے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ ایک جنگل مین پہونچے وہان ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوے فیروزہ گھبرایا کہ اندر کا حال کیونکر کھُلے خواجہ عمرو نے فرمایا تم جاؤ مین دیکھ رہا ہون فیروزہ جیسے ہی بڑھا ایک شیر سامنے سے پیدا ہوا فیروزہ نے چاہا بھاگون مگر زمین نے پاؤن تھام لیے وہ شیر فیروزہ کو لے کر غائب ہو گیا خواجہ عمرو پیچھے شیر کے چلے آگے بڑھ کر اور ایک بارگاہ استادہ تھی وہ شیر فیروزہ کو لیکر اُس بارگاہ مین گیا اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا کرون اسی حیرانی مین کھڑے ہوے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا یاقوت جنّی ظاہر ہوا قریب خواجہ کے آ کر عرض کی کہ اب جلدی کیجیے اپنے کو بارگاہ مین پہونچائیے ورنہ بادشاہ کے پاس سے لوح نکل جائیگی یہ کہکر یاقوت جنّی تو چلا گیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڈھے گوّیے کی شکل بنکر اُسی مقام پر بیٹھے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

کہ تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج + گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج +
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے — زخم کے مُنھ سے ٹپکتی ہی مے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر — جلوہ گر ہی بعد مدت خانہ سے پہ نور آج +
حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین — آ رہی ہی میرے نالونسے صدائے صور آج
ہٹ پڑ آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا — ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین نامقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان — ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج +
برچھیان کھائین نظر کی اسقدر سیم تنیم + — دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج +

خواجہ کی جو آواز بلند ہوئی جانور درختون سے اُترنے لگے خواجہ عمرو کو گھیر لیا کہ اندر سے بارگاہ کے ایک جادوگر نکلا خواجہ کا گانا بیٹھ کر سننے لگا جب خواجہ نے نَے کو ہاتھ سے رکھا اُس جادوگر نے کہا بڑے میان صاحب آپ کا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا اُستاد دل کشا میرا نام ہی

صحراے پر بہار مین بیٹھا تھا کہ خداوند جمشید ثانی آکے اور فرمایا کہ فلان صحرا مین جاؤ ہمارے
بندے وہان موجود ہین اُنکو شراب پلاؤ کہ سب کی عمر سو سو برس بڑھ جاے وہ جادوگر قدمون پر
گر پڑا کہتا تھا کہ ای اُستاد دلکشا مجکو دو جام پلایئے گا مین فکر کر رہا ہون کہ طلسم کشا
سے لوح چھین لیجائیے اب وقت قریب ہی خواجہ عمرو اُس جادوگر کے ساتھ اُٹھے اور
بارگاہ مین آکے دیکھا سعد بن قباد بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر بیٹھی باتین کر رہی ہی کبھی گاتی
ہی کبھی بتاتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ دونون لوحین مجکو دیدیجیے بادشاہ جمجاہ فرماتے ہین کہ میرے
ساتھ چلو بعد وصل تختیان دیدونگا کہ خواجہ عمرو نے آکر اُس نازنین کو سلام کیا اُس
جادوگر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اُستاد کو حکم ہوا ہی کہ شراب پلا کر سب کی عمر بڑھاؤ یہ وہ شخص
ہی کہ سامنے خداوند کے گاتا ہی قدرت کو شراب پلاتا ہی یہ کہکر گلابیان لایا خواجہ عمرو
نے سب مین بیہوشی ملائی اور کھڑے ہو کر ناچنے لگے پھر جام بھر کر سر پر رکھا اُس نازنین کے
قریب آکے یہ کہکر جام دیا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے گروہ جادوگر
جو خواجہ عمرو کو ساتھ لے کر آیا ہی دمبدم کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم پی جائیے ای اُستاد
دلکشا مجھے بھی جام دیجیے مین دو جام پیونگا مجکو زندگی کی بڑی ہوس ہی اب شادی کرونگا
اُستاد تم بھی شریک ہونا خواجہ عمرو فرماتے ہین پہلے ملکہ پی لین تو تمکو بھی دون آج کوئی
محروم نہ رہیگا قدرت نے حکم دیا ہی مین بیدون حکم نہین آیا اُس نازنین نے جام ہاتھ مین لیکر
کہا کیون اُستاد پی جاؤن خواجہ عمرو نے کہا قدرت نے تو یہی حکم دیا ہی کہ پہلے مالک صحبت
کو پلانا مین نام تمھارا بھول گیا قدرت نے بتایا تھا کئی سو کوس کا راستہ جو طی کیا بھول گیا
نازنین نے کہا اُستاد میرا نام دلفریب ہی مین طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہون یہ کہکر جام
پی گئی دوسرا جام بھر کر اُس جادوگر کو دیا وہ تو جام لیکر بہت اُچھلا اور کودا کہتا تھا جب میری
شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے مین باہر بیٹھا ہونگا دست جمع ہونگے کہ پردہ اُٹھا کے لڑکا
نکلے گا کھیلتا آیا جان ایک پیسہ دیجیے مین کھونگا دور ہو یہ کہکر جام پھینکدیا خواجہ نے کہا
یہ کیا غضب کیا تمھاری عمر گھٹ گئی میرا مطلب تو ہو چکا مین قدرت سے کہدونگا کہ اس نے
پھینکدیا وہ جادوگر زمین سے شراب اُٹھانے لگا زمین کو چاٹتا تھا خواجہ عمرو نے دوسرا

اور دیا اب تو وہ جادوگر بھی پی گیا کہا کیون اُستاد اب تو مطلب ہوا جو تمھاری خوشی ہو وہ
کرون مگر زندگی بڑے بڑی بڑی حسرتین دل مین ہین خواجہ عمرو نے کہا اب سب حسرتین تمھاری
نکل جائین گی دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر خواجہ نے دورہ باندھا مگر بادشاہ سر جھکائے ہوے
بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے کہ اُس نازنین کو نشہ ہوا پکار کر کہا کہ ای شہریار مین لوح
نہ لونگی قدرت منع کر رہے ہین اب مین جاتی ہون قدرت سے پوچھ آؤن دیکھون اب کیا
حکم دیتے ہین خواجہ نے کہا جلدی جائیے وہ جادوگر تو کودتے کودتے گرا بیہوش ہو گیا مگر
وہ نازنین کچھ بکتی ہوئی اپنی مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی خواجہ نے بادشاہ
سے اشارہ کیا اس کو قتل کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای عمر نامدار بیہوشی مین جادوگرنی کو
قتل کرون ایسا نہو کہ داداجان کے خلاف ہو عمرو نے کہا ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہی یہان
پابندی قانون نہ چلیگی مناسب یہ ہی کہ اس کو جلد قتل کیجیے ورنہ مجکو حکم دیجیے کہ مین خنجر
مارون اس کے دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نے زمین سے سر نکالا نکلتے ہی
اُس ساحرہ کو قتل کیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے ہنگامہ برپا ہوا اندھیرا ہو گیا ایک پہلو سے فیروزہ
بن عمرو نکلا بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خدا نے آپ کو بچایا قبلہ و کعبہ
نے بڑا کام کیا خواجہ نے سب مُردون کے کپڑے اُتار لیے وہ خیمہ بھی جل گیا اور سب جادوگر
شعبدے کے بنے ہوے تھے صرف دلفریب دعویٰ کر کے آئی تھی اُسی کا لاشہ پڑا ہی جب
بادشاہ اُس مقام سے اُٹھے تو خواجہ نے گلیم اوڑھ لی بادشاہ کی نظرون سے مخفی ہوے
بادشاہ جمجاہ آگے بڑھے فیروزہ بھی الگ ہوا کہ بادشاہ جاتے تھے کان مین رونے کی آواز
آئی دیکھا سامنے سے ایک ضعیفہ کمر بخم کوزۂ آب لیے ہوے روتی ہوئی آتی ہی بادشاہ
نے پکارا کہ او ضعیفہ تھوڑا پانی ہمین پلا دے ضعیفہ نے کوزہ ہاتھ سے رکھدیا اور غل و شور
مچانے لگی کہ کیسا ستم ہی پانی لیکر گھر نہین جا سکتی ہون اور چند مسافر جمع ہو گئے سعد کو
سمجھاتے تھے کہ اس ظلم سے کیا فائدہ غریب کو کیون ستاتے ہو مگر بادشاہ نے آکر کوزہ کو
اُٹھا لیا ضعیفہ غل مچا رہی ہی کہ خبردار پانی نہ پینا ورنہ کلیجہ کٹ کر بہ جائیگا بادشاہ نے چاہا
کوزہ منھ سے لگاوین کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نکلا بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا کہا پانی نہ

پہنچے گا ورنہ پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچیگی دریاے مکر کا جوش و خروش ہی دیکھیے وہ مکارہ بھی
غائب ہوگئی سمندر جادو اسکا نام ہی غلام بھی اپنی جان لگا رہا ہی مگر اب حضور پر بڑی سختی
پڑیگی زندان طلسمی قریب ہی خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ کہکر یاقوت جبنی نے وہ کوزہ
توڑ ڈالا پانی جو زمین پر گرا زمین سیاہ ہوگئی دھوان نکلنے لگا چند کیڑے جو ریگ سے نکلے
تھے اُن کے جلے ہوے سر پٹک پٹک کر مرے بادشاہ اسلام نے یاقوت جبنی کو گلے سے
لگا لیا یاقوت جبنی نے قدمون سے لپٹ کر عرض کی کہ حضور لوح سے غفلت نہ کرین بیچ
مین کئی مکار آئین گے سو سو طرح کے دھوکے دین گے مگر حضور کو مناسب یہ ہی کہ بدون
ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اگر ابکی مرتبہ لوح گئی تو بڑی خرابی ہوگی بادشاہ نے فرمایا
اے یاقوت جبنی دل مین یہی سوچ لیتا ہون مگر وقت پر کچھ ایسا اختلاف ہوتا ہی کہ لوح
دینے کا ارادہ کرتا ہون یہ فرماکر آگے بڑھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا رو رہا ہی
مان سے کہتا ہی کہ اپنی جان دونگا ورنہ لوح طلسم مجکو دیجیے مان اُسکی بہ نگاہ حسرت طرف
بادشاہ کے دیکھنے لگی بادشاہ نے لوح اُتاری چاہا طفل کو دیدین وہ لڑکا ہاتھ پھیلاے
ہوے کھڑا ہی مگر روئے جاتا ہی بادشاہ کو رونا اُس کا ناگوار ہی کہ پہلو سے آواز آئی اے
شہریار خبردار لوح نہ دیجیے گا یہ طفل نہین ہی پیران جادو ہی لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسے
غافل نہوجیے بادشاہ نے فورًا لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ لڑکے پر لوح پھینک ماریے بادشاہ
نے لوح اُس طفل کے سر پر رکھدی اُس طفل نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی پھر ناتھون
سے شعلہ ہاے آتش نکلے وہ لڑکا جلنے لگا جل جل کر خاک ہوا مگر بادشاہ حیران تھے کہ یہ صدا
کسنے دی پلٹ کر دیکھا کہ یاقوت جبنی پکار رہا ہی پھر یاقوت قریب آیا قدمون کو شاہ
کے بوسہ دیا عرض کی براے خدا حضور کے ہوش و حواس درست رہین بہت چالاک و
چست رہین ایسا نہو کہ لوح نکل جائے اب زندان طلسم قریب ہی کئی لاکھ جادوگر جمع ہین
غلام نے جاکر دیکھا تو جمشید ثانی نے الکن مردار خوار کو بھیجا ہی وہ ملعون دعوی کرکے
آیا ہی جادوگرنیون کو بھیج رہا ہی جب مین گیا تھا تو کہ رہا تھا کہ کسکی مجال ہی جو قریب
قصر کے آئے مگر خدا آپ کو سلامت رکھے اگر آپ ہوشیار رہے تو کوئی کچھ نہین کرسکتا

آپ نے ساتوں مرحلے شکست کیے ساحروں نے کہا کیا مگر آپ ہوشیار رہیے اب کیا ہے کہ حضور بیقرار ہو جاتے ہیں بادشاہ نے فرمایا اے یاقوت جنی گلفام ہفت رنگ کا قید ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا ہے مشتاق ہوں کہ اپنے کو وہانتک پہونچاؤں اور اُس کو چھڑاؤں یاقوت جنی نے عرض کی یہ بسا دشوار ہے کوشش بیکار ہے بادشاہ نے فرمایا ہم جان دیدینگے ہجر میں گلفام کے زندہ نہ رہیں گے اُس کی جدائی ہم کو بہت بیتاب کرتی ہے اُس کی مجبوری دناچاری دیکھیے کیا دکھاتی ہے اپنا تو یہ حال ہے کہ ضبط اُسکا محال ہے نظم

لازم ہے کہ آغاز ہو انجام سے پہلے	لے لینے دو بوسہ مجھے دشنام سے پہلے
پھر طاقت پرواز مری پوچھنا صیاد	آزاد تو کر بہر خدا دام سے پہلے
اب مُنھ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ	تدبیر یہاں ہو گئی الزام سے پہلے

یاقوت نے عرض کی کہ حضور صبر کریں اتنا عرض کرتا ہوں کہ وہ معشوقہ حضور کو ملیگی مگر بڑی کوشش پڑیگی طلسم زعفران زار عجب مقام سخت ہے اب بادشاہ جمجاہ یاقوت جنی سے بخوبی باتیں کرکے بہدایت لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ عمرو دور دور آتے تھے کہ راہ میں ایک طفل سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر کہا کہ میرے ماں باپ مر گئے مجھے اپنی غلامی میں لیجیے خواجہ عمرو نے اُس لڑکے کا ہاتھ تھاما مگر اُسنے خواجہ کی کمر میں ہاتھ دیا خواجہ ہاں ہاں کرتے رہے مگر اُسنے نہ چھوڑا اپر پرواز پیدا کرکے لے اُڑا نعرے کرتا ہوا جاتا تھا کہ منم پرواز جادو اُدھر سے گذرا کہ جدھر سعد شہریار ایک نخل کے سائے میں ٹھہرے تھے خواجہ عمرو نے جو سعد شہریار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اس غلام کو بچائیے بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر بڈھا خواجہ کو لیے ہوئے جاتا ہے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تین پھال کا تیر بجز کمان میں پیوست کیا اسم حاشیہ لوح پڑھا تاک کر تیر مارا اُس ساحر نے چاہا بلند ہوکر اپنے کو بچاؤں مگر تیر قضا کب خطا کرتا ہے سینے پر اُس ساحر کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو اُس کے پنجے سے چھوٹے بادشاہ ہاتھ پھیلا کے دے کہ خواجہ زمین پر نہ گرنے پائیں ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم یاقوت جنی خواجہ عمرو کو روکو اسعد شہریار تو بڑھ گئے لوح میں جو حکم دیکھا ہے اُسی راہ پر جاتے ہیں مگر یہ

خواہش ہی کہ آج جدہ کو رہا کرون مگر الکن مردار خوار تین لاکھ فوج لیکر آیا اندر قید خانے کے گھسا ہوا آسمان پری سے کہتا ہی مین آپ پر عاشق ہون مجکو قبول کیجیے آسمان پری نے غصے مین جواب دیا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی الکن نے کہا ایسا سحر تیار کرون کہ تم بھی مجھپر عاشق ہو جاؤ یہ کہ کے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ برگ سبز کچھ غنچہ کچھ گل نکالے سحر کرنے لگا گلدستہ بنا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ ای ملکہ عالم یہ تم کو سنگھا دونگا جب اسکی بو دماغ مین پہونچیگی مثل میرے عاشق ہو جاؤگی ملکہ آسمان پری نے گھبرا کر طرف قریشہ سلطان کے دیکھا قریشہ سلطان بیقرار ہو گئی خیال کیا کہ ساحر یہان کے غضب کے ہین اگر اس بیحیا نے مادر مہربان کو گلدستہ سنگھایا تو بیشک ان کا قلب الٹ جائیگا قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ فرمائین گے تو نے ہماری آبرو نہ بچائی ای کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آبرو مین فرق نہ آئے تیری ہی ذات کا سہارا ہی نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفا است نورانی ۔۔ سجاک عجز ہر آنکس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح بہ بخشد کمال روحانی ۔۔ کند بجسم عنایت جمال جسمانی
خدا بہ بندۂ کمزور زور می بخشد ۔۔ خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی
خدا بآدمی او صاف آدمیت داد ۔۔ عطا نمود بانسان کمال انسانی
خدا حکومت و دولت دہد بخادم زار ۔۔ کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی
خداست مالک املاک ملک ہر دو جہان ۔۔ کہ ہست قصر دو عالم بنائے یزدانی
رسد بہ مطلب خود طالب خدا ہندی ۔۔ ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

سب سردار بیقرار ہین جو کہ ملکہ کے ساتھ قید ہین سب دعائین مانگ رہے ہین الکن جادو چاہتا ہی کہ گلدستہ ملکہ آسمان پری کو سنگھا دون ملکہ نے ناک بند کر لی ہی کہ یہ پھولون کی بہار دماغ مین نہ جائے مگر الکن جادو گلدستہ لیے ہوئے پھر رہا ہی چاہتا ہی سنگھا دون مگر ملکہ اپنے کو بچا رہی ہین کہ بیرون قصر غلغلہ ہوا الکن جادو نے گھبرا کر کہا ارے دریافت تو کرو ہنگامہ کیسا ہی کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا اسنے عرض کی ای افسر اعلیٰ طلسم کشا جنگ کر رہے ہین آپکے لشکری فریاد و الغیاث کر رہے ہین الکن جادو گلدستہ پھینک کر باہر نکلا

مگر جھنجھلاتا اور کہتا ہوا کہ اگر چند ساعت طلسم کشا اور نہ آتا تو میرا مطلب ہو جاتا لیکن یہ مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین باہر نکل کر دیکھا کہ طلسم کشا لڑ رہے ہین اور لوح چمکاتے جاتے ہین لوح کا عکس جو ساحرون پر پڑتا ہی تو سحر فراموش ہوتا ہی دریاے حیرت کا جوش ہوتا ہی بھاگتے پھرتے ہین الکن جادو نے سحر کرنا شروع کیا آگ برساتا جاتا ہی غل مچاتا ہی کہ ہان یارو تم بیحساب ہو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو سعد شہریار نے دیکھا کہ فوج کا اسقدر بلوہ ہی کہ مرکب بڑھ نہین سکتا جب لوح چمکاتا ہون تب راستہ ملتا ہی گھبرا کر درگاہ خدا مین دعا مانگنے لگے کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم ✣ سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بیخار دم ✣
از غم گل بلبل اندوہگین یابد خلاص ✣ چون برآید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے ✣ زانکہ ہر یار است در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر ✣ اہل دم مشغول میباشد بشغل کار دم ✣
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم ✣ ہست تا وقتیکہ اندر گردش این پرکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق ✣ روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی ✣ زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش ناواقف نباشد سر معنی آشکار ✣ محرم اسرار دانند ہست یا اسرار دم ✣

ناگاہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زرہ پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا تلوار کھینچ کر جا پڑا بارہ ہزار جوان نے جو آکر حملہ کیا چند حملون مین فوج کو درہم برہم کر دیا مگر سعد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے سامنے الکن جادو کے پہونچے الکن نے بہت سحر کئے مگر کسی سحر نے سعد شہریار پر تاثیر نہ کی جب سب سحر کر چکا تو ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا سعد نے لوح کو چمکا دیا تلوار ہاتھ سے الکن کے گری اوپر سے شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ الکن مردار خوار کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی الکن کے سب ساحر بھاگے چند کس جو رہے ہوے تھے وہ اسباب سحر پھینک پھینک کر قدمون پر سعد شہریار کے گرے اطاعت اختیار کی سعد شہریار اندر قید خانے کے آئے ملکہ آسمان پری کو سلام کیا آسمان پری نے

گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند مین جانتی تھی کہ میرا قید ہونا آفت برپا کریگا خدا تم کو سلامت رکھے
کہ تم نے آکر رہا کیا سعد شہریار نے قید کاٹی ملکہ قریشہ سلطانہ کو سلام کیا قریشہ سلطانہ
نے سعد شہریار کی بلائین لین اور زنجیرین توڑ ڈالین سعد شہریار ان سب کو ساتھ لیکر باہر نکلا
ملکہ آسمان پری کو تخت پر سوار کیا قریشہ سلطانہ مرکب پر سوار ہوئین پایۂ تخت آسمان
پر ہاتھ رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران مع فوج آکر پہونچے اتنا بڑا لشکر آیا کہ تمام صحرا
فوج سے مملو ہو گیا ملکہ آسمان پری نے جو صاحبقران کو دیکھا ہنسکر کہا کہ کیون ای
عرب طوطا چشم ہماری رہائی کو تم نہ آئے ہمارے فرزند نے ہم کو رہا کیا صاحبقران نے
فرمایا وہ فتاح طلسم ہو لیکن ملکہ بخدا جس وقت مین نے خبر پائی کہ تم گرفتار ہو گئین اور
طلسم نوخیز جمشیدی والون نے تمھارے ساتھ بے ادبی کی کئی دن تک کھانا نہین کھایا
محلات مین نہین گیا شکر ہی پروردگار کا کہ تم نے رہائی پائی اب ایک جنگ اور باقی ہی
کہ جمشید ثانی قیصر ہفت رنگ پر فوج کش ہی بائیس لاکھ فوج جمع کی ہی اور آٹھ
توسی نامدار ہین بڑے بڑے پہلوان جمشید نے بلوا لئے ہین کہ وہ سب دعوی رکھتے ہین کہ سبکو
گھیر کر مار لین گے اس جنگ مین البتہ لڑائی کا انتظام ہوگا تمام فرزندان نامی و سرداران گرامی
کو مین نے نامے لکھے ہین خواجہ سب کو نامے پہونچا آئے ہین وقت پر وہ سب آجائینگے سبکی
جرأت کا امتحان ہوگا مگر یقین ہی فرزند میرا رستم بڑے جاہ و جلال سے آئے بدیع الزمان
و قاسم و ایرج و نورالدہر و جہانگیر و لندہور و مالک وغیرہ یہ سب وقت پر آئین گے
جمشید کو معلوم ہوگا کہ اہل اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہرچند کہ فوج اُس کے پاس بہت ہی
مگر حال جرأت کھلیگا ملکہ آسمان پری باتین صاحبقران کی سُن کر بہت خوش ہوئین کہا
آپ کے دم سے پردۂ قاف مین میری سلطنت ہی ہمیشہ قہقہہ سہ چشمی لشکر کشی کر کے آتا ہی
مگر پھر بھاگتا ہی ابکی مرتبہ قلعۂ بلور پر سے ایسی شکست کھائی کہ کئی دن جنگل مین پڑا رہا مگر
نقابدار زرین پوش بڑے زور و شور سے جا کر قہقہہ سہ چشمی پر گرا اور نقابدار زرین پوش
کو بڑا غرور ہی اُس نے نعرہ کر کے اپنے کو صاحبقران عصر کہا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا گو
اُڑا کر سامنے نقابدار کے پہونچی اور کہا ای بہادر ہرچند کہ آپ نے ہماری مدد کر کے اپنے کو

صاحبقران مت کہیے ہمکو ناگوار ہوتا ہی خدا صاحبقران کو سلامت رکھے جنکی ذات سے تمام دنیا مین اسلام ہوا نوشیروان ایسے شاہ سے لڑے آخر کو شکست دی پھر پہر ایسا ملک فتح کیا گنجاب کو شکست دی عجم ہوتے ہوے باختر مین پہونچے لقا ایسے شخص کو شکست فاش دی آپ مجھسے مقابلہ کیجیے لقا بدار نے سر جھکا لیا اور کہا میری کیا مجال کہ آپ سے مقابلہ کرون صاحبقران نے فرمایا وہ بڑا معقول شخص ہی مگر مجھی سے لڑنے کا دعوی رکھتا ہی اکثر میرے فرزندون نے بھی اُس کو ٹوکا مگر اُسنے اُن سب کو یہی جوابدیا کہ مین آپ لوگونسے نہ لڑونگا مجھسے کہنا ہی بانے صاحبقرانی کے مجکو دے دیجیے مجھسے مقابلہ دیکھیے کسی دن مقابلہ ہوگا تو حال کھل جائیگا قریشہ سلطان نے کہا قبلہ و کعبہ آپ مجکو اُس سے لڑوا دیجیے صاحبقران نے فرمایا مین خود مقابلہ کرونگا حوصلہ اُس کا نکل جائیگا بادشاہ نے حکم دیا لشکر اُسی مقام پر اُترا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے آسمان پری کے لیے تخت الگ بچھا سب سردار آکر بیٹھے آسمان پری نے فرمائش کی کہ خواجہ عمرو سے کہیے کچھ گائین صاحبقران نے فرمایا خواجہ کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا کسی گویے کو حکم دیجیے مین گویا نہین ہون میرا تو اور کام ہی اگر حکم ہو تو ساری محفل کو بیہوش کردون سب کے کپڑے اُتار لون آسمان پری نے کئی لاکھ روپیے کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا خواجہ عمرو نے کہا حمزہ دیکھو فیاض ایسے ہوتے ہین اب مین ضرور گاؤنگا یہ کہکر بیچ مین آبیٹھے زنبیل سے نکالی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین
ہنوز ہی کئی ساغر شراب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید ای ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین

زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہیگی دُرد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہوحق ہی نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین

بتا رکھنے ہین ساقی اگر دیا چاہیے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوے ترک قدح کشی کیجے	عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
پیے سے نشے مین ہو دیگی بے محل حرکت	شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین
وہ ترک آکے تو دوبے مین اپنے حاضر ہی	کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ سب کے پہلے کوچ کر گئے اُنکے ساتھی اُنکے ساتھ گئے یہان جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی فوجین چلی آتی ہین کہ رہا ہی کہ ان فوجون کا کون مقابلہ کر سکیگا اشقال مردم درو میکال خیلسوار یہ دونون پہلوان جمعیت کثیر آئے ہین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک طرف اُترو بہا ہوا اب جرأت کا کام ہی ایسے لڑو کہ طلسم کشا کو قتل کرو اشقال کہ رہا ہی یا خداوند میری تلوار کی پناہ نہین ہی دوسرا بھائی کہتا ہی کہ مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری عملداری مین کوئی ایسا نہین بچا کہ جسکو زیر نہ کیا ہو دیکھیے چالیس پہلوان ساتھ ہین اور تاجدار آتے ہین راہ مین تمام جنگل فوجون سے بھرے ہین سب یہین آتے ہین اور سب یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو مارین جمشید ثانی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی جسکے اسقدر بندے ہون اُس کو طلسم کشا سے کیا خوف ہی کسقدر فوج لائینگے جنگل میرے بندون سے بھر گئے اور باقی کی آمد ہی مین حیران ہون کہ یہ سب کہان اُترینگے نمبردارون کو حکم دے رہا ہی کہ جنگل کاٹو میری فوج کیواسطے جگہ ہو جنگل کٹ رہے ہین خیمے بارگاہین استادہ ہو رہی ہین دکاندار دکانین درست کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک میلہ عظیم الشان ہی سب طرح کے لوگ موجود ہین ایک طرف گل فروش بیٹھے ہوے آوازین دے رہے ہین کہ بیلا پلنگ تو ڑہی البیلا اس کو لے ہار پہنے تو دماغ معطر ہو جائے ایک جانب ایک دیر بنا ہی اُس مین تصویر جمشید رکھی ہی پوجا پاٹ کرنے والے صبح کو نہا دھو کر لٹیا پانی کی ہاتھ مین لیکر آئے ہین برہمن وغیرہ سنکھ بجا رہے ہین یا خداوند جمشید ثانی کا ہلڑ ہی کسبیون نے جو سنا کہ فلان مقام پر بڑی لشکر کشی ہی لاکھون آدمی جمع ہین پہلیان چلی آتی ہین پالین استادہ ہو رہی ہین جابجا میلہ ٹھنکا رہا ہی زدٹا سارنگی کا بلند ہی تماشبینون کے جماؤ ہین کوئی جا کر بیٹھ گیا نائکہ نے نوچی کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر مجرا کرنے لگی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پی کر گلابی ہو گیا ✣
تمسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہو گیا ✣
کسقدر خوش رنگ ہی ساقی نے رنگین عشق
سرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے
جسمین لکھا خال تیرے عارض گلرنگ کا
جس سے شیدا ئے رخ گلرنگ کو زخمی کیا ✣
آئینہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب
دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھون مین کھپی
اسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر ✣
کون گلگون پیرہن تھا شبکو پہلو مین ہر سحر

صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا ✣
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا
واہ رہی تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا ✣
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا
روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہو گیا ✣
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا ✣
صبح کو دیکھا کہ سب بستر گلابی ہو گیا

جمشید یہ ہنگامے سُن کر مغرور ہو رہا ہی کئی سو تاجدار گرد بیٹھے ہین پہلوان دنگلون پر بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین قبضون پر ہاتھ رکھے ہوے لاف وگزاف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسی تلوار سے طلسم کشا کو مارین گے ہمارا وار خالی نہین جاتا جمشید کے سامنے دعوی کر رہے ہین کہ یا خداوند ہم کو بتا دیجیے گا کہ وہ طلسم کشا ہی ہم اُسی کو مارین گے جمشید نے جواب دیا کہ طلسم کشا خود ظاہر ہو جائیگا کہ سب کے آگے ہو گا لوجین گلے مین ہو نگی یہی طلسم کشا کی پہچان ہی سب کہ رہے ہین کہ یا خداوند اس لڑائی کو یون فتح کرین کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بارگاہ مین جمشید کے عجب ہنگامہ ہی بڑے بڑے پہلوان جمع ہین اپنا اپنا دعوی کر رہے ہین کہ ہم طلسم کشا کو مار لین گے صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی جمشید نے دیکھا کہ سعد شہریار آگے آگے پشت پر تمام لشکر چالیس شاہزادیان ایک جانب سو تاجدار اُن کی پشت پر ایک ابر پر ملکہ ہماے نازک ادا اور ایک ابر کے اوپر مشتاق کوہ گردان کہ وزیر جمشید ہی سعد شہریار کا مطیع ہوا ہی جمشید ثانی نے جو اُس وزیر کو ہمراہ سعد شہریار دیکھا سبھون سے کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو میرا وزیر طلسم کشا کا شریک ہو گیا لشکر سعد نہ ٹھہرنے پایا تھا کہ پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان

استقر دیو زاد پر سوار پشت پر تمام پہلوان اور کئی دیو اسنے زنجیرین ہلاتے ہوئے ہمراہ
ہین اور یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران اشارہ کرین تو ہم لوگ جا پڑین جنگ شروع ہو جائے
خواجہ عمرو رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے اس کروفر سے صاحبقران بھی ایک جانب آکر فروکش
ہوئے ایک طرف لشکر طلسم کشا اُتر رہا ہی ہر چند کہ جمشید کانپ گیا مگر کہ رہا ہی کہ دیکھو صاحب
طلسم کشا کو دیکھا یہ شاہزادیان جو ساتھ آئی ہین جا بجا ٹہل رہی ہین سب کی بارگاہین الگ
الگ استادہ ہوئی ہین سب ہمارے ساتھ کی ہین ہماری صحبت مین بیٹھتی تھین بس اسی قدر
لشکر مسلمانون کا ہی ہرکارون نے عرض کی اب سب شاہزادے آتے ہین فردًا فردًا آئین گے
آپ نے کا مقام دلیگا بھائی بھتیجے بھی سعد کے سب آئین گے جمشید نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا نہین ہی کہ سعد کو گرفتار کر لائے اشراق کوہ شکن ایک بادشاہ بیٹھا ہی کہ عیار
اُس کا طرار تیز رو تھا اُسنے بڑھکر عرض کی اگر غلام کو حکم ہو تو غلام سعد کو لائے یہان بادشاہ
کی جو بارگاہ استادہ ہوئی تو ملکہ قمر عذار و ملکہ لالہ عذار اور چند شاہزادیان پہرے پر
آکر بیٹھین لالہ عذار نے کہا بہن قمر عذار بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی ایک
بالاے بارگاہ جاکر بیٹھی اور ایک مثل نگہبانون کے در بارگاہ پر بیٹھی فیروزہ بن عمرو نے جو
یہ نگہبانی دیکھی کہ جملہ شاہزادیان کمر باندھے پھر رہی ہین فیروزہ نے سب کی تعریفین کین
اور اطمینان ہوا کہ بادشاہ کی بارگاہ کے قریب کوئی نہین آسکتا لشکر مین پھرنے لگا مگر طرار تیز رو
جو ہر اسے گرفتاری بادشاہ آیا تھا دور سے دیکھا کہ جادوگرنیان گرد بیٹھی ہین اور کچھ پھر رہی ہین
کیا مجال ہی کہ ہوا کا بھی گذر ہو حیران تھا کہ کیا کرون دور سے اِسنے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا
پہچانا کہ یہ عیار بادشاہ ہی ایک ہرکارے کی شکل بن کر سامنے آیا کہا مہتر صاحب مین ایک
خبر دینے آیا ہون ایک عیار جنگل مین چھپا ہی چلیے اُس کو بتا دون آپ گرفتار کیجیے فیروزہ
نے کچھ خیال نہ کیا اس کے ساتھ چلا جب فیروزہ لشکر سے نکل آیا تب طرار تیز رو نے حلقہ
کمند مار کر فیروزہ بن عمرو کو گرفتار کیا اور آپ فیروزہ کی شکل بن کر در بارگاہ پر آیا ملکہ
لالہ عذار کہ دروازے پہ بارگاہ کے بیٹھی تھی فیروزہ نقلی کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا
مہتر صاحب کہان سے آتے ہو طرار تیز رو کہ یہ بڑا عیار مکار ہی تعریفین کرنے لگا کہتا تھا

ای ملکۂ عالم آپ نے خوب انتظام کیا اب کسی کی مجال نہین ہی کہ آسکے لیکن ایک غفلت کی ساحر
تو کوئی نہین آسکتا اگر کوئی عیار نقب دے کر اندر جائے تو شہریار کو گرفتار کرے آپ کو خبر
بھی نہ ہو لالہ عذار نے جواب دیا کہ اس کا بھی کچھ انتظام کرو قیر وزرہ نقلی نے کہا مین
اندر جا کر بیٹھون حفاظت شہریار کرون لالہ عذار نے کہا بسم اللہ اندر جاؤ تمسے زیادہ
کون نگہبانی کریگا طرار تیزرو اندر آیا بادشاہ جمجاہ کو بیہوش کیا اب سوچا کہ باہر کدھر سے نکلون
سب طرف سے بارگاہ گھری ہی آخر نقب کھودنے لگا ایک درخت کے سائے مین اُبھرا نقب
کا توڑا قضائے کار میثاق کوہ گردان وزیر اعظم پھرتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص زمین سے نکلا مگر پشتارہ بدوش ہی پکار کر آواز دی کون جاتا ہی طرار تیزرو
بھاگا میثاق کوہ گردان سمجھا کہ یہ کوئی دزد ہی اسنے سحر کیا کہ طرار تیزرو منھ کے بھل گرا
میثاق کوہ گردان نے آکر پشتارہ بادشاہ کا کھولا بادشاہ کو دیکھ کر حیران تھا کہ یہ ملعون
کیونکر لایا بادشاہ کو طرف بارگاہ کے روانہ کیا مگر طرار تیزرو کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا
طرار تیزرو دیوانہ ہو گیا کہتا تھا ای وزیر اعظم کیا حکم ہی کہ بجا لاؤن میثاق نے کہا
بہتر یہ ہی کہ جمشید کو چُرا لاؤ طرار یہ کہکر چلا کہ حضور تامل کرین مین ابھی لاتا ہون سحر مین
میثاق کے پھنسا ہوا بھاگا لشکر جمشید مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ جمشید ثانی
پر پہونچا آکر جمشید کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا طلائے پر وزیر جمشید ثانی کا کہ
ابلیس آوازہ زن نام ہی جب آواز دیتا ہی زمین تھرا جاتی ہی طلایہ پھر رہا تھا کہ طرار کو
آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہی طرار نے چاہا کہ بھاگون ابلیس نے سحر کیا
طرار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ابلیس قریب آیا پشتارہ کھولا جمشید ثانی کو پشتارے
مین پایا حیران تھا کہ یہ عیار ہمارے لشکر کا قدرت کو کیون لیے جاتا ہی طرار سے باتین جو کین
طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہی اُس کے پاؤن کی خاک اُٹھائی اُس پر
سحر کیا کہ اُس خاک سے آواز آئی کہ یہ سحر میثاق کوہ گردان کا ہی ابلیس آوازہ زن
سوچا کہ میثاق نے تو فقرہ کیا اب مین بھی کوئی تدبیر کرون یہ سوچ کر اس نے پشت پر
رکے ہاتھ رکھا اور کہا جا کر میثاق کو لاؤ طرار تیزرو روانہ ہوا لیکن یہان

فیروزہ بن عمرو درخت سے بندھا ہوا تھا کاہ فروشوں نے فیروزہ کو کھولا فیروزہ حیران کھڑا تھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا وہی عیار آتا ہے حلقے کمند کے بچھا دیے ایک گوشے میں آپ چھپ کر بیٹھا جب طرار وہاں آیا تو فیروزہ نے شیر کی آواز دی طرار کا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار تیز رو گرا فیروزہ نے نکل کر حباب مار دیا کہ طرار تیز رو بیہوش ہوا فیروزہ نے اس کو درخت سے باندھا کوڑا پکڑ کر کھڑا ہوا طرار کو ہوشیار کیا پوچھا ای عیار تو کون ہے یہ سحر میں ابلیس کے تھا بول اٹھا حضرت صاحب میں ملازم خداوند ہوں سعد شہریار کو چھڑانے آیا تھا مگر میثاق کوہ گردان نے پشتارہ چھین لیا اور مجھسے کہا کہ خداوند کو لاؤ میں نے جا کر خداوند کو بیہوش کیا راہ میں ابلیس مل گیا اُسنے حکم دیا ہے کہ میثاق کو لاؤ میں برائے گرفتاری میثاق جاتا ہوں فیروزہ نے پھر اس کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کر چلا قضائے کار بیٹی اسکی شگفتہ شیرین ادا اسنے جو خبر سنی کہ باپ میرا اسیر آگرفتاری طلسم کشا گیا ہے سوچی کہ ایسا نہ ہو اُن پر کوئی افتاد پڑے باتہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلی تھی اس وقت پہونچی کہ فیروزہ پشتارہ لیے جاتا ہے شب ماہ تھی شگفتہ شیرین ادا نے پہچانا کہ میرے باپ کو کوئی لیے جاتا ہے پکار کر آواز دی او جانے والے ٹھہر جا فیروزہ نے جو یہ آواز سنی ٹھہر گیا دیکھا سامنے سے ایک عیارہ آفت جان نہایت حسین و جمیل نیچہ تھامے ہوئے آتی ہے اور یہی نعرہ ہے کہ پشتارہ رکھ دے فیروز کو کچھ بن نہ پڑا پکار کر آواز دی کہ معشوق کی خاطر واجب و لازم ہے اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کون ہے جو پشتارے میں ہے شگفتہ شیرین ادا نے کہا میرا باپ ہے مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ دو دزبردوں نے اسپر سحر کیے یہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے میں اس کو قدرت کے سامنے لیجاؤنگی وہ اسپر سے سحر اُتارینگے اب میں خود آمادہ ہوں طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر تم طلسم کشا کے کون ہو فیروزہ نے کہا میں اُن کا عیار ہوں ہر چند کہ اس مکار نے میرے ساتھ یہ حرکت کی لیکن جو مجھسے کیے وہ کر سکتا ہوں شگفتہ شیرین ادا نے کہا اس کو سامنے خداوند کے لیے جاتی ہوں دیکھوں وہ کیا تقدیر کرتے ہیں اُن کی تقدیر ہماری تدبیر جمشید ثانی کے سامنے طرار تیز رو کو جو لائی جمشید نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا طرار ہوش میں آیا کہا

اے خداوند فیروزہ نے مجکو پکڑ لیا تھا مگر مین رہا ہو کر لشکر مین حضور کے آیا اب جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن جمشید ثانی نے کہا یا تو میثاق کو لاؤ یا سعد کو گرفتار کرو طرار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان فیروزہ بعد جانے شمکین شیرین ادا کے جنگل مین دیوانہ پن کر رہا ہی کہ ترناک کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار پھر آتا ہی فیروزہ نے پھر حلقے کمند کے خس پوش کیے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ طرار تیز رو اُس مقام پر پہونچا فیروزہ بن عمرو نے شیر کی آواز دی طرار رُکا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار گرا فیروزہ نے آتے ہی حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اور طرار تیز رو کو درخت سے باندھکر ہوشیار کیا کہا اے طرار مسلمان ہو طرار نے کہا مین جاگتی جوت کے خداوند کو نہ چھوڑونگا فیروزہ نے طرار کو قتل کیا کپڑے اُس کے اُتارنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی اب دیکھا وہی معشوقۂ خوبرو جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی اپنے باپ کا جو لاشہ دیکھا تیغ کھینچ کر لڑنے لگی مگر فیروزہ ذار روک رہا ہی اپنا وار نہین کرتا کہ ابلیس کو جو خبر ہوئی کہ ملکہ شمکین شیرین ادا بھی براے گرفتاری سعد شہر نا گئی ہین یہ بھی شمکین پر عاشق ہی مگر بخیال جمشید ثانی آج تک خاموش رہا جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ بھی گئی ہین تو اس فکر مین چلا کہ جا کر معشوقہ کی مدد کرون اُسوقت پہونچا اور دور سے دیکھا کہ شمکین شیرین ادا فیروزہ پر برس رہی ہی مگر فیروزہ کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین سر جھکا دون تو ہاتھ تلوار کا مار سیرا سر کٹ کر قدمون پر گرے کہ سر کو قدمبوسی نصیب ہو مگر شمکین کب مانتی ہی جھلا کر جواب دیتی ہی کہ او بیحیا تو نے غضب کیا کہ میرے باپ کو مار ڈالا مین ضرور تجھسے بدلہ لونگی ابلیس نے دور سے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ملکہ تامل کرو مین اس کو آکر سحر سے گرفتار کیے لیتا ہون فیروزہ نے جو ابلیس کو دیکھا جست کر کے بھاگا شمکین نے آواز دی کہ او مکار کہان جائیگا تجکو تلاش کر کے مارونگی ابلیس نے قریب آکر شمکین شیرین ادا کا ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم مین فیروزہ لاتا ہون اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا تم مت تکلیف کرو شمکین شیرین ادا نے ہاتھ چھڑایا کہا اے ابلیس جو تمھارے دل مین خیال ہی اُس کو نکال ڈالو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون مین اُس کو گرفتار کر لاؤنگی ہرچند ابلیس نے روکا کہ اے ملکۂ عالم تم نہ جاؤ مین

ابھی اُسے لاتا ہون لیکن شمکین شیرین ادا نے نہ مانا ابلیس کو رخصت کیا کہا اے وزیر اعظم مین غم مین اپنے باپ کے ہون مجھسے زیادہ مسخرہ پن نہ کرو مین قبول نہ کرونگی دل چاہے تو خداوند سے کہنا مین سامنے خداوند کے گفتگو کر لونگی ابلیس ناچار ہوکر پلٹ گیا مگر شمکین باپ کا لاشہ پھلواکر تلاش مین فیروزہ کی چلی فیروزہ کو کب چین پڑتا ہی لشکر جمشید مین داخل ہوا کسبیون کی پالون مین جاکر ایک نازنین گلنار پوش نامے کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بن کر بیٹھا کہ داروغہ نے آکر حکم دیا کہ گلنار پوش جاؤ فیروزہ اُس کے ساتھ ہوا ڈھلینے بجنیے ساتھ مین دربار مین جمشید کے آیا سامنے جمشید ثانی کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہے ‖ خاک پا کے سوا بھلا کیا ہے
نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہے ‖ دل پھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہے
کچھ نفس کا شمار باقی ہے ‖ تیرے بیمار مین رہا کیا ہے
ابھی کمسن ہی وہ نہین واقف ‖ ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہے
نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے ‖ روح کو آج ہو گیا کیا ہے
جان لیتی ہی کیون شب فرقت ‖ مین نے اس کا گنہ کیا کیا ہے
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا ‖ جان کی خیر ہی ہوا کیا ہے
جان لینی تھی سنئے چپکے صاحب ‖ جائیے اب یہان دھرا کیا ہے
محتسب گر نہین ہی شیشہ مے ‖ یہ بغل مین تری چھپا کیا ہے
کیون ہو ہر آہ و نالہ کرتے ہو ‖ خیر تو ہی تمہین ہوا کیا ہے

فیروزہ گا رہا ہی کہ شمکین پلٹ کر آئی دیکھا کل اہل دربار گانے پر مبہوت ہو رہے ہین آنکھ ملائی پہچان گئی کہ یہ تو وہی مکار ہی مگر گانا سنکر بیقرار ہو گئی دل سے کہتی ہی گانا تو اس کمبخت کا سحر ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی مگر تاب نہ باقی رہی پکار اُٹھی کہ او مکار مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگا فیروزہ اُٹھ کر بھاگا شمکین شیرین ادا لپٹا لیتا کرتی ہوئی چلی مگر فیروزہ خود کہنا جاتا ہی کہ چور آگے گیا ہو جانے نہ پائے لوگ جانتے ہین کہ کوئی آگے گیا ہوگا فیروزہ نکل جاتا ہی شمکین آکر کہتی ہی کیون صاحبو تمنے گرفتار نہ کیا

وہ جواب دیتے ہین کہ وہ تو خود چور چور کرتا ہوا جاتا ہی کسکو گرفتار کرین اسی وجہ سے ہم سنے
اُس پر ہاتھ نہین ڈالا کہ چور آسگے گیا ہوگا شمکین حیران ہوتی ہی اور دل سے کہتی ہی بڑا مکار
ہی حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین ان کا باپ کیسا چالاک ہوگا جیسے ہی اسنے
عمرو کا نام لیا خواجہ عمرو بیراے بالا دوہی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل
کھڑی ہی اور سوچ رہی ہی سمجھے کہ فیروزہ اسی کے غم مین پریشان ہی ایک ضعیفہ فقیرنی کی شکل
بن کر سامنے آکر سوال کیا کہ حسن وجمال کو ترقی ہو عاشقون کی زیادتی ہو دشمن پامال ہون یہ
فقیرنی کئی دن سے بھوکی ہی شمکین نے جیب سے روپیہ نکالا چاہا فقیرنی کو دون فقیرنی نے
کہا واری آپ کے پیچھے کون کھڑا ہی شمکین پلٹی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارکر شمکین
کو بیہوش کیا فیروزہ گوشے سے یہ سب معرکے دیکھ رہا تھا روتا ہوا سامنے آیا کہا قبلہ و
کعبہ اس کو چھوڑ دیجیے عمرو نے کہا تیری معشوقہ ہی اس کو لیجا فیروزہ نے کہا مین اسکو
گرفتار کرلونگا یہ نہین چاہتا کہ حضور کے ہاتھ سے گرفتار ہو اور مین قبضہ کرون خواجہ نے
شمکین کو ہوشیار کردیا شمکین جو اُٹھی دیکھا باپ بیٹے دونون کھڑے ہین فیروزہ نے کہا ای
ملکۂ عالم مجھے قتل کیجیے مجھسے بے ادبی ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے کہا ای شمکین یہ تیرے
اوپر عاشق ہی ایسا نہ ہو گرفتار کرے شمکین نے کہا کہ تم دونون مجھپر حملہ کرو مین تم دونون
کو گرفتار کرلونگی خواجہ عمرو نے کہا بی بی یہ بہت دشوار ہی یہ تمھارا کہنا سراسر بیکار ہی مگر
کہ تم ہم دونون کو گرفتار کرلوگی شمکین نے کہا ای فیروزہ ایک شرط میری محبت مین ہی
کہ ابلیس آوارہ زن جو وزیر جمشید ثانی کا ہی وہ مجھپر جان دیتا ہی آج چل کر مین اپنی
محفل مین جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کرتی ہون تم اسپنے کو پہونچاؤ اور اُس کو گرفتار کرکے
لیجاؤ اگر تم نہ پہونچوگے تو مین گرفتار کرلونگی پھر مجھسے دعوی عشق نہ کرنا فیروزہ نے کہا
جائیے مین آؤنگا جب شمکین چلی گئی تو خواجہ نے کہا مین جاؤن فیروزہ نے کہا نہین
مین گرفتار کرلاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا مگر شمکین نے اپنی بارگاہ مین آکر جلسۂ عیش آراستہ کیا
طائفون کو حکم دیا کہ حاضر ہون ابلیس سے کہلا بھیجا کہ آج آکر صحبت مین شریک ہو جتنے
گماری دعوت کی ہی ابلیس یہ سُن کر خوش ہوگیا فوراً روانہ ہوا صحبت مین شمکین کی آیا

مسند پر بیٹھا ایک نازنین مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کہوں سر رکھکے قدموں پر انھیں سے
مٹا دو میرے لکھے کو جبیں سے +

یہی شکوہ ہی بخت شرمگیں سے
لڑی کیوں آنکھ اُس پردہ نشیں سے

مری آنکھیں تری صورت کو ترسیں
گلہ ہی مجکو صورت آفریں سے

جھکائی ہی جو میری آنکھ تم کو +
اِدھر دیکھو نگاہِ شرمگیں سے

ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور
بلائیں لیتی ہیں حوریں وہیں سے

خبر لیگا با ہم یار کی بھی +
اگر نالہ پھرا عرش بریں سے

چلا گھر سے جو میں دشتِ جنوں کو
لگا رہے ہوش ہم رخصت یہیں سے

کبھی دستِ جنوں کو جز گریبان
نہیں دیکھا نکلتے آستیں سے

مرا خط دے کے کہنا اُس سے قاصد
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہیں سے

ہمارا کام آخر ہو گیا تھا +
کسی بت کی نگاہِ اولیں سے

جلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق +
بخار اُٹھتے ہیں مرقد کی زمیں سے

وہ نازنین اس زور و شور سے گا رہی ہی اور بتاتی جاتی ہی کہ سب محو ہو رہے ہیں ہر چند
کہ نمکین نے پہچانا مگر خاموش ہو رہی خیال میں یہ ہی کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہی اُس نازنین نے
گاتے گاتے کہا اے ملکۂ عالم ایک دن میں دربار میں صاحبقران کے گئی تھی خواجہ عمرو
نے ساقی گری کی ساری محفل کو شراب سر سے پلائی بڑی تعریف ہوئی میں نے بھی گھر میں آکر
کثرت کی معلوم ہوا کچھ بات نہیں جب چاہوں اس کام کو کر لوں لہذا میخانہ میرے سپرد ہو کہ
میں بھی یہ کمال دکھاؤں آپ کو راضی کروں نمکین نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو دی فیروزہ
میخانے میں آیا سب شراب کو خراب کیا اُس میں بیہوشی ملائی اور پکار کر آواز دی کہ صاحب
ہم ساقی ہوتے ہیں آج کوئی باقی نہ رہے کنیزیں اور خدمتگار دوڑے گلابیاں اُٹھا کر
لے گئے سارے لشکر میں شراب تقسیم ہوئی فیروزہ بن عمرو نے سو گلابیاں بہار کیں کشتی
میں لگا کر محفل میں لایا نمکین نے دیکھا کہ بڑے سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جس رنگ کی
گلابی ہی اُسی رنگ کی انھیں شراب بھری ہی گھڑے اُن کے تامی سے باندھے ہیں کشتی کا

شراب لایا ہی کہ دیکھنے والون کا دل للچاتا ہی کہ ضرور شراب ہین فیروزہ نے لاکر کشتی رکھی اور کھڑے ہوکر گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا ○ وجد کرنے لگا تدرو ادا ○
قواۓ آسمانکا تھا قول ○ ایسا نہ تھا بار ہُدہد بھی لاحول ○
کُنج مرقد مین نا شنین کی روح ○ تتر پی مانند طائر مذبوح
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل ○ ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بنا کے سسکی لی ○ جان اُسنے سسک سسک کردی

پہلے جام فیروزہ سامنے ابلیس کے لایا ابلیس نے اسم سحر پڑھکر جام پر ہاتھ ڈالا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بن کر اُڑگئی رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے فیروزہ کے اُڑگیا ابلیس نے للکارا کہ او نا عیار مین نے تجکو پہچانا فیروزہ بھاگا ابلیس پیچھے پیچھے چلا جب فیروزہ لشکر کنارے سے نکلا ابلیس نے اپنے شانون پہ سحر کیا پر پیدا ہوے اُڑکر آسمان پر آیا فیروزہ ذرا رُکا تھا کہ ابلیس کڑک کر گرا پنجہ کمر مین دے کے لے اُڑا لیکن خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ فرزند کو ابلیس نے گرفتار کیا اور لیے جاتا ہی رنگ و روغن عیاری کا لگایا شمگین کی شکل بن کر تیار ہوے ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر آواز دی ای عاشق صادق و ای یار موافق اس نگوڑے کو کہان لیے جاتے ہو تمہارا رقیب ہی مین نے اسی واسطے جلسہ آراستہ کیا تھا کہ تمہارے سامنے عیاری نہ کرسکیگا تم نے خوب پہچانا ایسی نگوڑے نے صورت بنائی کہ مین نہ پہچان سکی مگر تم نے خوب پہچانا ابلیس نے جو معشوقہ کو دیکھا خوش ہوگیا آسمان سے اُترا یا فیروزہ کو ڈال دیا معشوق سے لپٹنے لگا ملکہ نقلی نے کہا او دیوانے کیون گھبراتا ہی مین نے تجکو قبول کیا عمر بھر ساتھ رہیگا لیکن اور مزہ دیکھو قدرت بھی آتے ہین ابلیس لپٹا مگر فیروزہ بن عمرو کی آنکھین کھُلی ہین یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے ابلیس گرا خواجہ نے حباب مار کے کہا ای فیروزہ بھاگ فیروزہ نے کہا مین تو اس کے سحر مین ہون بغیر اسکے مرے رہائی اُڑ نہ سکا خواجہ عمرو نے پہلے ابلیس کے کپڑے اُتارے موتیون کے مالے پہنے تھا وہ سب

آ مارتے ہی اور خنجر مارا کہ ابلیس کا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا مگر شمکین بعد جانے ابلیس کے
یہ چلی تھی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ابلیس آوازہ زن بود سمجھی کہ عیار نے اسکو
مار لیا اُسی آواز کے نشان پر چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ فیروزہ و خواجہ کھڑے ہین اور لاش
ابلیس کا پڑا ہی خواجہ عمرو تو ہٹ گئے سمجھے کہ یہ دونون باتین کرینگے فیروزہ کا حال غیر ہی
ہم دو چار کوڑی کا روزگار کر چکے صبح صبح بُہنی تو ہوئی شمکین شیرین ادا نے آکر کہا کہ اے
فیروزہ تو نے بڑا کام کیا کہ اتنے بڑے جادوگر کو مارا دربار مین جمشید کے اسکا بڑا نام
تھا مجھے یقین نہ تھا کہ یہ یون مارا جائیگا اب یقین ہوا کہ جمشید ثانی بد اقبال ہو گیا یہ بین
اور چلی آتی ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بھائی بھتیجے شہریار کے سب آئینگے مگر تم ہم کو کب
سرفراز کروگی شمکین شیرین ادا نے وعدہ کیا کہ مین کوئی کام کر کے آؤنگی یہ کہکر شمکین
روانہ ہوئی فیروزہ پلٹ کر لشکر مین آیا سعد شہریار نے حال پوچھا فیروزہ نے سب
حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ شمکین وعدہ کر کے گئی ہین دیکھئے کب جا کر ملیں دیکھیون کہ وہ کیا کرتی
ہین یہ کہکر فیروزہ چلا لشکر سے نکلا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین فیروزہ نے سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا اب تو معشوقہ تمہاری راہ پر ہی دربار مین
جمشید ثانی کے ہنگامۂ جشن ہی آج تو خود شمکین گا رہی ہی جمشید بیٹھا سن رہا ہی مین ابھی
وہین سے آتا ہون لیکن تم کیا عیاری کروگے فیروزہ نے کہا وقت پر جو بن پڑیگا وہ کرونگا
خواجہ عمرو نے سمجھا دیا کہ جو کچھ کرنا وہ سمجھ کر کرنا آج جمشید بہت آراستہ ہی اور شمکین پر
توجہ کر رہا ہی اسی فقرے مین وہ جمشید کو لیگی یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوے مگر شمکین
نے دربار مین بیٹھ کر سامنے جمشید ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا	نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
بہت اچھی نباہت خوب گذری	ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا
نہ دو مجکو مبارکباد بے سود	بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اُن کو یہ مشکل	نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ ابھی گردش نہ بدلو	ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقوں سے — محبت ہی تو پھر ہم سے حیا کیا
جگر پانی ہی صدموں سے لہو دل — مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
نہیں ممکن کہ تجھکو رحم آئے — وہ مین کیا اور میری التجا کیا
معاذ اللہ گر ہی نوجوانی — رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
امان ہی درد دل مین جو کہوں ہا سے — مزہ دیگا ہمارا ماجرا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی — تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا
نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو — یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

تمکین یہ اشعار اس طرز سے گا ئی کہ جمشید اشارے کرنے لگا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا تمکین نے بھی اشارہ کیا کہ تخلیے مین چلیے میری بھی یہی مراد ہی کہ آپکی خدمت مین رہون لوگ مجکو بھی سجدہ کرین جمشید تابی خوش ہو گیا تمکین کو ساتھ لیکر تخلیے مین آیا تمکین کی ادائین اور عیاری کی باتین تہین کہ جمشید دیوانہ ہو رہا ہی اشارہ کیا کہ ای تمکین شراب پیو تمکین نے گلابی اُٹھائی اور اشارہ کیا کہ ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے بڑی فرحت حاصل ہو گی جمشید خوشی مین جام پی گیا تمکین نے باتون مین ٹالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر اُٹھا کہتا ہوا کہ مین آسمان پر جاتا ہون تمکین نے کہا جائیے جا کر آسمان پر بیٹھیے زمین کی خبر لائیے جمشید گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا تمکین نے پشتارہ باندھا اسقدر پشتارہ بھاری تھا کہ تمکین سے نہ اُٹھ سکا گھبرا کر کہا مقام افسوس ہی پشتارہ نہیں اُٹھ سکتا کہ پہلو سے فیروزہ آیا پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی مین پشتارہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر فیروزہ نے پشتارہ اُٹھایا بقچہ لیکر تمکین ساتھ ہوئی سراچہ چاک کر کے فیروزہ پشتارہ لیکر چلا کہ سامنے سے دیکھا اہل طلایہ آتے ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بڑھ کر ان کو منع کرو کہ اس طرف نہ آئین ورنہ حال کھل جائیگا تمکین نے بڑھ کر آواز دی کہ میر طلایہ کا کیا نام ہی سپاہیون نے آواز دی عشاق شبگرد کوتوال ہی تمکین نے کہا کوتوال صاحب سے کہو اُس جانب پلٹ جائین کچھ ضرورت ہی طلایہ والے اُس طرف ہٹے فیروزہ آگے بڑھا جب وہ

خبر کرتا ہوا لشکر سعد مین پہونچا میثاق کوہ گردان طلائے پر تھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہی فیروزہ نے کہا منم فیروزہ بن عمرو ای وزیر اعظم جمشید کو مین لایا جا کر بادشاہ کو خبر کرو یہ سنتے ہی میثاق کوہ گردان خوش ہو گیا جا کر بادشاہ کو جگایا سعد شہریار اٹھکر بارگاہ مین آئے سب سردار جمع ہونے لگے سب شاہزادیان بھی آئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین جب دربار آراستہ ہو چکا تو فیروزہ آکر پہونچا تمکین نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا ای تمکین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا آپ کے دشمن کو لائی ہون اور منظور یہ ہی کہ خدمت مین حضور کی رہون بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ تمھارا گھر ہی جس طرح چاہو رہو ہم چاہتے ہین کہ تم کو تکلیف نہ پہونچے فیروزہ نے پشتارہ ڈال دیا میثاق نے کہا اسکو درخت یا ستون سے باندھو جمشید کو ستون سے باندھا یہان لشکر جمشید مین خدمتگارون نے ہلڑ کیا کہ قدرت کو کوئی لے گیا لشکر مین ہلڑ جو زیادہ ہوا سب تاجدار دوڑ کر آئے مختار تاجدار کہ ہم تاجدار و ہم عیار ہو ہیرا سے خبر دوڑا تھوڑی دیر مین آکر خبر دی کہ قدرت باندھے گئے ہین جسکو جانبازی منظور ہو وہ جائے مگر دربار شاہی جما ہوا ہی یہ سنکر بڑے بڑے ساحر کوئی غرق زمین ہو کر چلا کوئی پر پرواز پیدا کر کے اڑا یہان بادشاہ نے فرمایا کیون ای جمشید خدائی کرنے کا مزہ ملا اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو اپنے اوپر لعنت کرو ورنہ ای فیروزہ جلاد کو بلاؤ سب شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ آسمان سے برقین چمکین ایسقدر اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا تاجدار زمین سے نکلے اور چند آسمان سے اترے جمشید کو اٹھا لیا مگر میثاق کوہ گردان نے سحر کیا کہ اکلیل تاجدار کا سر اڑ گیا لاش جو اکلیل کا گرا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین سب جمشید کو لیکر نکل گئے جمشید ثانی نے راہ مین کہا ای اندھو تمکین بھی کھڑی تھی اس کو نہ اٹھا لیا سب نے کہا یا خداوند ہم کو آپ کی جان کی پڑی تھی جلاد آ چکا تھا ہم کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو آپ پر ہاتھ مار دے مگر جب حکم دیجیے گا تب تمکین کو اٹھا لائین گے جمشید نے سیب لشکر آکر اس کا کہا یارو جب تک معشوقہ نہ آئیگی مین بارگاہ مین نہ جاؤنگا طیفور تاجدار کہ یہ ساتھ کھڑا تھا اسنے کہا یا خداوند مین ابھی جاتا ہون تمکین شیرین ادا کو لیکر آتا ہون یہ کہکے طیفور روانہ ہوا یہان تمکین

حاضر ہی بادشاہ جمجاہ فرما رہے ہین کہ مین اپنے عیار کا دھوم سے نکاح کرونگا فیروزہ نے
عرض کی کہ جب سب سردار آلین تب اس غلام کا عقد ہو بادشاہ نے فرمایا ای شمکین ہم تمھارے
طرفدار ہین میثاق کوہ گردان نے عرض کی کہ فیروزہ ہمارا فرزند ہی ایسی دھوم ہو کہ سرکار
بھی فرمائین کیا خوب سامان کیا سعد شہریار نے فرمایا بعد قتل جمشید یہ سامان زیبندہ ہوگا
مگر شمکین شیرین ادا یہ سُن کر دل مین خوش ہو رہی ہی کہتی ہی کیا قدر دانون کے جاؤن ایک
سے ایک بہتر ہی ملازمون کے ان کے کیا خوش نصیب ہین اتفاقاً شمکین کسی کام کو باہر نکلی
تھی کہ طیفور آکر پہونچا کڑک کر گرا اور شمکین شیرین ادا کو اُٹھا کرلے گیا خدمتگارون نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ایک ساحر آیا ملکہ شمکین شیرین ادا کو اُٹھا لے گیا یہ سُنکر
میثاق کوہ گردان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور سامنے سے جمشید کے شمکین شیرین ادا
کو لاتا ہون یہ کہکر میثاق نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
ای وزیر اعظم ہم خود جاتے ہین اور بنتا ہی تو شمکین کو لاتے ہین میثاق نے کہا غلام ضرور
آئیگا میرے فرزند کی شادی کسکے ساتھ ہوگی یہ سُنکر بادشاہ جمجاہ سوار ہوے سب شاہزادیان
رو رہی ہین اور کہتی ہین کیا غضب کی بات ہی کہ ہمارے حضور بارگاہ دشمن مین جاتے ہین
کل خبر پائی تھی کہ سترہ ہزار تاجدار و پہلوان دربار مین جمشید کے بیٹھے ہین وہ سب شاہ پر
حملہ کرینگے فیروزہ مرکب تیار کرکے لایا بادشاہ سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے
ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی صاحبقران بھی سوار ہوے فرماتے
تھے کہ سعد کے مزاج مین بڑی جہالت ہی مین بھی جاتا ہون اشقر پر سوار ہو کر چلے مرکب
بادرفتار ایسا عمدہ سوار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی اگر راہ مین کوئی نخل مل گیا تو
اُسے ٹھوکر مار کر گرا دیا اگر کوئی نالہ ملا تو اُسے فرا گیا اس طرح جاتا ہی کہ ہوا پیچھے رہی جاتی ہی
سایہ مرکب کا پیچھے رہا جاتا ہی بقول مصنف

نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون ÷	کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہی ÷
ہی عجب رنگ مشکین اُسکے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تا ہی میدان [illegible]	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی

ہر اک نعل ہی ہیچ بے مثال ⁂ قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

لیکن طیفور شکیبن شیرین ادا کو لیے ہوے سامنے جمشید ثانی کے آیا جمشید تخت پر بیٹھا ہوا ہی تمام امرا و وزرا حاضر ہین شکیبن کو طیفور نے سامنے بٹھا دیا جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت کہ بڑے ہین کہ تمنے یہ مکر کیا اگر قدرت تقدیر کرتے تو سب مسلمانون کو پتھر کا بنا دیتے مگر پھر رحم آیا کہ ان کو پیدا کیا ہی ان کو کیا مٹاؤن شکیبن شیرین ادا نے کہا یا خداوند خاموش رہیے آپ کے سب مکر کھل گئے اگر آپ کا کچھ بھی اختیار ہوتا تو آپ سعد شہریار کو زندہ نہ چھوڑتے لیکن اُن کا خدا نگہبان ہی میرا ابھی کچھ نہ کر سکیے گا یقین ہی کہ بادشاہ جہجاہ تشریف لائین اور مجھ کو رہا کر کے لیجائین جمشید ثانی نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ اگر مسلمان آئین تو سب گرفتار ہو جائین یا قتل ہون مین نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ گاو زمین بار نہین اٹھا سکتی اگر میرا لشکر غل مچائے تو لشکر اسلام کے کلیجے پھٹ جائین وہ زمانہ نکل گیا کہ بارگاہ مین گھس آتے تھے اب مشکل پڑ گئی وہ جماؤ ہین کہ پیک صبا کا نکلنا دشوار ہی ہان سردارو اپنا اپنا لشکر تیار کرو اور ساحرون کو حکم دیا کہ ہوا پر ٹھہراؤ میثاق کو بڑا گھمنڈ ہی اگر وہ ہوا پر آئے تو اس کو روک لینا سب سردار اُٹھے لشکر تیار کر کے کھڑے ہوے اور بڑے بڑے پہلوان دعوی کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جہجاہ مرکب اُڑاتے ہوے آتے تھے اور میدان مین نکلے میں بڑی ہوئین تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین وہین سے نعرہ کیا کہ ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ⁂ بہار گلستان کاؤس وجم ⁂ تجلی دہ بزم اسلامیان ⁂ نہال گلستان صاحبقران ⁂ نعرہ کر کے فوج پر آ پڑے دو چار کو جو قتل کیا سب سامنے سے ہٹے لڑتے ہوے بادشاہ صف اول سے گذرے دو پہلوان مریخ تیغ زن و عقاب جنگ جو صف سے نکلے اول مریخ نے للکارا کہ ای سعد آگے نہ بڑھنا سعد شہریار پلٹ پڑے مریخ نے

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار سپر رد کا روک کر تلوار علم کی اور للکارے کہ او
نامرد پیچھے نہ ہٹنا دوسری طرف سے عقاب جنگ جو آیا کہ صف اول پر نعرہ امیر ہوا
نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ⁂ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ⁂ یکے تیغ صمصام
و قمقام نام ⁂ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ⁂ دور سے آواز دی کہ او عقاب خبردار آگے نہ بڑھنا
ای شہریار ہوشیار رہیے بادشاہ جمجاہ پلٹے سامنے سے تومر بیخ نے وار کیا پشت پر سے
عقاب نے ہاتھ مارا بادشاہ نے جب دیکھا کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہوئے آتے ہیں دونون
کی کلائیان پکڑ لین تلوارین چھین کر پھینکدین اور پکار کر آواز دی دادا جان آپ تکلیف نہ کیجیے
مین ان سے سمجھ لونگا یہ فرما کر دونون کو اُٹھا لیا اور طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تلوار
ماردی دونون کو چورنگ کیا صف اول کو درہم و برہم کر کے دوسری صف پر آئے کئی
پہلوانون کو مارا صاحبقران زمان بھی لڑتے ہوئے آئے انھون نے آکر صف دوم کو
درہم و برہم کیا ایک طرف سے نعرۂ سرداران صاحبقران ہوا میثاق کوہ گردان
مع چالیس شاہزادیون کے لڑتا ہوا آیا آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شاہزادیون نے سحر کیا
کہ ایک ابر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا پانی ہو کر بہ گیا کئی لاکھ آدمی شاہزادیون
کے سحر سے مارے گئے مگر سعد شہریار لڑتے بھڑتے تا بہ دربارگاہ جمشید ثانی پہونچے جمشید
بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار لڑتے ہوئے دربارگاہ
پر پہونچ گئے ہین اور شاہزادیون کے سحر سے لشکر مین قیامت برپا ہے جمشید جھلا کر باہر
نکلا سعد شہریار کی جو نگاہ پڑی سعد نے للکارا کہ او نامرد کہانتک دعوی خدائی کریگا
بندگان خدا کو گمراہ کر چکا آج تیری قضا ہے جمشید ثانی نے دیکھا لشکر پر پانی برس رہا ہے فوراً
سحر کیا کہ پانی برسنا موقوف ہوا میثاق کے سحر سے آگ برس رہی تھی وہ آگ اہل اسلام
پر پلٹی اہل اسلام جلنے لگے کل لشکر آگیا ہے خوب جم کر تلوار چل رہی ہے ہزارہا اہل اسلام
جل جل کر گر رہے ہین خواجہ عمرو لڑتے ہوئے قریب صاحبقران کے آئے عرض کی اے
یار غضب ہوا سب اہل اسلام جل رہے ہین صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم الٰہی
پڑھ کر بادشاہ نے لوح طلسمی کو گردش دی تب وہ آگ موقوف ہوئی اہل اسلام بچے امیر

سعد کو اشارہ کیا کہ بارگاہ مین گھس جاؤ مین تمھارے ساتھ ہون مین بھی آتا ہون سعد نے
پردہ بارگاہ کا اُٹھا یا دیکھا نمکین سامنے بیٹھی ہی مگر ماران سیاہ نمکین کو لپٹے ہوے ہین نمکین
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای مالک لیل و نہار وای پروردگار مجھے اس آفت سے بچالے نظم

خدا ہستی باقلیم خداوندی خداوندا — تو ئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست وچہ در بالا — چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
تو رزاقی تو خلاقی خدائے جملہ آفاقی — تو ہستی والی عقبےٰ تو ہستی مالک دنیا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی — تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
تو ئی حاضر بہر محضر تو ئی ناظر بہر منظر — تو ئی ساکن بہر مسکن تو ئی قایم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری — عطا پوشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
تو ئی اول تو ئی آخر تو ئی ظاہر تو ئی باطن — نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

نمکین نے جو بادشاہ کی صورت دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپ کی بلا مین مبتلا
ہی بادشاہ نے پڑھ کر لوح کا جو عکس ڈالا وہ سب ماران سیاہ جسم سے نمکین کے گر کے
بادشاہ نے فرمایا چلو نمکین خود عیار بھی ہی تڑپ کر جو اُٹھی کئی ساحر قتل کیے پیچھے پیچھے بادشاہ
کے نیچہ لیے ہوے پشتی بانی کر رہی ہی جو پشت پر بادشاہ کی آیا اُسے نیچہ مار کر گرا دیا اِدہر
بھی لڑتے ہوے اندر آسکے فرمایا ای سعد کیا جرأت کی ہی تمھاری جرأت کا مین قائل ہوا
حقیقت مین کس زور و شور سے آئے ہو صاحبقران زمان نے جو سعد شہریار کی تعریف کی
اور زیادہ چمک کر لڑنے لگے مگر جمشید نے دور سے دیکھا کہ میرا سحر باطل ہوا میری فوج کے
لوگ جلے جاتے ہین آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر بارگاہ مین آیا دیکھا تمام بارگاہ لاشون سے
معمور ہی دریاے خون بہ رہا ہی بعضے تڑپ رہے ہین پکارتے ہین یا خداوند فریاد ہی جمشید
نے آکر زندون کو اُٹھوایا مردون کو پھکوایا افسرون سے صلاح کرنے لگا کیون یارو کیا
صلاح ہی کیا صورت فلاح ہی سب نے عرض کی طبل جنگی بجوائیے ابھی فقط دو سردار آئے ہین
[illegible] صاحبقران زمان دوسرے سعد ہی فقط دونون کے ساتھ فوج بہت کم ہی [illegible]
[illegible] لین گے آج کی جنگ کا خیال نہ فرمائیے ساحران [illegible] زیادہ [illegible] کرین [illegible]

جلا دین پھر دوکس کا مارنا کتنی بڑی بات ہو جمشید بھی غصہ مین تھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون
سے پوچھا کہ فوج ہماری کسقدر رہی ہرکارون نے عرض کی کہ فوج خداوند اس وقت پچاس لاکھ
ہو اور مسلمان دس لاکھ ہین جب ہم لوگ سحر کرین گے تو اہل اسلام کے کلیجے پھٹ جاوینگے
پہلوانون نے عرض کی ہم لوگ دعویٰ کرتے ہین کہ صاحبقران وسعد کو مارلین گے اس گھمنڈ
پر جمشید نے طبل جنگی بجوادیا یہ ایک مرد مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی سب نے یہ بھی کہا
کہ آج ہم لوگ بے سامان تھے جب تک تیار ہون تب تک وہ پلٹ گئے یا خداوند حکم دیجیے
کہ دس دس لاکھ کی پانچ صفین ہون جب اہل اسلام آئین تو ہر صف پر روکے جائین اُنکی جرأت
ہم دیکھین کہ کیونکر گذرتے ہین ہر صف مین چار چار سردار نامی موجود رہین جمشید کو یہ صلاح
پسند آئی اور حکم دیا کہ پانچ صفین جمین اہل اسلام کو بھی معلوم ہوا کہ خداوند کے بندون
نے بڑا سامان کیا ہو وہ تلوار پر چلے کہ اہل اسلام بھی دنگ ہون اپنی زندگی سے تنگ ہون
لیکن ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار صاحبقران
مین آئے دیکھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہین اور صاحبقران زمان دنگل آصفی پر ہین تمام سردار
بیٹھے ہین جن دیوانون کو صاحبقران زیر کرکے لائے ہین بیٹھے جھوم رہے ہین زنجیرین ہلا رہے
ہین کہ ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد
چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو جمشید ثانی نے طبل جنگی بجوایا ہو اور پانچ صفین جمین گی صاحبقران
نے فرمایا خدا اے ما بزرگ است ہان خواجہ عمرو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو
نقارخانے مین آئے داروغہ نقارخانے کے فلانہ چینی و کیانہ چینی برائے استقبال عمرو
اُٹھے دو دو اشرفیان نذر کی دین خواجہ عمرو نے نذرین اُٹھالین اور فرمایا مین جانتا ہون
کہ تمھاری آمد کم ہو اور خرچ زیادہ ہو جو تم نے پیش کیا وہ ہی ہم نے بھی قبول کر لیا یہ کہکے
چوب اُٹھائی نقارے پر لگائی سات سو نقارہ بجا بقول شاعر نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال +	زناہید مریخ کرد این سوال +
جہان را مگر روز آخر رسید +	سرافیل صور قیامت دمید

کز آواز او گوش گردون کر است	بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است

تمام لشکر میں آواز پہونچ گئی سب کو معلوم ہوا کہ کل جمشید سے مقابلہ ہے دیکھیں کل گردون دون
و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہو نظم

کہ فردا بکام کہ گردد فلک	درانداشیہ گردن کشان یک بیک
کرا تخت تابوت در بر کشند	کرا تاج اقبال بر سر نہند

دیکھیں کل کون نام پیدا کرتا ہے طلسم کشائی کی مدد میں کون کون مرتا ہے حقیقت میں لشکر اسلام
کا بڑا نام ہے مگر مقام افسوس ہے کہ رستم و جہانگیر و ابرج دلاور الدہر و بدیع و قاسم و مالک
و ملک منصور وغیرہ سب اسیر طلسم آئے ہیں مگر یہاں نہیں پہونچے لشکروں میں تیاریاں ہو رہی ہیں
اور تلواریں چرخ چڑھ رہی ہیں کہ عقل پیر چرخ کی چرخ میں ہے بعض لوگ تیروں کو زہر سے
آبدار ہی دے رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کل ایسا لڑیں کہ دشمن کو بھی معلوم ہو ایسے ایسے
سردار ہیں کہ جی چھوڑ دیے بعض جو کہ نامرد ہیں ڈھول بجا کے اپنے کو تیار کیا ہے اپنی زندگی بہت
عزیز جانتے ہیں کہہ رہے ہیں بھائی یہ نوکری تو جان کی آفت ہے ابھی دن کو لڑ چکے ہیں تجھے دکھا ہو گا
کہ ہم بھی جوان تھے چار کو گھیر کر مار لیا ایک نے نیزہ مارا لیکن میں نے دور سے تیر ہی مارے
میں حریف کے قریب نہیں جاتا یہ ضرور نہیں ہے کہ تلوار سے جنگ کرے چاہیے کہ دشمن کو خوب تنگ
کرے تم تو بیراہ سے سیر جانتے ہیں دوسرے نے کہا بھائی ہم بھی جائیں گے اور لڑنے والا باپ بیٹے
کو سمجھا رہا ہے کہ اے نور نظر قدم پیچھے نہ ہٹانا میرے سامنے سرخرو ہو کر آنا تب میں راضی ہونگا
نمک شاہی ادا کرو مدت سے نمک کھاتے ہیں ہمارے شاہ بہت آبرو کرتے ہیں پس بات
میں فرق نہ آنے پائے آج تک خدا نے بات رکھی ہر مقام پر سرخرو رہے اب ایسا نہ ہو
کہ بدنام ہو جائیں بیٹا کہہ رہا ہے اے والد نامدار آپ ضعیف ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جائیں
میں لڑونگا غرضکہ سب طرح کے لوگ جمع ہیں بقول شاعر فرد کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز لشکر کفار میں تلاطم ہو رہا ہے ایک سے ایک کہتا ہے کہ بھائی ہم تو سحر جانتے
ہیں تلوار کی لڑائی کو ہم کیا جانیں اور اہل اسلام بھی جنگ کے عادی ہیں دیکھیے کیا کیفیت
کیسی کیسی شفقت کی ہے تپ شانوں پر گوشت چڑھا ہے سپاہی بیدرد ہاتھ مار دیتے ہیں

پہنچا تا ہی لہذا ہم تو دور سے لڑتے ہین اگر سحر چل گیا تو سبحان اللہ اگر تاثیر نہ ہوئی تب بھی دور رہے تلوار کی لڑائی سے خداوند بچائین وہ وقت نہ دکھائین مگر سحر تیار کر رہے ہین اگر سحر بن گیا تو کل آگ برسا دین گے مسلمانون کو جلا دین گے بعضے بھاگے جاتے ہین کمید ان نے پوچھا خالصاحب کہان جاتے ہو خالصاحب نے جواب دیا کہ ہمارے پیٹ مین درد ہی دوا کھانے جاتے ہین بروقت جنگ آجائین گے کمیدان نے کہا بھائی وقت جنگ ضرور آجانا قدرت نے تاکید کی ہی ورنہ روزگار جاتا رہیگا وہ جوان بڑبڑاتا ہوا چلا گیا یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ہم نوکری سے باز آئے ہم وقت جنگ نہ آئین گے سامنے گاؤن ہی وہان ہمارے چچا رہتے ہین حال ہمکو دریافت ہو جائیگا اگر فتح ہوئی تو پھر آکر شریک ہونگے دونون لشکرون مین یہی ہنگامے ہین چار پہر رات تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب +
فوج انجم ہوئی گریزان سب

شہ خاور سپہر گرد ہوا +
رونق تخت لاجورد ہوا

ہوا میدان چرخ سے اکبار
ہوا انجم سپاہ رو بفرار

لشکر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ہین مگر صاحبقران جو بارگاہ سے نکلے لشکر کفار کا جماؤ دیکھ کر دل ہل گیا در دولت شاہنشاہی پر آئے تسبیح خاک شفا ہاتھ مین ہی یہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

نیست این حاجت کہ باشد در خزانہ مال جمع
بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع +

بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظہ کنند
آنچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع

چون نداری در جہان یک لحظہ امید حیات
چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع

کی بماند با وجود حیلہ و مکر و فریب
مال در دست سخی و آب در غربال جمع

چون سفر در پیش میداری تو پس دور و دراز
زادرہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع +

ہند یا روز قیامت پیش پیش حق شود +
آنچہ ز افعال تو گردد در دفتر اعمال جمع +

بیدار جو باہر آیا صاحبقران نے پوچھا برآمد ہوئے ہین سلطان گیتی ستان کیسے کیا دیر ہی چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے اب برآمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران کھڑے ہو گئے تا چدار و

سردار آکر جمع ہوئے کہ سامنے سے خواجہ عمرو دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار نورانی آتے ہین فوج کثیر ساتھ ہی تبلیغ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے ہمراہ ہی اور قیحطاس مردم در ساٹھ ہزار فوج سے ساتھ ہی یقین ہی کہ وقت جنگ پہونچ جائین کہ لال بردہ چیر خیمون پر کھنچا تھا سعد شہریار اس رنگ سے ہوئی کہ آگے آگے طفلان مہر صورت اشعار حمد الٰہی پڑھتے ہوئے وہ اشعار یہ ہین

نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک ٭ خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
فی الحقیقت ہست خاکت ابتدا و انتہا ٭ خاک بودی و دگر بارہ شوی ای یار خاک
جسم خاکی را چگونہ باشد امید قیام ٭ زانکہ گردد جوہر این خاک آخر کار خاک
در تلاش مال دنیا بندۂ خاکی چرا ٭ میکند برباد در ہر کوچہ و بازار خاک
خاک جسمت حق برای کار کردن آفرید ٭ حیف باشد گر بود یک لحظہ این بیکار خاک
سرمۂ چشم دل و جان میکند از صدق دل ٭ ہر کہ حاصل کرد زان دربار گوہربار خاک
ماندہ روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم ٭ فائدہ زین خاک بیزی یافت دنیادار خاک
قطرہ گر گردد بہ تاثیر نگاہ اولیا ٭ زر شود در دست مردان خدا ہر بار خاک
دولت عقبیٰ اگر خواہی و کنج عافیت ٭ بر سر دنیا بیفشان ہند یا ہر بار خاک

سامنے سے وہ طفلان ماہرو گذر گئے اُن کے بعد چند کہاریان تخت شاہنشاہی کا ندھون پر رکھے ہوئے دریاے جواہر مین غوطہ زن سُنہری مچھلیان سرون پر لگی ہوئین پیدا ہوئین اول صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی باقی جملہ سردارون نے سلام کیا سب کا سلام لیتے ہوئے سواری کوچۂ سلامت سے چلی فرد سیر دشت شہ کی سواری چلی وکیے تو کہ باد بہاری چلی طبل سکندر بجتا ہوا اس دھوم سے بادشاہ لشکر کو لیکر میدان مین آئے اور ایک جانب میثاق کوہ گردان چالیس شاہزادیان مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئین اسباب سحر جھولیون مین گاتیان باندھے ہوئے ملازم اُن کے ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر کھڑے ہین مگر صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل موج [illegible] ہر ہر صف کے آگے چار چار پہلوان گینڈون پر سوار چڑھے تیغے ہاتھ مین مثل فیل مجسم [illegible] ہین

مگر صاحبقران مجمع کفار دیکھکر متردد ہین خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ لشکر کفار بحساب ہی دیکھیے کیا ہو مجھکو بڑا خیال سعد شہریار کا ہی اب لشکر جمے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے

نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقشِ فنا ۔ نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفسِ بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی ۔ کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے ۔ گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگِ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمعِ اقبال ۔ جسکو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا
وہ گلِ تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ۔ ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخلِ ماتم ۔ کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ۔ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
اُنکی صورت کو ترستی ہی نگاہِ افسوس ۔ صورتِ نورِ نظر آنکھون مین تھی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجازِ مسیح ۔ خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین ہم اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین ۔ کیون مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو بہم رہتی تھین ۔ کیا ہوا ہم نفسو رابطۂ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزمِ نشاط ۔ نہ وہ اندازِ سخن ہی نہ زبان گویا
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے ۔ دفعتہً ہم سفرو ایسا ہمین بھول گئے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے غازیون کے چہرے سرخ ہوگئے قبضون پر ہاتھ پڑے کڑکیتون نے کڑکا کہکر آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین نکلے اور نام رستم و سام کا صفحۂ ہستی سے مٹادے یہ کہکر کڑکیت ہٹے جمشید کا تخت صفِ آخر پر ہی کئی سو پہلوان اسکو گھیرے کھڑے ہین جمشید نے سر اُٹھایا اشتعال خارہ شگاف نامے پہلوان گینڈا بڑھاکر سامنے جمشید کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان جمشید نے کہا جا تجھکو خداوندِ قدرت کے سپرد کیا اشتعال گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے قصد کیا تھا نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف فیروزہ تاجدار ایک طرف قحطلاس مردم درادر
ایک جانب دیواتہ بلند بالا زنجیرین ہلاتا ہوا ایک سمت اسلم قزاق پشت پر دو لاکھ فوج
آئے دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین جھوم رہا ہی نور الدہر نے مرکب بڑھایا مقابلے
مین اشغال کے پہونچے اشغال نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال سامنے آیا اشغال نے
نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ اُس کا رد کیا آپس مین نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نور الدہر نے
نیزہ اشغال کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ اُس کا ہوائی ہوا اشغال نے تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار
کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار سپر رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا نور الدہر نے ہاتھ
تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جو چمک کر گرا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے مصاحبین
نے جمشید سے کہا کیون یا خداوند جنگ مغلوبہ کا سامان کرین کہ لشکر اہل اسلام پامال ہو جائے
کوئی مسلمان بچنے نہ پائے جمشید چاہتا ہی کچھ جواب دون کہ ایک پہلوان ہی جسکو شاہور
بلند قد کہتے ہین گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند اجازت میدان جمشید
نے کہا اے شاہور جلدی کیا ہی یہی صلاح ہو رہی ہی کہ ابھی مغلوبہ نہ کرو بعد چند ساعت
دیکھا جائیگا اچھا میدان مین جاؤ مگر الگ سے مقابلہ کرو جہانتک ہو سکے قریب اس جوان کے
نہ جاؤ بلکہ مناسب یہ ہی کہ جاکر بادشاہ کو للکارو یقین ہی کہ تمھارے مقابلے مین آئینگے پھر تمھین
اختیار ہی جس طرح سے چاہنا مقابلہ کرنا ہر طرح غالب آؤ گے مگر لوح کے سالے سے بچنا
شاہور نے کہا کہ یا خداوند آپ طرز جنگ میرا جانتے ہین کہ حریف کو حربہ نہین کرنے دیتا
فوراً مار لیتا ہون صدہا پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوئے مجھپر کوئی وار نہ کرسکا مین
جاکر طلسم کشا کو للکارتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا ان جوانون کے
بھروسے پر طلسم کشائی کو آیا ہی میرے مقابلے مین تو آ مین بھی تو امتحان کرون کہ تمھاری جرات
کیسی ہی نور الدہر نے جو آواز شاہور کی سُنی جواب دیا کہ او مغرور تجھے بادشاہ سے کیا کام
ہی مین تیرا مقابل موجود ہون میدان مین تو آ یہ سُنکر شاہور نور الدہر پر جا پڑا تلوارین جھپٹ
جھپٹ کر مارنے لگا نور الدہر روک رہے ہین جب کئی وار کر چکا تب نور الدہر نے [illegible]
[illegible] پہلوان تجکو اپنی جرات پر بڑا ناز ہی کئی وار کر چکا دستور یہ ہی کہ ایک وار کر [illegible]

دوسرا حریف کا چاہتے ہین اب میرا وار تو قبول کر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہور نے اپنا سر
آگے کر دیا تلوار جو پڑی شاہور کے دو ٹکڑے ہوے وہ ٹکڑے زمین پر تڑپے بعد تھوڑی دیر کے
ویسے ہی دو پہلوان پیدا ہوے اور نور الدہر سے لڑنے لگے نور الدہر نے پھر ایک کو مارا
وہ بھی مرکر گرا اب تین ہوے جون جون نور الدہر قتل کرتے ہین وہ جوان بڑھتے جاتے ہین
بادشاہ نے جو یہ معاملہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ پایا کہ یہ جوان ساختۂ سحر جمشیدی ہین
مناسب ہی تم خود مقابلے مین جاؤ لوح چمکا دو تب ان جوانون سے مہلت ملیگی بادشاہ نے مرکب
بڑھایا دیکھا نور الدہر گھرے ہوے ہین چہار طرف سے وہ جوان حربہ کر رہے ہین نور الدہر
اپنے کو بچاتے ہین کہ بادشاہ نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان
فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاوس وجم ٭ تجلی دہ بزم اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭
اُن جوانون نے جو صدا سے نعرۂ سعد شہریار سُنی طرف صحرا کے بھاگنے لگے بادشاہ نے گھوڑا
بڑھایا ایک پر عکس لوح کا ڈالدیا جیسے ہی عکس لوح کا اُسپر پڑا ایک چیخ ماری اور جلنے لگا
سب جوان دوڑ کر اُسی سے لپٹ گئے سب جل کر خاک ہوے جمشید نے حکم دیا کہ ان جوانون کو
گھیر کر مار لو گھٹا کفر کی چلی بادشاہ نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا مرکب بڑھا دیا تیغہ طلسمی کھینچکر
جا پڑے نور الدہر کے برابر پہونچے صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ سعد گھرے ہوے ہین
اشقر بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ٭ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ٭
یکے تیغ صمصام و قمقام نام ٭ یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام ٭ بت کافران از جہان پاک کرد ٭ سر
سرکشان جملہ در خاک کرد ٭ نعرہ کرتے ہی فوج کفار پر جا پڑے مگر ساحرون نے آگ برسائی
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا آگ برسنا موقوف ہوئی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ
ہان یارو سحر سے نہ لڑو جنگ شمشیر و نیزہ کرو سب ساحر سحر کرنا موقوف کر کے تلوار سے جنگ
کرنے لگے مگر دیوانۂ بلند بالا جو کہ ساتھ نور الدہر کے آیا ہی اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کہ آقا گھر گئے ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو غضب ہوا ہمارے آقاے سُرخ کو گھیر لیا ہی چل کر
اُنکو بچاؤ یہ کہکر چوبدست ہلاتا ہوا بڑھا بارہ ہزار دیوا نے اس کی پشت پر چوبدستین ہلاتے
ہوے ستل مچاتے ہوے فوج مخالف پر جا پڑے جسپر چوبدست پڑی وہ بیہوش ہو ہو اِ ان

بارہ ہزار اسکے جو بیس ہزار جوان مارے جمشید نے ایک پہلوان کو اشارہ کیا کہ اس دیو اسنے
کو تو پکڑ لا وہ جوان جھومتا ہوا سامنے دیوانے کے آیا جیسے ہی دیوا نے نے چوبدست لگائی اس
پہلوان نے چوبدست تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی اُس پہلوان نے
دیوانے کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور زور کر کے اُٹھا لیا چرخ دیتا ہوا لیچلا دیوانہ غل مچاتا ہی کہ ای
آقائے سُرخ یہ مجکو لیے جاتا ہی مقام افسوس ہی کہ تم دیکھ رہے ہو اور مجکو رہا نہیں کرتے یقین
ہی کہ قتل ہو جاؤں نور الدہر نے جو دیکھا کہ دیوانے کو ایک جوان لیے جاتا ہی گھوڑا بڑھا کر
قریب آئے چاہا اُس جوان پر ہاتھ ماروں اُس جوان نے کلائی نور الدہر کی تھام لی اور کمر
میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور لیکر چلا قحطاس مردم دیدہ مرکہ دیکھ رہا تھا دیکھا آقا کو لیے جاتا
ہی بڑھ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان نے قحطاس کی بھی تلوار چھین لی اور قحطاس کو
بھی اُٹھا لیا بادشاہ نے بھی دیکھا کہ تینوں جوان گرفتار ہو گئے اور وہ جوان نعرے کرتا ہوا
جاتا ہی کہ منم پہلوان قدرت خداوند مجکو کون مار سکتا ہی میری قضا ہی نہیں کوئی کیونکر قتل
کریگا اُدھر سے لڑتے ہوے صاحبقران آتے تھے دیکھا کہ نور الدہر و قحطاس و دیوانے
کو اُٹھائے ہوے وہ جوان جاتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھ کر آواز دی وہ جوان رُک گیا اور خود گینڈا بڑھا کر سامنے صاحبقران کے
آیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پکار کر
آواز دی او جمشیدیان کردن سے کیا ہوتا ہی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے صاحب لوح
ہیں کوئی امر تیرا مخفی نہ رہیگا سب حال کھل جائیگا جمشید نے للکار کر آواز دی او حمزہ میں
اپنا مجکو نام بتا دیا کہ یہ جرأت نصیب ہوئی ورنہ کیا مجال تھی کہ میرے سامنے [illegible] ذلیل دیتا یہ
سامنے آتا ہی اس سے تو مقابلہ کر ایک پہلوان آ ہو [illegible] میں ہزار انتہا اشارہ کیا کہ حمزہ
کو تو کسے وہ جوان بڑھا صاحبقران نے اُس کو دیکھ کر چاہا کہ اسم اعظم پڑھیں اسم اعظم
فراموش ہو گیا صاحبقران حیران چار جانب دیکھ رہے ہیں کہ سعد شہر [illegible]
سے دیکھا کر دادا جان حیران کھڑے ہیں یقین کامل ہوا کہ دادا جان [illegible] نظر پڑا اسکے
[illegible] ان کشتہ میں گھوڑا بڑھا کر قریب صاحبقران [illegible]

عکس بڑا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اسم اعظم پڑھکر اُس جوان پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے جمشید یہ معرکہ دیکھ کر نہایت اُداس ہوا اور کہا یہ تقدیر قدرت سے ایسی ہی تھی کہ حمزہ بیکار ہو جائیگا مگر لوح سے کوئی چارہ نہین لوح کا جو عکس بڑا اسم اعظم کھل گیا اب دوسری تدبیر کرونگا یہ کہکر اسم سحر پڑھنے لگا ایک دستک دی کہ صحرا سے آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے اُس آواز مین یہ صدا تھی نظم

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا ... مٹانے کے لیے ہم کو بنایا
بشکلِ اشک ہون با قدر و بیقدر ... وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام ... عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
ہماری چشم کوئی آبلہ تھی ... جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاقِ شہادت تھا دمِ ذبح ... گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے ... عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا اسرمہ بھی شاید حُسن اغیار ... جو ایسا تیری آنکھو مین سمایا
مزہ جوشِ محبت نے یہ بخشا ... گلہ بھی شکر ہو کر لب پہ آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور ... خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی دردِ دل ہی ... کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
تبسم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ ... ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

صاحبقران نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا جو سب کے آگے ہے اُسپر لوح کا عکس ڈالو یہ نمود بے بود ہے بادشاہ نے لوح چمکائی اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ ای شہریار آپ مجکو کیا سمجھے ہین میرا نام ہے جام محبت جسنے میرے ہاتھ سے جام پیا وہ دیوانہ ہوا بادشاہ نے کہا جو لوح مجکو حکم دیگی وہی کرونگا وہ نازنین رونے لگی کہا ای شہریار آپ ایسا کلمہ فرماتے ہیں میری محبت دل مین نہین سمائی اگر میری محبت آپ کے دل مین رہیگی تو ہمیشہ آباد رہیے لیکن آپ نے نوشتہ لوح پر عمل کیا جو خوشی آپ کی مگر لوح کا عکس جو اُس نازنین

پھر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور سب عورتین اُس سے لپٹ گئین وہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوئین اور آواز آئی کشتی مرا نام من جام محبت بود مرتے ہی جام محبت کے کل لشکر مل گیا ہی جمشید شعبدے کر رہا ہی مگر جو شعبدہ کیا حکم نے لوح کے اُس کو مٹایا آخر جمشید نے حکم دیا کہ سب کو گھیر کر مار لو پچاس لاکھ فوج نے بلوہ کیا بادشاہ بہت متفکر ہین فرماتے ہین کہ فوج بےحساب ہی خدا ان کی بدعت سے بچائے دیکھیے انجام کیا ہوا ہی کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کرا لیا نہ ہو کہ سرداروں کو انتشار ہوا ہی بےنیاز وقت مدد ہی نظم

چون ید بیضا چو آید در ضیا روشن چراغ — روشنی بخشد دل تا بیاب را روشن چراغ
صورت خورمی شود نورش محیط سرزمین — چون برافروزد ز حسن بے لقا روشن چراغ
کی بود انوار ذات از دیدۂ مردم نہان — ماند اندر پردہ پوشیدہ کجا روشن چراغ
ہست ز انوار الٰہی در شبستان جہان — ابتدا روشن چراغ و انتہا روشن چراغ
سرزمین را حق عطا فرمود زان سان روشنی — کرد از خورشید بر اوج سما روشن چراغ
زین تجلی مطلع انوار ہر روز و شب است — ہست زین خورشید ہر صبح و مسا روشن چراغ
این غزل موزون نوشتی در زبان پارسی — کرد از طبع روشن ہند یا روشن چراغ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن مع اپنے سرداروں کے آکے پہونچے ایک ساحرہ موسوم بہ گلپوش ابر پر سوار ساٹھ ہزار ساحر دو لاکھ غیر ساحر اور بہت سے آدمخوار غل مچاتے ہوے آکر پہونچے آدمخواروں نے جو مجمع انسان دیکھا مُنھ کھول کر جا پڑے اور آدمخواروں نے جو آواز سنی کہ آقا نے نعرہ کیا سمجھے کہ ہم کو بھی حکم جنگ ہی جو سامنے آیا اُسکو چیر پھاڑ کر کھانے لگے رستم نے جھڑکا کہ تم کو منع کر دیا ہی کہ آدمیوں کا گوشت نہ کھایا کرو آدمخواروں نے کہا آقا اے نامدار بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمین گوشت کھانے کو منع کرتے ہین ہم کیونکر باز رہین ہماری تو یہ خوراک ہی یہ کہکر لڑنے لگے کسکی مجال ہی کہ آدمخواروں سے مقابلہ کرے رستم پیلتن نے آکر صفوں کو توڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر عرب [illegible] چو رستم لقب ❊ دیگر طلشاہ رومی شہ فیل زور ❊ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور [illegible] پہونچے پہلوانوں کو مارا اور آدمخوار غل مچاتے پھرتے ہیں یار دیو صفت کبھی نہیں [illegible] آدمی کو

چیر اور چیر کر کھا لیا مگر رستم کو دیکھکر مخالف بھاگتے ہین جسطرف حملہ کیا صفون کو درہم و برہم
کر دیا ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ آدمخوارون سے کون مقابلہ کرے یا خداوند بچائیے کہ دوسری گرد
صحرا سے اُڑی دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر مع اپنی فوج کے آکر پہونچے اور نعرہ کرکے لڑنے لگے
پھر ایکطرف سے گرد اُڑی شاہزادۂ خاور سپاہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچے کئی سو
سردار ساتھ ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم ؎ ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ✦
زنم تیغ بر ابر و نیزہ بہ ماہ ✦ زآب درم تیغ شستم زمین ✦ ہمہ باختر شد سپر سرنگین ✦ دیگر آفتاب
مشرق دین پروری ✦ شہسوار لال پوش خاوری ✦ پھر وہ ان کے شیر تاک تاجدار اور
آذر بت شکن و شاخسار جادو و سہاب گوہر پوش ہین و ہلال دیوانہ بھی زنجیر ہین
ہلاتا ہوا آتا ہے دونون شاہزادیون نے جو دیکھا کہ جنگ سحر ہو رہی ہے بڑھ کر سحر کیا کہ آگ
برسنے لگی اس کے بعد پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی ڈیڑھ لاکھ فوج
سے آکر پہونچے ملکہ میمونہ نازک ادا ایک اژدہے پر سوار آتے ہی سحر کرنے لگی ایکطرف
بدیع الزمان کے ہلال دیوانہ ایک پہلو پر بہمن بلند بالا مع ساٹھ ہزار جوانون کے ساتھ
ہی سحاب ابر شکن باپ ملکہ کا دمواج قطرہ زن مان ملکہ کی شریک ہے یہ بھی آتے ہی سحر
کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے مالک و لندھور بھی آئے پہلے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرۂ لندھور ؎ جزیرہ ہائے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان ✦ اگر نامم نمیدانی منم
لندھور بن سعدان ✦ مالک نے جو نعرۂ لندھور کی آواز سنی بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ مالک ؎
منم مالک اژدر خشمگین ✦ سپہ دار لشکر اہل دین ✦ مگر شاہزادۂ بدیع الزمان جو جنگ کرتے
ہوئے آتے تھے قاسم و جہانگیر کو جو دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان ؎
بدیع الزمانم کہ در روز کین ✦ کشم آسمان را بروے زمین ✦ زتیغم بسے ملک اسلام شد ✦
کہ ہر فتنۂ باختر نام شد ✦ دیگر موج برج خوبی شہ انجمن ✦ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✦ بدیع الزمان
کے نعرے کی صدا سن کر قاسم نے جہانگیر کو اشارہ کیا کہ کشتی گیر کو آگے نہ بڑھنے دو جہانگیر تلوار
کھینچ اُٹھے مگر ہمراہ بدیع الزمان جو جادوگرنیان ہین اُنھون نے بڑھ کر سحر کیا آ جمع ہو گیا
بدیع الزمان بیچ صف مین لڑ رہے ہین اور جہانگیر کنارے پر ہو گئے قاسم نے اشارہ کیا ہاتھ

غم نامدار بڑھ جاؤ جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای فرزند دیکھتے ہو فوجون کے کسقدر جماؤ ہین
گھوڑا بڑھ نہین سکتا قاسم کو بہت ناگوار ہوا سیارہ سے فرمایا کہ ای یار وفادار دیکھتے ہو کہ یہ
کشتی گیر تو وسط صف مین پہونچ گیا اور شاہزادہ جہانگیر کنارے پر لڑ رہے ہین سیارہ نے کہا
ای آقاے نامدار جرأت بدیع الزمان کا آپ ہی جواب دیسکتے ہین ادہر جمشید نے بلندی پر سے
دیکھا کہ فرزندان صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین ایک طرف رستم ایکطرف بدیع
و قاسم و جہانگیر و مالک کی دست چیبون کا جماؤ ہی اور جس طرف بدیع الزمان لڑ رہے
ہین لندھور بن سعدان ان کی پشت پر لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسقدر تیر کھائے ہین کہ تمام بدن غربال بنا ہی مگر مصروف جنگ ہین جس غول پر
ارادہ کیا جاپڑے بڑے بڑے ساحرون کو صاحبقران نے قتل کیا جو سامنے آیا ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا کئی دیواسلے امیر نے زیر کیے ہین وہ دیوا نے بھی لڑ رہے ہین ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی کہ جنگ مسلمانان کا کون جواب دے یا تو سب سردار الگ الگ تھے یا وقت پر
آکر شریک جنگ ہو گئے جو سردار آیا اسی طلسم کے تاجدارون اور پہلوانون کو مطیع کر کے
لایا وہ ہی ہماری جان کے دشمن ہین جمشید نے جو طرز جنگ مسلمانان دیکھا کہا کیون صاحبو اب
تم سب کی کیا صلاح ہی لڑائی تو یہ فتح نہ ہو گی رستم کے آدمخوارون نے قیامت برپا کی ہی جس
غول پر گرے ہزارون کو کھا گئے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے اور جنگ دیوانون کی وہ
آفت ہی کہ کوئی ان کو روک نہین سکتا جس غول پر گرے مارے چوبدستون کے پامال کر دیا یہ کہکر
بہت گھبرایا آخر سب نے کہا یا خداوند ہم آپ کی وجہ سے لڑ رہے ہین مسلمانون کا سامنا نہین
کر سکتے کہ سامنے گئے اور قتل ہوے آپ نکل جائیے ہم لوگ سمجھ لین گے خواہ اطاعت کرین گے
خواہ بھاگین گے جمشید نے جھولی سنبھالی پر پرواز پیدا کیے تخت کو اڑایا مگر میثاق کوہ گردان
نے جو دور سے دیکھا روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا جمشید جاتا
ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑا فساد کریگا حضور تیر ماریں مین جاکر گھیرتا ہون چالیسون شاہزادیکو
[illegible] سب شاہزادیان میثاق متفرق ہوے سب نے الگ الگ سحر کیے ان شاہزادیون کا
[illegible] میثاق کوہ گردان کا سر جمشید کو معلوم ہوا کہ سامنے دیوار سنگ [illegible]

پشت سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ کہان جاتے ہو ہم تمھاری تلاش مین آگے ہین اور تمھارے مشتاق ہین جمشید نے پلٹ کر دیکھا کئی سو شاہزادیان زیور پھولون کا پہنے ہوے اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین نظم

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی ترے افعی گیسو کا تصور
کرتی ہی مرے پیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو اُتری ہی کمر سے
سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص

یاد آتا ہی جب لطف طواف در ایجاب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اُٹھائے ہین دم مرگ تمھارے
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص

پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے
کرنے لگے بیبا خستہ پابند حیا رقص

ٹھوکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کرے دزد حنا رقص

خود رفتگی کیفیت محبت سے خبر کیا
مزدور کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سے خالی
بسمل ترے کرتے ہین دم ذبح نیا رقص

آنکھون کے اشارے کشش دلکو غضب ہین
ہر ہر تری انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیش لحد آکے صبا رقص

سوچو تو تسنیم آپ کی کس لطف سے گذری
برسون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

جمشید نے جب دیکھا کہ چارون طرف بلا نازل ہی کس طرف جاؤن جس طرف جاؤنگا بلا مین مبتلا ہونگا آخر طرف زمین کے چلا مگر میثاق کو للکارا کہ او نمک حرام تو نے بڑا فتور کیا مین کدھر جاؤن میثاق نے کہا طلسم کشا سے مقابلہ کیجیے آپ خداوند ہو کر بھاگے جاتے ہین جمشید نے کہا طلسم کشا کو مٹا کے جاؤنگا یہ کہتا ہوا زمین پر آیا سحر کرنے لگا وہ آندھی چلی کہ اندھیرا ہو گیا درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے سعد بن قباد نے جو دیکھا کہ اندھیرے مین کچھ نہین معلوم ہوتا لوح کو چمکایا جب لوح چمکی تب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ جمشید زمین پر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی آگ برس رہی ہی بادشاہ نے پھر لوح کو چمکایا آگ برسنا موقوف ہوئی اب

جمشید نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر سعد کو مار لو اول اشتقال سر ... در گیندا
چھیڑ کر آیا بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اشتقال کے دو ٹکڑے ہوے اسکے بعد میکال تیغ زن
آیا اسنے تیغ سے ہاتھ مارا کہ سعد شہریار کا شانہ نشانہ ہوا سعد زخم کھا کر مثل شعلۂ جوالہ مرکب کو مہمیز
کرنے لگے آواز دی او بے حیا دیکھ تیری لپشت پر کون کھڑا ہی وہ پہلوان پلٹا سعد شہریار نے
ہاتھ مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوے ایکطرف سے آواز آئی ای سعد بس اب شمشیر زنی کر چکے
تلوار پھینکدو سعد نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو للکارتا ہوا آتا ہی فیروزہ برابر کھڑا تھا
آواز دی ای شہریار لوح ملاحظہ کرکے اس سے مقابلہ کیجیے سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ یہ زنگی سحر ساختۂ جمشید ہی لوح کو اسکے بدن سے مس کرو جل جائیگا کہ زنگی برابر
آیا سعد حیران ہین کہ کیونکر لوح مس کرون وہ زنگی برس پڑا مہلت نہین لینے دیتا آخر سعد نے
بمشکل تمام لوح کو اُس کے جسم سے مس کیا زنگی جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
سیہ تاب جادو بود واضح ہو کہ اسی پہلوان اسی طور سے مقابلۂ سعد مین آئے اور مارے گئے
جمشید کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور سحر پڑھنا موقوف نہین کرتا سعد گھوڑے کو ٹھکرا کر قریب جمشید
کے پہونچے جمشید نے آگ مُنہ سے چھوڑی صدہا شعلے بھڑک بھڑک کر گرے سعد پر تاثیر نہوئی
جمشید نے نعرہ کیا ای اژدران جادو یہ وقت سخت ہی جلد آؤ یہ کہتے ہی صحرا مین روشنی ہوئی
ایک اژدہا مثل کوہ مُنہ سے آگ چھوڑتا ہوا سامنے آیا فیروزہ نے پھر پُکارا ای شہریار لوح
کو ملاحظہ کیجیے سعد نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اژدہے پر لوح پھینک مارو جب وہ اژدہا
قریب آیا تو سعد نے لوح پھینکی جمشید نے چاہا مین لوح کو روک لون جیسے ہی ہاتھ ڈالا ہاتھ
پر آبلہ پڑ گیا اُف کرکے لوح کو چھوڑا لوح کے گرتے ہی جھکا کہ اُٹھا لون سعد نے اوپر سے ہاتھ
مارا جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کیا کئی سپرین فولادی سر پر اس کے جم گئین گویا سینہ سپر
ہوگئین مگر کیا ہو سکتا تھا تیغ طلسمی نے سپرون کو کاٹا تڑپ کر جو وہان سے گرا جمشید ثانی کے
سر آ کے [illegible] جمشید کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی جمشید کے ہنگامۂ عظیم ہوا مگر ایک
وزیر اسکا بیران نقل کش باقی تھا نے لاش جمشید کا اُٹھا یا طرف طلسم زعفران زار کے بھاگا
بعد ... جمشید ... آکر ... پر سعد کے گرے کچھ بھاگ گئے کچھ ساتھ بیران کے گئے

سب طرف امن و امان ہو گیا جنگ برطرف ہوئی اب بادشاہ وہان سے بفتح و فیروزی قلعۂ طلسمی مین آئے یہانکے عجائب و غرائب ملاحظہ کیے یہ ہزبر سنگر بیٹی اسکی ملکہ نہنگ دریا نشین محل سے نکل آئی اور سعد شہریار پر عاشق ہوئی اسنے خزانے بتا کے مال نکلوایا کئی ہزار چھکڑا اسباب سے بھرا اس سب سامان کو ساتھ لیکر صاحبقران زمان مع اپنے سردارون اور جان نثارون کے طرف عمرو بیضہ باختر کے روانہ ہو گئے ادھر سعد شہریار نے انتظام کیا کہ سارے طلسم مین جسقدر دیر تھے اُن سب کو منہدم کرا دیا اور اُنھین مقامات پر مسجدین تعمیر کرائین جابجا حاکم و ناظم مقرر کیے اس انتظام سے فراغت فرما کے فیروزہ بن عمرو کا عقد ساتھ ملکہ تمکین شیرین کلام کے بڑی دھوم سے کیا اب یہ حقیر عرض کرتا ہے کہ اگر فیروزہ کی شادی کا بیان بتفصیل تحریر کرتا تو طول ہوتا اور ناظرین کا وقت عزیز فضول رائگان جاتا اس وجہ سے یہانپر تیسری جلد کو ختم کرتا ہون فقط

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص سہیل فرزند مصنف

بعد حمد محمود کل عالم معبود جن و ملائک و بنی آدم و نعت جناب سرور انبیا حبیب خدا صاحب قاب قوسین او ادنی و منقبت شیر بیشۂ ہیجا معین و مددگار اشرف انبیا جناب علی مرتضےٰ علیہم السلام یہ حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہے کہ جناب قبلہ و کعبہ حقیقت مین بےمثل و وحید ہین ناظرین تصور کرین کہ بعد طلسم ہوشربا دو جلدین اُسی ہوشربا کی بقیۂ طلسم ہوشربا نام رکھ کر تحریر کین جو کہ ناظرین نے ملاحظہ فرمائین اس بقیہ مین کوئی مضمون نہین چھوٹا احباب کو حیرت تھی فرما پھر بھی قلم اُٹھائیے گا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ قبلہ و کعبہ نے تار باندھ دیا کہ فـ

نورافشان بدیع ... کہ ہوشربا

مین لکھا بعد فتنۂ طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تحریر فرمایا بعد اسکے طلسم خیال سکندری تین جلدون مین تصنیف فرمایا ہومان نامہ کا ترجمہ کیا طلسم نوخیز جمشیدی یہ بھی کس آب و تاب سے تین جلدون مین نئے رنگ پر تحریر کیا لطف یہ کہ ہر جلد اور ہر داستان کا نیا مضمون تھا ایک سے دوسرا سے طرز جدا افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے ذی کمال کا انتقال ہو گیا حقیر کے نزدیک تو داستان گوئی اور سخن طرازی کا چراغ گل ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون نئے نئے ... اور عیارون کی عیاریان اور بہادرون کی ہنرآزمائیان اس طرح قلم برداشتہ